

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
وَيْصُ الْمَلِكِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
الْمَلِكِ الْمَلِكِ الْمَلِكِ

فَيْضُ الْمَلِكِ  
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
الْمَلِكِ الْمَلِكِ الْمَلِكِ

۲۱۲۰۱۹

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
الْمَلِكِ الْمَلِكِ الْمَلِكِ  
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
الْمَلِكِ الْمَلِكِ الْمَلِكِ



# فَيْضُ الْبَيِّنَاتِ

عَلَامَةُ مُحَمَّدٍ ابْنِ الْحَسَنِ سَيِّدِ الْكَوْنِ

وَأَرْوُجِهِ

## فَتْحُ الْبَيِّنَاتِ

ابْنُ حَجَرٍ الْعَسْقَلَانِيِّ

تَرْجُومَةُ صَحِيحِ نَجَائِ

تَقْدِيرُهُ

فَتْحُ مُحَمَّدٍ إِبْرَاهِيمَ السَّيِّدِ الْبَيِّنَاتِ

تَقْدِيرُهُ

فَتْحُ مُحَمَّدٍ إِبْرَاهِيمَ الْبَيِّنَاتِ

بِحَسَنِ اهْتِمَامِ

عَبْدِ الْلطِيفِ رَبَّانِي

حَافِظُ بَيْتِ الْمَدِينَةِ  
نِيَّوَارْدُو بَازَارِ لَاهُورِ

مَكْتَبَةُ صَحَابَةِ الْحَدِيثِ



www.KitaboSunnat.com

# فَيْضُ الْبَيِّنَاتِ

عَلَامَهُ مُحَمَّدٌ ابْنُ الْحَسَنِ سَيِّدِ الْكُوْتِ

اور ترجمہ

## فَتْحُ الْبَيِّنَاتِ

ابن حَجَرِ الْعَسْقَلَانِي

شرحٌ صَحِيحُ بَيِّنَاتٍ

جلد ۱۹

تقدیم

عَظِيمُ مُحَمَّدٍ ابْنِ عَمِيلٍ سَيِّدِ الْكُوْتِ

تصدیر

عَظِيمُ مُحَمَّدٍ ابْنِ عَمِيلٍ الْخَطِيبُ

بِحُسْنِ اهْتِمَامٍ

عَبْدُ الْوَلَّيْفِ رَبَّانِي

www.KitaboSunnat.com

حَافِظُ بَلَدِهِ مَجْمَعِ الْمَنَافِعِ

نِيوآرڈو بازار لاہور

042-37321823

0301-4227379

مکتبہ صحبۃ الحدیث



بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب

# فیض الباری ترجمہ فتح الباری

244. f.

ابووف

جلد ہفتم



علامہ ابوالحسن سیالکوٹی رحمہ اللہ

**محقق**

اگست 2009ء

## دوسرا ایڈیشن

مکتبہ اصحاب الحدیث

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

...

10000

قیمت کامل سیٹ

## حافظ عبدالوهاب

کپورنگ و پینڈنگ

0321-416-22-6

100

۱۹۹۷-۱۹۹۸

18719

# مکتبہ اصحاب الحدیث

حافظ یلارہ، پہلی منزل دوکان نمبر: 12، مچھلی منڈی اردو بازار لاہور۔

042-7321823, 0301 4227379



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

www.KitaboSunnat.com

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ  
أَمَّا بَعْدُ فَهَذِهِ تَرْجَمَةُ لِلْجُزْءِ الثَّاسِعِ عَشَرَ مِنْ صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ وَلَقَدْ أَتَى اللَّهُ لَانْتِهَائِهِ كَمَا وَلَقَدْ لَا بُدَّ لَهُ.

## سُورَةُ بَرَاءَةِ سورة براءت کی تفسیر کا بیان

**فائدہ:** یہ سورہ توبہ ہے اور یہ اس کا مشہور تر نام ہے اور اس کے سوا اس کے اور نام بھی ہیں جو دس سے زیادہ ہیں اور اس میں اختلاف ہے کہ اس کے اول میں بسم اللہ کیوں نہیں لکھی گئی سو بعض لکھتے ہیں اس واسطے کہ وہ تلواریں کے ساتھ اتری اور بسم اللہ امان ہے اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ جب اصحاب رضی اللہ عنہم نے قرآن کو جمع کیا تو ان کو شک ہوا کہ کیا یہ سورت اور انفال دونوں ایک سورت ہے یا دو سورتیں ہیں جدا جدا سو انہوں نے دونوں کے درمیان فرق کیا ساتھ اس طور کے کہ دونوں کے درمیان ایک سطر خالی چھوڑی نہ اس میں بسم اللہ لکھی اور نہ کچھ اور لکھا روایت کی ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عثمان رضی اللہ عنہ سے اور یہی معتمد ہے اور روایت کیا ہے اس کو احمد اور حاکم اور بعض اہل سنن نے۔ (فتح)  
﴿وَلِيَجْزِيَ كُلُّ شَيْءٍ أَذْخَلْتَهُ فِي شَيْءٍ﴾ وليجة کے معنی ہیں ہر چیز کہ داخل کرے تو اس کو ایک چیز میں یعنی راز دان۔

**فائدہ:** مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وَلَمَّا يَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةً﴾ یعنی نہیں پکڑا انہوں نے اللہ کے اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے علاوہ کسی کو راز دان۔

﴿الشُّقَّةُ﴾ السَّفَرُ یعنی اور شقہ کے معنی ہیں سفر بعید یعنی اس آیت میں

﴿وَلَكِنْ بَعْدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ﴾ اور بعض کہتے ہیں شقہ

وہ زمین ہے جس میں چلنا مشکل ہو۔

﴿الْخَبَالُ الْفَسَادُ﴾ یعنی خبال کے معنی ہیں فساد۔

**فائدہ:** مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿لَوْ خَرَجُوا فِيكُمْ مَا زَادُوكُمْ إِلَّا خَبَالًا﴾

﴿وَالْخَبَالُ الْمَوْتُ﴾ یعنی اور خبال کے معنی ہیں موت۔

**فائدہ:** بعض کہتے ہیں کہ صواب موتہ ہے اور وہ ایک قسم ہے جنون کی۔



﴿وَلَا تَقْتَبِي﴾ لَا تُؤْبَحِي.

کے معنی ہیں مجھ کو نہ جھڑک اور نہ ڈانٹ اور قنادہ سے روایت ہے کہ اس کے معنی ہیں کہ مجھ کو گناہ میں نہ ڈال یعنی گڑھا اور کڑھا کے ایک معنی ہیں یعنی ناخوشی۔

﴿كُرْهًا﴾ وَ ﴿كُرْهًا﴾ وَاحِدٌ.

فائدہ: اس آیت کی تفسیر ہے ﴿قُلْ انْفِقُوا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا﴾۔

یعنی مدخلا کے معنی ہیں گھسنے کی جگہ کہ اس میں گھسیں۔

﴿مَدْخَلًا﴾ يَدْخُلُونَ فِيهِ.

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿لَوْ يَجِدُونَ مَلْجَأًا اَوْ مَغَارَاتٍ اَوْ مَدْخَلًا﴾۔

یعنی بجمحون کے معنی ہیں جلدی کرتے ہیں یعنی اس

﴿يَجْمَحُونَ﴾ يُسْرِعُونَ.

آیت میں ﴿لَوْلَا اِلَيْهِ وَهَمٌ يَجْمَحُونَ﴾۔

یعنی لفظ موتفکات کہ آیت ﴿وَالْمُؤْتَفِكَاتِ اتَّهَمَ رَسُلَهُمُ بِالْبَيِّنَاتِ﴾ میں واقع ہے اس قول سے مشتق ہے کہ کہتے ہیں اتفکت یعنی الٹ گئی ساتھ اس کے زمین۔

﴿وَالْمُؤْتَفِكَاتِ﴾ اِنْفَكَّتْ اِنْقَلَبَتْ بِهَا الْأَرْضُ.

فائدہ: مراد اقوم لوط کی بستیاں ہیں۔

﴿أَهْوَى﴾ اَلْقَاهُ فِي هَوًى.

یعنی اھوی کے معنی ہیں ڈالا اس کو یعنی الثابتی کو گھر سے مکان میں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وَالْمُؤْتَفِكَةُ أَهْوَى﴾ اور نہیں واقع ہوا ہے یہ کلمہ سورۃ برأت میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سورۃ نجم میں ذکر کیا ہے اس کو بخاری نے اس جگہ واسطے موافقت مؤتفکات کے۔

یعنی لفظ عدن کے معنی آیت ﴿جَنَاتِ عَدْنٍ﴾ میں بیشکلی اور دوام کے ہیں کہا جاتا ہے عدنت بارض یعنی میں اس میں ٹھہرا اور اسی سے مشتق ہے معدن یعنی کہان اور کہا جاتا ہے فی معدن صدق یعنی بیچ اگنے کی جگہ میں۔

﴿عَدْنٍ﴾ خُلِدَ عَدْنَتْ بَارِضٍ أَيْ أَقَمْتُ وَ مِنْهُ مَعْدِنٌ وَ يُقَالُ فِي مَعْدِنٍ صِدْقٍ فِي مَنِيبٍ صِدْقٍ.

یعنی خوالف جو آیت ﴿رَضُوا بَانَ يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ﴾ میں واقع ہوا ہے جمع خالف کی ہے اور خالف وہ ہے جو میرے پیچھے رہے اور جائز ہے کہ مراد خوالف سے عورتیں ہوں یعنی خوالف جمع خالفہ کی ہو اور اگر جمع مذکر ہو تو نہیں پائے گئے بر تقدیر جمع ہونے کو

الْخَوَالِفِ الْخَالِفُ الَّذِي خَلَفَنِي فَقَعَدَ بَعْدِي وَمِنْهُ يَخْلُفُهُ فِي الْغَابِرِينَ وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ النِّسَاءُ مِنَ الْخَالِفَةِ وَإِنْ كَانَ جَمْعُ الذُّكُورِ فَإِنَّهُ لَمْ يُوجَدْ عَلَى تَقْدِيرِ جَمْعِهِ إِلَّا حَرْفَانِ فَارِسٌ وَ



فَوَارِسُ وَهَالِكٌ وَ هَوَالِكٌ.

اس کی کے مگر دو لفظ یعنی فواعل جمع فاعل کے وزن پر عرب کی کلام میں صرف دو ہی لفظ پائے گئے ہیں فوارس جمع فارس کی اور هوالمک جمع هالمک کی یعنی تو خوالف جمع مذکر نہیں بلکہ جمع مؤنث ہے۔

**فائدہ:** اور یہ حصر توڑا گیا ہے ساتھ شواہق جمع شاہق کے اور نواس جمع ناکس و جواج جمع جاج کے اور مراد ساتھ خوالف کے آیت میں عورتیں اور مرد عاجز ہیں اور لڑکے اور جمع کرنا اس کا جمع مؤنث کے لفظ پر واسطے تغلیب کے ہے اس واسطے کہ عورتیں اپنے غیروں سے زیادہ تھیں اور لیکن قول اللہ تعالیٰ کا مع الخالفین تو جمع کیا گیا ہے یہ لفظ اوپر وزن لفظ جمع مذکر کے واسطے تغلیب کے اس واسطے کہ وہی اصل ہے۔ (فتح)

﴿الْخَيْرَاتُ﴾ وَاحِدُهَا خَيْرَةٌ وَهِيَ  
یعنی خیرات جمع کا لفظ ہے اس کا واحد خیرۃ ہے اور اس کے معنی ہیں نیکیاں اور بھلائیاں۔  
الْفَوَاضِلُ.

**فائدہ:** مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وَأُولَئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ﴾۔

﴿مُرْجُونَ﴾ مُؤَخَّرُونَ.  
اور دوسروں کا کام ڈھیل میں ہے یعنی اس آیت کی تفسیر  
﴿وَأَخْرُونَ مُرْجُونَ لَا مَزَالَهُ﴾.

﴿الْشُّفَا﴾ شَفِيرٌ وَهُوَ حَدُّهُ.  
یعنی شفا کے معنی ہیں شفیر اور وہ حد اس کی ہے یعنی نہایت  
کنارہ اس کا۔  
www.KitaboSunnat.com

وَالْجُرُفُ مَا تَجَرَّفَ مِنَ السُّيُولِ وَالْأَوْدِيَةِ.  
اور جرف وہ زمین ہے جو پانی کے بہاؤ سے گرتی ہے  
**فائدہ:** اور ابو عبیدہ نے کہا کہ جرف کچے گڑھے کو کہتے ہیں اور یہ آیت بطور تمثیل کے ہے اس واسطے کہ جو کفر پر بنا کرے اس نے گرنے والی زمین کے کنارے پر بنا کی اور وہ زمین ایسی ہے جو گرتی ہے بہاؤ سے اور نہیں قائم رہتی بنا اوپر اس کے۔ (فتح الباری)

﴿هَارٍ﴾ هَائِرٌ يُقَالُ تَهَوَّرَتِ الْبَنَرُ إِذَا  
یعنی اور ہار کے معنی ہیں ہائر یعنی گرنے والی کہا جاتا ہے تھورت البئر جب کہ گر پڑے اور انہار کے بھی یہی معنی ہیں۔  
انْهَدَمَتْ وَانْهَارَ مِثْلُهُ.

﴿لَاوَاهُ﴾ شَفَقًا وَفَرَقًا وَقَالَ الشَّاعِرُ  
إِذَا مَا قُمْتُ أَرْحَلَهَا بَلِيلٌ تَأَوَّهَ أَهَةٌ  
الرَّجُلِ الْحَزِينِ.  
یعنی آیت ﴿ان ابراہیم لاواہ حلیم﴾ میں اواہ کے معنی ہیں بڑا نرم دل آہ مارنے والا واسطے خوف کے اپنے رب سے اور کہا شاعر نے جب میں کھڑا ہوتا ہوں کہ رات میں

اوٹنی کو کسوں تو آہ مارتی ہے مثل آہ مرد غناک کے۔

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جواب اور بیزاری ہے اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول سے ان مشرکوں کو جن سے تم نے عہد کیا تھا۔

اذان کے معنی ہیں خبر پہنچانا۔

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿وَيَقُولُونَ هُوَ اَذْنٌ﴾ کے یعنی وہ ہر ایک کا کلام سنتا ہے اللہ نے فرمایا ﴿قُلْ اَذْنٌ خَيْرٌ لَّكُمْ يَوْمَنَ بِاللّٰهِ﴾ یعنی تو کہہ کان (کا کچا) بہتر ہے تمہارے لیے کہ یقین لاتا ہے اللہ پر یعنی تصدیق کرتا ہے ساتھ اللہ کے۔

یعنی یہ دونوں لفظ اور مانند اس کی یعنی وہ لفظ کہ مادے میں مختلف اور معنی میں ایک ہوں قرآن میں بہت ہیں اور زکوٰۃ کے معنی ہیں بندگی اور اخلاص۔

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ﴾ کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں گواہی دیتے اس کی کہ سوائے اللہ کے کوئی لائق بندگی کے نہیں۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جو زکوٰۃ کی بندگی اور توحید کے ساتھ تفسیر کی ہے تو اس میں رد ہے واسطے حجت اس شخص کے جو حجت پکڑتا ہے ساتھ اس آیت کے اس پر کہ کفار مخاطب ہیں ساتھ فروع شریعت کے۔ (فتح)

یعنی اور یضاهون کے معنی ہیں مشابہت کرتے ہیں کافروں کے قول سے یعنی اس آیت میں ﴿یضاهون﴾ قول الذی کفروا۔

۴۲۸۷۔ ابو اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا میں نے براء رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ قرآن کی اخیر آیت جو پیچھے اتری آیت ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلْ اللّٰهُ يَفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾ ہے اور اخیر سورہ جو اتری سورہ برأت ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿بَرَاءَةٌ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾.

﴿اَذَانٌ﴾ اِعْلَامٌ.

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿اَذْنٌ﴾ يَصْدِقُ.

﴿تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا﴾ وَنَحْوَهَا كَثِيرٌ وَ الزَّكَاةُ الطَّاعَةُ وَالْاِخْلَاصُ.

﴿لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ﴾ لَا يَشْهَدُونَ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ.

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جو زکوٰۃ کی بندگی اور توحید کے ساتھ تفسیر کی ہے تو اس میں رد ہے واسطے حجت اس شخص کے جو حجت پکڑتا ہے ساتھ اس آیت کے اس پر کہ کفار مخاطب ہیں ساتھ فروع شریعت کے۔ (فتح)

﴿يُضَاهَوْنَ﴾ يُشَبِّهُونَ.

۴۲۸۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ أُخِرَ آيَةٌ نَزَلَتْ ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلْ اللّٰهُ يَفْتِيكُمْ فِي



الْكَلَالَةِ ﴿وَآخِرُ سُورَةٍ نَزَلَتْ بِرَأْنَةٍ﴾

فائدہ: لیکن آیت پس پہلے گزر چکی ہے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سورہ بقرہ کے بیان میں اور یہ کہ اخیر آیت جو اتری سود کی آیت ہے اور تطبیق یہ ہے کہ دونوں نے اس کو نقل نہیں کیا بلکہ ذکر کیا ہے انہوں نے اس کو استقراء سے باعتبار اس چیز کے کہ اطلاع پائی انہوں نے اوپر اس کے اور اولیٰ اس سے یہ ہے کہ مراد ہر ایک کی دونوں میں سے آخریت مخصوصہ ہے اور لیکن سورہ پس مراد بعض اس کا ہے یا اکثر اس کا نہیں تو اس میں بہت آیتیں ایسی ہیں جو حضرت ﷺ کی وفات کے سال سے پہلے اتریں اور واضح تر اس سے یہ ہے کہ اول برأت کا اترنا پیچھے فتح مکہ کے نویں سال میں جس سال صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور البتہ اتری آیت ﴿الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾ اور حالانکہ وہ سورہ ماندہ میں ہے دسویں سال میں پس ظاہر یہ ہے کہ مراد اکثر حصہ اس کا ہے اور اس میں شک نہیں کہ اس کا اکثر حصہ جنگ تبوک میں اتر اور وہ حضرت ﷺ کی سب سے پچھلی جنگ ہے اور آئندہ آئے گا کہ سب سے پیچھے سورہ ﴿اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ﴾ اتری اور اس کی وجہ تطبیق بھی آئندہ آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ اور البتہ کہا گیا ہے بیچ آخریت اترنے برأت کے کہ مراد بعض اس کا ہے سو بعض کہتے ہیں کہ آیت ﴿فَان تَابُوا وَاَقَامُوا الصَّلَاةَ﴾ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ اور اصح قول بیچ آخریت نزول آیت کے قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ﴾ جیسا کہ سورہ بقرہ میں پہلے گزر چکا ہے اور نقل کیا ہے ابن عبد السلام نے کہ اخیر آیت کہ اتری کلالہ کی آیت ہے پھر اس کے بعد حضرت ﷺ پچاس دن زندہ رہے پھر سورہ بقرہ کی آیت اتری۔ (فتح)

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ سو پھر زمین میں چار مہینے اور جان لو کہ تم نہ عاجز کر سکو گے اللہ کو اور یہ کہ اللہ رسوا کرنے والا ہے کافروں کو اور مسیحوا کے معنی ہیں چلو۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ وَأَنَّ اللَّهَ مُخْزِي الْكَافِرِينَ﴾ سِيحُوا سِيرُوا.

۴۲۸۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بھیجا اس حج میں یعنی جس میں حضرت ﷺ نے ان کو حاجیوں کا سردار بنا کر مکہ میں بھیجا پہلے جتہ الوداع سے مؤذنوں کی جماعت میں کہ بھیجا ان کو قربانی کے دن کہ حکم سنائیں کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی کافر شرک کرنے والا اور نہ گھوڑے گرد کبچے کے کوئی ننگا آدمی کہا حمید بن

۴۲۸۸۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ ابْنِ شِهَابٍ وَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ فِي تِلْكَ الْحَجَّةِ فِي مَوْذِنِينَ بَعَثَهُمْ يَوْمَ النَّحْرِ يُؤْذِنُونَ بِمَنَى أَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ

عبدالرحمن نے کہ پھر حضرت عائشہؓ نے ان کے پیچھے علیؓ کو بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ برأت کا حکم پہنچا دیں، کہا ابو ہریرہؓ نے منیٰ نے سو حکم پہنچایا ساتھ ہمارے علیؓ نے قربانی کے دن منیٰ والوں میں ساتھ بیزاری کے اور یہ کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی کافر شرک کرنے والا اور نہ گھوڑے گرد کبے کے کوئی ننگا آدمی۔

کہا ابو عبد اللہ یعنی بخاریؒ نے کہ اذانہم کے معنی ہیں خبر پہنچائی ان کو۔

الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ثُمَّ أَرَدَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْلِي بَنِ أَبِي طَالِبٍ وَأَمَرَهُ أَنْ يُؤْذِنَ بِبَرَاءَةِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَأَذَنَ مَعَنَا عَلِيٌّ يَوْمَ النَّحْرِ فِي أَهْلِ مَنَى بِبَرَاءَةِ وَأَنْ لَا يَحْجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ إِذَا نَهَمُ أَعْلَمَهُمْ.

فائدہ: کہا طحاوی نے مشکل الآثار میں کہ یہ حدیث مشکل ہے اس واسطے کہ حدیثیں اس قصے میں دلالت کرتی ہیں اس پر کہ حضرت عائشہؓ نے صدیق اکبرؓ کو برأت کے ساتھ بھیجا تھا پھر علیؓ کو ان کے پیچھے بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ حکم پہنچائیں پس کس طرح بھیجا ابو بکرؓ نے ابو ہریرہؓ کو اور ان کے ساتھیوں کو ساتھ حکم پہنچانے کے باوجود پھیرنے حکم کے ان سے علیؓ کی طرف پھر جواب دیا جس کا حاصل یہ ہے کہ صدیق اکبرؓ تھے سردار لوگوں پر اس حج میں بغیر خلاف کے اور علیؓ برأت کا حکم پہنچانے کے ساتھ مامور تھے اور شاید علیؓ تنہا برأت کا حکم لوگوں کو نہ پہنچا سکتے تھے اور محتاج ہوئے اس شخص کے جو ان کی اس پر مدد کرے سو ابو بکر صدیقؓ نے ابو ہریرہؓ وغیرہ کو ان کے ساتھ بھیجا تا کہ علیؓ کی اس پر مدد کریں پس حاصل یہ ہے کہ مباشرت ابو ہریرہؓ کی واسطے اس کے صدیق اکبرؓ کے حکم سے تھی اور تھے پکارتے ساتھ اس چیز کے کہ علیؓ ان کو سکھاتے اس چیز سے جس کے پہنچانے کا ان کو حکم تھا اور یہ جو حمید نے کہا کہ پھر حضرت عائشہؓ نے ان کے پیچھے علیؓ کو بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ لوگوں کو برأت کی خبر پہنچا دیں تو یہ قدر حدیث سے مرسل ہے اس واسطے کہ حمید نے اس واقع کو نہیں پایا اور نہ تصریح کی اس نے ساتھ سننے اس کے کی ابو ہریرہؓ سے لیکن ثابت ہو چکا ہے بھیجنا علیؓ کا کئی طریقوں سے پس روایت کی ہے طبری نے علیؓ سے کہا بھیجا حضرت عائشہؓ نے صدیق اکبرؓ کو ساتھ برأت کے اہل مکہ کی طرف اور ان کو حاجیوں کا سردار بنایا پھر مجھ کو اس کے پیچھے بھیجا سو میں ان کو جلا تو میں نے ان سے برأت کو لیا سو صدیق اکبرؓ نے کہا کہ کیا حال ہے میرا؟ فرمایا بہتر تو میرا ساقی ہے غار میں اور میرا ساتھی ہے حوض کوثر پر لیکن بات یوں ہے کہ نہ پہنچائے گا میری طرف سے کوئی سوائے میرے یا کوئی مرد مجھ سے اور روایت کی ہے ترمذی وغیرہ نے انسؓ سے کہا کہ حضرت عائشہؓ نے برأت کو صدیق اکبرؓ کے ساتھ بھیجا پھر علیؓ کو بلایا اور برأت پہنچانے کا حکم ان کو دیا اور فرمایا کہ نہیں لائق ہے کسی کو کہ پہنچائے یہ حکم مگر کوئی مرد میرے گھر والوں میں سے اور یہ واضح کرتا

ہے حضرت ﷺ کے قول کو جو دوسری حدیث میں ہے کہ نہ پہنچائے میری طرف سے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد خصوص قصے مذکورہ کا ہے نہ مطلق تبلیغ یعنی اس واسطے کہ مطلق تبلیغ احکام شرع کی ہر ایک شخص کو جائز ہے پس نبی تبلیغ کی علی بن ابی طالب کے غیر کو خاص اس قصے تبلیغ برأت میں ہے اور روایت کی ہے سعید بن منصور اور ترمذی وغیرہ نے زید بن یثیع سے کہا میں نے علی بن ابی طالب سے پوچھا کہ حضرت ﷺ نے تجھ کو کس چیز کے ساتھ بھیجا تھا؟ کہا ساتھ اس کے کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں مگر ایماندار آدمی اور نہ گھوٹے گرد کبے کے کوئی ننگا آدمی اور نہ جمع ہو مسلمان ساتھ مشرک کے حج میں بعد اس برس کے اور جس کے ساتھ عہد ہو تو اس کا کیا عہد اپنی مدت تک ہے اور جس کے ساتھ کوئی عہد و پیمان نہ ہو تو اس کے واسطے چار مہینے کی مہلت ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کلام اخیر کے اس پر کہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ﴾ خاص ہے ساتھ اس شخص کے جس کے واسطے مطلق کوئی عہد نہ تھا یا عہد تھا پر اس میں کوئی مدت معین نہ تھی مثلاً چار مہینے یا کم و بیش اور لیکن جس کے واسطے کوئی عہد تھا کسی مدت معین تک تو اس کا عہد اپنی مدت تک ہی قائم ہے پس روایت کی ہے طبری نے ابن اسحاق کے طریق سے کہا کہ وہ دو قسم کے لوگ تھے ایک قسم وہ لوگ تھے جن کے ساتھ عہد چار مہینے سے کم تھا سوان کو چار مہینے کے تمام ہونے تک مہلت دی گئی اور ایک قسم وہ لوگ تھے جن کے ساتھ عہد تھا بغیر مدت معین کے سو چھوٹی کی گئی وہ مدت چار مہینے تک اور نیز روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ چار مہینے اس شخص کے واسطے مدت ہے جس کے ساتھ عہد مقرر تھا بقدر چار مہینے کے یا اس سے زیادہ اور لیکن جس کے واسطے کوئی عہد نہ تھا تو اس کی مدت حرام کے مہینوں کا گزرتا ہے واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَإِذَا انْسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ﴾ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے مکے کے چند مشرکوں سے عہد کیا ہوا تھا سو سورہ برأت اتری سو ڈالا گیا طرف ہر ایک کی عہد اس کا اور ان کو چار مہینے کی مہلت دی اور جس کے ساتھ کچھ عہد نہ تھا تو اس کی مدت حرام کے مہینوں کا گزرتا ہے اور زہری سے روایت ہے کہ تھا اول چار مہینے کا نزدیک اترنے برأت کے شوال میں سو تھا اخیر ان کا اخیر محرم کا اور ساتھ اس کے تطبیق دی جاتی ہے درمیان ذکر چار مہینے کے اور درمیان قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَإِذَا انْسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ﴾ اور بعید جاتا ہے اس کو طبری نے اس اعتبار سے کہ ان کو خبر تو اس وقت پہنچی تھی جب کہ واقع ہوئی ساتھ اس کے ندا ذی الحجہ میں پس کیونکر کہا جائے گا کہ پھر لو چار مہینے اور حالانکہ نہیں باقی رہا تھا اس سے مگر کم دو مہینے سے اور یہ جو فرمایا کہ اس برس کے بعد یعنی بعد اس زمانے کے جس میں برأت کا حکم پہنچانا واقع ہوا۔ (فتح)

باب ہے بیچ تفسیر اس آیت کے اور حکم سنا دینا ہے اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول سے لوگوں کو دن بڑے حج کے کہ اللہ بیزار ہے مشرکوں سے اور اس کا رسول سوا اگر تم

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَأَذَانٌ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ أَنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ فَإِنْ تُبْتُمْ فَهُمْ

توبہ کرو تو تمہارے لیے بھلا ہے اور اگر تم منہ پھیرو تو جان لو کہ تم عاجز نہ کر سکو گے اللہ کو اور خوشخبری دے منکروں کو دکھ والی ماری۔

۴۲۸۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ بھیجا مجھ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بیچ اس حج کے پکارنے والوں کی جماعت میں بھیجا ان کو قربانی کے دن کہ پکاریں منیٰ میں یہ کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی کافر شرک کرنے والا اور نہ گھوے گرد کعبے کے کوئی ننگا آدمی۔ کہا حمید نے پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے پیچھے علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا سو ان کو حکم دیا کہ برأت کی خبر پہنچائیں۔ کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سو حکم پہنچایا ساتھ ہمارے علی رضی اللہ عنہ نے منیٰ والوں یعنی حاجیوں میں قربانی کے دن ساتھ برأت کے اور یہ کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی کافر شرک کرنے والا اور نہ گھوے گرد کعبے کے کوئی ننگا آدمی۔

خَيْرَ لَكُمْ وَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَأَعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ وَبَشِّرِ الَّذِينَ كَفَرُوا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٤٢٨٩﴾ اَذْنَهُمْ أَعْلَمَهُمْ.

۴۲۸۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي بِلَاقِ النَّحْبَةِ فِي الْمَوْذِنِينَ بَعَثَهُمْ يَوْمَ النَّحْرِ يُؤْذِنُونَ بِمَنَى أَنْ لَا يَحْجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ حُمَيْدٌ ثُمَّ أَرَدَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَأَمَرَهُ أَنْ يُؤْذِنَ بِرِأَاةٍ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَأَذَنَ مَعًا عَلِيٌّ فِي أَهْلِ مَنَى يَوْمَ النَّحْرِ بِرِأَاةٍ وَأَنْ لَا يَحْجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ حکم پہنچایا ساتھ ہمارے علی رضی اللہ عنہ نے قربانی کے دن اٹھ تو کرمانی نے کہا کہ اس میں اشکال ہے اس واسطے کہ علی رضی اللہ عنہ صرف اس بات کے ساتھ مامور تھے کہ برأت کا حکم پہنچائیں پس کیونکر حکم سنائیں گے ساتھ اس کے کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی کافر شرک کرنے والا پھر جواب دیا ہے ساتھ اس کے کہ علی رضی اللہ عنہ نے برأت کا حکم سنایا اور منجملہ اس چیز سے کہ شامل ہے اس پر برأت یہ ہے کہ نہ حج کرے بعد اس برس کے کوئی مشرک اور یہ حکم ماخوذ ہے اس آیت سے ﴿انما المشركون نجس فلا يقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا﴾ اور احتمال ہے کہ دونوں چیز کے پہنچانے کا ان کو حکم ہوا ہو برأت کا بھی اور اس چیز کا بھی جس کے ساتھ ابو بکر رضی اللہ عنہ مامور کر کے بھیجے گئے تھے۔ میں کہتا ہوں اور یہ جو کہا یؤذن بہرأاة تو اس میں مجاز ہے اس واسطے کہ ان کو حکم تھا کہ سورۃ برأت کی چند اور تیس آیتیں پہنچائیں انہما ان کے نزدیک اس آیت کی ہے ﴿ولو كره المشركون﴾ جیسا کہ طبری نے محمد بن کعب وغیرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نویں سال صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حاجیوں کا سردار بنا کر مکہ میں بھیجا اور علی رضی اللہ عنہ کو تیس یا چالیس آیات کے ساتھ بھیجا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ عرفات



میں آئے اور خطبہ پڑھا پھر کہا کہ اے علی! اٹھ کھڑے ہو اور حضرت ﷺ کا پیغام پہنچاؤ سو میں نے کھڑے ہو کر سورۃ برأت کی اول سے چالیس آیتیں پڑھیں پھر ہم پھرے یہاں تک کہ ہم نے جمرہ کو ننگر مارے سو میں خیمہ تلاش کرنے لگا تا کہ ان پر برأت پڑھوں اس واسطے کہ خطبے میں سب لوگ حاضر نہ تھے اور یہ جو کہا کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی مشرک تو یہ قول نکالا گیا ہے اس آیت سے ﴿فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا﴾ اور یہ آیت صریح ہے اس میں کہ مشرکوں کو مسجد حرام میں داخل ہونا منع ہے اگرچہ حج کا قصد نہ رکھتے ہوں لیکن چونکہ حج مقصود اعظم تھا اور اس سے ان کو صریح منع ہوا تو جو اس کے سوا ہے وہ بطریق اولیٰ منع ہوگا اور مراد ساتھ مسجد حرام کے اس جگہ سب حرم ہے اور داری اور نسائی اور ابن خزیمہ وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے پہلے برأت کو ساتویں ذی الحجہ کے دن پڑھا پھر اس کو قربانی کے دن پڑھا پھر اس کو کوچ کے دن پڑھا تو اس میں تطہیق یوں ہے کہ ان تین جگہوں میں تو علی رضی اللہ عنہ نے ساری سورت پڑھی اور لیکن ان کے سوا باقی وقتوں میں سو تھے پکارتے ساتھ احکام مذکورہ کے کہ نہ حج کرے بعد اس برس کے کوئی مشرک الخ اور تھے مد لیتے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس پکارنے میں اور واقع ہوا ہے یعلیٰ کی حدیث میں نزدیک احمد کے جب سورہ برأت کی دس آیتیں اتریں تو حضرت ﷺ نے ان کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کو مکہ والوں پر پڑھیں یعنی سوجب ذی الحلیفہ میں پہنچے تو فرمایا کہ نہ پہنچائے اس کو مگر کوئی مرد میرے گھر والوں میں سے پھر مجھ کو بلایا سو فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جا موسو جس جگہ کہ تم ان کو جا ملو اس سے برأت لے لینا سو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پلٹ آئے سو عرض کیا کہ یا حضرت! کیا میرے حق میں کوئی چیز اتری؟ فرمایا نہیں مگر یہ کہ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ ہرگز نہ پہنچائے آپ ﷺ کی طرف سے مگر آپ یا کوئی مرد آپ کا کہا عماد بن کثیر نے کہ نہیں ہے یہ مراد کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسی وقت فورا راہ سے پلٹ آئے بلکہ مراد یہ ہے کہ حج کر کے پلٹ آئے۔ میں کہتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی مانع اس سے کہ ظاہر پر محمول ہو یعنی اسی وقت پلٹ آئے واسطے قریب ہونے مسافت راہ کے اور یہ جو کہا کہ دس آیتیں تو مراد اول اس کا ﴿الْمُشْرِكُونَ﴾ ہے۔ (فتح الباری)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ﴾

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے مگر جن مشرکوں سے تم نے عہد کیا تھا۔

۴۲۹۰۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَعَثَهُ إِلَى الْحَجَّةِ الَّتِي أَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ

۴۲۹۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھیجا ان کو اس حج میں جس پر ان کو حضرت ﷺ نے سردار بنایا حجۃ الوداع سے پہلے ایک جماعت میں کہ لوگوں میں پکاریں یہ کہ بیشک نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی مشرک اور نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی ننگا آدمی، سو حمید راوی

کہتا تھا کہ قربانی کا دن حج اکبر کا دن ہے بسبب دلیل حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهَا قَبْلَ حَجَّةِ  
الْوَدَاعِ فِي رَهْطٍ يُؤَذِّنُونَ فِي النَّاسِ أَنْ لَا  
يُحِجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفَ  
بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ فَكَانَ حُمَيْدٌ يَقُولُ يَوْمُ  
النَّحْرِ يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ مِنْ أَجْلِ حَدِيثِ  
أَبِي هُرَيْرَةَ.

**فائدہ:** یہ جو کہا کہ قربانی کا دن حج اکبر کا دن ہے تو مدرج کیا ہے اس زیادتی کو شعیب نے زہری سے کما تقدم فی الجزية اور اس کا لفظ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ بھیجا مجھ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پکارنے والوں میں دن قربانی کے منی میں نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی مشرک اور نہ گھوے گرد کعبے کے کوئی ننگا اور حج اکبر کا دن قربانی کا دن ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کو اکبر کہا گیا بسبب کہنے لوگوں کے عمرے کو حج اصغر یعنی حج چھوٹا سو پھینکا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے طرف لوگوں کے اس برس میں عہد ان کا سونہ حج کیا سال حجۃ الوداع کے جس میں حضرت ﷺ نے حج کیا تھا کسی مشرک نے اتھی۔ اور یہ جو اس نے کہا کہ حج اکبر کا دن قربانی کا دن ہے تو استنباط کیا ہے اس کو حمید نے اس آیت سے ﴿وَإِذْ أَمَرَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ﴾ اور پکارنے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس کے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حکم سے قربانی کے دن پس دلالت کی اس نے کہ مراد ساتھ دن حج اکبر کے قربانی کا دن ہے اور شعیب کی روایت کے سیاق سے وہم پیدا ہوتا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خود اس کو لوگوں میں پکارا اور حالانکہ اس طرح نہیں پس تحقیق اتفاق ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایتوں کا اس پر کہ جو چیز کہ تھے پکارتے ساتھ اس کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے دو چیزیں تھیں ایک مشرک کو حج سے منع کرنا دوسرا ننگے کو طواف سے منع کرنا اور علی رضی اللہ عنہ بھی ان دو چیزوں کے ساتھ پکارتے تھے اور اتنا زیادہ کرتے تھے کہ جس کے واسطے عہد ہو تو اس کا عہد اس کی مدت تک ہے اور یہ کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں کوئی مگر مسلمان اور گویا کہ یہ اخیر جملہ مانند توطیہ کی ہے واسطے اس قول کے کہ نہ گھوے گرد کعبے کے کوئی مشرک اور لیکن جو حکم کہ اس سے پہلے ہے تو وہ حکم وہ ہے کہ خاص کیے گئے ساتھ پہنچانے اس کے کی علی رضی اللہ عنہ اور اسی واسطے علماء نے کہا ہے کہ حکمت بیچ بھیجے علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے یہ ہے کہ عادت عرب کی جاری ہوئی ہے ساتھ اس کے کہ نہ توڑے عہد کو مگر جس نے عہد کیا ہو یا جو اس کے اہل بیت سے ہو سو جاری رکھا ان کو حضرت ﷺ نے اس میں ان کی عادت پر اور اسی واسطے کہا کہ نہ پہنچائے میری طرف سے مگر میں یا کوئی مرد میرے اہل بیت سے اور روایت کی ہے احمد اور نسائی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جب کہ ان کو حضرت ﷺ نے برأت کے ساتھ مکے کی طرف بھیجا سو ہم پکارتے تھے

کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں مگر نفس مسلمان اور نہ طواف کرے گرد خانے کعبے کے کوئی ننگا آدمی اور جو شخص کہ اس کے اور حضرت ﷺ کے درمیان عہد ہو تو اس کی مدت چار مہینے ہے اور جب چار مہینے گزر جائیں تو اللہ بیزار ہے مشرکوں سے اور اس کا رسول بھی اور نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی مشرک سو میں پکارتا تھا یہاں تک کہ میری آواز بیٹھ گئی اور یہ جو کہا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہہا گیا ہے اکبر الخ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں نزدیک ابو داؤد کے مرفوع اس طور سے ہے کہ یہ کون سادن ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ قربانی کا دن ہے، فرمایا یہ دن حج اکبر کا ہے اور اختلاف ہے کہ حج اصغر یعنی چھوٹے حج سے کیا مراد ہے؟ جمہور اس پر ہیں کہ مراد عمرہ ہے موصول کیا ہے اس کو عبدالرزاق نے عبد اللہ بن شداد کے طریق سے جو ایک بڑا تابعی ہے اور موصول کیا ہے اس کو طبری نے ایک جماعت سے ان میں ہے عطاء اور شععی اور مجاہد سے روایت ہے کہ مراد حج اکبر سے قرآن ہے اور مراد اصغر سے افراد ہے اور دن حج اکبر کا قربانی کا دن ہے اس واسطے کہ اس میں کامل ہوتی ہیں باقی عبادتیں حج کی اور ثوری سے روایت ہے کہ حج کے دنوں کا نام حج اکبر رکھا جاتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے دن فتح کا اور تائید کی ہے اس کی سہیلی نے ساتھ اس کے کہ علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا ساتھ اس کے سب دنوں میں اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ اہل جاہلیت عرفات میں کھڑے ہوتے تھے اور جب قربانی کے دن کی صبح ہوتی تو سب لوگ مزدلفہ میں کھڑے ہوتے سو اس کو اکبر کہا گیا اس واسطے کہ اس میں سب لوگ جمع ہوتے تھے اور حسن سے روایت ہے کہ نام رکھا گیا ساتھ اس کے واسطے اتفاق حج تمام اہل ادیان کے بیچ اس کے اور روایت کی ہے طبری نے ابو حنیفہ کے طریق سے کہ حج اکبر کا دن عرفہ کا دن ہے اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ وہ قربانی کا دن ہے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ نو اں دن اور وہ عرفہ کا دن ہے جب گزر جائے پہلے وقوف عرفات سے تو نہیں فوت ہوتا ہے حج برخلاف دسویں دن کے اس واسطے کہ جب وقوف سے پہلے رات گزر جائے تو حج فوت ہو جاتا ہے اور ترمذی میں علی رضی اللہ عنہ سے مرفوع اور موقوف روایت ہے کہ حج اکبر قربانی کا دن ہے اور رائج موقوف ہونا اس کا ہے اور یہ جو کہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ہر ایک کی طرف اس کا عہد پھینکا تو یہ بھی مرسل ہے حمید کے قول سے اور مراد یہ ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو یہ حکم کھول کر پہنچایا اور بعض کہتے ہیں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہ اقتصار کیا حضرت ﷺ نے اور پر پہنچانے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے آپ کی طرف سے ساتھ برأت کے اس واسطے کہ وہ شامل ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی مدح کو سو حضرت ﷺ نے چاہا کہ اس کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے غیر سے سنواریں اور یہ غفلت ہے اس کے قائل سے اس کا باعث یہ ہے کہ اس نے گمان کیا کہ مراد پہنچانا ساری برأت کا ہے اور حالانکہ اس طرح نہیں واسطے اس کے کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ان کو تو صرف اس کے اول کے پہنچانے کا حکم تھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حج ذی الحجہ میں تھا برخلاف اس چیز کے جو منقول ہے مجاہد وغیرہ سے اور میں نے مغازی میں ان کے

قول نقل کیے ہیں اور وجہ دلالت کی اس پر کہ ان کا حج ذی الحجہ میں تھا یہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بھیجا مجھ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس حج میں قربانی کے دن اور اس میں حجت نہیں اس واسطے کہ قول مجاہد کا اگر ثابت نہ ہو تو مراد ساتھ دن نحر کے وہ وقوف کے دن کی صبح ہے برابر ہے کہ وقوف ذی قعدہ میں واقع ہوا ہو یا ذی الحجہ میں ہاں عمرو بن شعیب کے طریق سے روایت ہے کہا کہ کسی سال میں ایک مہینہ ٹھہراتے تھے اور کسی سال میں دو مہینے یعنی حج کرتے تھے ایک مہینے میں دو بار دو برسوں میں پھر تیسرے سال اس کے سوا اور مہینے میں حج کرتے تھے کہا پس نہیں واقع ہوتا ہے حج کے دنوں میں مگر ہر پچیس سال میں سوجب حج ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہوا تو موافق پڑا یہ سال حج کے مہینے کو پس نام رکھا اس کا حج اکبر اتفاق ہے سب روایتوں کا اس پر کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا حج نویں سال میں تھا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَقَاتِلُوا أَلِئْمَةَ الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ﴾  
باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ لڑو کفر کے سرداروں سے کہ البتہ ان کا کوئی عہد و پیمان نہیں۔

۴۲۹۱۔ زید بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے سو اس نے کہا کہ نہیں باقی رہا اس آیت والوں میں سے کوئی مگر تین آدمی اور نہ منافقوں میں سے مگر چار آدمی تو ایک گنوار نے کہا کہ بیشک تم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہو ہم کو خبر دو ہم نہیں جانتے سو کیا حال ہے ان لوگوں کا جو ہمارے گھروں میں نقب زنی کرتے ہیں اور ہمارے عمدہ مال چراتے ہیں؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ لوگ گنہگار ہیں یعنی یہ لوگ نہ کافر ہیں اور نہ منافق ہاں نہیں باقی رہے ان میں سے مگر چار آدمی ایک ان میں بہت بوڑھا ہے اگر ٹھنڈا پانی پیئے تو اس کی ٹھنڈک نہ پائے یعنی واسطے دور اور باطل ہونے خواش اس کی کے اور فاسد ہونے معدے اس کے کی سونہیں فرق کر سکتا درمیان رنگوں کے اور نہ ذائقوں کے۔

۴۲۹۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ حَذِيفَةَ فَقَالَ مَا بَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ هَذِهِ الْآيَةِ إِلَّا ثَلَاثَةٌ وَلَا مِنَ الْمَنَافِقِينَ إِلَّا أَرْبَعَةٌ فَقَالَ أَعْرَابِيُّ إِنَّكُمْ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُخْبِرُونَنَا لَا نَذَرِي فَمَا بَالُ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَنْفَرُونَ بَيُّوتَنَا وَيَسْرِقُونَ أَعْلَاقَنَا قَالَ أُولَئِكَ الْفَسَاقُ أَجَلُ لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ إِلَّا أَرْبَعَةٌ أَحَدُهُمْ شَيْخٌ كَبِيرٌ لَوْ شَرِبَ الْمَاءَ الْبَارِدَ لَمَّا وَجَدَ بَرْدَهُ.

فائدہ: اسی طرح واقع ہوا ہے اس حدیث میں مبہم یعنی ان تینوں کا نام معلوم نہیں اور کہا اسامعی نے کہ لائق یہ تھا کہ یہ حدیث سورہ ممتحنہ میں نقل کی جاتی اور شاید جس نے اس کو سورہ برأت میں بیان کیا ہے اس کی سند وہ حدیث ہے جو طبری نے زید بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے سو اس نے یہ آیت پڑھی ﴿فَقَاتِلُوا أَلِئْمَةَ الْكُفْرِ﴾ کہا کہ نہیں لڑائی ہوئی اس آیت والوں سے اور مراد ساتھ اس کے کہ نہیں لڑائی ہوئی ان سے یہ ہے کہ



نہیں واقع ہوئی لڑائی ساتھ ان کے واسطے نہ واقع ہونے شرط کے اس واسطے کہ آیت کا لفظ یہ ہے ﴿وَانْكَهْوَا اِيْمَانَهُمْ مِنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعْنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْا﴾ یعنی اگر اپنے قول قرار کے بعد اپنی قسمیں توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں طعن کریں تو لڑو کفر کے سرداروں سے سوجب نہ واقع ہوا ان سے توڑنا قسموں کا اور نہ طعن تو نہ لڑائی کی گئی ساتھ ان کے اور روایت کی ہے طبری نے سدی کے طریق سے کہا کہ مراد ساتھ اماموں کفر کے کفار قریش ہیں اور ضحاک سے کہ مراد ساتھ ائمہ کفر کے مشرکین مکہ کے سردار ہیں اور مراد ساتھ تین کے ابوسفیان بن حرب اور سہیل بن عمرو ہے اور چاروں منافقوں کے نام مجھ کو معلوم نہیں ہوئے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾  
باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو لوگ کہ گاڑ رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور نہیں خرچ کرتے اس کو اللہ کی راہ میں سوان کو خوشخبری سنا دکھ والی ماری۔

۴۲۹۲ - حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَكُونُ كَنْزُ أَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ.

۴۲۹۲ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا فرماتے تھے کہ تم میں سے کسی کا خزانہ قیامت کے دن گنجا سانپ ہوگا۔

فائدہ: اسی طرح وارد کیا ہے ساتھ اختصار کے اور وہ نزدیک ابو نعیم کے مستخرج میں اور طریق سے ہے ابو الیمان سے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کا مالک اس سے بھاگتا پھرے گا اور وہ اس کے پیچھے پڑے گا کہے گا میں تیرا خزانہ ہوں سو ہمیشہ اس کے پیچھے رہے گا یہاں تک کہ اس کو نگل جائے گا اور اس حدیث کی شرح کتاب الزکوٰۃ میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۴۲۹۳ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ قَالَ مَرَرْتُ عَلَى أَبِي دَرٍّ بِالرَّبَذَةِ فَقُلْتُ مَا أَنْزَلَكَ بِهَذِهِ الْأَرْضِ قَالَ كُنَّا بِالشَّامِ فَقَرَأْتُ ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾  
۴۲۹۳ - حضرت زید بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ابو ذر رضی اللہ عنہ پر ربذہ (ایک جگہ کا نام ہے نزدیک مدینہ کے) میں گزرا میں نے کہا کس چیز نے تجھ کو اس زمین میں اتارا؟ یعنی تم نے کس سبب سے اس جگہ رہنا اختیار کیا؟ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم شام میں تھے سو میں نے یہ آیت پڑھی جو لوگ کہ گاڑ رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور نہیں خرچ کرتے اس کو اللہ کی راہ

میں سو خوشخبری سنا ان کو دکھ کی مار کی سو کہا معاویہ رضی اللہ عنہ نے یعنی اور حالانکہ وہ اس وقت شام میں حاکم تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے کہ یہ آیت ہم مسلمانوں کے حق میں نہیں یہ تو صرف یہود اور نصاریٰ کے حق میں ہے میں نے کہا کہ بیشک ہمارے اور ان کے دونوں گروہوں کے حق میں ہے یعنی عام ہے کسی گروہ کے ساتھ خاص نہیں۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے جس دن آگ دہکا دیں گے اس مال پر دوزخ میں پھر داغیں گے اس سے ان کے ماتھے اور کروٹیں اور پٹھیں کہا جائے گا یہ ہے جو تم گاڑتے تھے اپنے واسطے اب چکھو مزہ اپنے گاڑنے کا۔

خالد بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نکلے سو اس نے کہا یہ وعید زکوٰۃ کے نازل ہونے سے پہلے تھی سو جب زکوٰۃ اتاری گئی یعنی فرض ہوئی تو ٹھہرایا اس کو اللہ نے سبب پاکی کا واسطے مالوں کے۔

باب ہے بیچ تفسیر اس آیت کی کہ بیشک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں جس دن پیدا کیے آسمان اور زمین ان میں چار مہینے ادب کے ہیں یہی ہے سیدھا دین یعنی ان چار مہینوں کا حرام ہونا یہی ہے سیدھا دین جو ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے اور قیم کے معنی قائم یعنی مستقیم۔

فائدہ: یعنی جب اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا تو سال بارہ مہینے کا ٹھہرایا۔

۳۲۹۴ - حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

نے فرمایا کہ بیشک زمانہ گھوم کر اپنی اصل حالت پر ویا ہو گیا

فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿۱۹﴾ قَالَ مُعَاوِيَةُ مَا هَذِهِ فِينَا مَا هَذِهِ إِلَّا فِي أَهْلِ الْكِتَابِ قَالَ قُلْتُ إِنَّهَا لَفِينَا وَفِيهِمْ.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ﴾.

وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَيْبٍ بْنِ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ هَذَا قَبْلَ أَنْ تَنْزَلَ الزَّكَاةُ فَلَمَّا أَنْزَلَتْ جَعَلَهَا اللَّهُ طَهْرًا لِلْأَمْوَالِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح زکوٰۃ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَلِكَ الدِّينُ الْقِيمُ﴾ هُوَ الْقَائِمُ.

۴۲۹۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ

حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ

جیسا اس دن تھا جب کہ اللہ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا تھا  
 برس بارہ مہینے کا ہے ان میں سے چار مہینے حرام ہیں یعنی ان  
 میں لڑنا بھڑنا درست نہیں، تین مہینے تو برابر لگے ہوئے ہیں سو  
 ذی قعدہ اور ذی الحجہ اور محرم اور چوتھا مضر کا رجب جو جمادی  
 الثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔

عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الزَّمَانَ قَدْ  
 اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ  
 وَالْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ  
 حُرُمٌ ثَلَاثُ مُتَوَالِيَّاتٍ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو  
 الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ  
 جُمَادَى وَشَعْبَانَ.

**فائدہ:** یہ جو کہا کھینٹہ یعنی گھوما گھومنا مثل حالت اپنی کے اور لفظ زمان کا بولا جاتا ہے تھوڑے وقت پر بھی اور بہت  
 وقت پر بھی اور مراد ساتھ گھومنے اس کے واقع ہونا نوں ذی الحجہ کا ہے اس وقت میں کہ داخل ہو اس میں سورج برج  
 حمل میں جس جگہ کہ برابر ہوتے ہیں رات اور دن اور یہ جو کہا کہ برس بارہ مہینے کا ہے یعنی برس عربی قمری اور ذکر کیا  
 ہے طبری نے اس کے سبب میں ابو مالک سے کہا کہ کافر برس تیرہ مہینے کا ٹھہراتے تھے پس کھوتے تھے دن اور مہینے اسی  
 طرح اور جو کہا کہ تین مہینے برابر لگے ہوئے ہیں تو اس میں اشارہ ہے طرف باطل کرنے اس چیز کے کہ تھے کرتے اس  
 کو لوگ جاہلیت کے زمانے میں مؤخر کرنے بعض حرام کے مہینوں سے سو کہتے ہیں کہ محرم کا نام مضر رکھتے تھے اور مضر کا  
 نام محرم رکھتے تھے تاکہ نہ جمع ہوں ان پر تین مہینے پے در پے کہ ان میں لڑنے کا موقع نہ پائیں پس اسی واسطے کہا کہ  
 تین مہینے پے در پے اور جاہلیت کے زمانے میں لوگ کئی قسم تھے بعض محرم کا نام مضر رکھتے تھے پس حلال جانتے تھے  
 اس میں لڑائی کو اور حرام ہوتی لڑائی صفر میں اور نام رکھتے اس کا محرم اور بعض ایک سال اس طرح کرتے تھے اور ایک  
 سال اس طرح کرتے تھے اور بعض دو سال اس طرح کرتے تھے اور دو سال اس طرح کرتے تھے اور بعض پیچھے ہٹاتے  
 تھے صفر کو ربیع الاول تک اور ربیع کو طرف اس چیز کی کہ اس کے متصل ہے اور اسی طرح لگا تار یہاں تک کہ ہوتا شوال  
 ذی قعدہ اور ذی قعدہ ذی الحجہ پھر پھر تا پس دو ہر اتنا عدد کو اصل پر اور یہ جو کہا کہ رجب مضر کا تو عرب میں مضر ایک قوم  
 کا نام تھا وہ رجب کو بہت مانتے تھے اس واسطے رجب کو ان کی طرف نسبت کیا برخلاف ان کے غیر کے پس کہا جاتا ہے  
 کہ ربیعہ کی قوم اس کے بدلے رمضان کو مانتے تھے اور عرب میں بعض وہ لوگ تھے جو ٹھہراتے تھے رجب اور شعبان  
 میں جو ذکر کیا گیا ہے محرم اور صفر میں پس حلال جانتے تھے لڑنا رجب میں اور حرام جانتے تھے شعبان میں اور جاہلیت  
 کے وقت لوگ حرام کے بعض مہینوں کو پیچھے ہٹاتے تھے پس حلال کرتے تھے حرام کے مہینے کو اور حرام کرتے تھے بدلے  
 اس کے اور مہینے کو یہاں تک کہ چھوڑی گئی تخصیص چار مہینوں کی ساتھ تحریم کے احیاناً اور واقع ہوئی تحریم طلقاً چار مہینوں  
 کی برس سے پس معنی حدیث کے یہ ہیں کہ مہینے پلٹ آئے طرف اس چیز کی کہ تھے اوپر اس کے اور باطل ہوئی نہیں یعنی

پیچھے ہٹا دینا مہینے کا اپنے وقت سے اور کہا خطابی نے کہ جاہلیت کے زمانے میں مخالفت کرتے تھے کافر سال کے مہینوں میں ساتھ حرام کرنے کے اور حلال کرنے کے اور آگے کرنے کے اور پیچھے ہٹانے کے واسطے اُن اسباب کے کہ پیش آتے ان کو ایک سبب ان میں سے جلدی کرنا ہے لڑائی میں پس حرام مہینے کو حلال جانتے تھے اور اس کے عوض اور مہینے کو حرام کرتے تھے پس بدل جاتے تھے اس میں مہینے سال کے سو جب کئی سال اسی طرح گزر جاتے تو زمانہ گھوم کر اپنی اصل حالت پر پھر آ جاتا سو جس سال حضرت ﷺ نے حجتہ الوداع کیا تو اتفاق سے ذی الحجہ کا مہینہ دونوں حساب سے ٹھیک پڑا اصل کے حساب سے بھی اور کافروں کے حساب سے بھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اب زمانہ گردش کھا کر اصل حساب پر ٹھیک ہو گیا ہے اب کوئی اس حساب کو نہ بگاڑے۔ (فتح)

بابُ قَوْلِهِ «ثَانِي اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا» أَيْ نَاصِرُنَا السَّكِينَةُ فَعِيلَةٌ مِنَ السَّكُونِ. فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف ان دو آیتوں کے ﴿ان اللہ معنا﴾ اور ﴿فانزل اللہ سکینتہ علی رسولہ﴾۔

۴۲۹۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا حَبَّانٌ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ حَدَّثَنَا أَنَسُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَارِ فَرَأَيْتُ أَثَارَ الْمُشْرِكِينَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ رَفَعَ قَدَمَهُ رَأَانَا قَالَ مَا ظَنَنْكَ بَاثْنَيْنِ اللَّهُ تَالِيَهُمَا.

۴۲۹۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ حِينَ وَقَعَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ ابْنِ الزُّبَيْرِ قُلْتُ أَبُوهُ الزُّبَيْرُ وَأُمُّهُ أَسْمَاءُ وَخَالَتُهُ عَائِشَةُ وَجَدُّهُ أَبُو بَكْرٍ وَجَدَّتُهُ صَفِيَّةُ فَقُلْتُ لِسُفْيَانَ إِسْنَادُهُ فَقَالَ حَدَّثَنَا فَشَغَلَهُ إِنْسَانٌ

۴۲۹۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے کہا جب کہ اس کے اور ابن زبیر کے درمیان گفتگو واقع ہوئی میں نے کہا کہ اس کا باپ زبیر ہے اور اس کی ماں اسماء ہے اور اس کی خالہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہے اور اس کا نانا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے اور اس کی دادی صفیہ رضی اللہ عنہا ہے، عبد اللہ بن محمد کہتا ہے سو میں نے سفیان سے کہا کہ اس کی اسناد کیا ہے؟ اس نے کہا حدیث پھر مشغول کیا اس کو ایک آدمی نے اور نہ کہا اس نے ابن جریج۔



وَلَمْ يَقِلْ ابْنُ جُرَيْجٍ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ جب کہ اس کے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے درمیان گفتگو واقع ہوئی یعنی بسبب بیعت کے اور اس کا بیان یوں ہے کہ جب معاویہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ یزید بن معاویہ کی بیعت سے باز رہے یعنی انھوں نے یزید کی بیعت سے انکار کیا اور اس پر بہت اصرار کیا یہاں تک کہ یزید نے مسلم بن عقبہ کو لشکر دے کر مدینہ پر بھیجا پس واقع ہوئی لڑائی حرہ کی یعنی مدینے سے باہر پتھریلی زمین میں لڑائی واقع ہوئی پھر یزید کا لشکر مکے کی طرف متوجہ ہوا سوان کا امیر مسلم مر گیا پھر شامی لشکر کا سردار حصین بن نمیر ہوا سوان نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو مکے میں گھیرا اور منجنتی سے خانے کعبے میں آگ چھینکی یہاں تک کہ خانہ کعبہ جل گیا پھر اچانک ان کو یزید کے مرنے کی خبر پہنچی تو وہ لشکر شام کی طرف پلٹ گیا اور قائم ہوئے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کعبے کے بنانے میں پھر ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اپنی بیعت کی طرف بلایا سوان کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی اور اہل حجاز اور مصر اور عراق اور خراسان اور اکثر اہل شام نے ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کی پھر غالب ہوا مروان شام پر سواقتل کیا اس نے ضحاک بن قیس سردار کو جو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے مرج راہط میں حاکم تھا اور گزرا مروان طرف مصر کی اور غالب ہوا اوپر اس کے اور یہ سب واقعہ ۶۳ء میں ہوا اور کامل ہوئی بنا کعبے کی ۶۵ء میں پھر ۶۵ء میں مروان مر گیا اور اس کا بیٹا اس کا جانشین ہوا اور غالب ہوا مختار بن ابی عبید کو فہ پر سو بھاگا وہاں سے جو شخص کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے تھا اور محمد بن علی بن ابی طالب معروف ابن حنفیہ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ دونوں کے میں مقیم تھے جب سے حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے سو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے اپنی بیعت طلب کی وہ دونوں بیعت سے باز رہے اور کہا کہ ہم بیعت نہیں کرتے یہاں تک کہ جمع ہوں لوگ ایک خلیفے پر اور ایک جماعت نے اس امر میں ان دونوں کی پیروی کی سوان ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان پر سختی کی اور ان کو قید کیا یہ خبر مختار کو پہنچی اس نے ان کی طرف ایک لشکر تیار کر کے بھیجا سو لشکر نے دونوں کو مکے سے نکالا اور ان سے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے لڑنے کی اجازت مانگی سو دونوں اجازت دینے سے باز رہے اور طائف کی طرف نکلے اور وہاں رہے یہاں تک کہ ۶۹ء میں ابن عباس رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اور ابن حنفیہ نے ان کے بعد رضوی کی طرف کوچ کیا جو نام ہے ایک پہاڑ کا منبع میں اور وہاں رہے پھر شام میں داخل ہونے کا ارادہ کیا سوایلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ۳۷ء میں فوت ہوئے اور یہ واقعہ پیچھے قتل ہونے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ہے صحیح قول پر اور گمان کیا ہے فرقہ کیسانہ نے کہ ابن حنفیہ زندہ ہے اور پینک وہی ہے مہدی اور یہ کہ وہ نہ مرے گا یہاں تک کہ ساری زمین کا مالک ہوگا اور اسی قسم کی ان کی اور بہت خرافات ہیں نہیں ہے یہ جگہ ان کے بیان کرنے کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ چھانٹا ہے میں نے اس کو طبقات ابن سعد اور تاریخ طبری وغیرہ سے واسطے بیان کرنے مراد کے ساتھ قول ابن ابی ملیک کے جب کہ اس کے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے درمیان گفتگو واقع ہوئی۔ اور واسطے قول اس کے دوسرے

طریق میں سو میں صبح کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا تو میں نے کہا کہ کیا تو چاہتا ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑے اور واسطے قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لوگوں نے کہا یعنی جو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف تھے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر میں نے کہا اور کہاں ہے یہ امر خلافت کا دور اس سے یعنی وہ اس کا مستحق ہیں واسطے اس چیز کے کہ ان کے واسطے ہے مناقب مذکورہ سے لیکن باز رہا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیعت سے واسطے اس چیز کے کہ ہم نے ذکر کی اور روایت کی ہے فاکہی نے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن حنفیہ دونوں مدینہ میں تھے پھر مکے میں آ رہے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے بیعت چاہی سو دونوں نے نہ مانا یہاں تک کہ جمع ہوں کسی خلیفے پر تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان پر تنگی کی تو دونوں نے عراق کی طرف ایلچی بھیجا تو چار ہزار آدمیوں کا ایک لشکر ان کی طرف آیا سو لشکر نے دونوں کو قیدی پایا سو ان کو چھڑا کر طائف میں لائے اور یہ جو کہا کہ نہیں کہا سفیان نے ابن جریج کو ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اس کے واسطے تحدیث کے ساتھ تصریح کے لیکن چونکہ نہ کہا ابن جریج تو احتمال ہے کہ ارادہ کیا ہو کہ ان کے درمیان کوئی واسطہ داخل کرے اور احتمال ہے کہ واسطہ نہ داخل کرے اور اسی واسطے مدد لی ہے بخاری نے ساتھ نکالنے حدیث کے اور وجہ سے ابن جریج سے۔ (فتح)

۴۲۹۷۔ ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ گفتگو تھی سو میں صبح کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا سو میں نے کہا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑو؟ یعنی اس واسطے کہ تو اس سے بیعت نہیں کرتا سو تو حلال کرے لڑنا اللہ کے حرم میں؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں اس کام سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں بیشک اللہ نے مقدر کیا ہے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو اور بنو امیہ کو حلال کرنے والے یعنی وہ حرم مکہ میں لڑنے کو جائز جانتے تھے اور قسم ہے اللہ کی البتہ میں اس کو کبھی نہیں حلال کروں گا کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لوگ کہتے تھے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیعت کرو سو میں نے کہا اور یہ خلافت اس سے بعید نہیں یعنی وہ اس کے مستحق ہیں یعنی اس واسطے کہ ان کا باپ تو حضرت ﷺ کا خالص مددگار ہے یعنی زبیر رضی اللہ عنہ اور اسی طرح نانا اس کا سو صاحب غار ہے یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ماں اس کی تو ذات النطاق

۴۲۹۷۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ وَكَانَ بَيْنَهُمَا شَيْءٌ فَقَدَوْتُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ أَتُرِيدُ أَنْ تَقَاتِلَ ابْنَ الزُّبَيْرِ فَسُجِّلَ حَرَمَ اللَّهِ فَقَالَ مَعَاذَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَابْنِي أُمَيَّةَ مُحِلِّينَ وَإِنِّي وَاللَّهِ لَا أُحِلُّهُ أَبَدًا قَالَ قَالَ النَّاسُ بَايَعَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَقُلْتُ وَآيِنَ بَهَذَا الْأَمْرِ عَنْهُ أَمَّا أَبُوهُ فَحَوَارِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ الزُّبَيْرَ وَأَمَّا جَدُّهُ فَصَاحِبُ الْغَارِ يُرِيدُ أَبَا بَكْرٍ وَأُمُّهُ فَلَدَاتُ النِّطَاقِ يُرِيدُ أَسْمَاءَ وَأَمَّا خَالَتُهُ فَأُمُّ الْمُؤْمِنِينَ يُرِيدُ عَائِشَةَ وَأَمَّا عَمَّتُهُ فَزَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

ہے یعنی اسماء رضی اللہ عنہا اور اسی طرح خالہ اس کی سوا ایمانداروں کی ماں ہے یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور اسی طرح پھوپھی اس کی تو حضرت عائشہ کی بیوی ہے یعنی خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور اسی طرح حضرت عائشہ کی پھوپھی سو اس کی دادی ہے یعنی صفیہ رضی اللہ عنہا پھر وہ عقیف ہے اسلام میں قاری ہے قرآن کا قسم ہے اللہ کی اگر بنو امیہ مجھ سے سلوک کریں تو بسبب قربت کے سلوک کریں اور اگر میری پرورش کریں تو میری پرورش کریں بزرگ خاندان یعنی حسب میں سو مقدم کیا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھ پر توثیقات کو اور اسماء کو اور حمیدات کو مراد ان کی چند بطن ہیں بنی اسد کے توثیت سے اور بنی اسامہ سے اور بنی اسد سے بیشک بنو ابن ابی العاص یعنی عبدالملک بن مروان بن حکم ظاہر ہوا اس حال میں کہ چلتا تھا ناز اور نخرے سے اور اسی یعنی ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی دم مروڑی۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ خَدِيجَةَ وَأَمَّا عَمَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَدَّتُهُ يُرِيدُ صَفِيَّةَ ثُمَّ عَفِيفٌ فِي الْإِسْلَامِ قَارِئُ الْقُرْآنِ وَاللَّهُ إِنَّ صَلَوَنِي وَصَلَوَنِي مِنْ قَرِيبٍ وَإِنْ رَتَّبُونِي رَبَّنِي أَكْفَاءَ كِرَامٍ فَائِزِ التَّوْحِيدِ وَالْأَسْمَاءِ وَالْحَمِيدَاتِ يُرِيدُ أَبُطَنًا مِنْ بَنِي أَسَدٍ بَنِي تَوَيْتٍ وَبَنِي أَسَامَةَ وَبَنِي أَسَدٍ أَنَّ ابْنَ أَبِي الْعَاصِ بَوَّزَ يَمْشِي قَدَمِيَّةَ يَعْنِي عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ وَإِنَّ لَوِي ذَنْبَهُ يَعْنِي ابْنَ الزُّبَيْرِ.

**فائدہ:** یہ جو کہا کہ اللہ نے مقدر کیا ہے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو الخ تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منسوب کیا گیا ابن زبیر رضی اللہ عنہ اس کی طرف اگرچہ امیہ کی اولاد ہی نے پہلے پہل اس کے ساتھ لڑائی شروع کی تھی اور اس کو گھیرا تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پہلے پہل لڑائی ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے شروع ہوئی کہ اس نے ان کو اپنی جان سے ہٹایا اس واسطے کہ اس کے بعد اللہ نے ان کو اس سے رد کیا گھیرا اس نے بنی ہاشم کو تا کہ اس سے بیعت کریں پس شروع کیا اس نے اس چیز میں کہ خبر دیتی ہے ساتھ مباح ہونے لڑائی کے حرم میں اور شاید کہ بعض لوگ اسی وجہ سے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو حرم میں لڑائی حلال کرنے والا کہتے ہیں اور یہ جو کہا انا لا احل ابدا یعنی میں لڑائی کو کبھی اس میں مباح نہ کروں گا اور یہ مذہب ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ہے کہ نہ لڑائی کی جائے حرم میں اگرچہ اس سے اس میں مقابلہ کیا جائے اور مراد ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ساتھ قول اپنے کے اگر مجھ سے جوڑیں تو بسبب قربت کے جوڑیں بنی امیہ ہیں جیسے کہ ولایت کرتی ہے اس پر کلام ابی حنفہ اخباری کی اس واسطے کہ اس نے ذکر کیا ہے کہ جب ابن عباس رضی اللہ عنہ کو موت حاضر ہوئی تو اپنے بیٹوں کو جمع کیا سو کہا کہ اے بیٹو! جب ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے خلافت کی بیعت لی تو میں نے اس کی کر کو مضبوط کیا اور میں نے لوگوں کو اس کی بیعت کی طرف بلایا اور میں نے اپنے چچیرے بھائیوں کو چھوڑا بنی امیہ سے کہ اگر ہم کو قبول کریں تو قبول کریں امثال اور اگر ہم کو پرورش کریں تو پرورش کریں بزرگ اور یہ جو کہا بسبب

قربابت کے تو یہ اس واسطے ہے کہ بنی امیہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے چچیرے بھائی ہیں اس لیے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما وہ ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف ہے اور امیہ بن عبدالمطلب بن عبدالمطلب ہے اور عبدالمطلب چچیرا بھائی امیہ کا ہے جو جد ہے مردان بن حکم بن ابی العاص کا اور ہاشم اور عبدشمس دونوں بھائی تھے اور اس کا بیان ایک روایت میں صریح آچکا ہے جیسے کہ روایت کی ہے ابن ابی خثیمہ نے اپنی تاریخ میں حدیث مذکور میں اس واسطے کہ بیشک اس نے کہا بعد اس قول کے عقیف فی الاسلام قارئ للقرآن اور میں نے اپنے چچیرے بھائیوں کو چھوڑا اگر مجھ سے سلوک کریں تو سلوک کریں بسبب قربابت کے یعنی باوجود اس کے کہ وہ مجھ سے قربابت کے سبب سلوک کرتے ہیں میں نے ان کو چھوڑ کر اس کے ساتھ اعتقاد کیا لیکن پھر بھی ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے میری قدر شناسی نہ کی اور غیر کو مجھ پر مقدم کیا اور باوجود اس کے کہ میں نے اپنے چچیرے بھائیوں بنی امیہ کو چھوڑ دیا پھر بھی وہ قربابت کے سبب مجھ سے سلوک کرتے ہیں اور ساتھ اس کے مستقیم ہوگی کلام اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے اس کا بازو مضبوط کیا سو اس نے غیر کو مجھ پر مقدم کیا تو میں ذلت کے ساتھ راضی نہ ہوا اور لیکن تو تیات پس نسبت ہے طرف بنی تویت بن اسد کی اور اسی طرح اسامات پس نسبت ہے طرف بنی اسامہ بن اسد کی اور رہے حمیدات پس منسوب ہے طرف بنی حمید بن زبیر بن حارث کی کہا ازرقی نے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ جب لوگوں کو بلاتا تھا اذن میں تو بنی اسد کو بنی ہاشم وغیرہ سے پہلے بلاتا تھا پس یہ معنی ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے کہ اس نے مجھ پر تو تیات وغیرہ کو مقدم کیا تو جب عبدالمملک بن مروان حاکم ہوا تو اس نے بنی عبدشمس کو مقدم کیا پھر بنی ہاشم اور بنی مطلب اور بنی نوفل کو پھر دیا بنی حارث کو پہلے بنی اسد کے اور کہا کہ البتہ میں مقدم کروں گا ان پر بعید ترین قریش کے پس تھا کرتا وہ اس کو واسطے مبالغہ کے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی مخالفت میں اور یہ جو کہا یمشی القدیمیہ تو خطاب بنی وغیرہ نے کہا کہ معنی اس کے تجتر ہیں اور وہ مثال ہے مراد یہ ہے کہ وہ طلب کرتا ہے بڑے کاموں کو اور سبقت چاہتا ہے، کہا ابن اشیر نے کہ قدمیہ کے معنی ہیں مقدم ہونا بزرگی اور فضیلت میں اور یہ جو کہا کہ ابن زبیر نے اپنی دم مروزی تو مراد اس کی ساتھ اس کے متاخر ہونا اور پیچھے رہنا اس کا ہے بڑے کاموں سے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ اس کے بزدلی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹتا ہے اور یہی ہے مناسب واسطے قول اس کے کہ عبدالمملک کے حق میں یمشی القدیمیہ یعنی آگے بڑھتا ہے اور جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا اس واسطے کہ عبدالمملک ہمیشہ اپنے کام میں بڑھتا گیا اور دن بدن اس کے کام میں ترقی ہوتی گئی یہاں تک کہ اس نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے عراق چھین لیا اور اس کے بھائی مصعب کو مار ڈالا پھر مکے میں ابن زبیر کی طرف لشکر تیار کیا اور ہوا جو ہوا اور ہمیشہ رہا کام ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا تنزل اور پستی میں یہاں تک کہ شہید ہوا اللہ ان پر رحم کرے۔ (فتح)

۴۲۹۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ بْنُ مَيْمُونٍ - حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ابن

حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ دَخَلْنَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ أَلَا تَعَجَّبُونَ لِابْنِ الزُّبَيْرِ قَامَ فِي أَمْرِهِ هَذَا فَقُلْتُ لِأَحَاسِبَنَّ نَفْسِي لَهُ مَا حَاسِبْتُهَا لِأَبِي بَكْرٍ وَلَا لِعُمَرَ وَلَهُمَا كَانَا أَوْلَى بِكُلِّ خَيْرٍ مِنْهُ وَقُلْتُ ابْنُ عَمَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ أَبِي بَكْرٍ وَابْنُ أَخِي خَدِيجَةَ وَابْنُ أُخْتِ عَائِشَةَ فَإِذَا هُوَ يَتَعَلَّى عَنِّي وَلَا يُرِيدُ ذَلِكَ فَقُلْتُ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّي أُعْرِضُ هَذَا مِنْ نَفْسِي فَيَدَعُهُ وَمَا أَرَاهُ يُرِيدُ خَيْرًا وَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ لَأَنْ يَرَبِّينِي بَنُو عَمِّي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَرَبِّينِي غَيْرُهُمْ.

عباس رضی اللہ عنہ کے پاس اندر داخل ہوئے تو اس نے کہا کہ کیا تم ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے تعجب نہیں کرتے کہ اپنے اس کام یعنی خلافت میں کھڑا ہوا یعنی لوگوں سے اپنی خلافت کی بیعت لیتا ہے سو میں نے کہا کہ البتہ میں اس کے واسطے اپنے نفس سے جھگڑوں گا نہیں جھگڑا کیا میں نے اس کے واسطے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور نہ واسطے عمر رضی اللہ عنہ کے اور البتہ وہ دونوں لائق تر تھے ساتھ ہر ایک نیکی کے اس سے اور میں نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پھوپھی کا بیٹا ہے اور زبیر کا بیٹا ہے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہے اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بھتیجا ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھانجا ہے سو اچانک میں نے دیکھا کہ وہ مجھ سے اونچا ہوتا ہے اور نہیں چاہتا کہ میں اس کے خاص دوستوں سے ہوں سو میں نے کہا کہ مجھ کو گمان نہ تھا کہ میں (اس کے واسطے) اپنے نفس سے عاجزی ظاہر کروں اور وہ مجھ سے اس کے ساتھ راضی نہ ہو اور نہیں گمان کرتا میں اس کو کہ وہ میرے ساتھ نیکی کا ارادہ کرتا ہو یعنی اس کا یہ ارادہ نہیں کہ میرے ساتھ بھلا کرے اگرچہ اس سے کوئی چارہ نہیں البتہ میرے چچیرے بھائیوں کا مجھ پر سردار ہونا زیادہ تر پیارا ہے مجھ کو اس سے کہ ان کا غیر مجھ پر سردار ہو۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں اپنے نفس سے جھگڑا کروں گا یعنی اس کی خیر خواہی میں نہایت کوشش کروں گا اور اس سے ایذا دور کرنے میں نہایت کوشش کروں گا اور کہا داؤدی نے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ البتہ ذکر کروں گا میں مناقب اس کے سے وہ چیز جو نہیں ذکر کی میں نے مناقب شیخین سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کیا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ کام واسطے مشترک ہونے لوگوں کے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں برخلاف ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے کہ اس کے مناقب ان کے مناقب کی طرح مشہور نہ تھے سو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کو لوگوں کے واسطے ظاہر کیا واسطے انصاف کرنے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اس کے لیے سو جب ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کے واسطے انصاف نہ کیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے رجوع کیا اور یہ جو کہا کہ میرے چچیرے بھائیوں کا مجھ پر سردار ہونا مجھ کو بہت پیارا ہے ان کے غیر کے مجھ پر سردار ہونے سے تو تمہی

نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ میرا بنی امیہ کی فرمانبرداری میں ہونا بہت پیارا ہے مجھ کو میرے بنی اسد کے فرمانبرداری میں ہونے سے اس واسطے کہ بنی امیہ قریب تر ہیں طرف بنی ہاشم کی بنی اسد سے کما تقدم، واللہ اعلم۔ (فتح)

بابُ قَوْلِهِ «وَالْمَوْلُفَةُ قُلُوبُهُمْ» قَالَ مُجَاهِدٌ يَتَأَلَّفُهُمْ بِالْعَطِيَّةِ.  
باب ہے بیان میں اس آیت کے اور رجن کے دل کو الفت دلائی جاتی ہے اور کہا مجاہد نے کہ الفت کرتے ان سے ساتھ بخشش کے۔

۴۲۹۹۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی چیز حضرت ﷺ کی طرف بھیجی گئی سو حضرت ﷺ نے اس کو چار آدمیوں میں تقسیم کیا اور فرمایا کہ میں ان سے لگاؤ کرتا ہوں تو ایک مرد نے کہا کہ آپ نے انصاف نہیں کیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی نسل سے ایک قوم پیدا ہوگی وہ لوگ نکل جائیں گے دین سے جیسے نکل جاتا ہے تیرنشانے سے۔

۴۲۹۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ أَبِي نَعْمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشِيرٍ فَقَسَمَهُ بَيْنَ أَرْبَعَةٍ وَقَالَ أَنَا لَفَّهُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مَا عَدَلْتَ فَقَالَ يَخْرُجُ مِنْ صِصْنِي هَذَا قَوْمٌ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ.

فائدہ: وارد کیا ہے اس کو بخاری نے ساتھ نہایت اختصار کے اور مبہم چھوڑا گیا ہے اس میں باعث اور مبعوث اور نام چار آدمیوں کا اور جنگ حنین میں ان سب کا ذکر گزر چکا ہے۔

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ وہ لوگ جو طعن کرتے ہیں رغبت کے ساتھ خیرات کرنے والے مسلمانوں کو اور ان پر جو نہیں پاتے مگر اپنی محنت اور یلمزون کے معنی ہیں عیب دیتے ہیں اور جہدھم اور جہدھم کے معنی ہیں اپنی طاقت۔

بابُ قَوْلِهِ «الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّرِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ» «يَلْمِزُونَ» يَعْيُونَ وَ «جَهْدُهُمْ» وَجَهْدُهُمْ طَاقَتُهُمْ.

۴۳۰۰۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم کو خیرات کرنے کا حکم ہوا تو ہم میں سے بعض آدمی بعض کے واسطے اجرت سے بوجھ اٹھاتا تھا سو ابو عقیل آدھا صاع کھجور لایا اور دوسرا آدمی اس سے زیادہ لایا تو منافقوں نے کہا کہ بیشک اللہ اس کے صدقے سے بے پرواہ ہے اور اس دوسرے نے تو یہ کام دکھلانے کے واسطے کیا سو اتری یہ آیت کہ جو لوگ

۴۳۰۰۔ حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَبُو مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ لَمَّا أَمَرْنَا بِالصَّدَقَةِ كُنَّا نَتَحَامَلُ فَجَاءَ أَبُو عَقِيلٍ بِنِصْفِ صَاعٍ وَجَاءَ إِنْسَانٌ بِأَكْثَرِ مِنْهُ فَقَالَ الْمُنَافِقُونَ إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ



طعن کرتے ہیں محبت کے ساتھ خیرات کرنے والے مسلمانوں کو اور ان کو جو نہیں پاتے مگر اپنی طاقت۔

عَنْ صَدَقَةِ هَذَا وَمَا فَعَلَ هَذَا الْآخَرُ إِلَّا رِبَاءً فَزَلْتُ «الَّذِينَ يَلْمُزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ» الْآيَةَ.

فائدہ: یہ جو کہا تھا شامل تو پہلے گزر چکی ہے یہ حدیث زکوٰۃ میں اس لفظ سے متحمل یعنی مزدور ٹھہراتے تھے ہم اپنے نفسوں کو بوجھ اٹھانے میں اور یہ جو کہا کہ دوسرا آدمی اس سے زیادہ لایا تو پہلے گزر چکی ہے یہ حدیث زکوٰۃ میں اس لفظ سے کہ ایک مرد بہت چیز لایا اور ہزار نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خیرات کرو میں چاہتا ہوں کہ ایک لشکر بھیجوں سو عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ آیا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! میرے پاس چار ہزار ہے سو میں دو ہزار اپنے اللہ کو قرض دیتا ہوں اور دو ہزار اپنی بیوی لڑکے کے واسطے رکھ لیتا ہوں تو حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ برکت کرے اس میں جو تو نے دیا اور جو اپنے پاس رکھا اور ابن اسحاق نے کہا کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے جنگ تبوک میں لوگوں کو خیرات کی رغبت دلائی سو عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ چار ہزار لائے سو کہا کہ یا حضرت! میرے پاس آٹھ ہزار مال ہے میں چار ہزار آپ کے پاس لایا ہوں اور چار ہزار اپنے پاس رکھ لیا ہے سو حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ برکت کرے تیرے واسطے اس چیز میں کہ تو نے دی اور جو تو نے رکھی اور عاصم بن عدی نے اس دن سو وق کھجور خیرات کی اور ایک روایت میں ہے کہ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ چار سو اوقیہ سونے کا لایا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اس دن نو سو اونٹ لایا اور ایک روایت میں ہے کہ آٹھ ہزار اشرفی لایا اور ایک روایت میں ہے کہ آٹھ ہزار درہم لایا اور یہ سخت اختلاف ہے اس مقدار میں جس کو عبد الرحمن لایا اور زیادہ صحیح طریق یہ ہے کہ وہ آٹھ ہزار درہم تھے۔ اور مطوعین وہ لوگ ہیں جو جہاد کرتے ہیں بغیر استعانت رزق کے، بادشاہ سے یا اس کے غیر سے اور والذین لا یجدون معطوف ہے مطوعین پر۔ (فتح)

۴۳۰۱۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ ہم کو خیرات کرنے کا حکم کرتے تھے سو ہم میں سے کوئی اپنے آپ کو بوجھ اٹھانے میں مزدور ٹھہراتا یہاں تک کہ ایک مد اناج لاتا اور بیشک آج ان میں سے ایک کے پاس لاکھ ہے گویا کہ ابو مسعود رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو مراد رکھتا ہے۔

۴۳۰۱۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ أَحَدَكُمْ زَائِدَةٌ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِالصَّدَقَةِ فَيَحْتَالُ أَحَدُنَا حَتَّى يَجِيءَ بِالْمَدِّ وَإِنَّ لِأَحَدِهِمُ الْيَوْمَ مِائَةَ أَلْفٍ كَأَنَّهُ يُعْرِضُ بِنَفْسِهِ.

**فائدہ:** ہمیں ذکر کیا اس نے میز لاکھ کا پس احتمال ہے کہ درہم ہوں یا دینار یا مد اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کہا عَمَشَ نے کہ ابو مسعود رضی اللہ عنہ بہت مالدار ہو گئے تھے کہا ابن بطلان نے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے زمانے میں خیرات کرتے تھے جو پاتے تھے یعنی تنگدستی کی حالت میں اور یہ لوگ مالدار ہیں اور خیرات نہیں کرتے اور یہ معنی بعید ہیں اور کہا ابن منیر نے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ وہ باوجود کم ہونے چیز کے خیرات کرتے تھے اور اس میں تکلف کرتے تھے پھر اللہ نے ان پر فراخی کی پس خیرات کرنے لگے فراخی سے اور باوجود نہ خوف ہونے تنگی کے میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ مراد اس کی یہ ہو کہ حرص کرنا خیرات پر اب واسطے آسان ہونے ماخذ اس کے کی ساتھ فراخی کے کہ اللہ نے ان پر کی اولیٰ ہے حرص کرنے سے اوپر اس کے باوجود تکلیف اٹھانے ان کے کی یا مراد اس کی اشارہ ہے طرف تنگ ہونے گزران کی حضرت ﷺ کے زمانے میں اور یہ واسطے کم ہونے فتوح اور غنیمتوں کے ہے حضرت ﷺ کے زمانے میں اور اشارہ ہے طرف کشادہ ہونے گزران ان کی کے حضرت ﷺ کے بعد واسطے بہت ہونے فتح اور غنیمتوں کے آپ کے بعد۔ (فتح)

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ تو ان کے واسطے بخشش مانگ یا نہ مانگ اگر تو ان کے واسطے ستر بار بخشش مانگے تو بھی اللہ ان کو ہرگز نہ بخشے گا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ﴾.

۴۳۰۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عبد اللہ بن ابی منافق مر گیا تو اس کا بیٹا عبد اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے حضرت ﷺ سے آپ کا کرتا مانگا کہ اس میں اپنے باپ کو کفنائے حضرت ﷺ نے اس کو کرتا دیا پھر اس نے حضرت ﷺ سے سوال کیا کہ اس پر نماز پڑھیں سو حضرت ﷺ اس کا جنازہ پڑھنے کو اٹھے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر آپ ﷺ کا کپڑا پکڑا سو کہا کہ یا حضرت! آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں اور حالانکہ اللہ نے آپ کو اس پر نماز پڑھنے سے منع کیا ہے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ نے مجھ کو ان کی مغفرت مانگنے اور نہ مانگنے میں اختیار دیا ہے سو فرمایا کہ تو ان کے واسطے بخشش مانگ یا نہ مانگ اگر تو ان کے واسطے ستر بار

۴۳۰۲۔ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا تَوَفَّى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي جَعَاءَ ابْنَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ أَنْ يُعْطِيَهُ قِمِيصَةً يَكْفِيَنَّ فِيهِ أَبَاهُ فَأَعْطَاهُ ثُمَّ سَأَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَامَ عُمَرُ فَأَخَذَ بِثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَقَدْ نَهَاكَ رَبُّكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ إِنَّمَا خَيْرِنِي اللَّهُ فَقَالَ ﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً وَسَأَرِيْدُهُ عَلَى السَّعِيْنِ قَالَ إِنَّهُ مُنَافِقٌ قَالَ فَصَلِّ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ﴾.

بخشش مانگے تو بھی ان کو اللہ ہرگز نہ بخشے گا اور میں ستر بار سے زیادہ بخشش مانگوں گا، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ منافق ہے سو حضرت ﷺ نے اس پر نماز پڑھی سو اللہ نے یہ آیت اتاری اور نماز نہ پڑھا ان میں سے کسی پر جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر مجھ کو معلوم ہوتا کہ اگر میں ستر بار سے زیادہ بخشش مانگوں تو اس کی مغفرت ہوگی تو میں ستر بار سے زیادہ مانگتا اور یہ جو فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو بخشش مانگنے اور نہ مانگنے پر اختیار دیا ہے یعنی آیت میں صاف منع نہیں کیا آیت میں تو اللہ نے یہی فرمایا ہے کہ ستر بار بخشش مانگنے سے مغفرت نہ ہوگی میں ستر بار سے زیادہ مانگوں گا اگر اس کی مغفرت جانوں اور یہ جو کہا کہ جب عبد اللہ بن ابی مرگیا تو ذکر کیا ہے حاکم نے اکیل میں کہ وہ جنگ تبوک سے پھرنے کے بعد مرا تھا نویں سال ماہ ذی قعدہ میں اور وہ بیس دن بیمار رہا ابتدا اس کی بیماری کی شوال کے اخیر میں تھی کہتے ہیں کہ وہ اور اس کے تابعدار جنگ تبوک سے پیچھے رہے تھے اور انہیں لوگوں کے حق میں یہ آیت اتری ﴿لَوْ خَرَجُوا فِیْکُمْ مَآزِدٌ مِّمَّا زَادُوْکُمْ اَلَا خَبٰلًا﴾ اور یہ تقریر رد کرتی ہے ابن تین کے قول کو کہ یہ قصہ ابتدائے اسلام میں تھا پہلے قرار پانے اسلام کے سے اور یہ جو کہا کہ اس کا بیٹا عبد اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آیا تو یہ عبد اللہ کا بیٹا اس کا فضلاء اصحاب میں ہے جنگ بدر وغیرہ میں موجود تھا اور شہید ہوا جنگ یمامہ کے دن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور منجملہ اس کے مناقب سے یہ ہے کہ اس کے باپ کی بعض باتیں اس کو پہنچیں سو اس نے آکر حضرت ﷺ سے اس کے مار ڈالنے کی اجازت مانگی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اچھی طرح سے اس کی صحبت کر اور شاید کہ وہ اپنے باپ کو ظاہر میں مسلمان جانتا تھا پس اسی واسطے اس نے حضرت ﷺ سے التماس کی کہ اس کے پاس حاضر ہوں اور اس کا جنازہ پڑھیں اور البتہ وارد ہو چکی ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے کہ یہ کام اس نے اپنے باپ کی وصیت سے کیا تھا اور تاکید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو عبد الرزاق اور طبری نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن ابی نے مرتے وقت حضرت ﷺ کو بلا بھیجا سو جب حضرت ﷺ اس کے پاس اندر گئے تو فرمایا کہ ہلاک کیا تجھ کو یہود کی محبت نے سو اس نے کہا کہ یا حضرت! میں نے آپ ﷺ کو اس واسطے بلایا ہے کہ آپ میرے واسطے مغفرت مانگیں میں نے آپ کو اس واسطے نہیں بلایا کہ مجھ کو جھڑکیں پھر اس نے حضرت ﷺ سے آپ کا کرنا مانگا حضرت ﷺ نے اس کا سوال قبول کیا اور یہ حدیث مرسل ہے باوجود معتبر

ہونے اس کے راویوں کے اور قوی کرتی ہے اس کو وہ چیز جو طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب عبد اللہ بن ابی بیکار ہوا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے پاس آئے اور اس سے کلام کیا تو اس نے کہا کہ میں نے سمجھا جو آپ نے کہا سو آپ مجھ پر احسان کیجئے اور مجھ کو اپنے کرتے میں کفن دیجیئے اور مجھ پر نماز پڑھیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسی طرح کیا اور شاید مراد عبد اللہ بن ابی کی ساتھ اس کے ہٹانا عار کا تھا اپنی اولاد اور قریبیوں سے اس کے مرنے کے بعد سو ظاہر کی اس نے رغبت بیچ نماز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اوپر اس کے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے ظاہر حال سے اس کا سوال قبول کیا یہاں تک کہ اللہ نے اس سے پردہ اٹھایا اور کھول کر بیان فرمایا کما سباتی اور یہ خوب تر جواب ہے اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ اس قصے کے اور یہ جو کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا کپڑا پکڑا تو ترمذی کی روایت میں ہے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف اٹھ کھڑا ہوا سو میں نے کہا کہ یا حضرت! کیا آپ ابن ابی پر نماز پڑھتے ہیں اور حالانکہ اس نے فلاں فلاں دن ایسا ایسا کہا تھا؟ اشارہ کیا انہوں نے اس کے قول کی طرف ﴿لا تنفقوا علی من عند رسول اللہ حتی ینفضوا﴾ اور اس کے اس قول کی طرف کہ ﴿لیخرجن الاعز منها الاذل﴾ و سیاتی بیان فی تفسیر سورۃ المنافقین اور یہ جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! کیا آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں اور حالانکہ اللہ نے آپ کو اس پر نماز پڑھنے سے منع کیا ہے تو اس طرح واقع ہوا ہے اس روایت میں مطلق ہونا نہیں کا نماز سے یعنی اس میں نماز کی ممانعت ہے اور یہ نہایت مشکل ہے اشکال یہ کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہاں سے سمجھ کر کہی کہ اللہ نے آپ کو اس پر نماز پڑھنے سے منع کیا ہے سو بعض نے کہا کہ یہ بعض راویوں سے وہم ہے اور کہا قرطبی نے کہ شاید یہ واقع ہوا تھا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دل میں پس ہو گا الہام کے قبیل سے اور احتمال ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نماز کا منع ہونا اس آیت سے سمجھا ہو ﴿ماکان للنبی والذین آمنوا ان یتستغفروا للمشرکین﴾ میں کہتا ہوں دوسرا احتمال یعنی جو قرطبی نے کہا قریب تر ہے پہلے احتمال سے اس واسطے کہ منافقوں پر نماز پڑھنے سے پہلے نہیں گزری اس دلیل سے کہ اس نے اس حدیث کے اخیر میں کہا کہ پھر اللہ نے یہ آیت اتاری ﴿ولا تصل علی احد منہم﴾ اور ظاہر یہ ہے کہ باب کی روایت میں مجاز ہے بیان کیا ہے اس کو اس روایت نے جو اس سے پہلے باب میں عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے ساتھ اس لفظ کے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں اور حالانکہ اللہ نے آپ کو ان کے واسطے بخشش مانگنے سے منع کیا ہے اور اسی طرح روایت کی ہے اس سے طبری وغیرہ نے پس شاید کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آیت سے سمجھا جو اکثر اور غالب ہے عرب کی زبان سے کہ حرف او تخمیر کے واسطے نہیں بلکہ واسطے برابر کرنے کے ہے عدم وصف مذکور میں یعنی ان کے واسطے بخشش مانگنا اور نہ مانگنا برابر ہے اور یہ مانند اس آیت کے ہے ﴿سواء علیہم استغفرت لہم ام لم تستغفر لہم﴾ لیکن دوسرا صریح تر ہے اور اس واسطے وارد ہوا ہے کہ یہ آیت اس قصے کے بعد اتاری اور نیز عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آیت ﴿سبعین مرفۃ﴾ سے سمجھا کہ وہ

مبالغہ کے واسطے ہے اور عدد معین کا کوئی مفہوم نہیں بلکہ مراد نفی مغفرت کی ہے واسطے ان کے یعنی ان کی مغفرت نہیں ہوگی اگرچہ بہت ہو مانگنا بخشش کا پس حاصل ہوگی اس سے نہی بخشش مانگنے سے پس مطلق کہا اس نے اس کو اور نیز عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ مقصود اعظم مردے پر نماز پڑھنے سے مانگنا مغفرت کا ہے واسطے مردے کے اور شفاعت کرنا واسطے اس کے پس اس واسطے لازم پکڑا اس نے نہی مغفرت مانگنے کی سے نماز کے نہ پڑھنے کو پس اسی واسطے آیا ہے اس سے اس روایت میں مطلق ہونا نہی کا نماز سے اور انہیں امروں کے واسطے انکار کرنا چاہا اس نے عبد اللہ بن ابی پر نماز پڑھنے سے یہ تقریر ہے اس چیز کی جو صادر ہوئی عمر رضی اللہ عنہ سے باوجود اس چیز کے جو پہچانی گئی ہے سخت ہونے ان کے سے واسطے کفار اور منافقوں کے اور کہا زین بن مریر نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ واسطے حرص کرنے کے حضرت ﷺ پر اور واسطے مشورہ کے نہ واسطے لازم کرنے آپ کے کی اور نہیں بعید ہے یہ کہ حضرت ﷺ نے اس کو ایسی باتوں میں اجازت دی ہوئی ہو پس نہیں مستزم ہے جو واقع ہوا عمر رضی اللہ عنہ سے اس بات سے کہ اس نے اجتہاد کیا اس نے باوجود نص کے جیسا کہ تمسک کیا ہے ساتھ اس کے ایک قوم نے اس کے جائز ہونے میں اور بے شک اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس چیز کے کہ ظاہر ہوئی واسطے اس کے فقط اسی واسطے حضرت ﷺ نے اس کو پکڑا کھینچنے اور خطاب کرنے میں کچھ نہ کہا بلکہ اس کی طرف دیکھ کر تبسم فرمایا جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے اس باب میں اور یہ جو فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو ان کی مغفرت مانگنے اور نہ مانگنے میں اختیار دیا ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ پیچھے ہٹ مجھ سے اے عمر! سو جب میں نے آپ سے بہت بار کہا تو فرمایا کہ مجھ کو اختیار دیا گیا ہے یعنی بخشش مانگنے اور نہ مانگنے میں اور البتہ بیان کیا ہے اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث نے جس جگہ آیت مذکورہ کو ذکر کیا ہے اور قول آپ کا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں کہ اگر مجھ کو معلوم ہوتا کہ اگر میں ستر بار سے زیادہ مغفرت مانگوں گا تو اس کی مغفرت ہو تو میں ستر بار سے زیادہ مانگتا اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی جازم ہے ساتھ قصے زیادہ کے اور زیادہ تر تاکید کرنے والی اس سے وہ چیز ہے جو قاعدہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت اتری ان کے واسطے بخشش مانگ یا نہ مانگ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو اختیار دیا ہے سو قسم ہے اللہ کی کہ البتہ میں ستر بار سے زیادہ بخشش مانگوں گا اور یہ زیادتی دلالت کرتی ہے اس پر کہ حضرت ﷺ اس پر نماز کی حالت میں بہت دیر تک اس کے واسطے بخشش مانگتے رہے اور البتہ وارد ہو چکی ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے اوپر اس کے سو اقدی نے ذکر کیا ہے کہ جمع نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ کو نہیں دیکھا کہ کبھی کسی کے جنازے میں درازی کی ہو جو عبد اللہ بن ابی کے جنازے میں یعنی بہت دیر تک اس کے جنازے میں کھڑے رہے اور طبری نے شعی سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا کہ اگر تو ان کے واسطے ستر بار بخشش مانگے تو بھی ہرگز اللہ ان کو نہ بخشے تو حضرت ﷺ نے فرمایا سو میں ان کے واسطے بخشش مانگتا ہوں ستر

بار اور ستر بار اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس قصے کے جس نے عدد کے مفہوم کو حجت ٹھہرایا ہے اور اسی طرح مفہوم صفت کو بطریق اولیٰ اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے سمجھا کہ جو ستر بار سے زیادہ ہو وہ ستر کے برخلاف ہے سو فرمایا کہ البتہ میں ستر بار سے زیادہ مانگوں گا اور جس نے مفہوم کو حجت نہیں ٹھہرایا اس نے جواب دیا ہے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے باقی قصے میں اور یہ حجت کو رد نہیں کرتا اس واسطے کہ اگر قائم ہو دلیل اس پر کہ مقصود ساتھ ستر بار کے مبالغہ ہے تو البتہ ہوگا استدلال ساتھ مفہوم کے باقی اور جزم کرنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ساتھ اس کے کہ وہ منافق ہے جاری ہوا ہے اس چیز کی بنا پر کہ تھے اطلاع پاتے اس کے حالات پر اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے اس کے قول کو نہ لیا واسطے جاری کرنے اس کے کی ظاہر اسلام پر کما تقدم تقریر وہ اور واسطے اصحاب کے ساتھ ظاہر حکم کے اور واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے اکرام اس کے بیٹے کے سے جس کی صلاحیت ثابت ہو چکی ہے اور واسطے الفت دلانے اس کی قوم کے اور دور کرنے فساد کے اور حضرت ﷺ ابتدا امر میں مشرکوں کی تکلیف پر صبر کرتے تھے اور معاف اور درگزر کرتے تھے پھر حضرت ﷺ کو مشرکوں سے لڑنے کا حکم ہوا سو یہ بدستور رہا آپ کا درگزر کرنا اور معاف کرنا اس شخص سے جو بظاہر مسلمان ہوا اگرچہ وہ باطن سے مسلمان نہ ہو واسطے مصلحت الفت دینے کے اور نہ نفرت دلانے کے آپ سے اور اسی واسطے فرمایا کہ نہ چرچا کریں لوگ کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو مار ڈالتا ہے پھر جب فتح حاصل ہوئی اور مشرکین اسلام میں داخل ہوئے اور کافر کم ہوئے اور ذلیل ہوئے تو حکم کیے گئے ساتھ ظاہر کرنے منافقوں کے اور محمول کرنے ان کے کی اوپر حکم حق تلخ کے خاص کر اور البتہ تھا یہ پہلے نازل ہونے نہیں صریح کے منافقوں پر نماز پڑھنے سے اور سوائے اس کے اس قسم سے کہ حکم کیے گئے ساتھ ظاہر کرنے ان کے کی اور ساتھ اس تقریر کے دور ہوگا اشکال اس چیز سے کہ واقع ہوئی ہے اس قصے میں ساتھ حمد اللہ کے اور کہا خطاب نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کیا حضرت ﷺ نے جو کیا ساتھ عبد اللہ بن ابی کے واسطے کمال شفقت آپ کی کے واسطے اس شخص کے جو متعلق ہوا ساتھ طرف دین کے اور واسطے خوش کرنے دل اس کے بیٹے عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے جو نیک مرد تھا اور واسطے الفت دینے قوم اس کی کے خزع سے واسطے رئیس ہونے اس کے کی بیچ ان کے پس اگر اس کے بیٹے کا سوال قبول نہ کرتے اور اس پر نماز نہ پڑھتے تو اس کے بیٹے پر شرمساری ہوتی اور اس کی قوم پر عار ہوتی سو استعمال کیا اچھا کام ریاست میں یہاں تک کہ آپ کو ممانعت ہوئی اور بعض اہل حدیث بنے مائل کی ہے طرف صحیح کرنے اسلام عبد اللہ بن ابی کے واسطے نماز پڑھنے حضرت ﷺ کے اوپر اس کے اور غفلت کی ہے انہوں نے آیتوں اور حدیثوں سے جو تصریح کرنے والی ہیں بیچ حق اس کے کی ساتھ اس چیز کے کہ اس کے منافی ہے اور نہیں واقف ہوا اس میں کسی جواب شافی پر سو اس نے دلاوری کی ہے اوپر دعوے مذکور کے اور وہ مخرج ہے ساتھ اجماع پہلوں کے برخلاف اس کے قول کے اور ان کے اتفاق کے اوپر ترک کرنے ذکر اس کے کی اصحاب کی کتابوں میں باوجود

مشہور ہونے اس کے اور ذکر کرنے اس شخص کے کی جو کئی گنا اس سے کم ہے اور روایت کی ہے طبری نے قتادہ سے اس قصے میں کہ اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہ نماز پڑھ کسی پر ان میں سے جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر کہا سو ہمارے واسطے ذکر کیا گیا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرا کرتہ اس سے اللہ کا عذاب کچھ نہ ہٹا سکے گا اور میں امید وار ہوں کہ اس سبب سے اس کی قوم سے ہزار آدمی مسلمان ہو اور ایک روایت میں ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ نہ نماز پڑھ کسی پر ان میں سے جو مر جائے کبھی تو حضرت ﷺ نے اس کے بعد کبھی کسی منافق پر نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ اللہ نے آپ کی روح قبض کی۔ (فتح الباری)

۴۳۰۳۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبد اللہ بن ابی مر گیا تو حضرت ﷺ اس کے واسطے بلائے گئے تاکہ اس پر نماز جنازہ پڑھیں سو جب حضرت ﷺ کھڑے ہوئے تو میں آپ کی طرف اٹھا سو میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ ابن ابی پر نماز پڑھتے ہیں اور حالانکہ اس نے فلاں دن ایسا ایسا کہا تھا؟ میں آپ پر ابن ابی کا قول گننے لگا تو حضرت ﷺ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ پیچھے ہٹا مجھ سے اپنی کلام کو اے عمر! (یعنی مجھ سے کلام مت کر) سو جب میں نے آپ کو بہت کہا تو فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو اختیار دیا ہے سو میں نے اختیار کیا ایک طرف کو اگر مجھ کو معلوم ہوتا کہ اگر میں ستر بار سے زیادہ بخشش مانگوں تو اس کی مغفرت ہوگی تو البتہ میں ستر بار سے زیادہ مانگتا کہا سو حضرت ﷺ نے اس پر نماز پڑھی پھر پھرے سو نہ ٹھہرے مگر تھوڑا یہاں تک کہ برأت کی دونوں آیتیں اتریں کہ نہ نماز پڑھ ان میں سے کسی پر جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر اللہ کے قول فاستون تک، کہا عمر رضی اللہ عنہ نے سو میں نے تعجب کیا اس کے بعد اپنی دلیری سے حضرت ﷺ پر اور اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔

۴۳۰۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ ح وَقَالَ غَيْرُهُ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ دُعِيَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبُثَّ إِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتُصَلِّيَ عَلَى ابْنِ أَبِي وَقَدْ قَالَ يَوْمَ كَذَا كَذَا وَكَذَا قَالَ أُعِدِّدْ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ أَخْرِجْ عَنِّي يَا عَمْرُو فَلَمَّا أَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ إِنِّي خَيْرٌ فَاخْتَرْتُ لَوْ أَعْلَمُ أَنِّي إِنْ زِدْتُ عَلَى السَّعْيَيْنِ يُغْفَرُ لَهُ لَزِدْتُ عَلَيْهَا قَالَ فَصَلِّيَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَمُكِّثْ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى نَزَلَتْ الْإِيتَانِ مِنْ بَرَاءَةِ ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا﴾ إِلَى

قَوْلِهِ «وَهُمْ فَاسِقُونَ» قَالَ فَعَجِبْتُ بَعْدَ  
مِنْ جُرَاتِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ.

فائدہ: آخر عنی یا عمر یعنی پیچھے بنا مجھ سے اپنی کلام کو اور مشکل جانا ہے داؤدی نے حضرت ﷺ کے اس حالت میں ہنسنے کو باوجود اس کے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ آپ کا صُحک تبسم تھا اور جنازے کے حاضر ہونے کے وقت ایسا نہ کرتے تھے اور جواب اس کا یہ ہے کہ روای نے کھلے چہرے کو اس کے ساتھ تعبیر کیا واسطے لگاؤ دلانے عمر رضی اللہ عنہ کے اور خوش کرنے دل اس کے کو مانند عذر کرنے والے کی ترک قبول کلام اس کے سے اور مشورے اس کے سے اور یہ جو کہا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے یعنی حضرت ﷺ نے جو اس پر نماز جنازہ پڑھی تو اس کی حکمت اللہ اور اس کے رسول ہی کو معلوم ہے مجھ کو معلوم نہیں میں نے ناحق ایسی دلیری کی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ «وَلَا تَصِلْ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ»  
باب ہے تفسیر میں اس آیت کی اور نہ نماز پڑھو کسی پر ان میں سے جو مر جائے اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر۔

فائدہ: ظاہر آیت کا یہ ہے کہ وہ سب منافقوں کے حق میں اتری لیکن وارد ہو چکی ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے کہ وہ ان میں سے ایک عدم معین کے حق میں اتری کہا واندی نے خبر دی ہم کو معمر نے زہری سے اس نے روایت کی حدیفہ سے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میں تجھ سے ایک بھید کہتا ہوں سو اس کو کسی سے ذکر نہ کرنا مجھ کو منع ہوا نماز پڑھنے سے فلانے فلانے پر منافقوں کی ایک جماعت میں کہا پس اسی واسطے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ جب کسی کے جنازہ پڑھنے کا ارادہ کرتے تو حدیفہ رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتے اگر حدیفہ رضی اللہ عنہ جاتے تو ان کے ساتھ چلتے نہیں تو اس پر نماز نہ پڑھتے اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بارہ مرد تھے اور عنقریب گزر چکی ہے حدیث حدیفہ رضی اللہ عنہ کی کہ نہیں باقی رہا ان میں سے مگر ایک مرد اور شاید حکمت بیچ خاص ہونے مذکورین کے ساتھ اس کے یہ ہے کہ اللہ کو معلوم تھا کہ وہ کفر پر مریں گے برخلاف ان لوگوں کے جو ان کے سوا تھے کہ انہوں نے توبہ کی۔ (فتح)

۴۳۰۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عبد اللہ بن ابی مرگیا تو اس کا بیٹا عبد اللہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آیا حضرت ﷺ نے اس کو اپنا کرتہ دیا اور اس کو حکم دیا کہ اس کو اس میں کفنائے پھر اس پر نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کا کپڑا کپڑا پس کہا کہ کیا آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں اور حالانکہ وہ منافق ہے اور البتہ اللہ نے آپ

۴۳۰۴۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا  
أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ  
ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ لَمَّا  
تَوَفَّى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ جَاءَ ابْنُهُ عَبْدُ اللَّهِ  
بْنُ عَبْدِ اللَّهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُ قَمِيصَةً وَأَمَرَهُ أَنْ يُكْفِنَهُ فِيهِ



کو منع کیا ہے ان کی بخشش مانگنے سے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ نے مجھ کو اختیار دیا ہے سو کہا کہ منافقوں کے واسطے بخشش مانگ یا نہ مانگ اگر تو ان کے واسطے ستر بار بخشش مانگے تو بھی ہرگز نہ بخشے اللہ ان کو، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں ستر بار سے زیادہ مانگوں گا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا سو حضرت ﷺ نے اس پر نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی پھر حضرت ﷺ پر یہ آیت اتری اور نہ نماز پڑھ کسی پر ان میں سے جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر بیشک وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور مرے بے حکم۔

ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي عَلَيْهِ فَأَخَذَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بَثْوِيهِ فَقَالَ تَصَلِّي عَلَيْهِ وَهُوَ مُنَافِقٌ وَقَدْ نَهَاكَ اللَّهُ أَنْ تَسْتَغْفِرَ لَهُمْ قَالَ إِنَّمَا خَيْرَنِي اللَّهُ أَوْ أَخْبَرَنِي اللَّهُ فَقَالَ «اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ» فَقَالَ سَأَزِيدُهُ عَلَى سَبْعِينَ قَالَ فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَيْنَا مَعَهُ ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ «وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ»

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو اختیار دیا ہے یعنی بخشش مانگنے اور نہ مانگنے میں اور مشکل جانا گیا ہے سمجھنا اختیار کا اس آیت سے یعنی مراد اس آیت میں ستر بار سے مبالغہ ہے حضرت ﷺ نے اس سے اختیار کس طرح سمجھا یہاں تک کہ اکابر علماء کی ایک جماعت نے اس حدیث کی صحت میں طعن کیا ہے باوجود اس کے کہ اس کے طریقے بہت ہیں اور شیخین وغیرہ صحیح کے ترجیح کرنے والوں کا اس کی تصحیح پر اتفاق ہے اور یہ اتفاق اہل حدیث کا اس کی تصحیح پر پکارتا ہے کہ جو لوگ اس کی صحت کے منکر ہیں ان کو حدیث کی پہچان نہیں اور حدیث کے کئی طریقوں پر اطلاع نہیں ہے کہا ابن نمیر نے کہ آیت کے معنی میں لوگوں کے قدم پھسل گئے ہیں یہاں تک کہ قاضی ابوبکر نے اس کی صحت سے انکار کیا ہے اور کہا کہ نہیں جائز ہے یہ کہ قبول کی جائے یہ حدیث اور نہیں صحیح ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایسی بات کہیں اور اسی طرح کہا ہے امام الحرمین اور غزالی وغیرہ نے اور سب صحیح انکار کرنے ان کے کہ اس کی صحت سے وہ چیز ہے کہ قرار پا چکی ہے نزدیک ان کے اس قسم سے کہ پہلے بیان کیا ہے ہم نے اور وہی ہے جس کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ حرف او کا واسطے برابر کرنے کے ہے واسطے اس چیز کے کہ چاہتا ہے اس کو سیاق قسے کا اور عدد ستر کا محمول ہے مبالغہ پر کہا ابن نمیر نے کہ نہیں ہے نزدیک اہل بیان کے تردد اس میں کہ خاص کر تعداد کا اس سیاق میں مراد نہیں اور نیز پس شرط قول کی ساتھ مفہوم صفت کے اور اسی طرح عدد کی نزدیک ان کے ہم مثل ہونا منطوق کا ہے واسطے مسکوت کے اور نہ ہونے اور فائدے کے اور اس جگہ واسطے مبالغہ کے فائدہ واضح ہے پس مشکل ہے قول حضرت ﷺ کا کہ میں ستر بار

سے زیادہ مانگوں گا باوجود اس کے کہ حکم اس کا اور زیادہ کا ایک ہے اور جواب دیا ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ کہا ہو حضرت ﷺ نے یہ واسطے اصحاب حال کے اس واسطے کہ جائز ہونا مغفرت کا ساتھ زیادت کے تھا ثابت پہلے آنے آیت کے پس جائز ہے کہ ہو باقی اپنے اصل پر جائز ہونے میں اور یہ جواب خوب ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ عمل ساتھ باقی رہنے کے حکم پر باوجود سمجھنے مبالغہ کے دونوں منافی نہیں پس گویا کہ جائز رکھا آپ نے یہ کہ حاصل ہو مغفرت ساتھ زیادتی کے ستر سے نہ یہ کہ آپ نے اس کے ساتھ جزم کیا اور نہیں پوشیدہ ہے وہ چیز کہ اس میں ہے اور بعض متاخرین نے اس سے یہ جواب دیا ہے کہ حضرت ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ میں ستر بار سے زیادہ مانگوں گا تو یہ آپ نے اس کے قراتیوں کے دل کو الفت دینے کے واسطے فرمایا نہ یہ کہ آپ نے ارادہ کیا کہ اگر ستر بار سے زیادہ مانگیں گے تو اس کی مغفرت ہوگی لیکن ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے کہ ثابت ہو چکی ہے روایت ساتھ قول آپ کے کہ ستر بار سے زیادہ مانگوں گا اور آپ کا وعدہ سچا ہے خاص کر ثابت ہو چکا ہے قول آپ کا لازیدن ساتھ صیغہ مبالغہ کے اور بعض کہتے ہیں کہ استغفار بجائے دعا کے ہے اور جب بندہ اپنے رب سے اپنی حاجت مانگے تو یہ سوال کرنا اس کا رب سے بجائے ذکر کے ہوتا ہے لیکن وہ باعتبار طلب تعجیل مطلوب کے نہیں ہے عبادت پس جب اس طرح ہوا اور مغفرت اپنے نفس میں ممکن ہے اور تعلق پکڑا ہے علم نے ساتھ نہ ہونے نفع اس کے نہ ساتھ غیر اس کے پس ہوگی طلب اس کی نہ واسطے غرض حاصل ہونے اس کے بلکہ واسطے تعظیم مانگی گئی کے سو جب مغفرت دشوار ہو تو دعا کرنے والے کو اس کے بدلے ثواب ملتا ہے جو اس کے لائق ہو یا بدی دفع ہوتی ہے جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے حدیث میں اور کبھی حاصل ہوتی ہے ساتھ اس کے تخفیف ان لوگوں سے جن کے واسطے دعا مانگی گئی جیسا کہ ابوطالب کے قصے میں ہے یہ معنی ہیں ابن منیر کی کلام کے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ وہ مستلزم ہے طلب مغفرت کے مشروع ہونے کو واسطے اس شخص کے کہ محال ہے واسطے اس کے مغفرت شرعا اور البتہ وارد ہو چکا ہے انکار اس کا اس آیت میں کہ نہیں جائز ہے واسطے پیغمبر کے اور ایمانداروں کے کہ مغفرت مانگیں واسطے مشرکوں کے اور اس قصے کی اصل میں ایک اور اشکال واقع ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے مطلق فرمایا کہ مجھ کو اختیار دیا گیا ہے بخشش مانگنے اور نہ مانگنے میں ساتھ اس آیت کے کہ ان کے واسطے بخشش مانگ یا نہ مانگ اور لیا ساتھ مفہوم عدد ستر کے اور فرمایا کہ میں ستر بار سے زیادہ مانگوں گا باوجود اس کے کہ بہت مدت اس سے پہلے یہ آیت اتر چکی تھی ﴿ما کان للنبی والذی آمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولیٰ قرینی﴾ اس واسطے کہ یہ آیت ابوطالب کے قصے میں اتری جب کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میں تیرے واسطے بخشش مانگوں گا جب تک مجھ کو تیری بخشش مانگنے سے روک نہ ہو سو یہ آیت اتری اور ابوطالب کی وفات کے میں تھی ہجرت سے پہلے بالاتفاق اور عبداللہ بن ابی کا یہ قصہ نویں سال ہجری میں تھا کما تقدم پس کس طرح جائز ہوگا باوجود اس کے کہ استغفار واسطے منافقوں کے باوجود

جزم کرنے کے ساتھ کفرانِ حکے کی نفسِ آیت میں اور جواب دیا ہے بعض نے اس سے کہ منع وہ استغفار ہے جس کی اجازت کی امید کی جائے یہاں تک کہ ہو مقصود اس کا حاصل کرنا مغفرت کا واسطے ان کے جیسا کہ ابوطالب کے قصے میں ہے برخلاف استغفار کے عبد اللہ بن ابی جیسے کے حق میں اس واسطے کہ وہ استغفار ہے واسطے قصد خوش کرنے دل ان لوگوں کے جو ان سے باقی رہے اور یہ جواب میرے نزدیک پسند نہیں اور مثل اس جواب کی ہے قول زبیری کا یعنی وہ بھی میرے نزدیک پسند نہیں اور وہ یہ ہے کہ اس نے کہا کہ اگر تو سوال کرے کہ کس طرح پوشیدہ رہا اور پرزادہ ترصیح خلق کے اور زیادہ تر خبرداران کے کی ساتھ اسلوبوں کلام کے اور تمثیلوں اس کی کے کہ مراد ساتھ اس عدد کے یہ ہے کہ استغفار اگرچہ بہت ہو فائدہ نہیں دیتا خاص کر اور یہ آیت اس کے ساتھ متصل ہے ﴿ذلک بانھم کفروا باللہ ورسولہ﴾ پس بیان کیا اس آیت نے صارف کو ان کی مغفرت سے، میں کہتا ہوں کہ یہ حضرت ﷺ پر پوشیدہ نہیں رہا لیکن کیا آپ نے جو کیا اور فرمایا جو فرمایا واسطے ظاہر کرنے نہایت رحمت اور نرم دلی کے امت پر اور وہ مانند قول ابرہیم علیہ السلام کے ہے ﴿ومن عصانی فانک غفور رحیم﴾ اور بیچ ظاہر کرنے حضرت ﷺ کی رحمت مذکورہ کے لطف ہے ساتھ امت اپنی کے اور باعث ہے اور پر رحمت کرنے بعض کے واسطے بعض کے اٹھی۔

اور البتہ تعاقب کیا ہے اس کا ابنِ منیر وغیرہ نے اور کہا نہیں جائز ہے نسبت کرنا اس چیز کی کہ کہی اس نے طرف رسول ﷺ کی اس واسطے کہ اللہ نے خبر دی ہے کہ وہ کافروں کو نہیں بخشتا اور جب کہ ان کو نہیں بخشتا تو ان کے واسطے مغفرت مانگنا محال ہے اور طلب کرنا محال کی نہیں واقع ہوتی حضرت ﷺ سے اور بعض کہتے ہیں کہ مشرک کے واسطے بخشش مانگنے کی بھی نہیں مستلزم ہے نہی کو استغفار سے واسطے اس شخص کے کہ مرے اس حالت میں کہ ظاہر کرنے والا ہو اسلام کو اس واسطے کہ احتمال ہے کہ اس کا اعتقاد صحیح ہو اور یہ جواب خالص ہے اور اس آیت کی بحث کتاب الجنائز میں گزر چکی ہے اور ترجیح اس کو ہے کہ اس آیت کا نازل ہونا ابوطالب کے قصے سے نہایت پیچھے ہے اور یہ کہ جو اس کے قصے میں اترا وہ یہ قول اللہ کا ہے ﴿انک لا تھدی من احببت﴾ اور میں نے اس کی دلیل وہاں لکھی ہے مگر یہ کہ اس آیت کے بقیہ میں تصریح ہے ساتھ اس کے کہ وہ کافر ہوئے ساتھ اللہ کے اور اس کے رسول کے اور یہ تصریح دلالت کرتی ہے کہ نازل ہونا اس آیت کا قصے سے پیچھے ہے اور شاید جو آیت پہلے اتری اور جس کے ساتھ حضرت ﷺ نے تمسک کیا ہے ﴿استغفرلھم او لا تستغفرلھم ان تستغفرلھم سبعین مرة فلن یغفر اللہ لھم﴾ خاص کر اس جگہ تک اور اسی واسطے اقتصار کیا عمر رضی اللہ عنہ کے جواب میں تخمیر پر اور سبعین کے ذکر پر پھر جب واقع ہوا قصہ مذکورہ تو اللہ نے ان کا پردہ اٹھا دیا اور خلقت میں ان کو رسوا کیا اور ان پر پکارا کہ وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور شاید یہی بھید ہے اس میں کہ اقتصار کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں اس آیت سے اس قدر پر اس قول تک ﴿فلن یغفر اللہ لھم﴾ اور اس کتاب کے کسی نسخے میں پوری آیت واقع نہیں ہوئی جیسے کہ

جاری ہوئی ہے ساتھ اس کے عادت مختلف ہونے راویوں کی جو اس سے روایت کرتے ہیں اور جب کوئی منصف غور کرنے والا غور کرے تو معلوم کر لے گا کہ جو اس حدیث کو رد کرتا ہے یا اس کی تاویل میں تعسف کرتا ہے اس کو اس پر باعث یہ بات ہوئی کہ اس نے گمان کیا کہ اللہ کا قول ﴿ذَلِكْ بَانِهْمْ كَفَرُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ﴾ اتراساتھ قول اس کے ﴿اَسْتَغْفِرْ لَهُمْ﴾ یعنی اس کا گمان یہ ہے کہ یہ ساری آیت ایک ہی بار اتری اس واسطے کہ اگر فرض کیا جائے کہ یہ آیت ساری ایک ہی بار اتری تو البتہ قرین ہوگی ساتھ نبی کے علت اور یہ صریح ہے اس میں کہ تھوڑا استغفار اور بہت نہیں فائدہ دیتا جنہیں توجب فرض کیا جائے جو میں نے لکھا کہ قدر یعنی ﴿ذَلِكْ بَانِهْمْ كَفَرُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ﴾ آیت کے اول سے پیچھے اترتا تو دور ہوگا اشکال اور جب امر اس طرح ہوا تو حجت تمسک کرنے والے کی قصے سے ساتھ مفہوم عدد کے صحیح ہے اور واقع ہونا اس امر کا حضرت ﷺ سے بطور تمسک کے ساتھ ظاہر کے اس چیز کی بنا پر کہ مشروع ہے احکام میں یہاں تک کہ قائم ہو دلیل صارف اس سے نہیں ہے کوئی اشکال بیچ اس کے سو واسطے اللہ کے ہے سب تعریف اس چیز پر کہ الہام کی اور سکھائی اور حافظ ابو نعیم حلیۃ الاولیاء والے نے اس میں ایک جز لکھی ہے اس میں اس نے اس حدیث کے سب طریق جمع کیے ہیں اور اس کے معنوں پر کلام کیا ہے سو میں نے اس کو چھاننا ہے سو اس میں سے ایک بات یہ ہے کہ اس نے کہا کہ واقع ہوا ہے ابو اسامہ وغیرہ کی روایت میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول میں کہ کیا آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں اور حالانکہ اللہ نے آپ کو منافقوں پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے اور نہیں بیان کیا عمر رضی اللہ عنہ نے کل نبی کا کہ اللہ نے یہ کس جگہ فرمایا ہے سو واقع ہوا ہے بیان اس کا ابو ضمہ کی روایت میں عمری سے اور وہ یہ ہے کہ مراد اس کی ان پر نماز پڑھنے سے استغفار کرنا یعنی بخشش مانگنا ہے واسطے ان کے اور اس کا لفظ یہ ہے وقد نهاک اللہ ان تستغفر لہم کہا اور بیچ قول عمر رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت ﷺ نے اس پر نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی یہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے چھوڑ کر حضرت ﷺ کی پیروی کی اور تنبیہ کی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس قصے کو حضرت ﷺ سے بلا واسطہ اٹھایا ہے برخلاف ابن عباس رضی اللہ عنہ کے کہ اس نے اس قصے کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اٹھایا وہاں حاضر نہیں تھے کہا ابو نعیم نے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے گواہی دینا مرد پر ساتھ اس چیز کے کہ ہو وہ اوپر اس کے زندگی کی حالت میں اور مرنے کی حالت میں واسطے دلیل قول عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کہ عبد اللہ منافق ہے اور حضرت ﷺ نے اس پر انکار نہ کیا اور لیا جاتا ہے اس سے کہ مردوں کو برا کہنا وہ منع ہے جس کے ساتھ مقصود گالی دینا ہو نہ تعریف اور یہ کہ جاری ہوتے ہیں منافق پر احکام ظاہر اسلام کے اور یہ کہ مردے کے مرنے کی خبر دینا بجز نہیں داخل ہے نہی منہی عنہ میں یعنی اس موت کی خبر دینے میں جو منع ہے اور اس میں جواز سوال کرنا مالدار کا ہے اس شخص کو جس کی برکت کی امید کی جاتی ہو کچھ چیز مال اس کے سے واسطے ضرورت دینی کے اور یہ کہ جائز ہے رعایت زندہ آدمی کی جو فرمانبردار ہو ساتھ احسان کرنے کے طرف مردے گنہگار کی اور یہ کہ جائز

ہے کفنا ساتھ کپڑے سلے ہوئے کے اور جائز ہونا تاخیر بیان کا وقت نزول سے حاجت کے وقت تک اور عمل کرنا ساتھ ظاہر کے جب کہ نص میں احتمال ہو اور یہ کہ جائز ہے تنبیہ کرنا مفضل کی فاضل کو اس چیز پر کہ وہ گمان کرے کہ وہ اس سے بھول گیا اور تنبیہ کرنا فاضل کی مفضل کو اس چیز پر کہ اس کو مشکل ہو اور یہ کہ جائز ہے استفسار سائل کا مسئول سے اور عکس اس کا اس چیز سے کہ احتمال رکھے جو ان کے درمیان دائر ہوا اور یہ کہ جائز ہے قسم کرنا وقت حاضر ہونے جنازے کے نزدیک موجود ہونے اس چیز کے کہ اس کو چاہے اور البتہ مستحب جانا ہے اہل علم نے نہ ہنسنے کو بہ سبب تمام ہونے خشوع کے پس مستثنیٰ ہوگا اس سے جس کی حاجت ہو اور اللہ کے ساتھ ہے توفیق۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ «سَيَخْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِيَرْضَوْا عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ إِنَّهُمْ رَجِسٌ وَمَا وَاهُمْ جَهَنَّمَ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ»

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ اب قسمیں کھائیں گے اللہ کی تمہارے پاس جب پھر آؤ گے تم ان کی طرف تاکہ ان سے درگزر کرو سو درگزر کرو ان سے وہ لوگ ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے بدلہ ان کی کمائی کا

فائدہ: ذکر کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں ایک مکرزا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث کا جو دراز ہے اس کی توبہ کے قصے میں جو متعلق ہے ساتھ ترجمہ کے۔ (فتح)

www.KitaboSunnat.com

۴۳۰۵۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کہ وہ جنگ تبوک سے پیچھے رہے قسم ہے اللہ کی نہیں عنایت کی اللہ نے مجھ پر کوئی نعمت اس کے بعد کہ اللہ نے مجھ کو اسلام کی ہدایت کی بہت بڑی اس سے کہ میں نے حضرت ﷺ کے آگے سچ بولا جھوٹ نہ بولا پس اگر میں جھوٹ بولتا تو ہلاک ہوتا جیسے ہلاک ہوئے جھوٹ بولنے والے جب کہ وحی اتاری گئی اب قسمیں کھائیں گے تمہارے پاس اللہ کی جب کہ تم پھر آؤ گے ان کی طرف فاسقین تک۔

۴۳۰۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ بْنَ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوكَ وَاللَّهِ مَا أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ بَعْدَ إِذْ هَدَانِي أَعْظَمَ مِنْ صِدْقِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا أَكُونَ كَذَبْتُهُ فَأَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِينَ كَذَبُوا حِينَ أَنْزَلَ الْوَحْيُ «سَيَخْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ إِلَى قَوْلِهِ الْفَاسِقِينَ»

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ قسمیں کھائیں تمہارے پاس کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ سو اگر تم ان سے راضی ہو جاؤ تو اللہ راضی نہیں بے حکم لوگوں سے۔

بَابُ قَوْلِهِ «يَخْلِفُونَ لَكُمْ لِيَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَى عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ»

فائدہ: یہ باب ابو ذر رضی اللہ عنہ کی روایت میں بغیر ترجمہ کے ہے اور دوسرے لوگوں کی روایت میں یہ باب نہیں اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ وہ فاسقوں کے حق میں اتری۔

باب ہے بیان میں اس آیت کے یعنی بعض دوسروں نے مان لیا اپنا گناہ ملایا ایک کام نیک اور دوسرا بد شاید اللہ معاف کرے ان کو بیشک اللہ بخشنے والا ہے مہربان۔

بَابُ قَوْلِهِ «وَاٰخِرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا عَسَىٰ اللّٰهُ اَنْ يُّتُوْبَ عَلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ».

۴۳۰۶۔ حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہم کو فرمایا کہ آج رات دو مرد میرے پاس آئے سوانہوں نے مجھ کو اٹھایا (اور مجھ کو لے چلے) سو ہم ایک شہر کی طرف پہنچے جو بنایا گیا تھا سونے کی اینٹ اور چاندی کی اینٹ سے سو ہم کو بہت مرد آگے آئے کہ ان کا آدھا بدن جیسے تو نہایت خوب صورت آدمی دیکھے اور آدھا بدن جیسے تو نہایت بد صورت آدمی دیکھے ان دونوں نے ان سے کہا کہ جاؤ اور اس دریا میں گر پڑو سو وہ اس میں گر پڑے پھر ہماری طرف پھرے اس حال میں کہ یہ بدی ان سے دور ہوئی سو وہ نہایت خوب صورت ہو گئے دونوں نے مجھ سے کہا کہ یہ جنت عدن ہے یعنی بہشت ہے ہمیشہ رہنے والا اور یہ ہے جگہ تیری دونوں نے کہا کہ چنانچہ جن لوگوں کا آدھا بدن خوب صورت اور آدھا بدن بد صورت تھا سو بیشک انہوں نے ملایا ایک نیک کام اور دوسرا بد درگزر کی اللہ نے ان سے اور معاف کیے ان کے گناہ۔

۴۳۰۶۔ حَدَّثَنَا مُوَمَّلٌ هُوَ ابْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَا أَتَانِي اللَّيْلَةَ اِتْيَانٍ فَاَتَعَنَانِي فَأَنْتَهَيْنَا إِلَى مَدِينَةٍ مَّبْنِيَّةٍ بِلَبْنٍ ذَهَبٍ وَلَبْنٍ فِضَّةٍ فَلَقْنَا رِجَالًا شَطْرُ مَنْ خَلَقَهُمْ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَأَيْتَ وَشَطْرُ كَأَفْجَحٍ مَا أَنْتَ رَأَيْتَ قَالَا لَهُمْ اذْهَبُوا فَبَقُوا فِي ظِلِّ النَّهْرِ فَوَقَعُوا فِيهِ ثُمَّ رَجَعُوا إِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذَلِكَ الشَّوْءُ عَنْهُمْ فَصَارُوا فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ قَالَا لِي هَذِهِ جَنَّةٌ عَدْنٍ وَهَذَاكَ مَنْزِلُكَ قَالَا أَمَّا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَانُوا شَطْرُ مِنْهُمْ حَسَنٌ وَشَطْرُ مِنْهُمْ قَبِيحٌ فَإِنَّهُمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللَّهُ عَنْهُمْ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح تعبیر میں آئے گی۔  
بَابُ قَوْلِهِ «مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ».

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ نہیں جائز پیغمبر کو اور ایمانداروں کو یہ کہ بخشش مانگیں واسطے مشرکوں کے۔

۴۳۰۷۔ حضرت مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابو طالب کو وفات حاضر ہوئی تو حضرت ﷺ اس کے پاس اندر گئے اور اس کے پاس ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ بیٹھے تھے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے چچا کہہ لا الہ الا اللہ کہ میں اللہ کے نزدیک اس کلمہ کہنے سے تیرے واسطے جھگڑوں گا یعنی تیرے اسلام کی گواہی دے کر تجھ کو بخشواؤں گا سو ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ نے کہا کہ اے ابو طالب! کیا تو عبدالمطلب کے دین کو چھوڑتا ہے؟ سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میں تیرے واسطے بخشش مانگے جاؤں گا جب تک کہ مجھ کو تیری بخشش مانگنے سے روک نہ ہو سو یہ آیت اتری کہ پیغمبر اور ایمانداروں کو لائق نہیں کہ مغفرت مانگیں واسطے مشرکوں کے اگرچہ قرابت والے ہوں بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکا ان کو کہ مشرک دوزخی ہیں۔

۴۳۰۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ عَمٍّ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَحَاجُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ يَا أَبَا طَالِبٍ أَتُرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا سَتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أَنَا عَنْكَ فَتَزَلَّ «مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولَىٰ قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ».

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الجنائز میں گزر چکی ہے۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ البتہ اللہ مہربان ہوا پیغمبر پر اور مہاجرین اور انصار پر جو ساتھ رہے پیغمبر کے مشکل کی گھڑی میں بعد اس کے کہ قریب ہوئے کہ دل پھر جائیں بعض کے ان میں سے پھر مہربان ہوا ان پر وہ ان پر مہربان ہے رحم کرنے والا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ «لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبَ فَرِيقٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ».

۴۳۰۸۔ حضرت عبد اللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور تھا وہ کھینچنے والا کعب کا اس کی اولاد سے جب کہ وہ اندھے ہو گئے تھے کہا سنا میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس کی حدیث میں اور تین شخص پر جو موقوف رکھے گئے کہا اپنی حدیث کے

۴۳۰۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح قَالَ أَحْمَدُ وَحَدَّثَنَا عُبَيْسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ

اخیر میں ہے کہ میری توبہ کے شکر یہ سے ہے کہ میں اپنا سب مال اللہ اور اس کے رسول کے واسطے صدقہ کروں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنا کچھ مال اپنے پاس رکھ لے کہ وہ تیرے واسطے بہتر ہے۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور تین شخص جو موقوف رکھے گئے توبہ سے یہاں تک کہ جب تنگ ہوئی ان پر زمین باوجود کشادہ ہونے اپنے کے اور تنگ ہوئی ان پر اپنی جان اور جانا انہوں نے کہ کوئی پناہ نہیں اللہ سے مگر اسی کی طرف پھر مہربان ہوا اور ان کے کہ وہ پھر آئیں اللہ ہی ہے مہربان رحم والا۔

۴۳۰۹۔ حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا اس نے کہ میں نے اپنے باپ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا اور وہ ہے تین شخصوں سے جن کی توبہ قبول ہوئی کہ بیشک وہ کبھی کسی جنگ میں حضرت ﷺ سے پیچھے نہیں رہے سوائے دو جنگوں کے یعنی جنگ تبوک اور جنگ بدر سو میں نے پکی نیت کی کہ نہ کہوں گا نزدیک حضرت ﷺ کے گرج، چاشت کے وقت یعنی حضرت ﷺ چاشت کے وقت اس سفر سے آئے اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ سفر سے کم آتے مگر چاشت کے وقت اور پہلے منجد میں آتے تھے اور دو رکعتیں پڑھتے تھے اور حضرت ﷺ نے منع کیا لوگوں کو میرے اور میرے دونوں ساتھیوں سے کلام کرنے سے اور ہمارے سوا کسی پیچھے رہنے

بُنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَعْبٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِي حِمْيَرٍ عَمِّي قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فِي حَدِيثِهِ «وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا» قَالَ فِي آخِرِ حَدِيثِهِ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلَعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمْسِكْ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ.

بَابُ قَوْلِهِ «وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا حَتَّى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ لَا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ».

۴۳۰۹۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أُعَيْنٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ أَنَّ الزُّهْرِيَّ حَدَّثَهُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ وَهُوَ أَحَدُ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ تَبَّ عَلَيْهِمْ أَنَّهُ لَمْ يَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ غَزَاهَا قَطُّ غَيْرَ غَزَوَتَيْنِ غَزْوَةِ الْعُسْرَةِ وَغَزْوَةِ بَدْرٍ قَالَ فَاجْتَمَعْتُ صِدْقِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُحًى وَكَانَ قَلَمًا يَقْدُمُ



والے کے کلام سے منع نہ کیا سولوگوں نے ہماری کلام سے کنارہ کیا۔ سو میں اسی طرح ٹھہرا یعنی کوئی ہمارے ساتھ کلام نہ کرتا تھا یہاں تک کہ دراز ہوا مجھ پر کام اور مجھ کو اس سے زیادہ کسی چیز کا فکر نہ تھا کہ میں اسی حالت میں مر جاؤں اور حضرت ﷺ مجھ پر نماز نہ پڑھیں یا حضرت ﷺ فوت ہوں اور میں لوگوں سے اسی حالت میں رہوں سو نہ کوئی مجھ سے کلام کرے اور نہ مجھ پر نماز پڑھے سو اللہ نے ہماری توبہ اپنے پیغمبر ﷺ پر اتاری جب کہ تہائی رات باقی رہی اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا میری خیر خواہ تھیں اور میرے کام میں مدد کرنے والی تھیں سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے ام سلمہ! کعب رضی اللہ عنہ پر توبہ ہوئی یعنی اس کی توبہ قبول ہوئی، ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا میں اس کو کہلا نہ بھیجوں اور اس کو خوشخبری نہ دوں؟ فرمایا کہ اب لوگ تم پر ہجوم کریں گے اور تم کو تمام رات سونے سے باز رکھیں گے یہاں تک کہ جب حضرت ﷺ نے فجر کی نماز پڑھی تو ہماری توبہ کی خبر دی اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب بشارت پاتے تو آپ ﷺ کا چہرہ روشن ہوتا یہاں تک کہ جیسے وہ چاند کا ٹکڑا ہے اور تھے خاص ہم تینوں کہ پیچھے ڈالے گئے ہم اس امر سے کہ قبول کیا حضرت ﷺ نے ان لوگوں سے جنہوں نے عذر کیا جب کہ اللہ نے ہماری توبہ اتاری سو جب ذکر کیے گئے وہ لوگ جنہوں نے حضرت ﷺ کے پاس جھوٹ کہا پیچھے رہنے والوں سے اور جھوٹا عذر کیا تو ذکر کیے گئے ساتھ بدتر اس چیز کے کہ ذکر کیا گیا ساتھ اس کے کوئی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عذر کریں گے تمہارے پاس جب تم ان کی طرف پھر آؤ گے تو کہہ نہ عذر کرو ہرگز اعتبار نہیں کریں گے ہم تمہاری بات کا خبردار کر دیا ہے ہم کو اللہ نے تمہارے احوال

مِنْ سَفَرٍ سَافَرَهُ إِلَّا ضَعَىٰ وَ كَانَ يَبْدَأُ  
بِالْمَسْجِدِ فَيَرْكَعُ رَكَعَتَيْنِ وَ نَهَى النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِي وَ كَلَامِ  
صَاحِبِي وَ لَمْ يَنْهَ عَنْ كَلَامِ أَحَدٍ مِنَ  
الْمُتَخَلِّفِينَ غَيْرِنَا فَاجْتَسَبَ النَّاسُ كَلَامَنَا  
فَلَبِثْتُ كَذَلِكَ حَتَّى طَالَ عَلَى الْأَمْرِ وَمَا  
مِنْ شَيْءٍ أَهَمُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَمُوتَ فَلَا يُصَلِّيَ  
عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ  
يَمُوتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَأَكُونُ مِنَ النَّاسِ يَبْتَكَ الْمَنْزِلَةَ فَلَا  
يُكَلِّمُنِي أَحَدٌ مِنْهُمْ وَلَا يُصَلِّي وَلَا يُسَلِّمُ  
عَلَيَّ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَوْبَتَنَا عَلَيَّ نَبِيَّهُ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ بَقِيَ الثَّلَاثُ الْآخِرُ مِنَ  
اللَّيْلِ وَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
عِنْدَ أَمِّ سَلَمَةَ وَ كَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ مُحْسِنَةً فِي  
شَأْنِي مَعْنِيَةً فِي أَمْرِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أُمُّ سَلَمَةَ تَيْبَ  
عَلَيَّ كَعْبٍ قَالَتْ أَفَلَا أُرْسِلُ إِلَيْهِ فَأُبَشِّرُهُ  
قَالَ إِذَا يَحْطِمُكُمْ النَّاسُ فَيَمْنَعُونَكُمْ  
النَّوْمَ سَابِرَ اللَّيْلَةِ حَتَّى إِذَا صَلَّى رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْفَجْرِ  
أَذَّنَ بِتَوْبَةِ اللَّهِ عَلَيْنَا وَ كَانَ إِذَا اسْتَبَشَرَ  
اسْتَنَارَ وَ جَهَّهَ حَتَّى كَانَتْ قِطْعَةً مِنَ الْقَمَرِ  
وَ كُنَّا أَبْهَا الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلِفُوا عَنِ الْأَمْرِ  
الَّذِي قَبْلَ مِنْ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ اعْتَذَرُوا حِينَ

سے اور دیکھے گا اللہ تمہارے کام اور اس کا رسول۔

أَنْزَلَ اللَّهُ لَنَا التَّوْبَةَ فَلَمَّا ذُكِرَ الَّذِينَ كَذَبُوا  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ  
الْمُتَخَلِّفِينَ وَاعْتَذَرُوا بِالْبَاطِلِ ذُكِرُوا بِشَرِّ  
مَا ذُكِرَ بِهِ أَحَدٌ قَالَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ ﴿يَعْتَذِرُونَ  
إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ قُلْ لَا تَعْتَذِرُوا لَنْ  
نُؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَأْنَا اللَّهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ  
وَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ﴾ الْآيَةُ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہم تینوں پیچھے ڈالے گئے یعنی مراد اس آیت میں ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا﴾ پیچھے رہنے

سے پیچھے رہنا توبہ سے ہے نہ پیچھے رہنا جنگ سے۔  
بَابُ قَوْلِهِ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ  
وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ اے ایمان والو! ڈرو  
اللہ سے اور ہو جاؤ سچوں کے ساتھ۔

۴۳۱۰۔ حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور تھا وہ  
کھینچنے والا کعب رضی اللہ عنہ کا اس نے کہا کہ سنا میں نے کعب رضی اللہ عنہ  
سے کہ حدیث بیان کرتے تھے زمانے تَخَلَّفَ اپنے کی جنگ  
تبوک کے قصے سے سو قسم ہے اللہ کی نہیں جانتا میں کسی کو کہ اللہ  
نے اس کو سچی بات میں آزمایا ہو بہتر اس چیز سے کہ مجھ کو  
آزمایا جس دن سے میں نے حضرت ﷺ کے پاس سچ کہا  
اس دن سے آج تک میں نے جھوٹ بولنے کا قصد نہیں کیا سو  
اللہ نے اپنے رسول پر یہ آیت اتاری کہ البتہ مہربان ہوا اللہ  
پیغمبر پر اور مہاجرین پر اس قول تک کہ ہو ساتھ سچوں کے۔

۴۳۱۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ  
عَنْ عَقِيلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ عَنْ  
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ  
كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ  
مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ قِصَّةِ تَبُوكَ  
قَالَ اللَّهُ مَا أَعْلَمَ أَحَدًا أَبْلَاهُ اللَّهُ فِي صِدْقِ  
الْحَدِيثِ أَحْسَنَ مِمَّا أَبْلَانِي مَا تَعَمَّدْتُ  
مُنْذُ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى يَوْمِي هَذَا كَذِبًا وَأَنْزَلَ  
اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ ﴿لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ  
وَالْمُهَاجِرِينَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿وَكُونُوا مَعَ  
الصَّادِقِينَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ البتہ آیا تمہارے پاس رسول تم میں سے بھاری ہے اس پر جو تم تکلیف پاؤ حرص رکھتا ہے تمہاری ہدایت کی ایمان والوں پر شفقت رکھتا ہے مہربان اور رؤوف مشتق ہے رافۃ سے اور اس کے معنی ہیں نہایت رحمت اور نرم دلی۔

۴۳۱۱۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور تھے وہ ان لوگوں میں سے جو وحی کو لکھتے تھے کہا اس نے کہ یمامہ والوں کی لڑائی کے وقت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بلا بھیجا اور ان کے پاس عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے سو انھوں نے کہا کہ بیشک جنگ یمامہ کے دن بہت مسلمان مارے گئے اور میں ڈرتا ہوں کہ جنگوں میں بہت قاری مارے جائیں اور بہت قرآن ضائع ہو مگر یہ کہ تم قرآن کو جمع کرو اور البتہ میں مناسب جانتا ہوں کہ قرآن جمع کیا جائے کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہ کس طرح کروں میں وہ چیز جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نہیں کی تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی البتہ قرآن کا جمع کرنا بہتر ہے سو ہمیشہ عمر رضی اللہ عنہ مجھ سے تکرار کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے واسطے میرا سینہ کھولا اور مناسب جانا میں نے جو عمر رضی اللہ عنہ نے مناسب جانا کہا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اور عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس بیٹھے تھے کلام نہ کرتے تھے سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بیشک تو جوان مرد ہے عاقل ہے اور ہم تجھ کو کسی بری بات کی تہمت نہیں لگاتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے وحی کو لکھتا تھا سو تلاش کر قرآن کو اور جمع کر اس کو سو قسم ہے اللہ کی کہ اگر ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھ کو پہاڑ کے اٹھالے جانے کی تکلیف دیتے تو نہ تھا مجھ پر زیادہ بھاری اس چیز سے کہ حکم کیا انہوں نے مجھ کو ساتھ اس کے جمع کرنے

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ مِنَ الرَّأْفَةِ.

۴۳۱۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ مِمَّنْ يَكْتُبُ الْوَحْيَ قَالَ أُرْسِلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ مَقْتَلٌ أَهْلَ الْيَمَامَةِ وَعِنْدَهُ عُمَرُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ إِنَّ الْقَتْلَ قَدْ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِالنَّاسِ وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ فِي الْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبَ كَثِيرٌ مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا أَنْ تَجْمَعُوهُ وَإِنِّي لَا أَرَى أَنْ تَجْمَعَ الْقُرْآنَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ قُلْتُ لِعُمَرَ كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يَوَاجِعُنِي فِيهِ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ لِي ذَلِكَ صَدْرِي وَرَأَيْتُ الَّذِي رَأَى عُمَرُ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَعُمَرُ عِنْدَهُ جَالِسٌ لَا يَتَكَلَّمُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌ عَاقِلٌ وَلَا نَهْمَكَ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْمَعُ الْقُرْآنَ فَاجْمَعُهُ فَوَاللَّهِ لَوْ كَلَّفَنِي نَقْلَ جَبَلٍ مِّنْ

قرآن کے سے میں نے کہا کہ تم دونوں کس طرح کرتے ہو وہ چیز جو حضرت ﷺ نے نہیں کی سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم اللہ کی کہ وہ بہتر ہے سو میں اس سے ہمیشہ تکرار کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ نے میرا سینہ کھولا واسطے اس چیز کے کہ اللہ نے اس کے واسطے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھولا سو میں اس کام کے واسطے مستعد ہوا سو میں نے قرآن کو تلاش کیا اس حال میں کہ جمع کرتا ہوں میں اس کو چمڑے اور کاغذ کے ٹکڑوں سے اور کندھے کی ہڈیوں سے اور کھجور کی چھڑیوں سے اور مردوں کے سینے سے یہاں تک کہ میں نے سورہ توبہ کی دو آیتیں خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس پائیں کہ میں نے ان دونوں کو اس کے سوا کسی کے پاس نہ پایا کہ البتہ آیا تمہارے پاس رسول تم ہی میں سے کہ بھاری ہے اس پر جو تم تکلیف پاؤ اور حرص رکھتا ہے تمہاری ہدایت کی ایمان والوں پر شفقت رکھتا ہے مہربان پھر اگر وہ پھر جائیں تو تو کہہ کہ بس کافی ہے مجھ کو اللہ کسی کی بندگی نہیں سوائے اس کے اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی ہے صاحب بڑے تخت کا۔ اور جن کاغذوں میں قرآن جمع کیا گیا وہ کاغذ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس رہے یہاں تک کہ وہ فوت ہوئے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس رہے یہاں تک کہ وہ بھی فوت ہوئے پھر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے پاس رہے متابعت کی ہے اس کی عثمان بن عمرو اور لیث نے یونس سے اس نے روایت کی ہے ابن شہاب سے اور کہا لیث نے حدیث بیان کی مجھ سے عبدالرحمن بن خالد نے ابن شہاب سے اور کہا ساتھ ابو خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے اور کہا ابراہیم نے ساتھ خزیمہ یا ابو خزیمہ کے۔

الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمْ أَزَلْ أَزِجْهُ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ اللَّهُ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ فَقُمْتُ فَتَبِعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الرِّقَاعِ وَالْأَكْثَافِ وَالْعُسْبِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ حَتَّى وَجَدْتُ مِنْ سُورَةِ التَّوْبَةِ آيَتَيْنِ مَعَ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهُمَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ﴾ ﴿فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ﴾ إِلَى آخِرِهِمَا وَكَانَتِ الصُّحُفُ النَّبِيَّ جَمْعَ فِيهَا الْقُرْآنَ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ تَابِعَهُ عَثْمَانُ بْنُ عَمْرٍو وَاللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ وَقَالَ مُوسَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ وَتَابِعَهُ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ وَقَالَ أَبُو نَابِتٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ وَقَالَ مَعَ خُزَيْمَةَ أَوْ أَبِي خُزَيْمَةَ.

**فائدہ:** یہ جو کہا کہ یمامہ والوں کی لڑائی کے وقت تو مراد یہ ہے کہ بعد لڑائی اصحاب کے مسیلہ کذاب سے گیارہویں سال میں بسبب اس کے کہ اس نے پیغمبری کا دعویٰ کیا اور عرب کے بہت لوگ مرتد ہو گئے سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف لشکر بھیجا سو مسیلہ کذاب کے ساتھ سخت لڑائی ہوئی اس لڑائی میں بہت اصحاب حافظ قرآن شہید ہوئے تب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلا کر قرآن کو جمع کروایا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی آیت اس کی ضائع ہو جائے اور یہ جو کہا کہ قال الملیث..... الخ تو مراد یہ ہے کہ ابراہیم بن سعد کے ساتھی مختلف ہیں بعض نے تو ابو خزیمہ کے ساتھ کہا اور بعض نے خزیمہ کے ساتھ کہا اور بعض نے اس میں شک کیا اور تحقیق یہ ہے کہ سورہ توبہ کی آیت تو ابو خزیمہ کے پاس ملی اور احزاب کی آیت خزیمہ کے پاس ملی اور توبہ کی آیت کو تو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس وقت پایا جب کہ قرآن کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جمع کیا اور آیت احزاب کو اس وقت پایا جب کہ اس کو عثمان کی خلافت میں نقل کیا۔ (فتح) اس حدیث سے بھی اور دیگر بہت سی حدیثوں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جمع کیا اور یہ جو عام لوگوں میں مشہور ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کو جمع کیا تو یہ اس سبب سے ہے کہ جمع کرنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا قرآن کو عرب کی سب لغتوں پر تھا یعنی عرب کی سب لغتوں کے الفاظ اس میں رہے عہد عثمان رضی اللہ عنہ میں دو شخصوں نے اختلاف کیا ایک نے ایک آیت کو کسی طرح پڑھا اور دوسرے نے اسی آیت کو کسی اور طرح پڑھا اور ایک دوسرے کو خطا کی طرف منسوب کیا اس واسطے عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کو حصہ بٹھایا سے منگوا کر خالص کر دیا اور اہل حجاز کی لغت پر لکھوایا اور چار قرآن لکھوا کر ملکوں میں بھیجے اور باقی قرآنوں کو جلا یا یا دھلوا یا۔ (ت)

### سورہ یونس کی تفسیر کا بیان

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿انما مثل الحیوة الدنیا کما انزلناہ من السماء فاختلف بہ نبات الارض﴾ کے کہ ملا ساتھ اس کے سبزہ زمین کا یعنی پس اگا ساتھ پانی کے ہر رنگ سے اس قسم سے کہ کھاتے ہیں لوگ مانند جو اور گندم اور باقی اناج زمین کے۔

یعنی اور کہا انہوں نے کہ ٹھہرائی ہے اللہ نے اولاد پاک ہے وہ بے پرواہ ہے۔

### سُورَةُ يُوسُفَ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ﴾ فَنَبَتَ بِالْمَاءِ مِنْ كُلِّ لَوْنٍ.

﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ هُوَ الْغَنِيُّ﴾.

**فائدہ:** یہ ترجمہ خالی ہے حدیث سے اور میں نہیں دیکھتا اس آیت میں کوئی حدیث مسند اور شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے ارادہ کیا ہوگا کہ نکالے اس میں کوئی طریق اس حدیث کا جو توحید میں ہے اس قسم سے جو اس کو گمان کرتا ہے سو اس

کے واسطے بیاض چھوڑا۔ (فتح)

یعنی اور کہا زید بن اسلم نے سچ تفسیر ﴿وبشر الذین آمنوا ان لھم قدم صدق عند ربھم﴾ کے کہ مراد قدم صدق سے محمد ﷺ ہیں اور کہا مجاہد نے کہ مراد قدم صدق سے خیر ہے۔

وَقَالَ زَيْدُ بْنُ اُسْلَمَ ﴿اَنَّ لَھُمْ قَدَمَ صِدْقٍ﴾ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ خَيْرٌ۔

فائدہ: اور حسن اور قتادہ سے روایت ہے کہ محمد ﷺ ان کے واسطے شفیع ہوں گے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد قدم صدق سے ثواب ہے اور نیز مجاہد سے روایت ہے کہ قدم صدق سے مراد نماز ان کی اور روزہ ان کا اور صدقہ ان کا اور سچ ان کی ہے۔ (فتح)

يُقَالُ ﴿تِلْكَ اٰیَاتٌ﴾ يَعْنِيْ هٰذِهِ اَعْلَامُ الْقُرْآنِ وَمِثْلُهُ ﴿حَتّٰی اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفَلَکِ وَجَرْتُمْ بِہُمْ﴾ الْمَعْنٰی بِكُمُ۔

یعنی کہا جاتا ہے ﴿تلك آیات﴾ کے معنی میں کہ یہ قرآن کی نشانیاں ہیں یعنی تلك اسم اشارہ ہے ساتھ معنی ہذہ کے ہے جو غائب کے لیے ہے اور مثل اس کی ہے یعنی ﴿تلك آیات﴾ کی یہ آیت ﴿حتی اذا کتتم﴾ کہ اس آیت میں بہم کے معنی ہیں بکم۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ پھیری گئی ہے کلام اس آیت میں خطاب سے طرف غائب کا جیسے کہ پھیرا گیا ہے اسم اشارہ پہلی آیت میں غائب سے طرف حاضر کی یعنی اپنی آیت میں ہذہ آیات چاہیے تھا اس کے بدلے ﴿تلك آیات﴾ بولا گیا اور دوسری آیت میں بکم چاہیے تھا اس کے بدلے میں بہم بولا گیا اور جامع دونوں کے درمیان یہ ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک میں پھیرا گیا ہے خطاب غائب سے طرف حاضر کی اور عکس اس کا اور فائدہ صرف کلام کا خطاب سے طرف غائب کے مبالغہ ہے جیسے وہ ذکر کرتا ہے واسطے غیر ان کے کی حال ان کا تا کہ تعجب میں ڈالے ان کو اس سے اور استدعا کرتا ہے ان سے انکار اور تنبیہ کو۔ (ق)

يُقَالُ ﴿دَعَاہُمْ﴾ دُعَاؤُہُمْ۔ یعنی اور معنی دعو اھم کے آیت ﴿دعو اھم فیھا سبھا نک اللھم﴾ میں دعا مانگنے اور پکارنے کے ہیں۔

فائدہ: اور روایت کی ہے طبری نے ثوری کے طریق سے سچ تفسیر اس آیت کے ﴿دعو اھم فیھا﴾ کہ جب کسی چیز کا ارادہ کریں گے تو کہیں گے اللھم سوا اللہ ان کو دے گا جو مانگیں گے اور اسی طرح روایت ہے ابن جریج سے اور یہ سب تائید کرتی ہے اس کی کہ دعو اھم کے معنی دعا کے ہیں اس واسطے کہ معنی اللھم کے ہیں یا اللہ یا معنی دعویٰ کے عبادت ہیں یعنی بہشت میں ان کی کلام بعینہ یہ لفظ ہوگی۔

﴿أَحِيطَ بِهِمْ﴾ دَنُوا مِنَ الْهَلَكَةِ یعنی احیط بہم کے معنی ہیں کہ ہلاکت سے نزدیک ہوئے اس کے گناہوں نے اس کا احاطہ کیا۔  
﴿أَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ﴾

فائدہ: کہا جاتا ہے احیط بہ یعنی وہ ہلاک ہونے والا ہے اور گویا کہ وہ از قسم احاطہ کرنے دشمن کے ہے ساتھ قوم کے اس واسطے کہ یہ اکثر اوقات ہلاک کا سبب ہوتا ہے تو اس سے کفایت ٹھہرائی گئی اور اسی واسطے بخاری رحمہ اللہ اس کے پیچھے یہ قول لایا ہے ﴿احاطت بہ خطیئہ﴾ واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف۔ (فتح)  
فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَا۟ فَيَمُوتُوا﴾ (فتح)

﴿فَاتَّبَعَهُمْ وَاتَّبَعَهُمْ وَاحِدٌ﴾ یعنی ان دونوں لفظوں کے ایک معنی ہیں ان کے پیچھے پڑا۔

﴿عَدُوًّا﴾ مِنَ الْعَدُوِّانِ یعنی عدو و مشتق ہے عدوان سے یعنی تعدی اور زیادتی سے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿فَاتَّبَعَهُمْ﴾ فرعون و جنودہ بغیا و عدوا اور یہ دونوں لغتیں ہیں منصوب اس بنا پر کہ وہ مصدر ہیں یا اس بنا پر کہ وہ حال ہے یعنی سرکشی کرنے والے حد سے نکل جانے والے اور جائز ہے کہ دونوں مفعول ہوں یعنی سبب بھی اور عدوان کے۔

﴿وَقَالَ مُجَاهِدٌ﴾ ﴿وَلَوْ يُعْجَلُ اللَّهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتَعْجَلَهُمْ بِالْخَيْرِ﴾ قَوْلُ الْإِنْسَانِ لَوْلَدِهِ وَمَالِهِ إِذَا غَضِبَ اللَّهُ لَهُمْ لَا تَبَارَكَ فِيهِ وَالْعَنَهُ ﴿لَقَضَىٰ إِلَيْهِمْ أَجَلَهُمْ﴾ لَا أَهْلِكَ مَنْ دُعِيَ عَلَيْهِ وَلَا مَاتَهُ۔  
یعنی اور کہا مجاہد نے سچ تفسیر اس آیت کی کہ اگر جلدی لاتا اللہ لوگوں پر برائی جیسے جلدی مانگتے ہیں بھلائی تو پوری کی جاتی ان کی عمر یعنی ہلاک ہوتا جس پر بد دعا کی گئی اور اس کو مارتا یہ کہنا آدمی کا ہے واسطے اولاد اپنی اور مال اپنے کے جب کہ غضبناک ہو کہ الہی! اس میں برکت نہ کر اس کو لعنت کر۔

فائدہ: اور روایت کی ہے طبری نے ساتھ لفظ مختصر کے کہ اگر اللہ ان کی دعا اس میں جلدی قبول کرتا جیسے کہ بھلائی میں قبول کرتا ہے تو البتہ ان کو ہلاک کرتا اور البتہ وارد ہوئی ہے اس کے منع ہونے میں حدیث مرفوع روایت کیا ہے اس کو مسلم نے درمیان حدیث دراز کے اور جدا روایت کیا ہے اس کو ابو داؤد نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ بد دعا دو اپنے آپ کو اور نہ اپنی اولاد کو اور نہ اپنے مال کو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری دعا اس گھڑی کے موافق پڑ جائے جس میں اللہ سے انعام مانگا جاتا ہے اور تمہاری دعا قبول ہو۔ (فتح)

لو يعجل الله متضمن ہے معنی نفی تعجل کو اس واسطے کہ لو واسطے معلق کرنے اس چیز کے ہے کہ غیر کے سبب سے منع

ہو یعنی نہ تعجل ہے اور نہ قضا عذاب کا پس لازم آئے گا اس سے حاصل ہوتا مہلت کا اور یہ لطف ہے اللہ کا اپنے بندوں کے واسطے اور رحمت اس کی۔ (فتح)

﴿لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنٰی﴾ مِثْلَهَا  
یعنی جنہوں نے کی بھلائی ان کو ہے بھلائی یعنی مثل اس  
﴿وَزِيَادَةٌ﴾ مَغْفِرَةٌ وَرِضْوَانٌ  
کی ثواب ہے اور مراد زیادتی سے مغفرت ہے اور مجاہد  
کے غیر نے کہا کہ مراد زیادہ سے اللہ کا دیدار ہے۔  
وَقَالَ غَيْرُهُ النَّظَرُ إِلَى وَجْهِهِ.

فائدہ: شاید مراد غیر سے قتادہ ہے کہ طبری نے اس سے روایت کی ہے کہ مراد حسنی سے بہشت ہے اور مراد زیادتی سے اللہ کا دیدار ہے اور اس باب میں ایک حدیث مرفوع بھی آچکی ہے روایت کیا ہے اس کو مسلم وغیرہ نے حبیب سے کہ حضرت نے فرمایا کہ جب بہشتی لوگ بہشت میں داخل ہوں گے تو پکارا جائے گا کہ بیشک تمہارے واسطے اللہ کے پاس ایک وعدہ ہے تو وہ کہیں گے کہ کیا اللہ نے ہمارے منہ سفید اور روشن نہیں کیے اور ہم کو آگ سے دور نہیں رکھا اور ہم کو بہشت میں داخل نہیں کیا سو پردہ اٹھایا جائے گا تو وہ اللہ کی طرف دیکھیں گے سو قسم ہے اللہ کی نہیں دی اللہ نے ان کو کوئی چیز زیادہ پیاری اس سے یعنی ان کو اللہ کے دیدار سے کوئی چیز زیادہ محبوب نہیں ملی پھر پڑھی یہ آیت ﴿لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَزِيَادَةٌ﴾ اور حسن سے روایت ہے کہ مراد زیادتی سے دو گنا ثواب ہے اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد زیادتی سے محل ہے موتی کا کہ اس کے واسطے چار دروازے ہیں روایت کیا ہے ان سب کو طبری نے اور اشارہ کیا ہے اس نے کہ نہیں ہے ان اقوال کے درمیان تعارض اس واسطے کہ زیادہ ان میں سے ہر ایک کا احتمال رکھتی ہے۔ (فتح)

یعنی مراد کبریا سے ملک اور بادشاہی ہے۔

﴿الْكِبْرِيَاءُ﴾ الْمُلْكُ.

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وَتَكُونُ لَكُمْ الْكِبْرِيَاءُ فِي الْأَرْضِ﴾ یعنی تاکہ زمین میں تمہاری

بادشاہی ہو۔

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ پار کیا ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر سے پھر پیچھے پڑا ان کے فرعون اور اس کا لشکر شرارت اور زیادتی سے یہاں تک کہ جب پہنچا اس پر ڈوبنا کہا یقین جانا میں نے کہ کوئی معبود نہیں مگر جس پر یقین لائے بنی اسرائیل اور میں ہوں حکم برداروں میں۔

بَابُ ﴿وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَآئِيلَ الْبَحْرَ فَاتَّبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدُوًّا حَتَّى إِذَا أَذْرَكَهُ الْفَرْقُ قَالَ آمَنْتُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي آمَنْتُ بِهِ بَنُو إِسْرَآئِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾.

فائدہ: مراد دریا سے دریائے قلزم ہے ساتھ ضمہ قاف کے اور ابن سماعی نے حکایت کی ہے کہ وہ کے اور مصر کے درمیان ہے اور بعض کہتے ہیں کہ قلزم شہر کا نام ہے بحرین کے کنارے پر مصر کی طرف اس دریا کو اس کی طرف نسبت



کرتے ہیں اور نام اس فرعون کا ولید بن مصعب بن ریان ہے اور ثعلبی نے کہا کہ عمالقہ میں سے ہے سام بن نوح کی اولاد سے اور اس کو قطعی بھی کہتے ہیں اور سدی سے روایت ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر نکلے تو اس وقت ان کے ساتھ بنی اسرائیل میں سے چھ لاکھ اور بیس ہزار مرد لڑنے والے تھے جو بیس برس سے کم نہ تھے اور ساٹھ برس سے زیادہ نہ تھے سوائے عورتوں اور لڑکوں کے اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کی ہے کہ فرعون کے ساتھ ستر سردار تھے اور ہر سردار کے ساتھ ستر ہزار مرد تھے۔ نقلہ العینی فی شرح (تیسر القاری)

﴿نُجِّیْكَ﴾ تَلْقٰیكَ عَلٰی نَجْوٰی مِّنَ الْأَرْضِ وَهُوَ النَّشْرُ الْمَكَانُ الْمُرْتَفِعُ۔  
یعنی ننجیک کے معنی یہ ہیں کہ ہم تجھ کو یعنی تیری لاش کو زمین کی اونچی جگہ پر ڈالیں گے اور نجوہ کے معنی ہیں مکان بلند یعنی ٹیلہ۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿فَالْيَوْمَ نُنَجِّیْكَ بِيَدِنَا﴾ یعنی آج ہم تیری لاش کو ٹیلے پر ڈالیں گے تاکہ ہو جائے تو اپنے پچھلوں کے لیے نشانی اور نہیں قولہ اس کا ننجیک مشتق نجات سے ساتھ معنی سلامت کے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی بھی سلامتی کے ہیں اور مراد نجات دینا اس چیز سے ہے کہ واقع ہوئی ہے اس میں قوم تیری گہرائی سمندر کی سے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ نے جیم کی جگہ ح پڑھی ہے یعنی ہم تجھ کو ایک کنارے ڈالیں گے اور وارد ہوا ہے سب اس کا یعنی سبب پھینکنے سمندر کا فرعون کو بچ اس چیز کے کہ روایت کی ہے عبدالرزاق نے قیس بن عباد سے یا اس کے غیر سے کہ بنی اسرائیل نے کہا کہ فرعون نہیں مرا سو اللہ نے اس کی لاش کو ان کی طرف نکالا مانند بیل سرخ کی اس کو سامنے دیکھتے تھے اور قنادہ سے روایت ہے کہ جب اللہ نے فرعون کو غرق کیا تو ایک گروہ کو اس کا یقین نہ آیا سو اللہ نے اس کی لاش کو نکالا تاکہ ان کے واسطے نصیحت اور نشانی ہو اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی سمندر سے نکلے تو فرعون کی قوم سے جو لوگ پیچھے رہے تھے انہوں نے کہا کہ فرعون غرق نہیں ہوا لیکن وہ اور اس کا لشکر دریا کے جزیروں سے شکار کرتے ہیں سو اللہ نے سمندر کو حکم دیا کہ فرعون کو بچا کر کے باہر پھینک دے سمندر نے اس کو بچا کر کے باہر پھینک دیا۔ (فتح)

۴۲۱۲ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَالْيَهُودُ تَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَقَالُوا هَذَا يَوْمٌ ظَهَرَ فِيهِ مُوسَى عَلَى فِرْعَوْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى

۳۳۱۲ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام ہجرت کر کے مدینے میں تشریف لائے اور یہود عاشورے کا روزہ رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ وہ دن ہے جس میں موسیٰ علیہ السلام فرعون پر غالب ہوئے تو حضرت علی علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم یہود سے موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کرنے کے زیادہ لائق ہو سو تم بھی روزہ رکھو۔

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ أَنْتُمْ أَحَقُّ  
بِمُؤَسَّسِي مِنْهُمْ فَصُومُوا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح روزے کے بیان میں گزر چکی ہے اور ترجمہ کے مطابق یہ قول اس کا ہے جو اس کے  
بعض طریقوں میں ہے کہ یہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی اور فرعون کو غرق کیا۔ (فتح)  
سُورَةُ هُودٍ

وَقَالَ أَبُو مَيْسَرَةَ الْأَوَاهُ الرَّحِيمُ  
بِالْحَبَشِيَّةِ.

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿ان ابراہیم لحلیم اوہ منیب﴾ یعنی بیشک ابراہیم علیہ السلام تحمل والا نرم دل  
ہے رجوع کرنے والا۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «بَادِي الرَّأْيِ» مَا  
ظَهَرَ لَنَا.

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وما نراك اتبعك الا الذين هم اراذلنا بادي الرأي﴾ یعنی ہم نہیں دیکھتے  
کوئی تیرا تابع ہوا مگر جو ہم میں نیچی قوم ہیں اوپر کی عقل سے یعنی ظاہر بنی سے۔

وَقَالَ مُجَاهِدُ الْجَوْدِيُّ جَبَلَ بِالْجَزِيرَةِ.

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿واستوت على الجودي﴾ یعنی اور ٹھہری کشتی جودی پہاڑ پر۔

وَقَالَ الْحَسَنُ «إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ»  
يَسْتَهْزِؤُونَ بِهِ.

اور کہا حسن نے اس آیت کی تفسیر میں کہ بیشک تو ہے بڑا  
تحمل والا نیک چال کہ مراد اس سے یہ ہے کہ وہ شعب علیہ السلام  
کے ساتھ ٹھٹھا کرتے تھے اور ان کو چڑاتے تھے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «أَقْلَعِي» أَمْسِكِي.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿وإياسما  
أقْلَعِي﴾ کے کہ اے آسمان! تھم جا۔

«عَصِيبٌ» شَدِيدٌ.

اور عَصِيب کے معنی ہیں سخت یعنی اس آیت میں ﴿هَذَا  
يَوْمَ عَصِيبٍ﴾ یعنی کہا شعیب علیہ السلام نے کہ یہ دن بڑا  
سخت ہے۔

«لَا جَرَمَ» بَلَى.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿لَا جَرَمَ  
ان الله﴾ کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کیوں نہیں بیشک اللہ

جانتا ہے۔

فائدہ: اور کہا طبری نے کہ جرم کے معنی ہیں گناہ کمایا پھر بہت ہوا استعمال اس کا بچ جگہ لابد کے مانند قول ان کے کی کہ لا جرم انک ذاہب یعنی کوئی چارہ نہیں کہ تو جانے والا ہے اور کبھی مستعمل ہوتا ہے بچ جگہ حقاً کے مانند قول تیرے کے لا جرم لنقوم یعنی تحقیق تو کھڑا ہوگا۔

﴿وَفَارَ التَّوْرُ نَبْعَ الْمَاءِ وَقَالَ عِكرِمَةُ﴾ یعنی فار التور کے معنی ہیں جوش مارا پانی نے اور کہا عکرمہ نے کہ تور کے معنی ہیں روئے زمین یعنی جوش مارا روئے زمین نے ساتھ پانی کے۔

فائدہ: اور اس تور کی جگہ میں اختلاف ہے مجاہد سے روایت ہے کہ کوفے کے کنارے میں تھا اور کہتے ہیں کہ نوح علیہ السلام نے کشتی کوفے کی مسجد میں بنائی تھی اور وہ تور بھی اسی مسجد میں تھا اور مقاتل نے کہا کہ آدم علیہ السلام کا تور شام میں اس جگہ تھا جس کا نام عین درہہ ہے اور عکرمہ سے روایت ہے کہ ہند میں تھا۔ (ت)

بَابُ ﴿أَلَا إِنَّهُمْ يَشْنُونَ صُدُورَهُمْ﴾ باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ خبردار ہو وہ دہرے کرتے ہیں اپنے سینے کہ پردہ کریں اس سے خبردار ہو جس وقت اوڑھتے ہیں اپنے کپڑے وہ جانتا ہے جو چھپاتے ہیں اور جو کھولتے ہیں وہ جاننے والا ہے سینے کے رازوں کو۔

فائدہ: یہ باب اکثر روایتوں میں نہیں ہے۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿وَحَاقَ﴾ نَزَلَ ﴿يَحِيقُ﴾ اور عکرمہ کے غیر نے کہا کہ حاق کے معنی ہیں اتر اور محیق کے معنی ہیں اترتا ہے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِؤْنَ﴾ یعنی اتر ان پر جس کے ساتھ ٹھٹھا کرتے ہیں۔

يُؤُوسُ فَعُولٌ مِّنْ يُّؤَسْتُ. یعنی یوس مبالغہ ہے مشتق ہے ہنسٹ سے یعنی ناامید ہے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿أَنَّهُ لَيُبَسِّطَنَّ﴾ یعنی البتہ وہ ناامید ناشکر ہو۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَبَسَّيْ﴾ تَحْزَنُ. یعنی اور کہا مجاہد نے کہ لا تبسّس کے معنی ہیں نہ غم کھا۔ یعنی يشنون صدورهم کے معنی یہ ہیں کہ حق میں شک

کرتے ہیں تاکہ پردہ کریں اللہ سے اگر کر سکیں یعنی اور باوجود اس کے اللہ جانتا ہے جو چھپاتے ہیں اور جو کھولتے ہیں۔

الْحَقُّ ﴿لِيَسْتَحْفُوا مِنْهُ﴾ مِنَ اللَّهِ إِنَّ اسْتَطَاعُوا.

۴۳۱۳۔ محمد بن عباد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا پڑھتے تھے یہ آیت اس طرح ہے اَلَا إِنَّهُمْ يَتَّبِعُونَ صُدُورَهُمْ محمد بن عباد رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کا شان نزول پوچھا سو اس نے کہا کہ کچھ لوگ تھے کہ ننگے پاخانے پھرنے اور اپنی عورتوں کے ساتھ جماع کرنے سے شرماتے تھے پس پاخانے اور جماع کے وقت اپنے اوپر کپڑے اوڑھتے تھے تاکہ اللہ سے پردہ کریں سو یہ آیت ان کے حق میں اتری۔

۴۳۱۳ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ صَبَاحٍ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ بْنُ جَعْفَرٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ اَلَا إِنَّهُمْ يَتَّبِعُونَ صُدُورَهُمْ قَالَ سَأَلْتُهُ عَنْهَا فَقَالَ اُنَّاسُ كَانُوا يَسْتَحْفُونَ أَنْ يَتَخَلَّوْا فَيَفْضُوا إِلَى السَّمَاءِ وَأَنْ يُجَامِعُوا نِسَاءَهُمْ فَيَفْضُوا إِلَى السَّمَاءِ فَنَزَلَ ذَلِكَ فِيهِمْ.

۴۳۱۴۔ محمد بن عباد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت اس طرح پڑھی اَلَا إِنَّهُمْ تَتَّبِعُونَ صُدُورَهُمْ یعنی ہوش سے سنو نہایت پیچیدہ ہوتے ہیں سینے ان کے میں نے کہا اے ابو عباس! (یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) تَتَّبِعُونَ صُدُورَهُمْ کیا ہوا (اور یہ کس موقع پر نازل ہوئی) کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ بعض مرد تھا کہ اپنی عورت سے ننگے صحبت کرتا سو شرماتا یا پاخانے پھرتا پس شرماتا یعنی پس پاخانے اور جماع کے وقت اپنے اوپر کپڑے اوڑھتا تاکہ اللہ سے پردہ کرے سو یہ آیت اتری اَلَا إِنَّهُمْ تَتَّبِعُونَ صُدُورَهُمْ یعنی بیشک (شرم کے مارے) ان کے سینے پیچ و تاب کھاتے ہیں اور کپڑا اوڑھ کر اللہ تعالیٰ سے پردہ کرنا چاہتے ہیں (لیکن) جان لو کہ کپڑا اوڑھنے کی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ ان کے ظاہر اور باطن کے سب حالات جانتا ہے یعنی یہ نہ سمجھو کہ کپڑا اوڑھنے سے اللہ تعالیٰ سے پردہ ہو گیا۔

۴۳۱۴ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ وَأَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ بْنُ جَعْفَرٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَرَأَ اَلَا إِنَّهُمْ تَتَّبِعُونَ صُدُورَهُمْ قُلْتُ يَا أَبَا الْعَبَّاسِ مَا تَتَّبِعُونَ صُدُورَهُمْ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يُجَامِعُ امْرَأَتَهُ فَيَسْتَحْفِي أَوْ يَتَخَلَّى فَيَسْتَحْفِي فَنَزَلَتْ اَلَا إِنَّهُمْ تَتَّبِعُونَ صُدُورَهُمْ.

**فائدہ:** ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قرأت کا مطلب ہے اور قرأت مشہورہ اور اس کی تفسیر پہلے ترجمۃ الباب میں مذکور ہو چکی ہے۔

۴۳۱۵۔ عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ پڑھی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت خبردار ہو بیشک وہ البتہ دہرے کرتے ہیں مجھ سے اپنے سینے جس وقت اپنے کپڑے اوڑھتے ہیں اور عمرو بن العاص سے روایت کی ہے کہ يستغشون غباراً من تحت أقدامهم یعنی میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ يستغشون غباراً من تحت أقدامهم یعنی میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ يستغشون غباراً من تحت أقدامهم

۴۳۱۵۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو قَالَ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿الْأَنَّهُمْ يَقْتُونَ صُدُورَهُمْ لِيَسْتَخَفُوا مِنْهُ إِلَّا حِينَ يَسْتَعْشُونَ نِيَابَهُمْ﴾ وَقَالَ غَيْرُهُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿يَسْتَعْشُونَ﴾ يَقْتُونَ رُؤُوسَهُمْ. ﴿سَيِّءَ بِهِمْ﴾ سَاءَ ظَنُّهُ بِقَوْمِهِ ﴿وَضَاقَ بِهِمْ﴾ بِاضْيَافِهِ.

یعنی سینی بھم کے معنی ہیں کہ اپنی قوم سے بدظن ہوا اور تنگ دل ہوا اپنے مہمانوں کے سبب سے یعنی ان کے ٹھہرنے سے غمناک ہوا اس سبب سے کہ ان کو بہت خوبصورت دیکھا۔

**فائدہ:** مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سَيِّئًا بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذُرْعًا﴾ یعنی جب پہنچے ہمارے بھیجے ہوئے لوط علیہ السلام کے پاس تو بدظن ہوا اپنی قوم سے اور تنگ دل ہوا اپنے مہمانوں کے سبب سے غرض یہ ہے کہ ضمیر سیئہ بھم میں لوط علیہ السلام کی قوم کی طرف راجع ہے اور ضمیر ضاق بھم میں اس کے مہمانوں کی طرف راجع ہے یعنی فرشتوں کی طرف جو بصورت مہمان ان کے پاس آئے تھے اور لازم آتا ہے اس سے مختلف ہونا ضمیر کا اور اکثر مفسرین اس پر ہیں کہ دونوں ضمیر مہمانوں کی طرف راجع ہیں۔ (فتح)

یعنی بقطع من الليل کے معنی رات کے اندھیرے میں یعنی اس آیت میں ﴿فَاسْرِ بِاهْلِكَ بِقَطْعِ مِنَ اللَّيْلِ﴾ یعنی نکل اپنے گھر والوں کو لے کر رات کے اندھیرے میں۔

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ انیب کے معنی ہیں کہ اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں میں یعنی اس آیت میں ﴿عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَالِيهِ انْيَبُ﴾۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿إِلَيْهِ انْيَبُ﴾ أَرْجِعُ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اللہ کا عرش پانی پر تھا ۴۳۱۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے آدم کے بیٹے مال کو

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ﴾. ۴۳۱۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي

مُرِيرَةً رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْفَقَ أَنْفَقَ عَلَيْكَ وَقَالَ يَدُ اللَّهِ مَلَأَتْنِي لَا تَغِيضُهَا نَفَقَةً سَحَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَقَالَ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُبْدِ خَلْقَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَإِنَّهُ لَمْ يَغْضُ مَا فِي يَدِهِ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْمِيزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ.

خرچ کیا کرتو میں بھی تجھ کو دیا کروں گا اور فرمایا کہ اللہ کا دایاں ہاتھ پر ہے خرچ کرتا اس کو کم نہیں کرتا اس کا ہاتھ شب و روز نعمتوں کو بہانے والا ہے یعنی ہر دم فیض کا ریلہ جاری ہے بھلا دیکھو تو کہ جو کچھ اللہ نے خرچ کیا جب سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اتنے خرچ نے اس کے دائیں ہاتھ میں سے کچھ کم نہیں کیا اور حالانکہ یہ فیض اس وقت سے ہے کہ اللہ کا عرش پانی پر تھا یعنی ازل سے اور اللہ کے (دوسرے) ہاتھ میں ترازو ہے کسی کو اٹھاتا ہے اور کسی کو جھکاتا ہے یعنی کشائش اور تنگی دونوں اللہ کی طرف سے ہیں۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ مراد تقسیم کرنا اس کا ہے درمیان خلقت کے کہ بعض کے رزق میں کشائش کرتا ہے اور بعض کے رزق کو تنگ کرتا ہے اور مذہب اہل سنت کا یہ ہے کہ ایسی آیتوں اور حدیثوں کے ساتھ ایمان لانا چاہیے اور ان کی کیفیت سے زبان کو بند کرنا چاہیے۔ (ت) اور فتح الباری میں کہا کہ مراد میزان سے عدل ہے اور اس حدیث کی شرح توحید میں آئے گی۔

﴿اعْتَزَّكَ﴾ اِنْفَعَلَكَ مِنْ عَرْوَتِهِ أَيْ أَصْبَتْهُ وَمِنْهُ يَعْرُوهُ وَاعْتَزَّانِي.

یعنی اعتزاک باب افتعال سے ہے مشتق ہے عروۃ سے ساتھ معنی اصبۃ کے یعنی میں اس کو پہنچا اور اسی اصل سے ہے یعروہ یعنی وہ اس کو پہنچا اور واعتزانی وہ مجھ کو پہنچا۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿ان نقول الا اعتزاک بعض آلهتنا بسوء﴾ یعنی ہم تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارے کسی پیر نے تجھ کو ضرر پہنچایا ہے یعنی چونکہ تو ان کو برا کہتا ہے تو اس وجہ سے کسی نے ان میں سے تجھ کو ضرر پہنچایا ہے یعنی جنوں۔

یعنی آخذ بناصیتھا کے معنی ہیں کہ سب اس کی قدرت اور حکم میں ہے۔

﴿اِخِذْ بِنَاصِيَتِهَا﴾ اُخِذْ فِي مِلْكِهِ وَسُلْطَانِهِ.

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وما من دابة الا هو آخذ بناصيتها﴾ یعنی کوئی پاؤں چلنے والا نہیں مگر کہ اس کے ہاتھ میں ہے چوٹی اس کی۔

یعنی ان تینوں لفظوں کے معنی ہیں یعنی حق سے پھرنے

عَيْنِدُ وَعَنْوُدُ وَغَائِدُ وَاحِدُ هُوَ تَأْكِيْدُ

التَّجْبُرُ.

والا اور وہ تاکید ہے تجبر کی یعنی آیت ﴿وَاتَّبِعُوا أَمْرَ  
كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ﴾ میں۔

﴿اسْتَعْمَرَكُمْ﴾ جَعَلَكُمْ عَمَّارًا أَعْمَرْتُهُ  
الدَّارَ فَهِيَ عُمُرِي جَعَلْتُهَا لِي.  
یعنی اور استعمر کے معنی ہیں کہ ٹھہرایا تم کو آباد کرنے  
والے بیچ اس کے تو کہتا ہے اعمرته الدار فہی عمری  
یعنی میں نے اس کو گھر بہہ کیا۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿هُوَ أَنشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا﴾ یعنی اس نے تم کو زمین سے  
بنایا اور تم کو اس میں بسایا۔

﴿نَكَرَهُمْ﴾ وَأَنكَرَهُمْ وَاسْتَكْرَهُمْ  
وَاحِدٌ.  
یعنی ثلاثی مجرد اور افعال اور استفعال تینوں کے ایک معنی  
ہیں یعنی ان کو نہ پہچانا یعنی اس آیت میں ﴿فَلَمَّا رَأَى

أَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ إِلَيْهِ نَكَرَهُمْ﴾۔

﴿حَمِيدٌ مَّجِيدٌ﴾ كَأَنَّهُ فَعِيلٌ مِّنْ مَّاجِدٍ  
مَّحْمُودٌ مِّنْ حَمِيدٍ.  
یعنی مجید فعیل ہے ماجد سے ساتھ معنی اسم فاعل کے  
اور حمید ساتھ معنی مفعول کے ہے حمد سے۔

فائدہ: اسی طرح واقع ہوا ہے اس جگہ اور ابو عبیدہ کی کلام میں یعنی اس طرح ہے حمید مجید ای محمود ماجد اور یہی ہے  
ٹھیک اور حمید فعیل ہے حمد سے پس وہ حامد ہے یعنی حمد کرتا ہے اس کو جو اس کا فرمانبردار ہو یا حمید ساتھ معنی محمود کے  
ہے اور مجید فعیل ہے مجد سے ساتھ ضمہ جیم کے اور اس کا اصل بلندی ہے۔

سَجِيلٌ الشَّدِيدُ الْكَبِيرُ سَجِيلٌ وَ  
سَجِينٌ وَاللَّامُ وَالنُّونُ اخْتَانُ وَقَالَ  
تَمِيمٌ بْنُ مُقْبِلٍ وَرَجُلَةٌ يَضْرِبُونَ الْبَيْضَ  
ضَاحِيَةً ضَرْبًا تَوَاضَى بِهِ الْأَبْطَالُ  
سَجِينًا.  
یعنی سجیل کے معنی ہیں بہت سخت اور یہ لفظ دونوں  
طرح آیا ہے سجیل بھی اور سَجِين بھی اور لام اور نون  
دونوں بہنیں ہیں یعنی ایک دوسرے سے بدل ہو جاتی ہے  
اور کہا تميم بن مقبل نے بہت پیادے ہیں کہ مارتے ہیں  
خود کو یعنی سر کو مارتا سخت کہ وصیت کرتے ہیں ساتھ اس  
کے پہلوان ایک دوسرے کو کہ ایسا مارتا چاہیے۔

فائدہ: سَجِينا صفت ہے ضربا کی اور سجیل سخت پتھر کو کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک نام ہے پہلے  
آسمان کا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک دریا ہے معلق درمیان آسمان اور زمین کے اس سے پتھر اترتے ہیں اور بعض  
کہتے ہیں کہ وہ ایک پہاڑ ہے آسمان میں۔ (فتح)

اور اس شعر سے یہ معلوم نہیں ہوا کہ سجیل اور سَجِين دونوں کے ایک معنی ہیں بلکہ لغت کی کتابوں سے معلوم ہوتا

ہے کہ جمل سخت پتھر کو کہتے ہیں اور بحین کے معنی میں مطلق سخت خواہ کوئی چیز ہو۔ (ت)

یعنی مراد اس آیت میں مدین سے مدین والے ہیں اس واسطے کہ مدین شہر کا نام ہے اور مثل اس کی ہے کہ پوچھ گاؤں سے اور قافلے سے یعنی گاؤں والوں اور قافلے والوں سے۔

یعنی آیت ﴿وَآتَاكَمُوهَا وَرَاءَ كُمُ ظَهْرِي﴾ میں وراء کم ظہریا کے معنی یہ ہیں کہ انہوں نے اس کی طرف التفات کیا اور جب کوئی مرد کسی کی حاجت پوری نہ کرے تو کہا جاتا ہے کہ تو نے میری حاجت کو پیٹھ پیچھے ڈالا اور تو نے مجھ کو پیٹھ پیچھے ڈالا اور باقی کلام بعض روایتوں میں ساقط ہے اور یہی ٹھیک ہے اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ تم نے اللہ کو پیٹھ پیچھے ڈال رکھا ہے۔

اور اراذل کے معنی ہیں ردی لوگ یعنی کینے اور بچ قوم۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وَمَا نَرَاكَ اتَّبَعَكَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ أَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّأْيِ﴾ یعنی نہیں دیکھتے ہم

﴿أَرَاذِلُنَا﴾ سقاطنا۔

کوئی تابع ہوا تیرا مگر جو ہم میں بچ قوم ہیں۔

یعنی اجرامی مصدر ہے اجرومت سے اور بعض کہتے ہیں کہ ثلاثی مجرد کا مصدر ہے یعنی جرومت کا اور اجرومت ثلاثی مزید فیہ ہے۔

﴿إِجْرَامِي﴾ هُوَ مَصْدَرٌ مِّنْ أَجْرَمْتُ وَبَعْضُهُمْ يَقُولُ جَرَمْتُ۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ﴾ یعنی کہتے ہیں کہ بنا لایا قرآن کو تو کہہ اگر

میں بنا لایا ہوں تو مجھ پر ہے میرا گناہ۔

اور فَلَک اور فَلَک کے ایک معنی ہیں۔

﴿الْفَلَکُ﴾ وَالْفَلَکُ وَاحِدٌ وَهِيَ السَّفِينَةُ وَالسُّفُنُ۔

فائدہ: عیاض نے کہا کہ فَلَک دونوں جگہ میں ساتھ پیش کے ہے ف اور جزم لام کے ہے اور یہی ٹھیک بات ہے اور مراد یہ ہے کہ جمع اور واحد ساتھ ایک لفظ کے ہیں اور البتہ وارد ہوا ہے قرآن میں سو کہا واحد میں ﴿فِي الْفَلَکِ الْمَشْحُونِ﴾ اور کہا جمع میں ﴿حَتَّىٰ إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفَلَکِ وَجَرَّ بَهِيمُهُمْ﴾ اور کہا ابو عبیدہ نے کہ فَلَک واحد اور جمع



ہے اور وہ ایک کشتی اور بہت کشتیاں ہیں اور یہ واضح تر ہے مراد میں۔ (فتح)

﴿مُجْرَاهَا﴾ مَدْفَعُهَا وَهُوَ مَصْدَرٌ  
أَجْرِيَتْ وَأَرْسِيَتْ حَبَسَتْ وَيُقْرَأُ  
مَرَسَاها مِنْ رَسَتْ هِيَ وَمُجْرَاهَا مِنْ  
جَرَتْ هِيَ وَمُجْرِيهَا وَمُرْسِيهَا مِنْ فَعَلَ  
بِهَا۔

یعنی اور مجرہا کے معنی ہیں کشتی کا چلنا اور وہ مصدر ہے  
اجریت کا اور ارسیت کے معنی ہیں میں نے روکا اور  
پڑھا جاتا ہے بعض قرأتوں میں مرساھا یعنی ساتھ زیر  
میم کے ماخوذ ہے دست ہی سے جس کے معنی ہیں کہ  
کشتی ٹھہر گئی اور مجرہا ماخوذ ہے جوت ہی سے یعنی  
جاری ہوئی کشتی اور مجریھا و مرسھا ساتھ لفظ اسم فاعل  
کے یعنی اللہ ہے چلانے والا اور ٹھہرانے والا اس کا ماخوذ  
ہے فعل بہا سے۔

فائدہ: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا بعض شروح میں مدفعا کے عوض موقفا واقع ہے لیکن وہ تھیف ہے میں نے کسی نسخہ  
میں اس طرح نہیں دیکھا پھر مجھے معلوم ہوا کہ ابن تین نے شیخ ابوالحسن قالمی سے حکایت کر کے کہا کہ یہ صحیح نہیں کیونکہ  
اس کا معنی بالکل فاسد ہے۔ (فتح الباری) مراد اس سے آیت کی تفسیر ہے ﴿بِسْمِ اللّٰهِ مُجْرِيهَا وَمَرَسَا﴾ کہا ابو  
عبیدہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہ مجرہا کے معنی ہیں اس کا چلنا اور وہ ماخوذ ہے جوت بہم سے اور جو اس کو  
پیش میم کے ساتھ پڑھتا ہے تو وہ ماخوذ ہے اجرہا انا سے یعنی میں نے اس کو چلایا اور مرساھا ماخوذ ہے ارسیتھا  
انا سے یعنی میں نے اس کو ٹھہرایا اور ایک روایت میں ساتھ پیش میم کے ہے دونوں لفظ میں اور ساتھ زیر اور اس کے  
یعنی اللہ ہے چلانے والا اور ٹھہرانے والا اس کا اور جمہور کی قرأت پیش میم کا ہے مجرہا میں اور کوفے والے وغیرہ  
اس کو زیر کے ساتھ پڑھتے ہیں اور مرساھا میں مشہور سب کے نزدیک پیش میم کا ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کی  
زیر بھی آچکی ہے۔

یعنی آیت ﴿وَقُدُّورَ رَاسِيَاتٍ﴾ میں راسیات کے معنی  
ہیں ثقال ثابتات عظام یعنی دیکیں بڑی بھاری جمی ہوئیں  
چولہوں پر۔

فائدہ: اور یہ کلمہ سورہ سبأ میں ہے شاید ذکر کیا ہے اس کو بخاری نے اسطر ادواسطے مناسبت مرساھا کے۔  
بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هُوَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ﴾  
الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى رَبِّهِمْ إِلَّا لَعْنَةُ اللَّهِ  
عَلَى الظَّالِمِينَ ﴿وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ﴾

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کہیں گے گواہی  
دینے والے یہی ہیں جنہوں نے جھوٹ کہا اپنے رب پر  
سن لو پھٹکار ہے اللہ کی بے انصاف لوگوں پر اور اشہاد جمع

کا لفظ ہے اس کا واحد شاہد ہے مثل صاحب اور اصحاب کے کہ اصحاب جمع ہے اور اس کا واحد صاحب ہے۔

وَاحِدُهُ شَاهِدٌ مِثْلُ صَاحِبٍ وَأَصْحَابٍ.

۴۳۱۷۔ حضرت صفوان بن محرز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کعبہ کا طواف کرتے تھے کہ اچانک ایک مردان کے سامنے آیا سو اس نے کہا کہ اے ابن عمر! کیا تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کے بیان میں کچھ سنا ہے یعنی سرگوشی کہ قیامت کے دن اللہ اور مسلمان بندے کے درمیان واقع ہوگی؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ ایمان دار اپنے رب سے نزدیک کیا جائے گا اور کہا ہشام راوی نے کہ ایمان دار اپنے رب سے قریب ہوگا یعنی قیامت کے دن یہاں تک کہ اس کو اپنی رحمت کے سائے سے چھپائے گا یہاں تک کہ اس سے اس کے گناہ قبول کرائے گا فرمائے گا تو اپنا فلاں گناہ پہچانتا ہے ایماندار کہے گا کہ اے میرے رب! ہاں پہچانتا ہوں پہچانتا ہوں دو بار کہے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرے گناہ ہم نے دنیا میں چھپائے اور آج بھی ہم ان کو بخشے ہیں پھر اس کی نیکیوں کا اعمال نامہ لپیٹا جائے گا یعنی اس کا حساب کتاب ختم ہوگا اور لیکن اور لوگ یا فرمایا کافر لوگ سو پکارا جائے گا روبرو گواہی دینے والوں کے کہ یہی لوگ ہیں جو اللہ پر جھوٹ باندھتے تھے اور کہا شیبان نے قتادہ سے حدیث بیان کی ہم سے صفوان نے یعنی قتادہ کا سماع صفوان سے ثابت ہے۔

۴۳۱۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ وَهَشَامٌ قَالَا حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ قَالَ بَيْنَا ابْنُ عُمَرَ يَطُوفُ إِذْ عَرَضَ رَجُلٌ لَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَوْ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّجْوَى لَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يُدْنِي الْمُؤْمِنُ مِنْ رَبِّهِ وَقَالَ هَشَامٌ يُدْنُو الْمُؤْمِنُ حَتَّى يَضَعَ عَلَيْهِ كَنَفَهُ فَيَقْرُؤَهُ بِذُنُوبِهِ تَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا يَقُولُ أَعْرِفُ يَقُولُ رَبِّ أَعْرِفُ مَرَّتَيْنِ فَيَقُولُ سَتَرْتُهَا لِي الدُّنْيَا وَأَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ ثُمَّ تَطْوِي صَحِيفَةً حَسَنَاتِهِ وَأَمَّا الْأَخْرُونَ أَوِ الْكُفَّارُ فَيَنَادِي عَلَى رُؤُوسِ الْأَشْهَادِ ﴿هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾ وَقَالَ شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الادب میں آئے گی۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی اور ایسی ہی ہے پکڑ تیرے رب کی جب پکڑتا ہے بستیوں کو اور وہ ظلم کر رہے ہیں بیشک اس کی پکڑ سخت دکھ دینے والی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَىٰ وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ﴾.

**فائدہ:** كذلك میں كاف واسطے تشبیہ دینے پکڑ مستقبل کے ہے ساتھ پکڑ ماضی کے اور ماضی کا لفظ مضارع کی جگہ لایا گیا واسطے مبالغہ کے اس کے تحقیق ہونے میں۔

یعنی آیت ﴿بَشِّرِ الْمَرْفُودَ﴾ کے معنی ہیں انعام جو دیا گیا کہا جاتا ہے وفدہ یعنی میں نے اس کی مدد کی  
﴿الرِّفْدُ الْمَرْفُودُ﴾ الْعَوْنُ الْمَعِينُ  
رَفَدَتْهُ أَعْنَتُهُ۔

**فائدہ:** لفظ معین یا ساتھ معنی مفعول کے ہے یا معنی ہیں ذوا عانت یعنی انعام صاحب اعانت کا۔  
یعنی آیت ﴿وَلَا تَرْكُنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا﴾ میں  
﴿تَرْكُنُوا﴾ تَمِيلُوا۔

ترکنا کے معنی ہیں نہ جھکوں طرف ظالموں کی۔  
یعنی فلولا کان کے معنی ہیں کیوں نہ ہوئے۔  
﴿فَلَوْلَا كَانَ﴾ فَهَلَا كَانَ۔

**فائدہ:** یعنی آیت ﴿فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِنْ قَبْلِكُمْ أُولُوا بَقِيَّةَ﴾۔  
﴿أَتْرَفُوا﴾ أَهْلَكُوا۔  
یعنی اتر فوا کے معنی ہیں ہلاک کیے گئے۔

**فائدہ:** یعنی آیت ﴿وَاتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَا أَتَرَفُوا فِيهِ﴾ یعنی جو جبر اور تکبر کیا حکم اللہ کے سے اور اس سے روکا یہ تفسیر لازم کے ساتھ ہے یعنی تھارت سب واسطے ہلاک ہونے ان کے کی۔

﴿وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ﴾ زَفِيرٌ وَشَهِيْقٌ  
صَوْتُ شَدِيدٌ وَصَوْتُ ضَعِيفٌ۔  
یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ زفیر اور شہیق کے  
معنی ہیں آواز سخت اور آواز ضعیف یعنی اس آیت میں

﴿لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيْقٌ﴾ یعنی بد بختوں کے واسطے  
آگ میں آواز سخت اور آواز ضعیف ہے۔

۴۳۱۸۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک اللہ ظالم کو فرصت اور ڈھیل دیا کرتا ہے یہاں تک کہ جب اس کو پکڑتا ہے تو نہیں چھوڑتا پھر حضرت ﷺ نے قرآن کی آیت پڑھی یعنی اللہ فرماتا ہے کہ اسی طرح تیرے رب کی پکڑ ہے جب ظالم بستیوں کے لوگوں کو پکڑتا ہے بیشک اس کی پکڑ سخت درد دینے والی ہے۔

۴۳۱۸۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا بَرِيدُ بْنُ أَبِي بَرْدَةَ عَنْ أَبِي بَرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ لَيَمْلِكُ لِلظَّالِمِ حَتَّى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ قَالَ ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَىٰ وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخَذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ﴾۔

**فائدہ:** نہیں چھوڑتا یعنی جب اس کو ہلاک کرتا ہے تو ہلاکت کو اس سے دور نہیں کرتا اور یہ معنی اس بنا پر ہیں کہ تفسیر ظلم ی مطلق شرک کے ساتھ کی جائے اور اگر تفسیر کیا جائے ساتھ اس چیز کے کہ وہ عام تر ہے تو محمول کیا جائے گا ظلم اس

چیز پر کہ وہ اس کے لائق ہے یعنی جیسا چاہے تھا۔  
 بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ  
 وَزُلْفَا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ  
 السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرِي لِلَّذِينَ كَرِهُوا﴾

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ کھڑی کر نماز دن کے  
 دونوں سروں میں اور رات کی چند گھڑیوں میں البتہ  
 نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو یہ نصیحت ہے یاد رکھنے  
 والوں کو۔

فائدہ: اختلاف ہے کہ دن کی دونوں طرف سے کیا مراد ہے سو بعض کہتے ہیں کہ صبح اور مغرب ہے اور بعض کہتے ہیں  
 کہ صبح اور عصر ہے اور مالک اور ابن حبیب سے روایت ہے کہ صبح ایک طرف ہے اور ظہر اور عصر ایک طرف ہے۔  
 اور زلفی کے معنی ہیں چند گھڑیاں بعد چند گھڑیوں کے اور  
 اسی قبیل سے نام رکھا گیا ہے مزدلفہ یعنی اس واسطے کہ منزل  
 بمنزل وہاں آتے ہیں اور لیکن زلفی مصدر ہے مانند قربی  
 کے یعنی دونوں کے معنی ایک ہیں اور اذلفوا کے معنی ہیں  
 جمع ہوئے اور اذلفنا کے معنی ہیں ہم نے جمع کیا۔  
 وَزُلْفَا سَاعَاتٍ بَعْدَ سَاعَاتٍ وَمِنْهُ  
 سُمِّيَتْ الْمُزْدَلِفَةُ الزُّلْفُ مَنْزِلَةٌ بَعْدَ  
 مَنْزِلَةٍ وَأَمَّا «زُلْفَى» فَمَصْدَرٌ مِنَ  
 الْقُرْبَى إِذْ دَلُّوا اجْتَمَعُوا «أَزْلَفُوا»  
 جَمَعْنَا۔

فائدہ: کہا ابو عبیدہ نے سچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿زلفا من اللیل﴾ ساعات یعنی رات کی چند گھڑیوں میں اور  
 زلفا جمع ہے اس کا واحد زلفۃ ہے یعنی اس کے معنی ہیں ساعت اور منزل اور قربت اور اسی قبیل سے نام رکھا گیا ہے  
 مزدلفہ اور کہا اس نے سچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿واذلفنا الجنة للمتقين﴾ قربت یعنی نزدیک کی گئی اور سچ قول  
 اس کے ولہ عندی زلفی یعنی قربت اور اختلاف ہے اس میں کہ زلف سے کیا مراد ہے سو امام مالک رحمہ اللہ سے  
 روایت ہے کہ وہ مغرب اور عشاء ہے اور استنباط کیا ہے اس سے بعض حنفیوں نے واجب ہونا وتر کا اس واسطے کہ زلفا  
 جمع ہے اور اقل درجہ جمع کا تین ہیں پس منسوب ہوگا طرف مغرب اور عشاء اور وتر کی اور نہیں پوشیدہ ہے جو اس میں  
 ہے اعتراض سے اور کہا قتادہ نے کہ ﴿طرفی النهار﴾ یعنی دن کے دو طرف سے مراد ہے صبح اور عصر کی نماز ہے اور  
 ﴿زلفا من اللیل﴾ سے مراد مغرب اور عشاء ہے۔

۴۳۱۹۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک  
 مرد نے ایک عورت کا بوسہ لیا سو اس نے آ کر حضرت ﷺ  
 سے اس کا ذکر کیا تو یہ آیت اتری کہ کھڑی کر نمازوں کو دونوں  
 طرف میں اور رات کی چند گھڑیوں میں البتہ نیکیاں دور کرتی  
 ہیں برائیوں کو یہ نصیحت ہے یاد رکھنے والوں کو تو اس مرد نے کہا

۴۳۱۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ هُوَ ابْنُ  
 زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي  
 عُمَرَ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
 رَجُلًا أَصَابَ مِنْ امْرَأَةٍ قُبْلَةً فَأَتَى رَسُولَ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ

فَإِنزَلْتُ عَلَيْهِ ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ  
وَزُلْفا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ  
السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرِي لِلذَّاكِرِينَ﴾ قَالَ  
الرَّجُلُ أَلَيْ هَذِهِ قَالَ لِمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ أُمَّتِي.

کیا یہ آیت میرے ساتھ خاص ہے یا سب لوگوں کے واسطے  
عام ہے فرمایا واسطے ہر شخص کے کہ میری امت سے اس پر عمل  
کرے یعنی میری سب امت کے واسطے عام ہے۔

**فائدہ:** حضرت ﷺ سے اس کا ذکر کیا یعنی جیسے اس کا کفارہ پوچھتا ہے اور اصحاب سنن نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا یا حضرت! میں نے باغ میں ایک عورت پائی سو میں نے اس کے ساتھ ہر چیز کی یعنی اس کا بوسہ لیا اور اس کو گلے سے لگایا لیکن میں نے اس سے جماع نہیں کیا سو آپ میرے ساتھ کریں جو چاہیں اور ترمذی اور نسائی وغیرہ نے ابوالیسر سے روایت کی ہے کہ اس کے پاس ایک عورت آئی اور اس کے خاوند کو حضرت ﷺ نے جہاد میں بھیجا تھا تو اس عورت نے اس سے کہا کہ میں تجھ سے ایک درہم کی کھجوریں خریدنا چاہتی ہوں ایک درہم لے اور اس کے بدلے کھجوریں دے ابوالیسر کہتا ہے وہ عورت مجھ کو خوش لگی سو میں نے اس سے کہا یعنی واسطے فریب دینے کے کہ گھر کے اندر اس سے عمدہ کھجوریں ہیں یعنی میرے ساتھ گھر کے اندر چل سواس کو اس حیلے سے گھر کے اندر لے گیا سو اس کو گلے سے لگایا اور چوما پھر گھبرایا اور باہر نکلا سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملا اور اس کو خبر دی سو فرمایا کہ تو بہ کر اور پھر ایسا نہ کرنا پھر حضرت ﷺ کے پاس آیا آخر حدیث تک اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے حضرت ﷺ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی پس یہ آیت اتری اور ثعلبی وغیرہ نے بنہان تمار سے بھی اسی قسم کا واقعہ نقل کیا ہے سو اگر وہ ثابت ہو تو محمول ہے اور واقعہ پر اور احمد وغیرہ نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں حد کو پہنچا یعنی میں نے ایسا کام کیا جو موجب حد ہے سو مجھ پر حد قائم کیجیے سو حضرت ﷺ تین بار اس سے چپ رہے سو نماز کی تکبیر ہوئی پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت ﷺ نے اس مرد کو بلایا تو فرمایا کہ بھلا بتا تو سہی کہ جب تو گھر سے نکلا تھا تو تو نے اچھی طرح وضو نہیں کیا تھا؟ اس نے کہا کیوں نہیں! فرمایا پھر تو ہمارے ساتھ نماز میں حاضر ہوا تھا؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا البتہ اللہ نے تیرا گناہ بخش دیا اور یہ آیت پڑھی سو یہ قصہ اور ہے اور اس کے ظاہر سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ متاخر ہے آیت کے اترنے سے اور شاید اس مرد نے گمان کیا تھا کہ ہر گناہ میں حد ہے اس واسطے اس نے اپنے اس کام کو موجب حد کہا اور یہ جو اس نے کہا کہ کیا خاص ہے میرے ساتھ؟ یعنی ساتھ اس کے کہ میری نماز میرے گناہ کو دور کرنے والی ہے اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قصے والا خود ہی اس کا سائل ہے اور دارقطنی نے معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے یہ مسئلہ حضرت ﷺ سے پوچھا اور یہ محمول ہے اوپر متعدد ہونے سائلین کے اور یہ جو اللہ نے فرمایا کہ ﴿ان الحسنات يذهبن السيئات﴾ تو تمسک کیا ہے ساتھ ظاہر اس آیت کے مرجہ

نے سوکھا انہوں نے کہ نیکیاں ہر گناہ کو دور کر ڈالتی ہیں خواہ کبیرہ ہو یا صغیرہ اور جہور کہتے ہیں کہ یہ مطلق محمول ہے مقید پر جو صحیح حدیث میں ہے کہ ایک نماز دوسری نماز تک کفارہ ہے واسطے اس گناہ کے کہ دونوں کے درمیان ہے جب تک کہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرتا رہے سو ایک گروہ نے کہا کہ اگر کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرے تو نیکیاں صغیرہ گناہوں کو اتار ڈالتی ہیں اور اگر کبیرہ گناہوں سے نہ بچے تو نیکیاں کسی صغیرہ کو نہیں اتارتیں اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ اگر کبیرہ گناہوں سے نہ بچے تو نیکیوں سے کوئی گناہ معاف نہیں ہوتا اور صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ نیکیاں گناہ چھوڑنے کا سبب ہوتی ہیں مانند اس آیت کے ﴿ان الصلوۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر﴾ یعنی نماز سبب ہے باز رہنے کا بے حیائی سے نہ یہ کہ درحقیقت وہ کسی گناہ کو اتار ڈالتی ہے اور یہ قول بعض معتزلہ کا ہے، کہا عبدالبر نے کہ بعض اہل عصر کا یہ مذہب ہے کہ نیکیاں سب گناہوں کو دور کر ڈالتی ہیں اور استدلال کیا ہے اس نے ساتھ اس آیت کے اور غیر اس کے کی آیتوں اور حدیثوں سے جو ظاہر ہیں بیچ اس کے اور وارد ہوتا ہے اس پر رغبت دلانا تو بہ پر ہر کبیرہ گناہ میں پس اگر نیکیاں سب گناہوں کو دور کر ڈالتیں تو نہ حاجت ہوتی طرف توبہ کی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر نہ واجب ہونے حد کے بوسہ لینے اور چھونے میں اور مانند ان کی میں اور اوپر ساقط ہونے تعزیر کے اس شخص سے جو کوئی چیز ان میں سے کرے اور اگر توبہ کرے اور پچھتائے اور استنباط کیا ہے اس سے ابن منذر نے یہ کہ نہیں حد ہے اس شخص پر جو پایا جائے ساتھ عورت اجنبی کے ایک کپڑے میں یعنی اس واسطے کہ احتمال ہے کہ اس نے اس سے زنا نہ کیا ہو بلکہ صرف بوسہ اور لمس اور مانند ان کی پر کفایت کی ہو۔ (فتح)

### سورہ یوسف کی تفسیر کا بیان

### سُورَةُ يُوسُفَ

فائدہ: کہا یعنی نے کہ ابو العباس نے مقامات منزہ میں لکھا ہے کہ سورہ یوسف اول سے آخر تک مکی ہے اور سب نزول اس سورہ کا سوال کرنا یہود کا ہے یعقوب علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام کے احوال سے اتمی اور پوشیدہ نہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ سوال یہود کا مدینے میں ہو گا اور یہ سب سورہ یعقوب علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام کے احوال میں ہے پس اس سورہ کا مکی ہونا اس شلیل نزول کے مخالف ہے۔ (ت)

اور کہا فضیل نے حصین سے اس نے روایت کی مجاہد سے کہ متکا کے معنی ترنج ہیں یعنی آیت واعتدت لہن متکا میں اور کہا فضیل نے کہ ترنج کو حبش کی زبان میں متکا کہتے ہیں اور کہا ابن عیینہ نے ایک مرد سے اس نے روایت کی ہے مجاہد سے کہ متکا ہر چیز ہے کہ چھری سے

وَقَالَ فَضِيلٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ  
﴿مُتَكًا﴾ الْاْتْرُجُ قَالَ فَضِيلٌ الْاْتْرُجُ  
بِالْحَبَشِيَّةِ مُتَكًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّيْنَةَ عَنْ  
رَجُلٍ عَنْ مُجَاهِدٍ مُتَكًا قَالَ كُلُّ شَيْءٍ  
قُطِعَ بِالسَّكِينِ.

کالی جائے۔

یعنی اور کہا قتادہ رضی اللہ عنہ نے سچ تفسیر آیت ﴿وَإِنَّ لَدُوَّ عَلِمَ لَمَّا عَلِمْنَاهُ﴾ کے کہ لزو علم کے معنی ہیں عمل کرنے والا ساتھ اس چیز کے کہ جانے۔

یعنی اور کہا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہ صواع کہتے ہیں ملک یعنی پیانہ فارسی کو جس کی دونوں طرف مل جاتی ہیں عجمی لوگ اس کے ساتھ پانی پیا کرتے تھے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿قَالُوا نَفَقَدَ صَوَاعَ الْمَلِكِ﴾ یعنی انہوں نے کہا کہ ہم بادشاہ کا پیانہ نہیں پاتے اور ملک ایک پیانہ ہے معروف واسطے اہل عراق کے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿تَفْنِدُونَ﴾ تَجْهَلُونَ۔ یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ تفندون کے معنی ہیں کہ اگر مجھ کو جاہل نہ کہو۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿لَوْلَا أَنْ تَفْنِدُونَ﴾ یعنی اگر نہ کہو کہ بوڑھا بہک گیا۔  
وَقَالَ غَيْرُهُ غِيَابَةٌ كُلُّ شَيْءٍ غَيْبٌ عَنْكَ شَيْئًا فَهُوَ غِيَابَةٌ۔  
یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہ غیابہ کے معنی ہیں ہر چیز کہ تجھ سے کسی چیز کو غائب کرے تو وہ غیابہ ہے یعنی غیابہ الحب میں۔

وَالْحُبُّ الرَّكِيَّةُ الَّتِي لَمْ تُطَوَّ۔ اور جب کچے کنوئیں کو کہتے ہیں لم تطو کے معنی ہیں کہ گول نہ ہو۔

فائدہ: اور بعض کہتے ہیں کہ کنواں بیت المقدس کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اردن کی زمین میں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یعقوب علیہ السلام کے گھر سے تین فرسخ پر ہے مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وَاجْمَعُوا أَنْ يَجْعَلُوهُ فِي غِيَابَةِ الْحَبِّ﴾ یعنی متفق ہوئے کہ اس کو اندھیرے کنوئیں میں ڈالیں یعنی جس میں کچھ نظر نہ آئے۔

﴿بِمُؤْمِنٍ لَنَا﴾ بِمُصَدِّقٍ لَنَا۔ یعنی اور بمؤمن لنا کے معنی ہیں کہ تو ہماری بات کو سچا نہ جانے گا یعنی اس آیت میں ﴿وَمَا أَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَنَا﴾۔

یعنی آیت ﴿فَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ﴾ میں اشدہ کے معنی ہیں پہلے اس سے کہ شروع ہو نقصان میں کہا جاتا ہے پہنچا اپنی نہایت قوت کو اور پہنچے اپنی نہایت قوت کو اور کہا بعض

﴿أَشُدَّهُ﴾ قَبْلَ أَنْ يَأْخُذَ فِي النُّقْصَانِ يُقَالُ بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغُوا أَشْدَهُمْ وَقَالَ بَعْضُهُمْ وَاحِدَهَا شُدٌّ۔

نے واحد اس کا شد ہے۔

اور متکا یعنی ساتھ تشدید کے وہ چیز ہے کہ تکیہ کرے تو اوپر اس کے واسطے پانی پینے کے یا واسطے بات کرنے کے یا واسطے کھانا کھانے کے اور باطل ہے جو مجاہد نے کہا کہ متکا کے معنی ترنج کے ہیں اور نہیں عرب کی کلام میں تفسیر متکا کی ساتھ ترنج کے اور جب حجت لائی گئی اوپر ان کے ساتھ اس کے کہ متکا کے معنی تکیہ ہیں یعنی ثابت ہوا کہ متکا مراد تکیہ سے ہے نہ ترنج سے تو بھاگے اس چیز کی طرف کہ وہ اس سے بدتر ہے سو کہا انہوں نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ محکم ہے ساتھ ساکن کے یعنی وہ مخفف ہے مشد نہیں یعنی اور محکم مخفف کے معنی ترنج کے ہیں اور یہ باطل ہے اس واسطے کہ محکم ساتھ ساکن کے عورت کی شرمگاہ کا کنارہ ہے جس جگہ اس کو ختنہ کرتے ہیں اور اسی سبب سے کہا گیا ہے واسطے عورت کے متکا اور بیٹا متکا کا اور اگر وہاں ترنج ہو تو وہ بعد تکیہ دینے کے ہے۔

وَالْمَتَكَا مَا اتَكَتْ عَلَيْهِ لِسْرَابٍ أَوْ لِحَدِيثٍ أَوْ لَطَعَامٍ وَأَبْطَلَ الَّذِي قَالَ الْأَنْتَرُجُ وَلَيْسَ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ الْأَنْتَرُجُ فَلَمَّا اخْتَجَّ عَلَيْهِمْ بِاللَّهِ الْمَتَكَا مِنْ نَمَارِقٍ فَرَّوْا إِلَى شَرِّهِ مِنْهُ فَقَالُوا إِنَّمَا هُوَ الْمُتَكُ سَاكِنَةُ النَّاءِ وَإِنَّمَا الْمُتَكُ طَرَفُ الْبَطْرِ وَمِنْ ذَلِكَ قِيلَ لَهَا مَتَكَاءَ وَابْنُ الْمَتَكَاءِ فَإِنْ كَانَ ثُمَّ أَنْتَرُجَ فَإِنَّهُ بَعْدَ الْمُتَكَا.

**فائدہ:** کہا ابو عبیدہ نے سچ تفسیر آیت ﴿واعتدت لهن متكا﴾ کے یعنی تیار کیا واسطے ان کے تکیہ کہ تکیہ کیا جائے اوپر اس کے اور گمان کیا ہے ایک قوم نے کہ متکا کے معنی ترنج کے ہیں یعنی بیٹھا لیواور یہ تفسیر زیادہ باطل ہے لیکن امید ہے کہ تکیہ کے ساتھ ترنج ہو کہ اس کو کھائیں اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ تیار کیا تھا زلیخانے واسطے ان کے بطخ یعنی تربوز اور موز اور بعض کہتے ہیں کہ ترنج کے ساتھ شہد تھا اور بعض کہتے ہیں کہ خم مرغ اور گوشت سے کھانا تیار کیا ہوا تھا لیکن بخاری نے ابو عبیدہ کی پیروی کر کے جس چیز کی نفی کی ہے اس کو اس کے سوا اور لوگوں نے ثابت کیا ہے اور عبد بن حمید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ متکا کو مخفف پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ ترنج ہے اور البتہ حکایت کیا ہے اس کو فراء نے اور پیروی کی ہے اس کی انھش نے اور ابو حنیفہ دینوری اور ابن فارس اور صاحب المحکم اور جامع اور صحاح نے اور کہا جو ہری نے کہ متکا وہ چیز ہے جس کو باقی چھوڑتی ہے ختنہ کرنے والی عورت بعد ختنہ کرنے کے عورت سے اور متکا وہ عورت ہے جس کا ختنہ نہ ہوا ہو اور سوس کو بھی متکا کہتے ہیں پھر نہیں مانع ہے یہ



کہ محکا لفظ ترخ اور طرف فرج کے درمیان مشترک ہو یعنی اس کے دونوں معنی ہوں ترخ کو بھی محکا کہتے ہوں اور عورت کی شرمگاہ کی طرف کو بھی کہتے ہوں اور بظہر عورت کی غتہ کی جگہ کو کہتے ہیں اور دراصل بظہر بولا جاتا ہے اس چیز پر کہ اس کے واسطے بدن سے طرف ہے مانند پستان کی۔ (فتح)

﴿شَغَفَهَا﴾ يُقَالُ بَلَغَ شِغَافَهَا وَهُوَ غِلَافٌ قَلْبِهَا وَأَمَّا شَغَفَهَا فَمِنْ الْمَشْعُوفِ  
یعنی جگہ کی ہے اس نے اس کے دل میں ازروئے دوستی کے کہا جاتا ہے کہ اس کی شغاف کو پہنچا اور شغاف اس کے دل کا غلاف ہے یعنی مشغاف کے معنی غلاف ہے یعنی پہنچی محبت اس کے دل کے غلاف میں اور لیکن شغفہا یعنی ساتھ عین مہملہ کے تو وہ ماخوذ ہے مشعوف سے یعنی فریفتہ شدہ۔

فائدہ: مشعوف کے معنی ہیں محبت کہا جاتا ہے شغفہ الحب یعنی محبت نے اس کے دل کو جلایا۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿لَقَدْ شَغَفَهَا حُبًّا﴾۔

﴿أَصْبُ﴾ أَمِيلٌ صَبَا مَالٌ۔  
یعنی اگر تو دور نہ کرے گا مجھ سے ان کا فریب تو مائل ہو جاؤں گا ان کی طرف۔

فائدہ: أَمِيلٌ یعنی اصْبُ کے معنی ہیں میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا مراد اس آیت کی تفسیر ہے: ﴿وَالَا تَصْرِفْ عَنِّي كَيْدَهُنَّ أَصْبُ إِلَيْهِنَّ﴾۔

﴿أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ﴾ مَا لَا تَأْوِيلَ لَهُ۔  
یعنی اضغاث احلام کے معنی ہیں وہ خواب جس کی کوئی تاویل نہ ہو یعنی واقع میں اس کا کوئی اصل نہ ہو۔

یعنی اور ضغث کے معنی ہیں پر کرنا ہاتھ کا گھاس سے اور جو اس کی مانند ہو اور اسی سے ماخوذ ہے یہ قول اللہ تعالیٰ کا کہ لے اپنے ہاتھ سے مٹھا گھاس کا نہ اضغاث احلام سے اس کا واحد ضغث ہے۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ ضغث اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿وَخَلَّ بِيَدِكَ ضِغْثًا﴾ ساتھ معنی پر کرنے ہاتھ کے ہے گھاس سے اور جو اس کی مانند ہے نہ ساتھ معنی اس خواب کے جس کی تاویل نہ ہو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اضغاث احلام جھوٹی خوابیں ہیں۔ (فتح)

﴿نَمِيرٌ﴾ مِنَ الْمَيْمِرَةِ ﴿وَنَزْدَادُ كَيْلٍ﴾  
یعنی نمیر بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَنَمِيرُ أَهْلَانَا﴾ میرہ سے

بَعِيرٌ ﴿مَا يَحْمِلُ بَعِيرٌ﴾ یعنی ہم ان کے پاس آئیں اور ان کے واسطے اناج خرید لائیں اور زیادہ لائیں پیانہ ایک اونٹ کا یعنی جو اونٹ اٹھائے۔

فائدہ: اور مجاہد سے روایت ہے یعنی گدھے کا بوجھ اور مقاتل نے زبور سے نقل کیا ہے کہ عبرانی زبان میں ہر چیز بوجھ اٹھانے والی کو بعیر کہتے ہیں اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی کنعان کی زمین سے تھے اور وہاں کوئی اونٹ نہ تھا۔ (فتح)

اوٰی اِلَیْہِ ضَمًّا اِلَیْہِ یعنی اوٰی الیہ کے معنی ہیں اپنے بھائی کو اپنے ساتھ ملایا اور جوڑا یعنی اس آیت میں ﴿فَلَمَّا دَخَلُوا عَلٰی یُوسُفَ اَوٰی اِلَیْہِ اِخَاحَہُ﴾ یعنی جب یوسف علیہ السلام کے بھائی یوسف علیہ السلام پر داخل ہوئے تو اپنے بھائی کو اپنے پاس جگہ دی اور اس کو اپنے ساتھ جوڑا۔

السَّقَاۃُ مِکْیَالُ یعنی سقایہ کے معنی ہیں پیانہ۔

فائدہ: اور وہ پیانہ وہ برتن تھا جس کے ساتھ بادشاہ پانی پیا کرتا تھا بعض کہتے ہیں یوسف علیہ السلام نے اس کو پیانہ ٹھہرایا کہ نہ مایا جائے اناج ساتھ غیر اس کے کے پس ظلم کیے جائیں۔

﴿تَفْتَأُ﴾ لَا تَزَالُ ﴿حَرَضًا﴾ مُّحَرَضًا یعنی تفتأ کے معنی ہیں ہمیشہ یعنی اس آیت میں ﴿قَالُوا تَاللّٰہِ تَفْتَأُ یُوسُفَ حَتّٰی تَکُونَ حَرَضًا﴾ یعنی کہنے لگے قسم ہے اللہ کی کہ تو ہمیشہ یاد کرتا ہے یوسف علیہ السلام کو یہاں تک کہ ہو جائے گا تو گل گیا یعنی گلا دے تجھ کو غم یوسف علیہ السلام کا یا ہو جائے گا تو مردہ۔

یوسف علیہ السلام کا یا ہو جائے گا تو مردہ۔

تَحَسُّوْا تَخْبِرُوْا یعنی تحسسوا کے معنی ہیں کہ تلاش کرو خبر یوسف علیہ السلام سے اور اس کے بھائی سے یعنی اس آیت میں ﴿یَا بَنِی

اٰذْہِبُوا فَتَحْسِسُوْا مِنْ یُّوسُفَ وَ اِخْوِہِ﴾

اور مز جاع کے معنی ہیں تھوڑے۔

﴿مُزْجَاۃٍ﴾ قَلِیْلَۃٍ

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وَجِئْنَا بِبِضَاعَةِ مُزْجَاۃٍ﴾ یعنی اور لائے ہم پونجی تھوڑی اور بعض کہتے ہیں کہ ردی اور بعض کہتے ہیں کہ فاسد اور عکرمہ سے روایت ہے کہ تھوڑی اور اس میں اختلاف ہے کہ ان کی پونجی کیا چیز تھی



شیخ، دان، نیال، جاد، اشراور بنیامین ہیں اور ان میں بڑا پہلا ہے۔ (فتح)

۴۳۲۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت علیہ السلام سے پوچھا کہ لوگوں میں سے زیادہ بزرگ کون آدمی ہے؟ فرمایا کہ زیادہ تر بزرگ ان میں اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ تر پرہیزگار ہو، اصحاب علیہ السلام نے عرض کیا کہ ہم آپ سے یہ نہیں پوچھتے، حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ سب لوگوں میں سے بزرگ حضرت یوسف علیہ السلام پیغمبر ہیں پیغمبر کے بیٹے، پیغمبر کے پوتے خلیل اللہ علیہ السلام کے پڑپوتے، اصحاب علیہ السلام نے عرض کیا کہ ہم آپ سے یہ نہیں پوچھتے، حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تم مجھ سے عرب کی کانوں کا حال پوچھتے ہو؟ اصحاب علیہ السلام نے عرض کیا ہاں! فرمایا کہ جو ان میں کفر کی حالت میں افضل تھے وہ لوگ اسلام میں بھی افضل ہیں جس وقت کہ احکام شرع کو خوب سمجھیں۔

۴۳۲۱۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُهُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ النَّاسِ أَكْرَمُ قَالَ أَكْرَمُهُمْ عِنْدَ اللَّهِ اتَّقَاهُمْ قَالُوا لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسَأَلُكَ قَالَ فَأَكْرَمُ النَّاسِ يُوسُفُ نَبِيُّ اللَّهِ ابْنُ نَبِيِّ اللَّهِ ابْنِ نَبِيِّ اللَّهِ ابْنِ خَلِيلِ اللَّهِ قَالُوا لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسَأَلُكَ قَالَ لَقَدْ مَعَادِنُ الْعَرَبِ تَسْأَلُونَنِي قَالُوا نَعَمْ قَالَ فَخِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا لَقِيتُهَا تَابَعَهُ أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور یہ جو یعقوب علیہ السلام نے کہا ﴿وَكذلك يجتنبك ربك﴾ اور ﴿اخاف ان ياكله الذئب﴾ تو ان دونوں قول کی تطبیق میں اشکال ہے اس واسطے کہ جزم کیا یعقوب علیہ السلام نے اول ساتھ اس کے کہ تیرا اللہ تجھ کو نوازے گا اور اس کا ظاہر یہ ہے کہ یہ آئندہ زمانہ میں ہوگا یعنی اللہ تجھ کو آئندہ زمانہ میں نوازے گا پس کس طرح خوف کیا جائے گا یوسف علیہ السلام پر کہ اس سے پہلے ہلاک ہوں یعنی یعقوب علیہ السلام نے یہ کیوں کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کھا جائے اس کو بھیڑیا اور اس کا جواب کئی طرح سے ہے ایک جواب یہ ہے کہ نہیں لازم آتا بھیڑیے کے کھانے کے جواز سے کھانا اس کے سارے بدن کا ساتھ اس طور کے کہ مرجائیں اور دوسرا جواب یہ ہے کہ مراد ان کی ساتھ اس کے ہٹانا ان کے بھائیوں کا ہے ان کے ساتھ لے جانے سے سو خطاب کیا ان کو باعتبار عادت ان کے کی نہ اس چیز کی بنا پر کہ ان کے اعتقاد میں تھی اور تیسرا جواب یہ ہے کہ قول یعقوب علیہ السلام کا یجتنبک لفظ خبر کا ہے اور اس کے معنی دعا ہیں جیسے کہا جاتا ہے فلاں پر حمد اللہ یعنی اللہ فلاں کو رحمت کرے پس اگر ان کا ہلاک ہونا اس سے پہلے واقع ہو تو یہ اس کے مخالف نہیں اور چوتھا جواب یہ ہے کہ جس برگزیدگی کو حضرت یعقوب علیہ السلام نے ذکر کیا ہے کہ وہ یوسف علیہ السلام کو حاصل ہوگی وہ حاصل ہو چکی تھی یوسف علیہ السلام کو پہلے اس سے کہ سوال کریں اس کے بھائی اپنے باپ سے یہ کہ یوسف علیہ السلام ان کے ساتھ جائے ساتھ دلیل اس آیت کے بعد

اس کے کہ انہوں نے اس کو کنوئیں میں ڈالا۔ ﴿وَإِذَا حِينًا إِلَيْهِمْ لِنُجِيبَهُمْ بِأَمْرِهِمْ هَذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ﴾ یعنی ہم نے اس کی طرف وحی بھیجی کہ البتہ تو بتائے گا ان کو ان کا یہ کام اور وہ نہ جانیں گے اور نہیں بعید ہے یہ بات کہ ان کو اس عمر میں پیغمبری عطا ہو اس واسطے کہ اللہ نے یحییٰ علیہ السلام کے قصے میں فرمایا کہ ہم نے اس کو لڑکپن میں پیغمبری دی اور یہ یحییٰ علیہ السلام کے ساتھ خاص نہیں پس تحقیق کہا عیسیٰ علیہ السلام نے اور حالانکہ وہ ماں کی گود میں تھے ﴿اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اَتَانِیْ الْکِتَابَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا﴾ یعنی میں اللہ کا بندہ ہوں اللہ نے مجھ کو کتاب دی اور مجھ کو پیغمبر بنایا اور جب کہ ان کو برگزیدگی موعود حاصل ہوئی تو نہیں منع ہے اس پر ہلاک ہونا اور پانچواں جواب یہ ہے کہ خبر دی یعقوب علیہ السلام نے ساتھ برگزیدہ ہونے کے وحی سے اور جائز ہے منسوخ ہونا خبر کا نزدیک ایک قوم کے سو یہ بھی اس کی مثالوں میں سے ہوگا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا یعقوب علیہ السلام نے کہ میں ڈرتا ہوں کہ اس کو بھیڑیا کھا جائے بطور جائز رکھنے کے نہ بطور وقوع یعنی جائز ہے کہ واقع ہونہ یہ کہ واقع ہوگا اور قریب ہے اس سے یہ کہ حضرت ﷺ نے قیامت کی نشانیوں کی خبر دی مانند خروج دجال کے اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کے اور چڑھنے سورج کے کی مغرب سے اور باوجود اس کے پس تحقیق نکلے حضرت ﷺ جب کہ سورج میں گرہن پڑا اپنی چادر کھینچے گھبرا کر اس سے کہ قیامت قائم ہو۔ (فتح) اور متابعت کی ہے عہدہ کی ابواسامہ نے عید اللہ سے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿قَالَ بَلَى سَأَلْتُ لَكُمْ أَنْفُسَكُمْ أَمْرًا فَصَبِرُوا جَمِيعًا﴾  
﴿سَأَلْتُ﴾ زَيْنَتْ۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ بلکہ آراستہ کی ہے تمہارے لیے تمہارے نفسوں نے ایک بات اور سولت کے معنی ہیں آراستہ کی اور اچھی کر دکھائی۔

۴۳۲۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جب کہ تہمت کرنے والوں نے ان کے حق میں کہا جو کہا یعنی ان کو عیب لگایا سو اللہ نے ان کی پاکدامنی بیان کی ہر ایک نے مجھ سے حدیث کا ایک ٹکڑا بیان کیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو بے گناہ ہے تو عنقریب اللہ تیری پاک دامنی بیان کرے گا اور اگر تو نے گناہ کیا ہے تو اللہ سے بخشش مانگ اور اس کی طرف توبہ کر؟ میں نے کہا قسم ہے اللہ کی میں اپنے اور حضرت ﷺ کے درمیان حضرت یعقوب علیہ السلام کے سوا کوئی مثل نہیں پاتی سواب صبر بہتر ہے اور تمہاری اس گفتگو پر اللہ ہی کی مدد درکار ہے اور اللہ نے یہ دس آیتیں اتاریں بیشک جو لوگ لائے ہیں

۴۳۲۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ ح وَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ النَّمِيرِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ الْأَيْلِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَ عُلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ رَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْلَهِ مَا قَالُوا قَبْرَاهَا اللَّهُ

طوفان، آخر تک۔

كُلُّ حَدَّثِي طَائِفَةٌ مِنَ الْحَدِيثِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كُنْتَ بِرِيئَةً فَسَيَّرُكَ اللَّهُ وَإِنْ كُنْتَ أَلَمَّتْ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللَّهَ وَتَوْبِي إِلَيْهِ قُلْتُ إِنِّي وَاللَّهِ لَا أَجِدُ مَثَلًا إِلَّا أَبَا يُوسُفَ (فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ) وَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ﴾ الْعَشْرُ الْآيَاتِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورہ نور کی تفسیر میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

۴۳۲۳۔ حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اور وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ماں ہے کہ جس حالت میں کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بیٹھی تھی کہ اس کو بخار نے پکڑا سو حضرت رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ شاید یہ بخار اس کو طوفان سننے کے سبب سے ہوا؟ اس نے کہا ہاں! اور عائشہ رضی اللہ عنہا اٹھ بیٹھیں اور کہا کہ میری مثل اور تمہاری مثل حضرت یعقوب علیہ السلام اور اس کے بیٹوں کی مثل ہے بلکہ بنا دی تم کو تمہارے نفسوں نے ایک بات پس اب صبر ہی بہتر ہے اور تمہاری اس گفتگو پر اللہ ہی کی مدد درکار ہے۔

۴۳۲۴۔ حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَسْرُوقُ بْنُ الْأَجْدَعِ قَالَ حَدَّثَنِي أُمُّ رُومَانَ وَهِيَ أُمُّ عَائِشَةَ قَالَتْ بَيْنَا أَنَا وَعَائِشَةُ أَخَذَتْهَا الْحُمَى فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ فِي حَدِيثٍ تَحَدَّثْتَ قَالَتْ نَعَمْ وَقَعَدْتُ عَائِشَةَ قَالَتْ مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَيْعْقُوبَ وَبَنِيهِ ﴿بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور بہلایا اس کو اس عورت نے جس کے گھر میں تھا اپنی جان تھامنے سے اور بند کیے دروازے اور بولی آگے آ، کہا عکرمہ نے کہ ہیت لك کے معنی حورانیہ میں ہیں ہلم اور کہا ابن جبیر نے کہ اس کے معنی ہیں تعالہ یعنی آگے آ۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَرَأَوْدَتُهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ﴾ وَقَالَ عِكْرِمَةُ ﴿هَيْتَ لَكَ﴾ بِالْحَوْرَانِيَةِ هَلُمَّ وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ تَعَالَاهُ.

فائدہ: نام اس عورت مشہور قول میں زلیخا ہے اور بعض کہتے ہیں راعیل ہے اور اس کے خاوند عزیز کا نام قطفیر ہے۔

(فتح) حورانیہ منسوب ہے طرف حوران کے کہ ایک شہر ہے شام میں یا شام کی زمین کو کہتے ہیں۔

۴۳۲۴۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ «هَيْتَ لَكَ» قَالَ وَإِنَّمَا نَقَرُوا هَا كَمَا عَلِمْنَا هَا.

۴۳۲۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ «قالت هيت لك» ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم اس کو پڑھتے ہیں جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہم کو سکھلایا۔

فائدہ: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت دونوں طرح سے ہے زیرت کے ساتھ بھی اور پیشت کے ساتھ بھی اور لیکن عکرمہ سے منقول ہے کہ وہ حورانیہ میں ہے تو موافقت کی ہے اس کو اس پر کسائی اور فراء وغیرہ نے اور سدی سے روایت ہے کہ وہ قطبی لغت ہے اس کے معنی ہیں آ اور حسن سے روایت ہے کہ وہ سریانی لغت ہے اور ابو زید انصاری نے کہا کہ عبرانی لغت ہے اور جمہور علماء نے کہا کہ وہ عربی لغت ہے معنی اس کے ترغیب دینا ہے آگے آنے پر۔ (فتح)

یعنی اور مثواہ کے معنی ہیں اس کی جگہ۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے «وقال الذي اشتراه من مصر لامراته اكرمي مثواه» یعنی اور کہا جس شخص نے خریدا اس کو مصر سے کہ باعزت رکھ اس کی جگہ کو یعنی اس کو عزت سے رکھ۔

«وَالْفَيَا» وَجَدَا «الْفَوَا أَبَانَهُمْ»

یعنی اور آیت «وَالْفَيَا سِيدَهَا لَدَى الْبَابِ» میں الفیا کے معنی ہیں پایا دونوں نے یعنی عورت کو خاوند کئے دروازے کے پاس اور الفو آبانہم کے معنی ہیں کہ پایا انہوں نے اپنے باپ دادوں کو اور الفینا کے معنی ہیں ہم نے پایا۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ «بَلْ عَجِبْتُ وَيَسْخَرُونَ»

یعنی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت میں عجبیت پیشت کے ساتھ ہے یعنی ساتھ صیغہ واحد متکلم کے یعنی بلکہ میں نے تعجب کیا۔

فائدہ: اور البتہ مشکل ہوئی ہے مناسبت وارد کرنے اس آیت کی اس جگہ میں اس واسطے کہ وہ سورہ والصفات میں ہے اور نہیں آئی سورہ یوسف میں اس کے معنی سے کچھ چیز لیکن وارد کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ جب کفار قریش نے اسلام لانے میں دیر کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان پر بددعا کی کہ الہی! مجھ کو ان کے شر سے بچا ساتھ سات برس کے قحط کے جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت میں سات برس کا قحط پڑا تھا، آخر حدیث تک اور اس حدیث کی مناسبت بھی ترجمہ کے ساتھ ظاہر نہیں ہوتی اور ترجمہ یہ قول اس کا ہے باب قولہ

وراد وہ التی ہو فی بیتھا اور البتہ تکلف کیا ہے واسطے اس کے عیسیٰ بن ہل نے اپنی شرح میں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بخاری نے باب یہ باندھا ہے وراودہ التی ہو فی بیتھا اور باب میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث داخل کی کہ جب کفار قریش نے اسلام لانے میں دیر کی الحدیث اور وارد کیا ہے پہلے اس سے ترجمہ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ﴿ہل عجت و یسخر و﴾ کہا اس نے پس پہنچا بخاری طرف جگہ فائدہ کی اور نہیں ذکر کیا اس کو اور وہ قول اللہ کا ہے ﴿واذا ذکر و لا یذکرو و اذا راو آیت یتسخر و﴾ یعنی جب ان کو نصیحت کی جائے تو نصیحت قبول نہیں کرتے اور جب کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو ٹھٹھا کرتے ہیں کہا اس نے اور پکڑی جاتی ہے اس سے مناسبت ساتھ باب مذکور کے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ تشبیہ دی اس نے اس چیز کو کہ پیش آئی یوسف علیہ السلام کو مع اپنے بھائیوں کے اور عورت عزیز کی ساتھ اس چیز کے کہ پیش آئی محمد ﷺ کو مع قوم اپنی کے جب کہ انہوں نے حضرت ﷺ کو وطن سے نکالا جیسے کہ نکالا یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے اور بیچا ان کو اس شخص کے ہاتھ میں جس نے اس کو اپنا غلام بنایا سو نہ سختی کی حضرت ﷺ نے اپنی قوم پر جب کہ آپ ﷺ نے مکہ کو فتح کیا جیسے کہ نہ سختی کی یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں پر جب کہ کہا انہوں نے واسطے یوسف علیہ السلام کے ﴿تالله لقد آفرك الله علينا﴾ یعنی قسم ہے اللہ کی البتہ پسند کیا ہے اللہ نے تجھ کو اوپر ہمارے اور حضرت ﷺ نے مینہ کے واسطے دعا کی جب کہ ابوسفیان نے آپ سے سوال کیا کہ ہمارے واسطے مینہ بائیس جیسے کہ دعا کی یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے واسطے جب کہ پچھتائے اور پشیمان ہو کر ان کے پاس آئے سو کہا کہ نہیں کوئی ملامت تم پر آج اللہ تمہارا گناہ بخشے۔ کہا اس نے سو معنی آیت کے یہ ہیں بلکہ تعجب کیا تو نے میری حلم سے باوجود ٹھٹھا کرنے ان کے ساتھ تیرے اور جتے رہنے ان کے اپنی گمراہی پر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت کی بنا پر ساتھ پیش ت کے معنی یہ ہیں کہ بلکہ تعجب کیا میں نے تیری نرمی سے اپنی قوم پر جب کہ آئے تیرے پاس تجھ سے دعا منگوانے کو سو تو نے ان کے واسطے دعا کی سو ان کی بلا دور ہوئی اور یہ مانند علم یوسف علیہ السلام کی ہے اپنے بھائیوں سے جب کہ ان کے پاس محتاج ہو کر آئے اور مانند حلم اس کے عزیز کی عورت سے جب کہ اس نے اپنے خاوند کو یوسف علیہ السلام پر غیرت دلائی اور اس پر جھوٹ بولا پھر اس کو قید کیا پھر یوسف علیہ السلام نے اس کے بعد اس کا گناہ معاف کیا اور اس کو مؤاخذہ نہ کیا پس ظاہر ہوئی مناسبت ان دونوں آیت کے معنی میں باوجود اس کے کہ ظاہر میں دونوں کے درمیان بعد ہے کہا اس نے کہ بخاری میں اس طرح کی بہت جگہ ہیں اس قسم سے کہ عیب کیا ہے اس کو ساتھ اس کے اس شخص نے جس پر اللہ نے اس کا مطلب حل نہیں کیا اور اللہ سے ہے مدد مانگی گئی اور اس کے تتمہ سے ہے یہ بات کہ کہا جائے کہ نیز ظاہر ہوتی ہے مناسبت درمیان دونوں قصوں کے قول اللہ کے سے صافات میں کہ جب کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو ٹھٹھا کرتے ہیں اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے ان کے جتے رہنے کی طرف اپنے کفر اور گمراہی پر اور قول اس کے سے یوسف علیہ السلام کے قصے میں ﴿ثم بدا لهم من بعد ما راو الآيات



لیسجنہ حتی حین) اور کہا کرمانی نے کہ وارد کیا ہے بخاری نے اس کلمہ کو اس جگہ اگرچہ سورہ صافات میں ہے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس بات کی کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس کو پیش ت کے ساتھ پڑھتے تھے جیسے کہ بیت کو پیش ت کے ساتھ پڑھتے تھے اور اس مناسبت میں کچھ ڈر نہیں لیکن جو ابن ہبل سے وجہ مناسبت کی گزر چکی ہے وہ باریک تر ہے۔ (فتح)

۳۳۲۵۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کفار قریش نے اسلام لانے میں حضرت ﷺ سے دیر کی تو حضرت ﷺ نے ان پر بد دعا کی کہ الہی! مجھ کو ان کے شر سے بچا ساتھ سات برس کے قحط کے جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت میں سات برس کا قحط پڑا تھا سو حضرت ﷺ کی بد دعا سے ان پر ایسا قحط پڑا کہ ان کی ہر چیز کو فنا اور تباہ کیا یہاں تک کہ انہوں نے ہڈیوں کو کھایا یہاں تک کہ مرد آسمان کی طرف دیکھنے لگتا سو اپنے اور اس کے درمیان دھواں سادیکھتا اللہ نے فرمایا سو تو راہ دیکھ جس دن کہ لائے آسمان دھواں صریح اللہ نے فرمایا کہ ہم کھولتے ہیں عذاب تھوڑے دنوں تم پھر وہی کرتے ہو کیا پس دور ہوگا ان سے عذاب قیامت کے دن؟ یعنی نہیں ہوگا اور البتہ گزر چکا ہے دھواں یعنی جو کہ آیت (یوم نأتی السماء بدخان مبین) میں مذکور ہے اور گزر چکا ہے بطور جو آیت (یوم نبطش البطشة الكبرى) میں مذکور ہے۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ جب پہنچا اس کے پاس اپنی تو کہا یوسف علیہ السلام نے پھر جا اپنے مالک کے پاس اور پوچھ اس سے کیا حقیقت ہے ان عورتوں کی جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے بیشک میرا رب تو فریب ان کا سب جانتا ہے کہا بادشاہ نے عورتوں کو کیا حال ہے تمہارا جب تم نے پھسلایا یوسف علیہ السلام کو اس کی جان

۴۳۲۵۔ حَدَّثَنَا الْحَمْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا أَبْطَنُوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْإِسْلَامِ قَالَ اللَّهُمَّ اكْفِنِيهِمْ بِسَبْعِ كَسْبَعِ يَوْسُفَ فَأَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ خَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى أَكَلُوا الْعِظَامَ حَتَّى جَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا مِثْلَ الدُّخَانِ قَالَ اللَّهُ (فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ) قَالَ اللَّهُ (إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ) أَلَمْ يَكْشِفْ عَنْهُمْ الْعَذَابَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَقَدْ مَضَى الدُّخَانُ وَمَضَتْ الْبَطْشَةُ.

بَابُ قَوْلِهِ (فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَيَّ رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَعْنَ أَيْدِيَهُنَّ إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ) قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ إِذْ رَاوَدْتُنَّ يُوسُفَ عَنْ نَفْسِهِ قُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ.

سے؟ بولیاں پاکی ہے اللہ کو۔

یعنی حاش اور حاشا کے معنی ہیں پاکی بیان کرنا  
اور استثناء کرنا۔

وَحَاشَ وَحَاشَى تَنْزِيَهُ وَاسْتِثْنَاءٌ.

﴿حَصَّصَ﴾ وَضَعَ.

یعنی آیت ﴿الآن حصص الحق﴾ کے معنی ہیں کہ  
اب ظاہر ہوا ہے۔

فائدہ: اور کہا غلیل نے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ ظاہر ہوا بعد خطا کے۔ (فتح)

۴۲۲۶ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ  
الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ عَنْ  
عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ  
ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي  
سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللَّهُ لَوْ طَأَفَ كَنَانُ  
يَأُوَى إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي  
السَّجْنِ مَا لَبِثْتُ يَوْسُفُ لَأَجَبْتُ الدَّاعِيَ  
وَنَحْنُ أَحَقُّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لَهُ ﴿أَوَلَمْ  
تُؤْمِنُ قَالَ بَلَىٰ وَلَكِنْ لَيَطْمَئِنَّ قَلْبِي﴾.

۳۳۲۶ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ  
نے فرمایا کہ اللہ رحم کرے لوط علیہ السلام پر اس نے آرزو کی تھی کہ  
مضبوط مکان میں پناہ پکڑے اور اگر مجھ کو قید خانے میں دیر لگتی  
بقدر درازی دیر یوسف علیہ السلام کے تو میں بلانے والے کی بات  
مان لیتا یعنی تکرار نہ کرتا اس کے ساتھ چلا جاتا اور ہم  
ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ تر شک کرنے کے لائق ہیں جب کہ  
ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے رب مجھ کو دکھلا دے کہ تو مردوں کو  
کس طرح زندہ کرتا ہے اللہ نے فرمایا کیا تجھ کو اس کا یقین  
نہیں ابراہیم علیہ السلام نے کہا یقین کیوں نہیں! لیکن یہ تمنا اس  
واسطے ہے کہ میرے دل کو اطمینان ہو جائے۔

فائدہ: مناسبت حدیث کی باب سے اس قول میں ہے کہ اگر مجھ کو قید خانے میں دیر لگتی بقدر درازی دیر یوسف علیہ السلام  
کے تو میں بلانے والے کی بات مان لیتا ان دونوں حدیثوں کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے۔  
بَابُ قَوْلِهِ ﴿حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْسَسَ  
الرُّسُلُ﴾  
باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ جب  
نامید ہوئے رسول۔

فائدہ: استیسس استعمل ہے یاں سے ضد رجا کی اور نہیں مراد ہے اس کے ساتھ استعمل کے مگر خاص وزن نہیں تو  
سین اور ت دونوں زائد ہیں اور استیسس ساتھ معنی یخس کے ہے اور اختلاف ہے اس میں کہ غایت کس چیز کے ساتھ  
متعلق ہے اللہ کے قول حتی سے سوا اتفاق ہے اس پر کہ وہ محذوف ہے سو بعض نے کہا کہ تقدیر یہ ہے وما ارسلنا من  
قبلک الا رجالا نوحی الیہم فتراخی النصر عنہم حتی اذا اخرج یعنی نہیں بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے مگر مرد کہ

وحی بھیجی ہم نے ان کی طرف سو ان کی مدد میں دیر ہوئی یہاں تک کہ جب ناامید ہوئے رسول الخ اور بعض نے کہا کہ تقدیر یہ ہے پس نہ عذاب ہو ان کی امتوں کو یہاں تک الخ اور بعض نے کہا کہ تقدیر یہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کو بلایا انہوں نے ان کو جھٹلایا پس دراز ہوا جھٹلانا ان کا یہاں تک کہ الخ۔ (فتح)

۴۳۲۷۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس نے روایت کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا اور حالانکہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کے معنی پوچھتا تھا ﴿حتی اذا استیأس الرسل﴾ عروہ کہتا ہے میں نے کہا کیا کذبوا ہے یا کذبوا یعنی تشدید ذال کے ساتھ ہے یا بغیر تشدید کے یعنی ساتھ تخفیف کے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کذبوا ہے یعنی ساتھ تشدید ذال کے میں نے کہا سو البتہ پیغمبروں نے یقین جان لیا تھا کہ ان کی قوم نے ان کو جھٹلایا پس نہیں ہے وہ ظن یعنی ظنوا میں ظن کے معنی اس جگہ صادق نہیں آسکتے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہاں قسم ہے میری زندگی کی البتہ انہوں نے اس کو یقین جان لیا تھا (اس میں اشعار ہے کہ عروہ نے ظن کو اپنے حقیقی معنی پر محمول کیا اور وہ راجح ہونا ایک طرف کا ہے دونوں طرف میں سے اور موافقت کی اس کی اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے لیکن طبری نے قنادہ سے روایت کی ہے کہ مراد ساتھ ظن کے اس جگہ یقین ہے) سو میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ وہ تخفیف کے ساتھ ہے یعنی گمان کیا رسولوں نے کہ ان سے جھوٹ کہا یعنی اللہ نے جو ان سے نصرت کا وعدہ کیا تھا وہ خلاف تھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ کی پناہ پیغمبروں کو اپنے رب کے ساتھ یہ گمان نہ تھا میں نے کہا سو اس آیت کے کیا معنی ہیں؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا وہ رسولوں کے تابعدار ہیں جو ان کے رب کے ساتھ ایمان لائے اور پیغمبروں کو سچا جانا سو دراز ہوئی بلا اور دیر کی ان سے مدد نے یہاں تک کہ جب ناامید ہوئے

۴۳۲۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ شَهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَهُ وَهُوَ يَسْأَلُهَا عَنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿حَتَّى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ﴾ قَالَ قُلْتُ أَكْذَبُوا أَمْ كُذِّبُوا قَالَتْ عَائِشَةُ كُذِّبُوا قُلْتُ فَقَدْ اسْتَيْقَنُوا أَنَّ قَوْمَهُمْ كَذَّبُوهُمْ فَمَا هُوَ بِالظَّنِّ قَالَتْ أَجَلَ لَعْمَرِي لَقَدْ اسْتَيْقَنُوا بِذَلِكَ فَقُلْتُ لَهَا وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوا قَالَتْ مَعَاذَ اللَّهِ لَمْ تَكُنِ الرُّسُلُ تَظُنُّ ذَلِكَ بِرَبِّهَا قُلْتُ فَمَا هَذِهِ الْآيَةُ قَالَتْ هُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ الَّذِينَ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَصَدَّقُوهُمْ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْبَلَاءُ وَاسْتَأَخَرَهُمْ النَّصْرُ حَتَّى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ مِمَّنْ كَذَّبَهُمْ مِنْ قَوْمِهِمْ وَظَنَّ الرُّسُلُ أَنَّ أَتْبَاعَهُمْ قَدْ كَذَّبُوهُمْ جَاءَهُمْ نَصْرُ اللَّهِ عِنْدَ ذَلِكَ.

رسول ان لوگوں سے جنہوں نے ان کو ان کی قوم سے جھٹلایا اور گمان کیا پیغمبروں نے کہ ان کے تابعداروں نے ان کو جھٹلایا تو ان کو اس وقت اللہ کی مدد آئی۔

**فائدہ:** یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ کی پناہ تو یہ ظاہر ہے اس میں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا تخفیف کی قرأت سے انکار کیا اس بنا پر کہ ضمیر واسطے پیغمبروں کے ہے اور نہیں ہے ضمیر واسطے پیغمبروں کے اس بنا پر کہ میں نے بیان کیا اور نہیں ہے کوئی معنی انکار کرنے کا اس قرأت سے بعد ثابت ہونے اس کے کی اور شاید نہیں پہنچی ہے اس کو یہ قرأت ان لوگوں سے جن کی طرف اس باب میں رجوع کیا جاتا ہے اور البتہ پڑھا ہے اس کو ساتھ تخفیف کے کوفے کے اماموں نے قاریوں سے عاصم اور یحییٰ اور اعمش اور حمزہ اور کسائی نے اور موافقت کی ہے ان کی حجاز والوں میں سے ابو جعفر ابن قعقاع نے اور یہی ہے قرأت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ کی اور ظاہر سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ عروہ اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے موافق تھا پہلے اس سے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھے پھر معلوم نہیں کہ اس کے بعد اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کی طرف رجوع کیا یا نہیں اور ابن ابی حاتم نے قاسم سے روایت کی ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ کذبوا تشدید کے ساتھ ہے یعنی ان کے تابعداروں نے ان کو جھٹلایا اور پہلے گزر چکا ہے سورہ بقرہ کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ اس نے کہا کہ آیت ﴿حتى اذا استنيس الرسل وظنوا انه قد كذبوا﴾ میں کذبوا تخفیف کے ساتھ ہے پھر کہا راوی نے ذهب بها هنالك یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس آیت کے معنی اور سورہ بقرہ کی آیت کے معنی ایک ہیں اور وہ آیت یہ ہے ﴿حتى يقول الرسول والذين آمنوا معه متي نصر الله الا ان نصر الله قريب﴾ یعنی اس آیت میں استفہام واسطے استبعاد اور استعطاء کے ہے پس معنی دونوں آیتوں کے دور جاننا مدد کا ہے اور دیر گمان کرنا اس کا اور اسماعیلی نے اپنی روایت میں اتنا زیادہ کیا ہے نہ قال ابن عباس كانوا بشرا ضعفوا وايسوا وظنوا انه قد كذبوا اور اس کا ظاہر یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول یہ تھا کہ قول اللہ کا متی نصر اللہ رسول کا قول ہے اور یہی مذہب ہے ایک گروہ کا پھر علماء کو اختلاف ہے سولہض کہتے ہیں کہ تمام مقول تمام کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جملہ پہلا مقول جمیع کا ہے اور اخیر اللہ کی کلام سے ہے اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ جملہ پہلا یعنی متی نصر اللہ ان لوگوں کا مقول ہے جو ان کے ساتھ ایمان لائے تھے اور اخیر جملہ یعنی الا ان نصر اللہ قريب رسول کا قول ہے اور مقدم کیا گیا رسول ذکر میں واسطے شریف ہونے اس کے کی اور یہ اولیٰ ہے اور پہلی وجہ کی بنا پر پس نہیں ہے قول رسول کا متی نصر اللہ شک بلکہ واسطے دیر گمان کرنے نصرت کے اور طلب کرنے اس کے کی اور وہ مثل قول حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہے دن بدر کے کہ الہی! پورا کر جو تو نے وعدہ کیا۔ کہا خطابی نے نہیں شک ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نہیں جائز رکھتے تھے رسولوں پر اس بات کو کہ وہ وحی کو جھوٹا جانیں اور نہیں شک کیا

جانتا مگر کے سچے ہونے میں پس محمول ہوگی کلام اس کی اس پر کہ مراد اس کی یہ ہے کہ وہ واسطے درواز ہونے بلا کے اوپر ان کے اور دیر ہونے کے مدد میں اور سختی وعدہ وفا چاہنے اس شخص کے جس سے انہوں نے اس کا وعدہ کیا تھا وہم کیا انہوں نے کہ جو چیز ان کو از قسم وحی آئی تھی وہ ان کے اپنے نفس کا خیال تھا اور گمان کیا انہوں نے اپنے نفس پر غلطی کرنے کا بیج سیکھنے اس چیز کے کہ وارد ہوئی اوپر ان کے اس سے اور مراد ساتھ کذب کے غلط ہے نہ حقیقت کذب کی۔ میں کہتا ہوں اور تائید کرتی ہے قرأت مجاہد کی کذبوا ساتھ زبر اول کے مع تخفیف کے یعنی انہوں نے غلطی کی اور ظنوا کا فاعل رسل ہوگا اور احتمال ہے کہ اس کا فاعل ان کے تابعدار ہوں اور روایت کی ہے طبری نے ساتھ کئی سندوں کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت میں کہ نا امید ہوئے رسول اپنی قوم کے ایمان سے اور گمان کیا ان کی قوم نے کہ پیغمبروں نے جھوٹ کہا اور کہا زختری نے کہ مراد ساتھ ظن کے خیال دل اور دوسوہ نفس کا ہے میں کہتا ہوں کہ نہیں گمان کیا جاتا ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ وہ جائز رکھیں رسول پر کہ رسول کے دل میں یہ خیال گزرے کہ اللہ اپنے وعدہ کو خلاف کرے گا بلکہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ گمان کیا جاتا ہے یہ ہے کہ مراد اس کے ساتھ قول اپنے کے کانوں اہشوا الخ وہ شخص ہے جو ایمان لایا رسولوں کے تابعداروں سے نہ خود رسول اور یہ جو اس سے روایت کرنے والے راوی نے کہا ذہب بہ ہناک یعنی طرف آسمان کی معنی اس کے یہ ہیں کہ پیغمبروں کے تابعداروں نے گمان کیا کہ جو وعدہ کیا تھا ان سے رسولوں نے فرشتے کی زبان پر وہ خلاف ہوا اور نہیں ہے کوئی مانع یہ کہ واقع ہو یہ خیال بعض تابعداروں کے دل میں اور عجب ہے ابن انباری سے بیج جزم کرنے اس کے کی ساتھ اس کے کہ یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی صحیح نہیں پھر زختری سے بیج توقف کرنے اس کے کی صحت اس کی سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس واسطے کہ یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح ہو چکی ہے لیکن نہیں آئی ہے اس سے تصریح ساتھ اس کے کہ پیغمبروں نے گمان کیا تھا اور نہیں لازم آتا قرأت تخفیف کے سے بلکہ ضمیر ظنوا میں مرسل الیہم کی طرف عائد ہے اور کذبوا میں پیغمبروں کی طرف عائد ہے یعنی جن لوگوں کی طرف پیغمبر بھیجے گئے تھے انہوں نے گمان کیا کہ اللہ نے پیغمبروں سے جھوٹ کہا تھا یا سب ضمیریں واسطے پیغمبروں کے ہیں اور معنی یہ ہے کہ نا امید ہوئے رسول مدد سے اور ان کو وہم ہوا کہ ان کے نفس نے ان سے جھوٹ کہا تھا جب کہ بات کی تھی انہوں نے ان سے ساتھ قریب ہونے مدد کے یا سب ضمیریں واسطے مرسل الیہم کے ہیں یعنی نا امید ہوئے رسول ایمان ان لوگوں کے سے جن کی طرف بھیجے گئے اور مرسل الیہم نے گمان کیا کہ جھوٹ کہا تھا ان سے رسولوں نے بیج تمام اس چیز کے کہ دعویٰ کیا اس کا پیغمبری سے اور وعدے نصرت کے سے واسطے اس شخص کے جو ان کی فرمانبرداری کرے اور وعدے عذاب کے سے واسطے اس شخص کے جو ان کی فرمانبرداری نہ کرے اور جب یہ سب محتمل ہے تو واجب ہے برأت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس بات کے جائز رکھنے سے رسولوں پر اور محمول کیا جائے گا انکار عائشہ رضی اللہ عنہا کا اوپر ظاہر سیاق ان کی کے منقول عنہ کے مطلق

ہونے سے اور البتہ طبری نے روایت کی ہے کہ کسی نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے معنی پوچھے تو اس نے کہا کہ نا امید ہوئے پیغمبر اپنی قوم سے یہ کہ ان کو سچا جانیں اور مرسل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گمان کیا کہ رسولوں نے ان سے جھوٹ کہا تھا پس یہ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اکابر اصحاب سے اس کی کلام کو خوب پہچاننے والا ہے اس نے آیت کو اخیر احتمال پر محمول کیا ہے۔ (فتح)

عروہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ شاید کلمہ کذبوا کا تخفیف دال کے ساتھ ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ کی پناہ مانند اس کی یعنی مانند حدیث مذکور کی۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ فَقُلْتُ لَعَلَّهَا كَذِبُوا مُخَفَّفَةً قَالَتْ مَعَاذَ اللَّهِ نَحْوَهُ.

فائدہ: اور ظنوا میں ظن ساتھ معنی یقین کے ہے اور نقل کیا ہے اس کو نقطہ یہ نے اس جگہ اکثر اہل لغت سے اور کہا کہ یہ مثل قول اس کے کی ہے دوسری آیت میں ﴿و ظنوا ان لا ملجأ من الله الا اليه﴾ اور طبری نے اس سے انکار کیا ہے اور کہا کہ نہیں استعمال کرتے عرب ظن کو علم کی جگہ میں مگر اس چیز میں کہ ہو طریق اس کا بغیر مشاہدہ کے اور اسی طرح جو طریق مشاہدہ کا ہو تو نہیں۔ پس تحقیق نہیں کہا جاتا اظنی حیا بمعنی اعلمنی حیا یعنی میں اپنے آپ کو زندہ جانتا ہوں۔ (فتح)

### سورہ رعد کی تفسیر کا بیان

### سُورَةُ الرَّعْدِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «كَبَّاسُ كَفَّيْهِ» مَثَلُ الْمُشْرِكِ الَّذِي عَبْدَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ غَيْرَهُ كَمَثَلِ الْعَطْشَانِ الَّذِي يَنْظُرُ إِلَى ظِلِّ خَيْالِهِ فِي الْمَاءِ مِنْ بَعِيدٍ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَتَنَاوَلَهُ وَلَا يَقْدِرُ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿كَبَّاسُ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ﴾ یعنی جو لوگ پکارتے ہیں اللہ کے سوا نہیں قبول کرتے ان کی دعا کو کسی وجہ سے مگر جیسے کوئی پھیلا رہا ہے دونوں ہاتھ پانی کی طرف کہ آپہنچے اس کے منہ تک ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مثل مشرک کی جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو پوجے مثل پیاسے کی ہے جو نظر کرے اپنے خیال کی طرف پانی میں دور سے اور وہ چاہتا ہے کہ پانی کو لے لے اور نہیں لے سکتا۔

فائدہ: اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جیسے پیاسا اپنا ہاتھ کنوئیں کی طرف پھیلائے تاکہ پانی اس کی طرف بلند ہو اور نہیں وہ بلند ہونے والا اس کی طرف اور قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو اللہ کے سوا اور معبود کو پکارے نہیں قبول کرتا وہ اس کی دعا کو کسی وجہ سے کبھی نفع یا ضرر سے یہاں تک کہ آئے اس کو موت مثل اس کی مثل اس شخص کی ہے جو اپنے دونوں ہاتھوں کو پانی کی طرف پھیلائے تاکہ اس کے منہ تک آپہنچے اور یہ پانی اس کے منہ کی طرف نہیں پہنچتا

پس وہ مرتا ہے پیاس کی حالت میں۔ (فتح)  
وَقَالَ غَيْرُهُ «سَحَرٌ» ذَلَّلَ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا کہ سحر کے معنی ہیں فرمانبردار کیا ان کو یعنی اس آیت میں «سحر الشمس والفسر» یعنی فرمانبردار کیا سورج اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے ایک مدت معین تک۔

اور متجاورات کے معنی ہیں آپس میں قریب یعنی ملے ہوئے المثالات جمع کا لفظ ہے اس کا واحد مثلہ ہے اور اس کے معنی ہیں اشباہ اور مثلیں یعنی اس آیت میں «وقد خلعت من قبلهم المثالات» یعنی ہو چکی ہیں ان سے پہلے کہاوتیں اور کہا مگر مثل دنوں ان لوگوں کی جو پہلے گزرے یعنی ان دونوں آیتوں کے ایک معنی ہیں۔  
یعنی آیت «وکل شی عنده بمقدار» میں بمقدار کے معنی ہیں ساتھ اندازے معین کے کہ نہ اس سے بڑھتا ہے اور نہ اس سے گھٹتا ہے۔

«مُتَجَاوِرَاتٌ» مُتَدَانِيَاتٌ وَقَالَ غَيْرُهُ «الْمَثَلَاتُ» وَاحِدُهَا مَثَلَةٌ وَهِيَ الْأَشْبَاهُ وَالْأَمْثَالُ وَقَالَ «إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ خَلَوْا».

«بِمَقْدَارٍ» بِقَدَرٍ.

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ اللہ کے نزدیک تو احتمال ہے کہ مراد عندیت سے یہ ہو کہ خاص کیا ہے اللہ نے ہر نئی پیدا ہونے والی چیز کو ساتھ وقت معین کے اور حالت معین کے اپنی مشیت ازلی اور ارادے سرمدی سے اور حکمائے اسلام کے نزدیک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے چیزوں کو کلی طور پر اور امانت رکھا ہے ان میں قوی اور خواص کو اور حرکت دی ہے ان کو ساتھ اس طور کے کہ لازم آئے حرکتوں ان کی سے جو مقدر ہیں ساتھ اندازوں مخصوصہ کے احوال جزئی متعین اور مناسبات مخصوصہ مقدرہ اور داخل ہوتے ہیں اس آیت میں افعال بندوں کے اور احوال ان کے اور خیالات ان کے اور یہ بڑی دلیل ہے معتزلہ کے قول کے باطل ہونے پر۔ (ق)

یعنی آیت «لہ معقبات من بین یدیہ» میں معقبات سے مراد فرشتے ہیں نگہبانی کرنے والے ان میں دوسری جماعت پہلی کے پیچھے آتی ہے یعنی رات کے چوکیدار فرشتے دن کے چوکیدار فرشتوں کے پیچھے آتے ہیں اور دن کے چوکیدار رات کے چوکیداروں کے پیچھے آتے

يُقَالُ «مُعَقَّبَاتٌ» مَلَائِكَةُ حَفَظَةٍ تَعَقِبُ الْأُولَى مِنْهَا الْأُخْرَى وَ مِنْهُ قِيلَ الْعَقِيبُ أَيْ عَقِبْتُ فِي إِثْرِهِ.

ہیں یعنی ایک دوسرے کے آگے پیچھے آتے جاتے ہیں اور اسی جگہ سے ہے عقیب یعنی جو شخص کہ پیچھے سے آئے کہا جاتا ہے کہ میں اس کے پیچھے آیا۔

**فائدہ:** اور طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اس آیت کی تفسیر میں ﴿لہ معقبات، من بین یدہ ومن خلفہ یحفظونہ من امر اللہ﴾ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ وہ فرشتے ہیں جو نگاہ رکھتے ہیں اس کو اس کے آگے سے اور پیچھے سے اور جب اس کی تقدیر آتی ہے تو اس کو چھوڑ دیتے ہیں اللہ کے حکم سے اور ابراہیم خنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کو جنوں سے بچاتے ہیں اور کعب احبار سے روایت ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ فرشتوں کو موقوف نہ ہے چھوڑتا جو تم سے ایذا کو ہٹا دے تمہارے کھانے میں اور پینے میں اور سڑوں میں تو جن تم کو اچک لیتے اور روایت کی ہے طبری نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے حضرت ﷺ سے چوکیدار فرشتوں کی تعداد پوچھی جو آدمی کے ساتھ موقوف ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر آدمی کے ساتھ دس فرشتے ہیں رات میں اور دس دن میں ایک اس کے دائیں ہے اور ایک بائیں اور دو اس کے آگے پیچھے ہیں اور دو اس کے دونوں پہلو پر ہیں اور ایک اس کی پیشانی کو پکڑے ہے سو اگر تواضع کرے تو اس کو بلند کرتا ہے اور اگر تکبر کرے تو اس کو پست کرتا ہے اور دو اس کے دونوں لب پر ہیں نہیں نگاہ رکھتے اس پر مگر جو حضرت ﷺ پر درود پڑھے اور دسواں اس کو سانپ سے بچاتا ہے یہ کہ اس کے منہ داخل ہو یعنی جب کہ وہ سو جاتا ہے اور اس کی تاویل میں ایک اور قول بھی آیا ہے سو ابن جریر رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اللہ کے اس قول میں لہ معقبات کہا یہ بادشاہ ہے دنیا کے بادشاہوں سے کہ اس کے واسطے چوکیدار ہیں اور ان کے پیچھے اور چوکیدار ہیں یعنی اس کے واسطے چوکیداروں کی کئی جماعتیں ہیں آگے پیچھے۔

**(الْمَحَالُ الْعُقُوبَةُ)** یعنی آیت ﴿وہو شدید المحال﴾ میں محال کے معنی ہیں عذاب یعنی اللہ کی مارتخت ہے۔

**فائدہ:** اور مجاہد سے روایت ہے کہ اس کے معنی ہیں سخت قوت والا اور نیز مجاہد سے روایت ہے کہ اس کے معنی ہیں سخت بدلہ لینے والا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی مکر ہیں اور بعض کہتے ہیں حیلہ۔ (فتح)

یعنی معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ جو اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دے تاکہ پانی کو پکڑے یہاں تک کہ اس کو اپنے منہ میں جگہ دے تو یہ اس کے واسطے تمام نہیں ہوتا اور نہیں جمع کرتے اس کو سر انگلیوں اس کے کی یعنی اس واسطے کہ جو پانی کی طرف ہاتھ پھیلا دے اس کے ہاتھ میں پانی

**(كَبَّاسِطُ كَفِّهِ إِلَى الْمَاءِ) لِيَقْبِضَ عَلَى الْمَاءِ.**



﴿رَايَا﴾ مِنْ رَبِّا يَرُبُوْ.

نہیں آتا جب تک کہ پانی کو خود ہاتھ سے نہ اٹھائے۔  
اور آیت ﴿فاحتمل السيل زبدا راييا﴾ میں راييا ربا  
یروبو سے ہے یعنی پھولا ہوا یعنی پس اوپر لایا پانی جاری  
جھاگ پھولا ہوا۔

﴿اَوْ مَنَاعَ رَبِّدٍ مِّثْلُهُ﴾ اَلْمَنَاعُ مَا  
تَمَتَّعَتْ بِهِ.

یعنی اس آیت میں مناع کے معنی ہیں وہ چیز کہ فائدے  
پائے تو اس کے ساتھ۔

﴿جُفَاءً﴾ يَقَالُ أَجْفَاتُ الْقِدْرُ إِذَا غَلَّتْ  
فَعَلَاهَا الرِّبْدُ ثُمَّ تَسْكُنُ فَيَذْهَبُ الرِّبْدُ  
بِلَا مَنَفْعَةٍ فَكَذَلِكَ يُمَيِّزُ الْحَقُّ مِنَ  
الْبَاطِلِ.

یعنی آیت ﴿فاما الزبد فيذهب جفاء﴾ میں جفاء کے  
معنی ہیں سوکھ کر کھا جاتا ہے اجفأت القدور جب کہ  
جوش مارے ہانڈی سو اس کے اوپر جھاگ آئے پھر اس کا  
جوش مدہم ہوا اور سوکھ جائے جھاگ بغیر منفعت کے پس  
اسی طرح جدا ہوا ہے حق باطل سے۔

﴿الْمِهَادُ﴾ الْفِرَاشُ.

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿وما وههم جهنم وبئس المهاد﴾ یعنی اور ٹھکانہ ان کا دوزخ ہے اور  
بری جگہ ہے۔

﴿يَذَرُوْنَ﴾ يَذْفَعُوْنَ ذَرَاتُهُ عَنِّيْ دَفْعَةً.

یعنی یدروون کے معنی ہیں دور کرتے ہیں۔  
فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿ويدروون بالحسنة السيئة﴾ یعنی برائی کے مقابل بھلائی کرتے ہیں۔  
﴿سَلَامٌ عَلَيْكُمْ﴾ اَيُّ يَقُولُوْنَ سَلَامٌ  
عَلَيْكُمْ.

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿والملائكة يدخلون عليهم من كل باب سلام عليكم بسا  
صبرتم﴾ یعنی اور فرشتے اندر آتے ہیں ان کے پاس ہر دروازے سے کہتے ہیں سلامتی تم پر بسبب صبر کرنے  
تمہارے کے یعنی یقولون اس میں محذوف ہے واسطے دلالت کلام کے اور اولیٰ یہ ہے کہ محذوف حال ہے فاعل  
يدخلون سے اور قول اس کا بما صبرتم متعلق ہے ساتھ اس چیز کے کہ متعلق ہے ساتھ اس کے علیکم اور ما مصدر یہ یعنی بہ  
سبب صبر تمہارے کے۔ (فتح)

﴿وَالِيهِ مَتَابٌ﴾ تَوْبَتِيْ.

یعنی الیہ متاب کے معنی ہیں کہ اس کی طرف ہے میری  
توبہ یعنی میرا رجوع کرنا۔

یعنی اقلہم یئس کے معنی ہیں نہیں ظاہر ہوا۔

اَقْلَمُ یَئْسُ اَقْلَمُ یَتَبَيَّنُ.

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس آیت کے ﴿اقلہم یئس الذین آمنوا ان لو یشاء اللہ لہدی الناس جمیعاً﴾ یعنی کیا نہیں جانا ایمان والوں نے کہ اگر اللہ چاہے تو سب لوگوں کو ہدایت کرے۔

یعنی قارعة کے معنی ہیں آفت ہلاک کرنے والی۔

﴿قَارَعَةٌ ذَٰهِيَةٌ﴾

یعنی املیت کے معنی ہیں دراز کی میں نے مہلت ماخوذ ہے ملی اور ملاوت سے یعنی دراز زمانہ اور اسی جگہ سے ہے ملیا کہ جبریل کی حدیث میں واقع ہے فلیث ملیا یعنی میں بہت دیر ٹھہرا اور کہا جاتا ہے واسطے فراخ اور دراز زمین کے ملا من الارض یعنی بہت دراز زمین۔

﴿فَأَمَلَيْتُ﴾ أَطَلْتُ مِنَ الْمَلِيٍّ وَالْمِلَاوَةِ وَمِنْهُ ﴿مَلِيًّا﴾ وَيُقَالُ لِلْوَاسِعِ الطَّوِيلِ مِنَ الْأَرْضِ مَلًّا مِنَ الْأَرْضِ.

یعنی آیت ﴿ولعذاب الآخرة أشق﴾ میں اشق اسم تفصیل ہے مشقت سے۔

﴿أَشَقُّ﴾ أَشَدُّ مِنَ الْمَشَقَّةِ.

یعنی آیت ﴿لا معقب لحکمہ﴾ میں معقب کے معنی ہیں کہ نہیں کوئی بدلنے والا اس کے حکم کو اور نہیں کوئی رد کرنے والا اس کو۔

﴿مُعَقَّبٌ﴾ مُغَيَّرٌ.

یعنی اور کہا مجاہد نے سچ تفسیر آیت ﴿وفی الارض قطع متجاورات﴾ کے متجاورات کے معنی ہیں عمدہ زمین اور شور زمین یعنی اور زمین میں قطعات ہیں مختلف بعض زمین عمدہ ہے اور بعض شور۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مُتَجَاوِرَاتٌ﴾ طَيِّبُهَا وَخَبِيثُهَا السَّبَاخُ.

یعنی آیت ﴿وجنات من اعناب وزرع ونخيل صنوان وغير صنوان يسقي بماء واحد﴾ میں صنوان کے معنی ہیں کہ ایک جڑ پر دو یا زیادہ کھجوریں ہوں یعنی جڑ ایک ہو اور اوپر سے کئی شاخیں ہوں اور غیر صنوان وہ ہے کہ ایک جڑ پر ایک شاخ ہو پلائی جاتی ہیں ایک پانی سے مانند نیک آدمی اور بد آدمی کے کہ ان کا باپ ایک ہے یعنی آدم علیہ السلام۔

﴿صِنَوَانٌ﴾ التَّخْلَتَانِ أَوْ أَكْثَرُ فِي أَصْلِ وَاحِدٍ ﴿وَعَبْرُ صِنَوَانٍ﴾ وَحَدَّثَهَا ﴿بِمَاءٍ وَاحِدٍ﴾ كَصَالِحِ بَنِي آدَمَ وَخَبِيثِهِمْ أَبَوْهُمْ وَاحِدٌ.

السَّحَابُ الثِّقَالُ الَّذِي فِيهِ الْمَاءُ.

یعنی آیت ﴿وَيَنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالُ﴾ میں سحاب ثقل سے مراد وہ بدلیاں ہیں جن میں پانی ہو۔

یعنی کباسط کفّیہ سے مراد یہ ہے کہ وہ پانی کو اپنی زبان سے بلاتا ہے اور اپنے ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کرتا ہے سو وہ اس کے پاس بھی نہیں آتا۔

یعنی ہے وادی اپنے اپنے اندازے سے یعنی خالی وادی کے اندر کو بھرتے ہیں یعنی وادی پانی سے پر ہو کر بہتی ہے اور زبدا راہیا میں زبد سے مراد سیل ہے اور زبد مثله سے مراد میل لوہے اور زیور کا ہے۔

﴿كَبَاسِطٌ كَفِّهِ إِلَى الْمَاءِ يَدْعُو الْمَاءَ بِلِسَانِهِ وَيُشِيرُ إِلَيْهِ بِيَدِهِ فَلَا يَأْتِيهِ أَبَدًا.

﴿فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا﴾ تَمَلًّا بَطْنُ كُلِّ وَادٍ.

﴿زَبَدًا رَآيَا﴾ الزَّبَدُ زَبَدُ السَّيْلِ ﴿زَبَدٌ مِثْلُهُ﴾ خَبَثُ الْحَدِيدِ وَالْحَلِيَةِ.

فائدہ: اور وجہ مماثلت کی سچ قول اللہ تعالیٰ کے زبد مثله یہ ہے کہ ہر ایک دونوں جھاگ سے پیدا ہوتا ہے سیل سے اور روایت ہے قتادہ سے سچ قول اللہ تعالیٰ کے بقدرھا کہا کہ چھوٹا اپنے قدر سے اور بڑا اپنے قدر سے اور سچ قول اس کے راہیا یعنی اوپر آنے والی اور سچ قول اس کے ابتغاء حلیۃ یعنی زیور سونے اور چاندی کے اور سچ قول اس کے اومتاع یعنی متاع لوہے اور پیتل کے جس کے ساتھ فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور جفا وہ ہے جو متعلق ہو ساتھ درخت کے اور یہ تین مثالیں ہیں بیان کیا ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے ایک مثل میں اللہ کہتا ہے کہ جیسے یہ جھاگ مٹ کر بیکار ہو جاتی ہے کسی کام میں نہیں آتی اسی طرح مٹ جاتا باطل اپنے اہل سے اور جیسے کہ ٹھہرتا ہے یہ پانی زمین میں پس ابھرتی ہے زمین ساتھ اس کے اپنا سبزہ نکالتی ہے اسی طرح باقی رہتا ہے حق واسطے اہل اپنے کے اور نظیر اس کی باقی رہنا خالص سونے کا ہے جب کہ داخل ہو آگ میں اور دور ہو میل اس کا اور باقی رہے خالص اس کا اسی طرح باقی ہے حق واسطے اہل اپنے کے اور دور ہوتا ہے باطل۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثَىٰ وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ﴾ ﴿غِيضٌ نَقِصٌ.

فائدہ: یہ لفظ سورہ ہود میں ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا ہے اس کو اس جگہ واسطے تفسیر قول اللہ کے تغيض الارحام اس واسطے کہ جب عورت کو حمل کی حالت میں حیض آئے تو بچے میں نقصان ہوتا ہے پس اگر نو مہینے سے زیادہ میں جنے تو بچے کا نقصان پورا ہو جاتا ہے اور حسن سے روایت ہے کہ غيض وہ ہے جو نو مہینے سے کم ہو اور زیادتی وہ ہے جو اس پر زیادہ ہو یعنی بچہ جننے میں۔ (فتح)

۳۳۲۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ غیب کی چابیاں پانچ ہیں ان کو کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا جو سکڑتے ہیں پیٹ سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا کہ مینہ کب آئے گا سوائے اللہ کے اور کوئی جی نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی سوائے اللہ کے۔

۴۲۲۸۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللَّهُ لَا يَعْلَمُ مَا فِي غَيْدٍ إِلَّا اللَّهُ وَلَا يَعْلَمُ مَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ إِلَّا اللَّهُ وَلَا يَعْلَمُ مَتَى يَأْتِي الْمَطَرُ أَحَدٌ إِلَّا اللَّهُ وَلَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ وَلَا يَعْلَمُ مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا اللَّهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورہ لقمان کی تفسیر میں آئے گی۔

### سورہ ابراہیم کی تفسیر کا بیان

### سُورَةُ اِبْرَاهِيمَ

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ہادی کے معنی ہیں بلانے والا

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿هَادٍ﴾ دَاعٍ.

فائدہ: یہ کلمہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے سورہ رعد میں اس آیت میں ﴿انما انت منذر ولكل قوم هاد﴾ اور اختلاف کیا ہے اہل تاویل نے اس کی تفسیر میں ان کے اتفاق کے بعد کہ مراد ساتھ منذر کے محمد ﷺ ہیں سورہ روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سچ تفسیر اس آیت کے ﴿ولكل قوم هاد﴾ یعنی بلانے والا اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہادی اللہ ہے اور یہ پہلے معنی کے موافق ہیں گویا اس نے لحاظ کیا ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿والله يدعو الى دار السلام ويهدى من يشاء الى صراط مستقيم﴾ اور ابو العالیہ سے روایت ہے کہ ہادی کھینچنے والا ہے اور نیز مجاہد اور قتادہ سے روایت ہے کہ ہادی پیغمبر ہے اور یہ پہلے معنی سے خاص تر ہے اور ان اقوال کی بنا پر قوم عموم پر محمول ہے اور نیز مجاہد سے روایت ہے کہ ہادی سے مراد محمد ﷺ ہیں اور یہ سب معنوں سے خاص تر ہے اور مراد ساتھ قوم کے آیت میں اس معنی کی بنا پر خصوص ہے یعنی یہ امت اور غریب ہے جو روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب یہ آیت اتری ﴿ولكل قوم هاد﴾ تو حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھا اور فرمایا کہ میں منذر ہوں اور علی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ تو ہادی ہے تیرے سبب سے راہ پائیں گے راہ پانے والے میرے بعد سو اگر یہ حدیث ثابت ہو تو مراد ساتھ قوم کے اخص تر ہے پہلے معنی سے یعنی بنی ہاشم اور ابن ابی حاتم نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مراد ساتھ ہادی کے ایک مرد ہے بنی ہاشم سے اس کے بعض راویوں نے کہا کہ وہ علی رضی اللہ عنہ ہیں اور شاید راوی نے اس کو پہلی حدیث سے لیا ہے اور دونوں میں سے ہر ایک کی سند میں شیعہ

راوی ہے اور اگر ثابت ہوتی تو اس کے راوی باہم مخالف نہ ہوتے۔ (فتح)

یعنی اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر آیت ﴿وَيَسْقِيْ مِنْ مَّاءٍ وَاقَالَ مُجَاهِدٌ صَدِيْدٌ قَبِيْحٌ وَدَمٌ﴾

صدید کے کہ صدید کے معنی ہیں پیپ اور لہو یعنی پلایا جائے گا اس کو پیپ اور لہو۔

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ ﴿اُذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ﴾ اَيَادِي اللّٰهِ عِنْدَكُمْ وَاَيَّامَهُ۔  
یعنی اور کہا ابن عیینہ نے کہ اس آیت میں نعمت اللہ سے مرد اللہ کی نعمتیں اور اس کے دن ہیں۔

فائدہ: یعنی جن دنوں میں اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی قوم سے نجات دی، مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿واذقال موسى لقومه اذكروا نعمة الله عليكم اذ انجاكم من آل فرعون﴾ یعنی جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہ یاد کرو اللہ کی نعمت اپنے اوپر جب کہ نجات دی تم کو فرعون کی قوم سے اور ابن ابی حاتم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرف وحی بھیجی کہ یاد دلا ان کو اللہ کے دن۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ﴾  
یعنی اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر آیت ﴿واتاكم من كل ما سألتموه﴾ کے یعنی دیا تم کو ہر چیز سے جو تم نے مانگی

یعنی جس چیز سے تم کو رغبت ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا الیہ فیہ تو مقصود یہ ہے کہ رغبت کا صلہ الی اور فی دونوں آتے ہیں اور غرض اس تفسیر سے یہ ہے کہ اس آیت میں سوال ساتھ معنی رغبت کے ہے یعنی دی ہے تم کو وہ چیز جس سے تم کو رغبت ہے جو تم مانگتے ہو اور جو نہیں مانگتے اور کہا ضحاک نے کہ کلمہ ما کا واسطہ نفی کے ہے اور کل ساتھ تنوین کے ہے اور معنی یہ ہیں کہ دیا تم کو ہر نعمت سے جو تم نے نہیں مانگا اور کہا اس نے کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا کہ ہم کو وہ نعمتیں دیں جو ہم نے نہیں مانگیں اور جو ہمارے دل میں نہیں گزریں۔ (ت)

﴿يَبْغُونَهَا عِوَجًا﴾ يَلْتَمِسُونَ لَهَا عِوَجًا۔  
یعنی ڈھونڈتے ہیں اس کے واسطے کجی یعنی شبہات سے ثابت کرتے ہیں کہ کج ہے۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ بیغون ساتھ معنی یلتمسون کے ہے۔

﴿وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ﴾ أَعْلَمَكُمْ اذْنَكُمْ۔  
یعنی تاذن کے معنی اس آیت میں یہ ہیں کہ خبردار کیا یعنی

جب خبردار کیا تیرے رب نے اور آذنکم کے بھی یہی

معنی ہیں۔

فائدہ: تاذن تفعل ہے آذن سے ای علم اور یہ قول اکثر اہل لغت کا ہے کہ تاذن ایذان سے ہے اور وہ اعلام کرنا

ہے اور معنی تفعل کے یہ ہیں کہ عزم کیا عزم جازم اور اسی واسطے جواب دیا جاتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ جواب دیا جاتا ہے ساتھ اس کے قسم کا۔ (فتح)

یعنی قول اللہ کا ﴿رَدُّوْا اَیْدِیْہُمْ فِیْ اَفْوَاهِہُمْ﴾ مثل ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ باز رہے اس چیز سے کہ حکم ہوا ان کو اس کا حق سے اور نہ ایمان لائے ساتھ اس کے کہا جاتا ہے رد یدہ فی فمہ جب کہ باز رہے۔

فائدہ: اور تعاقب کیا گیا ہے ابو عبیدہ کی کلام کا پس کسی نے کہا کہ نہیں سنا گیا عرب سے رد یدہ فی فمہ جب کہ چھوڑے اس چیز کو جس کے کرنے کا ارادہ کرتا ہو اور عبد بن حمید نے عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ اپنی انگلیاں کاٹتے ہیں اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم نے اور تائید کرتی ہے اس معنی کو دوسری آیت ﴿وَ اِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَیْکُمْ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغِیْظِ﴾ یعنی جب اکیلے ہوتے ہیں تو غصے سے اپنی انگلیاں کاٹتے ہیں اور بعض کہتے ہیں معنی یہ ہیں کہ کافروں نے پیغمبروں کے ہاتھوں کو ان کے منہ میں پھیر دیا یعنی ان کی کلام کے قبول کرنے سے باز رہے یا مراد ساتھ ایدی کے نعمتیں ہیں یعنی انہوں نے اللہ کی نعمت کو پھیر دیا اور وہ ان کی نصیحتیں ہیں اور ان کے اس واسطے کہ جب انہوں نے ان کو جھٹلایا تو گویا کہ ان کو رد کر دیا جہاں سے آئیں۔ (فتح) اور یا یہ معنی ہیں کہ نہایت تعجب اور انکار سے انگلیاں دانتوں سے کاٹتے ہیں۔

یعنی آیت ﴿ذٰلِکَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ﴾ میں مقامی سے مراد وہ جگہ ہے جہاں اس کو اللہ اپنے سامنے حساب کے واسطے کھڑا کرے گا یعنی یہ وعدہ اس شخص کے واسطے ہے جو ڈرا کھڑے ہونے سے میرے سامنے۔

فائدہ: اور بعض کہتے ہیں کہ قیام میرا اس پر ساتھ حفظ کے۔

یعنی آیت ﴿مَنْ وَّرَاہُ جَہَنَّمَ﴾ میں ورائہ کے معنی ہیں آگے اس کے یعنی اس کے آگے دوزخ ہے۔

یعنی آیت ﴿اَنَا کُنَّا لَکُمْ تَبَعًا﴾ میں تبعاً جمع کا لفظ ہے اس کا واحد تابع ہے مثل غیب کی کہ اس کا واحد غائب ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ کہیں گے ضعیف اپنے رئیسوں سے جن کے تابع ہوئے تھے کہ ہم تمہارے تابع

﴿لَکُمْ تَبَعًا﴾ وَ اَحَدُہَا تَابِعٌ مِّثْلُ غَیْبٍ وَ غَائِبٍ۔

ہوئے تھے یعنی پیغمبروں کے جھٹلانے میں اور ان سے منہ پھیرنے میں۔

یعنی آیت ﴿مَا آتَا بِمَصْرٍ حَكْمًا﴾ کے معنی ہیں نہیں میں تمہاری فریاد پر پہنچنے والا کہا جاتا ہے استصرخنی یعنی اس نے مجھ سے فریاد رسی طلب کی اور یستصرخ مشتق ہے صراخ سے ساتھ معنی فریاد کرنے کے۔

﴿بِمَصْرٍ حَكْمًا﴾ اِسْتَصْرَخْنِي اِسْتَعَاثَنِي  
﴿يَسْتَصْرِخُهُ﴾ مِنَ الصُّرَاخِ

یعنی آیت ﴿يَوْمَ لَا يَبِيعُ وَلَا يَشْتَرِي﴾ میں واقع ہے اس کا مصدر ہے خاللتہ خاللا یعنی اس دن کہ نہیں دوستی کسی دوست کی اور جائز ہے کہ خلال جمع غلہ کی ہو۔

﴿وَلَا خَالَ﴾ مَصْدَرُ خَالَتَهُ خَالَا  
وَيَجُوزُ اَيْضًا جَمْعُ خُلَّةٍ وَخِلَالٍ

فائدہ: طبری نے قادمہ سے روایت کی ہے کہ اللہ جانتا ہے کہ دنیا میں سودے اور دوستیاں ہیں کہ ان کے سبب سے دنیا میں محبت رکھتے ہیں سو جو اللہ سے محبت رکھے تو چاہیے کہ اس پر ہمیشہ قائم رہے نہیں تو وہ اس سے بند ہو جائے گی اور یہ موافق ہے اس شخص کے جو آیت میں خلال کو جمع خلۃ کی ٹھہراتا ہے۔ (فتح)

یعنی آیت ﴿مِثْلُ كَلِمَةِ خَيْثَةَ كَشَجَرَةٍ خَيْثَةَ اجْتِثَتْ﴾ میں اُجْتِثَتْ  
من فوق الارض مالها من قرار میں اجتثت کے معنی ہیں اکھاڑ لیا گیا زمین کے اوپر سے۔

﴿اُجْتِثَتْ﴾ اِسْتَوْصِلَتْ

فائدہ: یعنی کانا گیا جسم اس کا کامل طور سے اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ بیان کی ہے اللہ نے مثال درخت ناپاک کی ساتھ مثل کافر کے کہتا ہے کہ اس کا عمل نہ قبول ہوتا ہے اور نہ اوپر چڑھتا ہے سو نہ زمین میں اس کی جڑ قائم ہے اور نہ آسمان میں اس کی شاخ ہے اور ضحاک کے طریق سے روایت ہے کہ کہا بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿مَالِهَا مِنْ قَرَارٍ﴾ یعنی نہ اس کی جڑ ہے اور نہ شاخ اور نہ پھل اور نہ منفعت اسی طرح کافر نہ نیک کام کرتا ہے اور نہ نیک بات کہتا ہے اور نہ اللہ اس میں برکت کرتا ہے اور نہ کوئی منفعت۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ  
وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تَوْتَى أَكْلَهَا كُلَّ  
حِينٍ﴾

باب ہے بیان میں اس آیت کے کیا تو نے نہیں دیکھا کیسی بیان کی اللہ نے ایک مثال ایک بات ستھری جیسے ایک درخت ستھرا اس کی جڑ مضبوط ہے اور ٹہنی آسمان میں لاتا ہے پھل اپنا ہر وقت اپنے رب کے حکم سے۔

۴۲۲۹ - حَدَّثَنِي عُيَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ

۴۲۲۹ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

کے پاس بیٹھے تھے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبر دو مجھ کو اس درخت سے جو مسلمان کی مثل ہے اس کے پتے نہیں جھڑتے اور نہیں اور نہیں اور نہیں (یعنی اس کی ہیں صفیں اور ذکر کیں راوی نے ان کو بیان نہیں کیا اور اکتفا کیا ساتھ ذکر کرنے کے لاکے تین بار) لانا ہے پھل اپنا ہر وقت، ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میرے دل میں گزرا کہ وہ کھجور کا درخت ہے اور میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ کلام نہیں کرتے سو میں نے برا جانا کہ کلام کروں یعنی میں شرم سے نہ کہہ سکا سو جب حاضرین نے کچھ نہ کہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے پھر جب ہم اٹھ کھڑے ہوئے تو میں نے اپنے باپ عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اے باپ! قسم ہے اللہ کی البتہ میرے دل میں آیا تھا کہ وہ کھجور کا درخت ہے تو اس نے کہا کہ کس چیز نے تجھ کو منع کیا تھا کلام کرنے سے؟ اس نے کہا کہ میں نے تم کو کلام کرتے نہ دیکھا سو میں نے برا جانا کہ کلام کروں یا کچھ چیز کہوں، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ تیرا کہنا اس بات کو محبوب تر تھا نزدیک میرے ایسے ایسے سے یعنی سرخ اونٹ سے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب العلم میں گزر چکی ہے اور گزر چکا ہے وہاں بیان واضح ساتھ اس کے کہ مراد شجرہ سے اس آیت میں کھجور کا درخت ہے اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ مراد ساتھ اس کے درخت جوز ہندی کا ہے جیسے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ جوز ہندی کا درخت ہے کہ پھل سے بیکار نہیں ہوتا ہر مہینہ پھل لاتا ہے اور معنی قول اس کے ﴿طیبة﴾ یعنی لذیذ ہے یا خوبصورت ہے یا نفع دینے والا ہے اور قول اس کا ﴿اصلها ثابت﴾ یعنی منقطع نہیں ہوتا اور قول اس کا ﴿وفرعها فی السماء﴾ یعنی وہ نہایت ہے کمال میں اس واسطے کہ جب بلند ہوا تو ہوگا دور زمین کی غفوتوں سے اور حاکم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ درخت پاک کھجور کا درخت ہے اور درخت ناپاک اندرائن کا پھل ہے۔ (فتح)

بابُ قَوْلِهِ «يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ»  
باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ مضبوط کرتا ہے اللہ ایمان والوں کو مضبوط بات سے دنیا کی زندگی میں۔



۴۳۳۰۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان سے جب قبر میں سوال ہوتا ہے تو وہ یہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں اور بیشک محمد ﷺ اللہ کا رسول ہے سو یہی مطلب ہے اللہ کے قول کا جو قرآن میں ہے کہ ثابت رکھتا ہے اللہ ایمان والوں کو مضبوط بات سے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

۴۳۳۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ إِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ فَذَلِكَ قَوْلُهُ «يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ».

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح جنازے کے باب میں گزر چکی ہے۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ تو نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جنہوں نے بدل ڈالا اللہ کی نعمت کو ناشکری سے الم تر ساتھ معنی الم تعلم کے ہے مانند قول اس کے کی الم تر کیف الم تر الی الذین خرجوا یعنی جیسے الم تر کیف میں الم تر ساتھ معنی الم تعلم کے ہے اسی طرح اس آیت میں بھی الم تر ساتھ معنی الم تعلم کے ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ «الْمُ تَرِ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللَّهِ كُفْرًا» أَلَمْ تَعْلَمْ كَقَوْلِهِ «الْمُ تَرِ كَيْفَ» «الْمُ تَرِ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا».

یعنی اور آیت ﴿واحلوا قومهم دار البوار﴾ میں بوار کے معنی ہلاک کے ہیں یعنی انہوں نے اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں اتارا اور ماضی اور مضارع اور مصدر اس اسم کے یہ ہیں بار یبور بورا اور قوموا بورا کے معنی ہیں ہلاک ہونے والے۔

الْبَوَارُ الْهَلَاكُ بَارَ يَبُورُ بَوْرًا «قَوْمًا بَوْرًا» هَالِكِينَ.

۴۳۳۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کیا نہیں دیکھا تو نے ان لوگوں کی طرف جنہوں نے بدل ڈالا اللہ کا احسان ناشکری سے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ وہ کفر کے کفار ہیں۔

۴۳۳۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو عَنْ عَطَاءٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ «الْمُ تَرِ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللَّهِ كُفْرًا» قَالَ هُمْ كَفَّارُ أَهْلِ مَكَّةَ.

**فائدہ:** اس حدیث کی پوری شرح جنگ بدر کے بیان میں گزر چکی ہے اور مراد یہ ہے کہ یہ آیت ان کے حق میں نازل ہوئی اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ اس نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس آیت کا مطلب پوچھا پس کہا کہ یہ لوگ کون ہیں؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ دو گروہ ہیں زیادہ فاجر یعنی مخزوم سے اور ابن امیہ سے میرے ماموں اور تیرے چچا سو میرے ماموں کو تو اللہ نے جنگ بدر کے دن جڑ سے اکھاڑا اور رہا تیرا چچا سو اس کو ایک وقت تک مہلت دی۔ میں کہتا ہوں کہ مراد بعض ان کے ہیں نہ سب بنی امیہ اور نہ ہی مخزوم اس واسطے کہ بنی مخزوم جنگ بدر کے دن جڑ سے نہیں اکھاڑے گئے تھے بلکہ مراد بعض ان کے ہیں مانند ابو جہل کے بنی مخزوم سے اور ابوسفیان کے بنی امیہ سے۔ (فتح الباری)

### سورہ حجر کی تفسیر کا بیان

### سُورَةُ الْحَجَرِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ «صِرَاطٌ عَلَىٰ مُسْتَقِيمٍ»  
یعنی اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر «صراط علی مستقیم»  
کے کہ حق پھرتا ہے اللہ کی طرف اور اس پر ہے اس کی راہ جو  
اس تک پہنچتی ہے یعنی حق کی راہ اللہ کی طرف پہنچتی ہے۔

**فائدہ:** بیضاوی نے اس کی تفسیر میں کہا صراط علی یعنی حق ہے مجھ پر کہ میں اس کی رعایت کروں اور انحراف سے منقول ہے کہ ساتھ معنی دلالت کے ہے طرف صراط مستقیم کی اور بعض کہتے ہیں کہ علی ساتھ معنی الی کے ہے اور کسائی سے منقول ہے کہ یہ قول تہدید اور وعید ہے جیسا کہتے ہیں اس شخص کو جس سے دشمنی ہو کہ تیری راہ مجھ پر ہے۔ (ت)  
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «لَعَمْرُكَ» لَعَيْشُكَ۔ اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ لعمرک کے معنی ہیں قسم ہے تیری زندگی کی۔

**فائدہ:** مراد اس آیت کی تفسیر ہے «لَعَمْرُكَ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ» یعنی قسم ہے تیری زندگی کی البتہ وہ اپنی مستی میں مدہوش ہیں۔

یعنی قوم منکرون کے معنی ہیں غیر معروف پایا ان کو  
«قَوْمٌ مُنْكَرُونَ» اَنْكَرَهُمْ لَوْطٌ۔  
لوط علیہ السلام نے۔

**فائدہ:** یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف «قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُنْكَرُونَ» یعنی کہا لوط علیہ السلام نے کہ تم لوگ غیر معروف ہو۔  
وَقَالَ غَيْرُهُ «كِتَابٌ مَّعْلُومٌ» اَجَلٌ۔  
یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا کہ کتاب سے مراد  
مدت ہے یعنی اس آیت میں «وَمَا اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا  
وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُومٌ» یعنی نہیں ہلاک کیا ہم نے کوئی  
گاؤں مگر کہ اس کے واسطے ایک مدت ہے معلوم یعنی

معین اور مقرر۔

یعنی ﴿لَوْ مَا تَاتَيْنَا﴾ کے معنی ہیں کیوں نہیں لے آتا ہمارے پاس فرشتے اگر تو سچا ہے؟۔

یعنی آیت ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي شَيْعِ الْأَوَّلِينَ﴾ میں شیع کے معنی امتیں ہیں یعنی البتہ بھیجے ہم نے پیغمبر تجھ سے پہلے اگلی امتوں میں اور مرد کے دوستوں کو بھی شیعہ کہا جاتا ہے۔

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ﴿بِهَرَعُونَ﴾ کے معنی ہیں جلدی کرتے دوڑتے۔

﴿لَوْ مَا تَاتَيْنَا﴾ هَلَا تَاتَيْنَا.

شَيْعٌ أُمَّةٌ وَالْأَوَّلِيَاءُ أَيُّضًا شَيْعٌ.

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿بِهَرَعُونَ﴾ مُسْرِعِينَ.

فائدہ: یہ کلمہ اس سورت میں نہیں بلکہ سورت ہود میں ہے۔

اور للمتوسمين کے معنی ہیں واسطے دیکھنے والوں کے۔

﴿لِلْمُتَوَسِّمِينَ﴾ لِلنَّاطِرِينَ.

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿ان في ذلك لآيات للمتوسمين﴾ یعنی البتہ اس قصے میں نشانیاں ہیں دیکھنے والوں کے لیے۔

کہا سکوت کے معنی ہیں ڈھاکی گئیں ہماری آنکھیں مثل مست کی۔

﴿سُكْرَتٌ﴾ غَشِيَتْ.

یعنی ٹھہرائے ہم نے آسمان میں برج منزلیں واسطے سورج اور چاند کے۔

﴿بُرُوجًا﴾ مَنَازِلَ لِلشَّمْسِ وَالْقَمَرِ.

یعنی آیت ﴿وَأَرْسَلْنَا الرِّيحَ لَوَاقِحَ﴾ میں لواقح ساتھ معنی لاقحہ جمع ہے ملقحہ کی۔

﴿لَوَاقِحَ﴾ مَلَاقِحَ مُلْقَحَةٍ.

فائدہ: کہتے ہیں کہ تفسیر لوائح کی ساتھ ملاقہ کے نادر ہے یعنی کم ہے لواقح جمع لاقحہ ساتھ معنی عورت حاملہ کے ہے اور اس ہوا کو کہ بادل پانی سے بھرا ہوا اس کے ساتھ ہے تشبیہ دی ہے ساتھ مادے باردار کے جیسے کہ مقابل اس کے کو کہ بیہ نہیں لاتی عقیق کہتے ہیں اور ملق وہ ہوا ہے کہ دوسری کو حاملہ کرے کہتے ہیں القح الفحل الناقۃ یعنی گا بھن کیا نے اونٹنی کو کذا قال العینی اور قسطلانی سے معلوم ہوتا ہے کہ لواقح جمع لاقحہ کی ہے کہ اصل میں ملاقہ تھا میم کو تخفیف کے واسطے حذف کر دیا پس یہ تفسیر باعتبار اصل لفظ کے ہے از قبیل اطلاق عصیر کے خرپر اور ہو سکتا ہے کہ

نادر ہونا اس کا ان معانی کو ہو کہ وہ عام نہیں نہ ان معنی سے کہ اس کی کوئی وجہ نہیں۔ (ت) 18719

﴿حَمَلًا﴾ جَمَاعَةُ حَمَاةٍ وَهُوَ الطَّيْنُ  
الْمُتَغَيَّرُ وَالْمَسْنُونُ الْمَصْبُوبُ.

یعنی آیت ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ  
حَمَلٍ مَسْنُونٍ﴾ میں جمیع ہے اس کا واحد حماۃ ہے اور  
وہ گارا ہے سیاہ اور مسنون کے معنی ہیں ڈالا گیا قالب  
میں تاکہ خشک ہو۔

فائدہ: گویا کہ ڈالا گارے سیاہ کو سوس میں آدم خالی پیٹ کی صورت بنایا پھر خشک ہوا یہاں تک کہ کھٹکنا یا پھر اس  
کے بعد اس کو کئی صورتوں پر بدلا یہاں تک کہ اس کو برابر کیا اور اس میں روح پھونکی۔ (ق)  
﴿تَوَجَّلْ﴾ تَخَفَّ.  
﴿دَابِرٌ﴾ اخِرَ.

یعنی دابر کے معنی ہیں آخر یعنی اس آیت میں ﴿ان دابر  
ہؤلاء مقطوع مصبحین﴾ اور معنی یہ ہیں کہ ان کے  
آخر کی جڑ کاٹی جاتی ہے صبح ہوتے ہی یعنی اس طور سے  
کہ کوئی ان میں سے باقی نہ رہے۔

یعنی امام ہر وہ ہے کہ تو اس کی پیروی کرے اور اس کے  
ساتھ راہ پائے۔

﴿لِيَأْمُرَ مُبِينٌ﴾ الْإِمَامُ كُلُّ مَا اكْتَمَمْتَ  
وَاهْتَدَيْتَ بِهِ.

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿لبامام مبین﴾ یعنی البتہ وہ امام ہیں ظاہر۔  
اور صبیحہ کے معنی ہیں ہلاک یعنی اس آیت میں  
﴿فَاخَذْتَهُمُ الصَّبِيحَةُ مُشْرِقِينَ﴾ یعنی پکڑا ان کو ہلاک  
نے سورج نکلنے۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور نگاہ رکھا ہم نے  
برجوں کو ہر شیاطن مردود سے مگر جو چوری سے سن گیا سو  
اس کے پیچھے پڑا انکارا چمکتا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِلَّا مَنْ اسْتَرْقَى السَّمْعَ  
فَاتَّبَعَهُ شَهَابٌ مُبِينٌ﴾.

۴۳۳۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ  
نے فرمایا کہ جب اللہ آسمان میں کوئی حکم کرتا ہے تو فرشتے  
اپنے پر مارتے ہیں اس حال میں کہ عاجزی کرنے والے ہیں  
واسطے حکم اللہ کے یعنی دہشت سے گھبرا جاتے ہیں کہ کہیں ایسا  
نہ ہو کہ قیامت کے قائم ہونے کا حکم ہو اور آواز مسوع مانند

۴۳۳۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا  
سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ أَبِي  
هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ إِذَا قَضَى اللَّهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ  
ضَرَبَتْ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ

آواز زنجیر کی ہے پتھر پر کہا علی نے اور سفیان کے غیر نے کہا صفوان یعنی ساتھ زبرف کے، اللہ وہ آواز سب فرشتوں کو سناتا ہے سو جب ان کے دل سے ڈر دور ہوتا ہے تو کہتے ہیں یعنی مقرب فرشتوں سے مانند جبریل اور میکائیل کی کہ تمہارے رب نے کیا کہا؟ اوپر والے کہتے ہیں حق کہا یعنی کہا قول حق اور وہ ہے سب سے اوپر بڑا سونستے ہیں اس کو چوری سننے والے اور چوری سننے والے اس طرح ہیں ایک پر ایک اور بیان کیا سفیان نے اس کو اپنے ہاتھ سے اور اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیاں کشادہ کیں بعض کو بعض پر کھڑا کیا سو اکثر اوقات انگارہ چوری سننے والے کو پاتا ہے پہلے اس سے کہ اس کو اپنے ساتھی کی طرف ڈالے سو اس کو جلا ڈالتا ہے اور کبھی اس کو نہیں پاتا یہاں تک کہ اس کو اپنے پاس والے کی طرف ڈالے یعنی اس کی طرف جو اس سے نیچے ہے یہاں تک کہ اس کو زمین کی طرف ڈالتے ہیں اور کبھی سفیان نے کہا یہاں تک کہ زمین کی طرف پہنچے سو وہ قول کا ہن کے منہ میں ڈالا جاتا ہے تو اس کے ساتھ سو جھوٹ ملاتا ہے سو لوگ اس کو سچا جانتے ہیں اور کہتے ہیں کیا اس نے فلاں فلاں دن خبر نہ دی تھی کہ ایسا ایسا ہوگا؟ سو ہم نے اس کو حق پایا واسطے اس کلمہ کے کہ آسمان سے سنا گیا یعنی بسبب سچ ہونے ایک بات کے جو آسمان سے سنی گئی اس کی سب جھوٹی باتوں کو سچ جانتے ہیں۔

كَالْتِلْسِلَةِ عَلَى صَفْوَانَ قَالَ عَلِيُّ وَقَالَ غَيْرُهُ صَفْوَانَ يَنْفَذُهُمْ ذَلِكَ فَإِذَا فَرَّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا لِلَّذِي قَالَ الْحَقُّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرَقُوا السَّمْعِ وَمُسْتَرَقُوا السَّمْعِ هَكَذَا وَاحِدٌ فَوْقَ آخَرَ وَوَصَفَ سُفْيَانُ بِيَدِهِ وَفَرَجَ بَيْنَ أَصَابِعِ يَدِهِ الِئْمْنَى نَصَبَهَا بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ فَرُبَّمَا أَدْرَكَ الشَّهَابُ الْمُسْتَمَعَ قَبْلَ أَنْ يَرْمِيَ بِهَا إِلَى صَاحِبِهِ فَيَحْرِقُهُ وَرُبَّمَا لَمْ يُدْرِكْهُ حَتَّى يَرْمِيَ بِهَا إِلَى الَّذِي يَلِيهِ إِلَى الَّذِي هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ حَتَّى يُلْقَوْهَا إِلَى الْأَرْضِ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى الْأَرْضِ فَتُلْقَى عَلَى فَمِ السَّاحِرِ فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةً كَذِبَةٍ فَيَصَدِّقُ فَيَقُولُونَ أَلَمْ يُخْبِرْنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا يَكُونُ كَذَا وَكَذَا فَوَجَدْنَاهُ حَقًّا لِلْكَلِمَةِ الَّتِي سَمِعْتَ مِنَ السَّمَاءِ.

فائدہ: یہ جو کہا یبلغ بہ النبی یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کو حضرت عائشہؓ تک پہنچاتے تھے تو اس کے بدلے سمعت نہیں کہا واسطے احتمال واسطے کہ یا تحمل کی کیفیت اس کو یاد نہ رہی ہو اور یہ جو فرشتوں نے کہا کہ اللہ نے حق کہا تو اس کا حاصل یہ ہے کہ مقرب فرشتوں نے تعبیر کیا ہے اللہ کے قول سے اور قضا اور تقدیر سے ساتھ حق کے اور حق منصوب ہے اس بنا پر کہ وہ صفت ہے مصدر محذوف کی یعنی القول الحق اور ہو سکتا ہے کہ مرفوع ہو یعنی قال المعجبون قوله الحق یعنی کہا جواب دینے والوں نے کہ اس کا قول حق ہے اسی طرح تقریر کی ہے زنجیری نے سورہ سبا کی اس آیت

میں ﴿ما انزل ربکم قالوا الحق﴾ ساتھ رفع کے اور اللہ کا یہ قول احتمال ہے کہ کلمہ کن کا ہو مقابل باطل کے اور جائز ہے کہ مراد وہ قول ہو کہ لوح محفوظ میں لکھا ہے یعنی اللہ نے وہ بات فرمائی کہ لوح محفوظ میں مقرر اور ثابت ہے اور یہ جو کہا کہ اس کو جلا ڈالتا ہے تو اس میں اختلاف ہے کہ کیا وہ اس جلنے سے مر جاتا ہے یا زخمی ہو جاتا ہے حسن بصری وغیرہ کا یہ قول ہے کہ مر جاتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول ہے کہ زخمی ہو جاتا ہے۔ (تیسر القاری)

یہ وہی پہلی حدیث ہے جو ابھی گزری اور سند بھی وہی ہے لیکن پہلی سند معنعن تھی اب اس سند سے یہ مقصود ہے کہ سماع سب راویوں کا ایک دوسرے سے ثابت ہے اور ترجمہ اس حدیث کا یہ ہے کہ حدیث بیان کی ہم سے علی بن عبد اللہ نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عمرو نے عکرمہ سے اس نے روایت کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ جب اللہ حکم کرتا ہے اور زیادہ کیا لفظ والکاھن کا کہا علی بن عبد اللہ نے اور حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے سوا اس نے کہا کہ کہا عمرو نے میں نے سنا عکرمہ سے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب اللہ حکم کرتا ہے اور کہا کہ کاہن کے منہ پر یعنی کبھی کاہن کا لفظ زیادہ نہیں کیا، علی بن عبد اللہ کہتا ہے میں نے سفیان سے کہا عمرو نے سنا میں نے عکرمہ سے اس نے کہا سنا میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور مرفوع کرتا تھا اس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تک کہ آپ ﷺ نے فزع پڑھا ہے یعنی ساتھ پیش ف کے اور تشدید اور زیر کے اور عین مہملہ کے کہا سفیان نے کہ اسی طرح پڑھا ہے عمرو نے سو میں نہیں جانتا کہ اسی طرح اس نے اس کو عکرمہ سے سنا ہے یا نہیں کہا سفیان نے اور یہی ہے قرأت ہماری۔

فائدہ: کہا سفیان نے یہی ہے قرأت ہماری کہ میں نے اپنے استاد عمرو سے سنی ہے لیکن مجھ کو تردد ہے سچ سماع عمرو کے عکرمہ سے ہو سکتا ہے کہ اس کو عکرمہ سے پہنچی ہو کہا کرمانی نے کس طرح جائز ہے قرأت جب کہ مسوع نہ ہو اور جواب یہ ہے کہ شاید مذہب اس کا جواز قرأت ہو بغیر سماع کے جب کہ معنی صحیح ہوں اور کہا اس نے کہ تائید کرتا ہے جو

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ إِذَا قَضَى اللَّهُ الْأَمْرَ وَزَادَ وَالْكَاهِنُ وَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ فَقَالَ قَالَ عَمْرُو سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ إِذَا قَضَى اللَّهُ الْأَمْرَ وَقَالَ عَلِيُّ فَمَ السَّاحِرِ قُلْتُ لِسُفْيَانَ أَنْتَ سَمِعْتَ عَمْرًا قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ لِسُفْيَانَ إِنَّ إِنْسَانًا رَوَى عَنْكَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَيَرْفَعُهُ أَنَّهُ قَرَأَ فَرِغَ قَالَ سُفْيَانُ هَكَذَا قَرَأَ عَمْرُو فَلَا أَدْرِي سَمِعَهُ هَكَذَا أَمْ لَا قَالَ سُفْيَانُ وَهِيَ قِرَأَتُنَا.

ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ایک مرد سے سنا کہ طعام الانیم پڑھتا تھا تو انہوں نے کہا کہ کہہ طعام الفاجر اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے کہ بدلنا ایک کلمہ کا دوسرے کلمہ سے جائز ہے جب کہ اس کے معنی ادا ہوں پوشیدہ نہ رہے کہ ظاہر اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرادف یعنی ہم معنی لفظ سے بدلنا درست ہے جیسا کہ لوگوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول سے سمجھا ہے کہ قرآن معنی کا نام ہے اور اگر کلمہ کو ہم معنی لفظ کے ساتھ بدلیں تو کچھ ڈر نہیں اور نماز فاسد نہیں ہوتی اور متن کی عبارت سے جواب عام تر معلوم ہوتا ہے کہ فاسد نہیں ہوتی خواہ کلمہ ہم معنی ہو یا نہ ہو۔ (ت)

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ البتہ حجر والوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔

۴۳۳۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب سے جو ملک حجر یعنی قوم ثمود کے ملک میں گزرے تھے فرمایا کہ نہ جاؤ ان لوگوں کے مکانوں میں مگر وہاں خوف سے روتے ہوئے جاؤ تو مضائقہ نہیں اور اگر تم کو رونا میسر نہ ہو تو ان کے پاس مت جاؤ کہیں تم پر عذاب نہ پڑے جیسا ان پر پڑا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسِلِينَ﴾.

۴۳۳۳۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَصْحَابِ الْحِجْرِ لَا تَدْخُلُوا عَلَى هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بِأَكْيَنَ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا بِأَكْيَنَ فَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِمْ أَنْ يُبْصِيَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَهُمْ.

فائدہ: یعنی تم بھی زمین میں دھنسائے جاؤ جیسے وہ دھنسائے گئے اور یہ نماز کے باب میں گزر چکی ہے۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ ہم نے دیں تجھ کو سات آیتیں اس چیز سے کہ نماز میں مکرر پڑھی جاتی ہیں اور قرآن بڑے درجے کا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ﴾.

۴۳۳۴۔ حضرت ابوسعید بن معلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ مجھ پر گزرے اور میں نماز پڑھتا تھا سو حضرت ﷺ نے مجھ کو بلایا تو میں آپ کے پاس نہ آیا یہاں تک کہ میں نے نماز پڑھی پھر میں حضرت ﷺ کے پاس آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کس چیز نے تجھ کو منع کیا تھا آنے

۴۳۳۴۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ غَاصِمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلَّى قَالَ مَرَّ بِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَصَلِّي فَدَعَانِي فَلَمْ

سے؟ میں نے کہا میں نماز پڑھتا تھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا اللہ نے نہیں فرمایا کہ اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور رسول کا جب کہ تم کو بلائے پھر فرمایا کہ کیا نہ سکھلاؤں میں تجھ کو ایک سورت جو قرآن کی سب سورتوں سے بزرگ اور افضل ہے پہلے اس سے کہ مسجد سے نکلے سو حضرت ﷺ مسجد سے نکلنے لگے سو میں نے آپ کو یاد دلایا فرمایا کہ ﴿الحمد لله رب العالمین﴾ ہے یعنی سورہ فاتحہ ہے اور اسی کا نام ہے سبع مثانی اور قرآن عظیم جو مجھ کو ملی۔

اِنَّهٗ حَتّٰی صَلَّی ثُمَّ اَتٰیْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَاْتِیْ فَقُلْتُ كُنْتُ اُصَلِّیْ فَقَالَ اَلَمْ یَقُلْ اللّٰهُ ﴿يَاٰیْهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ﴾ ثُمَّ قَالَ اِلَّا اَعْلَمَکَ اَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِی الْقُرْاٰنِ قَبْلَ اَنْ اُخْرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَذَهَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِیُخْرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَذَكَرْتُهُ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ هِیَ السَّعۃُ الْمَثَانِی وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ الَّذِیْ اُوْتِیْتُهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح اول تفسیر میں گزر چکی ہے۔

۴۳۳۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سورہ فاتحہ وہی ہے سبع مثانی اور قرآن عظیم۔

۴۳۳۵۔ حَدَّثَنَا اَدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِی ذَنْبٍ حَدَّثَنَا سَعِیْدُنَ الْمُقْبِرِیُّ عَنْ اَبِی ہُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُمُّ الْقُرْاٰنِ هِیَ السَّعۃُ الْمَثَانِی وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ.

فائدہ: اور ترمذی کی روایت میں اس وجہ سے ہے کہ الحمد للہ ام القرآن اور ام الکتاب اور سبع مثانی ہے اور البتہ گزر چکی ہے یہ حدیث فاتحہ کی تفسیر میں تمام تر اس سے اور طبری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس رکعت میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے راوی کہتا ہے سو میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر فاتحہ کے سوا مجھ کو اور کچھ یاد نہ ہو تو کیا کروں؟ کہا وہ تجھ کو کفایت کرتی ہے اس کا نام ام الکتاب اور ام القرآن اور سبع مثانی ہے کہا خطاب نے کہ اس میں رد ہے ابن سیرین پر اس واسطے کہ اس نے کہا کہ سورہ فاتحہ کو ام القرآن نہیں کہا جاتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کو تو فاتحہ الکتاب کہا جاتا ہے اور ابن سیرین کہتا ہے کہ ام القرآن تو لوح محفوظ ہے کہا خطاب نے اور ماں چیز کی اس کا اصل ہے اور نام رکھا گیا فاتحہ کا ام القرآن اس واسطے کہ وہ قرآن کی اصل ہے اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ وہ پہلے ہے گویا کہ وہ اس کی ماں ہے اور یہ جو کہا کہ السبع المثانی والقرآن العظیم تو والقرآن العظیم معطوف ہے اس کے قول ام القرآن پر اور وہ مبتدا ہے اس کی خبر مخذوف



ہے اور یا وہ خبر ہے مبتدا محذوف کی تقدیر اس کی یہ ہے والقرآن العظیم ما عداها یعنی قرآن عظیم ماسوائے اس کے ہے اور نہیں ہے وہ معطوف اس کے قول السبع المثانی پر اس واسطے کہ فاتحہ نہیں ہے وہ قرآن عظیم اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جائز ہے اطلاق قرآن کا اوپر اس کے اس واسطے کہ وہ قرآن سے ہے لیکن نہیں ہے کل قرآن اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے بیچ تفسیر اپنی کے مثل اس کی لیکن ساتھ لفظ والقرآن العظیم الذی اعطینموہ کے یعنی قرآن عظیم وہ ہے جو تم کو ملا پس ہوگی یہ خبر اور طبری نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سبع مثانی سورہ فاتحہ ہے ہر رکعت میں دوہرائی جاتی ہے اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ سبع مثانی سورہ فاتحہ ہے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم ساتویں آیت ہے اور اسی طرح روایت کی ہے اس نے ایک جماعت تابعین سے کہ سبع مثانی سورہ فاتحہ ہے اور روایت کی ہے طریق سے ابو جعفر رازی کے اس نے روایت کی ہے ربیع بن انس سے اس نے ابو العالیہ سے کہا کہ سب مثانی سورہ فاتحہ ہے میں نے ربیع سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں سبع مثانی سبع طوال ہیں یعنی سات سورتیں دراز اس نے کہا البتہ اتاری گئی یہ آیت ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ﴾ اور حالانکہ اس وقت طوال ہے کچھ چیز نہ اتری تھی اور یہ قول اور ہے مشہور سبع طوال میں البتہ منہ کیا ہے اس کو طبری اور حاکم وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ساتھ سند قوی کے اور لفظ طبری کا یہ ہے کہ وہ سورہ بقرہ اور آل عمران اور نساء اور مائدہ اور انعام اور اعراف ہے اور ابن ابی حاتم کی ایک صحیح روایت میں مجاہد اور سعید بن جبیر سے ہے کہ ساتویں یونس ہے اور روایت کی طبری نے زیاد بن ابی مریم سے اس آیت کی تفسیر میں کہا حکم کر اور منع کر اور خوشخبری سنا اور ڈرا اور مثالیں بیان کر اور نعتیں اور خبریں گن اور ترجیح دی ہے طبری نے پہلے قول کو واسطے صحیح ہونے حدیث کے بیچ اس کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پھر بیان کی اس نے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیچ قصے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے کما تقدم فی تفسیر الفاتحہ۔ (فتح) اور یہی قول ہے عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حسن رضی اللہ عنہ اور مجاہد رضی اللہ عنہ اور قتادہ رضی اللہ عنہ اور ربیع رضی اللہ عنہ اور کلبی رضی اللہ عنہ کا کہ مراد سبع مثانی سے سورہ فاتحہ ہے اور یہ سورہ کہ سات آیتیں ہیں اس کو مثانی ثنی سے کہتے ہیں اس واسطے کہ اہل آسمان اس کے ساتھ دعا کرتے ہیں جیسے اہل زمین اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ سات کلمے اس میں دو ہزے دو ہرے ہیں اور وہ اللہ اور الرحمن اور رحیم اور ایاک اور صراط اور علیہم اور غیر ہے، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قرت میں ہے کہ انہوں نے اس کو غیر الضالین پڑھا ہے اور حسن بن فضل کہتا ہے کہ اس کو ثنی اس واسطے کہتے ہیں کہ دو بار نازل ہوئی کہ ہر بار ستر ہزار فرشتہ اس کے ساتھ تھا ایک بار کے میں اور دوسری بار مدینے میں اور نیز یہ سورت لفظ الحمد کے ساتھ شروع ہوتی ہے اور الحمد پہلا کلمہ ہے کہ اس کے ساتھ آدم علیہ السلام نے کلام کیا جب کہ چھینکے اور ان کی اولاد کا اخیر کلام ہے بہشت میں جیسا کہ اشارہ کیا ہے اللہ نے اس کی طرف ساتھ اس آیت کے ﴿وَأَخِرَ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ اور نیز کسی نماز میں دو بار سے کم نہیں پڑھی جاتی اور نیز ثنی ساتھ معنی ثناء کے ہے اور

یہ سورہ مشتمل ہے اور اللہ تعالیٰ کی ثناء کے۔ (یعنی)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ

عِصِينَ﴾

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ جنہوں نے کیا ہے  
قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے۔

**فائدہ:** بعض کہتے ہیں کہ عصین جمع عضو کی ہے روایت کی ہے طبری نے ضحاک سے کہا اس نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿جعلوا القرآن عصین﴾ یعنی کیا انہوں نے اس کو بوٹیاں بوٹیاں مثل بوٹیوں اونٹ کی اور اسی طرح روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے عطاء کے طریق سے مثل قول ضحاک کے اور اس کا لفظ یہ ہے عضوا القرآن اعضاء یعنی کیا انہوں نے قرآن کو بوٹیاں بوٹیاں سو بعض نے کہا کہ وہ جادوگر ہے اور دوسرے نے کہا کہ مجنون ہے اور تیسرے نے کہا کہ کاہن ہے سو یہی مراد ہے عصین سے اور نیز روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے مجاہد سے مثل اس کی اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ کہا اس نے کہ یہ پہلوں کی کہانیاں ہیں اور سدی کے طریق سے کہا کہ بانٹا انہوں نے قرآن کو اور ٹھٹھا کیا ساتھ اس کے سو کہا کہ ذکر کیا ہے محمد ﷺ نے مچھر کو اور کھسی کو اور چیونٹی کو اور مکڑی کو سو بعض نے کہا کہ میں ہوں مچھر والا یعنی یہ سورہ میری ہے اور دوسرے نے کہا کہ میں ہوں چیونٹی والا اور تیسرے نے کہا کہ میں ہوں مکڑی والا اور ٹھٹھا کرنے والے پانچ آدمی تھے اسود بن عبد یغوث اور اسود بن عبد المطلب اور عاصی بن وائل اور حارث بن قیس اور ولید بن مغیرہ اور نیز روایت کی ہے اس نے طریق سے ربیع بن انس کے مثل اس کی اور بیان کی ہے اس نے کیفیت ہلاک ہونے ان کے کی ایک رات میں۔ (فتح) اور مجاہد سے روایت ہے کہ یہود نے کتاب کو ٹکڑے ٹکڑے کیا تھا بعض کے ساتھ ایمان لاتے تھے اور بعض سے انکار کرتے تھے یعنی حضرت ﷺ کی صفت سے جو پہلی کتابوں میں درج تھی اور بعض کہتے ہیں کہ کافروں نے قرآن کو تقسیم کیا تھا بعض کہتے تھے کہ جادو ہے اور بعض کہتے تھے شعر ہے اور بعض کہتے تھے اساطیر الاولین اور بعض کہتے کہ افسانہ ہے سو اللہ نے ان سب کو طرح طرح کے عذاب سے ہلاک کیا اور عکرمہ سے روایت ہے کہ عضہ قریش کی زبان میں جادو کو کہتے ہیں اور یہ آیت پوری اس طور سے ہے ﴿وَقُلْ اِنِّى اَنَا النَّذِيرُ الْمُبِينُ كَمَا اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِصِينَ﴾ یعنی کہہ میں ڈرانے والا ہوں ظاہر ہم عذاب اتاریں گے جیسا عذاب اتارا ہم نے تقسیم کرنے والوں پر جنہوں نے ٹکڑے کیا۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ نے مقتسمین کو قسم سے ساتھ معنی حلف کے لیے ہے۔ (ت)

یعنی مقتسمین سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے قسم کھائی تھی اور انہیں معنی سے ماخوذ ہے لا اقسامہ ساتھ معنی اقسام کے یعنی لازائدہ ہے یعنی میں قیامت کے دن کی قسم کھاتا ہوں اور پڑھا جاتا ہے لا قسمہ یعنی بعض کہتے ہیں کہ

﴿الْمُقْتَسِمِينَ﴾ الَّذِيْنَ حَلَفُوْا وَمِنْهُ ﴿لَا اُقْسِمُ﴾ اَيُّ اُقْسِمُ وَتَقْرَأُ لَا اُقْسِمُ ﴿وَقَاسَمَهُمَا﴾ حَلَفَ لِهَمَا وَلَمْ يَخْلِفَا لَهُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَقَاسَمُوا﴾ تَحَالَفُوا

کلمہ لانا فیه نہیں بلکہ یہ لام تاکید کے واسطے ہے بغیر مد کے اور معنی قاسمہما کے ہیں قسم کھائی شیطان نے واسطے ان دونوں کے یعنی آدم اور حوا کے اور نہ قسم کھائی انہوں نے واسطے اس کے یعنی باب مفاعلہ اس جگہ اپنے اصل پر نہیں بلکہ ساتھ معنی اصل فعل کے ہے بغیر مشارکت کے یعنی اس آیت میں ﴿وقاسمہما انی لکما لمن الناصحین﴾ یعنی شیطان نے ان کے واسطے قسم کھائی کہ البتہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں اور کہا مجاہد نے یعنی اس آیت کی تفسیر میں ﴿تقاسموا باللہ لنبیتہ﴾ کہ قسم کھائی کفار قریش نے اللہ کی کہ ہم اس پر شب خون کریں گے۔

فائدہ: غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی ان دونوں لفظوں کی تفسیر کرنے سے یہ ہے کہ مقتسمین قسم سے مشتق ہے نہ تقسیم سے، میں کہتا ہوں کہ اسی طرح ٹھہرایا ہے اس کو بخاری نے قسم سے ساتھ معنی حلف کے اور مشہور یہ ہے کہ وہ مشتق ہے تقسیم سے اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے طبری وغیرہ نے اور سیاق کلام کا دلالت کرتا ہے اوپر اس کے اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿الذین جعلوا﴾ صفت ہے مقتسمین کی اور البتہ ذکر کیا ہے ہم نے کہ مراد یہ ہے کہ انہوں نے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور کہا ابو عبیدہ نے جس کی کلام کو اکثر بخاری نقل کرتا ہے کہ مقتسمین سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے قرآن کو ٹکڑے کیا اور کہا ابو عبیدہ نے بیچ تفسیر لفظ عضین کے کہ مراد یہ ہے کہ انہوں نے اس کو تقسیم اور ٹکڑے ٹکڑے کیا اور لیکن قول اس کا ومنہ لا اقسام پس نہیں ہے اس طرح یعنی نہیں وہ اقسام سے بلکہ وہ ماخوذ ہے قسم سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا یہ بخاری نے اس چیز کی بنا پر کہ اس نے اس کو اختیار کیا کہ مقتسمین قسم سے ہے اور کہا ابو عبیدہ نے بیچ قول اس کے ﴿لا اقسام بیوم القیامۃ﴾ کے کہ معنی اس کے یہ ہیں اقسام بیوم القیامۃ یعنی میں قیامت کے دن کی قسم کھاتا ہوں اور اختلاف ہے بیچ لفظ لا کے سبب بعض کہتے ہیں زائدہ ہے اور اسی طرف اشارہ کرتا ہے کلام ابو عبیدہ کا اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس طور کے کہ نہیں زیادہ ہوتا ہے وہ مگر درمیان کلام کے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ کل قرآن ایک کلام کی مانند ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ جواب ہے چیز محذوف کا اور بعض کہتے ہیں کہ نفی بحال خود قائم ہے اور معنی یہ ہیں کہ نہیں قسم کھاتا میں ساتھ فلاں چیز کے بلکہ ساتھ فلاں کے اور اسی طرح قرأت لا اقسام کی بغیر الف کے پس یہ قرأت ابن کثیر کی ہے اور اختلاف ہے بیچ لام کے سو بعض کہتے ہیں کہ وہ لام قسم کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ لام تاکید کا ہے اور اتفاق ہے اوپر ثابت رکھنے الف کے بیچ اس

کلمہ کے کہ اس کے بعد ہے ولا القسم بالنفس اور اتفاق ہے اوپر ثابت رکھنے اس کے ﴿لا قسم بهذا البلد﴾ کے واسطے رسم خط کے بیچ اس کے اور اسی طرح قول مجاہد کا تقاسموا تحالفوا پس وہ اسی طرح ہے اور روایت کی ہے فریابی نے مجاہد سے بیچ قول اللہ کے ﴿تقاسموا بالله﴾ کہا قسم کھائی انہوں نے حضرت ﷺ کے ہلاک کرنے پر سونہ بیچ سکے طرف حضرت ﷺ کی یہاں تک کہ سب کے سب ہلاک ہوئے اور یہ بھی مقتسمین میں داخل نہیں مگر زید بن اسلم کی رائے پر اس واسطے کہ طبری نے اس سے روایت کی ہے کہ مراد ساتھ مقتسمین کے قوم صالح ﷺ کی ہے جنہوں نے اس کے ہلاک پر باہم قسم کھائی تھی سوشاید بخاری نے اس پر اعتماد کیا ہے۔ (فتح)

۴۳۳۶ - حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ﴿الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ﴾ قَالَ هُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ جَزَّوْهُ أَجْزَاءً فَأَمَّنُوا بِنَعْصِهِ وَكَفَرُوا بِنَعْصِهِ.

۴۳۳۶ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت میں ﴿الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ﴾ کہا اس نے کہ وہ اہل کتاب ہیں کہ انہوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کیا سو بعض قرآن کے ساتھ ایمان لائے اور بعض کے ساتھ کافر ہوئے۔

فائدہ: مراد ساتھ اہل کتاب کے یہود اور نصاریٰ ہیں جیسے کہ دوسری روایت میں اس کی تفسیر کی ہے۔

۴۳۳۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي طَبِيَّانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ﴿كَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ﴾ قَالَ أَمَّنُوا بِنَعْصِهِ وَكَفَرُوا بِنَعْصِ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى.

۴۳۳۷ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں ﴿كَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ﴾ کہا اس نے کہ مراد یہ ہے کہ بعض قرآن کے ساتھ ایمان لائے اور بعض سے انکار کیا یعنی یہود اور نصاریٰ نے۔

فائدہ: ظاہر ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مقتسمین تقسیم سے ہے نہ قسم سے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾ قَالَ سَالِمُ الْيَقِينُ الْمَوْتُ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ عبادت کر اپنے رب کی یہاں تک کہ آئے تجھ کو یقین کہا سلام نے کہ یقین سے مراد موت ہے یعنی عبادت کر اپنے رب کی مرنے تک۔

فائدہ: اور شہادت لی ہے طبری نے واسطے اس کے ساتھ حدیث ام العلاء کے بیچ قسے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے اما ہو فقد جاءه اليقين وانی لا رجوا له الخیر یعنی اس کو تو موت آئی یعنی مر گیا اور البتہ میں اس کے واسطے امید رکھتا ہوں بھلائی کی اور یہ حدیث مع شرح اپنی کے جنازے میں گزر چکی ہے اور البتہ اعتراض کیا ہے بعض شارحین

نے بخاری پر اس واسطے کہ اس نے اس حدیث کو اس جگہ نہیں نکالا اور حالانکہ اس کا ذکر کرنا اس سے لائق تر تھا میں کہتا ہوں کہ یہ بخاری پر لازم نہیں آتا اور البتہ روایت کی ہے نسائی نے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع کہ بہتر اس چیز کا کہ اس کے ساتھ لوگ گزران کریں وہ مرد ہے کہ اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہے الحدیث اور اس کے اخیر میں ہے حتیٰ یاتیہ یقین یعنی یہاں تک کہ اس کو موت آئے نہیں وہ لوگوں سے مگر نیکی میں پس یہ شاہد جید ہے واسطے قول سالم کے اور اس سے ماخوذ ہے اللہ تعالیٰ کا قول ﴿وَكُنَّا نَكْذِبُ يَوْمَ الدِّينِ حَتَّىٰ اتَّانَا الْيَقِينُ﴾ اور اطلاق یقین کا موت پر مجازی ہے اس واسطے کہ موت میں شک نہیں کیا جاتا۔ (فتح)

### سورہ نحل کی تفسیر کا بیان

### سُورَةُ النُّحْلِ

﴿رُوحُ الْقُدُسِ﴾ جبریل ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ﴾  
یعنی مراد روح القدس سے جبریل علیہ السلام ہے اتر اساتھ  
قرآن کے روح الامین یعنی جبریل علیہ السلام۔

فائدہ: بہر حال قول اس کا روح القدس جبریل سور روایت کیا ہے اس کو ابن ابی حاتم نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور لیکن قول اس کا ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ﴾ تو ذکر کیا ہے اس کو بخاری رضی اللہ عنہ نے واسطے شہادت لینے کے اس تاویل کے صحیح ہونے پر اس واسطے کہ روح الامین سے مراد اس آیت میں بالاتفاق جبریل علیہ السلام ہے اور شاید اشارہ کیا ہے بخاری رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس کے طرف رد کرنے اس چیز کی جو ضحاک نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ روح القدس اس چیز کا نام ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس کے ساتھ مردوں کو زندہ کرتے تھے اور اس کی سند ضعیف ہے۔ (فتح)

﴿فِي ضَيْقٍ﴾ يُقَالُ أَمْرٌ ضَيْقٌ وَضَيْقٌ  
یعنی لفظ ضیق کہ آیت ﴿وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ﴾ میں واقع ہے اس کو دو طرح سے پڑھنا جائز  
ہے ساتھ تشدید اور زیر اس کی کے اور دوسری ساتھ جزم  
ی کے مثل ان تین لفظ کی کہ ان میں دونوں لغت روا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿فِي تَقْلِبِهِمْ﴾  
اِخْتِلَافِهِمْ۔

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ﴿فِي تَقْلِبِهِمْ﴾ کے  
معنی ہیں بیچ اختلاف ان کے کی۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿أَوْ يَأْخُذْهُمْ فِي تَقْلِبِهِمْ﴾ یعنی یا پکڑ لے ان کو چلتے پھرتے اور آتے  
جاتے اور قہار علیہ السلام سے روایت ہے کہ مراد تَقْلِبِهِمْ سے سفران کے ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَمِيدٌ تَكْفًا۔  
یعنی اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَالْقَىٰ

فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيٍّ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ﴾ کے کہ تمید کے  
معنی ہیں الٹ پلٹ کرے یعنی ڈالے زمین میں بوجھ

واسطے بچاؤ کے اس سے کہ تم کو الٹ پلٹ کر دے۔

**فائدہ:** اور طبری نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب اللہ نے زمین کو پیدا کیا تو جنبش کرنے لگی تو اللہ نے ان میں پہاڑوں کے بوجھ ڈالے۔

﴿مَفْرُطُونَ﴾ مَنَسِيُونَ۔ یعنی مفرطون کے معنی ہیں بھلائے گئے۔

**فائدہ:** یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿لَا جُرمَ انْ لَهم النارَ وَاَنهم مَفرطون﴾ یعنی اس میں شبہ نہیں کہ ان کے لیے آگ ہے اور وہ بھلائے جائیں گے، اور روایت کی ہے طبری نے سعید بن جبیر سے کہ مفرطون کے معنی ہیں چھوڑے گئے آگ میں بھلائے گئے بیچ اس کے اور قتادہ سے روایت ہے کہ وہ آگے بھیجے گئے ہیں دوزخ میں اور اسی سے ماخوذ ہے قول حضرت علی رضی اللہ عنہ کا میں ہوں ہر اول اور پیشوا تمہارا حوض پر اور یہ جمہور کی قرأت کی بنا پر ہے ساتھ تخفیف را کے اور زبر اس کی کے اور پڑھا ہے اس کو نافع نے ساتھ زیر اس کی کے اور وہ افراط سے ہے اور پڑھا ہے اس کو جعفر بن قعقاع نے ساتھ زبر ف کے اور تشدید را مکسورہ کے یعنی قصور کرنے والے بیچ ادا کرنے واجب کے مبالغہ کرنے والے ہیں بیچ برائی کے۔ (فتح)

یعنی اور کہا مجاہد کے غیر نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿فَاذا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ﴾ کہ اس کلام میں تقدیم اور تاخیر ہے باعتبار ظاہر کے اور اصل یوں ہے کہ جب تو اللہ سے پناہ مانگے تو قرآن کو پڑھ اور یہ اس واسطے کہ پناہ مانگنا قرأت سے پہلے ہے پہلے اللہ سے پناہ مانگے پھر قرآن پڑھے اور استعاذہ کے معنی ہیں اللہ کو مضبوط پکڑنا۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾ هَذَا مُقَدِّمٌ وَمَوْخَرٌ وَذَلِكَ اَنَّ الْاِسْتِعَاذَةَ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَمَعْنَاهَا الْاِعْتِصَامُ بِاللّٰهِ۔

**فائدہ:** بعض نے اس کی یوں تقریر کی ہے کہ حرف اذا کا صلہ ہے درمیان دونوں کلام کے اور تقدیر یہ ہے کہ جب تو قرأت میں شروع ہو تو پناہ مانگ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اپنے اصل پر ہے لیکن اس میں اضمار ہے یعنی جب تو قرآن کو پڑھنے کا ارادہ کرے اس واسطے کہ فعل پایا جاتا ہے نزدیک قصد کے بغیر فاصل کے اور البتہ لیا ہے ساتھ ظاہر آیت کے ابن سیرین نے اور منقول ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ مذہب حمزہ زیات کا ہے کہ وہ قرأت کے بعد پناہ مانگتے تھے اور ساتھ اسی کے قائل ہوا ہے داؤد ظاہری۔ (فتح)

﴿شَاكِلَتِهِ﴾ نَاجِيَتِهِ۔ یعنی شاکلتہ کے معنی ہیں اپنے طریقے پر۔

**فائدہ:** یہ لفظ سورہ بنی اسرائیل میں ہے اس کی شرح وہاں آئے گی۔

﴿قَصْدُ السَّبِيلِ﴾ الْبَيَانُ۔ یعنی قصد السبیل کے معنی بیان ہیں۔

**فائدہ:** روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سچ تفسیر اس آیت کے ﴿وَعَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ﴾ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اس کے معنی ہیں بیان یعنی بیان کرنا ہدایت اور گمراہی کا۔ (فتح)  
 اَلْدِّفَى مَا اسْتَدْفَأَتْ.  
 یعنی دفنی وہ چیز ہے کہ جس کے ساتھ تو گرمی حاصل کرے۔

**فائدہ:** اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں کہ مراد فنی سے کپڑے ہیں مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وَلَكُمْ فِيهَا دَفٌّ وَمَنَافِعٌ لِّلنَّاسِ﴾ یعنی واسطے تمہارے اس میں بچاؤ ہے سردی سے اور سوائے اس کے اور منافع واسطے لوگوں کے۔ (فتح)  
 ﴿تُرِيحُونَ﴾ بِالْعَشِيِّ وَ﴿تَسْرَحُونَ﴾ بِالْفَدَاةِ.  
 یعنی آیت ﴿وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِينَ تَرِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ﴾ کے معنی یہ ہیں کہ تم کو ان میں آبرو ہے جب شام کو پھیر لاتے ہو اور جب صبح کو چرانے کے واسطے جنگل کی طرف لے جاتے ہو۔

﴿بِشَقٍّ﴾ يَعْنِي الْمَشَقَّةَ.

﴿عَلَى تَخَوُّفٍ﴾ تَنْقِصُ.

یعنی آیت ﴿لَمْ تَكُونُوا بِالغِيَةِ إِلَّا بِشَقِّ الْإِنْفَسِ﴾ میں شق کے معنی مشقت ہیں یعنی اٹھاتے ہیں تمہارے بوجھ ان شہروں تک کہ تم نہ پہنچتے وہاں مگر جان کی مشقت سے۔  
 یعنی آیت ﴿أَوْ يَأْخُذْهُمْ عَلَى تَخَوُّفٍ﴾ میں تخوف کے معنی ہیں نقصان یعنی پکڑ لے ان کو اوپر نقصان مالوں اور جانوں کے یہاں تک کہ ہلاک ہوں۔

**فائدہ:** اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں علی تنقص من اعمالہم یعنی اوپر کم ہونے ان کے عملوں کے۔

﴿الْأَنْعَامُ لِعِبْرَةٍ﴾ وَهِيَ تُونُثٌ وَتَذَكُّرٌ وَكَذَلِكَ النِّعَمُ الْأَنْعَامُ جَمَاعَةُ النِّعَمِ.

یعنی آیت ﴿وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً نِّسْقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهِ﴾ یعنی لفظ انعام کا مؤنث بھی آتا ہے اور مذکر بھی اور اسی طرح لفظ نعم کا بھی دونوں طرح سے آتا ہے مذکر بھی اور مؤنث بھی اور الانعام جمع کا لفظ ہے اس کا واحد نعم ہے فی بطونہ میں ضمیر واحد مذکر کا انعام کی طرف پھرتا ہے پس معنی یہ ہیں کہ تم کو چوپایوں میں بوجھ کی جگہ

ہے پلاتے ہیں تم کو اس کے پیٹ کی چیزوں سے گوبر اور  
لہو کے بیچ میں سے دودھ سٹھرا۔

یعنی مراد سرائیل سے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿سَرَّابِلَ تَقِيكُمْ الْحَرَّ﴾ کرتے ہیں اور مراد سرائیل سے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿سَرَّابِلَ تَقِيكُمْ بِاسْكُمْ﴾ زرہ ہیں اور معنی ساری آیت کے یہ ہیں کہ بنا دیئے تم کو کرتے جو بچاؤ ہیں گرمی کے اور زرہ ہیں جو بچاؤ ہیں لڑائی کے۔

﴿سَرَّابِلَ﴾ قُمْصُ ﴿تَقِيكُمْ الْحَرَّ﴾  
وَأَمَّا ﴿سَرَّابِلَ تَقِيكُمْ بِاسْكُمْ﴾ فَإِنَّهَا  
الذَّرُوعُ.

یعنی آیت ﴿دَخَلَا بَيْنَكُمْ﴾ میں دخلا کے معنی ہیں جو چیز کہ صحیح نہیں پس وہ دخل ہے۔

﴿دَخَلَا بَيْنَكُمْ﴾ كُلُّ شَيْءٍ لَمْ يَصِحَّ  
فَهُوَ دَخَلٌ.

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿تَتَخَذُونَ إِيْمَانَكُمْ دَخَلَا بَيْنَكُمْ﴾ یعنی ٹھہراتے ہو تم اپنی قسمیں کر درمیان اپنے یعنی دنیا کے مال کھانے کے واسطے جھوٹی قسمیں نہ کھا اور بعض کہتے ہیں کہ دخل کے معنی خیانت ہیں۔

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿وَجَعَلْ لَكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ بَنِينَ وَحَفَدَةً﴾ کے مراد حفدة سے مردکی اولاد ہے یعنی بیٹا اور پوتا۔

فائدہ: اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ مردکی بیوی کی اولاد ہے اور نیز اس سے تیسرا قول مروی ہے یعنی مراد اس سے سسرال ہے اور عکرمہ سے روایت ہے کہ حفدہ کے معنی ہیں خادم اور حسن سے روایت ہے کہ حفدہ بیٹے اور پوتے ہیں اور جو تیری مدد کرے گھر والوں یا خادم سے تو تیرا حفدہ ہے اور یہ قول سب اقوال کو جامع ہے۔ (فتح)

یعنی آیت ﴿وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَخَذُونَ مِنْهُ سَكْرًا وَرِزْقًا حَسَنًا﴾ میں سکر سے مراد وہ چیز ہے جو حرام ہو اس کے پھلوں سے اور رزق حسن سے مراد وہ چیز ہے جو اللہ نے حلال کی ہے۔

السَّكْرُ مَا حُرِّمَ مِنْ ثَمَرِهَا وَالرِّزْقُ  
الْحَسَنُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ.

فائدہ: روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ رزق حسن حلال ہے اور سکر حرام ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ حکم شراب کے حرام ہونے سے پہلے تھا اور یہ اسی طرح ہے اس واسطے کہ سورہ نحل کی ہے اور شععی سے روایت ہے کہ سکر سے مراد شراب نہیں بلکہ سکر تو منقٰی کا نچوڑ ہے اور مراد رزق حسن سے کھجور اور انگور ہے۔ (فتح)



وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ صَدَقَةَ (انكاثًا) هِيَ خَرْقَاءُ كَانَتْ إِذَا أَبْرَمَتْ غَزَلَهَا نَقَضَتْهُ.

یعنی اور کہا ابن عیینہ نے صدقہ سے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ﴾ انکاثًا یعنی نہ ہو مانند اس عورت کی کہ توڑا اس نے اپنا سوت کا تا محنت کیے پیچھے کٹڑے کٹڑے کہا کہ وہ ایک عورت تھی مکے میں اس کا نام خرقاتھا اس کا دستور تھا کہ اپنا سوت کات کر توڑ ڈالتی تھی۔

فائدہ: اور مقاتل کی تفسیر میں ہے کہ اس کا نام ریطہ ہے بیٹی عمرو بن کعب بن سعد بن زید مناة کی ہے اور اسد بن عبد العزیٰ کی ماں ہے اور غرر التیمان میں ہے کہ اس کا دستور تھا کہ وہ اور اس کی لونڈیاں فجر سے دوپہر تک سوت کا تا کرتیں پھر ان کو حکم کرتی کہ اس کو توڑ ڈالیں یہی تھا دستور اس کا نہ کاتنے سے باز رہتی تھی اور نہ کاتا ہوا باقی چھوڑتی تھی اور طبری نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ وہ مثال ہے بیان کی ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے اس شخص کے جو اپنا عہد توڑ ڈالے۔ (فتح) اور کہتے ہیں کہ وہ عورت دیوانہ اور وہمی تھی۔

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ الْأَمَةُ مُعَلِّمُ الْخَيْرِ وَالْقَانِتُ الْمُطِيعُ.

یعنی اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیچ تفسیر آیت ﴿إِنْ أِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلَّهِ﴾ کے کہ امتہ کے معنی ہیں نیکی سکھانے والا اور قانت کے معنی ہیں فرمانبردار یعنی اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرنے والا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمِنْكُمْ مَنْ يُرِذُّ إِلَى أَرْدَلِ الْعُمُرِ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ کوئی تم میں سے پہنچتا ہے خوار تر عمر کو تا کہ سمجھنے کے بعد کچھ نہ سمجھے۔

۴۳۳۸ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مُوسَى أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْأَعْوَرُ عَنْ شُعَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو أَعْوَدَ بَكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْكَسَلِ وَأَرْدَلِ الْعُمُرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَلَيْسَةِ الدَّجَالِ وَلَيْسَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.

۴۳۳۸ - حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ آپ دعا کیا کرتے تھے الہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخلی سے اور بدن کی کاہلی سے اور بری اور نکمی عمر سے اور قبر کے عذاب سے اور دجال کے فتنے و فساد سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح دعوات میں آئے گی۔ (فتح) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مراد اسفل عمر ہے اور عمر مرہ

سے منقول ہے کہ جو کوئی قرآن پڑھتا ہے وہ ارذل العمر کی طرف رد نہیں کیا جاتا یعنی جو کوئی شعور اور ادراک رکھتا ہے وہ ارذل عمر کی طرف رد نہیں کیا جاتا اور یہ سن بچکنے کا ہے قنادہ نے کہا کہ وہ نوے سال کی عمر ہے اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ پچھتر سال کی عمر ہے، پوشیدہ نہ رہے کہ یہ تعین بہ نسبت بعض کے ہوگی نہ کل کے اور یہ جو کہا کہ زندگی اور موت کے فتنے سے یعنی زمانے زندگی اور موت کے فتنے سے اور وہ ابتدا جان نکالنے کے سے ہے اور لگا تار اور تھے حضرت ﷺ پناہ مانگتے ان چیزوں مذکورہ سے واسطے ہٹانے کے اپنی امت سے اور تشریع کے واسطے ان کے تاکہ بیان کریں واسطے ان کے صفت ضروری دعاؤں کی جزائے اخیر دے ان کو اللہ ہماری طرف سے ساتھ اس

چیز کے کہ وہ اس کے لائق ہیں۔ (قوت)

### سورہ بنی اسرائیل کی تفسیر کا بیان

### سُورَةُ بَنِي إِسْرَائِيلَ

۴۳۳۹۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے سورہ بنی اسرائیل اور کہف اور مریم کے حق میں کہا کہ یہ تینوں اول قدیمی سورتوں سے ہیں یا جدت میں نہایت کو پہنچی ہیں اور وہ قدیمی محفوظ چیزوں سے ہیں۔

۴۳۳۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ وَالْكَهْفِ وَمَرْيَمَ إِنَّهُنَّ مِنَ الْعِبَادِ الْأَوَّلِ وَهُنَّ مِنْ بِلَادِي.

فائدہ: اور مراد ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ وہ سورتیں اول اس چیز سے ہیں کہ سیکھی گئی ہے قرآن سے اور یہ کہ واسطے ان کے فضیلت ہے واسطے اس چیز کے کہ ان میں ہے قصوں سے اور پیغمبروں اور اگلی امتوں کی خبروں سے اور یہ حدیث فضائل قرآن میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت ﴿فَسَيُغْفَضُونَ﴾ کی تفسیر میں کہ اپنے سر ہلاتے ہیں ٹھٹھے سے۔

﴿فَسَيُغْفَضُونَ إِلَيْكَ رُؤُوسُهُمْ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَهْزُونَ.

فائدہ: اور کہا ابن قتیبہ نے کہ مراد یہ ہے کہ اپنے سر ہلاتے ہیں بطور استبعاد کے یعنی دوسری بار زندہ ہونے کو بعید جانتے ہیں۔ (فتح)

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا کہ کہا جاتا ہے غفضت سنك جبکہ تیرا دانت ہلے۔

وَقَالَ غَيْرُهُ نَفَضَتْ سِنُّكَ أَي تَحَرَّكَتْ.

یعنی آیت ﴿وَقَضَيْنَا إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ﴾ کے معنی ہیں کہ ہم نے ان کو خبر دی کہ وہ فساد کریں گے۔

﴿وَقَضَيْنَا إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ﴾ أَخْبَرَنَا هُمْ أَنَّهُمْ سَيُفْسِدُونَ وَالْقَضَاءُ

عَلٰی وَجُوْهِہٗ (وَقَضٰی رَبُّکَ) اَمْرَ رَبُّکَ  
وَمِنْہُ الْحُکْمُ (اِنَّ رَبَّکَ یَقْضِی  
بَیْنَہُمْ) وَمِنْہُ الْخَلْقُ (فَقَضَاہُنَّ سَبْعَ  
سَمَوٰتٍ) خَلَقَہُنَّ.

فائدہ: یعنی آیت ﴿وقضینا الی بنی اسرائیل﴾ میں قضینا کے معنی ہیں خبرنا یعنی ہم نے ان کو خبر دی اور لفظ قضا کے کئی معنی ہیں سو آیت ﴿وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ﴾ میں قضا ساتھ معنی فرمانے کے ہے یعنی تیرے اللہ نے حکم دیا اور آیت ﴿ان ربک یقضی بینہم﴾ میں قضی ساتھ معنی فیصلہ کے ہے یعنی بیشک رب تیرا فیصلہ کرے گا درمیان ان کے اور آیت ﴿فقضاهن سبع سموات﴾ میں قضی ساتھ معنی پیدا کرنے کے ہے۔

فائدہ: یہ کلام ابو عبیدہ کا ہے اور اس نے قضی کے بعض معنی بیان کیے ہیں اور اس کے اکثر معنی سے اس نے غفلت کی ہے اور بیان کیا ہے ان سب کو اسماعیل بن احمد نیشابوری نے کتاب الوجہ میں سو کہا اس نے کہ لفظ قضی کا قرآن مجید میں پندرہ وجہ سے آیا ہے یعنی پندرہ معنی میں استعمال ہوا ہے ایک فارغ ہونا ہے ﴿فاذا قضیتہم مناسککم﴾ یعنی جب تم اپنے حج کی عبادتوں سے فارغ ہو اور دوسرے معنی اس کے امر ہیں ﴿اذا قضی امرا﴾ یعنی جب کسی کام کا حکم کرتا ہے اور تیسرے معنی اس کے مدت کے ہیں ﴿فمنہم من قضی نجبہ﴾ یعنی سو بعض نے ان میں سے اپنی مدت پوری کی اور چوتھے معنی اس کے فصل کے ہیں ﴿یقضی الالامر بینی وینکب﴾ یعنی البتہ میرے اور تمہارے درمیان کام فیصل کیا جائے، اور پانچویں معنی اس کے مضي کے ہیں یعنی جاری کرنا ﴿لیقضی اللہ امرہا کان مفعولا﴾ اور چھٹے معنی اس کے ہلاک کرنے کے ہیں ﴿لقضی الیہم اجلہم﴾ اور ساتویں معنی اس کے وجوب کے ہیں ﴿لما قضی الامر﴾ اور آٹھویں معنی اس کے ابرام ہیں یعنی انجام دینا ﴿الا حاجۃ فی نفس یعقوب قضاہا﴾ اور نویں معنی اس کے خبردار کرنے کے ہیں ﴿قضینا الی بنی اسرائیل﴾ اور دسویں معنی اس کے وصیت کے ہیں ﴿وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ﴾ اور گیارہویں معنی اس کے موت کے ہیں ﴿لوقرہ موسیٰ لقضی علیہ﴾ اور بارہویں معنی اس کے اترنے کے ہیں ﴿فلما قضی علیہ الموت﴾ اور تیرہویں معنی اس کے خلق کے ہیں یعنی پیدا کرنا ﴿فقضاهن سبع سموات﴾ اور چودھویں معنی اس کے فعل کے ہیں ﴿کلا لما یقض ما امرہ﴾ یعنی حقاً لم یفعل اور پندرہویں معنی اس کے عہد کے ہیں ﴿اذا قضینا الی موسیٰ الامر﴾ اور ذکر کیا ہے اس کے غیر نے کہ قدر مکتوب لوح محفوظ میں اور آتا ہے ساتھ معنی وجوب کے ﴿اذا قضی الامر﴾ ای وجب لہم العذاب اور انتہا کے معنی کے ساتھ بھی آتا ہے ﴿فلما قضی زید منها وطرا﴾ اور ساتھ معنی اتمام کے ہے ﴿فقد قضی اجلا﴾ اور ساتھ معنی کتب کے ہے ﴿اذا قضی امرا﴾ اور کہا زہری نے کہ مرجع قضی کا طرف قطع ہونے چیز کے

اور تمام ہونے اس کے ہے اور ممکن ہے پھر تناسب معنوں کا طرف اس کی اور قضیٰ خود متعدی ہے اور ﴿وقضینا الیٰ بنی اسرائیل﴾ میں جو حرف الیٰ کے ساتھ متعدی ہوا ہے تو اس واسطے کہ وہ شامل ہے ﴿او حینا﴾ کے معنی کو۔ (فتح) یعنی نفیرا کے معنی ہیں جو اس کے ساتھ دشمن کی لڑائی میں جائے یعنی لشکر۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿وجعلنا کم اکثر نفیرا﴾ یعنی کیا ہم نے تم کو زیادہ باعتبار لشکر کے اور قادم سے روایت ہے کہ باعتبار عدد اور گنتی کے۔ (فتح) ﴿وَلِیْتَبَرُوا﴾ یَدْمُرُوا ﴿مَا عَلُوا﴾ اور تمہیر کے معنی ہیں تدمیر یعنی ہلاک کریں جس جگہ غالب ہوں پورا ہلاک کرنا اللہ نے فرمایا ﴿وَلِیْتَبَرُوا مَا عَلُوا تَتَبَرُوا﴾۔

﴿حَصِیرًا﴾ مَحْصِرًا مَحْضَرًا۔ یعنی اور حصیرا کے معنی ہیں قید خانہ۔ فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿وجعلنا جہنم للکافرین حصیرا﴾ یعنی ٹھہرایا ہے ہم نے دوزخ کو قید خانہ واسطے کافروں کے۔

﴿حَقًّا﴾ وَجَبَ۔ یعنی فحق کے معنی ہیں واجب ہوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فحق علیہا القول فدمرناھا تدمیرا﴾ یعنی پس واجب ہوا اس گاؤں والوں پر وعدہ عذاب کا تب اکھاڑ مارا ہم نے ان کو اٹھا کر۔

﴿مِیسُورًا﴾ لَیْنَا۔ یعنی میسورا کے معنی ہیں نرم۔ فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿وقل لہم قولا میسورا﴾ یعنی کہہ ان سے نرم بات۔

﴿حِطًّا﴾ إِنَّمَا۔ یعنی خطا کے معنی ہیں گناہ اللہ نے فرمایا ﴿ان قتلہم کان خطا کبیرا﴾ یعنی ان کا مار ڈالنا بڑا گناہ ہے۔

وَهُوَ اسْمٌ مِّنْ خَطِئَتْ وَالْخَطَا مَفْعُوحٌ مَّصْدَرُهُ مِنَ الْإِثْمِ خَطِئْتُ بِمَعْنَى أَخْطَأْتُ۔

یعنی اور اخطا اسم ہے باب خطئت سے اور خطا ساتھ زبرخ کے مصدر ہے ساتھ معنی گناہ کے اور خطئت ساتھ معنی اخطات کے ہے یعنی مجرد اور مزید دونوں ایک معنی کے ساتھ ہیں۔

فائدہ: اختیار کیا ہے طبری نے اس قرأت کو جو یرخ اور جزم ط کے ساتھ ہے پھر روایت کی ہے اس نے مجاہد سے

بیچ قول اللہ کے خطا کہا خطیہ یعنی خطا کے معنی گناہ ہیں کہا اس نے اور یہ اولیٰ ہے اس واسطے کہ وہ لوگ اپنی اولاد کو جان بوجھ کر قتل کرتے تھے نہ خطا سے یعنی نہ چوک سے سو اللہ نے ان کو اس بات سے منع کیا اور لیکن قرأت ساتھ فتح کے سو وہ قرأت ابن ذکوان کی ہے اور البتہ جواب دیا ہے علماء نے اس استبعاد سے کہ اشارہ کیا ہے اس کی طرف طبری نے ساتھ اس طور کے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ ان کا قتل کرنا صواب نہ تھا کہا جاتا ہے اخطی مخطی جب کہ صواب کو نہ پہنچے اور بہر حال قول ابو عبیدہ کا جس میں بخاری نے اس کی پیروی کی ہے جس جگہ کہا کہ خطئت ساتھ معنی اخطات کے ہے تو اس میں نظر ہے اس واسطے کہ معروف نزدیک اہل لغت کے یہ ہے کہ خطا کے معنی ہیں گناہ کیا اور اخطا جب کہ نہ جان بوجھ کر کرے اور جب کہ نہ صواب کو پہنچے یعنی خطاء کے معنی ہیں جان بوجھ کر کرنا اور اخطاء کے معنی ہیں نہ جان بوجھ کرنا۔ (فتح)

یعنی لن تنحرق کے معنی ہیں کہ تو زمین کو نہ کاٹے گا اللہ نے فرمایا ﴿انک لن تنحرق الارض ولن تبلغ الجبال طولا﴾ یعنی نہ کاٹے گا تو زمین کو اور نہ پہنچے گا پہاڑوں کو لمبا ہو کر یعنی نہیں کاٹا تو نے زمین کو تا کہ اس کے آخر کو پہنچے کہا جاتا ہے فلاں اخرق من فلاں یعنی فلاں نے فلاں سے زیادہ سفر کیا ہے۔

یعنی نجویٰ مصدر ہے ناجیت فعل سے پس وصف کیا قوم کو ساتھ اس کے (یعنی نجویٰ کے) مانند قول ان کے کی ہم عذاب) اور معنی یہ ہیں کہ آپس میں سرگوشی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اذ يستمعون اليك واذ هم نجوى﴾ یعنی جب کان لگاتے ہیں طرف تیری اور جب وہ باہم سرگوشی کرتے ہیں۔

یعنی رفاتا کے معنی ہیں حطام یعنی شکستہ اور اللہ نے فرمایا ﴿وقالوا اذا كنا عظاما ورفاتا﴾ یعنی کہا انہوں نے جب ہم ہو گئے ہڈیاں اور مٹی۔

﴿وَإِذْ هُمْ نَجْوَى﴾ مَصْدَرٌ مِّنْ نَّاجَيْتٍ  
فَوَصَّفَهُمْ بِهَا وَالْمَعْنَى يَتَسَاوَوْنَ.

﴿رَفَاتًا﴾ حُطَامًا.

فائدہ: کہا ابو عبیدہ نے رفاتا کے معنی ہیں حطام یعنی ہڈیاں چور اور روایت کی ہے طبری نے مجاہد سے کہ رفاتا کے معنی ہیں مٹی۔ (فتح)

یعنی استغفرز کے معنی ہیں ہلکا کر اور بخلیک کے معنی ہیں اپنے سواروں سے اور راجل اور رجاہ جمع کا لفظ ہے اس کا واحد راجل ہے مانند صاحب کی کہ اس کی جمع صاحب ہے اور تاجر کی کہ اس کی جمع تاجر ہے اللہ نے فرمایا ﴿وَاسْتَغْفِرْ مَنْ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصُوتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِم بِخَيْلِكَ وَرَجُلِكَ﴾ یعنی ہلکا کر اور عقل مار دے ان میں سے جس کی عقل مار سکے اپنی آواز سے اور پکار لا ان کے ہلاک کرنے پر اپنے سوار اور پیادے۔

﴿وَاسْتَغْفِرْ﴾ اسْتَحْفَ بِخَيْلِكَ  
الْفَرَسَانِ وَالرَّجُلِ وَالرَّجَالِ الرَّجَالَةُ  
وَاحِدُهَا رَجُلٌ مِثْلُ صَاحِبٍ وَصَحْبٍ  
وَتَاجِرٍ وَتَجَرٍ۔

یعنی حاصبا کے معنی ہیں سخت آندھی اور حاصب وہ چیز ہے کہ پھینکے اس کو آندھی اور اسی سے ماخوذ ہے حصب جہنم کہ ڈالا جائے گا اس کو دوزخ میں اور وہ چیز کہ دوزخ میں ڈالی جائے وہ حصب اس کا ہے یعنی جو لوگ اس میں ڈالے جائیں گے وہ حصب اس کا ہے اور کہا جاتا ہے حصب فی الارض یعنی زمین میں گیا اور حصب مشتق ہے حصبا سے جس کے معنی پتھر ہیں۔

فائدہ: اس کی شرح بدء الخلق میں گزر چکی ہے۔  
﴿حَاصِبًا﴾ الرِّيحُ الْعَاصِيفُ وَالْحَاصِبُ  
أَيْضًا مَا تَرْمِي بِهِ الرِّيحُ وَمِنْهُ ﴿حَصْبُ  
جَهَنَّمَ﴾ يُرْمَى بِهِ فِي جَهَنَّمَ وَهُوَ  
حَصْبُهَا وَيُقَالُ حَصَبٌ فِي الْأَرْضِ  
ذَهَبٌ وَالْحَصْبُ مُشْتَقٌّ مِنَ الْحَصْبَاءِ  
وَالْحِجَارَةِ۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿أَوْ يَرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا﴾ یعنی یا بھیجے تم پر آندھی اور اللہ نے فرمایا ﴿انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم﴾ یعنی تم اور تمہارے معبود دوزخ کے پتھر ہیں اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ مراد حاصبا سے پتھر ہیں آسمان کے اور سدی کے طریق سے رامیا یومیم بحجارة (فتح) اور مراد اشتقاق سے اصطلاحی اشتقاق نہیں جیسا کہ اشتقاق فعل کا ہے مصدر سے بلکہ مراد محض مناسبت ہے۔

﴿تَارَةً﴾ مَرَّةٌ وَجَمَاعَتُهُ تَبَرَةٌ وَتَارَاتٌ۔  
یعنی تارۃ کے معنی ہیں ایک بار اور یہ واحد ہے اس کی جمع تئیر اور تارات ہے اللہ نے فرمایا ﴿إِنَّمَا آمَنْتُمْ أَن يَعِيدَ كُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَى﴾ یعنی یا نڈر ہوئے تم یہ کہ پھیر لے جائے تم کو دریا میں دوسری بار پھر ڈبوئے تم کو بدلہ تمہاری ناشکری کا۔

﴿لَا حَسْبَكَ﴾ لَا تَسْتَغْنِي عَنْهُمْ يُقَالُ  
اِحْتَسَبْتُ فُلَانًا مَا عِنْدَ فُلَانٍ مِنْ عِلْمٍ  
اِسْتَقْصَاهُ.

یعنی لا حَسْبُكَ کے معنی ہیں کہ ان کی جڑ اکھاڑ ڈالوں گا  
کہا جاتا ہے احتسبک فلان یعنی ہلاک کیا فلاں نے جو  
نزدیک فلاں کے ہے علم سے یعنی اس کے نہایت کو پہنچا  
اللہ نے فرمایا ﴿لا حَسْبُكَ ذَرِيَّتُهُ اِلَّا قَلِيلًا﴾ یعنی البتہ  
میں اس کی اولاد کی جڑ اکھاڑ ڈالوں گا مگر تھوڑوں کی۔  
یعنی طائرہ کے معنی ہیں نصیب اور حصہ اس کا اللہ نے  
فرمایا ﴿وَكُلَّ اِنْسَانٍ اِلَٰهٌ مَّا عِنْدَهُ﴾ یعنی جو  
آدمی ہے جوڑ دیا ہم نے نصیب اس کا اس کی گردن میں  
یا مراد بری قسمت اس کی ہے۔

﴿طَائِرَةٌ﴾ حَظٌّ.

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُلُّ سُلْطَانٍ فِي الْقُرْآنِ  
فَهُوَ حُجَّةٌ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جو لفظ سلطان کا کہ  
قرآن میں واقع ہے تو مراد اس سے حجت ہے۔

فائدہ: اس سورت میں لفظ قرآن کا دو جگہ واقع ہوا ہے ایک اس آیت میں ہے ﴿وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ سُلْطَانًا  
نَصِيرًا﴾ یعنی ٹھہرا واسطے میرے اپنے پاس سے حجت اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جو لفظ تسبیح کا قرآن میں  
واقع ہوا ہے پس وہ نماز ہے۔

﴿وَلِيٌّ مِنَ الدَّلِيلِ﴾ لَمْ يُخَالِفْ أَحَدًا.

اللہ نے فرمایا ﴿وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِنَ الدَّلِيلِ﴾ یعنی نہیں  
پکڑا اس نے کسی کو دوست اور مددگار یعنی مدد لینے میں  
کسی کا محتاج نہیں کہ ذلت کے وقت اس سے مدد لے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ  
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ پاک ذات ہے جو  
لے گیا اپنے بندے کو ایک رات ادب والی مسجد یعنی  
خانے کعبے کی مسجد سے دور والی مسجد یعنی بیت المقدس  
تک جو شام میں ہے۔

فائدہ: اس آیت میں ہمارہ ہے طرف معراج حضرت ﷺ کے کہ اس آیت سے مسجد اقصیٰ تک معلوم ہوا ہے اور  
بیت المقدس سے آسمان پر جانا مشہور حدیثوں سے ثابت ہوا ہے اور علماء نے لکھا ہے کہ جو کسے سے بیت المقدس تک  
جانے کا انکار کرے وہ کافر ہے اس واسطے کہ قرآن میں اس کا صاف بیان ہے اور جو بیت المقدس سے آسمان پر  
چڑھنے کا انکار کرے وہ بدعتی ہے۔

۴۳۴۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس رات حضرت ﷺ کو معراج ہوا بیت المقدس میں آپ کے سامنے دو پیالے لائے گئے ایک پیالہ شراب کا اور ایک پیالہ دودھ کا تو حضرت ﷺ نے ان دونوں کی طرف نظر کی سو آپ نے دودھ کا پیالہ لیا کہا جبرائیل علیہ السلام نے کہ سب تعریف ہے واسطے اللہ کے جس نے آپ کو فطری دین کی طرف راہ دکھائی اگر آپ شراب کا پیالہ لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

۴۳۴۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ ح وَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنَسَةَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِي بِهِ بِإِيلَاءٍ بَقْدَحِينَ مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا فَأَخَذَ اللَّبَنَ قَالَ جَبْرِئِيلُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَذَاكَ لِلْفِطْرَةِ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ.

فائدہ: اس کی شرح سیرۃ النبیہ میں گزر چکی ہے۔

۴۳۴۱۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ جب مجھ کو معراج کے مقدمے میں قریش نے جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہوا سو اللہ نے میرے لیے بیت المقدس کو ظاہر کیا تو میں نے ان کو اس کے بچے اور نشانوں سے خبر دینا شروع کیا اور میں اس کی طرف دیکھتا جاتا تھا اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب قریش نے مجھ کو جھٹلایا جب کہ مجھ کو بیت المقدس تک معراج ہوئی مانند اس کی۔

۴۳۴۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَمَّا كَذَّبَتْنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَّى اللَّهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ أَخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ زَادَ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ لَمَّا كَذَّبَتْنِي قُرَيْشٌ حِينَ أُسْرِيَ بِي إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ نَحْوَهُ (فَاصْفًا) رُبْعَ تَقْصِيفِ كُلِّ شَيْءٍ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی پہلے گزر چکی ہے اور جس نے حضرت ﷺ سے بیت المقدس کی نشانیاں پوچھی تھیں وہ مطعم بن عدی تھا اور نسائی نے یہ قصہ دراز روایت کیا ہے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ جب مجھ کو مکے میں معراج کی رات کی صبح ہوئی تو مجھ کو اپنے امر کا یقین ہوا اور میں نے پہچانا کہ لوگ مجھ کو جھٹلائیں گے سو میں غناک ہو کر علیحدہ ہو بیٹھا سو اللہ کا دشمن ابو جہل مجھ پر گزرا اور آیا یہاں تک کہ میرے پاس بیٹھ گیا سو اس نے مجھ سے کہا جیسے ٹھٹھا کرتا ہے



کہ کیا کچھ چیز نئی ہوئی ہے؟ میں نے کہا ہاں! کہا وہ کیا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آج رات مجھ کو معراج ہوئی، کہا کہاں تک؟ فرمایا بیت المقدس تک کہا پھر تو نے ہمارے درمیان صبح کی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں! ابو جہل نے آپ کو جھٹلانا مناسب نہ جانا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں قوم کو بلاؤں تو اس وقت تکذیب کی شرمندگی سے انکار ہی کر بیٹھیں، کہا کہ اگر میں تیری قوم کو بلاؤں تو ان سے یہ حال بیان کرے گا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں! کہا ابو جہل نے اے گروہ بنی کعب بن لؤی کے جلدی آؤ سو مجلسیں اٹھ کر ان کی طرف آئیں یہاں تک کہ ان کے پاس بیٹھ گئیں۔ ابو جہل نے کہا اپنی قوم سے بیان کر جو تو نے مجھ سے بیان کیا، سو حضرت ﷺ نے ان سے وہ حال بیان کیا سو بعض تالیاں بجانے لگے اور بعض نے تعجب سے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا اور لوگوں میں بعض وہ لوگ بھی موجود تھے جنہوں نے بیت المقدس کو دیکھا تھا سو انہوں نے کہا کہ کیا تو مسجد کے پتے ہم سے بیان کر سکتا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا سو میں ان کے واسطے اس کے پتے بیان کرنے لگا یہاں تک کہ بعض پتے مجھ پر مل گئے سو مسجد میرے سامنے لائی گئی سو میں نے اس کی نشانیاں بیان کیں اور میں اس کی طرف دیکھتا جاتا تھا سو لوگوں نے کہا کہ اس نے مسجد کے پتے تو ٹھیک بتلائے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ قریش کے کچھ لوگ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے سو انہوں نے کہا کہ کیا تو نے اپنے ساتھی سے کچھ خبر سنی وہ گمان کرتا ہے کہ وہ بیت المقدس تک گیا پھر کے کی طرف پھرا ایک رات میں ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا اس نے یہ بات کہی؟ لوگوں نے کہا ہاں کہا! بیشک وہ سچا ہے۔

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ البتہ ہم نے عزت دی ہے آدم علیہ السلام کی اولاد کو اور کرمنا اور اکرمنہا کے معنی ایک ہیں یعنی اصل میں نہیں تو تشدید واسطے مبالغہ کے ہے یعنی کرمنا میں زیادہ مبالغہ ہے کرامت میں۔

یعنی ضعف الحیاۃ کے معنی ہیں دو گنا عذاب زندگی کا اور دو گنا عذاب موت کا ﴿اِذَا لَا ذِفْنَاكَ ضَعْفَ الْحَيٰوةِ وَضَعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيرًا﴾ یعنی اس وقت چکھاتے ہم تجھ کو دو گنا عذاب زندگی میں اور دو گنا عذاب مرنے میں پھر نہ پائے تو اپنے واسطے ہم پر مدد کرنے والا۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالٰی ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ﴾ كَرَّمْنَا وَاَكْرَمْنَا وَاَحَدٌ.

﴿ضِعْفُ الْحَيَاةِ﴾ عَذَابُ الْحَيَاةِ  
﴿وَضِعْفُ الْمَمَاتِ﴾ عَذَابُ الْمَمَاتِ.

فائدہ: اور طبری نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ مراد عذاب دنیا اور آخرت کا ہے اور اسی طرح روایت کی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور توجیہ اس کی یہ ہے کہ عذاب آگ کا وصف کیا جاتا ہے ساتھ دو گنا ہونے کے واسطے دلیل قول اللہ

تعالیٰ کے ﴿عَذَابًا ضَعِيفًا مِنَ النَّارِ﴾ یعنی عذاب دو گنا پس دراصل یوں تھا لاذقناک عذابا ضعیفا فی الحیوة پھر حذف کیا گیا موصوف اور قائم کی گئی صفت مقام اس کے پھر مضاف کی گئی صفت مانند اضافت موصوف کے۔ (فتح)  
﴿خِلَافُكَ﴾ وَخِلْفُكَ سَوَاءٌ۔  
خلافک اور خلفک دونوں کے ایک معنی ہیں

یعنی پیچھے تیرے۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿وَإِذَا لَا يَلْبِثُونَ خِلَافُكَ إِلَّا قَلِيلًا﴾ یعنی اس وقت نہ ٹھہریں گے تیرے پیچھے مگر تھوڑا یعنی نہ باقی رہیں گے پیچھے نکلنے تیرے کے مکے سے گزرنا تھوڑا اور اسی طرح ہوا کہ ہجرت سے ایک سال پیچھے جنگ بدر میں ہلاک ہوئے اور جمہور کی قرأت خلفک کی ہے اور ابن عامر کی قرأت خلا فک ہے۔

﴿وَنَائِي﴾ تَبَاعَدٌ۔  
یعنی نائی کے معنی ہیں دور ہوا اللہ نے فرمایا

﴿وَنَأْبِجَانِبِهِ﴾ یعنی دور ہوا اپنے بازو سے۔

﴿شَاكِلَتِهِ﴾ نَاحِيَّتِهِ وَهِيَ مِنْ شَكْلَتِهِ۔  
یعنی اور شا کلتہ کے معنی ہیں اپنے طریقے پر اور وہ مشتق ہے شکلتہ سے یعنی جب کہ تو اس کو قید کرے۔

فائدہ: اور طبری نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ اس کے معنی ہیں اپنی طبیعت اور پیدائش پر اور قتادہ سے روایت ہے کہ اپنی نیت پر۔ (فتح) اور بعض کہتے ہیں کہ مراد مذہب اس کا ہے جو مشابہ ہے اس کے حال کو گمراہی اور ہدایت میں اور دلیل اس پر قول اللہ کا ہے۔ ﴿فَرَبِّكُمْ أَعْلَمُ بِمَنِ هُوَ أَهْدَى سَبِيلًا﴾ (ق) اللہ نے فرمایا ﴿قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَى شَاكِلَتِهِ﴾ یعنی تو کہہ ہر کوئی عمل کرتا ہے اپنے طریقے پر۔

﴿صَرَفْنَا﴾ وَجْهَنَا۔  
یعنی صرفنا کے معنی ہیں ہم نے پیش کیا اور بیان کیا اللہ

نے فرمایا ﴿وَلَقَدْ صَرَفْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ﴾ البتہ پھیر پھیر کر ہم نے بیان کی واسطے لوگوں کے اس قرآن میں ہر مثال۔

یعنی قبیلہ کے معنی ہیں سامنے اور روبرو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿أَوْ تَأْتِي بَالِلَهُ وَالْمَلَائِكَةُ قَبِيلًا﴾ یعنی لائے تو اللہ اور فرشتوں کو روبرو اور بعض کہتے ہیں کہ قابلہ بھی اسی سے ماخوذ ہے یعنی جو عورت کہ حاملہ عورت کا بچہ جنماتی ہے ہے اور اس کو قابلہ اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ جنمے والی عورت کے سامنے ہوتی ہے اور وہ اس کے بچے کے

﴿قَبِيلًا﴾ مُعَايَنَةً وَمُقَابَلَةً وَقِيلَ الْقَابِلَةُ لِأَنَّهَا مُقَابِلَتُهَا وَتَقَبَّلَ وَلَدَهَا۔

سامنے ہوتی ہے۔

﴿خَشِيَةَ الْإِنْفَاقِ﴾ انْفَقَ الرَّجُلُ اَمْلَقَ  
وَنَفِقَ الشَّيْءُ ذَهَبَ.

یعنی انفاق سے مراد املاق ہے کہا جاتا ہے انفق الرجل  
یعنی فقیر ہوا مرد اور خرچ ہوا سب مال اس کا اور نفق اشیاء  
کے معنی ہیں خرچ ہو گئی چیز اللہ نے فرمایا ﴿اِذَا  
لَا مَسْكَكُمْ خَشْيَةَ الْإِنْفَاقِ﴾ یعنی اگر اللہ کی رحمت کے  
خزانے تمہارے ہاتھ ہوتے تو بیشک تم بخیلی کرتے واسطے  
ڈر فقر کے یعنی اس ڈر سے کہ خرچ نہ ہو جائیں اور اللہ  
نے فرمایا ﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ﴾ یعنی  
نہ مار ڈالو اپنی اولاد کو واسطے خوف فقر کے اور سدی سے  
روایت ہے کہ واسطے اس ڈر کے کہ خرچ نہ ہو جائیں اور  
تم فقیر ہو جاؤ۔

﴿فُتُورًا﴾ مُقْتَرًا.

اور فتورا کے معنی ہیں مقترا یعنی بخل کرنے والا یعنی فحول  
اس جگہ ساتھ معنی اسم فاعل کے ہے اللہ نے فرمایا ﴿وَكَانَ  
الْإِنْسَانُ فُتُورًا﴾ یعنی ہے آدمی بخیلی کرنے والا۔  
یعنی اذقان جمع ہے اس کا واحد ذقن ہے اور ذقن کے معنی  
ہیں ہڈیاں جڑے کی جہاں داڑھی ہوتی ہے اللہ نے  
فرمایا ﴿وَيَخْرُونَ لِلْأَذْقَانِ﴾ یعنی اور گرتے ہیں  
ٹھوڑیوں پر روتے۔

﴿لِلْأَذْقَانِ﴾ مُجْتَمِعُ اللَّحْيَيْنِ وَالْوَاحِدُ  
ذَقْنٌ.

یعنی اور مجاہد نے کہا موفورا کے معنی ہیں وافر یعنی اسم  
مفعول ساتھ معنی اسم فاعل کے ہے اللہ نے فرمایا ﴿إِنَّ  
جَهَنَّمَ جُزَاءُ كَمِ جُزَاءِ مَوْفُورًا﴾ سو دوزخ ہے تم  
سب کی سزا وافر یعنی پوری۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مَوْفُورًا﴾ وَافِرًا.

یعنی تبیعا کے معنی ہیں بدلہ لینے والا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما  
سے روایت ہے کہ مراد مددگار ہے اللہ نے فرمایا ﴿ثُمَّ لَا  
تَجِدُوا لَكَ عَلَيْنَا تَبِيعًا﴾ پھر نہ پاؤ تم واسطے اپنے ہم پر

﴿تَبِيعًا﴾ ثَائِرًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَصِيرًا.

ساتھ اس کے کوئی بدلہ لینے والا۔

یعنی خبت کے معنی ہیں بچھنے لگے اللہ نے فرمایا ﴿کَلِمًا خَبَتْ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا﴾ یعنی جب دوزخ کی آگ بچھنے لگے گی تو زیادہ کریں گے ہم ان پر بھڑکاؤ۔

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ لا تبذر کے معنی ہیں نہ خرچ کر باطل میں اللہ نے فرمایا ﴿لَا تَبْذُرْ تَبْذِيرًا﴾ یعنی نہ خرچ کر خرچ کرنا باطل میں۔

یعنی ابتغاء رحمة کے معنی ہیں رزق اللہ نے فرمایا ﴿وَأَمَّا تَعْرِضْنِ عَنْهُمْ ابْتَغَاءَ رَحْمَةٍ مِنْ رَبِّكَ﴾ یعنی اور اگر کبھی تو تغافل کرے ان کی طرف سے تلاش میں رزق کے اپنے رب کی طرف سے۔

یعنی مشبورا کے معنی ہیں ملعون اللہ نے فرمایا ﴿وَأَنَّى لَا ظَنُّكَ يَا فِرْعَوْنُ مَشْبُورًا﴾ یعنی بے شک میں گمان کرتا ہوں تجھ کو اے فرعون پھنکارا گیا اور مجاہد نے کہا کہ مراد ہلاک ہونے والا ہے۔

یعنی لا تقف کے معنی ہیں مت کہہ اللہ نے فرمایا ﴿وَلَا تَقِفْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾ یعنی نہ کہہ جس کا تجھ کو علم نہیں۔

یعنی فجاسوا کے معنی ہیں قصد کیا انہوں نے اللہ نے فرمایا ﴿فَجَاسُوا خِلَالِ الدِّيَارِ﴾ یعنی قصد کیا انہوں نے گھروں کے بیچ کا واسطے قتل کے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ معنی اس کے ہیں چلے بیچ گھروں کے اور بعض کہتے ہیں اترے اور بعض کہتے ہیں کہ قتل کیا۔

یعنی یزجی الفلک کے معنی ہیں جاری کرتا ہے کشتیاں، اللہ نے فرمایا ﴿رَبِّكُمْ الَّذِي يُزْجِي لَكُمْ الْفَلَكَ فِي

﴿خَبَتْ﴾ طَفِئَتْ.

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَا تَبْذُرْ﴾ لَا تُنْفِقْ فِي الْبَاطِلِ.

﴿ابْتَغَاءَ رَحْمَةٍ﴾ رِزْقِ.

﴿مَشْبُورًا﴾ مَلْعُونًا.

﴿لَا تَقِفْ﴾ لَا تَقُلْ.

﴿فَجَاسُوا﴾ تَيَمَّمُوا.

﴿يُزْجِي﴾ الْفَلَكَ يُجَرِّي الْفَلَكَ.

البحر) یعنی تمہارا رب وہ ہے جو جاری کرتا ہے  
تمہارے واسطے کشتیاں سمندر میں۔

یعنی ﴿يَخْرُونَ لِلْأَذْقَانِ﴾ کے معنی ہیں گرتے  
ہیں اپنے منہ پر۔

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب ہم نے چاہا  
کہ ہلاک کریں کوئی بستی تو حکم کیا ہم نے اس کے عیش  
کرنے والوں کو یعنی جو ہم چاہیں۔

۴۳۴۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
جب جاہلیت کے وقت کوئی قوم بہت ہو جاتی تھی تو ہم کہتے  
تھے امر بنو فلان یعنی فلاں کی اولاد بہت ہوئی۔

فائدہ: غرض عبداللہ رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ آیت میں امرنا کے معنی بہت کرنے کے ہیں یعنی ہم نے اس کے عیش کرنے  
والوں کو بہت کیا۔

باب ہے بیچ بیان اس آیت کے یہ ہیں اولاد ان کی جن  
کو اٹھایا ہم نے ساتھ نوح علیہ السلام کے کشتی میں بیشک تھا وہ  
بندہ شکر کرنے والا۔

۴۳۴۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گوشت لایا گیا تو آپ ﷺ کو بکری کا  
ہاتھ اٹھا کر دیا گیا اور وہ آپ کو خوش لگتا تھا تو آپ نے اس کا  
گوشت دانتوں سے نوچا پھر فرمایا کہ میں قیامت کے دن سب  
لوگوں کا سردار ہوں اور کیا تم جانتے ہو کہ یہ سردار ہونا میرا کس  
سبب سے ہے اس کا بیان یوں ہے کہ اللہ قیامت کے دن  
اگلے پچھلے لوگوں کو ایک میدان میں جمع کرے گا سائے گا ان کو  
بلانے والا یعنی اپنی آواز اور حیر نکلے گی ان کو آنکھ (یعنی اس

﴿يَخْرُونَ لِلْأَذْقَانِ﴾ لِلْوُجُوهِ۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً  
أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا﴾ الْآيَةَ۔

۴۳۴۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا  
سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا مَتَّصِرٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ  
عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا نَقُولُ لِلْحَجَّي إِذَا كَثُرُوا  
فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَمَرَ بَنُو فُلَانٍ حَدَّثَنَا  
الْحَمِيدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ وَقَالَ أَمَرَ۔

بَابُ ﴿ذُرِّيَّةً مِنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ إِنَّهُ  
كَانَ عَبْدًا شَكُورًا﴾۔

۴۳۴۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِقَاتٍ أَخْبَرَنَا  
عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّمِيمِيُّ عَنْ أَبِي  
زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُنِيَ بِلَحْمٍ فَرَفَعَ إِلَيْهِ الدَّرَاعُ  
وَكَانَتْ تُعَجِّبُهُ فَهَشَّ مِنْهَا نَهْشَةً ثُمَّ قَالَ  
أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهَلْ تَدْرُونَ  
مِمَّ ذَلِكَ يَجْمَعُ اللَّهُ النَّاسَ الْأَوَّلِينَ

دن ہر ہر آدمی کو سب خلقت نظر آئے گی کوئی چیز ان کی اس پر چھپی نہ رہے گی واسطے تیز ہونے نظر کے اور برابر اور صاف ہونے زمین کے سو نہ ہوگی اس میں کوئی چیز کہ پردہ کرے ساتھ اس کے کوئی دیکھنے والے سے اور کان ایسا تیز ہو جائے گا کہ اگر کوئی بولے گا تو سب لوگ اس کی آواز کو سنیں گے) اور قریب ہوگا آفتاب سو پہنچے گا لوگوں کو غم اور رنج سے جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے اور برداشت سو لوگ کہیں گے کہ کیا تم نہیں دیکھتے جو تم کو مصیبت پہنچی کیا تم نہیں دیکھتے جو تمہاری سفارش کرے تمہارے رب کے پاس؟ سو بعض لوگوں بعض کو کہیں گے کہ لازم پکڑو اپنے اوپر آدم علیہ السلام کو سو آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو ان سے یوں کہیں گے کہ تم سب آدمیوں کے باپ ہو اللہ تعالیٰ نے تجھ کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور تجھ میں اپنی روح پھونکی اور حکم کیا فرشتوں کو سو انہوں نے تجھ کو سجدہ کیا ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے جس مصیبت میں ہم ہیں کیا تم نہیں دیکھتے جو ہم کو مصیبت پہنچی؟ سو آدم علیہ السلام کہیں گے کہ بیشک میرا رب آج غضبناک ہوا غضبناک ہونا کہ کبھی اس سے پہلے ایسا غضبناک نہ ہوا اور نہ کبھی اس سے پیچھے ایسا غضبناک ہوگا اور البتہ اس نے مجھ کو ایک درخت کے کھانے سے منع کیا تھا سو میں نے اس کی نافرمانی کی میری جان خود سفارش کی مستحق ہے تین بار کہیں گے میرے غیر کے پاس جاؤ، نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ سو وہ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ اے نوح! بیشک تم پہلے رسول ہو زمین والوں کی طرف اور البتہ اللہ نے تمہارا نام بندہ شکر گزار کہا ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے جس مصیبت میں کہ ہم ہیں سو

وَالْآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ يُسْمِعُهُمُ الْدَاعِيَ وَيَنْفَذُهُمُ الْبَصَرَ وَتَدْنُو الشَّمْسُ فَيَلْبِغُ النَّاسُ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا يُطِيقُونَ وَلَا يَحْتَمِلُونَ فَيَقُولُ النَّاسُ أَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ بَلَغَكُمْ أَلَا تَنْظُرُونَ مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ عَلَيْكُمْ بَادِمٌ فَيَأْتُونَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُولُونَ لَهُ أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَا تَرَى إِلَى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَيَقُولُ آدَمُ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنَّهُ قَدْ نَهَانِي عَنِ الشَّجَرَةِ فَقَصَيْتُهُ نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى نُوحٍ فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُونَ يَا نُوحُ إِنَّكَ أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَقَدْ سَمَّاكَ اللَّهُ عَبْدًا شَكُورًا اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ فَيَقُولُ إِنَّ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنَّهُ قَدْ كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ دَعَوْتُهَا عَلَى قَوْمِي نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى إِبْرَاهِيمَ فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُونَ يَا

إِبْرَاهِيمَ أَنْتَ نَبِيُّ اللَّهِ وَخَلِيلُهُ مِنْ أَهْلِ  
الْأَرْضِ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى  
مَا نَحْنُ فِيهِ فَيَقُولُ لَهُمْ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ  
الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ  
يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنِّي قَدْ كُنْتُ كَذَبْتُ  
ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ فَذَكَرَهُنَّ أَبُو حَيَّانَ فِي  
الْحَدِيثِ نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي إِذْ هَبُوا إِلَى  
غَيْرِي إِذْ هَبُوا إِلَى مُوسَى فَيَأْتُونَ مُوسَى  
فَيَقُولُونَ يَا مُوسَى أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ  
فَضَّلَكَ اللَّهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ عَلَى النَّاسِ  
إِشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ  
فِيهِ فَيَقُولُ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا  
لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ  
مِثْلَهُ وَإِنِّي قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ أَوْمَرْ بِقَتْلِهَا  
نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي إِذْ هَبُوا إِلَى غَيْرِي  
إِذْ هَبُوا إِلَى عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ فَيَأْتُونَ  
عِيسَى فَيَقُولُونَ يَا عِيسَى أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ  
وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ  
وَكَلِمَتُ النَّاسِ فِي الْمَهْدِ صَبَا إِشْفَعْ لَنَا  
أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ فَيَقُولُ عِيسَى إِنَّ  
رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ  
قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَلَمْ  
يَذْكُرْ ذَنْبًا نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي إِذْ هَبُوا إِلَى  
غَيْرِي إِذْ هَبُوا إِلَى مُحَمَّدٍ فَيَأْتُونَ مُحَمَّدًا  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ يَا مُحَمَّدُ

نوح علیہ السلام کہیں گے کہ بیشک میرا رب آج غضبناک ہوا  
غضبناک ہونا کہ نہ اس سے پہلے ایسا غضبناک ہوا اور نہ کبھی  
اس سے پیچھے ایسا غضبناک ہوگا اور بیشک شان یہ ہے کہ میری  
ایک دعا مقبول تھی کہ میں نے اس کے ساتھ اپنی قوم پر بددعا  
کی میری جان خود سفارش کی مستحق ہے تین بار کہیں گے میرے  
سوا کسی اور کے پاس جاؤ، ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ، سو وہ  
لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے سو کہیں گے کہ تم اللہ کے  
پیغمبر ہو اور سب زمین والوں سے اس کے دلی دوست ہو  
ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے جس  
مصیبت میں ہم ہیں تو ابراہیم علیہ السلام ان سے کہیں گے کہ بیشک  
میرا رب آج غضبناک ہوا ہے غضبناک ہونا کہ نہ اس سے  
پہلے ایسا غضبناک ہوا اور نہ کبھی اس سے پیچھے ایسا غضبناک ہو  
گا البتہ میں نے تین بار جھوٹ بولا تھا سو ذکر کیا ان کو ابو حیان  
راوی نے حدیث میں میری جان خود سفارش کی مستحق ہے تین  
بار کہیں گے میرے غیر کے پاس جاؤ، موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ  
سو وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے سو کہیں گے اے  
موسیٰ! تم اللہ کے رسول ہو اللہ نے تجھ کو اپنی رسالت اور کلام  
سے لوگوں پر فضیلت دی ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے  
پاس کیا تم نہیں دیکھتے جس مصیبت میں کہ ہم ہیں تو موسیٰ علیہ السلام  
کہیں گے کہ بیشک میرا رب آج غضبناک ہوا ہے غضبناک  
ہونا کہ نہ اس سے پہلے کبھی ایسا غضبناک ہوا اور نہ کبھی اس  
سے پیچھے ایسا غضبناک ہوگا اور بیشک میں نے ایک جان کو مار  
ڈالا جس کے مارنے کا مجھ کو حکم نہ تھا یعنی ناحق میری جان خود  
شفاعت کی مستحق ہے یہ کلمہ تین بار فرمائیں گے تاکید کے  
واسطے میرے غیر کے پاس جاؤ، عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، سو وہ

اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَاتِمُ الْاَنْبِيَاءِ وَقَدْ غَفَرَ  
 اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ  
 اِشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا نَحْنُ  
 فِيْهِ فَاَنْطَلِقْ فَاِنِّىْ تَحْتَ الْعَرْشِ فَاَقْعُ  
 سَاجِدًا لِّرَبِّىْ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى  
 مِنْ مَّحَامِدِهِ وَحُسْنِ الشَّأْنِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَّمْ  
 يَفْتَحْهُ عَلٰى اَحَدٍ قَبْلِىْ ثُمَّ يُقَالُ يَا مُحَمَّدُ  
 اِرْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ نَعْطَهُ وَاشْفَعْ تَشْفَعْ  
 فَاَرْفَعُ رَأْسِىْ فَاَقُوْلُ اُمِّىْ يَا رَبِّ اُمِّىْ يَا  
 رَبِّ اُمِّىْ يَا رَبِّ فَيَقَالُ يَا مُحَمَّدُ اَدْخِلْ  
 مِنْ اُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ  
 الْاَيْمَنِ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ  
 النَّاسِ فَيَمَّا سَوِىْ ذَلِكَ مِنَ الْاَبْوَابِ ثُمَّ  
 قَالَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهِ اِنَّ مَا بَيْنَ  
 الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَّصَارِيعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ  
 مَكَّةَ وَحِمَيْرَ اَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرَى.

لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے سو کہیں گے اے عیسیٰ!  
 تم اللہ کے رسول ہو اور اس کی کلام سے پیدا ہوئے ہو جو مریم  
 کی طرف ڈالی گئی یعنی صرف لفظ کن سے پیدا کیا تھا کوئی اس کا  
 باپ نہیں اور اس کی روح ہو اور کلام کیا تم نے ان لوگوں سے  
 جھوٹے میں لڑکپن میں ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے  
 پاس کیا تم نہیں دیکھتے جس مصیبت میں کہ ہم ہیں تو عیسیٰ علیہ السلام  
 کہیں گے کہ بیشک میرا رب آج غضبناک ہوا ہے غضبناک  
 ہونا کہ نہ اس سے پہلے ایسا غضبناک ہوا اور نہ کبھی اس سے  
 پیچھے ایسا غضبناک ہوگا اور نہیں ذکر کیا راوی نے گناہ کو (اور  
 نسائی کی روایت میں ہے کہ میں اللہ کے سوا معبود ٹھہرایا گیا)  
 میری جان خود سفارش کی مستحق ہے تین بار کہیں گے میرے غیر  
 کے پاس جاؤ، محمد ﷺ کے پاس جاؤ، سودہ لوگ محمد ﷺ کے  
 پاس جائیں گے اور کہیں گے اے محمد! تم رسول اللہ اور خاتم  
 الانبیاء ہو اور اللہ نے تمہارے اگلے پچھلے گناہ سب بخش دیئے  
 ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس کیا آپ نہیں دیکھتے  
 جس مصیبت میں کہ ہم ہیں سو میں چل کر عرش کے نیچے آؤں گا  
 تو میں اپنے رب کے آگے سجدہ میں گر پڑوں گا پھر کھولے گا  
 اللہ مجھ پر اپنی تعریفوں سے اور اپنی نیک ثناء سے وہ چیز جو مجھ  
 سے پہلے کسی پر نہیں کھولی پھر حکم ہوگا اے محمد! اپنا سر اٹھا لے  
 مانگ تجھ کو دیا جائے گا سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی تو  
 میں اپنا سر اٹھاؤں گا سو میں کہوں گا کہ الہی! میری امت کو  
 بخش، الہی! میری امت کو بخش، الہی! میری امت کو بخش، سو حکم  
 ہوگا کہ اے محمد! داخل کر بہشت میں اپنی امت سے جن پر کچھ  
 حساب نہیں بہشت کے دائیں دروازے سے اور وہ لوگوں کے  
 شریک ہیں اس کے سوا اور دروازوں میں پھر فرمایا قسم ہے اس



کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ بیشک بہشت کی چوکھٹوں سے دو چوکھٹ کے درمیان فاصلہ جیسے مکہ اور حمیر یا مکہ اور بصری کے درمیان ہے۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح رقائق میں آئے گی اور وارد کیا ہے اس کو بخاری نے اس جگہ واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ کہیں گے اے نوح! تو پہلا رسول ہے اہل زمین کی طرف اور اللہ نے تیرا نام بندہ شکر گزار کہا اور یہ جو کہا کہ ذکر کیا ہے ان کو ابو حیان نے حدیث میں تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ ابو حیان سے نیچے راوی نے اس کو مختصر کیا ہے اور ابو حیان وہ راوی اس کا ہے ابو زرہ سے اور اس حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ ضمیر اللہ کے قول انہ کان عبدا مشکوزا میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف پھرتی ہے اور ابن حبان نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ تھے نوح علیہ السلام جب کھاتے یا پینتے تو اللہ کا شکر کرتے سو اللہ نے ان کا نام شکر گزار رکھا۔ (فتح)

**بابُ قَوْلِهِ ﴿وَأَتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا﴾** باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ دی ہم نے

داؤد علیہ السلام کو زبور۔

۴۳۴۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہلکا اور آسان ہو گیا تھا داؤد علیہ السلام پر پڑھنا (زبور کا) سو وہ اپنی سواری کے کئے کا حکم کرتے تو قرآن کو زین کے سے پہلے پڑھ چکتے تھے۔

۴۳۴۴۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُفِفَ عَلَى دَاوُدَ الْقِرَاءَةُ فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَأْتِهِ لِيُسْرَجَ فَكَانَ يَقْرَأُ قَبْلَ أَنْ يَفْرَغَ يَعْنِيَ الْقُرْآنَ.

**فائدہ:** اور مراد ساتھ قرآن کے مصدر قرأت کا ہے نہ یہ قرآن جو اس امت کے واسطے معلوم اور معبود ہے اور اس کی پوری شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے۔

**بابُ قَوْلِهِ ﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ رَعَيْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا﴾** باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ کہہ پکارو تم جن کو تم اللہ گمان کرتے ہو اللہ کے سوا سو نہیں اختیار رکھتے کہ تکلیف کھول دیں تم سے اور نہ بدلائیں۔

۴۳۴۵۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں وہ لوگ جن کو کافر پوجتے ہیں ڈھونڈتے ہیں اپنے رب تک وسیلہ کہا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگ تھے کہ بعض

۴۳۴۵۔ حَدَّثَنِي عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ إِلَى

جنات کو پوجتے تھے سو جنات مسلمان ہو گئے اور یہ لوگ ان کے دین کو پکڑے رہے اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جن کو تم گمان کرتے ہو اللہ۔

رَبَّهُمُ الْوَسِيلَةَ ﴿ قَالَ كَانَ نَاسٌ مِنَ الْإِنْسِ يَعْبُدُونَ نَاسًا مِنَ الْجِنِّ فَاسْلَمَ الْجِنُّ وَتَمَسَّكَ هَؤُلَاءِ بِدِينِهِمْ زَادَ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ ﴿ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ رَعِمْتُمْ ۖ

فَاعْلَمْ: لوگ ان کے دین کو پکڑے رہے یعنی بدستور رہے وہ آدمی جو دیوبھوت کو پوجتے تھے دیو، بھوت کی عبادت پر اور جنات اس کے ساتھ راضی نہ تھے اس واسطے کہ وہ مسلمان ہو گئے تھے اور وہی جنات تھے جو اللہ تک وسیلہ ڈھونڈنے لگے اور روایت کی طبری نے ساتھ اور وجہ کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ جو لوگ ان کو پوجتے تھے ان کو ان کے اسلام کی خبر نہ تھی اور یہی ہے معتمد اس آیت کی تفسیر میں اور بہر حال جو طبری نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ عرب کی کئی قومیں ایک قسم کے فرشتوں کو پوجتے تھے جن کو جنات کہا جاتا تھا اور کہتے تھے کہ وہ اللہ کی بیٹیاں ہیں سو یہ آیت اتری سو اگر یہ ثابت ہو تو محمول ہوگی اس پر کہ دونوں فریق کے حق میں اتری نہیں تو سیاق دلالت کرتا ہے اس پر کہ جنات اسلام سے پہلے انسانوں کی عبادت سے راضی تھے کہ آدمی ان کو پوجیں اور یہ صفت فرشتوں کی نہیں اور اسی طرح ہے وہ چیز کہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد وہ لوگ ہیں جو فرشتوں اور مسیح علیہ السلام اور عزیر علیہ السلام کو پوجتے تھے۔

تَنْبِيْهُ: مشکل جانا ہے ابن تین نے قول اس کے کو ناسا من الجن اس طور سے کہ انسان جنات کی ضد ہیں اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ اس شخص کے قول کی بنا پر ہے جو کہتا ہے کہ وہ ناس سے شق ہے جس کے معنی ہیں حرکت کے یا ذکر کیا گیا ہے واسطے تقابل کے اس واسطے کہ کہا ناس من الانس و ناس من الجن اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں کہ مشرک لوگ کہتے تھے کہ ہم فرشتوں کی عبادت کرتے ہیں اور فرشتے خود وسیلہ چاہتے ہیں۔ (فتح)

وہ لوگ جن کو کافر پوجتے ہیں ڈھونڈتے ہیں اپنے رب تک وسیلہ، آخر آیت تک۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ ۖ ﴾ الْآيَةُ.

۴۳۶ - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي هَذِهِ الْآيَةِ ﴿ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ ۖ ﴾ قَالَ كَانَ

۴۳۶ - حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جن کو کافر پوجتے ہیں ڈھونڈتے ہیں وہ اپنے رب تک وسیلہ کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بعض جنات پوجے جاتے تھے سو وہ جنات مسلمان ہو گئے۔

نَاسٌ مِّنَ الْجِنِّ يَعْبدُونَ فَأَسْلَمُوا.

**فائدہ:** یہ وہی پہلی حدیث ہے ذکر کیا ہے اس کو ساتھ اختصار کے اور مفعول یدعون کا محذوف ہے تقدیر اس کی یہ ہے **أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُوهُمْ آلِهَةٌ يَتَّبِعُونَ** الی ربهم الوسيلة اور قرأت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تدعون ہے ساتھ ت مشائخ نو قانیہ کے اس بنا پر کہ واسطے خطاب کفار کے ہے اور قول اس کا ایہم اقرب معنی اس کے یہ ہیں کہ ڈھونڈتے ہیں کہ جو بندہ ان میں اللہ کے نزدیک تر ہو اسی کا وسیلہ پکڑیں۔

**بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾** باب ہے تفسیر میں اس آیت کی اور وہ خواب جو ہم نے تجھ کو دکھایا سو لوگوں کے جانچنے کو۔

۴۳۴۷ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾ قَالَ هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ أَرَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرَى بِهِ ﴿وَالشَّجَرَةُ الْمَلْعُونَةُ﴾ شَجَرَةُ الزَّقُومِ.

۴۳۴۷ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں اور وہ خواب جو ہم نے تجھ کو دکھایا سو لوگوں کے جانچنے کو کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد رؤیا سے اس آیت میں آنکھ سے دیکھنا ہے جو حضرت ﷺ کو معراج کی رات میں دکھایا گیا اور مراد شجرہ ملعونہ سے جو قرآن میں واقع ہے تھوہر کا درخت ہے۔

**فائدہ:** نہیں تصریح کی ساتھ چیز مرئی کے یعنی کیا چیز دکھائی گئی اور سعید بن منصور نے ابو مالک سے روایت کی ہے کہ مراد وہ چیز ہے کہ بیت المقدس کے راہ میں دکھائی گئی اور میں نے اس کو معراج کی حدیث میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس حدیث کی ایک روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ وہ خواب میں نہ تھا بلکہ بیداری میں تھا اور اس میں ایک اور قول بھی آیا ہے جیسا کہ ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ کو دکھلایا گیا کہ آپ اور آپ کے اصحاب کے میں داخل ہوئے سو جب کافروں نے ان کو پھیرا تو بعض کے واسطے فتنہ ہوا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر اطلاق لفظ رؤیا کے اس چیز پر کہ دیکھے آنکھ بیداری میں اور یہ جو فرمایا کہ درخت ملعون تھوہر کا درخت ہے تو یہی ہے صحیح اور ذکر کیا ہے اس کو ابن ابی حاتم نے چند اور پندرہ تابعین سے پھر روایت کی ہے اس نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ مراد شجرہ ملعونہ سے حکم بن ابی العاص اور اس کا بیٹا ہے اور عبد الرزاق نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ مشرکوں نے کہا کہ محمد ﷺ ہم کو خبر دیتا ہے کہ آگ میں ایک درخت ہے اور حالانکہ آگ درخت کو کھا جاتی ہے سو یہ ان کے واسطے فتنہ ہوا اور زقوم فعل ہے زقم سے اور وہ سخت لقمہ ہے اور تمیم کی لغت میں جس کھانے سے فتنے آئے اس کو زقوم کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ہر ثقیل کھانا زقوم ہے۔ (فتح)

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ فجر کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور کہا مجاہد۔ نے کہ قرآن فجر سے مراد نماز فجر کی ہے۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس کو طبری نے مجاہد سے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ دن رات کے فرشتے اس میں جمع ہوتے ہیں۔

۴۳۳۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جماعت کی نماز تہا کی نماز سے پچیس درجے افضل ہے اور جمع ہوتے ہیں فرشتے رات اور دن کے فجر کی نماز میں پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم چاہو تو اس کا مطلب قرآن سے پڑھ لو کہ فجر کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

۴۳۴۸۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَأَبْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَضَّلَ صَلَاةُ الْجَمِيعِ عَلَى صَلَاةِ الْوَاحِدِ خَمْسٌ وَعِشْرُونَ دَرَجَةً وَتَجْتَمِعُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ أَقْرَبُوا إِنَّ شَيْئًا «وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا».

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز کے بیان میں گزر چکی ہے۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ شاید کھڑا کرے تجھ کو تیرا رب تعریف کے مقام میں۔

بَابُ قَوْلِهِ «عَسَى أَنْ يَتَّعِنَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا».

۴۳۳۹۔ آدم بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہتے تھے کہ بیشک لوگ قیامت کے دن پھریں گے گھٹنوں پر بیٹھے ہر امت اپنے پیغمبر کے ساتھ ہوگی کہیں گے اے فلاں ہماری سفارش کیجیے! اے فلاں ہماری سفارش کیجیے! یہاں تک کہ سفارش کی نوبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے گی پس یہ دن ہے جس میں اللہ آپ کو تعریف کے مقام میں کھڑا کرے گا۔

۴۳۴۹۔ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ آدَمَ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ إِنَّ النَّاسَ يَصِيرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جُنًى كُلُّ أُمَّةٍ تَتَّبِعُ نَبِيَّهَا يَقُولُونَ يَا فَلَانُ اشْفَعْ يَا فَلَانُ اشْفَعْ حَتَّى تَنْتَهِيَ الشَّفَاعَةُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَذَلِكَ يَوْمَ يَبْعَثُهُ

اللَّهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُودَ.

**فائدہ:** روایت کی ہے نسائی نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ لوگ قیامت کے دن ایک مقام میں جمع ہوں گے سو پہلے پہل حضرت محمد ﷺ کو بلایا جائے گا تو حضرت ﷺ کہیں گے لیک وسعدیک والخیر دفی یدیک والشر لیس الیک المہدی من ہدیت عبدک وابن عبدک وبک والیک ولا ملجأ ولا منجأ منک الا الیک تبارکت وتعالیت سو یہی مطلب ہے اللہ کے اس قول کا کہ شاید تیرا رب تجھ کو تعریف کے مقام میں کھڑا کرے اور نہیں ہے مخالفت درمیان اس کے اور درمیان حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے جواب میں ہے اس واسطے کہ یہ کلام گویا مقدمہ ہے شفاعت کا اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے سعید بن ابی ہلال کے طریق سے کہ مقام محمود جس کو اللہ نے ذکر کیا ہے یہ ہے کہ حضرت ﷺ قیامت کے دن اللہ اور جبریل علیہ السلام کے درمیان ہوں گے تو محشر کے لوگ آپ کے اس مقام سے رشک کریں گے اور روایت کی ہے اس نے حسین بن علی کے طریق سے کہ ایک مرد نے اہل علم میں سے مجھ کو خبر دی کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کھینچی جائے گی زمین جیسے چمڑا کھینچا جاتا ہے، الحدیث۔ اور اس میں ہے کہ پھر مجھ کو سفارش کی اجازت ہوگی تو میں کہوں گا اے رب میرے! تیرے بندوں نے تیری عبادت کی زمین کی اطراف میں کہا پس یہ ہے مقام محمود اور پہلے گزر چکا ہے زکوٰۃ کے بیان میں کہ مراد ساتھ مقام محمود کے یہ ہے کہ حضرت ﷺ بہشت کے دروازے کا حلقہ پڑیں گے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ کو حمد کا جھنڈا ملے گا اور بعض کہتے ہیں کہ آپ عرش پر بیٹھیں گے۔ (فتح) اور یہ جو کہا ان الناس بصیرون یوم القيامة جنہی تو اس کے معنی ایک یہ ہیں کہ لوگ پھریں گے قیامت کے دن جماعت جماعت۔

۴۳۵۰۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی جب اذان سنے تو یہ دعا اللہم سے وعدہ تک پڑھے تو اس کو قیامت میں میری شفاعت پہنچے گی یعنی حضرت ﷺ اس کو بخشائیں گے اس دعا کے معنی یہ ہیں کہ اے اللہ! اس پوری پکار اور ہمیشہ رہنے والی نماز کے مالک دے محمد ﷺ کو وسیلہ اور بڑائی اور پہنچا اس کو اس مقام پر جس کا تو نے اس سے وعدہ کیا ہے۔

۴۳۵۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْيَدَاءَ اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ التَّامَّةُ وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ ابْنِ مُحَمَّدٍ الْوَسِيلَةَ وَالْفَصِيلَةَ وَأَنْعِثْهُ مَقْلَمًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح ابواب الاذان میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾ يَزْهَقُ يَهْلِكُ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ کہہ آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ بیشک جھوٹ ہے نکل بھاگنے والا اور یزہق کے معنی ہیں ہلاک ہوتا ہے۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے سچ تفسیر اس آیت کے ﴿ان الباطل كان زهوقا﴾ یعنی بھاگنے والا اور قدامتہ اللہ سے روایت ہے یعنی ہلاک ہوا۔

۴۳۵۱ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْبَيْتِ سِتُونَ وَثَلَاثَ مِائَةٍ نَصَبٍ فَجَعَلَ يَطْعُمُهَا بِعُودٍ فِي يَدِهِ وَيَقُولُ ﴿جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾ ﴿جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِي الْبَاطِلُ وَمَا يُعِينُ﴾.

۴۳۵۱ - حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے میں داخل ہوئے اور خانے کعبے کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے سو حضرت ﷺ ان کو ہاتھ کی لکڑی سے چوکنے لگے اور یہ کہنا شروع کیا کہ آیا دین سچ اور نکل بھاگا جھوٹ بیشک جھوٹ ہے نکل بھاگنے والا حق سے اور نہیں ظاہر ہوتا جھوٹ اور نہیں پھرتا۔

فائدہ: صحیح مسلم اور نسائی میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ داخل ہوتا حضرت ﷺ کا مکے میں فتح مکہ کے وقت تھا اول اس کا فتح مکہ کے قصبے میں ہے یہاں تک کہ کہا سو حضرت ﷺ کے میں آئے یہاں تک کہ خانے کعبے کے گرد طواف کیا پھر ان بتوں پر گزرتا شروع کیا اس حال میں کہ کمان کی لکڑی سے ان کو چوکتے تھے اور فرماتے تھے کہ آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ اور اس حدیث کی شرح جنگ فتح مکہ میں گزر چکی ہے اور حق سے مراد اس آیت میں قرآن ہے اور یا تو حید اور یا معجزے جو حضرت ﷺ کی پیغمبری پر دلالت کرتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور پوچھتے ہیں تجھ سے روح کو تو کہہ روح ہے میرے رب کے حکم سے۔

فائدہ: پوچھتے ہیں تجھ کو روح سے یعنی روح کی حقیقت سے یا اس کے حدوث یعنی پیدا ہونے سے تو کہہ روح میرے رب کے حکم سے ہے کہ اس کو کلمہ کن سے پیدا کیا بغیر اس کے کہ اس کا کوئی مادہ اور اصل ہو یہ معنی پہلی تقدیر پر ہیں یا موجود ہے ساتھ ایجاد اور احداث کے یا پوچھتے ہیں تجھ کو حقیقت روح کے علم سے تو کہہ کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ کی

شان سے ہے یعنی اس کا علم خاص اللہ تعالیٰ کو ہے کسی اور کو اللہ نے اس پر اطلاع نہیں دی صاحب کشف نے کہا کہ اکثر مفسرین اس پر ہیں کہ انہوں نے حقیقت روح کے علم سے سوال کیا تھا، روایت ہے کہ یہود نے کفار قریش سے کہا تھا کہ محمد ﷺ سے اصحاب کہف اور سکندر، ذوالقرنین اور روح کا حال پوچھو اگر ان تین چیزوں کے جواب سے چپ رہے تو وہ پیغمبر نہیں اور روح کے سوا دونوں چیزوں کا جواب دے تو پیغمبر ہے اس واسطے کہ ان کو تورات سے معلوم تھا کہ روح کی حقیقت کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا سو حضرت ﷺ نے اصحاب کہف اور ذوالقرنین کا حال بتلایا اور روح کو مبہم چھوڑا اور جاننا چاہیے کہ روح کے معنی میں بہت اقوال ہیں چند اقوال کو ذکر کیا جاتا ہے بیضاوی نے کہا کہ مراہ وہ امر ہے کہ آدمی اس کے ساتھ زندہ ہے اور مدبر ہے اس کے بدن میں اور بعض کہتے ہیں کہ جسم لطیف ہے شریک ہے جسموں کو صورت ظاہر اور اعضاء ظاہرہ میں کہ اس کے ساتھ سنتا ہے اور دیکھتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک نور ہے اللہ کے نوروں سے اور ایک زندگی ہے اس کی زندگی سے اور یہ اشعری سے منقول ہے کہ مراد نفس سے ہے کہ باہر سے اندر جاتا ہے اور کہا واقعی نے کہ مختار یہ ہے کہ جسم لطیف ہے کہ اس کے ساتھ زندگی پائی جاتی ہے اور جاننا چاہیے کہ مذہب اہل سنت اور جماعت کا یہ ہے کہ آدمیوں کی روحمیں بدنوں سے پہلے پیدا ہوئی ہیں اور تعلق ان کا ساتھ بدنوں کے نیا ہے یا بعد استعداد اور قابلیت ہر بدن کے پیدا ہوتا ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ روح بھی بدن کے ساتھ مر جاتی ہے یا نہیں؟ ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ نہ مرتی ہے اور نہ پرانی ہوتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مر جاتی ہے گویا کہ مراد اس قائل کی یہ ہے کہ حرکتیں قوی اور فعلی کہ زندگی کے وقت میں رکھتا تھا اس سے صادر نہیں ہوتیں اور بعض کہتے ہیں کہ موت کے بعد روح بدن دونوں کو عذاب ہوتا ہے اور اسی طرح ثواب بھی دونوں کو ہوتا ہے اور نعمت بھی دونوں کو حاصل ہوتی ہے۔ (تیسر القاری)

۴۳۵۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ تھا کھیتی میں اور آپ کھجور کی چھڑی پر تکیہ کیے تھے کہ اچانک یہود گزرے سو ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس سے روح کی حقیقت پوچھو تو بعض نے کہا کہیں ایسا نہ ہو کہ پیش آئے تم کو ساتھ ایسی چیز کے جس کو تم برا جانو سو انہوں نے کہا کہ اس سے پوچھو تو انہوں نے حضرت ﷺ سے روح کی حقیقت پوچھی تو حضرت ﷺ چپ رہے ان کو کچھ جواب نہ دیا سو میں نے جانا کہ آپ کو وحی ہوتی ہے سو میں اپنی اس جگہ میں کھڑا رہا پھر جب وحی اتر چکی تو

۴۳۵۲۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرْبٍ وَهُوَ مُتَكِيٌّ عَلَى عَصِيبٍ إِذْ مَرَّ الْيَهُودُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ فَقَالَ مَا رَأَيْكُمْ إِلَيْهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يَسْتَقْبِلُكُمْ بِشَيْءٍ تَكْرَهُونَهُ فَقَالُوا سَلُوهُ فَسَأَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ فَأَمْسَكَ

آپ ﷺ نے فرمایا یعنی یہ آیت پڑھی کہ پوچھتے ہیں تجھ کو حقیقت روح کی تو کہہ روح میرے رب کے حکم سے ہے اور نہیں دیئے گئے تم علم سے مگر تھوڑا۔

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرِدْ عَلَيْهِمْ شَيْئًا فَعَلِمْتُ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ فَقُمْتُ مَقَامِي فَلَمَّا نَزَلَ الْوَحْيُ قَالَ (وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا)۔

**فائدہ:** مارابکم یہ راب فعل ماضی ہے ریب سے ساتھ شک کے اور ایک روایت میں حموی کی راب سے ہے ساتھ معنی اصلاح کے ہے اور کہا خطابی نے کہ ٹھیک مارابکم ہے ساتھ تقدیم ہمزہ کے اور ارب کے معنی ہیں حاجت یعنی تم کو اس کی کیا حاجت ہے اور اس کے معنی ظاہر ہیں اگر روایت اس کے مطابق ہو ہاں طبری کی روایت میں اسی طرح ہے یعنی ارب ساتھ معنی حاجت کے اور علم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ واقعہ مدینے کا تھا اور یہ دلالت کرتا ہے کہ نزول اس آیت کا مدینے میں تھا اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ قریش نے یہود سے کہا کہ ہم کو کوئی چیز بتلاؤ کہ ہم اس مرد سے پوچھیں یعنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ مکے میں تھا اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس طور کے کہ متعدد ہونزول ساتھ محمول کرنے سکوت آپ کے اوپر توقع زیادہ بیان کے اگر یہ جائز ہو، نہیں تو جو صحیح میں ہے وہ صحیح تر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ یہود آپ پر گزرے تھے اور محمول ہوگا یہ اختلاف کہ دونوں فریق راہ میں ایک دوسرے سے ملے سو ہر فریق پر صادق آئے گا کہ وہ دوسرے پر گزرا اور یہ جو انہوں نے کہا کہ اس سے پوچھو تو وحید میں ہے کہ بعض نے کہا قسم ہے ہم اس سے پوچھیں گے سو ایک مردان میں سے کھڑا ہوا سو اس نے کہا کہ اے محمد! روح کیا چیز ہے اور طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ خبر دے ہم کو روح سے کہا ابن تین نے کہ اختلاف کیا ہے لوگوں نے کہ جس روح کا اس حدیث میں ذکر ہے جس کا انہوں نے سوال کیا تھا اس روح سے کیا مراد ہے؟ اس میں بہت اقوال ہیں پہلا قول یہ ہے کہ وہ آدمی کی روح ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ مراد اس سے روح حیوان کی ہے، تیسرا قول یہ ہے کہ مراد جبریل علیہ السلام ہے، چوتھا قول یہ ہے کہ مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں، پانچواں قول یہ ہے کہ مراد قرآن ہے، چھٹا قول یہ ہے کہ مراد وحی ہے، ساتواں قول یہ ہے کہ مراد ایک فرشتہ ہے جو قیامت کے دن تجہ صف میں کھڑا ہوگا، آٹھواں قول یہ ہے کہ مراد ایک فرشتہ ہے کہ اس کے واسطے گیارہ ہزار پر اور منہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک فرشتہ ہے کہ اس کے واسطے ستر ہزار زبان ہے اور ہر زبان کے واسطے ہزار بولی ہے اللہ کی تسبیح پڑھتا ہے یعنی سبحان اللہ کہتا ہے اس کی ہر تسبیح سے اللہ فرشتہ پیدا کرتا ہے جو فرشتوں کے ساتھ اڑتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک فرشتہ ہے کہ اس کے دونوں پاؤں ساتویں زمین یعنی سب سے نیچے کی زمین میں ہیں اور اس کا سر عرش کے پائے کے پاس ہے، نواں قول یہ ہے کہ مراد ایک مخلوق ہے جو آدمیوں کی طرح ہے ان کو روح کہا جاتا ہے



کھاتے ہیں اور پیتے ہیں نہیں اترتا کوئی فرشتہ آسمان سے مگر کہ اس کے ساتھ اترتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ بلکہ وہ ایک قسم فرشتوں کی ہے کہ کھاتے ہیں اور پیتے ہیں، اتنی۔ کلامہ ملخصاً اور یہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جمع ہوا ہے کلام اہل تفسیر کی سے بیچ معنی لفظ روح کے جو قرآن میں وارد ہے خاص اس آیت میں اور قرآن میں جتنی جگہ میں یہ لفظ واقع ہوا ہے ان میں سے یہ جگہ ہیں ﴿نزل به الروح الامين﴾ ﴿وكذلك اوحينا اليك روحا من امرنا﴾ ﴿يلقى الروح من امره﴾ ﴿ابدهم بروح منه﴾ ﴿يوم يقوم الروح والملائكة صفا﴾ ﴿تنزل الملائكة والروح﴾ سو مراد اول روح سے جبریل علیہ السلام ہے اور دوسرے سے قرآن ہے اور تیسرے سے وحی اور چوتھے سے قوت اور پانچواں اور چھٹا محتمل ہے واسطے جبریل علیہ السلام کے اور غیر اس کے کی احتمال ہے کہ جبریل علیہ السلام ہو اور احتمال ہے کہ کوئی اور ہو اور عیسیٰ علیہ السلام پر روح اللہ کا اطلاق واقع ہوا ہے یعنی عیسیٰ علیہ السلام پر بھی روح اللہ بولا گیا ہے اور روایت کی ہے ابن اسحاق نے اپنی تفسیر میں ساتھ سند صحیح کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ روح اللہ سے ہے اور ایک مخلوق ہے اللہ کی مخلوق سے اور صورتیں ہیں جیسے آدمیوں کی صورتیں ہیں نہیں اترتا کوئی فرشتہ مگر کہ اس کے ساتھ ایک روح ہوتی ہے اور ثابت ہو چکا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ وہ روح کی تفسیر نہیں کرتے تھے یعنی نہیں معین کرتے تھے کہ مراد آیت میں یہ چیز ہے اور کہا خطابی نے کہ اس آیت میں روح سے کیا مراد ہے؟ اس میں کئی اقوال ہیں بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ فرشتے سے کہ اس کے واسطے بہت زبانیں ہیں اور اکثر علماء نے کہا کہ اس روح سے پوچھا تھا جس کے ساتھ بدن میں زندگی ہوتی ہے اور کہا اہل نظر نے کہ سوال کیا تھا انہوں نے کیفیت جاری ہونے روح کے سے بدن میں اور آمیز ہونے اس کے سے ساتھ اس کے اور یہی ہے وہ چیز جو خاص ہوا ہے اللہ ساتھ علم اس کے کی اور کہا قرطبی نے کہ رائج یہ بات ہے کہ آدمی کی روح سے پوچھا تھا اس واسطے کہ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا روح اللہ ہونا نہیں مانتے اور یہ جانتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام فرشتہ ہے اور یہ کہ فرشتے روحیں ہیں اور کہا امام فخر الدین رازی نے کہ مختار یہ ہے کہ انہوں نے اس روح سے پوچھا تھا جو سبب زندگی کا ہے اور یہ کہ جواب واقع ہوا ہے احسن وجہ پر اور اس کا بیان یہ ہے کہ سوال روح سے احتمال ہے کہ اس کی ماہیت سے ہو اور یہ کہ وہ ٹھکانا پکڑنے والا ہے یا نہیں اور کیا وہ حال ہے جگہ پکڑنے والی چیز میں یا نہیں اور کیا وہ قدیم ہے یا حادث اور کیا وہ باقی رہتا ہے بعد جدا ہونے اس کے بدن سے یا فنا ہو جاتا ہے اور کیا حقیقت ہے عذاب کرنے اس کے کی اور نعمت دینے اس کے کی اور سوائے اس کے متعلقات اس کے سے کہا اس نے اور نہیں ہے سوال میں وہ چیز جو خاص کرے ایک معنی کو ان معنوں سے مگر ظاہر تر یہ ہے کہ انہوں نے اس کی ماہیت سے سوال کیا تھا اور یہ کہ روح قدیم ہے یا حادث یعنی نیا پیدا اور جواب دلالت کرتا ہے کہ وہ ایک چیز ہے موجود مغایر ہے واسطے طبیعتوں اور خلطوں کے اور ترکیب ان کی کے سو وہ جو ہر ہے بسیط مجرد نہیں پیدا ہوتا مگر ساتھ محدث کے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے

”کن“، پس گویا کہ اللہ نے کہا کہ وہ موجود ہے پیدا ہوا ہے ساتھ امر اللہ کے اور پیدا کرنے اس کے کی اور واسطے اس کے تاثیر ہے بیچ فائدہ دینے زندگی بدن کے اور نہیں لازم آتا نہ معلوم ہونے کیفیت خاص اس کی سے نہ ہونا اس کا کہا اس نے اور احتمال ہے کہ ہومراذ ساتھ امر کے بیچ قول اللہ کے ﴿من امر ربی﴾ فعل مانند قول اس کے کی ﴿وما امر فرعون برشید﴾ یعنی فعل اس کا سو جواب یہ ہوگا کہ روح میرے رب کے فعل سے ہے اگر ہو سوال کہ کیا وہ قدیم ہے یا حادث تو جواب یہ ہوگا کہ وہ حادث ہے یہاں تک کہ کہا کہ البتہ چپ اختیار کی ہے اگلے لوگوں نے بحث اور غور کرنے سے ان چیزوں میں اور ایک قوم نے اس میں بحث کی ہے سوان کے اقوال مختلف ہیں سو بعض نے کہا کہ وہ نفس ہے جو اندر گھستا ہے اور باہر نکلتا ہے اور بعض نے کہا کہ زندگی ہے اور بعض نے کہا کہ ایک جسم لطیف ہے داخل ہوتا ہے سارے بدن میں اور بعض نے کہا کہ خون ہے یہاں تک کہ اس میں سو قول تک نوبت پہنچی ہے اور نقل کیا ہے ابن مندہ نے بعض کلام والوں سے کہ ہر پیغمبر کے واسطے پانچ روہیں ہیں اور ہر ایماندار کے واسطے تین روہیں ہیں اور ہر زندہ کے واسطے ایک روح ہے اور کہا ابن عربی نے کہ اختلاف ہے روح اور نفس میں سو بعض نے کہا کہ وہ دونوں ایک دوسرے کا غیر ہیں اور یہی حق بات ہے اور بعض نے کہا کہ دونوں ایک چیز ہیں کہا اور کبھی روح کو نفس بھی کہا جاتا ہے اور بالعکس جیسے کہ روح اور نفس کو دل کہا جاتا ہے اور بالعکس اور کبھی تفسیر کی جاتی ہے روح سے ساتھ زندگی کے یہاں تک کہ متعدی ہوتا ہے یہ طرف غیر عقلاء کی بلکہ طرف بے جان چیز کی بطور مجاز کے اور یہ جو کہا کہ میں اسی جگہ کھڑا ہا تو ایک روایت میں ہے کہ میں ادب کے واسطے آپ سے پیچھے ہٹا تا کہ میرے نزدیک ہونے سے آپ کو تشویش نہ ہو اور یہ جو کہا ﴿من امر ربی﴾ تو کہا اسماعیلی نے کہ احتمال ہے کہ ہو یہ جواب اور یہ کہ روح من جملہ امر اللہ ہے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ بیشک خاص ہوا ہے اللہ ساتھ علم اس کے کی اور نہیں جائز ہے کسی کو سوال کرنا اس سے کہا ابن قیم نے کہ نہیں مراد اس جگہ ساتھ امر کے طلب بالاتفاق اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ اس کے مامور ہے اور امر بولا جاتا ہے مامور پر مانند خلق کے مخلوق پر اور اسی قسم سے ہے ﴿ولما جاء امر ربك﴾ اور کہا ابن بطلان نے کہ حقیقت روح کی اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں اس حدیث کی دلیل سے اور حکمت بیچ مبہم رکھنے اس کے کی آزمانا خلقت کا ہے تا کہ معلوم کروائے ان کو عاجز ہونا ان کا علم اس چیز کے سے جس کو وہ نہیں پاسکتے یہاں تک کہ بے بس ہو کر علم کو اس کی طرف رو کریں یعنی کہیں اللہ اعلم۔ کہا قرطبی نے کہ حکمت بیچ اس کے ظاہر کرنا عجز آدمی کا ہے اس واسطے کہ جب وہ اپنی ذات کی حقیقت نہیں جانتا باوجود یقین کرنے کے ساتھ وجود اپنے کے تو اللہ کی حقیقت پانے سے عاجز ہونا اس کا بطریق اولیٰ ہوگا اور ابن قیم رحمہ اللہ نے کتاب الروح میں اس بات کو ترجیح دی ہے کہ جس روح سے اس آیت میں سوال ہے مراد اس سے وہ چیز ہے جو اللہ کے اس قول میں واقع ہوئی ہے ﴿یوم يقوم الروح والملائکة صفا﴾ کہا اس نے اور بہر حال آدمیوں کی روہیں سو نہیں نام رکھا گیا ہے ان کا قرآن میں مگر

نفس اور نہیں دلالت ہے اس میں اس چیز پر جس کو اس نے ترجیح دی ہے بلکہ رائج پہلا قول ہے کہ مراد روح آدمی کی ہے اس واسطے کہ روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس قصے میں کہ انہوں نے روح سے سوال کیا تھا اور کس طرح عذاب ہوتا ہے روح کو جو بدن میں ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ روح اللہ سے ہے سو یہ آیت اتری کہ پوچھتے ہیں تجھ سے روح کو اور کہا بعض نے کہ نہیں دلالت ہے آیت میں اس پر کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو روح کی حقیقت پر اطلاع نہیں دی بلکہ احتمال ہے کہ حضرت ﷺ کو اطلاع دی ہو اور کسی کو بتلانے کی اجازت نہ دی ہو اور قیامت کے علم میں بھی انہوں نے اسی طرح کہا ہے اور جن لوگوں نے روح میں کلام کرنے سے باز رہنا مناسب جانا ان میں سے ہے استاد طائفہ کا ابوالقاسم کہ اس نے کہا کہ اولیٰ باز رہنا اس سے ہے اور ادب سیکھنا ساتھ ادب حضرت ﷺ کے پھر نقل کیا یعنی صاحب عوارق المعارف شیخ شہاب الدین سہروردی کذا فی الفتح اس نے جنید سے کہ اس نے کہا کہ روح کی حقیقت اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں اور نہیں اطلاع دی اللہ نے اس پر کسی کو اپنی مخلوق سے سو نہیں جائز ہے عبارت بولے اس سے زیادہ موجود سے یعنی صرف اتنا کہنا جائز ہے کہ وہ ایک چیز ہے موجود اس کے سوا اور کچھ کہنا جائز نہیں اور اس پر چلی ہے ایک جماعت اہل تفسیر کی اور جس نے اس میں بحث شروع کی ہے اس نے جواب دیا ہے کہ یہود نے تعجیز اور تغلیط کے واسطے سوال کیا تھا اس واسطے کہ اس کا اطلاق بہت چیزوں پر آتا ہے سو ان کے دل میں یہ بات تھی کہ جس چیز کے ساتھ جواب دے گا ہم کہیں گے کہ یہ مراد نہیں سو اللہ نے ان کے مکر کو رد کیا اور جس طرح کہ ان کا سوال مجمل تھا اسی طرح ان کو جواب بھی مجمل ہی دیا اور کہا سہروردی نے کہ ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بحث کرنا منع ہے واسطے ختم کرنے آیت کے ساتھ قول اپنے کے ﴿وما اوتینکم من العلم الا قليلا﴾ یعنی ٹھہرایا روح کے حکم کو علم کثیر سے جو تم کو نہیں ملا سو اس سے مت پوچھو اس واسطے کہ وہ رازوں سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ قول اس کے کی امر ربی ہونا روح کا ہے عالم امر سے جو عالم ملکوت کا ہے نہ عالم خلق کا جو عالم غیب اور شہادت کا ہے اور بعض متأخر صوفیوں نے روح سے بحث کی ہے اور تصریح کی ہے بعض نے ساتھ پہچاننے حقیقت اس کی کے اور عیب کیا ہے اس نے اس پر جو اس سے باز رہا اور نقل کیا ہے ابن مندہ نے اپنی کتاب الروح میں محمد بن نصر مروزی سے جو امام ہے اطلاع پانے والا اوپر اختلاف احکام کے اصحاب کے زمانے سے فقہاء امصار کے زمانے تک کہ اس نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ روح مخلوق ہے یعنی پیدا کیا ہوا ہے اور اس کو قدیم کہنا تو صرف بعض غالی رافضیوں اور متصوفہ سے منقول ہے اور اختلاف ہے کہ کیا دنیا کے فنا ہونے کے وقت وہ بھی فنا ہو جائے گا قیامت کے قائم ہونے سے پہلے یا بدستور باقی رہے گا اس میں دو قول ہیں یعنی ایک پہلا اور ایک دوسرا، واللہ اعلم۔ اور واقع ہوا ہے بعض تفسیروں میں کہ حکمت بیچ سوال یہود کے روح سے یہ ہے کہ ان کے پاس تورات میں لکھا تھا کہ آدمی کی روح کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا سو انہوں نے کہا کہ ہم اسے پوچھتے ہیں سواگر

اس کو بیان کرے تو وہ پیغمبر ہے اور یہی معنی ہیں ان کے اس قول کے کہ نہ لائے ایسی چیز جس کو تم برا جانو یعنی اگر اس نے اللہ کی وحی سے اس کو بیان کر دیا تو اس کا پیغمبر ہونا ثابت ہو جائے گا اور روایت کی ہے طبری نے ابراہیم سے اس قصے میں کہ یہ آیت اتری تو انہوں نے کہا کہ ہمارے نزدیک بھی ایسا ہی لکھا ہے اور اکثر اس پر ہیں کہ مخاطب ساتھ اس آیت کے یہود ہیں لیکن وہ شامل ہے سب خلقت کے علم کو بہ نسبت علم اللہ کے اور واقع ہوا ہے بیچ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے جس کی طرف میں نے اول باب میں اشارہ کیا ہے کہ یہود نے جب یہ آیت سنی تو کہا کہ ہم کو بہت علم دیا گیا ہے ہم کو تو اترت ملی ہے سو یہ آیت اتری ﴿لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مَدَادًا لَّكَلَّمَاتٍ رَبِّي﴾ یعنی اگر سمندر سیاہی ہوں کہ لکھے تیرے رب کی باتیں تو البتہ ختم ہو جائے سمندر پہلے اس سے کہ ختم ہوں میرے رب کی باتیں، کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہ جو کہا الاقلیٰ تو یہ استثناء ہے علم سے یعنی مگر علم تھوڑا یا اعطا ہے یعنی اعطا تھوڑا اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے اس کے جو پہلے گزرے جائز ہے سوال کرنا عالم سے اس کے کھڑے ہونے اور چلنے کی حالت میں جب کہ یہ اس پر بھاری نہ پڑے اور اس میں بیان ہے ادب اصحاب کے کا ساتھ حضرت ﷺ کے اور عمل کرنا ساتھ اس چیز کے کہ غالب ہو ظن پر اور توقف کرنا جواب دینے سے ساتھ اجتہاد کے واسطے اس شخص کے جس کو نص کی توقع ہو اور یہ کہ بعض معلومات ایسی ہیں کہ اللہ کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا اور یہ کہ امر کبھی وارد ہوتا ہے واسطے غیر طلب کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

باب قولہ ﴿وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تَخَافُ يَهَا﴾  
باب ہے بیان میں اس آیت کے اور تو نہ پکار قرآن کو  
اپنی نماز میں اور نہ آہستہ پڑھ اور ڈھونڈ لے اس کے بیچ  
میں راہ۔

۴۳۵۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ پکار اپنی نماز میں اور نہ آہستہ پڑھ، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آتری اور حضرت ﷺ کے میں چھپے تھے یعنی اول اسلام میں جب اپنے اصحاب کے ساتھ نماز پڑھتے تھے تو اپنی آواز قرآن کے ساتھ بلند کرتے تھے سو جب مشرکین سنتے تو قرآن کو بھی برا کہتے اور اس کے اتارنے والے کو بھی اور اس کے لانے والے کو بھی سو اللہ نے اپنے پیغمبر سے کہا کہ نہ پکار اپنی نماز کو یعنی اپنی قرأت کو کہ مشرکین سن کر قرآن کو برا کہیں گے اور نہ اس کو اپنے اصحاب سے آہستہ پڑھ اس طور

۴۳۵۲۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تَخَافُ يَهَا﴾ قَالَ نَزَلَتْ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ كَانَ إِذَا صَلَّى بِأَصْحَابِهِ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ فَإِذَا سَمِعَهُ الْمُشْرِكُونَ سَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ﴾ أَيْ  
بِقِرَاءَتِكَ فَيَسْمَعُ الْمُشْرِكُونَ فَيَسُبُّوا  
الْقُرْآنَ ﴿وَلَا تُخَافُ بِهَا﴾ عَنْ أَصْحَابِكَ  
فَلَا تُسْمِعُهُمْ ﴿وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا﴾

فائدہ: طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ﷺ اپنے اصحاب کو نماز پڑھاتے تھے اور مشرکوں کو سناتے تھے تو مشرکین آپ کو تکلیف دیتے تھے اور تفسیر کیا ہے اس کو باب کی روایت میں ساتھ قول اپنے کے کہ قرآن کو برا کہتے تھے اور سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہ مشرکوں نے حضرت ﷺ سے کہا کہ قرآن کو پکار کر مت پڑھ کہ ہمارے معبودوں کو تکلیف پہنچتی ہے سو ہم تیرے اللہ کی بھوکریں گے اور یہ جو کہا کہ نہ بلند کر اپنی نماز کو یعنی اپنی قرأت کو تو طبری کی روایت میں ہے کہ نہ پکار اپنی نماز کو یعنی نہ بلند کر اپنی آواز کو ساتھ قرأت قرآن کے پکارنا سخت کہ مشرکین سن کر تم کو تکلیف دیں گے اور نہ آہستہ پڑھ اس کو یعنی نہ پست کر اپنی آواز کو یہاں تک کہ تو خود بھی نہ سن سکے اور ڈھونڈ لے اس کے بیچ میں راہ۔ (فتح)

۴۲۵۴ - حَدَّثَنِي طَلْقُ بْنُ غَنَامٍ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ  
عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهَا ﴿وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافُ  
بِهَا﴾ قَالَتْ أَنْزَلَ ذَلِكَ فِي الدُّعَاءِ.

۳۳۵۴ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اس آیت کی  
تفسیر میں کہ نہ اپنی نماز کو پکار کر پڑھ اور نہ اس کو آہستہ پڑھ،  
عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ آیت دعا کے حق میں اتری کہ نہ بہت  
پکار کر مانگنا چاہیے اور نہ بہت آہستہ۔

فائدہ: اسی طرح مطلق چھوڑا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور وہ عام تر ہے اس سے کہ نماز کے اندر ہو یا باہر اور روایت کی  
ہے یہ حدیث طبری نے ہشام سے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ تشہد میں اور ایک روایت میں ہے کہ جب  
حضرت ﷺ نماز سے سلام پھیرتے تھے تو کہتے تھے الہی! روزی دے ہم کو مال اور اولاد اور ترجیح دی ہے طبری نے  
ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو کہا اس واسطے کہ وہ صحیح تر ہے پھر سند کے ساتھ عطا سے روایت کی کہا کہ ایک قوم نے کہا  
کہ وہ نماز کے حق میں ہے اور ایک قوم نے کہا کہ وہ دعا کے حق میں اتری، اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کی  
تاویل کی طرح تاویل آئی ہے کہ روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ وہ دعا کے حق میں اتری اور اسی  
طرح روایت کی ہے اس نے عطا اور مجاہد اور سعید اور کحول سے اور نووی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کو ترجیح دی  
ہے جیسا کہ طبری نے اس کو ترجیح دی ہے لیکن احتمال ہے کہ دونوں کے درمیان تطبیق دی جائے ساتھ اس طور کے کہ وہ  
نماز کے اندر دعا میں اتری اور ابن مردویہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ﷺ خانے کعبے کے  
پاس نماز پڑھتے تھے تو پکار کر دعا مانگتے تھے سو یہ آیت اتری اور اہل تفسیر سے اس باب میں اور بھی بہت قول آئے

ہیں ان میں سے ایک یہ ہے جو طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نہ پکار اپنی نماز کو یعنی نہ نماز پڑھ واسطے دکھانے لوگوں کے اور نہ آہستہ پڑھ اس کو یعنی اس کو ان کے ڈر سے نہ چھوڑ دے اور حسن بصری سے روایت ہے کہ مراد یہ ہے کہ نہ پکار کر پڑھ اپنی قرأت کو یعنی دن میں اور نہ آہستہ پڑھ اس کو یعنی رات میں اور بعض کہتے ہیں کہ آیت دعا میں ہے اور وہ منسوخ ہے ساتھ آیت ﴿ادعوا ربکم تضرعاً وخفیہ﴾ کے۔ (فتح)

### سورۃ کہف کی تفسیر کا بیان

### سُورَةُ الْكَهْفِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَقْرِضُهُمْ﴾ تَتْرُكُهُمْ.

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ تقرضہم کے معنی ہیں چھوڑ جاتا ہے ان کو یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿تقرضہم ذات الشمال﴾ یعنی چھوڑ جاتا ہے ان کو سورج بائیں طرف۔  
یعنی اللہ کے قول ﴿وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ﴾ میں ثمر سے مراد سونا اور چاندی ہے اور مجاہد کے غیر نے کہا کہ ثمر ساتھ پیش کے جمع ثمر کی ہے ساتھ دوزبر کے۔

﴿وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ﴾ ذَهَبٌ وَفِضَّةٌ وَقَالَ غَيْرُهُ جَمَاعَةُ الثَّمَرِ.

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ اس کے قول جماعۃ الثمر کے معنی ہیں کہ ثمرۃ کی جمع ثمار ہے اور ثمار کی جمع ثمر ہے یعنی ثمر ساتھ دو پیش کے جمع الجمع ہے۔ (فتح)

یعنی باضع کے معنی ہیں ہلاک کرنے والا۔

﴿بَاضِعٌ﴾ مُهْلِكٌ.

فائدہ: یہ اللہ نے فرمایا ﴿وَلَعَلَّكَ بَاضِعٌ نَفْسُكَ﴾ یعنی شاید تو اپنی جان کو ہلاک کرنے والا ہے۔

یعنی اسفا کے معنی اللہ کے اس قول میں ﴿إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ اسفًا﴾ میں پچھتا نا ہے یعنی اگر نہ ایمان لائیں ساتھ اس بات کے پچھتا کر اور کہا قتادہ نے کہ اس کے معنی ہیں غم ہے۔

﴿اسْفًا﴾ نَدَامًا.

یعنی کہف کے معنی ہیں غار پہاڑ میں۔

﴿الْكَهْفُ﴾ الْفَتْحُ فِي الْجَبَلِ.

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿إِنْ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا﴾ یعنی کھوہ اور سرنگ والے ہماری قدرتوں میں عجب تھے۔

یعنی رقیم کے معنی آیت مذکورہ میں ہیں نوشتہ اور مرقوم کے معنی ہیں لکھا ہوا مشتق ہے رقم سے ساتھ معنی لکھنے کے

وَالرَّقِيمُ الْكِتَابُ ﴿مَرْقُومٌ﴾ مَكْتُوبٌ  
مِنَ الرَّقِيمِ.

فائدہ: رقیم کے معنی میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ غار ہے پہاڑ میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نام

ہے ایک وادی کا درمیان الیہ اور غضبان کے اور الیہ نزدیک فلسطین کے ہے اور اصحاب کہف اس وادی میں تھے کعب نے کہا کہ ان کے گاؤں کا نام ہے۔ (ت)

﴿رَبَطْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ﴾ اَلْهَمَّاهُمْ صَبْرًا  
﴿لَوْلَا اَنْ رَّبَطْنَا عَلَىٰ قَلْبِهَا﴾

یعنی ربطنا علی قلوبہم کے معنی ہیں کہ ہم نے ان کو صبر الہام کیا یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿وربطنا علی قلوبہم﴾ ﴿لولا ان ربطنا علی قلبہا﴾ یعنی اسی مادے سے ہے اس جگہ ذکر کیا ہے اس کو بخاری نے واسطے موافقت اس کی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ سورہ قصص میں ہے۔

یعنی شططا کے معنی ہیں زیادتی۔

﴿شَطَطًا﴾ اِفْرَاطًا۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿لقد قلنا اذا شططا﴾ یعنی البتہ کبھی ہم نے بات زیادتی کی یعنی حق سے دور۔  
یعنی معنی وصيد کے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿وکلہم باسط ذراعیہ بالوصيد﴾ صحن کے ہیں اور جمع اس کی وصاد اور وصد ہے اور کہا جاتا ہے کہ وصيد کے معنی دروازے کے بھی ہیں اور موصدة کے معنی ہیں دروازہ بند کیا ہوا اور کہا جاتا ہے اصد الباب واوصده یعنی بند کیا اس نے دروازے کو۔

یعنی بعثنا کے معنی ہیں ہم نے ان کو زندہ کیا۔

﴿بَعَثْنَاهُمْ﴾ اَحْيَيْنَاهُمْ۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وکذلك بعثناهم لیتساءلوا بینہم﴾ یعنی اسی طرح ان کو زندہ کیا ہم نے تاکہ آپس میں پوچھیں اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے عکرمہ سے کہا کہ اصحاب کہف بادشاہزادے تھے گوشہ گیر ہوئے اپنی قوم سے پہاڑ کے غار میں سو جھگڑا کیا انہوں نے روح اور بدن میں کسی نے کہا کہ قیامت کے دن روح اور بدن دونوں اٹھائے جائیں گے اور کسی نے کہا کہ فقط روح ہی اٹھایا جائے گا اور بدن کو تو زمین کھا جاتی ہے سو اللہ نے ان کو مارا پھر زندہ کیا پھر اس نے باقی قصہ بیان کیا یعنی جو قرآن میں ہے۔ (فتح)

﴿اَزْنٰی﴾ اَکْثَرُ وَيُقَالُ اَحْلُ وَيُقَالُ اَکْثَرُ رَيْعًا۔  
اور از سخی کے معنی ہیں اکثر یعنی جو شہر والوں کا زیادہ کھانا ہے وہ لائے اور بعض کہتے ہیں کہ از سخی کے معنی ہیں زیادہ حلال کھانا اور بعض کہتے ہیں کہ از سخی کے معنی

ہیں اکثر لطافت میں۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ معنی اس کے ہیں زیادہ تر حلال اور ان کا دستور تھا کہ بتوں کے واسطے جانور ذبح کرتے تھے یعنی اس آیت میں ﴿فَلْيَنْظُرْ أَيُّهَا أَزْكَى طَعَامًا﴾ یعنی سو چاہیے کہ غور کرے کہ کون سا کھانا اس شہر کا سہرا ہے؟۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿أَكْلَهَا﴾ نَمَرُهَا۔ یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اکلہا کے معنی ہیں پھل اس کا۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿كُلْنَا الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ أُكُلَهَا﴾ یعنی دونوں باغ لائے اپنا پھل۔  
﴿وَلَمْ تَظْلِمْ﴾ لَمْ تَنْقُصْ۔ یعنی ولم تظلم کے معنی ہیں نہ گھٹایا۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿وَلَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ شَيْئًا﴾ یعنی نہ گھٹایا اس میں سے کچھ۔  
وَقَالَ سَعِيدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الرَّقِيمُ یعنی اور کہا سعید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ رقیم کے معنی اللُّوحُ مِنْ رِصَاصٍ كَتَبَ عَلَيْهِمُ ہیں تختی قلعی کی ان کے حاکم نے ان کے نام اس پر لکھ کر اَسْمَاءَهُمْ لَمْ طَرَحَهُ فِي خِزَانَتِهِ۔ اس کو اپنے خزانے میں ڈال دیا تھا۔

فائدہ: شرح میں یہ عبارت بخاری کے قول الرقیم الکتاب کے ساتھ متصل ہے شاید متن میں یہاں قلم ناخ سے سہوا لکھی گئی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں رقیم کو نہ پہچانتا تھا کہ کیا ہے پھر میں نے اس سے پوچھا تو میرے واسطے کہا گیا کہ وہ اس گاؤں کا نام ہے جس سے وہ نکلے تھے اور اس کی سند ضعیف ہے۔ (فتح)

فَضَرَبَ اللَّهُ عَلَى آذَانِهِمْ فَنَامُوا۔ یعنی اللہ نے ان کے کانوں پر پردہ ڈالا سو وہ سو گئے یعنی ﴿فَضَرَبْنَا عَلَى آذَانِهِمْ﴾ کے معنی ہیں کہ وہ سو گئے۔

وَقَالَ غَيْرُهُ وَالَّتِ تَتِلُّ تَنْجُو۔ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا کہ والت تتل کے معنی ہیں نجات پائے۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿لَنْ يَجْدُوا مِنْ دُونِهِ مَوْئِلًا﴾ یعنی بلکہ ان کے واسطے ایک وعدہ ہے کہ نہ پائیں گے اس سے علاوہ خلاصی کی جگہ۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مَوْئِلًا﴾ مَحَرِّرًا۔ یعنی اور کہا مجاہد نے کہ موائلا کے معنی ہیں جگہ پناہ کی۔

فائدہ: مقصود یہ ہے کہ موائل مشتق ہے وال ینیل سے مثل صرب یضرب کے اور ینل ساتھ معنی نجات پانے کے ہے پس موائل ساتھ معنی بجا کے ہے یعنی پناہ کی جگہ اور اصل موائل کے معنی ہیں مرجع یعنی جگہ پھرنے کی۔ (ت)  
﴿لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا﴾ لَا يَعْقِلُونَ۔ یعنی لا یستطیعون کے معنی ہیں نہیں سمجھتے۔



باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ ہے انسان سب چیز سے زیادہ جھگڑالو۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾

۴۳۵۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ رات کو اس کے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا کہ کیا تم دونوں تہجد کی نماز نہیں پڑھتے؟

۴۳۵۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَهُ وَفَاطِمَةَ قَالَ أَلَا تُصَلِّيَانِ.

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ حدیث علی رضی اللہ عنہ کی مختصر ذکر کی اور مقصود باب کا ذکر نہیں یعنی جو خبر وحدیث کی اس ترجمہ کے مطابق تھی اس کو ذکر نہیں کیا تو یہ اس کی عادت کی بنا پر ہے کہ مطلب کو چھپا رکھتا ہے اور اشارہ کر دیتا ہے اور یہ اکثر اس کی عادت ہے اس کتاب میں جیسے کہ ناظر پر پوشیدہ نہیں اور اس حدیث کی پوری شرح رات کی نماز میں گزر چکی ہے اور اس میں ذکر ہے آیت مذکورہ کا اور قول حضرت ﷺ کا اس کے آخر میں کہ کیا تم نماز نہیں پڑھتے؟ زیادہ کیا ہے صنعانی کے نسخے میں اور ذکر کیا ہے حدیث اور آیت کو اس قول تک اکثر شئیء جدلا۔ (فتح) یعنی رجما بالغیب کے معنی ہیں کہ ظاہر نہیں ہوا یعنی ان کو معلوم نہیں کہ اصحاب کہف کتنے مرد تھے بن دیکھے پتھر چلاتا ہے۔

فائدہ: اور لوگوں کو اصحاب کہف کی تعداد میں اختلاف ہے بعض ان میں سے کہتے ہیں کہ تین ہیں چوتھا کتا ہے کہا گیا کہ یہ قول یہود کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ نصاریٰ نجران کے سردار کا قول ہے اور کہا نصاریٰ نے کہ پانچ ہیں چھٹا کتا ہے اور ان دونوں قولوں کے پیچھے اللہ نے رجما بالغیب فرمایا اور کہا مسلمانوں نے ساتھ خبر دینے حضرت ﷺ کے کہ سات ہیں آٹھواں کتا ہے۔ (ق) ﴿فَرُطًا﴾ يُقَالُ نَدَمًا.

یعنی فرطاً کے معنی ہیں پچھتانا۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿وَكَانَ أَمْرُ فَرُطًا﴾ یعنی تھا کام اس کا پچھتانا، اور کہا ابو عبیدہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہ فرطاً کے معنی ہیں ضائع کرنا اور بے جا خرچ کرنا۔

﴿سُرَادِقُهَا﴾ مِثْلُ السُّرَادِقِ وَالْحُجْرَةِ

یعنی سراذق کے معنی ہیں قاتیں جیسے خیموں کی قاتیں

الَّتِي تُطِيفُ بِالْفَسَاطِيطِ. ہوتی ہیں اور وہ ایک حجرہ ہے جس کا ارد گرد خیموں سے گھیرا گیا ہو۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿اَنَا اَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا اَحَاطَ بِهَمَّ سِرَادِقِهَا﴾ یعنی ہم نے تیار کی ہے واسطے ظالموں کے آگ کہ گھیر رہی ہیں ان کو اس کی قاتیں، اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد سِرَادِق سے آگ کی دیوار ہے۔

﴿يُحَاوِرُهُ﴾ مِنَ الْمُحَاوَرَةِ. یعنی يحاورہ مشتق ہے محاورہ سے۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿وَهُوَ يُحَاوِرُهُ﴾ اور وہ اس سے گفتگو کرنے لگا اور محاورہ کے معنی ہیں گفتگو کرنا۔  
﴿لَكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي﴾ اُنْی لَكِنَّا اَنَا هُوَ اللّٰهُ رَبِّي﴾ یعنی قول اللہ تعالیٰ کا ﴿لَكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي﴾ اصل میں یوں تھا لکن انا هو الله ربی پھر حذف کیا الف کو اور ادغام کیا ایک نون دوسرے میں۔  
﴿رَزَقْنَا﴾ لَا يَثْبُتُ فِيهِ قَدَمٌ. اِحْدَى النُّونَيْنِ فِي الْاُخْرَى.

اور زلکا کے معنی ہیں جس میں قدم نہ ٹھہرے یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿فَتَصْبِحُ صَعِيدًا رَزَقًا﴾ یعنی ہو جائے زمین میدان جس میں پاؤں نہ ٹھہرے۔  
﴿هُنَالِكَ الْوَلَايَةِ﴾ مَصْدَرُ الْوَلَيِّ. یعنی ولایت اللہ کے قول ﴿هُنَالِكَ الْوَلَايَةِ﴾ میں مصدر ہے ولی کا یعنی وہاں سب اختیار اللہ کا ہے۔

فائدہ: یعنی ولی مشتق ہے ولایت سے اور جمہور کی قرأت ساتھ فتح واؤ کے ہے اور بعض زیر واؤ کے ساتھ پڑھتے ہیں اور انکار کیا ہے اس سے ابو عمر اور اصمعی نے اس واسطے کہ جو زیر کے ساتھ ہے اس کے معنی بادشاہی اور سرداری کے ہیں اور وہ اس جگہ ٹھیک نہیں آتے اور بعض نے کہا کہ دونوں کے ایک معنی ہیں خواہ زیر کے ساتھ ہو یا زیر کے۔ (فتح)  
﴿عُقْبًا﴾ عَاقِبَةٌ وَعُقْبَى وَاعْبُدْ اور عقبا کے معنی ہیں عاقب یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿خَيْرَ عَقْبًا﴾ یعنی بہتر ہے از روئے بدلہ دینے کے اور عَقْبَى اور عقبہ کے ایک معنی ہیں اور وہ آخرت ہے۔

فائدہ: یعنی ان تینوں لفظوں کے ایک معنی ہیں یعنی آخرت۔

﴿قَبَلًا﴾ وَقَبَلًا وَقَبَلًا اِسْتِنَافًا. یعنی ان تینوں لفظوں کے معنی ہیں سامنے آنا۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿اَوْ يَاتِيهِمُ الْعَذَابُ قَبَلًا﴾ یعنی یا آئے ان کو عذاب سامنے۔  
﴿لِيُدْحِضُوا﴾ لِيُزِيلُوا اللّٰهُ حُضُّ الزَّلْقُ. یعنی ليدحضوا کے معنی ہیں تاکہ دور کریں۔

**فائدہ:** اللہ نے فرمایا ﴿لِيَذْهَبُوا بِهِ إِلَىٰ الْحَقِّ﴾ یعنی تاکہ دور کریں ساتھ اس کے حق کو اور دھض کے معنی ہیں پھسلنا، کہا جاتا ہے مکان دھض یعنی مکان ہے پھسلانے والا اس میں کسی جانور کا قدم اور کھر نہیں ٹھہر سکتا۔ (فتح)

**بابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا﴾** زَمَانًا وَجَمْعُهُ أَحْقَابُ۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے جوان کو کہ میں ہمیشہ چلتا رہوں گا یہاں تک کہ پہنچوں دو دریا کے ملاپ تک یا چلا جاؤں بہت زمانہ اور ہتب کی جمع احقاب ہے۔

**فائدہ:** مجمع البحرین کی جگہ میں اختلاف ہے روایت کی ہے عبدالرزاق نے کہ وہ فارس اور روم کا سمندر ہے اور سدی سے روایت ہے کہ وہ دونوں کر اور رس ہیں جس جگہ سمندر میں گرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بحر اردن اور قلزم ہے اور محمد بن کعب قرظی نے کہا کہ مجمع البحرین طیمہ میں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ارمینہ کا سمندر ہے اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ہے کہ افریقہ میں ہے اور یہ سخت اختلاف ہے اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے قتادہ سے کہ ہتب کے معنی ہیں زمانہ اور ابن منذر نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ اسی برس کا ہوتا ہے اور مجاہد سے روایت ہے کہ وہ ستر برس کا ہوتا ہے۔

۴۳۵۶۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ نَوْفًا الْبِكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوسَىٰ صَاحِبَ الْخَضِرِ لَيْسَ هُوَ مُوسَىٰ صَاحِبُ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَذَبَ عَدُوُّ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي بَنْ كَعْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ مُوسَىٰ قَامَ خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ فُسِّلَ أَيْ النَّاسِ أَعْلَمَ فَقَالَ أَنَا فَعَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ إِنَّ لِي عَبْدًا بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ مُوسَىٰ يَا رَبِّ فَكَيْفَ لِي بِهِ قَالَ تَأْخُذُ

۳۳۵۶۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ نوف بکالی گمان کرتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام کا ساتھی وہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کا ساتھی نہیں یعنی جو موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام کے ساتھ رہا تھا وہ اور ہے اور جو موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں مشہور پیغمبر ہوئے ہیں وہ اور ہیں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ کا دشمن نوف جھوٹا ہے حدیث بیان کی مجھ سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہ اس نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی قوم میں کھڑے خطبہ پڑھتے تھے سو کسی نے پوچھا کہ آدمیوں میں کون بڑا عالم ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں ہوں، سو اللہ نے ان پر غصہ کیا اس واسطے کہ اس نے علم کو اللہ کی طرف نہ پھیرا یعنی یوں نہ کہا، واللہ اعلم۔ چونکہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم بھیجا کہ بیشک میرا ایک بندہ ہے دو سمندروں کے سنگم کے پاس وہ

مَعَكَ حُوتًا فَتَجْعَلُهُ فِي مِكَتَلٍ فَحِينَئِذَا  
فَقَدَّتْ الْحُوتَ فَهُوَ ثُمَّ فَأَخَذَ حُوتًا فَجَعَلَهُ  
فِي مِكَتَلٍ ثُمَّ انْطَلَقَ وَانْطَلَقَ مَعَهُ بَفْتَاهُ  
يُوشَعَ بْنِ نُونٍ حَتَّى إِذَا أَتَيَا الصَّخْرَةَ  
وَضَعَا رُؤُوسَهُمَا فَنَامَا وَاضْطَرَبَ الْحُوتُ  
فِي الْمِكَتَلِ فَخَرَجَ مِنْهُ فَسَقَطَ فِي الْبَحْرِ  
﴿فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا﴾ وَأَمْسَكَ  
اللَّهُ عَنِ الْحُوتِ جَرِيَةَ الْمَاءِ فَصَارَ عَلَيْهِ  
مِثْلَ الطَّاقِ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ نَسِيَ صَاحِبَهُ أَنْ  
يُخْبِرَهُ بِالْحُوتِ فَأَنْطَلَقَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا  
وَلَيْلَتَهُمَا حَتَّى إِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ قَالَ  
مُوسَى ﴿لَفَتَاهُ أَتَيْنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ  
سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا﴾ قَالَ وَلَمْ يَجِدْ مُوسَى  
النَّصَبَ حَتَّى جَاوَزَا الْمَكَانَ الَّذِي أَمَرَ  
اللَّهُ بِهِ فَقَالَ لَهُ فَتَاهُ ﴿أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى  
الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهِ  
إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي  
الْبَحْرِ عَجَبًا﴾ قَالَ فَكَانَ لِلْحُوتِ سَرَبًا  
وَلِمُوسَى وَلِفَتَاهُ عَجَبًا فَقَالَ مُوسَى  
﴿ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِي﴾ فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا  
قَصَصًا ﴿قَالَ رَجَعَا يَقْضِيَانِ آثَارَهُمَا حَتَّى  
انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِذَا رَجُلٌ مُسَجًى ثَوْبًا  
فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَى فَقَالَ الْخَضِرُ وَأَنَا  
بَارِضُكَ السَّلَامُ قَالَ أَنَا مُوسَى قَالَ  
مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ نَعَمْ أَتَيْتُكَ

تجھ سے زیادہ عالم ہے موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے رب! میرا اور  
اس کا کیسے ملاپ ہو؟ اللہ نے فرمایا کہ تو اپنے ساتھ ایک بھنی  
ہوئی مچھلی کو لے پھر اس کو ایک زنبیل یعنی ٹوکری میں رکھ سو  
جہاں وہ مچھلی تجھ سے چھوٹ جائے تو وہ اسی جگہ میں ہوگا سو  
موسیٰ علیہ السلام نے ایک مچھلی لے کر ٹوکری میں رکھ لی پھر روانہ  
ہوئے اور اپنے خادم یوشع بن نون کو اپنے ساتھ لیا یہاں تک  
کہ جب سنگم کے پتھر کے پاس آئے تو دونوں سرٹیک کر سو  
گئے اور مچھلی آب حیات کی تاثیر سے پھڑکی اور اس سے نکل  
کر سمندر میں گر پڑی اور اس نے سمندر میں اپنی راہ لی سرنگ  
بنا کر اور اللہ نے جہاں سے مچھلی گئی تھی پانی کا بہاؤ بند کر رکھا  
سو وہ طاق سا ہو گیا پھر جب موسیٰ علیہ السلام جاگے تو ان کے ساتھی  
یعنی یوشع ان سے مچھلی کا قصہ کہنا بھول گئے سو وہ دونوں چلے  
جتنا کہ رات اور دن باقی رہا یہاں تک کہ جب دوسرا دن ہوا  
تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا کہ لا ہمارے پاس ہمارا  
چاشت کا کھانا البتہ ہم نے اس سفر میں تکلیف پائی ،  
حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے جب تک اس جگہ  
سے جس کو اللہ نے فرمایا تھا نہ بڑھے نہ تھکے تھے ان کے خادم  
نے کہا یہ تو بتلائیے کہ جب ہم آئے تھے پتھر کے پاس تو میں  
مچھلی کا قصہ کہنا آپ سے بھول گیا اور نہیں بھلایا مجھ کو مچھلی کی  
یاد سے مگر شیطان نے اور راہ لی مچھلی نے دریا میں عجیب طرح  
یعنی بھنی مچھلی کا زندہ ہو کر دریا میں چلا جانا اور اس کی راہ میں  
دریا کے پانی کا خشک ہو جانا عجیب بات ہے کہ کبھی دیکھنے،  
سننے میں نہیں آئی حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ مچھلی نے تو راہ لی  
اور موسیٰ علیہ السلام اور ان کے خادم کو تعجب ہوا سو موسیٰ علیہ السلام نے کہا  
کہ یہی تو ہم چاہتے تھے پھر اٹے قدموں چلے حضرت علیہ السلام

نے فرمایا سو وہ دونوں پھرے قدم پر قدم ڈالتے یعنی اپنے قدموں کا نشان ڈھونڈتے یہاں تک کہ سنگم کے پتھر کے پاس پہنچے تو اچانک وہاں دیکھا کہ ایک مرد ہے کپڑا لپیٹے ہوئے سو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو سلام کہا تو خضر علیہ السلام نے کہا کہ تیرے ملک میں سلام کہاں؟ یعنی اس ملک میں سلام کی رسم نہیں تو نے سلام کیسے کہا؟ سو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں موسیٰ ہوں، خضر علیہ السلام نے کہا کہ کیا تو قوم بنی اسرائیل کا موسیٰ ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ہاں! میں تیرے پاس آیا ہوں تاکہ تو مجھ کو سکھائے جو اللہ نے تجھ کو علم سکھایا ہے، خضر علیہ السلام نے کہا کہ بیشک تو میرے ساتھ نہ ٹھہر سکے گا، اے موسیٰ! اللہ کے بے شمار علم سے مجھ کو ایک علم ہے کہ مجھ کو اللہ نے سکھایا ہے کہ تو اس علم کو نہیں جانتا اور تجھ کو اللہ کے علم سے ایک علم ہے کہ تجھ کو اللہ نے سکھایا ہے کہ میں اس کو نہیں جانتا پھر موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر اللہ نے چاہا تو تو مجھ کو ثابت پائے گا اور میں تیرے حکم کے برخلاف نہ کروں گا پھر خضر علیہ السلام نے کہا کہ اگر تو میری پیروی کرتا ہے تو مجھ سے کوئی بات نہ پوچھنا جب تک کہ میں اس کا ذکر نہ کروں پھر دونوں روانہ ہوئے دریا کے کنارے کنارے چلے جاتے تھے سوا دھر سے ایک کشتی گزری تو کشتی والوں سے تینوں آدمیوں کے چڑھا لینے کی بات چیت کی سو وہ پہچان گئے خضر علیہ السلام کو تو انہوں نے ان کو کرایہ لینے کے بغیر چڑھا لیا پھر جب دونوں کشتی میں سوار ہوئے تو کچھ دیر نہ لگی کہ خضر علیہ السلام نے کلباڑے سے کشتی کا ایک تختہ نکال ڈالا تو موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا ان لوگوں نے ہم کو بے کرایہ چڑھا لیا تو نے ان کی کشتی کو قصد کر کے پھاڑ ڈالا تاکہ تو لوگوں کو ڈبو دے البتہ عجیب بات تجھ سے ہوئی

لِنَعْلَمَنِي مِمَّا عَلَّمْتَ رَشْدًا قَالَ ﴿إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ يَا مُوسَى إِنِّي عَلَىٰ عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَمِيهِ لَا تَعْلَمُهُ أَنْتَ وَأَنْتَ عَلَىٰ عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَمَكُهُ اللَّهُ لَا أَعْلَمُهُ فَقَالَ مُوسَى ﴿سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا﴾ فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ ﴿فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا﴾ فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلَىٰ سَاحِلِ الْبَحْرِ فَمَرَّتْ سَفِينَةٌ فَكَلَّمُوهُمْ أَن يَحْمِلُوهُمْ فَعَرَفُوا الْخَضِرَ فَحَمَلُوهُمْ بِغَيْرِ نَوْلٍ فَلَمَّا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ لَمْ يَقْبَا إِلَّا وَالْخَضِرُ قَدْ قَلَعَ لَوْحًا مِنَ الْوَاحِ السَّفِينَةِ بِالْقُدُومِ فَقَالَ لَهُ مُوسَى قَوْمٌ قَدْ حَمَلُونَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدَتْ إِلَىٰ سَفِينَتِهِمْ فَخَرَقَهَا ﴿لِنُفِرْقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا﴾ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ الْأُولَىٰ مِنْ مُّوسَى نَسْيَانًا قَالَ وَجَاءَ عُصْفُورٌ فَوَقَعَ عَلَىٰ حَرْفِ السَّفِينَةِ فَفَقَرَ فِي الْبَحْرِ نَقْرَةً فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ مَا عَلِمِي وَعَلِمَكَ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ إِلَّا مِثْلُ مَا نَقَصَ هَذَا الْعُصْفُورُ مِنْ هَذَا الْبَحْرِ لَمْ خَرَجَا مِنَ السَّفِينَةِ فَبَيْنَا هُمَا يَمْشِيَانِ

عَلَى السَّاحِلِ إِذْ أَبْصَرَ الْخَضِرُ غَلَامًا  
يَلْعَبُ مَعَ الْعِلْمَانِ فَأَخَذَ الْخَضِرُ رَأْسَهُ  
بِيَدِهِ فَأَقْلَعَهُ بِيَدِهِ فَقَتَلَهُ فَقَالَ لَهُ مُوسَى  
﴿أَقْتَلْتَ نَفْسًا رَزَقْنِي بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ  
شَيْئًا نَكْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ  
تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ قَالَ وَهَذِهِ أَشَدُّ مِنَ  
الْأُولَى ﴿قَالَ إِنْ سَأَلْتَكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا  
فَلَا تَصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا  
فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطَعَمَا  
أَهْلُهَا فَأَتَوْا أَنْ يُضَيِّقُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا  
جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَ قَالَ مَا نِیلُ فِقَامِ  
الْخَضِرُ فَأَقَامَهُ بِيَدِهِ فَقَالَ مُوسَى قَوْمُ  
أَتَيْنَاهُمْ فَلَمْ يُطْعِمُونَا وَلَمْ يُضَيِّقُونَا ﴿لَوْ  
شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هَذَا فِرَاقُ  
بَيْنِي وَبَيْنَكَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿ذَلِكَ تَأْوِيلُ مَا  
لَمْ تَسْطِيعْ عَلَيْهِ صَبْرًا﴾ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِدْنَا أَنْ مُوسَى  
كَانَ صَبْرًا حَتَّى يَقْصُصَ اللَّهُ عَلَيْنَا مِنْ  
خَبْرِهِمَا قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ فَكَانَ ابْنُ  
عَبَّاسٍ يَقْرَأُ وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ  
سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَضَبًا وَكَانَ يَقْرَأُ وَأَمَّا  
الْغَلَامُ فَكَانَ كَافِرًا وَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنِينَ

خضر علیہ السلام نے کہا میں نے تجھ سے کہا تھا کہ بیشک تجھ سے  
میرے ساتھ رہنا نہ جائے گا موسیٰ علیہ السلام نے کہا مجھ کو میری بھول  
چوک پر نہ پکڑ اور مجھ پر مشکل نہ ڈال یعنی میں نے بھولے  
سے کہا معاف کیجیے تنگی نہ پکڑیے، راوی نے کہا اور رسول  
اللہ ﷺ نے فرمایا پہلی بار کا پوچھنا موسیٰ علیہ السلام سے بھولے  
سے ہوا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر ایک چڑیا آئی سو کشتی  
کے کنارے پر بیٹھی پھر اس نے ایک بار سمندر میں چونچ ڈبوئی  
سو خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ نہیں ہے میرا علم اور تیرا  
علم اللہ کے علم سے مگر اس کے برابر جتنا اس چڑیا نے اس  
سمندر سے پانی لیا یعنی اللہ کا علم مثل سمندر کے ہے اور ہمارا  
اور تمہارا علم قطرے کے برابر جتنا اس چڑیا نے اپنی چونچ میں  
اٹھایا پھر دونوں کشتی سے نکلے سو جس حال میں کہ وہ سمندر کے  
کنارے چلے جاتے تھے کہ یکا یک خضر علیہ السلام نے ایک لڑکے کو  
دیکھا کہ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا ہے سو خضر علیہ السلام نے اس  
کے سر کو اپنے ہاتھ سے پکڑا پھر اس کا سراپے ہاتھ سے کاٹ  
ڈالا سو اس کو مار ڈالا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ کیا تو نے مار ڈالا  
معصوم جان کو بغیر کسی جان کے بدلے میں یعنی اس نے کسی کا  
خون نہ کیا تھا جس کے بدلے تو اس کو مارتا البتہ تجھ سے برا  
کام ہوا ہے، خضر علیہ السلام نے کہا بھلا میں نے تجھ سے نہ کہہ دیا تھا  
کہ تو میرے ساتھ نہ ٹھہر سکے گا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ  
دوسرا عتاب پہلے سے بہت کڑا ہے، موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر  
میں تجھ سے کوئی بات پوچھوں اسکے بعد تو مجھ کو اپنے ساتھ نہ  
رکھنا تو نے میرا عذر بہت مانا پھر دونوں چلے یہاں تک کہ  
ایک بستی والوں کے پاس پہنچے ان لوگوں سے کھانا مانگا تو ان  
لوگوں نے ان کی مہمانی نہ کی سو دونوں نے ایک دیوار کو پایا

کہ گرنا چاہتی تھی، راوی نے کہا کہ وہ جھک رہی تھی سو خضر علیہ السلام نے اٹھ کر اس کو اپنے ہاتھ سے سیدھا کر دیا سو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یہ قوم والے ہیں کہ ہم ان کے پاس آئے سو انہوں نے نہ ہم کو کھانا کھلایا نہ ہماری ضیافت کی اگر تو چاہتا تو دیوار کے سیدھے کر دینے کی مزدوری لیتا، خضر علیہ السلام نے کہا اسی وقت میرے اور تیرے درمیان جدائی ہے سواب میں بتلاؤں تجھ کو بیان ان تین باتوں کا جن پر تو صبر نہ کر سکا، پھر حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارے جی نے چاہا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے اور ہر بات کی وجہ نہ پوچھتے تو بہت قصہ ان کا ہم کو معلوم ہوتا اور اللہ کے کاموں کی حکمتیں بہت لوگوں کو معلوم ہوتیں، کہا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ﴿ورائهم ملک﴾ کی جگہ امامہم ملک پڑھتے تھے اور اس میں صالحہ کا لفظ زیادہ کرتے تھے اور اگلی آیت کو یوں پڑھتے تھے واما الغلام فكان كافرا او كان ابواه مومنین یعنی اور قرآن میں مشہور قرأت یوں ہے ﴿واما الغلام فكان ابواه مومنین﴾ اور پہلی قرأت شاذ ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ باب میں آتی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا﴾ مَذْهَبًا يَسْرُبُ يَسْلُكُ وَمِنْهُ ﴿وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ﴾

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ پھر جب پہنچے دو سمندروں کے ملاپ کی جگہ میں تو بھول گئے اپنی چھٹی کو سو اس نے اپنی راہ لی سمندر میں سرنگ بنا کر اور سربا کے معنی ہیں جگہ جانے کی یعنی راہ اور یسررب کے معنی ہیں چلتا ہے اور اسی باب سے ہے سارِب بالنہار جو سورہ رعد میں واقع ہے یعنی چلنے والا۔

۴۳۵۷۔ کہا سعید نے کہ البتہ ہم عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے تھے ان کے گھر میں جب کہ کہا مجھ سے پوچھو یعنی جو

۴۳۵۷۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُسُفَ أَنْ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ

چاہو، میں نے کہا اے ابوالعباس! اللہ مجھ کو تجھ پر قربان کرے، کوفہ میں ایک مرد ہے داعظ جو لوگوں پر قصے بیان کرتا ہے اس کو نوف کہا جاتا ہے یعنی اس کا نام نوف ہے وہ گمان کرتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام کا ساتھی وہ موسیٰ بنی اسرائیل کا ساتھی نہیں، عمرو نے تو مجھ کو کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ البتہ اللہ کا دشمن جھوٹا ہے اور یعلیٰ نے مجھ سے یوں کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت مگر علیہ السلام نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ کا پیغمبر ہے ایک دن انہوں نے لوگوں کو وعظ کیا یہاں تک کہ جب آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور دل نرم ہوئے تو پیٹھ دے کر چلے سو ایک مرد نے ان کو پایا سو اس نے کہا اے پیغمبر اللہ کے کیا زمین میں کوئی زیادہ تجھ سے عالم ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا نہیں! تو اللہ نے ان پر غصہ کیا اس واسطے کہ انہوں نے علم کو اللہ کی طرف نہ پھیرا اللہ نے فرمایا کہ کیوں نہیں! تجھ سے زیادہ عالم بھی ہے موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے رب! وہ کہاں ہے؟ فرمایا دو سمندروں کے ملاپ کی جگہ میں موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے رب! میرے واسطے کوئی نشانی ٹھہرا جس سے میں اس جگہ کو جانوں، یعنی جس جگہ میں ہیں طلب کروں، ابن جریج کہتا ہے سو عمرو نے مجھ سے کہا جس جگہ مچھلی تجھ سے جدا ہو یعنی تو وہ اس جگہ ہوگا اور یعلیٰ نے مجھ سے کہا کہ اپنے ساتھ مری ہوئی مچھلی لے یعنی بھی ہوئی مچھلی لے جس جگہ اس میں روح پھونکی جائے یعنی تو وہ اس جگہ ہوگا سو موسیٰ علیہ السلام نے مچھلی لے کر ٹوکری میں رکھ لی اور اپنے خادم سے کہا کہ میں تجھ کو تکلیف نہیں دیتا مگر یہ کہ تو مجھ کو خبر کر دے اس جگہ کی جس جگہ تجھ سے مچھلی جدا ہو اس نے کہا کہ یہ کچھ بڑی بات نہیں سو یہی

قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ وَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ يَزِيدُ أَحَدَهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ وَغَيْرَهُمَا قَدْ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ إِنَّا لَعِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي بَيْتِهِ إِذْ قَالَ سَلُونِي قُلْتُ أَيْ أَبَا عَبَّاسٍ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ بِالْكُوفَةِ رَجُلٌ قَاصٌّ يُقَالُ لَهُ نَوْفٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ لَيْسَ بِمُوسَى بْنِ إِسْرَآئِيلَ أَمَّا عَمْرُو فَقَالَ لِي قَالَ قَدْ كَذَبَ عَدُوُّ اللَّهِ وَأَمَّا يَعْلَى فَقَالَ لِي قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنِي أَبِي بْنُ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوسَى رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ ذَكَرَ النَّاسُ يَوْمًا حَتَّى إِذَا فَاصَتِ الْعَيُونُ وَرَقَّتِ الْقُلُوبُ وَلِي فَأَذْرَكُهُ رَجُلٌ فَقَالَ أَيْ رَسُولُ اللَّهِ هَلْ فِي الْأَرْضِ أَحَدٌ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ لَا فَعَتَبَ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرِدْ الْعِلْمُ إِلَى اللَّهِ قِيلَ بَلَى قَالَ أَيْ رَبِّ فَأَيْنَ قَالَ بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ قَالَ أَيْ رَبِّ اجْعَلْ لِي عِلْمًا أَعْلَمَ ذَلِكَ بِهِ فَقَالَ لِي عَمْرُو قَالَ حَيْثُ يُفَارِقُكَ الْحَوْتُ وَقَالَ لِي يَعْلَى قَالَ خُذْ نَوْنًا مَيْتًا حَيْثُ يَنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ فَاخْذْ حَوْتًا فَجَعَلَهُ فِي مِكْتَلٍ فَقَالَ لِفَتَاهُ لَا أَكْلِفُكَ إِلَّا أَنْ تُخْبِرَنِي بِحَيْثُ يُفَارِقُكَ الْحَوْتُ قَالَ مَا كَلَّفْتُ كَثِيرًا فَذَلِكَ قَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ﴾



مطلب ہے اللہ کے اس قول کا قرآن میں کہ جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم یوشع بن نون سے یہ زیادتی سعید بن مسعود سے نہیں، یعنی ابن جریج نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کے خادم کا نام سعید کی روایت میں نہیں حضرت ملائکہ نے فرمایا سو جس حالت میں کہ وہ پتھر کے سائے میں لیٹے تھے ترجمہ میں کہ اچانک مچھلی پھڑکی اور موسیٰ علیہ السلام سوتے تھے تو ان کے خادم نے کہا کہ میں ان کو نہیں جگاتا یہاں تک کہ جب جاگے تو ان کا خادم ان کو مچھلی کی خبر دینا بھول گیا اور مچھلی پھڑکی یہاں تک کہ دریا میں داخل ہوئی سو اللہ نے اس سے پانی کا بہاؤ بند کر رکھا یہاں تک کہ گویا نشان اس کا پتھر میں ہے، ابن جریج کہتا ہے کہ عمرو نے مجھ سے کہا اور اس طرح جیسے نشان اس کا پتھر میں ہے اور اپنے دونوں انگوٹھے اور ان کے پاس والی دونوں انگلیوں کے درمیان حلقہ کیا البتہ ہم نے اس سفر میں تکلیف پائی، یوشع نے کہا کہ اللہ نے تجھ سے تکلیف دور کی، ابن جریج کہتا ہے کہ یہ زیادتی سعید کی روایت میں نہیں یوشع نے موسیٰ علیہ السلام کو خبر دی سو دونوں پھرے تو دونوں نے خضر علیہ السلام کو پایا، ابن جریج کہتا ہے کہ عثمان نے مجھ سے کہا کہ سب فرش پر دریا کے بیچ میں، کہا سعید نے کپڑا لیٹے اس کی ایک طرف اپنے دونوں پاؤں کے نیچے کی ہے اور دوسری طرف اپنے سر کے نیچے سو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو سلام کیا سو اس نے اپنا منہ کھولا اور کہا کہ میری زمین میں سلام نہیں، تو کون ہے؟ کہا کہ میں موسیٰ ہوں، کہا قوم بنی اسرائیل کا موسیٰ ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں! کہا کیا حال ہے تیرا؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں آیا ہوں تیرے پاس تاکہ تو مجھ کو سکھلا دے جو اللہ نے تجھ کو سکھلایا ہے راہنمائی سے خضر علیہ السلام نے کہا کہ کیا تجھ کو

يُوشَعَ بْنِ نُونٍ لَيْسَتْ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ فَبَيْنَمَا هُوَ فِي ظِلِّ صَخْرَةٍ فِي مَكَانٍ ثَرَيَّانٍ إِذْ تَصَرَّبَ الْحَوْتُ وَمُوسَى نَائِمٌ فَقَالَ فَتَاهُ لَا أَوْقِظُهُ حَتَّى إِذَا اسْتَيْقَظَ نَسِيَ أَنْ يُخْبِرَهُ وَتَصَرَّبَ الْحَوْتُ حَتَّى دَخَلَ الْبَحْرَ فَأَمْسَكَ اللَّهُ عَنْهُ جَرِيَةَ الْبَحْرِ حَتَّى كَانَ أَثَرُهُ فِي حَجَرٍ قَالَ لِيْ عَمْرُو هَكَذَا كَانَ أَثَرُهُ فِي حَجَرٍ وَحَلَقَ بَيْنَ إِبْهَامَيْهِ وَاللَّتَيْنِ تَلِيَانِهِمَا ﴿لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا﴾ قَالَ قَدْ قَطَعَ اللَّهُ عَنْكَ النَّصَبَ لَيْسَتْ هَذِهِ عَنْ سَعِيدٍ أَخْبِرَهُ فَرَجَعَا فَوَجَدَا خَضِرًا قَالَ لِيْ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَلَى طِفْسَةٍ خَضِرَاءَ عَلَى كَبِدِ الْبَحْرِ. قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ مُسَجِّى بِتَوْبِهِ قَدْ جَعَلَ طَرَفُهُ تَحْتَ رِجْلَيْهِ وَطَرَفُهُ تَحْتَ رَأْسِهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَى فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ وَقَالَ هَلْ بِأَرْضِيٍّ مِنْ سَلَامٍ مَنْ أَنْتَ قَالَ أَنَا مُوسَى قَالَ مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا شَأْنُكَ قَالَ جِئْتُ لَتَعْلَمَنِي مِمَّا عَلِمْتَ رَشْدًا قَالَ أَمَا يَكْفِيكَ أَنَّ التَّوْرَةَ بِيَدَيْكَ وَأَنَّ الْوَحْيَ يَأْتِيكَ يَا مُوسَى إِنَّ لِيْ عِلْمًا لَا يَنْبَغِي لَكَ أَنْ تَعْلَمَهُ وَإِنَّ لَكَ عِلْمًا لَا يَنْبَغِي لِيْ أَنْ أَعْلَمَهُ فَأَخَذَ طَائِرٌ بِمِنْقَارِهِ مِنَ الْبَحْرِ وَقَالَ وَاللَّهِ مَا عَلِمِي وَمَا عَلِمْتُكَ فِي حَبِّ عِلْمِ اللَّهِ إِلَّا

کفایت نہیں کرتا یہ کہ تیرے ہاتھ میں تورات ہے اور تیرے پاس وحی آتی ہے، اے موسیٰ! بیشک مجھ کو ایک علم ہے کہ تجھ کو لائق نہیں کہ تو اس کو جانے یعنی وہ سب علم اور بیشک تجھ کو ایک علم ہے کہ مجھ کو لائق نہیں کہ میں اس کو جانوں یعنی وہ سارا علم تو ایک پرندے نے اپنی چونچ میں سمندر سے پانی اٹھایا اور کہا خضر علیہ السلام نے کہ قسم ہے اللہ کی نہیں میرا علم اور تیرا علم اللہ کے علم کے پاس مگر اس کے برابر جتنا اس پرندے نے اپنی چونچ میں سمندر سے پانی لیا یہاں تک کہ جب دونوں کشتی میں سوار ہوئے یعنی انہوں نے چھوٹی چھوٹی کشتیاں پائیں کہ اس کنارے والوں کو اس دوسرے کنارے والوں کی طرف چڑھا لے جاتے ہیں تو وہ خضر علیہ السلام کو پہچان گئے یعنی اس واسطے کہ وہ لوگ پہلے سے اس کو جانتے تھے کہ یہ بزرگ ہیں سو انہوں نے کہا کہ یہ اللہ کا بندہ نیک ہے (راوی کہتا ہے کہ ہم نے سعید سے کہا انہوں نے کس کو نیک بندہ کہا؟ اس نے کہا کہ خضر علیہ السلام کو) ہم اس کو کرائے سے نہیں چڑھاتے یعنی بغیر کرایہ کے چڑھالے گئے سو خضر علیہ السلام نے کشتی کو پھاڑ ڈالا اور اس میں میخ گاڑی کہا موسیٰ علیہ السلام نے کیا تو نے اس کو پھاڑ ڈالا تاکہ اس کے لوگوں کو ڈبو دے البتہ تجھ سے برا کام ہوا، کہا مجاہد نے کہ امرا کے معنی ہیں منکر خضر علیہ السلام نے کہا کیا میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ بیشک تجھ سے میرے ساتھ رہا نہ جائے گا پہلا سوال بھولے سے تھا اور دوسرا شرط سے اور تیسرا جان بوجھ کر کہا موسیٰ علیہ السلام نے کہ مجھ کو میری بھول چوک پر نہ پکڑ اور مجھ پر میرا کام مشکل نہ بنا پھر دونوں ایک لڑکے سے ملے خضر علیہ السلام نے اس کو مار ڈالا، یعنی راوی کہتا ہے کہ سعید نے کہا کہ خضر علیہ السلام نے لڑکے کھیلنے پائے سوا ایک لڑکے کا فر معصوم کو

کَمَا أَخَذَ هَذَا الطَّاغُوتُ بِمَنْقَارِهِ مِنَ الْبَحْرِ حَتَّى إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ وَجَدَا مَعَابِرَ صِغَارًا تَحْمِلُ أَهْلَ هَذَا السَّاحِلِ إِلَى أَهْلِ هَذَا السَّاحِلِ الْأَخَرِ عَرَفُوهُ فَقَالُوا عَبْدُ اللَّهِ الصَّالِحُ قَالَ قُلْنَا لِسَعِيدٍ خِصْرٌ قَالَ نَعَمْ لَا نَحْمِلُهُ بِأَجْرٍ فَخَرَقَهَا وَوَتَدَ فِيهَا وَتَدَا قَالَ مُوسَى «أَخَرَقْتُهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جُنْتُ شَيْئًا إِمْرًا» قَالَ مُجَاهِدٌ مُنْكَرًا «قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا» كَانَتْ الْأُولَى نِسْيَانًا وَالْوُسْطَى شَرْطًا وَالثَّالِثَةُ عَمَلًا «قَالَ لَا تَوَاعِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا» لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهُ قَالَ يَعْلى قَالَ سَعِيدٌ وَجَدَ غُلَامًا يَلْعَبُونَ فَأَخَذَ غُلَامًا كَافِرًا ظَرْفًا فَأَضْجَعَهُ ثُمَّ ذَبَحَهُ بِالسَّيْكِينِ «قَالَ أَقْبَلْتُ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ» لَمْ تَعْمَلْ بِالْحِنْثِ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَرَأَهَا زَكِيَّةً «زَاكِيَّةً» مُسْلِمَةً كَقَوْلِكَ غُلَامًا زَكِيًّا فَانْطَلَقَا فَوَجَدَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقُضَ فَاقَامَهُ قَالَ سَعِيدٌ بِيَدِهِ هَكَذَا وَرَفَعَ يَدَهُ فَاسْتَقَامَ قَالَ يَعْلى حَسِبْتُ أَنَّ سَعِيدًا قَالَ لَمْ مَسَحَهُ بِيَدِهِ فَاسْتَقَامَ «لَوْ شِئْتَ لَا تَخَذُ عَلَيْهِ أَجْرًا» قَالَ سَعِيدٌ أَجْرًا نَأْكُلُهُ «وَكَانَ وَرَاءَهُمُ» وَكَانَ أَمَامَهُمْ قَرَأَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَزْعُمُونَ عَنْ غَيْرِ سَعِيدٍ أَنَّهُ هَدَّدَ بَنُ

پکڑ کر لٹایا پھر اس کو چھری سے ذبح کر ڈالا، کہا موسیٰ علیہ السلام نے کیا تو نے مار ڈالا معصوم جان کو بغیر بدلے جان کے کہ گناہ نہیں کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کو زکیہ پڑھتے تھے یعنی ساتھ صیغہ مبالغہ کے اور زاکیہ اسم فاعل کے وزن پر ساتھ معنی مسلمتہ کے ہے یعنی مسلمان جان مانند قول تیرے کے غلاما زکیہ یعنی نفس کو بھی زکیہ کہتے ہیں جیسے لڑکے کو زکیہ کہتے ہیں پھر دونوں چلے سودوؤں نے ایک دیور پائی کہ گرا چاہتی ہے سو خضر علیہ السلام نے اس کو سیدھا کر دیا، کہا سعید نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اور اپنا ہاتھ اٹھایا سو سیدھی ہو گئی، یعلیٰ کہتا ہے میں گمان کرتا ہوں کہ سعید نے کہا کہ خضر علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اس پر پھیرا تو وہ سیدھی ہو گئی اگر تو چاہتا تو دیور سیدھی کرنے کی مزدوی لے لیتا، کہا سعید نے مزدوری کہ ہم اس کو کھاتے اور وراءھم کے معنی ہیں کہ ان کے آگے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو پڑھا ہے امامہد ملک یعنی ان کے آگے ایک بادشاہ تھا گمان کرتے ہیں غیر سعید سے کہ اس بادشاہ کا نام ہدد بن ہدد ہے اور جس لڑکے کو خضر علیہ السلام نے مارا تھا گمان کرتے ہیں کہ اس کا نام جیسور ہے ان کے آگے ایک بادشاہ ظالم تھا کہ ہر کشتی درست کو چھین لیتا تھا سو میں نے چاہا کہ جب وہ اس پر گزرے تو اس کو عیب والی ہونے کے سبب سے چھوڑ دے گا اور جب وہ اس سے آگے بڑھیں تو اس کو درست کر کے اس سے نفع اٹھائیں کہتے ہیں یعنی بدلے اصلحواء کے اس کو شیشے سے بند کر کے اس سے فائدہ اٹھائیں اور بعض کہتے ہیں کہ تار کول سے بند کر کے فائدہ اٹھائیں اس کے ماں باپ مسلمان تھے اور وہ لڑکا کافر تھا سو ہم ڈرے کہ ان کو عاجز کرے زبردستی یعنی یہ کہ اس کی

بَدَدَ وَالْعَلَامُ الْمَقْتُولُ اسْمُهُ يَزْعُمُونَ  
جَيْسُورَ ﴿مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا﴾  
فَأَرَدْتُ إِذَا هِيَ مَرَّتْ بِهِ أَنْ يَدْعَهَا لِعَيْبِهَا  
فَإِذَا جَاوَزُوا أَصْلَحُوهَا فَانْتَفَعُوا بِهَا  
وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ سَدُّوْهَا بِقَارُورَةٍ وَمِنْهُمْ  
مَنْ يَقُولُ بِالْقَارِ ﴿كَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنِينَ﴾  
وَكَانَ كَافِرًا ﴿فَحَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا  
طُغْيَانًا وَكُفْرًا﴾ أَنْ يَحْمِلَهُمَا حُبُّهُ عَلَى أَنْ  
يَتَابَعَاهُ عَلَى دِينِهِ ﴿فَأَرَدْنَا أَنْ يُبَدِّلَهُمَا  
رَبُّهُمَا خَيْرًا مِنْهُ زَكَاةً وَأَقْرَبَ رَحْمًا﴾  
هُمَا بِهِ أَرْحَمُ مِنْهُمَا بِالْأَوَّلِ الَّذِي قَتَلَ  
خَضِرَ وَزَعَمَ غَيْرُ سَعِيدٍ أَنََّّهُمَا أَبَدَلَا  
جَارِيَةً وَأَمَّا دَاوُدُ بْنُ أَبِي عَاصِمٍ فَقَالَ عَنْ  
غَيْرِ وَاحِدٍ إِنَّهَا جَارِيَةٌ.

محبت ان کو باعث ہو اس پر کہ اس کے دین کی پیروی کریں سو ہم نے چاہا کہ بدلہ دے ان کو ان کا رب اس سے بہتر ستمراہی میں اور قریب تر محبت میں یعنی ان کو اس کے ساتھ زیادہ محبت ہوگی پہلے لڑکے سے جس کو خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا اور گمان کیا سعید راوی کے غیر نے کہ اللہ نے ان کو اس کے بدلے لڑکی دی اور لیکن داؤد سو کہا اس نے بہت راویوں سے کہ وہ لڑکی ہے یعنی اس نے صرف لڑکی کا نام ہی لیا بدلنے کا نام نہیں لیا۔

**فائدہ:** یہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھ سے پوچھو تو اس سے معلوم ہوا کہ عالم کو یہ کہنا جائز ہے اور محل اس کا وہ ہے جب کہ خود پسندی کا ڈر نہ ہو یا اس کی ضرورت ہو جیسے کہ علم کے بھول جانے کا خوف ہو اور یہ جو راوی نے کہا کہ اللہ مجھ کو تجھ پر قربان کرے تو اس میں حجت ہے واسطے اس کے جو اس کو جائز رکھتا ہے برخلاف اس کے جو اس کو منع کرتا ہے و سیاتی البحث فیہ فی کتاب الادب اور یہ جو راوی نے کہا کہ وہ گمان کرتا ہے کہ وہ بنی اسرائیل کا موسیٰ نہیں تو ابن اسحاق کی روایت میں نزدیک نسائی کے ہے کہ سعید نے کہا اے ابو عباس! (یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) نوف کعب احبار سے گمان کرتا ہے کہ جس موسیٰ نے علم کی طلب کی تھی یعنی حضرت خضر علیہ السلام سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ موسیٰ ابن یثا بن افراسیم بن یوسف علیہ السلام ہے اور ابن اسحاق نے مبتداء میں لکھا ہے کہ موسیٰ بن یثا موسیٰ بن عمران سے پہلے بنی اسرائیل میں پیغمبر تھا اور اہل کتاب گمان کرتے ہیں کہ وہی خضر علیہ السلام کے ساتھ رہا تھا اور یہ جو کہا کہ لیکن عمرو سو اس نے مجھ سے کہا تو مراد ابن جریج کی یہ ہے کہ یہ کلمہ واقع ہوا ہے بیچ روایت عمرو بن دینار کے سوائے روایت یعلیٰ کے اور یہ جو کہا کہ اللہ کا دشمن جھوٹا ہے تو یہ محمول ہے اوپر مبالغہ کے بیچ زجر اور تنبیہ کے اس گفتگو سے اور پہلے اس مسئلے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حر کے درمیان گفتگو ہوئی تھی اور دونوں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور یہ جو کہا کہ یہاں تک کہ جب آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور دل نرم ہوئے تو پیٹھ پھیری تو اس میں ہے کہ جب داعظ کا وعظ سے سننے والوں میں اثر پیدا ہوا اور ڈریں اور روئیں تو لائق ہے کہ تخفیف کی جائے وعظ میں تا کہ تھک نہ جائیں اور یہ جو کہا کہ ایک مرد نے اس کو پایا تو یہ چاہتا ہے کہ سائل نے یہ سوال موسیٰ علیہ السلام سے خطبے سے فارغ ہونے کے بعد کیا تھا اور ظاہر یہ ہے کہ سوال خطبے کے بعد واقع ہوا تھا لیکن موسیٰ علیہ السلام ابھی مجلس سے جدا نہ ہوئے تھے اور تائید کرتی ہے اس کی یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حر بن قیس کے تنازع میں ہے کہ جس حالت میں کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی قوم میں تھے کہ اچانک ایک مردان کے پاس آیا الحدیث اور یہ جو کہا کہ زمین میں کوئی تجھ سے زیادہ عالم ہے کہا نہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا غیر ان سے زیادہ عالم نہیں سو مساوی ہونے کا احتمال باقی

ہے اور سفیان کی روایت میں ہے کہ کسی نے پوچھا کہ لوگوں میں زیادہ عالم کون ہے؟ کہا میں اس روایت میں جزم ہے ساتھ اعلیت کے واسطے ان کے اور دونوں روایتوں میں فرق ہے اور اکثر روایتوں میں اعلیت کی نفی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ پہلے پہل یہ سوال موسیٰ علیہ السلام کے دل میں گزرا تھا پھر اس کو منبر پر ذکر کیا اور یہ جو راوی نے کہا کہ قال لی عمرو وقال لی یعلیٰ تو اس کا قائل ابن جریج ہے اور یہ جو کہا کہ مچھلی لی تو مسلم میں ابواسحاق کی روایت میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا کہ خرچ راہ کے واسطے نمک دار مچھلی لے اور اس روایت سے مستفاد ہوتا ہے کہ مچھلی بھنی ہوئی تھی اس واسطے کہ زندہ مچھلی کو کوئی نمک نہیں لگاتا اور اس سے پہچانی جاتی ہے حکمت بیچ خاص کرنے مچھلی کے سوائے اور جاندار چیزوں کے اس واسطے کہ اس کے سوا کوئی جانور مردہ نہیں کھایا جاتا اور نہیں وارد ہوتی ٹڈی اس واسطے کہ کبھی وہ نہیں ملتی خاص کر مصر میں اور یہ جو کہا لیست عن سعید تو اس کا قائل بھی ابن جریج ہے اور مراد اس کی یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کا نام اس کے پاس سعید کی روایت میں نہیں اور احتمال ہے کہ اس نے صورت سیاق کی نفی کی ہے نہ نام کی اس واسطے کہ واقع ہوا ہے بیچ روایت سفیان کی عمرو بن دینار سے اور یوشع کے نسب کا بیان احادیث الانبیاء میں گزر چکا ہے اور یہ کہ وہ وہی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے مرنے کے بعد بنی اسرائیل میں قائم ہوا اور نقل کیا ہے ابن عربی نے کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کا بھانجا تھا اور پہلے قول کی بنا پر جس کو نوف نے نقل کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اس قصہ والا وہ عمران کا بیٹا نہیں پس نہ ہوگا خادم اس کا یوشع بن نون اور یہ جو کہا کہ مچھلی پھڑکی تو سفیان کی روایت میں ہے کہ مچھلی ٹوٹ کر میں پھڑکی اور اس سے نکل کر سمندر میں گر پڑی اور مسلم کی روایت میں ہے کہ مچھلی پانی میں پھڑکی اور دونوں معنی کے درمیان کچھ مخالفت نہیں اس واسطے کہ وہ مچھلی دوبار پھڑکی پہلی بار ٹوٹ کر میں پھڑکی پھر جب وہ سمندر میں گری تو پھر پھڑکی سو پہلی بار پھڑکنا اس کا زندہ ہونے کے ابتدا میں تھا اور دوسری بار پھڑکنا اس کا سمندر کی سیر میں تھا جب کہ اس نے دریا میں راہ لی اور اگلے باب کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس پتھر کے نیچے ایک نہر ہے اس کو آب حیات کہا جاتا ہے اگر مردے کو اس کے پانی سے کچھ چیز پینے تو زندہ ہو جاتا ہے سو مچھلی کو اس نہر کے پانی سے کچھ تراوت پینے سو وہ پھڑکی اور ٹوٹ کرے سے سرک کر سمندر میں کود پڑی اور ایک روایت میں ہے کہ اس پانی سے ایک قطرہ اس مچھلی پر پڑا سو وہ زندہ ہوئی اور ٹوٹ کرے سے نکل کر دریا میں گر پڑی اور گمان کیا ہے داؤدی نے کہ جس پانی میں مچھلی داخل ہوئی تھی وہ نہر آب حیات کا پانی تھا حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ حدیثیں صریح ہیں اس میں کہ آب حیات کی نہر پتھر کے پاس تھی اور وہ سمندر کا غیر ہے یعنی اور وہ نہر اور تھی اور سمندر اور تھا اور شاید نہر آب حیات کی اگر ثابت ہو نقل بیچ اس کے سند اس شخص کے ہے جو گمان کرتا ہے کہ خضر علیہ السلام نے آب حیات کی نہر سے پانی پیا اور ہمیشہ زندہ رہ گئے اور یہ مذکور ہے وہب بن منبہ وغیرہ سے جو اسرائیلی کتابوں سے نقل کرتے تھے اور ابو جعفر مناوی نے اس باب میں ایک کتاب لکھی ہے اور ثابت کی اس نے یہ بات کہ جو اسرائیلی کتابوں میں سے نقل کیا

جائے اس کا اعتبار نہیں اور یہ جو کہا یہاں تک کہ جب جاگا تو بھول گیا موسیٰ علیہ السلام سے مچھلی کی خبر دینا تو اس کلام میں حذف ہے تقدیر اس کی یہ ہے کہ جب جاگا تو چلا سو بھول گیا مچھلی کا قصہ کہنا اور اسی طرح تعالیٰ کا قول ﴿فسبأ حوثهما﴾ سو بعض کہتے ہیں کہ منسوب کیا گیا نسیان طرف دونوں کی واسطے تغلیب کے اور بھولنے والا صرف ان کا خادم تھا موسیٰ علیہ السلام سے مچھلی کا قصہ کہنا بھول گیا جیسا کہ اس حدیث میں ہے اور ذکر کیا ہے ابن عطیہ نے کہ اس نے ایک مچھلی دیکھی اس کی ایک طرف میں کانٹا اور ہڈی اور پتلا چمڑا تھا اور دوسری طرف درست تھی اور اس جگہ والے ذکر کرتے تھے کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کی مچھلی کی نسل سے ہے واسطے اشارہ کے طرف اس بات کی کہ جب اس کی ایک طرف کا گوشت کھایا گیا تو بدستور رہی اس میں یہ صفت پھر اس کی نسل میں بھی اور یہ جو کہا ﴿لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا﴾ تو اس روایت میں اختصار ہے اور سفیان کی روایت میں ہے سو دونوں چلے جتنا کہ رات اور دن باقی رہا تھا جب دوسرا دن ہوا تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا کہ ہم کو چاشت کا کھانا دے کہ ہم نے اس سفر میں تکلیف پائی تو داؤدی نے کہا کہ یہ روایت وہم ہے اور شاید اس نے سمجھا ہے کہ نہیں خبر دی تھی خادم نے موسیٰ علیہ السلام کو مگر بعد ایک دن رات کے اور حالانکہ یہ مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ ابتدا اس کی اس دن سے ہے جس دن اس کی تلاش کو نکلے تھے اور واضح کرتی ہے اس کو روایت مسلم کی کہ جب دونوں آگے بڑھے تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا کہ ہم کو چاشت کا کھانا دے البتہ ہم نے اس سفر میں تکلیف پائی یعنی اس میں دن رات کا ذکر نہیں اور سفیان کی روایت مذکورہ میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جب تک اس جگہ سے جس کو اللہ نے فرمایا تھا نہ بڑھے تھے نہ تھکے تھے اور یہ جو کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کو تعجب ہوا یعنی تعجب کیا موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہ نمک لگی ہوئی مچھلی نے سمندر میں راہ لی اور یہ جو کہا کہ پھر دونوں پھرے اور خضر علیہ السلام کو پایا تو سفیان کی روایت میں ہے کہ کہا موسیٰ علیہ السلام نے یہی ہم چاہتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ یہی ہے ہماری حاجت اور یاد کیا موسیٰ علیہ السلام نے جو اللہ نے ان کو وصیت کی تھی مچھلی کے امر میں اور یہ جو کہا کہ دونوں پھرے اپنے قدموں کا نشان ڈھونڈتے تو یہ دلالت کرتا ہے کہ نہ خبر دی خادم نے موسیٰ علیہ السلام کو یہاں تک کہ کچھ زمانہ چلے اس واسطے کہ اگر جاگتے ہی ان کو خبر کر دیتا تو اپنے قدموں کے نشان ڈھونڈنے کے محتاج نہ ہوتے اور سفیان کی روایت میں ہے یہاں تک کہ پتھر کے پاس پہنچے تو اچانک دیکھا کہ ایک مرد ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دونوں نے خضر علیہ السلام کو سمندر کے جزیرے میں پایا اور نہیں ہے مخالفت دونوں روایتوں میں اس واسطے کہ مراد یہ ہے کہ جب دونوں پتھر کے پاس پہنچے تو اس کو تلاش کرنے لگے یہاں تک کہ اس کو جزیرے میں پایا اور مسلم کی روایت میں ہے کہ خادم نے ان کو مچھلی کی جگہ دکھائی تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اسی جگہ کا مجھ کو حکم ہوا تھا سو اس کو تلاش کرنے لگے سو اچانک دیکھا کہ خضر علیہ السلام ہیں اور ابن ابی حاتم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مچھلی کی راہ سے پانی ہٹ گیا سو وہ طاق سا ہو گیا سو داخل ہوئے اس میں موسیٰ علیہ السلام مچھلی کے پیچھے تو اچانک دیکھا کہ خضر علیہ السلام ہیں اور یہ جو کہا کہ

اپنا کپڑا لپیٹے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد ہے کپڑا لپیٹے چت لیٹے اور احادیث الانبیاء میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے کہ حضرت علیؑ کا نام تو اسی واسطے خضر ہوا کہ صاف سفید زمین پر بیٹھے سودہ ان کے نیچے سے سر سبز ہو گئی اور یہ جو کہا کہ موسیٰ علیہ السلام نے ان کو سلام کیا تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ خضر علیہ السلام نے جواب میں کہا وعلیک السلام اور سفیان کی روایت میں ہے کہ خضر علیہ السلام نے کہا کہ تیری زمین میں سلام کہاں اور یہ استفہام استبعاد کا ہے دلالت کرتا ہے کہ اس ملک کے لوگ اس وقت مسلمان نہ تھے یعنی کسی پیغمبر کے دین پر نہ تھے اور تطبیق دونوں روایتوں میں یہ ہے کہ خضر علیہ السلام نے سلام کے جواب کے بعد موسیٰ علیہ السلام سے یہ پوچھا تھا اور روایت کی ہے عبد بن حمید نے انس رضی اللہ عنہ سے اس قصے میں کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا السلام علیک یا خضر تو خضر علیہ السلام نے کہا وعلیک السلام یا موسیٰ، کہا تجھ کو کیا معلوم ہے کہ میں موسیٰ ہوں؟ کہا کہ معلوم کروایا مجھ کو تیرا نام جس نے تجھ کو میرا نام بتلایا اور یہ اگر ثابت ہو تو یہ دلیل ہے اس پر کہ خضر علیہ السلام پیغمبر ہے لیکن بعید کرتا ہے اس کے ثابت ہونے کو قول اس کا اس روایت میں جو صحیح میں ہے کہ کہا من انت تو کون ہے؟ کہا میں موسیٰ ہوں، کہا موسیٰ بنی اسرائیل کا الحدیث، اور یہ جو کہا کہ اسے موسیٰ! مجھ کو ایک علم ہے کہ لائق نہیں کہ تو اس کو جانے یعنی سارا وہ علم اور تجھ کو ایک علم ہے کہ نہیں لائق ہے مجھ کو میں اس کو جانوں یعنی سارا وہ علم اور اس کا مقدر کرنا متعین ہے اس واسطے کہ خضر علیہ السلام ظاہر علم سے بقدر حاجت کے پہچانتے تھے اور اسی طرح موسیٰ علیہ السلام بھی باطن علم سے پہچانتے تھے جو ان کو وحی کے طریق سے معلوم ہوتا تھا اور یہ جو کہا کہ تجھ سے میرے ساتھ رہا نہ جائے گا تو اسی طرح مطلق بولا ہے اس نے وہ صیغہ جو دلالت کرتا ہے اوپر ہمیشہ ہونے نفی کے واسطے اس چیز کے کہ اطلاع دی اس کو اللہ نے اوپر اس کے اس سے کہ موسیٰ علیہ السلام ترک انکار پر صبر نہ کر سکے گا جب کہ دیکھے گا جو شرع کے مخالف ہے اس واسطے کہ یہ شان ہے عصمت اس کی کی اور اسی واسطے موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کوئی چیز دیانت کے امروں سے نہ پوچھی بلکہ اس کے ساتھ رہے تاکہ دیکھے اس سے وہ چیز کہ اطلاع ہو اس کو ساتھ اس کے اوپر مرتبے اس کے اس علم میں کہ اس کے ساتھ خاص ہے اور قول اس کا کیف تصبر استفہام ہے سوال سے تقدیر اس کی یہ ہے کہ تو نے کیوں کہا کہ میں صبر نہ کر سکوں گا اور میں صبر کر سکوں گا اور قول موسیٰ علیہ السلام کا ﴿مستجدنی ان شاء اللہ صابرا ولا اعصی لک امرا﴾ بعض نے کہا کہ صبر میں ان شاء اللہ کہا تو صبر کیا اور نافرمانی میں ان شاء نہ کہا سو نافرمانی کی اور اس میں نظر ہے اور گویا کہ مراد ساتھ صبر کے یہ ہے کہ صبر کیا اس کی پیروی سے اور اس کے ساتھ چلنے سے اور سوائے اس کے نہ انکار اس پر اس امر میں جو ظاہر شرع کے مخالف ہے اور یہ جو کہا کہ ایک پرندے نے اپنی چونچ میں سمندر کا پانی لیا تو اس کی شرح کتاب العلم میں پہلے گزر چکی ہے اور ظاہر اس روایت کا یہ ہے کہ چونچ ماری پرندے نے سمندر میں پیچھے قول خضر علیہ السلام کے واسطے موسیٰ علیہ السلام کے جو متعلق ہے ساتھ علم ان دونوں کے اور روایت سفیان کی تقاضا کرتی ہے کہ واقع ہوا تھا یہ بعد پھاڑنے کشتی کے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ

پہلی بار کا پوچھنا موسیٰ علیہ السلام سے بھولے سے ہوا کہا اور ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے پر بیٹھی اور سمندر میں ایک بار چونچ ماری سو تطبیق دونوں کے درمیان اس طور سے ہے کہ قول اس کا فاخذ طائر بمنقارہ اس سے پہلے کلام محذوف ہے اور وہ سوار ہونا ان کا ہے کشتی میں اس واسطے کہ سفیان نے کشتی کی تصریح کی ہے اور روایت کی ہے نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کیا تو جانتا ہے کہ یہ پرندہ کیا کہتا ہے؟ کہا نہیں! کہا کہتا ہے کہ نہیں علم تم دونوں کا اللہ کے علم کے آگے مگر جتنا میری چونچ نے اس سارے سمندر سے گھٹایا اور یہ جو کہا و جدا معابر تو یہ تفسیر ہے واسطے قول اس کے کی رکبا فی السفینۃ نہ یہ کہ وجد جواب ہے اذا کا اس واسطے کہ وجود معابر کا تھا پہلے سوار ہونے ان کے کشتی میں اور واقع ہوا ہے سفیان کی روایت میں سو دونوں سمندر کے کنارے کنارے چلے جاتے تھے سو ایک کشتی پر گزرے تو کشتی والوں سے تینوں آدمی کے چڑھانے کے لیے بات چیت کی اور یہ جو کہا کہ خضر علیہ السلام نے کشتی کو پھاڑ ڈالا اور اس میں میخ گاڑی تو سفیان کی روایت میں ہے کہ جب کشتی میں سوار ہوئے تو نہ خوف میں ڈالا ان کو کسی چیز نے مگر یہ کہ خضر علیہ السلام نے کشتی کا ایک تختہ اکھاڑ ڈالا اور اس کی جگہ میخ گاڑی اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو تختہ اکھاڑتے موسیٰ علیہ السلام کے سو کسی نے نہ دیکھا اور اگر کشتی والے اس کو دیکھتے تو اس کو تختہ اکھاڑنے سے روکتے اور ابن ابی حاتم کی روایت میں ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے یہ حال دیکھا تو سخت غضبناک ہوئے اور اپنے کپڑے مضبوط باندھے اور کہا تو چاہتا ہے کہ کشتی والوں کو ہلاک کر ڈالے؟ تو جانے گا کہ تو ہی پہلے ہلاک ہو گا تو یوشع نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ کیا تجھ کو عہد یاد نہیں اور یہ جو کہا کہ خضر علیہ السلام نے اس لڑکے کو مار ڈالا تو سفیان کی روایت میں ہے کہ خضر علیہ السلام نے اس کا سراپے ہاتھ سے پکڑ کر کاٹ ڈالا اور تطبیق دونوں روایتوں میں یوں ہے کہ پہلے اس کو ذبح کیا پھر اس کا سر کاٹا اور یہ جو کہا زاکیۃ مسلمۃ الخ تو یہ تفسیر ہے راوی سے اور یہ اشارہ ہے طرف دونوں قرأت کے یعنی قرأت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ساتھ صیغہ مبالغہ کے ہے اور قرأت دوسری بلفظ اسم فاعل کے ساتھ معنی مسلمہ کے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اطلاق کیا یہ موسیٰ علیہ السلام نے باعتبار ظاہر حال غلام کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام جلدی نہ کرتے تو بہت عجب چیزیں دیکھتے اور یہ جو کہا کہ ایک گاؤں والوں کے پاس پہنچے تو ایک روایت میں ہے کہ سب مجلسوں میں گھومے اور وہاں کے لوگوں سے کھانا مانگا اور کہتے ہیں کہ یہ گاؤں ایلہ تھا اور بعض کہتے ہیں کہ انطاکیہ تھا اور بعض کہتے ہیں آذر بیجان اور ذکر کیا ہے ثعلبی نے کہ چوڑائی اس دیوار کی پچاس ہاتھ تھی سو ہاتھ میں ان کے ہاتھوں سے اور نیز ثعلبی نے ذکر کیا ہے کہ خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ کیا تو مجھ کو ملامت کرتا ہے اوپر پھاڑنے کشتی کے اور قتل کرنے لڑکے کے اور سیدھے کرنے دیوار کے اور تو نے اپنے آپ کو بھلایا جب کہ تو دریا میں ڈالا گیا اور قبطی کو قتل کیا اور جب تو نے شعب علیہ السلام کی بیٹیوں کی بکریوں کو پانی پلایا ثواب کے واسطے یہ جو کہا کہ اس لڑکے کے ماں باپ مومن تھے اور وہ کافر تھا اور



دوب بن منہ کے مبتداء میں ہے کہ اس کے باپ کا نام ملاس تھا اور اس کی ماں کا نام رحما تھا اور یہ جو کہا کہ ﴿خیرا منه زکوٰۃ﴾ تو ذکر کیا ہے لفظ زکوٰۃ کا واسطے مناسبت ﴿اقتلت نفسا ذکیۃ﴾ کے اور معنی رحم کے ساتھ زیرج کے قرابت کے ہیں اور ساتھ جزم ح کے عورت کی شرم گاہ کو کہتے ہیں اور ساتھ ضمہ را پھر سکون کے رحمت کو کہتے ہیں اور یہ جو ابن جرج نے کہا کہ گمان کیا ہے سعید کے غیر نے کہ ان کو اس لڑکے کے بدلے لڑکی دی گئی اور نسائی کی روایت میں ہے کہ اس لڑکی کے پیٹ سے ایک پیغمبر پیدا ہوا اور ابن منذر نے روایت کی ہے کہ اس لڑکی سے کئی پیغمبر پیدا ہوئے اور ابن ابی حاتم نے سدی کے طریق سے روایت کی ہے کہ اس لڑکی کے پیٹ سے ایک پیغمبر پیدا ہوا اور یہ وہی پیغمبر ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد مبعوث ہوا تو لوگوں نے اس کو کہا کہ کھڑا کر ہمارے واسطے کوئی بادشاہ کہ ہم اس کے ساتھ اللہ کی راہ میں لڑیں اور اس پیغمبر کا نام شمعون ہے اور ابن کلبی کی تفسیر میں ہے کہ اس لڑکی کے پیٹ سے بہت پیغمبر پیدا ہوئے کہ اللہ نے ان کے سبب سے بہت امتوں کو ہدایت کی اور بعض کہتے ہیں کہ اس لڑکی کی اولاد سے ستر پیغمبر پیدا ہوئے اور اس حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں سوائے ان کے جو پہلے گزرے مستحب ہونا حرص کا اوپر زیادتی علم کے اور سفر کرنا واسطے اس کے اور ملنا مشائخ سے اور اٹھانا تکلیف کا واسطے اس کے اور مدد لینے اس میں تابعداروں اور خادموں سے اور یہ کہ جائز ہے بولنا فحشی کا تابع پر اور یہ کہ جائز ہے خدمت لینا آزاد سے اور مطیع ہونا خادم کا واسطے مخدوم اپنے کے اور عذر پیروی کا اور قبول کرنا بہہ کا غیر مسلم سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ خضر علیہ السلام پیغمبر ہیں واسطے کئی معافی کے کہ تنبیہ کی ہے میں نے ان پر پہلے اس سے مانند قول اس کی کے ﴿ما فعلتہ عن امری﴾ اور مانند پیروی کرنے موسیٰ علیہ السلام پیغمبر کے واسطے اس کے تاکہ اس سے علم سیکھیں اور مانند آگے بڑھنے اس کے کی اوپر قتل کرنے نفس کے واسطے اس کے کہ بیان کیا ہے اس کو بعد اس کے اور سوائے اس کے اور اسی طرح جو استدلال کرتا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز دفع کرنے سخت ضرر کے ساتھ اخف کے اور چشم پوشی کرنے کے بعض منکر چیزوں پر واسطے اس خوف کے کہ اس سے زیادہ تر سخت پیدا نہ ہو اور فاسد کرنے بعض مال کے واسطے اصلاح اکثر اس کے کی مانند خضی کرنے جانور کے واسطے موٹا کرنے کے اور کاٹنے کان اس کے کی واسطے فرق کے اور اس قسم سے ہے مصالحت کرنا ولی یتیم کی بادشاہ سے یتیم کے بعض مال پر واسطے اس ڈر کے کہ اس کا سارا مال لے جائے پس صحیح ہے لیکن اس چیز میں کہ منصوص شرع کے معارض نہ ہو پس نہیں جائز ہے اقدام کرنا اوپر قتل کرنے کسی نفس کے اگرچہ اس سے اندیشہ ہو کہ وہ بہت جانوں کا خون کرے گا پہلے اس سے کہ کوئی چیز اپنے ہاتھ سے کر لے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کیا خضر علیہ السلام نے یہ اس واسطے کہ اللہ نے اس کو اس پر اطلاع دی، کہا ابن بطلال نے کہ خضر علیہ السلام کا یہ کہنا کہ یہ لڑکا کافر تھا وہ باعتبار اس چیز کے ہے کہ رجوع کرے اس کی طرف امر اس کا یعنی اگر بالغ ہونے تک زندہ رہتا تو انجام میں کافر ہوتا اور مستحب ہونا ایسے قتل کا نہیں جانتا ہے اس کو مگر اللہ اور جائز ہے

واسطے اللہ کے یہ کہ حکم کرے اپنی خلقت میں جو چاہے بالغ ہونے سے پہلے اور پیچھے آتی، اور احتمال ہے کہ لڑکے میسر کی تکلیف بالغ ہونے سے پہلے اس شریعت میں جائز ہو پس دور ہوگا اشکال اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے خبر دینا ساتھ تھکنے کے اور ملحق ہے ساتھ اس کے درد بیماری وغیرہ سے اور محل اس کا وہ ہے جب کہ مقدر سے ناراض نہ ہو اور یہ کہ جو اپنے رب کی طرف متوجہ ہو اس کی مدد ہوتی ہے پس نہیں جلدی کرتے اس کی طرف تکلیف اور بھوک برخلاف اس شخص کے جو اللہ کے سوا کسی اور کی طرف متوجہ ہو جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں ہے جب کہ وہ میقات کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ متوجہ ہونا ان کا اللہ کی بندگی میں تھا سو نہیں منقول ہوا کہ ان کو تکلیف ہوئی ہو یا کھانا مانگا ہو یا کسی کی رفاقت چاہی ہو اور اسی طرح جب مدین کی طرف متوجہ ہوئے تو اپنے نفس کی حاجت میں تھے سو ان کو بھوک پہنچی اور جب خضر علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے تو اس وقت بھی اپنی ذاتی حاجت میں تھے سو ان کو بھوک پہنچی اور تھک گئے اور اس حدیث میں جواز طلب کرنا قوت کا ہے اور طلب کرنا ضیافت کا اور اس میں قائم ہونا عذر کا ہے ساتھ ایک بار کے اور قائم ہونا حجت کا ساتھ دوسری بار کے اور اس میں حسن ادب ہے ساتھ اللہ کے اور یہ کہ نہ منسوب کیا جائے اس کی طرف جس کا بولنا قبیح ہے اگرچہ سب اللہ کی تقدیر سے اور اس کی پیدائش سے ہے واسطے دلیل قول خضر علیہ السلام کے کشتی کے بارہ میں سو میں نے چاہا کہ اس کو عیب دار کروں اور دیوار کے متعلق کہا کہ تیرے رب نے چاہا اور اسی طرح ہے قول حضرت ﷺ کا والخیر بیدیک والشر لیس الیک۔ (فتح)

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب آگے بڑھے تو کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم کو کہ ہم کو چاشت کا کھانا دے کہ ہم نے اس سفر سے تکلیف پائی عجباً تک۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ إِنِّي غَدَاةَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحَوْتَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿عَجَبًا﴾.  
﴿صُنْعًا﴾ عَمَلًا ﴿حَوْلًا﴾ تَحْوُلًا.

یعنی صنعا کے معنی ہیں عمل یعنی اس آیت میں ﴿وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يَحْسَنُونَ صُنْعًا﴾ اور حولاً کے معنی ہیں پھرنا یعنی ﴿لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حَوْلًا﴾ میں یعنی نہ چاہیں گے اس جگہ سے پھرنا۔

کہا موسیٰ علیہ السلام نے یہی تو ہم چاہتے تھے پھر اٹھے قدموں پلٹے قدموں کا نشان ڈھونڈتے۔

﴿قَالَ ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغُ فَأَرْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا﴾.

﴿إِمْرًا﴾ وَ﴿نُكْرًا﴾ ذَاهِيَةً.

یعنی امرا اور نکرا کے معنی ہیں عجب بات۔  
فائدہ: اختلاف ہے کہ دونوں میں سے کون سا لفظ بلغ ہے سو بعض کہتے ہیں کہ امرا بلغ ہے نکرا سے اس

واسطے کہ کہا اس کو بسبب پھاڑ ڈالنے کشتی کے جو نوبت پہنچتا ہے ہلاک کرنے کی طرف چند جانوں کی اور نکرا بسبب قتل کرنے ایک جان کے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نکرا البغ ہے اس واسطے کہ ضرر اس میں فی الحال موجود ہے برخلاف امرا کے کہ اس میں ضرر متوقع ہے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ کہا اس نے نکرا میں ﴿المہ اقل لك﴾ اور امرا میں یہ نہ کہا۔ (فتح)

﴿يَنْقُضُ﴾ يَنْقَاضُ كَمَا تَنْقَاضُ السِّنُّ۔ یعنی ینقض اور ینقاض دونوں کے ایک معنی ہیں جیسے کہا جاتا ہے گرتا ہے دانت۔

﴿لَتَلْخِذْتُ﴾ وَاتَّخَذْتُ وَاحِدٌ۔ یعنی لتلخذت اور اتلخذت کے ایک معنی ہیں۔

فائدہ: اور مسلم میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو لتلخذت پڑھا ہے اور یہ قرأت ابوعمر وکی ہے اور اس کے غیر کی قرأت لاتلخذت ہے۔

﴿رُحْمًا﴾ مِنَ الرَّحْمِ وَهِيَ أَشَدُّ مَبَالِغَةً مِنَ الرَّحْمَةِ وَنَظْنُ أَنَّهُ مِنَ الرَّحِيمِ وَتَدْعَى مَكَّةَ أُمَّ رُحْمٍ أَيْ الرَّحْمَةِ تَنْزِلُ بِهَا۔

یعنی رحما مشتق ہے رحم سے جس کے معنی قرابت کے ہیں اور وہ زیادہ ہے مبالغہ میں رحمت سے جس کے معنی نرمی دل کے ہیں یعنی اس واسطے کہ وہ مستلزم ہے اس کو اکثر اوقات بغیر عکس کے اور گمان کیا جاتا ہے کہ وہ مشتق ہے اور بلایا جاتا ہے کہ مکہ ام الرحم یعنی ساتھ ضمہ را اور سکون حا کے یعنی رحمت اس میں نازل ہوتی ہے۔

فائدہ: اور اس میں تقویت ہے واسطے اس چیز کے کہ اختیار کیا ہے اس کو کہ رحم قرابت سے ہے نہ رقت سے۔ (فتح)

۴۳۵۸۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ نوف بکالی گمان کرتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کا نہیں وہ موسیٰ ساتھی خضر علیہ السلام کا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ کا دشمن جھوٹا ہے اس واسطے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے فرمایا کہ موسیٰ بنی اسرائیل میں کھڑے خطبہ پڑھتے تھے تو کسی نے ان سے پوچھا کہ لوگوں میں بڑا عالم کون ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں ہوں، سو اللہ نے ان پر غصہ کیا اس واسطے کہ اس نے علم کو اللہ کی طرف نہ پھیرا اور اللہ نے

۴۳۵۸۔ حَدَّثَنِي قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنِي سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نَوْفَ الْبَكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوسَىٰ نَبِيَّ إِسْرَائِيلَ لَيْسَ بِمُوسَىٰ الْخَضِرِ فَقَالَ كَذَبَ عَدُوُّ اللَّهِ حَدَّثَنَا أَبِي بْنُ كَعْبٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَامَ مُوسَىٰ خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ فَقِيلَ لَهُ أَيْ النَّاسِ أَعْلَمُ قَالَ أَنَا لَعَنَتِ اللَّهُ عَلَيْهِ إِذْ

موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ کیوں نہیں میرے بندوں میں ایک بندہ ہے دو سمندروں کے ملنے کی جگہ میں وہ تجھ سے زیادہ عالم ہے کہا اے رب! اس کی طرف کیسے راہ ملے؟ اللہ نے فرمایا کہ تو ایک مچھلی لے کر ٹوکڑے میں رکھ لے سو جہاں وہ مچھلی تجھ سے جاتی رہے تو اس کو وہیں تلاش کر، حضرت ﷺ نے فرمایا سو موسیٰ علیہ السلام اپنے خادم یوشع بن نون کو ساتھ لے کر نکلے اور دونوں کے ساتھ مچھلی تھی یہاں تک کہ (سنگم کے) پتھر کے پاس پہنچے سو دونوں اس کے پاس اترے سو موسیٰ علیہ السلام اپنا سر ٹیک کر سو گئے کہا سفیان نے اور عمرو کی حدیث میں ہے کہا اور پتھر کی جڑ میں ایک چشمہ تھا اس کو آب حیات کا چشمہ کہا جاتا تھا نہیں پہنچتی تھی اس کے پانی سے کوئی چیز (مردہ) مگر کہ زندہ ہو جاتی تھی سو مچھلی کو اس چشمے کے پانی کی تراوت پہنچی کہا سو مچھلی پھڑکی اور ٹوکری سے نکل کر سمندر میں داخل ہوئی سو جب موسیٰ علیہ السلام جاگے تو اپنے خادم سے کہا کہ ہم کو چاشت کا کھانا دے اخیر آیت تک، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام جب تک اس جگہ سے جس کو اللہ نے فرمایا تھا نہ بڑھے نہ تھکے تھے تو ان کے خادم یوشع نے ان سے کہا یہ تو بتلائیے کہ جب ہم آئے تھے پتھر کے پاس سو میں بھول گیا آپ سے مچھلی کا قصہ کہنا اخیر آیت تک، کہا سو دونوں اٹے قدموں پلٹے اپنے قدموں کا نشان ڈھونڈتے سو دونوں بنے سمندر میں طاق سا پایا جہاں سے مچھلی گئی تھی سو موسیٰ علیہ السلام کے خادم کو تعجب ہوا اور مچھلی کو راہ ملی سو جب پتھر کے پاس پہنچے تو اچانک دونوں نے دیکھا کہ ایک مرد ہے کپڑا لپیٹے ہوئے تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو سلام کیا، خضر علیہ السلام نے کہا اور تیری زمین میں سلام کہاں؟ کہا کہ میں موسیٰ ہوں، کہا موسیٰ بنی اسرائیل

لَمْ يَرِدْ الْعِلْمَ إِلَيْهِ وَأَوْحَىٰ إِلَيْهِ بَلَىٰ عَبْدٌ مِّنْ عِبَادِي بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ أَىٰ رَبِّ كَيْفَ السَّبِيلُ إِلَيْهِ قَالَ تَأْخُذُ حَوْثًا فِي مِكْتَلٍ فَحَيْثُمَا فَقَدْتَ الْحَوْتَ فَاتَّبِعْهُ قَالَ فَخَرَجَ مُوسَىٰ وَمَعَهُ فَتَاهُ يُوشَعَ بْنِ نُونٍ وَمَعَهُمَا الْحَوْتُ حَتَّىٰ انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَنَزَلَا عِنْدَهَا قَالَ فَوَضَعَ مُوسَىٰ رَأْسَهُ فَنَامَ قَالَ سَفِيَانٌ وَفِي حَدِيثٍ غَيْرِ عَمْرٍو قَالَ وَفِي أَصْلِ الصَّخْرَةِ عَيْنٌ يُقَالُ لَهَا الْحَيَاةُ لَا يُصِيبُ مِنْ مَّائِهَا شَيْءٌ إِلَّا حَيَّىٰ فَأَصَابَ الْحَوْتَ مِنْ مَّاءٍ تِلْكَ الْعَيْنُ قَالَ فَتَحَرَّكَ وَانْسَلَّ مِنَ الْمِكْتَلِ فَدَخَلَ الْبَحْرَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ مُوسَىٰ قَالَ ﴿لِفَتَاهُ إِنِنَا غَدَاءَنَا﴾ الْآيَةُ قَالَ وَلَمْ يَجِدِ النَّصَبَ حَتَّىٰ جَاوَزَ مَا أَمَرَ بِهِ قَالَ لَهُ فَتَاهُ يُوشَعَ بْنُ نُونٍ ﴿أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحَوْتَ﴾ الْآيَةُ قَالَ فَرَجَعَا يَقْصَانِ فِي اثَارِهِمَا فَوَجَدَا فِي الْبَحْرِ كَالطَّاقِ مَمَرُ الْحَوْتَ فَكَانَ لِفَتَاهُ عَجَبًا وَلِلْحَوْتَ سَرَبًا قَالَ فَلَمَّا انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ إِذْ هُمَا بِرَجُلٍ مُّسَجًى بِثَوْبٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَىٰ قَالَ وَأَنَّىٰ بَارِئُكَ السَّلَامُ فَقَالَ أَنَا مُوسَىٰ قَالَ مُوسَىٰ بَنِي إِسْرَآئِيلَ قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ أَتَبَعُكَ عَلَىٰ أَنْ تَعْلَمَنِي مِمَّا عَلِمْتَ رَشْدًا

کا؟ کہا ہاں! کیا میں تیرے ساتھ رہوں اس پر کہ تو مجھ کو سکھائے جو اللہ نے تجھ کو سکھایا رہنمائی سے؟ خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا اے موسیٰ! اللہ نے تجھ کو اپنے بے شمار علم سے ایک ہی علم سکھایا ہے کہ میں اس کو نہیں جانتا اور مجھ کو بھی اللہ نے اپنے علم سے ایک علم سکھایا ہے کہ تو اس کو نہیں جانتا، موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیوں نہیں میں تیری پیروی کروں گا، خضر علیہ السلام نے کہا کہ اگر تو میری پیروی کرتا ہے تو مجھ سے کوئی بات نہ پوچھنا یہاں تک کہ میں تجھ سے اس کا ذکر کروں پھر دونوں روانہ ہوئے کنارے کنارے سمندر کے چلے جاتے تھے سوا دھرے ایک کشتی گزری سو وہ پہچان گئے خضر علیہ السلام کو تو انہوں نے ان کو اپنی کشتی میں کرایہ کے بغیر چڑھالیا سو دونوں کشتی میں سوار ہوئے سو ایک چڑیا کشتی کے کنارے پر آ بیٹھی تو اس نے سمندر میں اپنی چونچ ڈبوئی تو خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ نہیں میرا علم اور تیرا علم اور خلقت کا اللہ کے علم سے مگر جتنا اس چڑیا نے اپنی چونچ میں پانی اٹھایا سو کچھ دیر نہ لگی تھی کہ خضر علیہ السلام نے کلباڑے سے کشتی کو پھاڑ ڈالا تو موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا کہ ان لوگوں نے ہم کو بے کرایہ چڑھالیا تو نے ان کی کشتی کو قصد کر کے پھاڑ ڈالا تاکہ تو کشتی والوں کو ڈوب دے البتہ عجیب بات تجھ سے ہوئی پھر دونوں چلے سو اچانک دونوں نے ایک لڑکے کو دیکھا جو لڑکوں کے ساتھ کھیلتا تھا سو خضر علیہ السلام نے اس کا سر پکڑ کر کاٹ ڈالا موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کیا تو نے مار ڈالا معصوم جان کو بغیر بدلے جان کے البتہ تجھ سے برا کام ہوا، خضر علیہ السلام نے کہا کہ کیا میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ تجھ سے میرے ساتھ رہا نہ جائے گا اللہ کے اس قول تک، سو انہوں نے نہ ہماری ضیافت کی نہ ہم

قَالَ لَهُ الْخَضِرُ يَا مُوسَى إِنَّكَ عَلَى عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَّمَكَهُ اللَّهُ لَا أَعْلَمُهُ وَأَنَا عَلَى عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَّمَنِيهِ اللَّهُ لَا تَعْلَمُهُ قَالَ بَلَى أَتَيْتُكَ قَالَ ﴿فَإِنْ أَتَبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا﴾ فَأَنْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ فَمَرَّتْ بِهِمْ سَفِينَةٌ فَعَرَفَ الْخَضِرُ فَحَمَلُوهُمْ فِي سَفِينَتِهِمْ بِغَيْرِ نَوْلٍ يَقُولُ بِغَيْرِ أَجْرٍ فَرَكِبَا السَّفِينَةَ قَالَ وَوَقَعَ عُصْفُورٌ عَلَى حَرْفِ السَّفِينَةِ فَعَمَسَ مِنْقَارُهُ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ الْخَضِرُ لِمُوسَى مَا عَلَّمَكُ وَعِلْمِي وَعِلْمُ الْخَلَائِقِ فِي عِلْمِ اللَّهِ إِلَّا مِقْدَارٌ مَا غَمَسَ هَذَا الْعُصْفُورُ مِنْقَارُهُ قَالَ فَلَمَّ يَفْجَأُ مُوسَى إِذْ عَمَدَ الْخَضِرُ إِلَيَّ قَدُومٌ فَحَرَّقَ السَّفِينَةَ فَقَالَ لَهُ مُوسَى قَوْمٌ حَمَلُونَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ إِلَيَّ سَفِينَتِهِمْ فَحَرَّقْتَهَا ﴿لَتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جَنَّتْ﴾ الْآيَةُ فَأَنْطَلَقَا إِذَا هُمَا بِعِلَامٍ يَلْعَبُ مَعَ الْعِلْمَانِ فَأَخَذَ الْخَضِرُ بِرَأْسِهِ فَقَطَعَهُ قَالَ لَهُ مُوسَى ﴿أَقْتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جَنَّتْ شَيْئًا نُّكْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ إِلَى قَوْلِهِ فَأَبَوْا أَنْ يُصَيَّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقُصَ ﴿فَقَالَ بِيَدِهِ هَكَذَا فَأَقَامَهُ﴾ فَقَالَ لَهُ مُوسَى إِنَّا دَخَلْنَا هَذِهِ الْقَرْيَةَ فَلَمْ

کو کھانا کھلایا اگر تو چاہتا تو دیوار سیدھی کرنے کی مزدوری لیتا؟ کہا خضر علیہ السلام نے اس وقت میرے اور تیرے درمیان جدائی ہے سواب میں بتلاؤں تجھ کو تاویل ان تینوں باتوں کی جن پر تو صبر نہ کر سکا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے جی نے چاہا کہ موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے تاکہ ان کا بہت قصہ ہم کو معلوم ہوتا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما پڑھتے تھے وکان امامہم ملک یاخذ کل سفینۃ صالحۃ غصبا واما الغلام فکان کافرا یعنی ورائہم کی جگہ امامہم پڑھتے تھے اور سفینہ کے آگے صالحہ کا لفظ زیادہ کرتے تھے اور غلام کے آگے لفظ کافر کا زیادہ کرتے تھے۔

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کیا ہم بتلا میں تم کو جو زیادہ تر خسارہ پانے والے ہیں عملوں میں۔

۴۳۵۹۔ مصعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ یعنی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی کہہ کیا ہم بتلا میں تجھ کو جو زیادہ تر خسارہ پانے والے ہیں عملوں میں کہ کیا وہ لوگ حروریہ یعنی خارجی ہیں؟ انھوں نے کہا نہیں وہ یہود و نصاریٰ ہیں، یہود نے تو محمد ﷺ کو جھٹلایا اور نصاریٰ نے بہشت سے انکار کیا کہا کہ بہشت میں نہ کھانا ہے نہ پینا اور حروریہ وہ لوگ ہیں جو توڑتے ہیں عہد اللہ کا پیچھے مضبوطی اس کی کے اور سعد ان کا نام فاسقین رکھتے تھے۔

يُضَيِّفُونَا وَلَمْ يُطْعِمُونَا ﴿لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالْ هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا﴾ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِدْنَا أَنَّ مُوسَى صَبَرَ حَتَّى يَقْصُرَ عَلَيْنَا مِنْ أَمْرِهِمَا قَالِ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا وَرَأَى الْغُلَامَ فَكَانَ كَافِرًا.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا﴾.

۴۳۵۹۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْثَةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبِي ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا﴾ هُمُ الْحَرُورِيُّ قَالَ لَا هُمُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى أَمَّا الْيَهُودُ فَكَذَّبُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَّا النَّصَارَى فَكَفَرُوا بِالْجَنَّةِ وَقَالُوا لَا طَعَامَ فِيهَا وَلَا شَرَابَ وَالْحَرُورِيُّ ﴿الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ﴾ وَكَانَ سَعْدٌ يُسَمِّيهِمُ الْفَاسِقِينَ.

فائدہ: حرور ایک گاؤں کا نام ہے جس جگہ سے پہلے پہل خارجیوں نے علی رضی اللہ عنہ پر خروج کیا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ جب حروریہ نے خروج کیا تو میں نے اپنے باپ سے کہا کیا یہی لوگ ہیں جن کے حق میں اللہ نے یہ آیت

اتاری اور حاکم نے ابو طفیل سے روایت کی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہروان والے یعنی خارجی انہیں لوگوں میں سے ہیں اور عبدالرزاق نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اہل حرور ان میں سے ہیں اور شاید یہی سبب ہے پوچھنے مصعب رضی اللہ عنہ کے کا اپنے باپ کو اس آیت سے اور جو علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے وہ بعید نہیں اس واسطے کہ لفظ اس کو شامل ہے اگرچہ سبب مخصوص ہے اور نسائی کی روایت میں من بعد میثاقہ کے بعد اتنا زیادہ ہے ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل الی الفاسقین کہا یزید نے اسی طرح میں نے یاد رکھا میں کہتا ہوں اور وہ خود اس کی غلطی ہے یا اس سے نیچے کے راوی کی غلطی ہے اور صواب خاسرون ہے اور یہ جو کہا کہ سعد ان کا نام فاسق رکھتے تھے تو شاید یہی سبب ہے غلطی مذکور کا اور حاکم کی روایت میں ہے الخوارج قوم زاغوا فزاغ اللہ قلوبہم یعنی خارجی وہ لوگ ہیں جو پھر گئے سوائے ان کے دلوں کو پھیر دیا اور یہی ہے وہ آیت جس کے اخیر میں فاسقین ہے اور شاید اختصار کرنے کی وجہ سے یہ غلطی ہوئی اور شاید سعد نے دونوں آیتوں کو اکٹھا ذکر کیا تھا اس کو جو بقرہ میں ہے اور اس کو جو صف میں ہے اور البتہ روایت کی ہے ابن مردویہ نے مصعب رضی اللہ عنہ سے کہ ایک خارجی نے سعد کی طرف نظر کی سو کہا کہ یہ کفر کے اماموں سے ہے تو سعد رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ تو جھوٹا ہے میں نے کفر کے اماموں سے لڑائی کی تو دوسرے نے کہا کہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے عمل اکارت ہوئے تو سعد رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ تو جھوٹا ہے یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ وہی ہیں جو منکر ہوئے اپنے رب کی نشانیوں سے اور اس کے ملنے سے سوٹ گئے عمل ان کے سو نہ کھڑا کریں گے ہم ان کے واسطے قیامت کے دن کوئی ترازو۔

۴۳۶۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حال یوں ہے کہ البتہ بڑا موٹا مرد قیامت کے دن آئے گا اللہ کے نزدیک چھھر کے پر کے برابر اس کی قدر نہ ہوگی اور فرمایا کہ اس کی سند قرآن سے پڑھ لو کہ اللہ فرماتا ہے کہ نہ کھڑے کریں گے ہم ان کے واسطے ترازو اور روایت ہے یحییٰ بن بکیر سے اس نے روایت کی مغیرہ سے اس نے ابو زناد سے اس کی مثل۔

بَابُ ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ﴾ الْآيَةُ.

۴۳۶۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهُ لَيَأْتِي الرَّجُلَ الْعَظِيمُ السَّمِينُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ وَقَالَ اقْرَءُوا ﴿فَلَا نَقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزَنًا﴾

وَعَنْ يَحْيَى بْنِ بُكَيْرٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ عَبْدِ  
الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ مِثْلَهُ.

فائدہ: اس سے پہلے باب میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے اس میں یہ بیان ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں اتاری جن کے عمل اکارت ہوئے اور یہ جو کہا کہ پڑھو تو احتمال ہے کہ اس کا قائل صحابی ہو یا مرفوع ہو مانند باقی حدیث کے۔ (فتح)

سُورَةُ مَرْيَمَ

سورۃ مریم کی تفسیر کا بیان

فائدہ: روایت کی ہے حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ کاف کریم سے ہے اور ہادی سے اور یحکیم سے اور عین علیم سے اور صادق سے اور صادق سے اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ کھنقہ قسم ہے اللہ نے اس کے ساتھ قسم کھائی ہے اور وہ اس کے ناموں میں سے ہے اور یہی روایت ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ وہ اللہ کے ناموں میں سے ہے اور قتادہ سے روایت ہے کہ وہ قرآن کے ناموں میں سے ہے۔ (فتح)

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر ﴿اسمع بهم و ابصر﴾ کی کہ اللہ کہے گا ان کو اور وہ آج نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں ظاہر گمراہی میں ہیں یعنی مراد ساتھ قول اس کے کہ ﴿اسمع بهم و ابصر﴾ کافر لوگ ہیں کہ قیامت کے دن سب چیزوں سے زیادہ سننے والے اور زیادہ دیکھنے والے ہوں گے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصُرْ﴾  
اللَّهُ يَقُولُهُ وَهُمْ الْيَوْمَ لَا يَسْمَعُونَ وَلَا  
يُبْصِرُونَ ﴿فَبِئْسَ ضَلَالٌ مُبِينٌ﴾ يَعْنِي  
قَوْلَهُ ﴿أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصُرْ﴾ الْكَفَّارُ  
يَوْمَئِذٍ أَسْمِعْ شَيْءٌ وَأَبْصُرُهُ.

فائدہ: اور قتادہ سے روایت ہے کہ مراد یہ ہے کہ قیامت کے دن زیادہ سننے والے اور دیکھنے والے ہوں گے اور طبری نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ سنیں گے جب کہ نہ نفع دے گا ان کو سننا اور دیکھیں گے جب کہ نہ نفع دے گا ان کو دیکھنا۔

یعنی لارجمتك کے معنی ہیں کہ البتہ میں تجھ کو برا کہوں گا۔

﴿لَارْجُمَنَّكَ﴾ لَا شَيْءَ مَنَّكَ.

فائدہ: یعنی اس آیت میں ﴿یا ابراہیم لان لم تنته لارجمنك﴾ یعنی اے ابراہیم! اگر تو باز نہ رہے گا تو میں تجھ کو گالی دوں گا۔

یعنی وریا کے معنی ہیں دیکھنے والے۔

﴿وَرِيًّا﴾ مَنْظَرًا.

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قُرُونٍ هُمْ أَحْسَنُ أَثَاثًا وَرِيًّا﴾ یعنی ہم نے ان سے پہلے بہت قرن ہلاک کیے جو بہتر تھے اسباب میں اور نمود میں۔



وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ «تَوَزَّهُمْ أَزًّا»  
تَزَعُّجُهُمْ إِلَى الْمَعَاصِي إِزْعَاجًا.

www.KitaboSunnat.com

وَقَالَ مُجَاهِدٌ «إِذَا» عِوَجًا.

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «وَرَدًّا» عِطَاشًا.

«أَثَاثًا» مَالًا.

فائدہ: قتادہ سے روایت ہے «احسن اثاثا ورنیا» کی تفسیر میں کہ زیادہ مال میں اور زیادہ صورت میں۔

«إِذَا» قَوْلًا عَظِيمًا.

«رُكُزًا» صَوْتًا.

«غِيًّا» خُسْرَانًا.

«بِكِيًّا» جَمَاعَةً بَاكٍ.

یعنی ادا کے معنی ہیں بڑی بات۔

یعنی اور رکرا کے معنی ہیں آواز۔

یعنی غیا کے معنی ہیں خسارہ۔

یعنی بکیا جمع ہے اس کا واحد باک ہے اللہ نے فرمایا

«خروا سجدا وبکیا»۔

«صَلِيًّا» صَلًى يَصْلِي.

یعنی صلیا بیچ قول اللہ تعالیٰ کے «ہم اولیٰ بہا صلیا»

مصدر ہے صلی یصلی کا ساتھ زیر لام کے ماضی میں اور

زبر اس کی کے مضارع میں باب سمع یسمع سے۔

یعنی ندیا اور نادى کے معنی ہیں مجلس اللہ کے اس قول

میں «احسن ندیا» یعنی کون فرقہ دونوں میں سے ہے

نیک مجلس میں۔

«نَدِيًّا» وَالنَّادِي وَاحِدٌ مَجْلِسًا.

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ فلیمدد کے معنی ہیں کہ اس کو چھوڑ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ «فَلَيْمَدُّدٌ» فَلْيَدَعْهُ.

دیتا ہے یعنی مہلت دیتا ہے اس کو ایک مدت تک اور وہ ساتھ لفظ امر کے ہے اور مراد ساتھ اس کے خبر ہے۔

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ ڈرا ان کو حضرت کے دن سے یعنی پچھتانے کے دن سے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ﴾.

۴۳۵۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لائی جائے گی موت ماہند صورت مینڈھے سفید اور سیاہ رنگ کی تو کوئی پکارنے والا پکارے گا اے بہشتیو! تو وہ گردنیں دراز کر کے دیکھیں گے سو وہ کہے گا کہ کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ تو وہ کہیں گے ہاں یہ موت ہے اور سب نے اس کو دیکھا ہے پھر پکارے گا اے دوزخیو! سو وہ گردنیں دراز کریں گے اور دیکھیں گے سو وہ کہے گا کہ کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ دوزخی کہیں گے ہاں یہ موت ہے اور سب نے اس کو دیکھا ہوا ہے پھر موت ذبح کی جائے گی پھر کہا جائے گا کہ اے بہشتیو! تم ہمیشہ بہشت میں رہو گے تم کو موت نہیں اور اے دوزخیو! تم ہمیشہ دوزخ میں رہو گے تم کو موت نہیں پھر حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی کہ ڈرنا دے ان کو حسرت کے دن سے جب فیصل ہو چکے گا کام اور وہ غفلت میں ہوں گے اور یہ جو غفلت میں ہیں مراد اس سے اہل دنیا ہیں یعنی اس واسطے کہ آخرت غفلت کا گھر نہیں اور وہ ایمان نہیں لاتے۔

۴۳۵۱۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ بْنُ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتَى بِالْمَوْتِ كَهَيْئَةِ كَبْشٍ أَمْلَحَ فَيَنَادِي مُنَادٍ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَشْرَبُونَ وَيَنْظُرُونَ فَيَقُولُ هَلْ تَعْرِفُونَ هَذَا فَيَقُولُونَ نَعَمْ هَذَا الْمَوْتُ وَكُلُّهُمْ قَدْ رَأَاهُ ثُمَّ يَنَادِي يَا أَهْلَ النَّارِ فَيَشْرَبُونَ وَيَنْظُرُونَ فَيَقُولُ هَلْ تَعْرِفُونَ هَذَا فَيَقُولُونَ نَعَمْ هَذَا الْمَوْتُ وَكُلُّهُمْ قَدْ رَأَاهُ فَيَذْبَحُ ثُمَّ يَقُولُ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ النَّارِ خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُوَ لَا فِي غَفْلَةٍ أَهْلُ الدُّنْيَا وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ﴾.

فائدہ: یہ جو کہا کہ مینڈھا سفید اور سیاہ رنگ کی صورت پر تو حکمت اس میں یہ ہے کہ بہشتیوں اور دوزخیوں کی

دونوں صفت کو یعنی سفیدی اور سیاہی کو جمع کیا جائے گا اور اس حدیث کی شرح رقاق میں آئے گی۔ (فتح)

باب قَوْلِهِ ﴿وَمَا نَنْزِلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ ہم نہیں اترتے مگر تیرے رب کے حکم سے اسی کا ہے جو ہمارے آگے ہے اور جو ہمارے پیچھے اور جو اس کے پیچھے ہے۔



کرتا تھا جو اس کے ذمہ تھا اس نے کہا میں تجھ کو نہ دوں گا یہاں تک کہ تو محمد ﷺ کے ساتھ کافر ہو یعنی ان کی پیغمبری کو نہ مانے میں نے کہا میں کافر نہیں ہوں گا یہاں تک کہ تو مرے پھر زندہ ہو اس نے کہا البتہ میں مر جاؤں گا پھر زندہ ہوں گا؟ میں نے کہا ہاں! اس نے کہا کہ مجھ کو وہاں مال اور اولاد ملنا ہے سو میں تجھ کو تیرا قرض ادا کر دوں گا سو یہ آیت اتری بھلا تو نے دیکھا وہ جو منکر ہوا ہماری آیتوں سے اور کہا کہ مجھ کو ملنا ہے مال اور اولاد روایت کیا ہے اس کو ان پانچ راویوں نے اعمش سے۔

مَسْرُوقٍ قَالَ سَمِعْتُ خُبَابًا قَالَ جَنَّتِ  
الْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ السَّهْمِيُّ اتَّقَاصَاهُ حَقًّا لِي  
عِنْدَهُ فَقَالَ لَا أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَا حَتَّى  
تَمُوتَ ثُمَّ تَبْعَتْ قَالَ وَإِنِّي لَمَيِّتٌ ثُمَّ  
مَبْعُوثٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ إِنَّ لِي هُنَاكَ مَالًا  
وَوَلَدًا فَأَقْضِيكَهُ فَزَلْتُ هَذِهِ الْآيَةَ  
﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأَتُنِينَ  
مَالًا وَوَلَدًا﴾ رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ وَشُعْبَةُ وَحَفْصُ  
وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكَيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ.

فائدہ: عاص والد ہے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ صحابی مشہور کا اس کی جاہلیت میں بڑی قدر تھی اس کو مسلمان ہونے کی توفیق نہیں ملی، کہا کلبی نے کہ وہ قریش کے حاکموں سے تھا اور پہلے گزر چکا ہے کہ اس نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پناہ دی جب کہ وہ مسلمان ہوئے اور وہ مکے میں مرا ہجرت سے پہلے اور وہ ایک ہے مستحرمین سے کہتے ہیں کہ وہ اپنے گدھے پر سوار تھا گدھے نے اس کو کانٹے پر ڈالا وہ کانٹا اس کے پاؤں میں لگا اس کا پاؤں سوچ گیا پھر اسی سبب سے وہ مر گیا اور اس کا حق اس پر تھا کہ اس نے اس کے واسطے تلوار بنائی تھی، خباب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں لو ہار تھا یہ جو کہا یہاں تک کہ تو مرے پھر زندہ ہو تو مفہوم اس کا یہ ہے کہ اگر وہ مرکز زندہ ہو تو خباب رضی اللہ عنہ کافر ہوگا لیکن اس کی مراد یہ نہیں کہ جب تو مرکز زندہ ہوگا اس وقت میں کافر ہوں گا اس واسطے کہ اس وقت کفر متصور نہیں ہو سکتا بلکہ وہ تو جزا کا وقت ہے تو گویا کہ مراد اس کی یہ ہے کہ میں کبھی کافر نہیں ہوں گا اور نکتہ بیچ تعبیر کرنے اس کے ساتھ بعث کے عار دلانا عاص کا ہے ساتھ اس کے کیونکہ وہ اس کے ساتھ ایمان نہیں لاتا اور ساتھ اس تقدیر کے دور ہوگا اعتراض اس شخص کا جو مشکل جانتا ہے اس کے اس قول کو سو کہا اس نے معلق کیا ہے کفر کو اور جو کفر کو معلق کرے کافر ہو جاتا ہے اور جواب دیا اس نے ساتھ اس طور کے کہ خطاب کیا اس نے عاص کو ساتھ اس چیز کے کہ اس کا اعتقاد رکھتا تھا پس معلق کیا ساتھ اس چیز کے جو محال ہے اس کے گمان میں اور پہلی تقدیر بے پرواہ کرتی ہے اس جواب سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿أَطْلَعَ الْغَيْبِ أَمْ اتَّخَذَ عِنْدَ  
الرَّحْمَنِ عَهْدًا﴾ قَالَ مَوْثِقًا.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ جھانک آیا ہے غیب پر یا لیا ہے اللہ کے نزدیک قرار۔

۴۲۶۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا - حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مکے میں

سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الصُّخْطِيِّ عَنْ  
مَسْرُوقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ كُنْتُ قَيْنًا بِمَكَّةَ  
فَعَمِلْتُ لِلْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ السَّهْمِيَّ سَيْفًا  
فَجِئْتُ أَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لَا أُعْطِيكَ حَتَّى  
تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ قُلْتُ لَا أَكْفُرُ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يُمِيتَكَ اللَّهُ ثُمَّ  
يُحْيِيكَ قَالَ إِذَا أَمَاتَنِي اللَّهُ ثُمَّ بَعَثَنِي وَلِيَّ  
مَالٍ وَوَلَدٍ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِي  
كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتِينَ مَالًا وَوَلَدًا أَطْلَعَ  
الغَيْبَ أَمْ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا﴾ قَالَ  
مَوْثِقًا لَمْ يَقُلْ إِلَّا شَجْعِي عَنْ سُفْيَانَ سَيْفًا  
وَلَا مَوْثِقًا.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ  
وَنُمَدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا﴾.

۴۳۶۵ - حَدَّثَنَا يَشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا  
مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ  
سَمِعْتُ أَبَا الصُّخْطِيِّ يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوقٍ  
عَنْ خَبَّابٍ قَالَ كُنْتُ قَيْنًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ  
وَكَانَ لِي ذَيْنُ عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ قَالَ  
فَاتَاهُ يَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لَا أُعْطِيكَ حَتَّى  
تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَاللَّهِ  
لَا أَكْفُرُ حَتَّى يُمِيتَكَ اللَّهُ ثُمَّ يَبْعَثَكَ قَالَ  
فَذَرْنِي حَتَّى أَمُوتَ ثُمَّ أُبْعَثَ فَسُوفَ  
أُوتَى مَالًا وَوَلَدًا فَأَقْضِيكَ فَنَزَلَتْ هَذِهِ

لوہا رہتا سو میں نے عاص بن وائل کے واسطے تلوار بنائی  
تو میں اس کے پاس تقاضا کرنے آیا سو اس نے کہا کہ  
میں تجھ کو نہ دوں گا یہاں تک کہ تو محمد ﷺ کے ساتھ  
کافر ہو میں نے کہا میں محمد ﷺ کے ساتھ کافر نہیں ہوں  
گا یہاں تک کہ اللہ تجھ کو مارے پھر زندہ کرے، اس نے  
کہا کہ جب اللہ نے مجھ کو مارا پھر زندہ کیا اور میرے  
پاس مال اور اولاد ہوگا (تو میں تجھ کو وہاں ادا کر دوں گا)  
سو اللہ نے یہ آیت اتاری بھلا تو نے دیکھا جو کافر ہوا  
ہماری آیتوں سے اور کہا کہ مجھ کو مال اور اولاد ملنا ہے کیا  
غیب پر چھانک آیا ہے یا لیا ہے اللہ کے نزدیک قرار،  
نہیں کہا انجعی نے سفیان سے سیفا اور نہ مَوْثِقًا۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے یوں نہیں یعنی یہ اس کو  
نہیں ملے گا ہم لکھ رکھیں گے جو کہتا ہے اور بڑھاتے  
جائیں گے اس کو عذاب میں لمبا۔

۴۳۶۵ - حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جاہلیت  
کے وقت میں لوہا رہتا اور عاص بن وائل پر میرا قرضہ تھا سو  
میں اس کے پاس آیا تقاضا کرتا تھا سو اس نے کہا کہ میں تجھ کو  
نہ دوں گا یہاں تک کہ تو محمد ﷺ کے ساتھ کافر جائے، میں  
نے کہا قسم ہے اللہ کی میں نہیں کافر ہوں گا یہاں تک کہ اللہ تجھ  
کو مارے پھر زندہ کرے اس نے کہا مجھ کو چھوڑ تا کہ میں  
مروں پھر زندہ کیا جاؤں سو عنقریب مجھ کو مال اور اولاد ملنا ہے  
یعنی مر کر جی اٹھنے کے بعد سو میں تجھ کو وہاں ادا کر دوں گا سو  
یہ آیت اتری بھلا تو نے دیکھا جو منکر ہوا ہماری آیتوں سے  
اور کہا مجھ کو مال اور اولاد ملنا ہے۔

الْآيَةِ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ  
لَأُوتِينَ مَالًا وَوَلَدًا

بَابُ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ «وَنُرِثُهُ مَا يَقُولُ  
وَيَأْتِينَا فَرْدًا» وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ  
«الْجِبَالُ هَذَا» هَذَا

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور ہم لے لیں گے اس  
کے مرے پر جو بتاتا ہے اور آئے گا ہمارے پاس اکیلا  
مال اور اولاد سے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر  
آیت «وتنخر الجبال هدا» کے کہ ہدا کے معنی ہیں  
گرنا یعنی گر پڑیں گے پہاڑ گر کر۔

۴۳۶۶۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں لوہار تھا  
اور عاص بن وائل پر میرا قرضہ تھا سو میں اس کے پاس تقاضا  
کرتا آیا سو اس نے کہا کہ میں تجھ کو نہیں ادا کروں گا یہاں  
تک کہ تو محمد ﷺ کے ساتھ کافر ہو میں نے کہا کہ میں اس  
کے ساتھ کبھی کافر نہیں ہوں گا یہاں تک کہ تو مرے پھر زندہ  
ہو اس نے کہا کیا البتہ میں زندہ ہوں گا مرنے کے بعد سو  
جب میں اپنے مال اور اولاد کی طرف پھروں گا تو تجھ کو ادا کر  
دوں گا، کہا خباب رضی اللہ عنہ نے سو یہ آیت اتری بھلا تو نے دیکھا  
جو منکر ہوا ہماری آیتوں سے اور کہا کہ مجھ کو مال اور اولاد ملنا  
ہے، کیا جھانک آیا ہے غیب پر یا لیا ہے اللہ کے نزدیک عہد  
یوں نہیں یعنی یہ اس کو نہیں ملے گا ہم لکھ رکھیں گے جو کہتا ہے  
اور بڑھاتے جائیں گے اس کو عذاب میں لمبا اور لے لیں  
گے ہم اس کے مرنے کے بعد جو کہتا ہے اور آئے گا ہمارے  
پاس اکیلا۔

فائدہ: بیان کی ہے اس میں بخاری نے حدیث مذکور کو کج کی روایت سے اور سیاق اس کا پورا ہے مانند سیاق ابو  
معاویہ کے اور لیا جاتا ہے اس سیاق سے جواب اس بات سے کہ بخاری رحمہ اللہ نے ان آیتوں کو ان ابواب میں کیوں  
وارد کیا باوجود اس کے کہ قصہ ایک ہے سو شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ وہ سب آیتیں اس قصے میں  
اتریں ساتھ دلیل اس پچھلی روایت کے اور جو اس کے موافق ہے۔ (فتح)

## سورہ طہ کی تفسیر کا بیان

## سُورَةُ طه

قَالَ ابْنُ جَبْرِ بِالْبَطْنَةِ أَيْ طَه يَارَجُلُ . کہا ابن جبیر نے بطنی زبان میں طہ کے معنی ہیں اے مرد فائدہ: اور حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے سچ تفسیر طہ کے کہا وہ مانند قول تیرے کی ہے اے محمد! جس کی زبان میں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ نام ہے اللہ کے ناموں سے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ جب نماز پڑھتے تھے تو ایک پاؤں پر کھڑے ہوتے تھے اور دوسرا اٹھائے رکھتے تھے سو اللہ نے یہ آیت اتاری طہ یعنی دونوں پاؤں زمین پر رکھ اور روایت ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے کلام کیا تو اللہ کے خوف سے اپنے پنجوں نے بل کھڑے ہوئے سو اللہ نے فرمایا طہ یعنی اطمینان سے کھڑا ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ طہ سورہ کے ناموں میں سے ہے۔ (فتح)

يُقَالُ كُلُّ مَا لَمْ يَنْطِقْ بِحَرْفٍ أَوْ فِيهِ تَمَتَّةٌ أَوْ فَاةٌ فَهِيَ عُقْدَةٌ . کہا جاتا ہے جو زبان سے حرف نہ بول سکے یا اس میں لکنت ہو یا صاف نہ بول سکے تو وہ عقدہ ہے یعنی اس کی زبان میں گرہ ہے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿واحلل عقدة من لساني﴾ یعنی کھول دے گرہ میری زبان سے۔

﴿أُزِرِّي﴾ ظہری . یعنی ازری کے معنی ہیں میری پیٹھ اللہ نے فرمایا ﴿اشدد

بہ ازری﴾ یعنی مضبوط کر اس کے ساتھ میری کمر کو۔

﴿فَيَسْحَتُكُمْ﴾ يَهْلِكُكُمْ . یعنی فیسحتکم کے معنی ہیں تم کو ہلاک کرے گا اللہ

نے فرمایا ﴿لا تفتروا على الله كذبا فیسحتکم﴾۔

یعنی مثلی تائید ہے مثل کی اللہ نے فرمایا ﴿ویذهب

بطریقکم المثلی﴾ یعنی چاہتے ہیں کہ تمہارے عمدہ

دین کو دور کریں کہا جاتا ہے پکڑ مثلی کو اور لے مثل کو

یعنی دین کو۔

یعنی اللہ نے فرمایا پھر آؤ تم صف میں کہا جاتا ہے کیا تو

آج صف میں آیا تھا یعنی عید گاہ میں جہاں نماز پڑھی

جاتی ہے یعنی صف کے معنی اللہ کے اس قول میں عید گاہ

کے ہیں۔

یعنی فوج جس کے معنی ہیں اپنے دل میں خوف پایا سو

دور ہوئی واؤ خیفہ سے واسطے زیرخ کے۔

﴿الْمُثْلَى﴾ تَأْنِيْتُ الْأَمَثِلِ يَقُولُ

بِدِينِكُمْ يَقَالُ خِذِ الْمُثْلَى خِذِ الْأَمَثِلَ .

﴿ثُمَّ انْتَوَا صَفًّا﴾ يُقَالُ هَلْ أَتَيْتَ

الْصَّفَّ الْيَوْمَ يَعْنِي الْمُصَلِّيَ الَّذِي

يُصَلِّي فِيهِ .

﴿فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ﴾ اَضْمَرَ خَوْفًا فَذَهَبَتْ

الْوَاوُ مِنْ ﴿خَيْفَةٍ﴾ لِكُسْرَةِ الْحَاءِ .

فائدہ: یعنی خیفہ در اصل خوف تھا سو بدل گئی واؤ ساتھ ہی کے واسطے زیر ماقبل کے یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿فَاَوْجِسْ مِنْهُمْ خَيْفَةً﴾۔

﴿فِي جُذُوعٍ﴾ اُنّی علی جُذُوعِ النخل.  
﴿خَطْبُكَ﴾ بِالْكَ.

یعنی ﴿فِي جُذُوعِ النخل﴾ کے معنی ہیں میں سولی  
دوں گا تم کو بھجور کی شاخوں پر۔  
خطبک کے معنی ہیں بالک یعنی کیا حال ہے  
تیرا اے سامری!۔

﴿مَسَاسٌ﴾ مَصْدَرُ مَاسَةٍ مَسَاسًا.

یعنی مساس مصدر ہے ماسہ کا یعنی اللہ کے قول میں  
﴿فَانْ لَّكَ فِي الْحَيَاةِ اِنْ تَقُولَ لَا مَسَاسَ﴾ یعنی جا  
تجھ کو زندگی میں اتنا ہے کہ کہا چھوٹا ممکن نہیں۔  
یعنی لنسفنہ کے معنی اللہ کے اس قول میں ﴿ثُمَّ  
لَنَنْسِفَنَّ فِي الْيَمِّ نَسْفًا﴾ یہ ہیں پھر پھینکیں گے ہم اس  
کو دریا میں اڑا کر۔

﴿لَنَنْسِفَنَّ﴾ لَنَذْرِبَنَّهُ.

یعنی قاعا کے معنی ہیں اس کے اوپر پانی آتا ہے یعنی اللہ  
کے اس قول میں ﴿فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا﴾ یعنی پس  
چھوڑے گا اس کا میدان برابر۔

﴿قَاعًا﴾ يَعْلُوهُ الْمَاءُ.

اور صفصف کہتے ہیں برابر ہموار زمین کو۔

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ مراد ساتھ زینت قوم کے اس  
آیت میں ﴿اَوْ زَارًا مِنْ زِينَةِ الْقَوْمِ﴾ کے زیور ہے جو  
انہوں نے فرعون کی قوم سے مانگ کر لیا تھا۔

وَالصَّفْصَفُ الْمُسْتَوِي مِنَ الْأَرْضِ.  
وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿اَوْ زَارًا﴾ اَنْقَالًا ﴿مِنْ  
زِينَةِ الْقَوْمِ﴾ وَهِيَ الْحُلِيُّ الَّتِي  
اسْتَعَارُوا مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ.

فائدہ: روایت کیا ہے حاکم نے حدیث علی رضی اللہ عنہ کے سے کہ قصد کیا سامری نے اس چیز کی طرف کہ قادر ہوا اس پر زیور  
سے سوا اس کو پگھلا کر پھڑا بنایا پھر مٹی کی مٹی اس کے پیٹ میں ڈالی پس اچانک وہ پھڑا تھا کہ اس کے واسطے آواز  
تھی اور اسی حدیث میں ہے کہ پھر موسیٰ علیہ السلام نے پھڑے کی طرف قصد کیا اور اس کو جلا کر پانی میں پھینک دیا سو  
پھڑے کے پوجنے والوں میں سے کسی نے اس سے پانی نہ پیا مگر کہ اس کا منہ زرد ہو گیا اور روایت کی ہے نسائی نے  
حدیث دراز میں جس کو حدیث فتنوں کی کہا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ جب متوجہ ہوئے موسیٰ علیہ السلام واسطے  
میقات رب اپنے کے تو ہارون علیہ السلام نے بنی اسرائیل پر خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ بیشک تم مصر سے نکلے اور فرعون کی قوم



کی تمہارے پاس امانتیں اور مانگی چیزیں ہیں اور میں مناسب جانتا ہوں کہ ایک گڑھا کھودا جائے اور جو اسباب ان کا تمہارے پاس ہے اس میں ڈال کر جلایا جائے اور سامری گائے پوجنے والوں میں سے تھا اور بنی اسرائیل کا ہمسایہ تھا سو ان کے ساتھ اٹھایا گیا سو اس نے ایک نشان دیکھا اس میں سے ایک مٹھی مٹی اٹھائی پھر ہارون علیہ السلام پر گزرا تو ہارون علیہ السلام نے اس سے کہا کہ کیا تو نہیں پھینکتا جو تیرے ہاتھ میں ہے؟ اس نے کہا میں اس کو نہیں پھینکوں گا یہاں تک کہ تو دعا کرے اللہ سے یہ کہ ہو جائے جو میں چاہتا ہوں ہارون علیہ السلام نے اس کے واسطے دعا کی تو اس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ ایک بچھڑا ہو اس کے واسطے پیٹ سے آواز کرے، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اس کے واسطے جان نہ تھی یعنی بے جان تھا ہو اس کی مقعد سے اس کے اندر داخل ہوتی تھی اور اس کے منہ سے نکلتی تھی سو وہ آواز اسی سبب سے تھی تو بنی اسرائیل اس وقت کئی فرقے ہو گئے، الحدیث۔ (فتح)

یعنی قذفتھا کے معنی ہیں ہم نے اس کو ڈالا۔

فَقَذَفْتُهَا فَالْقَيْتُهَا.

﴿الْقَى﴾ صَنَعَ.

یعنی القی کے معنی ہیں بنایا اللہ کے اس قول میں ﴿كَذَلِكَ الْقَى السَّامِرَى﴾ یعنی اسی طرح بنایا واسطے ان کے سامری نے۔

یعنی اللہ کے قول ﴿فَنَسِيَ مُوسَى﴾ کے معنی ہیں کہ سامری اور اس کے تابعدار کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام چونک گیا اپنے رب سے کہ اس کو چھوڑ کر اور جگہ گیا۔

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی یہ ہیں کہ بھلا یہ نہیں دیکھتے کہ بچھڑا ان کو جواب نہیں دیتا۔

﴿فَنَسِيَ﴾ مُوسَى هُمْ يَقُولُونَ أَخْطَأَ الرَّبَّ.

﴿لَا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا﴾ الْعَجَلُ.

یعنی اللہ کے اس قول ﴿فَلَا تَسْمَعُ الْاَهْمَسَا﴾ میں اہمسا کے معنی ہیں کہ آواز اور آہٹ قدموں کی۔

﴿هَمْسًا﴾ حِسُّ الْأَقْدَامِ.

﴿حَشَرْتَنِي أَعْمَى﴾ عَنْ حُجَّتِي ﴿وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا﴾ فِي الدُّنْيَا. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿أَمْثَلَهُمْ﴾ أَعْدَلَهُمْ طَرِيقَةً.

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿هَضْمًا﴾ لَا يُظْلَمُ فَيَهْضَمُ مِنْ حَسَنَاتِهِ.

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی یہ ہیں کہ کیوں اٹھایا تو نے مجھ کو اندھا یعنی میری حجت سے اور میں تھا دیکھتا یعنی دنیا میں۔ یعنی اور کہا ابن عبینہ نے اللہ کے اس قول میں ﴿أَمْثَلَهُمْ طَرِيقَةً﴾ کہ امثلہم کے معنی ہیں درمیانی راہ۔

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے اس قول میں ﴿فَلَا يَخَافُ ظِلْمًا وَلَا هَضْمًا﴾ ہضم کے معنی ہیں کہ نہ ظلم

کیا جائے گا کہ اس کی نیکیوں سے کچھ گھٹایا جائے۔

یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿لَا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا اَمْتًا﴾ عوجا کے معنی ہیں وادی اور امتا کے معنی ہیں بلندی۔  
یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿سِيرَتَهَا الْاُولٰٓئِ﴾ سیرت کے معنی ہیں اس کی پہلی حالت۔

یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّاُولٰٓئِ النَّهْيِ﴾ نہی کے معنی ہیں تقویٰ یعنی اس میں نشانیاں ہیں واسطے پرہیزگاروں کے۔

یعنی ضنکا کے معنی اللہ کے اس قول میں ﴿مَعِيشَةٌ ضَنكًا﴾ بدبختی ہیں یعنی گزران میں۔

فائدہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث میں ہے کہ مراد معیشۃ ضنکا سے عذاب قبر کا ہے اور کہتے ہیں کہ ضنکا کے معنی تنگ ہیں۔ (بخاری)

یعنی ہوی کے معنی ہیں اللہ کے اس قول میں ﴿وَمَنْ يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى﴾ بد بخت ہوا یعنی جس پر میرا غضب اتر اودہ بد بخت ہوا۔

یعنی مقدس کے معنی ہیں مبارک اللہ کے اس قول میں ﴿اِنَّكَ بِالْوَادِیْ الْمَقْدِسِ طُوٰی﴾ نام وادی کا ہے۔  
یعنی بملکنا کے معنی ہیں اپنے حکم سے یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿مَا اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا﴾ بولے ہم نے خلاف نہیں کیا تیرا وعدہ اپنے اختیار سے۔

یعنی مکان سوئی کے معنی ہیں کہ اس کی مسافت دونوں کے درمیان برابر ہو اللہ کے اس قول میں ﴿لَا نَخْلَفُہٗ نَحْنُ وَلَا اَنْتَ مَكَانًا سُوٰی﴾ یعنی نہ خلاف کریں اس کو ہم اور نہ تو درمیان شہر کے۔

اور بیسا کے معنی ہیں خشک یعنی اللہ کے اس قول میں

﴿عِوَجًا وَّادِیًّا وَلَا اَمْتًا﴾ رَابِعَةٌ.

﴿سِيرَتَهَا﴾ حَالَتَهَا ﴿الْاُولٰٓئِ﴾.

﴿النَّهْيِ﴾ التَّقْوٰی.

﴿ضَنكًا﴾ الشَّقَآءُ.

بِالْوَادِی الْمَقْدِسِ الْمُبَارَكِ ﴿طُوٰی﴾  
اِسْمُ الْوَادِی.  
﴿بِمَلْكِنَا﴾ بِاَمْرِنَا.

﴿مَكَانًا سُوٰی﴾ مَنَصْفٌ بَيْنَهُمَا.

﴿یَسَا﴾ یَابَسًا.

﴿فَاضْرِبْ لَهُم طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا﴾ یعنی کر واسطے ان کے دریا میں راہ خشک۔

یعنی قدر کے معنی ہیں اپنے وعدے کی جگہ میں اللہ کے اس قول میں ﴿ثُمَّ جِئْتُ عَلَىٰ قَدَرٍ يَا مُوسَىٰ﴾۔  
یعنی لا تنیا کے معنی ہیں نہ ضعیف ہو جاؤ اللہ کے اس قول میں ﴿وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي﴾۔

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ بنایا میں نے تجھ کو خاص اپنے واسطے۔

۴۳۶۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ طے آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام سے کہا کہ تو وہی ہے کہ تو نے آدمیوں کو بد بخت کیا اور ان کو بہشت سے نکالا کہا آدم علیہ السلام نے کہ تو ہی موسیٰ ہے کہ اللہ نے تجھ کو اپنی پیغمبری سے برگزیدہ کیا اور تجھ کو خاص اپنے واسطے چن لیا اور تجھ پر تورات اتاری، موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں! کہا کیا تو نے اس گناہ کو پایا کہ اللہ نے میری تقدیر میں لکھا تھا میرے پیدا کرنے سے پہلے، موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں! تو جیت گئے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام ہے۔

اور یم کے معنی ہیں سمندر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب القدر میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی البتہ ہم نے حکم بھیجا موسیٰ علیہ السلام کو کہ لے نکل میرے بندوں کو رات میں پھر ڈال دے ان کو سمندر میں راہ خشک نہ خطرہ تجھ کو آ پکڑنے کا نہ ڈر پھر پیچھے لگا ان کے فرعون اپنے لشکر لے کر پھر گھیر لیا ان کو پانی نے جو گھیرا اور گمراہ کیا فرعون

﴿عَلَىٰ قَدَرٍ﴾ مَوْعِدٍ۔

﴿لَا تَنِيَا﴾ تَضَعُفًا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي﴾۔

۴۳۶۷۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التَّقَىٰ آدَمُ وَمُوسَىٰ فَقَالَ مُوسَىٰ لِآدَمَ أَنْتَ الَّذِي أَشَقَيْتَ النَّاسَ وَأَخْرَجْتَهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ لَهُ آدَمُ أَنْتَ مُوسَىٰ الَّذِي اصْطَفَاكَ اللَّهُ بِرِسَالَتِهِ وَاصْطَفَاكَ لِنَفْسِهِ وَأَنْزَلَ عَلَيْكَ التَّوْرَةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَوَجَدْتَهَا كَيْبَ عَلَىٰ قَبْلِ أَنْ يَخْلُقَنِي قَالَ نَعَمْ فَحَجَّ آدَمُ مُوسَىٰ.

الْيَمُّ الْبَحْرُ.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي فَاضْرِبْ لَهُم طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَا تَخَافُ دَرَكًا وَلَا تَخْشَىٰ فَاتَّبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ فَغَشِيَهُمْ مِنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ وَأَضَلَّ

فِرْعَوْنَ قَوْمَهُ وَمَا هَدَىٰ.

۴۳۶۸ - حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَالْيَهُودُ تَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَسَأَلَهُمْ فَقَالُوا هَذَا الْيَوْمَ الَّذِي ظَهَرَ فِيهِ مُوسَى عَلَى فِرْعَوْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ أَوْلَى بِمُوسَى مِنْهُمْ فَصُومُوهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح روزے کے بیان میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ «فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقَى»

۴۳۶۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ النَّجَّارِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَاجَّ مُوسَى آدَمَ فَقَالَ لَهُ أَنْتَ الَّذِي أَخْرَجْتَ النَّاسَ مِنَ الْجَنَّةِ بِذَنْبِكَ وَأَشَقَّيْتَهُمْ قَالَ قَالَ آدَمُ يَا مُوسَى أَنْتَ الَّذِي اصْطَفَاكَ اللَّهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ أَتْلُوْنِي عَلَى أَمْرِ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي أَوْ قَدَرَهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَاجَّ آدَمَ مُوسَى.

نے اپنی قوم کو اور راہ نہ دکھائی۔

۴۳۶۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ ہجرت کر کے مدینے میں تشریف لائے اور یہود عاشورے کا روزہ رکھتے تھے تو ان سے اس روزے کا سبب پوچھا انہوں نے کہا یہ وہ دن ہے جس میں موسیٰ علیہ السلام فرعون پر غالب ہوئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم قریب تر ہیں ساتھ موسیٰ علیہ السلام کے ان سے سو تم بھی عاشورے کا روزہ رکھو۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ نہ نکال دے تم دونوں کو بہشت سے یعنی شیطان سو تو بد بخت ہو جائے۔

۴۳۶۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بحث کی موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام سے سو آدم علیہ السلام سے کہا کہ تو وہی ہے کہ تو نے اپنے گناہ سے لوگوں کو بہشت سے نکالا اور ان کو بد بخت کیا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام نے کہا اے موسیٰ! تو وہی موسیٰ ہے کہ اللہ نے تجھ کو اپنی کلام اور پیغمبری سے برگزیدہ کیا کیا تو مجھ کو ملامت کرتا ہے اس کام کے کرنے پر جو اللہ نے میری تقدیر میں لکھا تھا مجھے پیدا کرنے سے پہلے یا فرمایا کہ مقدر کیا تھا اس کو مجھ پر مجھے پیدا کرنے سے پہلے، حضرت ﷺ نے فرمایا سو جیت گئے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے۔

Free downloading facility of Videos, Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

ہمارے عذاب سے بچائے گا، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ وہ ہماری طرف سے مدد نہ کیے جائیں گے۔

یعنی اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ تمہارا دین ایک ہے اللہ نے فرمایا ﴿ان هذه امتکم امة واحدة﴾۔

اور کہا عکرمہ نے کہ حصب کے معنی حبش کی زبان میں لکڑیاں ہیں اللہ نے فرمایا ﴿انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم﴾۔

اور عکرمہ کے غیر نے کہا کہ احسوا کے معنی ہیں جب ان کو توقع ہوئی مشتق ہے احسست سے اللہ نے فرمایا ﴿فلما احسوا باسنا اذا هم منها یرکضون﴾ یعنی جب آہٹ پائی انہوں نے ہماری آفت کی تو اچانک وہ وہاں دوڑنے لگے۔

یعنی خامدین کے معنی ہیں بجھے پڑے اللہ نے فرمایا ﴿جعلنا ہم حصیدا خامدین﴾ یعنی یہاں تک کہ کر دیا ہم نے ان کو کاٹ کر ڈھیر مانند آگ بجھی ہوئی کی۔ یعنی حصیدا کے معنی ہیں جڑ سے اکھاڑا گیا واقع ہوتا ہے واحد پر اور ثثنیہ پر اور جمع پر۔

اور يستحسرون کے معنی ہیں نہیں تھکتے اور اسی سے ماخوذ ہے حسیر یعنی تھکا ہوا اور حسرت بعیری یعنی میں نے اپنے اونٹ کو تھکایا اللہ نے فرمایا ﴿لا یتکبرون عن عبادتہ ولا یتحسرون﴾۔

یعنی عمیق کے معنی ہیں دور تھا۔

یعنی نکسوا کے معنی ہیں اوندھے ہوئے اپنے سروں پر اللہ نے فرمایا ﴿ثم نکسوا علی رؤوسہم﴾۔

اور لبوس کے معنی ہیں زر ہیں اللہ نے فرمایا ﴿وعلمناہ

﴿اُمْتُکُمْ اُمَّةٌ وَّاحِدَةٌ﴾ قَالَ دِیْنُکُمْ دِیْنٌ وَّاحِدٌ  
وَقَالَ عِکْرِمَةُ ﴿حَصْبٌ حَطْبٌ بِالْحَبَشِیَّةِ﴾

وَقَالَ غَیْرُهُ ﴿اَحْسُوا﴾ تَوَقَّعُوا مِنْ اَحْسَسْتُ

﴿خَامِدِیْن﴾ هَامِدِیْن

وَالْحَصِیْدُ مُسْتَأْصَلٌ یَقَعُ عَلٰی الْوَاحِدِ وَالْاِثْنِیْنِ وَالْجَمِیْعِ  
﴿لَا یَسْتَحْسِرُوْنَ﴾ لَا یُعْیَوْنَ وَمِنْهُ ﴿حَسِیْرٌ﴾ وَحَسَرْتُ بَعِیْرَی

عَمِیقٌ یَعِیْدُ (الحج: ۲۷)  
نَکَسُوا رُءُوسًا

صَنْعَةُ لَبَوسٍ الدَّرُوعُ

صنعة لبوس لکم﴾ یعنی سکھایا ہم نے داؤد کو بنانا  
زر ہوں گا۔

یعنی تقطعوا کے معنی ہیں کہ انہوں نے اختلاف کیا اور جدا  
جدا ہو گئے، اللہ نے فرمایا ﴿وَتَقْطَعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ﴾۔  
یعنی ان چاروں الفاظ کے ایک معنی ہیں اور وہ پوشیدہ  
آواز ہے اللہ نے فرمایا ﴿لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا﴾ یعنی  
نہ سنیں گے بہشتی آہٹ دوزخ کی۔

یعنی آذناک کے معنی ہیں ہم نے تجھ کو خبر کر دی اور  
آذنتکم اس وقت بولتے ہیں جب تو اس کو خبر کر دے سو  
تم اور وہ برابر ہیں تو نے دغا نہیں کیا اللہ نے فرمایا ﴿فَانْ  
تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنْتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ﴾ یعنی اگر منہ موڑیں تو  
تو کہہ میں نے خبر کر دی تم کو دونوں طرف برابر۔

فائدہ: جب تو اپنے دشمن کو ڈرائے اور اس کو خبر کر دے اور لڑائی کو اس کی طرف پھینکے یہاں تک کہ تو اور وہ برابر  
ہوں تو تو نے اس کو خبر دار کیا۔

اور کہا مجاہد نے کہ تستلون کے معنی اس آیت میں یہ  
ہیں کہ تم سمجھو۔

ارتضى کے معنی ہیں راضی ہوا اللہ نے فرمایا ﴿وَلَا  
يُشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنْ ارْتَضَىٰ﴾ یعنی نہیں سفارش کرتے  
مگر جس کے واسطے وہ راضی ہوا۔

یعنی تماثل کے معنی ہیں بت اللہ نے فرمایا ﴿مَا هَذِهِ  
التَّمَائِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ﴾۔

سجل کے معنی ہیں اعمال نامہ۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت ہے بیچ تفسیر آیت ﴿كُتِبَ السَّجَلُ لِلْكَتَبِ﴾ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مانند لپیٹنے  
اعمال نامہ کی لکھی چیز کو کہا طبری نے معنی اس کے یہ ہیں مانند لپیٹنے صحیفے کی اس چیز پر کہ اس میں لکھی ہے اور بعض کہتے  
ہیں کہ لام ساتھ معنی من کے ہے یعنی واسطے سب کتاب کے اس واسطے کہ اعمال نامہ لپیٹتا ہے اس کی نیکیوں کو واسطے

﴿تَقْطَعُوا أَمْرَهُمْ﴾ اِخْتَلَفُوا۔

الْحَسِيسُ وَالْحِسُّ وَالْجَرَسُ وَالْهَمْسُ  
وَاحِدٌ وَهُوَ مِنَ الصَّوْتِ الْخَفِيِّ۔

﴿إِذَا آذَنَّاكَ﴾ أَعْلَمْنَاكَ ﴿آذَنْتُكُمْ﴾ إِذَا  
أَعْلَمْتَهُ فَأَنْتَ وَهُوَ ﴿عَلَىٰ سَوَاءٍ﴾ لَمْ  
تَبْغِزْ۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ﴾  
تَفْهَمُونَ۔

﴿ارْتَضَىٰ﴾ رَضِيَ۔

﴿الْتَّمَائِيلُ﴾ الْآصْنَامُ۔

السَّجَلُ الصَّحِيفَةُ۔

اس سچر کے کہ اس میں لکھی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بجل حضرت ﷺ کے کاتب کا نام ہے اور سدی سے روایت ہے کہ بجل فرشتے کو کہتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ایک فرشتہ ہے دوسرے آسمان میں چوکیدار فرشتے ہر جمعرات اور سوموار کے دن اس کی طرف عمل کو اٹھاتے ہیں۔

باب قَوْلِهِ ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ وَغَدَا عَلَيْنَا﴾  
باب ہے تفسیر میں اس آیت کی جیسے ہم نے پہلی بار پیدا کیا پھر اس کو دہرائیں گے۔

۴۳۷۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ حضرت ﷺ نے ایک دن خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ بیشک تم اللہ کی طرف جمع کیے جاؤ گے ننگے پاؤں، ننگے بدن، بے ختنہ ہوئے جیسا کہ ہم نے پہلی بار پیدا کیا پھر اس کو دہرائیں گے وعدہ لازم ہے ہم پر بیشک ہم کرنے والے ہیں پھر حال یوں ہے کہ قیامت کے دن پہلے پہل ابراہیم علیہ السلام کو کپڑا پہنایا جائے گا خبر دار! تحقیق شان یہ ہے کہ میری امت کے کچھ لوگ لگائے جائیں گے سو ان کو بائیں راہ ڈالا جائے گا سو میں کہوں گا اے رب! یہ لوگ میرے اصحاب ہیں؟ تو کہا جائے گا کہ تو نہیں جانتا کہ تیرے بعد انہوں نے کیا نئی راہ نکالی یعنی مرتد ہو گئے سو میں کہوں گا جیسے نیک بندے یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اور میں ان پر نگہبان تھا جب تک ان میں رہا اللہ کے قول شہید تک سو کہا جائے گا کہ بیشک یہ لوگ ہمیشہ رہے مرتد اپنی ایڑیوں پر جب سے تو نے ان کو چھوڑا۔

۴۳۷۱۔ حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ شَيْخٍ مِّنَ النَّخَعِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللَّهِ حُفَاةَ عَرَاءٍ غُرُلًا ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ وَغَدَا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ﴾ ثُمَّ إِنَّ أَوَّلَ مَنْ يُكْسَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ الْأَيْمَنُ إِنَّهُ يُجَاءُ بِرِجَالٍ مِّنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَيَقُولُ يَا رَبِّ أَصْحَابِي فَيَقَالُ لَا تَذَرْنِي مَا أَحَدَفُوا بِعَدِّكَ فَيَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿شَهِيدٌ﴾ فَيَقَالُ إِنَّ هَؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مِنْذُ فَرَّقْتَهُمْ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح رقائق میں آئے گی۔

### سُورَةُ الْحَجِّ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿الْمُحْتَبِينَ﴾  
الْمُطْمَئِنِّينَ.

سورہ حج کی تفسیر کا بیان  
یعنی کہا ابن عبینہ نے کہ محتبین کے معنی ہیں اطمینان پکڑنے والے اللہ نے فرمایا ﴿وبشر المحبتين﴾ یعنی خوشی سناؤ اطمینان والوں کو اور مجاہد سے روایت ہے کہ



نماز پڑھنے والے اور ضحاک سے روایت ہے کہ اس کے معنی ہیں متواضعین۔

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر امنیہ کے کہ جب اس نے کچھ بات کی تو شیطان نے اس میں کچھ ملا دیا پھر باطل کرتا ہے اللہ جو شیطان ڈالتا ہے اور پکی کرتا ہے اپنی آیتیں اللہ نے فرمایا ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ﴾ امانیہ فینسخ اللہ ما یلقى الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي «إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ» إِذَا حَدَّثَ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي حَدِيثِهِ فَيُبْطِلُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ وَيُحْكِمُ آيَاتِهِ.

فائدہ: کہا ابو جعفر نحاس نے کتاب معانی القرآن میں کہ یہ عمدہ اور بہتر چیز ہے جو کہی گئی اس آیت کی تاویل میں اور اجل اور اعلیٰ تاویل ہے۔

اور کہا جاتا ہے کہ امنیہ کے معنی قرأت کے ہیں اور الا امانی کے معنی ہیں پڑھتے ہیں اور لکھتے نہیں۔

وَيُقَالُ أُمْنِيَّتُهُ قِرَاءَتُهُ «إِلَّا أَمَانِي» يَقْرَؤُونَ وَلَا يَكْتُبُونَ.

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف جو سورہ بقرہ میں ہے ﴿لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِي﴾ اس کو بخاری رحمہ اللہ نے اس جگہ واسطے شہادت لینے کے اس پر کہ تمنی ساتھ معنی قرأت کے ہے اس واسطے کہ ﴿الا امانی﴾ ساتھ معنی یقرؤن کے ہے اور روایت کی ہے طبری اور ابن ابی حاتم وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت ﷺ نے مکہ میں سورہ نجم پڑھی سو جب اس آیت پر پہنچے ﴿أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ﴾ تو شیطان نے آپ کی زبان پر یہ لفظ ڈالے یعنی حضرت ﷺ کی سی آواز کے ساتھ یہ لفظ پڑھے تِلْكَ الْغُرَانِيقُ الْعُلَىٰ وَإِنْ شَفَاعَتُهُنَّ لَتَرْجَحِي تو مشرکوں نے کہا کہ اس دن سے پہلے کبھی اس نے ہمارے بتوں کو بھلائی سے یاد نہیں کیا سو حضرت ﷺ نے سجدہ کیا اور مشرکوں نے بھی سجدہ کیا کہا بزار نے اس حدیث کی سند میں کلبی ہے اور کلبی متروک ہے اس پر اعتماد نہیں کیا جاتا۔ اور نحاس نے اس کو اور سند سے روایت کیا ہے اور اس میں واقدی ہے اور روایت کیا ہے اس کو ابن اسحاق اور طبری وغیرہ نے کئی طریقوں سے اور سب طریق اس کے سوائے طریق سعید بن جبیر کے یا ضعیف ہیں یا منقطع لیکن کثر طرق کی دلالت کرتی ہے کہ اس قصے کی کچھ اصل ہے باوجود اس کے کہ واسطے اس کے دو طریق اور ہیں مرسل ان کے راوی بخاری اور مسلم کی شرائط پر ہیں اور رد کیا ہے اس حدیث کو ابن عربی اور عیاض نے کہا ابن عربی نے کہا بزار نے اس میں بہت روایتیں ذکر کی ہیں لیکن وہ باطل ہیں ان کی کوئی اصل نہیں اور کہا عیاض نے کہ

نہیں نکالا اس حدیث کو کسی نے اہل صحت سے اور نہیں روایت کیا اس کو کسی ثقہ نے ساتھ سند سلیم متصل کے باوجود ضعیف ہونے راویوں کے اور مضطرب ہونے روایتوں کے اور منقطع ہونے سند اس کی کے اور کسی مفسر اور تابعی نے اس کو مرفوع نہیں کیا اور اکثر طریقے اس کے ضعیف اور واہی ہیں اور البتہ بیان کیا ہے بزار نے کہ نہیں پہچانی جاتی کسی طریق جائز سے اور اگر یہ بات واقع ہوتی تو بہت مسلمان مرتد ہو جاتے اور یہ سب جرح قدح قواعد پر مبنی نہیں اس واسطے کہ جب طریق بہت ہوں اور مخرج جدا جدا ہوں تو یہ دلالت کرتا ہے کہ اس کے واسطے کوئی اصل ہے اور میں نے ذکر کیا ہے کہ اس کی تین سندیں صحیح کی شرط پر ہیں اور وہ مرسل ہیں حجت پکڑتا ہے ساتھ مثل ان کی کے جو حجت پکڑتا ہے ساتھ مرسل کے اور اسی طرح جو نہیں حجت پکڑتا ساتھ مرسل کے واسطے قوت پانے بعض کے ساتھ بعض کے اور جب یہ مقرر ہوا تو متعین ہوئی تاویل اس چیز کی جو واقع ہوئی ہے بیچ اس کے اس قسم سے کہ بری معلوم ہوتی ہے اور وہ قول اس کا کہ شیطان نے آپ کی زبان پر ڈالا تلك الغرائيق العلی وان شفاعتھن لئلا ترجیكہ نہیں جائز ہے محمول کرنا اس کو اپنے ظاہر پر اس واسطے کہ محال ہے حضرت ﷺ پر کہ زیادہ کریں قرآن میں جان بوجھ کر جو قرآن سے نہیں اور اسی طرح بھولے سے بھی جائز نہیں جب کہ ہو مخالف واسطے اس چیز کے کہ لائے ہیں اس کو توحید سے واسطے مکان عصمت آپ کے کی اور البتہ علماء اس میں کئی راہ چلے ہیں بعض نے کہا کہ جاری ہوئے یہ کلمے آپ کی زبان پر جب کہ آپ کو اونگھ پہنچی اور آپ کو معلوم نہ ہوا پھر جب آپ کو معلوم ہوا تو اللہ نے اپنی آیتوں کو پکا کیا روایت کیا ہے اس کو طبری نے قنادہ سے اور رد کیا ہے اس کو عیاض نے ساتھ اس طور کے کہ یہ صحیح نہیں اس واسطے کہ ایسا ہوتا حضرت ﷺ پر جائز نہیں اور نہیں قدرت شیطان کو آپ پر سونے کی حالت میں اور بعض نے کہا کہ بے بس کیا تھا آپ کو شیطان نے یہاں تک کہ حضرت ﷺ نے بے اختیار ہو کر اس کو کہا اور رد کیا ہے اس کو ابن عربی نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے بطور حکایت کے شیطان سے ﴿وما كان عليكم من سلطان﴾ یعنی مجھ کو تم پر کچھ قدرت نہ تھی سوا اگر شیطان کو اس پر قدرت ہوتی تو کسی کو بندگی کی قوت باقی نہ رہتی اور بعض نے کہا کہ مشرکین جب اپنے بتوں کو ذکر کرتے تھے تو تعریف کرتے تھے ان کی ساتھ اس کے سو یہ بات حضرت ﷺ کی یاد پر معلق رہی پھر جب حضرت ﷺ نے اس کو ذکر کیا تو سہوا یہ بات آپ کی زبان پر جاری ہوئی اور رد کیا ہے اس کو عیاض نے اور خوب کیا اور بعض نے کہا کہ شاید حضرت ﷺ نے کافروں کو جھڑکنے کے واسطے یہ کلمات کہے تھے کہا عیاض نے اور یہ جائز ہے جب کہ ہو اس جگہ کوئی قرینہ جو دلالت کرتے مراد پر خاص کر اس وقت نماز میں کلام کرنا جائز تھا اور بعض نے کہا کہ جب حضرت ﷺ اس قول تک پہنچے ﴿ومانا الثالثة الاخرى﴾ تو مشرکین ڈرے کہ اس کے بعد کوئی چیز لائے کہ اس کے ساتھ ان کے بتوں کی مذمت کرے سو جلدی کی انہوں اس کلام کی طرف سو حضرت ﷺ کے تلاوت میں اس کو ملایا موافق عادت اپنی کے ان کے قول میں ﴿لا تسمعوا لهذا القرآن والغوا فيه﴾ اور نسبت

کیا گیا یہ طرف شیطان کی اس واسطے کہ وہ ان کو اس پر باعث ہو یا مراد ساتھ شیطان کے شیطان آدمیوں کا ہے اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ غرائبی العلی کے فرشتے ہیں اور کفار کہتے تھے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور ان کو پوجتے تھے پس بیان کیا گیا ذکر کل کا تا کہ رد کیا جائے اوپر ان کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے کیا واسطے تمہارے بیٹے ہیں اور واسطے اللہ کے بیٹیاں سو جب اس کو مشرکوں نے سنا تو محمول کیا اس کو جمع پر اور کہا کہ ہمارے بتوں کی تعظیم کی اور اس کے ساتھ راضی ہوئے پھر اللہ نے دونوں کلموں کو منسوخ کر دیا اور اپنی آیتوں کو پکا کیا اور بعض نے کہا کہ حضرت ﷺ آرام کے ساتھ قرآن پڑھ رہے تھے تو شیطان نے آپ کے سکتوں سے ایک سکتے میں گھات لگائی اور بولا ساتھ ان کلموں کے حضرت ﷺ کی سی آواز بنا کر اس طور سے کہ آپ کے قریب والوں نے اس کو سنا اور اس کو آپ کا قول گمان کیا اور شائع کیا اور کہا یہ وجہ بہتر ہے سب وجوہ سے اور تائید کرتا ہے اس کی جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پہلے گزر چکا ہے کہ تمنی کے معنی تلاوت کے ہیں اور خوب کہا اس تاویل کو ابن عربی نے اور اس سے پہلے کہا کہ یہ نص ہے ہمارے مذہب میں بیچ پاک ہونے حضرت ﷺ کے اس چیز سے کہ نسبت کی گئی ہے طرف آپ کی اور کہا کہ معنی امنیہ کے ہیں بیچ تلاوت آپ کی کے پس خبر دی اللہ نے اس آیت میں کہ رسولوں میں اللہ کا دستور جاری ہے کہ جب کوئی بات کہتے ہیں تو شیطان اس میں اپنی طرف سے کچھ ملا دیتا ہے پس یہ نص ہے کہ شیطان نے حضرت ﷺ کے قول میں کچھ ملا دیا تھا اور البتہ سبقت کی ہے اس معنی کی طرف طبری نے واسطے جلالت قدر اس کی کے اور فراخ ہونے اس کے علم کے۔

تَنْبِيْهُ: اصل یہ سورۃ کی ہے اور کچھ آیتیں اس کی مدنی ہیں۔ (فتح الباری)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَّشِيْدٌ بِالْقَصَةِ جِصٌّ اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر اللہ کے اس قول کے ﴿وَقَصْرٌ﴾

مشید اور بہت محل مضبوط کیے گئے ساتھ گج کے۔

فائدہ: اور قصہ قصر معید کا ذکر کیا ہے اہل اخبار نے کہ وہ شداد بن عاد کا بنایا ہوا ہے پھر ہو گیا بے کار اور ویران بعد آبادی کے کوئی اس کے پاس نہ جاسکتا تھا کئی میل تک اس واسطے کہ اس میں سے جنوں کی خوفناک آواز سنی جاتی تھی۔ (فتح)

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿يَسْطُوْنَ﴾ يَفْرُطُوْنَ مِنَ السَّطْوَةِ وَيَقَالُ ﴿يَسْطُوْنَ﴾ يَبْطِشُوْنَ۔ یعنی اور کہا اس کے غیر نے بیچ تفسیر قول اللہ کے ﴿يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ﴾ کہ يَسْطُوْنَ کے معنی ہیں قریب ہیں کہ زیادتی کریں مشتق ہے سطوہ سے اور اس کے معنی ہیں قہر اور غلبہ اور بعض کہتے ہیں کہ يَسْطُوْنَ کے معنی ہیں سخت پکڑتے ہیں۔

فائدہ: کہا فرائے کہ مشرکین قریش جب مسلمانوں کو قرآن پڑھتے سنتے، دیکھتے تھے تو قریب تھے کہ ان کو پکڑ لیں۔  
 یعنی ہدوا کے معنی اس آیت میں الہام کے ہیں یعنی  
 ﴿وَهْدُوا إِلَى الطِّيبِ﴾ الہموا۔

الہام ہوا ان کو ستھری بات کا یعنی قرآن کا۔

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ سبب کے معنی ہیں رسی  
 اپنے گھر کی چھت کی طرف اللہ نے فرمایا ﴿فليمدد  
 بسبب الى السماء﴾ یعنی جس کو یہ گمان ہو کہ ہرگز نہ  
 مدد کرے گا پیغمبر کو اللہ دنیا میں اور آخرت میں تو چاہیے  
 کہ لٹکا دے رسی اپنے گھر کی چھت کی طرف اور اس کے  
 ساتھ پھانسی لے لے۔

تذہل کے معنی ہیں باز رہے اللہ نے فرمایا ﴿يوم تذهل  
 كل مرضعه عما ارضعت﴾ یعنی جس دن باز رہے ہر  
 دودھ پلانے والی اپنے دودھ پلانے والے سے بہ سبب  
 دہشت اس دن کے۔

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ تو دیکھے لوگوں کو  
 مست ہوئے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿يَسْبِبُ﴾ بِحَبْلِ إِلَى  
 سَقْفِ السَّيْتِ.

﴿تَذْهَلُ﴾ تُشْغَلُ.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى﴾.

۴۲۷۲۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي  
 حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي  
 سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ  
 الْقِيَامَةِ يَا آدَمُ يَقُولُ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ  
 فَيَنَادِي بِصَوْتٍ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَخْرُجَ  
 مِنْ ذُرِّيَّتِكَ بَعَثْنَا إِلَى النَّارِ قَالَ يَا رَبِّ وَمَا  
 بَعَثَ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ أَرَاهُ قَالَ تِسْعَ  
 مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ فَحِينَئِذٍ تَضَعُ  
 الْحَامِلُ حَمْلَهَا وَيَشِيبُ الْوَلِيدُ ﴿وَتَرَى﴾

۴۳۷۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
 حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ قیامت کے دن فرمائے گا اے  
 آدم! وہ کہے گا حاضر ہوں تیری خدمت میں اور اطاعت میں  
 اے ہمارے رب! سو فرشتہ آواز سے پکارے گا کہ بیشک اللہ  
 تجھ کو حکم کرتا ہے کہ اپنی اولاد سے دوزخ کا حصہ نکال یعنی  
 دوزخیوں کو دوزخ کی طرف روانہ کر، آدم علیہ السلام کہیں گے  
 الہی! کس قدر ہے حصہ دوزخ کا؟ اللہ فرمائے گا ہر ایک ہزار  
 سے نو سو اور ننانوے یعنی ہر ہزار آدمی سے ایک بہشتی اور باقی  
 دوزخی سوا اس وقت ہر ایک حاملہ اپنے پیٹ کا بچہ گرا دے گی  
 اور بوڑھا ہو جائے گا لڑکا اور تو دیکھے گا لوگوں کو بیہوش اور

النَّاسِ سُكَارَىٰ وَمَا هُمْ بِسُكَارَىٰ وَلَٰكِنَّ  
عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ ﴿فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى  
النَّاسِ حَتَّىٰ تَغَيَّرَتْ وَجُوهُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَأْجُوجَ  
وَمَأْجُوجَ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةَ وَتِسْعِينَ  
وَمِنْكُمْ وَاحِدٌ ثُمَّ أَنتُمْ فِي النَّاسِ  
كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جَنْبِ الثَّوْرِ  
الْأَبْيَضِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جَنْبِ  
الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا  
رُبْعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ تِلْكَ أَهْلُ  
الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ شَطْرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ  
فَكَبَّرْنَا قَالَ أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ  
﴿تَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ وَمَا هُمْ  
بِسُكَارَىٰ﴾ وَقَالَ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ  
وَتِسْعَةَ وَتِسْعِينَ وَقَالَ جَرِيرٌ وَعِيسَى بْنُ  
يُونُسَ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ ﴿سُكَرَىٰ وَمَا هُمْ  
بِسُكَرَىٰ﴾.

دیوانے اور حالانکہ وہ دیوانے نہیں لیکن اللہ کا عذاب سخت ہو  
گا سو یہ بات اصحاب پر نہایت سخت گزری یہاں تک کہ ان  
کے چہرے زرد ہوئے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم خاطر جمع  
رکھو اس واسطے کہ یا جوج اور ماجوج سے نو سونانوے دوزخی  
ہوں گے اور تم میں سے ایک بہشتی ہو گا پھر تمہاری مثل اور  
امتوں میں بیسے کالا بال سفید بیل کے پہلو میں یا جیسے سفید  
بال سیاہ بیل کے پہلو میں اور البتہ میں اس کی امید رکھتا ہوں  
کہ تم لوگ بہشتیوں کی چوتھائی ہو گے سو ہم نے اللہ اکبر کہا  
پھر فرمایا کہ تم بہشتیوں کے تہائی ہو گے سو ہم نے اللہ اکبر کہا  
پھر فرمایا کہ تم بہشتیوں کے آدھے ہو گے سو ہم نے اللہ اکبر کہا  
، کہا ابو اسامہ نے اعمش سے تو دیکھے لوگوں کو دیوانے اور  
حالانکہ نہیں وہ دیوانے یعنی موافقت کی ہے اس نے حفص کی  
بیچ روایت کرنے اس حدیث کے اعمش سے ساتھ اسناد اس  
کی کے اور متن اس کے، کہا اس نے ہر ہزار سے نو سونانوے  
یعنی اس نے جزم کیا ہے ساتھ اس کے برخلاف حفص کے کہ  
اس میں شک ہے کہ اس نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ ہر  
ہزار سے نو سونانوے اور کہا جریر اور عیسیٰ اور ابو معاویہ نے  
سُكَرَىٰ وما هم بِسُكَرَىٰ یعنی ان تینوں راویوں نے اس  
لفظ میں مخالفت کی ہے کہ اس کو سُكَرَىٰ پڑھا ہے اور جمہور کی  
قرأت سکری ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں آئے گی۔

باب قولہ ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَعْبُدُ اللَّهَ  
عَلَىٰ حَرْفٍ﴾ شَكٌّ ﴿فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ  
اطْمَأَنَّ بِهِ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انْقَلَبَ عَلَىٰ  
وَجْهِهِ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ﴾ إِلَىٰ قَوْلِهِ

باب قولہ ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَعْبُدُ اللَّهَ  
عَلَىٰ حَرْفٍ﴾ شَكٌّ ﴿فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ  
اطْمَأَنَّ بِهِ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انْقَلَبَ عَلَىٰ  
وَجْهِهِ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ﴾ إِلَىٰ قَوْلِهِ

یہی ہے صریح خسارہ اور اتر فناہم کے معنی ہیں ہم نے ان کو وسعت دی دنیا اور آخرت میں۔

﴿ذَلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ﴾  
﴿اتْرَفْنَاهُمْ﴾ وَسَعَّاهُمْ.

فائدہ: یہ کلمہ اگلی سورت میں ہے۔

۴۳۷۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہنا بیچ تفسیر اس آیت کے بعض وہ شخص ہے جو بندگی کرتا ہے اللہ کی کنارے پر کہا کہ کوئی مرد مدینہ میں آتا تھا سو اگر اس کی عورت لڑکا جنتی اور اس کی سواری بچہ جنتی تو کہتا یہ دین نیک ہے اور اگر اس کی عورت نہ جنتی اور نہ اس کی سواری جنتی تو کہتا یہ دین برا ہے۔

۴۳۷۲۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ «وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَى حَرْفٍ» قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يَقْدُمُ الْمَدِينَةَ فَإِنْ وَلَدَتْ امْرَأَتُهُ غُلَامًا وَنَسَجَتْ خَيْلَهُ قَالَ هَذَا دِينٌ صَالِحٌ وَإِنْ لَمْ تَلِدْ امْرَأَتَهُ وَلَمْ تُنْسَجْ خَيْلُهُ قَالَ هَذَا دِينٌ سَوْءٌ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اگر پاتے سال ارزانی اور مینہ اور اولاد کا تو راضی ہوتے ساتھ اس کے اور اگر قحط سالی پاتے تو کہتے ہمارے اس دین میں بھلائی نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ اگر اس کو مدینے کی بیماری پہنچتی اور اس کی عورت لڑکی جنتی اور صدقہ اس کو نہ پہنچتا تو شیطان اس کے پاس آتا اور کہتا قسم ہے اللہ کی تجھ کو اس دین میں بدی کے سوا کچھ نہیں پہنچا اور ایک روایت میں ہے اگر اس کا بدن بیمار ہوتا اور اس سے صدقہ روکا جاتا اور اس کو حاجت پہنچتی تو کہتا قسم ہے اللہ کی یہ دین نہیں میں ہمیشہ اپنے مال اور حال میں نقصان اٹھاتا ہوں اور روایت کی ہے ابن مردودہ نے ساتھ سند ضعیف کے کہ یہ آیت ایک یہودی کے حق میں اتری جو مسلمان ہوا تھا سو وہ اندھا ہو گیا اور اس کا مال اور اولاد ہلاک ہوا سو شیطان بدلیا اس نے ساتھ اسلام کے سو کہا اس نے کہ میں اپنے دین میں بھلائی کو نہیں پہنچا۔ (فتح)

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی یہ دو مدعی ہیں جھگڑتے ہیں اپنے رب کی شان میں۔

بَابُ قَوْلِهِ «هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ».

فائدہ: خصمانِ مشنہ ہے خصم کا اور وہ بولا جاتا ہے واحد وغیرہ پر اور وہ شخص وہ ہے کہ واقع ہو اس سے جھگڑا۔ (فتح)

۴۳۷۴۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو هَاشِمٍ عَنْ أَبِي مَجْلَزٍ

۴۳۷۳۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ قسم کھاتے تھے اس آیت میں کہ اتری یہ آیت دو مدعیوں میں جھگڑتے

ہیں اپنے رب میں حمزہ اور اس کے دونوں ساتھیوں اور عقبہ اور اس کے دونوں ساتھیوں کے حق میں جب کہ تھے تنہا تنہا صف سے لڑنے کے واسطے نکلے جنگ بدر کے دن، روایت کیا ہے اس کو سفیان نے ابو ہاشم سے یعنی ساتھ سند اس کی کے اور متن اس کے کے اور کہا عثمان نے جریر سے اس نے منصور سے اس نے ابی ہاشم سے اس نے ابی مجلز سے قول اس کا یعنی موقوف اوپر اس کے۔

عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُقْسِمُ قَسَمًا إِنَّ هَذِهِ الْآيَةَ ﴿هَٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ﴾ نَزَلَتْ فِي حَمْزَةَ وَصَاحِبِيهِ وَعُتْبَةَ وَصَاحِبِيهِ يَوْمَ بَرَزُوا فِي يَوْمِ بَدْرٍ رَوَاهُ سُفْيَانُ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ وَقَالَ عُثْمَانُ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ أَبِي مَجْلَزٍ قَوْلَهُ.

فائدہ: روایت کی ہے طبری نے ہلال بن یساف سے کہ اتری یہ آیت ان لوگوں کے حق میں جو جنگ بدر کے دن اکیلے اکیلے صف سے لڑنے کے لیے نکلے۔

۴۳۷۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن پہلے پہل میں ہی اللہ کے آگے جھکڑے کے واسطے دو زانو ہو کر بیٹھوں گا کہا قیس نے اور انہیں کے حق میں یہ آیت اتری یہ دو مدعی ہیں جو اپنے رب کے حق میں جھکڑتے ہیں کہا قیس نے وہ لوگ وہی ہیں جو جنگ بدر کے دن تنہا تنہا لڑنے کے واسطے نکلے وہ علی رضی اللہ عنہ اور حمزہ رضی اللہ عنہ اور عبیدہ رضی اللہ عنہ اور شیبہ اور عقبہ اور ولید ہے۔

۴۳۷۵۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مَجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَجْنُو بَيْنَ يَدَيِ الرَّحْمَنِ لِلْخُصُومَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ قَيْسٌ وَفِيهِمْ ﴿هَٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ﴾ قَالَ هُمُ الَّذِينَ بَارَزُوا يَوْمَ بَدْرٍ عَلِيٌّ وَحَمْزَةُ وَعُتْبَةُ وَشَيْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَعُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ.

فائدہ: اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ یہ آیت اہل کتاب اور مسلمانوں کے حق میں اتری اور حسن کے طریق سے کہ وہ کافر اور مسلمان ہیں اور مجاہد سے روایت ہے کہ وہ جھکڑنا مسلمان اور کافر کا ہے قیامت کے حق میں اور اختیار کیا ہے طبری نے ان اقوال کو بیچ عام ہونے اس آیت کے کہا اور نہیں مخالف ہے یہ اس چیز کو کہ مردی ہے علی رضی اللہ عنہ اور ابو ذر رضی اللہ عنہ سے اس واسطے کہ جو جنگ بدر کے دن تنہا تنہا لڑنے کے واسطے نکلے تھے وہ دو گروہ تھے مسلمان اور کافر اس واسطے کہ آیت جب کسی سبب میں اترے تو نہیں منع ہے یہ کہ ہو عام اس سبب کی نظیر میں۔ (فتح)

## سُورَةُ الْمُؤْمِنُونَ

قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ «سَبْعَ طَرَائِقَ» سَبْعَ  
سَمَوَاتٍ.

«لَهَا سَابِقُونَ» سَبَقَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ.

«قُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ» خَائِفِينَ.

سورہ مومنون کی تفسیر کا بیان  
کہا ابن عیینہ نے کہ سبع طرائق کے معنی ہیں سات  
آسمان اللہ نے فرمایا «ولقد خلقنا فوقکم سبع طرائق»  
یعنی البتہ ہم نے پیدا کیے اوپر تمہارے سات آسمان۔  
یعنی سابقون کے معنی ہیں سبقت کی ہے واسطے ان کے  
نیک بختی نے اللہ نے فرمایا «ہم لہا سابقون» یعنی  
سبقت کی ہے واسطے ان کے سعادت نے یعنی پس اسی  
واسطے اس کی طرف جلدی کرتے ہیں۔

یعنی «قلوبہم وجلۃ» کے معنی ہیں ڈرنے والے۔

فائدہ: عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہا یا حضرت! اللہ کے اس قول میں «قلوبہم وجلۃ» کیا مراد اس سے وہ  
شخص ہے جو زنا کرتا ہے اور چوری کرتا ہے اور وہ باوجود اس کے اللہ سے ڈرتا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ  
مراد وہ شخص ہے جو روزہ رکھتا ہے اور نماز پڑھتا ہے اور وہ باوجود اس کے اللہ سے ڈرتا ہے روایت کیا ہے اس کو  
ترمذی وغیرہ نے۔ (فتح)

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «هِيَاتَ هِيَاتَ» بَعِيدٌ  
بَعِيدٌ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ «ہیہات ہیہات» کے  
معنی ہیں دور ہے دور ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا «ہیہات  
ہیہات لما توعدون» یعنی دور ہے دور ہے جو تم  
وعدے دیئے جاتے ہو۔

«فَأَسْأَلِ الْعَادِينَ» الْمَلَائِكَةُ.

یعنی اللہ کے اس قول میں عادین سے مراد فرشتے ہیں  
اللہ نے فرمایا «قَالَ لِبَشَا يَوْمٍ أَوْ بَعْضِ يَوْمِ فَسْئَلِ  
الْعَادِينَ» یعنی کہا کفار نے ٹھہرے ہم ایک دن یا کچھ  
دن سے سو پوچھ فرشتوں سے۔

«لَنَّا كِبُؤُنَ» لَعَادِلُونَ.

یعنی لنا کبون کے معنی ہیں پھرنے والے اللہ نے فرمایا  
«إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنْ الصِّرَاطِ  
لَنَّا كِبُؤُنَ» یعنی جو لوگ نہیں مانتے آخرت کو وہ سیدھی  
راہ سے پھرنے والے ہیں۔



﴿كَالْحُونِ﴾ غَابِسُونَ.

کالحون کے معنی بد شکل ہیں اللہ نے فرمایا ﴿وهم فيها كالحون﴾ یعنی کافر آگ میں بد شکل ہو رہے ہیں۔

فائدہ: اور روایت کی ہے حاکم نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کہ بھون ڈالے گی ان کو آگ سو سکر جائے گی اس کے اوپر کی لب اور ڈھیلی ہو جائے گی نیچے کی لب۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿مِنْ سَلَالَةٍ﴾ الْوَلَدُ  
وَالنُّطْفَةُ السَّلَالَةُ.  
یعنی سلالۃ کے معنی ہیں بچہ اور نطفہ، اللہ نے فرمایا  
﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سَلَالَةٍ﴾ یعنی پیدا کیا ہم  
نے انسان کو خلاصہ مٹی سے۔

فائدہ: نہیں مراد ہے تفسیر سلالۃ کی سے ساتھ ولد کے کہ وہ مراد ہے آیت میں بلکہ وہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ لفظ سلالہ کا مشترک ہے درمیان ولد اور نطفہ کے اور اس چیز کے کہ کھینچی جاتی ہے دوسری چیز سے اور یہی اخیر معنی مراد ہیں آیت میں اور نہیں ذکر کیا اس کو واسطے بے پرواہی کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے اور واسطے تنبیہ کرنے کے اس پر کہ یہ لفظ مذکور چیزوں پر بھی بولا جاتا ہے۔ (فتح)

وَالْجِنَّةُ وَالْجَنُونَ وَاحِدٌ.  
اور جنۃ اور جنون کے معنی ایک ہیں اللہ نے فرمایا ﴿ام یقولون بہ جنۃ﴾ یعنی کیا کہتے ہیں اس کو جنون ہے۔

وَالْغَنَاءُ الزَّبَدُ وَمَا ارْتَفَعَ عَنِ الْمَاءِ وَمَا لَا يَنْتَفِعُ بِهِ.  
یعنی غشاء کے معنی ہیں جھاگ اور جو پانی کہ اوپر آئے اور جس کے ساتھ نفع نہ اٹھایا جائے اللہ نے فرمایا ﴿فَجَعَلْنَاهُمْ غَشَاءً﴾ یعنی کیا ہم نے ان کو جھاگ۔

سورۃ نور کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ النُّورِ  
﴿مِنْ خِلَالِهِ﴾ مِنْ بَيْنِ أَعْصَابِ السَّحَابِ.  
یعنی من خلالہ کے معنی ہیں بادل کے پردوں سے اللہ نے فرمایا ﴿فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ﴾ یعنی تو دیکھے مینہ کو کہ نکلتا ہے اس کے بیچ میں سے۔

﴿سَنَا بَرْقِهِ﴾ وَهُوَ الضِّيَاءُ.  
سنا برقہ کے معنی ہیں روشنی اس کی اللہ نے فرمایا ﴿يَكَادُ سَنَا بَرْقِهِ يَذْهَبُ بِالْأَبْصَارِ﴾ قریب ہے کہ بجلی کی چمک اس کی آنکھیں لے جائے۔

﴿مُذْعِنِينَ﴾ يُقَالُ لِلْمُسْتَحْذِي مُذْعِنٌ.  
مذعنین کے معنی ہیں عاجزی کرنے والے جھکنے والے کہا جاتا ہے عاجزی کرنے والے کو مذعن اور کہا زجاج نے

کہ اذعان کے معنی ہیں بندگی میں جلدی کرنا اللہ نے فرمایا ﴿وَان يَكُنْ لَهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ﴾ یعنی اگر ان کو کچھ پہنچتا ہو تو آئیں اس کی طرف عاجز ہو کر۔

یعنی ان چاروں الفاظ کے ایک معنی ہیں اللہ نے فرمایا ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا جَمِيعًا وَأَشْتَاتًا﴾۔

یعنی کہا سعد بن عیاض نے کہ مشکوٰۃ کے معنی ہیں طاق حبش کی زبان میں اللہ نے فرمایا ﴿كَمْشَكُوۡةٌ فِيهَا مُصْبِحٌ﴾ مانند طاق کی کہ اس میں چراغ ہے۔

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے اس قول میں کہ انزلنا کے معنی ہیں ہم نے اس کو بیان کیا۔

یعنی اس کے غیر نے کہا کہ نام رکھا گیا قرآن واسطے جمع ہونے سورتوں کے اور نام رکھا گیا سورہ اس واسطے کہ وہ جدا کی گئی ہے دوسرے سے سو جب بعض سورتوں کو بعض کے ساتھ جوڑا گیا تو نام رکھا گیا قرآن یعنی جوڑا گیا۔

اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿إِنَّا عَلَيْنَا جَمْعُهُ﴾ یعنی مراد ساتھ اس آیت کے جوڑنا بعض قرآن کا طرف بعض کی اور مراد ساتھ ﴿فَإِذَا قُرِئَهُ﴾ کے یہ ہے کہ جب ہم اس کو جمع کریں اور جوڑیں تو پیروی کر اس چیز کی کہ جمع کی گئی ہے بچ اس کے سوا عمل کر ساتھ اس چیز کے کہ حکم کیا ہے اللہ نے تجھ کو ساتھ اس کے اور باز رہ اس چیز سے کہ منع کیا ہے اللہ نے تجھ کو اس سے اور کہا جاتا ہے نہیں واسطے شعر اس کے کہ قرآن یعنی اس کا شعر جزا ہوا نہیں اور نام رکھا گیا ہے قرآن کا فرقان اس واسطے کہ وہ جدائی کرتا ہے درمیان حق اور باطل کے اور کہا جاتا ہے واسطے

﴿أَشْتَاتًا﴾ وَشْتَى وَشَتَاتٌ وَشَتْ وَاحِدٌ۔

وَقَالَ سَعْدُ بْنُ عِيَاضٍ الثَّمَالِيُّ الْمِشْكَاةُ الْكُوَّةُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿سُورَةٌ أَنْزَلْنَاهَا بَيِّنَاتٍ﴾۔

فائدہ: بیانا فرسناھا کے معنی ہیں۔

وَقَالَ غَيْرُهُ سُمِّيَ الْقُرْآنُ لِمَجْمَاعَةِ السُّورِ وَسُمِّيَتِ السُّورَةُ لِأَنَّهَا مَقْطُوعَةٌ مِنَ الْآخَرِ فَلَمَّا قُرِنَ بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ سُمِّيَ قُرْآنًا۔

وَقَوْلُهُ تَعَالَى ﴿إِنَّا عَلَيْنَا جَمْعُهُ وَقُرْآنَهُ﴾ تَأْلِيفَ بَعْضِهِ إِلَى بَعْضٍ ﴿فَإِذَا قُرِئَهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾ فَإِذَا جَمَعْنَاهُ وَالْفَنَاءُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ أَيْ مَا جُمِعَ فِيهِ فَأَعْمَلْ بِمَا أَمَرَكَ وَاتَّبِعْ عَمَّا نَهَاكَ اللَّهُ وَيُقَالُ لَيْسَ لِشِعْرِهِ قُرْآنٌ أَيْ تَأْلِيفٌ وَسُمِّيَ الْفُرْقَانُ لِأَنَّهُ يَفْرُقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَيُقَالُ لِلْمَرْأَةِ مَا قَرَأَتْ بِسَلَا قَطُّ أَيْ لَمْ تَجْمَعْ فِي بَطْنِهَا وَلَدًا۔

عورت کے ما قرات سلی قط یعنی اس نے کبھی اپنے پیٹ میں بچے کو جمع نہیں کیا۔

فائدہ: حاصل اس سب کلام کا یہ ہے کہ قرآن اس کے نزدیک قرأ سے ہے ساتھ معنی جمع کے نہ قرأ سے ساتھ معنی تلاکے۔  
وَيَقَالُ فِي «فَرَضْنَاهَا» أَنْزَلْنَا فِيهَا  
فَرَأَصَ مُخْتَلَفَةً وَمَنْ قَرَأَ «فَرَضْنَاهَا»  
يَقُولُ فَرَضْنَا عَلَيْكُمْ وَعَلَى مَنْ  
بَعْدَكُمْ۔

یعنی کہا مجاہد «أَوِ الْطِفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا» کے معنی ہیں نہیں جانتے کیا ہے شرمگاہ عورتوں کی واسطے اس چیز کے کہ ساتھ ان کے ہے لڑکپن سے اور کہا شعبی «أُولَى الْإِرْبَةِ» مَنْ لَيْسَ لَهُ أَرْبٌ وَقَالَ طَاوُسٌ هُوَ الْأَحْمَقُ الَّذِي لَا حَاجَةَ لَهُ فِي النِّسَاءِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَا يَهْمُهُ إِلَّا بَطْنُهُ وَلَا يَخَافُ عَلَى النِّسَاءِ۔

یعنی کہا مجاہد نے اللہ کے قول «أَوِ الْطِفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا» کے معنی ہیں نہیں جانتے کیا ہے شرمگاہ عورتوں کی واسطے اس چیز کے کہ ساتھ ان کے ہے لڑکپن سے اور کہا شعبی نے کہ اولی الاربتہ کے معنی ہیں جس کو حاجت نہ ہو اور کہا طاووس نے کہ وہ احمق ہے جس کو عورتوں کی حاجت نہ ہو اور کہا مجاہد نے کہ اولی الاربتہ وہ ہے جس کو کھانے کے سوا کچھ مقصود نہ ہو اور نہ خوف کیا جائے عورتوں پر یا لڑکے پر جو نہیں واقف ہوئے عورتوں کی شرم گاہ پر واسطے کم عمر ہونے کے۔

فائدہ: یہ مشتق ہے ظہور سے ساتھ معنی ظاہر ہونے کے یا ظہور سے ساتھ معنی غلبے کے یعنی حد بلوغت کو نہیں پہنچے۔ (فتح)

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ جو لوگ کہ عیب لگائیں اپنی عورتوں کو اور نہ ہوں ان کے پاس گواہ سوائے ان کی جان کے تو ایسے کسی کی گواہی یہ کہ چار بار گواہی دے ساتھ اللہ کے کہ بیشک وہ سچا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ «وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شَهَادَةٌ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ»۔

۴۳۷۶۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عویمر عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور وہ قوم بنی عجلان کا سردار تھا سو اس نے کہا کہ تم کس طرح کہتے ہو اس مرد کے حق میں

۴۳۷۶۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ عُوَيْمِرًا

جو اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد اجنبی کو پائے کیا اس کو مار ڈالے یعنی کیا جائز ہے قتل کرنا اس کا تو تم اس کو مار ڈالو گے؟ (یعنی ولی مقتول کے اس کے قصاص میں) یا کیا کرے؟ (یعنی صبر کرے عار پر یا کچھ اور کرے؟) میرے واسطے حضرت ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھو، سو عاصم رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا یا حضرت! اس کا کیا حکم ہے؟ سو حضرت ﷺ نے اس سوال کو برا جانا تو عویمیر رضی اللہ عنہ نے عاصم رضی اللہ عنہ سے پوچھا اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اس سوال کو برا جانا اور عیب کیا، کہا عویمیر رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ کی میں باز نہ آؤں گا یہاں تک کہ حضرت ﷺ سے اس کا حکم پوچھوں، سو عویمیر رضی اللہ عنہ لے آیا سو اس نے کہا یا حضرت! ایک مرد نے اپنی عورت کے ساتھ اجنبی مرد کو پایا کیا اس کو مار ڈالے سو تم اس کو مار ڈالو گے یا کس طرح کرے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ اللہ نے تیرے اور تیری عورت کے حق میں قرآن اتارا، سو حضرت ﷺ نے ان کو لعان کرنے کا حکم دیا ساتھ اس چیز کے کہ اللہ نے اپنی کتاب میں نام لیا سو عویمیر رضی اللہ عنہ نے اس سے لعان کیا پھر کہا یا حضرت! اگر میں اس کو اپنے پاس رکھوں تو میں نے اس پر ظلم کیا، یعنی اب میں اس کو اپنے پاس نہیں رکھوں گا، سو اس نے اس کو طلاق دی سو ہوا لعان کرنا سنت واسطے پچھلوں کے دو لعان کرنے والوں میں پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دیکھتے رہو اگر جئے وہ لڑکا سیاہ رنگ کالی آنکھوں والا بڑے کولہوں والا موٹی پنڈلیوں والا تو میں نہیں گمان کرتا عویمیر رضی اللہ عنہ کو مگر کہ اس نے اس پر سچ کہا اور اگر وہ بچے جئے سرخ رنگ جیسے وہ بہمن کے رنگ کا ہے تو میں نہیں گمان کرتا عویمیر رضی اللہ عنہ کو مگر کہ اس نے

أَتَى عَاصِمَ بْنَ عَدِيٍّ وَكَانَ سَيِّدَ بَنِي عَجْلَانَ فَقَالَ كَيْفَ تَقُولُونَ فِي رَجُلٍ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَقْتَلْتُمْ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ سَلُّ لِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَأَتَى عَاصِمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فِكْرَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْأَلِ فَسَأَلَهُ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرِهَ الْمَسْأَلِ وَعَابَهَا قَالَ عُوَيْمِرٌ وَاللَّهِ لَا أَنْتَهَى حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَجَاءَ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَجُلٌ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَقْتَلْتُمْ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ الْقُرْآنَ فِيكَ وَفِي صَاحِبِكَ فَأَمَرَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَلَاعِنَةِ بِمَا سَمَى اللَّهُ فِي كِتَابِهِ فَلَا عَظَمَ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ حَبَسْتُهَا فَقَدْ ظَلَمْتُهَا فَطَلَّقَهَا فَكَانَتْ سَنَةً لِمَنْ كَانَ بَعْدَهُمَا فِي الْمَتْلَعَيْنِ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْظُرُوا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَسْحَمُ أَدْعَجِ الْعَيْنَيْنِ عَظِيمِ الْآلَتَيْنِ خَدَلَجِ السَّاقَيْنِ فَلَا أَحْسِبُ عُوَيْمِرًا إِلَّا قَدْ صَدَّقَ عَلَيْهَا وَإِنْ جَاءَتْ

اس پر جھوٹ بولا سو اس نے بچہ جنا اس صفت پر کہ  
حضرت ﷺ نے بیان کی تھی تصدیق کرنے عویمر رضی اللہ عنہ کے  
سے یعنی اس نے اس زانی کی صورت کا بچہ جنا تو وہ اس کے  
بعد اپنی ماں کی طرف نسبت کیا جاتا تھا۔

بِهْ أَحْمِرَ كَأَنَّهُ وَحَرَّةٌ فَلَا أَحْسِبُ عُوَيْمِرًا  
إِلَّا قَدْ كَذَبَ عَلَيْهَا فَجَاءَتْ بِهِ عَلَى  
النَّعْتِ الَّذِي نَعَتْ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَصْدِيقِ عُوَيْمِرٍ فَكَانَ  
يَعُدُّ يُنْسَبُ إِلَى أُمِّهِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب اللعان میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ پانچویں بار یہ گواہی  
دیں کہ اللہ کی لعنت ہو اس شخص پر اگر وہ جھوٹا ہو۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَةَ اللَّهِ  
عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ﴾.

۴۳۷۷۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک  
مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا یا حضرت! بھلا  
بتلاؤ تو کہ اگر کوئی مرد اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد اجنبی کو  
پائے تو کیا اس کو مار ڈالے سو تم اس کو قتل کر دو گے یا کس  
طرح کرے؟ سو اللہ نے ان دونوں کے حق میں اتارا جو  
قرآن میں لعان کا مذکور ہے تو حضرت ﷺ نے اس سے  
فرمایا کہ البتہ اللہ نے تیرے اور تیری عورت کے حق میں حکم  
کیا، سو دونوں نے لعان کیا اور میں حضرت ﷺ کے پاس  
موجود تھا سو جدا کیا اس نے عورت کو سو ہوئی سنت یہ کہ جدائی  
کی جائے درمیان دو لعان کرنے والوں کے اور وہ عورت  
حاملہ تھی سو اس شخص نے اس کے حمل سے انکار کیا کہ یہ میرا  
حمل نہیں اور اس عورت کا بیٹا اس کی طرف منسوب کیا جاتا  
تھا پھر جاری ہوئی سنت میراث میں یہ کہ وہ لڑکا اپنی ماں کا  
وارث ہو اور اس کی ماں اس کی وارث ہو جو اللہ نے اس  
کے واسطے مقرر کیا ہے۔

۴۳۷۷ - حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو  
الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَهْلِ  
بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
أَرَأَيْتَ رَجُلًا رَأَى مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا يَقْتُلُهُ  
فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِمَا  
مَا ذُكِرَ فِي الْقُرْآنِ مِنَ التَّلَاعُنِ فَقَالَ لَهُ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ  
قُضِيَ فِيكَ وَفِي امْرَأَتِكَ قَالَ فَتَلَاعُنَا وَآنَا  
شَاهِدٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَفَارَقَهَا فَكَانَتْ سُنَّةً أَنْ يُفَرَّقَ بَيْنَ  
الْمُتَلَاعِنِينَ وَكَانَتْ حَامِلًا فَانْكَرَ حَمْلُهَا  
وَكَانَ ابْنُهَا يُدْعَى إِلَيْهَا ثُمَّ جَرَتْ السُّنَّةُ  
فِي الْمِيرَاثِ أَنْ يَرِثَهَا وَتَرِثَ مِنْهُ مَا  
فَرَضَ اللَّهُ لَهَا.

فائدہ: اور اقتصار کیا ہے بخاری نے اس جگہ اس چیز پر جو رائج ہے سبب اترنے آیتوں لعان کے سوائے احکام  
اس کے اور میں اس کو اپنے باب میں ذکر کروں گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ ہٹاتا ہے اس سے مار کو یہ کہ گواہی دے چار بار ساتھ اللہ کے کہ بیشک وہ جھوٹا ہے۔

۴۳۷۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بیشک ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کے پاس اپنی عورت کو شریک سے حرام کاری کا عیب لگایا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ گواہ لایا حد ماری جائے گی تیری پیٹھ پر، ہلال رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! جب کوئی اپنی عورت پر کسی مرد کو دیکھے یعنی حرام کرتے دیکھے تو بھلا اس وقت گواہ ڈھونڈتا پھرے، حضرت ﷺ پھر وہی فرمانے لگے کہ گواہ لانا نہیں تو تیری پیٹھ میں حد ماری جائے گی سو ہلال رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا کہ بیشک میں اپنے دعویٰ میں سچا ہوں سو البتہ اتارے گا اللہ جو میری پیٹھ کو حد سے بچائے سو جبریل علیہ السلام اترا اور حضرت ﷺ پر یہ آیتیں اتریں جو لوگ اپنی عورتوں کو حرام کاری کا عیب لگاتے ہیں سو حضرت ﷺ نے یہ آیتیں پڑھیں یہاں تک کہ اللہ کے اس قول تک پہنچے اگر وہ سچا ہو پھر حضرت ﷺ پھرے اور اس عورت کو بلا بھیجا سو ہلال رضی اللہ عنہ آیا سو اس نے گواہی دی یعنی پانچ بار اور حالانکہ حضرت ﷺ فرماتے جاتے تھے کہ بیشک اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے سو کیا تم دونوں میں کوئی تو بے بھی کرنے والا ہے پھر وہ عورت کھڑی ہوئی سو اس نے گواہی دی یعنی چار بار پھر جب پانچویں گواہی کی نوبت ہوئی تو لوگوں نے اس کو روکا اور کہا کہ بیشک یہ پانچویں گواہی واجب کرنے والی ہے یعنی تفریق کو تمہارے درمیان یا عذاب کو اگر جھوٹ بولے گی یعنی اگر تو جھوٹی ہے تو مت کہہ سو وہ عورت تھم گئی اور

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَيَذَرُ عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ﴾

۴۳۷۸۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ هَلَالَ بْنَ أُمَيَّةٍ قَذَفَ امْرَأَتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشْرِيكَ ابْنِ سَحْمَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيِّنَةُ أَوْ حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِذَا رَأَى أَحَدُنَا عَلَى امْرَأَتِهِ رَجُلًا يَنْطَلِقُ يَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْبَيِّنَةُ وَإِلَّا حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ فَقَالَ هَلَالٌ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنِّي لَصَادِقٌ فَلْيَنْزِلَنَّ اللَّهُ مَا يَبْرِي ظَهْرِي مِنَ الْحَدِّ فَزَلَ جَبْرِيلُ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ فَعَرَا حَتَّىٰ بَلَغَ إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ﴾ فَأَنْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَجَاءَ هَلَالٌ فَشَهِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ فَلَمَّا كَانَتْ عِنْدَ الْخَامِسَةِ وَقَفُوهَا وَقَالُوا إِنَّهَا مُوجِبَةٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَتَلَكَّاتُ وَنَكَصَتْ حَتَّىٰ ظَنَنَّا أَنَّهَا تَرْجِعُ ثُمَّ قَالَتْ لَا أَفْضَحُ

ہی یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ وہ پلٹ جائے گی یعنی اپنے گناہ کا اقرار کرے گی پھر اس نے کہا کہ میں اپنی قوم کو ہمیشہ کے لیے رسوا نہ کروں گی سو بدستور اس نے پانچویں گواہی بھی دی اور حضرت ﷺ نے فرمایا دیکھتے رہو اس عورت کو اگر وہ جنے سیاہ چشم لڑکا بھارے کولہوں والا موٹی پنڈلیوں والا تو وہ لڑکا شریک کا ہے سو اس نے اسی رنگ کا لڑکا جتنا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر قرآن کا حکم اس پر جاری نہ ہو گیا ہوتا تو میں اس عورت پر کچھ حکم کرتا یعنی اس پر حد قائم کرتا۔

قَوْمِي سَائِرَ الْيَوْمِ لَمْ تَصُتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْصِرُوهَا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَكْحَلُ الْعَيْنَيْنِ سَابِغَ الْإِلْتَيْنِ خَذَلَجَ السَّافَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيكَ ابْنِ سَحْمَاءَ فَجَاءَتْ بِهِ كَذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا مَا مَضَى مِنْ كِتَابِ اللَّهِ لَكُنَّا لِي وَلَهَا شَانٌ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ جبریل علیہ السلام اترا اور آپ پر یہ آیتیں اتاریں کہ جو لوگ عیب لگاتے ہیں اپنی عورتوں کو آخر تک تو اسی طرح ہے اس روایت میں کہ لعان کی آیتیں ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کے حق میں اتریں اور سعد کی حدیث میں جو پہلے گزری یہ ہے کہ وہ عویمیر کے حق میں اتریں اس واسطے کہ حدیث مذکور میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے تیرے اور تیری عورت کے حق میں حکم اتارا سو حکم کیا حضرت ﷺ نے ان کو لعان کرنے کا اور اماموں کو اس جگہ میں اختلاف ہے بعض نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ وہ عویمیر رضی اللہ عنہ کے حق میں اتریں اور بعض نے اس کو ترجیح دی ہے کہ وہ ہلال کے حق میں اتریں اور بعض نے ان کے درمیان تطبیق دی ہے ساتھ اس طور کے کہ پہلے یہ معاملہ ہلال رضی اللہ عنہ کے واسطے واقع ہوا اور اسی وقت عویمیر رضی اللہ عنہ کے آنے کا اتفاق ہوا سو دونوں کے حق میں اتریں ایک وقت میں اور البتہ میل کی ہے نووی رحمہ اللہ نے اس کی طرف اور سبقت کی ہے اس کی طرف خطیب نے سو کہا اس نے کہ شاید ایک وقت میں ان دونوں کے آنے کا اتفاق ہوا اور نہیں مانع یہ کہ قسے متعدد ہوں اور نزول ایک ہو۔ (فتح)

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ پانچویں گواہی یہ ہے کہ اللہ کا غضب آئے اس عورت پر اگر وہ مرد سچا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ﴾.

۴۳۷۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ کے وقت اپنی عورت کو حرام کاری کی تہمت دیو اس کے بچے سے انکار کیا کہ میرا نہیں سو حضرت ﷺ نے دونوں کو لعان کرنے کا حکم دیا تو دونوں نے لعان کیا جیسا اللہ نے فرمایا پھر حکم دیا بچے کا واسطے عورت کے اور دونوں لعان کرنے والوں کے درمیان جدائی کرادی۔

۴۳۷۹۔ حَدَّثَنَا مُقَدَّمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَمِي الْقَاسِمُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ وَقَدْ سَمِعَ مِنْهُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا رَمَى امْرَأَتَهُ فَانْتَفَى مِنْ وَلَدِهَا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَلَا عَنَّا كَمَا  
قَالَ اللَّهُ ثُمَّ قَضَى بِالْوَلَدِ لِلْمَرْأَةِ وَفَرَّقَ  
بَيْنَ الْمُتَلَاعِنِينَ.

فائدہ: اس کی شرح لعان میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِهِ «إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ  
عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسِبُوهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ  
هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَا  
اَكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ  
مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ».

إِفْكَ كَذَّابٌ.

۴۳۸۰ - حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ  
مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا «وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ»  
قَالَتْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ.

بَابُ قَوْلِهِ «لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ  
الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِنَفْسِهِمْ  
خَيْرًا» إِلَى قَوْلِهِ «الْكَاذِبُونَ».

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو لوگ لائے ہیں  
طوفان تم ہی میں ایک جماعت ہیں تم اس کو اپنے حق  
میں برا نہ سمجھو بلکہ یہ بہتر ہے تمہارے حق میں ہر آدمی کو  
ان میں پہنچتا ہے جو اس نے کمایا گناہ اور جس نے اٹھایا  
ہے اس کا بڑا بوجھ اس کے واسطے بڑا عذاب ہے۔

افاک کے معنی ہیں بڑا جھوٹا۔

۴۳۸۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اللہ کے اس قول  
کی تفسیر میں کہ جس نے اٹھایا طوفان کا بڑا بوجھ، کہا  
عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ وہ عبد اللہ بن ابی بن سلول ہے سردار  
منافقوں کا۔

باب ہے کیوں نہ جب تم نے اس کو سنا تھا کہا ہوتا ہم کو  
لا اقل نہیں کہ منہ پر لائیں یہ بات اللہ تو پاک ہے یہ بہت  
بڑا بہتان ہے کیوں نہ لائے وہ اس بات پر چار گواہ پھر  
جب نہ لائے گا وہ تو وہ لوگ اللہ کے یہاں ہیں جھوٹے۔

فائدہ: یہی ہے معروف کہ مراد ساتھ قول اللہ کے «وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ» وہ عبد اللہ بن ابی ہے اور ساتھ اسی کے  
متفق ہیں روایتیں عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو بہتان کے قصے میں اس سے مروی ہیں جیسا کہ اگلے باب میں ہے اور آئندہ  
آئے گا بیان اس شخص کا جو اس کے برخلاف کہتا ہے پھر بیان کی ہے بخاری نے حدیث افک کی ساتھ درازی کے  
لیٹ کے طریق سے اور نیز بیان کیا ہے اس کو ساتھ درازی کے شہادات میں فلیح کے طریق سے اور مغازی میں صالح  
کے طریق سے اور اس کے سوا اور کئی جگہوں میں اس کو اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے پہلے اس کو جہاد میں روایت کیا  
ہے پھر شہادات میں پھر تفسیر میں پھر ایمان میں اور اس کے سوا اور کئی جگہوں میں بھی۔ (فتح)

۴۳۸۱ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا  
۴۳۸۱۔ ابن شہاب زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہا خبر دی مجھ



کوعروہ اور سعید اور علقمہ اور عبد اللہ رضی اللہ عنہم نے عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بیوی کی حدیث سے جب کہ کہا طوفان باندھنے والوں نے ان کے حق میں جو کہا سوا اللہ نے ان کو ان کے بہتان سے پاک کیا اور ان کی پاکی بیان کی، زہری کہتا ہے اور ہر ایک نے حدیث کا ایک ٹکڑا مجھ سے بیان کیا اور ان کی بعض حدیث بعض کو سچا کرتی ہے اگرچہ بعض ان میں سے زیادہ یاد رکھنے والے ہیں اس کو بعض سے جو حدیث کہ بیان کی مجھ سے عروہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بیوی نے کہا کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے تھے سو جس کا نام قرعہ میں نکلتا اس کو ساتھ لے جاتے، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو حضرت ﷺ نے ہمارے درمیان قرعہ ڈالا ایک جنگ (یعنی بنی مصطلق میں جس کا ارادہ کیا) سو میرا نام نکلا تو میں حضرت ﷺ کے ساتھ نکلی بعد اترنے حکم پر دے کے سو مجھ کو کجاوے میں اٹھاتے تھے اور اسی میں اتارتے تھے سو ہم چلے یہاں تک کہ جب حضرت ﷺ اس جنگ سے فارغ ہوئے اور ہم پلٹ کر مدینے کے قریب پہنچے تو ایک رات کوچ کی خبر دی سو میں اس وقت اٹھ کر جائے ضرورت کو چلی یہاں تک کہ لشکر سے باہر گئی یعنی تاکہ تنہا حاجت روا کروں سو جب میں اپنی حاجت سے فارغ ہوئی تو میں اپنے کجاوے کی طرف متوجہ ہوئی یعنی جس جگہ میں اتری تھی سو اچانک میں نے دیکھا کہ میرا ہاریمینی گھینوں کا ٹوٹ کر گر پڑا سو میں اسی جگہ میں اس کی تلاش کو پھر گئی اور اس کی تلاش میں مجھ کو دیر ہو گئی اور جو لوگ میرے کجاوے کئے پر مقرر تھے وہ آئے اور میرے کجاوے کو اٹھا کر میرے اونٹ پر کسا جس پر میں سوار

الَّتِي عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعَبِيدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا فَبَرَأَهَا اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكُلُّ حَدَّثِي طَائِفَةٌ مِنَ الْحَدِيثِ وَبَعْضُ حَدِيثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا وَإِنْ كَانَ بَعْضُهُمْ أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضٍ الَّذِي حَدَّثَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَقْرَعَ بَيْنَ أَزْوَاجِهِ فَأَتَيْنَهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزْوَةِ غَزَاهَا فَخَرَجَ سَهْمِي فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا نَزَلَ الْحِجَابُ فَأَنَا أُحْمَلُ فِي هَوْدَجِي وَأَنْزَلَ فِيهِ فَيَسِرُنَا حَتَّى إِذَا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَتِهِ تَلَّكَ وَقَفَّلَ وَدَنَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ قَالَتَيْنِ اذْنًا لَيْلَةً بِالرَّحِيلِ فَقُمْتُ حِينَ اذْنَوْنَا بِالرَّحِيلِ فَمَشَيْتُ حَتَّى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ فَلَمَّا

ہوا کرتی تھی اور وہ گمان کرتے تھے کہ میں اس میں ہوں اور عورتیں اس وقت نہایت دہلی تھیں موٹی نہ تھیں جو کم کھاتی تھیں اس واسطے کجاوے والوں کو کجاوے کا ہلکا ہونا معلوم نہ ہوا جب کہ انہوں نے اس کو اٹھایا اور میں لڑکی کم عمر تھی سودہ اونٹ کو اٹھا کر روانہ ہوئے سو مجھ کو لشکر چلے جانے کے بعد ہار ملا ان کی جگہ میں آئی اور حالانکہ وہاں نہ کوئی بلانے والا تھا اور نہ جواب دینے والا سو میں نے قصد کیا اپنی جگہ کا جس میں میں تھی اور میں نے گمان کیا کہ وہ عنقریب مجھ کو نہ پائیں گے تو پلٹ کر میرے لینے کو آئیں گے سو جس حالت میں کہ میں اپنی جگہ میں بیٹھی تھی کہ مجھ کو نیند آئی تو میں سو گئی اور صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ لشکر سے پیچھے تھا وہ کچھلی رات کو روانہ ہوا سو اس نے میری جگہ میں صبح کی سو اس نے ایک سوتے آدمی کا وجود دیکھا سودہ میرے پاس آیا اور مجھ کو پہچانا جب کہ مجھ کو دیکھا اور اس نے مجھ کو پردے کے اترنے سے پہلے دیکھا تھا سو اس نے افسوس سے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا میں اس کی آواز سے جاگ پڑی سو میں نے اپنی چادر سے اپنا منہ ڈھانکا قسم ہے اللہ کی نہ اس نے مجھ سے کوئی بات کی اور نہ میں نے اس کی کوئی بات سنی سوائے انا للہ الخ کہنے اس کے کی یہاں تک کہ اس نے اپنا اونٹ بٹھلایا اور اس کے پاؤں پر اپنا پاؤں رکھا یعنی تاکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آسانی سے سوار ہوں اور سوار ہونے کے وقت ان کے چھونے کی حاجت نہ پڑے سو میں اس پر سوار ہوئی سودہ میری سواری کو لے کر چلا یہاں تک کہ ہم لشکر میں پہنچے اس کے بعد کہ اترے سخت گرمی میں یعنی دوپہر کے وقت سو ہلاک ہوا جو ہلاک ہوا یعنی تہمت کرنے والوں نے مجھ پر تہمت باندھی اور بانی مہابی اس

فَقَضَيْتُ شَأْنِي أَقْبَلْتُ إِلَى رَحْلِي فَلَاذَا عَقْدُ لِي مِنْ جَزَعٍ ظَفَارٍ قَدْ انْقَطَعَ فَالْتَمَسْتُ عِقْدِي وَحَسَبَنِي ابْتِغَاؤُهُ وَأَقْبَلَ الرَّهْطُ الَّذِينَ كَانُوا يَرْحَلُونَ لِي فَاحْتَمَلُوا هَوْدَجِي فَرَحَلُوهُ عَلَى بَعِيرِي الَّذِي كُنْتُ رَكِبْتُ وَهُمْ يَحْسِبُونَ أَنِّي فِيهِ وَكَانَ النِّسَاءُ إِذْ ذَاكَ خِيفًا لَمْ يُفْلِهِنَّ اللَّحْمُ إِنَّمَا تَأْكُلُ الْمُفَلَقَةُ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ يَسْتَكْبِرِ الْقَوْمُ خِيفَةَ الْهُودَجِ حِينَ رَفَعُوهُ وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيثَةً السِّنِّ فَبَعَثُوا الْجَمَلَ وَسَارُوا فَوَجَدْتُ عِقْدِي بَعْدَ مَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ فَجَنْتُ مَنَازِلَهُمْ وَلَيْسَ بِهَا دَاعٍ وَلَا مُجِيبٌ فَأَمَمْتُ مَنْزِلِي الَّذِي كُنْتُ بِهِ وَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ سَيَفْقِدُونِي فَبَرَجَعُونَ إِلَيَّ فَبَيْنَا أَنَا جَالِسَةٌ فِي مَنْزِلِي غَلَبَتْنِي عَيْنِي فَنِمْتُ وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعْطَلِ السَّلْمِيُّ نَمَّ الدُّكُونِي مِنْ وَرَاءِ الْجَيْشِ فَأَذْلَجَ فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي فَرَأَى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَائِمٍ فَأَتَانِي فَعَرَفَنِي حِينَ رَأَيْتِي وَكَانَ يَرَانِي قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِينَ عَرَفَنِي فَخَمَرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي وَاللَّهِ مَا كَلَمَنِي كَلِمَةً وَلَا سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ اسْتِرْجَاعِهِ حَتَّى أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ لَوْطِي عَلَى يَدَيْهَا فَرَكِبْتُهَا فَأَنْطَلَقَ يَقُودُ بِي الرَّاحِلَةَ حَتَّى أَتَيْنَا

تہمت کا عبداللہ بن ابی ابن سلول ہوا پھر ہم مدینے میں آئے اور میں مدینے میں آ کر بیمار ہو گئی اور ایک مہینہ بیمار رہی اور لوگ بہتان باندھنے والوں کی بات کا چرچا کرتے تھے اور مجھ کو اس تہمت کی کچھ خبر نہ تھی اور مجھ کو اپنی بیماری میں یہ شک پڑتا تھا کہ جو مہربانی حضرت ﷺ مجھ پر بیماری میں کیا کرتے تھے وہ اب میں آپ سے نہیں پہچانتی یعنی ویسی مہربانی اس بیماری میں نہ تھی صرف اتنا تھا کہ حضرت ﷺ میرے پاس اندر آتے اور سلام کرتے پھر فرماتے کہ اس عورت کا کیا حال ہے پھر پلٹ جاتے سو یہ نہ ہوتا مہربانی کا مجھ کو شک میں ڈالتا تھا اور مجھ کو بدی کی کچھ خبر نہ تھی یہاں تک کہ مجھ کو اتفاق ہوا سو میں سطح کی ماں کے ساتھ جائے ضرور کے واسطے میدان کی طرف نکلی اور وہ ہمارے پاخانے کی جگہ تھی اور نہ نکلتی تھیں ہم مگر راتوں رات اور یہ حال ہمارے گھروں کے پاس جائے پاخانے بننے سے پہلے تھا اور ہمارا دستور پہلے عربوں کا دستور تھا کہ پاخانے کے واسطے میدان کی طرف جاتے تھے ہم گھروں کے پاس جائے پاخانہ بننے سے ایذا پاتے تھے سو میں سطح کی ماں کے ساتھ چلی اور وہ بیٹی ابورہم کی ہے اور اس کی ماں صحر کی بیٹی ہے جو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ ہے اور اس کا بیٹا سطح رضی اللہ عنہ ہے پھر میں فراغت کر کے سطح رضی اللہ عنہ کی ماں کے ساتھ اپنے گھر کو آئی سو سطح رضی اللہ عنہ کی ماں کا پاؤں اپنی چادر میں الجھا (ایک روایت میں ہے کہ اس کا پاؤں کانٹے یا ہڈی پر پڑا) تو اس نے کہا کہ ہلاک ہو سطح یعنی اس نے اپنے بیٹے کو بد عادی میں نے کہا تو نے برا کہا کیا تو برا کہتی ہے ایسے شخص کو جو جنگ بدر میں موجود تھا؟ اس نے کہا اے نادان عورت! کیا تو نے نہیں سنا جو اس نے کہا؟ میں نے کہا

الْحَيْشَ بَعْدَمَا نَزَلُوا مُوْغِرِينَ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ وَكَانَ الَّذِي تَوَلَّى الْإِفْكَ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَلُولٍ فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَاسْتَكَيْتُ حِينَ قَدِمْتُ شَهْرًا وَالنَّاسُ يُفِيضُونَ فِي قَوْلِ أَصْحَابِ الْإِفْكَ لَا أَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ وَهُوَ يَرِيئِي فِي وَجَعِي أَنِّي لَا أَعْرِفُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّطْفَ الَّذِي كُنْتُ أَرَى مِنْهُ حِينَ اسْتَكَيْتُ إِنَّمَا يَدْخُلُ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَسْلِمُ ثُمَّ يَقُولُ كَيْفَ تَبْكُمُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَلَذَلِكَ الَّذِي يَرِيئِي وَلَا أَشْعُرُ بِالشَّرِّ حَتَّى خَرَجْتُ بَعْدَمَا نَفَقْتُ فَخَرَجْتُ مَعِيَ أُمُّ مِسْطَحٍ قَبْلَ الْمَنَاصِعِ وَهِيَ مُتَبَرِّزْنَا وَكُنَّا لَا نَخْرُجُ إِلَّا لَيْلًا إِلَى لَيْلٍ وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ نَتَّخِذَ الْكُفَّ قَرِيبًا مِنْ بَيُوتِنَا وَأَمَرْنَا أُمَّ الْعَرَبِ الْأُولَى فِي التَّبَرُّزِ قَبْلَ الْغَائِطِ فَكُنَّا نَتَّأَذَى بِالْكُفِّ أَنْ نَتَّخِذَهَا عِنْدَ بَيُوتِنَا فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ وَهِيَ ابْنَةُ أَبِي رُحْمٍ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَأُمُّهَا بِنْتُ صَخْرٍ بِنْتُ عَامِرٍ خَالَةَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَابْنُهَا مِسْطَحُ بْنُ أُنَاثَةَ فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ قَبْلَ بَيْتِي وَقَدْ فَرَعْنَا مِنْ شَانِنَا فَعَثَرْتُ أُمُّ مِسْطَحٍ فِي مِرْطَافِهَا فَقَالَتْ تَعَسَ مِسْطَحُ فَقُلْتُ لَهَا بِئْسَ مَا قُلْتَ

اس نے کیا کہا؟ اس نے کہا ایسا ایسا کہا، سو اس نے مجھ کو بہتان باندھنے کی خبر دی سو مجھ کو بیماری پر بیماری زیادہ ہوئی سو جب میں اپنے گھر کی طرف پھری اور حضرت ﷺ میرے پاس اندر آئے پھر فرمایا کہ اس عورت کا کیا حال ہے؟ تو میں نے کہا کہ مجھ کو اجازت ہو تو میں اپنے ماں باپ کے گھر جاؤں، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور میرا اس وقت ارادہ یہ تھا کہ میں اس خبر کو ان کی طرف سے تحقیق کروں، حضرت ﷺ نے مجھ کو اجازت دی میں اپنے ماں باپ کے پاس آئی سو میں نے اپنی ماں سے کہا اے ماں! کیا بات ہے جس کا لوگ چرچا کرتے ہیں؟ اس نے کہا، اے بیٹی! تو مت گھبرا سو قسم ہے اللہ کی کہ کبھی کوئی عورت خوبصورت نہیں ہوئی جو اپنے خاوند کی بیماری ہو اور اس کے واسطے سوکنیں ہوں مگر کہ وہ اس کو اکثر تہمت لگاتی ہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے کہا اللہ پاک ہے کیا لوگ اس بات کی گفتگو کرتے ہیں۔ سو میں اس رات تمام رات روتی رہی صبح تک نہ میرے آنسو بند ہوئے اور نہ مجھ کو نیند آئی یہاں تک کہ میں نے صبح کی جب وحی کے اترنے میں بہت دیر ہوئی تو حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ سے میرے چھوڑ دینے میں مشورہ پوچھا، سو اسامہ رضی اللہ عنہ نے تو حضرت ﷺ پر اشارہ کیا جو اس کو معلوم تھا آپ کے گھر والوں کی پاک دامنی سے اور جو اس کو معلوم تھا اپنی جی میں اہل بیت کی دوستی سے یعنی اس نے حضرت ﷺ کے پاس عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی بیان کی سو کہا کہ یا حضرت! آپ کی بیوی ہیں نہیں جانتا میں مگر نیک اور لیکن علی رضی اللہ عنہ سوانہوں نے کہا یا حضرت! اللہ نے آپ پر کچھ نیکی نہیں کی ان کے سوا اور بہت عورتیں ہیں اور اگر حضرت ﷺ

اتَّسَبَيْنَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا قَالَتْ أَيْ هُنَا أَوَلَمْ تَسْمَعِي مَا قَالَ قَالَتْ قُلْتُ وَمَا قَالَ قَالَتْ كَذَا وَكَذَا فَأَخْبَرْتَنِي بِقَوْلِ أَهْلِ الْإِفْكِ فَازْدَدْتُ مَرَضًا عَلَى مَرَضِي فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي وَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنِي سَلَّمَ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ بَيْكُمُ فَقُلْتُ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَتِيَ أَبَوَيَّ قَالَتْ وَأَنَا حِينَئِذٍ أُرِيدُ أَنْ أَسْتَقِينَ الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا قَالَتْ فَأَذِنَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ أَبَوَيَّ فَقُلْتُ لِأُمِّي يَا أُمَّتَاهُ مَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ قَالَتْ يَا بِنْتَةُ هَوْنِي عَلَيْكَ فَوَاللَّهِ لَقَلَّمَا كَانَتْ امْرَأَةً قَطُّ وَضِئَةً عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا وَلَهَا ضَرَّاءُ بَرٍّ إِلَّا كَثُرْنَ عَلَيْهَا قَالَتْ فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللَّهِ أَوْ لَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهِذَا قَالَتْ فَبَكَيْتُ بَلَّكَ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَصْبَحْتُ لَا يَرِقُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْثَحِلُ بَنُوْمٌ حَتَّى أَصْبَحْتُ أَبْكِي فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا حِينَ اسْتَلَبْتَ الْوَحْيَ يَسْتَأْمِرُهُمَا فِي لِرَاقِ أَهْلِهِ قَالَتْ فَأَمَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَأَشَارَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللِّدَى يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ وَبِاللِّدَى يَعْلَمُ لَهُمْ فِي نَفْسِهِ مِنَ الْوَدِّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

أَهْلَكَ وَلَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا وَأَمَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَمْ يَضِيقِ اللَّهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءَ سِوَاهَا كَثِيرٌ وَإِنْ تَسْأَلُ الْجَارِيَةَ تَصَدُّقَكَ قَالَتْ فَذَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيرَةَ فَقَالَ أُمِّي بَرِيرَةُ هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَرِيئُكَ قَالَتْ بَرِيرَةُ لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنْ رَأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا أَغْمِصُهُ عَلَيْهَا أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّبِّ تَنَامُ عَنْ عَجَبِينَ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَعْدَرَ يَوْمَئِذٍ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي ابْنِ سَلُولٍ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي فَوَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا وَمَا كَانَ يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا مَعِيَ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا أَعْذِرُكَ مِنْهُ إِنْ كَانَ مِنَ الْأَوْسِ ضَرَبْتُ عَنْقَهُ وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ الْخُزْرَجِ أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا أَمْرَكَ قَالَتْ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ الْخُزْرَجِ وَكَانَ قَبْلَ ذَلِكَ رَجُلًا صَالِحًا وَلَكِنْ احْتَمَلْتَهُ الْحَمِيَّةُ فَقَالَ لِسَعْدِ

لوٹدی سے پوچھیں تو وہ آپ کو سچ سچ بتلا دے گی سو حضرت ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا سو فرمایا کہ اے بریرہ! کبھی تو نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایسی بات دیکھی ہے جس سے تجھ کو اس کی پاک دامنی میں شک پڑے؟ کہا بریرہ رضی اللہ عنہا نے قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا میں نے اس میں ایسی کوئی بات نہیں دیکھی جس سے میں اس پر عیب گیری کروں زیادہ اس سے کہ وہ کم عمر لڑکی ہے اپنے گھر والوں کے آٹے سے سو جاتی ہے اور بکری آکر اس کو کھا جاتی ہے سو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور عبد اللہ بن ابی سے اس دن انصاف چاہا سو حضرت ﷺ نے منبر پر فرمایا اے گروہ مسلمانوں کے کون ایسا ہے جو میرا بدلہ لے اس مرد سے جس کی ایذا میرے اہل بیت کو پہنچی؟ یعنی میری بیوی کو سو قسم ہے اللہ کی نہیں جانا میں نے اپنی بیوی کو مگر نیک اور البتہ لوگوں نے ذکر کیا ہے اس مرد کو جس کو نہیں جانا میں نے مگر نیک وہ تو میری بیوی کے پاس کبھی نہیں جاتا تھا میرے ساتھ کے بغیر تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے سو کہا یا حضرت! میں آپ کا بدلہ لیتا ہوں اگر تمہت کرنے والا اس کو ہماری قوم سے ہو تو میں اس کی گردن ماروں اور اگر ہمارے بھائیوں خزرج سے ہو تو جیسا حکم ہو دیا کریں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑا ہو اور وہ قوم خزرج کا سردار تھا اور وہ اس سے پہلے نیک مرد تھا لیکن اس کو قوم کی حمیت اور عار نے غصہ دلایا سو اس نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا تو جھوٹا ہے قسم ہے اللہ کی تو اس کو نہ مارے گا اور تجھ کو اس کے مارنے کا کچھ مقدور نہیں پھر اسید بن حفیر رضی اللہ عنہ کھڑا ہو اور وہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا چچیرا بھائی ہے سو اس نے سعد بن

عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا تو جھوٹا ہے قسم ہے اللہ کی بھائی البتہ ہم اس کو مار ڈالیں گے یعنی اگرچہ خزرج سے ہو جب کہ حضرت ﷺ ہم کو اہل کا حکم کریں اور تم ہم کو اس سے منع نہیں کر سکتے سو بیشک تو منافق ہے جو منافقوں کی طرف سے لڑتا ہے سو دونوں گروہ اوس اور خزرج غصے سے ایک دوسرے کی طرف اٹھے یہاں تک کہ قصد کیا کہ آپس میں لڑیں اور حضرت ﷺ منبر پر کھڑے تھے سو ہمیشہ رہے حضرت ﷺ ان کو چپ کراتے یہاں تک کہ چپ ہوئے اور حضرت ﷺ بھی چپ ہوئے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں اس دن اسی حال میں رہی نہ میرے آنسو بند ہوتے تھے اور نہ مجھ کو نیند آتی تھی کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو میرے ماں باپ نے میرے پاس صبح کی اور میں دو رات اور ایک دن روتی رہی نہ مجھ کو نیند آتی تھی اور نہ میرے آنسو بند ہوتے تھے اور میرے ماں باپ گمان کرتے تھے کہ رونا میرے جگر کو پھاڑ دالنے والا ہے، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جس حالت میں کہ وہ دونوں میرے پاس بیٹھے تھے اور میں روتی تھی تو ایک انصاری عورت نے میرے پاس آنے کی اجازت مانگی میں نے اس کو اجازت دی سو وہ بھی بیٹھ کر میرے ساتھ رونے لگی، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو جس حالت میں کہ ہم تھے حضرت ﷺ ہمارے پاس اندر آئے اور اسلام کر کے بیٹھے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور اس سے پہلے حضرت ﷺ ہمارے پاس نہ بیٹھے تھے جب سے میرے حق میں کہا گیا جو کہا گیا اور حضرت ﷺ ایک مہینہ اسی حال میں رہے آپ کو میرے حق میں کچھ وحی نہ ہوئی، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو حضرت ﷺ نے خطبہ پڑھا اور اللہ کی حمد اور تعریف کی جب بیٹھے پھر فرمایا کہ حمد اور صلوٰۃ کے بعد بات تو یہ ہے کہ

كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللَّهِ لَا تَقْتُلُهُ وَلَا تَقْدِرُ عَلَى قَتْلِهِ فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حَضِيرٍ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عَبَادَةَ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللَّهِ لَنَقْتُلَنَّكَ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِينَ فَتَنَازَرَا الْحَيَّانِ الْأَوْسُ وَالْخَزْرَجُ حَتَّى هَمُّوا أَنْ يَقْتَتِلُوا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْفِضُهُمْ حَتَّى سَكَتُوا وَسَكَتَ قَالَتْ فَبَكَيْتُ يَوْمِي ذَلِكَ لَا يَرِقًا لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بَنَوْمٍ قَالَتْ فَأَصْبَحَ أَبَوَايَ عِنْدِي وَقَدْ بَكَيتُ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا لَا أَكْتَحِلُ بَنَوْمٍ وَلَا يَرِقًا لِي دَمْعٌ يُظَنُّ أَنْ الْبُكَاءَ فَالِقُ كَبِدِي قَالَتْ فَيَنِمَا هُمَا جَالِسَانِ عِنْدِي وَأَنَا أَبْكِي فَاسْتَأْذَنْتُ عَلَى امْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأُذِنَتْ لَهَا فَجَلَسَتْ تَبْكِي مَعِيَ قَالَتْ فَيَنِمَا نَحْنُ عَلَى ذَلِكَ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ قَالَتْ وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِي مُنْذُ قِيلَ مَا قِيلَ قَبْلَهَا وَقَدْ لَبَّتُ شَهْرًا لَا يُوْحَى إِلَيَّ فِي شَأْنِي قَالَتْ فَتَشْهَدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ جَلَسَ ثُمَّ قَالَ أَمَا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي عَنْكَ كَذَا وَكَذَا فَإِنْ كُنْتَ بِرَبْنَةٍ فَسَيِّرْكَ اللَّهُ وَإِنْ كُنْتَ أَلَمَّتْ

بَذَنِبَ لَأَسْتَغْفِرَی اللّٰهُ وَتُوبَیْ اِلَیْهِ فَاِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبِهِ ثُمَّ تَابَ اِلَی اللّٰهِ تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِ قَالَتْ فَلَمَّا قَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُ قَلَصَ دَمْعِیْ حَتّٰی مَا اَحْسُ مِنْهُ قَطْرَةً فَقُلْتُ لِاَبِیْ اُجِیْبْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْمَا قَالَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا اُذْرِیْ مَا اَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِاُمِّیْ اُجِیْبِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَا اُذْرِیْ مَا اَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَقُلْتُ وَاَنَا جَارِیَةٌ حَدِیْثُہُ السَّیِّئِ لَا اَقْرَأُ کَثِیْرًا مِّنَ الْقُرْآنِ اِنِّیْ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَقَدْ سَمِعْتُمْ هَذَا الْحَدِیْثَ حَتّٰی اسْتَقَرَّ فِیْ اَنْفُسِکُمْ وَصَدَقْتُمْ بِهِ فَلَیْنِ قُلْتُ لَکُمْ اِنِّیْ بَرِیْئَةٌ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنِّیْ بَرِیْئَةٌ لَا تُصَدِّقُوْنِیْ بِذٰلِکَ وَلَیْنِ اعْتَرَفْتُ لَکُمْ بِاَمْرِیْ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنِّیْ مِنْهُ بَرِیْئَةٌ لِتَصَدِّقُوْنِیْ وَاللّٰهِ مَا اَجِدُ لَکُمْ مَثَلًا اِلَّا قَوْلُ اَبِیْ یُوْسُفَ قَالَ ﴿فَصَبِرْ جَمِیْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ﴾ قَالَتْ ثُمَّ تَحَوَّلْتُ فَاصْطَجَعْتُ عَلٰی فِرَاشِیْ قَالَتْ وَاَنَا حِیْنِیْذِ اَعْلَمُ اِنِّیْ بَرِیْئَةٌ وَاَنَّ اللّٰهُ مُبَرِّئِیْ بِرَأْسِیْ وَلَکِنْ وَاللّٰهِ مَا کُنْتُ اُظُنُّ اَنَّ اللّٰهُ مُنْزِلُ فِیْ شَأْنِیْ وَحَیَا یُنْزِلُ وَلَشَأْنِیْ فِیْ نَفْسِیْ کَانَ اُحْقَرُ مِنْ اَنْ

اے عائشہ! مجھ کو تیری ایسی ایسی بات پہنچی سو اگر تو گناہ سے پاک ہوگی تو اللہ تیری پاکی بیان کرے گا یعنی اس کے ساتھ وحی اتارے گا قرآن ہو یا غیر اس کا اور اگر تو گناہ سے آلودہ ہوئی ہے تو مغفرت مانگ اللہ سے اور اس کی طرف توبہ کر اس واسطے کہ بندہ جب اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے اس پر رحمت سے متوجہ ہوتا ہے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب حضرت ﷺ نے اپنی بات تمام کی تو میرے آنسو بند ہوئے یہاں تک کہ میں نے اس سے ایک قطرہ نہ پایا تو میں نے اپنے باپ سے کہا حضرت ﷺ کو جواب دو اس کا جو آپ نے فرمایا اس نے کہا قسم ہے اللہ کی میں نہیں جانتا کہ حضرت ﷺ سے کیا کہوں؟ پھر میں نے اپنی ماں سے کہا کہ حضرت ﷺ کو جواب دو اس کا جو آپ نے فرمایا اس نے کہا میں نہیں جانتی کہ حضرت ﷺ سے کیا کہوں؟ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں سو میں نے کہا اور میں لڑکی کم عمر تھی بہت قرآن نہ پڑھتی تھی قسم ہے اللہ کی البتہ مجھ کو معلوم ہے کہ آپ نے یہ بات سنی یہاں تک کہ آپ کے جی میں جم گئی اور آپ نے اس کو سچ جانا سو اگر میں آپ سے کہوں کہ میں اس عیب سے پاک ہوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس گناہ سے بری ہوں تو آپ مجھ کو اس میں سچا نہیں جانیں گے اور اگر میں ناکردہ گناہ کا اقرار کروں اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس سے پاک ہوں تو آپ مجھ کو سچا جانیں گے قسم ہے اللہ کی میں اپنے اور آپ کے درمیان سوائے حضرت یعقوب علیہ السلام کے اور کوئی مثل نہیں پاتی کہ اس نے کہا فصبر جمیل یعنی اب صبر بہتر ہے اور تمہاری اس گفتگو پر اللہ ہی مددگار ہے پھر میں منہ پھیر کر اپنے بچھونے پر لیٹی اور مجھ کو اس وقت معلوم تھا کہ میں عیب سے

پاک ہوں اور یہ کہ بیشک اللہ میری پاکی بیان کرنے والا ہے میرے پاک ہونے کے سبب سے لیکن قسم ہے اللہ کی مجھ کو یہ گمان نہ تھا کہ اللہ میرے حق میں قرآن اتارے گا جو قیامت تک پڑھا جائے گا اور میں اپنے جی میں اپنے آپ کو حقیر تر جانتی تھی اس سے کہ میرے حق میں اللہ قرآن اتارے اور قرآن میں کلام کرے لیکن مجھ کو امید تھی کہ حضرت ﷺ کو سوتے خواب آئے گا جس کے ساتھ اللہ مجھ کو اس تہمت سے پاک کرے گا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو قسم ہے اللہ کی نہ حضرت ﷺ وہاں سے اٹھے اور نہ کوئی گھر والوں سے باہر نکلا یعنی جو اس وقت حاضر تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ پر وحی اتری سو عادت کے موافق آپ کو بخار کی شدت ہوئی یہاں تک کہ آپ کی پیشانی سے موتیوں کی طرح پسینہ ٹپکنے لگا سخت سردی کے دن میں بہ سبب بوجھ اس چیز کے کہ آپ پر اتاری جاتی سو جب وہ شدت حضرت ﷺ سے دور ہوئی اس حال میں کہ آپ ہنستے تھے سو پہلے پہل آپ نے یہ بات کی کہ اے عائشہ! اللہ نے تو تیری پاکی بیان کی سو میری ماں نے مجھ سے کہا کہ اٹھ کر حضرت ﷺ کا شکریہ ادا کر، میں نے کہا قسم ہے اللہ کی میں آپ کا شکر نہیں کرتی اور آپ کا احسان نہیں مانتی اور میں اللہ کے سوا کسی کا شکر نہیں کرتی جس نے میری پاکی بیان کی اور اللہ نے یہ دس آیتیں اتاریں جو لوگ لائے ہیں یہ طوفان ایک جماعت ہے تم میں سے سو جب اللہ نے میری پاکی میں یہ قرآن اتارا تو کہا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے (اور حالانکہ وہ مسطح پر اپنی قرابت اور اس کی محتاجی کے سبب سے خرچ کیا کرتے تھے یعنی کچھ اللہ کے لیے اس کو دیا کرتے تھے) قسم ہے اللہ کی کہ میں مسطح رضی اللہ عنہ کو کبھی کچھ نہ دوں گا اس

يَتَكَلَّمَ اللَّهُ فِيَّ بِأَمْرٍ يُتْلَى وَلَكِنْ كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَرَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يَبْرئُنِي اللَّهُ بِهَا قَالَتْ فَوَاللَّهِ مَا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا خَرَجَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ حَتَّى أَنْزَلَ عَلَيْهِ فَأَخَذَهُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ مِنَ الْبُرْحَاءِ حَتَّى إِنَّهُ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِثْلُ الْجُمَانِ مِنَ الْعَرَقِ وَهُوَ فِي يَوْمٍ شَابٍ مِنْ ثَقُلِ الْقَوْلِ الَّذِي يَنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَتْ فَلَمَّا سُرِّي عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُرِّي عَنْهُ وَهُوَ يَضْحَكُ فَكَانَتْ أَوَّلُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا يَا عَائِشَةُ أَمَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَقَدْ بَرَأَكَ فَقَالَتْ أُمِّي قَوْمِي إِلَيْهِ قَالَتْ فَقُلْتُ لَا وَاللَّهِ لَا أَقُومُ إِلَيْهِ وَلَا أَحْمَدُ إِلَّا اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ لَا تحْسَبُوهُ﴾ الْعَشْرَ الْآيَاتِ كُلَّهَا فَلَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ هَذَا فِي بَرَاءَتِي قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ يَنْفِقُ عَلَى مِسْطَحِ بْنِ أَثَاثَةَ لِقَرَاتِهِ مِنْهُ وَفَقَرِهِ وَاللَّهُ لَا يُفْقِدُ عَلَى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ الَّذِي قَالَ لِعَائِشَةَ مَا قَالَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولَى الْقُرْبَى وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا



تَجِبُونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ قَالَ أَبُو بَكْرٍ بَلَى وَاللَّهِ إِنِّي أَحِبُّ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لِي فَرَجَعَ إِلَى مِسْطَحِ النَّفْقَةِ النَّبِيِّ كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ وَقَالَ وَاللَّهِ لَا أَنْزِعُهَا مِنْهُ أَبَدًا قَالَتْ عَائِشَةُ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُ زَيْنَبَ ابْنَةَ جَحْشٍ عَنْ أَمْرِي فَقَالَ يَا زَيْنَبُ مَاذَا عَلِمْتَ أَوْ رَأَيْتِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحْمِي سَمِعِي وَبَصْرِي مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا قَالَتْ وَهِيَ النَّبِيُّ كَانَتْ تَسَامِينِي مِنْ أَزْوَاجِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَصَمَهَا اللَّهُ بِالْوَرَعِ وَطَفِقَتْ اخْتِهَا حَمْنَةً تُحَارِبُ لَهَا فَهَلَكْتَ فِيمَنْ هَلَكَ مِنْ أَصْحَابِ الْإِفْكِ.

کے بعد کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں کہا جو کہا سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ قسم نہ کھائیں فضیلت والے تم میں اور کشائش والے اس پر کہ دیں قرابت والوں کو اور محتاجوں کو اور مہاجرین کو اللہ کے راہ میں اور چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو بخشے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں؟ میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھ کو بخشے سو جو چیز کہ مسطح کو اللہ کے لیے دیا کرتے تھے وہ پھر اس کی طرف جاری کی اور کیا قسم ہے اللہ کی میں اس کو اس سے کبھی بند نہیں کروں گا، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے میرا حال پوچھتے تھے سو فرمایا اے زینب! تجھ کو کیا معلوم ہے؟ اس نے کہا یا حضرت! میں اپنے کان اور آنکھ پر نگاہ رکھتی ہوں یعنی سو نہیں منسوب کرتی میں اس کی طرف جو نہ میں نے سنا نہ دیکھا مجھ کو نیکی کے سوا کچھ معلوم نہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور وہی تھی جو مجھ سے برابری چاہتی تھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیویوں میں سے سو بچایا اس کو اللہ نے ساتھ پرہیزگاری کے یعنی ساتھ نگہبانی کرنے کے اپنے دین پر اور اس کی بہن حمہ رضی اللہ عنہا اس کے واسطے جھگڑنے لگی اور چرچا کرنے لگی ساتھ قول طوفان باندھنے والوں کے تاکہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مرتبہ کم ہو اور اس کی بہن کا مرتبہ بڑھے سو ہلاک ہوئی ان لوگوں میں جو ہلاک ہوئے تہمت باندھنے والوں سے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہر ایک نے مجھ سے حدیث کا ایک ٹکڑا بیان کیا تو یہ قول زہری کا ہے یعنی بعض حدیث کا اور ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ کہا زہری نے ہر ایک نے بیان کیا مجھ سے ٹکڑا اس حدیث کا اور میں نے جمع کی ہے واسطے تیرے سب وہ چیز جو انہوں نے مجھ سے بیان کی اور یہ جو کہا کہ بعض حدیث ان کی سچا کرتی ہے بعض کو تو یہ مقبول ہے اور مناسب یہ ہے کہ یوں کہا جائے اور بعض کی حدیث بعض کی حدیث کو سچا کرتی ہے اور احتمال ہے کہ اپنے ظاہر پر ہو اور مراد یہ ہو کہ بعض حدیث ہر ایک کی ان میں سے دلالت کرتی ہے اوپر صدق راوی کے بیچ باقی

حدیث اپنی کے واسطے حسن سیاق اس کے کی اور عمدگی حفظ اس کے کی اور یہ جو کہا اگرچہ بعض راوی زیادہ تر یاد رکھنے والے ہیں بعض سے تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ بعض راوی ان چاروں میں سے زیادہ تر تمیز کرنے والے ہیں بیچ سیاق حدیث کے بعض سے اس کے اکثر یاد رکھنے کی جہت سے نہ یہ کہ بعض بعض سے مطلق اضط ہیں اسی واسطے کہا زیادہ تر یاد رکھنے والے اس کو یعنی حدیث مذکور کو خاص اور حاصل اس کا یہ ہے کہ ساری حدیث ان سب سے مروی ہے نہ یہ کہ وہ ساری حدیث ہر ایک سے مروی ہے اور یہ جو کہا عروہ عن عائشہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت تو نہیں ہے یہ مراد کہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہے اپنے نفس سے بلکہ معنی اس کے قول کے عن عائشہ یعنی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے بیچ قصے اہلک کے پھر اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان کرنا شروع کی سو کہا کہ کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور یہ جو کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے تھے تو اس میں مشروع ہونا قرعہ کا ہے اور رد ہے اس شخص پر جو اس کو منع کرتا ہے اور یہ جو کہا بعد اترنے پردے کے یعنی بعد اترنے حکم پردے کے اور مراد حجاب کرنا عورتوں کا ہے مردوں کے دیکھنے سے یعنی مردوں سے پردہ کریں تاکہ مرد عورتوں کو نہ دیکھ سکیں اور اس سے پہلے ان کو اس بات سے روک نہ تھی اور یہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا مانند تمہید کی ہے واسطے سبب کے بیچ ہونے عائشہ رضی اللہ عنہا کے مستور کجاوے میں یہاں تک کہ نوبت پہنچائی اس نے طرف اٹھانے ان کے کی اور حالانکہ وہ اس میں نہ تھیں اور ان کو گمان تھا کہ وہ اس میں ہیں برخلاف اس کے کہ پہلے پردے سے تھیں سو شاید عورتیں اس وقت سوار یوں کی پشت پر سوار ہوتی تھیں بغیر کجاوے کے یا سوار ہوتی تھیں کجاوے میں بغیر پردے کے سو نہ واقع ہوتا تھا واسطے ان کے جو واقع ہوا بلکہ ان کا اونٹ کسے والا پہچانتا تھا کہ سوار ہوئی ہیں یا نہیں اور یہ جو کہا کہ میں کجاوے میں اٹھائی جاتی تھی اور اس میں اتاری جاتی تھی تو ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ جب میرے اونٹ کو کہتے تھے تو میں کجاوے میں بیٹھ جاتی تھی پھر کجاوے کو نیچے سے پکڑ کر اونٹ کی پیٹھ پر رکھ دیتے تھے اور کجاوہ ایک مٹھل ہوتا ہے اس کے واسطے قبہ ہوتا ہے جو کپڑوں وغیرہ سے ڈھانکا جاتا ہے پھر اونٹ کی پشت پر رکھا جاتا ہے اس میں عورتیں سوار ہوتی ہیں تاکہ ان کے واسطے پردہ ہو اور یہ جو کہا کہ کجاوے کے اٹھانے والوں کو کجاوے کا ہلکا ہونا معلوم نہ ہوا تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جو لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کجاوے پر مقرر تھے وہ ان کا نہایت ادب کرتے تھے اور کجاوے کا پردہ بالکل نہیں کھولتے تھے اس لیے کہ وہ گمان کرتے تھے کہ وہ اس میں ہیں اور حالانکہ وہ اس میں نہ تھیں اور شاید انہوں نے سوچا کہ وہ سوتی ہیں اور یہ جو کہا کہ میں لڑکی کم عمر تھی تو یہ اس واسطے کہ وہ ہجرت کے بعد شوال میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس لائی گئیں اور وہ اس وقت نو برس کی تھیں اور جنگ مریسیع چھٹے سال ہجری میں تھی شعبان میں تو گویا اس وقت پوری پندرہ برس کی نہ ہوئی تھیں اور نیز اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ وہ باوجود دہلی ہونے کے کم عمر تھیں پس یہ مبلغ ہے واسطے ہلکا ہونے ان کے کی اور اسی وجہ سے ان کو کجاوے کا ہلکا ہونا معلوم نہ ہوا اور احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو

عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ اس لفظ کے یعنی میں کم عمر تھی طرف بیان عذر اپنے کے اس چیز میں کہ کی حرص سے ہار پر اور سکی ہونے ان کے سے ہار کے ڈھونڈنے پر اس حال میں اور نہ خبر دینے ان کے سے اپنے گھر والوں کو ساتھ اس کے اور یہ بہ سبب کم عمر ہونے ان کے ہے اور تا تجربہ کاری ان کی کے برخلاف اس کے کہ اگر کم عمر نہ ہوتیں تو اس کے انجام کو سمجھ جاتیں اور نیز یہ ان کے واسطے ہار کے گم ہونے میں واقع ہوا کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کی خبر دی کہ میرا ہار گر پڑا سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے لوگوں کو روکا بغیر پانی پر یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہار ملا اور اس کے سبب سے حیم کی آیت اتری پس ظاہر ہوا تفاوت حال اس شخص کا جو تجربہ کار ہو اور جو تجربہ کار نہ ہو اور یہ جو کہا کہ نہ کوئی وہاں بلانے والا اور نہ جواب دینے والا سو اگر کہا جائے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کسی اور کو اپنے ساتھ کیوں نہ لیا تا کہ ان کو تنہا ہونے کی وحشت سے امن ہوتا اور جب ان کو ہار کے ڈھونڈنے میں دیر لگی تھی تو اپنی سہیلی کو بھیج دیتیں تا کہ ان کا انتظار کریں اگر کوچ کا ارادہ کریں اور جواب یہ ہے کہ یہ منجملہ اس چیز سے ہے کہ مستفاد ہوتی ہے قول اس کے سے کہ میں کم عمر تھی اس واسطے کہ ان کو ایسا تجربہ نہ تھا اور اس کے بعد ان کا یہ حال ہوا کہ جب باہر نکلتی تھیں تو کسی کو اپنے ساتھ لے کر نکلتی تھیں اور صفوان رضی اللہ عنہ لنگر سے پیچھے رہا کرتا تھا تا کہ تیر اور تھیلی وغیرہ گری پڑی چیز کو اٹھالائے اور یہ جو کہا کہ میں اس کے انا للہ الخ پڑھنے سے جاگی تو تصریح کی ہے ساتھ اس کے ابن اسحاق نے کہ اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور شاید بھاری پڑی اس پر وہ چیز جو جاری ہوئی واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا کے یا ڈرایہ کہ واقع ہو جو واقع ہوا یا اکتفا کیا اس نے ساتھ پکار کر کہنے انا للہ الخ کے تا کہ ان کے ساتھ اور کلام کرنے کی حاجت نہ پڑے اور یہ جو کہا کہ مجھ سے کلام نہ کرتا تھا تو تعبیر کی ہے اس نے ساتھ لفظ مضارع کے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ وہ بدستور چپ رہا اس واسطے کہ اگر ماضی کے صیغے کے ساتھ تعبیر کرتیں تو سمجھا جاتا اس سے خاص ہونائی کا ساتھ حالت جاگنے کے اور یہ جو کہا کہ میں نے اس سے انا للہ الخ کے سوا کوئی کلمہ نہیں سنا تو یہ مقید ہے ساتھ حالت بٹھانے اونٹ کے پس نہیں منع کرتا یہ کلام کرنے کو اونٹ بٹھانے سے پہلے اور پیچھے اور ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تو کس سبب سے پیچھے رہی؟ اور کہا کہ سوار ہو اور میرا حال پوچھا اور یہ جو کہا کہ ہلاک ہوا جو ہلاک ہوا تو اشارہ کیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ اس کے ان لوگوں کی طرف جنہوں نے بہتان میں کلام کیا اور لیکن نام ان کے پس صحیح روایتوں میں عبد اللہ بن ابی اور مسطح بن اثاثہ اور حسان بن ثابت اور حمزہ بنت جحش رضی اللہ عنہم ہیں اور زیادہ کیا ہے ان میں ابو الریح نے عبد اللہ اور ابو احمد کو جو دونوں جحش کے بیٹے ہیں اور ابن مردویہ کے نزدیک ابن سیرین کے طریق سے آیا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ نہ خرچ کروں گا ان دو تیموں پر جو ان کے پاس تھے اور انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی نسبت کلام ناشائستہ کی تھی ایک ان میں سے مسطح ہے، اٹھلی، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے مسطح کے رفیق کا نام معلوم نہیں ہوا اور یہ جو کہا کہ لوگ بہتان باندھنے والوں کے قول میں چرچا کرتے تھے تو ابن اسحاق کی

روایت میں ہے کہ یہ بات حضرت ﷺ کو اور میرے ماں باپ کو پہنچی اور وہ میرے واسطے کچھ ذکر نہیں کرتے تھے اور یہ جو مطح کی ماں نے کہا کہ ہلاک ہوا مطح تو احتمال ہے کہ مطح کی ماں نے یہ کلمہ جان بوجھ کر کہا ہوتا کہ پہنچے طرف اخبار عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اس چیز کے کہ کہا گیا ان کے حق میں اور وہ غافل ہے اور احتمال ہے کہ اللہ نے اتفاقاً اس کی زبان پر یہ کلمہ جاری کیا ہوتا کہ بیدار ہو عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی غفلت سے جو اس کے حق میں کہا گیا ار یہ جو کہا کہ مجھ کو بیماری پر بیماری زیادہ ہوئی تو ایک روایت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخار ہو گیا اور ایک روایت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب مجھ کو بہتان باندھنے والوں کی تہمت کی خبر پہنچی تو میں نے قصد کیا کہ اپنے آپ کو کنوئیں میں گراؤں اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا کی ماں نے کہا کہ کبھی کوئی عورت خوبصورت نہیں ہوئی جس کے واسطے سوکنیں ہوں مگر کہ اس کو تہمت لگاتی ہیں تو اس کلام میں اس کی ماں کی سمجھ سے وہ چیز ہے جس پر زیادتی نہیں اس واسطے کہ اس نے معلوم کیا کہ یہ بات اس پر بھاری پڑے گی سو آسان کیا اس پر اس بات کو ساتھ اس طور کے کہ اس کو معلوم کر دیا کہ وہ اس بات کے ساتھ منفرد نہیں اس واسطے کہ آدمی پیروی کرتا ہے ساتھ غیر اپنے کے اس چیز میں کہ واقع ہوتی ہے اس کے واسطے اور داخل کی اس نے اس میں وہ چیز جس سے اس کا دل خوش ہو کہ وہ فائق ہے خوبصورتی میں اور یہ اس قسم سے ہے کہ خوش لگتا ہے عورت کو کہ اس کے ساتھ صفت کی جائے باوجود اس چیز کے کہ اس میں اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ واقع ہوئی حسنہ رضی اللہ عنہا سے اور یہ کہ باعث اس کو اس پر یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی بہن کی سوکن تھیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کی گئی نہ نب رضی اللہ عنہا ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ وہی تھی جو مرتبے میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی مشابہت چاہتی تھی اور یہ جو اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کی بیوی ہے یعنی اس کو پاس رکھیے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ آپ کی بیوی ہے یعنی عقیفہ ہے جو آپ کے لائق ہے اور احتمال ہے کہ کہا ہو واسطے پاک ہونے کے مشورے سے اور رائے کو حضرت ﷺ کے سپرد کیا پھر نہ کفایت کی ساتھ اس کے بلکہ خبر دی ساتھ اعتقاد اپنے کے سو کہا کہ نہیں جانتے ہم مگر نیک اور بیوی کو اہل کہنا شائع ہے اور جمع کا لفظ بولنا واسطے تعظیم کے ہے اور یہ جو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عورتیں اس کے سوا بہت ہیں تو ایک روایت میں ہے کہ اس کو طلاق دیجیے اور دوسری سے نکاح کیجیے اور یہ کلام جو علی رضی اللہ عنہ نے کیا تو باعث ہوئی اس کو اس پر ترجیح جانب حضرت ﷺ کی واسطے اس چیز کے کہ دیکھی بے قراری اور غم حضرت ﷺ کے سے بسبب اس بات کے کہ کبھی گئی اور حضرت ﷺ نہایت غیرت کرنے والے تھے سو علی رضی اللہ عنہ کی رائے میں یہ آیا کہ جب آپ اس کو چھوڑ دیں گے تو جو آپ کو غم اس کے سبب سے حاصل ہوا ہے وہ دور ہو جائے گا یہاں تک کہ ثابت ہو پاکی ان کی پھر ممکن ہوگا رجوع کرنا ان سے اور مستفاد ہوتا ہے اس سے اختیار کرنا اس ضرر کا جو دونوں میں ہلاک ہو واسطے دور ہونے اشد ان کے، کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ علی رضی اللہ عنہ کی رائے میں یہ آیا کہ یہی ہے مصلحت حضرت ﷺ کے حق میں اس واسطے کہ دیکھا کہ حضرت ﷺ بے قرار ہیں سو خرچ کی انہوں نے کوشش اپنی خیر خواہی میں واسطے

ارادے خاطر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ نہیں جزم کیا علی رضی اللہ عنہ نے ساتھ اشارہ کرنے کے طرف چھوڑ دینے ان کے اس واسطے کہ انہوں نے اپنے قول کے پیچھے یہ بات کہی کہ آپ لونڈی سے پوچھیے وہ آپ سے سچ کہہ دے گی سو سپرد کیا انہوں نے امر کو طرف رائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سو گویا کہ انہوں نے کہا کہ اگر آپ جلدی راحت چاہتے ہیں تو اس کو چھوڑ دیجیے اور اگر آپ اس کا ارادہ نہیں رکھتے تو اس بات کی تحقیق کیجیے یہاں تک کہ آپ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی معلوم ہو اس واسطے کہ ان کو تحقیق معلوم تھا کہ نہ خبر دے گی آپ کو بریرہ رضی اللہ عنہا مگر ساتھ اس چیز کے کہ جو اس کو معلوم ہو اور وہ نہیں جانتی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے مگر محض پاک دامنی اور علت سچ خاص ہونے علی رضی اللہ عنہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مشورے کے یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک بجائے بیٹے کے تھے کہ آپ نے ان کو لڑکپن سے پرورش کیا تھا پھر نہ جدا ہوئے ان سے بلکہ زیادہ ہوا جوڑا ان کا ساتھ نکاح کرنے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پس اسی واسطے تھے وہ خاص ساتھ مشورے کے واسطے زیادہ اطلاع ہونے کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے احوال پر اکثر غیر ان کے سے اور عام کاموں میں ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ اکابر اصحاب سے مشورہ لیتے تھے اور اسی طرح اسامہ رضی اللہ عنہ سو وہ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مانند ہیں سچ طول ہونے ملازمت کے اور زیادہ ہونے خصوصیت اور محبت کے اسی واسطے اصحاب کہتے تھے کہ اُسامہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے محبوب ہیں اور خاص کیا اس کو سوائے ماں باپ اس کے کی اس واسطے کہ وہ بھی علی رضی اللہ عنہ کی طرح جوان تھے اگرچہ علی رضی اللہ عنہ اس سے عمر میں بڑے تھے اور یہ اس واسطے ہے کہ جو جوان کے ذہن کی صفائی ہوتی ہے وہ دوسرے کے نہیں ہوتی اور اس واسطے کہ وہ بوڑھے سے جلدی جواب دیتا ہے کہ بوڑھا اکثر اوقات انجام کو سوچتا ہے اور یہ جو کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بلایا تو ایک روایت میں ہے کہ کیا تو گواہی دیتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا میں تجھ سے ایک بات پوچھتا ہوں سو اس کو نہ چھپا تو اس نے کہا بہت خوب! فرمایا کیا تو نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کوئی چیز دیکھی ہے جس سے پاک دامنی میں شک پڑے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ لونڈی سے پوچھ، علی رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا اور کہا کہ اگر تو سچ نہ کہے گی تو تجھ کو ماروں گا اس نے سوائے نیکی کے کچھ نہ کہا پھر علی رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر اس کو سخت مارا اور کہا کہ آپ سے سچ کہہ اس نے کہا قسم ہے اللہ کی مجھ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کی کوئی برائی معلوم نہیں اور یہ جو کہا کہ وہ لڑکی کم عمر ہے اپنے گھر والوں کے آٹے سے سو جاتی ہے تو ایک روایت میں ہے کہ نہیں دیکھی میں نے کوئی چیز جب سے اس کے پاس ہوں مگر یہ کہ میں آٹا گوندھتی ہوں اور اس کو کہتی ہوں کہ اس آٹے کو دیکھتی رہ یہاں تک کہ میں آگ جلاؤں سو وہ غفلت کرتی ہے اور بکری آ کر کھا جاتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا پاک تر ہے سونے سے یعنی سونے کی طرح عیب سے پاک ہے اور اگر اس نے کیا ہے جو لوگ کہتے ہیں تو البتہ اللہ آپ کو خبر کر دے گا سولوگوں نے اس کی فقاہت سے تعجب کیا اور یہ جو کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس دن عبد اللہ بن ابی سے

انصاف چاہا تو کہا خطابی نے کہ اس کے معنی ہیں کہ کون ایسا ہے جو قائم ہو ساتھ عذر اس کے کی کہ اس نے میرے گھر والوں پر بری تہمت لگائی ہے اور کون ایسا ہے کہ قائم ہو ساتھ عذر میرے کے جب کہ میں اس کو اس تہمت باندھنے کی سزا دوں اور یہ جو کہا کہ تجھ کو اس کے مارنے پر مقدمہ نہیں تو نقل کیا ہے ابن تین نے داؤدی سے کہ معنی اس کے قول کے کذب لا نقلتہ یہ ہیں کہ حضرت ﷺ تجھ کو اس کے مارنے کا اختیار نہیں دیں گے اسی واسطے تو اس کے مارنے پر قادر نہیں ہوگا اور اس کا باعث یہ ہے جو ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ سعد نے کہا کہ تو نے یہ بات اس واسطے کہی ہے کہ تو نے معلوم کیا کہ وہ خزرج سے ہے یعنی تجھ کو حضرت ﷺ کی مدد مقصود نہیں بلکہ تمہارے دلوں میں ہماری طرف سے قدیمی کینہ ہے اس کے سبب سے تو نے یہ بات کہی، ابن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کو میری مراد خوب معلوم ہے کہا ابن تین نے کہ یہ جو ابن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر اس سے ہوگا تو ہم اس کی گردن ماریں گے تو یہ اس واسطے کہ اس قوم اس کی ہے اور نہیں کہی اس نے یہ بات سچ حق خزرج کے واسطے اس چیز کے کہ تھی درمیان اس اور خزرج کے کینہ اور عداوت سے پہلے اسلام کے سودور ہوئی وہ عداوت ساتھ اسلام کے اور کچھ باقی رہی بحکم عار کے سو کلام کیا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ساتھ حکم عار کے اور انکار کیا اس سے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ان میں حکم کریں اور حالانکہ وہ قوم اس سے ہیں اور نہیں ارادہ کیا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے راضی ہونا ساتھ اس چیز کے کہ منقول ہوئی عبداللہ بن ابی سہل اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ معنی قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ وہ اس سے پہلے نیک مرد تھا یعنی نہیں گزری اس سے کوئی چیز کہ متعلق ہو ساتھ کھڑا ہونے کے عار حمیت سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ مراد نہیں کہ وہ منافقوں میں سے ہے اور یہ جو اسید رضی اللہ عنہ نے معاذ بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو منافق ہے تو مارزی نے اسید کے قول سے یہ عذر بیان کیا ہے کہ واقع ہوا ہے یہ اسید سے بطور غصے اور مبالغہ کے سچ زجر سعد رضی اللہ عنہ کے جھگڑنے سے یعنی مراد اس کی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو جھڑکنا تھا کہ عبداللہ بن ابی کی طرف سے نہ جھگڑے اور اس کی مراد وہ نفاق نہیں جو ظاہر میں ایمان لانا اور باطن میں کافر رہنا ہے اور شاید حضرت ﷺ نے اسی وجہ سے اس پر انکار نہ کیا پس مراد اس کی یہ ہے کہ تو منافقوں کا سا کام کرتا ہے اور یہ جو کہا کہ میرے باپ نے میرے پاس صبح کی یعنی آئے وہ دونوں اس جگہ میں جس میں عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں ان کے گھر سے نہ یہ کہ وہ ان کے پاس سے اپنے گھر کی طرف پھر گئی تھیں اور یہ جو کہا کہ میں دو رات اور ایک دن روتی رہی یعنی ایک وہ رات جس میں مطح کی ماں نے ان کو یہ خبر دی اور ایک وہ دن جس میں حضرت ﷺ نے خطبہ پڑھا اور اگلی رات اور یہ جو کہا کہ میرے آنسو بند ہوئے کہا قرطبی نے کہ سبب اس کا یہ ہے کہ جب غم اور غضب سے ایک چیز آدمی کو پکڑ لیتی ہے تو آنسو بند ہو جاتے ہیں واسطے زیادہ ہونے گرمی مصیبت کے اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے باپ سے کہا کہ حضرت ﷺ کو میری طرف سے جواب دو تو بعض کہتے ہیں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا یہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے باپ سے باوجود اس کے کہ سوال واقع ہوا ہے باطن امر سے اور صدیق

اکبر رضی اللہ عنہ جن کو اس پر اطلاع نہیں تھی لیکن کہا یہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ اس سے باطن میں ایسی کوئی چیز واقع نہیں ہوئی جو ظاہر کے مخالف ہو پس گویا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھ کو پاک کرو جس طرح چاہو اور تم کو اعتماد ہے کہ میں سچ کہتی ہوں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جواب دیا اس کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ساتھ اپنے قول کے کہ میں نہیں جانتا کیا کہوں اس واسطے کہ وہ حضرت ﷺ کے بہت متبع تھے سوانہوں نے ایسا جواب دیا جو معنی میں اس کو اس کے سوال کے مطابق ہے اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں بہت قرآن نہیں پڑھتی تھی تو یہ تمہید ہے واسطے عذر ان کے کی کہ اس وقت ان کو یعقوب علیہ السلام کا نام یاد نہ آیا اور ایک روایت میں یعقوب علیہ السلام کا نام صریح آچکا ہے لیکن وہ روایت بالمعنی ہے اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تم نے اس کو سچا جانا تو یہ قول ان کا بطور مقابلے کے ہے اگرچہ اس کی حقیقت مراد نہیں واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی مبالغہ سے سچ تحقیق کرنے کے اور وہ اپنے پاک دامن ہونے کے سبب سے اعتقاد کرتی تھیں کہ لائق ہے کہ جو اس طوفان کو سنے وہ اس کو قطعی جھوٹ جانے لیکن عذر ان کا اس سے یہ ہے کہ انہوں نے چاہا کہ قائم کریں حجت کو ان لوگوں پر جنہوں نے اس میں کلام کیا اور نہیں کافی ہے اس میں مجرد نفی اس کی جو انہوں نے کہا اور چپ رہنا اور اس کے بلکہ متعین ہوئی تحقیق کرنا واسطے روشہ ان کے یا مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس تہمت کو سچا جانا لیکن جن لوگوں نے ان کو نہ جھٹلایا وہ بھی تغلیبا ان کے ساتھ جوڑے گئے اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں اللہ کے سوا کسی کا شکر نہیں کرتی تو عذر اس کا ان کے مطلق بولنے میں غضبناک ہونا ان کا ہے ان سے کہ انہوں نے طوفان اٹھانے والوں کے جھٹلانے کی طرف کیوں جلدی نہ کی باوجود اس کے کہ چال چلن کا نیک ہونا ان کے نزدیک ثابت تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اشارہ کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے طرف افراد اللہ کے ساتھ قول اپنے کے کہ وہی ہے جس نے میری پاک دامنی اتاری پس مناسب ہوا مفرد کرنا ساتھ حمد کے فی الحال اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے بعد بھی حضرت ﷺ کا شکر نہ کریں اور یہ جو کہا کہ اللہ نے دس آیتیں اتاریں تو کہا زخشری نے کہ نہیں واقع ہوئی قرآن میں تشدید سے کسی گناہ میں جو واقع ہوئی افک کے قصے میں ساتھ مختصر عبارت کے اور بہت معنی کے واسطے شامل ہونے اس کے کی اوپر وعید شدید کے اور عتاب بلیغ کے اور زجر سخت کے اور اس پر کہ یہ بات بہت بڑی اور بری ہے ساتھ مختلف طریقوں اور مضبوط سلیقوں کے کہ ہر ایک ان میں سے کافی ہے اپنے باب میں بلکہ نہیں واقع ہوئی وعید بت پرستوں کی مگر ساتھ اس چیز کے کہ کم ہے اس سے اور نہیں ہے یہ سب مگر واسطے ظاہر کرنے بلندی مرتبہ حضرت ﷺ کے اور پاک کرنے اس شخص کے جو آپ سے کچھ تعلق رکھتا ہے اور یہ جو کہا کہ وہی تھی جو مجھ سے برابری چاہتی تھی یعنی طلب کرتی تھی بلندی اور رفعت سے نزدیک حضرت ﷺ کے جو میں طلب کرتی تھی یا اعتقاد کرتی تھی کہ میری قدر حضرت ﷺ کے نزدیک عائشہ رضی اللہ عنہا کے برابر ہے اور اصحاب سنن نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جن لوگوں نے ان کو تہمت لگائی حضرت ﷺ نے ان سب

پر حد قائم کی اور اس کا بیان حدود میں آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے ان کے جو پہلے گزرے کہ جائز ہے روایت کرنا حدیث کی ایک جماعت سے ساتھ تلفیق کے یعنی کچھ کسی راوی سے لی اور کچھ کسی سے اور ساری کو اجمال کے ساتھ روایت کرے یعنی ایک کی روایت کو دوسرے کی روایت سے جدا نہ کرے اور یہ کہ جائز ہے قرعہ ڈالنا یہاں تک کہ عورتوں کے درمیان بھی اور ان کو سفر میں اپنے ساتھ لے جانا ہو تو اس میں بھی اور یہ کہ جائز ہے سفر کرنا ساتھ عورتوں کے یہاں تک کہ جہاد میں بھی اور یہ کہ جائز ہے حکایت کرنا اس چیز کی کہ واقع ہے واسطے مرد کے فضیلت سے اگرچہ اس میں بعض لوگوں کی مدح ہو اور بعض کی مذمت جب کہ شامل ہو یہ دور کرنے وہم نقص کے کو حکایت کرنے والے سے جب کہ ہو پاک عیب سے وقت قصد خیر خواہی اس شخص کے کہ پہنچے اس کو یہ تا کہ نہ واقع ہو اس چیز میں کہ واقع ہوا بیچ اس کے وہ شخص جو پہلے گزرا اور یہ کہ غیر کو گناہ میں پڑنے سے بچانے کے واسطے کوشش کرنا اولیٰ ہے ترک کرنے اس کے سے کہ وہ گناہ میں پڑے اور حاصل ہونا اجر کا واسطے موقوف فیہ کے یعنی جس کو تہمت لگائی گئی اور اس میں استعمال کرنا تمہید کا ہے اس چیز میں کہ محتاج ہے طرف اس کی کلام سے اور یہ کہ کجاوہ قائم مقام گھر کے ہے عورت کے پردہ کرنے میں اور یہ کہ جائز ہے سوار ہونا عورت کا کجاوے میں اونٹ کی پیٹھ پر اگرچہ یہ اس پر مشکل ہو جب کہ اس کو اس کی طاقت ہو اور یہ کہ جائز ہے خدمت اجنبی کی واسطے عورت کے پردے کے پیچھے سے اور یہ کہ جائز ہے پردہ کرنا واسطے عورت کے ساتھ اس چیز کے کہ جدا ہو بدن سے اور یہ کہ جائز ہے متوجہ ہونا عورت کا واسطے قضائے حاجت اپنی کے تنہا بغیر اذن خاص اپنے خاوند کے بلکہ واسطے اعتماد کے اذن عام پر جو مستند ہو طرف عام کی اور یہ کہ جائز ہے زیور پہننا عورت کا سفر میں ساتھ ہار کے اور مانند اس کی کے اور نگاہ رکھنا مال پر اگرچہ قلیل ہو واسطے وارد ہونے نبی کے اضاعت مال سے اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار نہ موتیوں کا تھا اور نہ جواہر کا اور اس میں نحوست ہے حرص کی اوپر مال کے اس واسطے کہ اگر وہ اس کی تلاش میں دیر نہ کرتیں تو البتہ جلدی پلٹ آتیں جب اس کی تلاش میں قدر حاجت سے زیادہ رہیں تو یہ ماجرا واقع ہوا اور قریب ہے اس سے قصہ دو جھگڑنے والوں کا جب کہ اٹھایا گیا علم شب قدر کا یعنی تعیین اس کی ان کے سبب سے اس واسطے کہ انہوں نے قدر ضرورت پر کفایت نہ کی بلکہ زیادہ ہوئے جھگڑنے میں یہاں تک کہ ان کی آوازیں بلند ہوئیں تو ان کی آوازوں کے بلند ہونے سے یہ ماجرا واقع ہوا اور یہ کہ موقوف ہے کوچ کرنا لشکر کا امام کی اجازت پر اور یہ کہ جائز ہے مقرر کرنا کسی آدمی کو لشکر میں سے ساقہ (ساقہ اس شخص کو کہتے ہیں جو لشکر سے پیچھے رہے تا کہ گری پڑی چیز کو اٹھالائے) جو امین ہو کہ تھکے ماندے کو چڑھالائے اور گری پڑی چیز کو اٹھالائے اور سوائے اس کے مصالح سے اور یہ کہ لائق ہے کہ مصیبت کے وقت انا للہ وانا الیہ راجعون کہے اور یہ کہ عورت اپنے منہ کو اجنبی مرد سے ڈھانک لے اور فریاد رسی کرنا عاجز در ماندے کی اور چھڑانا ضائع کا اور قدر



والے کی تعظیم کرنا اور ان کو سواری میں مقدم کرنا اور تکلیف اٹھانا واسطے اس کے اور اجنبی کے ساتھ خوب ادب سے پیش آنا خاص کر عورتوں کو خاص کر خلوت اور تنہائی میں اور چلنا آگے عورت کے تاکہ برقرار رہے دل اس کا اور باطن ہو اس چیز سے کہ وہم کی جاتی ہے نظر کرنے اس کے سے واسطے اس چیز کے کہ قریب ہے کہ کھل جائے عورت سے وقت چلنے کے اور اس میں مہربانی کرنا مرد کی ہے عورت پر اور خوش گزران کرنا ساتھ اس کے اور کمی کرنا اس میں وقت مشہور ہونے اس چیز کے کہ تقاضا کرتی ہے نقص کو اگرچہ نہ متحقق ہو اور فائدہ اس کا یہ ہے کہ بوجھے وہ عورت حال کے متغیر ہونے کو پس عذر کرے یا اقرار کرے اور یہ کہ نہیں لائق ہے پیار والوں کو کہ بیمار کو خبر دیں اس چیز کی کہ اس کے باطن کو ایذا دے تاکہ اس سے اس کی بیماری زیادہ نہ ہو جائے اور اس میں سوال کرنا ہے بیمار سے کہ اس کا کیا حال ہے؟ اور اشارہ ہے طرف مراتب ہجران کی ساتھ کلام اور مہربانی کے یعنی اس کے ساتھ کلام اور مہربانی نہ کرنا اور جب سبب ثابت ہو تو بالکل کلام کرنا چھوڑ دے اور اگر اس میں ظن ہو تو کم کرے اور اگر مشکوک فیہ یا محتمل ہو تو خوب ہے کم کرنا کلام کا نہ واسطے عمل کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ کبھی گئی بلکہ تاکہ نہ گمان کیا جائے ساتھ ساتھی اس کے کی نہ پرواہ کرنا ساتھ اس چیز کے کہ کبھی گئی ہے اس کے حق میں اور یہ کہ جب عورت کسی حاجت کے واسطے باہر نکلے تو کسی کو ساتھ لے جو اس کی غم خواری کرے یا خدمت کرے لیکن ایسے شخص کو ساتھ لے جس سے اس کو امن ہو اور اس میں ہٹانا مسلمان کا ہے مسلمان سے عیب کو خاص کر اس شخص سے جو اہل فضل ہو اور ہٹانا اس شخص کا جو ان کو ایذا دے اگرچہ اس سے کسی قسم کا تعلق رکھتا ہو اور اس میں بیان ہے زیادتی فضیلت اہل بدر کا یعنی جو اصحاب جنگ بدر میں حاضر تھے اور اطلاق سب و شتم سب کا بری دعا پر اور اس میں بحث کرنا ہے امر قبیح سے جب مشہور ہو جائے اور پہچاننا صحت اور فساد اس کے کا ساتھ کھولنے راز اس شخص کے جس کے حق میں کہا گیا کہ کیا اس سے پہلے بھی کبھی کوئی چیز ایسی واقع ہوئی ہے جو اس کے مشابہ ہو یا اس سے قریب ہو اور اصحاب اس شخص کا جو تہمت لگایا گیا ساتھ برائی کے جب کہ اس سے پہلے نیکی کے ساتھ مشہور ہو جب نہ ظاہر ہو اس سے ساتھ دریافت کرنے کے جو اس کے مخالف ہو اور اس میں فضیلت قوی ہے واسطے ام مطح رضی اللہ عنہ کے اس واسطے کہ اس نے اپنے بیٹے کو درست نہ رکھا بسبب عیب لگانے اس کے عائشہ رضی اللہ عنہا کو بلکہ قصد کیا اس کے برا کہنے کا اور اس میں قوی کرنا ہے ایک دو احتمالوں کا حضرت ﷺ کے اس قول میں جو آپ نے بدر والوں کے حق میں فرمایا ان اللہ قال لہم اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم یعنی اللہ نے ان سے کہا کہ کرو جو تمہارا جی چاہے سوا بہتہ میں تم کو بخش چکا اور یہ کہ رائج یہ ہے کہ مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ گناہ ان سے واقع ہوتے ہیں لیکن وہ مقرون ہیں ساتھ مغفرت کے واسطے فضیلت دینے ان کے کی غیروں پر بسبب اس جنگ عظیم کے اور مرجوح ہونا دوسرے قول کا ہے کہ مراد یہ ہے کہ اللہ نے ان کو نگاہ رکھا ہے پس نہیں واقع ہوتا ان سے کوئی گناہ تنبیہ کی ہے اس پر شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے اور اس میں مشروعیۃ سبحان اللہ کہنے کی ہے وقت

سننے اس چیز کے جو سامع کے اعتقاد میں جھوٹ ہو اور توجیہ اس کی اس جگہ یہ ہے کہ اللہ پاک ہے یہ کہ حاصل ہو واسطے قربت رسول ﷺ کے آلودگی پس مشروع ہے ذکر کرنا اس کا ایسی جگہ میں ساتھ پاکی کے اور یہ کہ موقوف ہے نکلنا عورت کا اپنے گھر سے اپنے خاوند کی اجازت پر یعنی اس کی اجازت کے بغیر نہ نکلے اگرچہ اپنے ماں باپ کے گھر کی طرف جانا ہو اور اس میں بحث کرنا ہے بات کہی گئی سے اس شخص سے جو مقول فیہ کو بتلائے اور توقف کرنا خبر واحد میں اگرچہ سچی ہو اور طلب کرنا ترقی کا مرتبہ ظن سے طرف مرتبے یقین کے اور یہ کہ خبر واحد جب کہ آگے پیچھے کچھ کچھ آئے تو یقین کا فائدہ دیتی ہے واسطے دلیل قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے تاکہ میں ماں باپ کی طرف سے اس خبر کی تحقیق کروں اور یہ کہ نہیں موقوف ہے یہ کسی عدد معین پر اور اس میں مشورہ لینا مرد کا ہے اپنے خواص سے جو اس کے ساتھ قربت وغیرہ کے سبب سے پناہ پکڑتا ہو اور خاص کرنا اس شخص کا جس کی رائے کے صحیح ہونے کا تجربہ ہو چکا ہو اگرچہ اس کا غیر قریب تر ہو اور بحث کرنا حال اس شخص کے سے جس کو تہمت لگائی گئی اور حکایت کرنا اس کی واسطے کھولنے حال اس کے کی اور اس کو غیبت نہیں کہا جاتا اور اس میں استعمال کرنا ہے لا نعلم الا خیر کا ترکیہ میں اور یہ کہ یہ کافی ہے اس شخص کے حق میں جس کی عدالت پہلے سے معلوم ہو اس شخص سے جو اس کے پوشیدہ راز سے واقف ہو اور اس میں ثابت رہنا ہے شہادت میں اور سمجھنا امام کا وقت پیدا ہونے امر مشکل کے اور مدد لینے خاصوں سے اجنبیوں پر اور تمہید عذر کے واسطے اس شخص کے کہ ارادہ کیا جاتا ہو اس کی سزا کا یا اس کی جھڑک کا اور مشورہ لینا اعلیٰ آدمی کا اس شخص سے جو اس سے کم درجہ ہو اور خدمت لینا اس شخص سے جو غلامی میں نہیں اور یہ کہ جو کسی کے حال سے پوچھا جائے پس بیان کرنا چاہے جو اس میں عیب ہے تو چاہیے کہ پہلے اس کا عذر بیان کرے اگر اس کو جانتا ہو جیسے بریرہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں کہا جب کہ اس کو آٹے سے سو جانے کا عیب لگایا سو اس کے پہلے یہ بات ذکر کی کہ وہ کم عمر لڑکی ہے اور یہ کہ حضرت ﷺ نہ تھے علم کرتے واسطے نفس اپنے کے مگر بعد اترنے وحی کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس قصے میں کسی چیز کے ساتھ یقین نہ کیا پہلے اترنے وحی کے اور یہ کہ حمیت اللہ اور اس کے رسول کی مذمت نہیں کی جاتی اور اس حدیث میں فضیلتیں بہت ہیں واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور ان کے ماں باپ کے اور واسطے صفوان رضی اللہ عنہ کے اور علی رضی اللہ عنہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے اور یہ کہ ناحق والوں کی مدد کرنے سے آدمی بدنام ہو جاتا ہے نیک نام نہیں رہتا اور جواز سب و شتم اس شخص کا جو تعرض کرے واسطے باطل والوں کے اور نسبت کرنا اس کا طرف اس چیز کی جو اس کو بری لگے اگرچہ درحقیقت وہ چیز اس میں موجود نہ ہو لیکن جب واقع ہو اس سے وہ چیز جو اس کے مشابہ ہو تو جائز ہے بولنا اس چیز کا اوپر اس کے واسطے تشدید کے اس کے حق میں اور بولنا جھوٹ کا خطا پر اور قسم ساتھ لفظ عمر اللہ کے اور بجھانا جوش فتنے کا اور بند کرنا اس کے ذریعہ کا اور فضیلت ایذا اٹھانے کی اور اس میں دور ہونا ہے اس شخص سے جو رسول کے مخالف ہو اگرچہ قربت والا اور بھائی بند

ہو اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو رسول اللہ ﷺ کو ایذا دے قول سے یا فعل سے وہ قتل کیا جائے اس واسطے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ لفظ مطلق بولا اور حضرت ﷺ نے اس پر انکار نہیں کیا اور اس میں موافقت کرنا ہے اس شخص کی جو کسی مصیبت میں مبتلا ہو ساتھ آہ مارنے اور غمناک ہونے اور رونے کے اور اس میں ثابت رہنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے ان امور میں اس واسطے کہ نہیں منقول ہے ان سے اس قصے میں باوجود دراز ہونے حال کے بچ اس کے مہینہ بھر ایک کلمہ یا اس سے کم مگر جو ان سے حدیث کے بعض طریقوں میں وارد ہوا ہے کہ انہوں نے کہا قسم ہے اللہ کی نہیں کہا گیا ہے ہم کو یہ جاہلیت یعنی کفر کی حالت میں پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ کہا جائے ہم کو اس کے بعد کہ اللہ نے ہم کو اسلام کے ساتھ عزت دی اور اس میں شروع کرنا کلام کا ہے ساتھ تشہد اور حمد اور ثناء کے اور کہنا اما بعد کا اور توقیف اس شخص کی کہ نقل کیا گیا ہے اس سے گناہ اوپر اس چیز کے کہ کہی گئی ہے بچ اس کے بعد بحث کے اس سے اور یہ کہ قول کذا و کذا کفایت کی جاتی ہے ساتھ اس کے احوال سے جیسے کہ کفایت کی جائے ساتھ اس کے اعداد سے اور نہیں خاص ہے یہ ساتھ اعداد کے اور اس میں مشروع ہونا توبہ کا ہے اور یہ کہ وہ قبول کی جائے معترف کنارہ کش مخلص سے اور یہ کہ مجرد اعتراف اس میں کافی نہیں اور یہ کہ نہیں جائز ہے اقرار کرنا ساتھ اس چیز کے کہ نہ واقع ہوئی ہو اس سے اگرچہ معلوم ہو کہ وہ اس میں تصدیق کیا جائے گا بلکہ لازم ہے اس پر یہ کہ سچ کہے یا چپ رہے اور یہ کہ صبر کی عاقبت خوب ہوتی ہے اور رشک کیا جاتا ہے صاحب اس کا اور اس میں مقدم کرنا بڑے کا ہے کلام میں اور توقف کرنا اس شخص کا کہ مشتبہ ہو اس پر امر کلام میں اور اس میں بشارت دینا ہے اس شخص کو جس کو تازہ نعمت ہاتھ آئے یا اس سے کوئی سختی دور ہو اور اس میں ہنسنا اور خوش ہونا ہے نزدیک اس کے اور اس میں ہے کہ جب سختی نہایت کو پہنچے تو اس کے بعد کشائش ہوتی ہے اور فضیلت ہے اس شخص کی جو اپنا کام اللہ کے سپرد کرے اور یہ کہ جو اس پر قوی ہو اس کا غلم اور درد ہلکا ہو جاتا ہے اور اس میں رغبت دلانا ہے اوپر خرچ کرنے کے اللہ کی راہ میں خاص کر بچ سلوک کرنے برادری کے اور واقع ہونا مغفرت کا واسطے اس شخص کے جو نیکی کرے ساتھ اس شخص کے کہ برا کیا ہو ساتھ اس کے یا درگزر کرے اس شخص سے اور یہ کہ جو قسم کھائے کہ فلاں بات نہ کرے گا تو مستحب ہے اس کو توڑنا قسم کا اور یہ کہ جائز ہے شہادت لینا قرآن کی آیتوں سے حادثوں میں اور پیروی کرنا اس چیز کی کہ واقع ہوئی ہے واسطے بڑے لوگوں کے پیغمبروں وغیرہ سے اور اس میں سبحان اللہ کہنا ہے وقت تعجب کے اور مذمت غیبت کی اور مذمت سننے اس کے کی اور جھڑکنا اس شخص کا جو اس کو لائے خاص کر اگر وہ متضمن ہو مسلمان کی تہمت کو ساتھ اس چیز کے کہ نہیں واقع ہوئی اس سے اور مذمت مشہور کرنے بے حیائی کے اور حرام ہونا شک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی میں۔

بَابُ قَوْلِهِ «وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل اوپر تمہارے اور رحمت اس کی البتہ تم اس بات کی

وجہ ہے جس میں تم نے خوض کیا بڑا عذاب بھیجتا۔

اور مجاہد نے کہا تلقونہ کے معنی ہیں بعض تمہارا بعض سے

روایت کرتا ہے تفیضون کے معنی ہیں تم کہتے ہو۔

۴۳۸۲۔ مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ روایت کرتا ہے ام

رومان رضی اللہ عنہا سے جو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ہیں کہ

ام رومان رضی اللہ عنہا نے کہا جب عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان باندھا گیا تو

غش کھا کر گر پڑی تھیں۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ جب لینے لگے تم اس

کو اپنی زبانوں سے اور بولنے لگے اپنے منہ سے جس

چیز کی تم کو خبر نہیں اور تم سمجھتے ہو اس کو ہلکی بات اور وہ اللہ

کے یہاں بہت بڑی ہے۔

۴۳۸۳۔ حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ میں نے

عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا پڑھتی تھیں ﴿إِذْ تَلَقُّوْنَ بِالْسِّنِّكُمْ﴾ یعنی

ساتھ کسرہ لام کے اور تخفیف قاف مضمومہ کے وقع سے جس

کے معنی ہیں جھوٹ بولنا۔

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور کیوں نہ جب تم

نے اس کو سنا تھا کہا ہوتا ہم کو لائق نہیں کہ منہ پر لائیں یہ

بات، اللہ تو پاک ہے یہ بڑا بہتان ہے۔

۴۳۸۴۔ حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہا کہ ابن

عباس رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اندر آنے کی اجازت مانگی ان

کے مرنے سے تھوڑا سا پہلے اور وہ موت کی سختی سے بیہوش تھیں

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں ڈرتی ہوں کہ میری تعریف کرے جو

خود پسندی کا موجب ہو یعنی اس خیال سے اجازت دینے

میں توقف کیا سو کہا گیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی ہیں

اور مسلمانوں کے بزرگوں میں سے ہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا

فِيْمَا أَفْضُتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١﴾

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَلَقُّوْنَ﴾ يَرُوْهُ بَعْضُكُمْ

عَنْ بَعْضٍ ﴿تَفِيْضُوْنَ﴾ تَقُوْلُوْنَ ﴿٢﴾

۴۳۸۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا

سُلَيْمَانُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ

مَسْرُوْقٍ عَنْ أُمِّ رُوْمَانَ أُمِّ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ

لَمَّا رَمِيَتْ عَائِشَةُ خَرْتُ مَغْشِيًّا عَلَيْهَا

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِذْ تَلَقُّوْنَ بِالْسِّنِّكُمْ

وَتَقُوْلُوْنَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ

عِلْمٌ وَتَحْسَبُوْنَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ

عَظِيْمٌ ﴿٣﴾

۴۳۸۳۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا

هَشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ

قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقْرَأُ إِذْ

تَلَقُّوْنَ بِالْسِّنِّكُمْ

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا

يَكُوْنُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَذَا سُبْحَانَكَ هَذَا

بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿٤﴾

۴۳۸۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا

يَحْيَى عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِي حُسَيْنٍ

قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ اسْتَأْذَنَ

ابْنُ عَبَّاسٍ قَبْلَ مَوْتِهَا عَلَى عَائِشَةَ وَهِيَ

مَغْلُوْبَةٌ قَالَتْ أَخْشَى أَنْ يُثْبِتَ عَلَيَّ فَقِيلَ

ابْنُ عَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَمِنْ وَجْهِهِ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَتْ ائْذَنُوا لَهُ

کہ اس کو اجازت دو یعنی سو وہ اجازت لے کے اندر آئے سو کہا کیا حال ہے تیرا؟ کہا بہتر ہے اگر میں پرہیز گاروں سے ہوں، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تیری عاقبت بہتر ہوگی ان شاء اللہ تو حضرت رضی اللہ عنہ کی بیوی ہے اور حضرت رضی اللہ عنہ نے تیرے سو کسی کنواری سے نکاح نہیں کیا اور تیری پاک دامنی آسمان سے اتری اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نکلنے کے بعد ابن زبیر عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اندر گئے (یعنی پس موافق پڑا پھرنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے آنے کو) تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما میرے پاس اندر آئے سو انہوں نے میری تعریف کی اور میں چاہتی ہوں کہ ہو جاتی بھولی بسری۔

**فائدہ:** یہ جو کہا کیا حال ہے تیرا؟ تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اب تیرے اور حضرت رضی اللہ عنہ کے ملنے کے درمیان کچھ دیر نہیں مگر یہ کہ روح بدن سے نکلے اور یہ جو کہا کہ تیرا عذر آسمان سے اترتا تو یہ اشارہ ہے طرف قصے افک کی اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ نے تیری پاک دامنی سات آسمان کے اوپر سے اتاری یعنی قرآن میں لائے اس کو جبرئیل علیہ السلام سو نہیں زمین پر کوئی مسجد مگر کہ وہ اس میں پڑھا جاتا ہے رات کو اور دن کو۔

**فائدہ:** نہیں ذکر کی اس جگہ خاص وہ چیز جو متعلق ہے ساتھ اس آیت کے جو ترجمہ میں مذکور ہے صریح اگرچہ داخل ہے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے عموم میں کہ تیرا عذر آسمان سے اتر اس واسطے کہ یہ آیت اعظم اس چیز سے ہے کہ متعلق ہے ساتھ اقامت عذر ان کے کی اور پاکی ان کی کے راضی ہو اللہ ان سے اور اس قصے میں دلالت ہے اوپر وسیع ہونے علم ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اور بڑے ہونے مرتبے ان کے کے درمیان اصحاب اور تابعین کے اور دلالت ہے اوپر تواضع عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور فضیلت ان کی کے اور کوشش کرنے ان کے کے امر دین میں اور یہ کہ نہیں داخل ہوتے تھے اصحاب امہات المؤمنین پر مگر ساتھ ان کی اجازت کے اور مشورہ دینا چھوٹے کا بڑے کو جب کہ دیکھے اس کو کہ پھرا ہے وہ اس چیز کی طرف کہ اولی خلاف اس کا ہے اور تنبیہ اوپر رعایت جانب اکابر کے اہل علم اور دین سے اور یہ کہ نہ چھوڑا جائے جس کے وہ مستحق ہیں واسطے کسی معارض کے کہ کم ہو اس سے مصلحت میں۔ (فتح)

قاسم سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اندر آنے کی اجازت مانگی اور پہلی حدیث کی طرح ذکر کیا اور نسیا منسیا کا ذکر نہیں کیا۔

فَقَالَ كَيْفَ تَجِدِينَكَ قَالَتْ بِخَيْرٍ إِنَّ اتَّقَيْتُ قَالَ فَانْتِ بِخَيْرٍ إِنَّ شَاءَ اللَّهُ رَوْجَةً رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَنْكِحْ بِكُرًا غَيْرَكَ وَنَزَلَ عَذْرُكَ مِنَ السَّمَاءِ وَدَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ خِلَافَهُ فَقَالَتْ دَخَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَانْتِ عَلَيَّ وَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ نَسِيًا مَنَسِيًا.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

اسْتَأْذَنَ عَلٰی عَائِشَةَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ  
نِسَاءً مِّنْهَا.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يَعْظُمُ اللَّهُ أَنْ تَعُوذُوا  
لِمِثْلِهِ أَبَدًا﴾.

۴۳۸۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا  
سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ  
مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ  
جَاءَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا قُلْتُ  
أَتَأْذِنِينَ لِهَذَا قَالَتْ أَوْ لَيْسَ قَدْ أَصَابَهُ  
عَذَابٌ عَظِيمٌ قَالَ سُفْيَانُ تَعْنِي ذَهَابَ  
بَصَرِهِ فَقَالَ حَصَّانُ رَزَانٌ مَا تَرْنُ بِرَبِيبَةٍ  
وَتُصْبِحُ غَرْنِي مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ قَالَتْ  
لَكِنَّ أُنْتَ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اللہ تم کو سمجھاتا ہے  
کہ پھر نہ کرو ایسا کام کبھی۔

۴۳۸۵ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حسان بن  
ثابت رضی اللہ عنہ نے آ کر ان کے پاس اندر آنے کی اجازت مانگی  
مسروق کہتا ہے میں نے کہا کہ کیا تم اس کو اجازت دیتی ہو؟  
یعنی (اور حالانکہ وہ ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے طوفان  
اٹھایا اور اللہ نے فرمایا کہ جس نے اٹھایا بڑا بوجھ اس طوفان کا  
اس کے واسطے عذاب ہے بڑا) عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا اس کو  
بڑا عذاب نہیں پہنچا؟ کہا سفیان راوی نے کہ مراد اس کی  
آنکھوں کا اندھا ہونا ہے یعنی حسان رضی اللہ عنہ اخیر عمر میں اندھے  
ہو گئے تھے، کہا حسان رضی اللہ عنہ نے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کی تعریف میں  
کہ عقیفہ ہیں کامل عقل نہیں تہمت کی جاتیں ساتھ کسی چیز شک  
والی کے اور صبح کرتی ہیں اس حال میں کہ خالی شکم ہوتی ہیں  
غافل عورتوں کے گوشت سے یعنی کسی کی غیبت نہیں کرتیں، کہا  
عائشہ رضی اللہ عنہا نے لیکن تو اس طرح نہیں کہ تو نے غیبت کی اور  
اہل اقلک کے ساتھ ہوا۔

فائدہ: غافل اس عورت کو کہتے ہیں جو بدی سے غافل ہو اور مراد پاکی بیان کرنا اس کی ہے لوگوں کی غیبت سے  
ساتھ کھانے گوشت ان کے کی غیبت سے اور مناسبت تسمیہ غیبت کی ساتھ کھانے گوشت کے یہ ہے کہ گوشت پردہ ہے  
ہڈی پر پس گویا کہ غیبت کرنے والا کھولتا ہے اس چیز کو جو ہے اس شخص پر جس کی غیبت کی گئی پردے سے۔ (فتح)  
باب ہے تفسیر میں اس آیت کی اور بیان کرتا ہے اللہ  
واسطے تمہارے نشانیاں اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَيَبِّينُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ  
وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾.

۴۳۸۶ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا  
ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ أَنَّنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ

۴۳۸۷ - مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حسان رضی اللہ عنہ  
عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اندر آیا سو اس نے غزل پڑھی اور کہا

عقینہ ہیں کامل العقل نہیں تہمت لگائی جاتیں ساتھ کسی چیز شک والی کے اور صبح کرتی ہیں اس حال میں کہ خالی پیٹ ہوتی ہیں غافل عورتوں کے گوشت سے کہا تو اس طرح نہیں ہے میں نے کہا تم ایسے کو اجازت دیتی ہو کہ تمہارے پاس اندر آئے اور حالانکہ اللہ نے طوفان اٹھانے والے کے حق میں یہ آیت اتاری اور جس نے بڑا بوجھ اٹھایا اس کا اس کے واسطے ہے عذاب بڑا عائنہ بنی اللہ نے کہا اور کون سا عذاب ہے سخت تر اندھے ہونے سے کہا عائنہ بنی اللہ نے اور تھا وہ جواب دیتا کافروں کو حضرت ﷺ کی طرف سے۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی جو لوگ چاہتے ہیں کہ چرچا ہو بدکاری کا ایمان والوں میں ان کو ہے دکھ کی مار دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور رحمت اس کی اور یہ کہ اللہ نرمی کرنے والا مہربان ہے اور اللہ نے فرمایا اور قسم نہ کھائیں بڑائی والے تم میں اور کشائش والے اس پر کہ دیں نالتے والوں کو اور محتاجوں کو اور وطن چھوڑنے والوں کو اللہ کی راہ میں اور چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ذکر کیا گیا میرے حال سے جو ذکر کیا گیا اور حالانکہ مجھ کو کچھ خبر نہ تھی تو کھڑے ہوئے حضرت ﷺ میرے حق میں خطبہ پڑھنے کو سو اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبده ورسوله پڑھا اور اللہ کی حمد اور تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر فرمایا کہ حمد اور صلوة کے بعد مجھ کو مشورہ دو ان لوگوں

عَنْ أَبِي الصُّخَّى عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ دَخَلَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ عَلَى عَائِشَةَ فَشَبَّ وَقَالَ حَصَّانُ رَزَانٌ مَا تَزُنُّ بِرِيَّةٍ وَتُصْبِحُ غَرُفِي مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ قَالَتْ لَسْتُ كَذَاكَ قُلْتُ تَدْعِينَ مِثْلَ هَذَا يَدْخُلُ عَلَيْكَ وَقَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ ﴿وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ﴾ فَقَالَتْ وَأَيُّ عَذَابٍ أَشَدُّ مِنَ الْعَمَى وَقَالَتْ وَقَدْ كَانَ يَرُدُّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ. وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ زَوَّفَ رَحِيمًا. وَلَا يَأْتِلُ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولَى الْقُرْبَى وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِيَعْفُوا وَلِيَصْفَحُوا أَلَا تَحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾.

وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا ذُكِرَ مِنْ شَأْنِي الَّذِي ذُكِرَ. وَمَا عَلِمْتُ بِهِ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيَّ خَطِيئًا فَتَشَهَّدَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ أَشِيرُوا عَلَيَّ فِي

کے حق میں جنہوں نے میرے گھر والوں کو تہمت لگائی اور قسم ہے اللہ کی نہیں جانا میں نے اپنے گھر والوں پر کچھ برائی اور انہوں نے ان کو تہمت لگائی ہے ساتھ اس شخص کے کہ قسم ہے اللہ کی نہیں جانا میں نے اس پر کچھ برائی کبھی اور نہ داخل ہوتا تھا میرے گھر میں کبھی مگر کہ میں موجود ہوں اور نہیں غائب ہوا میں کسی سفر میں مگر کہ میرے ساتھ غائب ہوا سو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ یا حضرت! حکم ہو تو ہم ان کی گردنیں ماریں پھر ایک مرد قوم خزرج سے کھڑا ہوا اور حسان رضی اللہ عنہ کی ماں اس مرد کی قوم سے تھی سو اس نے کہا تو جھوٹا ہے خبردار اگر تہمت لگانے والے اوس کی قسم سے ہوتے تو تو ان کی گردنیں مارنا نہ چاہتا تھا یہاں تک کہ قریب تھا کہ اوس اور خزرج کے درمیان مسجد میں فساد ہو اور مجھ کو تہمت بھی خبر نہ ہوئی پھر جب اس دن کی شام ہوئی تو میں اپنی بعض حاجت کے واسطے ام مسطح کے ساتھ نلکی سو وہ گر پڑی اور کہا ہلاک ہوا مسطح میں نے کہا اے ماں اپنے بیٹے کو بد دعا دیتی ہے وہ چپ رہی پھر دوسری بار گری اور کہا ہلاک ہوا مسطح، میں نے اس سے کہا کہ کیا تو اپنے بیٹے کو برا کہتی ہے؟ یعنی پھر بھی وہ چپ رہی پھر تیسری بار گری سو اس نے کہا ہلاک ہوا مسطح سو میں نے اس کو منع کیا اس نے کہا قسم ہے اللہ کی میں اس کو بد دعا نہیں دیتی مگر تیرے سبب سے میں نے کہا میری کس بات میں سو اس نے مجھ سے بات بیان کی یعنی مجھ کو تہمت کی خبر کی میں نے کہا یہ بات تحقیق ہے اس نے کہا ہاں قسم ہے اللہ کی سو میں اپنے گھر کی طرف پھری گویا جس چیز کے واسطے میں نلکی تھی نہ اس سے تھوڑا پاتی ہوں نہ بہت یعنی غم سے جائے ضرورت کی حاجت باقی نہ رہی اور مجھ کو بخار ہو گیا

أَنَاسٍ أَبْنُو أَهْلِي وَأَيُّمَ اللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي مِنْ سُوءٍ وَأَبْنُوهُمْ بِمَنْ وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ مِنْ سُوءٍ قَطُّ وَلَا يَدْخُلُ بَيْتِي قَطُّ إِلَّا وَأَنَا حَاضِرٌ وَلَا غَيْبْتُ فِي سَفَرٍ إِلَّا غَابَ مَعِيَ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مَعَاذٍ فَقَالَ أَلَا تَذُنُّ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْ نَضْرِبَ أَعْنَاقَهُمْ وَقَامَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي الْخَزْرَجِ وَكَانَتْ أُمُّ حَسَّانَ بِنِ ثَابِتٍ مِنْ رَهْطِ ذَلِكَ الرَّجُلِ فَقَالَ كَذَبْتَ أَمَا وَاللَّهِ أَنْ لَوْ كَانُوا مِنَ الْأَوْسِ مَا أَحْبَبْتُ أَنْ تُضْرِبَ أَعْنَاقَهُمْ حَتَّى كَاذَ أَنْ يَكُونَ بَيْنَ الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ شُرٌّ فِي الْمَسْجِدِ وَمَا عَلِمْتُ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءَ ذَلِكَ الْيَوْمِ خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِي وَمَعِيَ أُمُّ مِسْطَحٍ فَعَثَرْتُ وَقَالَتُ تَعَسَ مِسْطَحُ فَقُلْتُ أَيْ أُمِّ تَسْبِيْنِ ابْنِكَ وَسَكَتَتْ ثُمَّ عَثَرْتُ الثَّانِيَةَ فَقَالَتُ تَعَسَ مِسْطَحُ فَقُلْتُ لَهَا أَتَسْبِيْنِ ابْنِكَ فَسَكَتَتْ ثُمَّ عَثَرْتُ الثَّالِثَةَ فَقَالَتُ تَعَسَ مِسْطَحُ فَانْتَهَرْتُهَا فَقَالَتُ وَاللَّهِ مَا أُسَبُّهُ إِلَّا فِيكَ فَقُلْتُ فِي أَيْ شَأْنِي قَالَتْ فَفَقَرْتُ لِي الْحَدِيثَ فَقُلْتُ وَقَدْ كَانَ هَذَا قَالَتْ نَعَمْ وَاللَّهِ فَرَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي كَأَنَّ الَّذِي خَرَجْتُ لَهُ لَا أَجِدُ مِنْهُ قَلِيلًا وَلَا كَثِيرًا وَرُعِيتُ فَقُلْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلْنِي إِلَى بَيْتِ أَبِي فَأَرْسَلَ مَعِيَ



الْغُلَامَ فَدَخَلْتُ الدَّارَ فَوَجَدْتُ أُمَّ رُومَانَ فِي السُّفْلِ وَأَبَا بَكْرٍ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَأُ فَقَالَتْ أُمِّي مَا جَاءَ بِكَ يَا بَنِيَّةُ فَأَخْبَرْتُهَا وَذَكَرْتُ لَهَا الْحَدِيثَ وَإِذَا هُوَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مِثْلَ مَا بَلَغَ مِنِّي فَقَالَتْ يَا بَنِيَّةُ خَفِيصِي عَلَيْكَ الشَّانُ فَإِنَّهُ وَاللَّهِ لَقَلَّمَا كَانَتْ امْرَأَةً حَسَنَاءُ عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا لَهَا ضَرَائِرُ إِلَّا حَسَدَنَهَا وَقِيلَ فِيهَا وَإِذَا هُوَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مَا بَلَغَ مِنِّي قُلْتُ وَقَدْ عَلِمَ بِهِ أَبِي قَالَتْ نَعَمْ قُلْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ نَعَمْ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَعْبَرْتُ وَبَكَيْتُ فَسَمِعَ أَبُو بَكْرٍ صَوْتِي وَهُوَ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَأُ فَنَزَلَ فَقَالَ لِأُمِّي مَا شَأْنُهَا قَالَتْ بَلَغَهَا الَّذِي ذَكَرَ مِنْ شَأْنِهَا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ قَالَ أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ أَيْ بَنِيَّةُ إِلَّا رَجَعْتُ إِلَيَّ بَيْتِكَ فَرَجَعْتُ وَلَقَدْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتِي فَسَالَ عَنِّي خَادِمَتِي فَقَالَتْ لَا وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا عَيْبًا إِلَّا أَنَّهَا كَانَتْ تَرَقُّدُ حَتَّى تَدْخُلَ الشَّاةُ فَتَأْكُلَ خَمِيرَهَا أَوْ عَجِينَهَا وَانْتَهَرَهَا بَعْضُ أَصْحَابِهِ فَقَالَ اصْدُقِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى اسْقِطُوا لَهَا بِهِ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللَّهِ وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا إِلَّا مَا يَعْلَمُ الصَّانِعُ عَلَى تَبْرِ الدَّهَبِ

تو میں نے حضرت ﷺ سے کہا مجھ کو اپنے باپ کے گھر بھیج دیجیے حضرت ﷺ نے میرے ساتھ غلام کو بھیجا میں گھر کے اندر داخل ہوئی سو میں نے ام رومان کو نیچے پایا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اوپر گھر کے پڑھتے تھے سو میری ماں نے مجھ سے کہا اے بیٹی! تو کس سبب سے آئی ہے؟ میں نے اس کو خبر دی اور اس سے بہتان کی بات ذکر کی اور اچانک میں نے دیکھا کہ نہیں پہنچی اس سے وہ بات مانند اس کی کہ مجھ سے پہنچی نہیں پہنچی اس سے وہ بات مانند اس کی کہ مجھ سے پہنچی یعنی جس قدر وہ بات لوگوں سے مجھے پہنچی اس قدر میری ماں سے نہ پہنچی میری ماں نے کہا اے بیٹی! اس بات سے مت گھبرا یعنی تحقیق شان یہ ہے قسم ہے اللہ کی کم ہے ہونا عورت خوب صورت کا پاس کسی مرد کے کہ اس سے محبت رکھتا ہو اور اس کے واسطے سوکنیں ہوں مگر کہ اس پر حسد کرتی ہیں اور اس کی عیب جوئی کرتی ہیں میں نے کہا اور میرے باپ نے بھی اس کو جانا ہے اس نے کہا ہاں! اور حضرت ﷺ نے بھی؟ اس نے کہا ہاں! حضرت ﷺ نے بھی اور میرے آنسو جاری ہوئے اور میں روئی سو ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے باپ نے میری آواز سنی اور حالانکہ وہ گھر کے اوپر قرآن پڑھتے تھے سوا ترے اور میری ماں سے کہا کیا حال ہے اس کا؟ اس نے کہا پہنچی اس کو وہ چیز جو اس کے حال سے ذکر کی گئی سوان کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے بیٹی! میں تجھ کو قسم دیتا ہوں مگر کہ تو اپنے گھر کی طرف پلٹ جائے یعنی جس جگہ میں اپنے ماں باپ کے گھر سے رہتی تھی اور حضرت ﷺ میرے گھر میں آئے اور میری خادمہ سے میرا حال پوچھا اس نے کہا قسم ہے اللہ کی نہیں جانا میں نے اس پر کوئی عیب مگر یہ

الْأَحْصَرِ وَبَلَغَ الْأَمْرُ إِلَى ذَلِكَ الرَّجُلِ  
الَّذِي قِيلَ لَهُ فَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَاللَّهُ مَا  
كَشَفْتُ كَنَفَ أُنْثَى قَطُّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقِيلَ  
شَهِيدًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَتْ وَأَصْبَحَ أَبُو آيٍ  
عِنْدِي فَلَمْ يَزَالَا حَتَّى دَخَلَ عَلَى رَسُولِ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ صَلَّى  
الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ وَقَدْ اكْتَسَفَنِي أَبُو آيٍ عَنْ  
يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَثْنَى عَلَيْهِ  
ثُمَّ قَالَ أَمَا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ إِنَّ كُنْتَ قَارَفْتَ  
سُوءًا أَوْ ظَلَمْتَ قُتُوبِي إِلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ  
يَقْبَلُ التَّوْبَةَ مِنْ عِبَادِهِ قَالَتْ وَقَدْ جَاءَتْ  
امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَهِيَ جَالِسَةٌ بِالْبَابِ  
فَقُلْتُ أَلَا تَسْتَحْيِي مِنْ هَذِهِ الْمَرْأَةِ أَنَّ  
تَذْكُرُ شَيْئًا فَوْعَظَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَالْتَفَتْتُ إِلَى أَبِي فَقُلْتُ لَهُ  
أَجِبْهُ قَالَ فَمَاذَا أَقُولُ فَالْتَفَتْتُ إِلَى أُمِّي  
فَقُلْتُ أَجِيبْهُ فَقَالَتْ أَقُولُ مَاذَا فَلَمَّا لَمْ  
يُجِبْهَا تَشْهَدْتُ فَحَمِدْتُ اللَّهَ وَاتَّيْتُ  
عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قُلْتُ أَمَا بَعْدُ فَوَاللَّهِ  
لَنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّي لَمْ أَفْعَلْ وَاللَّهُ عَزَّ  
وَجَلَّ يَشْهَدُ إِنِّي لَصَادِقَةٌ مَا ذَاكَ بِنَافِعِي  
عِنْدَكُمْ لَقَدْ تَكَلَّمْتُمْ بِهِ وَأَشْرَبْتُمْ قُلُوبَكُمْ  
وَأَنْ قُلْتُ إِنِّي قَدْ فَعَلْتُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنِّي  
لَمْ أَفْعَلْ لَتَقُولَنَّ قَدْ بَاءَتْ اعْتَرَفْتُ بِهِ  
عَلَى نَفْسِهَا وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَجْدُ لِي وَلَكُمْ

کہ وہ سویا کرتی ہے یہاں تک کہ بکری آکر آتا کھا جاتی ہے  
اور آپ کے بعض اصحاب نے اس کو ڈانٹا اور کہا کہ  
حضرت عائشہؓ سے سچ کہہ یہاں تک کہ افک کی بات اس سے  
کھولی یعنی پہلے اس لونڈی نے گمان کیا کہ وہ اس سے گھر  
والوں کا حال پوچھتے ہیں پھر جب انہوں نے اس کے واسطے  
تصریح کی تو اس نے کہا سبحان اللہ اور نہیں جانا میں نے اس  
سے مگر جو جانتا ہے سنار سرخ سونے کی ڈلی پر یعنی جس طرح  
کہ نہیں جانتا ہے سونار سرخ سونے سے مگر خالص ہونا عیب  
سے اسی طرح نہیں جانتی میں اس سے مگر خالص ہونا عیب  
سے اور بچنی یہ خبر اس مرد کو جس کو کہا گیا سو اس نے کہا سبحان  
اللہ قسم ہے اللہ کی میں نے کبھی کسی عورت کا پردہ نہیں کھولا یعنی  
حرام کاری نہیں کی کہا عائشہؓ نے وہ اللہ کی راہ میں شہید  
ہوا کہا عائشہؓ نے نبیؐ نے اور میرے ماں باپ نے میرے پاس  
صبح کی سو ہمیشہ رہے وہ پاس میرے یہاں تک کہ  
حضرت عائشہؓ میرے پاس آئے اس حال میں کہ عصر کی نماز  
پڑھ چکے تھے پھر داخل ہوئے اور میرے ماں باپ میرے  
دائیں بائیں بیٹھے تھے سو حضرت عائشہؓ نے اللہ کی حمد اور ثناء کی  
پھر فرمایا چنانچہ حمد اور صلوٰۃ کے بعد اے عائشہ! اگر تو گناہ سے  
آلودہ ہوئی یا ظلم کیا تو اللہ کی طرف توبہ کر اس واسطے کہ اللہ  
اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے کہا عائشہؓ نے نبیؐ نے اور ایک  
انصاری عورت آئی سو وہ دروازے پر بیٹھنے والی ہے سو میں  
نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ کیا آپ اس عورت سے نہیں  
شرماتے کہ ذکر کریں کچھ چیز جو لائق نہیں؟ سو حضرت عائشہؓ  
نے وعظ کیا تو میں نے اپنے باپ کی طرف دیکھا کہ  
حضرت عائشہؓ کو جواب دو اس نے کہا میں کیا جواب دوں پھر

میں نے اپنی ماں کی طرف دیکھا میں نے کہا حضرت ﷺ کو جواب دو، اس نے کہا میں کی جواب دوں سو جب دونوں نے حضرت ﷺ کو کچھ جواب نہ دیا تو میں نے تشہد پڑھا سو میں نے اللہ کی حمد اور تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر میں نے کہا حمد اور صلوٰۃ کے بعد سو قسم ہے اللہ کی اگر میں تم سے کہوں کہ میں نے یہ کام نہیں کیا اور اللہ گواہ ہے کہ بیشک میں سچی ہوں تو یہ مجھ کو تمہارے پاس کچھ نفع نہیں دینے والا البتہ تم نے اس کے ساتھ بات چیت کی اور تمہارے دل میں وہ بات رچ بس گئی اور اگر میں کہوں کہ میں نے کیا ہے اور اللہ جانتا ہے کہ میں نے نہیں کیا تو البتہ تم کہو گے کہ البتہ پھر آئی اپنی جان پر اس کے ساتھ اقرار کیا اور قسم ہے اللہ کی میں اپنے اور تمہارے درمیان حضرت یعقوب علیہ السلام کے سوا کوئی مثل نہیں پاتی (اور یعقوب علیہ السلام کا نام تلاش کیا سو میں اس پر قادر نہ ہوئی) جب کہ کہا انہوں نے کہ صبر بہتر ہے اور تمہاری اس گفتگو پر اللہ کی مدد درکار ہے اور اس وقت حضرت ﷺ پر وحی اتاری گئی سو ہم چپ ہوئے پھر وہ حالت آپ سے دور ہوئی اور بیشک میں آپ کے چہرے میں خوشی دیکھتی ہوں اور آپ پسینہ صاف کرتے تھے اور فرماتے تھے بشارت لے اے عائشہ! سو البتہ اللہ نے تیری پاکی اتاری اور میں سخت غضبناک تھی سو میرے ماں باپ نے مجھ سے کہا حضرت ﷺ کی طرف اٹھ کھڑی ہو یعنی آپ کا شکریہ ادا کریں نے کہا قسم ہے اللہ کی میں حضرت ﷺ کی طرف نہیں اٹھتی اور نہ میں آپ کا شکر کرتی ہوں اور نہ میں تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں لیکن اللہ ہی کا شکر ادا کرتی ہوں جس نے میری پاکی اتاری اس واسطے کہ تم نے اس کو سنا سو نہ تم نے اس سے انکار کیا

مَثَلًا وَالتَّمَسَّتْ اَسْمَ يَعْقُوبَ فَلَمْ اَقْدِرْ عَلَيْهِ اِلَّا اَبَا يُوسُفَ حِينَ قَالَ ﴿فَصَبِّرْ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ﴾ وَاَنْزَلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَاعَتِهِ فَسَكَنَّا فَرَفَعَ عَنْهُ وَاِنِّیْ لَا تَبِيْنُ السُّرُوْرَ فِیْ وَجْهِهِ وَهُوَ یَمْسَحُ جَبِيْنَهُ وَيَقُوْلُ اُبَشِّرِیْ یَا عَائِشَةُ فَقَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِرَاَءَتِكَ قَالَتْ وَكُنْتُ اَشَدَّ مَا كُنْتُ غَضَبًا فَقَالَ لِیْ اَبُوای قَوْمِیْ اِلَیْهِ فَقُلْتُ لَا وَاللّٰهِ لَا اَقُوْمُ اِلَیْهِ وَلَا اَحْمَدُهُ وَلَا اَحْمَدُكُمْ وَلَا اَحْمَدُ اللّٰهَ الَّذِیْ اَنْزَلَ بِرَاَءَتِیْ لَقَدْ سَمِعْتُمُوْهُ فَمَا اَنْكُرْتُمُوْهُ وَلَا غَیْرَتُمُوْهُ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُوْلُ اَمَّا زَيْنَبُ ابْنَةُ حُجْحَشٍ فَعَصَمَهَا اللّٰهُ بِدِیْنِهَا فَلَمْ تَقُلْ اِلَّا خَیْرًا وَّامَّا اُخْتُهَا حَمْنَةُ فَهَلَكَتْ فِیْمَنْ هَلَكَ وَكَانَ الَّذِیْ یَتَكَلَّمُ فِیْهِ مِسْطَحٌ وَحَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ وَالْمُنَافِقُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَیِّ وَهُوَ الَّذِیْ كَانَ یَسْتَوْشِیْهِ وَیَجْمَعُهُ وَهُوَ الَّذِیْ تَوَلَّیْ كِبْرَهُ مِنْهُمْ هُوَ وَحَمْنَةُ قَالَتْ فَحَلَفَ اَبُو بَكْرٍ اَنْ لَا یَنْفَعَ مِسْطَحًا بِنَافِعَةٍ اَبَدًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَلَا یَاْتِلْ اُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ﴾ اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَةِ یَعْنِیْ اَبَا بَكْرٍ ﴿وَالسَّعَةِ اَنْ یُّتُوْا اُولٰی الْقُرْبٰی وَالْمَسٰكِیْنَ﴾ یَعْنِیْ مِسْطَحًا اِلٰی قَوْلِهِ ﴿اَلَا تَحِبُّوْنَ اَنْ یَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ

غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۹﴾ حَتَّىٰ قَالَ أَبُو بَكْرٍ بَلَىٰ  
وَاللَّهِ يَا رَبَّنَا إِنَّا لَنُحِبُّ أَنْ تَغْفِرَ لَنَا وَعَادَ  
لَهُ بِمَا كَانَ يَصْنَعُ.

اور نہ اس کو بدلا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ لیکن زینب رضی اللہ عنہا  
سواللہ نے اس کو اس کے دین کے سبب سے بچایا سو نہ کہا اس  
نے مگر نیک اور لیکن اس کی بہن حمنہ سو ہلاک ہوئی ان لوگوں  
میں جو ہلاک ہوئے اور جو اس بہتان میں گفتگو کرتا تھا وہ  
مسطح رضی اللہ عنہ اور حسان رضی اللہ عنہ اور منافق عبداللہ بن ابی تھا اور وہی  
تھا جو چاہتا تھا کہ اس کو لوگوں میں مشہور کرے اور زیادہ کرے  
اور وہی اس طوفان کا بانی مہانی تھا، اور حمنہ سو ابوبکر  
صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ مسطح پر کبھی کچھ خرچ نہ کرے گا سو  
اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہ قسم کھائیں بڑائی والے تم میں،  
آخر آیت تک، مراد اولوالفضل سے ابوبکر ہیں اور مراد قرابت  
والوں اور محتاجوں سے مسطح ہیں یہاں تک کہ کہا صدیق  
اکبر رضی اللہ عنہ نے کیوں نہیں قسم ہے اے رب ہمارے! ہم چاہتے  
ہیں کہ تو ہم کو بخش دے اور جو اس کو دیا کرتے تھے اس کو اس  
کے واسطے پھر جاری کیا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلْيَضْرِبَنَّ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ  
جُيُوبِهِنَّ﴾.

وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ  
يُونُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ  
عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ يَرْحَمُ اللَّهُ  
نِسَاءَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأَوَّلَ لَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ  
﴿وَلْيَضْرِبَنَّ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ﴾  
شَقَقْنَ مَرُوطَهُنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهَا.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی اور چاہیے کہ چھوڑیں  
عورتیں اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر۔  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ رحم کرے اول  
مہاجر عورتوں پر جب اللہ نے یہ آیت اتاری کہ چاہیے کہ  
چھوڑیں اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر تو انہوں نے اپنی  
چادریں پھاڑیں اور اس سے اپنے سینوں کو ڈھانکا۔

فائدہ: یعنی اپنے منہوں کو ڈھانکا اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اوڑھنی کو اپنے سر پر رکھے پھر اس کو دائیں طرف سے  
بائیں کندھے پر ڈالے اور اس کو تنقہ کہتے ہیں کہا فراء نے کہ جاہلیت کے وقت دستور تھا کہ عورت اپنی اوڑھنی اپنی  
بچیلی طرف چھوڑتی اور اگلی طرف تنگی رہتی سو حکم ہوا پردہ کرنے کا اور یہ انصار کی عورتوں کا دستور ہے، کما سیاتی۔

۴۳۸۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی تھیں کہ جب یہ آیت اتری کہ چاہیے کہ چھوڑیں اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر تو عورتوں نے اپنے تہہ بند لیے اور ان کو کناروں کی طرف سے پھاڑا اور اس کے ساتھ اپنے منہ کو ڈھانکا۔

۴۳۸۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَانَتْ تَقُولُ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ «وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ» أَخَذْنَ أُرْزَهْنَ فَشَقَّقْنَهَا مِنْ قِبَلِ الْحَوَاشِي فَاخْتَمَرْنَ بِهَا.

فائدہ: ابن ابی حاتم نے ابن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ذکر کیا ہم نے نزدیک عائشہ رضی اللہ عنہا کے قریش کی عورتوں کو اور ان کی فضیلت کو تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ قریش کی عورتیں البتہ فاضلہ ہیں لیکن قسم ہے اللہ کی نہیں دیکھی میں نے انصار کی عورتوں سے کوئی عورت سخت تر قرآن کی تصدیق میں البتہ اتاری گئی سورہ نور کہ اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر چھوڑیں تو ان کے مردان کی طرف پھرے اور پڑھان پر جو اللہ نے اتارا سو ان میں سے کوئی عورت نہ تھی مگر کہ اپنی چادر کی طرف اٹھی تو انہوں نے صبح کی نماز اپنا سراور منہ ڈھانک کر پڑھی جیسے ان کے سروں پر کوئے ہیں اور ممکن ہے تطبیق دونوں روایتوں میں ساتھ اس طور کے کہ انصار کی عورتوں نے اس طرف جلدی کی۔ (فتح)

### سورۃ الفرقان کی تفسیر کا بیان

### سُورَةُ الْفُرْقَانِ

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ﴿ہباء منشور﴾ کے معنی ہیں وہ چیز کہ ڈالتی ہے اس کو ہوا غبار وغیرہ سے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «هَبَاءٌ مُنْشُورٌ» مَا تَسْفِي بِهِ الرِّيحُ.

فائدہ: ابوسعیدہ نے کہا کہ ہباء منشور وہ چیز ہے جو داخل ہوتی ہے گھر میں تا بدن سے مثل غبار کی ساتھ سورج کے اور نہیں واسطے اس کے کوئی مس اور نہیں دیکھی جاتی سائے میں اور حسن بصری سے روایت ہے کہ اگر کوئی اس کو ہاتھ میں بند کرنا چاہے تو بند نہ کر سکے مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿فجعلناه هباءً منثوراً﴾۔

مد الظل کے معنی ہیں آیت ﴿المد تر الی ربك کیف مد الظل﴾ میں وہ وقت جو طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان ہے اور آیت کے معنی یہ ہیں کہ تو نے نہ دیکھا اپنے رب کی طرف کہ کس طرح دراز کیا سائے کو۔

﴿مَدَّ الظِّلُّ﴾ مَا بَيْنَ طُلُوعِ الْفَجْرِ إِلَى طُلُوعِ الشَّمْسِ.

یعنی ساکن کے معنی ہیں ہمیشہ اور اس آیت ﴿ولو شاء لجعلہ ساکناً﴾ یعنی اگر چاہتا تو کرتا اس کو ہمیشہ رہنے والا۔

﴿سَاكِنًا﴾ دَائِمًا.

﴿عَلَيْهِ دَلِيلًا﴾ طُلُوعُ الشَّمْسِ.

یعنی دلیل کے معنی ہیں چڑھنا آفتاب کا اس آیت میں ﴿ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا﴾ یعنی پھر ٹھہرایا ہم نے سورج کو اس کا راہ بتلانے والا یعنی اگر سورج نہ ہوتا تو سایہ معلوم نہ ہوتا تو گویا سورج اس کا راہ بتلانے والا ہے۔ اور خلفۃ کے معنی ہیں کہ جس سے رات کے وقت عمل فوت ہو وہ اس کو دن میں پائے اور جس سے دن میں فوت ہو وہ اس کو رات میں پائے۔

﴿خَلْفَةً﴾ مَنْ فَاتَهُ فِي اللَّيْلِ عَمَلٌ أَدْرَكَهُ بِالنَّهَارِ أَوْ فَاتَهُ بِالنَّهَارِ أَدْرَكَهُ بِاللَّيْلِ.

فَاتَهُ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً﴾۔

اور کہا حسن نے بیچ تفسیر اس قول اللہ کے کہ بخش ہم کو ہماری عورتوں کی طرف سے یعنی اللہ کی بندگی میں اور نہیں کوئی چیز زیادہ تر ٹھنڈا کرنے والی مسلمان کی آنکھ کو اس سے کہ اپنے محبوب کو اللہ کی بندگی میں دیکھے۔

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا فِي طَاعَةِ اللَّهِ وَمَا شَيْءٌ أَقَرَّ لِعَيْنِ الْمُؤْمِنِ مِنْ أَنْ يَرَى حَبِيبَهُ فِي طَاعَةِ اللَّهِ.

فَاتَهُ: اللہ نے فرمایا ﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ﴾ کسی نے حسن بصری سے پوچھا کہ مراد آنکھ کی ٹھنڈک سے کیا ہے دنیا میں ہے یا آخرت میں اس نے کہا بلکہ دنیا میں قسم ہے اللہ کی وہ یہ ہے کہ بندہ اپنی اولاد سے اللہ کی بندگی دیکھے۔

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ثبورا کے معنی ہیں ویل اللہ نے فرمایا ﴿دَعُوا هَذَا ثُبُورًا﴾ پکاریں گے اس جگہ ویل کو موت کو۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿ثُبُورًا﴾ وَيَلًا.

اور اس کے غیر نے کہا کہ سعیر مذکر ہے اور تسعور اور اضطرام کے معنی ہیں سخت جلانا آگ کا۔ تملی علیہ کے معنی ہیں لکھوائے جاتے ہیں اس پر صبح و شام مشتق ہے املیت اور امللت سے۔

وَقَالَ غَيْرُهُ السَّعِيرُ مَذَكَّرٌ وَالتَّسْعُورُ وَالْإِضْطِرَامُ التَّوَقُّدُ الشَّدِيدُ. ﴿تَمْلَى عَلَيْهِ﴾ تَقْرَأُ عَلَيْهِ مِنْ أَمَلِيَّتٍ وَأَمَلَّتْ.

اور رس کے معنی ہیں کان اور وہ واحد ہے اس کی جمع رساس ہے۔

الرَّسُّ الْمَعْدِنُ جَمْعُهُ رِسَاسٌ.

فَاتَهُ: کہا غلیل نے کہ رس وہ کنواں ہے جو گول نہ ہو اور مجاہد سے روایت ہے کہ رس کنواں ہے اور قتادہ سے

روایت ہے کہ اصحاب الرس یمامہ میں تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کنواں ہے آذر بیجان میں یعنی اس آیت میں ﴿وَعَادُ وَثُمُودَ وَأَصْحَابُ الرِّسِّ﴾۔

ما یعبأ کے معنی ہیں نہیں اعتبار کرتا کہا جاتا ہے تو نے اس کا کچھ اعتبار نہیں کیا یعنی اس کا کچھ اعتبار نہیں کیا اللہ نے فرمایا ﴿قُلْ مَا یَعْبَأُ بِكُمْ رَبِّی﴾ یعنی کہ تمہاری کچھ پرواہ نہیں کرتا میرا اللہ۔

غراما کے معنی ہیں ہلاک اللہ نے فرمایا ﴿ان عذابہا کان غراما﴾۔

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ عتوا کے معنی ہیں سرکشی کی اللہ نے فرمایا ﴿وَعَتُوا عَتَا کَبِیراً﴾۔

اور کہا ابن عیینہ نے کہ عاتیۃ کے معنی ہیں سرکشی کی اس نے خازن یعنی خزانچی پر۔

وَقَالَ ابْنُ عُیَیْنَةَ ﴿عَاتِیۃٌ عَتَتْ عَلَی الْحَزَّانِ﴾۔

فائدہ: یہ لفظ سورۃ الحاقہ میں ہے ذکر کیا ہے اس کو بخاری نے اس جگہ واسطے موافقت قول اللہ کے۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی جو لوگ اٹھائے جائیں گے اوندھے پڑے منہ پر دوزخ کی طرف انہیں کا برا درجہ ہے اور بہت بھکے ہیں راہ سے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ سَبِيلًا﴾۔

۴۳۸۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت! کیا اٹھایا جائے گا کافر قیامت کے دن اپنے منہ پر؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اس کو دنیا میں اس کے دونوں پاؤں پر چلایا کیا وہ قادر نہیں اس پر کہ قیامت کے دن اس کو اس کے منہ کے بل چلائے؟ کہا قنَادہ نے کیوں نہیں! اور قسم ہے ہمارے رب کی عزت کی۔

۴۳۸۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَنَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلَىٰ وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَلَيْسَ الَّذِي أَمْشَاهُ عَلَى الرَّجْلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرًا عَلَىٰ أَنْ يَمْشِيَهُ عَلَىٰ وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ قَنَادَةُ بَلَىٰ وَعِزَّةُ رَبِّنَا۔

فائدہ: حاکم کی روایت میں ہے کہ پوچھے گئے حضرت ﷺ کہ کیا دوزخی لوگ منہ کے بل اٹھائے جائیں گے؟ اور

بزار کے نزدیک ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حشر ہوگا لوگوں کا تین قسم پر ایک قسم جو پایوں پر ہوں گے اور ایک قسم اپنے پاؤں پر چلیں گے اور ایک قسم اپنے مونہوں پر چلیں گے تو کسی نے کہا کہ کس طرح چلیں گے اپنے منہ پر؟ الحدیث اور لیا جاتا ہے مجموعہ حدیثوں سے کہ مقررین سوار ہو کر چلیں گے اور جوان سے کم درجہ مسلمان ہوں گے وہ اپنے قدموں پر چلیں گے اور کفار اپنے منہ کے بل چلیں گے اور یہ جو کہا قسم ہے ہمارے رب کی عزت کی تو ذکر کیا ہے اس کو قتادہ نے واسطے تصدیق قول اس کے کی ایس۔ (فتح)

بابُ قَوْلِهِ ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا﴾ الْأَثَامُ الْعُقُوبَةُ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی اور وہ لوگ جو نہیں پکارتے ساتھ اللہ کے اور معبود کو اور نہیں خون کرتے جان کا جو حرام کی ہے اللہ نے مگر ساتھ حق کے اور حرام کاری نہیں کرتے اور جو کوئی کرے یہ کام وہ ملے گناہ سے اور اٹام کے معنی ہیں عقوبت یعنی گناہ کا بدلہ پائے گا۔

۴۳۸۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ اللہ کے نزدیک کون سا گناہ بہت بڑا ہے؟ فرمایا کہ تو اللہ کے واسطے شریک ٹھہرائے اور حالانکہ تجھ کو اس نے پیدا کیا ہے میں نے کہا پھر کون سا؟ فرمایا پھر یہ کہ تو اپنی اولاد کو مار ڈالے اس ڈر سے کہ تیرے ساتھ کھائے، میں نے کہا پھر کون سا؟ فرمایا پھر یہ کہ تو اپنے ہمسائے کی عورت سے حرام کاری کرے، کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ﷺ کے قول کی تصدیق کے واسطے یہ آیت اتری اور وہ لوگ جو نہیں پکارتے ساتھ اللہ کے اور معبود کو اور نہیں خون کرتے جان کا جو اللہ نے حرام کی مگر ساتھ حق کے۔

۴۳۸۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي مَنصُورٌ وَسَلِيمَانُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ح قَالَ وَحَدَّثَنِي وَاصِلٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ أَوْ سَيْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الذَّنْبِ عِنْدَ اللَّهِ أَكْبَرُ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدَاءً وَهُوَ خَلَقَكَ قُلْتَ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَكَ خَشْيَةٌ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قُلْتَ ثُمَّ أَيُّ قَالَ أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيلَةِ جَارِكَ قَالَ وَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ تَصْدِيقًا لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ﴾



النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ ﴿۴۲۹﴾

**فائدہ:** یہ جو کہا اس ڈر سے کہ تیرے ساتھ کھائے یعنی جہت ایثار نفس اپنے سے اوپر اس کے وقت نہ ہونے اس چیز کے کہ نہ کفایت کرے یا جہت بخل سے ساتھ پانے کے اور حلیلہ سے مراد زوجہ ہے اور وہ ماخوذ ہے حل سے اس واسطے کہ حلال ہوتی ہے وہ واسطے اس کے اور بعض کہتے ہیں حلول سے اس واسطے کہ حلول کرتی وہ ساتھ اس کے اور حلول کرتا ہے وہ ساتھ اس کے اور قتل اور زنا آیت میں مطلق ہیں اور حدیث میں مقید ہیں اسی طرح قتل کرنا پس مقید ہے ساتھ اولاد کے واسطے خوف کھانے کے ہے ساتھ اپنے اور اسی طرح زنا پس مقید ہے ساتھ عورت ہمسائے کے اور استدلال کرنا واسطے اس کے ساتھ آیت کے جائز ہے اس واسطے کہ اگرچہ وارد ہوئی ہے وہ مطلق زنا اور قتل میں لیکن قتل کرنا اس کا اور حرام کاری کرنا ساتھ اس کے بہت بڑا گناہ اور فاحش تر ہے اور البتہ وایت کی ہے احمد نے مقداد بن اسود سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم حرام کاری کے باب میں کیا کہتے ہو؟ اصحاب نے عرض کی کہ حرام ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ حرام کاری کرنا مرد کی ساتھ دس عورتوں کے آسان تر ہے اس پر ہمسائے کی عورت کے ساتھ حرام کاری کرنے سے۔ (فتح)

۴۲۹۰۔ حضرت قاسم بن ابی بزہ سے روایت ہے کہ اس نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جو مسلمان کو جان بوجھ کر مار ڈالے کیا اس کے واسطے بھی توبہ ہے؟ یعنی تو ابن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کی توبہ نہیں تو میں نے اس پر یہ آیت پڑھی وہ لوگ جو نہیں خون کرتے جان کا مگر ساتھ حق کے کہ اس کے اخیر میں ہے کہ جو توبہ کرے اس کی توبہ قبول ہے تو سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے قاسم سے کہا کہ میں نے یہ آیت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر پڑھی جیسے تو نے اس کو مجھ پر پڑھا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ آیت مکی ہے میں گمان کرتا ہوں کہ منسوخ کیا ہے اس کو آیت مدنی نے جو سورہ نساء میں ہے۔

۴۲۹۰۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُسُفَ أَنْ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ بْنُ أَبِي بَزَّةٍ أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ هَلْ لِمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا مِنْ تَوْبَةٍ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ ﴿وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ فَقَالَ سَعِيدٌ قَرَأْتُهَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ كَمَا قَرَأْتُهَا عَلَى فَقَالَ هَذِهِ مَكِّيَّةٌ أَرَاهُ نَسَخَهَا آيَةً مَدْيَنِيَّةً الَّتِي فِي سُورَةِ النِّسَاءِ.

**فائدہ:** یعنی ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ﴾ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورہ نساء سورہ فرقان سے چھ مہینے پیچھے اتری۔

۴۲۹۱۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوفے

۴۲۹۱۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا

والوں نے مسلمان کے مارنے میں جھگڑا کیا یعنی کیا اس کے قاتل کی توبہ قبول ہے یا نہیں؟ تو میں نے اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف کوچ کیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اتری اس چیز میں کہ اخیر اتری اور کسی چیز نے اس کو منسوخ نہیں کیا۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْكُوفَةِ فِي قَتْلِ الْمُؤْمِنِ فَرَحَلْتُ فِيهِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ نَزَلَتْ فِي آخِرِ مَا نَزَلَ وَلَمْ يَنْسَخْهَا شَيْءٌ.

فائدہ: اور وہ آیت یہ ہے ﴿فَجَزَاءُ جَهَنَّمَ﴾۔

۴۳۹۲۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ کے اس قول کے معنی پوچھے ﴿فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمَ﴾ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کی توبہ قبول نہیں اور اللہ کے اس قول کے اور نہیں پکارتے ساتھ اللہ کے اور معبود کو کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ حکم جاہلیت میں تھا۔

۴۳۹۲۔ حَدَّثَنَا إِدْمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمَ﴾ قَالَ لَا تَوْبَةَ لَهُ وَعَنْ قَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ﴾ قَالَ كَانَتْ هَذِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ.

فائدہ: یعنی یہ حکم مکے کے مشرکوں کے حق میں ہے اور سورہ نساء کی آیت اہل اسلام کے حق میں ہے کہ مسلمان ہونے کے بعد کسی مسلمان کو جان بوجھ کر ناحق مارے پس اس کی توبہ قبول نہیں برخلاف مشرکوں کے کہ ان کی توبہ قبول ہے۔ باب قَوْلُهُ ﴿يُضَاعَفُ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدُ فِيهِ مُهَانًا﴾۔

۴۳۹۳۔ ابن ابزی سے روایت ہے کہ کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے معنی پوچھے اور جو مار ڈالے کسی مسلمان کو جان بوجھ کر تو اس کا بدلہ دوزخ ہے اور اس آیت کے اور جو نہیں خون کرتے جان کا جو حرام کی ہے اللہ نے مگر ساتھ حق کے یہاں تک کہ پہنچے ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ﴾ کو یعنی مگر جو توبہ کرے اس کی توبہ قبول ہے سو میں نے اس سے پوچھا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب یہ آیت اتری تو مکے والوں نے کہا کہ ہم نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا اور ناحق خون کیے اور آئے ہم بے حیایوں کو سو اللہ نے یہ حکم اتارا مگر جو توبہ

۴۳۹۳۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ ابْنُ أَبِي سَلٍ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا﴾ وَقَوْلُهُ ﴿وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ﴾ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لَمَّا نَزَلَتْ قَالَ أَهْلُ مَكَّةَ فَقَدْ عَدَلْنَا بِاللَّهِ وَقَدْ قَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ

کرے اور ایمان لائے اور عمل کرے نیک غفوراً رحیماً تک۔

وَأَتَيْنَا الْفَوَاحِشَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿غَفُورًا رَحِيمًا﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور عمل کرے نیک سو ان کو بدل دے گا اللہ برائیوں کی جگہ بھلائیاں اور اللہ ہے بخشنے والے مہربان۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾.

۴۲۹۴۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا مجھ کو عبد الرحمن نے یہ کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان دو آیتوں کے معنی پوچھوں اور جو مار ڈالے مسلمان کو جان بوجھ کر تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کسی چیز نے اس کو منسوخ نہیں کیا اور اس آیت کے اور وہ لوگ جو نہیں پکارتے ساتھ اللہ کے اور معبود کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ مشرکوں کے حق میں اتری۔

۴۲۹۴ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ أَمَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَزْبَى أَنْ أَسْأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا﴾ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لَمْ يَنْسَخْهَا شَيْءٌ وَعَنْ ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ﴾ قَالَ نَزَلَتْ فِي أَهْلِ الشِّرْكِ.

فائدہ: اور حاصل ان روایتوں کا یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کبھی دونوں آیتوں کو ایک محل میں ٹھہراتے تھے اسی واسطے ایک کو منسوخ بتلاتے تھے اور کبھی دونوں کا محل مختلف بتلاتے تھے اور ممکن ہے تطبیق اس کی دونوں کلام میں ساتھ اس طور کے عموم اس آیت کا جو فرقان میں ہے خاص کی گئی ہے اس سے مباشرت مسلمان کے قتل کو جان بوجھ کر اور بہت سلف تخصیص کو نسخ بولتے ہیں اور یہ اولیٰ ہے محمول کرنے کلام اس کی سے تاقض پر اور اولیٰ ہے اس دعویٰ سے کہ وہ نسخ کے ساتھ قائل ہوا پھر اس سے رجوع کیا اور قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ مسلمان جب کسی مسلمان کو جان بوجھ کر مار ڈالے تو اس کی توبہ نہیں مشہور ہے اس سے اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ چیز آئی ہے جو اس سے بھی صریح تر ہے چنانچہ طبری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یہ آیت سورہ نساء کے اخیر اتری کسی چیز نے اس کو منسوخ نہیں کیا یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روح قبض ہوئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد وحی نہیں اتری، ایک مرد نے کہا کہ اگر توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے کہا کہ اس کی توبہ قبول نہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے موافق بہت حدیثیں آئی ہیں ایک ان میں یہ حدیث ہے جو احمد اور نسائی نے معاویہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر گناہ امید ہے کہ اللہ بخشنے مگر جو کافر مرے یا کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے اور جمہور اور تمام اہل سنت

نے کہا کہ جو کچھ اس باب میں وارد ہوا ہے وہ تغلیظ اور تشدید پر محمول ہے یعنی یہ گناہ بہت بڑا ہے اور اس کی سزا بڑی سخت ہے اور کہتے ہیں کہ قاتل کی توبہ قبول ہے مانند اس کے غیر کے اور کہتے ہیں کہ معنی قول اللہ کے ﴿فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ﴾ یہ ہیں اگر چاہے کہ اس کو سزا دے تو اس کی سزا یہی ہے واسطے تمسک کرنے کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے کہ سورہ نساء ہی میں ہے کہ اللہ نہیں بخشا شرک کو اور بخشا ہے سوائے اس کے جس کے واسطے چاہے اور جنت اس میں بنی اسرائیل کے اس مرد کی حدیث ہے جس نے نانوے خون کیے تھے پھر سو پورا کیا پھر کسی اور کے پاس گیا تو اس نے کہا تیری توبہ کو کون مانع ہو سکتا ہے؟ اور جب یہ حکم اگلی امتوں کے واسطے ثابت ہوا تو اس امت کے واسطے بطریق اولیٰ ثابت ہوگا اس واسطے کہ ہلکے کیے ہیں اللہ نے اس امت سے وہ بوجھ جو اگلی امتوں پر تھے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا﴾ اُمّی باب ہے تفسیر اس آیت میں کہ اللہ نے فرمایا سو ہوگا بدلہ اس کا لازم۔

هَلَكَةً.

فائدہ: یعنی جزا ہر عامل کو اپنے عمل کی کہ کیا اور اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ ہلاک ہوگا۔

سُورَةُ الشُّعَرَاءِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَعْبَثُونَ﴾ تَبْنُونَ.

اور کہا مجاہد نے کہ تعبثون کے معنی ہیں بناتے ہو اللہ نے فرمایا ﴿اتبنون بكل ربيع آية تعبثون﴾ یعنی کیا بناتے ہو ہر ٹیلے پر ایک نشان کھیلنے کا۔

﴿هَضِيمٌ﴾ يَتَفَتَّتْ إِذَا مُسَّ.

یعنی ہضم کے معنی ہیں گر پڑتا ہے جب کہ چھوڑا جائے اللہ نے فرمایا ﴿ونخل طلعها هضم﴾ اور کھجوریں کہ ان کا گابھا ہے نازک اور ملائم۔

﴿مُسْحَرِينَ﴾ الْمُسْحُورِينَ.

مسحورین کے معنی ہیں مسحورین یعنی جادو کیے گئے اللہ نے فرمایا ﴿انما انت من المسحورين﴾.

اور لیکہ اور ایکہ جمع ہے ایکہ کی اور وہ جمع شجر کی ہے۔

الَلِيكَةُ وَالْاِيَكَةُ جَمْعُ اِيَكَةٍ وَهِيَ جَمْعُ شَجَرٍ.

فائدہ: کہا یعنی نے یہ صحیح نہیں اور صواب یہ ہے کہ کہا جائے کہ ایکہ واحد ہے اس کی جمع ایک ہے یا ایکہ کی جمع ایک ہے اور اس کے معنی ہیں درخت باہم لپٹے ہوئے، اللہ نے فرمایا ﴿كذب اصحاب الايكة المرسلين﴾۔

﴿يَوْمِ الظُّلَّةِ﴾ اِظْلَالُ الْعَذَابِ اِيَّاهُمْ. يوم الظلة کے معنی ہیں یعنی دن سایہ کرنے عذاب کے کی ان کو اللہ نے فرمایا ﴿فاخذهم عذاب يوم الظلة﴾

یعنی پکڑا ان کو عذاب نے دن سائبان کے یعنی آگ  
سائبان کی شکل میں ظاہر ہوئی۔  
موزون کے معنی ہیں معلوم۔

فائدہ: یہ لفظ سورہ حجر میں ہے ناسخ کی غلطی سے اس جگہ واقع ہوا ہے۔

کالطود کے معنی ہیں مانند پہاڑ کی اللہ نے فرمایا  
﴿فَكَانَ كُلُّ فَرْقٍ كَالطُّودِ الْعَظِيمِ﴾ تو ہو گیا ہر ٹکڑا  
جیسے بڑا پہاڑ۔

﴿كَالطُّودِ﴾ كَالْجَبَلِ

اور شَرْدَمَہ کے معنی ہیں گروہ تھوڑا اللہ نے فرمایا ﴿ان  
هَؤُلَاءِ لَشَرْدَمَةٌ﴾

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿لَشَرْدَمَةٌ﴾ الشَّرْدَمَةُ طَائِفَةٌ قَلِيلَةٌ

فائدہ: مجاہد سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل اس دن چھ لاکھ تھے اور نہیں معلوم ہے گنتی فرعون کے لشکر کی۔ (فتح)  
اور ساجدین کے معنی ہیں نمازی اللہ نے فرمایا  
﴿وَتَقْلِبُكَ فِي السَّاجِدِينَ﴾

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے اس قول میں  
﴿لَعَلَّكُمْ﴾ کانکم۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ﴾ كَانَكُمْ

فائدہ: یعنی یہ تشبیہ کے واسطے ہے اور گویا کہ یہ ان کے گمان میں ہے اس واسطے کہ وہ عمارتوں کو مضبوط کرتے تھے  
واسطے اس گمان کے کہ وہ ان کو اللہ کے حکم سے بچائیں گے تو گویا کہ انہوں نے پتھر سے گھر بنائے جیسے کوئی اعتقاد  
کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ رہے گا۔

ربیع کے معنی ہیں اونچی زمین مانند ٹیلے وغیرہ کی اور یہ  
واحد ہے اس کی جمع ربیعة اور اریاع ہے اور واحد اس کا  
ربیعة ہے اللہ نے فرمایا ﴿بِكُلِّ رِبْعَةٍ﴾

الرَّبِيعُ الْيَفَاعُ مِنَ الْأَرْضِ وَجَمْعُهُ رِبْعَةٌ وَأَرْيَاعٌ وَاحِدُهُ رِبْعَةٌ

مصانع ہر بناء ہے یعنی محل اور قلعے اور بعض کہتے ہیں محل  
مضبوط اللہ نے فرمایا ﴿وَتَتَخَذُونَ مَصْنَعًا﴾

﴿مَصْنَعًا﴾ كُلُّ بِنَاءٍ فَهُوَ مَصْنَعَةٌ

فرہین کے معنی ہیں خوش ہوتے اور فارہین کے بھی  
یہی معنی ہیں اور کہا جاتا ہے فارہین کے معنی ہیں تجربہ  
کار اور قتادہ وغیرہ سے روایت ہے کہ فرہین کے معنی

فَرِهَيْنَ مَرِحَيْنِ ﴿فَارِهَيْنِ﴾ بِمَعْنَاهُ  
وَيُقَالُ فَارِهَيْنَ حَاذِقَيْنِ

ہیں خود پسند اور بعض کہتے ہیں حریص اللہ نے فرمایا ﴿وَتَنحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ﴾۔

یعنی تعثوا کے مصدر کے معنی ہیں سخت فساد اللہ نے فرمایا ﴿وَلَا تَعْتُوا فِي الْأَرْضِ مَفسِدِينَ﴾ اور یہ جو کہا عاث یعنی تو مراد اس کی یہ ہے کہ دونوں الفاظ کے ایک معنی ہیں یہ مراد نہیں کہ تعثوا مشتق ہے عیث سے اور تعثوا مشتق ہے باب عثی یعثوا سے ساتھ معنی افسد کے اور عثی یعثی باب سمع یسمع سے ہے۔

یعنی جبلة کے معنی ہیں خلق اللہ نے فرمایا ﴿وَالْجِبَلَةُ الْأُولِينَ﴾ یعنی اگلی خلقت کو اور جبل کے معنی پیدا کیا گیا اور اس سے ماخوذ ہیں یہ تینوں لفظ ساتھ معنی خلقت کے۔ باب ہے بیان میں اس آیت کے اور نہ رسوا کر مجھ کو جس دن جی کر اٹھیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ کو دیکھیں گے کہ اس پر خاک دھول پڑی ہے سیاہی اس کو لپٹے ہے۔

﴿تَعْتُوا﴾ هُوَ أَشَدُّ الْفَسَادِ عَاثٌ يَعِثُ عَيْثًا۔

﴿الْجِبَلَةُ﴾ الْخَلْقُ جُبِلَ خُلِقَ وَمِنْهُ جُبُلًا وَجِبَلًا وَجِبَلًا يَعْنِي الْخَلْقَ قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ۔  
بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُعْعُونَ﴾۔

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ ابْنِ أَبِي ذَنْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ يَرَى أَبَاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ الْعَبْرَةُ وَالْقَتَرَةُ الْعَبْرَةُ هِيَ الْقَتَرَةُ۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ میں نے تجھ کو اس سے منع کیا تھا تو نے میرا کہا نہ مانا وہ کہے گا میں آج تیری نافرمانی نہ کروں گا اور معلوم ہوا ساتھ اس کے کہ تفسیر غبرۃ کی ساتھ قترۃ کے بخاری کی کلام سے ہے۔

۴۳۹۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ سے ملیں گے پس کہیں گے اے میرے رب!

۴۳۹۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ عَنْ ابْنِ أَبِي ذَنْبٍ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

بے شک تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تو مجھ کو روانہ کرے گا جس دن جی انھیں گے تو اللہ کہے گا کہ میں نے بہشت کو کافروں پر حرام کیا ہے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَلْقَىٰ إِبْرَاهِيمُ أَبَاهُ فَيَقُولُ يَا رَبِّ إِنَّكَ وَعَدْتَنِي أَنْ لَا تُخْزِيَنِي يَوْمَ يُعْتَذِرُونَ فَيَقُولُ اللَّهُ إِنَّنِي حَرَمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِينَ.

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کون سی رسوائی زیادہ ہے میرے باپ ا بعد سے تو وصف کیا ابراہیم علیہ السلام نے نفس اپنے کو ساتھ ا بعد کے بطور فرض کے کہ ان کی شفاعت اپنے باپ کے حق میں قبول نہ ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ ا بعد صفت باپ کی ہے یعنی وہ بہت دور ہے اللہ کی رحمت سے اس واسطے کہ فاسق بعید ہے اس سے پس کافر ا بعد ہوگا اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ہالک ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پکارا جائے گا کہ بہشت میں کوئی مشرک داخل نہ ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ پھر کہا جائے گا اے ابراہیم! دیکھ جو تیرے پاؤں کے نیچے ہے پس نظر کریں گے تو اچانک دیکھیں گے کہ ایک کفتار ہے اپنی گندگی میں آلودہ ہوا سو اس کو پاؤں سے پکڑ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ ان کے باپ کی صورت کو بدل کر کفتار کی صورت بنا ڈالے گا اور بعض نے کہا کہ حکمت بیچ مسخ کرنے اس کے کی کفتار کی صورت پر یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے نفس کو اس سے نفرت ہو اور تاکہ نہ باقی رہے آگ میں اپنی صورت پر کہ ابراہیم علیہ السلام کو رنج ہو اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی صورت کو بدل کر کفتار بنانے میں حکمت یہ ہے کہ کفتار سب حیوانوں سے احمق ہے اور آذر سب آدمیوں سے احمق تھا اس واسطے کہ بعد اس کے کہ اس نے اپنے بیٹے سے معجزے روشن دیکھے اپنے کفر پر جما رہا یہاں تک کہ مر گیا اور اس واسطے کہ ابراہیم علیہ السلام نے مبالغہ کیا واسطے اس کے خضوع اور نرمی میں سو اس نے انکار کیا اور تکبر کیا پس معاملہ کیا گیا ساتھ صفت ذلت کی دن قیامت کے اور اس واسطے کفتار کے واسطے کہ یہ اشارہ ہے اس طرف کہ آذر سیدھا نہ ہوا تاکہ ایمان لاتا بلکہ بدستور اپنی کچی پر رہا۔ اور اسماعیلی نے اس حدیث کی صحت اور اصل میں طعن کیا ہے سو کہا اس نے کہ اس کی صحت میں نظر ہے اس واسطے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معلوم تھا کہ اللہ اپنا وعدہ خلاف نہیں کرتا پس انہوں نے اپنے باپ کی ذلت کو اپنی رسوائی کس طرح ٹھہرائی اور اس کے غیر نے کہا کہ یہ حدیث مخالف ہے واسطے ظاہر اس آیت کے ﴿فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَأَ مِنْهُ﴾ انتہی۔ اور جواب یہ ہے کہ اختلاف کیا ہے اہل تفسیر نے اس وقت میں جس میں ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ سے بیزار ہوئے سو بعض نے کہا کہ یہ دنیا کی زندگی میں تھا جب کہ آذر شرک کی حالت میں مرا یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب مر گیا تو انہوں نے اس کے واسطے بخشش نہ مانگی اور بعض کہتے ہیں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بیزار ہوں گے اس سے دن قیامت کے جب کہ ناامید ہوں گے اس سے وقت صورت بدلنے اس کی کے یعنی جب اس کو کفتار کی صورت میں دیکھیں گے تو اس سے بیزار ہو جائیں گے

اور ممکن ہے تطبیق درمیان دونوں قول کے ساتھ اس طور کے کہ بیزار ہوئے اس سے ابراہیم علیہ السلام جب کہ وہ شرک کی حالت میں مرا سوا نہ ہوں نے اس کے واسطے بخشش مانگنا چھوڑ دی لیکن جب انہوں نے اس کو قیامت کے دن دیکھا تو ان کو اس کے حال پر رحم آیا اور اس کے حق میں دعا مانگی پھر جب اس کو صورت بدلی دیکھا تو اس سے ناامید ہوئے اور بیزار ہوئے اس سے بیزار ہونا ہمیشہ کا اور بعض نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام کو یہ یقین نہ تھا کہ آذر کفر پر مراد واسطے جائز ہونے اس بات کے کہ اپنے دل میں ایمان لایا ہو لیکن ابراہیم علیہ السلام کو اس کے ایمان پر اطلاع نہ ہوئی ہو اور ہو بیزار ہونا ان کا اس سے اس وقت بعد اس حال کے کہ واقع ہوا ہے اس حدیث میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾  
وَاحْفَظْ جَنَاحَكَ ﴿إِنَّ جَانِبَكَ﴾

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ عذاب الہی سے ڈرا اے محمد! اپنے قریب برادری والوں کو اور احفظ جناحک کے معنی ہیں کہ اپنی جانب کو نرم کر یعنی شفقت اور مہربانی سے پیش آ اپنا ہو یا بیگانہ اور نرمی سے دعوت دے۔

۴۳۹۷۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ بْنُ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُو بْنُ مَرْثَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصَّفا فَجَعَلَ يَبْأِدِي يَا بَنِي فِهْرٍ يَا بَنِي عَدِيٍّ لِبَطُونٍ قَرِيشٍ حَتَّى اجْتَمَعُوا فَجَعَلَ الرَّجُلُ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَخْرُجَ أَرْسَلَ رَسُولًا لِيَنْظُرَ مَا هُوَ فَجَاءَ أَبُو لَهُبٍ وَقَرِيشٌ فَقَالَ أَرَأَيْتَكُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا بِالْوَادِي تَرِيدُ أَنْ تُغِيرَ عَلَيْكُمْ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِي قَالُوا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ إِلَّا صِدْقًا قَالَ فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيِ عَذَابٍ شَدِيدٍ فَقَالَ أَبُو لَهُبٍ تَبَّ لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ الْهَذَا

۳۳۹۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ اتری کہ ڈر سنا دے اپنے نزدیک کے ناتے والوں کو تو حضرت ﷺ صفا پہاڑ پر چڑھے سو پکارنے لگے اے فہر کی اولاد! اے عدی کی اولاد! قریش کے قبیلوں کو یہاں تک کہ جمع ہوئے اور جو مرد آپ نہ نکل سکا اس نے اپنا اپنی بھیجا تا کہ دیکھے کیا ہے وہ، سو ابولہب اور قریش آئے تو حضرت ﷺ فرمایا بھلا بتلاؤ تو، کہ اگر میں تم کو خبر دوں کہ دشمن کا لشکر وادی میں ہے تم کو لوٹنا چاہتا ہے تو کیا تم مجھ کو سچا جانو گے؟ انہوں نے کہا ہاں! ہم نے تجھ پر سچ کے سوا کچھ تجربہ نہیں کیا یعنی ہم نے تجھ کو بار بار آزمایا ہے کہ تو کبھی جھوٹ نہیں کہتا فرمایا کہ میں ڈرانے والا ہوں تم کو عذاب سخت سے کہ تمہارے آگے ہے تو ابولہب نے کہا کہ ہلاکت ہو تجھ کو باقی دن کیا اسی بات کے واسطے تو نے ہم کو جمع کیا تھا؟ سو یہ آیت اتری کہ ہلاک ہوں دونوں ہاتھ ابولہب کے اور ہلاک ہو وہ آپ کا م نہ آیا اس کو مال اس کا اور نہ جو کمایا۔



جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ  
مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ﴾.

فائدہ: اس حدیث میں ایک روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ! محمد ﷺ کی بیٹی مانگ مجھ سے میرے مال سے جو چاہے میں تجھ سے اللہ کا عذاب کچھ نہیں ہٹا سکتا تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض مالکیہ نے کہ نہیں داخل ہوتی ہے نیابت نیک عملوں میں یعنی کوئی کسی کی طرف سے نائب ہو کر نیک عمل نہیں کر سکتا اس واسطے کہ اگر یہ جائز ہوتا تو اٹھاتے حضرت ﷺ اس کی طرف سے وہ چیز جو اس کو خلاص کرتی اور جب خود آپ کا عمل اپنی بیٹی کی طرف سے نیابت واقع نہیں ہو سکتا تو پھر غیر کا عمل بطریق اولیٰ واقع نہیں ہوگا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ تھا یہ حکم پہلے اس سے کہ اللہ آپ کو معلوم کروادے کہ وہ سفارش کریں گے جس کی چاہیں گے اور آپ کی شفاعت قبول ہوگی یہاں تک کہ داخل کریں گے بہشت میں ایک قوم کو بغیر حساب کے اور بلند کریں گے درجے ایک قوم کے اور نکالیں گے آگ سے جو اس میں اپنے گناہوں کے سبب سے داخل ہوا یا وہ مقام تخویف اور تحذیر کا مقام تھا یا مراد آپ کی مبالغہ تھا رغبت دلانے میں عمل پر اور ہوگا آپ کے قول میں لا اغنیٰ شینا اضمار یعنی مگر یہ کہ اللہ میرے واسطے شفاعت کی اجازت دے اور یہ جو کہا بھلا بتاؤ تو مراد آپ کی ساتھ اس کے تقریر ان کی ہے ساتھ اس کے کہ وہ آپ کے سچ کو جانتے ہیں جب کہ کسی امر غائب سے خبر دیں۔ (فتح)

۴۳۹۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ اے محمد اپنی قریب برادری والوں کو ڈرنا تو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ اے گروہ قریش کے یا اس کی مانند کوئی کلمہ فرمایا اپنی جانوں کو خرید لو میں تم سے اللہ کا عذاب کچھ نہیں ہٹا سکتا، اے عباس عبدالمطلب کے بیٹے میں تجھ سے اللہ کا کچھ عذاب نہیں ہٹا سکتا، اور اے صفیہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی میں تجھ سے اللہ کا کچھ عذاب نہیں ہٹا سکتا، اور اے فاطمہ محمد ﷺ کی بیٹی مانگ جو چاہے میرے مال سے میں تجھ سے اللہ کا عذاب کچھ نہیں ہٹا سکتا۔

۴۳۹۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ  
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ  
الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ  
أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَنْزَلَ اللَّهُ ﴿وَأَنْذِرْ  
عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ  
أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا اشْتَرَوْا أَنْفُسَكُمْ لَا أُغْنِي  
عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لَا  
أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ  
الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَيَا  
صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللَّهِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ  
اللَّهِ شَيْئًا وَيَا فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِينِي مَا

بَشِّرْ مَنْ مَّالِي لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا  
تَابَعَهُ أَصْبَغُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ  
ابْنِ شِهَابٍ.

**فائدہ:** یہ جو کہا کہ اپنی جانوں کو خرید لو یعنی باعتبار خلاص کرنے ان کے کی آگ سے گویا کہ فرمایا کہ اسلام لاؤ تاکہ عذاب سے بچو پس ہوگا یہ مانند خرید لینے کی گویا کہ ٹھہرایا انہوں نے بندگی کو قیمت نجات کی اور اسی طرح قول اللہ تعالیٰ کا کہ بیشک اللہ نے خرید لی ہیں مسلمانوں کی جانیں سو اس جگہ مسلمان بائع ہے باعتبار حاصل کرنے ثواب کے اور قیمت بہشت ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ سب جانیں اللہ کی ملک ہیں اور یہ کہ جو اس کی فرمانبرداری کرے اس کی بندگی میں اس کے حکموں کے بجالانے میں اس کی منع کی گئی چیزوں سے باز رہنے میں تو پوری دی اس نے جو اس پر ہے قیمت سے اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق اور اس حدیث میں ہے کہ اقرب مرد کا وہ ہے جو جمع کرے اس کو وہ اور جد اعلیٰ اور ہر وہ شخص کہ جمع ہو ساتھ اس کے جد میں جو اس سے قریب درجے میں ہے تو ہوگا وہ قریب تر اس کی طرف اور اقرین کی بحث وصایا میں ہے اور راز پہلے اقرین کے ڈرانے میں یہ ہے کہ جب حجت ان پر قائم ہوگی تو ان کے سوا اور لوگوں کی طرف بڑھے گی نہیں تو ہوں گی وہ علت واسطے بعید تر لوگوں کے باز رہنے میں اور یہ کہ نہ پکڑے اس کو جو پکڑتا ہے قریب کو نرمی سے واسطے قریب کے پس حجت کرے ان سے دعوت اور تخویف میں اسی واسطے نص کی واسطے اس کے ان کے ڈرانے پر اور یہ کہ جائز ہے بلانا کافر کو ساتھ کنیت کے اور اس میں علماء کو اختلاف ہے اور اس اطلاق میں نظر ہے اس واسطے کہ جس نے منع کیا ہے تو اس نے صرف اس جگہ منع کیا ہے جس جگہ کہ سیاق تعظیم کا مشعر ہو بخلاف اس کے جب کہ ہو یہ واسطے مشہور ہونے اس کے کی سوائے غیر اس کے کی جیسا کہ اس جگہ ہے اور احتمال ہے کہ ترک کیا ہو ذکر اس کا ساتھ نام اس کے کی واسطے قبیح ہونے نام اس کے کی اس واسطے کہ اس کا نام عبدالعزیٰ تھا اور ممکن ہے جواب اور وہ یہ ہے کہ کنیت مجرد تعظیم پر دلالت نہیں کرتی بلکہ کبھی نام اشرف ہوتا ہے کنیت سے اسی واسطے اللہ نے پیغمبروں کو ان کے ناموں سے ذکر کیا ہے سوائے ان کی کنیتوں کے۔ (فتح)

سورۃ النمل کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ النَّمْلِ

وَالْحَبَا مَا خَبَأَتْ.

خبا وہ چیز ہے جو چھپائے تو اللہ نے فرمایا ﴿الَا

يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبَا﴾.

**فائدہ:** طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جاتا ہے ہر چھپی چیز کو جو آسمانوں میں اور زمین میں ہے کہا فراء نے کہ نکالتا ہے مینہ کو آسمان سے اور انگوری کو زمین سے۔ (فتح)

﴿لَا قَبْلَ﴾ لَا طَاقَةَ. لَا قَبْلَ کے معنی ہیں نہیں طاقت اللہ نے فرمایا

﴿فَلَنَاتِيهِمْ بِجَنُودٍ لَا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا﴾

صرح ہر گارا ہے کہ پکڑا جائے شیشوں سے اور بعض کہتے ہیں کہ پتھر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ہر بلند عمارت ہے اور صرح محل کو کہتے ہیں یہ واحد ہے اس کی جمع صروح ہے۔

الصَّرْحُ كُلُّ مَلَاطٍ اتَّخَذَ مِنَ الْقَوَارِيرِ وَالصَّرْحُ الْقَصْرُ وَجَمَاعَتُهُ صُرُوحٌ.

فائدہ: روایت کی ہے طبری نے وہب بن منبہ سے کہ حکم کیا سلیمان علیہ السلام نے جنوں کو تو انہوں نے اس کے واسطے بلور سے محل بنایا جیسے وہ سفید پانی ہے پھر اس کے نیچے پانی چھوڑا اور اپنا تخت اس پر رکھا اور اس پر بیٹھے اور جانور اور جن اور انسان ان کے آگے حاضر ہوئے تاکہ دکھلا دیں بلیقہ کو بادشاہی جو اس کی بادشاہی سے بڑی ہے جب بلیقہ نے اس کو دیکھا تو خیال کیا کہ وہ پانی ہے گہرا اور اپنی پنڈلیاں کھولیں تاکہ اس میں بیٹھے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس میں دریا کے جانور چھوڑے مچھلیاں اور مینڈک جب بلیقہ نے اس کو دیکھا تو خیال کیا کہ وہ پانی ہے گہرا اور اپنی دونوں پنڈلیاں کھولیں تو اچانک دیکھا کہ اس کی پنڈلیاں سب لوگوں سے خوبصورت ہیں تو حکم دیا اس کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے تو اس نے اپنی پنڈلیاں ڈھانکیں۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿وَلَهَا عَرْشٌ سَرِيرٌ﴾ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں کہ واسطے اس کے تخت تھا بیش قیمت خوب کاری گری والا اور بھاری قیمت والا۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ سونے سے تھا اور اس کے پائے جواہر اور موتیوں سے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ یا قوت اور زبرد سے جزا تھا اس کی درازی اسی ہاتھ تھی چالیس ہاتھ میں۔ (فتح)

﴿مُسْلِمِينَ﴾ طَائِعِينَ۔

﴿وَأَتُونِي مُسْلِمِينَ﴾

ردف کے معنی ہیں قریب ہوا، اللہ نے فرمایا ﴿عَسَىٰ أَنْ

يَكُونَ رَدْفٌ لَّكُمْ﴾

﴿رَدْفٌ﴾ اقْتَرَبَ۔

جامدہ کے معنی ہیں قائم، اللہ نے فرمایا ﴿وَتَرَىٰ

﴿جَامِدَةً﴾ قَائِمَةً۔

الجبال تحسبها جامدہ وہی تمر مر السحاب﴾

اوز عنی کے معنی ہیں کر مجھ کو، اللہ نے فرمایا ﴿اوز عنی

﴿أَوْزٍ عَنِي﴾ اجْعَلْنِي۔

ان اشكر نعمتك التي انعمت﴾

کہا مجاہد نے نکروا کے معنی ہیں بدل ڈالو روپ اس کا،

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿نَكِّرُوا﴾ غَيِّرُوا۔

اللہ نے فرمایا ﴿نُكْرُوا لَهَا عَرَشَهَا﴾ کہا مجاہد نے کہ جو سرخ تھا اس کی جگہ سبز لگایا گیا اور جو سبز تھا اس کی جگہ زرد لگایا گیا اسی طرح ہر چیز اس کی اپنے حال سے بدلائی گئی۔

یعنی ﴿وَاوتینا العلم﴾ سلیمان علیہ السلام کا قول ہے۔

فائدہ: اور واحدی سے منقول ہے کہ وہ بلقیس کا قول ہے کہ اس نے ان کی پیغمبری کا اقرار کیا اور پہلا قول معتد ہے۔ (فتح)

اور صرح کے معنی ہیں حوض پانی کا کہ سلیمان علیہ السلام نے اس پر شیشے جڑوائے تھے۔

الْصَّرْحُ بَرَكَةُ مَاءٍ ضَرَبَ عَلَيْهَا  
سُلَيْمَانُ ﴿قَوَارِيرَ﴾ أَلْبَسَهَا إِيَّاهُ.

فائدہ: اور مجاہد سے روایت ہے کہ بلقیس نے اپنی پنڈلیاں کھولیں تو ان پر بہت بال تھے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کی دوائی نورہ تجویز کی۔ (فتح)

### سورہ قصص کی تفسیر کا بیان

اللہ نے فرمایا ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾ یعنی ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر ملک اس کا یہ وجہ کے پہلے معنی ہیں اور دوسرے معنی یہ ہیں اور کہا جاتا ہے مگر جس میں اللہ کی رضا مندی مقصود ہو یعنی جو عمل کہ محض اللہ کے واسطے کیا جائے وہ ہمیشہ اور باقی رہے گا۔

### سُورَةُ الْقَصَصِ

﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾ إِلَّا  
مُلْكُهُ وَيُقَالُ إِلَّا مَا أَرِيدَ بِهِ وَجْهَ اللَّهِ.

فائدہ: اور یہ دونوں قول مبنی ہیں خلاف پر کہ اطلاق شے کا اللہ پر جائز ہے یا نہیں سو جو اس کو جائز رکھتا ہے وہ کہتا ہے کہ استثناء متصل ہے اور مراد ساتھ وجہ کے ذات ہے اور عرب تعبیر کرتے ہیں ساتھ اشرف چیز کے تمام سے اور جو کہتا ہے کہ اطلاق شے کا اللہ پر جائز نہیں وہ کہتا ہے کہ استثناء منقطع ہے یعنی لیکن وہ اللہ تعالیٰ ہلاک نہیں ہو گا یا متصل ہے اور مراد ساتھ وجہ کے وہ چیز ہے جو اس کے واسطے کی جائے۔ (فتح)

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ انباء کے معنی اللہ کے اس قول میں جھٹتیں ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ  
الْأَنْبَاءُ﴾ الْحَبَجُ.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ تو راہ نہیں دکھلاتا جس کو چاہے لیکن اللہ راہ دکھلاتا ہے جس کو چاہتا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ  
وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ﴾.

**فائدہ:** نہیں اختلاف ہے ناقلوں کا اس میں کہ یہ آیت ابوطالب کے حق میں اتری اور اس میں اختلاف ہے کہ احببت سے کیا مراد ہے؟ سو بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ تو جس کی ہدایت چاہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جس کو تو اپنی قرابت کے سبب سے راہ دکھانا چاہے۔

۴۳۹۹۔ حضرت مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابوطالب کو موت حاضر ہوئی تو حضرت ﷺ اس کے پاس آئے سو اس کے پاس ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ کو پایا تو حضرت ﷺ نے فرمایا اے چچا لا الہ الا اللہ کہہ لے اس کلمہ کو کہ اللہ کے نزدیک اس کلمہ کے کہنے کے سبب سے تیرے واسطے میں جھگڑوں گا یعنی تیرے اسلام کی گواہی دے کر تجھ کو بخشاؤں گا تو ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ نے کہا کہ کیا تو عبدالمطلب کے دین کو چھوڑتا ہے؟ سو ہمیشہ حضرت ﷺ اس کو کلمہ کہنے کو فرماتے رہے اور وہ دونوں اس کو بار بار یہی بات کہتے رہے کہ کیا تو عبدالمطلب کے دین کو چھوڑتا ہے؟ یہاں تک کہ ابوطالب نے ان سے آخری کلام میں یہی کہا کہ میں عبدالمطلب کے دین پر مرتا ہوں اور کلمہ کہنے سے انکار کیا، حضرت ﷺ نے فرمایا قسم ہے اللہ کی کہ میں تیرے واسطے بخشش مانگے جاؤں گا جب تک مجھ کو تیری بخشش مانگنے سے روک نہ ہوگی پھر اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہیں لائق ہے پیغمبر کو اور ایمانداروں کو کہ مشرکوں کے واسطے دعا کریں مغفرت کی اگرچہ ان کے قراحتی ہوں اور اللہ تعالیٰ نے ابو طالب کے حق میں حکم اتارا سو پیغمبر ﷺ سے فرمایا کہ بیشک تو نہیں راہ دکھلاتا جس کو چاہے لیکن اللہ راہ دکھلاتا ہے جس کو چاہتا ہے۔

۴۳۹۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ فَقَالَ أَيْ عَمِّ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَلِمَةً أَحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ أَرَعَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْزُضُهَا عَلَيْهِ وَيُعِيدُهَا بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ حَتَّى قَالَ أَبُو طَالِبٍ آخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأَبَى أَنْ يَقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهِ لَا سَتَغْفِرُونَ لَكَ مَا لَمْ أَنُكِّ عَنْكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ﴾ وَأَنْزَلَ اللَّهُ فِي أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ﴾

**فائدہ:** یہ جو کہا کہ جب ابوطالب کو موت حاضر ہوئی تو کہا کرمانی نے کہ مراد یہ ہے کہ موت کی علامتیں حاضر ہوئیں نہیں تو اگر معائنہ تک نوبت پہنچے ہوتی تو اس کو ایمان کچھ فائدہ نہ دیتا اگر ایمان لاتا اور دلالت کرتا ہے اس پر جو واقع

ہو اور میان ان کے تکرار سے اور احتمال ہے کہ معائنہ تک نوبت پہنچی ہو لیکن حضرت ﷺ کو امید ہو کہ اگر وہ توحید کا اقرار کرے اگرچہ اسی حالت میں ہو تو اس کو یہ فائدہ دے گا خاص کر اور جائز ہوگی شفاعت اس کی واسطے قربت اس کی کے حضرت ﷺ سے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ باوجود اس کے کہ وہ کفر پر مرا اور توحید کا اقرار نہ کیا پھر بھی حضرت ﷺ نے اس کی بخشش مانگنا نہ چھوڑی بلکہ اس کے واسطے شفاعت کی یہاں تک کہ تخفیف ہوا اس سے عذاب بہ نسبت غیر کی معلوم ہوا کہ یہ حکم خاص اسی کے ساتھ تھا اور کسی کے واسطے نہیں اور یہ جو کہا کہ اس نے کلمہ کہنے سے انکار کیا تو یہ تائید ہے راوی سے صحیح نفی واقع ہونے اس کی کے ابوطالب سے اور شاید سند اس کی یہ ہے کہ اس حال میں اس سے کلمہ سنا نہیں گیا اور اس قدر پر اطلاع ممکن ہے اور احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اطلاع دی ہو اور یہ جو کہا کہ میں تیرے واسطے بخشش مانگے جاؤں گا الخ تو کہا زین بن نمیر نے کہ نہیں ہے مراد مغفرت عام اور بخشش شرک کو بلکہ مراد تخفیف عذاب کی ہے اس سے میں کہتا ہوں اور یہ بڑی غفلت ہے اس واسطے کہ نہیں وارد ہوئی ہے شفاعت واسطے ابوطالب کے صحیح تخفیف عذاب کے اور نہ اس کی طلب سے روک ہوئی اور سوائے اس کے کچھ نہیں واقع ہوئی تھی طلب مغفرت عام سے کہ سب گناہوں کو شامل ہو یہاں تک کہ شرک کو بھی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جائز ہوئی یہ طلب مغفرت کی حضرت ﷺ کو واسطے اقتدا کرنے کے ساتھ ابراہیم علیہ السلام کے پھر اس کا حکم منسوخ ہوا اور اس حدیث میں اشکال ہے اس واسطے کہ وفات ابوطالب کی بالاتفاق مکہ میں تھی ہجرت سے پہلے اور ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے جب عمرہ کیا تو اپنی ماں کے واسطے بخشش مانگنے کی اللہ سے اجازت مانگی تو یہ آیت اتری اور احتمال ہے کہ آیت پیچھے اتری ہو اگرچہ اس کا سبب مقدم ہو اور احتمال ہے کہ اس کے دو سبب ہوں ایک مقدم اور وہ ابوطالب کا امر ہے اور ایک متاخر اور وہ حضرت ﷺ کی ماں کا امر ہے اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جس نے کبھی کوئی نیکی نہ کی ہو اگر مرتے وقت کلمہ شہادت پڑھے یعنی لا الہ الا اللہ کے ساتھ گواہی دے تو حکم کیا جائے ساتھ اس کے اسلام کے اور جاری کیے جائیں اس پر احکام مسلمانوں کے اور اگر اس کی زبان کی گواہی اس کے دل کے عقد کے ساتھ مقرون ہو تو اس کو یہ اللہ کے نزدیک نفع دیتا ہے بشرطیکہ دنیا کی زندگی سے امید منقطع ہونے کی حد کو نہ پہنچا ہو اور فہم خطاب اور جواب دینے سے عاجز نہ ہوا ہو اور وہ وقت معائنہ کا ہے اور اسی کی طرف اشارہ ہے ساتھ اس آیت کے ﴿وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ﴾، واللہ اعلم۔

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اولی القوۃ کے معنی ہیں نہیں اٹھاتی تھی اس کو ایک جماعت مردوں کی، اللہ نے فرمایا ﴿ان مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءَ بِالْعَصْبَةِ أُولَى الْقُوَّةِ﴾۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «أُولَى الْقُوَّةِ» لَا يَرْفَعُهَا الْعَصْبَةُ مِنَ الرِّجَالِ۔

﴿تَتَوَّءُ﴾ لَتُنْقِلُ.

﴿فَارِغًا﴾ إِلَّا مِنْ ذِكْرِ مُوسَى.

﴿الْفَرِحِينَ﴾ الْمَرِحِينَ.

﴿قُصِيهِ﴾ اتَّبِعِي أَثَرَهُ وَقَدْ يَكُونُ أَنْ يَقْصَرَ الْكَلَامُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿نَحْنُ نُقْصِرُ عَلَيْكَ﴾.

﴿عَنْ جُنُبٍ﴾ عَنْ بُعْدٍ عَنْ جَنَابَةٍ وَاحِدٍ وَعَنْ اجْتِنَابٍ أَيْضًا. نَبِطُشٌ وَنَبِطُشٌ.

﴿يَأْتِمِرُونَ﴾ يَتَشَاوَرُونَ.

الْعُدْوَانُ وَالْعُدَاءُ وَالْتَعَدَى وَاحِدٌ.

﴿أَنْسَ﴾ أَبْصَرَ.

الْجَذْوَةُ قِطْعَةٌ غَلِيظَةٌ مِنَ الْخَشَبِ لَيْسَ فِيهَا لَهَبٌ وَالشَّهَابُ فِيهِ لَهَبٌ.

وَالْحَيَّاتُ أَجْنَاسُ الْجَبَانِ وَالْأَفَاعِي وَالْأَسَاوِدُ.

﴿رِدْءًا﴾ مُعِينًا.

لَتَوَّءُ کے معنی ہیں بھاری ہوتی تھیں۔

فارغا کے معنی ہیں خالی ہر چیز سے مگر ذکر موسیٰ کے سے،

اللہ نے فرمایا ﴿واصبح فؤاد ام موسیٰ فارغا﴾.

فرحین کے معنی ہیں مریحین یعنی خوشی کرنے والے، اللہ

نے فرمایا ﴿ان الله لا يحب الفرحين﴾.

قصیہ کے معنی ہیں کہ اس کے پیچھے جا اور کبھی قص کے معنی بیان کرنے کے ہوتے ہیں، اللہ نے فرمایا ہم بیان کرتے ہیں تجھ پر، اللہ نے فرمایا ﴿وقالت لاخته قصیه﴾.

جنب کے معنی ہیں دور سے اور جنابۃ اور اجتناب کے بھی

یہی معنی ہیں اللہ نے فرمایا ﴿فبصرت به عن جنب﴾.

یعنی دونوں لفظوں کے ایک معنی ہیں۔

یأتمرون کے معنی ہیں مشورہ کرتے ہیں، اللہ نے

فرمایا ﴿ان الملائمأتمرون بك ليقتلوك﴾.

ان تینوں لفظوں کے ایک معنی ہیں زیادتی، اللہ نے فرمایا

﴿فلاعدوان﴾.

انس کے معنی ہیں دیکھی، اللہ نے فرمایا ﴿آنس من

جانب الطور ناراً﴾.

جذوة کے معنی ہیں ٹکڑا موٹا لکڑی کا جلا ہوا جس میں

لیٹ نہ ہو یعنی انگارا اور شہاب وہ انگارا ہے جس میں

لیٹ ہو۔

اور سانپ کئی قسم ہیں ایک جان ایک افاعی اور ایک

اساود، اللہ نے فرمایا ﴿کانها حية تسعی﴾ اس کی شرح

بدء الخلق میں گزر چکی ہے۔

ردء کے معنی ہیں مددگار، اللہ نے فرمایا ﴿فارسله معی

ردء ا یصدقنی﴾.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یصدقنی کے معنی ہیں تاکہ میری تصدیق کرے۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا بیچ تفسیر آیت ﴿سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ﴾ کے کہ ہم تیری مدد کریں گے جب تو کسی کو زور دے تو تو نے اس کے واسطے عضد ٹھہرایا۔

مقبوحین کے معنی ہیں ہلاک کیے گئے، اللہ نے فرمایا ﴿وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ هُمْ مِنَ الْمَقْبُوحِينَ﴾۔

وصلنا کے معنی ہیں بیان کیا ہم نے اور پورا کیا ہم نے، اللہ نے فرمایا ﴿وَلَقَدْ وَصَلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ﴾۔

یجبی کے معنی ہیں کھینچے جاتے ہیں، اللہ نے فرمایا ﴿يَجْبِي إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ﴾۔

بطرت کے معنی ہیں سرکشی کی، اللہ نے فرمایا ﴿وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطَرَتْ مَعِيشَتَهَا﴾ یعنی بہت ہلاک کیں ہم نے بستیاں جو حد سے بڑھ گئی تھیں گزران میں۔

ام القرئی سے مراد مکہ ہے اور جو اس کے گرد ہے، اللہ نے فرمایا ﴿حَتَّى يَبْعَثَ فِي أُمِّهِمْ رَسُولًا﴾۔

تکن کے معنی ہیں جو چھپاتے ہیں، اللہ نے فرمایا ﴿وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ﴾ کہا جاتا ہے اکنت الشی میں نے اس کو چھپایا اور کنتہ کے معنی بھی یہی ہیں کہ میں نے اس کو چھپایا اور اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ میں نے اس کو ظاہر کیا اور یہ لفظ اضداد سے ہے۔

یعنی اللہ کے قول ﴿وَيَكُنَّ اللَّهُ﴾ کے معنی ہیں کیا تو نے نہیں جانا کہ اللہ فراخ کرتا ہے روزی جس پر چاہے اور تنگ کرتا ہے جس پر چاہے یعنی یيسط کے معنی ہیں

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿يُصَدِّقُنِي﴾۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿سَنَشُدُّكَ كُلَّمَا عَزَزْتَ شَيْئًا فَقَدْ جَعَلْتَ لَهُ عَضُدًا﴾۔

﴿مَقْبُوحِينَ﴾ مُهْلِكِينَ۔

﴿وَصَلْنَا﴾ بَيْنَاهُ وَاتَّمَمْنَاهُ۔

﴿يُجْبِي﴾ يُجْلِبُ۔

﴿بَطَرَتْ﴾ أَشْرَتْ۔

﴿فِي أُمِّهَا رَسُولًا﴾ أُمُّ الْقُرَيْ مَكَّةَ وَمَا حَوْلَهَا۔

﴿تُكِنُّ﴾ تُخْفِي أَكُنْتُ الشَّيْءَ أَخْفَيْتُهُ وَكَنْتُهُ أَخْفَيْتُهُ وَأَظْهَرْتُهُ۔

﴿وَيَكُنَّ اللَّهُ﴾ مِثْلُ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ يَوْسَعُ عَلَيْهِ وَيُضِيقُ عَلَيْهِ۔



فراخ کرتا ہے اور یقہ رکے معنی ہیں تنگ کرتا ہے۔

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ تحقیق جس اللہ نے اتارا تجھ پر قرآن وہ پھیرنے والا ہے تجھ کو پہلی جگہ کو۔

۳۴۰۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ وہ تجھ کو پھیرنے والا ہے پہلی جگہ کو کہا کہ پہلی جگہ سے مراد مکہ ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ﴾ الْآيَةَ.

۴۴۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِقَاتٍ أَخْبَرَنَا يُعْلَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الْعُصْفَرِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿لَرَأَيْتُكَ إِلَى مَعَادٍ﴾ قَالَ إِلَى مَكَّةَ.

فائدہ: ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیا ہے کہ بہشت کی طرف اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تجھ کو قیامت کے دن زندہ کرے گا۔

سُورَةُ الْعَنْكَبُوتِ

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ﴾ ضَلَلَةً.

سورہ عنکبوت کی تفسیر کا بیان

کہا مجاہد نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ﴾ کے معنی ہیں کہ تھے ہوشیار گمراہی میں کہا قتادہ نے کہ خوش تھے ساتھ گمراہی اپنی کے۔

﴿فَلْيَعْلَمَنَّ اللَّهُ﴾ کے معنی ہیں کہ اللہ نے نے جانا اس کو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ قول بجائے اس قول کے ہے کہ چاہیے کہ اللہ جدا کرے مانند قول اللہ کے تاکہ اللہ جدا کرے ناپاک کو، اللہ نے فرمایا ﴿فَلْيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا﴾.

﴿فَلْيَعْلَمَنَّ اللَّهُ﴾ عِلِمَ اللَّهُ ذَلِكَ إِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ فَلْيَمِيزِ اللَّهُ كَقَوْلِهِ ﴿لِيَمِيزَ اللَّهُ الْحَيِّثَ مِنَ الطَّيِّبِ﴾.

یعنی ائصال اللہ کے معنی اللہ کے اس قول میں

ہیں اپنے گناہ۔

﴿أَتَقَالَا مَعَ أَتْقَالِهِمْ﴾ أَوْزَارًا مَعَ أَوْزَارِهِمْ.

فائدہ: قتادہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جو کسی قوم کو گمراہی کی طرف لائے تو اس کو بھی اس کے برابر گناہ ہوتا ہے۔

سورہ روم کی تفسیر کا بیان

فلا یروا سے مراد یہ ہے کہ جو دے اس حال میں کہ چاہتا ہوا فضل اس سے یعنی کسی کو قرض دے اس غرض

سُورَةُ الرُّومِ

﴿فَلَا يَرْبُوا عِنْدَ اللَّهِ﴾ مَنْ أَعْطَى عَطِيَّةً يَتَّعَى أَفْضَلَ مِنْهُ فَلَا أَجْرَ لَهُ فِيهَا.

سے کہ اس کے بدلے میں اس سے عمدہ چیز لے تو اس کو  
اس میں ثواب نہیں، اللہ نے فرمایا ﴿وَمَا آتِيَهُمْ مِنْ رَّبِّهِمْ  
لِيَرْبُوا فِي أَمْوَالِ النَّاسِ﴾۔

فائدہ: ضحاک سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ یہ ہے سود حلال کرنا کچھ چیز کسی کو تحفہ بھیجتا ہے تاکہ اس کو  
اس سے افضل بدلہ ملے تو اس میں نہ اس کو ثواب ہے نہ گناہ اور بعض نے اس کے یہ معنی کیے ہیں کہ جو تم دوسود پر کہ  
بڑھتا رہے لوگوں کے مال میں وہ نہیں بڑھتا اللہ کے ہاں۔

قَالَ مُجَاهِدٌ «يُحْبِرُونَ» يُنْعَمُونَ۔

کہا مجاہد نے کہ یحبرون کے معنی ہیں نعمت دیے جائیں  
گے، اللہ نے فرمایا ﴿فَمَا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا  
الصَّالِحَاتِ فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبِرُونَ﴾ اور ابن  
عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بہشت میں تعظیم کیے  
جائیں گے۔

﴿يَمْهَدُونَ﴾ يُسَوُّونَ الْمَصَاجِعَ۔

یعنی یمہدون کے معنی ہیں کہ اپنے واسطے بچھونے  
بچھاتے ہیں اور برابر کرتے ہیں اور ان پر چلتے ہیں قبر  
میں یا بہشت میں، اللہ نے فرمایا ﴿وَمِنْ عَمَلٍ صَالِحٍ  
فَلَا نَفْسُهُمْ يَمْهَدُونَ﴾۔

﴿الْوَدْقُ﴾ الْمَطَرُ۔

اور ودق کے معنی ہیں مینہ، اللہ نے فرمایا ﴿وَتَرَى  
الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ﴾۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «هَلْ لَكُمْ مِمَّا مَلَكَتْ  
أَيْمَانُكُمْ» فِي الْأَلْهَةِ . وَفِيهِ  
«تَخَافُونَهُمْ» أَنْ يَرْتَفِعُوا كَمَا يَرْتَفِعُ  
بَعْضُكُمْ بَعْضًا۔

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے اس قول میں کہ کیا ہے  
کوئی واسطے تمہارے لونڈی غلاموں سے شریک کہا ابن  
عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یہ آیت بتوں وغیرہ کے حق میں ہے  
جن کو اللہ کے علاوہ پوجتے تھے اور ان کے حق میں تم  
ڈرتے ہو کہ تمہارے وارث بنیں جیسے بعض تمہارا بعض کا  
وارث ہوتا ہے۔

فائدہ: اور ضمیر اس کے قول فیہ میں واسطے اللہ کے ہے یعنی یہ مثل واسطے اللہ کے اور بتوں کے پس اللہ مالک ہے اور  
بت مملوک ہیں اور یہ معلوم ہے کہ مملوک مالک کے برابر نہیں ہوتا اور قتادہ سے روایت ہے کہ یہ مثل ہے بیان کیا ہے

اس کو اللہ نے واسطے اس شخص کے جو اللہ کی مخلوق میں سے کسی چیز کو اس کے برابر ٹھہرائے، فرماتا ہے کہ کیا تم میں سے کسی کا غلام اس کے بچھونے اور بیوی میں شریک ہے؟ اسی طرح نہیں راضی ہوتا اللہ یہ کہ اس کی مخلوق سے کسی کو اس کے برابر ٹھہرایا جائے۔ (فتح)

﴿يَصَّدَّعُونَ﴾ يَتَفَرَّقُونَ ﴿فَاصَّدَّعُ﴾

یصدعون کے معنی ہیں جدا جدا ہوں گے، اللہ نے فرمایا ﴿یومئذ یصدعون﴾ اور رہا قول اس کا فاصدع سو یہ اشارہ ہے اللہ کے قول کی طرف ﴿فاصدع بما تؤمر﴾ یعنی فرق کر درمیان حق اور باطل کے ساتھ بلانے کے اللہ کی طرف۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا ضَعْفٌ اور ضَعْفٌ دو لغتیں ہیں اور دونوں کے معنی ایک ہیں یعنی ناطاقتی، اللہ نے فرمایا ﴿اللہ الذی خلقکم من ضعف﴾

اور کہا مجاہد نے کہ سَوَای کے معنی ہیں برائی یعنی برا کرنے والوں کا بدلہ برائی ہے، اللہ نے فرمایا ﴿ثم کان عاقبة الذین اساؤا لسوای ان کذبوا﴾ یعنی جنہوں نے کفر کیا ان کا بدلہ عذاب ہے۔

۴۴۰۱۔ مروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ایک مرد حدیث بیان کرتا تھا کاندہ میں کہ نام ہے ایک جگہ کا کوفہ میں سو اس نے کہا کہ قیامت کے دن دھواں آئے گا سو منافقوں کے کان اور آنکھ کو پکڑے گا ایماندار کو جیسے زکام سو ہم گھبرائے سو میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور وہ تکیہ کیے تھے سو وہ سن کر غضبناک ہوئے اور سیدھے ہو بیٹھے اور کہا کہ جو جانے سو چاہیے کہ کہے اور جو نہ جانے تو چاہیے کہ کہے، اللہ اعلم یعنی اللہ خوب جانتا ہے اس واسطے کہ علم سے ہے یہ کہ کہے جس چیز کو نہ جانتا ہو میں نہیں جانتا اس واسطے کہ اللہ نے اپنے پیغمبر ﷺ سے فرمایا تو کہہ میں تم سے اس پر کوئی

وَقَالَ غَيْرُهُ ضَعْفٌ وَضَعْفٌ لَفَتَانِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿السَّوَايَ﴾ الْإِسَاءَةُ  
جَزَاءُ الْمُسِيئِينَ

۴۴۰۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ وَالْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي الصُّخْرِی عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يُحَدِّثُ فِي كِنْدَةَ فَقَالَ يَجِيءُ دُخَانٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَأْخُذُ بِأَسْمَاعِ الْمَنَافِقِينَ وَأَبْصَارِهِمْ يَأْخُذُ الْمُؤْمِنِينَ كَهَيْئَةِ الزُّكَّامِ فَفَرَّغْنَا فَاتَيْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ وَكَانَ مَتَكِنًا فَعَصَبَ فَجَلَسَ فَقَالَ مَنْ عَلِمَ فَلْيَقُلْ وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ فَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ يَقُولَ لِمَا لَا يَعْلَمُ لَا أَعْلَمُ فَإِنَّ اللَّهَ قَالَ

مزدوری نہیں مانگتا اور نہیں میں تکلف کرنے والوں سے پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے دخان کا قصہ بیان کیا اور اس کا بیان یوں ہے کہ کفار قریش نے اسلام لانے میں دیر کی (اور حضرت ﷺ کو نہایت تکلیف دی) تو حضرت ﷺ نے ان پر بددعا کی، سو فرمایا کہ الہی! میری مدد کر ان پر سات برس کا قحط ڈال کر یوسف علیہ السلام کا سا قحط سات برس کا یعنی جیسا حضرت یوسف علیہ السلام کے وقت میں قحط پڑا تھا سو ان کو قحط نے پکڑا یہاں تک کہ اس میں ہلاک ہوئے اور مردار اور ہڈیوں کو کھایا اور مرد آسمان اور زمین کے درمیان دھواں سادیکھتا تھا سو ابوسفیان حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ اے محمد! تو آیا ہے برادری سے سلوک کرنے کا حکم کرتا ہے اور البتہ تیری قوم ہلاک ہوئی سو اللہ سے دعا مانگ کہ قحط دور ہو سو حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی سو تو انتظار کر جس دن لائے آسمان دھواں صریح اللہ کے قول عائدون تک کیا پس کھولا جائے گا ان سے عذاب آخرت کا جب آیا پھر اپنے کفر کی طرف پھر گئے سو یہی مطلب ہے اللہ کے اس قول کا جس دن ہم پکڑیں گے بڑی پکڑ یعنی مراد بڑی پکڑ کے دن سے جنگ بدر کا ہے اور مراد لڑنا سے جنگ بدر کا دن ہے ﴿الْمَغْلَبَتِ الرُّومِ﴾ الآیۃ اور روم کے معنی گزر چکے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح استقاء میں گزر چکی ہے اور بیان دخان کا سورہ دخان میں آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ اور یہ جو کہا کہ علم سے ہے یہ کہ کہے جس کو نہ جانتا ہو میں نہیں جانتا یعنی جدا کرنا معلوم کا مجہول سے ایک قسم ہے علم سے اور یہ موافق ہے واسطے اس چیز کے کہ مشہور ہے کہ لا ادری آدھا علم ہے اور اس واسطے کہ قول غیر معلوم چیز میں قسم ہے تکلف سے۔ (فتح) مفسرین نے لکھا ہے کہ مراد دخان سے آیت میں وہ دھواں ہے جو قیامت کی نشانیوں میں سے ہے پس ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اس سے انکار کرنا موجب تعجب ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَا تَبْدِيلَ لِمَخْلَقِ اللَّهِ﴾ لِذَيْنِ

اللہ کے یعنی واسطے دین اللہ کے خلق الاولین سے مراد دین ہے اور فطرت سے مراد اسلام ہے، اللہ نے فرمایا ﴿اَنَا هَذَا خَلْقُ الْاَوَّلِينَ﴾

اللَّهُ خَلَقَ الْاَوَّلِينَ دِينَ الْاَوَّلِينَ وَالْفِطْرَةَ الْاِسْلَامَ.

۴۴۰۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی لڑکا نہیں مگر کہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی کرتے ہیں یا نصرانی کرتے ہیں یا مجوسی کرتے ہیں جیسے جتنا ہے چوپایہ چوپائے کو درست اور صحیح الاعضاء کیا تم اس میں کن کٹا دیکھتے ہو یعنی اصل پیدائش میں کوئی کن کٹا نہیں ہوتا اس کے بعد اس کے مالک اس کا ناک کان کاٹ ڈالتے ہیں اسی طرح لڑکا بھی اول اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے بعد اس کا دین بدل جاتا ہے پھر یہ آیت پڑھی پیروی کر اللہ کے دین کی جس پر لوگوں کو پیدا کیا نہیں ہے بدن واسطے دین اللہ کے یہ ہے دین درست۔

۴۴۰۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجَّسَانِهِ كَمَا تُنْتَجِجُ الْبَهِيمَةُ بِهَيْمَةٍ جَمْعَاءَ هَلْ تُحْسِنُونَ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ ثُمَّ يَقُولُ ﴿فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ﴾.

فائدہ: اس حدیث کی شرح جناز میں گزر چکی ہے۔

سورہ لقمان کی تفسیر کا بیان  
باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ بیشک  
شرک بڑا ظلم ہے۔

سُورَةُ لَقْمَانَ

بَابُ ﴿لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾.

۴۴۰۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان میں ظلم کو نہ ملایا ان کو قیامت میں امن و ایمان ہے تو یہ بات اصحاب پر بہت بھاری گزری اور انہوں نے کہا کہ ہم لوگوں میں کون ایسا ہے جس نے اپنے ایمان میں ظلم کو نہیں ملایا؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کا یہ مطلب نہیں کیا تو نہیں سنتا جو لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے بیٹا! اللہ کا شریک نہ ٹھہرانا بیشک شرک کرنا بڑا ظلم ہے۔

۴۴۰۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ شَقَّ ذَلِكَ عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوا أَيْنَا لَمْ يَلْبِسْ إِيمَانَهُ بِظُلْمٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَيْسَ بِذَلِكَ

أَلَا تَسْمَعُ إِلَى قَوْلِ لُقْمَانَ لَانِبِهِ ﴿۱۹﴾  
الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴿۲۰﴾

فائدہ: اس کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾  
باب ہے اس آیت کی تفسیر کے بیان میں کہ تحقیق اللہ ہی  
کے پاس ہے علم قیامت کا یعنی وقت قائم ہونے اس  
کے کا۔

۴۴۰۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن  
حضرت ﷺ لوگوں میں ظاہر بیٹھے تھے کہ اچانک ایک مرد چلتا  
آپ کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! ایمان کی کیا  
حقیقت ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو دل  
سے مانے اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کے پیغمبروں کو  
اور اس کے ملنے کو اور قیامت کو پھر اس نے کہا کہ یا حضرت!  
اسلام کی کیا حقیقت ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسلام یہ  
ہے کہ تو اللہ کی بندگی کرے اور کسی چیز کو اس کے ساتھ شریک  
نہ ٹھہرائے اور نماز کو قائم رکھے اور زکوٰۃ فرض دے اور  
رمضان کا روزہ رکھے پھر اس نے کہا کہ یا حضرت! احسان کی  
کیا حقیقت ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ  
تو اللہ کی اس طرح عبادت کرے جیسے کہ تو اس کو دیکھ رہا ہو سو  
اگر اس طرح کا دیکھنا تجھ سے نہ ہو سکے تو یوں جان کہ وہی تجھ  
کو دیکھتا ہے پھر اس نے کہا یا حضرت! قیامت کب ہوگی؟  
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جواب دینے والا پوچھنے والے سے  
اس کو زیادہ تر نہیں جانتا یعنی قیامت کے نہ جاننے میں، میں  
اور تم دونوں برابر ہیں لیکن میں تجھ کو اس کی کچھ نشانیاں بتلاتا  
ہوں اس کی نشانی یہ ہے کہ لونڈی اپنے مالک کو بنے یعنی  
قیامت کے قریب کثیر زادوں کی کثرت ہوگی یہ ہے ایک

۴۴۰۴۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي  
حَيَّانَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ كَانَ يَوْمًا بَارِئًا لِلنَّاسِ إِذْ أَتَاهُ  
رَجُلٌ يَمْشِي فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا  
الْإِيمَانُ قَالَ الْإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ  
وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَلِقَائِهِ وَتُؤْمِنَ  
بِالْبَعْثِ الْآخِرِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا  
الْإِسْلَامُ قَالَ الْإِسْلَامُ أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ وَلَا  
تُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ  
الزَّكَاةَ الْمَقْرُوضَةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ قَالَ يَا  
رَسُولَ اللَّهِ مَا الْإِحْسَانُ قَالَ الْإِحْسَانُ أَنْ  
تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ  
فَإِنَّهُ يَرَاكَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى السَّاعَةُ  
قَالَ مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ  
وَلَكِنْ سَأَخْبِطُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا إِذَا وَلَدَتْ  
الْمَرْأَةُ رَبَّتَهَا فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا وَإِذَا  
كَانَ الْحَفَاةُ الْعُرَاةَ رُؤُوسَ النَّاسِ فَذَاكَ  
مِنْ أَشْرَاطِهَا فِي خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ

﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ﴾ ثُمَّ انْصَرَفَ الرَّجُلُ فَقَالَ رُدُّوْا عَلَيَّ فَأَخَذُوا لِيَرُدُّوْا فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا فَقَالَ هَذَا جِبْرِيلُ جَاءَ لِيُعَلِّمَ النَّاسَ دِينَهُمْ.

نشانی اس کی نشانیوں سے اور جب ننگے پاؤں، ننگے بدن والے لوگوں کے سردار ہوں تو یہ ہے دوسری نشانی اس کی نشانیوں سے یہ ہے کہ قیامت کا علم ان پانچ چیزوں میں ہے ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا بیشک اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کا علم اور اتارتا ہے مینہ کو اور جانتا ہے جو عورتوں کے پیٹ میں ہے لڑکی ہے یا لڑکا پھر وہ مرد پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو میرے پاس پھیر لاؤ سو اس کو تلاش کرنے لگے تاکہ اس کو پھیر لائیں تو انہوں نے کچھ چیز نہ دیکھی یعنی معلوم نہیں کہاں چلا گیا، حضرت ﷺ نے فرمایا یہ جبرائیل علیہ السلام تھے آئے تھے لوگوں کو دین سکھانے کو۔

**فائدہ:** ایک روایت میں ہے کہ غیب کی چابیاں پانچ ہیں ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، کہا شیخ ابو محمد نے کہ تعبیر کی ساتھ چابیوں کے واسطے قریب کرنے امر کے سامع پر یعنی تاکہ سامع کو خوب سمجھ میں آجائے اس واسطے کہ جو چیز کہ تیرے اور اس کے درمیان پردہ ہے وہ تجھ سے غائب ہے اور پہنچنا طرف پہچان اس کی کے عادت میں دروازے سے ہوتا ہے پس جب دروازہ بند ہو تو چابی کی حاجت ہوتی ہے اور جب چابی کی جگہ معلوم نہیں جس کے ساتھ غیب پر اطلاع ہوتی ہے تو جو چیز چھپی ہے اس پر کیسے اطلاع ہو سکتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ پانچ چیزیں ہیں کہ اللہ کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا اور زیادہ کیا جاتا ہے اس جگہ کہ یہ ممکن ہے کہ مستفاد ہو دوسری آیت سے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ﴾ پس مراد ساتھ غیب منفی کے بیچ اس کے وہی غیب ہے جو سورہ لقمان کی اس آیت میں مذکور ہے اور لیکن قول اللہ تعالیٰ کا ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يَظْهَرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدٌ إِلَّا مَنْ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ﴾ پس ممکن ہے یہ کہ تفسیر کیا جائے ساتھ اس چیز کے کہ طیلسی کی حدیث میں ہے کہ تمہارے پیغمبر ﷺ کو غیب کی چابیاں دی گئیں مگر پانچ چیزیں پھر یہ آیت پڑھی اور چنانچہ جو ثابت ہو چکا ہے ساتھ نص قرآن کے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں تم کو خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو گھر میں جمع رکھتے ہو اور یہ کہ یوسف علیہ السلام نے کہا کہ میں تم کو کھانے سے پہلے خواب کا مطلب بتلا دوں گا اور سوائے اس کے جو ظاہر ہوا ہے معجزوں اور کرامتوں سے سوکل یہ ممکن ہے کہ مستفاد ہو استثناء سے جو بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ہے ﴿إِلَّا مَنْ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ﴾ اس واسطے کہ یہ تقاضا کرتا ہے اطلاع کو اور بعض غیب چیزوں کے اور ولی تابع ہے واسطے رسول کے ساتھ اس کے اکرام کیا جاتا ہے اور فرق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ پیغمبر مطلع ہوتا ہے اس پر ساتھ سب قسموں وحی کے اور

ولی نہیں واقف ہوتا اس پر مگر ساتھ خواب کے یا الہام کے، واللہ اعلم۔ اور دعویٰ کیا ہے طبری نے کہ حضرت ﷺ کی ہجرت سے پیچھے پانچ سو برس دنیا باقی رہے گی اور یہ قول اس کا مخالف ہے واسطے صریح قرآن اور حدیث کے اور کافی ہے بیچ رد کے اور اس کے یہ کہ واقع ہوا ہے امر بخلاف اس کے اس واسطے کہ پانچ سو برس سے تین سو برس اور زیادہ گزر چکا ہے اور قیامت قائم نہیں ہوئی اور معلوم ہوا کہ یہ قول اس کا غلط ہے اور طبری نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس امت کو مدت نصف یوم کی مہلت دے گا یعنی پانچ سو برس روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے لیکن نہیں ہے وہ صریح اس میں کہ اس کو اس سے زیادہ مہلت نہیں ملے گی اور باقی بحث اس کی کتاب النتن میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

۴۴۰۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا چابیاں غیب کی پانچ ہیں پھر پڑھا تحقیق اللہ کے نزدیک ہے قیامت کا علم۔

۴۴۰۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ زَيْدٍ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ ثُمَّ قَرَأَ ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾.

سورۃ تنزیل السجدہ کی تفسیر کا بیان اور کہا مجاہد نے کہ مہین کے معنی ہیں ضعیف، اللہ نے فرمایا ﴿من سلالۃ من ماء مہین﴾ کہا کہ مراد ماء مہین سے مرد کی منی ہے۔

سُورَةُ تَنْزِيلِ السَّجْدَةِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مَهِينٌ﴾ ضَعِيفٌ نَظْفَةٌ الرَّجُلِ.

ضللنا کے معنی ہیں ہلاک ہوئے ہم، اللہ نے فرمایا ﴿وقالوا اذا ضللنا في الارض﴾ یعنی کہتے ہیں کہ کیا جب ہلاک ہوئے ہم زمین میں تو پھر از سر نو پیدا ہوں گے۔

﴿ضَلَلْنَا﴾ هَلَكْنَا.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جو اس زمین کو کہتے ہیں جس پر مینہ نہ برے مگر وہ مینہ کہ اس کے کچھ کام نہ آئے، اللہ نے فرمایا ﴿اولم يروا انا نسوق الماء الى الارض الجرز﴾.

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْجُرُزُ الَّتِي لَا تُمَطَّرُ إِلَّا مَطَرًا لَا يُغْنِي عَنْهَا شَيْئًا.



﴿يَهْدِي﴾ يَبِينُ.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾.

۴۴۰۶ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَعَدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَقْرَأُوا إِنِّي سَمِعْتُ ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾ قَالَ وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اللَّهُ مِثْلَهُ قِيلَ لِسُفْيَانَ رِوَايَةٌ قَالَ فَأَيُّ شَيْءٍ قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ قَرَأَ أَبُو هُرَيْرَةَ قُرَاتٍ أَعْيُنٍ.

۴۴۰۷ - حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى أَعَدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ ذُخْرًا مِّنْ بَلَاءٍ مَا أُطْلِعْتُمْ عَلَيْهِ

یہد کے معنی ہیں کیا ظاہر نہیں ہوا، اللہ نے فرمایا ﴿اولم یہد لہم کم اہلکنا من قبلہم من القرون﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی سو کسی جی کو معلوم نہیں جو چھپا رکھا گیا ہے واسطے ان کے ٹھنڈک آنکھ کی سے۔

۳۳۰۶ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے کہ میں نے تیار کیا ہے اپنے نیک بندوں کے لیے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی آدمی کے دل میں خیال گزرا کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تم چاہو تو اس کا مطلب قرآن سے پڑھ لو کہ نہیں جانتا کوئی جی جو چھپا رکھا ہے واسطے ان کے اللہ نے ٹھنڈک آنکھ کی سے اور حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے ابو زناد نے اعرج سے اس نے روایت کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ اللہ نے فرمایا مثل اس کی کہا گیا واسطے سفیان کے کہ تو روایت کرتا ہے یا اپنے پاس سے کہتا ہے؟ اس نے کہا کہ اگر روایت نہیں تو پھر اور کیا چیز ہے؟ کہا ابو معاویہ نے اعش سے اس نے روایت کی ابو صالح سے پڑھا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے قرات یعنی قرۃ کی جگہ قرات پڑھا ہے۔

۳۳۰۷ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے کہ میں نے تیار کر رکھا ہے اپنے نیک بندوں کے لیے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی آدمی کے دل میں خیال گزرا کیا ہے میں نے واسطے ان کے ذخیرہ چھوڑا وہ چیز کہ اطلاع دی گئی تم کو اوپر اس کے کہ وہ کم ہے بہ نسبت اس چیز کے کہ تمہارے واسطے ذخیرہ کی گئی پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی تصدیق کے واسطے یہ

ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾۔ آیت پڑھی سو نہیں جانتا کوئی جی جو پوشیدہ کیا گیا ہے واسطے ان کے ٹھنڈک آنکھ کی سے بدلہ اس چیز کا جو عمل کرتے تھے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہیں جانتا اس کو کوئی فرشتہ مقرب اور نہ کوئی پیغمبر مرسل اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا گیا بشر اس واسطے کہ فرشتوں کے دل میں اس کا خیال گزرتا ہے اور اولیٰ ہے محمول کرنا نفی کا اپنے عموم پر اس واسطے کہ وہ اعظم ہے نفس میں اور یہ جو کہا من بلہ تو صحیح توجیہ واسطے خصوص سیاق حدیث باب کے ہے جس جگہ کہ واقع ہوا ہے ولا خطر علی قلب بشر ذخرا من بلہ کہ من بلہ ساتھ معنی غیر کے ہے یعنی سوائے اس چیز کے کہ اطلاع ہوئی ہے تم کو اور اس کے یعنی قرآن وغیرہ میں۔ (فتح)

### سورۃ احزاب کی تفسیر کا بیان

### سُورَةُ الْاَحْزَابِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿صِيَاصِيَهُمْ﴾  
قُصُورِهِمْ۔

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ صیاصیہم کے معنی ہیں محل ان کے، اللہ نے فرمایا ﴿وانزل الذین ظاہروہم من اہل الکتاب من صیاصیہم﴾۔

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں کہ نبی ﷺ

مومنوں کی جانوں سے بھی ان کے زیادہ قریب ہیں۔

۴۴۰۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایماندار نہیں مگر کہ میں اور لوگوں کی بہ نسبت اس سے قریب تر ہوں دنیا اور آخرت میں اگر تم چاہو تو اس کا مطلب قرآن سے پڑھ لو کہ پیغمبر قریب تر ہے مسلمانوں سے ان کی ذاتوں سے سو جو مسلمان کہ مال چھوڑے تو چاہیے کہ اس کے عصبے اس کے وارث ہوں جو ہوں اور اگر قرض یا عیال چھوڑ جائے تو چاہیے کہ میرے پاس آئے اور میں اس کا مولیٰ اور کارساز ہوں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ﴾۔

۴۴۰۸۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ حَدَّثَنَا اَبِي عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ اَبِي عَمْرَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُّؤْمِنٍ اِلَّا وَاَنَا اَوْلَى النَّاسِ بِهٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اَقْرَبُ وَاِنْ شِئْتُمْ ﴿النَّبِيُّ اَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ﴾ فَاَيُّمَا مُّؤْمِنٍ تَرَكَ مَالًا فَلْيَرِّثْهُ عَصَبَتُهُ مَنْ كَانُوا فَاِنْ تَرَكَ دِيْنًا اَوْ صِيَاغًا فَلْيَاتِنِي فَاَنَا مَوْلَاهُ۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فرائض میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿ادْعُوهُمْ لِابَائِهِمْ هُوَ﴾ باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ پکارو اپنے لے

أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ۔

پالکوں کو ان کے باپ کے نام سے۔

۴۴۰۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کا غلام آزاد کردہ نہ بلاتے تھے ہم اس کو مگر زید بن محمد یعنی ہم اس کو حضرت ﷺ کا بیٹا کہا کرتے تھے یہاں تک کہ قرآن اترا کہ پکارو لے پالکوں کو ان کے باپ کے نام سے یہی پورا انصاف ہے اللہ کے نزدیک۔

۴۴۰۹۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كُنَّا نَدْعُوهُ إِلَّا زَيْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتَّى نَزَلَ الْقُرْآنُ ﴿أَدْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ پھر ان میں کوئی ہے کہ پورا کر چکا اپنا ذمہ اور کوئی ہے راہ دیکھتا اور بدلا نہیں ایک ذرہ۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا﴾.

نحبہ کے معنی ہیں عہد اپنا۔

﴿نَحْبَهُ﴾ عَهْدُهُ.

اقتار کے معنی ہیں اس کے طرفین یعنی اس کے کنارے اللہ نے فرمایا ﴿وَلَوْ دَخَلَتْ عَلَيْهِمْ مِنْ أَقْطَارِهَا﴾۔ اتوا کے معنی ہیں اعطوا، اللہ نے فرمایا ﴿ثُمَّ سَلُّوا الْفِتْنَةَ لِاتُوهَا﴾ یعنی پھر طلب کیا جائے ان سے فتنہ تو دیں اس کو۔

﴿أَقْطَارِهَا﴾ جَوَانِبُهَا.

الْفِتْنَةُ لِاتُوهَا لِأَعْطَوْهَا.

۴۴۱۰۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ یہ آیت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری ہے کہ مسلمانوں میں سے بعض وہ مرد ہیں کہ سچ کر دکھلایا جس پر قول کیا تھا اللہ سے۔

۴۴۱۰۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَرَىٰ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي أَنَسِ بْنِ النَّضْرِ ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ﴾.

۴۴۱۱۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم

۴۴۱۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ  
بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ لَمَّا نَسَخْنَا  
الصُّحُفَ فِي الْأَحْزَابِ فَقَدْثُ آيَةٍ مِّنْ  
سُورَةِ الْأَحْزَابِ كُنْتُ كَثِيرًا أَسْمَعُ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُهَا  
لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ إِلَّا مَعَ خَزِيمَةَ  
الْأَنْصَارِيِّ الَّذِي جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَتَهُ شَهَادَةً رَّجُلَيْنِ  
﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا  
اللَّهُ عَلَيْهِ﴾

نے قرآن کو صحیفوں میں نقل کیا تو میں نے سورہ احزاب کی  
ایک آیت نہ پائی کہ میں حضرت ﷺ کو سنتا تھا کہ اس کو  
پڑھتے تھے زیادہ میں نے اس کو کسی کے پاس نہ پایا مگر پاس  
خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے جس کی گواہی حضرت ﷺ نے دو  
مردوں کی گواہی کے برابر ٹھہرائی تھی کہ مسلمانوں میں سے کوئی  
وہ ہے جس نے سچ کر دکھایا جس پر اللہ سے عہد کیا تھا۔

**فائدہ:** یہ جو کہا کہ میں حضرت ﷺ کو سنتا تھا کہ اس کو پڑھتے تھے تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ زید رضی اللہ عنہ قرآن کے  
جمع کرنے میں اپنے علم پر اعتماد نہ کرتے تھے اور نہ اپنی یاد پر بس کرتے تھے یعنی بلکہ اور لوگوں سے بھی دریافت کرتے  
تھے لیکن اس میں اشکال ہے اس واسطے کہ ظاہر اس کا یہ ہے کہ اس نے صرف خزیمہ رضی اللہ عنہ کی یاد پر کفایت کی اور  
قرآن سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ثابت ہوتا ہے ساتھ تو اتر کے اور جو ظاہر ہوتا ہے جواب میں یہ ہے کہ جس چیز کی  
طرف اس نے اشارہ کیا ہے یہ ہے کہ اس نے اس کو کسی کے پاس لکھا ہوا نہ پایا یہ مراد نہیں کہ اس کے سوا کسی کو یاد نہ  
تھی بلکہ اس کو بھی یاد تھی اور اس کے سوا اور لوگوں کو بھی یاد تھی اور دلالت کرتا ہے اس پر قول اس کا کہ میں نے اس کو  
جمع کرنا شروع کیا چمڑے کے ٹکروں نے اور کندھے کی ہڈیوں سے اور یہ جو کہا کہ جس کی گواہی حضرت ﷺ نے دو  
مردوں کی گواہی کے برابر ٹھہرائی تھی تو یہ اشارہ ہے خزیمہ رضی اللہ عنہ کے قصے کی طرف اور اس کا بیان یوں ہے کہ  
حضرت ﷺ نے ایک گنوار سے گھوڑا خریدا پھر اس کو اپنے ساتھ لیا تا کہ اس کو گھوڑے کی قیمت ادا کریں سو  
حضرت ﷺ نے چلنے میں جلدی کی اور گنوار نے ویر کی سولوگ گنوار سے راہ میں ملے کہ اس سے گھوڑے کی قیمت  
چکا دیں یہاں تک کہ انہوں نے اس کی قیمت پہلی قیمت سے زیادہ کی تو گنوار حضرت ﷺ سے کہنے لگا کہ گواہ لاؤ جو  
گواہی دے کہ میں نے اس کو تیرے ہاتھ بیچا ہے سو جو مسلمان آتا تھا کہتا تھا کہ حضرت ﷺ سچ کہتے ہیں یہاں تک  
کہ خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ آیا اس نے دونوں کا تکرار سنا سو اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے گھوڑا  
حضرت ﷺ کے ہاتھ بیچا ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا تو کس سبب سے گواہی دیتا ہے اور حالانکہ تو حاضر نہ تھا اس  
نے کہا آپ کی تصدیق کے سبب سے کہ بیشک آپ سچ کے سوا کچھ نہیں کہتے، تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کے

واسطے یا جس پر خزیمرہ رضی اللہ عنہ گواہی دے پس یہی شہادت اس کے لیے کافی ہے، روایت کی یہ حدیث ابو داؤد وغیرہ نے کہا خطابی نے کہ محمول کیا ہے اس حدیث کو بہت بدھتوں نے اس پر کہ جس کا سچ معروف ہو اس کے واسطے ہر چیز پر گواہی دینا جائز ہے جس کا وہ دعویٰ کرے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وجہ اس حدیث کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے حکم کیا گنوار پر اپنے علم سے اور جاری ہوئی گواہی خزیمرہ رضی اللہ عنہ کی بجائے تاکید کے واسطے قول آپ کے کی اور مدد لینے کے اپنے خصم پر پس ہو گئی وہ گواہی تقدیر میں مانند گواہی دوسروں کے اس کے سوا اور قضیوں میں اور اس میں فضیلت سمجھنے کی ہے امور میں اور یہ کہ وہ بلند کرتی ہے درجہ اپنے صاحب کا اس واسطے کہ جس سبب کو خزیمرہ رضی اللہ عنہ نے ظاہر کیا تھا اس کو اور اصحاب بھی پہچانتے تھے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جب خاص ہوا ساتھ اس فضیلت کے واسطے سمجھنے اس کے کی اس چیز کو کہ غافل ہوا اس سے غیر اس کا باوجود ظاہر ہونے اس کے کی تو اس کا بدلہ اس کو یہ ملا کہ اس کی گواہی دوسروں کے برابر ٹھہرائی گئی۔ (فتح)

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ کہہ دے اپنی عورتوں کو کہ اگر تم چاہتی ہو دنیا کا جینا اور اس کی زینت تو آؤ کچھ فائدہ دوں تم کو اور رخصت کروں اچھی طرح۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنْتُنَّ تُرِذْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسْرِخْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا﴾

اور معمر نے کہا تبرج کے معنی ہیں کہ اپنی خوبیوں کو ظاہر کرے۔

وَقَالَ مَعْمَرٌ التَّبَرُّجُ أَنْ تُخْرِجَ مَحَاسِنَهَا.

سنة الله کا مطلب ہے اس نے اس کو سنت بنایا۔

﴿سُنَّةَ اللَّهِ﴾ اسْتَنْهَاهَا جَعَلَهَا.

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿ولا تبرجن تبرج الجاهلیة الاولى﴾ کہا مجاہد نے کہ تھی عورت نکلتی اور مردوں کے درمیان چلتی تو یہ آیت اتری اور قتادہ سے روایت ہے کہ تھی واسطے ان کے چال اور نکسر اور تنفخ جب گھروں سے نکلتیں سوان کو اس سے منع ہوا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پہلے جاہلیت کا زمانہ ہزار برس تھا نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کے درمیان اور اس کی سند قوی ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کے درمیان۔ (فتح)

اور یہ جو کہما سنة الله تو یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿سنة الله الذين خلوا﴾ اور استنہا کے معنی ہیں اس کو سنت ٹھہرائے یعنی استنہا سنت سے مستثنیٰ ہے۔

۴۴۱۲ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب اللہ نے حضرت ﷺ کو حکم دیا کہ اپنی عورتوں کو اختیار دیں کہ یاد دینا اختیار کریں یا دین تو حضرت ﷺ میرے پاس آئے سو فرمایا

۴۴۱۲ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

رُوحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرْتُهُ  
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
جَاءَهَا حِينَ أَمَرَهُ اللَّهُ أَنْ يُخَيَّرَ أَزْوَاجَهُ  
فَقَالَتْ إِنِّي ذَاكِرٌ لَكَ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكَ أَنْ لَا  
تَسْتَعِجِلَنِي حَتَّى تَسْتَأْمِرَ أَبِي أَبِيكَ وَقَدْ  
عَلِمْتُ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا يَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ  
قَالَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ قَالَ ﴿يَأْتِيهَا النَّبِيُّ قُلُوبًا  
لِأَزْوَاجِكَ﴾ إِلَى تَمَامِ الْآيَتَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ  
فَفِي أَيِّ هَذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّي أُرِيدُ اللَّهَ  
وَرَسُولَهُ وَالْآخِرَةَ.

کہ میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں سو تجھ کو اس کے جواب  
میں جلدی مناسب نہیں یہاں تک کہ تو اپنے ماں باپ سے  
صلاح لے اور البتہ آپ کو معلوم تھا کہ میرے ماں باپ مجھ کو  
آپ سے جدا ہونے کا حکم نہ کریں گے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا  
پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک اللہ نے فرمایا اے پیغمبر!  
کہہ دے اپنی عورتوں سے دونوں آیت کے تمام ہونے تک سو  
میں نے آپ سے کہا کہ میں کس بات میں اپنے ماں باپ  
سے صلاح لوں؟ بیشک میں چاہتی ہوں اللہ کو اور اس کے  
رسول کو اور پچھلے گھر کو۔

فائدہ: مسلم کی روایت میں اس تخیر کا سبب یہ واقع ہوا ہے کہ حضرت ﷺ کی بیویوں نے حضرت ﷺ سے کھانا،  
کپڑا معمول سے زیادہ مانگا اور اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مہینہ ان سے علیحدہ ہو کر گوشہ گیری کی پھر آپ پر  
یہ آیت اتری اسے پیغمبر! اپنی عورتوں سے کہہ دے یہاں تک کہ عظیم کو پہنچے اور نکاح میں آئے گا ابن عباس رضی اللہ عنہما  
سے ان دو عورتوں کے قصے میں جنہوں نے حضرت ﷺ کے رنج کرنے پر اتفاق کیا اور اس کے اخیر میں ہے کہ جب  
کہ حصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو راز بتلایا اور حضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں ان پر ایک مہینہ داخل نہیں ہوں گا اس  
سبب سے کہ آپ ان پر سخت غضبناک ہوئے جس انتیس دن گزرے تو حضرت ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف  
لائے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ نے قسم کھائی تھی کہ آپ ایک مہینہ ہمارے پاس نہیں آئیں گے اور آج انتیس دن  
ہوئے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے اور وہ مہینہ انتیس دن کا تھا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر تخیر  
کی آیت اتری سو پہلے پہل حضرت ﷺ نے مجھ سے شروع کیا سو فرمایا کہ میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں، الحدیث۔  
پس یہ دونوں حدیثیں متفق ہیں اس پر کہ اتری آیت تخیر کی بعد فارغ ہونے کے اس مہینے سے جس میں آپ نے ان  
سے گوشہ گیری کی اور مختلف ہیں دونوں حدیثیں بیش سبب گوشہ گیری کے اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس طور کے کہ دونوں  
قصے گوشہ گیری کا سبب ہیں اس واسطے کہ قصہ دو عورتوں کا جنہوں نے حضرت ﷺ کو رنج دینے پر اتفاق کیا تھا خاص  
ہے ساتھ ان دونوں کے اور قصہ خرچ مانگنے کا عام ہے سب عورتوں میں اور مناسبت آیت تخیر کی ساتھ قصے سوال خرچ  
کے لائق تر ہے اس سے ساتھ قصے دو عورتوں کے جنہوں نے حضرت ﷺ کی ایذا پر اتفاق کیا تھا اور کہا ماوردی نے کہ

اختلاف ہے کہ اختیار دنیا یا آخرت میں تھا یا طلاق اور آپ کے پاس رہنے میں اس میں علماء کے دو قول ہیں زیادہ تر مشابہ ساتھ قول شافعی رحمہ اللہ کے دوسرا قول ہے پھر کہا کہ یہی ہے قول صحیح اور اسی طرح کہا ہے قرطبی نے اور جو ظاہر ہوتا ہے تطبیق ہے درمیان دونوں قول کے اس واسطے کہ ایک امر دوسرے کو مستلزم ہے اور گویا کہ اختیار دیا گیا ان کو درمیان دنیا کے سوا طلاق دی جائیں اور درمیان آخرت کے سوا ان کو اپنے پاس رہنے دیں اور یہ مقتضی سیاق آیت کا ہے پھر ظاہر ہوا واسطے میرے کہ محل دونوں قول کا یہ ہے کہ کیا طلاق کو ان کے سپرد کیا یا نہیں۔ (فتح)

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر تم چاہتی ہو اللہ کو اور اس کے رسول کو اور پچھلے گھر کو تو بیشک اللہ نے تیار کر رکھا ہے واسطے نیکو کار عورتوں کے تم سے اجر بڑا۔ اور کہا قتادہ نے کہ مراد اس آیت میں آیات سے قرآن اور حکمت سے مراد سنت ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ «وَأِنْ كُنْتُمْ تَرِيدُونَ اللَّهُ وَرَسُولَهُ وَالذَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُمْ أَجْرًا عَظِيمًا»  
وَقَالَ قَتَادَةُ «وَأَذْكُرَنَّ مَا يُتْلَى فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ»  
الْقُرْآنَ وَالْحِكْمَةَ السُّنَّةَ.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حکم ہوا حضرت عائشہ کو اپنی عورتوں کے اختیار دینے کا تو بیشک حضرت عائشہ نے مجھ سے شروع کیا سو فرمایا کہ میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں سو تجھ کو اس کے جواب میں جلدی مناسب نہیں ہے یہاں تک کہ اپنے ماں باپ سے صلاح لے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور حضرت عائشہ کو معلوم تھا کہ میرے ماں باپ مجھ کو آپ سے جدا ہونے کی صلاح نہیں دیں گے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا کہ اے پیغمبر! کہہ دے اپنی عورتوں سے کہ اگر تم چاہتی ہو دنیا کا جینا اور اس کی رونق اجرا عظیم تک، عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے کہا میں کس بات میں اپنے ماں باپ سے صلاح لوں، بیشک میں چاہتی ہوں اللہ کو اور اس کے رسول کو اور پچھلے گھر کو، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر کہا حضرت عائشہ کی بیویوں نے جیسا میں نے کہا یعنی انہوں نے بھی میری طرح اللہ اور رسول کو

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَخْيِيرِ أَزْوَاجِهِ بَدَأَ بِي فَقَالَ إِنِّي ذَاكِرٌ لَكَ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكَ أَنْ لَا تَعْجَلِي حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكَ قَالَتْ وَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا يَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ قَالَ «يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُمْ تُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا» إِلَى «أَجْرًا عَظِيمًا» قَالَتْ فَقُلْتُ فَبِئْسَ أَتَى هَذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّي أُرِيدُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالذَّارَ الْآخِرَةَ قَالَتْ ثُمَّ قَالَتْ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ تَابَعَهُ  
 مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ  
 قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ  
 وَأَبُو سَفْيَانَ الْمَعْمَرِيُّ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ  
 الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ.

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ کہنا حضرت ﷺ کا ان کو طلاق نہ ہوا جب کہ آپ نے ان سے کہا اور انہوں نے آپ کو اختیار کیا اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا حضرت! اپنی کسی بیوی کو خبر نہ کیجئے کہ میں نے آپ کو اختیار کیا، حضرت ﷺ نے فرمایا جو عورت مجھ سے پوچھے گی میں اس کو بتلا دوں گا اللہ نے مجھ کو پہنچانے والا بھیجا ہے نہ بخیل اور اس حدیث میں بیان ہے حضرت ﷺ کی مہربانی کا اپنی عورتوں پر اور بیان ہے آپ کے حلم اور صبر کا ان سے اس چیز پر جو صادر ہوتی تھی ان سے ادلال وغیرہ سے جو ان کی غیرت کا باعث ہوا اور اس میں بیان ہے فضیلت عائشہ رضی اللہ عنہا کا واسطے شروع کرنے کے ساتھ اس کے اور اس سے معلوم ہوا کہ کم عمر ہونا جگہ گمان کی ہے واسطے ناقص ہونے رائے کے کہا علماء نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے یہ کہ اپنے ماں باپ سے صلاح لے واسطے اس ڈر کے کہ کم عمر ہونا اس کو دوسری شق پر باعث ہو اس احتمال سے کہ نہ ہو پاس اس کے ملکہ سے وہ چیز جو اس عارض کو دور کرے سو جب اپنے ماں باپ سے صلاح لے گی تو ظاہر کریں گے وہ واسطے اس کے جو اس میں ہے مفاسد سے اور جو اس کے مقابل میں ہے مصلحت سے اسی واسطے جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو سمجھا تو کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ میرے ماں باپ مجھ کو آپ سے جدا ہونے کی صلاح نہیں دیں گے اور اس حدیث میں بڑی فضیلت ہے واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور بیان ہے کمال عقل اس کے کی کا اور صحت رائے اس کی کا باوجود کم عمر ہونے ان کے اور یہ کہ غیرت باعث ہوتی ہے عورت کا کل عقل والی کو اور پر اختیار کرنے اس چیز کے کہ نہیں لائق ہے ساتھ حال اس کے واسطے سوال کرنے اس کے کی حضرت ﷺ سے کہ اپنی کسی بیوی کو خبر نہ دیں کہ میں نے آپ کو اختیار کیا لیکن جب حضرت ﷺ نے جانا کہ باعث واسطے اس کے اس پر وہ چیز ہے جس پر عورتیں پیدا ہوئیں غیرت سے اور محبت تنہا ہونے کی سے سوائے اپنی سو کنہیں کے یعنی چاہتی ہیں کہ اپنے خاوند کے پاس اکیلی رہیں کوئی سوکن نہ ہو تو حضرت ﷺ نے ان کے سوال کو نہ مانا اور بعض نے دعویٰ کیا ہے کہ تخیر امت کے حق میں طلاق ہے اور حضرت ﷺ کے حق میں طلاق نہیں یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اور اس کا بیان طلاق میں آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور تو چھپاتا ہے اپنے دل میں ایک چیز جس کو اللہ ظاہر کرنا چاہتا ہے اور تو ڈرتا



تَحْشَاهُ ﴿۴۱۳﴾

تھا لوگوں سے اور اللہ سے زیادہ تر چاہیے ڈرنا۔

فائدہ: راویوں کا اتفاق ہے اس پر کہ یہ آیت زید رضی اللہ عنہ اور نذیب رضی اللہ عنہما کے قصے میں اتری۔

۴۱۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت کہ تو چھپاتا ہے اپنے جی میں ایک چیز جس کو اللہ ظاہر کرنا چاہتا ہے نذیب رضی اللہ عنہما اور زید رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری۔

۴۱۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ حَمَادِ بْنِ زَيْدٍ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ ﴿وَتَخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ﴾ نَزَلَتْ فِي شَأْنِ زَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشٍ وَزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ.

فائدہ: اس جگہ بخاری نے اس قدر پر کفایت کی ہے اور توحید میں اس کو اس طور سے روایت کیا ہے کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے آکر حضرت ﷺ کے پاس شکایت کی یعنی نذیب رضی اللہ عنہما کی کہ وہ مجھ کو برا کہتی ہے اور مجھ سے لڑتی ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈر اور اپنے پاس رہنے دے اپنی عورت کو، کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ اگر حضرت ﷺ کسی چیز کو چھپانے والے ہوتے تو اس آیت کو چھپاتے کہا اور نذیب رضی اللہ عنہما حضرت ﷺ کی بیویوں پر فخر کرتی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں آئے اس نے حضرت ﷺ سے شکایت کی حضرت ﷺ نے فرمایا اللہ سے ڈر اور اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دے، سو یہ آیت اتری اللہ کے اس قول تک کہ ہم نے نذیب رضی اللہ عنہما کو تیرے نکاح میں دیا، اور ابن ابی حاتم نے اس قصے کو خوب سیاق سے نقل کیا ہے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ ہم کو خبر پہنچی کہ یہ آیت نذیب رضی اللہ عنہما کے حق میں اتری اور اس کی ماں حضرت ﷺ کی پھوپھی تھی اور حضرت ﷺ نے چاہا کہ نذیب رضی اللہ عنہما کا نکاح زید رضی اللہ عنہ سے کر دیں اور زید رضی اللہ عنہ آپ کا آزاد کردہ غلام تھا، نذیب رضی اللہ عنہما نے اس بات کو مکروہ جانا پھر وہ راضی ہوئی ساتھ اس کے جو حضرت ﷺ نے کیا تو حضرت ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ سے اس کا نکاح کر دیا پھر اللہ نے حضرت ﷺ کو معلوم کروایا اس کے بعد کہ وہ حضرت ﷺ کی بیویوں میں سے ہے وہ آپ کے نکاح میں آئے گی سو حضرت ﷺ شرماتے تھے کہ زید رضی اللہ عنہ کو طلاق کا حکم کریں کہ اس کو طلاق دے اور ہمیشہ رہا زید رضی اللہ عنہ اور نذیب رضی اللہ عنہما کے درمیان جھگڑا سو حکم کیا اس کو حضرت ﷺ نے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دے اور ڈرے اللہ سے اور حضرت ﷺ ڈرتے تھے کہ لوگ آپ پر عیب کریں اور کہیں کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا اور حضرت ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ کو متعنی بنایا تھا اور حاصل یہ ہے کہ جس چیز کو حضرت ﷺ اپنے دل میں چھپاتے تھے وہ خبر دینا اللہ کی ہے آپ کو کہ وہ آپ کے نکاح میں آئے گی اور آپ کی بیوی ہوگی اور جو چیز کہ آپ کو اس کے چھپانے پر باعث تھی وہ یہ ڈر تھا کہ لوگ کہیں گے کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کیا اور اللہ نے چاہا کہ

باطل کرے وہ چیز جس پر اہل جاہلیت تھے متنی کے احکام سے ساتھ ایسے امر کے کہ نہیں کوئی چیز بلغ تر اس سے ابطال میں اور وہ نکاح کرنا ہے منہ بولے بیٹے کی بیوی سے اور واقع ہونا اس کا مسلمانوں کے امام سے تاکہ ہو زیادہ تر بلانے والا واسطے قبول کرنے ان کے کی اور روایت کی ہے ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وحی سے کچھ چھپانے والے ہوتے تو البتہ اس آیت کو چھپاتے اور جب تو کہتا ہے واسطے اس شخص کہ کہ انعام کیا ہے اللہ نے اوپر اس کے یعنی ساتھ اسلام کے اور انعام کیا ہے تو نے اس پر ساتھ آزاد کرنے کے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دے قدر ا مقدور اتک اور یہ کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے نکاح کیا تو لوگوں نے کہا کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کیا سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہیں محمد ﷺ باپ کسی کا تمہارے مردوں میں سے اور کہا ابن عربی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے زید رضی اللہ عنہ کو کہ اپنی عورت کو اپنے پاس رہنے دے واسطے آزمانے اس چیز کے کہ نزدیک اس کے ہے رغبت سے بیچ اس کے یا روگردانی سے سو جب زید رضی اللہ عنہ نے آپ کو اطلاع دی اس چیز پر کہ نزدیک اس کے تھی نفرت سے جو پیدا ہوئی بوائی کرنے نذنب رضی اللہ عنہا کی سے اوپر اس کے اور بدگوئی اس کی سے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو اس کی طلاق کی اجازت دی اور نہیں بیچ مخالفت متعلق امر کے واسطے متعلق علم کے وہ چیز کہ منع کرے حکم کرنے کو ساتھ اس کے اور مسلم وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب نذنب رضی اللہ عنہا کی عدت گزر چکی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے زید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میری طرف سے نذنب رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام کر زید رضی اللہ عنہ نے کہا میں چلا سو میں نے کہا اے نذنب! بشارت لے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ کو تیرے پاس بھیجا ہے تجھ سے نکاح کی درخواست کرتے ہیں، نذنب رضی اللہ عنہا نے کہا میں کچھ نہیں کرنے والی یہاں تک کہ اپنے رب سے اجازت لوں سو وہ اپنی مسجد میں کھڑی ہوئی اور قرآن اترا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آئے اور بغیر اجازت کے اس کے پاس اندر آ گئے اور یہ بھی مبلغ ہے اس چیز سے کہ واقع ہوئی بیچ اس کے اور وہ یہ ہے کہ جو اس کا خاوند تھا وہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے اس کے پاس مکنی کا پیغام لے کر گیا تاکہ نہ گمان کرے کوئی کہ واقع ہوا ہے یہ قہر سے بغیر رضامندی اس کی کے اور اس میں بھی آزمانا ہے اس چیز کا کہ تھی نزدیک اس کے کہ کیا اس کی طرف سے زید رضی اللہ عنہ کے دل میں کچھ محبت باقی ہے یا نہیں اور اس میں مستحب ہونا استخارہ کا ہے اور دعا کرنا اس کا نزدیک پیغام نکاح کے پہلے قبول کرنے کے اور یہ کہ جو کوئی اپنے کام کو اللہ کے سپرد کرے آسان کرتا ہے اللہ واسطے اس کے جو زیادہ فائدہ مند ہو اس کو دنیا اور آخرت میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿تَرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُمْ وَتَوَدِّي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنْ أَبْغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ﴾.  
باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ پیچھے رکھ تو جس کو چاہے ان میں سے اور جگہ دے اپنے پاس جس کو چاہے اور جس کو چاہے جی تیرا ان میں سے جو کنارے کر دی تھیں تو کچھ گناہ نہیں تجھ پر اس میں۔

**فائدہ:** حکایت کی ہے واحدی نے مفسرین سے کہ یہ آیت تحخیر کی آیت کے بعد اتری اور اس کا بیان یوں ہے کہ جب تحخیر اتری تو بعض بیویاں طلاق سے ڈریں سو انہوں نے تقسیم کے کام کو حضرت ﷺ کے سپرد کیا تو یہ آیت اتری کہ پیچھے رکھ جس کو چاہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «تُرْجَى» تُوَخَّرُ  
أَرْجَنَهُ آخِرُهُ۔  
یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ترجی کے معنی ہیں پیچھے رکھ اور ارجہ کے معنی ہیں مہلت دے اس کو۔

**فائدہ:** یہ دونوں لفظ سورہ اعراف اور شعراء میں ہیں ذکر کیا ہے ان کو بخاری نے واسطے مناسبت ترجی کے۔

۴۴۱۴ - حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَعْنَى حَدَّثَنَا أَبُو  
أَسَامَةَ قَالَ هِشَامٌ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَغَارُ عَلَى  
اللَّاتِي وَهَبْنَ أَنْفُسَهُنَّ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقُولُ أَتَهَبُ الْمَرْأَةُ  
نَفْسَهَا فَلَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى «تُرْجَى مَنْ  
تَشَاءُ مِنْهُمْ وَتُؤْوَى إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنْ  
ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ»  
قُلْتُ مَا أُرَى رَبَّكَ إِلَّا يُسَارِعُ فِي هَوَاكَ۔

۴۴۱۴ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ کو غیرت  
آتی تھی ان عورتوں پر جنہوں نے اپنی جان حضرت ﷺ کو  
بخشی اور میں کہتی تھی کہ کیا عورت اپنی جان کو بخشتی ہے پھر  
جب اللہ نے یہ آیت اتاری کہ پیچھے رکھ جس کو تو چاہے اور  
جگہ دے اور جس کو چاہے جی تیرا ان میں سے جو کنارے کر  
دی تھیں تو کچھ گناہ نہیں تجھ پر میں نے کہا نہیں دیکھتی میں  
تیرے رب کو مگر کہ جلدی کرتا ہے تیری خواہش میں۔

**فائدہ:** یہ جو کہا جنہوں نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی تو یہ ظاہر ہے کہ بخشنے والی ایک سے زیادہ عورتیں تھیں یعنی  
بہت عورتوں نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی تھی اور نکاح میں آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ کہ ایک عورت نے  
حضرت ﷺ سے کہا کہ میں نے آپ کو اپنی جان بخشی سو حضرت ﷺ نے وہ عورت ایک مرد کو نکاح کر دی اور اسی  
طرح اور بھی کئی حدیثوں میں ذکر آیا ہے کہ انہوں نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی اگرچہ حضرت ﷺ کو مباح تھا  
اس واسطے کہ یہ آپ کے ارادے پر موقوف ہے واسطے دلیل اس آیت کے «ان اراد النبی ان یستکحها» اور  
البتہ بیان کیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث میں سبب نزول اس آیت کا «ترجی من تشاء منهن» اور اشارہ کیا  
ہے اللہ کے اس قول کی طرف «وامرأة مؤمنة ان وهبت نفسها للنبي» اور اس آیت کی طرف «قد علمنا ما  
فرضنا عليهم في ازواجهم» اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا فرض کیا اللہ نے ان پر یہ کہ نہیں ہے نکاح  
مگر ساتھ ولی کے اور دو گواہوں کے اور یہ جو کہا «ترجی من تشاء منهن» یعنی پیچھے رکھ ان کو بغیر باری ٹھہرانے  
کے اور یہ قول جمہور کا ہے اور یہی مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد رضی اللہ عنہ اور قتادہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے اور

حاصل یہ ہے کہ توحی کی تاویل میں تین قول ہیں ایک یہ کہ جس کو چاہے طلاق دے اور جس کو چاہے اپنے پاس رکھ، دوسرا یہ کہ کنارے ہو جس سے چاہے بغیر طلاق کے اور باری ٹھہرا جس کے واسطے چاہے، تیسرا یہ کہ قبول کر جس کو چاہے جان بخشے والیوں سے اور رد کر جس کو چاہے اور حدیث باب کی اس قول کی تائید کرتی ہے اور جو اس سے پہلے اور لفظ تینوں اقوال کا احتمال رکھتا ہے اور مقدمہ فیضیہ سے روایت ہے کہ اللہ نے حضرت ﷺ کو مطلق اجازت دی کہ جس طرح چاہیں تقسیم کریں سو نہ تقسیم کی آپ نے مگر ساتھ برابری کے۔ (فتح)

۴۴۱۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ہم میں سے کسی عورت کی باری کے دن اجازت مانگتے تھے یعنی جب چاہتے کہ دوسری کی طرف متوجہ ہوں اس کے بعد کہ یہ آیت اتری کہ پیچھے رکھ جس کو چاہے تو ان میں سے الخ معاذہ رضی اللہ عنہا کہتی ہے میں نے کہا تم کیا کہتی تھیں؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں آپ سے کہتی تھی کہ اگر یہ امر میرے اختیار میں ہے یعنی اجازت دینا تو میں نہیں چاہتی یا حضرت! یہ کہ مقدم کروں آپ پر کسی کو۔

۴۴۱۵ - حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ الْأَحْوَلُ عَنْ مُعَاذَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَاذِنُ فِي يَوْمِ الْمَرْأَةِ مِنَّا بَعْدَ أَنْ أَنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿تَرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتَوَرَّوْا إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنْ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ﴾ فَقُلْتُ لَهَا مَا كُنْتَ تَقُولَيْنِ قَالَتْ كُنْتُ أَقُولُ لَهُ إِنْ كَانَ ذَاكَ إِلَيَّ فَإِنِّي لَا أُرِيدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْ أُؤَيِّرَ عَلَيْكَ أَحَدًا تَابَعَهُ عَبَادُ بْنُ عَبَّادٍ سَمِعَ عَاصِمًا.

فائدہ: ظاہر حضرت ﷺ کے اجازت لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کسی عورت سے کنارے نہیں ہوئے اور یہی قول ہے زہری کا۔

تکمیل: اگلی آیت میں ہے ﴿لَا تَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدِ﴾ سو اس میں اختلاف ہے کہ اس آیت میں کس چیز کی نفی مراد ہے کیا اوصاف مذکورہ کے بعد ہے سو آپ کو ایک قسم حلال تھی اور ایک حلال نہ تھی یا بعد موجودہ عورتوں کے ہے وقت تخیر کے اس میں دو قول ہیں پہلا قول تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا ہے اور دوسرا قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے ہاں واقع یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس قصہ مذکورہ کے بعد کسی عورت تازہ سے نکاح نہیں کیا لیکن یہ اختلاف کو ختم نہیں کر سکتا اور البتہ روایت کی ہے ترمذی وغیرہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نہیں فوت ہوئے حضرت ﷺ یہاں تک کہ اللہ نے آپ کے واسطے سب عورتیں حلال کیں۔ (فتح)

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ مت جاؤ پیغمبر ﷺ کے گھروں میں مگر یہ کہ تم کو حکم ہو کھانے کے واسطے نہ راہ دیکھتے اس کے پکنے کی لیکن جب بلائے جاؤ تب اندر جاؤ پھر کھا چکو تو پھیل جاؤ اور نہ آپس میں جی لگائیں باتوں میں البتہ تمہاری اس بات سے پیغمبر ﷺ کو تکلیف تھی سو تم سے شر مانتا تھا اور اللہ نہیں شرم کرتا حق بات کہنے سے اور جب مانگنا چاہو بیویوں سے کچھ چیز تو مانگو پردے کے باہر سے اس میں خوب سہرائی ہے تمہارے دل کو اور ان کے دل کو اور تم کو لائق نہیں کہ تکلیف دو اللہ کے رسول کو اور نہ یہ کہ نکاح کرو اس کی عورتوں سے اس کے بعد کبھی یہ کام اللہ کے نزدیک بڑا گناہ ہے۔

کہا جاتا ہے اناہ کے معنی ہیں پکنا اس کا مصدر ہے انی یانی کا۔

فائدہ: انی ساتھ فتح الف کے اور نون مقصور کے اور یانی ساتھ کسرہ نون کے اور اناۃ ساتھ فتح ہمزہ کے اور نون مخفف کے اور اس کے اخیر میں ہاء تانیث کی ہے بغیر مد کے مصدر ہے۔ (فتح)

یعنی لفظ قریبا کا اللہ کے اس قول میں جب ٹھہرائے تو اس کو صفت مؤنث کی تو کہے قریبہ اور جب تو اس کو ظرف اور بدل ٹھہرائے اور صفت مراد نہ رکھے تو دور کرے ہاء کو مؤنث سے اور اسی طرح لفظ اس کا واحد اور ثنیہ اور جمع میں واسطے مذکر اور مؤنث کے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرِ نَاطِرِينَ إِنَّهُ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذَى النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تُنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا﴾

يُقَالُ إِنَّهُ إِدْرَاكُهُ أَنِّي يَأْنِي أَنَا فَهُوَ أَنْ.

﴿لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا﴾ إِذَا وَصَفْتَ صِفَةَ الْمُؤْنِثِ قُلْتَ قَرِيبَةً وَإِذَا جَعَلْتَهُ ظَرْفًا وَبَدَلًا وَلَمْ تَرِذْ الصِّفَةَ نَزَعْتَ الْهَاءَ مِنَ الْمُؤْنِثِ وَكَذَلِكَ لَفْظُهَا فِي الْوَاحِدِ وَالْإِثْنَيْنِ وَالْجَمْعِ لِلذَّكَرِ وَالْأُنْثَى.

فائدہ: خلاصہ یہ ہے قریبا کا لفظ اللہ کے اس قول میں ظرف واقع ہوا ہے ساعت کی صفت نہیں اور جب ظرف واقع ہو تو اس میں ثنیہ، جمع، مذکر و مؤنث برابر ہوتا ہے اسی واسطے قریبا بولا گیا اور بعض نے کہا جائز ہے کہ مراد ساتھ ساعت کے دن ہو یا مراد چیز قریب یا زمانہ قریب ہو یا تقدیر قیام الساعۃ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ قریبا کا استعمال ہونا

طرف میں بہت ہے پاس وہ طرف ہے بچ جگہ خبر کے۔ (فتح)

۴۴۱۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ  
حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ  
وَالْفَاجِرُ فَلَوْ أَمَرْتَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ  
بِالْحِجَابِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ الْحِجَابِ.

۴۴۱۶۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا  
یا حضرت! داخل ہوتا ہے آپ کے گھر میں نیک اور گنہگار یعنی  
ہر قسم کا آدمی آپ کے گھر میں داخل ہوتا ہے سو اگر آپ  
مسلمانوں کی ماؤں یعنی اپنی بیویوں کو پردے کا حکم کریں تو  
خوب ہو سو اللہ نے پردے کی آیت اتاری۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث کا اول اس کا یہ ہے کہ میں اپنے رب سے تین باتوں میں موافق ہوا اور پوری حدیث  
نماز میں گزر چکی ہے۔

۴۴۱۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ  
الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ  
سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ عَنْ  
أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا  
تَزَوَّجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
رَبِيبَ بِنْتِ جَحْشٍ دَعَا الْقَوْمَ فَطَعَمُوا ثُمَّ  
جَلَسُوا يَتَحَدَّثُونَ وَإِذَا هُوَ كَأَنَّهُ يَنْهَيَا  
لِلْقِيَامِ فَلَمَّا يَقُومُوا فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ قَامَ  
فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ وَقَعَدَ ثَلَاثَةٌ نَفَرٍ فَجَاءَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَدْخُلَ فِإِذَا  
الْقَوْمُ جُلُوسٌ ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوا فَانْطَلَقَتْ  
فَجِئْتُ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَدْ انْطَلَقُوا فَجَاءَ حَتَّى دَخَلَ  
فَذَهَبَتْ أَدْخَلَ فَأَلْقَى الْحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ  
فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا  
بُيُوتَ النَّبِيِّ﴾ الْآيَةَ.

۴۴۱۷۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب  
حضرت ﷺ نے زہبہ بنت جحش کی بیٹی سے نکاح کیا تو  
لوگوں کو کھانا کھانے کے واسطے بلایا سو انہوں نے کھانا کھایا  
پھر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے اور اچانک رسول اللہ ﷺ جیسے  
اٹھنے کے واسطے تیار ہوتے ہیں سو لوگ نہ اٹھے اور  
حضرت ﷺ کا اشارہ نہ سمجھے سو جب حضرت ﷺ نے دیکھا  
کہ نہیں اٹھتے تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے سو جب آپ کھڑے  
ہوئے تو کھڑا ہوا جو کھڑا ہوا اور تین آدمی بیٹھے رہے پھر  
حضرت ﷺ آئے تاکہ اندر داخل ہوں سو اچانک دیکھا کہ  
وہ لوگ بیٹھے ہیں پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے سو میں نے جا کر  
حضرت ﷺ کو خبر دی کہ وہ چلے گئے پھر حضرت ﷺ آئے  
یہاں تک کہ اندر داخل ہوئے اور میں بھی آپ ﷺ کے  
ساتھ اندر داخل ہونے لگا، سو حضرت ﷺ نے میرے اور  
اپنے درمیان پردہ ڈالا سو اللہ نے یہ آیت اتاری، اے ایمان  
والو! نہ جاؤ پیغمبر ﷺ کے گھروں میں، الْآيَةُ۔

۴۴۱۸۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا

۴۴۱۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں

لوگوں میں اس پردے کی آیت کو زیادہ جاننے والا ہوں جب زینب رضی اللہ عنہا زینت کر کے حضرت ﷺ کے پاس بھیجی گئیں آپ ﷺ کے ساتھ گھر میں تھیں تو حضرت ﷺ نے کھانا تیار کیا یعنی دعوت ولیمہ کی اور لوگوں کو بلایا تو وہ کھانے سے فراغت کے بعد بیٹھ کر باتیں کرنے لگے سو شروع کیا حضرت ﷺ نے نکلتے تھے اور اندر آتے تھے اور وہ بیٹھ باتیں کرتے تھے سوال اللہ نے یہ آیت اتاری، اے ایمان والو! نہ جاؤ پیغمبر ﷺ کے گھر میں اس قول تک کہ پردے کے پیچھے سے پھر پردہ ڈالا گیا اور لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔

حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِهِذِهِ الْآيَةِ آتِيَةِ الْحِجَابِ لَمَّا أَهْدَيْتُ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ مَعَهُ فِي الْبَيْتِ صَنَعَ طَعَامًا وَ دَعَا الْقَوْمَ فَفَعَدُوا يَتَحَدَّثُونَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ ثُمَّ يَرْجِعُ وَهُمْ قُعُودٌ يَتَحَدَّثُونَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرٍ نَاظِرِينَ إِنَاهُ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾ فَضُرِبَ الْحِجَابُ وَقَامَ الْقَوْمُ

www.KitaboSunnat.com

۴۴۱۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنا کی گئی حضرت ﷺ پر ساتھ زینب رضی اللہ عنہا کے روٹی اور گوشت سے یعنی جب حضرت ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ خلوت کی تو ولیمہ کیا تو میں کھانے پر بلانے لوگوں کو بھیجا گیا سو کچھ لوگ آتے تھے اور کھا کر نکل جاتے تھے پھر اور لوگ آتے تھے اور وہ بھی کھا کر نکل جاتے تھے سو میں لوگوں کو بلاتا رہا یہاں تک کہ کوئی باقی نہ رہا جس کو میں بلاؤں میں نے کہا یا حضرت! اب میں کسی کو نہیں پاتا جس کو بلاؤں حضرت ﷺ نے فرمایا اپنا کھانا اٹھالے جاؤ، یعنی اور سب آدمی اٹھ کر چلے گئے اور تین آدمی گھر میں باقی رہے بات کرتے سو حضرت ﷺ گھر سے نکلے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کی طرف چلے سو فرمایا سلام تم کو اے گھر والو! اور اللہ کی رحمت، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور آپ کو

۴۴۱۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ بِخَبِيرٍ وَ لَحْمٍ فَأُرْسِلَتْ عَلَى الطَّعَامِ دَاعِيًا فَيَجِيءُ قَوْمٌ فَيَأْكُلُونَ وَيَخْرُجُونَ ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ فَيَأْكُلُونَ وَيَخْرُجُونَ فَدَعَوْتُ حَتَّى مَا أَجِدُ أَحَدًا أَدْعُو فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَا أَجِدُ أَحَدًا أَدْعُوهُ قَالَ ارْهَقُوا طَعَامَكُمْ وَبَقِيَ ثَلَاثَةٌ رَهَطٍ يَتَحَدَّثُونَ فِي الْبَيْتِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْطَلَقَ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَقَالَ السَّلَامُ

بھی سلام اور اللہ کی رحمت، آپ نے اپنی بیوی کو کس طرح پایا؟ اللہ آپ کو برکت دے، سو حضرت ﷺ اپنی سب بیویوں کے حجروں میں پھرے ان سے کہتے جیسے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا اور آپ کو کہتیں جیسے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر حضرت ﷺ پھرے سو اچانک دیکھا کہ تینوں آدمی گھر میں باتیں کرتے ہیں اور حضرت ﷺ نہایت شرم والے تھے پھر نکل کر عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کی طرف چلے سو میں نہیں جانتا کہ میں نے آپ کو خبر دی یا کسی اور نے کہ لوگ نکل گئے سو حضرت ﷺ پھرے یہاں تک کہ جب اپنا پاؤں دروازے کی چوکت میں رکھا اندر اور دوسرا باہر تو میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈالا اور پردے کی آیت اتاری گئی۔

۴۴۲۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ خلوت کی تو دلیمر کیا سو لوگوں کو روٹی اور گوشت سے پیٹ بھر کھلایا پھر اپنی بیویوں کے حجروں کی طرف نکلے جیسے دستور تھا اپنی خلوت کی صبح کو سو ان کو سلام کرتے اور ان کے واسطے دعا مانگتے اور وہ حضرت ﷺ کو سلام کرتیں اور آپ ﷺ کے واسطے دعا مانگتیں پھر جب اپنے گھر کی طرف پھرے تو دو مردوں کو دیکھا کہ بات کر رہے ہیں سو جب ان کو دیکھا تو اپنے گھر سے پھرے پھر جب دونوں مردوں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ اپنے گھر سے پھرے تو جلدی اٹھ کھڑے ہوئے سو میں نہیں جانتا کہ میں نے آپ کو خبر دی ان کے نکلنے کی یا کسی اور نے پھر حضرت ﷺ پھرے اور گھر میں داخل ہوئے اور میرے

عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ فَقَالَتْ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ كَيْفَ وَجَدْتُ أَهْلَكَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فَتَقَرَّرَى حَجَرَ نِسَائِهِ كُلِّهِنَّ يَقُولُ لَهِنَّ كَمَا يَقُولُ لِعَائِشَةَ وَيَقُلْنَ لَهُ كَمَا قَالَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا ثَلَاثَةُ رَهْطٍ فِي الْبَيْتِ يَتَحَدَّثُونَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَدِيدَ الْحَيَاءِ فَخَرَجَ مُنْطَلِقًا نَحْوَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَمَا أَدْرَى أَخْبَرْتُهُ أَوْ أَخْبَرَ أَنَّ الْقَوْمَ خَرَجُوا فَرَجَعَ حَتَّى إِذَا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي أُسْكُفَةِ الْبَابِ دَاخِلَةً وَأُخْرَى خَارِجَةً أَرَحَى السِّتْرَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَأَنْزَلَتْ آيَةَ الْحِجَابِ.

۴۴۲۰۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَوْلَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ بَنَى بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَعْفَرٍ فَأَشْبَعَ النَّاسَ خُبْرًا وَ لَحْمًا ثُمَّ خَرَجَ إِلَى حَجَرِ أُمّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ كَمَا كَانَ يَصْنَعُ صَبِيحَةَ بَنَاتِهِ فَيَسْلِمُهُنَّ عَلَيْهِنَّ وَيُسَلِّمْنَ عَلَيْهِ وَيَدْعُو لَهِنَّ وَيَدْعُوْنَ لَهُ فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ رَأَى رَجُلَيْنِ جَرَى بَيْنَهُمَا الْحَدِيثُ فَلَمَّا رَأَاهُمَا رَجَعَ عَنْ بَيْتِهِ فَلَمَّا رَأَى الرَّجُلَانِ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَعَ عَنْ بَيْتِهِ وَثَبَا



اور اپنے بچ میں پردہ ڈالا اور پردے کی آیت اتری، کہا ابن ابی مریم نے یعنی عنعنہ حمید کا اس حدیث میں قاذح نہیں اس واسطے کہ وارد ہو چکی ہے اس سے تصریح ساتھ سماع کی واسطے اس حدیث کے اس سے۔

مُسْرَعَيْنِ فَمَا أَذْرِي أَنَا أَخْبَرْتُهُ  
بِخُرُوجِهِمَا أَمْ أَخْبَرَ فَرَجَعَ حَتَّى دَخَلَ  
الْبَيْتَ وَأَرَاخِي السِّتْرَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَأَنْزَلْتُ  
آيَةَ الْحِجَابِ وَقَالَ ابْنُ أَبِي مُرَيْمَةَ أَخْبَرَنَا  
يَحْيَى حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ سَمِعَ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اور محصل قصہ کا یہ ہے کہ جو لوگ ولیمہ میں حاضر ہوئے تھے وہ بیٹھ کر باتیں کرنے لگے اور حضرت ﷺ شرمائے کہ ان کو نکلنے کا حکم کریں سو اٹھنے کو تیار ہوئے تاکہ وہ لوگ آپ کی مراد کو سمجھیں اور آپ کے اٹھنے کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوں سو جب غافل کیا ان کو بات نے اس سے تو اٹھ کر باہر نکلے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ باہر نکلے مگر تین آدمی جنہوں نے حضرت ﷺ کی مراد کو نہ سمجھا واسطے سخت مشغول ہونے دل ان کے اس چیز میں کہ تھے بچ اس کے بات سے اور حضرت ﷺ چاہتے تھے کہ وہ لوگ اٹھ جائیں بغیر اس کے کہ ان کو روک دینے کے ساتھ حکم کریں واسطے شدت شرم آپ کی کے پس دراز کرتے غیبت کو ان سے ساتھ مشغول ہونے کے ساتھ سلام کے اپنی عورتوں پر اور وہ اپنے حال کے مشغول میں تھے اور اس کے درمیان ایک اپنی غفلت سے ہوش میں آیا اور باہر نکلا اور دو مرد باقی رہے پھر جب یہ حال دراز ہوا اور حضرت ﷺ اپنے گھر میں پہنچے اور ان کو دیکھا کہ بیٹھے ہیں تو پلٹ آئے سو جب دونوں نے دیکھا کہ حضرت ﷺ پلٹ گئے تو اس وقت انہوں نے آپ کی مراد کو سمجھا اور باہر نکلے اور حضرت ﷺ داخل ہوئے اور پردے کی آیت اتاری گئی اور حضرت ﷺ نے اپنے اور اپنے خادم کے درمیان پردہ ڈالا اور حالانکہ اس کے ساتھ یہ عہد نہ کیا تھا۔

تنبیہ: ظاہر روایت دوسری سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت قوم کے اٹھنے سے پہلے اتری اور پہلی وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اٹھنے کے بعد اتری اور تطبیق دی جاتی ہے ساتھ اس طور کے کہ مراد یہ ہے کہ ان کے اٹھنے کے وقت اتری اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں مشروع ہونا حجاب کا ہے واسطے حضرت ﷺ کی بیویوں کے، کہا عیاض نے کہ فرض ہونا پردے کا واسطے ان کے اس قسم سے ہے کہ خاص کی گئی ہیں وہ ساتھ اس کے پس پردہ فرض ہے اوپر ان کے بغیر خلاف کے منہ اور دونوں ہتھیلی میں سو نہیں جائز ہے واسطے ان کے کھولنا اس کا گواہی میں اور نہ اس کے غیر میں اور ظاہر کرنا اپنے وجود کا اگرچہ ہوں مستور کپڑے میں مگر جس کی ضرورت ہو جائے ضرورت سے پھر استدلال کیا ہے عیاض نے ساتھ اس چیز کے کہ مؤطا میں ہے کہ جب حفصہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے وجود کو ڈھانکا تاکہ ان کے وجود کو کوئی نہ دیکھے اور یہ کہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی لاش پر قبہ بنایا گیا تاکہ ان کے وجود کو کوئی نہ دیکھے

انہی۔ اور نہیں ہے اس چیز میں کہ ذکر کی اس نے دلیل اس پر جو اس نے دعویٰ کیا ہے کہ وجود کا ڈھانکنا ان پر فرض ہے اور حالانکہ حضرت ﷺ کے بعد حج کرتی تھیں اور طواف کرتی تھیں اور اصحاب اور تابعین ان سے حدیث سنتے تھے اور ان کے بدن چھپے ہوتے تھے نہ وجود اور پہلے گزر چکا ہے حج میں قول ابن جریج کا واسطے عطا کے جب کہ ذکر کیا اس نے واسطے اس کے طواف عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہ پردے کے اترنے سے پہلے تھا یا پیچھے اس نے کہا پایا میں نے اس کو بعد اترنے پردے کے و سیاتی مزید بیان لذلك ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

۴۴۲۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سودہ رضی اللہ عنہا جائے ضرورت کے واسطے باہر نکلیں بعد اترنے پردے کے اور تھیں عورت بھاری بدن والی نہ چھپ رہیں پہچاننے والے پر یعنی جو ان کو جانتا تھا پہچان لیتا تھا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا سو کہا اے سودہ! خبردار قسم ہے اللہ کی ہم تجھ کو پہچانتے ہیں سو دیکھ تو کس طرح نکلتی ہے؟ یعنی باہر مت نکلا کر سودہ الٹی پھریں اور حضرت ﷺ میرے گھر میں تھے رات کا کھانا کھاتے تھے اور آپ کے ہاتھ میں ہڈی تھی سو سودہ رضی اللہ عنہا اندر آئیں اور کہا کہ یا حضرت! میں اپنی حاجت کے واسطے باہر نکلی تھی سو عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ایسا ایسا کہا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو حضرت ﷺ پر وحی اتری پھر آپ سے موقوف ہوئی اور حالانکہ ہڈی آپ کے ہاتھ میں تھی اس کو رکھا نہیں تھا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم کو اجازت ہوئی یہ کہ اپنی حاجت کے واسطے باہر نکلو یعنی تم کو جائے ضرورت کے واسطے باہر نکلنے کی اجازت ہوئی۔

۴۴۲۱۔ حَدَّثَنِي زَكْرِيَّا بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْتُ سَوْدَةَ بَعْدَ مَا ضَرَبَ الْحِجَابَ لِحَاجَتِهَا وَكَانَتْ امْرَأَةً جَسِيمَةً لَا تَخْفَى عَلَى مَنْ يَرُفُّهَا فَرَأَاهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا سَوْدَةُ أَمَا وَاللَّهِ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا فَانْظُرِي كَيْفَ تَخْرُجِينَ قَالَتْ فَانْكُفَاتٍ رَاجِعَةً وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي وَإِنَّهُ لَيَتَعَشَّى وَفِي يَدِهِ عَرَقٌ فَدَخَلْتُ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِي فَقَالَ لِيْ عُمَرُ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ فَأَوْحَى إِلَيَّ إِلَيْهِ ثُمَّ رَفَعَ عَنْهُ وَإِنَّ الْعَرَقَ فِي يَدِهِ مَا وَضَعَهُ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجِي لِحَاجَتِكُنَّ.

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ اگر تو کہے کہ واقع ہوا ہے اس جگہ کہ وہ بعد اترنے پردے کے تھا اور وضو میں پہلے گزر چکا ہے کہ وہ پردے سے پہلے تھا سو جواب یہ ہے کہ شاید واقع ہوا ہے یہ دوبارہ میں کہتا ہوں بلکہ مراد ساتھ حجاب پہلے کے غیر حجاب دوسرے کا ہے اور حاصل یہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دل میں نفرت واقع ہوئی اس سے کہ اجنبی لوگ حضرت ﷺ کی بیویوں کو دیکھیں یہاں تک کہ حضرت ﷺ سے صریح کہا کہ اپنی عورتوں کو پردہ کرایئے اور اس کی تاکید کی یہاں تک کہ پردے کی آیت اتری پھر اس کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قصد کیا کہ ان کے وجود بھی بالکل

ظاہر نہ ہوں اگرچہ کپڑے میں چھپی ہوں سو انہوں نے اس میں مبالغہ کیا اور اس سے منع کیا اور ان کو حاجت کے واسطے نکلنے کی اجازت ہوئی واسطے ہٹانے مشقت کے اور دور کرنے حرج کے اور البتہ اعتراض کیا ہے بعض شارحین نے کہ یہ حدیث باب کے مطابق نہیں بلکہ اولیٰ وارد کرنا ہے اس کا عدم حجاب میں اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اصل حدیث کا حوالہ دیا ہے اور اور گویا کہ اس نے اشارہ کیا ہے کہ دونوں حدیثوں میں تطبیق ممکن ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر ظاہر کرو تم کسی چیز کو یا چھپاؤ اس کو سو اللہ ہے ہر چیز کو جانتا گناہ نہیں ان عورتوں کو سامنے ہونے کا اپنے باپوں سے اور نہ اپنے بیٹوں سے اور نہ اپنے بھائیوں سے اور نہ اپنے بھتیجوں سے اور نہ اپنے بھانجوں سے اور اپنی عورتوں سے اور نہ اپنے ہاتھ کے مال سے اور ڈرتیں رہیں اللہ سے بیشک اللہ کے سامنے ہر چیز ہے۔

۳۳۲۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پردہ اترنے کے بعد فلاح ابو قعیس کا بھائی میرے دروازے پر آیا اور مجھ سے گھر میں آنے کی اجازت مانگی میں نے کہا میں اس کو اجازت نہ دوں گی یہاں تک کہ میں اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت لوں اس واسطے کہ اس کے بھائی ابو قعیس نے مجھ کو دودھ نہیں پلایا بلکہ ابو قعیس کی عورت نے مجھ کو دودھ پلایا ہے سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میرے گھر میں تشریف لائے تو میں نے کہا یا حضرت! فلاح ابو قعیس کے بھائی نے مجھ سے گھر میں آنے کی اجازت مانگی سو میں نے انکار کیا کہ اجازت دوں یہاں تک کہ آپ سے اجازت لوں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اور کیا چیز تجھ کو منح کرتی ہے کہ تو اپنے چچا کو اجازت دے؟ میں نے کہا یا حضرت! مرد نے مجھ کو دودھ نہیں پلایا لیکن ابو قعیس کی عورت نے مجھ کو دودھ پلایا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنْ تُبْدُوا شَيْئًا أَوْ تَخْفَوْهُ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ وَلَا أَبْنَائِهِنَّ وَلَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءَ إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءَ أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَائِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ وَاتَّقِينَ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا۔

۴۴۲۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ اسْتَأْذَنَ عَلِيٌّ الْفَلَحَ أَخُو أَبِي الْقُعَيْسِ بَعْدَ مَا أَنْزَلَ الْحِجَابَ فَقُلْتُ لَا أَذْنُ لَهُ حَتَّى اسْتَأْذِنَ فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ أَخَاهُ أَبَا الْقُعَيْسِ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي وَلَكِنْ أَرْضَعَنِي امْرَأَةُ أَبِي الْقُعَيْسِ فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْفَلَاحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ اسْتَأْذَنَ فَأَبَيْتُ أَنْ أَذِنَ لَهُ حَتَّى اسْتَأْذَنَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَأْذِنِي عَمَّكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ

فرمایا کہ اس کو اجازت دے اندر آنے کی کہ وہ تیرا رضاعت کے رشتے سے چچا ہے، تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو، کہا عروہ نے سو اسی واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ حرام کرو دودھ پینے سے جو حرام کرتے ہوں نسب سے۔

اللَّهُ إِنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي وَلَكِنْ أَرْضَعَنِي امْرَأَةٌ أَبِي الْقَعْسِ فَقَالَ إِنْ دَنَيْتَنِي لَهٗ فَإِنَّهُ عَمَلِي تَرَبَّتْ بِيَمِينِكَ قَالَ عُرْوَةُ فَلِذَلِكَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ حَرِّمُوا مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا تُحَرِّمُونَ مِنَ النَّسَبِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح رضاعت کے بیان میں آئے گی اور مطابقت اس کی واسطے ترجمہ کے اللہ کے اس قول سے ہے کہ نہیں گناہ ان کو سامنے ہونے کا اپنے باپوں سے آخر تک اس واسطے کہ یہ بھی منجملہ دونوں آیتوں سے ہے اور یہ جو فرمایا کہ اس کو اجازت دے کہ وہ تیرا چچا ہے باوجود قول آپ کے کی دوسری حدیث میں کہ چچا اور باپ ایک جڑ کی دو شاخیں ہیں اور ساتھ اس کے دور ہوگا اعتراض اس شخص کا جو گمان کرتا ہے کہ حدیث میں ترجمہ کی مطابقت بالکل نہیں اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ وارد کرنے اس حدیث کے طرف رو کی اس شخص پر جو مکروہ جانتا ہے واسطے عورت کے یہ کہ رکھے اور دھنی اپنی نزدیک چچا اپنے کے یا ماموں اپنے کے جیسا کہ عکرمہ اور شعبی سے روایت ہے اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی فتح کے قصے میں رد کرتی ہے اوپر ان کے اور یہ ان باریک باتوں سے ہے جو بخاری رحمہ اللہ کے ترجموں میں ہیں۔ (فتح)

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں البتہ اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں رسول پر اے ایمان والو! رحمت بھیجو اس پر اور سلام بھیجو سلام کہہ کر، کہا ابو العالیہ نے کہ مراد اللہ کی صلوٰۃ سے ثنا کرنا اللہ کی ہے حضرت ﷺ پر نزدیک فرشتوں کے اور مراد فرشتوں کی صلوٰۃ سے دعا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ صَلَاةُ اللَّهِ ثَنًاؤُهُ عَلَيْهِ عِنْدَ الْمَلَائِكَةِ وَصَلَاةُ الْمَلَائِكَةِ الدُّعَاءُ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿يُصَلُّونَ﴾ يُبَرِّكُونَ.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ بصلون کے معنی ہیں حضرت ﷺ کے واسطے برکت کی دعا مانگتے ہیں۔

فائدہ: پس موافق ہوگا ابو العالیہ کے قول کو لیکن وہ خاص تر ہے اس سے اور کسی نے مجھ سے پوچھا کہ صلوٰۃ کو اللہ کی طرف منسوب کیا ہے سلام کو نہیں کیا اور حکم کیا ہے مسلمانوں کو ساتھ اس کے اور سلام کے اس کی کیا وجہ ہے؟ سو میں نے کہا کہ احتمال ہے کہ سلام کے دو معنی ہوں تہیہ اور فرمانبردار ہونا پس حکم کیا ساتھ اس کے مسلمانوں کو واسطے صحیح ہونے ان دونوں معنی کے ان سے اور اللہ اور اس کے فرشتوں کا فرمانبردار ہونا جائز نہیں پس نہیں منسوب کیا اس کو ان کی طرف واسطے دور کرنے وہم کے اور علم نزدیک اللہ کے ہے۔

﴿لُغْرِيْنِكَ﴾ لُغْرِيْنِكَ .

یعنی لغرینک کے معنی ہیں البتہ ہم غالب کریں گے تجھ کو اور پران کے ساتھ قتال کے اور اخراج کے، اللہ نے فرمایا ﴿وَالْمَرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لُغْرِيْنِكَ بِهِمْ﴾ .

فائدہ: اسی طرح واقع ہوا ہے اس جگہ اور نہیں ہے اس کو تعلق ساتھ آیت کے اگرچہ جملہ سورہ سے ہے سو شاید ناقل کی غلطی ہے۔

۴۴۲۳۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے کہا یا حضرت! آپ کو سلام کرنا تو ہم نے جانا سو آپ پر درود بھیجنا کس طرح ہے یعنی آپ پر درود کس طرح بھیجیں حضرت ﷺ نے فرمایا درود یوں پڑھا کرو کہ الہی رحمت کر محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر جیسے تو نے رحمت کی ابراہیم علیہ السلام کی آل پر تو تعریف کیا گیا بڑائی والا ہے، الہی! برکت کر محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر جیسے تو نے برکت کی ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بیشک تو تعریف کیا گیا بڑائی والا ہے۔

۴۴۲۳۔ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا مِسْعَرُ بْنُ الْحَكَمِ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمَّا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ قَالَ قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ .

فائدہ: اور مراد ساتھ سلام کے وہ چیز ہے جو سکھائی ان کو حضرت ﷺ نے التحیات میں ان کے قول سے السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته اور مسلم کی روایت میں ہے کہ اللہ نے ہم کو حکم کیا ہے کہ آپ پر درود پڑھیں سو ہم کس طور سے آپ پر درود پڑھیں اور ترمذی وغیرہ میں ہے کہ جب یہ آیت اتری ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ﴾ الآیۃ تو ہم نے کہا یا حضرت! سلام کرنا تو ہم نے جانا سو ہم آپ پر درود کس طرح پڑھیں اور یہ جو کہا جیسے تو نے رحمت کی ابراہیم علیہ السلام کی آل پر یعنی پہلے گزر چکی ہے تجھ سے رحمت ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر سو ہم سوال کرتے ہیں تجھ سے رحمت محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر بطریق اولیٰ اس واسطے کہ جو چیز فاضل کے واسطے ہو وہ افضل کے واسطے بطریق اولیٰ ثابت ہوگی اور ساتھ اس تقریر کے حاصل ہوگی جدائی ایراد مشہور سے کہ شرط تشبیہ کی یہ ہے کہ مشبہ بہ قوی ہو اور محصل جواب کا یہ ہے کہ تشبیہ نہیں باب الحاق کامل کے ساتھ ساتھ اکمل کے بلکہ باب صحیح سے ہے اور مانند اس کی ہے یا از قسم بیان حال اس چیز کے کہ نہیں پہچانی جاتی ساتھ اس چیز کے کہ پہچانی جاتی ہے اس واسطے کہ وہ آئندہ زمانے میں ہے اور جو چیز کہ حاصل ہوتی ہے اس سے واسطے محمد ﷺ کے وہ اقویٰ اور

اکمل ہے اور علماء نے اس کا اور جواب بھی دیا ہے بر تقدیر اس کے کہ وہ باب الحاق سے ہے اور حاصل جواب کا یہ ہے کہ تشبیہ واقع ہوئی ہے واسطے مجموع کے اس واسطے کہ مجموع آل ابراہیم علیہ السلام کی افضل ہے مجموع آل محمد ﷺ کی سے اس واسطے کہ ابراہیم علیہ السلام کی آل میں پیغمبر ہوئے ہیں برخلاف آل محمد ﷺ کے اور قدح کرتی ہے اس جواب میں تفصیل جو اس حدیث کے اکثر طرق میں واقع ہوئی ہے اور جواب میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ تھا یہ حکم پہلے اس سے کہ معلوم کرائے حضرت ﷺ کو اللہ کہ وہ افضل ہیں ابراہیم علیہ السلام وغیرہ پیغمبروں سے۔ (فتح)

۴۴۲۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے کہا یا حضرت! سلام کرنا تو یہ ہے سو ہم آپ پر درود کس طرح پڑھیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا درود یوں پڑھا کرو، الہی! رحمت کر محمد ﷺ پر جو تیرا بندہ اور رسول ہے جیسے تو نے رحمت کی ابراہیم علیہ السلام کی آل پر اور برکت کر محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر جیسے تو نے برکت کی ابراہیم علیہ السلام کی آل پر۔ اور یزید کی روایت میں ہے جیسے تو نے رحمت کی ابراہیم علیہ السلام پر اور برکت کر محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر جیسے تو نے برکت کی ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر کو جیسے ذکر کیا ہے اس کو ابو صالح نے لیث سے، یعنی روایت کیا ہے اس کو ابو صالح اور یزید نے ساتھ سند لیث کے پس ذکر کیا یزید نے آل ابراہیم کو جیسے ذکر کیا ہے اس کو ابو صالح نے لیث سے۔

۴۴۲۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا التَّسْلِيمُ فَكَيْفَ نُصَلِّيُ عَلَيْكَ قَالَ قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ. قَالَ أَبُو صَالِحٍ عَنِ اللَّيْثِ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ. حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْرَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالذَّرَّازِيُّ عَنْ يَزِيدَ وَقَالَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْتَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ.

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ پیغمبر کے سوا اور پر بھی صلوٰۃ کے ساتھ دعا کرنا درست ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس حدیث میں فرمایا و علی آل محمد اور جو منع کرتا ہے وہ یہ جواب دیتا ہے کہ جائز اس وقت ہے جب کہ بالتبع واقع ہو اور منع اس وقت ہے جب کہ مستقل واقع ہو اور حجت اس میں یہ ہے کہ یہ حضرت ﷺ کا شعار ہو چکا ہے پس نہ کہا جائے گا ابو بکر ﷺ اگرچہ اس کے معنی صحیح ہیں اور کہا جاتا ہے صلی اللہ علی النبی وعلی صدیقہ او خلیفہ اور مانند اس کی اور قریب ہے اس سے کہ نہیں کہا جاتا قال محمد عز وجل

اگرچہ اس کے معنی صحیح ہیں اس واسطے کہ یہ ثناء اللہ کے واسطے شعار ہو چکا ہے سو کوئی اس کو اس میں شریک نہ ہوگا اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا اللھم صل علی آل ابی اوفی تو نہیں حجت ہے اس میں واسطے اس شخص کے جو اس کو مستقل جائز رکھتا ہے اس واسطے کہ حق دار کو جائز ہے کہ جس کو چاہے اپنے حق میں سے کچھ دے دے اور نہیں جائز ہے اس میں تصرف کرنا غیر کو مگر اس کی اجازت سے اور حضرت ﷺ سے اجازت اس میں ثابت نہیں اور قوی کرتا ہے منع کو کہ صلوٰۃ غیر نبی پر ہو گیا ہے شعار واسطے اہل اہوا کے کہ صلوٰۃ بھیجتے ہیں اس پر جس کی تعظیم کرتے ہیں اہل بیت وغیرہم سے اور یہ منع حرام ہے یا مکروہ یا خلاف اولیٰ صحیح کہا ہے دوسری وجہ کو نو دی رحمہ نے اور اسماعیل بن اسحاق نے احکام القرآن میں عمر بن عبدالعزیز سے روایت کی کہ اس نے لکھا اما بعد یعنی بعد حمد اور صلوٰۃ کے بات تو یوں ہے کہ بعض لوگ تلاش کرتے ہیں عمل دنیا کا ساتھ عمل آخرت کے اور یہ کہ بعض قصے خوانوں نے بدعت نکالی ہے درود میں کہ اپنے خلیفوں اور سرداروں پر حضرت ﷺ کے برابر درود پڑھتے ہیں سو جب میرا یہ خط تیرے پاس پہنچے تو ان کو حکم کر کہ ان کا درود حضرت ﷺ پر ہو اور مسلمانوں کے واسطے دعا کریں اور جو اس کے سوا ہو اس کو چھوڑ دیں پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نہیں لائق ہے درود پڑھنا کسی پر سوائے حضرت ﷺ کے لیکن مسلمانوں کے واسطے استغفار ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ أَذَوْا﴾ باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ ہو جاؤ ان لوگوں کی  
طرح جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو ایذا دی۔  
مُوسَىٰ

۴۴۲۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا رُوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ وَخَلَّاسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مُوسَىٰ كَانَ رَجُلًا حَيًّا وَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ أَذَوْا مُوسَىٰ فَبَرَّاهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا﴾

فائدہ: یہ حدیث پوری ساتھ شرح اپنی کے احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور طبری وغیرہ نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام پہاڑ پر چڑھے ہارون علیہ السلام وہاں مر گئے بنی اسرائیل نے کہا کہ تو نے اس کو مار ڈالا ہے وہ تجھ سے نرم تھا اور ہم سے زیادہ محبت رکھتا تھا سو انہوں نے اس کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام کو ایذا دی اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا وہ اس کے جنازے کو اٹھا کر بنی اسرائیل کی مجلس پر گزرے تب بنی اسرائیل کو معلوم ہوا کہ وہ اپنی

موت سے مرے، کہا طبری نے احتمال ہے کہ ہو یہ مراد ساتھ ایذا کے بیچ اس آیت کے ﴿لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى﴾ میں کہتا ہوں جو صحیح میں ہے وہ صحیح تر ہے لیکن نہیں مانع ہے یہ کہ ہوں واسطے ایک چیز کے دو سبب یا زیادہ

کما تقدم غير مرة .

## سورہ سبا کی تفسیر کا بیان

### سُورَةُ سَبَا

فائدہ: سبا ایک قوم کا نام ہے ملک یمن میں رہتے تھے۔

کہا جاتا ہے کہ معجزین کے معنی اللہ کے قول ﴿وَالَّذِينَ يَسْعَوْنَ فِي آيَاتِنَا مُعْجِزِينَ﴾ میں سابقین ہیں یعنی آگے بڑھنے والے اور معجزین کے معنی ہیں فوت ہونے والے کہ ہمارے قابو میں نہ آؤ اللہ نے فرمایا ﴿وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ﴾ یہ لکھ سورہ عنکبوت میں ہے اور سبقوا کے معنی ہیں فاتوا یعنی ہم سے فوت ہوئے اللہ نے سورہ انفال میں فرمایا ﴿وَلَا تَحْسِبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَبَقُوا أَنْهُمْ لَا يَعْجِزُونَ﴾ اور لا يعجزون کے معنی ہیں نہ فوت ہوں گے ہم سے اور يسبقونا کے معنی ہیں ہم کو عاجز کریں، اللہ نے فرمایا ﴿إِمْ حَسْبُ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ أَنْ يَسْبِقُونَا﴾ اور معنی معجزین کے مغالین کے ہیں ہر ایک دونوں میں سے چاہتا ہے کہ اپنے ساتھی کا عجز ظاہر کرے اور معشار کے معنی ہیں دسواں حصہ، اللہ نے فرمایا ﴿وَمَا بَلَّغُوا مَعْشَارَ مَا آتَيْنَهُمْ﴾ ای عشر ما آتیناہم اور اکل کے معنی ہیں پھل، اللہ نے فرمایا ﴿ذَوَاتِیْ أَكُلْ خَمْطٌ وَاثِلٌ﴾ اور باعد اور بعد کے معنی ایک ہیں یعنی دور کر، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قَالُوا رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا﴾ اور کہا مجاہد نے لا يعزب کے معنی ہیں نہیں چھپتا، اللہ نے فرمایا ﴿لَا يَعْزِبُ عَنْهُ

يُقَالُ مُعْجِزِينَ مُسَابِقِينَ﴾ ﴿بِمُعْجِزِينَ﴾ ﴿بِفَاتِنِينَ مُعْجِزِيَّ مُسَابِقِيَّ﴾ ﴿سَبَقُوا﴾ ﴿فَاتُوا﴾ ﴿لَا يَعْجِزُونَ﴾ ﴿لَا يَفُوتُونَ﴾ ﴿يَسْبِقُونَا﴾ ﴿يُعْجِزُونَا﴾ وَقَوْلُهُ ﴿بِمُعْجِزِينَ﴾ ﴿بِفَاتِنِينَ﴾ وَمَعْنَى ﴿مُعْجِزِينَ﴾ مُغَالِبِينَ يُرِيدُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَنْ يُظْهِرَ عَجْزَ صَاحِبِهِ مِعْشَارٌ عَشْرٌ يُقَالُ الْأَكْلُ الثَّمَرُ ﴿بَاعِدْ﴾ وَبَعْدُ وَاحِدٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لَا يَعْزِبُ﴾ لَا يَغِيبُ ﴿سَبَلُ الْعَرَمِ﴾ السُّدَّ مَاءٌ أَحْمَرُ أَرْسَلَهُ اللَّهُ فِي السُّدِّ فَشَقَّهُ وَهَدَمَهُ وَحَفَرَ الْوَادِيَّ فَارْتَفَعْنَا عَنِ الْجَنَّتَيْنِ وَغَابَ عَنْهُمَا الْمَاءُ فَيَسْتَا وَلَمْ يَكُنِ الْمَاءُ الْأَحْمَرُ مِنَ السُّدِّ وَلَكِنْ كَانَ عَذَابًا أَرْسَلَهُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَيْثُ شَاءَ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ شَرْحَبِيلٍ الْعَرَمُ الْمُسْنَاءُ بَلَحَى أَهْلَ الْيَمَنِ وَقَالَ غَيْرُهُ الْعَرَمُ الْوَادِيَّ ﴿السَّابِغَاتُ﴾ الدَّرُوعُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿نُجَازِيَّ﴾ يُعَاقَبُ ﴿أَعْظَمُكُمْ بِوَاحِدَةٍ﴾ بِطَاعَةِ اللَّهِ



﴿مَثْنً وَفِرَادً﴾ وَاحِدٌ وَاثْنَيْنِ  
 ﴿التَّائُوشُ﴾ الرَّذُّ مِنَ الْأُخْرَةِ إِلَى  
 الدُّنْيَا ﴿وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ﴾ مِنْ مَالٍ أَوْ  
 وَلَدٍ أَوْ زَهْرَةٍ ﴿بِأَشْيَاعِهِمْ﴾ بِأَمْثَالِهِمْ  
 وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿كَالْجَوَابِ﴾  
 كَالْجَوِبَةِ مِنَ الْأَرْضِ الْخَمَطُ الْأَرَاكُ  
 وَالْأَثَلُ الطَّرْفَاءُ الْعَرِمُ الشَّدِيدُ.

مثقال ذرہ اور عوم کے معنی ہیں بند جو پانی کو روک  
 رکھے سرخ پانی تھا جس کو اللہ نے بند میں بھیجا سو اس  
 نے بند کو پھاڑ ڈالا اور گرا دیا اور وادی کو کھوداپس اکھڑ  
 گئے دونوں طرف سے یعنی دونوں باغ پانی سے بہہ گئے  
 اور ویران بیابان ہو گئے اور غائب ہوا ان سے پانی سو  
 دونوں سوکھ گئے اور نہ تھا پانی سرخ بند میں لیکن وہ  
 عذاب تھا جس کو اللہ نے ان پر بھیجا جس جگہ سے چاہا  
 اور کہا عمرو بن شرحبیل نے کہ عوم بند ہے اہل یمن کی  
 زبان میں اور اس کے غیر نے کہا کہ عوم کے معنی ہیں  
 وادی، اور سابغات کے معنی ہیں زر ہیں، اللہ نے فرمایا  
 ﴿ان اعمل سابغات﴾ ای درو عا واسعة طویلة اور  
 کہا مجاہد نے کہ نجازی کے معنی ہیں سزا دیتے ہیں، اللہ  
 نے فرمایا ﴿هل نجازى الا الكفور﴾ اور ﴿اعظمکم  
 بواحدة﴾ بطاعة الله یعنی اللہ کے اس قول کے معنی  
 ہیں کہ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں اللہ کی بندگی کی اور مثنی  
 وفرادی کے معنی ہیں ایک ایک اور دو دو، اللہ نے فرمایا  
 ﴿ان تقوموا لله مثنی وفرادی﴾ اور تناوش کے معنی  
 ہیں پھرنا آخرت سے طرف دنیا کی، اللہ نے فرمایا  
 ﴿وانی لهم التناوش من مکان بعید﴾ یعنی آخرت  
 سے طرف دنیا کی، اور بین ما یشتہون کے معنی ہیں  
 جدائی ڈالی گئی درمیان ان کے اور درمیان اس چیز کے  
 کہ ان کے جی چاہتے تھے مال سے اور اولاد سے اور دنیا  
 کی رونق سے اور باشیاعہم کے معنی ہیں ان کی مثالوں  
 سے، اللہ نے فرمایا ﴿کما فعل باشیاعہم﴾ اور کہا ابن  
 عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جواب کے معنی ہیں مانند گڑھے کے

زمین سے، اللہ نے فرمایا ﴿وجفان کالجواب﴾ اور  
خبط کے معنی ہیں پیلو اور اٹل کے معنی ہیں جھاؤ اور  
عزم کے معنی ہیں سخت۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ مراد ساتھ مستاق کے وہ چیز ہے جو بنائی جاتی ہے وادی کی چوڑائی میں تاکہ بلند ہو پانی  
اور زمین پر نہیے اور کہا فراء نے کہ وہ بند تھا اس کے تین دروازے تھے سواول یہ پانی پہلے دروازے سے لیتے تھے پھر  
دوسرے سے پھر تیسرے سے اور نہیں تمام ہوتا تھا آئندہ سال تک اور وہ لوگ بہت آسودہ تھے سو جب انہوں نے  
پیغمبر کی تصدیق سے منہ پھیرا اور ان پر ایمان نہ لائے تو اللہ نے ان کا وہ بند توڑ ڈالا سوان کی زمین غرق ہوئی اور  
ریت نے ان کے گھروں کو بھر دیا اور ٹکڑے ہوئے یہاں تک کہ ان کا ٹکڑے ٹکڑے ہونا عرب کے نزدیک ضرب  
المثل ہو گیا اور بعض کہتے ہیں کہ عزم گونس (بڑا چوہا، چھچھوندرا) کا نام ہے جس سے اس بند کو خراب کیا تھا۔ (فتح)

بابُ قَوْلِهِ ﴿حَتَّىٰ إِذَا فُزِعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ  
قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقُّ وَهُوَ  
الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ﴾

یاب ہے بیان میں اس آیت کے کہ یہاں تک کہ جب  
گھبراہٹ دور کی جاتی ہے ان کے دلوں سے تو کہتے  
ہیں کیا فرمایا تمہارے رب نے؟ اوپر والے کہیں حق  
فرمایا اور وہی ہے سب سے اوپر بڑا۔

۴۴۲۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ آسمان میں کوئی حکم لکرتا  
ہے تو فرشتے اپنے پر مارتے ہیں عاجزی کرتے ہوئے واسطے  
اللہ کے حکم کے یعنی دہشت سے گھبرا جاتے ہیں کہ شاید  
قیامت کے قائم ہونے کا حکم ہو، ہوتی ہے وہ آواز مسموع  
مانند آواز زنجیر کی پتھر پر پتھر جب دور کی جاتی ہے گھبراہٹ ان  
کے دل سے تو کہتے ہیں کیا فرمایا تمہارے رب نے؟ کہتے  
ہیں اس کو جس نے پوچھا کہ اللہ نے حق فرمایا اور وہی ہے  
سب سے اوپر بڑا سوستا ہے اس کو چوری سننے والا اور چوری  
سننے والا شیطان اس طرح ایک پر ایک اور بیان کیا اس کو  
سفیان نے اپنے ہاتھ سے اور اس کو ترچھا کیا اور اپنی انگلیوں  
کو کشادہ کیا سو وہ اس کلمے کو سنتا ہے پھر اس کو اپنے نیچے

۴۴۲۶۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ  
حَدَّثَنَا عُمَرُو قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُولُ  
سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ إِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَضَى اللَّهُ الْأَمْرَ  
فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا  
خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَأَنَّهُ سِلْسَلَةٌ عَلَى صَفْوَانٍ  
فَإِذَا ﴿فُزِعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ  
رَبُّكُمْ قَالُوا﴾ لِلَّذِي قَالَ ﴿الْحَقُّ وَهُوَ  
الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ﴾ فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُ السَّمْعِ  
وَمُسْتَرِقُ السَّمْعِ هَكَذَا بَعْضُهُ فَوْقَ بَعْضٍ  
وَرَصَفَ سُفْيَانُ بَكْفِهِ فَحَرَفَهَا وَبَدَّدَ بَيْنَ  
أَصَابِعِهِ فَيَسْمَعُ الْكَلِمَةَ فَيَلْقِيهَا إِلَى مَنْ

والے کی طرف ڈالتا ہے پھر دوسرا اس کو اپنے سے نیچے والے کی طرف ڈالتا ہے یہاں تک کہ اس کو ساحر یا کاہن کے منہ میں ڈالتا ہے سو اکثر اوقات پاتا ہے اس کو انگار پہلے اس سے کہ اس کو دوسرے کی طرف ڈالے یعنی جیسا کہ اکثر رات کے وقت تارا ٹوٹتا نظر آتا ہے سو وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملاتا ہے سو کہا جاتا ہے کہ کیا اس نے فلاں فلاں دن ہم سے ایسا نہیں کہا تھا یعنی سو ہم نے اس کو حق پایا سو لوگ اس کو سچا جانتے ہیں اس ایک بات کے سبب سے جس کو آسمان سے سنا تھا۔

**فائدہ:** طبرانی نے مرفوع روایت کی ہے کہ جب اللہ کوئی بات کرتا ہے تو آسمان اللہ کے خوف سے سخت کانپتے ہیں پھر جب آسمان والے اس کو سنتے ہیں تو بیہوش ہو کر سجدے میں گر پڑتے ہیں پھر سب سے پہلے پہل جبریل علیہ السلام اپنا سر اٹھاتا ہے سو اللہ اس کو پیغام دیتا ہے جو چاہتا ہے جبریل علیہ السلام اس کو لے فرشتوں کے پاس پہنچتے ہیں جب کسی پر گزرتا ہے تو آسمان والے پوچھتے ہیں کہ ہمارے رب نے کیا فرمایا؟ جبریل علیہ السلام کہتے ہیں حق سو اس کو پہنچاتا ہے جہاں حکم ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ کسی آسمان پر نہیں گزرتا مگر کہ آسمان والے بیہوش ہو جاتے ہیں۔ (فتح)

**باب قولہ ﴿إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ﴾**

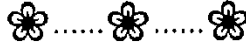
باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ نہیں وہ مگر ڈرانے والا تم کو سخت عذاب سے۔

۴۴۲۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک دن صفا پہاڑ پر چڑھے سو فرمایا خبردار ہو جاؤ کہ دشمن آپہنچا سو قریش آپ کے پاس جمع ہوئے اور کہا کہ کیا حال ہے تیرا کہ تو نے فریاد کی؟ فرمایا بھلا بتلاؤ تو کہ اگر میں تم کو خبر دوں کہ دشمن تم کو لوٹنا چاہتا ہے صبح کو یا شام کو کیا تم مجھ کو سچا نہیں جانو گے؟ انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں؟ فرمایا سو میں تم کو ڈرانے والا ہوں سخت عذاب سے، ابولہب نے کہا تجھ کو ہلاکت ہو کیا اسی واسطے تو نے ہم کو جمع کیا تھا سو اللہ نے یہ سورت اتاری کہ ہلاک ہوئے دونوں ہاتھ ابولہب کے اور

۴۴۲۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عُمَرُو بْنِ مَرْثَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّفَا ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ يَا صَبَاحَاهُ فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ قُرَيْشٌ قَالُوا مَا لَكَ قَالَ أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ الْعَذْرَ يُصَبِّحُكُمْ أَوْ يُبَيِّنُكُمْ أَمَا كُنْتُمْ تُصَدِّقُونِي قَالُوا بَلَى قَالَ فَإِنِّي نَذِيرٌ لَّكُمْ

بَيْنَ يَدَيَّ عَذَابٍ شَدِيدٍ فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبًّا  
 لَّكَ الْهَذَا جَمَعْتَنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿تَبَّتْ يَدَا  
 أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ﴾  
 فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ کہ پارہ انیسواں صحیح بخاری کا تمام ہوا۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## فہرست مضامین

- تفسیر سورہ برآة ..... 3
- باب ہے بیان تفسیر ﴿بَرَاءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ﴾ الآیہ کا ..... 6
- آیت ﴿فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ﴾ کی تفسیر ..... 7
- آیت ﴿وَأَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ﴾ کی تفسیر ..... 9
- آیت ﴿قَاتِلُوا أَلَمَّةَ الْكُفْرِ﴾ کی تفسیر ..... 14
- آیت ﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ﴾ کی تفسیر ..... 15
- آیت ﴿يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فُتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ﴾ کی تفسیر ..... 16
- آیت ﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ﴾ کی تفسیر ..... 16
- آیت ﴿ثَانِي اثْنَيْنِ إِذْهُمَا فِي الْغَارِ﴾ کی تفسیر ..... 18
- آیت ﴿وَالْمَوْلَافَةُ قُلُوبُهُمْ﴾ کی تفسیر ..... 24
- آیت ﴿الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ﴾ کی تفسیر ..... 24
- آیت ﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ﴾ کی تفسیر ..... 26
- آیت ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُمْ﴾ کی تفسیر ..... 32
- آیت ﴿سَيَخْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ﴾ کی تفسیر ..... 37
- آیت ﴿يَخْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ﴾ کی تفسیر ..... 37
- آیت ﴿مَا كُنَّا لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا﴾ کی تفسیر ..... 38
- آیت ﴿لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ﴾ کی تفسیر ..... 39
- آیت ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا﴾ کی تفسیر ..... 40
- آیت ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ کی تفسیر ..... 42
- آیت ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ کی تفسیر ..... 43

- 45 ..... سورہ یونس کی تفسیر
- 48 ..... آیت ﴿وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَٰئِيلَ الْبَحْرَ﴾ کی تفسیر
- 50 ..... سورہ ہود کی تفسیر
- 51 ..... آیت ﴿إِلَّا أَنَّهُمْ يُشَوِّشُونَ صُدُورَهُمْ﴾ کی تفسیر
- 53 ..... آیت ﴿وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ﴾ کی تفسیر
- 57 ..... آیت ﴿وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ﴾ کی تفسیر
- 58 ..... آیت ﴿وَكَذَٰلِكَ أَخَذْنَا مِنْكَ﴾ کی تفسیر
- 60 ..... آیت ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ﴾ کی تفسیر
- 62 ..... سورہ یوسف کی تفسیر
- 67 ..... آیت ﴿وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلٍ يَغُفُّوبُ كَمَا أَتَمَّهَا عَلَىٰ أَبَوَيْكَ﴾ کی تفسیر
- 67 ..... آیت ﴿لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ﴾ کی تفسیر
- 69 ..... آیت ﴿بَلْ سَوَّيْتُ لَكُمۥ أَنفُسُكُمۥ﴾ کی تفسیر
- 70 ..... آیت ﴿وَرَأَوْتَهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا﴾ کی تفسیر
- 73 ..... آیت ﴿فَلَمَّا جَاءَهُ الرُّسُولُ﴾ کی تفسیر
- 74 ..... آیت ﴿حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْسَسَ الرُّسُلُ﴾ کی تفسیر
- 78 ..... سورہ رعد کی تفسیر
- 83 ..... آیت ﴿اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثَىٰ﴾ کی تفسیر
- 84 ..... سورہ ابراہیم کی تفسیر
- 84 ..... باب ہے اس بیان میں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہادی کے معنی ہیں دایع یعنی بلائے والا
- 87 ..... آیت ﴿كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ﴾ کی تفسیر
- 88 ..... آیت ﴿يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ﴾ کی تفسیر
- 89 ..... آیت ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللَّهِ كُفْرًا﴾ کی تفسیر
- 90 ..... سورہ حجر کی تفسیر
- 92 ..... آیت ﴿الَّذِينَ اسْتَرْقُوا السَّمْعَ﴾ کی تفسیر
- 95 ..... آیت ﴿وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسِلِينَ﴾ کی تفسیر

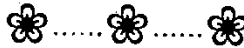
- 95 ..... آیت ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ﴾ کی تفسیر ❀
- 98 ..... آیت ﴿الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ﴾ کی تفسیر ❀
- 100 ..... آیت ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾ کی تفسیر ❀
- 101 ..... سورہ نحل کی تفسیر ❀
- 105 ..... آیت ﴿وَمِنْكُمْ مَّنْ يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْدَلِ الْعُمرِ﴾ کی تفسیر ❀
- 106 ..... سورہ بنی اسرائیل کی تفسیر ❀
- 111 ..... آیت ﴿أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا﴾ کی تفسیر ❀
- 113 ..... آیت ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ﴾ کی تفسیر ❀
- 117 ..... آیت ﴿وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً﴾ کی تفسیر ❀
- 117 ..... آیت ﴿ذُرِّيَّةً مِّنْ حَمَلْنَا﴾ کی تفسیر ❀
- 121 ..... آیت ﴿وَإِنَّمَا دَاوُدَ زَبُورًا﴾ کی تفسیر ❀
- 121 ..... آیت ﴿فُلِي ادْعُوا الَّذِينَ رَعَيْتُمْ مِنْ ذُورِهِ﴾ کی تفسیر ❀
- 122 ..... آیت ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ﴾ کی تفسیر ❀
- 123 ..... آیت ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ﴾ کی تفسیر ❀
- 124 ..... آیت ﴿إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا﴾ کی تفسیر ❀
- 124 ..... آیت ﴿عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ﴾ کی تفسیر ❀
- 126 ..... آیت ﴿قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَرَهَقَ الْبَاطِلُ﴾ کی تفسیر ❀
- 126 ..... آیت ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ﴾ کی تفسیر ❀
- 132 ..... آیت ﴿وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ﴾ کی تفسیر ❀
- 134 ..... سورہ کہف کی تفسیر ❀
- 137 ..... آیت ﴿هُوَ كَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ حَدَلًا﴾ کی تفسیر ❀
- 139 ..... آیت ﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ﴾ کی تفسیر ❀
- 143 ..... آیت ﴿فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنَهُمَا﴾ کی تفسیر ❀
- 154 ..... آیت ﴿فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ﴾ کی تفسیر ❀
- 158 ..... آیت ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا﴾ کی تفسیر ❀

- 159 ..... آیت ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ﴾ کی تفسیر
- 160 ..... سورہ مریم کی تفسیر
- 162 ..... آیت ﴿وَأَنذَرُهمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ﴾ کی تفسیر
- 162 ..... آیت ﴿وَمَا تَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ﴾ کی تفسیر
- 163 ..... آیت ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا﴾ کی تفسیر
- 164 ..... آیت ﴿أَطَّلَعَ الْغَيْبِ أَمْ آتَاهُ عِنْدَ الرِّحْمَنِ عَهْدًا﴾ کی تفسیر
- 165 ..... آیت ﴿كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ﴾ کی تفسیر
- 166 ..... آیت ﴿وَنُورُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا﴾ کی تفسیر
- 167 ..... سورہ طہ کی تفسیر
- 171 ..... آیت ﴿وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي﴾ کی تفسیر
- 171 ..... آیت ﴿وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَى﴾ کی تفسیر
- 172 ..... آیت ﴿فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقَى﴾ کی تفسیر
- 173 ..... سورہ انبیاء کی تفسیر
- 176 ..... آیت ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ﴾ کی تفسیر
- 176 ..... سورہ حج کی تفسیر
- 180 ..... آیت ﴿وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى﴾ کی تفسیر
- 181 ..... آیت ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَىٰ حَرْفٍ﴾ کی تفسیر
- 182 ..... آیت ﴿هَٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ﴾ کی تفسیر
- 184 ..... سورہ مومنون کی تفسیر
- 185 ..... سورہ نور کی تفسیر
- 187 ..... آیت ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ﴾ کی تفسیر
- 189 ..... آیت ﴿وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾ کی تفسیر
- 190 ..... آیت ﴿وَيَذَرُهَا الْعَذَابُ﴾ کی تفسیر
- 191 ..... آیت ﴿وَالْخَامِسَةُ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا﴾ کی تفسیر
- 192 ..... آیت ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ﴾ کی تفسیر



- آیت ﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ﴾ کی تفسیر ..... 211
- آیت ﴿إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ﴾ کی تفسیر ..... 212
- آیت ﴿لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ﴾ کی تفسیر ..... 212
- آیت ﴿يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَنْ تَعُودُوا لِمِثْلِهِ﴾ کی تفسیر ..... 214
- آیت ﴿وَيَبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾ کی تفسیر ..... 214
- آیت ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ﴾ کی تفسیر ..... 215
- آیت ﴿وَلِيُضْربَ بِخُمْرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ﴾ کی تفسیر ..... 220
- سورہ فرقان کی تفسیر ..... 221
- آیت ﴿الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ﴾ کی تفسیر ..... 223
- آیت ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ﴾ کی تفسیر ..... 224
- آیت ﴿يُضَاعَفُ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ کی تفسیر ..... 226
- آیت ﴿الَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا﴾ کی تفسیر ..... 227
- آیت ﴿فَلَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا﴾ کی تفسیر ..... 228
- سورہ شعراء کی تفسیر ..... 228
- آیت ﴿وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ﴾ کی تفسیر ..... 230
- آیت ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ کی تفسیر ..... 232
- سورہ نمل کی تفسیر ..... 234
- سورہ قصص کی تفسیر ..... 236
- آیت ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ﴾ کی تفسیر ..... 236
- آیت ﴿إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ﴾ کی تفسیر ..... 241
- سورہ عنکبوت کی تفسیر ..... 241
- سورہ روم کی تفسیر ..... 241
- آیت ﴿لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ﴾ کی تفسیر ..... 244
- سورہ لقمان کی تفسیر ..... 245
- آیت ﴿لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ کی تفسیر ..... 245

- 246 ..... آیت ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ کی تفسیر ❀
- 248 ..... سورۃ الم تنزیل السجدہ کی تفسیر ❀
- 249 ..... آیت ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم﴾ کی تفسیر ❀
- 250 ..... سورۃ احزاب کی تفسیر ❀
- 250 ..... آیت ﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ﴾ کی تفسیر ❀
- 251 ..... آیت ﴿فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ﴾ کی تفسیر ❀
- 253 ..... آیت ﴿قُلْ لَا زَوْجَ لَكَ إِنِّ كُنْتُ﴾ کی تفسیر ❀
- 255 ..... آیت ﴿وَإِن كُنْتُ تَرَدُنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ﴾ کی تفسیر ❀
- 256 ..... آیت ﴿وَتُخْفَىٰ فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ﴾ کی تفسیر ❀
- 258 ..... آیت ﴿تُرْجَىٰ مِنْ تَشَاءُ مِنْهُمْ﴾ کی تفسیر ❀
- 261 ..... آیت ﴿لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ﴾ کی تفسیر ❀
- 267 ..... آیت ﴿إِن تَبَدُّوا شَيْئًا أَوْ تَخَفُوهُ﴾ کی تفسیر ❀
- 268 ..... آیت ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ﴾ کی تفسیر ❀
- 271 ..... آیت ﴿لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ﴾ کی تفسیر ❀
- 272 ..... سورۃ سبا کی تفسیر ❀
- 274 ..... آیت ﴿حَتَّىٰ إِذَا فُزِعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ﴾ کی تفسیر ❀
- 275 ..... آیت ﴿إِنَّ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ﴾ کی تفسیر ❀



# فَيْضُ الْبَيِّ

عَلَامَهُ مُحَمَّدٌ ابْنُ الْحَسَنِ سَيِّدِ الْكُوَيْ

اُرْدُو ترجمہ

## فَتْحُ الْبَيِّ

ابن حَجَرِ الْعَسْكَلَانِي

شَرْحُ صَحِيحِ بُخَارِي

جلد ۲۰

تقدیر: علامہ محمد اسماعیل اعظمی  
تصدیق: علامہ محمد اسماعیل اعظمی

بِخُسْنِ اهْتِمَامِ

عَبْدُ اللطیفِ رَبَّانِی

حافظ پلازہ مَجْمَعِ مَنَدِی

نیوآرڈو بازار لاہور  
042-37321823  
0301-4227379

مکتبہ صاحبِ الحدیث

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ  
أَمَّا بَعْدُ فَهَذِهِ تَرْجَمَةُ لِلْجُزْءِ الْوَاحِدِ وَعِشْرِينَ مِنْ صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ وَفَقْنَا اللَّهَ لَا نَنْتَهَانَهُ كَمَا وَفَقْنَا لَا يَنْدَأْتُهُ.

### سُورَةُ الْمَلَائِكَةِ

قَالَ مُجَاهِدٌ الْقِطْمِيرُ لِفَافَةِ النَّوَاةِ.

### سورة ملائکہ کی تفسیر کا بیان

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ قطمیر کے معنی ہیں چھلکا گھٹلی کا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ﴾ یعنی جن کو تم پکارتے ہو اس کے سوا مالک نہیں ایک چھلکے کے۔

﴿مُثَقِّلَةٌ﴾ مُثَقِّلَةٌ.

یعنی مثقلہ مخفف ساتھ معنی مثقلہ مشدد کے ہے یعنی بھاری بوجھ والا اول اقبال سے ہے اور دوسرا ساقیل سے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَأَنْ تَدْعَ مَثْقَلَةً إِلَى حِمْلِهَا لَا يَحْمِلُ مِنْهُ شَيْءٌ﴾.

اور مجاہد کے غیر نے کہا کہ حرور دن میں ہے ساتھ سورج کے۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿الْحُرُورُ﴾ بِالنَّهَارِ مَعَ الشَّمْسِ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حرور رات میں ہے اور سموم دن میں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَالظِّلِّ وَالْحُرُورِ﴾ یعنی نہیں برابر ہے سایہ اور نہ لو۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْحُرُورُ بِاللَّيْلِ وَالسَّمُومُ بِالنَّهَارِ.

فائدہ: مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ ہے کہ حرور اس لو کو کہتے ہیں جو رات کو چلتی ہے اور سموم اس ہوا کو کہتے ہیں جو دن کو چلتی ہے۔

یعنی غرابیب کے معنی ہیں نہایت سیاہ اور غریب نہایت سیاہ گھائی۔

﴿وَعَرَابِيبُ﴾ أَشَدُّ سَوَادٍ الْغَرِيبُ الشَّدِيدُ السَّوَادِ.

سُورَةُ يَسَٰ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿فَعَزَّزْنَا﴾ شَدَّدْنَا .

سورہ یس کی تفسیر کا بیان

یعنی کہا مجاہد نے کہ عززنا کے معنی ہیں ہم نے زور دیا  
تیسرے سے۔﴿يَا حَسْرَةَ عَلَى الْعِبَادِ﴾ كَانَ حَسْرَةً  
عَلَيْهِمْ اسْتَهْزَأُوهُمْ بِالرُّسُلِ .یعنی مراد حسرت سے اس آیت میں یہ ہے کہ کافر لوگ  
قیامت کے دن اپنے حال پر افسوس کریں گے اس سبب  
سے کہ انہوں نے پیغمبروں کے ساتھ ٹھٹھا کیا۔فائدہ: اور یا یہ افسوس ہے فرشتوں اور مسلمانوں سے کافروں کے حال پر کہ انہوں نے پیغمبروں کے ساتھ ٹھٹھا کیا۔  
﴿أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ﴾ لَا يَسْتُرُ ضَوْءُ  
أَحَدِهِمَا ضَوْءَ الْآخَرِ وَلَا يَنْبَغِي لِهَمَّا  
ذَلِكَ .  
یعنی اللہ تعالیٰ کے قول ﴿لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ  
تُدْرِكَ الْقَمَرَ﴾ کے معنی ہیں ایک کی روشنی دوسرے کی  
روشنی کو نہیں چھپاتی اور نہ ان کو یہ لائق ہے کہ ایک  
دوسرے کو ڈھانکیں۔

﴿سَابِقُ النَّهَارِ﴾ يَتَطَاَلَبَانِ حَيْثُيْنِ .

یعنی سابق النہار کے معنی ہیں کہ نہ رات آگے بڑھے  
دن سے ایک دوسرے کو طلب کرنے میں کوشش سے۔  
یعنی معنی نسلخ کے اللہ کے اس قول میں ﴿نَسْلَخُ مِنْهُ  
النَّهَارَ﴾ یہ ہیں کہ ہم نکالتے ہیں ایک کو دوسرے سے اور  
چلتا ہے ہر ایک ان دونوں میں سے۔﴿نَسْلَخُ﴾ نَخْرِجُ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ  
وَيَجْرِي كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا .یعنی مراد اللہ تعالیٰ کے قول من مثله سے چوپائے ہیں  
یعنی مثل چوپایوں کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿مَنْ مِثْلُهُ مَا  
يُرْكَبُونَ﴾۔

﴿مَنْ مِثْلُهُ﴾ مِنَ الْأَنْعَامِ .

فائدہ: کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد ساتھ مثل کے اس جگہ کشتیاں ہیں اور ترجیح دی گئی ہے اس قول کو واسطے دلیل  
اس آیت کے جو اس کے بعد ہے کہ ﴿وَأَنْ نَّشَأَنُفَرِّقَهُم﴾ اس واسطے کہ غرق چوپایوں میں نہیں ہوتا۔﴿فَكِهِونَ﴾ مُعْجَبُونَ .  
یعنی فکھون کے معنی ہیں خوش ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

﴿أَنْ اصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغْلٍ فَكِهِونَ﴾ .

﴿جُنْدٌ مُّخَضَّرُونَ﴾ عِنْدَ الْحِسَابِ .

یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں کہ وہ بت ان  
کے واسطے ایک فوج ہے حاضر کی گئی یعنی وقت حساب

کے کہا۔

فائدہ: ابن کثیر نے کہ مراد یہ ہے کہ بت اسٹھے کیے جائیں گے دن قیامت کے حاضر کیے جائیں وقت حساب کرنے ان کے پوجنے والوں کے تاکہ ہو یہ مبلغ بیچ ٹمکین ہونے ان کے اور قوی تر بیچ قائم کرنے حجت کے اوپر ان کے۔  
وَيَذْكُرُ عَنْ عِبْرَةِ الْمَشْحُونِ  
الْمُوقِرُ  
ذکر کیا جاتا ہے عکرمہ سے کہ مشحون کے معنی ہیں  
بھڑے ہوئے بوجھ۔

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ طائر کھ کے معنی ہیں  
تہاری مصیبتیں تمہارے ساتھ ہیں۔  
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «طَائِرُكُمْ»  
مَصَائِبُكُمْ۔

فائدہ: اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت میں آیا ہے کہ طائر کم کے معنی ہیں عمل تمہارے۔  
يَسْلُونُ کے معنی ہیں ٹمکیں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
«فَإِذَا هُمْ مِنَ الْأَجْدَاثِ إِلَى رَبِّهِمْ يَنْسِلُونَ» یعنی پس  
اچانک وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف نکل پڑیں گے۔  
مرقدنا کے معنی ہیں ہمارے نکلنے کی جگہ سے، اللہ نے  
فرمایا «مَنْ بَعَثْنَا مِنْ مَرْقَدِنَا»۔

احصیناہ کے معنی ہیں ہم نے اس کو نگاہ رکھا، اللہ تعالیٰ  
نے فرمایا «وَكُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ» یعنی  
ہر چیز ہم نے نگاہ میں رکھی ہے کتاب ظاہر میں۔

یعنی ان دونوں لفظوں کے ایک معنی ہیں یعنی اپنی جگہ میں  
مکانئہم ومکانہم واحد۔  
فائدہ: کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت «وَلَا تَنْشَأُ لَمْسَخَاهُمْ» میں کہ اگر ہم چاہیں تو ان کو ہلاک کر ڈالیں اپنے  
گھروں میں۔

باب قولہ «وَالشَّمْسُ تَحْرِي لِمُسْتَقَرٍّ  
لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ»  
۴۴۲۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ  
عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ عِنْدَ غُرُوبِ

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور سورج چلا جاتا ہے  
اپنے ٹھہرنے کی راہ پر یہ اندازہ ہے اللہ غالب دانا کا۔  
۴۴۲۸۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں  
حضرت ﷺ کے ساتھ مسجد میں تھا سورج ڈوبتے وقت سو  
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوذر کیا تو جانتا ہے کہ سورج  
کہاں ڈوبتا ہے؟ یعنی غروب ہونے کے بعد کہاں جاتا ہے؟

میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول دانا تر ہے، حضرت ﷺ فرمایا کہ بیشک وہ جاتا ہے یہاں تک کہ سجدہ کرتا ہے عرش کے نیچے سو یہی مطلب ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کا کہ سورج چلتا ہے اپنی قرار گاہ تک یہ اندازہ ٹھہرایا ہوا ہے عزت والے دانا کا۔

الشَّمْسُ فَقَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ أَتَدْرِي أَيْنَ تَعْرُبُ الشَّمْسُ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهَا تَذْهَبُ حَتَّى تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ﴾

فائدہ: یہ روایت مختصر ہے اور نسائی کی روایت میں ہے کہ جاتا ہے یہاں تک کہ عرش کے نیچے پہنچتا ہے اپنے رب کے پاس، پھر اجازت مانگتا ہے کہ چڑھے پھر اس کو اجازت ملتی ہے اور قریب ہے کہ وہ اجازت مانگے گا اور اس کو اجازت نہیں ملے گی اور سفارش کروادے گا سو جب یہاں نوبت پہنچے گی تو اس کو کہا جائے گا کہ اپنے ڈوبنے کی جگہ سے چڑھ سو یہی مطلب ہے اللہ کے اس قول کا کہ سورج چلتا ہے اپنی قرار گاہ تک۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ جاتا ہے اور سجدہ کرنے کی اجازت مانگتا ہے پھر اس کو اجازت ملتی ہے اور گویا کہ اس کو کہا جاتا ہے کہ چڑھ جدھر سے تو آتا ہے سو پچھتم کی طرف سے نکلے گا، پھر حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی کہ یہ ہے اندازہ اس کا اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ قرار گاہ اس کی یہ ہے کہ چڑھتا ہے سو آدمیوں کے گناہ اس کو پھیر دیتے ہیں پھر جب ڈوبتا ہے تو سجدہ کرتا ہے اور اجازت مانگتا ہے سو اس کو اجازت نہیں ملتی پھر ٹھہرا رہے گا جب تک کہ اللہ چاہے گا پھر اس کو کہا جائے گا کہ چڑھ جہاں تو غروب ہوا تھا۔ کہا اور اس دن قیامت تک کسی جی کو ایمان لانا فائدہ نہ دے گا اور بہر حال قول اس کا تحت العرش سو بعضوں نے کہا کہ یہ وقت مقابل ہونے اس کے ہے اور نہیں مخالف ہے یہ اللہ کے اس قول کے ﴿وَجَدَهَا تَعْرُبُ فِي عَيْنِ حَمِئَةٍ﴾ یعنی پایا اس کو ذوالقرنین نے ڈوبتا ہوا دلدل کی نہر میں اس واسطے کہ مراد ساتھ اس کے نہایت پہنچنے نظر کی ہے طرف اس کی وقت غروب ہونے کے اور سجدہ کرنا اس کا عرش کے نیچے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ بعد غروب ہونے کے ہے اور اس حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ مراد ساتھ قرار گاہ اس کے غایت اس چیز کی ہے کہ پہنچتا ہے اس کی طرف بلندی میں اور یہ دراز تر دن ہے سال میں اور بعضوں نے کہا کہ طرف انہما اپنے امر کے وقت منتہی ہونے دنیا کے اور کہا خطابی نے کہ احتمال ہے کہ ہومر اد ساتھ استقرار اس کے نیچے عرش کے یہ کہ وہ قرار پکڑتا ہے نیچے اس کے ایسا استقرار کہ ہم اس کا احاطہ نہیں کر سکتے، میں کہتا ہوں اور ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ مراد ساتھ استقرار کے واقع ہونا اس کا ہے ہر دن رات میں وقت سجدہ کرنے اس کے کی اور مقابل استقرار کے وہ میر دائم ہے جو تعبیر کیا گیا ہے ساتھ جریان کے۔ (فتح)

۴۴۲۹ - حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے

۴۴۲۹ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ

حضرت ﷺ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی اور سورج چلتا ہے اپنی قرار گاہ تک حضرت ﷺ نے فرمایا اس کی قرار گاہ عرش کے نیچے ہے۔

حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا﴾ قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ.

### سُورَةُ الصَّافَّاتِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَيَقْدِفُونَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ﴾ مِنْ كُلِّ مَّكَانٍ ﴿وَيَقْدِفُونَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ﴾ يَرْمُونَ ﴿وَاصِبٌ﴾ دَائِمٌ لَا زَبُّ لَزِمَ.

### سورہ صافات کی تفسیر کا بیان

اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر قول اس کے ﴿وَيَقْدِفُونَ﴾ کہ پھینکتے ہیں ساتھ غیب کے مکان دور سے ہر مکان سے یعنی کہتے ہیں کہ وہ ساحر ہے، وہ کاہن ہے، وہ شاعر ہے یہ بن دیکھے تیر پھینکتے ہیں اور معنی ﴿يَقْدِفُونَ﴾ کے یرمون ہیں، یعنی پھینکتے جاتے ہیں ہر طرف سے واسطے ہانکنے کے اور واصب کے معنی ہیں دائم یعنی اس آیت میں ﴿وَلَهُمْ عَذَابٌ وَاصِبٌ﴾ اور لازب کے معنی ہیں چپکتے یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿مِنْ طِينٍ لَا زَبُّ﴾.

یعنی مراد یمن سے اللہ کے اس قول میں حق ہے کافر لوگ اس کو شیطان کے واسطے کہیں گے یعنی کہیں گے تم ہی تھے کہ آتے تھے ہمارے پاس جہت حق سے اور اس کو ہم پر ملاتے تھے یعنی ہم کو حق میں شبہ ڈالتے تھے۔

غول کے معنی ہیں درد پیٹ۔

یعنی ینزفون کے معنی ہیں کہ ان کے عقل دور نہیں ہوں گے اللہ نے فرمایا ﴿وَلَا هُمْ عَنْهَا يَنْزِفُونَ﴾.

اور قرین سے مراد شیطان ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿إِنْ كَانَ لِي قَرِينٌ﴾.

یعنی یہرعون کے معنی ہیں دوڑائے جاتے ہیں جلد چلنے والے کی صورت پر اللہ پاک نے فرمایا ﴿فَهُمْ عَلَى

تَأْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ﴾ يَعْنِي الْحَقُّ الْكُفَّارُ تَقُولُهُ لِلشَّيْطَانِ.

﴿غَوْلٌ﴾ وَجَعُ بَطْنٍ. ﴿يَنْزِفُونَ﴾ لَا تَذْهَبُ عُقُولُهُمْ.

﴿قَرِينٌ﴾ شَيْطَانٌ.

﴿يَهْرَعُونَ﴾ كَهَيْئَةِ الْهَرَوَلَةِ.



آثارہم یہرعون۔

یعنی یزفون کے معنی ہیں جلد چلنا ساتھ قریب قریب رکھنے پاؤں کے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَاقْبَلُوا إِلَيْهِ يَزْفُونَ﴾۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی یہ ہیں کہ کفار قریش نے کہا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور ان کی مائیں سردار جنوں کی بیٹیاں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور البتہ جانا ہے جنوں نے کہ بیشک وہ حاضر کیے جائیں گے واسطے حساب کے۔

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یہ قول فرشتوں کا ہے۔

یعنی مراد اللہ تعالیٰ کے قول ﴿صِرَاطِ الْجَحِيمِ﴾ سے راہ دوزخ کی ہے اور وسط دوزخ کا یا ان تینوں کے ایک معنی ہیں یعنی راہ دوزخ کی۔

لشوبا کے معنی ہیں کہ ان کا کھانا گرم پانی سے ملایا جائے گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ثُمَّ ان لَّهُمْ عَلَيْهَا لَشُوبًا مِنْ حَمِيمٍ﴾ یعنی پھر ان کو اس کے اوپر ملوٹی جلتے پانی کی۔

مدحورا کے معنی ہیں بچھاڑا ہوا۔

فائدہ: بعض روایتوں میں یہ سب الفاظ نہیں اور بعض نے کہا کہ اس نے چاہا تھا کہ دحورا تفسیر کرے جو صفات میں ہے سو اس نے مدحورا کو تفسیر کیا۔

یعنی مراد ساتھ بیض کے موتی ہیں یعنی موتی ہیں چھپے دھرے، اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿كَانَ مِنْ بَيْضِ مَكُونٍ﴾۔ یعنی اللہ کے اس قول کے معنی یہ ہیں کہ نیکی سے یاد کیا جاتا ہے۔

یعنی ان دونوں لفظوں کے ایک معنی ہیں یعنی ٹھٹھا کرتے ہیں۔

﴿يَزْفُونَ﴾ النَّسْلَانُ فِي الْمَشْيِ.

﴿وَبَيْنَ الْجَنَّةِ نَسَبًا﴾ قَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ الْمَلَائِكَةُ بَنَاتُ اللَّهِ وَأُمَمَاتُهُمْ بَنَاتُ سَرَوَاتِ الْجِنِّ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿وَلَقَدْ عَلِمْتِ الْجَنَّةَ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ﴾ سَتَحْضَرُ لِلْحِسَابِ.

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَنَحْنُ الصَّافُونَ﴾ الْمَلَائِكَةُ.

﴿صِرَاطِ الْجَحِيمِ﴾ ﴿سَوَاءِ الْجَحِيمِ﴾ وَوَسْطِ الْجَحِيمِ.

﴿لَشُوبًا﴾ يُخْلَطُ طَعَامُهُمْ وَيُسَاطُ بِالْحَمِيمِ.

﴿مَدْحُورًا﴾ مَطْرُودًا.

﴿بَيْضٌ مَكُونٌ﴾ اللَّوْلُؤُ الْمَكُونُ.

﴿وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ﴾ يُذَكَّرُ بِخَيْرٍ.

وَيُقَالُ ﴿يَسْتَسْخِرُونَ﴾ يَسْخَرُونَ.

﴿بَعْلًا﴾ رَبًّا.

یعنی بعلًا کے معنی ہیں رب، اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
﴿اتدعون بعلًا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ البتہ یونس علیہ السلام ہے  
پیغمبروں میں سے۔

۴۴۳۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لائق نہیں کسی کو کہ یونس بن متی علیہ السلام  
سے بہتر بنے۔

۴۴۳۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ  
نے فرمایا کہ جو کہے کہ میں بہتر ہوں یونس علیہ السلام پیغمبر متی کے  
بیٹے سے تو وہ جھوٹا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے۔

### سورہ ص کی تفسیر کا بیان

۴۴۳۲۔ حضرت عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے  
مجاہد رضی اللہ عنہ سے سورہ ص کے سجدہ کا حکم پوچھا اس نے کہا کہ کسی  
نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اس کا کیا حکم ہے؟ تو ابن  
عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یعنی یہ آیت پڑھی کہ یہ لوگ ہیں جن کو  
ہدایت دی اللہ نے سو تو چل ان کی راہ یعنی جب داؤد علیہ السلام  
نے سجدہ کیا اور حضرت ﷺ کو حکم ہے ان کی پیروی کرنے کا  
تو اس سورہ میں سجدہ کرنا چاہیے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اس میں  
سجدہ کیا کرتے تھے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِنْ يُونُسَ لَمِنْ  
الْمُرْسَلِينَ﴾.

۴۴۳۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ  
عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَكُونَ  
خَيْرًا مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى.

۴۴۳۱۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا  
مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ هِلَالِ  
بْنِ عَلِيٍّ مِنْ بَنِي عَامِرٍ بْنِ لُؤْيٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ  
يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ أَنَا  
خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى فَقَدْ كَذَبَ.

### سُورَةُ ص

۴۴۳۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا  
عُذْرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْعَوَامِ قَالَ سَأَلْتُ  
مُجَاهِدًا عَنِ السَّجْدَةِ فِي صَ قَالَ سُنِلَ  
ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ ﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى  
اللَّهُ فَبِهَدَاهُمْ اقْتَدِهْ﴾ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ  
يَسْجُدُ فِيهَا.

۴۴۳۳۔ حضرت عوامؓ سے روایت ہے کہ میں نے مجاہدؓ سے سورہ ص کے سجدے کا حکم پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا کہ تو نے کہاں سے سجدہ کیا ہے، یعنی کس دلیل سے؟ تو اس نے کہا کہ کیا تو نہیں پڑھتا یہ آیت اور ہدایت دی ہم نے اس کی اولاد سے داؤدؑ اور سلیمانؑ کو یہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی سو تو چل ان کی راہ سو داؤدؑ ان لوگوں میں سے ہیں کہ تمہارے پیغمبر ﷺ کو ان کی پیروی کا حکم ہوا سو حضرت ﷺ نے اس میں سجدہ کیا۔

۴۴۳۳۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِيسِيُّ عَنِ الْعَوَامِ قَالَ سَأَلْتُ مُجَاهِدًا عَنْ سَجْدَةٍ فِي ص فَقَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ مِنْ أَيْنَ سَجَدْتَ فَقَالَ أَوْ مَا تَقْرَأُ «وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدُ وَسُلَيْمَانُ» «أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهِدَاهُمْ أَقْبَدَهُ» فَكَانَ دَاوُدُ مِمَّنْ أَمَرَ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَفْتَدِيَ بِهِ فَسَجَدَهَا دَاوُدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَجَدَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: سورہ ص کے سجدے کا بیان سجدہ تلاوت کی کتاب میں ہو چکا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ اگلے پیغمبروں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے اور یہ مسئلہ مشہور ہے اصول میں اور ہم نے اس کو دوسری جگہ میں بیان کیا ہے۔ (فتح)

یعنی عجب کے معنی ہیں عجیب، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿انْ عَجَابٌ﴾ عَجَبٌ.

هذا الشيء عجيب.

یعنی قُط کے معنی ہیں صحیفہ اور وہ اس جگہ صحیفہ حساب کا ہے یعنی نامہ حساب کا۔

الْقُطُّ الصَّحِيفَةُ هُوَ مَا هُنَا صَحِيفَةُ الْحِسَابِ.

فائدہ: قُط کے اصل معنی ہیں نوشتہ اور وہ ماخوذ ہے قُط الشيء سے جب کہ اس کو کاٹنے اور معنی یہ ہیں کہ ایک ٹکڑا اس چیز سے کہ وعدہ کیا ہے تم نے ہم سے اس کا اور نوشتہ پر بھی قُط بولا جاتا ہے اس واسطے کہ وہ بھی ایک حصہ ہے کہ جدا کیا جاتا ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ «فِي عِزَّةٍ مُعَازِرِينَ» اور کہا مجاہد نے کہ فی عزۃ کے معنی ہیں کہ وہ سرکشی کرنے والے ہیں۔

فائدہ: اور اس کے غیر نے کہا کہ تکبر میں ہیں حق سے یعنی نہیں کافر ہوا جو کافر ہوا ساتھ اس کے واسطے کسی خلل کے کہ اس میں پایا ہو بلکہ کفر کیا ساتھ اس کے واسطے تکبر کے اور حمیت جاہلیت کے، اللہ نے فرمایا ﴿بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي عِزَّةٍ وَشِقَاقٍ﴾.

﴿الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ﴾ مِلَّةٌ قَرِيشٍ.

یعنی مراد ملۃ آخرۃ سے دین قریش کا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ﴾.

اختلاق کے معنی ہیں جھوٹ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿إِنْ هَذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ﴾.

الْإِخْتِلَاقُ الْكُذْبُ.

یعنی اسباب کے معنی ہیں آسمان کے راہ اس کے دروازوں میں، اللہ نے فرمایا ﴿فَلْيَرْتَقُوا فِي الْأَسْبَابِ﴾ یعنی پس چاہیے کہ چڑھ جائیں آسمان کی راہوں میں۔

الْأَسْبَابُ طُرُقُ السَّمَاءِ فِي أَبْوَابِهَا.

یعنی مراد جند سے اس جگہ کفار قریش ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ ایک لشکر ہے اس جگہ شکست دیا گیا۔

قَوْلُهُ ﴿جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ﴾ يَعْنِي قَرِيشًا.

فائدہ: اور جند خبر ہے مبتدا محذوف کی اے ہم اور مازائدہ ہے یا صفت ہے واسطے جند کے اور ہنا لک اشارہ ہے طرف مکان مراجعت کے اور مہزوم صفت ہے واسطے جند کے یعنی شکست دیئے جائیں گے اس مکان میں اور وہ خبر ہے غیب کی اس واسطے کہ شکست ہوئی ان کو اس کے بعد مکے میں لیکن وارد ہوتا ہے اس پر جو طبرانی نے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ کو وعدہ دیا اور حالانکہ آپ مکے میں تھے کہ مشرکوں کی فوج کو شکست ہوگی سو مطابق اس کے واقع ہوا کہ جنگ بدر میں ان کو شکست ہوئی اس بنا پر پس ہنا لک طرف ہے واسطے مراجعت کے فقط اور شکست کا مکان مذکور نہیں ہوا۔ (فتح)

یعنی مراد اولئك الاحزاب سے امتیں ہیں جو پہلے گزر چکی ہیں۔

﴿أُولَئِكَ الْأَحْزَابُ﴾ الْقُرُونُ الْمَاضِيَةِ.

اور فواق کے معنی ہیں رجوع، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿مَالِهَا مِنْ فَوَاقٍ﴾.

﴿فَوَاقٍ﴾ رُجُوعٌ.

فائدہ: اور سدی سے روایت ہے کہ نہیں واسطے ان کے افاقہ اور نہ پھرنا طرف دنیا کے۔

﴿قَطْنَا﴾ عَذَابَنَا.

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿عَجَلْ لَنَا قَطْنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ﴾ اور نہیں مخالفت ہے درمیان اس کے اور درمیان ما تقدم کے اس واسطے کہ وہ محمول ہے اس پر کہ مراد ساتھ قول ان کے قطن یعنی حصہ ہمارا ہے عذاب سے اور اسی طرح روایت کی ہے عبدالرزاق نے قتادہ رحمہ اللہ سے اور وہ مشابہ ہے ان کے اس قول کو ﴿وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ﴾ الآية اور قول دوسروں کا ﴿فَاتَنَا بِمَا تَعْدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ﴾ اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ

سے روایت ہے کہ مراد حصہ ہمارا ہے بہشت سے اور کہا طبری نے کہ سب اقوال ہیں قریب تر طرف صواب کے یہ قول ہے کہ سوال کیا انہوں نے کہ ان کو اپنا لکھا حصہ ملے نیکی یا بدی سو جو وعدہ دیا ہے اللہ نے اپنے بندوں کو آخرت میں یہ کہ جلدی دیا جائے گا ان کو یہ دنیا میں واسطے ٹھنھا کرنے کے ان سے اور عناد کے۔ (فتح)

﴿اتَّخَذْنَاهُمْ سُخْرِيًّا﴾ اَحْطَنَّا بِهِمْ۔  
یعنی اتخذناہم کے معنی ہیں احاطہ کیا ہم نے ان کو ٹھٹھے سے۔

﴿اتْرَابٌ﴾ امثال۔  
اتراب کے معنی ہیں ہم مثل اور ہم عمر، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وعندهم قاصرات الطرف اتراب﴾ یعنی ان کے پاس عورتیں ہیں نیچی نظر والیاں ہم عمر۔

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد اید سے قوت ہے عبادت میں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿داؤد ذا الاید﴾۔  
یعنی مراد ابصار سے نظر کرنا ہے اللہ تعالیٰ کے کام میں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اولی الایدی والابصار﴾ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد اہل قوت ہیں عبادت میں اور سوچ والے ہیں دین میں۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْاَيْدُ الْقُوَّةُ فِي الْعِبَادَةِ.  
الْاَبْصَارُ الْبَصَرُ فِي اَمْرِ اللَّهِ.

یعنی حرف عن اس قول میں ساتھ معنی من کے ہے اور مراد ساتھ خیر کے گھوڑے ہیں۔  
یعنی اللہ تعالیٰ کے قول طفق مسح کے معنی ہیں کہ لگے ہاتھ پہنچانے گھوڑوں کی گردن کے بالوں کو اور ان کی کوچوں کو یعنی گھوڑوں کو ذبح کر ڈالا۔

﴿حُبِّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي﴾ مِنْ ذِكْرِ طَفِقَ مَسْحًا يَمْسَحُ اَعْرَافَ الْخَيْلِ وَعَوَاقِبَهَا.

یعنی اصفاد کے معنی ہیں زنجیر، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وآخرین مقرنین فی الاصفاد﴾۔

﴿الْاَصْفَادِ﴾ الْوَتَاقِ.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ کہا سلیمان علیہ السلام نے کہ اے رب میرے! دے مجھ کو ایسی بادشاہی کہ میرے بعد پھر ویسی کسی کو نہ ملے بیشک تو ہے سب بخشے والا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿هَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ﴾.

فائدہ: اس کی شرح سلیمان علیہ السلام کے ترجمہ میں احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے۔

۴۴۳۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جنوں میں سے ایک سرکش آج رات کو میرے آگے کود پڑا کوئی اور کلمہ اس کی مانند فرمایا تا کہ میری نماز کو توڑ دے سو اللہ تعالیٰ نے اس کو میرے قابو میں کر دیا سو میں نے چاہا کہ اس کو مسجد کے کسی ستون میں باندھ دوں تا کہ تم سب لوگ اس کو صبح کے وقت دیکھ لو پھر مجھ کو یاد آئی اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا وہ یہ دعا تھی کہ اے رب میرے! بخش مجھ کو ایسی بادشاہی کہ میرے بعد پھر ویسی کسی کو نہ ملے کہا روح نے کہ پھر حضرت ﷺ نے اس کو دھکیل دیا ذلیل کر کے۔

۴۴۳۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ عِفْرِيثًا مِنَ الْجِنِّ تَفَلَّتْ عَلَى الْبَارِحَةِ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا لَيَقْطَعَنَّ عَلَى الصَّلَاةِ فَأَمْكَنِي اللَّهُ مِنْهُ وَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبِطَهُ إِلَى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتَّى تَضْبَحُوا وَتَنْظُرُوا إِلَيْهِ كُلُّكُمْ فَلَذَكَّرْتُ قَوْلَ أَحِبِّي سَلِيمَانَ ﴿رَبِّ هَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي﴾ قَالَ رَوْحٌ فَرَدَّهَ خَاسِنًا.

فائدہ: یہ جو کہا کہ پھر مجھ کو یاد آئی اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا تو اس کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور روایت کی ہے طبری نے قتادہ سے کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ نہ چھین مجھ سے بادشاہی جیسے تو نے مجھ سے پہلی بار چھینی اور ظاہر حدیث کا اس تاویل کو رو کرتا ہے اور شاید قتادہ کی اس تاویل کا سبب یہ ہے جو بعض محدثوں نے سلیمان علیہ السلام پر طعن کیا ہے اور نسبت کیا ہے اس کو اس میں طرف حرص کے اوپر مستقبل اور اکیلے ہونے کے ساتھ نعمت دنیا کے اور پوشیدہ رہا اس پر یہ کہ یہ حرص ان کی اللہ کی اجازت سے تھی اور بیشک تھا یہ معجزہ واسطے ان کے جیسا کہ خاص کیا گیا ہے ہر پیغمبر ساتھ ایک معجزے کے سوائے غیر اپنے کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾۔ باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہیں میں تکلف کرنے والوں سے یعنی بغیر تحقیق کے وحی کا دعویٰ کروں۔

۴۴۳۵۔ حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس داخل ہوئے اس نے کہا کہ اے لوگو! جو کچھ چیز جانے سو چاہیے کہ اس کو کہے اور جو نہ جانے سو چاہیے کہ کہے اللہ تعالیٰ زیادہ تر جاننے والا ہے اس واسطے کہ علم سے ہے یہ کہ کہے جو نہ جانے کہ اللہ تعالیٰ دانا تر ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سے فرمایا کہ میں تم سے اس پر کچھ

۴۴۳۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الصُّخْرِیِّ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَلِمَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ بِهِ وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلْ اللَّهُ أَعْلَمُ فَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ يَقُولَ لِمَا لَا يَعْلَمُ اللَّهُ

مزدوری نہیں مانگتا اور نہیں میں تکلف کرنے والوں سے اور میں تم سے بیان کرتا ہوں حال دھان کا، اس کا بیان یوں ہے کہ حضرت ﷺ نے کفار قریش کو اسلام کی دعوت دی سو انہوں نے اسلام کے قبول کرنے میں آپ پر دیر کی حضرت ﷺ نے ان پر بد دعا کی سو فرمایا کہ الہی! میری مدد کر ان پر سات برس کا قحط ڈال یوسف علیہ السلام کا سا قحط سات برس کا سوان پر قحط پڑا کہ اس نے ہر چیز کو فنا کیا یہاں تک کہ انہوں نے مردار اور چیزوں کو کھایا یہاں تک کہ مرد اپنے اور آسمان کے درمیان بھوک کے سبب سے دھواں دیکھنے لگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا سو تو راہ دیکھ جس دن کہ لائے آسمان دھواں صریح جو گھیرے لوگوں کو یہ ہے دکھ کی مار، کہا عبد اللہ ﷺ نے سوانہوں نے دعا کی کے اے ہمارے رب! کھول دے ہم سے عذاب ہم ایمان لاتے ہیں کہاں ہے ان کو نصیحت لینی اور آچکا ان کے پاس رسول کھول کر سنانے والا پھر پیٹھ پھیری انہوں نے اس سے اور کہنے لگے سکھایا ہوا ہے باؤلا، ہم کھولتے ہیں عذاب تھوڑے دنوں تم پھر وہی کرتے ہو کیا پس کھولا جائے گا ان سے عذاب قیامت کے دن پھر اپنے کفر کی طرف پھرے سو اللہ تعالیٰ نے ان کو جنگ بدر کے دن پکڑا، اللہ نے فرمایا جس دن ہم پکڑیں گے بڑی پکڑ ہم بدلہ لینے والے ہیں۔

فائدہ: اس کی شرح کچھ پہلے گزر چکی ہے اور کچھ آئندہ آئے گی۔ (فتح)

### سورۃ زمر کی تفسیر کا بیان

اور کہا مجاہد نے کہ اللہ کے قول یتقی بوجہہ کے معنی ہیں آگ میں اپنے منہ پر کھینچا جائے گا اور وہ مانند قول اس کے کی ہے کیا جو آگ میں ڈالا جائے وہ بہتر ہے یا

أَعْلَمُ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾ وَسَاحَذَكُمْ عَنِ الدَّخَانِ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا قَرِيْشًا إِلَى الْإِسْلَامِ فَأَبْطَأُوا عَلَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعِ كَسْبِعِ يَوْسُفَ فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ فَحَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى أَكَلُوا الْمَيْتَةَ وَالْجُلُودَ حَتَّى جَعَلَ الرَّجُلُ يَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ دُخَانًا مِنَ الْجُوعِ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ يَغْشى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ قَالَ فَدَعَوْا ﴿رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ﴾ أَنَّى لَهُمُ الذِّكْرَى وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُبِينٌ. ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلِّمٌ مِّثْنُونَ. إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ﴾ أَيْ كُشِفَ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ فَكُشِفَ ثُمَّ عَادُوا فِي كُفْرِهِمْ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى إِنَّا مُنْتَقِمُونَ﴾.

### سُورَةُ الزُّمَرِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿أَفَمَنْ يَتَّقِي بُوجْهَهُ﴾ يُجَرُّ عَلَى وَجْهِهِ فِي النَّارِ وَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالَى ﴿أَفَمَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ خَيْرٌ أَمْ مَنْ

يَأْتِيْنَا مِنَّا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ﴿۱﴾ جو امن کے ساتھ آئے گا۔

فائدہ: اور مراد اس کی ساتھ ہم مثل ہونے کے یہ ہے کہ دونوں میں حذف ہے اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے بشر سے کہ یہ آیت ابو جہل اور عمار کے حق میں اتری مراد ﴿افمن يلقى في النار﴾ سے ابو جہل ہے اور ﴿امن ياتي امنًا﴾ سے عمار ہے اور ذکر کیا ہے طبری نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس کو دوزخ کی طرف لایا جائے گا اس حال میں کہ اس کے دونوں ہاتھ مونڈھوں پر جکڑے ہوں گے پھر اس کو دوزخ میں ڈالا جائے گا سو پہلے پہل آگ اس کے منہ کو لگے گی اور ذکر کیا ہے عربی والوں نے کہ من افن میں موصولہ ہے بیچ محل رفع کے مبتدا ہونے کی بنا پر اور اس کی خبر محذوف ہے تقدیر اس کی یہ ہے اھو کمن امن العذاب۔ (فتح)

﴿غَيْرِ ذِي عِوَجٍ﴾ لَبَسَ۔ یعنی عوج کے معنی لبس کے ہیں۔

فائدہ: اور یہ تفسیر ہے ساتھ لازم کے اس واسطے کہ جس میں لبس ہو وہ مستزم ہے کجی کے معنی میں، اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد ساتھ غیر ذی عوج کے یہ ہے کہ وہ مخلوق نہیں۔

﴿وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ﴾ مَثَلٌ لِّأَلِيهِمْ الْبَاطِلِ وَالْإِلَهِ الْحَقِّ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا قول ﴿ورجلا سلما لرجل﴾ مثال ہے ان کے جھوٹے خداؤں کی اور سچے خدا کی یعنی جس غلام کے چند مالک ہوں وہ ضائع ہو جاتا ہے کوئی اس کی پوری خبر نہیں لیتا اسی طرح جو بہت معبودوں کو پوجتا ہے وہ ضائع ہو جاتا ہے اور جو خالص ایک کا ہو وہ اس کے سب کاموں کی خبر لیتا ہے۔

﴿وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ﴾ بِالْأَوْتَانِ۔ یعنی ڈراتے ہیں تجھ کو کافر ساتھ ان لوگوں کے جو اللہ کے سوا ہیں یعنی بتوں کے مراد الذین من دونہ سے اللہ کے اس قول میں بت ہیں۔

﴿خَوْلَنَا﴾ أَعْطَيْنَا۔ یعنی خولنا کے معنی ہیں اعطینا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ثم اذا خولناه نعمة منا﴾ یعنی پھر جب ہم اس کو نعمت دیتے ہیں۔

﴿وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ﴾ الْقُرْآنُ ﴿وَصَدَّقَ بِهِ﴾ الْمُؤْمِنُ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُولُ هَذَا الَّذِي أَعْطَيْتَنِي۔ یعنی مراد ساتھ صدق کے اللہ کے اس قول میں قرآن ہے اور مراد صدق بہ سے ایماندار ہے کہ قیامت کے دن آئے گا کہے گا یہ ہے جو کچھ تو نے مجھ کو دیا عمل کیا میں



عَمِلْتُ بِمَا فِيهِ.

نے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے۔

فائدہ: اور مجاہد سے روایت ہے کہ مراد ساتھ اللہ کے اس قول کے وہ شخص ہے جو قیامت کے دن قرآن کے ساتھ آئے گا سو کہے گا کہ یہ ہے جو تو نے ہم کو دیا عمل کیا ہم نے اس چیز کے ساتھ کہ اس میں ہے اور قنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد ساتھ ﴿وَالَّذِي جَاءَ بِالصَّدَقِ﴾ کے حضرت محمد ﷺ ہیں اور مراد ساتھ ﴿وَالَّذِي صَدَقَ بِهِ﴾ کے ایماندار ہیں، روایت کیا ہے اس کو عبد الرزاق نے اور طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ مراد ساتھ صدق کے لا الہ الا اللہ ہے اور صدق بہ کے معنی ہیں کہ رسول کو سچا جانا اور سدی سے روایت ہے کہ مراد ﴿وَالَّذِي جَاءَ بِالصَّدَقِ﴾ سے جبریل علیہ السلام ہے اور مراد صدق سے قرآن ہے اور مراد ساتھ ﴿وَالَّذِي صَدَقَ بِهِ﴾ کے محمد ﷺ ہیں اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد ﴿وَالَّذِي جَاءَ بِالصَّدَقِ﴾ سے محمد ﷺ ہیں اور مراد ﴿وَالَّذِي صَدَقَ بِهِ﴾ سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

یعنی شکس وہ مرد ہے جو انصاف کے ساتھ راضی نہ ہو اللہ نے فرمایا ﴿ضَرْبُ اللَّهِ مَثَلًا رَجُلًا فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ﴾ یعنی بیان کی اللہ نے ایک مثال ایک مرد ہے اس میں کئی شریک ہیں جو انصاف کے ساتھ راضی نہیں ہوتے مراد یہ ہے کہ شکس جو صفت مشبہ ہے وہ بھی اسی باب سے ہے اور قرآن میں باب تفاعل سے آیا ہے جو ساتھ معنی مشترک ہونے کے ہے قوم میں اور بعض نے سلما کو سالما پڑھا ہے دونوں کے معنی ایک ہیں یعنی پورا۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿مُتَشَاكِسُونَ﴾ الرَّجُلُ الشَّكْسُ الْعَسِيرُ لَا يَرْضَى بِالْإِنْصَافِ وَ رَجُلًا سَلَمًا وَيُقَالُ ﴿سَالِمًا﴾ صَالِحًا.

اور اشمازت کے معنی ہیں نفرت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَإِذَا ذَكَرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ﴾ یعنی جب اکیلے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جائے تو نفرت کرتے ہیں دل بے ایمانوں کے۔

﴿اشْمَأَزَّتْ﴾ نَفَرَتْ.

بمفازتہم ماخوذ ہے فوز سے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَيُنَجِّ اللَّهُ الَّذِينَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ﴾ یعنی بنجاتہم یعنی بچائے گا اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں کو ساتھ

﴿بِمَفَازَتِهِمْ﴾ مِنَ الْفَوْزِ.

ان کی نجات کے۔

اور حافین کے معنی ہیں کہ عرش کے گردا گرد دہور ہے ہیں اور حفافیہ کے معنی ہیں اس کی طرفوں میں۔

یعنی متشابہا ، اللہ تعالیٰ کے قول ﴿اللہ نزل احسن الحدیث کتاب متشابہا﴾ میں ماخوذ ہے اشتباہ سے یعنی اس کے یہ معنی نہیں کہ اس کتاب میں شبہ ہے بلکہ اس کے معنی ہیں کہ مشابہ ہے اس کا بعض بعض کو تصدیق میں یعنی بعض قرآن بعض کی تصدیق کرتا ہے۔

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ اے میرے بندو! جنہوں نے زیادتی کی اپنی جانوں پر نہ آس توڑو اللہ کی رحمت سے بیشک اللہ تعالیٰ بخشتا ہے سب گناہ تحقیق وہی ہے گناہ بخشنے والا مہربان۔

۴۴۳۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ چند مشرکوں نے لوگوں کو قتل کیا تھا اور بہت قتل کیا تھا اور زنا کیا تھا اور بہت زنا کیا تھا سو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ جو آپ کہتے ہیں اور جس کی طرف بلا تے ہیں البتہ خوب ہے اگر آپ ہم کو خبر دیں کہ جو ہم نے گناہ کیا اس کا کفارہ ہے یعنی وہ ہمارے سر سے اتر جائیں گے سو یہ آیت اتری کہ جو لوگ نہیں پکارتے اللہ کے سوا اور اللہ کو اور نہیں قتل کرتے جان کو جو حرام کی ہے اللہ نے مگر ساتھ حق کے اور نہیں زنا کرتے اور یہ آیت بھی اتری کہ اے میرے بندو! جنہوں نے زیادتی کی اپنی جانوں پر نہ آس توڑو اللہ کی رحمت سے۔

﴿حَافِينَ﴾ أَطَافُوا بِهِ مُطِيفِينَ بِحِفَافِهِ بِجَوَانِهِ.

﴿مُتَشَابِهًا﴾ لَيْسَ مِنَ الْإِشْتِبَاهِ وَلَكِنْ يُشَبِّهُ بَعْضُهُ بَعْضًا فِي التَّصْدِيقِ.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾.

۴۴۳۶۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ يَعْلَى إِنَّ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ كَانُوا قَدْ قَتَلُوا وَأَكْثَرُوا وَزَنَوْا وَأَكْثَرُوا فَأَتَوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا إِنَّ الَّذِي تَقُولُ وَتَدْعُو إِلَيْهِ لَحَسَنٌ لَوْ تَخْبِرُنَا أَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً فَنَزَلَ ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ﴾ وَنَزَلَتْ ﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ﴾.

**فائدہ:** طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وحشی نے یہ حضرت ﷺ سے پوچھا تھا جو حمزہ رضی اللہ عنہ کا قاتل تھا اور یہ کہ جب اس نے یہ سوال کیا تو یہ آیت اتری ﴿الامن تاب وامن وعمل عملا صالحا﴾ تو اس نے کہا کہ یہ شرط سخت ہے پھر یہ آیت اتری ﴿قل یا عبادى الذين اسرفوا﴾ اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ لوگوں نے کہا کہ یا حضرت! ہم نے کیا جو وحشی نے کیا یعنی ناحق خون کیے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ سب مسلمانوں کے واسطے عام ہے اور طبرانی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ ہو واسطے میرے بدلے اس آیت کے ساری دنیا اور جو دنیا میں ہے وہ آیت یہ ہے ﴿قل یا عبادى الذين اسرفوا على انفسهم﴾ تو ایک مرد نے کہا کہ جو شرک کرتے تو حضرت ﷺ ایک گھڑی خاموش رہے پھر فرمایا اور جو شرک کرے وہ بھی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ عموم اس آیت کے اوپر معاف ہونے تمام گناہوں کے کبیرہ ہوں یا صغیرہ اور برابر ہے کہ بندوں کے حق کے ساتھ متعلق ہوں یا نہ ہوں اور مشہور اہل سنت کے نزدیک یہ ہے کہ سب گناہ توبہ سے معاف ہوتے ہیں اور یہ کہ اللہ بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے اگرچہ توبہ کے بغیر مرے لیکن بندوں کے حق جب کہ توبہ کرے آدمی کہ پھر کسی کا حق نہ کھائے گا تو نفع دیتی ہے اس کو توبہ پھر کرنے سے اور بہر حال خاص وہ چیز جو واقع ہوئی ہے تو ضروری ہے کہ وہ مالک کو پھیر دے یا اس سے معاف کر دے، ہاں اللہ کے فراخ رحمت میں وہ چیز ہے جو ممکن ہے یہ کہ حق دار اپنے حق سے منہ پھیرے اور گنہگار کو اس کے بدلے عذاب نہ کیا جائے اور ارشاد کرتا ہے اس کے عموم کی طرف اللہ تعالیٰ کا یہ قول ﴿ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء﴾ واللہ اعلم۔ (فتح)

**بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾**  
باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ نہیں پہچانا انہوں نے اللہ کو حق پہچاننے اس کے کا۔

۳۳۷۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہود کا ایک عالم حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ اے محمد! ہم تورات میں پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر کرے گا اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور درختوں کو ایک انگلی پر اور پانی کو ایک انگلی پر اور مٹی کو ایک انگلی پر اور ساری مخلوق کو ایک انگلی پر پھر کہے گا کہ میں ہوں بادشاہ، سو حضرت ﷺ ہنسے یہاں تک کہ آپ کے اگلے دانت ظاہر ہوئے واسطے سچا جانے قول اس عالم کے پھر حضرت ﷺ نے

۴۴۲۷۔ حَدَّثَنَا اَازَمٌ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ خَبْرٌ مِنَ الْأَخْبَارِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّا نَجِدُ أَنَّ اللَّهَ يَجْعَلُ السَّمَوَاتِ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْأَرْضِينَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْمَاءَ وَالنَّارَ عَلَى إِصْبَعٍ وَسَائِرَ الْخَلَائِقِ عَلَى

یہ آیت پڑھی اور نہیں پہچانا انہوں نے اللہ کو حق پہچاننے اس کے کا۔

إِصْبَحَ فَيَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ فَصَحَّكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ تَصْدِيقًا لِقَوْلِ الْحَبَرِ ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾.

فائدہ: کہا خطاب نے کہ ہنسنا حضرت ﷺ کا واسطے تعجب اور انکار کے تھا یہودی کے قول سے اور کہا نووی نے کہ ظاہر سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ اس کی تصدیق کے واسطے بنے ساتھ دلیل اس آیت کے جو دلالت کرتی ہے اوپر صدق قول عالم کے اور اولیٰ ان چیزوں میں بازرہنا ہے تاویل سے باوجود اعتقاد پاک جاننے اللہ کے اس واسطے کہ جو چیز کہ مستلزم ہوں ظاہر اس کا نقص کو وہ مراد نہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں اور زمین ساری اس کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور آسمان لپیٹے جائیں گے اس کے دائیں ہاتھ میں وہ پاک ہے اور بہت اوپر ہے اس سے کہ شریک بناتے ہیں۔

فائدہ: جب واقع ہوا ذکر زمین کا مفرد تو خوب ہوئی تاکید اس کی ساتھ قول اس کے جمیعاً واسطے اشارہ دینے کے اس کی طرف کہ مراد سب زمینیں ہیں۔

۴۴۳۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ مٹھی میں لے گا اللہ زمین کو اور لپیٹے گا آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ میں پھر کہے گا میں بادشاہ ہوں کہاں ہیں زمین کے بادشاہ؟۔

۴۴۳۸۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ مَسْفَرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَقْبِضُ اللَّهُ الْأَرْضَ وَيَطْوِي السَّمَوَاتِ بِيَمِينِهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ مُلُوكُ الْأَرْضِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح توحید میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور پھونکا جائے گا صور  
پھر بہوش ہو جائے گا جو کوئی ہے آسمانوں میں اور زمین  
میں پھر پھونکا جائے گا دوسری بار سو اچانک وہ کھڑے  
ہوں گے۔

فائدہ: اختلاف ہے سچ تعین اس شخص کے جس کو اللہ نے متثنیٰ کیا ہے اور اشارہ کیا ہے میں نے اس کی طرف  
موسیٰ علیہ السلام کے ترجمہ میں۔

۴۴۳۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے  
فرمایا بیشک میں پہلے سر اٹھاؤں گا دوسری بار صور پھونکنے کے  
بعد پھر یکا یک دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کو لپٹے ہیں سو میں  
نہیں جانتا کہ اسی طرح تھے یعنی بدستور ہوش میں رہے یا صور  
پھونکنے کے بعد ہوش میں آئے یعنی مجھ سے پہلے۔

۴۴۳۹۔ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ  
خَلِيلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ  
أَبِي زَائِدَةَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
إِنِّي أَوَّلُ مَنْ يَرْفَعُ رَأْسَهُ بَعْدَ النَّفْخَةِ الْآخِرَةِ  
فَإِذَا أَنَا بِمَوْسَى مُتَعَلِّقٌ بِالْعَرْشِ فَلَا أُدْرِي  
أَكْذَلِكُ كَانَ أَمْ بَعْدَ النَّفْخَةِ.

فائدہ: اور متثنیٰ بعض کہتے ہیں کہ جبرائیل اور میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام ہیں کہ بیشک وہ اس کے بعد مریں گے اور  
بعض کہتے ہیں کہ حاملان عرش ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ رضوان اور خوریں اور زبانہ کذا فی القسطانی اور عینی نے کہا  
کہ یہ شہید لوگ ہیں اور کعب احبار سے روایت ہے کہ بارہ شخص ہیں آٹھ حاملان عرش ہیں اور چار فرشتے جبرائیل  
اور اسرافیل علیہم السلام، میکائیل اور ملک الموت علیہم السلام۔ (تیسیر) اور یہ جو کہا کہ یا صور پھونکنے کے بعد ہوش میں آئے تو  
داؤدی سے منقول ہے کہ یہ لفظ وہم ہے اور اس کی سند یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام مردہ ہیں قبر میں مدفون ہیں اور صور پھونکنے  
کے بعد زندہ ہوں گے سو کس طرح ہوں گے متثنیٰ اور البتہ پہلے گزر چکا ہے بیان وجہ رد کا اوپر اس کے کہ جس کے  
دوہرانے کی حاجت نہیں اور واسطے اللہ کے ہے حمد۔ (فتح)

۴۴۴۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے  
فرمایا کہ دو پھونکوں کے درمیان چالیس ہیں لوگوں نے کہا  
کہ اے ابو ہریرہ! دونوں میں چالیس دن کا فرق ہوگا؟ ابو  
ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نہیں مانتا، سائل نے کہا کہ چالیس  
برس کا فرق ہوگا؟ کہا میں نہیں مانتا، پھر سائل نے کہا چالیس

۴۴۴۰۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي  
قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا  
صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ  
أَرْبَعُونَ قَالُوا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَرْبَعُونَ يَوْمًا

قَالَ أَيْتُ قَالَ أَرْبَعُونَ سَنَةً قَالَ أَيْتُ قَالَ  
أَرْبَعُونَ شَهْرًا قَالَ أَيْتُ وَيَلْبَسُ كُلُّ شَيْءٍ مِنَ  
الْإِنْسَانِ إِلَّا عَجَبَ ذَنْبِهِ فِيهِ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ.  
مہینے کا فرق ہوگا؟ کہا میں نہیں مانتا اور آدمی کا تمام بدن گل  
جاتا ہے سوائے ریڑھ کی ہڈی کے اور اسی میں آدمی کا بدن  
جوڑا جائے گا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں نہیں مانتا یعنی میں اس کو متعین نہیں کر سکتا اس واسطے کہ نہیں نزدیک میرے اس میں توقیف اور  
بعض شارحین نے گمان کیا ہے کہ مسلم میں چالیس برس کا ذکر آچکا ہے اور نہیں ہے وجود واسطے اس کے ہاں، ابن  
مردویہ نے چالیس برس کو روایت کیا ہے اور وہ شاذ ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد چالیس برس ہیں  
اور وہ ضعیف ہے اور یہ جو کہا کہ آدمی کا تمام بدن گل جاتا ہے تو ایک روایت میں ہے کہ آدمی کے بدن میں ایک  
ہڈی ہے کہ اس کو مٹی کبھی نہیں کھاتی قیامت کے دن اسی میں اس کا بدن جوڑا جائے گا، لوگوں نے عرض کیا کہ وہ کون  
سی ہڈی ہے؟ فرمایا عجب الذنب، اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ لوگوں نے کہا عجب الذنب کیا ہے؟ فرمایا کہ  
رائی کے دانے کے برابر اور عجب ساتھ زبرعین کے ایک ہڈی ہے لطیف پیٹھ کی جڑ میں اور وہ راس ہے عصص کا اور  
وہ مکان راس ذنب کا ہے چوپایوں سے، کہا ابن عقیل نے کہ واسطے اللہ کے بیچ اس کے راز ہے کہ اللہ کے سوا اس کو  
کوئی نہیں جانتا اس واسطے کہ جو ظاہر کرتا ہے وجود کو عدم سے نہیں محتاج ہوتا ہے طرف کسی چیز کے کہ بنیاد رکھے اوپر  
اس کے اور احتمال ہے کہ ٹھہرائی گئی ہو یہ نشانی واسطے فرشتوں کے اوپر زندہ کرنے ہر آدمی کے اپنے جوہر سے اور نہیں  
حاصل ہوتا علم واسطے فرشتوں کے ساتھ اس کے مگر ساتھ باقی رکھنے ہڈی ہر شخص کے تاکہ معلوم ہو کہ سوائے اس کے  
کچھ نہیں کہ ارادہ کیا ہے اللہ نے ساتھ اس کے دو ہرانا رحوں کا ان ذاتوں کی طرف جن کی وہ جز ہے اور اگر کوئی چیز  
اس کی باقی نہ رہتی تو البتہ جائز رکھتے فرشتے کو دو ہرانا طرف امثال بدنوں کے ہے نہ طرف نفس بدنوں کے اور یہ جو  
کہا کہ آدمی کے بدن کی تمام چیز گل جاتی ہے تو مراد یہ ہے کہ فنا ہو جاتی ہے یعنی اس کی جز سارے بالکل معدوم ہو  
جاتے ہیں اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ ہر چیز اس کی تحلیل ہو کر اس کی صورت معصودہ دور ہو جاتی ہے پس ہو جاتا ہے  
مٹی کے جسم کی صورت پر پھر جب مرگیا ہوگا تو اپنی اگلی صورت پر دوہرایا جائے گا اور کہا علماء نے کہ یہ حدیث عام  
ہے خاص کیے گئے ہیں اس سے پیغمبر اس واسطے کہ مٹی ان کے بدنوں کو نہیں کھاتی اور ابن عبدالبر نے کہا کہ شہید لوگ  
بھی ان کے ساتھ ملحق ہیں اور کہا قرطبی نے کہ جو ثواب کے واسطے اذان دے وہ بھی ان کے ساتھ ملحق ہے یعنی ان  
کے بدنوں کو بھی مٹی نہیں کھاتی، کہا عیاض نے پس تاویل حدیث کی یہ ہے کہ ہر آدمی اس قسم سے ہے کہ اس کو مٹی  
کھاتی ہے اگرچہ مٹی بہت بدنوں کو نہیں کھاتی مانند پیغمبروں کے اور یہ جو کہا کہ مگر ریڑھ کی ہڈی نہیں گلتی تو لیا ہے اس  
کے ظاہر کو جمہور نے سو کہا کہ ریڑھ کی ہڈی نہیں گلتی اور خلاف کیا ہے مرنی نے سو کہا اس نے کہ وہ بھی سارے بدن  
کے ساتھ گل جاتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس سے بنایا گیا ہے سو یہ چاہتا ہے اس کو کہ وہ ہڈی آدمی کے

سارے بدن سے پہلے پیدا ہوتی ہے اور نہیں معارض ہے اس کو حدیث سلمان رضی اللہ عنہ کی کہ پہلے پہل آدم علیہ السلام کا سر پیدا ہوا اس واسطے کہ تطبیق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ یہ آدم علیہ السلام کے حق میں ہے اور یہ اس کی اولاد کے حق میں ہے یا مراد ساتھی قول سلمان رضی اللہ عنہ کے پھونکنا روح کا ہے بدن میں نہ پیدا کرنا بدن کا۔

### سورۃ مومن کی تفسیر کا بیان

اور کہا امام مجاہد رحمہ اللہ نے کہ حم تا ویل اور حکم اس کا حکم اول سورتوں کا ہے یعنی حروف مقطعه کہ سورتوں کے اول میں ہیں سب کا ایک حکم ہے سو جو تا ویل، مثلاً: الم کی ہے وہی حم کی ہے اور تحقیق اختلاف کیا گیا ہے بیچ ان حروف مقطعه کے جو سورتوں کے اول میں ہیں زیادہ تیس قول سے نہیں ہے جگہ بسط کرنے اس کے کی۔

یعنی اور کہا جاتا ہے کہ بلکہ وہ نام ہے قرآن کا واسطے دلیل قول شریح کے کہ یاد دلاتا ہے مجھ کو حم اس حال میں کہ نیزہ نیزوں کے ساتھ ملنے والا ہے سو کیوں نہیں پڑھا اس نے حم کو لڑائی میں آگے بڑھنے سے پہلے۔

### سُورَةُ الْمُؤْمِنِينَ

قَالَ الْمُجَاهِدُ وَيُقَالُ حُمٌ مَجَازُهَا  
مَجَازُ أَوَائِلِ السُّورِ.

وَيُقَالُ بَلْ هُوَ اسْمٌ لِقَوْلِ شُرَيْحِ بْنِ أَبِي  
أَوْفَى الْعَبْسِيِّ يُذَكِّرُنِي حُمٌ وَالرُّمُحُ  
شَاجِرٌ فَهَلَّا تَلَا حُمٌ قَبْلَ التَّقْدِمِ.

فائدہ: اور اس کا قصہ یوں ہے کہ جنگ جمل کے دن محمد بن طلحہ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا سو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سیاہ عمامہ والے کو مت قتل کرو اس واسطے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نکالا ہے اس کو بھلائی اس کی نے ساتھ باپ اپنے کے یعنی چونکہ اس کا باپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر میں ہے تو اپنے باپ کی خاطر یہ بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر میں آیا ہے ورنہ نہ آتا سو شریح اس کو ملا اور اس کی طرف نیزہ نہ جھکایا تو اس نے حم پڑھی اور قسطلانی نے نقل کیا ہے کہ مراد محمد بن طلحہ کی ساتھ قول اس کے حم حم عشق ہے کہ اس میں واقع ہوا ہے ﴿قُلْ لَا اسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ اجْرًا اِلَّا الْمُوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى﴾ اور حاصل یہ ہے کہ ذکر کرنا محمد بن طلحہ کا حم کو واسطے روکنے کے تھا قتل سے یا مراد یہ ہے کہ مسلمان کو لائق نہیں کہ کسی مسلمان کو ناحق مارے اور ذکر کیا ہے حسن بن مظفر نے کہ جنگ جمل کے دن علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کی نشانی حم تھی اور شریح علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا سو جب شریح نے محمد بن طلحہ کو نیزہ مارا تو اس نے کہا حم یعنی گویا اشارہ کیا کہ وہ بھی علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں سے ہے تو اس وقت شریح نے یہ شعر پڑھا اور بعض کہتے ہیں کہ بلکہ جب شریح نے محمد کو نیزہ مارا تو اس نے یہ آیت پڑھی ﴿اَتَقْتُلُونَ رَجُلًا اِنْ يَقُولُ رَبِّيَ اللَّهُ﴾ پس یہ معنی ہیں قول اس کے کہ یاد دلاتا ہے مجھ کو حم یعنی ساتھ تلاوت آیت مذکورہ کے اس واسطے کہ وہ حم سے ہے اور کہا طبری نے کہ صواب قرأت سے نزدیک ہمارے بیچ تمام

حرفوں کے جو سورتوں کے اول میں ہیں سکون ہے یعنی جزم کے ساتھ پڑھنا چاہیے اس واسطے کہ وہ حروف ہجا کے ہیں نہ اسم مسیات کے۔ (فَتْحٌ وَغَيْرُهُ)  
**﴿الطُّولُ﴾ التَّفْضُلُ.**

یعنی طول کے معنی تفضل کے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
**﴿ذِي الطُّولِ﴾.**

فائدہ: اور کہا بعضوں نے کہ صاحب فراخی اور مال داری کا اور کہا بعض نے کہ صاحب نعمتوں کا۔

اور داخرین کے معنی ہیں ذلیل ہو کر، اللہ تعالیٰ نے فرمایا **﴿سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾.**

اور کہا مجاہد نے کہ مراد نجات سے ایمان ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا **﴿وَيَا قَوْمِ ادْعُوا إِلَى النِّجَاةِ﴾.**

یعنی مراد اللہ کے اس قول میں بت ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا **﴿لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ﴾**

یعنی نہیں ہے واسطے اس کے قبول کرنا دعا کا نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں۔

یعنی یسجرون کے معنی ہیں کہ ان کے ساتھ آگ جلائی جائے گی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا **﴿ثُمَّ فِي النَّارِ يَسْجُرُونَ﴾.**

تمر حون کے معنی ہیں اتراتے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا **﴿بِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُونَ﴾.**

یعنی اور علاء بن زیاد لوگوں کو آگ یاد دلاتے تھے یعنی وعظ میں ان کو آگ سے ڈراتے تھے سوا یک مرد نے کہا کہ تو لوگوں کو اللہ کی رحمت سے ناامید کیوں کرتا ہے اس نے کہا کیا میں قادر ہوں اس پر کہ لوگوں کو ناامید کروں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جان پر زیادتی کی نہ آس توڑو اللہ کی رحمت سے اور فرماتا ہے کہ زیادتی کرنے والے وہی ہیں دوزخی لیکن تم چاہتے ہو کہ بشارت دیئے جاؤ ساتھ بہشت کے اپنے

وَكَانَ الْعَلَاءُ بْنُ زَيْدٍ يُذَكِّرُ النَّارَ فَقَالَ رَجُلٌ لِمَ تُقَنِّطُ النَّاسَ قَالَ وَأَنَا أَقْدِرُ أَنْ أَقْنِطَ النَّاسَ وَاللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ وَيَقُولُ ﴿وَأَنَّ الْمُسْرِفِينَ هُمْ أَصْحَابُ النَّارِ﴾ وَلَكِنْكُمْ تُحِبُّونَ أَنْ تَبْشَرُوا بِالْجَنَّةِ عَلَى مَسَاوِي أَعْمَالِكُمْ وَإِنَّمَا بَعَثَ اللَّهُ



مَحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُبَشِّرًا  
بِالْجَنَّةِ لِمَنْ أَطَاعَهُ وَمُنْذِرًا بِالنَّارِ مَنْ  
عَصَاهُ.

برے عملوں پر اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بھیجا ہے  
اللہ نے محمد ﷺ کو بشارت دینے والا ساتھ بہشت کے  
اس کو جو ان کا حکم مانے اور ڈرانے والے ساتھ آگ  
کے اس کو جو ان کا حکم نہ مانے۔

فائدہ: مراد ساتھ ذکر کرنے پہلی آیت کے اشارہ ہے دوسری آیت کی طرف سو پہلی آیت میں لوگوں کو ناامید ہونے  
سے منع کیا ہے اور دوسری آیت میں ان سے استدعا ہے کہ زیادتی کرنے سے رجوع کریں اور مرنے سے پہلے توبہ کی  
طرف جلدی کریں۔ (فتح) خلاصہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مسرفوں کو دوزخی ٹھہرایا تو ان کو دوزخ سے ڈرانا  
چاہیے اور ناامید وار ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اسراف سے رجوع کریں اور توبہ کی طرف جلدی کریں۔

۴۴۴۱- حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عبد اللہ  
بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہا کہ خبر دے مجھ کو ساتھ سخت تر  
اس چیز کے کہ مشرکوں نے حضرت ﷺ کے ساتھ کی اس نے  
کہا جس حالت میں کہ حضرت ﷺ خانے کعبے کے محن میں  
نماز پڑھتے تھے کہ اچانک عقبہ سامنے سے آیا سو اس نے  
حضرت ﷺ کا مونڈھا پکڑا اور اپنا پکڑا حضرت ﷺ کی  
گردن میں ڈال کر مروڑا اور آپ کا گلا سخت گھونٹا پھر ابو  
بکر رضی اللہ عنہ سامنے سے آئے اور اس کے مونڈھے کو پکڑ کر رسول  
اللہ ﷺ سے ہٹایا اور کہا کیا تم مار ڈالتے ہو ایک مرد کو اس  
سبب سے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور البتہ لایا  
تمہارے پاس کھلی نشانیاں تمہارے رب کی طرف سے۔

۴۴۴۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا  
الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ  
حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي  
مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي  
عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
عَمْرٍو بْنِ الْقَاصِ أَخْبِرْنِي بِأَشَدِّ مَا صَنَعَ  
الْمُشْرِكُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ إِذْ أَقْبَلَ  
عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مَعْطٍ فَأَخَذَ بِمَنْكِبِ رَسُولِ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوَى ثَوْبَهُ  
فِي عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ بِهِ خَنَقًا شَدِيدًا فَأَقْبَلَ أَبُو  
بَكْرٍ فَأَخَذَ بِمَنْكِبِهِ وَدَفَعَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ «اتَّقِلُوا  
رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ  
بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ».

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

## سُورَةُ حَمَّ السَّجْدَةِ

## سورہ حم السجدہ کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ طَاوُسٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ «اتَيْنَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا» أَعْطَيْنَا «قَالَتَا اتَيْنَا طَائِعِينَ» أَعْطَيْنَا.

یعنی اور کہا طاووس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ معنی اتینا کے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہیں دونوں نے کہا کہ ہم آئے خوشی سے یعنی دیا ہم نے خوشی سے۔

فائدہ: کہا عیاض نے نہیں اتی اس جگہ ساتھ معنی اعطی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ماخوذ ہے اتیان سے اور وہ آنا ہے ساتھ معنی اثر قبول کرنے کے واسطے وجود کے ساتھ دلیل اسی آیت کے اور ساتھ اس کے تفسیر کیا ہے اس کو مفسرین نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آدم دونوں ساتھ اس چیز کے کہ پیدا کی ہے بیچ تمہارے اور ظاہر کرو اس کو تو انہوں نے کہا کہ ہم نے حکم قبول کیا اور مروی ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور البتہ مروی ہے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مانند اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے اس کو بخاری نے لیکن وہ بطور تقریب معنی کے ہے کہ جب وہ دونوں حکم کیے گئے ساتھ نکالنے اس چیز کے کہ بیچ ان کے ہے سورج اور چاند اور نہر اور نہرہ سے اور جو اس کے سوائے ہے تو ہوگا یہ معنی مانند اعطا کے پس تعبیر کی گئی ساتھ اعطا کے آنے سے ساتھ اس چیز کے کہ امانت تھی ان دونوں میں۔ (فتح)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا «اتینا طوعاً او کرها قالنا اتینا طائعين» یعنی آدم دونوں خوشی سے یا نا خوشی سے کہا ان دونوں نے کہ آئے ہم خوشی سے۔

اور کہا منہال نے سعید سے کہ ایک مرد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں پاتا ہوں قرآن میں کئی چیزیں کہ مختلف ہوتی ہیں اوپر میرے یعنی مجھ کو قرآن کی بعض آیتیں بظاہر ایک دوسرے کے مخالف معلوم ہوتی ہیں ان میں سے اول جگہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، پس نہیں نسبتیں درمیان ان کے اور نہ وہ ایک دوسرے سے پوچھیں گے اور دوسری جگہ فرمایا کہ بعض بعضوں کو سامنے ہو کر پوچھنے لگے اور ان میں دوسری جگہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہ چھپائیں گے اور دوسری جگہ میں ہے کہ مشرکین کہیں گے اے رب ہمارے! نہ تھے ہم شرک کرنے والے سوانہوں نے اس آیت میں شرک کو چھپایا اور ان میں سے تیسری جگہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

وَقَالَ الْمِنْهَالُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنِّي أَجِدُ فِي الْقُرْآنِ أَشْيَاءَ تَخْتَلِفُ عَلَيَّ قَالَ «فَلَا انْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ» «وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ» «وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا» «وَاللَّهُ رَبَّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ» فَقَدْ كَتَمُوا فِي هَذِهِ الْآيَةِ وَقَالَ «أَمِ السَّمَاءُ بَنَاهَا» إِلَى قَوْلِهِ «دَحَاهَا» فَذَكَرَ خَلْقَ السَّمَاءِ قَبْلَ خَلْقِ الْأَرْضِ ثُمَّ قَالَ «إِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي

فرمایا آسمان کو بنایا اپنے قول دحاہا تک سواس آیت میں آسمان کا پیدا کرنا زمین کے پیدا کرنے سے پہلے بیان کیا، پھر فرمایا کہ کیا تم منکر ہو اس سے جس نے پیدا کیا زمین کو دو دن میں طائنین تک سواس آیت میں زمین کا پیدا کرنا آسمان کے پیدا کرنے سے پہلے بیان کیا اور ان میں سے چوتھی جگہ یہ ہے کہ اللہ بہت بخشنے والا، رحم کرنے والا، غالب حکمت والا، سننے والا ہے، اور دیکھنے والا سو گویا کہ اللہ موصوف تھا ساتھ ان صفاتوں کے بچ زمانے ماضی کے پھر گزر گیا یعنی اب ان اوصاف کے ساتھ موصوف نہیں، سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ جو کہا کہ نہیں نسبتیں درمیان ان کے تو یہ پہلی بار صور پھونکنے میں ہے پھر پھونکا جائے صور میں سو بیہوش ہو کر گرے گا جو کوئی ہے آسمان میں اور زمین میں مگر جس کو اللہ چاہے، پس نہیں نسبتیں درمیان ان کے نزدیک اس کے اور نہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔ پھر دوسری بار پھونکنے میں سامنے ہو کر ایک دوسرے کو پوچھیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کا قول کہ ہم شرک نہ کرتے تھے اور نہ چھپائیں گے اللہ سے کوئی بات سو بیشک اللہ بخشنے کا اخلاص والوں کو گناہ ان کے تو مشرکین کہیں گے کہ آؤ ہم بھی کہیں کہ ہم شرک نہ کرتے تھے سو ان کے منہ پر مہر لگائی جائے گی پھر ان کے ہاتھ بولیں گے سواس وقت پہچانا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہیں چھپائی جاتی اور اس وقت دوست رکھیں گے کافر، الآیہ اور پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے زمین کو دو دن میں پھر پیدا کیا آسمان کو پھر قصد کیا آسمان کی طرف سو برابر کیا ان کو دوسرے دو دن میں پھر

يَوْمَيْنِ إِلَى قَوْلِهِ «طَائِنَيْنِ» فَذَكَرَ فِي هَذِهِ خَلْقَ الْأَرْضِ قَبْلَ خَلْقِ السَّمَاءِ وَقَالَ «وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا» «عَزِيزًا حَكِيمًا» «سَمِيعًا بَصِيرًا» فَكَانَهُ كَانَ ثُمَّ مَضَى فَقَالَ «فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ» فِي النِّفْعَةِ الْأُولَى ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ «فَصُعِقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ» فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ عِنْدَ ذَلِكَ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ ثُمَّ فِي النِّفْعَةِ الْآخِرَةِ «أَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ» وَأَمَّا قَوْلُهُ «مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ» «وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهُ حَدِيثًا» فَإِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ لِأَهْلِ الْإِحْلَاصِ ذُنُوبَهُمْ وَقَالَ الْمُشْرِكُونَ تَعَالَوْا نَقُولْ لَمْ نَكُنْ مُشْرِكِينَ فَخْتِمَ عَلَى أَفْوَاهِهِمْ فَتَنَطَّقُ أَيْدِيهِمْ فَعِنْدَ ذَلِكَ عُرِفَ أَنَّ اللَّهَ لَا يَكْتُمُ حَدِيثًا وَعِنْدَهُ «يَوْمُ الدِّينِ» كَفَرُوا بِالْآيَةِ وَخَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمَاءَ ثُمَّ اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ فِي يَوْمَيْنِ آخَرَيْنِ ثُمَّ دَحَا الْأَرْضَ وَدَحَوَهَا أَنْ أُخْرِجَ مِنْهَا الْمَاءَ وَالْمَرْعَى وَخَلَقَ الْجِبَالَ وَالْجَمَالَ وَالْأَكَامَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي يَوْمَيْنِ آخَرَيْنِ فَذَلِكَ قَوْلُهُ «دَحَاَهَا»

وَقَوْلُهُ «خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ»  
فَجَعَلَتِ الْأَرْضُ وَمَا فِيهَا مِنْ شَيْءٍ فِي  
أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ وَخَلَقَتِ السَّمَوَاتُ فِي  
يَوْمَيْنِ «وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا»  
سَمَّى نَفْسَهُ ذَلِكَ وَذَلِكَ قَوْلُهُ أَيْ لَمْ  
يَزَلْ كَذَلِكَ فَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يُرِدْ شَيْئًا إِلَّا  
أَصَابَ بِهِ اللَّذِي أَرَادَ فَلَا يَخْتَلِفُ  
عَلَيْكَ الْقُرْآنُ فَإِنَّ كَلَامًا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ.

بچایا زمین کو اور اس کا بچانا یہ ہے کہ باہر نکالا اس سے  
پانی کو اور چراگاہ کو اور پیدا کیا پہاڑوں کو اور اونٹوں کو اور  
ٹیلوں کو اور جو ان کے درمیان ہے اور دودن میں سو بھی  
مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا دحاہا اور قول اس کا  
کہ پیدا کیا زمین کو دودن میں سو پیدا کی گئی زمین اور جو  
چیز کہ اس میں ہے چار دنوں میں اور پیدا کیے گئے  
آسمان دودن میں اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تھا اللہ  
بخشنے والا تو اللہ تعالیٰ نے یہ اپنا نام رکھا ہے اور یہ ہے  
قول اس کا یعنی ہمیشہ سے اسی طرح اس واسطے کہ بیشک  
اللہ جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اپنی مراد کو پہنچتا ہے سونہ  
مختلف ہو تجھ پر قرآن کہ بیشک سب قرآن اللہ کی طرف

سے ہے۔

فائدہ: اور حاصل اس چیز کا کہ واقع ہوا ہے سوال بیچ حدیث باب کے چار جگہ ہیں پہلی جگہ نفی سوال کی ہے دن  
قیامت اور ثابت کرنا اس کا اور دوسری جگہ چھپانا مشرکوں کا ہے اپنے حال کو اور ظاہر کرنا اس کا اور تیسری جگہ پیدا  
کرنا آسمانوں اور زمین کا ہے کہ دونوں میں سے پہلے کون پیدا ہوا؟ چوتھی جگہ لانا ہے حرف کان کو جو دلالت کرتا ہے  
اوپر ماضی کے باوجود اس کے کہ صفت لازم ہے اور حاصل جواب ابن عباس رضی اللہ عنہما کا پہلے سوال سے یہ ہے کہ نفی سوال  
کی دوسری بار پھونکنے سے پہلے ہے اور ثابت کرنا اس کا اس کے بعد ہے اور دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ وہ  
چھپائیں گے شرک کو اپنی زبانوں سے تو ان کے ہاتھ پاؤں بولیں گے اور تیسری سوال کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ  
نے زمین کو دودن میں پیدا کیا اس حال میں کہ غیر مدحہ تھی، پھر پیدا کیا آسمان کو سو برابر کیا اس کو دودن میں پھر  
بچایا زمین کو اس کے بعد اور ڈالے اس میں پہاڑ وغیرہ دودن میں پس یہ ہیں چار دن واسطے زمین کے پس یہ ہے جو  
تطبیق دی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ساتھ اس کے درمیان اس آیت کے اور درمیان قول اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے  
«وَالْأَرْضُ بَعْدَ ذَلِكَ دَحَاهَا» یہی ہے معتد اور چوتھے سوال کا جواب یہ ہے کہ حرف کان اگرچہ ہے واسطے ماضی  
کے لیکن نہیں مستلزم ہے وہ منقطع ہونے کو بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ ہمیشہ ہے موصوف ساتھ ان صفتوں کے اور پہلے سوال کا  
اور بھی جواب آیا ہے کہ نفی سوال کے وقت مشغول ہونے ان کے ہے ساتھ بیہوشی کے اور حساب اور گزر رنے کے پل  
صراط پر اور ثابت کرنا اس کا بیچ اس وقت کے ہے کہ سوائے اس کے ہے اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ مراد ساتھ نفی

سوال کے طلب کرنا بعضوں کا ہے بعضوں سے معافی کو اور تیسرے سوال کے اور بھی کئی جواب ہیں ایک یہ کہ تم ساتھ معنی واؤ کے ہے پس نہیں وارد ہوتا ہے کوئی اعتراض اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ترتیب خبر کی ہے نہ مجربہ کی اور بعض کہتے ہیں کہ غلط ساتھ معنی مقدر کے ہے اور چوتھا سوال اور اس کا جواب ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اس سے پس احتمال ہے کہ مراد اس کی یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا نام غفور رحیم رکھا ہے اور یہ نام رکھنا گزر چکا ہے اس واسطے کہ تعلق منقض ہو اور بہر حال دونوں صفتیں سو ہمیشہ ہے وہ موصوف ساتھ ان کے نہیں منقطع ہوتی ہیں کبھی اس واسطے کہ اللہ جب مغفرت اور رحمت چاہتا ہے تو اس کی مراد واقع ہوتی ہے کہا ہے اس کو کرمانی نے اور احتمال ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دو جواب دیئے ہوں ایک یہ کہ تسمیہ ہی ہے جو پہلے تھا اور گزر چکا ہے اور صفت کو کوئی نہایت نہیں اور دوسرا یہ کہ معنی کان کے دوم ہیں اس واسطے کہ وہ ہمیشہ سے موصوف ہے ساتھ اس کے اور احتمال ہے کہ حمل کیا جائے سوال دو مسلکوں پر اور جواب ان کے اٹھانے پر مانند اس کے کہ کہا جائے کہ یہ لفظ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ اللہ تعالیٰ زمانے ماضی میں غفور رحیم تھا باوجود اس کے کہ نہ تھا اس جگہ کوئی جس کو بخشا جائے یا رحم کیا جائے اور ساتھ اس طور کے کہ نہیں ہے وہ فی الحال اس طرح واسطے اس کے کہ مشعر ہے ساتھ اس کے لفظ کان کا اور جواب پہلے سوال سے یہ ہے کہ وہ زمانے ماضی میں نام رکھا جاتا تھا ساتھ اس کے یعنی زمانے ماضی میں صرف یہ نام اس کا رکھا گیا ہے اور دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ کان ہیٹکی اور دوام کے معنی دیتا ہے اور کہا نحو یوں نے کہ لفظ کان کا واسطے ثابت ہونے خبر کے ہے زمانے ماضی میں ہمیشہ ہوا منقطع ہو۔ (فتح)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ﴾ اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ ممنون کے معنی ہیں محسوب، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ﴾ یعنی واسطے محسوب۔  
ان کے اجر ہے بے حساب۔

فائدہ: اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہ کم کیا گیا اور وہ ساتھ معنی قول مجاہد کے ہے اور مراد یہ ہے کہ وہ حساب کیا جائے گا اور گنا جائے گا پس نہ کم کیا جائے گا اس سے کچھ۔ (فتح)

﴿أَقْوَاتَهَا﴾ اَرْزَاقَهَا۔ اور اقواتہا کے معنی ہیں روزی ان کی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَقَدَّرَ لَهَا أَقْوَاتَهَا﴾ یعنی اندازہ کی اس میں روزی ان کی اور میوے ان کے۔

﴿فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرٌهَا﴾ مِمَّا أَمْرٌ بِهِ۔ یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا﴾ یعنی اتارا ہر آسمان میں اس کا حکم۔

فائدہ: یعنی جو حکم کیا ہے اللہ نے ساتھ اس کے اور ارادہ کیا ہے پیدا کرنے کا آلات رجوم اور چنگاڑوں سے اور

سوائے اس کے۔ (فتح)

﴿نَحِسَاتٍ مِّثْلًا مِّمَّا﴾

اور نحسات کے معنی ہیں نامبارک اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
﴿ایام نحسات﴾ یعنی بھیجی ہم نے ان پر آندھی سخت نا  
مبارک دنوں میں۔

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی یہ ہیں کہ معین کیے ہم نے  
واسطے ان کے ہم نشین اور ﴿تَنْزِلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ﴾  
سے مراد یہ ہے موت کے وقت ان پر فرشتے اترتے ہیں۔

فائدہ: نہیں ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿تَنْزِلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ﴾ تفسیر واسطے قول اس کے کہ ﴿وَقِيضْنَا﴾ بلکہ وہ  
آیت جدا ہے اور پہلی آیت جدا ہے اور مراد دوسرے قول سے یہ آیت ہے ﴿تَنْزِلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ﴾ ان لا  
تخافوا ولا تحزنوا تو مراد یہ ہے کہ اترتے ہیں ان پر فرشتے موت کے وقت۔

یعنی اہتزت کے معنی ہیں کہ تازہ ہوئی سبزوں سے اور  
ربت کے معنی ہیں کہ ابھری اور اونچی ہوئی، اللہ تعالیٰ  
نے فرمایا ﴿فَإِذَا انزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ﴾۔

یعنی اور اس کے غیر نے کہا مراد اکمامہا سے یہ ہے کہ  
جب ٹکٹا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَمَا تَخْرُجُ مِنْ  
ثَمَرَاتٍ مِنْ أَكْمَامِهَا﴾۔

اللہ کے اس قول کے معنی کہ البتہ کہتا ہے یہ واسطے میرے  
ہے یعنی بہ سبب نیک ہونے عمل میرے کے ہے میں  
مستحق ہوں ساتھ اس کے۔

یعنی اللہ کے قول ﴿سَوَاءٌ لِلْسَّائِلِينَ﴾ کے معنی ہیں کہ  
برابر ہے اندازہ اس کا واسطے پوچھنے والوں کے یعنی بیان  
واضح ہے واسطے ان کے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں کہ راہ بتلائی ہم  
نے ان کو نیکی اور بدی کی مانند قول اللہ تعالیٰ کے دکھلائی  
ہم نے ان کو دونوں راہیں، یعنی نیکی اور بدی کی اور مانند

﴿وَقِيضْنَا لَهُمْ قُرْنَاءَ﴾ قَرَّاهُمْ بِهِمْ  
﴿تَنْزِلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ﴾ عِنْدَ  
الْمَوْتِ۔

﴿اهْتَزَّتْ﴾ بِالنَّبَاتِ ﴿وَرَبَتْ﴾  
ارْتَفَعَتْ۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿مِنْ أَكْمَامِهَا﴾ حِينَ  
تَطْلُعُ۔

﴿لَيَقُولَنَّ هَذَا لِي﴾ أَيْ بَعْمَلِي أَنَا  
مَحْقُوقٌ بِهَذَا۔

﴿سَوَاءٌ لِلْسَّائِلِينَ﴾ قَدَّرَهَا سَوَاءً۔

﴿فَهَدَيْنَاهُمْ﴾ دَلَّلْنَاهُمْ عَلَى الْخَيْرِ  
وَالشَّرِّ كَقَوْلِهِ ﴿وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ﴾  
وَقَوْلِهِ ﴿هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ﴾ وَالْهَدَى

الَّذِي هُوَ الْإِرْشَادُ بِمَنْزِلَةِ أَصْعَدَنَاهُ  
وَمِنْ ذَلِكَ قَوْلُهُ «أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى  
اللَّهُ فَبِهَذَا هُمْ أَقْتَدَهُ».

قول اس کے کی اور دکھائی ہم نے اس کو راہ یعنی ہدایت  
کی معنی ان آیتوں میں مطلق راہ دکھانے کے ہیں اور  
ہدایت جو ساتھ معنی ارشاد کے ہے بجائے اصعدنا کے  
ہے یعنی پہنچانا طرف مطلوب کے اور اسی قبیل سے ہے  
یہ قول اللہ تعالیٰ کا کہ یہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے  
ہدایت دی سو تو چل ان کی راہ۔

یعنی یوزعون کے معنی ہیں رو کے جائیں گے، اللہ تعالیٰ  
نے فرمایا ﴿فَهُمْ يوزعون﴾.

یعنی اکمام جمع ہے کمہ کی اور کمہ کے معنی ہیں گا بھی  
کے اوپر کا چھلکا جس میں گا بھا ہوتا ہے۔

فائدہ: اور کفری ساتھ ضمہ کاف کے اور فتح فا کے اور راء مشدّد مکسورہ کے وہ غلاف ہے گا بھی کا اور چھلکا اوپر کا، اللہ  
تعالیٰ نے فرمایا ﴿وما تخرج من ثمرات من اکمامها﴾۔

یعنی حمیم کے معنی ہیں قریب، اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
﴿وَلِيٌّ حَمِيمٌ الْقَرِيبُ﴾.

﴿كانه ولي حميم﴾.

یعنی محیص مشتق ہے خاص سے یعنی پھر اللہ تعالیٰ نے  
فرمایا ﴿مالهم من محيص﴾.

یعنی دونوں لفظ کے ایک معنی ہیں یعنی شک۔

یعنی کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿اعملوا  
ما شئتم﴾ وعید ہے یعنی یہ معنی نہیں کہ تم کفر کرو بلکہ یہ  
وعدہ ہے عذاب کا۔

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد اللہ تعالیٰ کے قول  
﴿ادفع بالتي هي احسن﴾ میں صبر کرنا ہے وقت  
غضب کے اور معاف کرنا ہے وقت برا کرنے کے سو  
جب یہ کریں تو بچاتا ہے ان کو اللہ بدی دشمن کی سے اور  
جھکاتا ہے واسطے ان کے دشمن ان کے کو جیسے وہ دوست

﴿مِنْ مَّحِصٍ﴾ حَاصٌّ عَنْهُ أَى حَادٍ.

﴿مَرِيَّةٌ﴾ وَمَرِيَّةٌ وَاحِدٌ أَى امْتِرَاءٌ.  
وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ﴾ هِيَ  
وَعِيدٌ.

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿ادْفَعْ بِالتِّي هِيَ  
أَحْسَنُ﴾ الصَّبْرُ عِنْدَ الْغَضَبِ وَالْعَفْوُ  
عِنْدَ الْإِسَاءَةِ فَإِذَا فَعَلُوهُ عَصَمَهُمُ اللَّهُ  
وَحَضَعَ لَهُمْ عَدُوَّهُمْ ﴿كَأَنَّهُ وَلِيٌّ  
حَمِيمٌ﴾.

ہے قریبی۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور تم پردہ نہ کرتے تھے اس سے کہ تم کو بتادیں گے تمہارے کان اور نہ تمہاری آنکھیں اور نہ تمہارے چمڑے لیکن تم کو یہ خیال تھا کہ اللہ نہیں جانتا بہت چیزیں جو تم کرتے ہو۔

۴۴۴۲۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ تم پردہ نہ کرتے تھے اس سے کہ تم کو بتادیں گے تمہارے کان، الآیۃ، کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ دو قریشی اور ان کا داماد ثقیف یا دو مرد ثقیفی اور ان کا داماد قریشی خانے کعبے میں بیٹھے تھے سو بعضوں نے بعضوں سے کہا کیا تم دیکھتے ہو کہ اللہ ہماری بات سنتا ہے؟ بعضوں نے کہا کہ بعض بات سنتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ اگر بعض کو سنتا ہے تو البتہ سب کو سنتا ہے تو یہ آیت اتری کہ تم پردہ نہ کرتے تھے اس سے کہ گواہی دیں گے تم پر تمہارے کان اور نہ تمہاری آنکھیں، آخر آیت تک۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ اس تمہارے گمان نے جو تم نے اپنے رب کے ساتھ رکھا ہلاک کیا تم کو سو ہو گئے تم خسارہ پانے والوں سے۔

فائدہ: اشارہ چچ قول اللہ تعالیٰ کے وذلکم طرف اس چیز کے ہے جو پہلے گزر چکا ہے فعل استتار سے واسطے خیال کرنے ان کے اور ان کا عمل اللہ کو معلوم نہیں ہے اور وہ مبتدا ہے اور خبر ادا کا ہے اور ظنکم بدل ہے اس سے۔

۴۴۴۳۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمع ہوئے پاس خانے کعبے کے دو قریشی اور ایک ثقیفی یا دو ثقیفی

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمَا كُنتُمْ تَسْتَرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِمَّا تَعْمَلُونَ﴾.

۴۴۴۲۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ ﴿وَمَا كُنتُمْ تَسْتَرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ﴾ الْآيَةَ قَالَ كَانَ رَجُلَانِ مِنْ قُرَيْشٍ وَخَتَنَ لَهُمَا مِنْ ثَقِيفٍ أَوْ رَجُلَانِ مِنْ ثَقِيفٍ وَخَتَنَ لَهُمَا مِنْ قُرَيْشٍ فِي بَيْتٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ أَتَرَوْنَ أَنَّ اللَّهَ يَسْمَعُ حَدِيثَنَا قَالَ بَعْضُهُمْ يَسْمَعُ بَعْضُهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْنُ كَانَ يَسْمَعُ بَعْضُهُ لَقَدْ يَسْمَعُ كُلُّهُ فَأَنْزَلَتْ ﴿وَمَا كُنتُمْ تَسْتَرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ﴾ الْآيَةَ.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَذَلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾.



اور ایک قریشی مولے بدن والے کم عقل والے سوان میں سے ایک نے کہا کہ کیا تم دیکھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ سنتا ہے جو ہم کہتے ہیں؟ دوسرے نے کہا کہ اگر ہم پکار کر کہیں تو سنتا ہے اور اگر ہم آہستہ کہیں تو نہیں سنتا اور تیسرے نے کہا کہ اگر سنتا ہے جب ہم پکار کے کہیں تو البتہ وہ سنتا ہے جب ہم آہستہ کہتے ہیں سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور تم پردہ نہ کرتے تھے اس سے کہ گواہی دیں گے تم پر تمہارے کان اور نہ تمہاری آنکھیں اور نہ تمہارے چڑے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ اجْتَمَعَ عِنْدَ النَّبِيِّ قُرَشِيَّانَ وَتَقَفِيٌّ أَوْ لَقْفِيَّانِ وَقُرَشِيٌّ كَثِيرَةٌ شَحْمٌ بَطُونُهُمْ قَلِيلَةٌ فَقَهَّ قُلُوبُهُمْ فَقَالَ أَحَدُهُمُ أَتُرَوْنَ أَنَّ اللَّهَ يَسْمَعُ مَا نَقُولُ قَالَ الْآخَرُ يَسْمَعُ إِنْ جَهَرْنَا وَلَا يَسْمَعُ إِنْ أَخْفَيْنَا وَقَالَ الْآخَرُ إِنْ كَانَ يَسْمَعُ إِذَا جَهَرْنَا فَإِنَّهُ يَسْمَعُ إِذَا أَخْفَيْنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ﴾ الْآيَةَ وَكَانَ سُفْيَانُ يُحَدِّثُنَا بِهَذَا فَيَقُولُ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ أَوْ ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ أَوْ حُمَيْدٌ أَحَدُهُمْ أَوْ الثَّانِ مِنْهُمْ ثُمَّ ثَبَتَ عَلَيَّ مَنْصُورٌ وَتَرَكَ ذَلِكَ مَرَّاتًا غَيْرَ مَرَّةٍ وَاحِدَةٍ.

فائدہ: یہ جو اس نے کہا کہ اگر ہماری بعض بات کو سنتا ہے تو سب بات کو سنتا ہے تو یا اس واسطے ہے کہ نسبت تمام سموع چیزوں کی طرف اس کی ایک شان ہے سو تخصیص تحکم ہے اور یہ مشعر ہے کہ اس کا قائل اپنے ساتھیوں سے زیادہ بوجہ والا تھا اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ مولے آدمی میں عقل کم ہوتی ہے کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ میں نے کوئی مولہ آدمی نہیں دیکھا سوائے محمد بن حسن کے۔ (فتح)

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ اگر وہ صبر کریں تو ان کا گھر آگ ہے اور اگر وہ معافی چاہیں تو نہیں وہ معاف کیے گئے۔

یعنی حدیث بیان کی ہے معمر نے ساتھ اس سند کے مانند حدیث سابق کے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَإِنْ يَصْبِرُوا فَالنَّارُ مَثْوًى لَهُمْ وَإِنْ يَسْتَعْتِبُوا فَمَا هُمْ مِنَ الْمُعْتَبِينَ﴾.

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَوْهٍ.

## سورہ حم عسق کی تفسیر کا بیان

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکور ہے کہ عقیق کے معنی ہیں وہ عورت جو نہ جنے یعنی بانجھ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَيَجْعَلُ مِنْ يَشَاءٍ عَقِيمًا﴾ یعنی کرتا ہے جس کو چاہے بانجھ۔

یعنی مراد روح سے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں قرآن ہے

یعنی کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ یذروکم کے معنی ہیں کہ بکھیرتا ہے تم کو بیچ اس کے یعنی پیدا کرتا ہے تم کو اس میں نسل بعد نسل کے۔

یعنی مراد اللہ تعالیٰ کے اس قول میں حجت سے خصوصیت ہے، یعنی نہیں ہے جھگڑا ہمارے اور تمہارے درمیان۔  
یعنی خفی کے معنی ہیں ذلیل، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿يَنْظُرُونَ مِنْ طَرَفٍ خَفِيٍّ﴾ یعنی دیکھتے ہیں ذلیل نظر سے اور سدی سے روایت ہے کہ نظر چرا کر دیکھتے ہیں۔

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ کے غیر نے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں کہ اگر اللہ چاہے تو روک دے ہوا کو پس رہ جائیں کھڑے اس کی پیٹھ پر حرکت کریں موج سے اور نہ چلیں دریا میں۔

فائدہ: یعنی بہ سبب بند ہو جانے ہوا کے اور ساتھ اس تقریر کے دفع ہوتا ہے اعتراض اس شخص کا جو گمان کرتا ہے کہ يتحرکن سے پہلے لاساقط ہے یعنی اور وجہ دفع کی یہ ہے کہ مراد حرکت کرنا کشتیوں کا بہ سبب موج دریا کے ہے اور نہ چلنا ان کا دریا میں بہ سبب بند ہونے ہوا کے ہے پس نہیں ہے مخالفت درمیان قول اس کے يتحرکن ولا يعجزین کے اور سکون اور حرکت اس میں نسبتی امر ہے۔ (فتح)

یعنی شرعوا کے معنی ہیں کیا نئی راہ نکالی ہے انہوں نے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿إِنَّمَا لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا﴾

## سورہ حم عسق

وَيَذْكُرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿عَقِيمًا﴾ الَّتِي لَا تَلِدُ.

﴿رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا﴾ الْقُرْآنُ.

فائدہ: اور حسن سے روایت ہے کہ روح سے مراد رحمت ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿يَذَرُوكُمْ فِيهِ﴾ نَسْلٌ بَعْدَ نَسْلٍ.

﴿لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ لَا خُصُومَةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ.

﴿مِنْ طَرَفٍ خَفِيٍّ﴾ ذَلِيلٌ.

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿فَيُظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلَى ظَهْرِهِ﴾ يَتَحَرَّكْنَ وَلَا يَعْجِرِينَ فِي الْبَحْرِ.

﴿شَرَعُوا﴾ ابْتَدَعُوا.

لهم من الدين ما لم يأذن به الله»

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ تو کہہ میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کچھ مگر دوستی چاہیے رشتے داروں میں۔

۴۴۴۴ - حضرت طاؤس سے روایت ہے کہ کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر پوچھی مگر دوستی چاہیے رشتے داروں میں تو سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہ اس وقت مجلس میں موجود تھے کہا کہ مراد قربیٰ سے محمد ﷺ کی آل ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تو نے جلدی کی یعنی تفسیر میں بیشک قریش کا کوئی قبیلہ نہ تھا مگر کہ حضرت ﷺ کے واسطے ان میں قرابت تھی سو فرمایا کہ مگر یہ کہ جوڑو تم جو میرے اور تمہارے درمیان ہے قرابت سے۔

بَابُ قَوْلِهِ «إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى»

۴۴۴۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ طَاوُسًا عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سِئِلَ عَنْ قَوْلِهِ «إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى» فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ قُرْبَى إِلِي مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَجَلْتُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَّا كَانَ لَهُ فِيهِمْ قَرَابَةٌ فَقَالَ إِلَّا أَنْ تَصِلُوا مَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ مِنَ الْقَرَابَةِ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ قریش کا کوئی قبیلہ نہ تھا مگر کہ حضرت ﷺ کے واسطے ان میں قرابت تھی تو یہ بجائے تمہید کے ہے اس کے قول سے کہ مگر یہ کہ جوڑو تم جو میرے اور تمہارے درمیان قرابت سے ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ مگر یہ کہ دوستی رکھ مجھ سے بہ سبب قرابت میری کے سونگہبانی کرو میری۔ اور خطاب اس میں خاص قریش کے واسطے ہے اور قربیٰ عصوبت اور رحم کی ہے تو گویا کہ کہا کہ نگہبانی کرو میری واسطے قرابت کے اگر نہیں پیروی کرتے تم میری واسطے پیغمبری کے اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد قربیٰ سے آل محمد ﷺ کی ہے اور یہی قول ہے ایک جماعت مفسرین کا اور اس کے شان نزول میں ایک اور قول بھی ہے اور قوی تر سبب نزول اس کے وہ ہے جو قادمہ سے مروی ہے کہ مشرکوں نے کہا کہ شاید محمد ﷺ مزدوری مانگتا ہے اس پر جو کہتا ہے سو یہ آیت اتری اور گمان کیا ہے بعضوں نے کہ یہ آیت منسوخ ہے اور رد کیا ہے اس کو ثعلبی نے ساتھ اس کے کہ آیت دلالت کرتی ہے اوپر امر کے ساتھ دوستی کے کرنے کے طرف اللہ کے ساتھ بندگی اس کی کے یا ساتھ پیروی کرنے پیغمبر ﷺ اس کے یا صلہ رحمی اس کی کے ساتھ ترک کرنے ایذا اس کی کے یا صلہ رحمی کرنے کے ساتھ قرابتیوں اس کے کی اس کے سبب سے اور ان سب امور کا حکم بدستور جاری ہے منسوخ نہیں اور حاصل یہ ہے کہ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ اور اس کے موافقوں نے حمل کیا ہے آیت کو اوپر حکم کرنے مخاطبوں کے ساتھ اس کے کہ دوستی رکھیں حضرت ﷺ کے قرابتیوں سے اور ابن

عباس رضی اللہ عنہ نے حمل کیا ہے اس کو اس پر کہ دوستی رکھیں حضرت ﷺ سے بہ سبب قرابت کے کہ حضرت ﷺ کے اور ان کے درمیان ہے سو پہلی وجہ کی بنا پر خطاب عام ہے واسطے سب مکلفوں کے اور دوسری وجہ کی بنا پر خطاب خاص ہے واسطے قریش کے اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ یہ سورت مکی ہے اور بعض نے کہا کہ یہ آیت منسوخ ہے، ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ﴾ اور احتمال ہے کہ ہو یہ عام خاص کیا گیا ساتھ اس چیز کے کہ ولالت کرتی ہے اس پر آیت باب کی اور معنی یہ ہیں کہ دستور تھا کہ قریش ناتے داروں سے سلوک کیا کرتے تھے سو جب حضرت ﷺ کو پیغمبری عطا ہوئی تو انہوں نے حضرت ﷺ سے قطع رحمی کی سو فرمایا کہ جوڑو مجھ سے جیسا کہ جوڑتے ہو اپنی برادری سے اور قول اللہ تعالیٰ کا قربانی مصدر ہے مانند زلّیٰ اور بشریٰ کے ساتھ معنی قرابت کے اور مراد بیچ اہل قرابت کے ہے اور تعبیر کیا گیا ہے ساتھ لفظ فی کے سوائے لام گویا کہ ٹھہرایا ہے ان کو مکان واسطے دوستی کے اور جگہ قرار اس کے کی اور احتمال ہے کہ فی واسطے سہیت کے ہو اور یہ اس بنا پر ہے کہ استثناء متصل ہے سو اگر منقطع ہو تو معنی یہ ہے کہ نہیں مانگتا میں تم سے اس پر مزدوری کبھی لیکن میں تم سے سوال کرتا ہوں کہ دوستی رکھو مجھ سے بہ سبب قرابت میری کے بیچ تمہارے۔ (فتح)

سورہ حم زخرف کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ حَمَّ الزُّخْرَفِ

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ لمتہ کے معنی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں امام کے ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿عَلَى أُمَّةٍ﴾ عَلَى إِمَامٍ.

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿انا وجدنا آباءنا على امة وانا على آثارهم مقتدون﴾ اور مجاہد رحمہ اللہ سے ایک روایت میں آیا ہے کہ امت کے معنی ہیں ملت اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ امتہ کے معنی ہیں دین یعنی پایا ہم نے اپنے باپ اور دادوں کو ایک دین پر اور ہم انہیں کی راہ چلتے ہیں۔

﴿وَقِيلَ يَا رَبِّ اِنَّا نَسْمِعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَلَا نَسْمَعُ قَوْلَهُمْ﴾ تفسیرہ اُیْحَسِبُونَ اَنَا یعنی اللہ کے قول وقیلہ یا رب کی تفسیر یہ ہے کہ کیا گمان کرتے ہیں کہ ہم نہیں سنتے راز ان کا اور سرگوشی ان کی اور نہیں سنتے ان کا قول۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ بعضوں نے اس تفسیر سے انکار کیا ہے اور اس واسطے کہ یہ اس وقت صحیح ہوتی ہے جب کہ ہو قرأت وقیلہم کہا طبری نے اور پڑھا ہے جمہور نے وقیلہ ساتھ نصب کے واسطے عطف ڈالنے کے اللہ کے اس قول پر ﴿ام یحسبون انا لا نسمع سرهم ونجواهم﴾ اور تقدیر یہ ہے ونسمع قیلہ یا رب اور ساتھ اس کے دفع ہوگا اعتراض ابن تین کا اور الزام اس کا بلکہ صحیح ہوگا اور قرأت وقیلہ ہے ساتھ افراد کے ہے اور قرأت کو فیوں کی ساتھ زیر کے ہے اس معنی کی بنا پر وعنده علم الساعة وعلم قیلہ کہا اور یہ دونوں قرأتیں صحیح ہیں اور دونوں کے

معنی صحیح ہیں۔ (فتح)

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر یہ احتمال نہ ہوتا کہ لوگ ہو جائیں ایک گروہ یعنی اگر یہ احتمال نہ ہوتا کہ ٹھہراؤں میں سب لوگوں کو کافر تو البتہ کرتا میں واسطے گھروں کفار کے چھت چاندی کے اور سیڑھیاں چاندی کی اور مراد معارج سے سیڑھیاں اور تخت چاندی کے ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «وَلَوْلَا أَنْ يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً لَوْلَا أَنْ جَعَلَ النَّاسَ كُلَّهُمْ كُفَّارًا لَجَعَلْتُ لِبُيُوتِ الْكُفَّارِ سُقْفًا مِنْ فِضَّةٍ وَمَعَارِجَ مِنْ فِضَّةٍ وَهِيَ دَرَجٌ وَسُورٌ فَضِيَّةٌ»

فائدہ: اور روایت کی ہے طبری نے حسن سے نبی قول اللہ تعالیٰ کے «وَلَوْلَا أَنْ يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً» کہا کہ مراد امت واحدہ سے کافر ہیں کہ دنیا کی طرف جھکیں اور اکثر لوگ دنیا کی طرف جھک گئے ہیں اور حالانکہ اللہ تعالیٰ نے یہ کام نہیں کیا سو کیا حال ہوتا اگر کرتا۔

یعنی مقربین کے معنی ہیں طاقت والے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا «وَمَا كُنَّا لَهُ مُقَرَّبِينَ» یعنی نہ تھے ہم واسطے اس کے طاقت والے اور قنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہ زور میں اور نہ ہاتھوں میں۔

«مُقَرَّبِينَ» مُطِيقِينَ.

یعنی آسفونا کے معنی ہیں کہ غصہ دلایا ہم کو اللہ نے فرمایا «فَلَمَّا آسَفُونَا»

«آسَفُونَا» أَسْخَطُونَا.

یعنی کے معنی ہیں اندھا ہو۔

«يَعْمَى» يَعْمَى.

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں «وَمَنْ يَعْمَى عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ» یعنی جو اندھا ہو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تو معصین کرتے ہیں ہم اس کے واسطے شیطان کو۔

یعنی کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کیا پھیر دیں گے ہم تمہاری طرف سے یہ نصیحت موڑ کر یعنی تم قرآن کو جھلاتے ہو پھر تم کو اس پر عذاب نہیں ہو گا یعنی تم کو اس پر عذاب ہو گا۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ «أَفْضَرُبُ عَنْكُمْ الذِّكْرَ» أَيْ تُكَذِّبُونَ بِالْقُرْآنِ ثُمَّ لَا تَعَاقِبُونَ عَلَيْهِ.

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کیا تم نے گمان کیا ہے کہ ہم تم سے درگزر کریں گے اور حالانکہ تم نے ہمارا حکم نہیں مانا۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں گزر چکا ہے پہلوں کا طریقہ۔

یعنی مراد ساتھ لہ کے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿لہ مقررین﴾ اونٹ اور گھوڑے اور نچر اور گدھے ہیں۔  
یعنی مراد اللہ تعالیٰ کے قول ﴿ینشؤ فی الحلیۃ﴾ سے لڑکیاں ہیں یعنی ٹھہرایا ہے تم نے ان کو واسطے اللہ کے اولاد پس کس طرح حکم کرتے ہو کہ تم خود لڑکیوں کے ساتھ راضی نہیں ہوتے۔

﴿وَمَضَىٰ مَثَلُ الْأَوَّلِينَ﴾ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ.

﴿وَمَا كُنَّا لَهُ مُقَرَّرِينَ﴾ یَعْنِي الْإِبِلَ وَالْخَيْلَ وَالْبَعَالَ وَالْحَمِيرَ.  
﴿يَنْشَأُ فِي الْحَلِيَّةِ﴾ الْجَوَارِي جَعَلْتُمُوهُنَّ لِلرَّحْمَنِ وَلَكَا فَكَيْفَ تَحْكُمُونَ.

فائدہ: مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ انکار کیا اللہ تعالیٰ نے کافروں پر جنہوں نے نمان کیا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں سو فرمایا کہ کیا ٹھہرائی ہیں اللہ سبحانہ نے اپنے واسطے اپنی پیدائش میں سے بیٹیاں اور جن لیے تمہارے واسطے بیٹے اور تم غضبناک ہوتے ہو بیٹیوں سے اور نفرت کرتے ہو ان سے یہاں تک کہ تم نے اس میں مبالغہ کیا سو تم نے ان کو زندہ زمین میں گاڑا سو کس طرح اختیار کرتے ہو تم اپنے آپ کو ساتھ اعلیٰ چیز کے دو چیزوں میں سے اور ٹھہراتے ہو تم واسطے اس کے جزاؤں کو باوجود اس کے کہ صفت اس قسم کی کہ وہ بیٹیاں ہیں یہ ہے کہ وہ پلتی ہیں زیور اور زینت میں جو نوبت پہنچاتی ہے طرف نقص عقل کے اور نہ قائم ہونے کے ساتھ حجت کے اور روایت ہے قادمہ باریہ سے اس آیت کی تفسیر میں کہ مراد بیٹیاں ہیں ﴿وہو فی الخصام غیر مبین﴾ کہا کہ نہیں کلام کرتی عورت کہ ارادہ کرے یہ کہ کلام کرے ساتھ حجت کے مگر کہ کلام کرتی ہے ساتھ ایسی بات کے کہ حجت ہوتی ہے اس کے اوپر۔

یعنی ضمیر ہم کی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿ما عبدناہم﴾ بتوں کی طرف راجع ہے یعنی اور کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم بتوں کو نہ پوجتے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ نہیں ان کو علم یعنی بتوں کو یعنی بیشک وہ نہیں جانتے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿مالہم بذلک من علم ان ہم الا یخو صون﴾ اور ضمیر بیچ قول اس کے ﴿مالہم بذلک من علم﴾ کافروں کی طرف پھرتی ہے یعنی نہیں ان کو علم ساتھ اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے انہوں نے اس کو مشیت سے اور نہیں کوئی دلیل واسطے

﴿لَوْ شَاءَ الرَّحْمَنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ﴾ یَعْنُونَ  
الْأَوْثَانَ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى ﴿مَا لَهُمْ  
بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ﴾ أَى الْأَوْثَانُ إِنَّهُمْ لَا  
يَعْلَمُونَ.

ان کے اور پر اس کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ محض انکل سے کہتے ہیں یا ضمیر بتوں کی طرف پھرتی ہے اور اتار ان کا بجائے ذوی العقول کے اور نفی کی ان سے علم اس چیز کی کہ کرتے ہیں مشرکین عبادت ان کی سے یعنی بتوں کو مطلق کچھ علم نہیں اس کا کہ مشرکین ان کو پوجتے ہیں۔

یعنی مراد عقبہ سے اس کی اولاد ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ﴾ یعنی کیا اللہ تعالیٰ نے کلمہ توحید کو باقی اس کی اولاد میں۔

یعنی مقتدرین کے معنی ہیں اکٹھے چلتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿أَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلَائِكَةُ مُقْتَرِنِينَ﴾۔

یعنی مراد سلفا سے اللہ کے اس قول میں قوم فرعون کی ہے کہ وہ پیشوا ہیں واسطے کفار امت محمد ﷺ کے۔ اور مثلاً سے مراد عبرت ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَجَعَلْنَاهُمْ سُلَفًا وَمَثَلًا لِّلْآخِرِينَ﴾۔

اور یصدون کے معنی ہیں یضحبون یعنی چلاتے ہیں اور خوشی سے آواز کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُون﴾ یعنی اچانک تیری قوم عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر سے چلاتے ہیں۔

یعنی مبرمون کے معنی ہیں اتفاق اور پکا قصد کرنے والے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَإِنَّا مَبْرُمُونَ﴾۔

یعنی مراد اول العابدین سے یہ ہے کہ میں ہوں پہلا ایمان لانے والا۔

اور کہا اس کے غیر نے کہ لفظ براء جو اللہ تعالیٰ کے اس قول میں واقع ہے عرب کی کلام میں واحد اور تشنیہ اور جمع اور مذکر اور مؤنث سب کے واسطے بولا جاتا ہے یہ نہیں

﴿فِي عَقِبِهِ﴾ وَلَدِهِ۔

﴿مُقْتَرِنِينَ﴾ يَمْشُونَ مَعًا۔

﴿سُلَفًا﴾ قَوْمُ فِرْعَوْنَ سُلَفًا لِّكُفَّارِ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔  
﴿وَمَثَلًا﴾ عِبْرَةً۔

﴿يَصِدُّونَ﴾ يَضْحَكُونَ۔

﴿مَبْرُمُونَ﴾ مُجْمِعُونَ۔

﴿أَوَّلُ الْعَابِدِينَ﴾ أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿إِنِّي بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ﴾  
الْعَرَبُ تَقُولُ نَحْنُ مِنْكَ الْبَرَاءُ  
وَالْعَلَاءُ وَالْوَاحِدُ وَالْإِثْنَانِ وَالْجَمِيعُ

کہ واحد کے واسطے اور کلمہ اور تشبیہ، جمع کے واسطے اور کہا جاتا ہے اس میں براء اس واسطے کہ وہ مصدر ہے یعنی واحد اور تشبیہ اور جمع اور مذکر اور مونث سب کے واسطے فقط یہی لفظ بولا جاتا ہے اس واسطے کہ وہ مصدر ہے یعنی اسم جنس ہے تھوڑا اور بہت اس میں برابر ہے اور اگر بری پڑھا جائے تو تشبیہ میں ہونان کہا جائے گا اور جمع میں بریوں اور پڑھا ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے انہی بری کو ساتھ یا کہ۔

یعنی مراد زخوف سے سوتا ہے۔

یعنی یخلفون کے معنی ہیں کہ بعض بعض کا خلیفہ ہو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلَفُونَ﴾ یعنی اگر ہم چاہتے تو زمین میں فرشتے بناتے کہ بعض بعض کا خلیفہ ہوتا۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اور پکاریں گے کے اے مالک تیرا رب ہم کو موت دے۔

۴۴۴۵۔ حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا منبر پر پڑھتے تھے کہ پکاریں گے اے مالک! چاہیے کہ موت دے ہم کو تیرا رب۔

یعنی اور کہا قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہ مثلاً کے معنی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں نصیحت ہیں۔

اور کہا قتادہ کے غیر نے کہ مقررین کے معنی ہیں قابو کرنے والے کہا جاتا ہے فلانا مقرر ہے واسطے اس کے یعنی قابو کرنے والا ہے واسطے اس کے۔

مِنَ الْمُذْكَرِ وَالْمُؤَنَّثِ يُقَالُ فِيهِ بَرَاءٌ لِأَنَّهُ مَصْدَرٌ وَلَوْ قَالَ بَرِئْتُ لَقِيلَ فِي الْإِثْنَيْنِ بَرِيئَانٍ وَفِي الْجَمْعِ بَرِيئُونَ وَقَرَأَ عَبْدُ اللَّهِ إِنَّنِي بَرِيءٌ بِالْيَاءِ.

وَالزُّخْرُفُ الذَّهَبُ.

مَلَائِكَةٌ يَخْلَفُونَ يَخْلَفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَنَادُوا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ إِنَّكُمْ مَا كُنْتُمْ﴾.

۴۴۴۵۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ ﴿وَنَادُوا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ﴾.

وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿مَثَلًا لِلْآخِرِينَ﴾ عِظَةٌ لِمَنْ بَعْدَهُمْ.

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿مُقَرَّرِينَ﴾ صَابِطِينَ يُقَالُ فُلَانٌ مُقَرَّرٌ لِفُلَانٍ صَابِطٌ لَهُ.



یعنی اباریق وہ کوڑے ہیں جن کا ناک نہ ہو یعنی جس میں سے پانی ڈالا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿یطاف علیہم بصحاف من ذهب واکواب﴾۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین﴾ یعنی کلمہ ان کا اللہ تعالیٰ کے اس قول میں نافیہ ہے یعنی نہیں ہے اللہ کے واسطے اولاد سو میں اول عار کرنے والا ہوں اور وہ دونوں لغتیں ہیں کہا جاتا ہے مرد ہے عابد اور عبد۔

فائدہ: اور سدی سے روایت ہے کہ ان ساتھ معنی لو کے ہے یعنی اگر اللہ کی اولاد ہوتی تو ہوتا میں پہلے پہل بندگی کرنے والا اس کو ساتھ اس کے لیکن نہیں ہے واسطے اس کے کوئی اولاد اور ترجیح دی ہے اس کو طبری نے اور کہا ابو عبیدہ نے کہ ان اس آیت میں ساتھ معنی ما کے ہے اور ساتھ معنی واؤ کے یعنی نہیں واسطے اللہ کے کوئی اولاد اور میں پہلا عبادت کرنے والا ہوں اور کہا اور لوگوں نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر ہے واسطے اللہ کے اولاد تمہارے قول میں تو میں پہلا کفر کرنے والا ہوں ساتھ اس کے اور انکار کرنے والا تمہارے قول سے۔ (فتح)

یعنی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ﴿وقیلہ یا رب﴾ کی جگہ وقال الرسول یارب پڑھا ہے اور قرأۃ عامہ کی یہ ہے ﴿وقیلہ یا رب﴾۔

اور کہا جاتا ہے کہ عابدین کے معنی ہیں انکار کرنے والے مشتق ہے عبد یعبد سے۔

یعنی کہا قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہ اللہ کے قول ﴿وانہ فی ام الكتاب﴾ کے معنی یہ ہیں کہ جملہ کتاب میں اور اصل کتاب میں۔

یعنی مراد مسرفین سے اس آیت میں مشرکین ہیں۔

یعنی قسم ہے اللہ کی کہ اگر یہ قرآن اٹھایا جاتا جس جگہ رد کیا ہے اس کو اس امت کے پہلے لوگوں نے یعنی قرآن

وَالْاَكْوَابُ الْاَبَارِيقُ الَّتِي لَا خَرَاطِيمَ لَهَا۔

﴿اَوَّلُ الْعَابِدِينَ﴾ اَمَّا مَا كَانَ فَاَنَا اَوَّلُ الْاَنفِیْنِ وَهُمَا لَفَتَانِ رَجُلٌ عَابِدٌ وَعَبْدٌ۔

وَيُقَالُ ﴿اَوَّلُ الْعَابِدِينَ﴾ الْجَاهِدِينَ مِنْ عَبْدٍ يَعْبُدُ۔

وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿فِي امِّ الْكِتَابِ﴾ جُمْلَةً الْكِتَابِ اَصْلُ الْكِتَابِ۔

﴿اَفْضَرِبْ عَنْكُمْ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِينَ﴾ مُّشْرِكِينَ۔

وَاللّٰهُ لَوْ اَنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ رُفِعَ حَيْثُ رَدَّهٗ اَوْ اَنِلَ هٰذِهِ الْاُمَّةُ لَهْلَكُوْا۔

کو جھٹلایا تو البتہ ہلاک ہو جاتے لیکن دوہرایا اللہ نے  
اپنی رحمت کو اوپر ان کے سو دعوت دی ان کو اس کی  
طرف۔

یعنی مراد مثل سے اس آیت میں عقوبت ہے یعنی گزر  
چکی ہے عقوبت پہلوں کی۔

یعنی جزء کے معنی ہیں برابر اور شریک، اللہ تعالیٰ نے  
فرمایا ﴿وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا﴾۔

فائدہ: اور کہا بعض نے کہ جزء کے معنی ہیں حصہ اور بعض کہتے ہیں کہ جزء سے مراد عورتیں ہیں۔

سورۃ دخان کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ الدُّخَانِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿رَهْوًا﴾ طَرِيقًا يَابِسًا.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ رھوا کے معنی ہیں خشک راستہ۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَاتْرِكِ الْبَهِرَ رَهْوًا﴾ قادمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مڑے موسیٰ علیہ السلام کہ ماریں لاشی  
دریا کوتا کہ مل جائے اور جاری ہو اور ڈرے کہ فرعون اور اس کی فوج ان کے پیچھے پڑے سو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا  
کہ چھوڑ دے دریا کو قہم رہا یعنی بدستور خشک راہ بیشک وہ فوج ہے غرق ہونے والی۔ (فتح)

﴿عَلَىٰ عِلْمٍ عَلَى الْعَالَمِينَ﴾ عَلَى مَنْ

یعنی مراد عالمین سے ان کے زمانے کے لوگ ہیں، اللہ

تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَلَقَدْ اخْتَرْنَا هُم عَلَى الْعَالَمِينَ﴾

یعنی پسند کیا ہم نے ان کو ان کے زمانے کے لوگوں پر۔

یعنی فاعتلوا کے معنی ہیں کہ ہانکواس کو دوزخ کی طرف

یعنی زوجناہم کے معنی ہیں کہ بیاہ دیں ہم ان کو

گوریاں بڑی آنکھ والیاں کہ حیران ہوتی ہیں ان میں

آنکھ ان کی پنڈلیوں کا گودا ان کے کپڑوں کے پیچھے

سے نظر آتا ہے اور دیکھنے والا اپنے چہرے کو ان کے جگر

میں دیکھتا ہے شیشے کی طرح چمڑے کے پتلا ہونے اور

رنگ کے صاف ہونے کے سبب سے۔ (فتح)

یعنی ترجموں کے معنی ہیں قتل کرنا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

﴿وَأَنِّي عَذْتُ رَبِّي وَرَبِّكُمْ أَن تَرْجُمُون﴾۔

﴿فَاعْتَلَوْهُ﴾ اِدْفَعُوهُ.

﴿وَزَوْجَانَهُم بِحُورٍ عِينٍ﴾ اَنْكَبْجَانَهُمُ

حُورًا عَيْنًا يَحَارُ فِيهَا الطَّرْفُ.

وَيُقَالُ ﴿أَنْ تَرْجُمُونَ﴾ الْقَتْلُ.

فائدہ: اور قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رجم کے معنی یہاں سنگسار کرنا ہے۔

وَيَقَالُ ﴿رَهْوًا﴾ سَاكِئًا. اور دھوا کے معنی ہیں تھم رہا۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿كَالْمُهْلِ﴾ أَسْوَدُ كَمُهْلِ الزَّيْتِ. یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مہل کی تفسیر میں کہ سیاہ ہے مانند تلچھٹ کے۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں ﴿کالمہل یشوی الوجوہ﴾ کہ وہ ایک چیز ہے گاڑھی مثل تلچھٹ کے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک قسم ہے مثل تانبے پگھلے کے مشابہ ہے زیت کے مائل ہے طرف زردی کے اور کہا اسمعی نے کہ مہل پیپ ہے اور جو بہتا ہے مردے سے اور صاحب محکم نے کہا کہ میل ہے سونے چاندی وغیرہ جو اہر کی اور بعض کہتے ہیں کہ سیسہ ہے پگھلا ہوا یا لوہا یا چاندی۔ (فتح)

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿تَبِعَ﴾ مُلُوكُ الْيَمَنِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ يُسَمَّى تَبَعًا لِأَنَّهُ يَتَّبِعُ صَاحِبَهُ وَالظِّلُّ يُسَمَّى تَبَعًا لِأَنَّهُ يَتَّبِعُ الشَّمْسَ. اور کہا غیر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد تبع سے یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿اھم خیر ام قوم تبع﴾ یمن کے بادشاہ ہیں اور نام رکھا جاتا ہے ہر ایک ان میں سے تبع اس واسطے کہ وہ پیچھے آتا ہے اپنے ساتھی کے اور سایہ کا نام بھی تبع رکھا جاتا ہے اس واسطے کہ وہ تابع ہے آفتاب کے۔

فائدہ: یہ قول ابو عبیدہ کا ہے اور زیادہ کیا ہے اس نے کہ مرتبہ تبع کا جاہلیت میں یعنی زمانہ کفر میں بجائے خلیفہ کے ہے اسلام میں اور وہ بادشاہ ہیں عرب کے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تبع نیک مرد تھا اور وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برا کہنے تبع کے سے اور ایک روایت میں ہے کہ مت برا کہو تبع کو کہ وہ مسلمان ہو گیا تھا کہا وہب نے کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھا۔ (فتح)

بَابُ ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُحَانٍ مُّبِينٍ﴾ قَالَ قَتَادَةُ فَارْتَقِبْ فَاَنْتَظِرْ. باب ہے اس آیت کی تفسیر میں سو انتظار کر جس دن کہ لائے آسمان دھواں ظاہر، قتادہ نے کہا کہ فارتقب کے معنی ہیں انتظار کر۔

۴۴۴۶ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ مَضَى خَمْسُ الدُّحَانِ وَالرُّوْمِ وَالْقَمَرِ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ. حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پانچ چیزیں گزر چکی ہیں یعنی واقع ہو چکی ہیں دھان اور روم اور قمر اور بطشہ اور لزام۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ﴾ باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ ڈھانکے لوگوں کو یہ

الْیَمِّ

عذاب ہے درد دینے والا۔

۴۴۴۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ  
عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ  
قَالَ عَبْدُ اللَّهِ إِنَّمَا كَانَ هَذَا لِأَنَّ قَرِيشًا لَمَّا  
اسْتَعَصَوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ دَعَا عَلَيْهِمْ بِسِنِينَ كَسَنِي يُوسُفَ  
فَأَصَابَهُمْ قَحْطٌ وَجَهْدٌ حَتَّى أَكَلُوا الْعِظَامَ  
فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرَى مَا  
بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ مِنَ الْجَهْدِ  
فَانْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي  
السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ يَغْشَى النَّاسَ هَذَا  
عَذَابُ الْيَمِّ﴾ قَالَ فَاتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
اسْتَسْقِ اللَّهَ لِمُضَرَ فَإِنَّهَا قَدْ هَلَكَتْ قَالَ  
لِمُضَرَ إِنَّكَ لَجَرِيءٌ «فَاسْتَسْقَى لَهُمْ  
فَسُقُوا فَنَزَلَتْ ﴿إِنَّكُمْ عَائِدُونَ﴾ فَلَمَّا  
أَصَابَتْهُمْ الرَّفَاهِيَّةُ عَادُوا إِلَى حَالِهِمْ حِينَ  
أَصَابَتْهُمْ الرَّفَاهِيَّةُ فَانْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ  
﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى إِنَّا  
مُنْتَقِمُونَ﴾ قَالَ يَعْنِي يَوْمَ بَدْرٍ.

۴۴۴۷ - حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ قحط اس واسطے پڑا کہ کفار  
قریش نے جب حضرت ﷺ کی نافرمانی کی اور آپ کا حکم  
نہ مانا تو حضرت ﷺ نے ان پر قحط کی بددعا کی سو پچہنی ان کو  
قحط سالی اور سختی یہاں تک کہ انہوں نے ہڈیوں کو کھایا سو مرد  
آسمان کی طرف دیکھنے لگا سو اپنے اور اس کے درمیان  
دھواں سادیکھتا سختی بھوک کے سبب سے سو اللہ تعالیٰ نے یہ  
آیت اتاری کہ انتظار کر جس دن کہ لائے آسمان دھواں  
صریح جو ڈھانکے لوگوں کو یہ ہے عذاب دکھ دینے والا کہا  
اس نے سو کوئی مرد یعنی ابوسفیان حضرت ﷺ کے پاس آیا  
تو اس نے عرض کی کہ یا حضرت! آپ اللہ سے مضر کے  
واسطے مینہ کی دعا کیجئے کہ تحقیق وہ ہلاک ہوئے،  
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو مجھ کو حکم کرتا ہے کہ میں مضر  
کے واسطے مینہ کی دعا مانگوں باوجود اس چیز کے کہ وہ اس پر  
ہیں نافرمانی اور شرک کرنے سے بیشک تو بڑا دلیر ہے سو  
حضرت ﷺ نے بارش کے لیے دعا کی سو اللہ نے ان پر  
مینہ برسایا پھر یہ آیت اتری کہ بیشک تم پھر وہی کرنے والے  
ہو پھر جب ان کو آسودگی اور فراخی پہنچی تو اپنے پہلے حال کی  
طرف پھر گئے سو اللہ نے یہ آیت اتاری جس دن ہم پکڑیں  
گے بڑی پکڑ ہم بدلہ لینے والے ہیں، کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے  
کہ مرا بڑی پکڑے سے جنگ بدر کا دن ہے۔

فائدہ: سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا واسطے مضر کے اس واسطے کہ اکثر ان میں سے حجاز کے پانیوں کے قریب تھے  
اور قحط کی بددعا قریش پر تھی اور وہ مکہ میں رہتے تھے سو قحط نے ان کے آس پاس والوں کی طرف سرایت کی سو بہتر  
ہوا کہ ان کے واسطے دعا کی جائے اور شاید سائل نے قریش کا نام نہ لیا تا کہ ان کا گناہ حضرت ﷺ کو نہ یاد آ جائے

ہو اس نے کہا کہ مضر کے واسطے دعا کیجئے تاکہ وہ بھی ان میں درج ہوں اور نیز اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ غیر یدعو علیہم ہلاک ہوئے ان کے پاس ہونے کے سبب سے اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ کی قوم ہلاک ہوئی اور نہیں ہے مخالفت درمیان دونوں کے اس واسطے کہ مضر بھی آپ کی قوم ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ﴾  
باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اے ہمارے رب! کھول ہم سے عذاب کو ہم ایمان لانے والے ہیں۔

۴۴۴۸۔ حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر داخل ہوا سو اس نے کہا کہ علم سے ہے یہ کہ کہے تو واسطے اس چیز کے کہ نہ جانے کہ اللہ خوب جاننے والا ہے بیشک اللہ نے اپنے پیغمبر ﷺ سے فرمایا کہ میں نہیں مانگتا تم سے کچھ مزدوری اور نہیں میں تکلف کرنے والوں سے اس کا بیان یوں ہے کہ جب قریش نے حضرت ﷺ سے سرکشی کی اور آپ کا حکم نہ مانا تو حضرت ﷺ نے ان پر بددعا کی الہی! میری مدد کر ان پر سات برس کا قحط ڈال کر یوسف علیہ السلام کا سا قحط سات برس کا سو حضرت ﷺ کی بددعا سے ان پر قحط پڑا کہ انہوں نے اس میں ہڈیوں اور مردار کو کھایا شدت بھوک کے سبب سے یہاں تک کہ کوئی ان میں اپنے اور آسمان کے درمیان دھواں سادیکھنے لگا شدت بھوک کے سبب سے انہوں نے کہا کہ الہی! کھول ہم سے عذاب کو ہم ایمان لانے والے ہیں سو حضرت ﷺ کو کہا گیا کہ اگر ہم ان سے عذاب کو کھول دیں تو وہ پھر وہی کریں گے سو حضرت ﷺ نے اپنے رب سے دعا کی تو اللہ نے ان سے عذاب کو کھول دیا وہ پھر وہی کام کرنے لگے تو اللہ نے ان سے جنگ بدر کے دن بدلہ لیا سو یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا جس دن لائے گا آسمان دھواں صریح، منتقمون تک۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے سب ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول کا سورہ روم میں اور وجہ سے اعمش کے طریق سے اور اس

۴۴۴۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الصُّلْحِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ إِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ تَقُولَ لِمَا لَا تَعْلَمُ اللَّهُ أَعْلَمُ إِنَّ اللَّهَ قَالَ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾ إِنَّ قُرَيْشًا لَمَّا غَلَبُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَعْصَمُوا عَلَيْهِ قَالَ اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبَعِ يُوسُفَ فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ أَكَلُوا فِيهَا الْعِطَامَ وَالْمَيْتَةَ مِنَ الْجَهْدِ حَتَّى جَعَلَ أَحَدُهُمْ يَرَى مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ مِنَ الْجُوعِ قَالُوا رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ كَشْفَنَا عَنْهُمْ عَادُوا فَدَعَا رَبَّهُ فَكَشَفَ عَنْهُمْ فَعَادُوا فَانْتَقَمَ اللَّهُ مِنْهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ﴾ إِلَى قَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿إِنَّا مُنْتَقِمُونَ﴾

بابُ قَوْلِهِ ﴿أَنِّي لَأَكُونُ مِنَ الَّذِينَ أَعْرَضُوا عَنْ آيَاتِ اللَّهِ﴾  
 باب ہے اس آیت کے بیان میں کہاں ہے ان کو نصیحت  
 لینا اور آچکا ان کے پاس رسول کھول کر سنانے والا اور

ذکر اور ذکر کی کے ایک معنی ہیں۔

وَالذِّكْرُ وَاحِدٌ.

۴۴۴۹۔ حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر داخل ہوا پھر انہوں نے کہا جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے آپ کو جھٹلایا اور آپ کا کہنا نہ مانا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر بد دعا کی الہی! میری مدد کر ان پر سات برس کا قحط پڑا جس نے ہر چیز کو فنا کیا یہاں قحط سات برس کا سوان پر قحط پڑا جس نے ہر چیز کو فنا کیا یہاں تک کہ مردار کو کھاتے تھے سو کوئی ان میں سے کھڑا ہوتا تھا اپنے اور آسمان کے درمیان دھواں ساد دیکھتا تھا سختی اور بھوک کے سبب سے پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی سو انتظار کر جس دن لائے آسمان دھواں صریح جو ڈھانکے لوگوں کو یہ ہے عذاب دکھ دینے والا یہاں تک کہ اس آیت پر پہنچے ہم کھولتے ہیں عذاب تھوڑے دنوں تم پھر وہی کرتے ہو، کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کیا پس کھولا جائے گا ان سے عذاب دن قیامت کے اور مراد بڑی پکڑ سے دن بدر کا ہے۔

۴۴۴۹۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَارِمٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا دَعَا قُرَيْشًا كَذَّبُوهُ وَاسْتَعْصَمُوا عَلَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبَعَ يُوسُفُ فَأَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ يَعْنِي كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى كَانُوا يَأْكُلُونَ الْمَيْتَةَ فَكَانَ يَقُومُ أَحَدُهُمْ فَكَانَ يَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ مِثْلَ الدُّخَانِ مِنَ الْجَهْدِ وَالْجُوعِ ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ﴾ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ أَفَيُكْشَفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ وَالْبَطْشَةُ الْكُبْرَى يَوْمَ بَدْرٍ. بَابُ قَوْلِهِ ﴿ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَجْنُونٌ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ پھر پیٹھ پھیری انہوں نے اس سے اور کہا کہ سکھایا ہوا ہے باؤلا۔

۴۴۵۰۔ حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ بیشک اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر بنایا اور کہا کہ کہہ میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کچھ مزدوری اور نہیں میں تکلف رنے والوں سے سو بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قریش کو دیکھا کہ انہوں نے آپ کا کہنا نہ مانا تو ان پر بد دعا کی کہ الہی! میری مدد کر ان پر سات برس کا قحط ڈال کر

۴۴۵۰۔ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ وَمَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾ فَإِنَّ

یوسف علیہ السلام کا سات برس کا قحط سوان پر قحط پڑا یہاں تک کہ اس نے ہر چیز کو فنا کیا یہاں تک کہ انہوں نے ہڈیوں اور چمڑوں کو کھایا اور کہا ایک راوی نے یہاں تک کہ انہوں نے ہڈیوں اور مرداروں کو کھایا اور زمین سے دھواں سانگنے لگا سو ابوسفیان آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا اے محمد! بیشک تیری قوم ہلاک ہوئی سو اللہ سے دعا مانگ کہ ان سے قحط کو کھول دے سو حضرت ﷺ نے دعا کی پھر فرمایا اس کے بعد یہ لوگ وہی کام کریں گے (یعنی اگرچہ فی الحال تو مخالفت سے پشیمان ہو رہے ہیں لیکن عذاب کے رفع ہونے کے بعد پھر وہی کام کرنے لگیں گے) منصور کی حدیث میں ہے پھر پڑھی یہ آیت کہ انتظار کر جس دن لائے آسمان دھواں صریح، عاندون تک کیا کھولا جائے گا ان سے عذاب آخرت کا سوا البتہ گزر چکا ہے دجان اور بطشہ اور لزام اور ایک راوی نے کہا کہ چاند کا پھٹنا بھی گزر چکا ہے اور ایک نے کہا کہ روم کا غالب ہونا بھی گزر چکا ہے۔

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَأَى قَرِيضًا اسْتَعَصَوْا عَلَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعِ كَسْبَعِ يُوسُفَ فَأَخَذَتْهُمْ السِّنَّةُ حَتَّى حَصَّتْ كُلُّ شَيْءٍ حَتَّى أَكَلُوا الْعِظَامَ وَالْجُلُودَ فَقَالَ أَحَدُهُمْ حَتَّى أَكَلُوا الْجُلُودَ وَالْمَيْتَةَ وَجَعَلَ يَخْرُجُ مِنَ الْأَرْضِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ فَاتَاهُ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ أَيْ مُحَمَّدُ إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوا فَأَدْعُ اللَّهَ أَنْ يَكْشِفَ عَنْهُمْ فَدَعَا ثُمَّ قَالَ تَعُودُونَ بَعْدَ هَذَا فِي حَدِيثٍ مَنْصُورٍ ثُمَّ قَرَأَ «فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ إِلَى غَائِدُونَ» أَنْكَشِفَ عَنْهُمْ عَذَابُ الْآخِرَةِ فَقَدْ مَضَى الدُّخَانُ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ وَقَالَ أَحَدُهُم الْقَمَرُ وَقَالَ الْآخَرُ وَالرُّومُ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ زمین سے دھواں سانگنے لگا تو پہلی روایت میں ہے کہ مرد اپنے اور آسمان کے درمیان دھواں سا دیکھنے لگا اور نہیں مخالفت ہے درمیان دونوں کے اس واسطے کہ وہ محمول ہے اس پر کہ اس کی ابتدا زمین سے تھی اور اس کی ابتدا زمین اور آسمان کے درمیان تھی اور نہیں تعارض ہے نیز درمیان قول اس کے کہ زمین سے نکلنے لگا اور قول اس کے کہ دھواں سا واسطے احتمال وجود دونوں امروں کے ساتھ اس طور کے کہ نکلے زمین سے بخار دھویں کی صورت پر زمین کی گرمی کی شدت اور جوش سے نہ مینہ برسنے کے سبب سے اور تھے دیکھتے اپنے اور آسمان کے درمیان مانند دھویں کے بھوک کی بہت گرمی سے۔ (فتح)

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ ہم کھولتے ہیں عذاب تھوڑے دنوں تم پھر وہی کرتے ہو اس کے قول تک کہ ہم بدلہ لینے والے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ «يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى إِنَّا مُنتَقِمُونَ».

۴۴۵۱- حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا عبد اللہ بن

۴۴۵۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنِ



مسعود بنی النضر نے کہ پانچ چیزیں گزر چکی ہیں لازم اور روم اور بطشہ اور قمر اور دخان۔

الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ خَمْسٌ قَدْ مَضَيْنَ لِلزَّامِ وَالرُّومُ وَالْبَطْشَةُ وَالْقَمَرُ وَالْدُّخَانُ.

سورہ جاثیہ کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ الْجَاثِيَةِ

جاثیہ کے معنی ہیں کھڑے زانو بیٹھنے والے۔

جَاثِيَةٌ مُسْتَوْفِزِينَ عَلَى الرُّكْبِ.

فائدہ: کہا جاتا ہے استوفز فی قعدتہ جب کہ بیٹھے کھڑے زانو پر بغیر اطمینان اور آرام کے، اللہ نے فرمایا ﴿وترى كل امة جاثية﴾۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ «نَسْتَسِيخُ» نَكْتُبُ.

یعنی اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں ہم تھے لکھتے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿انا کنا نستسرخ ما کنتم تعملون﴾۔

«نَسَاكُمُ» نَتْرُكُكُمْ.

اور نساکم کے معنی ہیں ہم چھوڑ دیں گے تم کو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فالیوم نساکم کما نسیتم﴾ یعنی ہم چھوڑ دیں گے تم کو جیسا تم نے چھوڑا اور یہاں اطلاق ملزوم کا ہے اور ارادہ لازم کا ہے اس واسطے کہ جو بھلایا گیا وہ چھوڑا گیا بغیر عکس کے۔

بَابُ «وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ» الْآيَةُ.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور نہیں ہلاک کرتا ہم کو مگر زمانہ۔

۴۴۵۲ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يُؤْذِنُنِي ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي الْأَمْرُ أَقْلِبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ.

۳۳۵۲ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آدمی مجھ کو ایذا دیتا ہے کہ زمانے کو برا کہتا ہے اور میں ہوں زمانے کے پھیرنے والا میرے ہاتھ میں ہے سب اختیار پلٹتا ہوں رات اور دن کو۔

فائدہ: روایت کی ہے طبری نے کہ لوگ کفر کی حالت میں کہتے تھے کہ ہم کو تو رات اور دن ہلاک کرتا ہے وہی ہم کو مارتا ہے وہی زندہ کرتا ہے سو اللہ نے اپنی کتاب میں فرمایا اور کہتے ہیں کہ نہیں وہ مگر زندگی دنیا کی، الآیۃ کہا سو برا

کہتے ہیں زمانے کو اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایذا دیتا ہے مجھ کو آدمی کہا قرطبی نے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ خطاب کرتا ہے مجھ سے ساتھ اس چیز کے کہ ایذا پاتا ہے اس سے وہ شخص کہ جائز ہے بیچ حق اس کے ایذا پانی اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ پاک ہے اس سے کہ پہنچے طرف اس کی ایذا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ توسع کے قبیل سے ہے کلام میں اور مراد اس سے یہ ہے کہ جس شخص سے یہ واقع ہو تعرض کیا اس نے واسطے اللہ تعالیٰ کے غضب کے اور یہ جو کہا کہ میں ہوں زمانہ تو کہا خطاب نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں ہوں صاحب اور مالک زمانے کا اور مدبر کاموں کا کہ منسوب کرتے ہیں ان کو زمانے کی طرف سو جو زمانے کو برا کہے اس سبب سے کہ وہ فاعل ہے ان کاموں کا تو پھرتا ہے برا کہنا اس کا اس کے رب کی طرف کہ فاعل اس کا ہے یعنی اس واسطے کہ زمانہ اللہ کی قدرت میں ہے اس کا پھیرنے والا اللہ ہے اور زمانے کو برا کہنا اللہ تعالیٰ کو برا کہنا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ زمانہ ظرف ہے واسطے واقع ہونے ان کاموں کے اور ان کی عادت تھی کہ جب ان کو کوئی مکروہ چیز پہنچتی تو اس کو زمانے کی طرف منسوب کرتے اور کہتے کہ کم بختی زمانے کی اور کہا امام نووی رحمہ اللہ نے کہ ان کی عادت تھی کہ گردش اور مصیبت کے وقت زمانے کو برا کہتے تھے سو فرمایا کہ اس کو برامت کہو اس واسطے کہ اس کا فاعل اللہ ہے سو گویا کہ فرمایا اس کے فاعل کو برامت کہو اس واسطے کہ جب تم نے اس کو برا کہا تو مجھ کو برا کہا۔ (فتح)

### سورۃ احقاف کی تفسیر کا بیان

### سُورَةُ الْاَحْقَافِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَفِيضُونَ﴾ تَقُولُونَ.

وَقَالَ بَعْضُهُمْ اَثَرُهُ وَاَثَرُهُ وَاَثَرُهُ بَقِيَّةٌ مِّنْ عِلْمٍ.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ تفیضون کے معنی ہیں کہ تم کہتے ہو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ہو اعلم بما تفیضون فیہ﴾۔ اور کہا بعض نے کہ ان تینوں لفظوں کے ایک معنی ہیں یعنی بقیہ علم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿او اثارۃ من علم﴾۔

فائدہ: یعنی جو کچھ علم جو چلا آتا ہے اور ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے اس کو اثارۃ پڑھا ہے یعنی کوئی خاص علم جو فقط تم ہی کو ملا اور ان کو نہیں ملا اور ساتھ اسی کے تفسیر کیا ہے اس کو حسن اور قتادہ نے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ مراد اثارۃ سے خط ہے کہ اس کو عرب زمین میں لکھتے تھے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿بِدْعَا مِنَ الرُّسُلِ﴾ لَسْتُ بِأَوَّلِ الرُّسُلِ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں کہ میں پہلا رسول نہیں بلکہ مجھ سے پہلے بھی بہت رسول گزر چکے ہیں۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿أَرَأَيْتُمْ﴾ هَذِهِ الْآلِفُ إِنَّمَا هِيَ تَوَعُّدٌ إِن صَحَّ مَا تَدْعُونَ لَا

یعنی اور کہا اس کے غیر نے کہ ہمزہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں واسطے وعید کے ہے اگر صحیح ہو جس کو تم پکارتے

ہو تو نہیں مستحق ہے کہ پوجا جائے اور اللہ تعالیٰ کے قول ﴿ارایتم﴾ میں آنکھ کا دیکھنا مراد نہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ کیا تم جانتے ہو کیا تم کو پہنچی یہ بات کہ جن کو تم اللہ کے سوائے پکارتے ہو انہوں نے کوئی چیز پیدا کی۔

يَسْتَحِقُّ أَنْ يُعْبَدَ وَلَيْسَ قَوْلُهُ أَرَأَيْتُمْ بِرُؤْيَا الْعَيْنِ إِنَّمَا هُوَ اتَّعَلَمُونَ أَبْلَغُكُمْ أَنَّ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ خَلَقُوا شَيْئًا.

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿قل ارایتم﴾ یعنی بھلا بتلاؤ تو جس چیز کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا مجھے دکھلاؤ تو سہی انہوں نے زمین میں سے کون سی چیز کو پیدا کیا یا آسمان میں ان کی کچھ شرکت ہے مراد یہ ہے عبادت خالق کا حق ہے اور تم جو بتوں کی عبادت کرتے ہو ان کی خالقیت ثابت کرو۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور جس شخص نے کہا اپنے ماں باپ کو میں بیزار ہوں تم سے کیا مجھ کو وعدہ دیتے ہو کہ میں نکالا جاؤں گا قبر سے اور گزر چکے ہیں کئی طبقے آدمیوں کے مجھ سے پہلے یعنی کوئی ان میں سے اب تک زندہ نہیں ہوا اور وہ دونوں فریاد کرتے ہیں اللہ کی جناب میں کہتے ہیں ہائے خرابی تجھ کو ایمان لا بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے پھر وہ کہتا ہے کہ نہیں یہ مگر کہانیاں پہلوں کی۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَا أَتَعِدَانِي أَنْ أُخْرَجَ وَقَدْ خَلَيْتَ الْقُرُونُ مِنْ قَبْلِي وَهُمَا يَسْتَكْبِرَانِ اللَّهُ وَبَلَّكَ آمِنًا إِنَّا وَعَدَ اللَّهُ حَقًّا نَقُولُ مَا هَذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ﴾.

۴۴۵۳۔ حضرت یوسف بن ماہک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا مروان مدینے پر حاکم تھا یعنی معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے حاکم بنایا تھا اس کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے (اور معاویہ نے چاہا کہ اپنے بیٹے یزید کو خلیفہ بنائے سو اس نے یہ بات مروان کی طرف لکھی کہ لوگوں سے یزید کی بیعت لے مروان نے لوگوں کو جمع کیا) پھر خطبہ پڑھا سو یزید کو ذکر کرنے لگا (یعنی لوگوں کو اس کی بیعت کی طرف بلایا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے معاویہ کے دل میں خوب بات ڈالی کہ اپنے بیٹے کو اپنا خلیفہ بنادے

۴۴۵۳۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ مَاهَكَ قَالَ كَانَ مَرْوَانُ عَلَى الْحِجَازِ اسْتَعْمَلَهُ مُعَاوِيَةَ فَخَطَبَ فَجَعَلَ يَذْكُرُ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ لِكَيْ يَبَايَعَ لَهُ بَعْدَ أَبِيهِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرِ شَيْئًا فَقَالَ خُدُوهُ فَدَخَلَ بَيْتَ عَائِشَةَ فَلَمَّ يَقْدِرُوا فَقَالَ مَرْوَانُ إِنَّ هَذَا الَّذِي أَنْزَلَ

اللَّهُ فِيهِ ﴿وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَا أَتَعِدَانِي﴾ فَقَالَتْ عَائِشَةُ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ فِينَا شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ عُذْرِي.

سوالبتہ خلیفہ بنایا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ (نے) تاکہ اس کے باپ کے بعد اس کی بیعت ہو سو عبدالرحمن نے اس کو کچھ کہا یعنی کہا کہ یہ ہرقل اور قیصر کا طریقہ ہے کیا تم اپنی اولاد کے واسطے بیعت چاہتے ہو؟ یعنی یہ رسم کفار کی ہے کہ اپنے بیٹوں کو خلیفہ کرتے ہیں، کہا مروان نے کہ یہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی سنت ہے، عبدالرحمن نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہیں ٹھہرایا اس کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کسی کے حق میں اپنی اولاد سے کہا مروان نے کہ اس کو پکڑو عبدالرحمن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے تو لوگ ان کو پکڑ نہ سکے (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہیبت اور عجب کے سبب سے کوئی ان کے گھر میں داخل نہ ہو سکا، سو مروان نے کہا کہ یہ ہے جس کے حق میں اللہ نے یہ آیت اتاری کہ جس نے کہا اپنے ماں باپ کو کہ میں بیزار ہوں تم سے (یعنی اور پھر مروان منبر سے اتر کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر آیا اور ان سے کلام کرنے لگا) تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے حق میں کچھ چیز قرآن سے نہیں اتاری سوائے اس کے کہ اللہ نے میرا عذر اتارا۔

**فائدہ:** یعنی جو آیت کہ سورہ نور میں ہے اہل الک کے قصے میں اور پاک ہونے ان کے میں اس چیز سے کہ عیب لگایا ان کو بہتان باندھنے والوں نے اور ایک روایت میں ہے کہ کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مروان جھوٹا ہے قسم ہے اللہ کی نہیں اتاری گئی یہ آیت مگر فلانے فلانے کے حق میں لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے لعنت کی مروان کے باپ کو اور حالانکہ مروان اس کی پشت میں تھا اور البتہ شور کیا ہے بعض رافضیوں نے سو کہا کہ یہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا دلالت کرتا ہے کہ اللہ کا قول ثانی اثنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نہیں ہے اور نہیں ہے اس طرح جیسا کہ اس رافضی نے سمجھا بلکہ مراد ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کے فینا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں پھر یہ استثناء عموم نفی سے ہے نہیں تو مقام تخصیص کرتا ہے اور جو آیتیں کہ ان کے عذر میں ہیں وہ ان کی نہایت مدح میں ہیں اور مراد نفی اس چیز کے اتارنے کی ہے کہ حاصل ہو ساتھ اس کے ذم جیسا کہ بیچ قصے قول اس کے کی ہے اور جس نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ میں

بیزار ہوں تم سے، آخر تک۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَّتِهِمْ قَالُوا هَذَا عَارِضٌ مُّمْطَرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهِ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿عَارِضٌ﴾ السَّحَابُ.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں پھر جب دیکھا انہوں نے اس کو ابر سامنے آیا ان کے نالوں کے تو بولے کہ یہ ابر ہے ہم پر برسنے والا کوئی نہیں بلکہ درحقیقت یہ وہ چیز ہے جس کو جلدی طلب کرتے تھے تم ہوا ہے جس میں عذاب ہے درد دینے والا، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ عارض کے معنی ہیں بادل۔

۴۴۵۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بیوی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو ہنستے نہیں دیکھا یہاں تک کہ میں آپ کے تالو کا کوادیکھوں یعنی جو گوشت کہ تالو کی نہایت بلندی میں لٹکا ہوا ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تبسم فرماتے تھے کہا اور دستور تھا کہ جب بادل یا ہوا دیکھتے تو آپ کے چہرے میں ملال پہچانا جاتا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا حضرت! لوگ جب بادل کو دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اس امید سے کہ اس میں مینہ ہو اور میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ جب آپ اس کو دیکھتے ہیں تو آپ کے چہرے میں ناخوشی پہچانی جاتی ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ! میں بے خوف نہیں اس سے کہ اس میں عذاب ہو عذاب ہوا ایک قوم کو ساتھ آندھی کے اور ایک قوم نے عذاب کو دیکھا سو کہنے لگے کہ یہ ابر ہم پر بر سے گا۔

۴۴۵۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرُو أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاحِبًا حَتَّى أَرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ قَالَتْ وَكَانَ إِذَا رَأَى غَيْمًا أَوْ رِيحًا عَرَفَ فِي وَجْهِهِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوْا الْغَيْمَ فَرَحُوا رَجَاءً أَنْ يَكُونَ فِيهِ الْمَطَرُ وَأَرَاكَ إِذَا رَأَيْتَهُ عَرَفَ فِي وَجْهِكَ الْكَرَاهِيَةَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ مَا يُؤْمِنِي أَنْ يَكُونَ فِيهِ عَذَابٌ عَذِبَ قَوْمٍ بِالرِّيحِ وَقَدْ رَأَى قَوْمٌ الْعَذَابَ فَقَالُوا ﴿هَذَا عَارِضٌ مُّمْطَرُنَا﴾.

فائدہ: یہ جو کہا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تبسم فرماتے تھے تو نہیں مٹانی ہے یہ اس چیز کو کہ آئی ہے دوسری حدیث میں کہ آپ بنے یہاں تک کہ آپ کے اگلے دانت ظاہر ہوئے اس واسطے کہ ظاہر ہونا اگلے دانتوں کا نہیں مستلزم ہے ظاہر ہونے گوشت تالو کے کو اور یہ جو کہا کہ آپ کے چہرے میں ناخوشی پہچانی جاتی تو تعبیر کی گئی ہے اس چیز سے کہ ظاہر ہے چہرے میں ساتھ کراہیت کے اس واسطے کہ وہ شمرہ اس کا ہے اور واقعہ: وہاں ہے صحیح روایت عطا کے عائشہ رضی اللہ عنہا

سے اس حدیث کے اول میں کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب آندھی چلتی تو یہ دعا پڑھتے ((اللھُمَّ انی اسألك خیرھا وخیر ما فیھا وخیر ما أرسلت به واعوذ بک من شرھا وشر ما فیھا وشر ما أرسلت به)) اور جب آسمان برابر ہوتا تو آپ کا رنگ بدل جاتا اور اندر جاتے اور باہر آتے اور جاتے پھر جب مینہ بر جاتا تو آپ سے وہ حالت دور ہوتی اور یہ جو کہا کہ عذاب ہوا ایک قوم کو آندھی سے تو ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں کو آندھی سے عذاب ہوا تھا وہ لوگ اور بن اور جنہوں نے یہ کہا تھا کہ یہ ابرہم پر برسے گا وہ لوگ اور ہیں اس واسطے کہ مقرر ہو چکا ہے کہ جب نکرہ دوہرایا جائے نکرہ کر کے تو وہ اول کا غیر ہوتا ہے لیکن ظاہر آیت باب کا یہ ہے کہ جن کو آندھی سے عذاب ہوا وہی ہیں جنہوں نے کہا تھا کہ یہ ابرہم پر برسے گا سوا سی سورہ میں ہے ﴿واذکر اخاعاد اذ اندر قومہ بالاحقاف﴾ الآیۃ اور ان میں یہ بھی ہے کہ جب دیکھا انہوں نے اس کو کہ سامنے آیا ان کے نالوں کے تو کہنے لگے کہ یہ مینہ ہے ہم پر برسنے والا نہیں بلکہ یہ وہ چیز ہے کہ جلدی مانتے تھے تم اس کو ہوا ہے جس میں عذاب ہے درد دینے والا، اور کہا کرمانی نے احتمال ہے کہ عاد و قو میں ہوں ایک قوم احقاف والی اور وہ عارض والے ہیں جن کے سامنے ابر آیا تھا اور ایک قوم ان کے سوائے اور ہوں۔ میں کہتا ہوں اور نہیں پوشیدہ ہے بعد اس احتمال کے لیکن حدیث اس کا احتمال رکھتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ نجم میں فرمایا ہے ﴿وانہ اھلک عاد الاولی﴾ یعنی اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا عاد پہلے کو اس واسطے کہ یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ اس جگہ دوسری قوم عاد کی یہی ہے اور البتہ روایت کیا ہے قصہ دوسرے عاد کا احمد نے ساتھ سند حسن کے حارث بن حسان سے کہ میں اور علا حضرتی رضی اللہ عنہما حضرت ﷺ کی طرف چلے، الحدیث۔ اور اس میں ہے کہ میں نے کہا کہ میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی اور اس کے رسول کی کہ عاد کے ایچیوں کی طرح ہو فرمایا اور کیا حال ہے عاد کے ایچیوں کا اور وہ زیادہ تر جانے والے تھے حدیث کو لیکن وہ مجھ سے سننا چاہتے تھے سو میں نے کہا کہ عاد کی قوم پر قحط پڑا تو انہوں نے قیل کو معاویہ بن بکر کی طرف کے میں بھیجا کہ ان کے واسطے مینہ مانگے سو وہ ایک مہینہ اس کی مہمانی میں رہا دو لونڈیاں اس کے آگے گاتی تھیں پھر اس نے ان کے واسطے مینہ مانگا تو ان کے اوپر کئی بدلیاں گزریں انہوں نے کالی بدلی کو اختیار کیا سو ندا آئی کہ لے اس کو کہ نہ چھوڑے قوم عاد سے کسی کو اور ظاہر یہ ہے کہ یہ دوسرے عاد کا قصہ ہے اور اس بنا پر لازم آتا ہے کہ مراد ساتھ اللہ تعالیٰ کے قول کے اخاد عاد کوئی اور پیغمبر ہے سوائے ہود علیہ السلام کے اور اللہ خوب جانتا ہے۔ (فتح)

سورہ محمد ﷺ کی تفسیر کا بیان

یعنی اوزارھا کے معنی ہیں گناہ اپنے یہاں تک کہ نہ باقی رہے کوئی مگر مسلمان۔

مُسْلِمٌ

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿حتی تضع الحرب اوزارھا﴾ کہا ابن تین نے کہ اوزار کے معنی گناہ

بخاری رحمہ اللہ کے سوا اور کسی نے نہیں کیے اور معروف یہ ہے کہ مراد ساتھ اوزار کے ہتھیار ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام اتریں اور ابن تین نے جس کی نفی کی ہے اس کے غیر نے اس کو جانا ہے کہا ابن قریول نے کہ یہ تفسیر محتاج ہے طرف تفسیر کے اور یہ اس واسطے ہے کہ حرب کے واسطے کوئی گناہ نہیں سو شاید وہ فراء کے قول کے موافق ہے کہ مراد آثام اہلہا ہے یعنی گناہ لڑائی والوں کے پھر حذف کیا گیا مضاف اور باقی رکھا گیا مضاف الیہ اور لفظ فراء کا یہ ہے کہ ہا اوزار حامیں واسطے اہل حرب کے ہے یعنی گناہ ان کہا نحاس نے یہاں تک کہ رکھے اہل آثام کو سونہ باقی رہے کوئی مشرک اور احتمال ہے کہ حرب کی طرف پھرے اور مراد ساتھ اوزار کے ہتھیار اس کے ہیں سو جس چیز کو ابن تین نے مشہور بتلایا تھا اس کو اس نے احتمال ٹھہرایا۔ (فتح) اور یہ جو کہا آثامہا یعنی یا ہتھیار اپنے اور بوجھ اپنے اور یہ مجاز حذف کے قبیل سے ہے یعنی یہاں تک کہ رکھے امت لڑائی والی یا فرقہ لڑائی کرنے والا ہتھیار اپنے اور مراد یہ ہے کہ لڑائی بالکل موقوف ہو جائے اور یہ جو کہا کہ یہاں تک کہ نہ باقی رہے کوئی مگر مسلمان تو معنی یہ ہیں یہاں تک کہ رکھیں اہل حرب اپنے گناہوں کو اور مشرک کو اور وہ غایت ہے واسطے حرب کے یا شد کے یا من اور فدا کے یا واسطے مجموع کے یعنی یہ احکام جاری ہیں بچ ان کے یہاں تک کہ نہ باقی رہے لڑائی مشرکوں سے ساتھ دور ہونے شوکت ان کی کے۔ (ق)

﴿عَرَفَهَا﴾ یعنی بیان کیا اس کو اللہ نے فرمایا ﴿عَرَفَهَا﴾  
 ﴿لَهُمْ﴾ یعنی بیان کیا واسطے ان کے ان کی جگہوں کو  
 بہشت میں۔

﴿وَقَالَ مُجَاهِدٌ﴾ (مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا) اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ اس قول میں کہ مراد مولیٰ سے دوست اور کار ساز ہے۔  
 ﴿فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ﴾ (أُتِيَ جَدُّ الْأَمْرِ) عزم الامر کے معنی ہیں جب پکا ہو قصد کام کا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ﴾۔  
 ﴿فَلَا تَهِنُوا﴾ (لَا تَضَعُوا) یعنی لا تھنوا کے معنی ہیں نہ ست ہو جاؤ۔  
 ﴿وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ﴾ (أَضْغَانُهُمْ) یعنی کہا ابن عباس رحمہ اللہ نے کہ اضغانہم کے معنی ہیں حسد اور کینہ ان کا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ان لَنْ يَخْرُجَ اللَّهُ اضْغَانَهُمْ﴾۔

﴿أَسْنٍ﴾ (مُتَغَيِّرٍ) آسن کے معنی ہیں بگڑا ہوا۔  
 ﴿بَابُ قَوْلِهِ﴾ (وَتَقَطَّعُوا أَرْحَامَكُمْ) باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اور توڑو اپنی

برادری سے۔

۴۴۵۵ - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي مُرَرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللَّهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَّغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَأَخَذَتْ بِحَقْوِ الرَّحْمَنِ فَقَالَ لَهُ مَهْ قَالَتْ هَذَا مَقَامُ الْعَائِدِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ قَالَ أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكَ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكَ قَالَتْ بَلَى يَا رَبِّ قَالَ فَذَاكَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَقْرَأْ وَإِنْ شِئْتُمْ ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتَقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ﴾.

۴۴۵۵ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ اللہ تعالیٰ نے خلق کو بنایا پھر جب ان کے بنانے سے فارغ ہوا تو آدمیوں کی قرابت نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کا دامن کرم پکڑا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے کہا کہ باز رہ یا یوں؟ اس نے (زبان حال سے) کہا کہ یہ مقام اس کا ہے جو قطع برادری سے فریاد چاہے یعنی میں اس واسطے کھڑی ہوں کہ قطع برادری سے پناہ چاہتی ہوں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تو راضی نہیں اس بات سے کہ میں اس سے جوڑوں جو تجھ سے جوڑے اور اس سے توڑوں جو تجھ سے توڑے، قرابت نے کہا کیوں نہیں! اب میں راضی ہوں، کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ اگر چاہو تو اس کی سند قرآن سے پڑھ لو، اللہ تعالیٰ منافقوں سے فرماتا ہے کہ اگر تم حاکم ہو تو زمین میں فساد کرو اور توڑ دینا۔

فائدہ: اس حدیث سے تو معلوم ہوا کہ برادری سے سلوک کرنا فرض ہے جب سے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا بنائی اور فرغ کے معنی ہیں تمام اور پورا کیا اور یہ جو کہا کہ آدمیوں کی قرابت کھڑی ہوئی تو احتمال ہے کہ ہو حقیقت پر اور جائز ہے کہ اعراض جسم پکڑیں اور کلام کریں ساتھ ان کے اور جائز ہے کہ ہو حذف پر یعنی فرشتہ کھڑا ہو اور قرابت کے حال کے مطابق کلام کیا اور احتمال ہے کہ ہو بطور ضرب المثل اور استعارہ کے اور مراد تعظیم شان اس کے کی ہے اور فضیلت جوڑنے والی اس کے کی اور گناہ توڑنے والے اس کے کا اور یہ جو کہا کہ اس نے اللہ کا دامن کرم پکڑا تو بعض شارحین حذف پر چلے ہیں یعنی اس نے عرش کا پایا پکڑا اور کہا عیاض نے کہ حقو کے معنی ہیں جگہ باندھنے تہہ بند کی یعنی کمر اور وہ جگہ ہے کہ پناہ پکڑی جاتی ہے ساتھ اس کے عرب کی عادت کی بنا پر پس استعارہ کیا گیا یہ واسطے رحم کے بطور مجاز کے بچ پناہ مانگنے اس کے کی ساتھ اللہ کے قطع کرنے سے انتہی۔ اور کبھی خود تہہ بند کو بھی حقو کہا جاتا ہے جیسے کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اپنا تہہ بند دیا اور فرمایا کہ اس کو کفن کے نیچے پہناؤ اور یہی معنی مراد ہیں اس جگہ اور یہی ہے کہ جاری ہوئی ہے عادت ساتھ بچہ مارنے کے ساتھ اس کے وقت پیچھا کرنے کے پناہ پکڑنے میں اور طلب کے اور معنی اس بنا پر صحیح ہیں باوجود پاک جاننے اللہ کے ہاتھ پاؤں وغیرہ سے کہا طبی نے



کہ یہ قول مبنی ہے استعارہ تمثیلی پر گویا کہ تشبیہ دی حضرت ﷺ نے حالت رحم کو اور جس چیز پر کہ وہ ہے محتاج ہونے سے طرف جوڑنے کے ساتھ حال پناہ مانگنے والے کے کہ پکڑتا ہے تہہ بند مستجاریہ کا پھر مسنوب کی بطور استعارہ تمثیلی کے وہ چیز کہ لازم ہے مشبہ بہ کو قیام سے پس ہوگا قرینہ مانع ارادے حقیقت کے سے پھر تشریح کیا گیا ساتھ قول کے اور پکڑنے کے اور ساتھ لفظ حقو کے پس وہ استعارہ اور ہے اور یہ جو کہا کہ یہ مقام اس کا ہے جو قطع برادری سے فریاد چاہے تو یہ اشارہ ہے طرف مقام کے یعنی قیام میرا اس میں بجائے اس شخص کے ہے جو تیری پناہ مانگے۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَمِّي أَبُو الْحُبَابِ سَعِيدُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِهَذَا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ وَإِنْ شِئْتُمْ **فَهَلْ عَسَيْتُمْ**۔

حدیث بیان کی سعید نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ساتھ اس کے یعنی اس حدیث کے جو پہلے ہے پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میری اس بات کی سند قرآن سے پڑھ لو۔

فائدہ: حاصل اس کا یہ ہے کہ جس چیز کو سلیمان نے موقوف بیان کیا ہے حاتم نے اس کو مرفوع بیان کیا ہے۔

حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي الْمُرَدِّدِ بِهَذَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ واقْرَأْ وَإِنْ شِئْتُمْ **فَهَلْ عَسَيْتُمْ**۔

حاصل اس کا یہ ہے کہ موافقت کی ہے عبد اللہ نے حاتم کی اوپر مرفوع کرنے اس کلام اخیر کے ساتھ اس اسناد اور متن کے۔

تنبیہ: اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ تاویل قول اللہ تعالیٰ کے **«ان توليتهم»** سوا کثر علماء اس پر ہیں کہ وہ مشتق ہے ولایت سے یعنی اگر تم حاکم ہو اور بعض کہتے ہیں کہ ساتھ معنی پیٹھ پھرنے کے ہے اور معنی یہ ہیں کہ اگر تم حق کے قبول کرنے سے منہ پھرو تو شاید واقع ہو تم سے جو ذکر کیا گیا ہے اور پہلے معنی مشہور ہیں۔ (فتح)

### سورۃ الفتح کی تفسیر کا بیان

یعنی کہا مجاہد رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں سیما کے معنی ہیں نرمی چہرے کی یا ہیئت یا حال، اللہ تعالیٰ نے فرمایا **«سِماهم فی وجوہهم من اثر السجود»** یعنی نشانی نیک ہونے کی ان کے کی نرم ہونا ان کے چہرے کا ہے ان کے چہرے میں سجدے کے اثر سے۔

یعنی اور کہا منصور نے مجاہد سے کہ سیما کے معنی ہیں

سُورَةُ الْفَتْحِ  
وَقَالَ مُجَاهِدٌ **«سِماهم فی وجوہهم»** السَّحْنَةُ۔

وَقَالَ مَنْصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ اَلتَّوَّاضِعُ۔

تواضع اور عاجزی۔

یعنی شطاہ کے معنی ہیں سبزہ اور فاستغظ علی سوقہ کے معنی ہیں موٹی ہوئی نالی اس کی اور ساق نالی درخت کی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿کُذِّرَ أَخْرَجَ شَطَاہُ فَازَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سَوْقِهِ﴾۔

اور کہا جاتا ہے دائرۃ السوء مانند قول تیرے کے مرد بد اور مراد دائرۃ السوء سے عذاب ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ﴾ یعنی ان پر پھر مصیبت کا پڑے۔

یعنی تعزروہ کے معنی ہیں کہ اس کی مدد کرو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لَتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ﴾۔

یعنی مراد شطاہ سے پٹھابالی کا ہے پھر تفسیر کیا ہے اس کو سو کہا کہ اگاتا ہے دانہ دس بالیوں کو اور آٹھ کو اور سات کو پھر مضبوط ہوتا ہے بعض بعض سے سو یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے فآزرہ یعنی مضبوط کیا اس کو اور اگر صرف ایک ہی ہوتا تو نالی پر قائم نہ ہوتا اور یہ مثل ہے کہ بیان کیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے واسطے پیغمبر کے جب کہ اکیلے نکلے یعنی جب پہلے پیغمبر ہوئے اس وقت اکیلے تھے پھر زور دیا ان کو اللہ نے ان کے اصحاب سے جیسے قوی کیا دانے کو ساتھ اس چیز کے کہ اگتی ہے اس سے۔

فائدہ: اور بعض کہتے ہیں احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ جب حضرت ﷺ ہجرت کر کے مکہ سے نکلے اس وقت اکیلے تھے پھر زور دیا ان کو اللہ تعالیٰ نے انصار سے۔ (فتح)

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ ہم نے فتح کر دی تیرے واسطے صریح فتح۔

﴿شَطَاہُ﴾ فِرَاحُهُ ﴿فَاسْتَغْلَظَ﴾ غَلِظَ ﴿سَوْقِهِ﴾ السَّاقُ حَامِلَةُ الشَّجَرَةِ۔

وَيُقَالُ ﴿دَائِرَةُ السَّوْءِ﴾ كَقَوْلِكَ رَجُلٌ السَّوْءِ وَدَائِرَةُ السَّوْءِ الْعَذَابُ۔

﴿تُعَزِّرُوهُ﴾ تَنْصُرُوهُ۔

﴿شَطَاہُ﴾ شَطِي السُّبُلِ تَنَبَّتِ الْحَبَّةُ عَشْرًا أَوْ ثَمَانِيًا وَسَبْعًا فَيَقْوَى بَعْضُهُ بَبَعْضٍ فَذَاكَ قَوْلُهُ تَعَالَى ﴿فَازَرَهُ﴾ قَوَاهُ وَلَوْ كَانَتْ وَاحِدَةً لَّمْ تَقْمُ عَلَى سَاقٍ وَهُوَ مَثَلُ ضَرْبِهِ اللَّهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ خَرَجَ وَحْدَهُ ثُمَّ قَوَاهُ بِأَصْحَابِهِ كَمَا قَوَّى الْحَبَّةُ بِمَا يُنَبِّتُ مِنْهَا۔

۴۴۵۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ

۴۴۵۶۔ حضرت اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار

حضرت ﷺ اپنے کسی سفر میں چلے جاتے تھے یعنی سفر عمرہ حدیبیہ میں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ چلتے تھے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کچھ پوچھا سو حضرت ﷺ نے ان کو جواب نہ دیا پھر حضرت ﷺ سے پوچھا پھر بھی حضرت ﷺ نے ان کو کچھ جواب نہ دیا پھر پوچھا پھر بھی آپ ﷺ نے ان کو کچھ جواب نہ دیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر کی ماں روئے تو نے حضرت ﷺ کا تین بار پیچھا کیا آپ نے ہر بار تجھ کو جواب نہیں دیا، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میں اپنا اونٹ چھیڑ کر لوگوں کے آگے بڑھا اور میں ڈرا کہ میرے حق میں قرآن اترے سو مجھ کو کچھ دیر نہ ہوئی کہ میں نے ایک پکارنے والے کو سنا کہ مجھ کو پکارتا ہے میں نے کہا البتہ میں ڈرا کہ میرے حق میں قرآن اترتا ہو سو میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو سلام کیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ آج کی رات مجھ پر ایسی سورت اتری کہ میرے نزدیک تمام دنیا سے بہتر ہے پھر حضرت ﷺ نے ﴿انا فتحنا﴾ کی سورت پڑھی یعنی سورہ ﴿انا فتحنا﴾ اتری ہے۔

مَالِكُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسِيرُ فِي بَعْضِ أَصْفَارِهِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيرُ مَعَهُ لَيْلًا فَسَأَلَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَتَكَلَّمُ أَمْ عُمَرُ نَزَرْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذَلِكَ لَا يُجِيبُكَ قَالَ عُمَرُ فَحَرَكْتُ بَعِيرِي ثُمَّ تَقَدَّمْتُ أَمَامَ النَّاسِ وَخَشِيتُ أَنْ يُنْزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ فَمَا نَشِئْتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِحًا يَصْرُخُ بِي فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ نَزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَقَدْ أَنْزَلْتُ عَلَى اللَّيْلَةِ سُورَةً لَهَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَرَأَ ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا﴾.

فائدہ: یہ جو کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کچھ پوچھا سو حضرت ﷺ نے ان کو کچھ جواب نہ دیا تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ہر کلام کے واسطے جواب نہیں بلکہ بعض کلام کا جواب سکوت ہوتا ہے اور دوسرا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سوال کو یا تو اس واسطے تھا کہ وہ ڈرے کہ حضرت ﷺ نے نہ سنا ہو یا جو بات پوچھتے تھے وہ ان کے نزدیک مہم تھی اور شاید حضرت ﷺ نے ان کو اس کے بعد جواب دیا ہوگا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے پہلی بار جواب نہ دیا واسطے مشغول ہونے آپ کے ساتھ اس چیز کے کہ تھے بیچ اس کے اترنے وحی کے سے اور یہ جو کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کی ماں روئے تو دعا کی عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے نفس پر بہ سبب اس چیز کے کہ واقع ہوئی اس سے الحاح سے اور احتمال ہے کہ نہ ارادہ کیا ہو عمر رضی اللہ عنہ نے بد دعا کا اپنی جان پر تھپتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ان لفظوں سے ہے کہ بولے جاتے

ہیں وقت غصے کے اور ان کے معنی مقصود نہیں ہوتے اور یہ جو کہا کہ وہ سورت میرے نزدیک تمام دنیا سے بہتر ہے یعنی واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے بشارت سے ساتھ مغفرت کے اور فتح کے کہا ابن عربی نے کہ یہ جو فرمایا کہ یہ سورت جو مجھ کو ملی افضل ہے میرے نزدیک تمام دنیا سے یعنی اس چیز کو ساری دنیا سے افضل کہا تو شرط مفاضلہ کی یہ ہے کہ دونوں چیزیں اصل معنی میں برابر اور مساوی ہوں پھر ایک دوسرے پر زیادہ ہو اور نہیں ہے برابر درمیان اس مرتبے کے اور دنیا کے بالکل اور جواب دیا ہے ابن عربی نے جس کا حاصل یہ ہے کہ کبھی فعل التفضیل سے ایک دوسرے سے افضل ہونا مراد نہیں ہوتا بلکہ مراد اصل فعل کے معنی ہوتے ہیں مانند قول اللہ تعالیٰ کے ﴿خیر مستقر واحسن مقیلا﴾ اور نہیں ہے کم و بیش ہونا درمیان بہشت اور دوزخ کے یا واقع ہوا ہے خطاب اس چیز پر کہ قرار گیر ہے اکثر لوگوں کے جی میں اس واسطے کہ اکثر لوگوں کا یہ اعتقاد ہے کہ دنیا کے برابر کوئی چیز نہیں یا یہ کہ وہ مقصود ہے سو خبر دی ساتھ اس کے کہ وہ نزدیک آپ کے بہتر ہے اس چیز سے کہ گمان کرتے ہیں کہ کوئی چیز اس سے افضل نہیں اور احتمال ہے کہ مراد مفاضلہ ہو درمیان اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر یہ آیت اور درمیان اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر اور آیتیں جو متعلق ہیں ساتھ اس کے سو ترجیح دی اس کو اور تمام آیتیں اگرچہ امور دنیا سے نہیں ہیں لیکن وہ اہل دنیا کے واسطے اتری ہیں پس داخل ہوئیں سب اس چیز میں کہ چڑھتا ہے اس پر سورج۔ (فتح)

۴۴۵۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد ﴿انا فتحنا لك فتحا مبينا﴾ میں صلح سے صلح حدیبیہ کی ہے۔

٤٤٥٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا  
عُذْرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا  
مُبِينًا﴾ قَالَ الْحُدَيْيَّةُ.

فائدہ: اکثر اس پر ہیں کہ مراد صلح سے اس آیت میں صلح حدیبیہ کی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد فتح مکہ ہے۔ (ق)

۴۳۵۸۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فتح مکہ کے دن سورہ فتح پڑھی سو اس میں ترجیع کی (یعنی آواز کو قرأت کے ساتھ دوہرایا جیسے اونٹ والے دوہراتے ہیں) کہا معاویہ راوی بنے کہ اگر میں چاہوں کہ حضرت ﷺ کی قرأت کو تمہارے واسطے حکایت کروں تو کر سکتا ہوں یعنی حضرت ﷺ کی قرأت مجھ کو خوب یاد ہے۔

٤٥٨ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا  
شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
مُغْفَلٍ قَالَ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ سُورَةَ الْفَتْحِ فَرَجَعَ فِيهَا قَالَ  
مُعَاوِيَةُ لَوْ شِئْتُ أَنْ أَحْكِيَ لَكُمْ قِرَاءَةَ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَفَعَلْتُ.

فائدہ: توحید میں اس حدیث کو اس طور سے روایت کیا ہے کہ راوی نے پوچھا کہ آپ کی ترجیح کس طرح تھی کہا اے ائین بارکہا قرطبی نے کہ یہ معمول ہے اوپر اشباع مد کے اس کی جگہ میں اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا سبب یہ تھا کہ آپ

سوار تھے سو حاصل ہوئی ترجیح ہلانے اونٹنی کے سے اور اس تاویل میں نظر ہے اس واسطے کہ اسماعیلی کی روایت میں ہے کہ آپ نرم اور آہستہ قرأت پڑھتے تھے سو فرمایا کہ اگر اس کا ڈرنہ ہوتا کہ لوگ ہمارے گرد جمع ہو جائیں گے تو میں اسی آواز سے پڑھتا اور میں اس مسئلے کو انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شرح میں لکھوں گا، انشاء اللہ تعالیٰ اور وہ حدیث

یہ ہے لیس منا من لم یغن بالقرآن۔ (فتح)  
بَابُ قَوْلِهِ «لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ  
ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُنِمْ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ  
وَيَهْدِيكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا».

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں تاکہ معاف کرے تجھ کو  
اللہ جو آگے گزرے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے اور  
پوری کرے تجھ پر اپنی نعمتیں اور دکھائے تجھ کو سیدھی راہ۔  
۴۴۵۹۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ  
تہجد کی نماز میں کھڑے ہوئے یہاں تک کہ آپ کے قدم  
سوج گئے سو کسی نے آپ سے کہا کہ اللہ نے آپ کے اگلے  
پچھلے گناہ بخش دیئے ہیں یعنی آپ اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے  
ہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں شکر گزار بندہ نہ  
ہوں۔

۴۴۵۹۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا  
ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَلَاقَةَ أَنَّهُ  
سَمِعَ الْمُغِيرَةَ يَقُولُ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيلَ لَهُ  
غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ  
قَالَ أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح صلوٰۃ اللیل میں گزر چکی ہے یہ جو کہا کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں یعنی میری یہ عبادت  
گناہ بخشوانے کے واسطے نہیں ہے میں اپنے رب کے احسان کا شکر کرتا ہوں کہ میری مغفرت کا وعدہ کیا مجھ کو سب  
پنمبروں سے افضل کیا معلوم ہوا کہ بندہ کسی طرح اپنے رب کی بندگی سے بے حاجت نہیں ہو سکتا اگر مغفرت ہوئی تو  
اس کی شکر گزاری واجب ہے اور یہ جو بعض جاہل بے دین فقیر کہتے ہیں کہ جب آدمی کامل ہو جائے تو اس کو عبادت  
کی کچھ حاجت نہیں سو اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ یہ بات نہایت غلط ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ سے  
زیادہ کامل کون ہے جس کو عبادت کی حاجت نہ ہو۔

۴۴۶۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ  
رات کو تہجد کی نماز کے واسطے کھڑے ہوتے تھے یہاں تک کہ  
آپ کے قدم پھٹ گئے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا حضرت!  
آپ اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں اور حال یہ ہے کہ البتہ اللہ  
نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ سب بخش دیئے ہیں  
حضرت ﷺ نے فرمایا کیا میں نہیں چاہتا کہ شکر گزار بندہ

۴۴۶۰۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ  
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا حَبِيبَةُ عَنْ  
أَبِي الْأَسْوَدِ سَمِعَ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ كَانَ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ حَتَّى تَتَقَطَّرَ  
قَدَمَاهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لِمَ تَصْنَعُ هَذَا يَا

رَسُولَ اللَّهِ وَقَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَفَلَا أُحِبُّ أَنْ أَكُونَ عَبْدًا شَكُورًا فَلَمَّا كَثُرَ لَحْمُهُ صَلَّى جَالِسًا فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ

بنوں پھر جب آپ کا گوشت بہت ہو یعنی آپ کا بدن بھاری ہوا تو آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھی یعنی قرأت پھر جب رکوع کا ارادہ کیا تو اٹھ کھڑے ہوئے سو قرأت پڑھی پھر رکوع کیا۔

فائدہ: کہا ابن جوزی نے کہ نہیں وصف کیا کسی نے حضرت ﷺ کو ساتھ مونا ہونے کے یعنی یہ کسی نے نہیں کہا کہ حضرت ﷺ اخیر عمر میں موٹے ہو گئے تھے اور البتہ حضرت ﷺ فوت ہوئے اور حالانکہ آپ نے جو کی روٹی سے ایک دن میں دوبار پیٹ بھر کے نہیں کھایا اور میں گمان کرتا ہوں کہ بعض راویوں نے بدن کے لفظ کو دیکھ کر گوشت کا بہت ہونا سمجھ لیا اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ مراد بدن سے عمر کا بڑا ہونا ہے میں کہتا ہوں کہ یہ خلاف ظاہر کا ہے اور استدلال کرنا ساتھ اس کے کہ آپ نے جو کی روٹی سے پیٹ بھر کے نہیں کھایا ٹھیک نہیں اس واسطے کہ ہوگا یہ جملہ معجزات سے جیسا کہ کثرت جماع میں ہے اور گھومنے آپ کے ایک رات میں نو عورتوں اور گیارہ عورتوں پر باوجود نہ سیر ہونے کے تنگی گزران کے اور کیا فرق ہے درمیان بہت ہونے مٹی کے باوجود نہ سیر ہونے کے اور درمیان بہت ہونے گوشت کے بدن میں باوجود کم کھانے کے اور مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ جیم ہوئے اور ثقیل ہوئے تو اکثر اوقات بیٹھے نماز پڑھا کرتے تھے لیکن ممکن ہے تاویل ثقل کی ساتھ اس کے کہ ثقیل ہوا آپ پر اٹھانا گوشت کا اگرچہ کم تھا واسطے داخل ہونے آپ کے بڑھاپے میں اور یہ جو کہا کہ جب رکوع کا ارادہ کرتے تو اٹھ کھڑے ہوتے تو ایک روایت میں ہے کہ پھر بقدر تیس یا چالیس آیت کے پڑھتے پھر رکوع کرتے اور ایک روایت میں ہے کہ جب بقدر تیس یا چالیس آیتوں کے قرأت باقی رہتی تو اٹھ کر پڑھتے پھر رکوع کرتے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جب کھڑے ہو کر قرأت پڑھتے تو رکوع اور سجدہ بھی قیام سے کرتے اور جب بیٹھے قرأت پڑھتے تو رکوع اور سجدہ بھی بیٹھے کرتے اور یہ محمول ہے پہلی حالت پر پہلے اس سے کہ داخل ہوں بڑھاپے میں واسطے تطبیق کے حدیثوں میں اور باقی بحث اس کی صلوٰۃ اللیل میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا﴾

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ بیشک ہم نے بھیجا ہے تجھ کو شاہد یعنی اپنی امت پر جو کرتے ہیں اور خوشخبری سنانے والا یعنی ساتھ ثواب کے اس شخص کو جو تیرا حکم قبول کرے اور ڈرانے والا ساتھ عذاب کے اس شخص کو جو تیرا کہانہ مانے۔

۴۶۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا

۴۶۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ

آیت جو قرآن میں ہے کہ اے نبی! ہم نے تجھ کو بھیجا شاہد اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا اللہ نے توراۃ میں فرمایا کہ اے نبی! ہم نے تجھ کو بھیجا شاہد اور مبشر، پناہ واسطے ان پڑھوں کے یعنی عرب کے تو بندہ میرا ہے اور پیغمبر میرا، میں نے تیرا نام متوکل رکھا نہیں سخت خو اور نہ سخت دل اور نہ شور کرنے والا بازاروں میں اور نہیں ہناتا بدی کو ساتھ بدی کے یعنی نہیں بدلہ لیتا بدی کا ساتھ بدی کے لیکن معاف کرتا اور درگزر کرتا ہے اور ہرگز اللہ اس کے روح کو قبض نہ کرے گا یہاں تک کہ سیدھا کرے ساتھ اس کے دین ٹیڑھے کو ساتھ اس طور کے کہ لوگ کلمہ توحید یعنی لا الہ الا اللہ (محمد رسول اللہ) کہیں سوکھولے گا ساتھ کلمہ توحید کے آندھی آنکھوں کو اور بہرے کانوں کو اور پردے والے یعنی غفلت والے دلوں کو۔

عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ النَّبِيُّ فِي الْقُرْآنِ «يَأْيُهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا» قَالَ فِي التَّوْرَةِ يَأْيُهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَحَرُورًا لِلْأَمِينِ أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيظٍ وَلَا سَخَّابٍ بِالْأَسْوَاقِ وَلَا يَذْفَعُ السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ وَلَكِنْ يَغْفُو وَيَصْفَحُ وَلَنْ يَقْبِضَهُ اللَّهُ حَتَّى يَقِيمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بَأَنْ يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَيَقْتَحِ بِهَا أَعْيُنًا عَمِيًّا وَآذَانًا صُمًّا وَقُلُوبًا غُلْفًا.

فائدہ: حرز کے معنی ہیں قلعہ متوکل یعنی اللہ پر توکل کرنے والا واسطے قناعت کرنے آپ کے کی تھوڑی چیز پر اور صبر کرنے کے مکروہ پر اور یہ جو کہا کہ نہیں سخت خو اور نہ سخت دل تو یہ موافق ہے واسطے اس آیت قرآن کے ﴿فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك﴾ اور نہیں معارض ہے یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کو ﴿واغلظ عليهم﴾ اس واسطے کہ نفی محمول ہے آپ کی پیدائشی طبع پر اور امر محمول ہے معالجے پر یا نفی بہ نسبت مسلمانوں کے ہے اور امر بہ نسبت کافروں اور منافقوں کے جیسے کہ آئی ہے تصریح اس کی نفس آیت میں اور یہ جو کہا یہاں تک کہ سیدھا کرے ساتھ اس کے دین ٹیڑھے کو یعنی یہاں تک کہ دور کرے شرک کو اور ثابت کرے توحید کو اور مراد ٹیڑھے دین سے کفر کا دین ہے آندھی آنکھوں کو یعنی جو حق سے اندھے ہیں اور مراد اس سے ہتھکتا اندھا ہونا نہیں اور اسی طرح کلام ہے کانوں میں اور دلوں میں اور کعب بن عتقہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جگہ پیدا ہونے اس کے کی مکہ ہے اور جگہ ہجرت اس کے کی مدینہ ہے اور بادشاہی اس کی شام میں ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ «هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ»

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ وہی ہے جس نے اتارا چین مسلمانوں کے دل میں۔

٤٤٦٢ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ

کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے اصحاب میں سے قرآن پڑھتا تھا اور اس کا گھوڑا گھر میں بندھا تھا سو گھوڑا کودنے لگا سو مرد نے نکل کر نظر کی سو کچھ چیز نہ دیکھی اور گھوڑا کودنے لگا پھر جب صبح ہوئی تو اس نے یہ حال حضرت ﷺ سے ذکر کیا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ سکینت یعنی چین ہے جو قرآن کے پڑھنے کے سبب سے اترتا۔

إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ وَفَرَسٌ لَهُ مَرْبُوطٌ فِي الدَّارِ فَجَعَلَ يَنْفِرُ فَخَرَجَ الرَّجُلُ فَظَنَّهُ فَلَمْ يَرِ شَيْئًا وَجَعَلَ يَنْفِرُ فَلَمَّا أَصْبَحَ ذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّكِينَةُ تَنْزَلُ بِالْقُرْآنِ.

فائدہ: اس کی شرح فضائل قرآن میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جب بیعت کرتے ہیں تجھ سے درخت کے نیچے، آخر آیت تک۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِذْ يَأْمُرُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾.

۴۴۶۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے ہم دن حدیبیہ کے چودہ سو آدمی۔

۴۴۶۳ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَلْفًا وَأَرْبَعِ مِائَةٍ.

۴۴۶۴۔ حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو بیعت درخت میں موجود تھے منع کیا حضرت ﷺ نے کنکر پھینکنے سے اور عقبہ سے روایت ہے کہ میں نے عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے سنا کہا کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے پیشاب کرنے سے غسل خانے میں۔

۴۴۶۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا شَيْبَانَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَنَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ صُهَبَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَغْفَلٍ الْمُزَنِيِّ إِنِّي مِمَّنْ شَهِدَ الشَّجَرَةَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخُذْفِ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنَ صُهَبَانَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَغْفَلٍ الْمُزَنِيَّ فِي الْبَوْلِ فِي الْمُغْتَسَلِ يَأْخُذُ مِنْهُ الْوَسْوَاسُ.

فائدہ: ان دونوں حدیثوں مرفوع اور موقوف کو اس آیت کے ساتھ کچھ تعلق نہیں بلکہ اس سورت کے ساتھ بھی کچھ تعلق نہیں ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے پہلی حدیث کو اس جگہ واسطے قول راوی کے بیچ اس کے کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو درخت کی بیعت میں موجود تھے پس یہ قدر ہے جو متعلق ہے ساتھ ترجمے کے اور مثل اس کی ہے وہ چیز جو کہ ذکر کی ہے اس کے بعد ثابت سے اور ذکر کرنا متن کا بالتبع ہے نہ بطور قصد



کے اور بہر حال حدیث دوسری سو وارد کیا ہے اس کو واسطے بیان تصریح کے ساتھ سماع عقبہ کے عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے اور یہ کاری گری بخاری رحمہ اللہ کی نہایت باریک بینی سے ہے پس واسطے اللہ کے ہے نیکی اس کی۔ (فتح)

۴۴۶۵ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الصَّحَّاحِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ.

۴۴۶۵ - روایت ہے ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے اور تھا وہ درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث سے موضع حاجت کو ذکر کیا اور متن کو ذکر نہیں کیا سو مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ نہیں چلتا ہے وہ ایک طرز پر بیچ وارد کرنے چیزوں تابع کے بلکہ کبھی حدیث سے صرف موضع حاجت کو ذکر کرتا ہے اور کبھی ساری حدیث کو بیان کرتا ہے۔

۴۴۶۶ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ السُّلَمِيُّ حَدَّثَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ سِيَاهٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ أَتَيْتُ أَبَا وَائِلٍ أَسْأَلُهُ فَقَالَ كُنَّا بِصِفَيْنَ فَقَالَ رَجُلٌ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ فَقَالَ عَلِيُّ نَعَمْ فَقَالَ سَهْلُ بْنُ حُفَيْفٍ اتَّهَمُوا أَنْفُسَكُمْ فَلَقَدْ رَأَيْتَنَا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ يَعْنِي الصُّلْحَ الَّذِي كَانَ بَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُشْرِكِينَ وَلَوْ نَرَى قِتَالًا لَقَاتَلْنَا فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ أَلَيْسَ قِتَالُنَا فِي الْجَنَّةِ وَقِتَالُهُمْ فِي النَّارِ قَالَ بَلَى قَالَ فَفِيمَ نُعْطِي الدِّينَةَ فِي دِينِنَا وَنَرْجِعُ وَلَمَّا يَحْكُمُ اللَّهُ بَيْنَنَا فَقَالَ يَا ابْنَ الْعَطَّابِ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ وَلَنْ يُضَيِّعَنِي اللَّهُ أَبَدًا فَرَجَعَ مُغْضًيًا فَلَمْ يَصْبِرْ حَتَّى

۴۴۶۶ - حضرت حبیب سے روایت ہے کہ میں ابو وائل کے پاس آیا اس حال میں کہ پوچھتا تھا (ان لوگوں سے جن کو علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا) یعنی خارجیوں سے تو اس نے کہا کہ ہم صفین (نام ہے ایک پرانے شہر کا جو دریائے فرات کے کنارے پر واقع ہے وہاں معاویہ رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کے درمیان لڑائی واقع ہوئی تھی اس کا نام جنگ صفین ہے) میں تھے سو ایک مرد نے کہا کہ کیا نہیں دیکھا تو نے ان لوگوں کی طرف (یعنی علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی) کہ بلائے جاتے ہیں قرآن کی طرف تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں (یعنی میں لائق تر ہوں ساتھ قبول کرنے کے جب کہ بلایا جاؤں طرف عمل کے ساتھ کتاب اللہ کے یعنی میں قرآن کی منصفی پر راضی ہوتا ہوں اس واسطے کہ میں یقین جانتا ہوں کہ حق میرے ہاتھ میں ہے) تو خارجیوں نے (جو علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے) کہا کہ ہم صلح نہیں کرتے ہم ان سے لڑیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کرے) تو سہل بن حنفیہ نے کہا کہ اپنی جانوں کو عیب لگاؤ کہ تمہارا ارادہ لڑنے

جَاءَ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَسْنَا عَلَى  
الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ قَالَ يَا ابْنَ  
الْخَطَّابِ إِنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ وَلَنْ يُضَيِّعَهُ اللَّهُ أَبَدًا فَنَزَلَتْ سُورَةُ  
الْفَتْحِ.

کا ہے اور حالانکہ لڑنا ٹھیک نہیں سو ہم نے اپنے آپ کو جنگ  
حدیبیہ کے دن دیکھا یعنی دن صلح کے جو حضرت ﷺ کے اور  
مشرکوں کے درمیان واقع ہوئی اور اگر ہم لڑائی کو دیکھتے تو  
البتہ لڑتے یعنی ہماری رائے یہ تھی کہ مشرکوں سے لڑیں سو  
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آئے سو کہا کہ  
کیا نہیں ہم حق پر اور مشرکین باطل پر کیا نہیں ہمارے مقتول  
بہشت میں اور ان کے مقتول دوزخ میں؟ حضرت ﷺ نے  
فرمایا کیوں نہیں کہا پس کس سبب سے دیں ہم خصلت خسیس کو  
اپنے دین میں یعنی ہم ایسی شرطوں کے ساتھ صلح کیوں قبول  
کریں جس میں ہماری ذلت ہے اور اپنے دین میں اس طرح  
کی ذلت کیوں اختیار کریں کہ اگر کوئی کافر مسلمان ہو کر  
حضرت ﷺ کے پاس آجائے تو حضرت ﷺ اس کو کافروں  
کے حوالے کر دیں اور اگر مسلمان کافروں کے پاس جائے تو  
کافر اس کو نہ پھیر دیں اور ہم پھیریں یعنی مدینہ کو اور حالانکہ  
اللہ تعالیٰ نے ہمارے اور ان کے درمیان حکم نہیں کیا سو  
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے خطاب کے بیٹے! میں بیشک  
اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہوں اور اللہ مجھ کو ہرگز کبھی ضائع نہیں کرے  
گا سو پھرے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس حال میں کہ غضبناک  
تھے سونہ صبر کیا یہاں تک کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے  
سو کہا کہ اے ابوبکر! کیا ہم نہیں حق پر اور مشرکین ناحق پر؟  
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے خطاب کے بیٹے! بیشک وہ  
اللہ کے پیغمبر ہیں اور اللہ ان کو کبھی ضائع نہیں کرے گا، پس  
سورہ فتح اتری۔

فائدہ: اس کا سبب یہ ہے کہ جب اہل شام نے دیکھا کہ عراق والے یعنی علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ ان پر غالب  
ہونے والے ہیں تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے جو معاویہ رضی اللہ عنہ کا مصاحب تھا معاویہ رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ قرآن اٹھا کر

علی رضی اللہ عنہ کے سامنے لاؤ اور ان کو اس کے ساتھ عمل کرنے کی طرف بلاؤ اور ارادہ کیا اس نے ساتھ اس کے یہ کہ واقع ہو مطالعہ اور راحت پائیں اس سختی سے کہ واقع ہوئی ہے بچ اس کے سوجس طرح کہ اس نے گمان کیا تھا اسی طرح ہوا سو جب انہوں نے قرآن کو اٹھایا اور کہا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب منصف ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر والوں نے سنا اور ان میں سے اکثر لوگ نہایت دیا نندار تھے تو ان میں سے کسی کہنے والے نے کہا جو مذکور ہوا سورا ضی ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ طرف منصفی کے واسطے موافقت ان کی کے اس یقین سے کہ حق ان کے ہاتھ میں ہے اور نسائی کی روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے بعد قول اس کے کہ ہم صفین میں تھے کہ پھر جب گرم ہوئی لڑائی ساتھ اہل شام کے یعنی معاویہ رضی اللہ عنہ کا لشکر مغلوب ہوا تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ قرآن کو علی رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج اور اس کو قرآن کی طرف بلاؤ کہ وہ اس سے ہرگز انکار نہیں کرے گا سوا یک آدمی قرآن کو لایا اور کہا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان منصف قرآن ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں لائق تر ہوں ساتھ اس کے ہمارے تمہارے درمیان قرآن منصف رہا تو خارجی لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ہم ان کو اس دن قاری نام رکھتے تھے اور ان کی تلواریں ان کے مونڈھوں پر تھیں سو انہوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! انہیں انتظار کرتے ہم ساتھ ان لوگوں کے مگر یہ کہ اپنی تلواروں سے ان کی طرف چلیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کرے یعنی ہم صلح نہیں کرتے تو کہا سہل نے کہ اپنی جانوں کو تہمت کرو یعنی اس رائے میں اس واسطے کہ بہت لوگوں نے ان میں سے منصفی سے انکار کیا اور کہا کہ نہیں حکم مگر واسطے اللہ تعالیٰ کے تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ کلمہ حق ہے اور مراد ساتھ اس کے ناحق ہے اور مشورہ دیا ان کو بڑے بڑے اصحاب نے ساتھ مطاعت علی رضی اللہ عنہ کے اور یہ کہ نہ مخالف ہوں اس چیز کو کہ مشورہ دیں ساتھ اس کے حضرت علی رضی اللہ عنہ واسطے ہونے ان کے کی اعلم ساتھ مصلحت کے اور ذکر کیا واسطے ان کے سہل نے جو واقع ہوا واسطے ان کے حدیبیہ میں اور یہ اس دن ان کی رائے یہ تھی کہ بدستور لڑائی میں جاری رہیں اور مخالفت کریں اس چیز کی کہ بلائے جاتے ہیں اس کی طرف صلح سے پھر ظاہر ہوا کہ بہتر بات وہی تھی جس میں حضرت رضی اللہ عنہ شروع ہوئے اور اس کا بیان آئندہ آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ اور یہ جو کہا کہ ایک مرد نے کہا کہ کیا نہیں دیکھا تو نے طرف ان لوگوں کی کہ بلائے جاتے ہیں طرف کتاب اللہ کے تو یہ مرد علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھا تو مقصود یہ ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے تمہارے درمیان قرآن منصف ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قبول نہ کیا اور لڑائی سے باز نہ آئے یعنی لائق ہے کہ علی رضی اللہ عنہ قرآن کی منصفی کو قبول کریں اور لڑائی سے باز آئیں سو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ان کی موافقت کے واسطے قرآن کو قبول کیا اور حبیب کے سوال کا حاصل یہ ہے کہ یہ لوگ کون ہیں جن کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور حاصل جواب کا یہ ہے کہ یہ لوگ خارجی ہیں جو امام بحق سے باغی ہوئے اور اس کا مقابلہ کیا اس واسطے کہ وہ لوگ اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ سے باغی ہو گئے تھے۔

## سورۃ الحجرات کی تفسیر کا بیان

## سُورَةُ الْحُجُرَاتِ

فائدہ: حجرات جمع حجرہ کی ہے اور مراد حضرت ﷺ کی بیویوں کے گھر ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لَا تُقَدِّمُوا﴾ لَا تَفْتَتُوا  
یعنی اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ لا تقدّموا کے معنی ہیں نہ  
آگے بڑھو پیغمبر ﷺ پر یہاں تک کہ اللہ اس کی زبان پر  
حکم کرے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا  
تَقْدُمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ اور کہا بعضوں نے

کہ مراد یہ ہے کہ نہ عمل کرو اس کے حکم کے بغیر۔

فائدہ: در روایت کی ہے طبری نے قتادہ رحمہ اللہ سے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر اللہ اس طرح کا حکم اتارے تو خوب  
ہو، اللہ نے یہ آیت اتاری اور کہا حسن رحمہ اللہ نے کہ مراد وہ مسلمان لوگ ہیں جنہوں نے عید قربانی کے دن عید کی نماز  
سے پہلے قربانی ذبح کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر قربانی کریں۔ (فتح)

امتحان کے معنی خالص کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اُولَئِكَ  
الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى﴾ یعنی خالص کیا  
اللہ نے ان کے دلوں کو واسطے تقویٰ کے۔

یعنی تابنوا کے معنی ہیں کہ نہ پکارو ساتھ کفر کے پیچھے  
اسلام کے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَلَا تَنَابَزُوا  
بِالْأَلْقَابِ﴾ یعنی مسلمان دوسرے مسلمان کو کفر کے  
ساتھ نہ بلائے۔

﴿وَلَا تَنَابَزُوا﴾ يُدْعَى بِالْكَفْرِ بَعْدَ  
الْإِسْلَامِ

فائدہ: قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں ﴿وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ﴾ یعنی نہ طعن کرو ایک دوسرے  
پر ﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ﴾ کہا اس نے کہ نہ کہہ اپنے بھائی مسلمان کو اے فاسق! اے منافق! اور حسن سے روایت  
ہے کہ یہودی مسلمان ہوتا تھا تو لوگ اس کو کہتے تھے اے یہودی! سو اس سے منع کیے گئے۔

یلتکم کے معنی ہیں گھٹائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لَا  
يَلْتَكُمُ مِنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْءٌ﴾ اور التنا کے معنی ہیں گھٹایا  
ہم نے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَمَا التَّنَا مِنْ أَعْمَالِهِمْ مِنْ  
شَيْءٍ﴾ ہم نے ان کے عمل سے کچھ نہیں گھٹایا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ

صَوْتُ النَّبِيِّ الْأَيَّةُ. ﴿تَشْعُرُونَ﴾  
تَعْلَمُونَ وَمِنْهُ الشَّاعِرُ.

۴۴۶۷ - حَدَّثَنَا يَسْرَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ جَمِيلٍ اللَّحْمِيُّ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ كَادَ الْخَيْرَانِ أَنْ يَهْلِكََا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا رَفَعَا أَصْوَاتَهُمَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَدِمَ عَلَيْهِ رَكْبُ بَنِي تَمِيمٍ فَأَشَارَ أَحَدُهُمَا بِالْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ أَخِي بَنِي مَجَاشِعٍ وَأَشَارَ الْآخَرُ بِرَجُلٍ آخَرَ قَالَ نَافِعٌ لَا أَحْفَظُ اسْمَهُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ مَا أَرَدْتُ إِلَّا خِلَافِي قَالَ مَا أَرَدْتُ خِلَافَكَ فَأَرْتَفَعْتُ أَصْوَاتَهُمَا فِي ذَلِكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ﴾ الْأَيَّةُ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَمَا كَانَ عُمَرُ يُسْمِعُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ هَذِهِ الْأَيَّةِ حَتَّى يَسْتَفْهِمَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَلِكَ عَنْ أَبِيهِ يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ.

کو پیغمبر ﷺ کی آواز سے، اور تشعرون کے معنی ہیں تم جانو اور اسی سے ماخوذ ہے شاعر یعنی جاننے والا۔

۴۴۶۷۔ حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریب تھا کہ دو بہت نیکی کرنے والے ہلاک ہوں یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کہ دونوں نے اپنی آواز حضرت ﷺ کے پاس اونچی کی جب کہ قوم بنی تمیم کے سوار حضرت ﷺ کے پاس آئے سو دونوں میں سے ایک نے یعنی عمر رضی اللہ عنہ نے اقرع بن حابس کی طرف اشارہ کیا یعنی اس کو اپنی قوم پر حاکم کیجیے اور دوسرے یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اور مرد کی طرف اشارہ کیا یعنی اس کو حاکم نہ کیجیے دوسرے کو کیجیے، کہا نافع رضی اللہ عنہ نے کہ مجھ کو اس کا نام یاد نہیں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نہیں ارادہ کیا تو نے مگر میری مخالفت کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری مراد تیری مخالفت نہیں سو اس بات میں ان کی آواز اونچی ہوئی سو اللہ نے یہ آیت اتاری، اے ایمان والو! نہ اونچی کرو اپنی آواز پیغمبر ﷺ کی آواز سے، آخر آیت تک، کہا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی آواز حضرت ﷺ کو نہ سناتے تھے یعنی آہستہ بات کہتے تھے یہاں تک کہ حضرت ﷺ ان سے پوچھتے اور نہیں ذکر کیا یہ اپنے باپ سے یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ سے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت اتری ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدُمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ الی قوله ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا﴾ اور البتہ مشکل جانا ہے اس کو ابن عطیہ نے کہا اس نے صحیح یہ ہے کہ اتری یہ آیت بیچ کلام بے عقل گنواروں کے میں کہتا ہوں کہ نہیں ہے یہ معارض اس حدیث کو اس واسطے کہ جو متعلق ہے ساتھ قصے شیخین کے بیچ مخالف ہونے کے حاکم بنانے میں وہ ابتدا سورت کا ہے یعنی لا تقدموا لیکن جب کہ متصل ہے ساتھ اس کے قول اس کا لا ترفعوا تو تمسک کیا عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے ساتھ پست کرنے کی آواز اپنی کے اور بے عقل گنوار جن کے حق میں اتری وہ بنی تمیم سے ہیں اور جو خاص ہے ساتھ ان کے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿إِنَّ الَّذِينَ ينادونك من وراء

الحجرات ﴿ اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا اے محمد! میری مدح زینت ہے اور مجھ کو برا کہنا عیب ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ اللہ ہے اور یہ آیت اتری میں کہتا ہوں اور نہیں ہے مانع یہ کہ اتری آیت واسطے کئی اسباب کے جو اس سے پہلے گزرے ہوں سو نہ عدول کیا جائے گا واسطے ترجیح کے باوجود ظاہر ہونے تطبیق کے اور صحیح ہونے طریقوں کے اور شاید بخاری رضی اللہ عنہ نے اس کو معلوم کر لیا ہے سو وارد کیا اس نے قصہ ثابت بن قیس کا اس کے بعد تا کہ بیان کرے جو اشارہ کیا میں نے اس کی طرف جمع سے پھر پیچھے لایا ان سب کے ساتھ ترجمے باب کے قول اللہ کا ﴿ولو انهم صبروا حتى تخرج اليهم لكان خيرا لهم﴾ واسطے اشارہ کرنے کے طرف قصے گنوار لوگوں کے بنی تمیم سے اور نہیں ذکر کی اس نے ترجمے میں کوئی حدیث جیسا کہ میں عنقریب بیان کروں گا اور شاید اس نے ذکر کیا حدیث ثابت کو اس واسطے کہ وہی تھا خطیب جب کہ واقع ہوئی کلام مفاخرت میں درمیان بنی تمیم کے جو مذکور ہیں کما ذکرہ ابن اسحاق مطولا۔

۳۴۶۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو نہ پایا یعنی چند روز اس کو نہ دیکھا تو ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت! میں معلوم کرتا ہوں آپ کے سبب سے علم اس کا سو وہ مرد اس کے پاس آیا سو اس کو اپنے گھر میں سر نیچے ڈالے بیٹھے پایا تو اس سے کہا کہ کیا ہے حال تیرا؟ کہا بد حال ہے کہ اپنی آواز حضرت ﷺ کی آواز سے اونچی کرتا تھا سو اس کا عمل ضائع ہوا اور وہ دوزخی ہے سو وہ مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو خبر دی کہ اس نے ایسا ایسا کہا موسیٰ راوی نے کہا کہ پھر وہ دوسری بار اس کی طرف بڑی بشارت لے کر پھر اسو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کے پاس جا اور اس سے کہہ کہ تو دوزخی نہیں لیکن تو بہشتی ہے۔

۴۴۶۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ قَالَ أَنبَائِي مُوسَى بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا أَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهُ فَاتَاهُ فَوَجَدَهُ جَالِسًا فِي بَيْتِهِ مُنْكَسًا رَأْسَهُ فَقَالَ لَهُ مَا شَأْنُكَ فَقَالَ شَرٌّ كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ حَبَطَ عَمَلُهُ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَاتَى الرَّجُلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ مُوسَى فَرَجَعَ إِلَيْهِ الْمَرْءُ الْآخِرَةَ بِبَشَارَةِ عَظِيمَةٍ فَقَالَ إِذْهَبْ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَلَكِنَّكَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ. بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّ الَّذِينَ ينادُونَكَ مِنْ

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جو لوگ پکارتے ہیں

وَرَأَى الْحُجْرَاتِ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٤٤٦٩﴾

۴۴۶۹۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُمْ أَنَّهُ قَدِمَ رَكْبٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَمِيرُ الْقُعَقَاعِ بْنُ مَعْبُدٍ وَقَالَ عُمَرُ بَلْ أَمِيرُ الْأَفْرَعِ بْنِ حَابِسٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا أَرَدْتُ إِلَيَّ أَوْ إِلَّا خِلَافِي فَقَالَ عُمَرُ مَا أَرَدْتُ خِلَافَكَ فَمَتَارِيَا حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فَنَزَلَ فِي ذَلِكَ «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدُمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ» حَتَّى انْقَضَتِ الْآيَةُ.

بَابُ قَوْلِهِ «وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ».

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تو ان کی طرف نکلتا تو ان کے واسطے بہتر ہوتا۔

فائدہ: اس باب میں کوئی حدیث نہیں ہے اور روایت کی ہے طبری اور بغوی وغیرہ نے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے کہ حدیث بیان کی مجھ سے اقرع نے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا سو کہا اے محمد! ہماری طرف نکلو، سو یہ آیت اتری کہ جو لوگ کہ پکارتے ہیں تجھ کو حجروں کے پیچھے سے وہ اکثر عقل نہیں رکھتے کہا ابن مندہ نے کہ صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور بیان کیا ہے ابن اسحاق نے قصہ قوم بنی تميم کے اچھیوں کا مطول ساتھ انقطاع کے۔ (فتح)

سورۃ ق کی تفسیر کا بیان

رجع کے معنی ہیں پھرنا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ذَلِكَ

سُورَةُ ق  
(رَجْعٌ بَعِيدٌ) رَدٌّ

رجع بعید﴾

یعنی فروج کے معنی ہیں سوراخیں اور یہ جمع ہے اس کا واحد فرج ہے اور مجاہد سے روایت ہے کہ فرج کے معنی ہیں پھٹنا۔

﴿فُرُوجٌ﴾ فَتُوقِ وَأَحِدُهَا فَرْجٌ

یعنی ورید رگ ہے حلق میں اور جبل رگ گردن کی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ﴾ سو مضاف کیا اس کو ورید کی طرف جیسے مضاف کی گئی ہے جبل عاتق کی طرف اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد گردن کی رگ ہے۔

﴿مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ﴾ وَرِيدَاهُ فِي حَلْقِهِ  
وَالْحَبْلُ حَبْلُ الْعَاتِقِ

فائدہ: اور مراد رگ جان کی ہے جس کے کٹنے سے آدمی مر جاتا ہے۔

یعنی اور کہا مجاہد نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ مراد منہم سے ان کی ہڈیاں ہیں اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جو کھاتی ہے زمین ان کے گوشت اور ہڈیوں اور بالوں سے۔

﴿وَقَالَ مُجَاهِدٌ﴾ مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ مِنْ عِظَامِهِمْ

یعنی تبصرة کے معنی ہیں بصیرۃ یعنی راہ دکھانا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿تَبَصَّرَ﴾ و ذکر می لکل عبد منیب۔ اور مراد حب الحصيد سے گندم ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿جَنَاتٍ وَحَبِّ الْحَصِيدِ﴾

﴿تَبَصَّرَ﴾ بِصِيرَةٍ

﴿حَبِّ الْحَصِيدِ﴾ الْحِنْطَةُ

یعنی باسقات کے معنی ہیں دراز، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَالنَّخْلِ بَاسِقَاتٍ﴾

﴿بَاسِقَاتٍ﴾ الطَّوَالُ

یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں کیا دشوار ہوا ہم پر یعنی جب کہ پیدا کیا تم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿أَفَعِينَا بِالْخَلْقِ الْأَوَّلِ﴾

﴿أَفَعِينَا﴾ أَفَاعِيَا عَلَيْنَا

یعنی مراد قرین سے شیطان ہے جو اس پر متعین ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَقَالَ قَرِينُهُ﴾

﴿وَقَالَ قَرِينُهُ﴾ الشَّيْطَانُ الَّذِي قَبِضَ لَهُ

یعنی فنقبوا کے معنی ہیں پھرے شہروں میں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَنَقِبُوا فِي الْبِلَادِ﴾ اور کہا ابو عبیدہ نے کہ نقبوا کے معنی ہیں گھومے اور دور ہوئے۔

﴿فَنَقِبُوا﴾ ضَرَبُوا

یعنی او القی السمع کے معنی ہیں کہ نہ بات کرے اپنے

﴿أَوْ الْقَى السَّمْعَ﴾ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهُ



بغیرہ۔ جی سے ساتھ غیر اس چیز کے یعنی حضور دل سے ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اَوَلَمْ يَلْقَ السَّمْعُ وَهُوَ شَهِيدٌ﴾ اور قنادہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ وہ ایک مرد ہے اہل کتاب سے اس نے قرآن کو سنا اور وہ گواہ ہے اس چیز پر جو اس کے ہاتھ میں ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب سے کہ وہ حضرت محمد ﷺ کو اپنی کتاب میں لکھا پاتا ہے اور کہا حسن نے کہ وہ منافق ہے کہ سنتا ہے اور فائدہ نہیں اٹھاتا۔

﴿رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ رَصَدٌ۔ یعنی رقیب عتید کے معنی ہیں حافظ اور ناصر، اللہ تعالیٰ

نے فرمایا ﴿اَلَا لَدِيْهِ رَقِيبٌ عَتِيْدٌ﴾۔

یعنی مراد سائق و شہید سے دو فرشتے ہیں ایک لکھنے والا اعمال کا اور ایک گواہ اور شہید شاہد ہے ساتھ دل کے یعنی دل سے گواہی دیتا ہے۔

یعنی لغوب کے معنی ہیں تھکنا اور ماندگی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَمَا مَسْنَأْ مِنْ لُغُوبٍ﴾۔

یعنی اور کہا مجاہد رحمہ اللہ کے غیر نے کہ نصید کے معنی ہیں گابھا جب تک کہ اپنے غلاف اور پردے میں ہے اور اس کے معنی ہیں تہ بہ تہ اور جب اپنے غلاف سے نکلے تو پھر اس کو نصید نہیں کہتے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَالنَّحْلُ بِاسْقَاتٍ لَهَا طَلَعُ نَصِيْدٍ﴾۔

یعنی لفظ ادبار کا دو جگہ واقع ہوا ہے ﴿ادبار السجود﴾ اس سورہ میں ہے اور ﴿ادبار النجوم﴾ سورہ طور میں ہے اور تھے عاصم زبردیتے اس کلمے کو کہ سورہ ق میں ہے یعنی حرف الف کو اور زبردیتے اس کلمے کو کہ سورہ طور میں ہے اور دونوں کو زبردی جاتی ہے اور زبردی جاتی ہے یعنی زیر بھی جائز ہے اور زیر بھی۔

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد ﴿یوم الخروج﴾ سے وہ دن ہے جس دن قبروں سے زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ذٰلِكَ یَوْمُ الْخُرُوْجِ﴾

﴿سَآئِقٌ وَشَهِيدٌ﴾ الْمَلٰٓئِکَآءُ کَاتِبٌ وَشَهِيدٌ ﴿شَهِيدٌ﴾ شَٰهِدٌ بِالْغٰیْبِ۔

﴿مِنْ لُّغُوبٍ﴾ اَلَنْصَبُ۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿نَصِيْدٌ﴾ اَلْکُفْرِی مَا دَامَ فِیْ اَکْثَمٰهِ وَمَعْنَاهُ مَنُضُوْدٌ بَعْضُهُ عَلٰی بَعْضٍ فَاِذَا خَرَجَ مِنْ اَکْثَمٰهِ فَلَیْسَ بِنَصِيْدٍ۔

﴿وَإِدْبَارَ النُّجُومِ﴾ ﴿وَأِدْبَارِ السُّجُودِ﴾ كَانَ عَاصِمٌ یَّقْتَحُ اَلَّتِیْ فِیْ قَ وَیَکْسِرُ اَلَّتِیْ فِی الطُّوْرِ وَیَکْسِرَانِ جَمِیْعًا وَیَنْصَبَانِ۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ یَوْمَ الْخُرُوْجِ یَوْمَ یَخْرُجُوْنَ اِلَی الْبَعْثِ مِنَ الْقُبُوْرِ۔

بَابُ قَوْلِهِ «وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ»  
باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ دوزخ کہے گی کیا کچھ اس سے زیادہ بھی ہے؟

۴۴۷۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ڈالا جائے گا دوزخ میں (کافروں کو) اور وہ (دوزخ) کہے گی کہ کیا کچھ اور بھی زیادہ ہے؟ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنا قدم رکھے گا تو دوزخ کہے گی کہ بس بس۔

۴۴۷۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا حَرْمِيُّ بْنُ عَمَارَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَنَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُلْقَى فِي النَّارِ «وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ» حَتَّى يَضَعَ قَدَمَهُ فَتَقُولُ قَطْ قَطْ.

۴۴۷۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے اور ابو سفیان اس کو اکثر موقوف بیان کرتا تھا کہ دوزخ کو کہا جائے گا کہ کیا تو بھر چکی ہے؟ تو وہ کہے گی کہ کیا کچھ اور بھی ہے؟ سو اللہ تعالیٰ اس میں اپنا قدم رکھے گا تو وہ کہے گی بس بس۔

۴۴۷۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا أَبُو سُفْيَانَ الْحِمِيرِيُّ سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ وَأَكْثَرُ مَا كَانَ يُوقِفُهُ أَبُو سُفْيَانَ يُقَالُ «لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأَتْ وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ» فَيَضَعُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَدَمَهُ عَلَيْهَا فَتَقُولُ قَطْ قَطْ.

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بس بس تیری عزت کی قسم پھر آپس میں سمٹ جائے گی اور ایک روایت میں ہے سو نہ پر ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس میں اپنا قدم رکھے گا تو وہ کہے گی بس بس بس سو اس جگہ پر ہوگی اور آپس میں سمٹ جائے گی اور ایک روایت میں ہے کہ دوزخ زیادہ طلب کرے گی یہاں تک کہ اللہ اس میں اپنا قدم رکھے گا تو وہ آپس میں سمٹ جائے گی اور کہے گی بس بس اور ایک روایت میں کہ دوزخی لوگ دوزخ میں ڈالے جائیں گے تو وہ کہے گی کہ کیا کچھ اور بھی زیادہ ہے؟ پھر اس میں اور بھی دوزخی ڈالے جائیں گے اور وہ کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے؟ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آکر اس پر اپنا قدم رکھے گا سو وہ سمٹ جائے گی اور کہے گی بس اور اختلاف ہے اس میں کہ قدم سے کیا مراد ہے سوطریق سلف اس میں اور اس کے غیر میں مشہور ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کو ظاہر معنی پر رکھا جائے گا اس میں تاویل نہ کی جائے یعنی اس کے ظاہر معنی پر ایمان لانے اور اس کی مراد کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرے بلکہ اعتقاد کرے کہ جس چیز سے اللہ تعالیٰ کے حق میں نقص کا وہم پیدا ہو وہ اللہ کے حق میں محال ہے اور بہت اہل علم نے اس کی تاویل میں بحث شروع کی ہے سو کہا کہ مراد ذلیل کرنا دوزخ کا ہے اس واسطے کہ جب وہ

سرکشی میں زیادتی کرے گی اور وہ زیادہ مانگے گی تو اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کر ڈالے گا سو اس کو اپنے قدم کے نیچے رکھے گا اور نہیں مراد ہے حقیقت قدم کی اور عرب لوگ استعمال کرتے ہیں اعضاء کے الفاظ کو ضرب امثال میں اور وہ ہو بہو مراد نہیں ہوتی اور کہا بعض نے کہ مراد ساتھ قدم کے بعض مخلوق کا قدم ہے پس ضمیر واسطے مخلوق کے ہے یا اس جگہ کوئی مخلوق ہوگی کہ نام اس کا قدم ہے یا مراد ساتھ قدم کے اخیر ہے اس واسطے کہ قدم آخر اعضاء کا ہے تو معنی یہ ہوں گے کہ یہاں تک کہ رکھے گا اللہ تعالیٰ دوزخ میں آخر دوزخیوں کو اور ہوگا ضمہ واسطے مزید کے اور کہا ابن حبان نے اپنی صحیح میں بعد روایت کرنے اس حدیث کے کہ یہ ان حدیثوں سے ہے جو بولی گئی ہیں ساتھ تمثیل مجاورت کے اور اس کا بیان یوں ہے کہ ڈالا جائے گا دوزخ میں قیامت کے دن امتوں سے اور مکانوں سے جن میں اللہ کی نافرمانی ہوئی سو ہمیشہ زیادہ طلب کرے گی یہاں تک کہ رکھے گا اللہ تعالیٰ ایک جگہ مذکور جگہوں سے تو وہ بھر جائے گی اور کہا داؤدی نے کہ مراد قدم کے قدم صدق کا ہے اور وہ محمد ﷺ ہیں اور اشارہ ہے ساتھ اس کے طرف شفاعت ان کی کے اور وہ مقام محمود ہے سو نکالا جائے گا آگ سے جس کے دل میں کچھ بھی ایمان ہوگا اور تعاقب کی گئی یہ تاویل ساتھ اس کے کہ وہ مخالف ہے واسطے نص حدیث کے اس واسطے کہ اس میں ہے کہ اپنا قدم رکھے گا بعد اس کے کہ دوزخ کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے؟ اور اس کے قول کا مقتضی یہ ہے کہ اس سے کچھ گھٹایا جائے گا اور صریح حدیث ہے کہ وہ آپس میں سمٹ جائے گی ساتھ اس چیز کے کہ ڈالی جائے گی بیچ اس کے نہ ساتھ اس چیز کے کہ نکلے گی اس سے۔ میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ اس کی یہ توجیہ کی جائے کہ جو اس میں سے نکالا جائے گا اس کا بدلہ اس میں کافر ڈالا جائے گا جیسا کہ حمل کیا ہے علماء نے اوپر ابو موسیٰ کی حدیث کے جو صحیح مسلم میں ہے کہ ہر مسلمان کو ایک یہودی اور نصرانی دیا جائے گا کہ یہ ہے چھوڑائی تیری آگ سے اس واسطے کہ بعض علماء نے کہا ہے کہ واقع ہوگا یہ وقت نکالنے موحدین کے آگ سے اور ان میں ہر ایک کے بدلے ایک کافر اس میں ڈالا جائے گا ساتھ اس طور کے کہ اس کا بدن بڑا موٹا کیا جائے گا یہاں تک کہ بند کرے اپنی جگہ کو اور اس کی جگہ کو جو اس سے نکلا اور اس وقت پس قدم سبب ہے واسطے عظم مذکور کے اور جب واقع ہوگا عظم تو حاصل ہوگا پر ہونا جس کو وہ طلب کرتے تھے اور کہا ابو الوفاء نے کہ پاک ہے اللہ تعالیٰ اس سے کہ آگ میں اس کے حکم پر عمل نہ ہو اور حالانکہ وہ کہتا ہے ﴿یا نادر کونی بردا و سلاما﴾ سو جو آگ کے احراق کو فقط حکم سے دور کر سکتا ہے وہ کس طرح محتاج ہوتا ہے طرف مدد لینے کی اور سمجھا جاتا ہے جواب اس کا اس تفصیل سے جو باب کی تیسری حدیث میں واقع ہے اس واسطے کہ اس میں کہا کہ تم دونوں میں سے ہر ایک کے واسطے پر ہونا ہے بہر حال آگ پس ذکر کی ساری حدیث اور کہا اس میں کہ نہیں ظلم کرتا اللہ کسی پر اپنی مخلوق سے اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے کہ واقع ہوگی بھرتی بہشت کی ساتھ ان لوگوں کے کہ پیدا کرے گا اللہ تعالیٰ ان کو واسطے بھرنے اس کے کی اور لیکن آگ پس نہ پیدا کرے گا واسطے اس کے کوئی مخلوق بلکہ

کرے گا اس میں وہ چیز کہ تعبیر کی گئی ہے اس سے ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہوئی جو تقاضا کرتی ہے کہ آپس میں سمٹ جائے سو ہو جائے گی پر اور نہ محتاج ہوگی زیادتی کی اور اس میں دلالت ہے کہ ثواب نہیں موقوف ہے عمل پر بلکہ انعام کرے گا اللہ ساتھ بہشت کے اس کو جس نے کبھی نیکی نہیں کی۔ (فتح)

۴۷۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپس میں جھگڑا کیا بہشت اور دوزخ نے سو دوزخ نے کہا کہ خاص ہوئی میں ساتھ تکبر کرنے والوں اور گردن کشوں کے یعنی مجھ میں یہ لوگ داخل ہوں گے تو بہشت نے کہا کہ کیا حال ہے میرا کہ مجھ میں غریب اور مسکین لوگ ہی داخل ہوں گے اللہ تعالیٰ نے بہشت سے فرمایا کہ تو میری رحمت ہے رحم کروں گا تیرے سبب سے جس پر کہ چاہوں گا اپنے بندوں سے اور دوزخ سے فرمایا کہ تو میرا عذاب ہے تیرے سبب سے عذاب کروں گا جس کو میں چاہوں گا اپنے بندوں سے اور ان دونوں میں سے ہر ایک کے واسطے بھرتی ہے سو آگ تو پر نہ ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا قدم اس میں رکھے گا تو وہ کہے گی کہ بس بس سو اس جگہ پر ہو جائے گی اور اس میں سمٹ جائے گی اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے کسی پر ظلم نہیں کرتا یعنی جس نے بدی نہ کی ہو اور بہر حال بہشت سو اس کے واسطے اللہ اور مخلوق کو پیدا کرے گا یعنی جس نے کوئی نیکی نہیں کی۔

۴۷۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ أُورِثْتُ بِالْمُتَكَبِّرِينَ وَالْمُتَجَبِّرِينَ وَقَالَتِ الْجَنَّةُ مَا لِي لَا يَدْخُلْنِي إِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لِلْجَنَّةِ أَنْتِ رَحِمَتِي أَرْحَمُ بِكَ مَنْ أَسَاءَ مِنْ عِبَادِي وَقَالَ لِلنَّارِ إِنَّمَا أَنْتِ عَذَابِي أَعَذِبُ بِكَ مَنْ أَسَاءَ مِنْ عِبَادِي وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا مِلْوُهَا فَأَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْتَلِي حَتَّى يَضَعَ رِجْلَهُ فَتَقُولُ قَطْ قَطْ لَهَا لِكَ تَمْتَلِي وَيُزَوَّى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ وَلَا يَظْلِمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ خَلْقِهِ أَحَدًا وَأَمَّا الْجَنَّةُ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُنْشِئُ لَهَا خَلْقًا.

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ سقطہم یعنی وہ لوگ کہ حقیر گئے جاتے ہیں درمیان لوگوں کے گرے پڑے ہیں ان کی آنکھوں سے یہ بہ نسبت اس چیز کے ہے کہ اکثر لوگوں کے نزدیک ہے اور بہر حال بہ نسبت اس چیز کے کہ اللہ کے نزدیک ہے سو وہ بہت بزرگ ہیں اونچے درجے والے لیکن وہ بہ نسبت اس چیز کے کہ نزدیک نفس ان کے ہے واسطے عظمت اللہ کے نزدیک ان کے اور جھکنے ان کے کی واسطے اس کے بیچ نہایت تواضع کے ہیں واسطے اللہ کے اور ذلیل ہونے کے اس کے بندوں میں سو وصف کرنا ان کو ساتھ ضعیف اور ساقط ہونے کے ساتھ اس معنی کے صحیح ہے اور مراد ساتھ حصر کے بیچ قول بہشت کے الاضعفاء الناس اکثر ہیں کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر ہے اور یہ کہ اللہ پیدا کرتا ہے

بہشت اور دوزخ میں تمیز اس کے ساتھ تمیز کر سکتے ہیں اور قادر ہوتے ہیں ساتھ اس کے تکرار اور جھگڑنے پر اور احتمال ہے کہ ہو یہ جھگڑا ان کا ساتھ زبان حال کے اور زیادہ بیان اس کا آئندہ آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور پاکی بول اپنے رب کی تعریب سے سورج نکلنے سے پہلے اور ڈوبنے سے پہلے۔

۴۴۷۳۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک رات حضرت ﷺ کے ساتھ بیٹھے تھے یعنی چودھویں رات کو سو حضرت ﷺ نے چاند کو دیکھا سو فرمایا کہ بیشک تم قیامت میں اپنے رب کو دیکھو گے جیسا تم اس کو دیکھتے ہو یعنی چاند کو ہجوم نہ کر سکو گے اس کے دیکھنے میں یعنی ہجوم سے اس کے دیکھنے میں کچھ حجاب اور آڑ نہ ہوگی جیسے چاند کے دیکھنے میں ہجوم خلل نہیں ڈالتا سو اگر تم سے ہو سکے کہ غافل نہ ہو نماز سے سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے تو کیا کرو، پھر حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی کہ پاکی بول اپنے رب کی خوبیوں کے ساتھ سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ﴾.

۴۴۷۳۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا لَيْلَةً مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةً أَرْبَعَ عَشْرَةَ فَقَالَ إِنَّكُمْ سَتَرُونَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هَذَا لَا تَصَامُونَ فِي رُؤْيَيْهِ فَإِنْ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تَغْلِبُوا عَلَى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ﴾.

فائدہ: ابو زرہ رضی اللہ عنہ کے نسخہ میں اس آیت کے اخیر میں وقبل غروبہا ہے اور یہ آیت سورہ طہ میں ہے کہا کرمانی نے کہ مناسب واسطے اس سورہ کے وقبل الغروب ہے نہ قبل غروبہا حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں نہیں ہے کوئی راہ طرف تصرف کرنے کے حدیث کے لفظ میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد کیا ہے حدیث کو اس جگہ واسطے ایک ہونے معنی دونوں آیتوں کے خاص کر ایک نسخہ میں تو قبل الغروب بھی آچکا ہے۔

۴۴۷۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَإِدْبَارَ السُّجُودِ﴾ کی تفسیر میں کہ حکم کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو کہ سب نمازوں کے پیچھے پاکی بول یعنی مراد سجود سے سب نمازیں ہیں۔

۴۴۷۴۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ أَبِي أَبِي نَجِيعٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَمْرَةٌ أَنْ يُسَبِّحَ فِي إِدْبَارِ الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا يَعْنِي قَوْلَهُ ﴿وَإِدْبَارَ السُّجُودِ﴾.

فائدہ: اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے عباس کے بیٹے شام کی نماز کے بعد دو رکعتیں ادبار السجود ہیں اور اس کی سند ضعیف ہے لیکن روایت کی ابن مندہ نے کہ کہا حضرت ﷺ کے اصحاب نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں وادبار السجود کہ وہ دو رکعتیں ہیں مغرب کے بعد۔

## سورۃ الذاریات کی تفسیر کا بیان

یعنی کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ مراد ذاریات سے ہوا میں ہیں۔  
یعنی اس کے غیر نے کہا کہ تذروہ کے معنی ہیں کہ اس کو  
بکھیرے اور پراگندہ کرے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی یہ ہیں کہ خود تمہاری  
ذات میں بھی نشانیاں ہیں کہ آدمی ایک راہ سے کھاتا،  
پیتا ہے اور دور راہ سے نکلتا ہے یعنی آگے پیچھے سے آگے  
سے پیشاب اور پیچھے سے پاخانہ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو  
عارولائی سو فرمایا کیا تم کو سوچھ نہیں۔

یعنی راغ کے معنی ہیں کہ پھرا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
﴿فَرَاغَ اِلٰی اَهْلِهِ﴾ اور یہ جو کہا قتل الخراصون لعنت  
کیے گئے۔

یعنی فصکت کے معنی ہیں کہ اپنی انگلیوں کو جمع کر کے  
اپنے ماتھے پر مارا یعنی تعجب سے اپنے منہ پر طمانچہ مارا،  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ  
عَقِيمٌ﴾ اور کہا ثوری نے کہ اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھا  
تعجب سے۔

اور رمیم کے معنی ہیں سبزہ زمین کا جب کہ خشک ہو  
جائے اور روند جائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿الَا جَعَلْتَهُ  
كَالرَّمِيمِ﴾۔

یعنی ہم وسعت والے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اَنَا  
لَمُوسِعُونَ﴾ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ وسعت  
والے پر ہے اندازہ حال اس کے کا یعنی قوی پر اور کہا  
بعض نے کہ مراد یہ ہے کہ ہم وسعت والے ہیں کہ

## سُورَةُ الذَّارِيَّاتِ

قَالَ عَلِيٌّ ﴿الذَّارِيَّاتُ﴾ الرِّيحُ.  
وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿تَذَرُوهُ﴾ تَفْرِقُهُ.

فائدہ: یہ لفظ سورۃ کہف میں ہے۔

﴿وَفِيْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ﴾ تَأْكُلُ  
وَتَشْرَبُ فِيْ مَدْخَلٍ وَّاحِدٍ وَيَخْرُجُ مِنْ  
مَّوْضِعَيْنِ.

﴿فَرَاغَ﴾ فَرَجَعَ.

﴿فَصَكَّتْ﴾ فَجَمَعَتْ اَصَابِعَهَا  
فَضْرَبَتْ بِهَا جَبْهَتَهَا.

وَالرَّمِيمُ نَبَاتُ الْاَرْضِ اِذَا يَبَسَ  
وَدِيسَ.

﴿لَمُوسِعُونَ﴾ اَيْ لَذُو سَعَةٍ وَكَذَلِكَ  
عَلَى الْمُوسِعِ قَدْرَةُ يَعْنِي الْقُوَى.

ان کی مانند اور آسمان پیدا کریں۔

یعنی مراد زوجین سے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ﴾ نر اور مادہ ہے یعنی کہا اللہ تعالیٰ نے کہ ہر چیز کے بنائے ہم نے جوڑے یعنی اور یہ نر اور مادہ ہونا جاندار چیزوں میں ہے اور جو چیز ان کے سوائے ہے تو اس میں مراد زوجین سے مختلف ہونا سبزوں کے رنگوں اور میوؤں کے مزے کا ہے بعض میٹھے ہیں اور بعض کھٹے ہیں سو وہ دونوں جوڑا ہیں اور کہا بعضوں نے کہ ایمان اور کفر اور نیک و بد بختی اور ہدایت اور گمراہی اور رات اور دن اور زمین اور آسمان اور جن اور انسان۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں کہ بھاگوان اللہ سے طرف اس کی یعنی اس کی نافرمانی سے طرف بندگی اس کی یا اس کے عذاب سے اس کی رحمت کی طرف۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے قول الا لیعبدون کے معنی ہیں کہ نہیں پیدا کیا میں نے نیک بختوں کو دونوں فرقتے والوں میں سے مگر اس واسطے کہ مجھ کو ایک جانیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ اور سبب حمل کا تخصیص پر موجود ہونا اس شخص کا ہے کہ نہیں بندگی کرتا ہے اس کی پس اگر ظاہر پر حمل کیا جائے تو واقع ہوگی مخالفت درمیان علت اور معلول کے۔

اور کہا بعض نے کہ پیدا کیا ان کو تاکہ عبادت کریں سو بعض نے کی اور بعضوں نے نہ کی اور نہیں اس آیت میں حجت واسطے اہل قدر کے یعنی فرقہ معتزلہ کے۔

فائدہ: اور حاصل دونوں تاویلوں کا یہ ہے کہ اول محمول ہے اس پر کہ مراد لفظ عام سے خصوص ہے اور یہ کہ مراد نیک بخت ہیں جنوں اور آدمیوں سے اور دوسری تاویل کا حاصل یہ ہے کہ یہ آیت اپنے عموم پر باقی ہے لیکن ساتھ معنی

﴿خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ﴾ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَىٰ  
وَاجْتِلَافِ الْأَلْوَانِ حُلُوًّا وَحَامِضٌ فَهَمَّا  
زَوْجَانِ

﴿فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ﴾ مَعْنَاهُ مِنَ اللَّهِ إِلَيْهِ

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا  
لِيَعْبُدُونِ﴾ مَا خَلَقْتُ أَهْلَ السَّعَادَةِ مِنْ  
أَهْلِ الْفَرِيقَيْنِ إِلَّا لِيُوحِدُونِ

وَقَالَ بَعْضُهُمْ خَلَقَهُمْ لِيَفْعَلُوا فَفَعَلُوا  
بَعْضٌ وَتَرَكَ بَعْضٌ وَلَيْسَ فِيهِ حُجَّةٌ  
لِأَهْلِ الْقَدَرِ

استعداد کے یعنی اللہ تعالیٰ نے ان میں استعداد اور قابلیت عبادت کرنے کی پیدا کی لیکن بعضوں نے ان میں سے کہا مانا اور بعض نے کہا نہ مانا اور یہ مانند قول ان کے کی ہے کہ اونٹ کھیتی کرنے کے واسطے پیدا ہوئے ہیں یعنی کھیتی کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں اس واسطے کہ بعض اونٹ کھیتی نہیں کرتے اور یہ جو کہا کہ نہیں ہے اس میں حجت واسطے اہل قدر کے تو مراد اس کی اس سے معتزلہ ہیں اس واسطے محصل جواب کا یہ ہے کہ مراد ساتھ پیدا کرنے کے پیدا کرنا تکلیف کا ہے نہ پیدا کرنا جہلت کا سو جس کو اللہ نے توفیق دی تو عمل کیا اس نے واسطے اس چیز کے کہ پیدا ہوا واسطے اس کے اور جس کو اللہ نے گمراہ کیا اس نے مخالفت کی اور معتزلوں نے حجت پکڑی ہے ساتھ آیت مذکورہ کے اس پر کہ نہیں متعلق ہوتا ہے ارادہ اللہ پاک کا مگر ساتھ عبادت کے یعنی معتزلہ کہتے ہیں کہ نہیں متعلق ہوتا ہے ارادہ اللہ کا مگر ساتھ خیر کے اور بدی جو کہ بندوں سے واقع ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ارادے سے نہیں ہوتی اس واسطے کہ منطوق آیت کا یہ ہے کہ ارادہ متعلق نہیں ہوتا مگر ساتھ خیر کے کہ عبادت ہے اور جواب یہ ہے کہ اگر کوئی چیز کسی چیز کے ساتھ معلل ہو جیسا کہ پیدا کرنا معلل ہے اور عبادت کرنا اس کی علت ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہی چیز یعنی عبادت مراد ہو اور اس کے سوائے اور چیز مراد نہ ہو اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ قول بخاری رحمہ اللہ کے کہ نہیں اس میں حجت واسطے اہل قدر کے کہ وہ حجت پکڑتے ہیں ساتھ اس کے اس پر کہ اللہ کے افعال ضروری ہے کہ معلول ہوں یعنی اس واسطے کہ وہ کہتے ہیں کہ افعال اللہ کے معلول ہیں ساتھ غرض کے سو جواب دیا گیا کہ ایک جگہ میں تعلیل واقع ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر جگہ میں تعلیل واجب ہو اور ہم قائل ہیں ساتھ جائز ہونے تعلیل کے نہ ساتھ واجب ہونے اس کے کی یا اس واسطے کہ حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے اس پر کہ افعال بندوں کے مخلوق ہیں واسطے ان کے یعنی کہتے ہیں کہ بندے اپنے افعال کے خود خالق ہیں اللہ ان کا پیدا کرنے والا نہیں واسطے منسوب کرنے عبادت کے ان کی طرف سو جواب دیا کہ ان کے واسطے اس میں حجت نہیں اس واسطے کہ نسبت عبادت کی ان کی طرف کسب اور محلیت کی جہت سے ہے اور آیت میں اور بھی کئی تاویلیں ہیں جن کا ذکر دراز ہوتا ہے اور سدی سے روایت ہے کہ پیدا کیا ان کو واسطے عبادت کے سو بعض عبادت نفع دیتی ہے اور بعض نہیں دیتی۔ (فتح)

اور ذنوب کے معنی ہیں بڑا ڈول، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَالذُّنُوبُ الدَّلُّ الْعَظِيمُ.

﴿فَنَالِلِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُنُوبًا﴾.

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ صرۃ کے معنی ہیں آواز سخت،

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿صَرَّةٌ﴾ صَيْحَةٌ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَأَقْبَلْتَ أَمْرَاتِهِ فِي صَرَّةٍ﴾.

یعنی اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ ذنوباً کے معنی ہیں راہ۔

﴿ذُنُوبًا﴾ سَبِيلًا.

یعنی عقیقہ اس کو کہتے ہیں جو نہ جنے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

الْعَقِيمَةُ الَّتِي لَا تَلِدُ.



﴿وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ﴾.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جبک کے معنی ہیں برابر ہونا اس کا اور خوبصورت ہونا اس کا ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

﴿وَالسَّمَاءَ ذَاتَ الْحَبْكَ﴾.

فی غمرۃ کے معنی ہیں اپنی گراہی میں گزارتے ہیں۔ اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہ تواصوا کے معنی ہیں کہ موافقت کی انہوں نے اوپر اس کے اور لیا اس کو بعض نے بعض سے۔

فائدہ: جب کوئی خصلت کسی قوم پر غالب ہو تو کہا جاتا ہے کہ گویا انہوں نے ایک دوسرے کو وصیت کی ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اتُوا صَوَابَهُ بِلِھِم قَوْم طَاغُونَ﴾.

اور کہا کہ مسومۃ کے معنی ہیں نشان کیے گئے ماخوذ ہے سیما سے ساتھ معنی علامت کے ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لَنُرْسِلْ عَلَیْھِم حِجَابَۃً مِّن طَیْنِ مَسُومَۃ﴾.

سورۃ طور کی تفسیر کا بیان

اور کہا قتادہ رحمہ اللہ نے کہ مسطور کے معنی ہیں لکھا گیا ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَكِتَابِ مَسْطُورٍ﴾.

یعنی اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ طور پہاڑ کو کہتے ہیں سریانی زبان میں۔

یعنی رق کے معنی ہیں ورق کشادہ۔

اور مراد سقف مرفوع سے آسمان ہے۔

یعنی مسجور کے معنی ہیں بھڑکایا گیا ، اللہ تعالیٰ نے

فرمایا ﴿وَالْبَحْرَ الْمَسْجُورَ﴾.

فائدہ: طبری نے روایت کی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی سے کہا کہ کہاں ہیں دوزخ تو اس نے کہا کہ دریا ، کہا نہیں دیکھتا میں اس کو مگر صادق پھر یہ آیت پڑھی ﴿وَالْبَحْرَ الْمَسْجُورَ﴾۔

وَقَالَ الْحَسَنُ تُسْجَرُ حَتَّىٰ يَذْهَبَ اور کہا حسن رحمہ اللہ نے کہ بھڑکایا جائے گا آگ سے یہاں

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَالْحَبْكَ اسْتَوَاؤُهَا وَحُسْنُهَا.

﴿فِي غَمْرَةٍ﴾ فِي ضَلَالَتِهِمْ يَتَمَادُونَ. وَقَالَ غَيْرُهُ تَوَاصَوْا تَوَاطَّوْا.

وَقَالَ ﴿مُسُومَةٌ﴾ مُعَلَّمَةٌ مِّنَ السِّيمَا.

سُورَةُ وَالطُّورُ وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿مَسْطُورٌ﴾ مَكْتُوبٌ.

وَقَالَ مُجَاهِدٌ الطُّورُ الْجَبَلُ الشَّرْيَانِيَّةُ.

رَقٌّ مَّنْشُورٌ صَحِيفَةٌ.

وَالسَّقْفُ الْمَرْفُوعُ سَمَاءٌ.

الْمَسْجُورُ الْمَوْقِدُ.

مَا وَهَا فَلَا يَبْقَى فِيهَا قَطْرَةٌ.

تک کہ اس کا پانی خشک ہو جائے گا تو اس میں ایک قطرہ باقی نہ رہے گا یعنی یہ قیامت کے دن واقع ہوگا اور بہر حال آج کے دن سو مراد ساتھ مسجور کے بھرا ہوا ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ «التَّاهُمُ» نَقْصًا.  
وَقَالَ غَيْرُهُ «تَمُورُ» تَدُورُ.

یعنی التنا کے معنی ہیں نہیں گھٹایا ہم نے۔  
اور اس کے غیر نے کہا کہ تمور کے معنی ہیں گھومے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا «یوم تمور السماء مورا»۔  
یعنی احلام کے معنی ہیں عقلیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا «ام تأمرهم احلامهم»۔

«أَحْلَامُهُمُ» الْعُقُولُ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ بو کے معنی ہیں باریک بین، اللہ تعالیٰ نے فرمایا «ہوا لبر الرحیم»۔  
اور کسفا کے معنی ہیں قطعہ اور ٹکڑا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا «وان یرو کسفامن السماء»۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «الْبَرُّ» اللَّطِيفُ.

«كِسْفًا» قِطْعًا.

الْمَنُونُ الْمَوْتُ.

اور منون کے معنی ہیں موت، اللہ تعالیٰ نے فرمایا «نتربص به ربب المنون»۔

وَقَالَ غَيْرُهُ «يَتَازَعُونَ» يَتَعَاطُونَ.

اور اس کے غیر نے کہا کہ یتنازعون کے معنی ہیں کہ ایک دوسرے سے شراب کے پیالے لیں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا «یتنازعون فیہا کأسًا»۔

۴۴۷۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ شَكَّوْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَشْتَكِي فَقَالَ طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي إِلَى جَنْبِ الْبَيْتِ يَقْرَأُ بِالطُّورِ

۴۴۷۵۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس شکایت کی یعنی حج میں کہ میں بیمار ہوں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تو طواف کر لوگوں کے پیچھے سوار ہو کر سو میں نے طواف کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خانے کعبے کے پہلو میں نماز پڑھتے تھے اس میں سورہ طور پڑھتے تھے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اسْمُرْ بِلِسَانِكَ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْخَالِينَ  
الَّذِي قَالُوا إِلَىٰ

کے اور یہ جو کہا کہ قریب تھا کہ میرا دل اڑے تو کہا خطابی نے کہ گویا وہ بے چین ہوا وقت سننے اس آیت کے واسطے سمجھنے اس کے اس کے معنی کو اور پہچاننے اس کے اس چیز کو کہ شامل ہے اس کو آیت سو سمجھا حجت کو سو پایا اس کو ساتھ باریک طبع اپنی کے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ہے کیا وہ پیدا ہوئے بغیر خالق کے بعضوں نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں ہے پیدائش ان کی سخت تر زمین اور آسمان کی پیدائش سے اس واسطے کہ وہ پیدا ہوئے ہیں بغیر خالق کے یعنی کیا پیدا ہوئے ہیں بے فائدہ نہ حکم کیے جائیں اور نہ منع ہوں اور کہا بعضوں نے کہ معنی یہ ہیں کہ کیا وہ پیدا ہوئے ہیں بغیر خالق کے اور یہ جائز نہیں سو ضروری ہے کہ ان کا کوئی خالق ہے اور جب خالق سے انکار کریں تو سمجھا جائے گا کہ انہوں نے اپنے آپ کو خود پیدا کیا اور یہ فساد اور باطل ہونے میں سخت تر ہے اس واسطے کہ جس چیز کا وجود نہیں وہ کس طرح پیدا کر سکتی ہے اور جب دونوں وجہ باطل ہوں تو قائم ہوئی حجت اوپر ان کے ساتھ اس کے کہ ان کے واسطے کوئی پیدا کرنے والا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا پیدا کیا ہے انہوں نے آسمانوں اور زمین کو یعنی اگر جائز ہے واسطے ان کے کہ اپنے آپ کے پیدا کرنے کا دعویٰ کریں تو چاہیے کہ زمین اور آسمان کے پیدا کرنے کا دعویٰ کریں اور یہ ان کو ممکن نہیں پس قائم ہوئی حجت پھر فرمایا کہ بلکہ یقین نہیں کرتے سو ذکر کیا علت کو جس نے روکا ان کو ایمان سے اور وہ نہ ہونا یقین کا ہے جو اللہ کی طرف سے بخشش ہے اور نہیں حاصل ہوتا مگر اس کی توفیق سے اسی واسطے بے چین ہوا جبیر یہاں تک کہ قریب تھا کہ اس کا دل اڑے اور مائل ہوا اسلام کی طرف، اٹھی۔ اور مستفاد ہوتا ہے قول اس کے سے کہ جب اس آیت پر پہنچے کہ آپ نے سورہ کو اول سے شروع کیا تھا اور ظاہر سیاق کا ہے کہ آپ نے اس کو اخیر تک پڑھا اور باقی بحث اس کی نماز میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

### سورۃ نجم کی تفسیر کا بیان

### سُورَةُ النِّجْمِ

فائدہ: مراد نجم سے ثریا ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ «ذُو مِرَّةٍ» ذُو قُوَّةٍ.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ ذومرہ کے معنی ہیں صاحب قوت کا یعنی جبرائیل علیہ السلام اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ خوب پیدائش والا۔

یعنی مراد قاب قوسین سے اللہ کے اس قول میں جگہ وتر کی ہے کمان سے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ﴾ یعنی پس رہ گیا فرق بقدر دونوں زہ کمان کے یعنی جس قدر کمان کے ایک سرے سے دوسرے تک فاصلہ ہے اتنا فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے

﴿قَابَ قَوْسَيْنِ﴾ حَيْثُ الْوَتَرُ مِنَ الْقَوْسِ.

بھی نزدیک تر یہ منقول ہے مجاہد سے اور یہی قول ہے عام مفسرین کا اور کہا ابو عبیدہ نے کہ مراد بقدر دو کمان کے ہے یعنی رہ گیا فرق بقدر دو کمان کے یا قریب تر اس سے بھی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد قوس سے گز ہے ماپنے کا بقدر دو گز کے۔

﴿صِيزِي﴾ عَوْجَاءُ.

اور صیزی کے معنی ہیں ٹیڑھی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿تِلْكَ اِذَا قَسَمَ صِيزِي﴾ یعنی یہ اس وقت قسمت ہے ٹیڑھی اور کہا ابو عبیدہ نے کہ یہ قسمت ہے ناقص۔

﴿وَأَكْدَى﴾ قَطَعَ عَطَاءً.

اور اکدی کے معنی ہیں اپنی بخشش کو قطع کیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿افْرَأَيْتَ الَّذِي تَوَلَّى وَاعْطَى قَلِيلًا وَأَكْدَى﴾ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اعطی قلیلاً کے معنی ہیں کہ کہا مانا پھر حکم ماننے سے ٹوٹا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت ولید بن مغیرہ کے حق میں اتری۔

﴿رَبِّ الشَّعْرَى﴾ هُوَ مِرْزَمُ الْجَوْزِ آءِ. یعنی مراد شعری سے وہ تارا ہے جو پیچھے ہے جوزا کے۔  
فائدہ: اور مجاہد سے روایت ہے کہ شعری وہ تارا ہے جو جوزا کے پیچھے ہے اس کو کافر پوجتے ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت خزاعہ کے حق میں اتری کہ وہ شعری کو پوجتے تھے اور وہ ایک ستارہ ہے جو جوزا کے پیچھے ہے اور عذره اور شعری اور جوزا مشہور تارے ہیں ایک نقت میں۔ (فتح)

﴿الَّذِي وَفَى﴾ وَفَى مَا فُرِضَ عَلَيْهِ. یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَابْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَى﴾.

فائدہ: اور ابن منذر نے عمرو بن اوس سے روایت کی ہے کہ تھا مرد پکڑا جاتا ساتھ گناہ غیر اپنے کے یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام آئے سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جو ابراہیم علیہ السلام کے درقوں میں ہے جنہوں نے پورا کیا جو ان پر فرض ہوا اٹھاتا نہیں کوئی جی بوجھ کسی دوسرے کا اور ایک روایت میں ہے کہ وفا کیا یعنی عمل کیا ساتھ چار رکعتوں کے دن کے اول میں۔ (فتح)

﴿أَزِفَتِ الْأَرْفَةُ﴾ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ. یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں کہ قریب ہوئی

قیامت۔

﴿سَامِدُونَ﴾ الْبَرْطَمَةُ وَقَالَ عِكْرِمَةُ  
يَتَغَنُّونَ بِالْحَمِيرَةِ.

کہا مجاہد رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں  
﴿افمن هذا الحديث تعجبون﴾ کہا کہ مراد اس  
حدیث سے قرآن ہے اور کہا اس قول کی تفسیر میں  
﴿وانتم سامدون﴾ کہ مراد برطمہ ہے اور وہ ایک قسم  
ہے کھیل کی یعنی تم کھیلتے ہو اور کہا عکرمہ رحمہ اللہ نے کہ  
راگ کرتے ہو حمیری زبان میں۔

فائدہ: مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر کھیلتے گزرے تھے اور کہا بعض نے کہ سامدون کے معنی ہیں غافل

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ منہ پھیرنے والا۔

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ ﴿أَفْتَمَارُونَ﴾  
أَفْتَجَادِلُونَهُ وَمَنْ قَرَأَ أَفْتَمَرُونَهُ يَعْنِي  
أَفْتَجَحِدُونَهُ.

وَقَالَ ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ﴾ بَصَرُ مُحَمَّدٍ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور کہا ابراہیم نخعی نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں کیا  
پس جھگڑتے ہو تم اس سے اور جو اس کو افتر و نہ بغیر الف  
کے پڑھتے ہیں یعنی کیا پس انکار کرتے ہو اس سے۔  
یعنی مراد آنکھ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
کی آنکھ ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ما زاغ البصر وما  
طغى﴾ یعنی بہکی نہیں آنکھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اور نہ مقصد  
سے بڑھی اور کہا محمد بن کعب نے کہ دیکھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے  
جبریل علیہ السلام کو فرشتے کی صورت میں۔

﴿وَمَا طَغَى﴾ وَمَا جَاوَزَ مَا رَأَى.

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ نہ بڑھی اس چیز  
سے جو دیکھی۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿ما زاغ البصر﴾ یعنی نہ گئی دائیں اور نہ  
بائیں ﴿وما طغى﴾ یعنی نہ بڑھی اس چیز سے کہ حکم ہوا ان کو اس کے ساتھ۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں کہ جھٹلایا انہوں نے۔  
﴿فَتَمَارَوْا﴾ كَذَبُوا.

فائدہ: یہ کلمہ اس سورت میں نہیں اس سے اگلی سورت میں ہے اور شاید یہ کسی ناقل کی غلطی ہے۔

﴿وَقَالَ الْحَسَنُ إِذَا غَوَى﴾ غَاب.  
کہا حسن رحمہ اللہ نے کہ غوی کے معنی ہیں غائب ہو، اللہ  
تعالیٰ نے فرمایا ﴿والنجم اذا هوى﴾.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں  
﴿وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ﴾ أَغْنَى وَأَقْنَى.

أَعْطَى فَارَضِي.

﴿وانہ اغنی واقفی﴾ کہ اس نے دیا اور راضی کیا یعنی حاصل ہوئی واسطے اس کے پونجی رضا کی۔

۴۴۷۷۔ حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا اے ماں! کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ یعنی معراج میں تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ البتہ میرے رونگٹے کھڑے ہوئے اس چیز سے جو تو نے کہی یعنی گھبراہٹ سے واسطے اس چیز کے کہ حاصل ہوئی نزدیک اُن کے ہیبت اللہ پاک کی سے اور اعتقاد کیا اس کو پاک ہونے اللہ کے سے اور محال ہونے وقوع اس کے سو کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ کہاں ہے تو تین چیز سے یعنی کس طرح غائب ہوتا ہے فہم تیرا ان تین چیزوں سے؟ اور لائق تھا واسطے تیرے کہ ان کو یاد رکھا ہوتا اور اس کے وقوع کے مدعی کو جھوٹا اعتقاد کرتا جو تجھ سے وہ تینوں بیان کرے وہ جھوٹا ہے جو تجھ سے بیان کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا تو وہ جھوٹا ہے پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت پڑھی کہ نہیں پاتی اس کو آنکھیں اور وہ پاتا ہے آنکھوں کو اور وہ باریک بین ہے خبر رکھتا ہے اور نہیں واسطے کسی بندے کے کہ کلام کرے اس سے اللہ مگر ساتھ واسطے وحی کے یا پردے کے پیچھے سے اور جو تجھ سے بیان کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں جو کل ہوگا تو وہ بھی جھوٹا ہے پھر یہ آیت پڑھی اور نہیں جانتا کوئی جی کہ کیا کماے گا کل اور جو بیان کرے تجھ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن سے کچھ چیز چھپائی ہے تو وہ بھی جھوٹا ہے پھر یہ آیت پڑھی اے پیغمبر! پہنچا دے جو اتارا گیا ہے تیری طرف تیرے رب کی طرف سے لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو اپنی اصلی صورت میں دوبار دیکھا۔

۴۴۷۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ  
إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ  
مَسْرُوقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
يَا أُمَّتَاهُ هَلْ رَأَى مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ رَبَّهُ فَقَالَتْ لَقَدْ قَفَّ شَعْرِي مِمَّا  
قُلْتُ أَيْنَ أَنْتَ مِنْ ثَلَاثٍ مَنْ حَدَّثَكُنَّ  
فَقَدْ كَذَبَ مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ  
قَرَأَتْ ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ  
الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ﴾ ﴿وَمَا  
كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ  
وَرَاءِ حِجَابٍ﴾ وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ يَعْلَمُ مَا  
فِي غَدٍ فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ ﴿وَمَا تُدْرِي  
نَفْسٌ مَآذَا تَكْسِبُ غَدًا﴾ وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ  
كَتَمَ فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ ﴿يَا أَيُّهَا  
الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ﴾  
الْآيَةُ وَلَكِنَّهُ رَأَى جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي  
صُورَتِهِ مَرَّتَيْنِ.

فائدہ: ترمذی وغیرہ میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما عرفات میں کعب بن علقمہ سے ملے اور اس سے کچھ چیز پوچھی تو کعب بن علقمہ نے اللہ اکبر کہا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم بنی ہاشم ہیں تو کہتا ہے کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دو بار دیکھا ہے؟ تو کعب بن علقمہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دیکھنے اور کلام کو موسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ کے درمیان تقسیم کیا سو موسیٰ علیہ السلام نے دو بار اللہ سے کلام کیا اور محمد ﷺ نے دو بار اللہ کو دیکھا، کہا مسروق رضی اللہ عنہ نے کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے؟ الحدیث، اور ساتھ اس کے ظاہر ہوا سبب پوچھنے مسروق رضی اللہ عنہ کے کا عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور یہ جو کہا کہ پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت پڑھی کہ نہیں پاتی اس کو آنکھیں، کہا نووی رضی اللہ عنہ نے واسطے پیروی غیر اپنے کے کہ نہیں نفی کی عائشہ رضی اللہ عنہا نے وقوع روایت کی ساتھ حدیث مرفوع کے کہ اگر ان کے پاس کوئی حدیث ہوتی تو اس کو ذکر کرتیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اعتماد کیا ہے استنباط پر ظاہر آیت سے اور البتہ مخالفت کی ہے اس کی اور اصحاب نے اور جب صحابی کوئی بات کہے اور کوئی دوسرا صحابی اس کی مخالفت کرے تو وہ قول بالاتفاق حجت نہیں ہوتا اور مراد ساتھ ادراک کے آیت میں احاطہ کرنا ہے اور یہ نہیں منافی ہے دیکھنے کو اور یہ جو نووی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نفی روایت کی کسی حدیث مرفوع سے نہیں کی تو یہ عجیب ہے اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے یہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحیح مسلم میں جس کی خود نووی رضی اللہ عنہ نے شرح لکھی ہے سوزدیک اس کے طریق سے داؤد بن ابی ہند کے ہے اس کی سند روایت کی شععی نے اس نے مسروق رضی اللہ عنہ سے اس طریق میں جو مذکور ہے کہا مسروق رضی اللہ عنہ نے میں تم کیے تھا پھر میں سیدھا ہو بیٹھا تو میں نے کہا کہ نہیں کہا اللہ نے ﴿ولقد راہ نزلة اخری﴾ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس امت میں سے پہلے پہل میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس سے پوچھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ جبرائیل علیہ السلام ہے یعنی میں نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ یا حضرت! کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نہیں، میں نے تو صرف جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا تھا ہاں یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آیت مذکور کے ساتھ حجت پکڑی ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس میں اس کی مخالفت کی ہے سو روایت کی ہے ترمذی نے حکم بن ابان کے طریق سے اس نے روایت کی ہے عکرمہ سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے رب کو دیکھا میں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نہیں فرماتا کہ نہیں پاتی اس کو آنکھیں؟ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تجھ کو خرابی یہ اس وقت ہے جب کہ جلی کرے ساتھ نور اپنے کے جو نور اس کا ہے اور البتہ آپ نے اپنے رب کو دو بار دیکھا اور حاصل اس کا یہ ہے کہ مراد ساتھ آیت کے نفی احاطہ کی ہے ساتھ اس کے وقت رہا اس کی کے نہ نفی اصل روایا اس کے کہ قرطبی نے کہ ابصار آیت میں جمع ہے محلی ساتھ الف اور لام کے پس قبول کرے گی تخصیص کو اور البتہ ثابت ہو چکی ہے دلیل اس کی بطور سماع کے اللہ کے اس قول میں ﴿کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون﴾ سوہوں



گے مراد کفار ساتھ دلیل قول اللہ تعالیٰ کے دوسری آیت میں ﴿وَجُوهَ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ أَلْبِيحًا نَاضِرَةٌ﴾ اور جب آخرت میں اللہ کا دیدار جائز ہے تو دنیا میں بھی جائز ہوگا واسطے برابر ہونے دونوں وقت کے بہ نسبت مرے کے یعنی اللہ کے اور یہ استدلال کھرا ہے اور کہا عیاض نے کہ دیدار اللہ کا دنیا میں جائز ہے عقلاً کو اور ثابت ہو چکی ہے اخبار صحیحہ مشہورہ ساتھ واقع ہونے اس کے کی واسطے مسلمانوں کے آخرت میں لیکن دنیا میں سو کہا امام مالک رحمہ اللہ نے کہ نہیں دیکھا جاتا اللہ تعالیٰ دنیا میں اس واسطے کہ وہ باقی ہے اور باقی نہیں دیکھا جاتا ساتھ فانی کے اور جب آخرت ہو گی اور ان کو باقی رہنے والی آنکھیں عطا ہوں گی تو یہ دیکھیں گی باقی کو ساتھ باقی کے کہا عیاض نے نہیں اس کالم میں محال ہونا رؤیت کا مگر باعتبار قدرت کے اور جب قادر کرے اللہ اس پر جس کو چاہے اپنے بندوں سے تو نہیں منع ہے میں کہتا ہوں کہ واقع ہوا ہے صحیح مسلم میں جو تائید کرتا ہے اس فرق کی حدیث مرفوع میں اور وہ حدیث یہ ہے کہ جان لو کہ بیشک تم اپنے رب کو ہرگز نہ دیکھ سکو گے یہاں تک کہ مرد سو اگر دنیا میں اللہ کا دیدار عقلاً جائز ہے تو دلیل سماعی سے متمنع معلوم ہوتا ہے لیکن جس نے اس کو حضرت ﷺ کے واسطے ثابت کیا ہے اس کے واسطے جائز ہے کہ کہے کہ متکلم نہیں داخل ہوتا ہے اپنی کلام کے عموم میں اور اختلاف کیا ہے سلف نے اس میں کہ حضرت ﷺ نے اللہ کو دیکھا یا نہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس سے انکار کیا ہے اور ایک جماعت نے سلف میں سے اس کو ثابت کیا ہے اور حسن رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس نے قسم کھائی کہ حضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے اور روایت کیا ہے ابن خزیمہ نے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اثبات اس کا اور تھا دشوار گزرتا اس پر انکار عائشہ رضی اللہ عنہا کا اور یہی قول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سب ساتھیوں کا اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے کعب اخبار رضی اللہ عنہ اور زہری اور معمر اور اور لوگوں نے اور یہی ہے قول اشعری کا اور اس کے تابعداروں کا پھر اختلاف کیا ثابت کرنے والوں نے کہ کیا حضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھ سے دیکھا یا دل سے؟ میں کہتا ہوں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کچھ روایتیں مطلق آئی ہیں یعنی ان میں ذکر نہیں کہ آنکھ سے دیکھا یا دل سے جیسے کہ ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور کچھ روایتیں مقید آئی ہیں کہ حضرت ﷺ نے اپنے رب کو خاص دل سے دیکھا اور صریح تر یہ حدیث ہے جو ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ فقط اس کو اپنے دل سے دیکھا اس بنا پر پس ممکن ہے تطبیق درمیان نفی عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور اثبات ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ اس طور کے کہ حمل کیا جائے نفی اور پر رؤیت آنکھ کے اور اثبات اس کا اور پر رؤیت دل کے پھر مراد ساتھ رؤیت نواذ کے رؤیت دل کی ہے یعنی دیکھنا ساتھ دل کے نہ مجرد حاصل ہونا علم کا اس واسطے کہ حضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمیشہ عالم تھے بلکہ جو ثابت کرتا ہے کہ حضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا تو مراد اس کی یہ ہے کہ جو دیکھنا آپ کو حاصل ہوا وہ آپ کے دل میں پیدا کیا گیا جیسے کہ پیدا کرتا ہے دیکھنے کو ساتھ آنکھ کے واسطے غیر آپ کے کی

اور نہیں شرط ہے واسطے دیکھنے کے کوئی چیز مخصوص از روئے عقل کے اگرچہ جاری ہوئی ہے عادت ساتھ پیدا کرنے رویت کے آنکھ میں اور ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے نور کو دیکھا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو دل سے دیکھا آنکھ سے نہیں دیکھا اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مراد ساتھ قول اس کے کہ حضرت ﷺ نے نور کو دیکھا یعنی نور آپ کو آنکھ کے ساتھ دیکھنے سے مانع ہوا اور آنکھ کو اللہ تعالیٰ کے دیدار سے روکا اور ترجیح دی ہے قرطبی نے قول وقف کو اس مسئلے میں یعنی کہا کہ اس مسئلے میں توقف کرنا راجح ہے اور منسوب کیا ہے اس کو طرف ایک جماعت اہل تحقیق کی اور قوی کیا ہے اس کو ساتھ اس طور کے کہ نہیں ہے باب میں کوئی دلیل قاطع اور غایت اس چیز کی کہ استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے دونوں گروہ کے ظاہر دلیلوں کا ہے جو معارض ہے قابل ہے واسطے تاویل کے اور نہیں ہے مسئلہ عملیات سے کہ کفایت کی جائے اس میں ساتھ دلائل ظنی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ مسئلہ اعتقادی مسئلوں سے ہے سو نہ کفایت کی جائے گی اس میں مگر ساتھ دلیل قطعی کے اور میل کی ہے ابن خزیمہ نے طرف ترجیح اثبات کے اور اطناب کیا ہے واسطے اس کے استدلال میں ساتھ اس چیز کے کہ وراز ہوتا ہے ذکر اس کا اور حمل کیا ہے اس نے اس چیز کو کہ وارد ہوئی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس پر کہ دیدار دو بار واقع ہوا ایک بار اپنی آنکھ سے اور ایک بار اپنے دل سے اور اس چیز میں کہ وارد کی ہے میں نے کفایت ہے اور امام احمد رحمہ اللہ نے بھی حضرت ﷺ کے واسطے رویت کو ثابت کیا ہے اور ظاہر حدیثوں کا جو معراج میں وارد ہوئی ہیں یہ ہے کہ معراج حضرت ﷺ کو بدن اور روح دونوں سے ہوئی اور دونوں کے ساتھ ہیئت آسمان پر چڑھائے گئے اور بیداری میں ہوئی نہ خواب میں اور نہ استغراق میں اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت پڑھی کہ نہیں ہے واسطے کسی بندے کے کہ کلام کرے اس سے اللہ مگر ساتھ واسطہ وحی کے یا پردے کے پیچھے سے تو یہ دلیل دوسری ہے کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے مذہب کا کہ حضرت ﷺ نے اللہ کو نہیں دیکھا اور استدلال کی تقریر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حصر کیا ہے اپنے کلام کرنے کو واسطے غیر اپنے کے تین وجہوں میں اور وہ وحی ہے بایں طور کہ ڈالے آپ کے دل میں جو چاہے یا کلام کرے اس سے ساتھ واسطہ کے پردے کے پیچھے سے یا بھیجے طرف اس کے رسول کو سو پہنچا دے اس کو اپنی طرف سے مستلزم ہے یہ نفی رویت کو اس سے حالت کلام کرنے میں اور جواب یہ ہے کہ یہ نہیں مستلزم ہے نفی رویت کو مطلق کہا ہے اس کو قرطبی نے کہا اور رغبت اس چیز کی کہ تقاضا کرتی ہے نفی کلام اللہ کی ہے اوپر غیر ان تین احوال کے سو جائز ہے کہ نہ واقع ہو کلام بیچ حالت دیکھنے کے اور یہ جو کہا کہ لیکن حضرت ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو اس کی اصلی صورت میں دوبار دیکھا تو یہ جواب ہے اصل سوال سے جو مسروق رحمہ اللہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تھا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے بیان اس کا اور وہ قول اس کا ہے ﴿ما کذب الفؤاد ما رای﴾ اور قول اس کا ہے ﴿ولقد راہ نزلة اخری﴾ اور مسلم میں مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام اس

بار اپنی اصلی صورت میں آئے سو آسمان کا کنارہ ڈھانکا اور نسائی میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا اور اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ﴾ حَيْثُ الْوُتْرُ مِنَ الْقَوْسِ.  
باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ پس پہنچے مسافت کو بقدر دونوں زہ کمان کے کہ مراد قوس سے جگہ وتر کی ہے قوس سے یعنی جگہ باندھنے تانت کی اور قاب اس کو کہتے ہیں جو قبضے اور وتر کی جگہ کے درمیان ہے۔

فائدہ: کہا واحدی نے کہ یہ قول جمہور مفسرین کا ہے کہ مراد قوس سے کمان ہے جس کے ساتھ تیر پھینکا جاتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ مراد ساتھ اس کے گز ہے جس کے ساتھ مانپا جاتا ہے اس واسطے کہ قیاس کی جاتی ہے ساتھ اس کے چیز صاحب فتح کہتا کہ لائق ہے کہ یہی قول راجح ہو اس واسطے کہ روایت کی ہے ابن مردویہ نے ساتھ سند صحیح کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مراد قاب سے مقدار ہے اور مراد قوسین سے دو ہاتھ یا دو گز ہیں اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ اگر مراد تیر پھینکنے کی کمان ہوتی تو نہ تمثیل دی جاتی ساتھ اس کے کہ مثنیہ لانے کی حاجت پڑتی سو مثلاً کہا جاتا قاب رمح یا مانند اس کے اور بعضوں نے کہا یہ مقلوب ہے اور مراد قابی قوس ہے اس واسطے کہ قاب اس کو کہتے ہیں جو قبضے اور جگہ وتر کے درمیان ہے سو ہر کمان کے واسطے دو قاب ہیں یعنی ایک قبضے سے ایک طرف اور ایک اس سے دوسری طرف اور یہ جو کہا ﴿او ادنی﴾ یعنی اقرب کہا زجاج نے کہ خطاب کیا ہے اللہ نے عرب کو ساتھ اس چیز کے کہ جس کی ان کو الفت تھی اور معنی یہ ہیں کہ اس چیز میں کہ قادر ہو تم اوپر اس کے اور اللہ جاننے والا ہے چیزوں کو ان کی اصلی حقیقت سے نہیں مترد ہو تمیں نزدیک اس کے اور بعضوں نے کہا کہ او ساتھ معنی بل کے ہے یعنی قریب تر ہے قدر مذکور سے۔ (فتح)

۴۴۷۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان دونوں آیتوں کی تفسیر میں کہ رہ گیا فرق بقدر دو گز یا دو ہاتھ کے کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا کہ اس کے واسطے چھ سو پر ہیں۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ پھر پیغام بھیجا اللہ نے اپنے بندے پر جو بھیجا۔

۴۴۷۹۔ حضرت شیبانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے زر

۴۴۷۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْعُثْمَانِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ زُرَّارَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ﴾ فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَسْعُودٍ أَنَّهُ رَأَىٰ جِبْرِيلَ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ  
بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ﴾.  
۴۴۷۹۔ حَدَّثَنَا طَلْحُ بْنُ غَنَامٍ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ

سے اس آیت کے معنی پوچھے کہ پس رہ گیا فرق بقدر دو ہاتھ کے یا قریب تر سو حکم بھیجا اللہ نے اپنے بندے پر جو بھیجا، کہا زرنے جواب میں کہ خبر دی ہم کو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ مراد یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا کہ اس کے واسطے چھ سو پر ہیں۔

عَنِ الشَّيْطَانِي قَالَ سَأَلْتُ زِرًّا عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ﴾ فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ ﴿قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَنَّهُ مُعْتَمِدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَىٰ جِبْرِيلَ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ﴾

فائدہ: یہ حدیث واضح تر ہے مراد میں اور حاصل یہ ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ تھا کہ حضرت ﷺ نے معراج میں اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا جس کو حضرت ﷺ نے دیکھا وہ جبریل علیہ السلام تھے جیسے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مذہب ہے اور تقدیر آیت کی اس کی رائے پر یہ ہے کہ حکم پہنچایا جبریل علیہ السلام نے طرف بندے اللہ کی ہے کہ وہ محمد ﷺ ہیں اس واسطے کہ اس کی رائے یہ ہے کہ جو قریب ہوا اور اتر آیا وہ جبریل علیہ السلام ہے اور وہی ہے جس نے حضرت ﷺ کو پیغام پہنچایا اور کلام اکثر مفسرین کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ جس نے حکم بھیجا وہ اللہ ہے یعنی فلا وحی میں کہ حکم بھیجا اس نے طرف بندے اپنے محمد ﷺ کے اور بعضوں نے کہا کہ جبریل علیہ السلام کی طرف اور ایک روایت میں ہے کہ جبریل علیہ السلام کے پروں سے موتی اور یاقوت جھڑتے تھے۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ البتہ دیکھی اس نے اپنے رب کی بعض بڑی نشانیاں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ﴾

فائدہ: اختلاف ہے نشانیوں مذکور میں سو بعضوں نے کہا کہ مراد ساتھ ان کے تمام وہ چیزیں ہیں جو حضرت ﷺ نے معراج کی رات میں دیکھیں اور حدیث باب کی دلالت کرتی ہے کہ مراد صفت جبریل علیہ السلام کی ہے۔

۴۴۸۰۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ البتہ حضرت ﷺ نے اپنے رب کی بعض بڑی نشانیاں دیکھیں کہا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہ دیکھا پردے سبز کو کہ آسمان کا کنارہ ڈھانکا ہے۔

۴۴۸۰۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ﴿لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ﴾ قَالَ رَأَىٰ رَفْرَفًا أَخْضَرَ قَدْ سَدَّ الْأَفْقَ

فائدہ: اس حدیث کا ظاہر مخالف ہے تفسیر پہلی کو کہ حضرت ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا لیکن واضح کرتی ہے مراد کو جو نسائی وغیرہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا رفرف سبز پر کہ پر کیا ہے اس کو جو زمین اور آسمان کے درمیان ہے پس جمع ہوتا ہے دونوں حدیثوں سے کہ موصوف جبریل علیہ السلام ہے اور جس صفت پر کہ تھا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا اس کے واسطے چھ سو پر ہیں

آسمان کے کنارے کو ڈھانکا ہے اور مراد یہ ہے کہ جس چیز نے کنارہ ڈھانکا وہ رُفرف ہے جس میں جبریل علیہ السلام تھے سو جبریل علیہ السلام کی طرف کنارے کا ڈھانکنا بطور مجاز کے منسوب ہوا اور نسائی وغیرہ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا رُفرف کے جوڑے میں کہ زمین اور آسمان کا درمیان بھر دیا اور ساتھ اس روایت کے پہچانی جاتی ہے مراد ساتھ رُفرف کے اور یہ کہ وہ حلہ ہے یعنی جوڑا ہے رُفرف کا اور اصل میں رُفرف اس کو کہتے ہیں جو ریشم سے باریک ہو خوب بنا ہوا یعنی باریک ریشم کو کہتے ہیں جو خوب بنا ہوا ہو پھر مشہور ہوا استعمال اس کا پردے میں۔ (فتح) اور رُفرف فرش کو بھی کہتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ «أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ»۔ باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کیا دیکھا ہے تم نے لات اور عزیٰ کو؟۔

۴۴۸۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ لات ایک مرد تھا کہ حاجیوں کے واسطے ستو گھولتا تھا یعنی ستو سے ان کی مہمان نوازی کرتا تھا۔

۴۴۸۱۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ حَدَّثَنَا أَبُو الْجَوَزِ آءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ «الَّلَاتُ وَالْعُزَّىٰ» كَانَتِ اللَّاتُ رَجُلًا يُلْكُ سَوِيْقَ الْحَاجِّ.

فائدہ: اور اختلاف کیا گیا ہے بچ نام اس مرد کے سوروایت کی ہے مجاہد رحمہ اللہ نے فاکہی کے طریق سے کہ تھا ایک مرد جاہلیت میں ایک پتھر پر طائف میں اور اس کے پاس بکریں تھیں سو بکریوں کا دودھ لیتا اور طائف کی کھجوریں اور پیر لے کر حیس بناتا یعنی حلہ اور جو راستے میں اس پر گزرتا اس کو کھلاتا پھر جب وہ مر گیا تو اس کو پوجنے لگے اور کہا بعضوں نے کہ عمرو بن لُحی ہے اور صحیح یہ ہے کہ لات اور ہے اور عمرو بن لُحی اور ہے کہ البتہ روایت کی ہے فاکہی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب لات مر گیا تو عمرو بن لُحی نے لوگوں سے کہا کہ وہ مرا نہیں لیکن وہ پتھر میں گھس گیا ہے تو لوگوں نے اس کو پوجنا شروع کیا اور اس پر ایک گھر بنایا اور پہلے گزر چکا ہے مناقب قریش میں کہ پہلے پہل عمرو بن لُحی نے ہی عرب کو بت پرستی سکھائی اور تھا لات طائف میں کہا ہشام کلبی نے کہ مناة لات سے پرانا تھا سو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو فتح مکہ کے دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حکم سے ڈھایا اور لات منات سے پیچھے بنایا گیا تھا سو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حکم سے ڈھایا جب کہ قوم ثقیف مسلمان ہوئی اور عزیٰ لات سے بھی پیچھے بنایا تھا سو اس کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حکم سے فتح مکہ کے دن ڈھایا۔ (فتح)

۴۴۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يَوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ۴۴۸۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جولات اور عزیٰ کی قسم کھائے تو

چاہیے کہ اس کے بعد لا الہ الا اللہ کہے اور جو اپنے ساتھی سے کہے کہ آ میں تجھ سے جو اکیلوں تو چاہیے کہ خیرات کرے۔

عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِي حَلْفِهِ وَاللَّاتِ وَالْعُزَّى فَلْيُقْلِلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ تَعَالَ أَقَامِرَكَ فَلْيَتَصَدَّقْ.

فائدہ: نسائی اور ابن ماجہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم نو مسلم تھے تازہ اسلام لائے تھے سو میں نے لات اور عززی کی قسم کھائی تو میرے ساتھیوں نے مجھ سے کہا کہ برا ہے جو تو نے کہا تو میں نے یہ حضرت ﷺ سے ذکر کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، الحدیث، کہا خطاب نے کہ قسم سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتی ہے ساتھ معبود اعظم کے سو جب کوئی لات کی قسم کھائے تو وہ کافروں کے مشابہ ہوا سو حکم کیا کہ تدارک کرے اس کو ساتھ کلمہ توحید کے اور کہا ابن عربی نے کہ اگر قسم کھائے ساتھ اس کے قصد سے تو کافر ہو جاتا ہے اور جو نہ جانتا ہو یا غافل ہو تو کہے لا الہ الا اللہ اتارے گا اللہ تعالیٰ اس سے گناہ اس کا اور پھیر دے گا دل اس کے کو بھول سے طرف ذکر کی اور زبان اس کی کو طرف حق کی اور جو لغو اس کی زبان سے جاری ہوا اس کو دور کرے گا اور یہ جو کہا کہ چاہیے کہ صدقہ کرے تو کہا خطاب نے ساتھ اس مال کے کہ اس کے ساتھ جو اکیلے کا ارادہ کرتا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ کوئی صدقہ کرے تا کہ کفارہ ہو اس سے اس بات کا جو اس کی زبان پر جاری ہوئی کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہی ہے صواب دلالت کرتی ہے اس پر جو مسلم کی روایت میں ہے سو چاہیے کہ کچھ چیز کے ساتھ خیرات کرے اور گمان کیا ہے بعضوں نے کہ لازم آتا ہے اس پر کفارہ قسم کا اور اس میں ہے جو ہے، کہا عیاض نے کہ اس حدیث میں حجت ہے واسطے جمہور کے کہ قصد گناہ کا جب قرار پکڑے دل میں تو ہوتا ہے گناہ جو لکھا جاتا ہے اوپر اس کے برخلاف و سو سے کہ جو دل میں قرار نہیں پکڑتا۔ میں کہتا ہوں میں نہیں جانتا کہ کہاں سے لیا ہے اس نے اس کو باوجود تصریح کے حدیث میں ساتھ صادر ہونے قول کے جس جگہ کہ کلام کیا اس نے ساتھ قول اپنے کے آ میں تجھ سے جو اکیلوں سو اس نے اس کو گناہ کی طرف بلایا اور جو بالاتفاق حرام ہے تو اس کی طرف بلانا بھی حرام ہوا سو اس جگہ محض قصد نہیں اور اس مسئلے میں بحث آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِهِ «وَمَنَاةُ الثَّالِثَةُ الْأُخْرَى».

۴۴۸۲ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ سَمِعْتُ عُرْوَةَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَتْ إِنَّمَا كَانَ

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ مناة تیسرا پچھلا۔

۳۳۸۳ - حضرت عروہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا یعنی صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے کا حکم پوچھا باوجود اللہ تعالیٰ کے قول ﴿ان الصفا والمروة من شعائر

اللہ کے تو کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جو لوگ احرام باندھتے تھے واسطے مناء طاعیہ کے جو مثلث میں ہے جو ایک جگہ ہے قدید میں وہ صفا اور مروہ کے درمیان نہ دوڑتے تھے سوائے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں سے ہیں سو طواف کیا درمیان ان کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور مسلمانوں نے، کہا سفیان نے کہ مناء مثلث میں ہے قدید سے، کہا عبد الرحمن بن خالد نے ابن شہاب سے کہا عروہ نے کہ کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ یہ آیت انصار کے حق میں اتری کہ وہ اور قوم غسان مسلمان ہونے سے پہلے مناء کے واسطے احرام باندھتے تھے مانند اس کے اور کہا معمر نے زہری سے اس نے روایت کی عروہ سے اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ انصار کے چند مرد مناء کے واسطے احرام باندھتے تھے اور مناء ایک بت تھا درمیان مکہ اور مدینہ کے انہوں نے کہا یا حضرت! ہم صفا اور مروہ کے درمیان طواف نہ کرتے تھے واسطے تعظیم مناء کے مثل اس کی۔

فائدہ: مثلث ایک جگہ کا نام ہے قدید سے دریا کے کنارے پر اور قدید ایک جگہ معروف ہے درمیان مکہ اور مدینہ کے اور روایت کی ہے فاکہی نے ابن اسحاق کے طریق سے کہ کھڑا کیا عمرو بن لُحی نے مناء کو اوپر کنارے دریا کے جو قدید کے متصل ہے اس کا حج کرتے تھے اور اس کی تعظیم کرتے تھے جب خانے کعبہ کا طواف کرتے اور عرفات سے پھرتے اور منیٰ سے فارغ ہوتے تو مناء کے پاس آتے اور اس کے واسطے احرام باندھتے اور جو اس کے واسطے احرام باندھتا تو صفا اور مروہ کے درمیان طواف نہ کرتا اور یہ جو کہا کہ مناء کی تعظیم کے واسطے تو باقی حدیث طبری کی روایت میں اس طرح ہے کہ انہوں نے پوچھا کہ کیا ہم پر کچھ گناہ ہے کہ ہم صفا اور مروہ کا طواف کریں تو یہ آیت اتری اور ایک روایت میں ہے کہ دونوں گروہ کے حق میں جو طواف کرتے تھے اور جو طواف نہیں کرتے تھے۔

بَابُ قَوْلِهِ «فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا»۔ باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ سجدہ کرو واسطے اللہ کے اور بندگی کرو۔

۴۴۸۴ - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ

۴۴۸۴ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سجدہ کیا

حضرت ﷺ نے سورہ نجم میں اور سجدہ کیا ساتھ آپ کے مسلمانوں اور مشرکوں اور جنوں اور آدمیوں نے متابعت کی ہے عبدالوارث کی ابن طہمان نے ایوب سے اور نہیں ذکر کیا ابن علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو۔

الْوَارِثُ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّجْمِ وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ تَابَعَهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَيُّوبَ وَلَمْ يَذْكُرْ ابْنُ عَلِيٍّ ابْنَ عَبَّاسٍ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جب یہ سورت اتری جس میں نجم کا ذکر ہے تو سجدہ کیا واسطے اس کے آدمیوں اور جنوں نے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دہرایا جن اور انسان کو باوجود داخل ہونے ان کے مسلمانوں میں واسطے نفی و ہم خاص ہونے اس کے کی ساتھ آدمیوں کے اور جو اس میں کلام ہے اس کو میں اگلی حدیث میں ذکر کروں گا کہا کرمانی نے کہ سجدہ کیا مشرکوں نے ساتھ مسلمانوں کے اس واسطے کہ وہ پہلا سجدہ ہے جو اتر اسوارادہ کیا انہوں نے مسلمانوں کے معارضہ کا ساتھ سجدے کے واسطے معبود اپنے کے یا واقع ہوا ان سے یہ بلا قصد یا خوف کیا انہوں نے اس مجلس میں اپنے مخالفوں سے میں کہتا ہوں کہ تینوں احتمال میں نظر ہے پہلا احتمال واسطے عیاض کے ہے اور دوسرا احتمال مخالف ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے سیاق کو اس واسطے کہ اس میں زیادہ ہے کہ جس کو اس نے مستثنیٰ کیا ہے اس نے کنکریوں کی لپ لے کر اس پر اپنا ماتھا رکھا اس واسطے کہ یہ ظاہر ہے قصد میں اور تیسرا احتمال بعید تر ہے اس واسطے کہ مسلمان لوگ ہی اس وقت مشرکوں سے ڈرتے تھے نہ عکس اور یہ جو کہا گیا ہے کہ یہ بہ سبب ڈالنے شیطان کے تھا حضرت ﷺ کی قرأت میں نہیں صحیح ہے وہ عقل سے اور نہ نقل سے اور جو تامل کرے اس میں جو وارد کیا ہے میں نے اس کو سورہ حج کی تفسیر میں تو پہچانے گا وجہ صواب کی مسئلے میں اللہ کی حمد کے ساتھ۔ (فتح)

۴۴۸۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پہلے سورت جس میں سجدہ اتر سورہ نجم ہے کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے سو سجدہ کیا حضرت ﷺ نے اور سجدہ کیا اس نے جو آپ کے پیچھے تھا مگر ایک مرد نے کہ میں نے اس کو دیکھا کہ اس نے مٹی کی ایک مٹھی لی اور اس پر سجدہ کیا سو میں نے اس کو اس کے بعد دیکھا کہ کفر کی حالت میں مارا گیا اور وہ امیہ بن خلف تھا۔

۴۴۸۵ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنِي أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا إِسْرَافِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَوَّلُ سُورَةٍ أُنْزِلَتْ فِيهَا سَجْدَةٌ وَالنَّجْمُ قَالَ فَسَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَجَدَ مَنْ خَلْفَهُ إِلَّا رَجُلًا رَأَيْتُهُ أَخَذَ كَفًّا مِنْ تُرَابٍ فَسَجَدَ عَلَيْهِ فَرَأَيْتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ قَتِلَ كَافِرًا وَهُوَ أُمَيَّةٌ



نَنْ حَلْفٍ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے سجدہ کیا یعنی جب اس کی قرأت سے فارغ ہوئے اور میں نے اس کا بیان سورہ حج میں کر دیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے اور سبب بیچ اس کے اور ایک روایت میں اس حدیث کے اول میں ہے کہ پہلی سورت جس کو حضرت ﷺ نے ظاہر کیا اور اس کو لوگوں پر کھلم کھلا پڑھا سورہ نجم ہے اور یہ جو کہا کہ مگر ایک مرد تو ایک روایت میں ہے سو نہ باقی رہا قوم میں سے کوئی مگر کہ اس نے سجدہ کیا اور قوم میں سے ایک شخص نے انگوروں کی مٹھی لی اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ سب نے سجدہ کیا لیکن نسائی نے مطلب سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے کئے میں سورہ نجم پڑھی اور سجدہ کیا اور سجدہ کیا اس نے جو آپ کے پاس تھا اور میں نے انکار کیا کہ سجدہ کروں اور وہ اس دن مسلمان نہ ہوا تھا کہ مطلب نے سو میں اس میں کبھی سجدہ نہیں چھوڑتا سو محمول ہوگی تعیم ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس پر کہ وہ بہ نسبت اس شخص کے ہے جس پر ان کو اطلاع ہوئی اور بعض کہتے ہیں جس نے سجدہ نہیں کیا تھا وہ ولید بن مغیرہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ سعید بن عاص ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ابولہب ہے اور بعضوں نے کہا کہ وہ منافق ہے اور رد کیا گیا ہے یہ ساتھ اس کے کہ واقع ہوا ہے یہ قصہ کئے میں بغیر خلاف کے اور اس وقت ابھی نفاق ظاہر نہیں ہوا تھا اور جزم کیا ہے واقعہ نے کہ یہ قصہ پانچویں سال میں تھا اور پہلی ہجرت حبشہ کی طرف رجب کے مہینے میں تھی سو جب ان کو یہ حال پہنچا کہ مشرکوں نے مسلمانوں کے ساتھ سجدہ کیا ہے تو وہ کئے میں پھر آئے یعنی اس گمان سے کہ کافر مسلمان ہو گئے سو ان کو بدستور کفر پر پایا پھر انہوں نے دوسری بار مدینے کی طرف ہجرت کی اور احتمال ہے کہ چاروں نے نہ سجدہ کیا ہو اور تعیم ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت اطلاع ان کی کے ہے جیسا کہ میں نے کہا۔ (فتح)

سُورَةُ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ

سورة اقتربت الساعة کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ

قَالَ مُجَاهِدٌ (مُسْتَمِرٌّ) ذَاهِبٌ.

یعنی کہا مجاہد نے کہ مستمر کے معنی ہیں جانے والا اور باطل ہونے والا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَيَقُولُوا سَحَرٌ مُسْتَمِرٌّ﴾۔

یعنی مزدجر کے معنی ہیں نہایت کو پہنچنے والا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنَ الْاَنْبَاءِ مَا فِيهِ مُزْدَجَرٌ﴾ یعنی یہ قرآن اور مہتہا ہی ساتھ صیغہ فاعل کے ہے یعنی نہایت کو پہنچنے والا جھڑک میں نہیں متصور ہے اس پر اور زیادتی۔

(مُزْدَجَرٌ) مُتَّاهٍ.

یعنی از دجر کے معنی ہیں دراز ہوا جنوں اس کا۔

(وَاَزْدَجَرَ) فَاسْتَطِيرَ جُنُونًا.

فائدہ: سو ہوگا کلام ان کی سے معطوف ان کے قول پر مجنون، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿قَالُوا مَجْنُونٌ وَازْدَجَرَ﴾ اور کہا بعض نے کہ اللہ تعالیٰ نے خردی ان کے فعل سے کہ انہوں نے اس کو جھڑکا۔

﴿دُسِرَ﴾ أَضْلَاعُ السَّفِينَةِ۔ دسر کے معنی ہیں اطراف کشتی کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما

سے روایت ہے کہ کشتی کی میخیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَحَمَلْنَاهُ عَلَىٰ ذَاتِ الْوَاحِدِ وَدُسِرَ﴾۔

﴿لَمَنْ كَانَ كُفْرًا﴾ يَقُولُ كُفْرًا لَهُ جَزَاءٌ یعنی کفر کے معنی ہیں کفر کیا گیا واسطے اس کے یعنی نوح علیہ السلام کے کہ کافروں نے اس کو جھٹلایا اور اس کی قدر نہ جانی۔

فائدہ: اور موصول کیا ہے اس کو فریابی نے ساتھ اس لفظ کے لمن کان کفر باللہ اور یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ وہ اس کو ماضی معلوم کے صیغہ پر پڑھتا تھا بدلہ ہے اللہ سے ہم نے ساتھ نوح علیہ السلام کے اور اس کی قوم کے جو کیا بدلہ تھا اس چیز کا کہ کیا گیا ساتھ نوح علیہ السلام کے اور ساتھیوں اس کے کی کہتا ہے کہ غرق کیے گئے بہ سبب نوح علیہ السلام کے اور حاصل معنی کا یہ ہے کہ جو واقع ہوا ساتھ ان کے غرق سے تھا بدلہ نوح علیہ السلام کا کافروں سے اور وہی تھا جو کفر کیا گیا یعنی انکار کیا گیا اور جھٹلایا گیا کہ کافروں نے اس کو جھٹلایا تھا اور حمید اعرج نے کفر کو ساتھ لفظ معلوم کے پڑھا ہے پس لام اس کے قول لمن میں اس بنا پر واسطے قوم نوح کے یعنی یہ بدلہ ہے واسطے قوم نوح کے یعنی کافروں کے کہ انہوں نے اس کو جھٹلایا۔ (فتح)

﴿مُحْتَضِرٌ﴾ يَحْضُرُونَ الْمَاءَ۔ یعنی محتضر کے معنی ہیں کہ حاضر ہوتے ہیں پانی پر اللہ

تعالیٰ نے فرمایا کل شرب محتضر یعنی حاضر ہوتے ہیں پانی پر جب غائب ہوتی ہے اونٹنی اور جب اونٹنی کی باری ہوتی تو وہ پانی پر حاضر ہوتی۔

کہا ابن جبیر نے کہ مہطعین کے معنی ہیں نسلان یعنی جب یعنی جلد چلنا پاس پاس قدم رکھ کر اور سراع اس کی تاکید ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿مَهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ﴾۔

یعنی اس کے غیر نے کہا کہ اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ پس دست درازی کی سوا اس کی کوچیں کاٹیں۔

وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ ﴿مُهْطِعِينَ﴾ النَّسْلَانُ الْخَبَبُ السَّرَاعِ۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿فَتَعَاطَى﴾ فَعَاطَهَا بِيَدِهِ فَعَقَرَهَا۔

فائدہ: کہ ابن تین نے کہ نہیں جانتا میں واسطے قول اس کے کی کہ عاٹھا کوئی وجہ مگر یہ کہ مقلوب ہے یعنی لام کو عین

پر مقدم کیا ہو اس واسطے کہ عطا کے معنی ہیں پکڑنا ہاتھ سے۔

﴿الْمُحْطَرِّ﴾ كَحِطَارٍ مِنَ الشَّجَرِ یعنی اللہ کے قول ﴿كَهَشِيمِ الْمُحْتَضِرِ﴾ کے معنی ہیں مُحْطَرِّ قی۔ مانند باڑ درخت کے جو جلے ہوئے ہوں۔

فائدہ: طبری نے زید بن اسلم کے طریق سے روایت کی ہے کہ اونٹوں اور مواشی کے واسطے خش کانٹوں کی باڑ بناتے تھے کہ مواشی اس کے اندر رہیں سو یہی مراد ہے اللہ کے اس قول سے ﴿كَهَشِيمِ الْمُحْتَضِرِ﴾ اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ مراد مٹی ہے جو دیوار سے گرتی ہے اور قتادہ سے روایت ہے کہ مانند را کھ چلی ہوئی کے۔ (فتح)

﴿أَزْدُجَرَ﴾ أَفْعَلَ مِنْ زَجَرَتْ۔ یعنی ازد جو افعال ہے زجرت سے یعنی تا افعال کو دال سے بدل کیا۔

﴿كُفِّرَ﴾ فَعَلْنَا بِهِ وَبِهِمْ مَا فَعَلْنَا جَزَاءً لِمَا صُنِعَ بَنُوْحٍ وَأَصْحَابِهِ۔ یعنی آیت ﴿جَزَاءَ لِمَنْ كَانَ كُفْرًا﴾ کے یہ معنی ہیں کہ کیا ہم نے نوح علیہ السلام اور ان کی قوم سے جو معاملہ کیا واسطے جزا اس کام کے جو نوح علیہ السلام اور اس کی قوم سے کیا گیا۔

﴿مُسْتَقَرٌّ﴾ عَذَابٌ حَقٌّ۔ یعنی مستقر کے معنی ہیں عذاب حق، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿عَذَابٌ مُسْتَقَرٌّ﴾۔

فائدہ: اور قتادہ سے روایت ہے کہ قرار گیر ہے ساتھ اس کے دوزخ کی آگ تک اور روایت ہے مجاہد سے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ ﴿وَكُلُّ أَمْرٍ مُسْتَقَرٌّ﴾ کہا دن قیامت کا اور ابن جریج سے روایت ہے کہ قرار گیر ہے ساتھ اہل اپنے کے۔

﴿يُقَالُ الْأَشْرُ الْأَمْرُ وَالْتَجَبُرُ﴾ کہا جاتا ہے کہ اشر کے معنی ہیں اترانا اور بڑائی مارنا۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿سَيَعْلَمُونَ غَدًا مِنَ الْكَذَابِ الْأَشْرُ﴾ اور مراد ساتھ کل کے دن قیامت کا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَأَنشَقَّ الْقَمَرُ وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرَضُوا﴾ باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ پھٹ گیا چاند اور اگر وہ دیکھیں کوئی نشانی تو کہیں یہ جادو ہے قوی۔

۴۴۸۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ وَسُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ إِنَشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةٌ فَوْقَ الْجَبَلِ

۴۴۸۶۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علیہ السلام کے زمانے میں چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور ایک ٹکڑا نیچے تو حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ گواہی دو اس معجزے پر یا گواہ رہو اس معجزے پر۔

وَفَرَقَهُ دُونَہُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِشْهَدُوا.

۴۴۸۷ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَارَ فَرَقَتَيْنِ فَقَالَ لَنَا إِشْهَدُوا إِشْهَدُوا.

۴۴۸۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي بَكْرٌ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ فِي زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۴۸۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلَ أَهْلَ مَكَّةَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً فَأَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ.

۴۴۹۰ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ فَرَقَتَيْنِ.

فائدہ: چاند پھٹنے کا بیان اول سیرت نبویہ میں گزر چکا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا جَزَاءُ لِمَنْ كَانَ كُفْرًا وَلَقَدْ تَرَكْنَاهَا آيَةً فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ﴾.

۴۴۸۷ - حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پھٹ گیا چاند اور حالانکہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ تھے سو ہو گیا دو ٹکڑے تو حضرت ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ گواہی دو، گواہی دو۔

۴۴۸۸ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پھٹ گیا چاند حضرت ﷺ کے زمانے میں۔

۴۴۸۹ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کئے والوں نے سوال کیا کہ ان کو کوئی نشانی دکھلائیں سو حضرت ﷺ نے ان کو چاند کا پھٹنا دکھلایا۔

۴۴۹۰ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ بہتی ہے ہماری آنکھوں کے سامنے بدلہ واسطے اس کے جس کو جھٹلایا گیا یعنی نوح علیہ السلام کو اور ہم نے رہنے دیا اس کشتی کو نشانی کیا پس کوئی ہے نصیحت پکڑنے والا۔

فائدہ: مناسب واسطے قول قتادہ رحمہ اللہ کے پچھلی آیت ہے اور قول قتادہ رحمہ اللہ کا یہ ہے۔

قَالَ قَتَادَةُ أَبْقَى اللَّهُ سَفِينَةَ نُوحٍ حَتَّى  
أَدْرَكَهَا أَوَّلُ هَذِهِ الْأُمَّةِ.  
یعنی کہا قتادہ رحمہ اللہ نے کہ اللہ نے نوح علیہ السلام کی کشتی کو باقی  
رکھا یہاں تک کہ اس امت کے پہلے لوگوں نے اس کو پایا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جودی پہاڑ پر اور اس کے بعد بہت کشتیاں راکھ ہو گئیں۔

۴۴۹۱ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا  
شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ  
عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ يَقْرَأُ ﴿فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ﴾.  
۴۴۹۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے  
حضرت ﷺ پڑھتے ﴿فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ﴾۔

فائدہ: یعنی ساتھ دال مہملہ کے اور اس کا سبب یہ ہے کہ بعض سلف نے اس کو ذال معجمہ کے ساتھ پڑھا ہے اور وہ  
بھی قتادہ ہی سے منقول ہے پھر بخاری نے اس حدیث کے واسطے پانچ باب باندھے ہیں ہر ترجمہ میں اس سورہ کی  
ایک آیت ہے اور سب بابوں میں حدیث مذکور کو بیان کیا تاکہ بیان کرے کہ لفظ مدکر سب میں ایک ہے یعنی ساتھ  
دال کے ہے سب سورتوں میں اور البتہ مکرر آیا ہے لفظ مدکر کا اس سورت میں باعتبار مکرر ہونے قصوں کے پہلی امتوں  
کے خبروں سے واسطے استدعاء افہام سامعین کے تاکہ نصیحت پکڑیں اور کہا پہلی حدیث میں کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ یسرنا  
کے معنی ہیں کہ ہم نے اس کی قرأت کو آسان کیا اور کہا دوسرے میں ابو اسحاق سے کہ ایک مرد نے اسود سے پوچھا  
مدکر دال کے ساتھ ہے یا ذال کے ساتھ یعنی معجمہ کے ساتھ ہے یا مہملہ کے پھر ذکر کی ساری حدیث اور اس کے اخیر  
میں ہے کہ دال کے ساتھ ہے اور لفظ تیسری اور چوتھی کا مثل اول کے ہے اور پانچویں حدیث کا لفظ یہ ہے کہ عبداللہ  
بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے حضرت ﷺ پر مذکر پڑھا یعنی ذال معجمہ سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دال مہملہ کے  
ساتھ ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ  
فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ يَسَّرْنَا  
هُوَ نَا قِرَاءَتَهُ.  
باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ البتہ ہم نے آسان کیا  
قرآن کو سو کیا کوئی ہے نصیحت پکڑنے والا، کہا مجاہد رحمہ اللہ  
نے کہ یسرنا کے معنی ہیں کہ آسان کیا ہم نے اس کی  
قرأت کو۔

۴۴۹۲ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ  
عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
۴۴۹۲۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ  
﴿فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ﴾ پڑھتے تھے۔

وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ ﴿فَهَلْ مِنْ مُذَكِّرٍ﴾.  
بَابُ قَوْلِهِ ﴿أَعْجَازُ نَحْلِ مُنْقَعِرٍ فَكَيْفَ  
كَانَ عَذَابِي وَنَذْرِي﴾.

ڈرانا۔

۴۴۹۳۔ حضرت ابو اسحاق سے روایت ہے کہ اس نے سنا  
ایک مرد کو اسود سے پوچھا کہ مکر ہے یا مذکر یعنی ساتھ مہملہ  
کے ہے یا مجملہ کے تو اسود نے کہا کہ میں نے سنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ  
سے کہ پڑھتا تھا اس آیت کو فصل من مکر یعنی ساتھ مہملہ کے  
کہا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اس کو  
﴿فهل من مذکر﴾ یعنی مہملہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ سو ہو گئی جیسے روندی  
بار کائناتوں کی اور البتہ ہم نے آسان کیا ہے قرآن کو سو  
کیا کوئی ہے نصیحت پکڑنے والا۔

۴۴۹۴۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے پڑھا ﴿فهل من مذکر﴾ یعنی ساتھ دال مہملہ کے آخر  
آیت تک۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور پڑا ان پر صبح کو سویرے  
عذاب جو ٹھہرا تھا اب چکھو میرا عذاب اور میرا ڈر۔  
۴۴۹۵۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے پڑھا ﴿فهل من مذکر﴾ یعنی ساتھ دال مہملہ کے۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ البتہ ہم نے ہلاک کیا  
تمہاری مثلوں کو سو کیا کوئی ہے نصیحت پکڑنے والا؟۔

۴۴۹۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ  
أَبِي إِسْحَاقَ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا سَأَلَ الْأَسْوَدَ  
﴿فَهَلْ مِنْ مُذَكِّرٍ﴾ أَوْ مُذَكِّرٍ فَقَالَ سَمِعْتُ  
عَبْدَ اللَّهِ يَقْرُؤُهَا ﴿فَهَلْ مِنْ مُذَكِّرٍ﴾ قَالَ  
وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقْرُؤُهَا ﴿فَهَلْ مِنْ مُذَكِّرٍ﴾ ذَالًا.  
بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ  
وَلَقَدْ يَسْرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ  
مُذَكِّرٍ﴾.

۴۴۹۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ شُعْبَةَ  
عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ قَرَأَ ﴿فَهَلْ مِنْ مُذَكِّرٍ﴾ الْآيَةَ.  
بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَقَدْ صَبَّحَهُم بُكْرَةً  
عَذَابٌ مُسْتَقَرٌّ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنَذْرِي﴾.  
۴۴۹۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا غَنْدَرٌ حَدَّثَنَا  
شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ  
عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَنَّهُ قَرَأَ ﴿فَهَلْ مِنْ مُذَكِّرٍ﴾.  
بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ  
فَهَلْ مِنْ مُذَكِّرٍ﴾.

۴۴۹۶۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پڑھائیں  
نے حضرت رضی اللہ عنہ پر ﴿فہل من مذکر﴾ یعنی ساتھ ذال معجمہ  
کے تو حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ﴿فہل من مذکر﴾ ہے یعنی  
ساتھ دال مہملہ کے یعنی بغیر نقطہ کے۔

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: مذکر کا اصل مذکر ہے ساتھ تا کہ بعد ذال معجمہ کے پھر بدلائی گئی ت ساتھ دال مہملہ کے پھر ذال کو بھی دال  
کے ساتھ بدل دیا گیا واسطے قریب ہونے ایک کے دوسرے سے پھر ایک کو دوسرے میں ادغام کیا گیا اور معجمہ اس  
حرف کو کہتے ہیں جس پر نقطہ ہو اور مہملہ اس حرف کو کہتے ہیں جو بلا نقطہ ہو۔ (فتح)

باب قولہ ﴿سَيَهْرَمُ الْجَمْعُ وَيُولُونَ الدُّبُرَ﴾  
باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اب شکست کھائے گی  
یہ جماعت اور بھاگے گی پیٹھ دے کر۔

۴۴۹۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ  
حضرت رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر کے دن فرمایا اور آپ ایک خیمے  
میں تھے کہ الہی! میں تجھ کو تیرا قول یاد دلاتا ہوں یعنی کمال  
عاجزی سے تیرے عہد و پیمان کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں،  
الہی! اگر تو چاہے تو آج کے بعد تیری بندگی نہ ہوگی تو صدیق  
اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ کفایت کرتا ہے آپ کو  
جو کہا یعنی آپ کو اتنی دعا کفایت کرتی ہے آپ نے اپنے  
رب کی پرلے سرے کی التجا کی اور حضرت رضی اللہ عنہما زہ میں  
کو دتے تھے سو خیمے سے باہر نکلے اور حالانکہ فرماتے تھے کہ  
اب کافروں کا لشکر بھاگے گا اور پیٹھ پھیرے گا بلکہ قیامت  
ہے ان کے وعدے کا وقت اور قیامت سخت تر اور بہت کڑوی  
ہے۔

۴۴۹۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
حَوْشِبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ  
عَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ح وَحَدَّثَنِي  
مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ وَهْبٍ  
حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ فِي قَبِيَّةٍ يَوْمَ بَدْرٍ اللَّهُمَّ  
إِنِّي أُنْشِدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اللَّهُمَّ إِن تَشَأْ  
لَا تُعَبِّدْ بَعْدَ الْيَوْمِ فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ فَقَالَ  
حَسْبُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ الْحَحْتُ عَلَى رَبِّكَ  
وَهُوَ يَنْبُ فِي الدَّرْعِ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ  
﴿سَيَهْرَمُ الْجَمْعُ وَيُولُونَ الدُّبُرَ﴾

فائدہ: یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مرسل حدیثوں سے ہے اور شاید اٹھایا ہے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر  
فاروق رضی اللہ عنہ سے۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ بلکہ قیامت ہے ان کے وعدے کی جگہ اور قیامت سخت تر اور بہت کڑی ہے اور امر ماخوذ ہے مرارت ساتھ معنی کڑوا ہونے کے۔

فائدہ: معنی اس کے یہ ہیں کہ سخت تر ہے اور ان کے عذاب جنگ بدر سے۔

۴۴۹۸۔ حضرت یوسف بن ماہک سے روایت ہے کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا اس نے کہا کہ البتہ اتاری گئی حضرت ﷺ پر یہ آیت کے میں اور حالانکہ میں لڑکی تھی کھیتی بلکہ قیامت ہے ان کے وعدے کی جگہ اور قیامت سخت تر اور بہت کڑی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَذْهَى وَأَمْرٌ﴾ يَعْنِي مِنَ الْمَرَارَةِ.

۴۴۹۸۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ مَاهِكٍ قَالَ إِنِّي عِنْدَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ لَقَدْ أَنْزَلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَإِنِّي لَجَارِيَةُ الْعَبُ ﴿بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَذْهَى وَأَمْرٌ﴾.

فائدہ: یہ حدیث مختصر ہے اور پوری حدیث فضائل قرآن میں آئے گی۔

۴۴۹۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ بدر کے دن فرمایا اور حالانکہ آپ ایک خیمے میں تھے کہ الہی! میں تجھ کو تیرا قول قرار یاد دلاتا ہوں الہی! اگر تو چاہے تو آج کے بعد کبھی تیری بندگی نہ ہوگی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ یا حضرت! آپ کو اتنی دعا کفایت کرتی ہے آپ نے اپنے رب کی دعا میں بہت مبالغہ کیا اور حضرت ﷺ زہ پہنے تھے سو خیمے سے باہر نکلے اور کہتے تھے کہ اب کافروں کا لشکر بھاگ جائے گا اور پیٹھ پھیرے گا بلکہ قیامت ہے ان کے وعدے کی جگہ اور قیامت سخت تر اور بہت کڑی ہے۔

۴۴۹۹۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ لَهُ يَوْمَ بَدْرٍ أَنَشِدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تَعْبُدْ بَعْدَ الْيَوْمِ أَبَدًا فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ وَقَالَ حَسْبُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَدْ أَلْحَمْتَ عَلَى رَبِّكَ وَهُوَ فِي الدَّرْعِ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ ﴿سَيَهْزِمُ الْجَمْعُ وَيُؤَلُّونَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَذْهَى وَأَمْرٌ﴾.

سورہ رحمن کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ الرَّحْمَنِ

فائدہ: اکثر علماء نے الرحمن کو آیت گنا ہے اور وہ مبتدا ہے اس کی خبر مخدوف ہے اور وہ علم القرآن ہے۔

﴿وَأَقِمْوَا الْوِزْنَ﴾ يُرِيدُ لِسَانَ



المیزان

ہے یعنی سیدھی رکھو زبان ترازو کی یعنی انصاف سے تولو اور مت گھٹاؤ تول میں۔

اور عصف اللہ کے اس قول ﴿وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ﴾ سبزہ کھیتی کا ہے جب کاٹی جائے اس سے کوئی چیز پہلے پکنے اس کے سے سو یہ ہے عصف اور ریحان اپنے اس کے ہیں اور حب وہ ہے جو کھایا جاتا ہے یعنی اناج اور ریحان عرب کی کلام میں رزق کو کہتے ہیں، عرب کہتے ہیں نکلے ہم عصف کرتے کھیتی کو جب کہ کاٹیں اس سے کوئی چیز پکنے سے پہلے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عصف سبز کھیتی کے پتوں کو کہتے ہیں جو اوپر سے کاٹے جائیں سو وہ عصف ہے جب کہ خش ہو جائے اور کہا بعض نے کہ عصف سے مراد وہ چیز ہے جو کھائی جاتی ہے اناج سے اور ریحان نسیج ہے جو نہیں کھایا جاتا اور اس کے غیر نے کہا کہ عصف گندم کے پتوں کو کہتے ہیں اور کہا ضحاک نے کہ عصف بھسی ہے اور ابن ابی حاتم نے ضحاک سے روایت کی ہے کہ وصف گندم اور جو ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ریحان وہ ہے جب سیدھی ہو کھیتی اپنی نالی پر اور بالی نہ لگی ہو اور کہا ابو مالک نے کہ عصف وہ چیز ہے جو پہلے پہل اگتا ہے اور کسان اس کا نام بور رکھتے ہیں یعنی نہایت باریک سبزہ کھیتی کا جو پہلے پہل اگتا ہے اور کہا مجاہد نے کہ عصف گندم کے پتے ہیں اور ریحان رزق ہے۔

یعنی مارج کے معنی اللہ کے اس قول میں ﴿وَخُلِقَ الْجَانُ مِنْ مَّارِجٍ مِنْ نَارٍ﴾ لپٹ ہے زرد اور سرخ جو آگ کے

وَالْعَصْفُ بَقْلُ الزَّرْعِ إِذَا قُطِعَ مِنْهُ شَيْءٌ قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَ فَذَلِكَ الْعَصْفُ ﴿وَالرَّيْحَانُ﴾ رَزَقُهُ ﴿وَالْحَبُّ﴾ الَّذِي يُؤْكَلُ مِنْهُ وَالرَّيْحَانُ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ الرِّزْقُ وَقَالَ بَعْضُهُمُ وَالْعَصْفُ يُرِيدُ الْمَأْكُولَ مِنَ الْحَبِّ وَالرَّيْحَانُ النَّضِيجُ الَّذِي لَمْ يُؤْكَلْ وَقَالَ غَيْرُهُ الْعَصْفُ وَرَقُ الْحِنْطَةِ وَقَالَ الضَّحَّاكُ الْعَصْفُ التِّينُ وَقَالَ أَبُو مَالِكٍ الْعَصْفُ أَوَّلُ مَا يَنْبُتُ تَسْمِيهِ النَّبَطُ هَبُورًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْعَصْفُ وَرَقُ الْحِنْطَةِ وَالرَّيْحَانُ الرِّزْقُ.

وَالْمَارِجُ اللَّهَبُ الْأَصْفَرُ وَالْأَخْضَرُ الَّذِي يَغْلُو النَّارَ إِذَا أُوقِدَتْ.

اوپر آتی ہے جب کہ جلائی جائے۔

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی ﴿رب المشرقین ورب المغربین﴾ میں یعنی واسطے سورج کے ایک مشرق یعنی چڑھنے کی جگہ جاڑے میں اور ایک مشرق گرمی میں ہے اور اسی طرح سورج کے واسطے ایک مغرب یعنی ڈوبنے کی جگہ جاڑے میں اور ایک گرمی میں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿رب المشارق والمغارب﴾ کہ واسطے اس کے ہر دن میں ایک مشرق ہے اور ایک مغرب ہے۔

یعنی لا یغیان کے معنی ہیں کہ آپس میں ملتے نہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿بینہما برزخ لا یغیان﴾۔

﴿لَا یَغْیَانِ﴾ لَا یَخْتَلِطَانِ۔

فائدہ: روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ان کے درمیان بعد سے ہے وہ چیز کہ نہیں تعدی کرتا ہر ایک دونوں میں سے اپنے ساتھی پر اس قول کی بنا پر کہ اس کے یقینان میں ان مقدر ہے اور یہ قوی کرتا ہے اس شخص کے قول کو جو کہتا ہے کہ مراد ساتھ بحرین کے اللہ تعالیٰ کے قول میں دریا فارس کا اور دریا روم کا ہے اس واسطے کہ دونوں کے درمیان مسافت بہت دراز ہے اور بیٹھا یعنی دریائے نیل مثلاً گرتا ہے تلخ میں پس کس طرح جائز ہے نفی آپس میں ملنے ان کے کی یا کہا جائے گا کہ ان کے درمیان دوری ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا قول ﴿وہو الذین موج البحرین ہذا عذب فرات سانع شرابہ و ہذا ملح اجاج﴾ وارد ہوتا ہے اوپر اس کے سوشاید مراد ساتھ بحرین کے دونوں جگہ میں مختلف ہے اور تائید کرتا ہے اس کی قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اس جگہ میں ﴿یخرج منهما اللؤلؤ والمرجان﴾ اس واسطے کہ لؤلؤ دریا فارس سے نکلتے ہیں اور مرجان بحر روم ہے اور لیکن نیل سونہ اس سے موتی نکلتے ہیں اور نہ مرجان اور جو کہتا ہے کہ مراد دونوں آیتوں میں بحرین سے ایک ہے اور دونوں دریا بیٹھا اور کڑوا ہے تو اس نے جواب دیا ہے کہ معنی قول اس کے منہما یعنی ایک سے اور معنی یہ ہیں کہ نکلتے ہیں موتی اور مرجان کڑوے سے اس جگہ سے کہ پہنچتا ہے طرف اس کی بیٹھا اور وہ معلوم ہے غوطہ مارنے والوں کو سوغویا کہ جب دونوں مل کر ایک چیز ہو گئے تو کہا کہ دونوں سے نکلتے ہیں اور البتہ اختلاف ہے کہ مرجان سے کیا مراد ہے سول بعض کہتے ہیں مرجان وہی ہیں جو لوگوں کے درمیان آب معروف ہے اور بعض کہتے ہیں کہ لؤلؤ بڑے موتی ہیں اور مرجان چھوٹے ہیں اور اس بنا پر پس ہوگی مراد دریا فارس کا اس واسطے کہ اسی سے موتی نکلتے ہیں اور سیپ جگہ پڑتا ہے طرف اس مکان کے کہ گرتا ہے

اس میں پانی بیٹھا، کما تقدم، واللہ اعلم۔ (فتح)  
 ﴿الْمُنْشَاتُ﴾ مَا رُفِعَ قَلْعُهُ مِنَ الشُّفَنِ  
 فَأَمَّا مَا لَمْ يَرْفَعْ قَلْعُهُ فَلَيْسَ بِمُنْشَاةٍ.

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَنَحَاسٌ﴾ النَّحَاسُ  
 الصُّفْرُ يُصَبُّ عَلَى رُؤُوسِهِمْ فَيَعْدَبُونَ  
 بِهِ.

﴿خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ﴾ يَهُمُّ بِالْمَعْصِيَةِ  
 فَيَذْكُرُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فَيَتَرُكُهَا.

الشَّوَاطِلُ لَهَا مِنْ نَارٍ.

﴿مُدَّهَا مَتَانٌ﴾ سَوْدَاوَانِ مِنَ الرَّبِّ.  
 ﴿صَلْصَالٌ﴾ طِينٌ خِلَطَ بِرَمْلٍ فَصَلْصَلٌ  
 كَمَا يُصَلْصَلُ الْفَخَّارُ وَيُقَالُ مُتْنٌ  
 يُرِيدُونَ بِهِ صَلٌّ يُقَالُ صَلْصَالٌ كَمَا  
 يُقَالُ صَرَّ الْبَابُ عِنْدَ الْإِعْلَاقِ  
 وَصَرَّ صَرٌّ مِثْلُ كَبْكَبْتُهُ يَعْنِي كَبَيْتُهُ.

معنی المنشات کے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿ولہ  
 الجوار المنشات فی البحر کالاعلام﴾ وہ کشتی  
 ہے جو اٹھایا گیا بادبان اس کا اور بہر حال کشتی کہ نہیں  
 اٹھایا گیا بادبان اس کا تو اس کو منشات نہیں کہتے۔

یعنی کہا مجاہد نے اللہ کے اس قول میں ﴿یرسل علیکما  
 شواط من نار ونحاس فلا تتصران﴾ کہ نحاس کے  
 معنی ہیں پیتل کہ ڈالا جائے گا ان کے سر پر عذاب ہوگا  
 ان کو اس کے ساتھ۔

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ جو کوئی ذرا کھڑے  
 ہونے سے اپنے رب کے آگے اس کے لیے ہیں دو باغ  
 یعنی اللہ سے ڈرنے کے یہ معنی ہیں کہ آدمی گناہ کا قصد  
 کرتا ہے پھر اس کو اللہ یاد آتا ہے تو اس کو چھوڑ دیتا ہے۔

یعنی شواط کے معنی ہیں لپٹ آگ کی۔

یعنی نہایت سبزے سے سیاہ نظر آتے ہیں۔

اللہ نے فرمایا ﴿خلق الانسان من صلصال  
 کالفخار﴾ یعنی معنی صلصال کے اللہ کے اس قول میں  
 یہ ہیں کہ مٹی ریت سے ملائی گئی سو کھٹکتی ہے جیسے  
 کھٹکتی ہے ٹھیکری اور بعض کہتے ہیں کہ صلصال کے  
 معنی ہیں بدبودار یعنی اس کے معنی ہیں صل کہا جاتا ہے  
 صلصال جیسے کہا جاتا ہے کہ آواز کی دروازے نے وقت  
 بند کرنے کے اور صرصر مثل ان دونوں لفظوں کے یعنی  
 جیسے صرصر کو صر اور کبکبتہ کو کببتہ پڑھنا جائز ہے اس طرح  
 صلصل کو صل پڑھنا جائز ہے

فائدہ: اس کا بیان بدء الخلق کے ابتدا میں گزر چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ﴾ یعنی ان دونوں بہشت میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں اور کہا بعضوں نے کہ کھجوریں اور انار میوے میں داخل نہیں یعنی اس کو فاکہہ نہیں کہتے اور اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے طرف ضعیف ہونے اس کے ساتھ قول اپنے کے سو کہا کہ بہر حال عرب سو وہ ان کو فاکہہ گنتے ہیں مانند قول اللہ تعالیٰ کے کہ نگہبانی کرو نمازوں پر اور بیچ کی نماز پر سو حکم کیا ان کو ساتھ محافظت کے سب نمازوں پر پھر دوبار دوہرایا عصر کو واسطے تاکید اس کی کے جیسے کہ دوہرایا گیا نخل اور رمان اور مثل اس کی ہے یہ آیت کہ کیا نہیں دیکھا تو نے کہ سجدہ کرتا ہے واسطے اللہ کے جو آسمانوں میں ہے اور زمیں میں پھر فرمایا اور بہت لوگوں پر ثابت ہوا عذاب اور البتہ ذکر کیا ان کو بیچ اول قول اپنے کے کہ جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔

فائدہ: اور حاصل یہ ہے کہ وہ عطف خاص کا ہے عام پر جیسا کہ ان دونوں آیتوں میں ہے جن کو ذکر کیا اور اعتراض کیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ قول اس کا فاکہہ کمرۃ ہے بیچ سیاق اثبات کے سو نہیں ہے عموم اور جواب یہ ہے کہ وہ بیان کیا گیا ہے بیچ مقام احسان کے پس عام ہو گا یا مراد ساتھ عام کے اس جگہ وہ چیز ہے کہ شامل ہو واسطے اس چیز کے کہ مذکور ہو اس کے بعد۔ (بیچ)

وَقَالَ غَيْرُهُ «أَفْنَانٌ» أَغْصَانٍ.

یعنی افنان کے معنی ہیں شاخیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ذَوَاتَا أَفْنَانٍ﴾.

یعنی میوہ دونوں بہشت کا قریب ہے یعنی جو چنا جائے قریب ہے۔

اور کہا حسن نے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾ کہ مراد الاء سے نعمتیں ہیں۔

یعنی کہا قتادہ نے کہ مراد کما سے اللہ کے اس قول میں

﴿وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ﴾ مَا يُجْتَنَى قَرِيبٌ.

وَقَالَ الْحَسَنُ «فَبِأَيِّ آلَاءِ» نِعْمَةٍ.

وَقَالَ قَتَادَةُ «رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ» يَعْنِي

الْجَنِّ وَالْإِنْسِ.

وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ ﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ﴾ يَغْفِرُ ذُنُوبًا وَيَكْشِفُ كُرْبًا وَيَرْفَعُ قَوْمًا وَيَبْضِعُ آخَرِينَ.

جن اور آدمی ہیں۔

یعنی کہا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ اللہ ہر دن ایک حال میں ہے یعنی گناہ کو بخشتا ہے اور مشکل کو آسان کرتا ہے اور ایک قوم کو اونچا کرتا ہے اور ایک قوم کو نیچا کرتا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿بَرْزَخٌ﴾ حَاجِزٌ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ برزخ کے معنی ہیں پردہ یعنی روکنے والا اللہ کے اس قول میں ﴿بینہما برزخ﴾ یعنی انام کے معنی ہیں خلق۔

الْأَنَامُ الْخَلْقُ.

﴿نَضَاحَتَانِ﴾ قِيَاضَتَانِ.

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی ہیں جوش مارتے۔ اور ذو الجلال کے معنی ہیں صاحب عظمت کا۔

﴿ذُو الْجَلَالِ﴾ ذُو الْعَظَمَةِ.

یعنی اس کے غیر نے کہا کہ مارج کے معنی ہیں خالص آگ سے یعنی پیدا کیا جنوں کو خالص آگ سے اور کہا جاتا ہے یعنی مرج کے اور بھی کئی معنی ہیں کہا جاتا ہے مرج الامر رعیتہ جب کہ چھوڑے ان کو کہ بعض بعض پر تعدی کریں اور ایک معنی یہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہا جاتا ہے مرج امر الناس یعنی مل گیا آپس میں کام لوگوں کا اور مرج کے معنی ہیں ملتبس مرج یعنی مل گئے دو دریا ماخوذ ہے اس قول سے کہ تو نے اپنے چوپائے کو چھوڑا۔

وَقَالَ غَيْرُهُ مَارِجٌ خَالِصٌ مِنَ النَّارِ يُقَالُ مَرِجُ الْأَمِيرِ رَعِيَّتُهُ إِذَا خَلَاهُمْ يَعْدُو بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَيُقَالُ مَرِجُ أَمْرِ النَّاسِ ﴿مَرِجٌ﴾ مُلْتَبِسٌ ﴿مَرِجُ الْبَحْرَيْنِ﴾ اخْتَلَطَ الْبَحْرَانِ مِنْ مَرَجَتْ دَابَّتْكَ تَرَكْتَهَا.

یعنی اللہ کے قول ﴿سَفَرُغٌ لَكُمْ﴾ کے معنی ہیں کہ ہم تمہارا حساب کریں گے نہیں مشغول کرتی اس کو کوئی چیز کسی چیز سے اور وہ مشہور ہے عرب کی کلام میں کہا جاتا ہے البتہ میں تیرے واسطے فارغ ہوں گا اور حالانکہ اس کو کوئی شغل نہیں ہوتا مراد یہ ہے کہ پکڑوں گا میں تجھ کو غفلت پر۔

﴿سَفَرُغٌ لَكُمْ﴾ سَنَحَاسِبُكُمْ لَا يَشْغَلُهُ شَيْءٌ عَنْ شَيْءٍ وَهُوَ مَعْرُوفٌ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ يُقَالُ لَا تَفَرِّغَنَّ لَكَ وَمَا بِهِ شُغْلٌ يَقُولُ لَا اخْذَنَّكَ عَلَى غَيْرَتِكَ.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمِنْ دُونِهِمَا جَنَّاتٌ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ ان دو باغ کے سوا اور

دو باغ ہیں۔

فائدہ: کہا حکیم ترمذی نے کہ مراد ساتھ دونوں کے اس جگہ قرب ہے یعنی وہ قریب تر ہیں طرف عرش کے اور گمان کیا ہے انہوں نے کہ وہ افضل ہیں پہلے دونوں سے اور کہا اس کے غیر نے کہ معنی دون کے ہیں کہ قریب ان کے اور نہیں ہے اس میں تفضیل اور مذہب حلیمی کا یہ ہے کہ پہلے دونوں افضل ہیں پچھلے دونوں سے اور دلالت کرتا ہے اس پر تفاوت چاندی اور سونے کا اور روایت کی ہے ابن مردویہ نے ابو عمران سے کہ سونے کے باغ پہلوں کے واسطے ہیں اور چاندی کے باغ پچھلوں کے واسطے ہیں۔ (فتح)

۴۵۰۰۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ دو بہشت چاندی کے ہیں ان کے برتن اور جو چیز ان میں ہے سب چاندی کی ہے اور دو بہشت سونے کے ہیں ان کے برتن اور جو چیز کہ ان میں ہے سب سونے کی ہے اور اس قوم کے درمیان اور اپنے رب کے دیکھنے کے درمیان کوئی مانع نہیں سوائے ایک جلال کی چادر کے کہ اس کی ذات پاک پر ہے عدن کے بہشت میں یعنی اس حال میں کہ عدن کے بہشت میں ہوں گے۔

۴۵۰۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْقُمِّي حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَنَّاتٍ مِنْ فِضَّةٍ أَيْتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَجَنَّاتٍ مِنْ ذَهَبٍ أَيْتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِذَاءَ الْكَبِيرِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ.

فائدہ: اس حدیث کی بحث توحید میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ﴿حُورٌ مَّقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ﴾۔ باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ حوریں روکی گئیں خیموں میں۔

فائدہ: اسی واسطے بڑے گھر کو قصر کہتے ہیں اس واسطے کہ روکا جاتا ہے جو اس میں ہے۔ اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حور کہتے ہیں کالی پتلی والی کو یعنی جس کی آنکھ کی پتلی کالی ہو۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْحُورُ السُّودُ الْحَدَقُ.

یعنی کہا مجاہد نے کہ مقصورات کے معنی ہیں روکی گئیں یعنی روکی گئی آنکھ ان کی اور جان ان کی اپنے خاوندوں پر اور قاصرات کے معنی ہیں کہ اپنے خاوندوں کے سوا اور کو نہیں چاہتیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَّقْصُورَاتٌ مَحْبُوسَاتٌ قُصِرَ طَرْفُهُنَّ وَأَنْفُسُهُنَّ عَلَى أَزْوَاجِهِنَّ قَاصِرَاتٌ لَا يَبْغِينَ غَيْرَ أَزْوَاجِهِنَّ.

۴۵۰۱۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بہشت میں ایک خیمہ ہے ایک نرم موتی کا اس کی چوڑائی ساٹھ کوس کی ہے اور اس کے ہر گوشت میں مسلمانوں کی بیویاں ہوں گی کہ ایک دوسری کو نہ دیکھیں گی ایمانداران پرگھو میں گے دو بہشت چاندی کے ہیں ان کے برتن اور جو چیز ان میں ہے سب چاندی کی ہے اور دو بہشت سونے کے ہیں ان کے برتن اور جو چیز کہ ان میں سے سب سونے کی ہے اس قوم کے اور اپنے رب کے دیکھنے کے درمیان کوئی مانع نہیں سوائے جلال کی چادر کے کہ اس کی ذات پاک پر ہے اور حالانکہ وہ بہشت میں ہوں گے۔

۴۵۰۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ خِيَمَةً مِنْ لَوْلُؤَةٍ مَجُوفَةٍ عَرْضُهَا سِتُونَ مِيلًا فِي كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنْهَا أَهْلٌ مَا يَرَوْنَ الْأَخْرَيْنَ يَطُوفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُونَ وَجَنَّاتٍ مِنْ فِضَّةٍ انبِثَتْهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَجَنَّاتٍ مِنْ كَدَا انبِثَتْهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَيَّ رَبِّهِمْ إِلَّا رِذَاءَ الْكِبَرِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ بہشت میں ایک خیمہ ہے نرم موتی کا یعنی یہی مراد ہے اس قول کے ساتھ کہ آیت میں فی الخيام اور مذکور حدیث میں صفت اس کی ہے اور یہ جو کہا کہ ایماندار لوگ ان پرگھو میں گے تو بعض نے کہا کہ صواب مومن ہے ساتھ افراد کے اور جواب یہ ہے کہ جائز ہے کہ ہو مقابلہ مجموع سے ساتھ مجموع کے۔ (فتح)

### سورۃ واقعہ کی تفسیر کا بیان

اور کہا مجاہد نے کہ رجعت کے معنی ہیں کہ جب ہلائی جائے زمین۔

اور بست کے معنی ہیں کہ ریزہ ریزہ کیے جائیں گے پہاڑ اور ہو جائیں مثل ستو بھگوئے ہوئے کے۔

یعنی مخضود بھاری بوجھ والا حمل سے یعنی میوہ سے بھاری ہوگا اور نیز مخضود اس کو بھی کہا جاتا ہے جس کو کاٹنا نہ ہو۔

یعنی مراد منضود سے کیلے کا درخت ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فِي سِدْرٍ مَخْضُودٍ وَطَلْحٍ مَنضُودٍ﴾۔

### سُورَةُ الْوَاقِعَةِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ رُجَّتْ زُلُفَتُ.

بُسَّتْ فُتَّتْ لُتَّتْ كَمَا يُلْتُ السَّوْبِقُ.

الْمَخْضُودُ الْمَوْقَرُ حَمَلًا وَيَقَالُ أَيْضًا لَا شَوْكَ لَهُ.

﴿مَنْضُودٌ﴾ الْمَوْزُ.

وَالْعُرْبُ الْمُحَبَّاتُ إِلَىٰ أَزْوَاجِهِنَّ.

یعنی عرب اس عورت کو کہتے ہیں جو اپنے  
خاوند کی پیاری ہو۔

فائدہ: اس کا بیان صفت اہل جنت میں بھی ہو چکا ہے اور ابن عیینہ نے اپنی تفسیر میں کہا کہ ابن ابی نجیح نے مجاہد سے  
ہمیں حدیث سنائی اللہ تعالیٰ کے قول ﴿عربا اترابا﴾ کی تفسیر میں کہ وہ ایسی عورت ہے جو اپنے خاوند کی محبوبہ ہو۔  
یعنی ثلثہ کے معنی ہیں امت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ثَلَاثَةٌ مِنْ أُمَّةٍ﴾

الاولین﴾۔

﴿يَحْمُومٌ﴾ دُخَانٌ أَسْوَدُ.

یحموم کے معنی ہیں سیاہ دھواں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
﴿وَمِنْ يَحْمُومٍ﴾

﴿يُصِرُّونَ﴾ يُدِيمُونَ.

یصرون کے معنی ہیں ہمیشگی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے  
فرمایا ﴿وَكَانُوا يُصِرُّونَ عَلَى الْحَنثِ الْعَظِيمِ﴾۔  
ہیم کہتے ہیں پیاسے اونٹ کو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
﴿فَشَارِبُونَ شَرْبَ الْهِيمِ﴾

الْهِيمُ الْإِبِلُ الظَّمَاءُ.

یعنی مغرمون کے معنی ہیں کہ البتہ ہم الزام دیئے گئے  
ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿إِنَّا الْمَغْرُمُونَ﴾۔

﴿لَمُغْرَمُونَ﴾ لَمَلُّوْمُونَ.

اور روح کے معنی ہیں بہشت۔

﴿رَوْحٌ﴾ جَنَّةٌ وَرَّخَاءٌ.

فائدہ: اس کا بیان بہشت کی صفت میں گزر چکا ہے۔

اور ریحان کے معنی ہیں رزق، اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
﴿فَرُوحٌ وَرِيحَانٌ وَجَنَّةٌ نَعِيمٌ﴾

﴿وَرِيحَانٌ﴾ الرِّيحَانُ الرِّزْقُ.

یعنی اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَنَشْنَشُكُمْ فِيمَا لَا تَعْلَمُونَ﴾  
کے معنی ہیں کہ پیدا کریں ہم تم کو جس صورت میں کہ  
چاہیں جو تم نہیں جانتے۔

﴿وَنَشْنَشُكُمْ فِيمَا لَا تَعْلَمُونَ﴾ فِي أَيِّ  
خَلْقٍ نَّشَاءُ.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ کے غیر نے کہ تفکھون کے معنی ہیں کہ  
رہ جاؤ تعجب میں، یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں  
﴿فَظَلْتُمْ تَفْكَهُونَ﴾

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿تَفْكَهُونَ﴾ تَعْجَبُونَ.

یعنی لفظ عرب آیت ﴿عربا اترابا﴾ لاصحاب

﴿عُرْبًا﴾ مُثْقَلَةٌ وَاحِدُهَا عُرُوبٌ مِثْلُ



الیمین» میں مشکل ہے یعنی اس کا عین کلمہ متحرک مضموم ہے اور واحد اس کا عروب ہے جیسے صبور اور صبر یعنی صبور واحد ہے اور صبر جمع ایسی عورت کو اہل عرب مکہ والے عربا کہتے ہیں اور اہل مدینہ غنچہ اور اہل عراق شکلہ۔

یعنی کہا اللہ کے اس قول کی تفسیر میں «خافضة رافعة» کہ نچا کرنے والی ہے ایک قوم کو آگ کی طرف اور اونچا کرنے والی ہے ایک قوم کو بہشت کی طرف۔

یعنی موضوعۃ کے معنی علی سرور موضوعۃ میں سونے سے بنی ہوئی زرہیں اور اسی سے ماخوذ ہے یہ قول جس کے معنی ہیں تنگ اونٹنی کا۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے قول «باکواب و اباریق» میں کوب اس کو کہتے ہیں کہ جس کی نہ ٹوٹی ہو نہ دسی یعنی گلاس اور ابریق اس کو کہتے ہیں جس کو ٹوٹی وردستایز ہو۔

یعنی معنی مسکوب کے اللہ کے قول «وماء

مسکوب» میں جاری ہے۔

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ بچھونے اونچے کیے گئے یعنی ایک دوسرے کے اوپر بچھائے گئے۔

یعنی مترفین کے معنی اللہ کے اس قول میں «انهم كانوا قبل ذلك مترفين» آسودہ اور ناز پر درددہ ہیں یعنی وہ اس سے پہلے آسودہ تھے۔

یعنی مراد تمنون سے اللہ کے اس قول میں «افرايتهم ما تمنون» منی ہے جو عورتوں کے وجہوں میں ڈالتے ہو یعنی کیا اس نطفے کو تم پیدا کرتے ہو یا ہم؟۔

یعنی مقوین کے معنی ہیں واسطے مسافروں کے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا «ومتاعا للمقوین» اور مقوین مشتق ہے

صَبُورٍ وَصَبْرٌ يُسَمِّيْهَا أَهْلُ مَكَّةَ الْعَرَبِ وَأَهْلُ الْمَدِيْنَةِ الْغَنَجَةِ وَأَهْلُ الْعِرَاقِ الشَّكْلَةَ.

وَقَالَ فِي «خَافِضَةٍ» لِقَوْمٍ إِلَى النَّارِ وَ «رَافِعَةٍ» إِلَى الْجَنَّةِ.

«مَوْضُوْنَةٍ» مَنَسُوْجَةٍ وَمِنْهُ وَصِيْنُ النَّاقَةِ.

وَالْكُوبُ لَا أَذَانَ لَهُ وَلَا عُرُوَّةَ وَالْأَبَارِيْقُ ذَوَاتُ الْأَذَانِ وَالْعُرَى.

«مَسْكُوبٌ» جَارٍ.

«وَفُرُشٌ مَّرْفُوْعَةٌ» بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ.

«مُتَرْفِيْنَ» مُتَمَتِّعِيْنَ.

«مَا تُمْنُوْنَ» مِنَ النَّطْفِ يَعْنِي هِيَ النَّطْفَةُ فِي أَرْحَامِ النِّسَاءِ.

«لِلْمَقْوِيْنَ» لِلْمَسَافِرِيْنَ وَالْقِي الْقَفْرِ.

تے سے اور تے کے معنی ہیں بیابان۔

یعنی معنی بمواقع النجوم کے آیت ﴿فَلَا اِقْسَمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ﴾ میں قرآن کی محکم آیتیں ہیں اور کہا جاتا ہے کہ ساتھ جگہ ڈوبنے تاروں کے جب کہ ڈوبیں اور مواقع اور موقع کے ایک معنی ہیں۔

فائدہ: اور کہا کہی نے کہ مراد قرآن ہے کہ حصہ حصہ اترا کئی سالوں میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سار قرآن شب قدر میں آسمان کی طرف اترا پھر جدا جدا کئی سالوں میں اترا اور دونوں کے معنی ایک ہیں یعنی دونوں کا مفاد ایک ہے اگرچہ ایک جمع ہے اور ایک مفرد۔

﴿مُذْهِبُونَ﴾ مُكَذِّبُونَ مِثْلُ ﴿لَوْ تَذَهْنُ﴾ فَيَذْهِبُونَ۔

یعنی مدھنوں کے معنی اللہ کے اس قول میں ﴿افهَذَا الْحَدِيثِ اَنْتُمْ مُذْهِبُونَ﴾ جھٹلانے والے ہے مثل اللہ کے اس قول کے کہ اگر تو کفر کرے تو وہ بھی کفر کریں گے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں یعنی تجھ کو مسلم ہے کہ تو دائیں والوں سے ہے اور ڈالا گیا لفظ ان کا لک سے اور وہ معنی میں مراد ہے جیسے تو کہتا ہے کہ تو سچا کیا گیا ہے تو مسافر ہے بعد تھوڑی دیر کے جب کہ اس نے کہا ہو کہ میں مسافر ہوں تھوڑی دیر کے بعد اور تقدیر یہ ہے کہ انت مسافر انک مسافر اور تائید کرتی ہے اس کو جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آئیں گے اس کے پاس فرشتے اللہ کی طرف سے سلام تجھ کو تو دائیں طرف والوں سے ہے اس کو خبر دیں گے کہ تو دائیں طرف والوں سے ہے اور کبھی ہوتا ہے یہ لفظ واسطے دعا کے مانند تیری قول مردوں کو پانی ملے اگر تو سلام کو رفع دے تو وہ دعا ہے جس طرح سقیا زبر کے ساتھ دعا کے واسطے ہے اسی طرح سلام پیش کے ساتھ دعا کے واسطے ہے۔

﴿فَسَلَامٌ لَّكَ﴾ اَيُّ مُسَلِّمٍ لَّكَ اِنَّكَ ﴿مِنْ اَصْحَابِ الْيَمِينِ﴾ وَالْغَيْثُ اِنْ وَهُوَ مَعَهَا كَمَا تَقُولُ اَنْتَ مُصَدِّقٌ مُّسَافِرٌ عَنْ قَلِيلٍ اِذَا كَانَ قَدْ قَالَ اِنِّي مُسَافِرٌ عَنْ قَلِيلٍ وَقَدْ يَكُونُ كَالدُّعَاءِ لَهٗ كَقَوْلِكَ فَسَقِيَا مِنَ الرِّجَالِ اِنْ رَفَعْتَ السَّلَامَ فَهُوَ مِنَ الدُّعَاءِ۔

﴿تُورُونَ﴾ تَسْتَخْرِجُونَ أَوْ رَيْتُ  
أَوْ قَدْتُ.

﴿لُعُوا﴾ بَاطِلًا ﴿ثَانِيًا﴾ كَذِبًا.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وِظَلِّ مَمْدُودٌ﴾.

٤٥٠٢ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا  
سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي  
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجْرَةً  
يَسِيرُ الرَّائِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا  
وَاقْرُؤُوا إِنَّ يَشْتَمُ ﴿وِظَلِّ مَمْدُودٌ﴾.

فائدہ: اس حدیث کی شرح بہشت کے بیان میں گزر چکی ہے۔

سُورَةُ الْحَدِيدِ

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِينَ﴾

مُعَمَّرِينَ فِيهِ.

﴿مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ﴾ مِنَ الضَّلَالَةِ

إِلَى الْهُدَى.

﴿فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ﴾ جَنَّةٌ

وَسِلَاحٌ.

﴿مَوْلَاكُمْ﴾ أَوْلَى بِكُمْ.

﴿لَيْلًا يَعْلَمُ أَهْلُ الْكِتَابِ﴾ يَعْلَمُ أَهْلُ  
الْكِتَابِ.

یعنی تورون کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے اس قول میں  
﴿افرايتم النار التي تورون﴾ یہ ہیں کہ نکالتے ہو  
اوریت کے معنی ہیں میں نے جلایا۔

لعو کے معنی ہیں باطل اور ثانیما کے معنی ہیں جھوٹ،  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لعوا ولا ثانیما﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں اور سایہ دراز  
۳۵۰۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا  
نے فرمایا بیشک بہشت میں ایک درخت ہے کہ اچھے گھوڑے  
تیز قدم کا سوار اس کے سائے میں سو برس چلے اس کو تمام نہ  
کر سکے اگر تم چاہو تو اس کا مطلب قرآن سے پڑھ  
لو، ﴿وظل ممدود﴾۔

سورۃ حدید کی تفسیر کا بیان

اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ کیا تم کو آبادیچ اس  
کے۔

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ اندھیرے سے  
روشنی کی طرف یعنی گمراہی سے ہدایت کی طرف۔  
یعنی مراد منافع سے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ڈھال اور  
ہتھیار ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فیه باس شدید  
ومنافع للناس﴾.

مولا کم کے معنی ہیں کہ لائق تر ہے تمہارے ساتھ اللہ  
تعالیٰ نے فرمایا ﴿مأواکم النار ہو مولاکم﴾.

یعنی اللہ کے اس قول میں کلمہ لازائدہ ہے اور معنی یہ ہیں  
کہ تاکہ جانیں اہل کتاب۔

يَقَالَ «الظَّاهِرُ» عَلَيَّ كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا  
«وَالْبَاطِنُ» عَلَيَّ كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا.  
«انْظُرُونَا» انْظُرُونَا.

### سُورَةُ الْمَجَادِلَةِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ «يَحَادُّونَ» يُشَاقُّونَ.

«كُتِبُوا» اخْزَوْا مِنَ الْخِزْيِ.

«اسْتَحْذَوْا» غَلَبَ.

یعنی کہا جاتا ہے اللہ کے اس قول میں «والظاہر  
والباطن» کہ مراد ظاہر اور باطن ہونا باعتبار علم کے ہے۔  
یعنی انظرونا کے معنی ہیں کہ ہمارا انتظار کرو، اللہ تعالیٰ  
نے فرمایا «انظرونا نقییس من نور کم»۔

### سورة مجادلہ کی تفسیر کا بیان

کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ یحادون کے معنی ہیں مخالفت  
کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا «ان الذین یحادون  
اللہ ورسولہ»۔

کبتوا کے معنی ہیں رسوا کیے گئے مشتق ہے خزی سے  
ساتھ معنی رسوائی کے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا «کبتوا کما  
کبت الذی من قبلہم» کہا ابو عبیدہ نے کہ ہلاک  
ہوئے جیسے ہلاک ہوئے پہلے لوگ۔

استحوذ کے معنی ہیں غالب ہوا، اللہ نے فرمایا

«استحوذ علیہم الشیطان»۔

تَنْبِيْهِ: نہیں ذکر کی بخاری رحمہ اللہ نے حدید کی تفسیر میں کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث ابن  
مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ نہ تھا درمیان سلام ہمارے کے اور درمیان اس کے کہ عتاب کیا ہم کو اللہ نے ساتھ اس آیت کے  
«الہ یَا لِلَّذِیْنَ آمَنُوا اِنْ تَخْشَعْنَ قُلُوْبُهُمْ لَذَکَرِ اللّٰهِ» مگر چار سال روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور اسی طرح  
مجاہد کی تفسیر میں بھی کوئی حدیث بیان نہیں کی اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث اس شخص کی جس نے اپنی عورت  
سے ظہار کیا تھا اور بخاری رحمہ اللہ نے اس کا ایک ٹکڑا توحید میں معلق بیان کیا ہے۔

### سورة حشر کی تفسیر کا بیان

جلا کے معنی ہیں نکال دینا ایک زمین سے  
دوسری زمین کی طرف۔

### سُورَةُ الْحَشْرِ

«الْجَلَاءُ» الْاِخْرَاجُ مِنْ اَرْضٍ اِلَى  
اَرْضٍ.

۴۵۰۳۔ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں  
نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ تو سورہ توبہ کو کیا کہتا ہے؟ اس  
نے کہا کیا توبہ یعنی توبہ مت کہو وہ سورہ فاضحہ ہے کہ رسوا کرتی

۴۵۰۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ  
أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ

قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ سُورَةُ التَّوْبَةِ قَالَ التَّوْبَةُ هِيَ الْفَاضِحَةُ مَا زِلْتُ تَنْزِلُ وَمِنْهُمْ وَمِنْهُمْ حَتَّى ظَنُّوا أَنَّهَا لَنْ تَبْقَى أَحَدًا مِنْهُمْ إِلَّا ذُكِرَ فِيهَا قَالَ قُلْتُ سُورَةُ الْأَنْفَالِ قَالَ نَزَلَتْ فِي بَدْرٍ قَالَ قُلْتُ سُورَةُ الْحَشْرِ قَالَ نَزَلَتْ فِي بَنِي النَّضِيرِ.

اور نصیحت کرتی ہے کافروں کو اور بیان کرتی ہے ان کے عیبوں کو ہمیشہ رہا اترتا اس میں و منهم و منهم یعنی کافروں میں بعض ایسے ہیں اور بعض ایسے ہیں یہاں تک کہ انہوں نے گمان کیا کہ وہ کسی کو ان میں سے باقی نہ چھوڑے گی مگر کہ اس میں ذکر کیا جائے گا یعنی سب کے عیبوں کو بیان کر دے گی، میں نے کہا سورہ انفال کس کے حق میں اتری؟ کہا کہ جنگ بدر والوں کے حق میں اتری، کہا میں نے کہ سورہ حشر کس کے حق میں اتری؟ اس نے کہا کہ بنی نضیر کے حق میں اتری (جو یہود کی قوم تھی اور ان کو دھن سے نکال دینے کا حکم ہوا یعنی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں ان کو وطن سے یعنی عرب سے ملک شام کی طرف نکال دیا)۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہمیشہ راہ اترتا منهم منهم یعنی مانند قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ عَاهَدُوا اللَّهَ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ وَمِنْهُمْ الَّذِينَ يُوْذُوا النَّبِيَّ﴾۔

۴۵۰۴۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ سورہ حشر، کہا کہ سورہ بنی نضیر۔

۴۵۰۴۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سُورَةُ الْحَشْرِ قَالَ قُلْتُ سُورَةُ النَّضِيرِ.

فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے شاید اس کو سورہ حشر کہنا اس واسطے مکروہ جانا کہ نہ گمان کیا جائے کہ مراد دن قیامت کا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ اس کے اس جگہ نکال دینا یہود بنی نضیر کا ہے وطن سے۔

باب قولہ ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّينَةٍ﴾ نَخْلَةٍ مَا لَمْ تَكُنْ عَجْوَةً أَوْ بَرْنِيَّةً۔

عجوة اور برنی کے سوائے ہے۔

فائدہ: عجوة اور برنی کھجوروں کی قسمیں ہیں۔

۴۵۰۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ

۴۵۰۵۔ حَدَّثَنَا قُسَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ

نے بنی نضیر کے کھجور کے درختوں کو جلایا اور کاٹ ڈالا اور وہ بوریہ ہے سو اللہ نے اس کے حق میں یہ آیت اتاری کہ جو کاٹ ڈالا تم نے کھجور کا درخت یا جھوڑ دیا اس کو کھڑا اپنی جڑ پر سو اللہ کے حکم سے تھا اور تاکہ رسوا کرے بدکاروں کو۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُؤَيْرَةُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيُخْرِجَ الْفَاسِقِينَ﴾.

فائدہ: بوریہ ایک جگہ کا نام ہے نزدیک مدینے کے کہ وہاں بنی نضیر کے کھجوروں کے باغ تھے اور بنی نضیر یہود کا ایک قبیلہ تھا ان کے گڑھی مدینے کے پاس تھی ان میں اور حضرت ﷺ کے درمیان عہد و پیمان تھا جب جنگ خندق ہوئی تو وہ عہد و پیمان توڑ کر کافروں کے ساتھ شریک ہوئے اور حضرت ﷺ کے مارنے کا قصد کیا حضرت ﷺ کو یہ حال وحی سے معلوم ہوا حضرت ﷺ نے ان کو وطن سے نکال دیا اور ان کے گھروں کو گرادیا اور ان کے باغوں کو جلا دیا۔ باب قولہ ﴿مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ﴾۔ باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جو عطا کیا اللہ نے اپنے رسول کو۔

۴۵۰۶۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اموال بنی نضیر اس قسم سے تھے کہ عطا کیا تھا اللہ نے اپنے رسول کو کہ نہیں دوڑائے تھے اس پر مسلمانوں نے گھوڑے اور نہ اونٹ سو وہ مال حضرت ﷺ کے واسطے خاص ہوا اپنے گھر والوں کو اس سے سال بھر کا خرچہ دیتے اور جو باقی رہتا اس کو ہتھیاروں اور چاپایوں میں خرچ کر دیتے واسطے سامان کرنے کے اللہ کی راہ میں یعنی جہاد کے لیے۔

۴۵۰۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ غَيْرَ مَرَّةٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ بْنِ الْحَدَثَانِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا لَمْ يُوجِفِ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ مِنْهَا نَفَقَةً سَنَتِهِ ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي السِّلَاحِ وَالْكَرَاعِ عِدَّةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح فرض الخمس میں گزر چکی ہے۔

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ جو تم کو رسول دے سولے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ

فَاخْذُوا بِهِ

۴۵۰۷۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا اللہ لعنت کرے اس عورت پر جو دوسری عورت کا بدن گودے اور نیل بھرے اور اس عورت پر جو اپنا بدن گود دوائے اور اس عورت پر جو اپنے چہرے پر سے بال پنے اور اس عورت پر جو اگلے دانتوں میں سوہن کرے یعنی بحکف دانتوں میں فرق کرے واسطے حسن کے جو بدلنے والی ہیں اللہ کی پیدائش کو سو یہ قول عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بنی اسد کی ایک عورت کو پہنچا جس کو ام یعقوب کہا جاتا تھا وہ آئی یعنی عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس سو کہا کہ مجھ کو یہ بات پہنچی کہ تو نے عورتوں کو ایسے ایسے لعنت کی؟ تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو کیا ہے کہ میں نہ لعنت کروں جس کو حضرت رضی اللہ عنہ نے لعنت کی اور جو ملعون ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں تو اس نے کہا کہ البتہ میں نے پڑھا جو درمیان دو گتوں کے ہے یعنی سارا قرآن پڑھا سو نہیں پایا میں نے اس میں جو تو کہتا ہے کہا کہ اگر تو نے اس کو پڑھا ہوتا تو البتہ تو اس کو پاتی کیا تو نے نہیں پڑھا جو تم کو رسول دے اس کو لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو؟ اس نے کہا کیوں نہیں! کہا سو بیشک حضرت رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کیا ہے اس عورت نے کہا سو میں بیشک تیرے گھر والوں کو دیکھتی ہوں کہ یہ کام کرتی ہیں؟ کہا جا اور دیکھ سو وہ گئی اور دیکھا سو اپنی حاجت سے کچھ چیز نہ دیکھی سو کہا کہ اگر اس طرح ہوتی تو ہمارے ساتھ جمع نہ ہوتی۔

۴۵۰۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُوتِشِمَاتِ وَالْمُتَغَلِّبَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغْيِرَاتِ خَلَقَ اللَّهُ قَبْلَ ذَلِكَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي آسَدٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوبَ فَجَاءَتْ فَقَالَتْ إِنَّهُ بَلَغَنِي عَنْكَ أَنَّكَ لَعَنْتَ كَيْتَ وَكَيْتَ فَقَالَ وَمَا لِي أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ هُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَقَالَتْ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللُّوحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُ فِيهِ مَا تَقُولُ قَالَ لَئِنْ كُنْتُ قَرَأْتِيهِ لَقَدْ وَجَدْتِيهِ أَمَا قَرَأْتَ ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ قَالَتْ بَلَى قَالَ فَإِنَّهُ قَدْ نَهَى عَنْهُ قَالَتْ فَإِنِّي أَرَى أَهْلَكَ يَفْعَلُونَهُ قَالَ فَادْهَبِي فَانْظُرِي فَذَهَبَتْ فَظَرَّتْ فَلَمْ تَرَ مِنْ حَاجَتِهَا شَيْئًا فَقَالَ لَوْ كَانَتْ كَذَلِكَ مَا جَامَعْتُهَا.

فائدہ: عورت کو اپنے چہرے سے بالوں کا اکھیرنا حرام ہے مگر جو اس کو داڑھی اور موچھوں سے اگے اس کا منڈانا اور اکھاڑنا حرام نہیں بلکہ اس کا اکھاڑنا مستحب ہے اور حنفیہ اس عورت کو کہتے ہیں جو اپنے اگلے دانتوں میں بحکف فرق کرے واسطے ظاہر کرنے حسن جوانی کے اور وہ بوڑھی ہے اس واسطے کہ یہ اکثر اوقات جوان عورتوں کے واسطے ہوتا ہے یعنی اس واسطے کہ عرب کے نزدیک دانتوں میں فرق ہونا پسندیدہ ہے اور اکثر جوان عورتوں کے دانت ایسے

ہوتے ہیں اور جب عورت بوڑھی ہو جاتی ہے اور دانت بڑے ہوتے ہیں تو یہ فرق نہیں رہتا تو جکلف فرق کرتی ہیں واسطے ظاہر کرنے جوانی کے اور یہ حرام ہے اور عبد اللہ بنی اللہ کے اس جواب میں نظر ہے اس واسطے کہ مشکل جانا تھا اس عورت نے لعنت کو اور نہیں لازم آتی مجرد نبی سے لعنت اس شخص کی جو حکم کو بجا نہ لائے لیکن حمل کیا جائے گا اس پر کہ مراد اس آیت میں واجب ہونا امثال قول رسول کے کا ہے اور البتہ حضرت ﷺ نے اس فعل سے منع کیا ہے سو جو یہ فعل کرے وہ ظالم ہے اور قرآن میں ظالموں پر لعنت آئی ہے اور احتمال ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے لعنت کو حضرت ﷺ سے سنا ہو جیسا کہ اس کے بعض طریقوں میں ہے اور یہ جو کہا سو اپنی حاجت سے کچھ چیز نہ دیکھی یعنی جو گمان کیا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی اس کو کرتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس عورت نے اس کام کو عبد اللہ بنی اللہ کے گھر میں سچ مچ دیکھا تھا لیکن ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو اس سے ہٹایا اسی واسطے جب وہ عورت اس کے گھر میں داخل ہوئی تو نہ دیکھا جو پہلے دیکھا تھا اور یہ جو کہا کہ ہمارے ساتھ جمع نہ ہوتی تو احتمال ہے کہ اجتماع سے مراد جماع ہو یعنی میں اس سے جماع نہ کرتا اور احتمال ہے کہ مراد جمع ہونا ہو اور یہ ابلیغ ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر جائز ہونے لعنت اس شخص کے جو موصوف ہو ساتھ صفت کے کہ لعنت کی حضرت ﷺ نے جو موصوف ہو ساتھ اس کے اس واسطے کہ نہیں اطلاق کرتے وہ اس کو مگر اس پر جو اس کا مستحق ہو اور بہر حال جو حدیث کہ مسلم نے روایت کی ہے تو قید کیا ہے اس میں ساتھ قول اپنے کے کہ نہیں وہ اہل یعنی نزدیک تیرے اس واسطے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لعنت کی اس کو اس واسطے کہ جو ظاہر ہو واسطے اس کے مستحق ہونے اس کے سے اور کبھی ہوتا ہے اللہ کے نزدیک برخلاف اس کے پہلی وجہ کی بنا پر حمل کیا جائے گا اس کا قول کہ اس کو واسطے اس کے رحمت اور زکوٰۃ اور دوسری وجہ کی بنا پر پس ہوگی لعنت آپ کی زیادتی سچ بد بختی اس کی کے اور اس حدیث میں ہے کہ گناہ پر مدد کرنے والا شریک ہوتا ہے اس کے فاعل کو گناہ میں۔ (فتح)

اور لفظ المغیرات صفت ہے عورتوں مذکورہ کی یعنی یہ عورتیں مذکورہ ایسی ہیں جو بدلنے والی ہیں اللہ کی پیدائش کو اور لفظ خلق اللہ مفعول ہے مغیرات کا اور یہ جملہ مانند تعلیل کے ہے واسطے واجب ہونے لعنت کے اور علت سچ حرمت مثلہ اور منڈانے داڑھی کے بھی یہی ہے اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وما اتاكم الرسول﴾ تو اس کے معنی ہیں وما امرکم بہ فافعلوا یعنی جو رسول تم کو حکم دے اس کو کرو اس واسطے کہ مقابلہ کیا ہے اس کو ساتھ اس قول کے ﴿وما نہاکم عنہ فانتہوا﴾ یعنی جب بندوں کو حکم ہے کہ باز رہیں اس چیز سے کہ منع کیا ہے ان کو رسول نے اور منع کیا ہے ان کو حضرت ﷺ نے اشیاء مذکورہ سے اس حدیث وغیرہ میں تو ہوئیں تمام منع چیزیں ان کی ذکر کی گئیں قرآن میں اور کہا طیبی نے کہ اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ لعنت کرنی حضرت ﷺ کی واثمات وغیرہ کو مانند لعنت کرنے اللہ تعالیٰ کے کی ہے پس واجب ہے عمل کرنا اوپر اس کے۔



۴۵۰۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لعنت کی حضرت ﷺ نے اس عورت کو جو دوسری عورت کے بالوں میں بال کو جوڑے تو عبدالرحمن نے کہا کہ سنا میں نے اس کو ایک عورت سے جس کو ام یعقوب کہا جاتا تھا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مثل حدیث منصور کی۔

۴۵۰۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ ذَكَرْتُ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ حَدِيثَ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ الْوَاصِلَةَ فَقَالَ سَمِعْتُهُ مِنْ أَمْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوبَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ مِثْلَ حَدِيثِ مَنْصُورٍ.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جو لوگ جگہ پکڑ رہے ہیں اس گھر میں یعنی مدینے میں اور ایمان میں مہاجرین سے پہلے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالَّذِينَ تَبَوَّأُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ﴾.

فائدہ: یعنی وطن ٹھہرایا ہے انہوں نے مدینے کو اور بعض نے کہا جو مدینے میں اتری ہیں پہلی وجہ کی بنا پر خاص ہوگا یہ قول اللہ تعالیٰ کا ساتھ انصار کے اور یہی ثابت ہوتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ظاہر قول سے اور دوسری وجہ پر شامل ہوگا انصار کو بھی اور مہاجرین سابقین کو بھی۔

۴۵۰۹۔ حضرت عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ میں وصیت کرتا ہوں خلیفے کو یعنی جو میرے بعد ہو مہاجرین سابقین کے مقدمے میں کہ ان کا حق پہچانے اور میں وصیت کرتا ہوں خلیفے کو انصار کے مقدمے میں جنہوں نے جگہ پکڑی ہے اس گھر میں یعنی مدینے میں اور ایمان میں حضرت ﷺ کے ہجرت کرنے سے پہلے یہ کہ ان کے نیکوں کی نیکی کو قبول کرے اور ان کے بدکاروں سے درگزر کرے۔

۴۵۰۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ يَعْنِي ابْنَ عِيَّاشٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ قَالَ عَمْرٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَوْصَى الْخَلِيفَةَ بِالْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ أَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ وَأَوْصَى الْخَلِيفَةَ بِالْأَنْصَارِ الَّذِينَ تَبَوَّأُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُهَاجِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَعْفُو عَنْ مُسِيئِهِمْ.

فائدہ: یہ حدیث پوری مناقب میں گزر چکی ہے۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور اول رکھتے ہیں ان کو اپنی جان سے، الآیۃ اور خصاصہ کے معنی ہیں فاقہ، یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿وَلَوْ كَانَا بِهِمْ خصاصة﴾.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَيُؤْتِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ﴾  
الْآيَةُ الْخَصَاصَةُ الْفَاقَةُ.

﴿الْمُفْلِحُونَ﴾ الْفَائِزُونَ بِالْخُلُودِ  
وَالْفَلَاحُ الْبَقَاءُ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ عَجَلٌ  
وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿حَاجَةً﴾ حَسَدًا.

یعنی مفلحون کے معنی ہیں مراد کو پہنچنے والے ساتھ ہمیشہ رہنے کے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَمَنْ يُوَقِّ شَحْ نَفْسِهِ فَاُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ اور فلاں کے معنی ہیں باقی رہنا یعنی ہمیشہ کی زندگی جی علی الفلاح کے معنی ہیں جلدی آؤ طرف بقا کی اور کہا حسن نے کہ حاجت کے معنی ہیں حسد اللہ نے فرمایا ﴿لَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً﴾.

۴۵۱۰ - حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا فَضِيلُ بْنُ غَزْوَانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَصَابَنِي الْجَهْدُ فَأَرْسَلْ إِلَيَّ نِسَاءِي فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَهُنَّ شَيْئًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا رَجُلٌ يُضَيِّقُهُ هَذِهِ اللَّيْلَةُ يَرْحُمُهُ اللَّهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَلَذَهَبَ إِلَيَّ أَهْلُهُ فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ ضَيْفُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخِرِيهِ شَيْئًا قَالَتْ وَاللَّهِ مَا عِنْدِي إِلَّا قَوْتُ الصَّبِيَةِ قَالَ فَإِذَا أَرَادَ الصَّبِيَةُ الْعِشَاءَ فَيَوْمِيهِمْ وَتَعَالَى فَاطْفِنِي السِّرَاجَ وَنَطْوِي بَطُونًا اللَّيْلَةَ فَفَعَلْتُ ثُمَّ غَدَا الرَّجُلُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَقَدْ عَجَبَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَوْ ضَحِكَ مِنْ فُلَانٍ وَفُلَانَةٍ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَيُؤْتِرُونَ عَلَى

۴۵۱۰ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! مجھ کو تکلیف پہنچی یعنی میں نہایت بھوکا ہوں تو حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کو کھلا بھیجا سو ان کے پاس کھانے کی کچھ چیز نہ پائی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا کوئی ایسا مرد ہے کہ اس رات اس کی مہمانی کرے؟ اللہ اس پر رحمت کرے تو ایک انصاری مرد کھڑا ہوا سو اس نے کہا یا حضرت! میں اس کی مہمانی کرتا ہوں، سو وہ اپنے گھر والوں کے پاس گیا اور اپنی عورت سے کہا کہ حضرت ﷺ کے مہمان کی عزت کرنے جمع رکھ اس سے کسی چیز کو اس نے کہا قسم ہے اللہ کی نہیں میرے پاس کچھ مگر کھانا لڑکوں کا کہا کہ جب لڑکے رات کا کھانا مانگیں تو ان کو سلا دے اور چراغ کو بجھا دے اور ہم آج رات خالی پیٹ گزاریں گے سو عورت نے کیا جو اس نے کہا پھر وہ مرد صبح کو حضرت کے پاس آیا اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ اللہ تعالیٰ نہایت راضی ہوا فلاں نے مرد اور فلاں عورت سے سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور مقدم رکھتے ہیں اپنی جانوں پر غیروں کو اگرچہ ان کو تنگی اور حاجت ہو۔

أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ﴿۱۰﴾

فائدہ: جو مرد بھوکا آیا تھا وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تھے اور جنہوں نے اس کی مہمانی کی تھی وہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ تھے، کہا خطاب نے کہ اطلاق عجب کا اللہ پر محال ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ راضی ہوا تو گویا کہ کہا یہ فعل اثر ہے رضا سے نزدیک اللہ کے اثر تا تعجب کا اور کبھی ہوتی ہے مراد ساتھ عجب کے اس جگہ کہ اللہ تعجب دلاتا ہے اپنے فرشتوں کو ان کے فعل سے واسطے کامیاب ہونے اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے ان سے عادت میں اور خطاب نے کہا کہ تاویل الضحک کے ساتھ رضا کے اقرب ہے تاویل اس کی سے ساتھ رحمت کے اس واسطے کہ تحک بزرگوں سے دلالت کرتا ہے اوپر رضا کے، میں کہتا ہوں رضا اللہ کی مستلزم ہے رحمت کو اور یہ اس کو لازم ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

### سُورَةُ الْمُمتَحِنَةِ

کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہ اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ نہ عذاب کر ہم کو ان کے ہاتھ سے سو کہیں گے کہ اگر یہ حق پر ہوتے تو ان کو یہ مصیبت کیوں پہنچتی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا﴾

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً﴾ لَا تُعَذِّبُنَا بِأَيْدِيهِمْ فَيَقُولُوا لَوْ كَانَ هَؤُلَاءِ عَلَى الْحَقِّ مَا أَصَابَهُمْ هَذَا.

فائدہ: قتادہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ غالب کر ان کو ہم پر وہ خیال کریں گے کہ اپنے حق ہونے کے سبب سے ہم پر غالب ہوئے اور یہ مشابہ ہے مجاہد رضی اللہ عنہ کی تاویل کو۔ (فتح)

اللہ نے فرمایا ﴿وَلَا تَمْسِكُوا بِعَصَمِ الْكُوفَرِ﴾ یعنی قبضے میں نہ رکھو دستاویز کافر عورتوں کی حکم ہوا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اصحاب کو کہ اپنی عورتوں کو چھوڑ دیں جو مکے میں کافر رہیں یعنی ان کو طلاق دے دیں اور نکاح میں نہ رکھیں۔

﴿بِعَصَمِ الْكُوفَرِ﴾ أَمْرٌ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِرَاقِ نِسَائِهِمْ كُنَّ كُوفَرٍ بِمَكَّةَ.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ پکڑو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست۔

بَابُ ﴿لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ﴾

فائدہ: اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿تَلْقَوْنَ الْيَهُمَ بِالْمُودَةِ﴾ تفسیر ہے واسطے دوستی مذکور کے اور احتمال ہے کہ ہو حال یا صفت اور اس میں کچھ چیز ہے اس واسطے کہ اللہ نے ان کو ان کی دوستی سے مطلق منع کیا ہے اور قید کرنی ساتھ صفت یا حال کے وہم دلاتی ہے جواز کو وقت نہ ہونے دونوں کے لیکن قواعد سے معلوم ہو چکا ہے کہ مطلق منع ہے سو نہیں مفہوم ہے واسطے ان دونوں کے اور احتمال ہے کہ ہو ولایت مستلزم دوستی کو سو نہ تمام ہوگی ولایت مودت کے بغیر سودہ لازم ہے۔ (فتح)

۴۵۱۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو اور زبیر رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ کو بھیجا سو فرمایا کہ چلو یہاں تک کہ خاک کے باغ میں پہنچو سو البتہ وہاں ایک عورت شتر سوار ہے اس کے پاس ایک خط ہے سو اس سے اس خط کو لے لو سو ہم چلے گھوڑے دوڑاتے یہاں تک کہ ہم اس باغ میں پہنچے تو اچانک ہم نے ایک عورت سوار دیکھی تو ہم نے کہا خط نکال اس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہم نے کہا کہ البتہ خط نکال یا کپڑے اتار تو اس نے اس کو اپنی زلف گوندی سے نکالا تو ہم اس کو حضرت ﷺ کے پاس لائے سو اچانک دیکھا کہ اس میں لکھا ہے کہ یہ خط حاطب رضی اللہ عنہ کا ہے مشرکین مکہ کے چند لوگوں کی طرف اس حال میں کہ خبر دیتا ہے اس کو حضرت ﷺ کے بعض کاموں سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا اے حاطب! اس خط کے لکھنے کا کیا سبب ہے؟ اس نے کہا یا حضرت! مجھ پر جلدی نہ کیجیے میں ایک مرد قریش کا حلیف ہوں اور میں ان کا رشتہ دار نہیں ہوں اور نہ کوئی ان میں سے قریبی ہے جو آپ کے ساتھ مہاجرین ہیں ان کے واسطے مکہ میں قربت ہے کہ اس کے سبب سے ان کے گھر والوں اور مالوں کو نگاہ رکھتے ہیں یعنی ان کے وہاں بھائی بند ہیں جو ان کے بال بچوں کی خبر گیری کرتے ہیں اور جب میرا ان میں کوئی قرابتی اور اور بھائی بند نہیں جو میرے اہل اور مال کی خبر گیری کرے تو میں نے چاہا کہ ان کی طرف کوئی احسان کروں تا کہ وہ میرے بال بچوں کو نگاہ رکھیں اور نہیں کیا میں نے یہ کام کفر سے اور نہ اپنے دین سے مرتد ہو کر یعنی میں مسلمان ہوں مرتد نہیں ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اس نے تم سے سچ کہا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! حکم

۴۵۱۱۔ حَدَّثَنَا الْحَمِيدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي رَافِعٍ كَاتِبَ عَلِيٍّ يَقُولُ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَالزُبَيْرُ وَالْمِقْدَادُ فَقَالَ انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا طَعِينَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوهُ مِنْهَا فَذَهَبْنَا تَعَادَى بَنَّا خَيْلَنَا حَتَّى أَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَإِذَا نَحْنُ بِالطَّعِينَةِ فَقُلْنَا أَخْرِجِي الْكِتَابَ فَقَالَتْ مَا مَعِيَ مِنْ كِتَابٍ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِي الْكِتَابَ أَوْ لَتُلْقِيَنَّ الْيَابَ فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَاتَيْنَا بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا فِيهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى أَنَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِمَّنْ بِمَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هَذَا يَا حَاطِبُ قَالَ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مِنْ قُرَيْشٍ وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَكَانَ مِنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُونَ بِهَا أَهْلِيَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِمَكَّةَ فَاحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ أَنْ أَصْطَنَعَ إِلَيْهِمْ يَدًا يَحْمُونَ قَرَابَتِي وَمَا فَعَلْتُ ذَلِكَ كُفْرًا وَلَا

ہو تو اس کی گردن ماروں؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک وہ جنگ بدر میں موجود تھا تجھ کو کیا معلوم شاید کہ اللہ تعالیٰ بدر والوں کے ایمان کو خوب جان چکا ہے سو فرمایا کہ کرو جو تمہارا جی چاہے میں تو تم کو بخش چکا، کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ اس میں یہ آیت اتری، اے ایمان والو! نہ پکڑو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست، سفیان نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ آیت حدیث میں ہے یا عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

إِذْ تَدَا عَنْ دِينِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ فَقَالَ عُمَرُ دَعْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَضْرَبَ عُنُقَهُ فَقَالَ إِنَّهُ شَهِدَ بَذْرًا وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اِعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ قَالَ عُمَرُ وَنَزَلَتْ فِيهِ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ﴾ قَالَ لَا أَذْرِي الْآيَةَ فِي الْحَدِيثِ أَوْ قَوْلُ عُمَرُ.

فائدہ: سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ باوجود اس کے کہ حضرت ﷺ نے اس کی تصدیق کی اس میں جو اس نے عذر کیا واسطے اس چیز کے کہ تھی نزدیک عمر رضی اللہ عنہ کے قوت سے دین میں اور بغض رکھنے سے ساتھ اس شخص کے جو نفاق کی طرف منسوب ہو اور گمان کیا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ جو حضرت ﷺ کے حکم کی مخالفت کرے وہ قتل کا مستحق ہوتا ہے لیکن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ یقین نہ کیا اسی واسطے حضرت ﷺ سے اس کے قتل کی اجازت مانگی اور اس کو منافق کہا اس واسطے کہ اس کا ظاہر باطن کے مخالف نکلا اور عذر کیا حاطب رضی اللہ عنہ نے جو ذکر کیا کہ اس نے یہ کام تاویل سے کیا نہ یہ کہ اس میں کوئی ضرور ہے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ جنگ بدر میں موجود تھا تو یہ اشارہ ہے طرف نہ قتل کرنے اس کے کی سوگویا کہا گیا کہ کیا جنگ بدر میں حاضر ہونا اس کا اس بڑے گناہ کو دور کرتا ہے؟ سو جواب دیا ساتھ قول اپنے کے کہ تجھ کو کیا معلوم اے، اور اکثر روایتوں میں ساتھ صیغہ ترجی کے ہے یعنی لعل کے اور یہ اللہ سے واقع ہے اور اس کا مفصل بیان کتاب المغازی میں گزر چکا ہے اور یہ جو کہا فقد غفرت لکم تو ایک روایت میں ہے فانی غافر لکم اور دلالت کرتا ہے کہ مراد ساتھ اس کے قول کے غفرت اغفر ہے یعنی میں تجھ کو بخشوں گا بطور تعبیر آئندہ کے ساتھ واقع کے واسطے مبالغہ کے اس کی تحقیق میں اور مراد بخشا ان کے گناہوں کا آخرت میں ہے نہیں تو اگر ان میں سے کسی پر مثلاً حد واجب ہو تو دنیا میں ساقط نہ ہوگی اور کہا ابن جوزی نے کہ نہیں یہ استقبال پر سوائے اس کے کچھ نہیں وہ ماضی پر ہے تقدیر اس کی یہ ہے کہ کرو جو تمہارا جی چاہے جو عمل تمہارا تھا سو بخشا گیا یعنی اگلا پچھلا اس واسطے کہ اگر استقبال کے واسطے ہوتا تو ہوتا جواب اس کا کہ میں تم کو بخشوں گا اور اگر اس طرح ہوتا تو یہ گناہوں میں کھلی باگ چھوڑنے کی اجازت ہوتی اور حالانکہ یہ صحیح نہیں اور باطل کرتا ہے ابن جوزی کے اس قول کو یہ امر کہ بدری صحابیوں نے اس کے بعد عقوبت سے خوف کیا یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اے حذیفہ! قسم ہے اللہ

کی کیا میں ان میں سے ہوں اور تعاقب کیا ہے اس کا قرطبی نے ساتھ اس کے کہ اعلوٰ صیغہ امر کا ہے اور وہ موضوع ہے واسطے استقبال کے اور نہیں وضع کیا ہے عرب نے صیغہ امر کا واسطے ماضی کے نہ ساتھ قرینہ کے اور نہ ساتھ غیر اس کے اس واسطے کہ صیغہ امر کا ساتھ معنی انشاء اور ابتداء کے ہے اور قول اس کا کرو جو تمہارا جی چاہے حمل کیا جائے گا اوپر طلب فعل کے اور نہیں صحیح ہے کہ ہو ساتھ معنی ماضی کے اور نہیں ممکن ہے کہ حمل کیا جائے اوپر ایجاب کے پس متعین ہو واسطے اباحت کے کہا اس نے اور البتہ ظاہر ہوا واسطے میرے کہ یہ خطاب اکرام اور تشریف کا ہے بغل گیر ہے اس کو کہ ان کے واسطے ایک حالت حاصل ہوئی ہے کہ اس کے سبب سے ان کے پہلے گناہ بخشے گئے اور لائق ہوئی اس کے سبب سے اس بات کے کہ بخش جائے واسطے ان کے وہ چیز کہ از سر نو ہو ان کے آئندہ گناہوں سے اور اگر کسی چیز میں ایک چیز کی صلاحیت ہو تو اس سے اس کا واقع ہونا لازم نہیں آتا اور البتہ ظاہر کیا اللہ نے سچا ہونے رسول اپنے کا ہر اس شخص میں جو خبر دے اس سے ساتھ کسی چیز کے اس سے اس واسطے کہ ہمیشہ رہے وہ بہشتیوں کے عملوں پر یہاں تک کہ انہوں نے دنیا کو چھوڑا اور اگر فرضا ان میں سے کسی سے کوئی گناہ صادر ہوا بھی تو اس نے توبہ کی طرف جلدی کی اور سیدھی راہ کو لازم پکڑا اور جانتا ہے یہ ان کے احوال سے ساتھ یقین کے جو مطلع ہو ان کے عمری حالات پر اٹھی۔ اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ اس کے قول کے فقد غفرت لکم یعنی واقع ہوں گے تمہارے گناہ اس حال میں کہ بخشے گئے ہیں یہ مراد نہیں کہ ان سے گناہ صادر نہیں ہوگا اور حالانکہ مسطح صحابی جنگ بدر میں موجود تھا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں اہل الک کے ساتھ شریک ہوا، کما تقدم فی سورة النور سو گویا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی کرامت کے سبب سے بشارت دی ان کو اپنے پیغمبر کی زبان پر کہ ان کے گناہ بخشے گئے اگرچہ واقع ہو ان سے جو واقع ہو اور کچھ شرح اس حدیث کی پہلے گزر چکی ہے اور کچھ آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

حدیث بیان کی ہم سے علی نے کسی نے سفیان سے کہا کہ کیا یہ آیت حاطب رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری کہ اے ایمان والو! نہ پکڑو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست کہا سفیان نے کہ یہ لوگوں کی حدیث میں ہے یعنی جزم کرنا ساتھ مرفوع ہونے اس زیادتی کے لوگوں کی حدیث میں ہے میں نے اس کو عمرو سے یاد رکھا ہے یعنی یہ عمرو کا قول ہے میں نے اس سے کوئی حرف نہیں چھوڑا اور میں نہیں جانتا کہ کسی نے میرے سوا اس کو یاد رکھا ہو اور یہ ولالت کرتا ہے اس پر کہ سفیان کو اس کے مرفوع ہونے کا یقین نہ تھا۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ قَالَ قِيلَ لِسُفْيَانَ فِي هَذَا فَزَلْتُ ﴿لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ﴾ الْآيَةَ قَالَ سُفْيَانُ هَذَا فِي حَدِيثِ النَّاسِ حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو مَا تَرَكْتُ مِنْهُ حَرْفًا وَمَا أَرَى أَحَدًا حَفِظَهُ غَيْرِي.

**فائدہ:** اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اجازت مانگنے عمر رضی اللہ عنہ کے اوپر قتل حاطب رضی اللہ عنہ کے واسطے مشروعیت قتل کرنے جاسوس کے اگرچہ مسلمان ہو اور یہ قول مالک کا اور اس کے موافقوں کا ہے اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ برقرار رکھا حضرت رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو قتل کے ارادے پر اگر مانع نہ ہوتا اور بیان کیا مانع کو اور وہ حاضر ہونا حاطب رضی اللہ عنہ کا ہے جنگ بدر میں اور یہ حاطب رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی میں پایا نہیں جاتا سوا اگر ہوتا اسلام مانع اس کے قتل سے تو نہ علت بیان کرتے ساتھ خاص تر چیز کے اس سے۔ (فتح)

**بَابُ قَوْلِهِ «إِذَا جَاءَكُمْ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ»**  
باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جب آئیں تمہارے پاس ایمان والی عورتیں ہجرت کر کے۔

**فائدہ:** اتفاق ہے اس پر کہ یہ آیت صلح حدیبیہ کے بعد اتری اور یہ کہ سب اس کا وہ چیز ہے جو پہلے گزر چکی ہے صلح سے درمیان قریش کے اور مسلمانوں کے اس پر کہ اگر قریش کا آدمی مسلمان ہو کر مسلمانوں کے پاس آئے تو اس کو قریش کی طرف پھیر دیں پھر متشی کیا اللہ نے اس شرط سے عورتوں کو ساتھ شرط امتحان کے۔ (فتح)

۳۵۱۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے حضرت رضی اللہ عنہا امتحان کرتے جو مسلمان عورت ان کی طرف ہجرت کرتی ساتھ اس آیت کے اللہ کے قول سے کہ اے پیغمبر! جب آئیں تیرے پاس مسلمان عورتیں تجھ سے بیعت کرنے کو اللہ کے قول غفور رحیم تک، عروہ کہتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو جو مسلمان عورتوں سے اس شرط کے ساتھ اقرار کرتی اس سے حضرت رضی اللہ عنہا فرماتے میں نے تجھ سے بیعت کی فقط کلام سے قسم ہے اللہ کی کہ بیعت میں حضرت رضی اللہ عنہا کا ہاتھ کبھی کسی عورت کے ہاتھ سے نہیں چھوا، حضرت رضی اللہ عنہا ان سے بیعت نہ کرتے مگر ساتھ قول کے یعنی زبان سے فرماتے کہ میں نے تجھ سے اس پر بیعت کی، متابعت کی ہے ابن اخی ابن شہاب کی یونس اور معمر اور عبد الرحمن نے زہری سے اور کہا اسحاق بن راشد نے زہری سے اس نے روایت کی عروہ اور عمرہ سے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔

۴۵۱۲۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوَّجَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرْتُهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْتَحِنُ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ بِهَذِهِ الْآيَةِ يَقُولُ اللَّهُ «يَأْتِيهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يَبَايِعُكَ» إِلَى قَوْلِهِ «غُفُورٌ رَحِيمٌ» قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ لَمَنْ أَقَرَّ بِهَذَا الشَّرْطِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ قَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ بَايَعْتُكَ كَلَامًا وَلَا وَاللَّهِ مَا مَسَّتْ يَدُهُ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ فِي الْمُبَايَعَةِ مَا يَبَايِعُهُنَّ إِلَّا بِقَوْلِهِ قَدْ بَايَعْتُكَ عَلَى ذَلِكَ تَابَعَهُ يُونُسُ وَمَعْمَرٌ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ

إِسْحَاقُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ إِسْحَاقُ بْنُ  
رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ وَعُمَرَةَ.

**فائدہ:** یہ جو کہا میں نے تجھ سے بیعت کی کلام سے فقط یہ کلام سے فقط کلام کرتے ہاتھ سے مصافحہ نہ کرتے جیسے کہ جاری ہوئی ہے عادت ساتھ مصافحہ مردوں کے وقت بیعت کے اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی تو اس میں قسم کھانی ہے واسطے تاکید خبر کے یعنی اس سے معلوم ہوا کہ تاکید خبر کے واسطے قسم کھانی جائز ہے اور شاید کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف رد کے اس چیز پر جو ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے آئی ہے سوا بن حبان اور ابن خزیمہ کے نزدیک ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بیعت کے قصے میں کہ حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ گھر کے باہر سے دراز کیا اور ہم نے اپنے ہاتھ گھر کے اندر سے دراز کیے پھر فرمایا الہی! گواہ رہ اور اسی طرح ہے اس حدیث میں جو اس کے بعد ہے جس جگہ اس میں کہا کہ ہم میں سے ایک عورت نے اپنا ہاتھ روکا اس واسطے کہ وہ مشعر ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے بیعت کرتی تھیں اور ممکن ہے جواب پہلی حدیث سے ساتھ اس طور کے کہ دراز کرنا ہاتھ کا پردے کے پیچھے سے اشارہ ہے طرف واقع ہونے مباہلت کی اگرچہ نہ واقع ہو مصافحہ اور جواب دوسری حدیث سے ساتھ اس طور کے ہے کہ مراد ساتھ روکنے ہاتھ کے باز رہنا ہے قبول سے یا واقع ہوتی تھی بیعت ساتھ کسی حائل کے اس واسطے کہ ابوداؤد نے مراسیل میں روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے جب بیعت کی عورتوں سے تولائی گئی ایک چادر قطری سو اس کو اپنے ہاتھ میں رکھا اور فرمایا کہ میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ ایک برتن میں ڈبوتے تھے پھر عورت اپنا ہاتھ اس میں ڈبوتی اور احتمال ہے تعدد کا اور روایت کی ہے طبری نے کہ بیعت کی ان سے حضرت ﷺ نے ساتھ واسطے عمر کے اور طبری وغیرہ نے امیمہ سے روایت کی ہے کہ وہ چند عورتوں کے ساتھ آئے تو انہوں نے کہا کہ یا حضرت! اپنا ہاتھ دراز کیجیے ہم آپ سے مصافحہ کریں تو حضرت ﷺ نے فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا لیکن تم سے قول قرار لیتا ہوں، سو حضرت ﷺ نے ان سے قول و قرار لیا یعنی آیت ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ﴾ پڑھی یہاں تک کہ پہنچے اس قول پر ﴿وَلَا يَعْصِيكَ فِیْ مَعْرُوفٍ﴾ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو تم سے ہو سکے تو انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر رحم کرنے والا ہے ساتھ ہمارے رحم کرنے سے اپنی جانوں پر اور طبری کی روایت میں ہے کہ فرمایا نہیں قول میرا واسطے سو عورت کے مگر مانند قول میرے کے واسطے ایک عورت کے اور دوسری حدیثوں میں آیا ہے کہ عورتیں بیعت کے وقت اوپر سے کپڑا پکڑتی تھیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ ایک برتن میں ہاتھ ڈبوتے پھر عورتیں اس میں ڈبوتیں اور اس حدیث میں ہے کہ جو امتحان کہ اللہ کے قول فامتنحوہن میں مذکور ہے وہ یہ ہے کہ بیعت کریں عورتیں ساتھ اس چیز کے کہ بغل گیر ہے اس کو آیت مذکورہ اور عبدالرزاق نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ تھے حضرت ﷺ امتحان کرتے جو



عورت ہجرت کرتی ساتھ اس کے کہ قسم ہے اللہ کی نہیں نکلی میں مگر واسطے رغبت کے اسلام میں اور واسطے محبت اللہ اور اس کے رسول کے اور نہیں لے نکلا تجھ کو عشق کسی مرد کا ہم میں سے اور نہ بھاگنا اپنے خاوند سے اور طبری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب کوئی عورت مشرکوں کی اپنے خاوند پر غصے ہوتی تو کہتی قسم ہے اللہ کی البتہ میں محمد ﷺ کی طرف ہجرت کروں گی تو یہ آیت اتری کہ ان کا امتحان کر لیا کرو۔ (فتح)

باب ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ﴾  
باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ جب آئیں تیرے پاس مسلمان عورتیں تجھ سے بیعت کریں۔

۴۵۱۳۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ سے بیعت کی تو حضرت ﷺ نے ہم پر یہ آیت پڑھی کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم کو منع کیا نوحہ کرنے سے تو ہم میں سے ایک عورت نے اپنا ہاتھ روکا یعنی بیعت کرنے سے سو کہا کہ فلاں عورت نوحہ کرنے میں میرے ساتھ شریک ہوئی تھی میں چاہتی ہوں کہ اس کو بدلہ دوں تو حضرت ﷺ نے اس کو کچھ نہ کہا سو وہ گئی اور پھر پھر حضرت ﷺ نے اس سے بیعت کی۔

۴۵۱۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ بَايَعَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ عَلَيْنَا ﴿أَنْ لَا يُشْرِكُنَّ بِاللَّهِ شَيْئًا﴾ وَنَهَانَا عَنِ النِّسَاحَةِ فَقَبَضَتْ امْرَأَةً يَدَهَا فَقَالَتْ أَسْعَدْتَنِي فَلَانَةَ أُرِيدُ أَنْ أُجْزِيَهَا فَمَا قَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَانْطَلَقَتْ وَرَجَعَتْ فَبَايَعَهَا.

فائدہ: یہ جو کہا کہ ایک عورت نے اپنا ہاتھ روکا تو ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ مگر فلاں کے گھر والے کہ وہ جاہلیت کے زمانے میں نوحہ میں میرے ساتھ شریک ہوئی تھی سو ضروری ہے کہ میں اس کو بدلہ دوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مگر فلاں کے گھر والے یعنی جا اور اس کو بدلہ دے، اور نسائی کی روایت میں ہے سو وہ گئی اور بدلہ دے کر پھر آئی اس نے حضرت ﷺ سے بیعت کی، کہا نووی رحمہ اللہ نے یہ محمول ہے اس پر کہ اجازت دینی واسطے ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے فلاں کی آل میں خاص ہے اور نہیں حلال ہے نوحہ کرنا واسطے اس کے اور نہ واسطے اس کے غیر کے بیچ غیر آل فلاں کے جیسا کہ ظاہر حدیث کا ہے اور جائز ہے واسطے شارع کے کہ خاص کرے عموم سے جس کو چاہے ساتھ جس چیز کے کہ چاہے سو یہ ہے صواب حکم کا اس حدیث میں اسی طرح کہا ہے نووی نے اور اس میں نظر ہے مگر یہ کہ دعویٰ کیا جائے کہ جن کو اس نے نوحہ کا بدلہ دیا تھا وہ مسلمان نہ تھے اور اس میں بعد ہے پس چاہیے کہ دعویٰ کیا جائے کہ وہ لوگ بھی اس خصوصیت میں اس کے ساتھ شریک تھے اور میں بیان کروں گا جو قادیان ہے بیچ خاص ہونے ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اس کے پھر نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ مشکل جانا ہے اس حدیث کو قاضی وغیرہ نے اور اس میں انہوں نے عجیب

قول کہے ہیں اور مقصود میرا ڈرانا ہے مفرور ہونے سے ساتھ ان کے اس واسطے کہ بعض مالکیوں نے کہا کہ نوح کرنا حرام نہیں واسطے دلیل اس حدیث کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حرام تو وہ چیز ہے کہ ہو ساتھ اس کے کوئی چیز افعال جاہلیت سے جیسے پھاڑنا گریبان کا ہے اور چھیلنا رخساروں کا اور مانند اس کے اور ٹھیک وہ چیز ہے جو ہم نے پہلے ذکر کی اور یہ کہ نوح کرنا مطلق حرام ہے اور یہی مذہب ہے سب علماء کا اور پہلے گزر چکی ہے جنازوں میں نقل غیر اس مالکی سے کہ نوح کرنا حرام نہیں اور یہ شاذ مردود ہے اور رد کیا ہے اس کو قرطبی نے ساتھ صحیح حدیثوں کے جو وارد ہیں وعید میں نوح کرنے پر اور وہ دلالت ہے اوپر سخت حرام ہونے کے لیکن نہیں منع ہے یہ کہ وارد ہوئی ہو پہلے نبی ساتھ کراہت تنزیہ کے پھر جب عورتوں کی بیعت تمام ہو چکی تو واقع ہوئی تحریم سو واقع ہوا ہو گا اذن واسطے اس شخص کے کہ مذکور ہوا پہلے حالت میں واسطے بیان جواز کے پھر واقع ہوئی تحریم سو وارد ہوئی اس وقت وعید شدید اور چھانٹا ہے قرطبی نے باقی اقوال کو جن کی طرف نووی رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ان میں ایک یہ دعویٰ کہ یہ حکم نوح حرام ہونے سے پہلے تھا کہا اور یہ فاسد ہے واسطے سیاق ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے اس حدیث کے اور اگر ام عطیہ رضی اللہ عنہا اس کا حرام ہونا نہ سمجھتیں تو نہ مستثنیٰ کرتیں میں کہتا ہوں کہ تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ تصریح کی ہے ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ اس کے کہ وہ از قسم نافرمانی کرنے کے ہے نیک کام میں اور یہ وصف حرام چیز کی ہے اور ان میں سے ایک یہ قول ہے کہ قول اس کا مگر فلانے کے گھر والے نہیں ہے اس میں نص ہے کہ وہ نوح میں ان کی موافقت کرے گی اور ممکن ہے کہ موافقت کرے ان سے ساتھ ملنے اور رونے کے جس ساتھ نوح نہ ہو کہا اور یہ مشابہ تر ہے اس قول سے کہ اس کے پہلے ہے۔ میں کہتا ہوں بلکہ وارد ہوتا ہے اس پر وارد ہونا تصریح کا ساتھ نوح کے جیسا کہ میں اس کو بیان کروں گا اور اس پر یہ بھی وارد ہوتا ہے کہ مجرد رونا منع نہیں اور نہی میں داخل نہیں ہے، کما تقدم فی الجنائز تقویہ سواگر واقع ہوتا اختصار اوپر اس کے تو نہ حاجت پڑتی طرف تاخیر بیعت کی یہاں تک کہ اس کو کرے اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے اور یہ فاسد ہے اس واسطے کہ نہیں خاص ہے وہ ساتھ حلال کرنے کسی چیز کے حرام چیزوں سے اور نیز قدح کرتا ہے بیچ دعویٰ تخصیص اس کی کے ثابت ہونا اس کا واسطے غیر اس کے کی جیسے کہ ترمذی وغیرہ نے خود اور اسماء بنت یزید وغیرہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بھی بیعت کے وقت یہی کہا تو حضرت ﷺ نے ان کو اجازت دی اور نیز پہچانا جاتا ہے اس سے خدشہ پہلے جوابوں میں اور ظاہر ہوا اس سب بیان سے کہ اقرب جوابوں کا یہ ہے کہ پہلے نوح مباح تھا پھر مکروہ تنزیہ ہوا پھر حرام ہوا، واللہ اعلم۔ (فتح)

۴۵۱۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ نہ بے حکمی کریں تیری نیک کام میں کہا کہ وہ شرط ہے کہ اس کو عورتوں کے واسطے شرط کیا۔

۴۵۱۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ الزُّبَيْرَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

لِيُقَرِّبَهُ تَعَالَى ﴿وَلَا يَعْصِيكَ فِي مَعْرُوفٍ﴾ قَالَ إِنَّمَا هُوَ شَرُطٌ شَرَطَهُ اللَّهُ لِلنِّسَاءِ.

فائدہ: یعنی عورتوں پر شرط کی اور قول اللہ کا سو بیعت کر ان سے تو اس سیاق میں حذف ہے تقدیر اس کی یہ ہے کہ اگر بیعت کریں اوپر اس کے یا شرط کریں اپنی جانوں پر تو بیعت کر ان سے اور اختلاف ہے شرط میں کہ کیا مراد ہے سو اکثر اس پر ہیں کہ مراد نوحہ کرنا ہے کما سبق اور ایک روایت میں ہے کہ مراد نافرمانی کرنے سے نیک کام میں ہے کہ مرد اجنبی عورت کے ساتھ اکیلا نہ ہو اور طبری نے ایک عورت سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم سے جو قول و قرار لیا تھا ان میں یہ بھی تھا کہ ہم کسی نیک کام میں آپ کی نافرمانی نہ کریں اور اپنا منہ نہ چھیلیں اور اپنے بال نہ نوچیں اور اپنے گریبان نہ پھاڑیں اور ویل نہ پکاریں۔ (فتح)

۴۵۱۵۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے سو فرمایا کہ کیا تم مجھ سے بیعت کرتے ہو اس پر کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اور حرام کاری نہ کرو اور چوری نہ کرو اور پڑھی آیت عورتوں کی اور اکثر لفظ سفیان کا یہ ہے کہ آیت پڑھی کہ جو پورا کرے تم سے قول و قرار کو تو اس کا اجر اللہ پر ہے اور جو ان میں سے کسی چیز کو پہنچے پھر اس کو اس کی سزا ملے تو وہ اس کے واسطے کفارہ ہے اور جو اس سے کسی چیز کو پہنچے پھر اللہ اس کا عیب چھپا دے یعنی دنیا میں اس کا عیب کسی کو معلوم نہ ہو تو وہ اللہ کے سپرد ہے اگر چاہے تو اس کو عذاب کرے اور اگر چاہے تو اس کو بخش دے۔

۴۵۱۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَا قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ سَمِعَ عَبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتُبَايَعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَسْرِقُوا وَقَرَأَ آيَةَ النِّسَاءِ وَكَثُرَ لَفْظُ سُفْيَانَ قَرَأَ الْآيَةَ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ أَصَابَ مِنْهَا شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَسَتْرَهُ اللَّهُ فَهُوَ إِلَى اللَّهِ إِنْ شَاءَ عَذْبَةٌ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ فِي الْآيَةِ.

فائدہ: پڑھی آیت عورتوں کی یعنی عورتوں کی بیعت کی آیت اور وہ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ﴾ الْآيَةُ ہے اور کتاب الایمان میں اس بیعت کے وقت کا بیان ہو چکا ہے اور جو اس سے کسی چیز کو پہنچے یعنی ان چیزوں سے کہ حد کو واجب کرتی ہیں اور یہ جو اللہ نے فرمایا ﴿بِهَتَانِ يَفْتَرِيهِ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَارِجُلَيْهِنَّ﴾ تو اس کی تفسیر میں چند

قول ہیں ایک یہ کہ مراد ساتھ مائین الایدی وہ چیز ہے کہ کمائے مرد ساتھ ان کے اور اسی طرح پھیر اور ایک یہ کہ مراد دنیا اور آخرت سے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اعمال ظاہرہ اور باطنہ ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ماضی اور مستقبل اور بعض کہتے ہیں کہ مراد مائین الایدی سے بندے کا اپنا کسب ہے جو آپ کمائے اور مراد ساتھ ارجل کے کسب اس کا ہے ساتھ اس کے غیر کے۔ (فتح)

۴۵۱۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ مُسْلِمٍ أَخْبَرَهُ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ شَهِدْتُ الصَّلَاةَ يَوْمَ الْفِطْرِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَكُلُّهُمْ يُصَلِّيهِمَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ يَخْطُبُ بَعْدَ فَنَزَلَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَتِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ حِينَ يَجْلِسُ الرِّجَالُ بِيَدِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ يَشْقُهُمْ حَتَّى أَتَى النِّسَاءَ مَعَ بِلَالٍ فَقَالَ «يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يَبَايَعُكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بَهْتَانٍ يَفْضَرْنَ بَيْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَأَرْجُلَيْهِنَّ» حَتَّى فَرَّغَ مِنَ الْآيَةِ كُلِّهَا ثُمَّ قَالَ حِينَ فَرَّغَ أَنْتَنَ عَلَى ذَلِكَ فَقَالَتْ امْرَأَةٌ وَاحِدَةً لَمْ يُجِبْهُ غَيْرُهَا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا يَذَرِي الْحَسَنَ مَنْ هِيَ قَالَ فَتَصَدَّقْنَ وَبَسَطَ بِلَالٌ ثَوْبَهُ فَجَعَلْنَ يُلْقِينَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِيمَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ.

۴۵۱۶ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حاضر ہوا میں نماز میں عید فطر کے دن ساتھ حضرت ﷺ کے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے سو وہ سب اس کو خطبے سے پہلے پڑھتے تھے پھر خطبہ پڑھتے تھے اس کے بعد سو حضرت ﷺ اترے سو جیسے کہ میں حضرت ﷺ کی طرف دیکھتا ہوں جب لوگوں کو اپنے ہاتھ سے بٹھاتے ہیں پھر ان کو چیرتے ہوئے آگے بڑھے یہاں تک کہ بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ عورتوں کے پاس آئے سو یہ آیت پڑھی کہ اے پیغمبر! جب آئیں تیرے پاس مسلمان عورتیں کہ تجھ سے بیعت کریں اس پر کہ نہ شریک ٹھہرائیں ساتھ اللہ کے کسی کو اور نہ چوری کریں اور نہ حرام کاری کریں اور نہ اپنی اولاد کو ماریں اور نہ لائیں طوفان باندھ کر اپنے ہاتھ پاؤں میں یہاں تک کہ ساری آیت سے فارغ ہوئے پھر جب آیت سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ کیا تم کو یہ منظور ہے؟ ایک عورت نے کہا کہ یا حضرت! ہاں اس کے سوائے کسی عورت نے آپ کو جواب نہ دیا نہیں جانتا حسن کہ وہ عورت کون ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خیرات کرو اور بلال رضی اللہ عنہ نے اپنا کپڑا پھیلایا تو وہ بالیوں اور انگوٹھیوں کو بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈالنے لگیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عیدین میں گزر چکی ہے۔

### سُورَةُ الصَّفِّ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ «مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ»  
مَنْ يَتَّبِعُنِي إِلَى اللَّهِ.

### سورہ صف کی تفسیر کا بیان

کہا مجاہد رحمہ اللہ نے اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کون ہے کہ میری پیروی کرے اللہ کی طرف اور کہا ابو عبیدہ نے کہ اہل ساتھ معنی فی کے ہے۔

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ موصوص کے معنی ہیں ملا ہوا بعض اس کا ساتھ بعض کے اور جڑا ہوا یعنی نہایت مضبوط۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «مَرْصُوصٌ» مُلْصَقٌ  
بَعْضُهُ بِبَعْضٍ.

وَقَالَ غَيْرُهُ بِالرَّصَاصِ.

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى «مَنْ بَعْدِي اسْمُهُ  
أَحْمَدُ».

اور اس کے غیر نے کہا کہ اس کے معنی ہیں سبسہ پلائی۔ باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ کہا عیسیٰ علیہ السلام نے کہ میں تم کو خوشخبری سناتا ہوں ایک رسول کی جو آئے گا مجھ سے پیچھے اس کا نام احمد ہے۔

۴۵۱۷۔ حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا فرماتے تھے کہ میرے کئی نام ہیں میں محمد ہوں، اور احمد ہوں، اور میں مٹانے والا ہو جس کے سبب سے اللہ کفر کو مٹا دے گا اور میں حاضر ہوں کہ سب لوگ میرے قدموں پر جمع ہوں گے یعنی قیامت کے دن اور میں سب پیغمبروں کے بعد آنے والا ہوں۔

۴۵۱۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ  
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ  
بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقُولُ إِنَّ لِي أَسْمَاءً أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ  
وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِي الْكُفْرَ  
وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَيَّ  
قَدَمِي وَأَنَا الْعَاقِبُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح سیرت نبویہ میں گزر چکی ہے۔

### سُورَةُ الْجُمُعَةِ

بَابُ قَوْلِهِ «وَأَخْرَيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا  
بِهِمْ» وَقَرَأَ عُمَرُ فَأَمَضُوا إِلَى ذِكْرِ  
اللَّهِ.

### سورہ جمعہ کی تفسیر کا بیان

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ اور دوسروں کے واسطے ان میں سے جو ابھی نہیں ملے ان میں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آیت «فاسمعوا الی ذکر اللہ» کو

فامضوا الی ذکر اللہ پڑھا ہے یعنی فاسعوا کی جگہ  
فامضوا پڑھا ہے۔

۴۵۱۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم  
حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے تو آپ پر سورہ جمعہ کی یہ  
آیت اتاری گئی اور واسطے اور دن کے ان میں سو جوا بھی نہیں  
ملے ان کو میں نے کہا یا حضرت! وہ لوگ کون ہیں جو ابھی ہم  
کو نہیں ملے؟ حضرت ﷺ نے اس کو جواب نہ دیا یہاں تک  
کہ اس نے تین بار پوچھا اور ہم میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تھے  
حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک سلمان پر رکھا یعنی وہ لوگ  
یہ ہیں پھر فرمایا کہ اگر ایمان ثریا پر ہوتا تو بھی ان فارسیوں  
سے ایک مرد یا بہت مرد اس کو پا جاتے یعنی اگر ایمان نہایت  
دور ہوتا جہاں نظر کام نہیں کرتی تو بھی فارسیوں کو نصیب ہوتا۔

۴۵۱۸۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ  
قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ نُورٍ عَنْ  
أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَأَنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْجُمُعَةِ  
(وَالْآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ) قَالَ  
قُلْتُ مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ  
حَتَّى سَأَلَ ثَلَاثًا وَفِينَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ  
وَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَدَهُ عَلَى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ  
عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ أَوْ رَجُلٌ مِنْ هَؤُلَاءِ.

فائدہ: ثریا ان چند ستاروں کا نام ہے جو نہایت متصل ہیں جیسے گلدستہ اس حدیث میں فارسیوں کی باریک بینی اور  
استعداد ایمانی بیان فرمائی سو حقیقت میں ملک فارس میں بڑے بڑے کمال والے امام محدث پیدا ہوئے جیسے امام محمد  
بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ جنہوں نے اپنے کمال اور باریک بینی سے صحیح صحیح حدیثوں کو چھانٹا اور  
دین میں ایسا کمال حاصل کیا کہ اس کے سبب سے تمام دنیا میں پیشوا اور مقتدا سمجھے گئے کہا قرطبی نے کہ جیسے  
حضرت ﷺ نے فرمایا تھا اسی طرح ظاہر واقع ہوا اس واسطے کہ ان میں ایسے لوگ پائے گئے جو مشہور ہوا ذکر ان کا  
حدیث کے حافظوں اور ناقدوں سے اور یہ ایسا کمال ہے کہ ان کے سوائے بہت لوگ ان کو اس میں شریک نہیں اور  
اختلاف ہے اہل نسب کا فارس کے اصل میں بعض کہتے ہیں ان کی نسب کیو مرت تک پہنچتی ہے اور وہ آدم ہے اور  
بعض کہتے ہیں کہ وہ یافث بن نوح کی اولاد سے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ لادوی بن سام بن نوح کی اولاد سے ہیں  
اور بعض کہتے ہیں کہ وہ فارس بن یاسور بن سام کی اولاد سے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ مدرام بن ارش بن سام کی  
اولاد سے ہے کہ اس کے دس اور چند بیٹے تھے سب سوار بہادر تھے تو نام رکھا گیا ان کا فارس واسطے سواری کرنے ان  
کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ یوسف بن یعقوب رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں اور زیادہ تر مشہور پہلا قول ہے اور ان کے  
علاوہ دوسروں کے نزدیک دوسرا قول رائج ہے اور کہا سعد نے طبقات میں کہ اول شخص ان کا نوح رحمۃ اللہ علیہ کے دین پر تھا

پھر صائین کے دین میں داخل ہوئے طہمورث کے زمانے میں سودو ہزار برس سے زیادہ اس پر ہے پھر زردشت کافر کے ہاتھ پر مجوسی ہوئے اور بت پرستی سیکھنے لگے۔ (فتح)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا  
عَبْدُ الْعَزِيزِ أَخْبَرَنِي ثَوْرٌ عَنْ أَبِي الْعَبِثِ  
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ لَنَالَهُ رِجَالٌ مِّنْ هَؤُلَاءِ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے فارسیوں کی اولاد سے۔

بَابُ قَوْلِهِ «وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ  
لَهْوًا»  
باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جب دیکھتے ہیں سودایا  
کھیل تو چلے جاتے ہیں اس کی طرف۔

فائدہ: کہا ابن عطیہ نے نے کہ لایا گیا ضمیر تجارت کا سوائے ضمیر لہو کے واسطے اہتمام کے ساتھ اہم کے اس واسطے  
کہ وہی سبب ہے کھیل کا بغیر عکس کے۔

٤٥١٩ - حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا  
خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمِ  
بْنِ أَبِي الْجَعْدِ وَعَنْ أَبِي سَفْيَانَ عَنْ جَابِرِ  
بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَقْبَلْتُ  
عِثْرَ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَارَ النَّاسُ إِلَّا أَنِّي عَشَرَ  
رَجُلًا فَأَنْزَلَ اللَّهُ «وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ  
لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا».

سورۃ منافقون کی تفسیر کا بیان

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جب آئیں تیرے  
پاس منافق لوگ تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ  
پیشک تو اللہ کا رسول ہے، کاذبون تک۔

٣٥٢٠ - حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک  
جنگ میں تھا یعنی جنگ بنی مصطلق میں سو میں نے عبد اللہ بن

سُورَةُ الْمُنَافِقُونَ

بَابُ قَوْلِهِ «إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا  
نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ» إِلَى  
«لَكَاذِبُونَ».

٤٥٢٠ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا  
إِسْرَآئِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ

أَرْقَمَ قَالَ كُنْتُ فِي غَزَاةٍ فَسَمِعْتُ عَبْدَ  
 اللَّهِ بْنَ أَبِي يَقُولُ لَا تَنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ  
 رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْفَضُوا مِنْ حَوْلِهِ وَلَئِنْ  
 رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِهِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا  
 الْأَذَلَّ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَمِّي أَوْ لِعَمْرٍ  
 فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 فَدَعَانِي فَحَدَّثَنِي فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي  
 وَأَصْحَابُهُ فَحَلَفُوا مَا قَالُوا فَكَذَّبَنِي رَسُولُ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَدَّقَهُ  
 فَأَصَابَنِي هَمٌّ لَمْ يُصِيبْنِي مِثْلُهُ قَطُّ فَجَلَسْتُ  
 فِي الْبَيْتِ فَقَالَ لِي عَمِّي مَا أَرَدْتُ إِلَيَّ أَنْ  
 كَذَّبَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 وَمَقَعَكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿إِذَا جَاءَكَ  
 الْمُنَافِقُونَ قَبَعَتْ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ صَدَّقَكَ  
 يَا زَيْدُ.

ابی (منافقوں کے سردار) سے سنا کہتا تھا کہ حضرت ﷺ کے  
 ساتھیوں کو خرچ نہ دوتا کہ وہ اس کے گرد سے پھوٹ پھٹک  
 جائیں اور جب ہم مدینے کو پلٹ جائیں گے تو عزت والا  
 ذلیل کو نکال دے گا (عزت والا اپنے آپ کو کہا اور ذلیل  
 حضرت ﷺ کو یعنی ہم حضرت ﷺ کو مدینے سے نکال  
 دیں گے) تو میں نے اس کی یہ بات اپنے چچا یا عمر بن النضر سے  
 ذکر کی اس نے اس کو حضرت ﷺ سے ذکر کیا حضرت ﷺ  
 نے مجھ کو بلایا میں نے آپ سے بیان کیا جو سنا تھا تو  
 حضرت ﷺ نے عبد اللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلا  
 بھیجا انہوں نے آکر حضرت ﷺ کے سامنے قسم کھائی کہ ہم  
 نے یہ نہیں کہا تو حضرت ﷺ نے مجھ کو جھوٹا جانا اور اس کو سچا  
 جانا سو اس بات سے مجھ کو ایسا رنج پہنچا کہ ویسا کبھی نہیں پہنچا  
 سو میں غمناک ہو کر گھر میں بیٹھا تو میرے چچا نے کہا کہ تو نے  
 کیا چاہا یہاں تک کہ حضرت ﷺ نے تجھ کو جھٹلایا (یعنی کیا چیز  
 باعث ہوئی تجھ کو اوپر اس بات کے اور تجھ پر ناراض ہوئے  
 پھر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت اتاری کہ جب منافقین تیرے پاس  
 آئیں تو کہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک تو اللہ کا رسول ہے  
 سو حضرت ﷺ نے مجھ کو بلا بھیجا اور یہ سورہ پڑھی اور فرمایا کہ  
 اے زید! بیشک اللہ نے تجھ کو سچا کیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ مت خرچ کرو ان پر جو پاس رہتے ہیں حضرت ﷺ کے یہاں تک کہ چلے جائیں اس کے گرد  
 سے تو یہ کلام عبد اللہ بن ابی کا ہے اور نہیں قصد کیا راوی نے ساتھ سیاق اس کے تلاوت کا اور بعض شارحین نے غلطی  
 کی ہے سو کہا کہ یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ہے اور نہیں ہے قرآن متفق علیہ میں پس ہوگا یہ بطور بیان کے ابن  
 مسعود رضی اللہ عنہ سے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر عبد اللہ بن ابی نے اس کو پہلے کہا ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اترے قرآن  
 ساتھ حکایت جمیع کلام اس کی کے اور یہ جو کہا کہ میں گھر میں بیٹھا یعنی اس ڈر سے کہ اگر مجھ کو لوگ دیکھیں گے تو کہیں  
 گے تو جھوٹا ہے اور اس حدیث کی شرح تین بابوں کے بعد آئے گی اور اس حدیث میں کئی فائدے ہیں ترک مواخذہ



قوم کے رئیسوں کا ساتھ مفوات کے تاکہ اعلیٰ تابعدار نفرت نہ کریں اور فقط ان کے عتاب پر اقتصار کرنا اور قبول کرنا ان کے عذر کا اور تصدیق کرنی ان کی قسموں کی اگرچہ قرینوں سے اس کا خلاف معلوم ہوتا ہو واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے تائیں اور تالیف سے اور اس میں جواز تبلیغ اس چیز کا ہے کہ نہیں جائز ہے واسطے مقول فیہ کے اور نہیں گئی جاتی ہے یہ چغلی مذموم مگر یہ کہ قصد کیا جائے ساتھ اس کے فساد مطلق اور بہر حال جب کہ ہو اس میں مصلحت جو مفسرین پر رائج ہو تو نہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿اتَّخِذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً﴾  
يَجْتَنُونَ بِهَا.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ ٹھہرایا ہے انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال کہ اس کے ساتھ اپنی جان مال کو بچاتے ہیں۔

۳۵۲۱۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے چچا کے ساتھ تھا تو میں نے عبد اللہ بن ابی سے سنا کہ تھا کہ مت خرچ کرو ان پر جو پاس رہتے ہیں حضرت ﷺ کے تاکہ چلے جائیں اور یہ بھی اس نے کہا کہ جب ہم مدینے کو پلٹ جائیں گے تو عزت والا ذلیل کو نکال دے گا تو میں نے یہ قول اس کا اپنے چچا سے ذکر کیا اور میرے چچا نے اس کو حضرت ﷺ سے ذکر کیا تو حضرت ﷺ نے عبد اللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلا بھیجا تو انہوں نے آکر قسم کھائی کہ ہم نے یہ نہیں کہا تو حضرت ﷺ نے ان کو سچا جانا اور مجھ کو جھوٹا جانا سو مجھ کو ایسا غم پہنچا کہ ویسا کبھی نہیں پہنچا سو میں اپنے گھر میں بیٹھا تو اللہ نے یہ سورت اتاری کہ جب آئیں تیرے پاس منافق لوگ تو کہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک تم اللہ کے رسول ہو، اللہ کے اس قول تک کہ وہی ہیں جو کہتے ہیں کہ مت خرچ کرو ان پر جو حضرت ﷺ کے پاس رہتے ہیں یہاں تک کہ چلے جائیں اور کہتے ہیں کہ جب ہم مدینے میں پلٹ جائیں گے تو عزت والا ذلیل کو نکال دے گا تو حضرت ﷺ نے مجھ کو بلا بھیجا اور اس کو مجھ پر پڑھا پھر فرمایا

۴۵۲۱۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا إِسْرَآنِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَمِّي فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي بَنِي سَلُولٍ يَقُولُ لَا تَفْهَمُوا عَلَيَّ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْفَضُوا وَقَالَ أَيْضًا لَيْنِ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لِيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ لَذَكَّرْتُ ذَلِكَ لِعَمِّي فَذَكَرَ عَمِّي لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي وَأَصْحَابِهِ فَخَلَفُوا مَا قَالُوا فَصَدَقَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذَّبَنِي فَأَصَابَنِي هُمُ لَمْ يُصِبنِي مِثْلُهُ قَطُّ فَجَلَسْتُ فِي بَيْتِي فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تَفْهَمُوا عَلَيَّ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿لِيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ

کہ اللہ نے تجھ کو سچا کیا۔

مِنْهَا الْأَذَلَّ فَأَرْسَلَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهَا عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ صَدَّقَكَ.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا فَطُبِعَ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ﴾.

۴۵۲۲ - حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ كَعْبٍ الْقُرَظِيَّ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي تَفْقُوهَا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﴿وَقَالَ أَيْضًا﴾ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ أَخْبَرْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا مَنِي الْأَنْصَارُ وَخَلَفَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي مَا قَالَ ذَلِكَ فَرَجَعْتُ إِلَى الْمَنْزِلِ فَبِمَتْ فِدَايَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ صَدَّقَكَ وَنَزَلَ ﴿هُمْ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا﴾ الْآيَةَ وَقَالَ ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ وَإِنْ يَقُولُوا تَسْمَعُ لِقَوْلِهِمْ كَانَتْهُمْ حَشَبٌ مُسْتَنْدَةً يَخَسِبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ یہ اس سبب سے ہے کہ وہ ایمان لائے پھر کافر ہوئے سو مہر کی گئی ان کے دل پر سواب وہ نہیں سمجھتے۔

۴۵۲۲۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبد اللہ بن ابی نے کہا کہ مت خرچ کرو ان پر جو حضرت ﷺ کے پاس رہتے ہیں اور نیز کہا کہ جب ہم مدینے کی طرف پلٹ جائیں گے تو عزت والا ذلیل کو نکال دے گا تو میں نے حضرت ﷺ کو اس کی خبر دی (یعنی اپنے چچا کی زبان سے واسطے تطبیق کے درمیان دونوں روایتوں کے اور احتمال ہے کہ خود اس نے بھی خبر دی ہو اس کے بعد کہ عبد اللہ بن ابی نے اس سے انکار کیا) تو انصاریوں نے مجھ کو ملامت کی اور ابن ابی نے قسم کھائی کہ میں نے یہ نہیں کہا سو میں اپنے گھر کی طرف پھرا اور سو یا پھر حضرت ﷺ نے مجھ کو بلایا میں آپ کے پاس آیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک اللہ نے تجھ کو سچا کیا اور یہ آیت اتری کہ وہی ہیں جو کہتے ہیں کہ نہ خرچ کرو، آخر آیت تک اور کہا ابن زید نے اعمش سے اس نے روایت کی ہے عمرو سے اس نے زید سے اس نے حضرت ﷺ سے۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جب تو ان کو دیکھے تو خوش لگیں تجھ کو ان کے بدن اور اگر بات کہیں تو سننے تو ان کی بات کیسے ہیں جیسے لکڑی لگا دے دیوار سے ہر سخت آواز کو اپنی ہلاکت جانیں وہی ہیں دشمن ان سے

قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ».

۴۵۲۲ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ أَصَابَ النَّاسَ فِيهِ شِدَّةٌ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي لَاصِحَابِهِ لَا تَنْفَقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْفَضُوا مِنْ حَوْلِهِ وَقَالَ لَنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لِيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَأَرْسَلَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي فَسَأَلَهُ فَأَجَنَّهُدَ بَيْنَهُ مَا فَعَلَ قَالُوا كَذَبَ زَيْدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِمَّا قَالُوا شِدَّةٌ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصْدِيقِي فِي ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ﴾ فَدَعَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَسْتَغْفِرَ لَهُمْ فَلَوْوا رُؤُوسَهُمْ وَقَوْلُهُ «خُشْبٌ مُسْنَدَةٌ» قَالَ كَانُوا رِجَالًا أَجْمَلَ شَيْءٍ.

پتھارہ اللہ نے ان کو لعنت کی کہاں پھیرے جاتے ہیں۔ ۴۵۲۳ - حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک سفر کو نکلے کہ اس میں لوگوں کو سختی پہنچی یعنی بھوک تو ابن ابی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ مت خرچ کرو ان پر جو رہتے ہیں پاس حضرت ﷺ کے تاکہ آپ کے گرد سے چلے جائیں اور کہا انہوں نے کہ جب ہم مدینے کی طرف پلٹ جائیں گے تو عزت والا ذلیل کو نکال دے گا تو میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو خبر دی حضرت ﷺ نے ابن ابی کو بلا بھیجا اور اس سے پوچھا اس نے کوشش سے قسم کھائی کہ میں نے یہ نہیں کہا لوگوں نے کہا کہ زید رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے جھوٹ بولا سو ان کی اس بات سے میرے دل میں نہایت رنج پیدا ہوا یہاں تک کہ اللہ نے میری تصدیق اتاری سورہ ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ﴾ میں سو حضرت ﷺ نے ان کو بلایا تاکہ ان کے واسطے بخشش مانگیں تو انہوں نے اپنے سر پھیرے اور قول اللہ کا خشب مسندہ کہا کہ تھے مرد خوب تر چیز یعنی ان کی ڈیل ڈول بہت خوب تھی۔

فائدہ: یہ تفسیر ہے واسطے اللہ تعالیٰ کے قول کے کہ تجھ کو ان کے بدن خوش لگیں اور خشب مسندہ تمثیل ہے ان کے بدنوں کی اور واقع ہوا ہے یہ نفس حدیث میں اور نہیں ہے مدرج۔

باب قَوْلِهِ ﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّا رُؤُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ﴾۔

باب قَوْلِهِ ﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّوا رُؤُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ﴾۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور جب کہا جاتا ہے واسطے ان کے کہ آؤ بخشش مانگیں واسطے تمہارے رسول تو پھیرتے ہیں اپنے سر اور تو دیکھے کہ وہ رکتے ہیں اور غرور کرتے ہیں۔

حَرَكُوا اسْتَهْزِؤُوا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَقْرَأُ بِالْتَّخْفِيفِ مِنْ لَوِيَتْ.

اور لووا کے معنی ہیں کہ ہلاتے ہیں اپنے سرٹھنھا کرتے ہیں حضرت ﷺ سے اور پڑھا جاتا ہے سنا بھی تخفیف کے لویت سے۔

فائدہ: اور تعاقب کیا ہے اس کا اسماعیلی نے ساتھ اس طور کے کہ یہ سیاق حدیث کا ترجمہ باب کے مطابق نہیں اور جواب یہ ہے کہ اس نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے طرف اصل حدیث کے اور حسن کے مرسل حدیث میں ہے کہ لوگوں نے ابن ابی سے کہا کہ اگر تو حضرت ﷺ کے پاس جائے تو تیرے واسطے بخشش مانگیں تو اس نے اپنا سر پھیرا تو یہ آیت اتری اور اسی طرح عکرمہ سے روایت ہے کہ وہ عبد اللہ بن ابی کے حق میں اتری۔ (فتح)

۴۵۲۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَمِّي فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي ابْنِ سَلُولٍ يَقُولُ لَا تَنْفَقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْفَضُوا وَلَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَمِّي فَذَكَرَ عَمِّي لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَعَانِي فَحَدَّثَنِي فَأَرْسَلَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي وَأَصْحَابِهِ فَحَلَفُوا مَا قَالُوا وَكَذَّبَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَدَقَهُمْ فَأَصَابَنِي غَمٌّ لَمْ يُصِبنِي مِثْلُهُ قَطُّ فَجَلَسْتُ فِي بَيْتِي وَقَالَ عَمِّي مَا أَرَدْتُ إِلَيَّ أَنْ كَذَبَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَقَّتَكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ﴾ وَأَرْسَلَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهَا وَقَالَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ صَدَقَكَ.

۴۵۲۴ - حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے چچا کے ساتھ تھا سو میں نے عبد اللہ بن ابی کو سنا کہتا ہے کہ نہ خرچ کرو ان پر جو رہتے ہیں پاس حضرت ﷺ کے تا کہ پراگندہ ہو جائیں آپ ﷺ کے گرد سے اور جب ہم مدینے کی طرف پلٹ جائیں گے تو عزت والا ذلیل کو نکال دے گا تو میں نے ابن ابی کی یہ بات اپنے چچا سے ذکر کی اور میرے چچا نے حضرت ﷺ سے ذکر کی حضرت ﷺ نے مجھ کو بلا کر پوچھا میں نے آپ سے بیان کیا یعنی جو سنا تھا حضرت ﷺ نے ابن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلا بھیجا تو انہوں نے قسم کھائی کہ ہم نے یہ نہیں کیا سو حضرت ﷺ نے مجھ کو جھوٹا جانا اور ان کو سچا جانا سو مجھ کو ایسا غم پہنچا کہ ویسا کبھی نہیں پہنچا تھا تو میں غم کے مارنے اپنے گھر میں بیٹھا اور میرے چچا نے کہا کہ تو نے کیا چاہا یہاں تک کہ حضرت ﷺ نے تجھ کو جھوٹا جانا اور تجھ سے ناراض ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورہ اتاری کہ جب منافق لوگ تیرے پاس آئیں تو کہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ نے اس کو پڑھا اور فرمایا کہ اللہ نے تجھ کو سچا کیا۔

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ برابر ہے اوپر  
ان کے کہ تو ان کے واسطے بخشش مانگے یا نہ مانگے ہرگز  
نہ بخشے گا ان کو اللہ بیشک اللہ نہیں راہ دیتا فاستقوا کو۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾.

فائدہ: طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اتری یہ آیت اس آیت کے بعد جو سورہ توبہ میں ہے  
﴿استغفر لهم او لا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم﴾۔

۴۵۲۵۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم  
ایک جنگ میں تھے یعنی جنگ بنی المصطلق میں اور کہا سفیان  
نے ایک بار لشکر میں تو ایک مہاجر نے ایک انصاری کو چوڑ پر  
لات ماری تو انصاری نے کہا کہ اے انصاریو! دوڑو میری  
فریاد رسی کرو اور مہاجر نے بھی اسی طرح مہاجرین کو بلایا تو  
حضرت ﷺ نے یہ فریاد سنی تو فرمایا کہ کیا حال ہے کفر کے  
بول کا لوگوں نے عرض کیا کہ یا حضرت! ایک مہاجر نے ایک  
انصاری کو چوڑ پر لات ماری تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ  
چھوڑو اس بات کو یعنی کفر کے بول کو کہ وہ بات گندی ہے یعنی  
اس طرح فریاد رسی چاہی گندی بات ہے تو عبد اللہ بن ابی نے  
اس کو سنا سو کہا کہ کیا انہوں نے کیا ہے یعنی تقدیم کو یعنی  
شریک کیا ہم نے ان کو اس چیز میں کہ ہم اس میں ہیں تو  
انہوں نے چاہا کہ ہم پر مستقل ہوں خبردار! قسم ہے اللہ کی کہ  
جب ہم مدینے کی طرف پلٹ جائیں گے تو عزت والا ذلیل  
کو نکال دے گا تو یہ بات حضرت ﷺ کو پہنچی تو حضرت عمر  
فاروق رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے سو کہا کہ یا حضرت! حکم ہو تو  
میں اس منافق کی گردن مار دوں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ  
اس کو چھوڑو اور مت مار لوگ یہ چرچا نہ کریں کہ محمد ﷺ اپنے  
ساتھیوں کو قتل کرتا ہے اور جب مہاجرین مدینے میں آئے تو

۴۵۲۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ  
عَمْرُو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا فِي غَزَاةٍ قَالَ سُفْيَانُ  
مَرَّةً فِي جَيْشٍ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِّنَ  
الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ  
الْأَنْصَارِيُّ يَا لِلْأَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا  
لِلْمُهَاجِرِينَ فَسَمِعَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ دَعْوَى  
الْجَاهِلِيَّةِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَسَعَ رَجُلٌ  
مِّنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ  
دَعُوهَا فَإِنَّهَا مُنْتَبَهَةٌ فَسَمِعَ بِذَلِكَ عَبْدُ اللَّهِ  
بْنُ أَبِي قَحْطَانَ فَقَالَ فَعَلُوهَا أَمَا وَاللَّهِ لَئِنْ رَجَعْنَا  
إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ  
فَبَلَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ  
عَمْرُو فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ دَعْنِي أَضْرِبَ  
عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ  
مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ  
أَكْثَرَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ

ثُمَّ إِنَّ الْمُهَاجِرِينَ كَثُرُوا بَعْدُ قَالَ سُفْيَانُ فَحَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو قَالَ عَمْرٍو سَمِعْتُ جَابِرًا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اس وقت انصاری لوگ مہاجرین سے بہت تھے پھر اس کے بعد مہاجرین انصار سے بہت ہو گئے، کہا سفیان نے یاد رکھا میں نے اس کو عمرو سے کہا عمرو نے سنائیں نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ تھے۔

فائدہ: اور مسلم کی روایت میں ہے کہ دولہ کے آپس میں لڑے ایک مہاجر اور ایک انصاری تو مہاجر نے کہا کہ اے مہاجر! دوڑو اور انصاری نے کہا کہ اے انصار! دوڑو تو حضرت ﷺ نکلے سو فرمایا کہ کیا حال ہے کفر کے بول کا؟ لوگوں نے عرض کیا کہ دولہ کے آپس میں لڑے تھے ایک نے دوسرے کو لات ماری تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کا کچھ ڈر نہیں اور چاہیے کہ مدد کرے مرد اپنے بھائی کی ظالم ہو یا مظلوم اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کا کچھ ڈر نہیں تو مستفاد ہوتا ہے آپ کے قول سے اس کا کچھ نہیں جواز قول مذکور کا ساتھ قصہ مذکور کے اور تفصیل مبین کے نہ اس بنا پر کہ تھے جاہلیت میں اس پر مدد کرنی اس شخص کے سے کہ ہو قبیلے سے مطلق اور یہ جو کہا کہ اپنے بھائی کی مدد کر تو اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور یہ جو ابن ابی نے کہا کہ انہوں نے کیا ہے یعنی اثر کو تو ایک روایت میں ہے کہ ان میں سے ایک بڑے منافق نے کہا کہ نہیں ہے مثل ہماری اور ان کی مگر جیسے کسی نے کہا کہ کتابال تھہ کو کھائے اور ایک روایت میں ہے کہ پھر حضرت ﷺ نے کوچ کا حکم دیا تو ایک گھڑی چلے کہ دوپہر کے بعد اس میں چلا کرتے تھے پھر اسید حضرت ﷺ کو ملے اور آپ سے یہ حال پوچھا حضرت ﷺ نے اس کو خبر دی اس نے کہا کہ یا حضرت! عزت والے آپ ہو اور ذلیل وہی ہے اور ابن ابی کے بیٹے کو کہ اس کا نام بھی عبد اللہ رضی اللہ عنہ تھا اپنے باپ کا حال پہنچا تو وہ حضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ یا حضرت! مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ آپ میرے باپ کے مار ڈالنے کا ارادہ کرتے ہیں اس چیز میں کہ آپ کو اس سے پہنچی سو اگر آپ یہ کام کرنے والے ہیں تو مجھ کو حکم ہو کہ میں آپ کے پاس اس کا سر کاٹ لاؤں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بلکہ تو اس کی رفاقت کر اور اس کی خدمت کر اور اس کے بعد یہ حال ہوا کہ جب کوئی واقعہ ہوتا تو اس کی قوم خود اسی کو جھوٹا کہتی اور اس پر انکار کرتی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ «هُمْ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تَفْقُوا عَلَيَّ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَفْضُوا» يَفْضُوا يَفْزُقُوا وَلِلَّهِ خَزَائِنُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَفْقَهُونَ.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ وہی ہیں جو کہتے ہیں کہ مت خرچ کرو ان پر جو حضرت ﷺ کے پاس رہتے ہیں تاکہ ان کے پاس سے چلے جائیں اور واسطے اللہ کے ہیں خزانے آسمانوں اور زمین کے لیکن منافق لوگ نہیں سمجھتے۔

فائدہ: واقع ہوا ہے سچ روایت زبیر رضی اللہ عنہ کے سبب عبد اللہ بن ابی کے قول کا اور وہ قول روای کا ہے کہ ہم ایک سفر

میں نکلے کہ اس میں لوگوں کو شدت پہنچی سو ظاہر یہ ہے کہ قول اس کا لامعقوا سبب ہے واسطے سختی کے جو پہنچی ان کو اور قول اس کا کہ عزت والا ذلیل کو نکال دے گا سبب ہے مہاجر اور انصاری کے جھگڑے کا، کما تقدّم۔ (فتح)

۴۵۲۶۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں غمناک ہوا ان لوگوں پر جو جنگ حرہ میں شہید ہوئے تو زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے میری طرف لکھا اور حالانکہ اس کو میرے سخت غمناک ہونے کی خبر پہنچی ذکر کرتا تھا کہ اس نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ الہی! بخش دے انصار کو اور انصار کے بیٹوں کو اور ذکر کیا ہے ابن فضل نے انصار کے پوتوں میں یعنی اس کو شک ہے کہ حضرت ﷺ نے یہ لفظ بھی فرمایا ہے یا نہیں سو جو لوگ انس رضی اللہ عنہ کے پاس تھے ان میں سے بعضوں نے ان سے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا حال پوچھا تو کہا اس نے کہ وہ شخص وہ ہے جس کے حق میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے کہ پورا کیا اللہ نے واسطے اس کے کان اس کے کو۔

۴۵۲۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْفَضْلِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ حَزِنْتُ عَلَى مَنْ أُصِيبَ بِالْحَرَّةِ فَكَتَبَ إِلَيَّ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمٍ وَبَلَغَهُ شِدَّةُ حُزْنِي يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَلِأَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ وَشَكَ ابْنُ الْفَضْلِ فِي أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ فَسَأَلَ أَنَسًا بَعْضُ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ فَقَالَ هُوَ الَّذِي يَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الَّذِي أَوْفَى اللَّهُ لَهُ بِأُذُنِهِ.

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ جو جنگ حرہ میں شہید ہوئے تو جنگ حرہ تریسٹھویں سال میں واقع ہوئی اور اس کا سبب یہ ہے کہ مدینے والوں نے یزید بن معاویہ کی بیعت اتاری جب کہ ان کو یہ خبر پہنچی کہ وہ فساد دی اور فاسق ہے تو انصار نے اپنے اوپر عبد اللہ بن حنظلہ کو سردار کیا اور مہاجرین نے اپنے اوپر عبد اللہ بن مطیع کو سردار بنایا تو یزید نے مسلم بن عقبہ کو بہت لشکر دے کر بھیجا سو اس نے مدینے والوں کو شکست دی اور مدینے میں کشت و خون وغیرہ کرنے کو مباح جانا اور انصاریوں سے بہت لوگ شہید ہوئے اور انس رضی اللہ عنہ اس وقت بصری میں تھے ان کو یہ خبر پہنچی تو وہ غمناک ہوئے ان لوگوں پر جو انصاریوں سے شہید ہوئے سو زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا اور وہ اس وقت کوفہ میں تھے تسلی دی اور اس کا حاصل یہ ہے کہ جو اللہ کی مغفرت کی طرف پھرے نہیں سخت ہوتا ہے غم اوپر اس کے تو ہوئے یہ ماتم پرسی واسطے انس رضی اللہ عنہ کے حق میں ہے اور ترمذی میں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے انس رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا ماتم پرسی کرتے تھے ان کی ان لوگوں میں جو شہید ہوئے ان کے گھر والوں سے دن جنگ حرہ کے سو اس کی طرف لکھا کہ میں تجھ کو بشارت دیتا ہوں اللہ کی بشارت سے میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ الہی! بخش دے انصار کو اور انصار کے بیٹوں کو اور انصار کے پوتوں کو اور یہ جو کہا کہ پورا کیا اللہ نے اس کے کان کو یعنی ظاہر کیا سچ اس کے کو اس چیز

میں کہ خبر دی اس نے ساتھ اس کے حضرت ﷺ کو یعنی پورا کیا سچ اس کے کو اور حسن کی مرسل میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کا کان پکڑا اور فرمایا کہ اے لڑکے! اللہ نے تیرے کان کو پورا کیا گویا کہ ٹھہرایا کان اس کے کو ضامن ساتھ اس چیز کے کہ اس نے سنی پھر جب قرآن اس کی تصدیق کے ساتھ اترتا ہو گیا وہ جیسے پورا کرنے والا ہے اپنی ضمانت کو تکمیل واقع ہوا ہے سچ روایت اسماعیلی کے اس حدیث کے اخیر میں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے ایک منافق سے سنا کہتا تھا اور حضرت ﷺ خطبہ پڑھتے تھے کہ اگر یہ سچا ہے تو ہم گدھے سے بدتر ہیں تو زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی البتہ وہ سچا ہے اور البتہ تو بدتر ہے گدھے سے اور یہ مقدمہ حضرت ﷺ کی طرف اٹھایا گیا اس نے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ پر یہ آیت اتاری ﴿يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا﴾ الآية تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں زید رضی اللہ عنہ کی تصدیق کی اور یہ مرسل جید ہے اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے حذف کیا ہے اس کو واسطے نہ ہونے کے اور پر شرط اس کی کے اور نہیں ہے کوئی مانع کہ دو آیتیں دو قصوں میں زید رضی اللہ عنہ کی تصدیق کے واسطے آئیں۔ (فتح)

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ کہتے ہیں کہ اگر پھر جائیں ہم طرف مدینے کی البتہ نکال دیں گے عزت والے ان میں سے ذلت والوں کو اور واسطے اللہ کے ہے عزت اور واسطے رسول اس کے اور واسطے ایمان والوں کے لیکن منافق نہیں جانتے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يَقُولُونَ لَيْنَ رَبِّجَنَّا إِلَيَّ الْمَدِينَةُ لِيُخْرِجَنَّ الْأَعَزَّ مِنْهَا الْأَذَلَّ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾

۴۵۲۷۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم ایک جنگ میں تھے اور ایک مہاجر نے ایک انصاری کو چوڑ پر لات ماری تو انصار نے کہا کہ اے انصاریو! میری فریاد رسی کرو اور مہاجر نے کہا اے مہاجر! میری فریاد رسی کرو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑو کہ وہ گندی بات ہے کہا جابر رضی اللہ عنہ نے اور جب حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو اس وقت انصار زیادہ تھے پھر اس کے بعد مہاجرین بہت ہو گئے تو عبد اللہ بن ابی نے کہا کہ انہوں نے کیا ہے قسم ہے اللہ کی اگر ہم مدینے کی طرف پلٹ جائیں تو عزت والا ذلیل کو نکال دے گا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! حکم ہو تو اس منافق کی گردن مارو؟ حضرت ﷺ نے فرمایا اس کو چھوڑ دے لوگ یہ چرچانہ

۴۵۲۷۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ كُنَّا فِي غَزَاةٍ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ يَا لِلْأَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لِلْمُهَاجِرِينَ فَسَمِعَهَا اللَّهُ رَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا هَذَا فَقَالُوا كَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ يَا لِلْأَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لِلْمُهَاجِرِينَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ



کریں کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے۔

وَسَلَّمَ دَعَوْهَا فَإِنَّهَا مُنْتَبَهَةٌ قَالَ جَابِرٌ  
وَكَانَتْ الْأَنْصَارُ حِينَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ ثُمَّ كَثُرَ  
الْمُهَاجِرُونَ بَعْدُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي  
أَوْقَدٍ فَعَلُوا وَاللَّهِ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ  
لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ  
الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَعْنِي يَا رَسُولَ  
اللَّهِ أَضْرِبْ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ قَالَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا لَا يَتَحَدَّثُ  
النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے باب میں گزر چکی ہے اور شاید اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ ترجمہ کے طرف  
اس چیز کی کہ واقع ہوئی ہے اس حدیث کے اخیر میں اس واسطے کہ ترمذی کی روایت میں اس حدیث کے اخیر میں اتنا  
زیادہ ہے کہ ابن ابی نکتے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہ پھرے گا میرا باپ طرف مدینے کی یہاں تک کہ  
تو کہے کہ تو ذلیل ہے اور حضرت محمد ﷺ عزت والے ہیں تو اس نے یہ کام کیا اور روایت کیا ہے اس زیادتی کو ابن  
اسحاق نے مغازی میں۔ (بخاری)

### سورۃ التغابن کی تفسیر کا بیان

یعنی کہا علقمہ نے عبداللہ سے اس آیت کی تفسیر میں کہ جو  
اللہ کے ساتھ ایمان لائے اللہ کے دل کو ہدایت کرتا  
ہے کہا وہ شخص ہے کہ جب اس کو کوئی مصیبت پہنچی تو  
راضی ہوتا ہے اور پہچانتا ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے  
یعنی راہ پاتا ہے طرف تسلیم کی پس صبر کرتا ہے اور شکر کرتا  
ہے اور قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے ﴿ذلک یوم التغابن﴾  
کی تفسیر میں دن غبن بہشتیوں کا ہے دوزخیوں سے اس  
واسطے کہ بہشتیوں نے بیعت کی ساتھ بہشت کے تو  
انہوں نے فائدہ پایا اور دوزخی اسلام سے باز رہے تو

### سُورَةُ التَّغَابُنِ

وَقَالَ عَلَقَمَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ﴿وَمَنْ يُؤْمِنْ  
بِاللَّهِ يَهْدِ قَلْبَهُ﴾ هُوَ الَّذِي إِذَا أَصَابَتْهُ  
مُصِيبَةٌ رَضِيَ وَعَرَفَ أَنَّهَا مِنَ اللَّهِ وَقَالَ  
مُجَاهِدٌ التَّغَابُنُ غِبْنُ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَهْلِ  
النَّارِ.

انہوں نے گھانا پایا سوتشبیہ دی گئی ساتھ دوسروں کے جو ایک دوسرے سے خرید و فروخت کرتے ہیں کہ غبن کرے ایک دوسرے سے بیع میں اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو رقاق میں آئے گی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نہ داخل ہوگا کوئی بہشتی بہشت میں مگر کہ دکھایا جائے گا اس کو ٹھکانا اس کا دوزخ سے اگر بدی کرتا ہے تا کہ زیادہ شکر کرے اور نہیں داخل ہوگا کوئی آگ میں مگر کہ دکھایا جائے گا اس کو ٹھکانا اس کا بہشت سے اگر نیکی کرتا تا کہ ہو عمل اس کا افسوس اوپر اس کے۔ (فتح)

### سورۃ طلاق کی تفسیر کا بیان

کہا مجاہد نے کہ وبال امرہا کے معنی بدلہ عمل اپنے کا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فذاقت وبال امرہا﴾۔

۳۵۲۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے اپنی عورت کو طلاق دی حیض کی حالت میں سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ حال حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ اس میں غضبناک ہوئے پھر فرمایا کہ چاہیے کہ اپنی عورت سے رجوع کرے پھر اس کو اپنے گھر میں رکھے یہاں تک کہ حیض سے پاک ہو پھر اس کو دوسرا حیض آئے پھر حیض سے پاک ہو پھر اگر اس کے واسطے ظاہر ہو کہ اس کو طلاق دے تو چاہیے کہ اس کو طلاق دیں حیض سے پاکی کی حالت میں صحبت کرنے سے پہلے سو یہی عدت ہے جس کا اللہ نے حکم دیا کہ عورتوں کی طلاق ہوا کرے۔

### سُورَةُ الطَّلَاقِ

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَبَالَ أَمْرَهَا﴾ جَزَاءُ أَمْرَهَا.

۴۵۲۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ طَلْقَ امْرَأَتِهِ وَهِيَ حَائِضٌ فَلَذَكَرَ عُمَرُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَغَيَّطَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِيُرَاجِعَهَا ثُمَّ يُمْسِكُهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ فَتَطْهُرَ فَإِنْ بَدَأَ لَهُ أَنْ يُطْلِقَهَا فَلْيُطْلِقْهَا طَاهِرًا قَبْلَ أَنْ يَمْسَهَا فَعَلَّكَ الْعِدَّةُ كَمَا أَمَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطلاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ﴿وَأُولَاتِ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ﴾ باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جن کے پیٹ میں بچہ

ہے ان کی عدت یہ ہے کہ جن لیس پیٹ کا بچہ اور جو کوئی  
ڈرے اللہ سے کہ کر دے وہ اس کے کام میں آسانی اور  
اولات الاحمال جمع ہے اس کا واحد ذات حمل ہے۔

۴۵۲۹۔ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد ابن  
عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس بیٹھے  
تھے تو اس نے کہا کہ مجھ کو فتویٰ دو اس عورت کے باب میں جو  
اپنے خاوند کے مرنے سے چالیس دن کے بعد بچہ جنے یعنی  
اس کی عدت کیا ہے؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کی  
عدت وہ ہے جو دونوں مدت سے دراز تر ہو یعنی چار مہینے دس  
دن عدت کاٹے اگرچہ اس سے پہلے جنے، میں نے کہا اور  
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حمل والی عورتوں کی عدت یہ ہے کہ بچے  
جنے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اپنے بھتیجے یعنی ابو سلمہ رضی اللہ عنہ  
کے ساتھ ہوں یعنی میں اس کے اس قول میں موافق ہوں سو  
حاملہ عورت کی عدت بچہ جننا ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے  
غلام کریب کو ام سلمہ رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیوی کے پاس  
بھیجا اس سے پوچھنے کو تو ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ شہید ہوا خاوند  
سیدہ کا اور حالانکہ وہ حاملہ تھی سو اس نے اپنے خاوند کے  
مرنے سے چالیس دن کے بعد بچہ جننا سو لوگوں نے اس کو  
نکاح کا پیغام بھیجا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو نکاح کر دیا اور  
ابو سائل بھی نکاح کے پیغام کرنے والوں میں سے تھا اور کہا  
سلیمان بن حرب اور ابو نعمان نے حدیث بیان کی ہم سے حماد  
نے ایوب سے اس نے روایت کی محمد سے کہا کہ میں ایک مجلس  
میں تھا کہ اس میں عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ تھے اور اس کے ساتھی  
اس کی تعظیم کرتے تھے یعنی تو لوگوں نے اس کے واسطے حاملہ کا  
ذکر کیا جو اپنے خاوند کے مرنے کے بعد بچے کو جنم دے تو

يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ  
مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ  
وَاحِدَهَا ذَاتُ حَمْلٍ.

۴۵۲۹۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا  
شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ  
قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ  
جَالِسٌ عِنْدَهُ فَقَالَ أَفْتَيْتَنِي فِي امْرَأَةٍ وَلَدَتْ  
بَعْدَ زَوْجِهَا بِأَرْبَعِينَ لَيْلَةً فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ  
آخِرُ الْأَجَلَيْنِ قُلْتُ أَنَا «وَأُولَاتُ  
الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ» قَالَ  
أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَا مَعَ ابْنِ أَخِي يُعْنِي أَبَا سَلَمَةَ  
فَارْسَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ غَلَامَهُ كُرَيْبًا إِلَى أُمِّ  
سَلَمَةَ يَسْأَلُهَا فَقَالَتْ قِيلَ زَوْجٌ سُبَيْعَةُ  
الْأَسْلَمِيَّةِ وَهِيَ حُبْلَى فَوَضَعَتْ بَعْدَ مَوْتِهِ  
بِأَرْبَعِينَ لَيْلَةً فَخَطَبْتُ فَأَنْكَحَهَا رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ أَبُو السَّنَابِلِ  
فِيْمَنْ خَطَبَهَا وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ  
وَأَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ  
أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ كُنْتُ فِي حَلْقَةٍ فِيهَا  
عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى وَكَانَ أَصْحَابُهُ  
يُعْظِمُونَهُ فَلَذَكُرُوا لَهُ فَلَذَكَرَ آخِرُ الْأَجَلَيْنِ  
فَحَدَّثْتُ بِحَدِيثِ سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ  
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ فَضْمَرْتُ لِي بَعْضُ  
أَصْحَابِهِ قَالَ مُحَمَّدٌ فَفَطَنْتُ لَهُ فَقُلْتُ إِنِّي  
إِذَا لَجَرْتُءُ إِنْ كَذَبْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

عُبَّةٌ وَهُوَ فِي نَاحِيَةِ الْكُوفَةِ فَاسْتَحْيَا  
وَقَالَ لَكِنْ عَمَهُ لَمْ يَقُلْ ذَاكَ فَلَقِيتُ أَبَا  
عَطِيَّةَ مَالِكَ بْنِ عَامِرٍ فَسَأَلْتُهُ فَذَهَبَ  
يُحَدِّثُنِي حَدِيثَ سُبَيْعَةَ فَقُلْتُ هَلْ سَمِعْتَ  
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ فِيهَا شَيْئًا فَقَالَ كُنَّا عِنْدَ  
عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ أَتَجْعَلُونَ عَلَيْهَا التَّغْلِيطَ وَلَا  
تَجْعَلُونَ عَلَيْهَا الرُّخَصَةَ لَنَزَلَتْ سُورَةُ  
النِّسَاءِ الْقُصْرَى بَعْدَ الطُّوْلِی (وَأَوَّلَاتِ  
الْأَحْمَالِ أَجْلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ).

اس نے کہا کہ اس کی عدت وہ ہے جو دونوں عدت سے دراز  
تر ہو تو بیان کی میں نے حدیث سبیعہ کی عبد اللہ بن عتبہ سے تو  
اس کے بعض ساتھیوں نے میری طرف اشارہ کیا کہ چپ  
رہو کہا محمد نے سو میں اس کو سمجھ گیا سو میں نے کہا کہ البتہ میں  
اس وقت دلیر ہوں کہ عبد اللہ بن عتبہ پر جھوٹ مارا اور  
حالانکہ وہ کوفہ کے گوشے میں ہے یعنی زندہ ہے سو  
عبد الرحمن کا ساتھی شرمندہ ہوا یعنی اس چیز سے کہ واقع ہوئی  
اس سے اور کہا عبد الرحمن نے لیکن اس کے چچا یعنی عبد اللہ  
بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں کیا (محمد کہتا ہے) سو میں ابو عطیہ  
سے ملا اور اس سے یہ مسئلہ پوچھا تو وہ مجھ سے سبیعہ کی  
حدیث بیان کرنے لگا مثل اس کی کہ حدیث بیان کی ساتھ  
اس کے عبد اللہ بن عتبہ نے اس سے تو میں نے کہا کہ کیا تو  
نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی اس عورت کے حق میں کچھ  
چیز سنی ہے؟ تو اس نے کہا کہ ہم عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے سو  
اس نے کہا کہ کیا تم اس پر سختی ٹھہراتے ہو اور اس کے واسطے  
رخصت نہیں ٹھہراتے البتہ اتری سورہ نساء چھوٹی بعد دراز  
کے یعنی سورہ طلاق سورہ بقرہ کے بعد اتری اور حمل والی  
عورتوں کی عدت یہ ہے کہ بچہ جنیں۔

فائدہ: یہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عدت اس کی وہ ہے جو دونوں مدت سے دراز ہو یعنی اس کی عدت چار مہینے  
دس دن ہیں اگرچہ اس سے پہلے بچہ جنے اور اگر چار مہینے دس دن گزر جائیں اور بچہ نہ جنے تو وہ انتظار کرے بچہ جننے  
تک اور جو قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے یہی قول ہے محمد بن عبد الرحیم کا اور بخون سے بھی یہی منقول ہے اور واقع ہوا  
ہے نزدیک اسماعیلی کے کہ کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا اس عورت کے باب میں جو اپنے خاوند کے مرنے سے  
بیس دن پیچھے بچہ جنے کیا اس کو درست ہے کہ نکاح کرے؟ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نہ اس کی عدت آخر الاجلین  
ہے یعنی جو مدت دراز تر ہو ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کہتا ہے میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حمل والیوں کی عدت بچہ جننا ہے  
کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یہ طلاق کے باب میں ہے یعنی اگر طلاق والی عورت حاملہ ہو تو اس کی عدت بچہ جننا ہے اور

جس کا خاوند مر گیا ہو اور وہ حاملہ ہو تو اس کی عدت یہ نہیں اور یہ سیاق واضح تر ہے واسطے مقصود ترجمہ کے لیکن جاری ہوا ہے بخاری رحمہ اللہ اپنی عادت پر بیچ اختیار کرنے اخفی کے اجلے پر اور روایت کی ہے طبری اور ابن ابی حاتم نے ساتھ طرق متعددہ کے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ آیت ﴿واولات الاحمال اجلهن ان یضعن حملهن﴾ تین طلاق والی عورت کے باب میں ہے یا اس کے حق میں جس کا خاوند مر گیا ہو؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ دونوں کے حق میں خواہ مطلقہ ہو خواہ مرے خاوند والی اور اس حدیث مرفوع کی سندوں میں اگرچہ کلام ہے لیکن اس کے طریقوں کا بہت ہونا دلالت کرتا ہے کہ اس کی کوئی اصل ہے اور قوی کرتا ہے اس کو قصہ سبیحہ کا اور یہ جو کہا کہ کریب کو بھیجا تو اس کا ظاہر یہ ہے کہ لیا ہے اس حدیث کو ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کریب سے اس سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اور یہ جو کہا کہ لیکن اس کے چچا یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں کہا تو اسی طرح نقل کیا ہے اس سے عبدالرحمن نے اور مشہور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ وہ قائل تھے ساتھ خلاف اس چیز کے کہ نقل کیا ہے اس کو اس سے عبدالرحمن نے سو شاید پہلے اس کے قائل ہوں گے پھر اس سے رجوع کیا ہو گا یا ناقل نے وہم کیا ہے اور یہ جو محمد نے کہا کہ پھر میں ابو عطیہ سے ملا تو شاید اس نے ضعیف جانا اس چیز کو کہ نقل کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ابن ابی لیلیٰ نے تو ثبوت چاہا اس نے اس میں اس کے غیر سے اور ایک روایت میں ابن سیرین سے ہے سو میں نے نہ جانا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول اس میں کیا ہے سو میں چپ رہا پھر جب میں اٹھا تو ابو عطیہ سے ملا اور یہ جو کہا کیا تو نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کچھ چیز سنی ہے تو ارادہ کیا اس نے نکالنے اس چیز کا کہ پاس اس کے ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے واسطے اس کے کہ واقع ہوا نزدیک اس کے توقف سے اس چیز میں کہ خبر دی اس کو ابن ابی لیلیٰ نے اور یہ جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا ٹھہراتے ہو تم واسطے اس کے سختی کو تو ایک روایت میں ہے کہ ذکر کیا گیا یہ نزدیک ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے تو اس نے کہا کہ بھلا بتلاؤ تو کہ اگر چار مہینے دس دن گزر جائیں اور بچہ نہ جنے تو کیا وہ حلال ہو جاتی ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں تو انہوں نے کہا جو حدیث کے اخیر میں مذکور ہے اور تم اس کے واسطے رخصت نہیں ٹھہراتے یعنی لینے سے ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر سورہ طلاق اور یہ جو کہا کہ اتری سورہ نساء چھوٹی بعد لمبی کے اور مراد بعض کل کا ہے سو سورہ بقرہ سے یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسھن اربعة اشھر وعشر﴾ اور سورہ طلاق سے یہ آیت ہے ﴿واولات الاحمال اجلهن ان یضعن حملهن﴾ اور مراد ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ اگر اس جگہ نسخ ہے تو متاخر یعنی سورہ طلاق کی آیت ناسخ ہے ورنہ تحقیق یہ ہے کہ اس جگہ نسخ نہیں بلکہ سورہ بقرہ کی آیت کا عموم سورہ طلاق کی آیت سے مخصوص ہے اور ابوداؤد نے مسروق رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ بات پہنچی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ دراز تر مدت عدت بیٹھے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو چاہے میں اس سے مباہلہ کرتا ہوں کہ البتہ سورہ نساء چھوٹی سورہ بقرہ کے بعد اتری پھر یہ آیت پڑھی ﴿واولات

الاحمال اجلهن ان یضعن حملهن اور پہچانی گئی ساتھ اس کے مراد اس کی ساتھ سورہ نساء چھوٹی کے یعنی سورہ طلاق ہے اور اس حدیث میں جواز وصف سورہ کا ہے ساتھ اس کے اور داؤدی سے منکھی ہے کہ یہ قرآن کی سورتوں میں چھوٹی بڑی نہ کہی جائے اور یہ قول اس کا مردود ہے ساتھ حدیثوں کے جو ثابت ہیں بغیر کسی سند کے اور چھوٹا ہونا اور لمبا ہونا نسبتی امر ہے اور پہلے گزر چکا ہے مفت نماز میں قول زید رضی اللہ عنہ کا طول الطولین اور یہ کہ مراد اس کی ساتھ اس کے سورہ اعراف تھی۔ (فتح)

### سورہ تحریم کی تفسیر کا بیان

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اے نبی! کیوں حرام کرتا ہے جو حلال کیا ہے اللہ نے تیرے واسطے چاہتا ہے رضامندی اپنی عورتوں کی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

۴۵۳۰۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حرام میں کفارہ دے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ البتہ واسطے تمہارے رسول ﷺ میں بہتر چال چلی ہے۔

### سُورَةُ التَّحْرِيمِ

بَابُ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تَحْرِمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاةَ أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾.

۴۵۳۰۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَصَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ ابْنِ حَكِيمٍ هُوَ يَعْلَى بْنُ حَكِيمٍ الثَّقَفِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ فِي الْحَرَامِ يَكْفُرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾.

فائدہ: یعنی جب کوئی مرد اپنی عورت سے کہے کہ کہ تو مجھ پر حرام ہے تو اس پر طلاق نہیں پڑتی اور اس پر قسم کا کفارہ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب اپنی عورت کو حرام کہے تو یہ کچھ چیز نہیں اور فقط ابن سکن کی روایت میں ہے کہ قسم کا کفارہ دے اور یہ واضح تر ہے مراد میں اور غرض ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے قول اللہ کا ہے بچ اس کے کہ البتہ تم کو رسول میں بہتر چال چلی ہے اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے طرف سبب نزول اول اس سورت کے اور اشارہ ہے طرف قول اس کے بچ اس کے کہ البتہ شروع کیا ہے اللہ نے واسطے تمہارے کھولنا تمہاری قسموں کا اور البتہ واقع ہوا ہے بچ بعض حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے عمر رضی اللہ عنہ سے اس قصے میں جو آئندہ باب میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس پر عتاب کیا اور آپ کے واسطے کفارہ قسم کا ٹھہرایا اور اختلاف ہے اس میں کہ آپ ﷺ کے حرام کرنے سے کیا مراد ہے؟ سو عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث یعنی باب کی دوسری حدیث میں ہے کہ اس کا سبب یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کے پاس شہد پیا اس واسطے کہ اس کے اخیر میں ہے کہ میں پھر کبھی پیوں گا اور اس میں قسم کھا چکا ہوں اور اس کا بیان کتاب الطلاق میں آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور سعید بن منصور نے مسروق سے روایت کی ہے کہ

حضرت ﷺ نے حصہ بنی النہما کے واسطے قسم کھائی کہ اپنی لونڈی سے صحبت نہ کریں گے اور فرمایا کہ وہ مجھ پر حرام ہے سو آپ کی قسم کا کفارہ اتر اور آپ کو حکم ہوا کہ نہ حرام کریں جو اللہ نے آپ کے واسطے حلال کیا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے حصہ بنی النہما سے فرمایا کہ کسی کو خبر مت کر کہ ابراہیم کی ماں مجھ پر حرام ہے سو حضرت ﷺ نے اس سے صحبت نہ کی یہاں تک کہ حصہ بنی النہما نے عائشہ بنی النہما کو خبر دی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ مشروع کیا ہے اللہ نے تمہارے واسطے کھول ڈالنا تمہاری قسموں کا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے حصہ بنی النہما کے گھر میں ماریہ سے صحبت کی اور پیچھے سے حصہ آئیں اور حضرت ﷺ کو اس کے ساتھ صحبت کرتے پایا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! آپ میرے گھر میں مجھ کو چھوڑ کر اور عورتوں سے کیوں صحبت کرتے ہیں؟ اور یہ طرق ہیں بعض بعض کو قوی کرتا ہے سو احتمال ہے کہ آیت دونوں سبب میں اتری ہو۔ (فتح)

۴۵۳۱۔ حضرت عائشہ بنی النہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نہنب بنی النہما کے پاس شہد پیا کرتے تھے اور اس کے پاس ٹھہرتے تھے سو میں اور حصہ بنی النہما نے اتفاق کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس حضرت ﷺ آئیں تو چاہیے کہ آپ سے کہے کہ آپ نے مغایر کھایا ہے بیشک میں آپ سے مغایر کی بو پاتی ہوں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا میں نے مغایر نہیں کھایا لیکن میں نہنب بنی النہما کے پاس شہد پیتا تھا سو میں یہ کبھی نہیں پیوں گا اور میں قسم کھا چکا ہوں آپ کو اس کی خبر مت دینا۔

۴۵۳۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُسُفَ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَيَمْكُثُ عِنْدَهَا فَوَاطَيْتُ أَنَا وَخَفِصَةً عَلَى أَيْتَانَا دَخَلَ عَلَيْهَا فَلْتَقِلَ لَهُ أَكَلْتُ مَغَافِيرَ إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ قَالَ لَا وَلَكِنِّي كُنْتُ أَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَلَنْ أَعُودَ لَهُ وَقَدْ خَلَفْتُ لَا تُخْبِرْنِي بِذَلِكَ أَحَدًا.

فائدہ: مغایر ایک درخت کے میوے کا نام ہے کہ مشابہ گوند کے ہوتا ہے اور اس کی بو بری ہوتی ہے اور ایک طرح شہد کی بو کے مشابہ ہوتی ہے حاصل یہ ہے کہ حضرت ﷺ کو شہد مرغوب تھا جب حضرت ﷺ دورہ میں نہنب بنی النہما کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ آپ کو شہد پلایا کرتی تھیں اور اسی سبب سے حضرت ﷺ ان کے پاس زیادہ ٹھہرتے تھے یہ بات حضرت عائشہ بنی النہما کو ناگوار گزری اور انہوں نے حصہ بنی النہما سے کی وہ بھی حضرت ﷺ کی بیوی تھیں مشورہ کر کے یہ بات حضرت ﷺ سے کہی تا کہ حضرت ﷺ شہد پینا اور ان کے پاس ٹھہرنا چھوڑ دیں چنانچہ ایسا ہی ہوا، کما مر۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ البتہ مشروع کیا ہے اللہ نے واسطے تمہارے کھول ڈالنا تمہاری قسموں کا اور اللہ ہے صاحب تمہارا اور وہی ہے سب جانتا حکمت والا۔

۳۵۳۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے ایک سال دیر کی میں نے چاہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ایک آیت کا مطلب پوچھوں میں ہیبت کے مارے ان سے نہ پوچھ سکا یہاں تک کہ حج کو نکلے سو میں بھی ان کے ساتھ نکلا سو جب ہم حج سے پھرے اور ہم بعض راستے میں تھے تو عمر رضی اللہ عنہ اپنی حاجت کے واسطے پیلو کے درختوں کی طرف پھرے یعنی راستے سے الگ ہوئے سو میں ان کے واسطے ٹھہرا یہاں تک کہ حاجت سے فارغ ہوئے پھر میں ان کے ساتھ چلا تو میں نے کہا اے سردار مسلمانوں کے کون ہیں وہ دو عورتیں جنہوں نے حضرت ﷺ کے رنج دینے میں اتفاق کیا آپ ﷺ کی عورتوں سے؟ تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ دونوں حفصہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں میں نے کہا قسم ہے اللہ کی بے شک مدت ایک سال سے میرا ارادہ تھا کہ میں تجھ سے یہ بات پوچھوں سو میں تمہاری ہیبت کے مارے نہ پوچھ سکا، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا سو ایسا مت کرنا جو تو نے گمان کیا کہ مجھ کو یہ معلوم ہے سو مجھ سے پوچھ سو اگر میرے پاس اس کا علم ہوا تو میں تجھ کو خبر دوں گا ساتھ اس کے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کرنی شروع کی پھر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم کفر کی حالت میں عورتوں کا کچھ اختیار نہ گنتے تھے کہ کسی کام میں دخل دیں یہاں تک کہ اللہ نے ان کے حق میں اتارا جو اتارا اور بانٹا ان کے واسطے جو بانٹا کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سو جس حالت میں کہ میں ایک کام میں فکر کرتا تھا کہ اچانک میری

بَابُ ﴿تَبَيَّنِي مَرْصَاةَ اَزْوَاجِكَ﴾ ﴿قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ﴾.

۴۵۳۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ أَنَّهُ قَالَ مَكَثْتُ سَنَةً أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنْ آيَةٍ فَلَمَّا اسْتَطِيعُ أَنْ أَسْأَلَهُ هَيَّيْ لَهُ حَتَّى خَرَجَ حَاجًّا فَخَرَجْتُ مَعَهُ فَلَمَّا رَجَعْنَا وَكُنَّا بِنَعِصِ الطَّرِيقِ عَدَلْ إِلَى الْأَرَاكِ لِحَاجَةٍ لَهُ قَالَ فَوَقَفْتُ لَهُ حَتَّى فَرَّغَ ثُمَّ سِرْتُ مَعَهُ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مِنَ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَزْوَاجِهِ فَقَالَ تِلْكَ حَفْصَةُ وَعَائِشَةُ قَالَ فَقُلْتُ وَاللَّهِ إِنْ كُنْتُ لِأُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ هَذَا مِنْذُ سَنَةٍ فَلَمَّا اسْتَطِيعَ هَيَّيْ لَكَ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ مَا ظَنَنْتُ أَنْ عِنْدِي مِنْ عِلْمٍ فَاسْأَلْنِي فَإِنْ كَانَ لِي عِلْمٌ خَبَرْتُكَ بِهِ قَالَ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ وَاللَّهِ إِنْ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَا نَعُدُّ لِلنِّسَاءِ أُمُورًا حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِنَّ مَا أَنْزَلَ وَقَسَمَ لَهُنَّ مَا قَسَمَ قَالَ فَبَيْنَا أَنَا فِي أَمْرِ أَتَا مَرُءُهُ إِذْ قَالَتْ أَمْرَاتِي لَوْ صَنَعْتَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَقُلْتُ لَهَا مَا لَكَ وَلِمَا هَا هُنَا وَفِيمَ تَكُلِّفُكِ لِي أَمْرٌ أُرِيدُهُ فَقَالَتْ



عورت نے مجھ سے کہا کہ اگر تو ایسا کرتا تو خوب ہوتا تو میں نے اس سے کہا کہ کیا ہے تجھ کو اور اس چیز کو کہ اس جگہ ہے یعنی تو میرے اس کام میں کیوں دخل دیتی ہے اور تجھ کو اس سے کیا مطلب، کس چیز میں ہے تکلف تیرا اس کام میں جس کا میں ارادہ کرتا ہوں یعنی اس کام میں عورتوں کو دخل نہیں تو اس میں کیوں دخل دیتی ہے؟ تو اس نے مجھ سے کہا کہ میں تجھ سے متعجب ہوں اے خطاب کے بیٹے! تو نہیں چاہتا کہ میں تجھ سے بات دوہراؤں اور بیشک تیری بیٹی حضرت عائشہؓ سے تکرار کرتی ہے یعنی حصہ بیٹیہا یہاں تک کہ تمام دن خفا رہتے ہیں سو عمر فاروقؓ اٹھ کھڑے ہوئے اور اسی وقت اپنی چادر لی یہاں تک کہ حصہ بیٹیہا کے پاس اندر گئے سو اس سے کہا کہ اے بیٹی! بیشک تم حضرت عائشہؓ سے تکرار کرتی ہو یہاں تک کہ حضرت عائشہؓ تمام دن خفا رہتے ہیں؟ تو حصہ بیٹیہا نے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ ہم حضرت عائشہؓ سے تکرار کرتی ہیں میں نے کہا تو جانتی ہے میں تجھ کو ڈراتا ہوں اللہ کے عذاب سے اور پیغمبر ﷺ کے غضب سے اے بیٹی! نہ مغرور کرے تجھ کو یہ عورت یعنی عائشہؓ جس کو اپنی خوبی خوش لگی ہے محبت حضرت عائشہؓ کی اس سے عمر فاروقؓ نے کہا کہ پھر میں نکلا یہاں تک کہ ام سلمہؓ بیٹیہا کے پاس داخل ہوا واسطے قربت اپنی کے اس سے سو میں نے ان سے کلام کیا تو ام سلمہؓ بیٹیہا نے کہا کہ میں تجھ سے تعجب کرتی ہوں اے خطاب کے بیٹے! تو ہر چیز میں داخل ہوا یہاں تک کہ تو چاہتا ہے کہ حضرت عائشہؓ اور آپ کی بیویوں کے درمیان داخل ہو کہا سو قسم ہے اللہ کی اس نے مجھ کو ایسا پکڑا کہ توڑا مجھ کو بعض اس چیز سے کہ میں پاتا تھا یعنی میرا

لِي عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ مَا تُرِيدُ أَنْ تُرَاجَعَ أَنْتَ وَإِنَّ ابْنَتَكَ لَتُرَاجِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يَظَلَ يَوْمَهُ غَضَبَانِ فَقَامَ عُمَرُ فَأَخَذَ رِدَائَهُ مَكَانَهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ فَقَالَ لَهَا يَا بِنْتُ ابْنِكَ لَتُرَاجِعِينَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يَظَلَ يَوْمَهُ غَضَبَانِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ وَاللَّهِ إِنْ لَتُرَاجِعَهُ فَقُلْتُ تَعْلَمِينَ أَيْبَى أَحَدُكُمْ عُقُوبَةَ اللَّهِ وَغَضَبَ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بِنْتُ لَا يَغُرُّكَ هَذِهِ النَّبِيُّ أَعْجَبَهَا حُسْنُهَا حُبَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا يُرِيدُ عَائِشَةُ قَالَتْ لَمْ تَخْرُجِي حَتَّى دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ لِقَرَاتِي مِنْهَا فَكَلِمَتُهَا فَقَالَتْ أُمِّ سَلَمَةَ عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ دَخَلْتُ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى تَبْتَغِي أَنْ تَدْخُلَ بَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَزْوَاجِهِ فَأَخَذَنِي وَاللَّهِ أَخَذَا كَسْرَتَيْنِي عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُ أَجِدُ فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهَا وَكَانَ لِي صَاحِبٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِذَا غَبْتُ أَتَانِي بِالْخَبَرِ وَإِذَا غَابَ كُنْتُ أَنَا أَنِيهِ بِالْخَبَرِ وَنَحْنُ نَتَخَوَّفُ مَلِكًا مِنْ مُلُوكِ غَسَّانَ ذِكْرًا لَنَا أَنَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَسِيرَ إِلَيْنَا فَقَدْ امْتَلَأَتْ صُدُورُنَا مِنْهُ فَإِذَا صَاحِبِي الْأَنْصَارِيُّ يَدُقُّ الْبَابَ فَقَالَ

اَفْتَحْ فَتَحْتُ فَقُلْتُ جَاءَ الْعَسَانِيُّ فَقَالَ بَلْ  
 اَشَدُّ مِنْ ذَلِكَ اَعْتَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَزْوَاجَهُ فَقُلْتُ رَعِمَ أَنْفُ  
 حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ فَأَخَذْتُ ثَوْبِي فَأَخْرَجُ  
 حَتَّى جِئْتُ فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَشْرَبَةٍ لَهُ يَرْفِي عَلَيْهَا  
 بِعَجَلَةٍ وَغَلَامٌ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ أَسْوَدُ عَلَى رَأْسِ الدَّرَجَةِ فَقُلْتُ لَهُ  
 قُلْ هَذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَأَذِنَ لِي قَالَ  
 عُمَرُ فَقَصَصْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الْحَدِيثَ فَلَمَّا بَلَغْتُ  
 حَدِيثَ أُمِّ سَلَمَةَ تَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّهُ لَعَلَى حَصِيرٍ مَا بَيْنَهُ  
 وَبَيْنَهُ شَيْءٌ وَتَحْتَ رَأْسِهِ وَسَادَةٌ مِنْ آدَمَ  
 حَشَوْهَا لَيْفٌ وَإِنَّ عِنْدَ رِجْلَيْهِ قَرَطًا  
 مَضْبُوبًا وَعِنْدَ رَأْسِهِ أَهَبٌ مُعَلَّقَةٌ فَرَأَيْتُ  
 أَثَرَ الْحَصِيرِ فِي جَنْبِهِ فَبَكَيْتُ فَقَالَ مَا  
 يُبْكِيكَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ كِسْرَى  
 وَقَيْصَرَ فِيمَا هُمَا فِيهِ وَأَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ  
 فَقَالَ أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا  
 الْآخِرَةُ.

غصہ جاتا رہا پھر میں ان کے پاس سے نکلا اور ایک انصاری  
 میرا ساتھ تھی جب میں حضرت ﷺ کی مجلس میں حاضر نہ ہوتا  
 تو میرے پاس خبر لاتا یعنی جو حضرت ﷺ کی مجلس میں واقع  
 ہوتا اور جب وہ حضرت ﷺ کی مجلس میں حاضر نہ ہوتا تو میں  
 اس کے پاس خبر لاتا اور ہم غسان کے ایک بادشاہ سے ڈرتے  
 تھے کہ ہمارے واسطے ذکر کیا گیا کہ وہ چاہتا ہے کہ ہماری  
 طرف چلے ہمارے سینے اس سے بھرے تھے یعنی ڈر سے سو  
 اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ میرا ساتھی انصاری دروازے پر  
 دستک دیتا ہے سو کہا کہ دروازہ کھول! دروازہ کھول! تو میں  
 نے کہا کہ کیا غسانی آگیا؟ سو اس نے کہا کہ بلکہ سخت تر اس  
 سے حضرت ﷺ اپنی بیویوں سے الگ ہوئے سو میں نے کہ  
 کہ خاک میں ملا تا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہما کا تو میں اپنا  
 کپڑا لے کر نکلا یہاں تک کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آیا  
 سو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت ﷺ اپنے ایک بالا خانے  
 میں ہیں کہ سیڑھی سے اس پر چڑھا جاتا ہے اور حضرت ﷺ  
 کا ایک کالا غلام سیڑھی پر ہے یعنی آپ کا دربان ہے سو میں  
 نے اس سے کہا کہ عرض کر کہ یہ عمر رضی اللہ عنہ ہے اجازت مانگتا ہے  
 اور حضرت ﷺ نے مجھ کو اجازت دی کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے  
 سو میں نے حضرت ﷺ پر یہ حدیث بیان کی سو جب میں ام  
 سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو پہنچا تو حضرت ﷺ نے تبسم فرمایا اور  
 بیشک آپ ایک چٹائی پر تھے کہ آپ کے اور چٹائی کے  
 درمیان کچھ چیز نہ تھی یعنی کوئی کپڑا نہ بچھا تھا اور آپ کے سر  
 کے نیچے ایک تکیہ ہے چڑے کا کہ اس کی روئی کھجور کا پوست  
 تھا یعنی روئی کے بدلے اس کے اندر کھجور کی چھیل بھری تھی  
 اور آپ ﷺ کے پاؤں کے نزدیک ڈھیر ہے سلم کے پتوں کا

جس کے ساتھ چڑوں کو رنگا جاتا ہے اور آپ کے سر کے پاس کچے چڑے لٹکے ہیں سو میں نے چٹائی کا نشان آپ کے پہلو میں دیکھا تو میں رویا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو کس سبب سے روتا ہے؟ میں نے کہا یا حضرت! بے شک فارس اور روم کے بادشاہ عیش اور آرام میں ہیں اور آپ اللہ کے رسول، سو فرمایا کیا تو اس سے راضی نہیں کہ ان کے واسطے دنیا ہو اور ہمارے واسطے آخرت۔

فائدہ: جب رسول اللہ ﷺ ساتھ رفیع ب کے ہے اس بنا پر کہ وہ بدل ہے اعجب کے فاعل سے اور اس کی زبر بھی جائز ہے اس بنا پر کہ وہ مفعول ہے یعنی یہ سبب محبت حضرت ﷺ کے ان سے اور اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جب پیغمبر ﷺ نے اپنی عورت سے ایک بات چھپائی پھر جب اس نے اس بات کو ظاہر کیا اور اللہ نے پیغمبر ﷺ کو اس پر مطلع کیا تو جتا دی پیغمبر نے اس میں سے کچھ اور ٹال دی کچھ پھر جب وہ جتا یا عورت کو تو بولی تجھ کو کس نے بتایا کہا مجھ کو بتایا اس خبر والے واقف نے اس باب میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے جو پہلے مذکور ہوئی۔

بَابُ قَوْلِهِ «وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَفَ بَعْضُهُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَاكَ هَذَا قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ» فِيهِ عَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۵۳۳۔ مراد ابو عبد اللہ سے خود امام بخاری رحمہ اللہ ہیں اور اس کا قائل ان کا شاگرد ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے چاہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھوں کہ اے امیر المؤمنین! کون ہیں وہ دو عورتیں جنہوں نے حضرت ﷺ کے رنج دینے پر اتفاق کیا تھا سو میں نے اپنی کلام تمام نہ کی یہاں تک کہ انہوں نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

۴۵۳۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ حُجَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ أَرَدْتُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مِنَ الْمَرْأَتَانِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا أَتَمَمْتَ كَلَامِي حَتَّى قَالَ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنْ تَوْبًا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا﴾.

صَغُوتٌ وَأَصْغَيْتُمَا لِمَلَّتْ ﴿لِصَغِيٍّ﴾ لَتَمِيلَ.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر تم دونوں تو بہ کرو تو اللہ خوش ہو سو البتہ جھک پڑے ہیں تمہارے دل۔  
یعنی ان دونوں لفظوں کے معنی ہیں میں جھک پڑا یعنی ٹلاٹی اور رباعی کے ایک معنی ہیں اور تصغی کے معنی ہیں جھکیں۔

فائدہ: یہ لفظ سورہ انعام میں ہے ذکر اس کا اس جگہ میں تقریبی ہے، یہ قول ابو عبیدہ کا ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿ولتصغى اليه افئدة الذين لا يؤمنون بالآخرة﴾۔

اس آیت کی تفسیر میں اور اگر تم اتفاق کرو حضرت ﷺ کے رنج دینے پر تو البتہ اللہ ہے اس کا کار ساز اور جبریل علیہ السلام اور نیک ایماندار اور فرشتے اس کے پیچھے مدد گار ہیں اور ظہیر کے معنی ہیں مدد گار اور تظاہرون کے معنی ہیں تم مدد کرتے ہو اور بعض نسخوں میں ہے کہ تظاہرا کے معنی ہیں کہ تم دونوں ایک دوسرے کی مدد کرو

﴿وَأِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ﴾ عَوْنٌ تَظَاهَرُونَ تَعَاوَنُونَ.

یعنی اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے یعنی وصیت کرو ان کو اللہ کے تقویٰ کے ساتھ اور ان کو ادب سکھلاؤ۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ﴾ أَوْصُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ وَادِّبُوهُمْ.

فائدہ: اور قتادہ سے روایت ہے کہ حکم کرو ان کو ساتھ بندگی اللہ کی کے اور منع کرو ان کو گناہ سے اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ سکھلاؤ ان کو نیکی۔

٤٥٣٤ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ عُيَيْنَةَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ كُنْتُ أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَظَاهَرَتَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَكَثْتُ سَنَةً فَلَمْ أَجِدْ لَهُ مَوْضِعًا حَتَّى خَرَجْتُ مَعَهُ حَاجًّا فَلَمَّا كُنَّا بِظَهْرَانَ ذَهَبَ عُمَرُ لِحَاجَتِهِ فَقَالَ

۳۵۳۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں چاہتا تھا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پوچھوں ان دو عورتوں کے بارے میں جنہوں نے حضرت ﷺ کو رنج دینے پر اتفاق کیا سو مجھ کو ایک سال دیر لگی میں نے اس کے پوچھنے کا کوئی موقع نہ پایا یہاں تک کہ میں اس کے ساتھ حج کو نکلا سو جب ہم ظہران میں تھے یعنی حج سے پلٹتے وقت تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی حاجت کے واسطے گئے اور کہا کہ مجھ کو وضو کا پانی لے کر ملنا سو میں ان کو ایک چھاگل لے کر ملا سو میں اس پر پانی ڈالنے لگا اور میں

نے موقع دیکھا سو میں نے کہا اے امیر المؤمنین! کون ہیں وہ دو عورتیں جنہوں نے حضرت ﷺ کو رنج دینے پر اتفاق کیا تھا؟ سو میں نے اپنی کلام کو تمام نہ کیا تھا کہ کہا وہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

أَذْرَكُنِي بِالْوُضُوءِ فَأَذْرَكْتُهُ بِالْإِذَاوَةِ  
فَجَعَلْتُ أَسْكَبُ عَلَيْهِ الْمَاءَ وَرَأَيْتُ مَوْضِعًا  
فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مِنَ الْمَرْأَتَانِ اللَّتَانِ  
تَظَاهَرَتَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَمَا أَتَمَمْتُ  
كَلَامِي حَتَّى قَالَ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر پیغمبر تم سب کو طلاق دے تو قریب ہے کہ اس کا رب بدلے میں دے اس کے عورتیں تم سے بہتر حکم بردار یقین رکھتیاں نماز میں کھڑی ہونے والیاں، توبہ کرنے والیاں، بندگی بجا لانے والیاں، روزے دار، شادی شدہ اور کنواریاں۔

بَابُ قَوْلِهِ «عَسَى رَبُّهُ أَنْ يُلْقِيَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ مُؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ تَائِبَاتٍ عَابِدَاتٍ سَائِحَاتٍ ثَيِّبَاتٍ وَأَبْكَارًا».

۴۵۳۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ حج ہوئیں حضرت ﷺ کی عورتیں بیچ غیرت کرنے کے اوپر آپ کے اور میں نے ان سے کہا کہ اگر پیغمبر تم سب کو چھوڑ دے تو قریب ہے کہ اس کا رب بدلے میں دے اس کے عورتیں تم سے بہتر سو یہ آیت اتری۔

۴۵۳۵ - حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا  
هُشَيْمٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغُبَرَةِ عَلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُنَّ  
«عَسَى رَبُّهُ أَنْ يُلْقِيَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ» فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ.

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ہے اس چیز میں جس میں اللہ نے ان کے قول کے موافق آیت اتاری اور غیرت کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی۔

### سورۃ ملک کی تفسیر کا بیان

تفاوت کے معنی ہیں اختلاف، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ما تری فی خلق الرحمن من تفاوت﴾ اور تفاوت اور تقوت دونوں کے ایک معنی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿تمیز من الغیظ﴾ یعنی قریب ہے کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے آگ ان پر غصے سے۔

### سُورَةُ الْمَلِكِ

﴿تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾ التَّفَاوُتُ  
الْإِخْتِلَافُ وَالتَّفَاوُتُ وَالتَّفَوُّتُ  
وَاحِدٌ.

﴿تَمِيزٌ تَقَطُّعٌ﴾

﴿مَنَّا كَيْهًا﴾ جَوَانِبُهَا۔

یعنی مناکیہا کے معنی ہیں اس کے اطراف، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا﴾ یعنی چلو اس کے اطراف میں۔

﴿تَدْعُونَ﴾ وَتَدْعُونَ وَاحِدٌ مِّثْلُ تَدْكُرُونَ وَتَذْكُرُونَ۔

یعنی تدعون مشدداور تدعون مخفف دونوں کے ایک معنی ہیں مثل ان دونوں لفظوں کے۔

فائدہ: یہ قول فراء کا ہے اس آیت کی تفسیر میں ﴿هَذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تَدْعُونَ﴾ اور اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ اس نے اس کو تخفیف کے ساتھ نہیں پڑھا۔

﴿وَيَقْبِضْنَ﴾ يَضْرِبْنَ بِأَجْنِحَتِهِنَّ۔

اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ پر مارتے ہیں، اللہ نے فرمایا ﴿صَافَاتٍ وَيَقْبِضْنَ﴾ یعنی کبھی اپنے پر اکٹھے کرتے ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿صَافَاتٍ﴾ بَسْطُ أَجْنِحَتِهِنَّ وَنُفُورُ الْكُفُورِ۔

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ صافات کے معنی ہیں اپنے پر کھولے اور نفور کے معنی ہیں کفور، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿بَلْ لَّجُوا فِي عَنَوْ وَنُفُورٍ﴾ یعنی جواڑے ہیں سرکشی اور نفرت میں وہ کافر ہیں۔

فائدہ: اور کہا جاتا ہے کہ غورا کے معنی ہیں جس میں ڈول نہ پہنچے ابن کلبی سے روایت ہے کہ آیت ﴿قُلْ أَفَرَأَيْتُمْ أَن صَبَحَ مَاءٌ كَمَدٌ غَوْرًا﴾ زمزم اور میمون کے کنوئیں میں اتری کہا اور کے کے کنوئیں جلدی خشک ہو جاتے تھے۔ (فتح) سُوْرَةُ ن وَالْقَلَمِ

فائدہ: مشہور ہے میں یہ ہیں کہ حکم اس کا حکم اوائل سورتوں کا بیچ حروف مقطع کے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے فراء نے اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ اس کے مچھلی ہے اور آیا ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں کہ روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے بطور رفع کے کہا کہ پہلے پہل اللہ نے قلم کو پیدا کیا اور فرمایا کہ لکھ اس نے کہا کہ کیا لکھوں؟ فرمایا جو چیز قیامت ہونے والی ہے پھر یہ آیت پڑھی ن والقلم سونون سے مراد مچھلی ہے اور قلم سے مراد قلم ہے۔ (فتح) اور مجاہد رحمہ اللہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ مچھلی وہ ہے کہ جس کے سر پر زمین ہے۔

وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿حَرْدٍ﴾ جِدِّ فِيْ أَنْفُسِهِمْ۔ کہا قتادہ رحمہ اللہ نے کہ حرد کے معنی ہیں اپنے جی میں کوشش کرنی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَعَدُوا عَلَى حَرْدٍ﴾

قادرین۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَصَّالُونَ﴾ أَضْلَلْنَا مَكَانَ جَنَّتِنَا۔  
یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں  
کہ ہم نے اپنے باغ کی جگہ کو گم کیا یعنی ہم راہ بھول  
گئے یہ ہمارا باغ نہیں۔

فائدہ: عبدالرزاق نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص تھا اس کا ایک باغ تھا اس کا دستور تھا کہ جب میوہ کاٹتا  
تو اپنے گھر والوں کے واسطے سال بھر کا خرچ رکھ لیتا اور جو زیادہ ہوتا اس کو اللہ کی راہ میں خیرات کر دیتا اور اس کے  
بیٹے اس کو خیرات کرنے سے منع کیا کرتے تھے سو جب ان کا باپ مر گیا تو سویرے باغ میں گئے اور کہا کہ آج اس  
میں تمہارے پاس کوئی مسکین نہ آئے اور عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ لوگ حبشہ کے تھے۔ (فتح)

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿كَالصَّرِيمِ﴾ كَالصُّبْحِ  
انْصَرَمَ مِنَ اللَّيْلِ وَاللَّيْلُ انْصَرَمَ مِنَ  
النَّهَارِ وَهُوَ أَيْضًا كُلُّ رَمْلَةٍ انْصَرَمَتْ  
مِنْ مُعْظَمِ الرَّمْلِ وَالصَّرِيمُ أَيْضًا  
الْمَصْرُومُ مِثْلُ قَتِيلٍ وَمَقْتُولٍ۔  
یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے اللہ کے اس قول کی  
تفسیر میں ﴿فاصبحت كالصريم﴾ کہ ہو گیا وہ باغ  
صبح کو جیسے کئی کھیتی مانند صریم کے یعنی مانند صبح کی کہ جدا  
ہوتی ہے رات سے اور رات کی کہ جدا ہوتی ہے دن  
سے اور وہ نیز ہر ڈھیر ریت کا ہے کہ جدا ہو بڑے ٹیلے  
ریت کے سے اور نیز صریم ساتھ معنی مصروم کے  
ہے مانند قتیل کے ساتھ معنی مقتول کے۔

فائدہ: اور حاصل اس کا یہ ہے کہ صریم مشترک ہے کئی معنوں میں کہ حاصل سب کا جدا ہونا ایک چیز کا ہے دوسری  
چیز سے اور فعل پر بھی اطلاق کیا جاتا ہے پس کہا جاتا ہے کہ صریم ساتھ معنی مصروم کے۔  
تکمیل: عبدالرزاق نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ باغ ایک زمین ہے ملک یمن میں اس کو صرفان کہا  
جاتا ہے اس کے اور صنعاء کے درمیان چھ میل کا فاصلہ ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿عَلَيَّ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيمٌ﴾۔  
باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ سخت روان  
سب کے پیچھے بدنام ملا ہوا ساتھ قوم کے نہ ان کے  
اصل سے۔

۴۵۳۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ  
بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ  
عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا ﴿عَلَيَّ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيمٌ﴾ قَالَ رَجُلٌ  
۴۵۳۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ کے اس  
قول کی تفسیر میں کہ سخت سب کے پیچھے بدنام کہا کہ وہ ایک  
مرد ہے قریش سے واسطے اس کے نشانی ہے مثل نشانی بکری  
کے۔

مَنْ قُرَيْشٍ لَهُ زَنْمَةٌ مِثْلُ زَنْمَةِ الشَّاةِ.

**فائدہ:** اختلاف ہے کہ یہ آیت کس شخص کے حق میں اتری بعضوں نے کہا کہ وہ ولید بن مغیرہ کے حق میں اتری اور بعضوں نے کہا وہ اسود بن عبد یغوث ہے اور بعضوں نے کہا کہ اغص ہے اور یہ جو کہا کہ اس کے واسطے نشانی ہے مثل نشانی بکری کے کہ پہچانا جاتا ہے ساتھ اس کے اور کہا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہ پہچانا جاتا ہے ساتھ بدی کے جیسے پہچانی جاتی ہے بکری ساتھ زنمہ کے اور طبرانی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس کی نشانی بیان ہوئی سو نہ پہچانا گیا یہاں تک کہ کہا گیا زنیم سو پہچانا گیا اور تھی واسطے اس کے نشانی اس کی گردن میں پہچانا جاتا تھا اس کے ساتھ اور کہا ابو عبیدہ نے کہ زنیم وہ معلق ہے قوم میں نہیں ان میں سے اور کہا شاعر نے کہ زنیم وہ ہے جس کا کوئی باپ معلوم نہ ہو۔ (فتح)

۴۵۳۷۔ حضرت حارث بن وہب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ کیا نہ بتلاؤں میں تم کو بہشتی لوگ ہر پہچارہ غریب ہے لوگوں کی نظروں میں حقیر اگر وہ اللہ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ اس کی قسم کو سچا کر دے، کیا نہ بتلاؤں میں تم کو دوزخی لوگ ہر اجڈ موٹا حرام خور کہمنڈ والا یعنی بہشت غریب بے زور لوگوں کا مقام ہے اور دوزخ شکم پرور بد خلق غرور لوگوں کا مقام ہے۔

۴۵۳۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَعْبِدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ الْخُزَاعِيَّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعِّفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَا بَرَّةَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ كُلِّ عَتَلٍ جَوَاطِ مُسْتَكْبِرٍ.

**فائدہ:** مراد ساتھ ضعیف کے وہ شخص ہے جس کا نفس ضعیف ہے واسطے تواضع اس کی کے اور ضعیف ہونے حال اس کے دنیا میں اور متضعف وہ شخص ہے جو حقیر ہے واسطے غیر مشہور ہونے اس کے کی دنیا میں اور کہا فراء نے کہ عتل کے معنی ہیں سخت جھگڑالو اور بعض نے کہا کہ خالی نصیحت ہے اور بعض نے کہا کہ سخت بد خو ہر چیز سے اور وہ اس جگہ کافر ہے اور کہا داؤدی نے کہ موٹا بڑی گردن اور بڑے پیٹ والا اور بعض نے کہا کہ جمع کرنے والا اور روکنے والا اور بعض کہتے ہیں کہ بہت کھانے والا اور جواظ کے معنی ہیں موٹا اتر کر چلنے والا اور بعض نے کہا کہ جو بیمار نہ ہو اور بعض نے کہا کہ جو تعریف چاہے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں نہیں۔ (فتح)

**بَابُ قَوْلِهِ «يَوْمَ يَكْشَفُ عَنْ سَاقٍ»** باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جس دن کھولی جائے پنڈلی اور بلائے جائیں طرف سجدے کے سونہ کر سکیں۔

**فائدہ:** ابو یعلیٰ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ جس دن کھولے پنڈلی یعنی نور عظیم سو سب سجدہ میں گر پڑیں اور قنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد ساق سے شدت امر کی ہے اور حاکم نے ابن



عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ دن مشکل اور شدت کا ہے کہا خطابی نے سو معنی یہ ہوں گے کہ کھولی جائے گی قدرت اس کی سے جو کھلے گی شدت اور سختی سے اور سوائے اس کے تاویلوں سے جیسا کہ کتاب الرقاق میں آئے گا اور نہ گمان کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے اعضاء اور جوڑ ہیں اس واسطے کہ اس میں مخلوق کی مشابہت لازم آتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے بلند اور پاک ہے نہیں مثل اس کی کوئی چیز۔ (فتح)

۴۵۳۸۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مکیؓ نے فرمایا کہ ہمارا رب اپنی پنڈلی کھولے گا تو ہر ایماندار مرد اور عورت اس کو سجدہ کریں گے اور باقی رہے گا جو دنیا میں دکھانے یا سنانے کے واسطے سجدہ کرتا تھا تو وہ سجدہ کرنے لگے گا تو اس کی پیٹھ ایک تختہ ہو جائے گی یعنی تو وہ سجدہ نہ کر سکے گا۔

۴۵۳۸۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَكْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِهِ فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ فَيَقْبِي كُلُّ مَنْ كَانَ يَسْجُدُ فِي الدُّنْيَا رِبَاءً وَسُمْعَةً فَيَذْهَبُ لِيَسْجُدَ فَيَعْبُدُ ظَهْرُهُ طَبَقًا وَاحِدًا.

### سُورَةُ الْحَاقَّةِ

قَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ «عِشَّةٌ رَاضِيَةٌ» يُرِيدُ فِيهَا الرِّضَا.

سورہ حاقہ کی تفسیر کا بیان  
یعنی اللہ کے اس قول سے مراد یہ ہے کہ اس میں رضا ہو گی۔

فائدہ: چونکہ راضیہ عیش کی صفت نہیں بن سکتی اس واسطے یہ تاویل کی کہ مراد رضا والی عیش ہے اور درحقیقت راضیہ صفت صاحب عیش کی ہے یعنی وہ گزران میں راضی ہوگا اور ثابت کیا ہے اس کو واسطے عیش کے تو یہ استعارہ بالکنایہ ہے۔

«الْقَاضِيَةُ» الْمَوْتَةُ الْأُولَى الَّتِي مُتَهَا لَهَا أَحْيَا بَعْدَهَا.

یعنی مراد ساتھ قاضیہ کے اللہ کے اس قول میں «یا لیتھا» کانت القاضیہ پہلی موت ہے کہ میں اس کے ساتھ مرا کہ میں اس کے بعد زندہ نہ ہوتا اور عذاب نہ دیکھتا۔  
یعنی حاجزین اللہ کے اس قول میں احد کی صفت واقع ہوا ہے تو یہ اس واسطے کہ احد جمع اور واحد سب کے واسطے آتا ہے یعنی اس میں واحد اور جمع سب برابر ہیں اسی واسطے حاجزین احد کی صفت واقع ہوا ہے۔

«مَنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ» أَحَدٌ يَكُونُ لِلْجَمْعِ وَلِلْوَحْدِ.

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «الْوَتِينَ» نِيَاطُ  
الْقَلْبِ.

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «طَغَى» كَثُرَ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ وتین کے معنی ہیں رگ  
جان کی، اللہ نے فرمایا ﴿ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ﴾ پھر  
کاٹ ڈالتے ہم اس کی رگ دل کی۔

اور طغی کے معنی ہیں بہت ہوا پانی یہاں تک کہ  
پہاڑوں وغیرہ کے اوپر چڑھ گیا پندرہ ہاتھ یعنی طوفان  
نوح کے وقت میں اللہ نے فرمایا ﴿إِنَّا لَمَّا طَغَى الْمَاءُ  
حَمَلْنَاكُمْ فِي الْجَارِيَةِ﴾.

وَيُقَالُ «بِالطَّاعِيَةِ» بَطْغِيَانِهِمْ وَيُقَالُ  
طَغَتْ عَلَيَّ الْخَزَانِ كَمَا طَغَى الْمَاءُ  
عَلَى قَوْمِ نُوحٍ.

یعنی کہا جاتا ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿فَاهْلِكُوا  
بِالطَّاعِيَةِ﴾ کہ بہر حال قوم ثمود کی سو ہلاک ہوئے بہ  
سبب سرکشی اپنی کے یعنی طغی ان معنی کے ساتھ بھی آیا  
ہے کہا جاتا ہے کہ سرکشی کی آندھی نے خزانچی پر یعنی اتنا  
زور کیا کہ قابو میں نہ رہی اور قوم عاد کو ہلاک کیا جیسے کہ  
سرکشی کی پانی نے نوح کی قوم پر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے  
اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ہے ﴿لَمَّا طَغَى الْمَاءُ﴾ کہ  
سرکشی کی پانی نے خزانچی پر سوا ترا بغیر ماب اور تول کے  
یعنی بے حساب اترا۔

فائدہ: اور معنی غسلین کے وہ چیز ہے کہ دوزخیوں کی پیپ سے جاری ہو، اللہ کے اس قول میں ﴿وَلَا طَعَامَ إِلَّا  
مِنْ غَسْلِينَ﴾۔

فائدہ: نہیں ذکر کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے بیچ تفسیر حاقہ کے کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی  
کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو حکم ہوا کہ میں حدیث بیان کروں ایک فرشتے کی حاملین عرش میں سے کہ اس کی  
کنپٹی اور مونڈھے کے درمیان سات سو برس کی راہ ہے روایت کی ہے اس کو ابوداؤد وغیرہ نے اور اس کی سند اوپر  
شرط صحیح کے ہے۔ (فتح)

سورہ سأل سائل کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ سَأَلِ سَائِلٍ

فصیلتہ یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي

فائدہ: اس سورہ کا نام سورہ معارج ہے۔  
الْفَصِيلَةُ أَصْغَرُ آبَائِهِ الْقُرْبَى إِلَيْهِ يَنْتَمِي

مِنْ اَنْتُمْ.

تؤویہ ﴿وہ ہے جو قریبی باپ دادوں میں قریب تر ہو اس کی طرف منسوب ہوتا ہے جو منسوب ہو یعنی مراد فصیلہ سے قریبی ناتے دار ہیں جن کی طرف منسوب ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد فصیلہ سے ماں ہے جس نے دودھ پلایا ہو۔

یعنی مراد شوی، اللہ کے قول ﴿نَزَاعَةُ لِلشَّوْءِ﴾ میں دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں اور اطراف بدن اور کھال سر کی ہے اور ان سب اعضاء کو شواۃ کہا جاتا ہے اور جو عضو کہ غیر مقتل ہے اس کو شوی کہتے ہیں۔

﴿لِلشَّوْءِ﴾ اَلْيَدَانِ وَالرَّجُلَانِ وَالْاَطْرَافُ وَجِلْدَةُ الرَّاسِ يُقَالُ لَهَا شَوَاۗةٌ وَمَا كَانَ غَيْرَ مَقْتَلٍ فَهُوَ شَوِیٌّ.

فائدہ: شوی جمع کا لفظ ہے اور اس کا واحد شواۃ ہے اور وہ دونوں ہاتھ اور پاؤں اور سر آدمی کا ہے۔ (فتح) یعنی عزین اور عزون کے معنی ہیں حلقے اور جماعتیں اور یہ جمع کا لفظ ہے اس کا واحد عزة ہے۔

﴿عَزِیْنٌ﴾ وَالْعَزُوْنَ الْحِلَقُ وَالْجَمَاعَاتُ وَوَاحِدُهَا عِزَّةٌ.

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَعَنِ الشَّمَالِ عَزِیْنٌ﴾ یعنی دوڑتے آتے ہیں دائیں اور بائیں سے گروہ گروہ ہو کر۔

سورۃ نوح کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ نُوحٍ

یعنی معنی طوراً کے اللہ کے قول ﴿وَخَلَقَكُمْ اَطْوَارًا﴾ میں ہیں اور پیدا کیا تم کو ایسے طور پر اور ایسے طور پر یعنی مختلف طور سے کہ پہلے منی پیدا کی پھر علقہ پھر مضغہ۔

﴿اَطْوَارًا﴾ طَوْرًا كَذَا وَطَوْرًا كَذَا.

اور کہا جاتا ہے بڑھا اپنے طور سے یعنی قدر سے یعنی طور ساتھ معنی قدر کے بھی آیا ہے۔

يُقَالُ عَدَا طَوْرَهُ اَيَّ قَدْرَهُ.

یعنی لفظ کبارا کا جو اللہ کے قول ﴿وَمَكْرُو مَكْرًا﴾ میں واقع ہے سخت تر ہے کبار مخفف سے یعنی اس میں مبالغہ زیادہ ہے اور اسی طرح جمال و جمیل اس واسطے کہ اس میں مبالغہ زیادہ ہے یعنی لفظ جمال میں زیادہ مبالغہ ہے لفظ جمیل سے اور کبار کے معنی ہیں کبیر اور کبار تخفیف کے ساتھ بھی جائز ہے اور عرب کہتے ہیں

وَالْكِبَارُ اَشَدُّ مِنَ الْكِبَارِ وَكَذَلِكَ جَمَالٌ وَجَمِيلٌ لِاَنَّهَا اَشَدُّ مِبَالِغَةً وَكِبَارُ الْكَبِيرِ وَكِبَارًا اَيْضًا بِالتَّخْفِيفِ وَالْعَرَبُ تَقُولُ رَجُلٌ حُسَانٌ وَجَمَالٌ وَحُسَانٌ مُّخَفَّفٌ وَجَمَالٌ مُّخَفَّفٌ.

حسان اور جمال یعنی ساتھ تشدید کے اور حسان اور جمال  
تخفیف کے ساتھ بھی کہتے ہیں۔

فائدہ: کہا ابو عبیدہ نے کہ کبار کا حکم کبیر کا ہے اور عرب لوگ کبیر کو فعال مخفف کی طرف پھرتے ہیں یعنی اس کو کبار  
بناٹے ہیں پھر اس کو تشدید دیتے ہیں تاکہ اس میں زیادہ مبالغہ ہو کبار مخفف سے۔

﴿ذَيَّارًا﴾ مِنْ دَوْرٍ وَلَكِنَّهُ فِعَالٌ مِّنَ  
الدَّوْرَانِ كَمَا قَرَأَ عَمْرُ الْحَيِّ الْقَيَّامُ  
اللہ نے فرمایا ﴿لَا تَذَرُ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ  
دِيَارًا﴾ یعنی لفظ دیار کے اللہ کے اس قول میں مشتق ہے  
دور سے لیکن وہ اوپر وزن فعیال کے ہے دوران سے۔

فائدہ: یعنی اصل اس کا دیوار ہے پھر واؤ کو یا کے ساتھ بدل کر یا کو یا میں ادغام کیا جیسا کہ پڑھا ہے عمر نے الحی  
القیوم کو الحی القیام اور وہ مشتق ہے قمت سے۔

فائدہ: ابو عبیدہ نے فضائل قرآن میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے عشاء کی نماز پڑھی سو اس  
میں سورہ آل عمران شروع کی سو پڑھا لا الہ الاہو الحی القیام اور یہ نظیر دیار کی ہے یعنی قیام فعال کے وزن پر  
نہیں بلکہ فعیال کے وزن پر جیسے کہ دیار۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ذَيَّارًا أَحَدًا.  
﴿تَبَارًا﴾ هَلَاكًا.

اور اس کے غیر نے کہا کہ دیار کے معنی ہیں کسی کو۔  
اور تبارا کے معنی ہیں ہلاک ہونا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
﴿وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا﴾.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مدرارا کے معنی ہیں ایک  
دوسرے کے پیچھے آئے یعنی لگا تار اور اللہ تعالیٰ نے  
فرمایا ﴿يُرْسِلُ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا﴾.

یعنی اللہ کے قول ﴿لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا﴾ کے معنی ہیں  
یعنی کہ تم اللہ کی عظمت کا حق نہیں پہچانتے۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ چھوڑو دعو کو اور نہ  
سواع کو اور نہ یغوث کو اور نہ یعوق کو اور نہ نسر کو۔

۴۵۳۹۔ اور کہا عطانے یہ معطوف ہے محذوف پر اور بیان کیا  
ہے اس کو فاکہی نے ابن جریج سے کہ اس نے اس آیت کی  
تفسیر میں کہا کہ یہ سب بت تھے نوح علیہ السلام کی قوم میں ان کو

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿مِدْرَارًا﴾ يَتَّبِعُ  
بَعْضُهَا بَعْضًا.

﴿وَقَارًا﴾ عَظَمَةٌ.

بَابُ ﴿وَدَا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ  
وَيَعُوقَ وَنَسْرًا﴾.

۴۵۳۹۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا  
هَشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَقَالَ عَطَاءٌ عَنْ ابْنِ  
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا صَارَتِ الْأَوْتَانُ

پوچتے تھے اور کہا عطاء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جو بت نوح علیہ السلام کی قوم میں تھے وہ اس کے بعد عرب کے لوگوں کے ہاتھ آئے اور عرب کی قومیں ان کو پوجنے لگیں بہر حال دوسو قوم کلب کے واسطے تھا دومۃ الجندل میں کہ ایک شہر ہے شام میں متصل عراق کے اور بہر حال سواع سو قوم ہذیل کے واسطے تھا اور وہ مکے کے پاس رہتے تھے اور وہ بت ان کے ایک مکان میں تھا جس کو رباط کہا جاتا تھا اور بہر حال یغوث سو قوم مراد کے واسطے تھا پھر غطف کی اولاد کے واسطے جرف میں کہ نام ہے ایک جگہ کا نزدیک سبا کے اور بہر حال یعوق سو قوم ہمدان کے واسطے تھا اور بہر حال نسر سو تھا واسطے حمیر کے یعنی آل ذی کلاع کے یہ سب نام ہیں نیک مردوں کے نوح علیہ السلام کی قوم سے سو جب وہ مر گئے تو شیطان نے ان کی قوم سے کہا کہ اپنے بیٹھنے کی مجلسوں میں بت کھڑے کرو اور نام رکھو ان کا ان کے نام پر سوانہوں نے یہ کام کیا سوانہ کو کسی نے نہ پوجا یہاں تک کہ جب یہ لوگ مر گئے اور بدلہ علم ساتھ ان کے یعنی ان کے حال کا علم کسی کو نہ رہا تو پوجے گئے۔

الَّتِي كَانَتْ فِي قَوْمِ نُوحٍ فِي الْعَرَبِ بَعْدَ  
أَمَّا وَذُ كَانَتْ لِكَلْبٍ بِدَوْمَةِ الْجَنْدَلِ وَأَمَّا  
سَوَاعُ كَانَتْ لِهَذِيلٍ وَأَمَّا يَعُوثُ فَكَانَتْ  
لِمُرَادٍ ثُمَّ لِبَنِي غُطَيْفٍ بِالْجَوْفِ عِنْدَ سَبَا  
وَأَمَّا يَعُوقُ فَكَانَتْ لَهُمَدَانُ وَأَمَّا نَسْرُ  
فَكَانَتْ لِحِمَيْرَ لَالِ ذِي الْكَلَّاحِ أَسْمَاءُ  
رِجَالٍ صَالِحِينَ مِنْ قَوْمِ نُوحٍ فَلَمَّا هَلَكُوا  
أَوْحَى الشَّيْطَانُ إِلَى قَوْمِهِمْ أَنْ انْصَبُوا  
إِلَى مَجَالِسِهِمُ الَّتِي كَانُوا يَجْلِسُونَ  
انْصَابًا وَاسْمُوهَا بِأَسْمَائِهِمْ فَفَعَلُوا فَلَمْ  
تُعْبَدْ حَتَّى إِذَا هَلَكَ أُولَئِكَ وَتَنَسَّخَ الْعِلْمُ  
عُبِدَتْ.

فائدہ: عبدالرزاق نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ یہ سب بت تھے جن کو نوح علیہ السلام کی قوم پوجتی تھی پھر عرب نے ان کو پوجنا شروع کیا اور کہا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہ وہ طوفان میں غرق ہوئے پھر جب پانی ان سے ہٹا تو شیطان نے ان کو نکال کر زمین میں پھیلایا اور کہا سبیلی نے تعریف میں کہ یغوث ابن شیش بن آدم ہے اور اسی طرح سواع وغیرہ بھی اور لوگ ان کی دعا سے برکت چاہتے تھے پھر جب کوئی ان میں سے مر جاتا تو اس کی صورت بنا کر اس پر ہاتھ پھیرتے مہلائیل کے زمانے تک پھر آہستہ آہستہ شیطان نے ان کو ان سے پوجوایا پھر ہو گئی یہ عادت کچی عرب میں سو میں نہیں جانتا کہ یہ نام ان کو ہند کی طرف سے پہنچے کہ نوح علیہ السلام کے بعد پہلے پہل بت پرستی ملک ہند میں ہوئی یا شیطان نے ان کو یہ نام سکھائے اور ایک روایت میں ہے کہ عمرو بن لُحی نے ان ناموں کو عرب میں داخل کیا اور ایک روایت میں ہے کہ آدم علیہ السلام کے پانچ بیٹے تھے انہوں نے ان کے یہ نام رکھے اور وہ بڑی عبادت کرنے والے تھے سوا یک مردان میں سے مر گیا تو لوگ اس پر غمناک ہوئے سو شیطان نے آ کر ان کو اس کی صورت بنادی پھر دوسرے سے کہا اخیر قصبے تک

اور اس میں ہے سو وہ ان کو پوجنے لگے یہاں تک کہ اللہ نے نوح علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور ایک روایت میں ہے کہ یہ بت ہیں جو نوح علیہ السلام اور ادریس علیہ السلام کے زمانے میں پوجے گئے پھر طوفان نے ان کو اس جگہ پھینکا اور اس پر زیت ڈالی پھر عمرو بن لُحی نے ان کو عرب کی طرف نکالا اور عرب کو ان کے پوجنے کی رغبت دلائی لوگوں نے اس کا کہا مانا اور بتوں کو پوجنے لگے اور فاکہی نے روایت کی ہے کہ پہلے پہل نوح علیہ السلام کے زمانے میں بت پرستی شروع ہوئی اور بیٹے اپنے باپوں کے ساتھ نیکی کیا کرتے تھے سو ایک مردان میں سے مر گیا تو اس کا بیٹا اس پر غمناک ہوا اس پر صبر نہ کر سکا سو اس نے اس کی صورت بنائی جب مشتاق ہوتا تو اس کی صورت کو دیکھتا پھر وہ مر گیا تو کیا گیا ساتھ اس کے جیسا کہ کیا اس نے پھر اسی طرح پے در پے ہوتا رہا سو جب باپ مر گیا تو بیٹوں نے کہا ہمارا باپوں نے ان کو نہیں بنایا مگر اسی واسطے کہ ان کے رب تھے سو ان کو پوجنے لگے اور حاصل ان سب روایتوں کا یہ ہے کہ قصہ نیک مردوں کا تھا مبتدا پوجنے قوم نوح علیہ السلام کی کا ان بتوں کو پھر پیروی کی ان کی اس پر جو ان سے پیچھے ہوئے۔ (فتح)

### سورہ جن کی تفسیر کا بیان

### سُورَةُ قُلْ اَوْحٰی اِلٰی

اور کہا حسن نے کہ ﴿جد ربنا﴾ کے معنی بلند ہے مالدار ہمارے رب کی اور کہا عکرمہ نے کہ بلند ہے بزرگی ہمارے رب کی اور کہا ابراہیم نے کام ہمارے رب کا۔

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿جَدُّ رَبِّنَا﴾ غِنَا رَبَّنَا  
وَقَالَ عِكْرِمَةُ جَلَالُ رَبِّنَا وَقَالَ  
ابْرَاهِيمُ اَمْرُ رَبِّي.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ لہذا کے معنی ہیں مددگار۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَبَدًا﴾ اَعْوَانًا.

فائدہ: اور اصل لہد کے معنی ہیں تہ بہ تہ ہونا اور معنی یہ ہیں کہ قریب تھے جن کے ہجوم کریں اوپر آپ کے گروہ گروہ ایک پر ایک اور بعض کہتے ہیں کہ ضمہ لام کے ساتھ معنی یہ ہیں کہ جن بہت تھے اور حاصل معنی کا یہ ہے کہ جنوں نے حضرت ﷺ پر ہجوم کیا جب کہ قرآن کو سنا۔ (فتح)

۴۵۴۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اپنے اصحاب کی ایک جماعت میں سوق عکاظ کی طرف قصد کرتے چلے (جو نام ہے عرب کے ایک مشہور بازار کا اور وہ ایک کھجوروں کا باغ ہے درمیان مکہ اور طائف کے اس کے اور طائف کے درمیان دس میل کا فاصلہ ہے) اور حالانکہ جن آسمان کی خبر سے روکے گئے اور ان پر انگارے بھیجے گئے سو جن پھرے یعنی آسمان سے اپنی قوم کی طرف تو

۴۵۴۰۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا  
أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ  
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَائِفَةٍ مِّنْ  
أَصْحَابِهِ غَامِدِينَ إِلَى سُوْقِ عَكَاظٍ وَقَدْ  
حِيلَ بَيْنَ الشَّيَاطِينِ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ  
وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ فَرَجَعَتْ

الشَّيَاطِينُ فَقَالُوا مَا لَكُمْ فَقَالُوا حِيلَ بَيْنَنَا  
وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ  
قَالَ مَا حَالُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ إِلَّا  
مَا حَدَّثَ فَاصْرَبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ  
وَمَغَارِبَهَا فَانْظُرُوا مَا هَذَا الْأَمْرُ الَّذِي  
حَدَّثَ فَانْطَلَقُوا فَصَرَبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ  
وَمَغَارِبَهَا يَنْظُرُونَ مَا هَذَا الْأَمْرُ الَّذِي  
حَالَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ قَالَ فَانْطَلَقَ  
الَّذِينَ تَوَجَّهُوا نَحْوَ تِهَامَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَخْلَةٍ وَهُوَ غَامِدٌ  
إِلَى سُوقِ عُكَاظٍ وَهُوَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ  
صَلَاةَ الْفَجْرِ فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْآنَ تَسَمَّعُوا  
لَهُ فَقَالُوا هَذَا الَّذِي حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ  
خَبَرِ السَّمَاءِ فَهَنَّا لَكَ رَجَعُوا إِلَى قَوْمِهِمْ  
فَقَالُوا يَا قَوْمَنَا ﴿إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا  
يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ  
بِرَبِّنَا أَحَدًا﴾ وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى  
نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿قُلْ أُوحِيَ  
إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ وَإِنَّمَا  
أُوحِيَ إِلَيْهِ قَوْلَ الْجِنِّ

انہوں نے کہا کہ کیا حال ہے تمہارا کہ پھر آئے تو انہوں نے  
کہا کہ ہم آسمان کی خبر سے روکے گئے اور ہم پر انگارے بھیجے  
گئے، کہا ابلیس نے کہ نہیں روکا تم کو آسمان کی خبر سے کسی چیز  
نے مگر جوئی پیدا ہوئی سو چلو زمین کے مشرق اور مغرب میں سو  
دیکھو کہ کیا ہے یہ چیز جوئی پیدا ہوئی سو جن چلے اور زمین کے  
مشرق اور مغرب میں پھرے دیکھتے تھے کہ کیا ہے یہ امر جس  
نے ان کو آسمان کی خبر سے روکا سو جو جن کہ تہامہ اور  
حضرت ﷺ سوق عکاظ کی طرف قصد کرنے والے تھے اور  
اپنے اصحاب کو فجر کی نماز پڑھاتے تھے سو جب انہوں نے  
قرآن سنا تو اس کی طرف کان لگائے سوانہوں نے کہا کہ یہی  
ہے وہ چیز جس نے ہم کو آسمان کی خبر سننے سے روکا سو اسی جگہ  
سے اپنی قوم کی طرف پلٹ گئے اور جا کر کہا کہ اے ہماری  
قوم! ہم نے سنا ہے ایک قرآن عجیب راہ دیکھاتا ہے نیک  
راہ اور ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز نہ شریک بنائیں  
گے اپنے رب کا کسی کو اور اللہ نے اپنے پیغمبر پر یہ آیت  
اتاری تو کہہ کہ ہم کو وحی ہوئی کہ سن گئے کتنے لوگ جنوں سے  
اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ وحی بھیجی گئی طرف آپ کی  
قول جنوں کا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اپنے اصحاب کی ایک جماعت میں تو ابن اسحاق اور ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ یہ قصہ  
حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے دسویں سال میں تھا جب کہ حضرت ﷺ طائف کی طرف نکلے پھر پھرے اور تائید  
کرتا ہے اس کی قول اس کا اس حدیث میں کہ جنوں نے آپ کو دیکھا کہ اپنے اصحاب کو فجر کی نماز پڑھاتے ہیں اور  
فرض کی نماز سوائے اس کے کچھ نہیں کہ معراج کی رات میں شروع ہوئی اور معراج راج قول پر ہجرت سے دو یا تین  
برس پہلے تھا تو ہوگا یہ قصہ بعد معراج کے لیکن وہ مشکل ہے اور وجہ سے اس واسطے کہ محصل اس کا جو صحیح میں ہے اور جو

ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے یہ ہے کہ جب حضرت ﷺ طائف کی طرف نکلے تو آپ کے ساتھ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی صحابی نہ تھا اور اس جگہ کہا کہ آپ کے ساتھ اصحاب کی ایک جماعت تھی اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس طور کے کہ جب آپ طائف سے پھرے تو بعض اصحاب آپ کو راہ میں جا ملے اور آپ کے ساتھ ہوئے اور سوق عکاظ ایک بازار تھا کہ کفر کی حالت میں لوگ شوال کا سارا مہینہ اس میں ٹھہرتے اور آپس میں خرید و فروخت کرتے اور فخر کرتے اور شعر پڑھتے اور جس جگہ میں جمع ہوتے تھے اس کو ابتدا کہا جاتا تھا اور اس جگہ کئی پتھر تھے ان کے گرد گھومتے تھے پھر بازار مجنہ میں آتے اور وہاں بیس دن ٹھہرتے ذی قعد کے مہینے سے پھر بازار ذوالحجاز میں آتے اور وہ عرفات کے پیچھے ہے سو اس میں حج کے وقت تک ٹھہرتے اور یہ جو کہا کہ ہم آسمان کی خبر سے روکے گئے اور ہم پر انگارے بھیجے گئے تو اس کا ظاہر یہ ہے کہ روکنا اور انگاروں کا بھیجنا دونوں اس زمانہ میں واقع ہوئے جس کا ذکر پہلے گزرا یعنی حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے دس سال پیچھے اور بہت حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان کے واسطے حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے کے ابتدا میں واقع ہوا اور یہ تائید کرتا ہے اس کی کہ دونوں قصوں کا زمانہ مختلف ہے اور یہ کہ آنا جنوں کا واسطے سننے قرآن کے حضرت ﷺ کے طائف کی طرف نکلنے سے دو سال پہلے تھا اور نہیں مخالف ہے اس کو کوئی چیز مگر قول اس کا اس حدیث میں کہ انہوں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ اپنے اصحاب کو فجر کی نماز پڑھاتے ہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ ہو پہلے نماز کے فرض ہونے سے رات معراج کی اس واسطے کہ حضرت ﷺ معراج سے پہلے بھی قطعاً نماز پڑھتے تھے اور اسی طرح اصحاب آپ کے لیکن اختلاف ہے کہ کیا پانچ نمازوں سے پہلے بھی کوئی نماز فرض تھی یا نہیں پس صحیح ہوگا اس پر قول اس شخص کا جو کہتا ہے کہ پہلے فقط دو نمازیں فرض تھیں ایک سورج نکلنے سے پہلے اور ایک سورج ڈوبنے سے پہلے اور حجت اس میں قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿فسبح باسم ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبها﴾ اور مانند اس کی آیتوں سے پس ہوگا اطلاق نماز فجر کا باب کی حدیث میں باعتبار زمانے کے نہ واسطے ہونے اس کے ایک پانچ فرض نمازوں میں سے جو معراج کی رات میں فرض ہوئیں سو ہوگا قصہ جنوں کا متقدم حضرت ﷺ کی بعثت کے اول سے اور اس جگہ میں کسی شارح نے تنبیہ نہیں کی اور البتہ روایت کیا ہے ترمذی نے باب کی حدیث کو ساتھ سیاق کے جو سالم ہے اس اشکال سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جن پہلے آسمان کی طرف چڑھتے تھے اور وحی کو سنتے تھے سو جب کوئی بات سن پاتے تو اس میں کئی گنا جھوٹ ملاتے سو وہ ایک بات سچ ہوتی اور باقی سب جھوٹ ہوتا سو جب حضرت ﷺ پیغمبر ہوئے تو اپنے ٹھکانوں سے منع کیے گئے اور اس سے پہلے ستاروں سے انگارے نہ پھینکے جاتے تھے اور روایت کیا ہے اس کو طبری وغیرہ نے مطول اور اس کے اول میں ہے کہ جنوں کے واسطے آسمان میں ٹھکانے تھے وہاں بیٹھ کر وحی کو سن آتے تھے سو جس حالت میں کہ اسی طرح تھے کہ اچانک حضرت ﷺ کو پیغمبری عنایت ہوئی سو روکے گئے شیطان آسمان سے پھینکے گئے ساتھ انگاروں



کے سو کوئی ان میں آسمان پر نہ چڑھتا تھا مگر کہ جل جاتا تھا اور گہرائے زمین والے جب کہ دیکھا انہوں نے تاروں اور انگاروں کو اور اس سے پہلے نہ تھے تو انہوں نے کہا کہ ہلاک ہوئے آسمان والے اور پہلے پہل طائف والوں نے اس کو معلوم کیا سو اپنے مالوں اور غلاموں کو آزاد کر دیا تو ایک مرد نے ان کو کہا کہ تم کو خرابی اپنے مالوں کو کیوں ہلاک کرتے ہو کہ تمہارے نشان ستاروں سے جن کے ساتھ تم راہ پاتے ہو ان میں سے کوئی چیز نہیں گری سو باز رہو اور کہا شیطان نے کہ زمین میں کوئی چیز پیدا ہوئی ہے تو اس نے ہر چیز کی مٹی لا کر سونگھی اور تہامہ کی مٹی سے کہا کہ اس جگہ کوئی نئی چیز پیدا ہوئی ہے تو اس نے چند جنوں کو اس کی طرف روانہ کیا سو وہی ہیں جنہوں نے قرآن کو سنا اور اسی طرح اور بھی کئی حدیثیں ہیں پس یہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ یہ قصہ پیغمبری کی ابتدا میں واقع ہوا اور یہی ہے معتمد اور قاضی عیاض وغیرہ نے کہا کہ اس حدیث میں ایک اشکال ہے اور وہ یہ ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انگاروں کا مارنا حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے پہلے تھا یہ سب اس کے کہ شیطانوں نے اس سے انکار کیا اور اس کا سبب طلب کیا اسی واسطے عرب میں کہانت عام تھی اور ہر کام میں اس کی طرف رجوع کیا جاتا تھا یہاں تک کہ اس کا سبب قطع ہوا ساتھ اس طور کے کہ شیطانوں کو آسمان کی خبر سننے سے روکا گیا جیسا کہ اللہ نے اس سورہ میں فرمایا اور یہ کہ ہم نے نول دیکھا آسمان کو سو ہم نے اس کو پایا بھرا ہوا سخت چوکیداروں اور انگاروں سے اور یہ کہ ہم بیٹھتے تھے آسمان کے ٹھکانوں میں سننے کو سو جو کوئی اب سننا چاہے تو پائے اپنے واسطے ایک انگار گھات میں اور البتہ وارد ہوئے ہیں اشعار عرب کے ساتھ اچھا ہونے اس کے اور انگار اس کے اس واسطے کہ یہ انہوں نے کبھی دیکھا سنا نہ تھا اور تھی یہ ایک دلیل حضرت ﷺ کی پیغمبری کی اور تائید کرتا ہے اس کو جو مذکور ہے حدیث میں شیطانوں کے انکار سے اور کہا بعضوں نے کہ ہمیشہ انگارے پھینکے جاتے رہے ستاروں سے جب سے دنیا پیدا ہوئی اور دلیل پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس چیز کے کہ آئی ہے عرب کے شعروں میں اور یہ مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور زہری رحمہ اللہ سے ساتھ اس چیز کے کہ روایت کی ہے مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس نے روایت کی ہے انصاری چند مردوں سے کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک ستارہ پھینکا گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کفر کی حالت میں ستارہ پھینکا جاتا تھا تو تم اس کو کیا کہا کرتے تھے، آخر حدیث تک اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے معمر سے کہ کسی نے زہری رحمہ اللہ سے پوچھا کہ کیا کفر کی حالت میں بھی ستارہ پھینکا جاتا تھا اس نے کہا ہاں لیکن جب اسلام آیا تو اس میں بندش اور سختی زیادہ ہوئی اور یہ تطبیق خوب ہے اور کہا قرطبی نے کہ تطبیق یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے پہلے ایسی پھینک نہ تھی کہ شیطان چوری سننے بند ہوں لیکن کبھی انگار پھینکا جاتا تھا اور کبھی نبی پھینکا جاتا تھا اور ایک جانب سے پھینکا جاتا تھا اور سب طرفوں میں نہ پھینکا جاتا تھا اور شاید اسی کی طرف اشارہ ہے ساتھ اس آیت کے ﴿وَيَقذفون من كل جانب﴾ پھر پایا میں نے وہب بن منبہ سے دور کرتا ہے اس اشکال کو اور جمع کرتا ہے مختلف

حدیثوں کو کہا کہ ابلیس سب آسمانوں کی طرف چڑھتا تھا اور ان میں جس طرح چاہتا تھا پھرتا تھا منع نہ کیا جاتا تھا جس دن سے آدم علیہ السلام بہشت سے نکلے یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام اٹھائے گئے پس روکا گیا اس وقت چار آسمانوں سے پھر جب ہمارے حضرت ﷺ پیغمبر ہوئے تو باقی تین آسمانوں سے بھی روکا گیا پھر اس کے بعد وہ اور اس کی فوج چوری سننے لگے اور ان پر ستاروں سے انگارے پڑنے لگے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ فترۃ کے زمانے میں (حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ کے درمیان) آسمان پر چوکیدار نہ تھے پھر جب حضرت ﷺ کو پیغمبری عنایت ہوئی تو آسمان پر سخت چوکیدار بیٹھے اور شیطانوں کو انگارے پڑنے لگے تو جنوں کو یہ بات غیر معروف معلوم ہوئی اور سدی کے طریق سے روایت ہے کہ آسمان پر چوکیدار نہ بیٹھے تھے مگر یہ کہ زمین میں کوئی پیغمبر یا دین ظاہر ہوتا ہے اور شیطانوں نے ٹھکانے بنائے ہوئے تھے کہ اس میں سنتے جو چیز نئی پیدا ہوتی پھر جب حضرت ﷺ کو پیغمبری عنایت ہوئی تو ان پر انگارے پھینکے گئے اور کہا ابن مریر نے کہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے ستاروں سے انگارے نہ پڑتے تھے اور حالانکہ اسی طرح نہیں واسطے اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث مسلم کی اور لیکن قول اللہ تعالیٰ کا کہ جو کوئی اب سننے تو پائے اپنے واسطے انگارے گھات میں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ پہلے بھارتوں میں انگارے پھینکے جاتے تھے سو کبھی جن چوری سننے والے کو پاتا اور کبھی نہ پاتا اور حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے کے بعد ایسی پھینک مار جاری ہوئی کہ کوئی انگارہ نہ چوکتا تھا اسی واسطے انہوں نے اس کو گھات کے ساتھ موصوف کیا اس واسطے کہ جو کسی چیز کے واسطے گھات لگاتا ہے وہ اس سے نہیں چوکتا سو ہوگا متجدد ہونا اصابت کا نہ اصل اس کا یعنی اصل انگاروں کا پڑنا تو پہلے بھی تھا لیکن حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے کے بعد تو ایسا ہوا کہ کوئی انگارہ جن چوری سننے والے سے نہ چوکتا تھا اور عقلی اور ابن مندہ وغیرہ نے مالک لیشی سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس کہانت کا ذکر ہوا تو میں نے کہا کہ پہلے پہل میں نے ہی آسمانوں کی چوکیداری اور انگاروں کا پھنکنا پہچانا اور میں نے جانا کہ وہ چوری سننے سے روکے گئے اور اس کا بیان یوں ہے کہ ہم اپنے ایک کاہن کے پاس جمع ہوئے جس کا نام خطر بن مالک تھا اور وہ بہت بوڑھا تھا اس کی عمر دو سو اسی برس کی تھی تو ہم نے کہا اے خطر! کیا تجھ کو ان ستاروں کا بھی کچھ حال معلوم ہے کہ ہم اس سے گھبرائے ہیں اور اپنی بد عاقبت سے ڈرے ہیں، الحدیث۔ اور اس میں ہے سوا یک بڑا تارا آسمان سے ٹوٹا تو وہ کاہن اونچی آواز سے چلایا اور کہا انگارے نے اس کو پایا اور اس کو پایا اور اس کو جلایا اور نیز اس نے کہا کہ سرکش جن آسمان کی خبر سننے سے روکے گئے ساتھ انگارے کے جو جلاتا ہے بہ سبب پیغمبر ہونے ایک بڑی شان والے کے اور یہی اپنی قوم کے واسطے دیکھتا ہوں جو اپنے نفس کے واسطے دیکھتا ہوں یہ کہ آدمیوں کے بہتر پیغمبر کی پیروی کریں اور اس حدیث کی سند نہایت ضعیف ہے اور اگر اس میں حکم نہ ہوتا تو میں اس کو ذکر کرتا واسطے ہونے اس کی نشانی پیغمبری کی نشانیوں سے اور اگر کوئی کہے کہ جب وحی

اترنے کے سبب سے انگاروں کے پھینکنے کی تاکید اور تشدید زیادہ ہوئی تو پھر حضرت ﷺ کے انتقال کے بعد بند کیوں نہ ہوئی اس واسطے کہ زیادہ بندش کا سبب اترنا وحی کا تھا حضرت ﷺ پر اور اترنا وحی کا حضرت ﷺ کے فوت ہونے سے بند ہوا اور حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ستارے اب بھی پھینکے جاتے ہیں اور اس کا جواب پکڑا جاتا ہے زہری کی حدیث سے سو پہلے گزری کہ اس میں ہے نزدیک مسلم کے کہ ہم کہا کرتے تھے کہ آج کوئی بڑا امر درمیا پیدا ہوا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ کسی کے مرنے جینے کے سبب سے نہیں پھینکے جاتے لیکن اللہ جب کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو آسمانوں والے بعض بعضوں کو خبر دیتے ہیں یہاں تک کہ پہلے آسمان پر خبر پہنچتی ہے تو جن سن کر اس کو لے بھاگتا ہے اور اس کو اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے تو اس سے لیا جاتا ہے کہ گنہگاری اور بندش کا سبب موقوف نہیں ہوا اس واسطے کہ روز بروز اس عالم میں نیا کام ہوتا ہے اور تازہ واقعہ پیدا ہوتا ہے جس کا حکم فرشتوں کو ہوتا ہے کہ شیاطین باوجود سخت بندش کے اوپر ان کے اس باب میں بعد پیغمبر ہونے حضرت ﷺ کے نہیں بند ہوئی امید ان کی آسمان کی خبر چرانے میں بیچ زمانے حضرت ﷺ کے اور جب حضرت ﷺ کے زمانے میں ان کی یہ امید بند نہیں تو پھر آپ ﷺ کے بعد کیونکر بند ہو اور البتہ عمر نے غیلان بن سلمہ سے کہا جب کہ اس نے اپنی عورتوں کو طلاق دی کہ میں گمان کرتا ہوں کہ جو شیطان چوراتے ہیں اس میں ہے کہ میں نے سنا کہ تو کل مر جائے گا تو یہ ظاہر ہے اس میں کہ جنوں کا چوری سننا حضرت ﷺ کے بعد بھی بدستور جاری رہا سو قصد کرنے سننے کا اس چیز کے کہ نئی پیدا ہوئی سو نہ پہنچتی طرف اس کی مگر یہ کہ کوئی ان میں سے اپنی خفت حرکت سے کچھ سن کر لے بھاگتا اور انگار چمکتا اس کے پیچھے پڑتا سو اگر اس کو پاتا پہلے اس سے کہ اپنے ساتھی کے کان میں ڈالے تو فوت ہوتا نہیں تو اس کو سنتے اور آپس میں ایک دوسرے کو بتلاتے اور یہ جن جنہوں نے حضرت ﷺ کو نخلہ میں فجر کی نماز پڑھتے دیکھا جن کا ذکر اوپر ہوا ہے بعضوں نے کہا کہ یہ لوگ یہود کے دین پر تھے اسی واسطے انہوں نے کہا کہ اتارا گیا ہے بعد موسیٰ علیہ السلام کے بعض کہتے ہیں کہ نو جن تھے اور بعض کہتے ہیں کہ سات تھے اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ بارہ ہزار تھے موصل کے جزیرہ سے تو حضرت ﷺ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میرا انتظار کر یہاں تک کہ میں تیرے پاس آؤں اور حضرت ﷺ نے اس کے گرد ایک خط کھینچا، آخر حدیث تک اور تطبیق یہ ہے کہ یہ قصہ دو ہیں اس واسطے کہ جو جن پہلی بار آئے تھے ان کے آنے کا سبب وہ ہے جو حدیث میں مذکور ہوا انگاروں کے پڑنے سے اور جن کا ذکر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قصے میں ہے ان کے آنے کا سبب یہ ہے کہ وہ مسلمان ہونے اور قرآن سننے اور احکام دین پوچھنے کے واسطے آئے تھے اور بہتر احکام جنوں کے بدء الخلق میں گزر چکے ہیں اور یہ جو انہوں نے کہا کہ اے قوم ہماری! ہم نے عجیب قرآن سنا تو کہا ماوردی نے کہ اس کا ظاہر یہ ہے کہ وہ قرآن سننے کے وقت ایمان لائے اور ایمان واقع ہوتا ہے ساتھ ایک دو امروں کے یا تو اعجاز کی حقیقت اور معجزے کی شرطوں کو پہچانے تو اس کو رسول کا سچا

ہونا معلوم ہو اور جانے کہ یہ رسول سچا ہے اور یا اس کے پاس پہلی کتابوں کا علم ہو کہ اس میں دلائل ہوں اس پر کہ وہ پیغمبر ہے جس کی بشارت دی گئی اور جنوں میں دونوں امروں کا احتمال ہے اور یہ جو کہا کہ وحی بھیجی گئی طرف آپ کے قول جنوں کا تو یہ کلام ابن عباس رضی اللہ عنہما کا گویا کہ ثابت کیا اس نے اس میں اس چیز کو کہ پہلے ان کا مذہب تھا کہ حضرت ﷺ جنوں کے ساتھ جمع نہیں ہوئے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وحی بھیجی اللہ نے آپ کی طرف کہ جن آپ کا قرآن سن گئے لیکن نہیں لازم آتا عدم ذکر اجتماع ان کی سے ساتھ حضرت ﷺ کے وقت سننے قرآن کے یہ کہ نہ جمع ہوئے ہوں ساتھ آپ کے اس کے بعد اور اس حدیث میں ثابت کرنا شیطانوں اور جنوں کے وجود کا ہے اور یہ کہ وہ دونوں نام ایک مسمی کے واسطے ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہو گئی دو قسمیں باعتبار کفر اور ایمان کے سو جو ان میں سے ایماندار ہو اس کو شیطان نہیں کہا جاتا اور اس میں ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہجرت سے پہلے مشروع ہوا اور نیز اس میں مشروع ہونا اس کا ہے سفر میں اور فجر کی نماز میں پکار کر قرأت پڑھنی اور یہ کہ اعتبار ساتھ اس چیز کے ہے کہ مقدر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے بندے کے نیک خاتمہ سے نہ ساتھ اس چیز کے کہ ظاہر ہو بدی اس کی سے اگرچہ کہاں تک پہنچے اس واسطے کہ یہ جن جو مجرد قرآن کے سننے سے جلدی ایمان لائے اگر شیطان کے نزدیک ان کا رتبہ زیادہ تر نہ ہوتا تو نہ اختیار کرتا ان کو واسطے اس جہت کے کہ ظاہر ہو واسطے اس کے کہ جو چیز نئی پیدا ہوئی وہ اس طرف ہے اور باوجود اس کے پس غالب ہوئی اوپر ان کے وہ چیز کہ مقدر ہو چکی تھی واسطے ان کے نیک بختی سے ساتھ نیک ہونے خاتمہ کے اور مانند اس کے ہے قصہ فرعون کے جادو گروں کا اور مفصل بیان اس کا کتاب القدر میں آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

### سورۃ المزمل کی تفسیر کا بیان

### سُورَةُ الْمُزْمَلِ

فائدہ: مزمل ساتھ تشدید کے اصل اس کا تنزیل ہے سواد غام کی گئی تا زامیں اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اس کو اصل پر پڑھا ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَتَبَّتْ﴾ أَخْلَصُ۔ اور کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہ تبتل کے معنی ہیں کہ خالص ہو واسطے عبادت اس کی کے۔

فائدہ: اور قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خالص کر واسطے اس کے دعا اور عبادت کو اور عطا سے مروی ہے اس آیت کی تفسیر میں ﴿وَتَبَّتْ﴾ تَبَّتْ اِلَيْهِ تَبَّتْ اِلَيْهِ کہ الگ ہو طرف اس کی الگ ہونا۔

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿اَنْكَالًا﴾ قِيُوْدًا۔ اور کہا حسن نے انکالا کے معنی ہیں بیڑیاں اللہ نے فرمایا ﴿اِنْ لَدَيْنَا اَنْكَالًا﴾۔

﴿مَنْفَطِرٌ بِهِ﴾ مُقَلَّةٌ بِهِ۔ یعنی منفطر بہ کے معنی ہیں کہ بھاری ہونے والا ہے

ساتھ اس کے بھاری ہونا کہ سبب ہے پھٹنے کا دن قیامت کے بوجھ سے۔

**فائدہ:** یعنی اللہ تعالیٰ کے بوجھ سے بھاری ہوگا اس بنا پر ضمیر بہ کی اللہ کی طرف پھرے گی اور احتمال ہے کہ ضمیر بہ کی دن قیامت کی طرف پھرتی ہو اور کہا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہ ضمیر مذکر ہے اور مرجع مؤنث ہے اس واسطے کہ تاویل آسمان کی تاویل چھت کی ہے یعنی مراد ضمیر منظر کی ہے اور احتمال ہے کہ حذف پر ہو اور تقدیر شی منظر ہے۔ (فتح)

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ کنیہا مہیلا کے معنی ہیں ریت پھسلتی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَنِيَّةً مَّهِيلًا﴾ اور ویلا کے معنی ہیں سخت، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَإِبِلًا﴾ شَدِيدًا۔ یعنی پکڑا ہم نے فرعون کو پکڑنا سخت۔

**تَنْبِيْهِ:** نہیں وارد کی بخاری نے سورۃ مزمل میں کوئی حدیث مرفوعہ اور روایت کی ہے مسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس چیز میں کہ متعلق ہے اس سے ساتھ قیام رات کے اور اس میں قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے تو ہوگی نماز تہجد کی نفل بعد فرض ہونے کے اور ممکن ہے کہ داخل ہو بیچ قول اللہ تعالیٰ کے جو اس کے اخیر میں ہے ﴿وَمَا تَقْدُمُوا لَأَنفُسِكُمْ﴾ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مال تمہارا وہ ہے جو تم نے آگے بھیجا اور تمہارے وارثوں کا مال وہ ہے جو تم نے پیچھے چھوڑا اوسیانہ فی الرقاق۔

سورۃ مدثر کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ الْمُدَّثِّرِ

**فائدہ:** اس کی تغیل بھی وہی ہے جو مزمل میں گزری۔

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ عسیر کے معنی ہیں سخت، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَذَلِكِ يَوْمِ عَسِيرٍ﴾۔

اور قسورۃ کے معنی ہیں لوگوں کا شور و غل یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿كَانَهُمْ حَمَرٌ مُّسْتَفْرَّةٌ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ﴾ اور کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ قسورۃ کے معنی ہیں شیر اور ہر سخت چیز کو قسورۃ کہتے ہیں۔

﴿قَسْوَرَةٍ﴾ رَكْزُ النَّاسِ وَأَصْوَاتُهُمْ وَكُلُّ شَدِيدٍ قَسْوَرَةٌ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ الْقَسْوَرَةُ قَسُورٌ الْأَسَدُ الرِّكْزُ الصَّوْتُ۔

**فائدہ:** کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ عربی میں اسد کہتے ہیں اور فارسی میں شیر کہتے ہیں اور حبش کی زبان میں مستفرۃ۔ یعنی مستفرۃ کے معنی ہیں ڈرنے والے اور بھڑکنے والے ﴿مُسْتَفْرَّةٌ﴾ نَافِرَةٌ مَّدْعُورَةٌ۔

۴۵۴۱۔ حضرت یحییٰ بن کثیر سے روایت ہے کہ میں نے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ پہلے پہل قرآن کی کون سی آیت اتری؟ اس نے کہا کہ ﴿یا ایہا المدثر﴾ میں نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ ﴿اقرأ باسم ربك الذي خلق﴾ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے یہ جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور میں نے اس سے کہا جیسے تو نے کہا تو جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں حدیث بیان کرتا ہوں میں تجھ سے مگر جو حضرت رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کی حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حرا کے پہاڑ میں اعتکاف کیا سو جب میں اپنا اعتکاف پورا کر چکا تو میں نالی کے اندر اترتا تو کسی نے مجھ کو پکارا تو میں نے اپنے دائیں دیکھا تو میں نے کچھ چیز نہ دیکھی اور میں نے اپنے بائیں دیکھا سو میں نے کچھ چیز نہ دیکھی اور میں نے اپنے آگے دیکھا سو کچھ چیز نہ پائی اور میں نے اپنے پیچھے دیکھا سو کچھ چیز نہ پائی پھر میں نے اپنا سراٹھایا تو میں نے ایک چیز دیکھی سو میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو میں نے کہا مجھ کو کپڑا اوڑھاؤ اور مجھ پر سرد پانی چھڑکو حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا سو انہوں نے مجھ کو کپڑا اوڑھایا اور مجھ پر سرد پانی چھڑکا، کہا جابر رضی اللہ عنہ نے سو یہ آیتیں اتریں کہ اے اپنے اوپر کپڑا لپیٹنے والے! اٹھ کھڑا ہو اور لوگوں کو عذاب الہی سے ڈرا یعنی مکے والوں کو آگ سے اگر نہ ایمان لائیں اور اپنے رب کی بڑائی بول۔

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ اٹھ کھڑا ہو اور لوگوں کو عذاب الہی سے ڈرا۔

۴۵۴۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حرا کے پہاڑ میں اعتکاف کیا مثل حدیث عثمان کے علی بن مبارک سے۔

۴۵۴۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ سَأَلْتُ أبا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَوَّلِ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ «يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ» قُلْتُ يَقُولُونَ «اقرأ باسم ربك الذي خلق» فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ ذَلِكَ وَقُلْتُ لَهُ مِثْلَ الَّذِي قُلْتُ فَقَالَ جَابِرٌ لَا أُحَدِّثُكَ إِلَّا مَا حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَاوَزْتُ بِحِرَاءٍ فَلَمَّا قَضَيْتُ جَوَارِي هَبَطْتُ فَنَوْدَيْتُ فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِينِي فَلَمْ أَرْ شَيْئًا وَنَظَرْتُ عَنْ شِمَالِي فَلَمْ أَرْ شَيْئًا وَنَظَرْتُ أَمَامِي فَلَمْ أَرْ شَيْئًا وَنَظَرْتُ خَلْفِي فَلَمْ أَرْ شَيْئًا فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَرَأَيْتُ شَيْئًا فَاتَيْتُ خَدِيجَةَ فَقُلْتُ دَثِرُونِي وَصُبُّوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا قَالَ فَدَثَرُونِي وَصَبُّوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا قَالَ فَنَزَلَتْ «يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ».

بَابُ قَوْلِهِ «قُمْ فَأَنْذِرْ».

۴۵۴۲۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَغَيْرُهُ قَالَا حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ قَالَ جَاوَرْتُ بِحِرَاءٍ مِثْلَ حَدِيثِ  
عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ.

فائدہ: بخاری رحمہ اللہ نے عثمان بن عمر کی حدیث کو روایت نہیں کیا جس پر حرب کی روایت کا حوالہ دیا اور وہ محمد بن بشار کے پاس ہے جو بخاری رحمہ اللہ کا استاذ ہے۔

باب قولہ ﴿وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ﴾  
باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں اور اپنے رب کی  
بڑائی بول۔

۳۵۴۳۔ حضرت یحییٰ سے روایت ہے کہ میں نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ پہلے پہل قرآن کی کون سے آیت اتاری گئی؟ تو اس نے کہا کہ ﴿یا ایہا المدثر﴾ میں نے کہا کہ مجھے کو خبر ہوئی کہ ﴿اقرا باسم ربك الذی خلق﴾ ہے تو ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کون قرآن پہلے اترا اور اس نے کہا کہ ﴿یا ایہا المدثر﴾ تو میں نے کہا کہ مجھ کو خبر دی گئی کہ ﴿اقرا باسم ربك الذی خلق﴾ تو اس نے کہا کہ نہیں خبر دیتا میں تجھ کو مگر جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے حرا کے پہاڑ میں اعتکاف کیا سو جب میں اپنا اعتکاف پورا کر چکا تو میں نالی کے اندر اترا سو کسی نے مجھ کو پکارا سو میں نے اپنے آگے اور پیچھے اور دائیں اور بائیں دیکھا تو اچانک وہی فرشتہ یعنی جبریل علیہ السلام زمین اور آسمان کے درمیان تخت پر بیٹھا ہے سو میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ مجھ کو کپڑا اوڑھاؤ اور مجھ پر سرد پانی چھڑکو تو مجھ پر یہ آیتیں اتاری گئیں، اے کپڑا اوڑھنے والے! اٹھ کھڑا ہو اور لوگوں کو عذاب الہی سے ڈرا اور اپنے رب کی بڑائی بول۔

۴۵۴۲۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا  
عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا حَرْبٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى  
قَالَ سَأَلْتُ أَبَا سَلَمَةَ أَيْ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ أَوَّلُ  
فَقَالَ ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ فَقُلْتُ أُنَبِّئُ أَنَّهُ  
﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ فَقَالَ أَبُو  
سَلَمَةَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَيْ الْقُرْآنَ  
أُنْزِلَ أَوَّلُ فَقَالَ ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ فَقُلْتُ  
أُنَبِّئُ أَنَّهُ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾  
فَقَالَ لَا أَخْبِرُكَ إِلَّا بِمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاوَرْتُ فِي حِرَاءٍ  
فَلَمَّا قَضَيْتُ جَوَارِي هَبَطْتُ فَاسْتَبَطَنْتُ  
الْوَادِي فَنُودِيتُ فَنَظَرْتُ أَمَامِي وَخَلْفِي  
وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ  
عَلَى كُرْسِيِّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَأَتَيْتُ  
خَدِيجَةَ فَقُلْتُ دَثِّرُونِي وَصُبُّوا عَلَيَّ مَاءً  
بَارِدًا وَأُنْزِلَ عَلَيَّ ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾

فَإَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِيرٌ ﴿۱﴾

فائدہ: یہ جو کہا کہ مجھ کو خبر دی گئی کہ وہ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ ہے تو ابوداؤد طیالسی رحمہ اللہ کی روایت میں ہے کہ میں نے کہا کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ اتری اور نہیں بیان کیا یحییٰ بن کثیر نے کہ کس نے اس کو خبر دی اور شاید مراد ساتھ اس کے عروہ ہے جیسے نہیں بیان کیا ابوسلمہ رحمہ اللہ نے کہ کس نے اس کو خبر دی اور شاید مراد اس کی عائشہ رضی اللہ عنہا ہے اس واسطے کہ یہ حدیث مشہور ہے عروہ سے اس نے روایت کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کما تقدم فی بدء الوحی اور پہلے گزر چکا ہے وہاں کہ روایت زہری کی ابوسلمہ رحمہ اللہ سے جابر رضی اللہ عنہ سے دلالت کرتی ہے کہ مراد ساتھ اولیت کے بیچ قوک اس کے کی کہ اول سورہ مدثر اتری اولیت مخصوص ہے ساتھ اس چیز کے کہ بعد بند ہونے وحی کے ہے یا خاص ہے ساتھ امر ڈرانے کے نہ یہ کہ مراد اولیت مطلق ہے تو گویا کہ جس نے کہا کہ اول سورہ اقرأ اتری تو مراد اس کی اولیت مطلق ہے اور جس نے کہا کہ مدثر ہے تو اس کی مراد ساتھ قید تصرف بالارسال کے ہے اور کہا کرمانی نے کہ یہ جو کہا کہ اول یا ایہا المدثر اتری تو یہ جابر رضی اللہ عنہ کا اجتہاد ہے اور نہیں ہے اس کی روایت سے اور صحیح وہ چیز ہے جو عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں واقع ہوئی اور عطاء سے منقول ہے کہ سورہ مزمل مدثر سے پہلے اتری اور یہ روایت معطل ہے اس واسطے کہ نہیں ثابت ہوا ملنا اس کا کسی صحابی معین سے اور ظاہر صحیح حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سورہ مزمل مؤخر ہے مدثر سے اس واسطے کہ اس میں ذکر ہے قیام لیل کا اور سوائے اس کے جو بہت دیر پہچھے ہے ابتداء نزول وحی سے برخلاف مدثر کے کہ اس میں ہے کہ اٹھ کھڑا ہو اور لوگوں کو عذاب الہی سے ڈرا اور مشکل یحییٰ بن کثیر کی روایت سے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ میں نے حرا کے پہاڑ میں ایک مہینہ اعتکاف کیا پھر جب میں اپنا اعتکاف پورا کر چکا تو میں نالی کے اندر اتر اسو مجھ کو کسی نے پکارا یہاں تک کہ کہا سو میں نے اپنا سراٹھایا تو اچانک دیکھا کہ جبریل علیہ السلام فرشتہ ہوا میں تخت پر بیٹھا ہے سو میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ مجھ کو کپڑا اوڑھاؤ اور دور کرتا ہے اشکال کو ایک دوامروں کا یا تو ساقط ہوا ہے یحییٰ اور اس کی استاد پر قصے سے آنا جبریل علیہ السلام کا حرا میں ساتھ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ کے اور تمام جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ذکر کیا اور یا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حرا میں اور مہینہ اعتکاف کیا ہو گا سو پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال میں ایک مہینہ اعتکاف کرتے تھے یعنی رمضان کا مہینہ اور یہ بند ہونے وحی کی مدت میں تھا سو اعتکاف گزرنے کے بعد پھر وحی کا اترنا شروع ہوا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَيَا بَنِي إِسْرَءِيلَ﴾ باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور اپنے

کپڑے پاک رکھ۔

۴۵۴۴۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس

نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث بیان

۴۵۴۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا

اللَيْثُ عَنْ عَقِيلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح



وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ  
الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ الزُّهْرِيُّ  
فَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ  
جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ  
سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ  
يُحَدِّثُ عَنْ فِتْرَةِ الْوُحْيِ فَقَالَ فِي حَدِيثِهِ  
قَبِينَا أَنَا أُمِّئِي إِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ  
السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي  
جَاءَ نَبِيَّ بَحْرَاءَ جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيِّ بَيْنَ  
السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَجَنَيْتُ مِنْهُ رُعْبًا  
فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمَلُونِي زَمَلُونِي فَدَثَرُونِي  
فَانزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿يَا أَيُّهَا الْمَدْيَنِيُّ﴾ إِلَى  
﴿وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ قَبْلَ أَنْ تَفْرُضَ  
الصَّلَاةَ وَهِيَ الْاَوْتَانُ.

فائدہ: یہ جو کہا پہلے اس سے کہ نماز فرض ہو تو گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ کپڑوں کے پاک کرنے کا حکم نماز  
فرض ہونے سے پہلے تھا اور ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ان کو پانی سے دھوؤ اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ مراد یہ  
ہے کہ پاک کپڑے میں نماز پڑھ اور پہلا قول زیادہ ترقوی ہے اور تائید کرتی ہے اس کی جو روایت کی ہے ابن منذر  
نے بیچ سب نزول اس کے کی زید بن مرثد کے طریق سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اونٹ کی اوڑھنی ڈالی گئی تو یہ آیت  
اتری اور جائز ہے کہ سب مراد ہو۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ يُقَالُ  
الرَّجَزُ وَالرَّجْسُ الْعَذَابُ.

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے کہ رجز بتوں کو کہتے ہیں اور وہ تفسیر بطور معنی کے ہے یعنی دور کر اسباب عذاب کے اور وہ  
بت ہیں کہا کرمانی نے کہ تفسیر کیا ہے مفرد کو ساتھ جمع کے اس واسطے کہ وہ اسم جنس ہے اور باب کی روایت کے سیاق  
سے معلوم ہوتا ہے کہ تفسیر رجز کی ساتھ بتوں کے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے قول سے ہے اور مجاہد رحمہ اللہ وغیرہ سے روایت ہے کہ  
ضمہ کے ساتھ بت کا نام ہے اور زیر کے ساتھ عذاب کو کہتے ہیں۔

۴۵۴۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ﷺ سے سنا حدیث بیان کرتے تھے بند ہونے وحی کے سے سو فرمایا آپ نے جس حالت میں کہ میں چلا جاتا تھا کہ میں نے آسمان سے ایک آواز سنی تو میں نے آسمان کی طرف اپنی آنکھ اٹھائی سو اچانک وہی فرشتہ جو غار حرا میں میرے پاس آیا تھا آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے تو میں اس سے کانپا خوف کے مارے یہاں تک کہ میں زمین کی طرف جھکا سو میں اپنے گھر والوں کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ مجھ کو کبل اوڑھاؤ! کبل اوڑھاؤ! تو انہوں نے کپڑا اوڑھایا پس اللہ نے یہ آیتیں اتاریں ﴿یا ایہا المدثر﴾ اللہ کے قول ﴿والرجز فاهجر﴾ تک کہا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہ رجز کے معنی ہیں بت پھر وحی گرم ہوئی اور پے در پے اترتی شروع ہوئی۔

### سورۃ قیامہ کی تفسیر کا بیان

فائدہ: لا اقسام کی شرح سورہ حجر میں پہلے گزر چکی ہے اور یہ کہ جمہور اس پر ہیں کہ لازائدہ ہے اور تقدیر اقسام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ حروف تنبیہ کا ہے مثل الا کی۔

باب قولہ ﴿لَا تَحْرُکْ بِہٖ لِسَانَکَ لِتَعْجَلَ بِہٖ﴾

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں کہ نہ ہلا تو اس کے پڑھنے میں اپنی زبان کو کہ جلدی اس کو سیکھ لے۔

فائدہ: نہیں اختلاف ہے سلف کو اس میں کہ مخاطب ساتھ اس کے حضرت ﷺ ہیں سچ شان نزول وحی کے جیسے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث باب کی اور حکایت کی ہے فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے کہا قفال نے کہ جائز ہے کہ اتری ہو یہ آیت اس آدمی کے حق میں جو مذکور ہے پہلے اس سے سچ قول اللہ تعالیٰ کے کہ خبر دیا جائے گا آدمی اس دن ساتھ اس چیز کے کہ آگے بھیجی اور پیچھے چھوڑی کہا کہ اس کا اعمال نامہ اس کے سامنے کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اپنا اعمال نامہ پڑھ تو وہ کانپے گا خوف سے سو جلدی کرے گا پڑھنے میں سو کہا جائے گا کہ نہ ہلا اپنی زبان کو تا کہ جلدی کرے ساتھ اس کے ہم پر ہے جمع کرنا اس کا یعنی یہ کہ تیرے عمل کو جمع کریں اور تجھ پر پڑھا جائے سو جب ہم

اس کو تجھ پر پڑھیں تو پیروی کر قرأت اس کی یعنی ساتھ اقرار کے کہ تو نے یہ کام کیا پھر ہم پر ہے بیان کرنا امر انسان کا اور جو متعلق ہے ساتھ اس کی کے کہا اس نے اور یہ وجہ خوب ہے نہیں عقل میں جو اس کے مخالف ہو اگرچہ کوئی حدیث اس میں وارد نہیں ہوئی اور باعث اس کا مشکل ہونا بیان مناسبت کا ہے درمیان اس آیت کے اور جو اس سے پہلے ہے احوال قیامت کے سے یہاں تک کہ بعض رافضیوں نے گمان کیا ہے کہ اس سورہ سے کوئی چیز رہ گئی ہے اور یہ دعویٰ ان کے باطل دعوؤں سے ہے اور اماموں نے کئی طور سے اس کی مناسبت بیان کیا ہے ایک یہ کہ جب اللہ پاک نے قیامت کو ذکر کیا اور جو اس کے واسطے عمل کرنے سے قاصر رہے تھے شان اس کی سے محبت دنیا کی اور تھا اصل دین سے کہ نیک کام کی طرف جلدی کرنی مطلوب ہے سو تنبیہ کی اللہ نے اس پر کہ کبھی عارض ہوتا ہے اس مطلوب پر جو اجل ہے اس سے اور وہ کان لگاتا ہے طرف وحی کی اور اس کا سمجھنا اور حفظ کے ساتھ مشغول ہونا کبھی اس سے روکتا ہے سو حکم کیا کہ نہ جلدی کرے طرف حفظ کرنے کی اس واسطے کہ یاد کرانا اس کا اللہ کے ذمہ ہے اور چاہیے کہ کان رکھے جو اس پر وارد ہوتا ہے وحی سے یہاں تک کہ تمام ہو سو پیروی کرے اس کی جو اس پر شامل ہے پھر جب جملہ معترضہ تمام ہوا تو پھر اکلام طرف اس چیز کی کہ متعلق ہے ساتھ آدمی کے جس کا ذکر شروع ہے اور جو اس کی جنس سے ہے سو فرمایا کلا یعنی نہیں گویا کہ فرمایا کہ بلکہ تم اے آدمیو! واسطے ہونے تمہارے کے کہ پیدا ہوئے جلدی سے جلدی کرتے ہو ہر کام میں اور اسی واسطے تم دنیا کو دوست رکھتے ہو اور ایک ان میں سے یہ ہے کہ عادت قرآن کی ہے کہ جب ذکر کی جائے کتاب جو مشتمل ہے اوپر عمل بندے کے جب قیامت کو پیش ہوگی تو اس کے پیچھے اس کتاب کا ذکر ہوتا ہے جو شامل ہے احکام دینی پر دنیا میں کہ پیدا ہوتا ہے اس سے حساب کرنا از روئے عمل کے اور ترک کر کے جیسا کہ سورہ کہف میں فرمایا ﴿فتری المجموعین مشفقین مما فیہ﴾ یہاں تک کہ ﴿ولقد صرفنا فی هذا القرآن من کل مثل وکان الانسان اکثر شیء جدلاً﴾ اور اسی طرح ہے طہ میں اور ایک یہ کہ جب یہ سورہ اللہ کے قول ﴿ولا الھی معاذیرہ﴾ تک اتری تو جلدی کی حضرت ﷺ نے طرف یاد کرنے اس چیز کے کہ جو اتری اور ہلایا ساتھ اس کے زبان اپنی کو جلدی سے واسطے خوف کے بھول جانے اس کے سے سو یہ آیت اتری کہ نہ ہلا اپنی زبان کو اس قول تک کہ پھر ہم پر ہے بیان کرنا اس کا پھر دو ہر ایا کلام کو طرف پورا کرنے اس چیز کے کہ شروع کیا ساتھ اس کے، کہا فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے اور مانند اس کی ہے کہ جب مدرس طالب پر مثلاً ایک مسئلہ ڈالے سو مشغول ہو طالب ساتھ کسی چیز کے کہ عارض ہو واسطے اس کے تو مدرس اس کو کہے کہ میری طرف دل کو لگا اور سمجھ جو میں کہتا ہوں پھر پورا کرے مسئلے کو سو جو سبب کو نہ پہچانتا ہو وہ کہے گا کہ یہ کلام مسئلے کے مناسب نہیں برخلاف اس شخص کے جو اس کو پہچانتا ہو اور ایک یہ کہ جب نفس کا ذکر سورہ کے اول میں گزرا تو عدول کیا گیا طرف ذکر نفس حضرت ﷺ کے کی گویا کہ کہا گیا کہ یہ حال ہے نفسوں کا اور تیرا نفس اے محمد سب نفسوں سے اشرف ہے سو چاہیے کہ

تو اسل احوال کو پڑے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «سُدِّي» هَمَلًا.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ سدی کے معنی ہیں مہمل بے قید کہ نہ اس کو کسی چیز کا حکم کیا جائے اور نہ منع کیا جائے، اللہ نے فرمایا «ایحسب الانسان ان يترك سدى»۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں کہ میں عنقریب توبہ کروں گا اور عمل کروں گا۔

«يَفْجُرُ أَمَامَهُ» سَوْفَ أَتُوبُ سَوْفَ أَعْمَلُ.

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ مراد امید ہے کہتا ہے میں عمل کروں گا پھر توبہ کروں گا اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ کافر ہے جو قیامت کو جھٹلاتا ہے اور مراد «یفجر امامہ» سے یہ ہے کہ پیشگی کرتا ہے گناہ پر بغیر توبہ کے۔

یعنی لا وزر کے معنی ہیں کہ نہیں کوئی جگہ پناہ کی اللہ نے فرمایا «كَلَّا لَا وَزَرَ»۔

«لَا وَزَرَ» لَا حِصْنَ.

۳۵۴۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت عائشہؓ پر وحی اتری تھی تو اپنی زبان کو اس کے ساتھ ہلاتے تھے بیان کیا سفیان راوی نے لب ہلانا حضرت عائشہؓ کا ارادہ کرتے تھے کہ اس کو یاد کریں سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہ ہلا ساتھ اس کے اپنی زبان کو تا کہ اس کو جلدی سیکھ لے۔

۴۵۴۶ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ وَكَانَ ثِقَةً عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ حَرَّكَ بِهِ لِسَانَهُ وَوَصَفَ سُفْيَانُ يُرِيدُ أَنْ يَحْفَظَهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ «لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ».

بَابُ «إِنْ عَلَيْنَا جَمْعُهُ وَقُرْآنُهُ».

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ ہمارے ذمہ ہے جمع کرنا اس کا اور آسان کرنا پڑھنے اس کے کا۔

۳۵۴۷۔ حضرت موسیٰ بن ابی عائشہ سے روایت ہے کہ اس نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اللہ کے اس قول کی تفسیر پوچھی کہ نہ ہلا ساتھ اس کے اپنی زبان کو کہا اس نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت عائشہؓ اپنے دونوں لب اس کے ساتھ ہلاتے تھے جب کہ قرآن آپ پر اترتا سو اللہ نے آپ سے فرمایا کہ

۴۵۴۷ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَآئِيلَ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى «لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ» قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ فَقِيلَ لَهُ

مت ہلا ساتھ اس کے اپنی زبان کو واسطے اس خوف کے کہ کوئی چیز اس سے ضائع نہ ہو جائے بیشک ہمارا ذمہ ہے جمع کرنا اس کا تیرے سینے میں اور پڑھنا اس کا یہ کہ پڑھیں ہم اس کو سوجب ہم اس کو پڑھیں یعنی جب تجھ پر اتارا جائے تو ساتھ رہ اس کے پڑھنے کے پھر ہمارا ذمہ ہے بیان کرنا اس کا یہ کہ بیان کریں ہم اس کو تیری زبان پر۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہ پہچانتے تھے ختم ہونا سورت کا یہاں تک کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اتری۔

باب قولہ ﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾  
قال ابن عباس ﴿قَرَأْنَاهُ﴾ بَيَّنَّاهُ  
﴿فَاتَّبِعْ﴾ اِعْمَلْ بِهِ۔

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ جب ہم اس کو پڑھیں تو اس کے پڑھنے کی پیروی کر اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ قرآنہ کے معنی ہیں کہ ہم اس کو بیان کریں اور پیروی کر یعنی اس کے ساتھ عمل کر۔

۴۵۴۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ مت چلا ساتھ اس کے اپنی زبان کو تاکہ جلدی سیکھ لے کہا کہ جب جبریل علیہ السلام وحی کے ساتھ اترتا تھا تو حضرت ﷺ اپنی زبان اور دونوں لب کو اس کے ساتھ ہلاتے تھے سو یہ آپ پر سخت ہوتا یعنی حضرت ﷺ کو اس میں نہایت تکلیف ہوتی اور آپ ﷺ سے یہ حال پہچانا جاتا تھا یعنی جو اس وقت آپ کے پاس ہوتا تھا وہ پہچان جاتا تھا کہ وحی اترتی ہے سو اللہ نے یہ آیت اتاری جو سورہ قیامہ میں ہے کہ مت ہلا اپنی زبان کو ساتھ قرآن کے تاکہ اس کو جلدی سیکھ لے ہمارا ذمہ ہے جمع کرنا اس کا تیرے سینے میں اور پڑھنا اس کا یعنی وعدہ ہے ہم پر یہ کہ جمع کریں ہم اس کو تیرے سینے میں اور پڑھنا اس کا اور جب ہم اس کو پڑھیں تو اس کی قرأت کی پیروی کر یعنی جب ہم اس کو اتاریں تو کان لگا کر سن پھر ہم پر ہے بیان کرنا اس کا یعنی ہمارا ذمہ ہے کہ بیان کریں ہم

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ﴾ يَحْشَى أَنْ يَفْلِتَ مِنْهُ ﴿إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾ أَنْ نَجْمَعَهُ فِي صَدْرِكَ وَقُرْآنَهُ أَنْ تَقْرَأَهُ ﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ﴾ يَقُولُ أَنْزَلَ عَلَيْهِ ﴿فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ﴿أَنْ نُبَيِّنَهُ عَلَى لِسَانِكَ﴾

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہ پہچانتے تھے ختم ہونا سورت کا یہاں تک کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اتری۔

۴۵۴۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ جِبْرِيلُ بِالْوَحْيِ وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَهُ وَشَفَتَيْهِ فَيَسْتَدُّ عَلَيْهِ وَكَانَ يَعْرِفُ مِنْهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ الْآيَةَ الَّتِي فِي لَا أَقْسِمُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ قَالَ عَلَيْنَا أَنْ نَجْمَعَهُ فِي صَدْرِكَ وَقُرْآنَهُ ﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾ فَإِذَا أَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ ﴿ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ عَلَيْنَا أَنْ نُبَيِّنَهُ بِلِسَانِكَ قَالَ فَكَانَ إِذَا أَنَا جِبْرِيلُ أَطْرَقَ فَإِذَا

ذَهَبَ قَرَأَهُ كَمَا وَعَدَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ  
﴿أُولَىٰ لَكَ فَأُولَىٰ﴾ تَوَعَّدُ.

اس کو تیری زبان سے کہا سو جب آپ ﷺ کے پاس  
جبریل علیہ السلام آتا تو سر نیچے ڈالتے یعنی چپ رہتے پھر جب  
جبریل علیہ السلام چلا جاتا تو اس کو پڑھتے جیسا اللہ نے ان سے  
وعدہ کیا پھر ہم پر ہے بیان کرنا اس کا یعنی یہ کہ بیان کریں ہم  
اس کو تیری زبان سے اور یہ جو اللہ نے فرمایا ﴿اولیٰ لك  
فاولی﴾ تو یہ وعدہ عذاب کا ہے۔

**فائدہ:** ایک روایت میں صرف دونوں لب کا ذکر ہے اور ایک روایت میں صرف زبان کا ذکر ہے اور مراد سب ہیں  
یا اس واسطے کہ دونوں تحریکیں ایک دوسرے کو لازم ہیں اور یا مراد یہ ہے کہ ہلاتے تھے منہ اپنا جو مشتمل ہے اوپر دونوں  
لب اور زبان کے لیکن چونکہ زبان لفظ میں اصل ہے تو آیت میں اس پر اقتصار کیا اور یہ جو کہا کہ یہ حضرت ﷺ پر  
سخت ہوتا تھا تو ظاہر اس سیاق کا یہ ہے کہ سبب جلدی کرنے کا حاصل ہونا مشقت کا ہے جو پاتے اس کو وقت اترنے  
کے سوا اس کے سیکھنے کے ساتھ جلدی مشقت دور ہو اور اسراہیل کی روایت میں ہے کہ یہ اس خوف سے تھا کہ کہیں ایسا  
نہ ہو کہ بھول جائیں اس واسطے کہ اس میں ہے سو حضرت ﷺ سے کہا گیا کہ مت ہلا ساتھ اس کے اپنی زبان کو تو ڈرتا  
ہے کہ تجھ سے چھوٹ رہے اور طبری کی روایت میں ہے کہ جب آپ پر قرآن اترتا تو اس کے ساتھ جلدی بولتے  
واسطے محبت آپ کی کے اس سے اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ تھے حضرت ﷺ بولتے ساتھ اس چیز کے کہ ڈالی جاتی  
طرف آپ کی اس سے اول پس اول سو حضرت ﷺ کو حکم ہوا کہ جلدی نہ کریں یہاں تک کہ نزول پورا ہو اور نہیں  
ہے کوئی بعد بیچ متعدد ہونے سبب کے اور یہ جو کہا کہ سوال اللہ نے یہ آیت اتاری یعنی اس سبب سے اور حجت پکڑی ہے  
ساتھ اس کے جس نے جائز رکھا ہے اجتہاد حضرت ﷺ کا اور جائز رکھا ہے رازی رحمہ اللہ نے یہ کہ اجازت دی گئی ہو  
آپ کو جلدی کرنے میں نہیں وارد ہونے کے وقت تک پس نہیں لازم آتا واقع ہونا اجتہاد کا بیچ اس کے اور ضمیر بہ میں  
عائد ہے طرف قرآن کے اگرچہ اس کا ذکر پہلے گزر نہیں لیکن قرآن راہ دکھاتا ہے طرف اس کی بلکہ دلالت کرتا ہے  
اس پر سیاق آیت کا اور یہ جو کہا ﴿وقرآنہ﴾ تو ایک روایت میں ہے کہ تو اس کو پڑھے اور طبری کی روایت میں ہے  
کہ تو اس کو اس کے بعد پڑھے اور یہ جو فرمایا ﴿فاذا قرآنہ﴾ یعنی جب فرشتہ اس کو تجھ پر پڑھے اور قول اس کا  
﴿فاتبع قرآنہ﴾ یعنی جب ہم اس کو اتاریں تو اس کی طرف کان لگا یہ تاویل دوسری ہے واسطے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے  
سوائے اس تاویل کے کہ منقول ہے اس سے ترجمہ میں اور ایک روایت میں ہے کہ سن اور چپ رہ اور نہیں شک ہے  
اس میں کہ استماع خاص تر ہے انصاف سے اس واسطے کہ استماع کے معنی ہیں کان لگا کر سننا اور نا انصاف کے معنی  
ہیں چپ رہنا اور نہیں لازم آتا چپ رہنے سے سننا اور وہ مثل اس آیت کے ہے ﴿فاستمعوا لہ وانصتوا﴾ اور

حاصل یہ ہے کہ واسطے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اللہ کے اس قول کی تاویل ﴿انزلناہ﴾ اور بیچ قول اس کے ﴿فاستمع﴾ کے دو قول ہیں اور ضمیر بیچ قول اس کے ﴿فاتبع قرآنہ﴾ واسطے جبریل علیہ السلام کے ہے یعنی جب جبریل علیہ السلام کی قرأت تمام ہو تو تو اس کو پڑھ اور یہ جو کہا کہ پھر ہم پر ہے بیان کرنا اس کا یہ کہ بیان کریں ہم اس کو تیری زبان سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز تاخیر بیان کے وقت خطاب سے جیسا کہ مذہب جمہور اہل سنت کا ہے اور نص کی ہے اس پر شافعی رحمہ اللہ نے واسطے اس کے کہ تقاضا کرتا ہے اس کو ثم تراخی اور دیر سے اور نہیں تمام ہوتا یہ مگر اوپر تاویل بیان کے ساتھ بیان کرنے معنی کے نہیں تو اگر حمل کیا جائے اس پر کہ مراد ہمیشہ یاد رکھنا اس کا ہے اور ظاہر کرنا اس کا ہے حضرت ﷺ کی زبان پر تو نہیں کہا آدمی نے جائز ہے کہ مراد بیان سے اظہار ہو نہ بیان کرنا مجمل کا اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ مراد تمام قرآن ہے اور مجمل فقط بعض ہے اور نہیں ہے کوئی خصوصیت واسطے بعض اس کے کی ساتھ امر مذکور کے سوائے بعض کے اور کہا ابو الحسنین بصری نے کہ جائز ہے کہ مراد بیان تفصیلی ہو اور نہیں لازم آتا اس سے جواز تاخیر بیان اجمالی کا سو نہ تمام ہوگا استدلال اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ دونوں معنی مراد ہوں اظہار بھی اور تفصیل بھی اور جو سوائے اس کے ہے اس واسطے کہ قول اس کا بیان جنس مضاف ہے پس عام ہوگا اس کی سب قسموں کو اظہار سے اور تبیین احکام سے اور جو اس کے متعلق ہے تخصیص تنقید اور نسخ وغیرہ سے اور اس حدیث کی اکثر شرح بدء الوحی میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

سورۃ ہل اتی علی الانسان کی تفسیر کا بیان  
کہا جاتا ہے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ آیا ہے آدمی پر ایک  
زمانہ کہ نہ تھا کچھ چیز ذکر کی جاتی اور کلمہ ہل کا کبھی واسطے  
نفی کے ہوتا ہے یعنی واسطے استفہام انکاری کے اور کبھی  
خبر یعنی اثبات کے واسطے ہوتا ہے یعنی اس کے ساتھ خبر  
دی جاتی ہے اور اس جگہ ساتھ معنی اثبات کے ہے۔

سُورَةُ هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ  
يَقَالُ مَعْنَاهُ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ وَهَلْ  
تَكُونُ جَحْدًا وَتَكُونُ خَبْرًا وَهَذَا مِنَ  
الْخَبَرِ.

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ تو کہتا ہے کہ کیا میں نے تجھ کو نصیحت کی کیا میں نے تجھ کو دیا یعنی تو ثابت کرتا ہے اس بات  
کو کہ تو نے اس کو نصیحت کی اور دیا اور نفی یہ ہے کہ تو کہے کہ کیا کوئی ایسی چیز پر قادر ہے یعنی نہیں اور اصل یہ ہے کہ ہل  
واسطے استفہام کے ہے لیکن کبھی واسطے تقریر کے ہوتا ہے اور کبھی واسطے انکار کے سو یہ دعویٰ کرنا کہ یہ زیادہ ہے اس کی  
کچھ حاجت نہیں اور کہا ابو عبیدہ نے کہ ہل ساتھ معنی قد کے ہے اور نہیں واسطے استفہام کے اور کہا اس کے غیر نے  
کہ بلکہ وہ واسطے استفہام تقریری کے ہے گویا کہ کہا گیا ہے واسطے اس شخص کے جو قیامت کا منکر ہے کیا آیا ہے آدمی  
پر کوئی زمانہ کہ نہ تھا وہ کچھ چیز ذکر کی جاتی سو کہتا ہے ہاں سو کہا جاتا ہے کہ جس نے پیدا کیا ہے اس کو اس کے بعد کہ

کچھ نہ تھا قادر ہے وہ اس کے پھر پیدا کرنے پر۔ (فتح)

يَقُولُ كَانَ شَيْئًا فَلَمْ يَكُنْ مَذْكُورًا  
وَذَلِكَ مِنْ حِينَ خَلَقَهُ مِنْ طِينٍ إِلَى أَنْ  
يُنْفَخَ فِيهِ الرُّوحُ

فائدہ: یہ کلام فراء کا ہے اور حاصل اس کا منفی ہونا موصوف کا ہے ساتھ منفی ہونے صفت کے اور نہیں حجت ہے اس میں واسطے معتزلوں کے ان کے دعویٰ میں کہ معدوم چیز ہے۔ (فتح) اور مراد ساتھ انسان کے آدم علیہ السلام ہیں اور مراد دھر سے چالیس برس ہیں کہ ان کا بدن روح پھونکنے سے پہلے چالیس برس کے اور طائف کے درمیان پڑا رہا اور

مراد ساتھ انسان کے جس ہے اور مراد دھر سے مدت حمل کی ہے۔ (ق)

﴿أَمْشَاجٌ﴾ الْآخِلَاطُ مَاءُ الْمَرْأَةِ وَمَاءُ  
الرَّجُلِ الدَّمُ وَالْعَلَقَةُ وَيَقَالُ إِذَا خَلِطَ  
مَشِيجٌ كَقَوْلِكَ خَلِيطٌ وَمَمْشُوجٌ مِثْلُ  
مَخْلُوطٍ

یعنی امشاج کے معنی ہیں ملی ہوئی چیز یعنی عورت اور مرد کی منی سے خون سے پھر خون کی پھسکی سے پھر بوٹی سے پھر گوشت سے پھر ہڈیوں سے اور کہا جاتا ہے مشیج اوپر وزن فاعیل کے ساتھ معنی ممشوج کے جب کہ ایک چیز دوسری چیز سے ملائی جائے مثل قول تیرے کے خلیط ساتھ معنی مخلوط کے۔

فائدہ: یہ قول فراء کا ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿امشاج نبلیہ﴾ اور عکرمہ سے روایت ہے کہ مرد کی منی سے کھال اور ہڈیاں پیدا ہوتی ہیں اور عورت کی منی سے بال اور گوشت پیدا ہوتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ امشاج کے معنی ہیں مختلف رنگوں سے اور مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سرخ اور سیاہ سے۔ (فتح)

وَيَقَالُ ﴿سَلَسِلًا وَأَغْلَالًا﴾ وَلَمْ يُجْبَرْ  
بَعْضُهُمْ

فائدہ: اور حاصل یہ ہے کہ بعض نے سلاسل کو تنوین کے ساتھ پڑھا ہے یہ قول کسائی اور نافع وغیرہ کا ہے اور بعض نے اس کو بغیر تنوین کے پڑھا ہے پھر جو لوگ اس کو بغیر تنوین کے پڑھتے ہیں ان میں سے بعض اس پر الف کے ساتھ

یعنی مستطیرا کے معنی ہیں کہ اس کی بدی دراز ہے،  
نے فرمایا ﴿وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانُ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا﴾  
یعنی قمطریر کے معنی ہیں سخت، اللہ نے فرمایا

وَقَتَّ كَرْتِے ہیں اور بعض بغیر الف کے۔  
﴿مُسْتَطِيرًا﴾ مُتَمَدًّا الْبَلَاءُ



عبوسا قمطیرا ﴿﴾ کہا جاتا ہے یوم قمطیرا یعنی  
ان سب لفظوں کے معنی ہیں دن سخت مصیبت والا۔

وَيَوْمَ قَمَاطِرٍ وَالْعَبُوسُ وَالْقَمْطَرِيُّ  
وَالْقَمَاطِرُ وَالْعَصِيبُ أَشَدُّ مَا يَكُونُ مِنَ  
الْأَيَّامِ فِي الْبَلَاءِ.

یعنی اسرہم کے معنی ہیں مضبوطی پیدائش کی اور جو چیز کہ  
مضبوط کرے تو اس کو اونٹ کے پالان سے تو وہ ماسور  
ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿نحن خلقناهم وشددنا  
اسرہم﴾ اور کہا جاتا ہے واسطے گھوڑے کے شدید الاسر  
یعنی مضبوط بدن والا

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿أَسْرَهُمُ﴾ شِدَّةُ الْخَلْقِ  
وَكُلُّ شَيْءٍ شَدَّدْتَهُ مِنْ قَتَبٍ وَغَيْطٍ  
فَهُوَ مَاسُورٌ.

فائدہ: اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نصرة یعنی تازگی منہ میں ہوتی ہے اور سرور دل میں ہوتا ہے یعنی اللہ کے اس قول  
میں ﴿ولقاهم نصرة و مسورا﴾ اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اراک کے معنی ہیں تخت اور کہا براء رضی اللہ عنہ نے اللہ کے  
اس قول کی تفسیر میں ﴿وذلت قفوفها﴾ کہ توڑیں گے جس طرح چاہیں گے یعنی کھائیں گے بہشت کے میوے  
کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے اور جس حال پر چاہیں گے اور کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہ سلسبیلہ کے معنی ہیں تیز بننے والا۔  
تنبیہ: نہیں وارد کی ہے بخاری رضی اللہ عنہ نے اس سورت کی تفسیر میں کوئی حدیث مرفوعہ اور داخل ہوتی ہے اس میں  
حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کہ انہوں نے اس کو جمعہ کے دن فجر کی نماز میں پڑھا اور وہ نماز کے بیان میں پہلے گزر  
چکی ہے۔ (فتح)

### سورۃ مرسلات کی تفسیر کا بیان

### سُورَةُ الْمُرْسَلَاتِ

فائدہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد ﴿و المرسلات عوفا﴾ سے فرشتے ہیں جو معروف کے ساتھ بھیجے گئے۔  
وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿جَمَالَاتٌ﴾ جِبَالٌ.  
فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿كانه جمالات صفر﴾ اور مراد ساتھ کسر جیم کے ہے اور بعض اس کو پیش کے ساتھ  
پڑھتے ہیں اس کے معنی ہیں اونٹ کالے۔

ارکعوا کے معنی ہیں نماز پڑھو اور لا یرکعون کے معنی  
ہیں نہیں نماز پڑھتے، اللہ نے فرمایا ﴿واذا قيل لهم  
ارکعوا لا یرکعون﴾۔

﴿ارْكَعُوا﴾ صَلُّوا ﴿لَا يَرْكَعُونَ﴾ لَا  
يُصَلُّونَ.

یعنی کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ان آیتوں  
کے کیا معنی ہیں کہ یہ دن ہے کہ نہ بولیں گے اور قسم ہے

وَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَا يَنْطِقُونَ﴾  
﴿وَاللَّهِ رَبَّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ﴾ ﴿الْيَوْمَ﴾

نَحْنُ عَلٰی اَفْوَاهِهِمْ فَقَالَ اِنَّهُ ذُو  
الْوَانِ مَرَّةً يَنْطِقُونَ وَمَرَّةً يُخْتَمُ عَلَيْهِمْ.

اللہ کہ ہم شرک نہ کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ  
آج ہم مہر کر دیں گے ان کے منہ پر بعض آیتوں سے  
مفہوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن کلام کریں گے اور  
بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ کلام نہیں کریں گے تو ابن  
عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قیامت کا دن کئی رنگ کا ہے  
اور اس میں کئی جگہیں مختلف ہیں ایک بار بولیں گے اور  
ایک بار ان کے منہ پر مہر کی جائیں گی یعنی وہ دن دراز  
ہے آدمی کے واسطے اس میں کئی حالات ہوں گے ایک  
حال میں بولیں گے اور ایک حال میں نہ بولیں گے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ قیامت کا دن بہت دراز ہے اس میں کئی جگہ وقفہ ہوگا ایک گھڑی ان پر  
آئے گی کہ اس میں نہ بولیں گے پھر ان کو اجازت ہوگی سو وہ جھگڑیں گے پھر قسمیں کھائیں گے اور انکار کریں گے  
اور جب ایسا کریں گے تو اللہ ان کے منہ پر مہر کر دے گا اور ان کے ہاتھ پاؤں کو حکم ہوگا وہ ان پر گواہی دیں گے جو  
کیا پھر ان کی زبان کلام کرے گی سو گواہی دیں گے اپنی جانوں پر جو انہوں نے کیا سو یہی مراد ہے اللہ کے اس قول  
سے ﴿وَلَا يَكْتُمُونَ اللّٰهَ حَدِيثًا﴾۔ (فتح)

۴۵۴۹۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم  
حضرت ﷺ کے ساتھ تھے سو آپ پر سورہ والمرسلات اتاری  
گئی اور بیشک ہم اس کو آپ کے منہ سے سیکھتے تھے اور یاد  
کرتے تھے سو ایک سانپ نکلا تو ہم اس کی طرف چھپے سو وہ ہم  
سے آگے بڑھا اور اپنی بل میں گھسا تو حضرت ﷺ نے فرمایا  
کہ تمہارے شر سے بچایا گیا جیسا کہ تم اس کے شر سے بچائے  
گئے۔

۴۵۴۹۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ  
عَنْ إِسْرَآئِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ  
عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ وَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ وَإِنَّا  
لَنَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيهِ فَخَرَجَتْ حَيَّةٌ فَأَبْتَدَرْنَاَهَا  
فَسَبَقْنَا فَدَخَلَتْ جُحْرَهَا فَقَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَيْتَ شَرَّكُمْ  
كَمَا وَفَيْتُمْ شَرَّهَا.

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو مار ڈالو اور حاصل یہ ہے کہ اصحاب  
نے چاہا کہ اس سے آگے بڑھیں سو وہ ان سے آگے بڑھ گیا۔

مراد یہ ہے کہ زیادہ کیا ہے یحییٰ بن آدم نے اس میں واسطے اسرائیل کے اور شیخ کو اور وہ اعمش ہے۔

مراد یہ ہے کہ مخالفت کی ہے ان تینوں نے اسرائیل کی روایت کو اعمش سے ابراہیم کے شیخ میں سو اسرائیل کہتا ہے کہ عن الاعمش عن علقمة اور یہ کہتے ہیں اسود سے۔ مراد یہ ہے موافق ہوا مغیرہ اسرائیل کو ابراہیم کے شیخ میں اور یہ کہ وہ علقمہ ہے۔

مراد یہ ہے کہ واسطے اس حدیث کے اصل ہے سوائے طریق اعمش اور منصور کے۔

۴۵۵۰۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک غار میں یعنی منیٰ میں تھے کہ اچانک آپ پر سورہ مرسلات اتری سو ہم نے اس کو آپ کے منہ سے سیکھا اور حالانکہ آپ کا منہ اس کے ساتھ تر تھا یعنی آپ اس کو پڑھتے تھے کہ اچانک ایک سانپ نکلا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے آپ کو بچاؤ اس کو مارڈالو ہم اس کے پیچھے دوڑے سو وہ ہم سے آگے بڑھ گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ تمہارے شر سے بچایا گیا جیسا کہ تم اس کے شر سے بچائے گئے۔

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ بیشک وہ آگ پھینکتی ہے چنگاڑیاں جیسے قصر یعنی بقدر قصر کے۔

۴۵۴۱۔ حضرت ابن عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی

حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ  
آدَمَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ بِهَذَا وَعَنْ  
إِسْرَائِيلَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ  
عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ مِثْلَهُ وَتَابَعَهُ أَسْوَدُ بْنُ  
عَامِرٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ.

وَقَالَ حَفْصُ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَسُلَيْمَانُ بْنُ  
قُرْمٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ  
الْأَسْوَدِ.

وَقَالَ يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ  
عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ  
عَبْدِ اللَّهِ.

وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ  
الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ.

۴۵۵۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ  
الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ  
قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بَيْنَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَارٍ إِذْ نَزَلَتْ  
عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتُ فَتَلَقَيْنَاهَا مِنْ فِيهِ وَإِنَّ  
فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا إِذْ خَرَجَتْ حَيَّةٌ فَقَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ  
اقتُلُوهَا قَالَ فَايْتَدَرْنَاهَا فَسَبَقْنَا قَالَ فَقَالَ  
وَقَيْتُ شَرَّكُمْ كَمَا وَقَيْتُمْ شَرَّهَا.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنهَا تَرْمِي بِشَرِّ  
كَالْقَصْرِ﴾.

۴۵۴۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا

تفسیر میں کہ بیشک وہ آگ بھیجتی ہے چنگاڑیاں بقدر قصر کے کہا کہ تھے ہم اٹھاتے لکڑی بقدر تین ہاتھ کے یا کم تر سوہم اس کو جاڑے کے واسطے اٹھاتے یعنی واسطے گرم کرنے اس کے سوہم اس کا نام قصر رکھتے۔

سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ إِنِّهَا تَرْمِي بِشَرِّ كَالْقَصْرِ قَالَ كُنَّا نَرْفَعُ الْخَشَبَ بِقَصْرِ ثَلَاثَةِ أَذْرُعٍ أَوْ أَقَلَّ فَنَرَفَعُهُ لِلشِّتَاءِ فَتُسَمِّيهِ الْقَصْرَ.

فائدہ: قصر ساتھ فتح صاد کے جمع ہے قصرہ کی یعنی اونٹوں کی گردن کی مانند اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بھجور کے ٹھنڈ ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عرب جاہلیت کے وقت میں کہتے تھے اقصر والنا الحطب سو کاٹی جاتی لکڑی بقدر ہاتھ اور دو ہاتھ کے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہیں وہ مانند درختوں اور پہاڑوں کے لیکن وہ مثل شہروں اور قلعوں کے ہے حاصل یہ ہے کہ اونچی ہوتی ہیں چنگاڑیاں بقدر تین ہاتھ کے یا کم تر یا مانند گردن اونٹوں کے یا مانند بھجور کے درختوں کے یا مانند محل کے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿كَأَنَّهُ جِمَالَاتٌ صُفْرٌ﴾ باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ جیسے وہ اونٹ ہیں زرد۔

۳۵۳۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ وہ بھیجتی ہے چنگاڑیاں کہا کہ تھے ہم قصد کرتے طرف لکڑی تین ہاتھ یا اس سے زیادہ کے سو اٹھاتے ہم اس کو واسطے جاڑے کے جیسے وہ رسیاں ہیں کشتی کی کہ جمع کی جائیں یعنی بعض کو بعض کے ساتھ جوڑا جائے تاکہ مضبوط ہو یہاں تک کہ ہو مانند درمیان مرد کے یعنی موٹی ہو جائیں۔

۴۵۴۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا تَرْمِي بِشَرِّ كَالْقَصْرِ قَالَ كُنَّا نَعْمِدُ إِلَى الْخَشَبَةِ ثَلَاثَةَ أَذْرُعٍ أَوْ فَوْقَ ذَلِكَ فَنَرَفَعُهُ لِلشِّتَاءِ فَتُسَمِّيهِ الْقَصْرَ ﴿كَأَنَّهُ جِمَالَاتٌ صُفْرٌ﴾ جِبَالُ السُّفْنِ تَجْمَعُ حَتَّى تَكُونُ كَأَوْسَاطِ الرِّجَالِ.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ یہ دن ہے کہ نہ بولیں گے۔

۳۵۳۳۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ایک غار میں تھے کہ اچانک آپ پر سورہٴ مرسلات اتری سو بیشک آپ اس کو پڑھتے تھے اور البتہ میں اس کو لیتا ہوں آپ کے منہ سے اور آپ کا منہ

۴۵۴۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ حَفْصٍ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فِي غَارٍ إِذْ نَزَّلَتْ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ فَإِنَّهُ  
لَيَتْلُوهَا وَإِنِّي لَا تَلْقَاهَا مِنْ فِيهِ وَإِنَّ فَاهُ  
لَرَطْبٌ بِهَا إِذْ وَكَبْتُ عَلَيْنَا حَيْثُ فَقَالَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتْلُوهَا فَأَبْتَدَرْنَاَهَا  
فَذَهَبَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَقَبْتُ شَرَكُمُ كَمَا وَقَبْتُ شَرَّهَا قَالَ عُمَرُ  
حَفِظْتُهُ مِنْ أَبِي فِي غَارٍ بِمِثْنَى.

اس کے ساتھ تر ہے یعنی اس کو ذوق سے پڑھتے ہیں کہ  
اچانک ایک سانپ ہم پر کودا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس  
کو مار ڈالو سو ہم اس کے پیچھے دوڑے سو وہ ہم سے آگے بڑھ  
گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ تمہارے شر سے بچا جیسا  
کہ تم اس کے شر سے بچے، کہا عمر نے یاد رکھا ہے میں نے اس  
کو اپنے باپ سے کہ یہ واقعہ مٹی کی غار میں تھا۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ زیادہ کیا ہے اس کے باپ نے بعد قول اس کے حدیث میں کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک  
غار میں تھے مٹی میں یعنی مٹی کا لفظ اس نے زیادہ کیا ہے۔

### سورہ عم کی تفسیر کا بیان

کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ لایرجون حسابا کے معنی ہیں کہ  
اس سے نہیں ڈرتے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿انھم کانوا  
لا يرجون حسابا﴾۔

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی ہیں نہ کلام کریں گے اس  
سے مگر یہ کہ ان کو اجازت ہو۔

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ وہا جا کے معنی ہیں چمکتا،  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وجعلنا سراجا وهاجا﴾۔

اور ﴿عطاء حسابا﴾ کے معنی ہیں بدلہ کافی تو کہتا ہے  
دیا مجھ کو جو کافی ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ ﴿عطاء  
حسابا﴾ کے معنی ہیں بہت۔

فائدہ: اور ﴿صوابا﴾ کے معنی ہیں کہ جس نے حق کہا دنیا میں اور عمل کیا ساتھ اس کے اور ﴿ثجا جا﴾ کے معنی ہیں  
بہنے والا اور ﴿دھا قا﴾ کے معنی ہیں بھرا ہوا اور ﴿کوا عب﴾ کے معنی ہیں جوان عورتیں اور ﴿غساق﴾ کے معنی ہیں  
دوزخیوں کے آنسو کہا جاتا ہے جاری ہوا زخم اور غساق اور غسین دونوں کے ایک معنی ہیں۔ (فتح) اور بعض کہتے ہیں  
کہ دوزخیوں کی پیپ ہے۔

باب قول اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ جس دن پھونکا

سُورَةُ عَمَّ يَتَسَاءَ لَوْ  
قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لَا يَرْجُونَ حِسَابًا﴾ لَا  
يَخَافُونَهُ.

﴿لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ خِطَابًا﴾ لَا يَكْلِمُونَهُ  
إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُمْ.  
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿وَهَاجَا﴾ مُضِيًّا.

﴿عَطَاءٌ حِسَابًا﴾ جَزَاءٌ كَافِيًا أَعْطَانِي  
مَا أَحْسَنِي أَيْ كَفَانِي.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يَوْمَ يَنْفُخُ فِي الصُّورِ﴾

جائے گا صور میں سوتم چلے آؤ گے گروہ گروہ ہو کے۔

فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا ﴿۴۵۴﴾ زُمَرًا

۴۵۴۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ  
عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي  
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ النَّفَحَتَيْنِ  
أَرْبَعُونَ قَالَ أَرْبَعُونَ يَوْمًا قَالَ أَتَيْتُ قَالَ  
أَرْبَعُونَ شَهْرًا قَالَ أَتَيْتُ قَالَ أَرْبَعُونَ سَنَةً  
قَالَ أَتَيْتُ قَالَ لَمْ يُنْزَلِ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ  
مَاءٌ فَيَنْبُتُونَ كَمَا يَنْبُتُ الْبَقْلُ لَيْسَ مِنَ  
الْإِنْسَانِ شَيْءٌ إِلَّا يَبْلَى إِلَّا عَظْمًا وَاحِدًا  
وَهُوَ عَجَبُ الذَّنْبِ وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ  
يَوْمَ الْقِيَامَةِ

سُورَةُ النَّازِعَاتِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿الْآيَةُ الْكُبْرَى﴾ عَصَاهُ  
وَبَيْدُهُ

۴۵۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ دو پھونکوں کے درمیان چالیس ہیں  
، راوی نے پوچھا کہ چالیس دن فرق ہوگا کہا میں نے انکار کیا  
پھر راوی نے کہا کہ چالیس مہینے فرق ہوگا کہا میں نے انکار کیا  
پھر راوی نے کہا کہ چالیس برس ہوگا کہا میں نے انکار کیا یعنی  
تعیین مجھ کو معلوم نہیں ، کہا پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی  
اتارے گا سواگیں گے جیسے گھاس اگتی ہے آدی کے بدن کی  
کوئی چیز نہیں مگر کہ گل جاتی ہے مگر ایک ہڈی نہیں گلتی اور وہ  
ریڑھ کی ہڈی ہے جہاں سے جانور کی دم نکلتی ہے اور قیامت  
کے دن اسی ہڈی سے مخلوق بنائی جائے گی اور یہ جو کہا کہ میں  
نے انکار کیا یعنی یہ کہ کہوں جو نہیں سنا۔

سورۃ نازعات کی تفسیر کا بیان

یعنی اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ مراد آیۃ الکبریٰ سے لاشیں اور  
چمکنا ہاتھ کا ہے ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَارَاهُ الْآيَةَ  
الْكُبْرَى﴾

يُقَالُ النَّاخِرَةُ وَالنَّخْرَةُ سَوَاءٌ مَثَلُ  
الطَّامِعِ وَالطَّمَعِ وَالْبَاحِلِ وَالْبَخِيلِ

اور کہا جاتا ہے کہ نخرة اور ناخرة کے ایک معنی ہیں  
مانند طامع اور طمع اور باخل اور بخل کی۔

فائدہ: یعنی برابر ہے اصل معنی میں نہیں تو جو نخرہ میں مبالغہ ہے وہ ناخرہ میں نہیں ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿إِذَا كُنَا  
عِظَامًا نَخْرَةً﴾

وَقَالَ بَعْضُهُمُ النَّخْرَةُ الْبَالِيَةُ وَالنَّاخِرَةُ  
الْعَظْمُ الْمَجُوفُ الَّذِي تَمُرُّ فِيهِ الرِّيحُ  
فَيَنْخَرُ

اور کہا بعض نے کہ نخرة گلی ہڈی ہے اور ناخرة کھوکھلی  
ہڈی ہے جو اندر سے خالی ہو جس میں ہوا گزرے سو آواز  
کرے یہاں تک کہ اس کے واسطے آواز سنی جائے۔

﴿الطَّامَةُ﴾ تَطْمُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ

اور طامة وہ ہنگامہ ہے جو سب سے اوپر ہو۔

فائدہ: کہا فراء نے بیچ قول اللہ کے ﴿فَإِذَا جَاءَتِ الطَّامَةُ الْكُبْرَى﴾ یعنی جب آئے بڑا ہنگامہ جو سب ہنگاموں

سے اوپر ہے یعنی قیامت۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «الْحَافِرَةُ» النَّبِيُّ  
أَمَرْنَا الْأَوَّلَ إِلَى الْحَيَاةِ.

اور حافرة سے مراد پہلی حالت ہے یعنی زندگی دنیا کی،  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَأَنَا لَمُرْدُودُونَ فِي الْحَافِرَةِ﴾  
یعنی کیا ہم پھرے جائیں گے زندگی کی طرف۔

یعنی کہا اس کے غیر نے کہ ﴿ایان مرساھا﴾ کے معنی  
ہیں کہاں ہے نہایت اس کی اور مرسى سفینہ کا وہ ہے جس  
جگہ آخر کو کشتی پہنچی اللہ نے فرمایا ﴿ایان مرساھا﴾۔

وَقَالَ غَيْرُهُ «آيَانُ مَرْسَاها» مَتَى  
مُنْتَهَاها وَمَرْسَى السَّفِينَةِ حَيْثُ تَنْتَهِي.

فائدہ: اور ﴿راجفة﴾ کے معنی ہیں پہلی بار صور کا پھونکنا اور ﴿رادفة﴾ کے معنی ہیں دوسری بار اس کا پھونکنا یعنی  
جب خلقت قبروں سے جی کراٹھے گی۔

۴۵۴۵ - حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے  
حضرت ﷺ کو دیکھا کہ اپنی دونوں انگلیوں یعنی بیچ کی انگلی  
اور کلمے کی انگلی سے اشارہ کیا اس طرح میں رسول ہوا متصل  
قیامت کے جیسے یہ دونوں متصل ہیں یعنی میرے اور قیامت  
کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں۔

۴۵۴۵ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُقْدَامِ حَدَّثَنَا  
الْفَضِيلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ  
حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ بِإِصْبَعِيهِ هَكَذَا بِالْوُسْطَى وَالَّتِي تَلِي  
الْإِبْهَامَ بَعَثْتُ وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح رقائق میں آئے گی۔

سورہ عبس کی تفسیر کا بیان

عبس کے معنی ہیں تیوڑی چڑھائی اور منہ کھٹا کیا اور قولی  
کے معنی ہیں منہ موڑا۔

سُورَةُ عَبَسَ

﴿عَبَسَ وَتَوَلَّى﴾ كَلَعَ وَأَعْرَضَ.

فائدہ: نہیں اختلاف ہے سلف کو بیچ اس کے کہ فاعل عبس کا حضرت ﷺ ہیں یعنی حضرت ﷺ نے اپنا منہ موڑا  
اس سبب سے کہ اس کے پاس اندھا آیا، ترمذی وغیرہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ یہ آیت ابن ام  
مکتوم رضی اللہ عنہ اندھے کے حق میں اتری کہ وہ حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! مجھ کو سکھائیے جو اللہ  
نے آپ کو سکھلایا ہے اور ان کے پاس قریش کا ایک رئیس تھا سو حضرت ﷺ اس سے منہ موڑ کر اس رئیس کی طرف  
متوجہ ہوئے تو یہ آیت اتری۔ (فتح)

اور اس کے غیر نے کہا کہ مطهرة کے معنی ہیں نہیں ہاتھ

وَقَالَ غَيْرُهُ «مُطَهَّرَةٌ» لَا يَمَسُّهَا إِلَّا

الْمُطَهَّرُونَ وَهُمْ الْمَلَائِكَةُ وَهَذَا مِثْلُ  
قَوْلِهِ ﴿فَالْمَذَبَرَاتِ أَمْرًا﴾ جَعَلَ  
الْمَلَائِكَةَ وَالصُّحُفَ مُطَهَّرَةً لِأَنَّ  
الصُّحُفَ يَقَعُ عَلَيْهَا التَّطْهِيرُ فَجَعَلَ  
التَّطْهِيرَ لِمَنْ حَمَلَهَا أَيْضًا.

لگاتے ان کو مگر پاک لوگ اور وہ فرشتے ہیں، اللہ نے  
فرمایا ﴿فِي صُحُفٍ مَّكْرُمَةٍ مَّرْفُوعَةٍ مُطَهَّرَةٍ﴾ اور یہ  
مثلاً اللہ کے اس قول کی ہے کہ قسم ہے ان فرشتوں کی جو  
کام کی تدبیر کرتے ہیں یعنی فرشتوں کو پاک کہنا باوجود  
اس کے کہ پاک ہونا صحف کی صفت ہے اس قول کے  
قبیل سے ہے کہ تدبیر واقع میں صفت محمول کی ہے حامل  
یعنی فرشتے کو مدبر کہا گیا چنانچہ بخاری نے خود کہا کہ اللہ  
نے فرشتوں اور صحیفوں کو پاک ٹھہرایا اس واسطے کہ صحیفوں  
پر پاک ہونا واقع ہوتا ہے یعنی ان کو پاک کہا جاتا ہے سو  
ان کے حامل یعنی اٹھانے والے کو بھی پاک کہا گیا۔

سفرة کے معنی ہیں فرشتے، اللہ نے فرمایا ﴿بایدی  
سفرة کرام بودة﴾ اور سفرۃ جمع کا لفظ ہے اس کا واحد  
سافر ہے کہا جاتا ہے سمرت یعنی میں نے ان کے  
درمیان صلح کی اور ٹھہرائے گئے فرشتے جب اترے  
ساتھ وحی اللہ کے اور پہچانے اس کے طرف پیغمبروں کی  
مانند سفیر کے جو لوگوں کے درمیان صلح کرائے۔

﴿سَفَرَةٍ﴾ الْمَلَائِكَةُ وَاحِدُهُمْ سَافِرٌ  
سَفَرْتُ أَصْلَحْتُ بَيْنَهُمْ وَجَعَلْتُ  
الْمَلَائِكَةَ إِذَا نَزَلْتُ بَوْحِي اللَّهُ وَتَأْدِيبِهِ  
كَالسَّفِيرِ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ الْقَوْمِ.

فائدہ: اور البتہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ تمام فرشتے اللہ کے رسول ہیں اور علماء کے  
اس میں دو قول ہیں صحیح قول یہ ہے کہ بعض ان میں پیغمبر ہیں اور بعض نہیں جیسے کہ آدمیوں میں اللہ نے فرمایا ﴿اللَّهُ  
يُصْطَفَى مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ﴾۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿تَصَدَّى﴾ تَعَاوَلَ عَنْهُ.  
اور اس کے غیر نے کہا کہ تصدی کے معنی ہیں اس سے  
غافل ہوا۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ تصدی کے معنی ہیں تعرض کیا اور متوجہ ہوا اور یہی لائق ہے ساتھ تفسیر آیت کے اس واسطے  
کہ نہیں غافل ہوئے حضرت ﷺ مشرکوں سے بلکہ صرف اندھے سے غافل ہوئے تھے جس پر عتاب ہوا، اللہ نے  
فرمایا ﴿إِنَّمَا مِنْ اسْتَغْنَى فَانْتَ لَهُ تَصَدَّى﴾۔  
وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لَمَّا يَقْضَى﴾ لَا يَقْضَى



أَحَدُ مَا أَمَرَ بِهِ. ہوا یعنی آدم علیہ السلام کے وقت سے آج تک اس واسطے کہ تصور سے کوئی خالی نہیں، اللہ نے فرمایا ﴿لَمَا يَقْضِ مَا أَمَرَ﴾ یعنی لہذا ساتھ معنی لافنی کے ہے۔

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ﴿تَرْهَقَهَا﴾ کے معنی ہیں کہ ڈھانکے گی ان کو شدت، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿تَرْهَقَهَا﴾ قترہ۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿تَرْهَقَهَا﴾ تَغْشَاهَا شِدَّةً.

مسفرة کے معنی ہیں روشن، اللہ نے فرمایا ﴿وَجُوهَ يَوْمَئِذٍ مَسْفُورَةٌ﴾.

﴿مُسْفِرَةٌ﴾ مُسْفِرَةٌ.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے اس قول میں کہ سفرہ کے معنی ہیں لکھنے والے اور اسفار سے مراد کتابیں ہیں یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿كَمْثَلُ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اسْفَارًا﴾ اور اسفار جمع کا لفظ ہے اور اس کا واحد سفر ہے۔

﴿بِأَيْدِي سَفَرَةٍ﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَتَبَةٌ ﴿اسْفَارًا﴾ كُتِبَتْ.

﴿تلہی﴾ کے معنی ہیں مشغول ہوا، اللہ نے فرمایا ﴿فَانْتَ تَلْهِی﴾ عنہ تلہی۔

﴿تَلْهِی﴾ تَشَاغَلَ.

اور کہا گیا کہ اسفار کا واحد سفر ہے۔

يُقَالُ وَاحِدُ الْاسْفَارِ سَفْرٌ.

۳۵۳۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس کی مثل جو قرآن کو پڑے اور حالانکہ وہ اس کا حافظ ہے بزرگ فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور مثل اس کے جو اس کو پڑھے اور حالانکہ وہ اس کی خبر گیری کرتا ہے اور وہ اس پر سخت ہے تو اس کو دو ہر اثواب ہے۔

۴۵۴۶۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ زُرَّارَةَ بِنَ أَوْفَى يُحَدِّثُ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ حَافِظٌ لَهُ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبُرَّةِ وَمَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ وَهُوَ يَتَعَاهَدُهُ وَهُوَ عَلَيْهِ شَدِيدٌ فَلَهُ أَجْرَانِ.

فائدہ: مراد مثل سے اس جگہ صفت ہے مانند اس قول اللہ کے مثل الجیزہ کہا خطابی نے گویا کہ فرمایا کہ صفت اس کی اور حالانکہ وہ اس کا حافظ ہے گویا کہ فرشتوں کے ساتھ ہے اور صفت اس کی حالانکہ وہ اس پر سخت ہے یہ ہے کہ اس کو دو ہر اثواب ہے اور کہا ابن تین نے کہ مثل ساتھ معنی تشبیہ کے ہے یعنی جو حافظ قرآن کی مانند اور مشابہ ہے وہ

فرشتوں کے ساتھ ہوگا سو کیا حال ہے خود حافظ کا اور یہ جو کہا کہ اس کو دو ہر اثواب ہے تو کہا ابن تین نے کہ اختلاف ہے اس میں کہ کیا اس کو دو ہر اثواب ہے اس شخص کا جو قرآن کو پڑھتا ہے اور وہ اس کا حافظ ہے یا اس کو دو ہر اثواب ہے اور ثواب پہلے کا یعنی حافظ کا زیادہ تر ہے اور یہ ظاہر تر ہے اور جائز ہے واسطے اس کے جو پہلے کو ترجیح دیتا ہے یہ کہ کہے کہ ثواب بقدر مشقت کے ہے۔ (فتح) لیکن ہم نہیں مانتے کہ حافظ ماہر مشقت سے خالی ہو اس واسطے کہ نہیں ہوتا وہ حافظ مگر بعد محنت بہت اور مشقت سخت کے غالباً۔ (ق)

### سورہ تکویر کی تفسیر کا بیان

### سُورَةُ إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ

فائدہ: اس کو سورہ تکویر بھی کہا جاتا ہے۔

﴿انْكَدَرَتْ﴾ انتشرت۔

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿سُجِّرَتْ﴾ ذَهَبَ  
مَاؤُهَا فَلَا يَبْقَى قَطْرَةٌ۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْمَسْجُورُ الْمَمْلُوءُ۔  
وَقَالَ غَيْرُهُ سُجِّرَتْ أَفْضَى بَعْضُهَا إِلَى  
بَعْضٍ فَصَارَتْ بَحْرًا وَاحِدًا۔  
وَالْخُنْسُ تَخْنَسُ فِي مَجْرَاهَا تَرْجِعُ  
وَتَكْنِسُ تَسْتَرُ كَمَا تَكْنِسُ الطَّبَاءُ۔

﴿تَفَسَّ﴾ ارْتَفَعَ النَّهَارُ۔

وَالظَّيْنُ الْمَتَّهُمُ وَالضَّيْنُ يَضُنُّ بِهِ۔

انکدرت کے معنی ہیں جب ستارے زمین پر گر پڑیں،  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿واذا النجوم انکدرت﴾۔  
اور کہا حسن نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿واذا البحار  
سجرت﴾ کہ سحرت کے معنی ہیں کہ جب دریاؤں کا  
پانی دور ہو سو ایک قطرہ باقی نہ رہے۔

اور مسجور کے معنی ہیں بھرا ہوا۔  
اور کہا اس کے غیر نے کہ سجرت کے معنی ہیں جوش مارا  
بعض اس کے نے طرف بعض کی پس ہو گیا ایک ہی دریا۔  
یعنی خنس کے معنی اس آیت کی تفسیر میں پھرنا ہے اور  
تخنس کے معنی ہیں کہ اپنی جگہ میں پھرتے ہیں اور تکنس  
کے معنی ہیں چھپتا ہے جیسے چھپتا ہے ہرن کا بچہ اپنے گھر  
میں جو درختوں کی شاخوں میں بناتا ہے اور مراد پانچ  
ستارے ہیں بہرام اور زحل اور عطارد اور زہرہ اور مشتری۔  
اور تنفس کے معنی ہیں بلند ہوا دن، اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
﴿والصبح اذا تنفس﴾۔

یہ اشارہ ہے طرف دونوں قرأتوں کی سو جس نے اس کو  
ظ کے ساتھ پڑھا ہے تو اس کے معنی ہیں کہ کسی نے اس  
کو تہمت نہیں کی اور ضاد کے ساتھ بخیل کو کہتے ہیں۔

**فائدہ:** اور قاسم کو ظا کے ساتھ پڑھتا تھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اس کو ضاد کے ساتھ پڑھتے تھے کہا ابن ابی حاتم نے کہ دونوں برابر ہیں اس کے معنی ہیں کہ نہیں وہ جھوٹا۔

وَقَالَ عُمَرُ «الْأَنْفُسُ زُوجَتْ» يَزُوجُ  
نَظِيرَهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ قَرَأَ  
«أَحْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا  
وَأَزْوَاجَهُمْ»۔

کہا عمر نے اس آیت کی تفسیر میں «الأنفوس زوجت» کہ جوڑا کیا جائے گا مرد ساتھ نظیر اپنی کے بہشتیوں سے اور دوزخیوں سے پھر یہ آیت پڑھی کہ جمع کیے جائیں ظالم لوگ اور ان کے جوڑے یعنی واسطے سند اس بات کے کہ یہ آیت ان معنوں پر دلالت کرتی ہے۔

**فائدہ:** اور ایک روایت میں ہے کہ وہ دومرد ہیں کہ عمل کرتے ہیں ایک اپنے عمل سے بہشت میں داخل ہوتا ہے اور ایک دوزخ میں گنہگار ساتھ گنہگار کے اور نیک ساتھ نیک کے اور عکرمہ سے روایت ہے کہ اگر دنیا میں نیک آدمی کے ساتھ تھا تو بہشت میں بھی اسی کے ساتھ رہے گا اور اگر بد کے ساتھ تھا تو دوزخ میں بھی اسی بد کے ساتھ ہو جو بد کام میں اس کی مدد کرتا تھا۔ (فتح)

«عَسَسَ» أَذْبَرَ۔  
عسس کے معنی ہیں جب رات پیٹھ پھیرے اور جائے  
فائدہ: نہیں وارد کی بخاری رحمہ اللہ نے اس سورہ کی تفسیر میں کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث جید جو روایت کی ہے احمد اور ترمذی وغیرہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ جس کو خوش لگے کہ قیامت کے دن کو دیکھے جیسے آنکھ سے دیکھتا ہے تو چاہیے کہ پڑھے «إذا الشمس كورت» و «إذا السماء انفطرت»۔ (فتح)

### سورۃ انفطار کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ  
وَقَالَ الرَّبُّعُ بْنُ خُثَيْمٍ «فُجِرَتْ»  
فَاصَتْ۔  
اور کہا ربیع نے کہ جب دریا جاری ہوں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکور ہے کہ بعثت کے معنی ہیں کہ نکلے جو اس میں مردہ ہے۔

وَقَرَأَ الْأَعْمَشُ وَعَاصِمٌ «فَعَدْلَكَ»  
بِالتَّخْفِيفِ وَقَرَأَهُ أَهْلُ الْحِجَازِ  
بِالتَّشْدِيدِ وَأَرَادَ مُعْتَدِلَ الْخَلْقِ وَمَنْ  
خَفَفَ يَعْنِي «فِي أَيِّ صُورَةٍ» شَاءَ إِمَّا  
حَسَنَ وَإِمَّا قَبِيحَ أَوْ طَوِيلَ أَوْ قَصِيرَ۔  
اور اعمش اور عاصم نے فعْدْلَكَ کو تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے یعنی ساتھ تخفیف دال مہملہ کے اور حجاز والوں نے اس کو تشدید دال کے ساتھ پڑھا ہے اس کے معنی تشدید کے ساتھ معتدل پیدائش ہے یعنی سب اعضاء آپس میں مناسب اور برابر ہیں ایسا نہیں کہ ایک ہاتھ لمبا ہو اور

ایک چھوٹا اور ایک آنکھ بڑی ہو اور ایک چھوٹی اور جو اس کو تخفیف دال کے ساتھ پڑھتا ہے تو اس کی مراد یہ ہے کہ وہ پھیرا تجھ کو جس صورت میں چاہا خوبصورت یا بد صورت، لمبایا چھوٹا۔

**فائدہ:** اور حاصل دونوں قرأتوں کا یہ ہے کہ جو تشدید کے ساتھ ہے وہ تعدیل سے ہے اور مراد مناسب ہونا ہے اعضاء میں اور جو تخفیف کے ساتھ ہے وہ عدل سے ہے اور وہ پھیرنا ہے جس صورت میں کہ چاہا۔

**فائدہ:** اس سورت میں بھی وہی حدیث داخل ہوتی ہے جو پہلی سورت میں گزری۔ (فتح)  
سورۃ مطففین کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ الْمُطَفِّفِينَ

**فائدہ:** نسائی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مدینہ میں تشریف لائے تو وہ لوگ ماپ میں سب لوگوں سے بدتر تھے یعنی کم ماپتے تھے تو اللہ نے یہ سورت اتاری تو اس کے بعد انہوں نے کیل اور ماپ کو درست کیا۔

کہا مجاہد رحمہ اللہ نے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ﴾ کہا کہ ثابت ہوئے ان کے دل پر گناہ یہاں تک کہ اس کو ڈھانکا۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿بَلْ رَانَ﴾ ثَبْتُ  
الْخَطَايَا.

**فائدہ:** حاکم رحمہ اللہ اور ترمذی رحمہ اللہ وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک نکتہ پڑ جاتا ہے سو اگر وہ اس گناہ سے الگ ہو کر توبہ کرے تو وہ گناہ اس کے دل سے دور ہو جاتا ہے اور اگر وہ اس گناہ کو پھر کرے تو وہ نکتہ زیادہ ہو جاتا ہے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ اس کے دل پر غالب ہو جاتا ہے سو یہی مراد ہے ران سے جو اللہ کے اس قول میں ہے اور مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ لوگ ران کو مہر جانتے تھے۔  
ثوب کے معنی کہیں بدلہ دیا گیا، اللہ نے فرمایا ﴿هَلْ ثَوْبٌ﴾ جوڑی۔

ثوب الکفار ما كانوا يفعلون۔

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ کے غیر نے کہ مطفف وہ ہے

جو پورا نہ تو لے

یہ باب فیض الباری میں نہیں ہے۔

بَابُ ﴿يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾

٤٥٤٧- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا

مَعْنُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جس دن کھڑے ہوں گے لوگ

رب العالمین کے واسطے یہاں تک کہ ڈوب جائے گا بعض آدمی اپنے سینے میں آدمے کا نوں تک۔

اللَّهُ بِنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ» حَتَّى يَغِيبَ أَحَدُهُمْ فِي رُشْحِهِ إِلَى أَنْصَافِ أَذُنِهِ.

فائدہ: الی انصاف اذنیہ یہ اضافت جمع کی ہے طرف جمع کے ہیئتہ اور معنی اس واسطے کہ ہر آدمی کے دن کاں ہیں اور مسلم میں مقدار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سورج خلق سے قریب کیا جائے گا یہاں تک کہ ان سے میل کے برابر ہو جائے گا تو لوگ بقدر اپنے اعمال کے سینے میں ہوں گے سو ان میں سے بعض شخص ایسے ہوں گے کہ ان کے دونوں ٹخنوں تک پسینہ ہوگا اور ان میں سے بعض کی کمر تک ہوگا اور ان میں سے بعض لوگوں کو پسینہ لگام دے گا یعنی منہ میں گھس جائے گا۔

فائدہ: اور ہر آدمی سے یا کوس بے پاسرہ لگانے کی سلائی۔

### سورۃ انشقاق کی تفسیر کا بیان

کہا مجاہدؒ نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿وَمَا مِنْ أَوْتَىٰ كِتَابِهِ وَرَاءَ ظَهْرِهِ﴾ کہ پڑے گا اپنا اعمال نامہ اپنی پیتھ کے پیچھے سے یعنی اس کا ہاتھ پیتھ کے پیچھے سے کیا جائے گا پھر اس کے ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا۔

سُورَةُ إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ  
قَالَ مُجَاهِدٌ «كِتَابُهُ بِشِمَالِهِ» يَأْخُذُ  
كِتَابَهُ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِهِ.

یعنی وسق کے معنی ہیں اللہ کے اس قول میں ﴿وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ﴾ جو جمع کیا زمین پر چلنے والی چیز سے اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جو اس میں داخل ہوا۔ یعنی اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ اس نے گمان کیا کہ وہ ہماری طرف نہیں پھرے گا۔

«وَسَقَ» جَمَعَ مِنْ دَابَّةٍ.

«ظَنَّ أَنَّ لَنْ يَحُورَ» لَا يَرْجِعَ إِلَيْنَا.

اور کہا ابن عباسؓ نے کہ یوعون کے معنی ہیں چھپاتے ہیں، اللہ نے فرمایا ﴿وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُوْعُونَ﴾۔ یہ باب فیض الباری میں نہیں ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «يُوعُونَ» يُسِرُّونَ.

بَابُ «فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا».

۳۵۳۸۔ ان تینوں سندوں کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایسا نہیں کہ جس کا حساب ہو مگر کہ ہلاک ہوگا، میں نے کہا یا حضرت! اللہ مجھ کو آپ پر قربان کرے کیا اللہ نہیں فرماتا کہ جس کو ملا اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں تو اس کا حساب آسان ہوگا حضرت ﷺ نے فرمایا یہ عرض ہے یعنی ایمانداروں کو ان کے اعمال نامے صرف دکھائے جائیں گے اس میں کچھ گفتگو نہیں ہوگی اور جس کے حساب میں جھگڑا پڑا وہ ہلاک ہو یعنی فلانا کام کیوں کیا اور فلانا کام کیوں نہ کیا یعنی بندے کا بال بال گنہگار ہے کیا طاقت ہے کہ جواب دے سکے۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ تم کو پہنچنا ہے ایک حال سے دوسرے حال میں۔

۳۵۳۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اس کے معنی ہیں کہ پہنچو گے تم ایک حال سے دوسرے حال میں کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یہ خطاب حضرت ﷺ کے واسطے ہے۔

۴۵۴۸۔ حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُمَانَ بْنِ الْأَسَدِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي يُونُسَ حَاتِمِ بْنِ أَبِي صَغِيرَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ أَحَدٌ يُحَاسِبُ إِلَّا هَلَكَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ أَلَيْسَ يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿فَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَسَوْفَ يُحَاسِبُ حِسَابًا يَسِيرًا﴾ قَالَ ذَاكَ الْقَرَضُ يُعْرَضُونَ وَمَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ هَلَكَ.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ﴾.

۴۵۴۹۔ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ النَّضْرِ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ جَعْفَرُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ﴾ حَالًا بَعْدَ حَالٍ قَالَ هَذَا نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: یہ بنا بر فتح ب موحہ کے ہے جیسے کہ اعمش اور ابن کثیر کی قرأت ہے کہا طبری نے کہ یہی قرأت ہے ابن

مسعود بنی النضر اور عام قاریوں کو نے کی اور باقی لوگوں نے اس کو ضمہ کے ساتھ پڑھا ہے اس بنا پر کہ وہ امت کے واسطے خطاب ہے اور ترجیح دی ہے اس کو ابو عبیدہ نے واسطے سیاق ماقبل اور مابعد اس کے کی اور روایت کی ہے طبری نے ابن مسعود بنی النضر سے کہ مراد آسمان ہیں کہ ایک بار تلچھٹ کی طرح ہو جائیں گے اور ایک دفعہ پھٹ جائیں گے پھر سرخ ہو جائیں گے پھر پھٹ جائیں گے اور ترجیح دی ہے طبری نے پہلی وجہ کو اور اصل معنی طبق کے ہیں شدت اور مراد اس جگہ وہ چیز ہے جو واقع ہوگی سختیوں اور شدتوں سے قیامت کے دن اور قول اس کا حال بعد حال یعنی حال جو مطابق ہے واسطے پہلے حال کے شدت میں یا وہ حج ہے طبقہ کی اور اس کے معنی ہیں مرتبہ یعنی وہ کئی طبقہ ہیں بعض سخت تر ہیں بعض سے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد مختلف ہونا احوال مولود کا ہے ابتدا اس وقت سے کہ نطفہ ہوتا ہے یہاں تک کہ نہایت عمر کو پہنچتا ہے سو جننے سے پہلے اس کو جنین کہا جاتا ہے پھر جب پیدا ہو تو اس کو صبی کہا جاتا ہے پھر جب وہ دودھ چھوڑے تو اس کو غلام کہا جاتا ہے اور جب سات برس کا ہو تو اس کو بالغ کہا جاتا ہے اور جب دس برس کا ہو تو اس کو خرد کہا جاتا ہے اور جب پندرہ برس کا ہو تو اس کو قمد کہا جاتا ہے علیٰ هذا القیاس اخیر عمر تک اس کے کئی نام ہیں۔ (فتح)

### سورہ بروج کی تفسیر کا بیان

یعنی کہا مجاہد رحمہ اللہ کہ اخذ و دکھاویں کو کہتے ہیں۔

### سُورَةُ الْبُرُوجِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ «الْأَخْذُودُ» شَقُّ فِي

الْأَرْضِ.

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ایک کھائی تھی نجران میں کہ اس میں لوگوں کو عذاب کرتے تھے اور روایت کیا ہے مسلم اور ترمذی وغیرہ نے صہیب کی حدیث سے قصہ اصحاب اخذ و دکھاویں اور اس میں قصہ ہے اس لڑکے کا جو جادوگر سے جادو سیکھتا تھا ایک درویش پر گزرا سو اس کے تابع ہوا اور اس کا دین قبول کیا سو بادشاہ نے چاہا کہ اس لڑکے کو مار ڈالے واسطے مخالف ہونے اس کے دین اس کے کو تو اس نے کہا کہ تو مجھ کو کبھی نہیں مار سکے گا یہاں تک کہ تو کہے جب کہ تو مجھ کو تیر مارے بسم اللہ رب الغلام تو بادشاہ نے اسی طرح کیا جس طرح اس نے کہا تو لوگوں نے کہا کہ ایمان لائے ہم لڑکے رب کے ساتھ تو بادشاہ نے ان کے واسطے کوچوں میں کھائیاں کھدوائیں اور ان میں آگ جلائی تاکہ لوگ اس کے دین کی طرف پھریں اور ترمذی میں اس قصے کے اخیر میں اتنا زیادہ ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا «قُلْ اصْحَابُ الْاِخْذُودِ، الْعَزِيزُ الْحَمِيدُ» تک۔

اور فتوا کے معنی ہیں عذاب کیا انہوں نے۔

«فَتَنُوا» عَذَّبُوا.

### سورہ طارق کی تفسیر کا بیان

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ رجوع کے معنی ہیں اللہ کے اس

### سُورَةُ الطَّارِقِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ «ذَاتِ الرَّجْعِ» سَحَابٌ

يَرْجِعُ بِالْمَطَرِ ﴿ذَاتِ الصَّدْعِ﴾ قول میں بادل جو پھرتا ہے ساتھ مینہ کے یعنی بار بار برستا ہے اور ذات الصدع کے معنی ہیں پھٹتی ہے زمین ساتھ بڑوں کے یعنی اس سے بڑے اگتے ہیں۔

فائدہ: اللہ کے اس قول میں ﴿والسما ذات الرجوع والارض ذات الصدع﴾ اور اللہ نے فرمایا ﴿علیہا حافظ﴾ تو اس میں لا ساتھ معنی الاکے ہے۔

تنبیہ: نہیں وارد کی بخاری رحمہ اللہ نے اس سورت کی تفسیر میں کوئی حدیث مرفوع اور البتہ واقع ہوائی ہے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی معاذ رضی اللہ عنہ کے قصے میں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو فتنہ انگیز ہے اے معاذ! تجھ کو کفایت کرتا ہے یہ کہ پڑھے تو ﴿والسما والطارق﴾ ﴿والشمس وضحاها﴾۔

سورۃ اعلیٰ کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ سَبِّحَ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی

فائدہ: اس کو سورہ اعلیٰ بھی کہا جاتا ہے اور سعید بن منصور نے سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا سبحان ربی الاعلیٰ الذی خلق فسوی۔

فائدہ: اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿قدر فہدی﴾ یعنی مقدر کیا واسطے آدمی کے نیک بختی اور بد بختی کو اور راہ دکھایا جو پایوں کو واسطے چراگاہ اپنی کے۔

۴۵۶۰۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

کے اصحاب میں سے پہلے پہل مصعب رضی اللہ عنہ اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے یعنی مدینے میں سودوئوں ہم کو قرآن پڑھانے لگے پھر بلال رضی اللہ عنہ اور عمار رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ آئے پھر میں آدمیوں میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے پھر حضرت ﷺ تشریف لائے سو نہیں دیکھا میں نے مدینے والوں کو کہ کبھی کسی چیز سے خوش ہوئے ہوں جیسے حضرت ﷺ کے آنے سے خوش ہوئے یہاں تک کہ میں نے لڑکیوں اور لڑکوں کو دیکھا کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پیغمبر تشریف لائے سو نہ تشریف لائے حضرت ﷺ یہاں تک کہ میں نے ﴿سبح اسم ربك الاعلیٰ﴾ اور اس کے برابر کئی سورتیں پڑھیں۔

۴۵۶۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَأَبْنُ أُمِّ مَكْنُومٍ فَجَعَلَا يَقْرَأَانَا الْقُرْآنَ ثُمَّ جَاءَ عَمَّارٌ وَبِلَالٌ وَسَعْدٌ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي عِشْرِينَ ثُمَّ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَرِحُوا بِشَيْءٍ فَرِحَهُمْ بِهِ حَتَّى رَأَيْتُ الْوَلَانِدَ وَالضَّبْيَانَ يَقُولُونَ هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَاءَ فَمَا جَاءَ حَتَّى قَرَأْتُ سَبِّحَ



اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ فِي سُورَةِ مِثْلِهَا.

**فائدہ:** واقع ہوا اس حدیث کے آخر میں اس جگہ بقولون هذا رسول الله صلى الله عليه وسلم اور یہ ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ساقط ہے کہا اس واسطے کہ صلوٰۃ کہنی حضرت ﷺ پر سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مشروع ہوئی ہے پانچویں سال میں اور شاید یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ اس واسطے کہ یہ سورہ احزاب کی آیت ہے اور تھا نزول اس کا اس سال میں صحیح قول پر لیکن نہیں ہے کوئی مانع کہ مقدم ہو آیت مذکورہ اکثر سورہ پر پھر یہ اس کو کہاں سے معلوم ہوا کہ لفظ ﷺ اصل روایت سے ہے صحابی کے لفظ سے اور کیا چیز مانع ہے کہ صادر ہوا ہو یہ لفظ اس سے نیچے کے راوی سے اور تصریح کی ہے علماء نے کہ مستحب ہے کہ حضرت ﷺ پر پڑھا جائے اور صحابی کو رضی اللہ عنہ کہا جائے اگرچہ یہ روایت میں وارد نہیں ہوا۔ (فتح)

سورۃ غاشیہ کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ

**فائدہ:** اور اس کو سورہ غاشیہ بھی کہتے ہیں اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ غاشیہ قیامت کے ناموں میں سے ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ»  
النَّصَارَى.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عاملۃ ناصبۃ سے مراد نصاریٰ ہیں یعنی محنت کرتے تھکتے، اللہ نے فرمایا ﴿وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ﴾

کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿تَسْقَىٰ مِنْ عَيْنِ آيَةٍ﴾ کہ آنیہ کے معنی ہیں پہنچا ہے نہایت وقت اپنے کو گرمی میں اور قریب ہوا ہے پینا اس کا۔

اور حمیم آن کے معنی ہیں پہنچا ہے اپنی گرمی کے وقت کو لاغیۃ کے معنی ہیں اللہ کے اس قول میں گالی۔

ضریع اللہ کے اس قول میں ﴿لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِنْ ضَرِيعٍ﴾ ایک سبزہ ہے اس کو شبرق کہا جاتا ہے اور حجاز والے اس کو ضریع کہتے ہیں جب کہ خشک ہو اور وہ زہر ہے

وَقَالَ مُجَاهِدٌ «عَيْنِ آيَةٍ» بَلَغَ إِذَا هَا وَحَانَ شَرِبَهَا.

﴿حَمِيمٍ اِنْ﴾ بَلَغَ إِذَا هَا.  
﴿لَا تَسْمَعُ فِيهَا لِأَغْيَةٍ﴾ شَتْمًا.  
وَيُقَالُ الضَّرِيعُ نَبْتُ يُقَالُ لَهُ الشَّبْرِقُ يُسَمِّيهِ أَهْلُ الْحِجَازِ الضَّرِيعَ إِذَا يَبَسَ وَهُوَ سُمٌّ.

**فائدہ:** اور کہا غلیل نے کہ وہ ایک گھاس ہے سبز بدبودار دریا اس کو پھینکتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ضریع ایک درخت ہے آگ کا۔ (فتح)

﴿بِمُسْطَرٍّ﴾ بِمُسْلَطٍ وَيَقْرَأُ بِالْصَّادِ  
وَالسِّينِ.

بمسطر کے معنی ہیں نہیں تو ان پر قابو پانے والا یعنی  
گماشتہ اور داروغہ، اللہ نے فرمایا ﴿لست علیہم  
بمسطر﴾۔

فائدہ: کہا ابن تیم نے کہ اصل اس کا سطر ہے اور اس کے معنی یہ ہیں نہیں بڑھتا اس چیز سے کہ اس میں ہے کہا اس  
نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھا یہ حکم اس وقت جب کہ حضرت ﷺ کے میں تھے پہلے اس سے کہ ہجرت کریں اور  
آپ کو لڑنے کا حکم ہو۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿إِيَابَهُمْ﴾ مَرْجِعُهُمْ۔  
کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ایابہم کے معنی، اللہ کے اس  
قول میں ﴿ان الينا ايابهم﴾ ہیں ان کا پھرنا۔

فائدہ: نہیں ذکر کی بخاری رحمہ اللہ نے اس سورت میں کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث جابر رضی اللہ  
کی مرفوع کہ مجھ کو حکم ہوا لوگوں سے لڑنے کا، آخر حدیث تک اور اس کے اخیر میں ہے کہ ان کا حساب اللہ پر ہے پھر  
پڑھی یہ آیت ﴿انما انت مذکور لست علیہم بمسطر﴾۔ (فتح)

سورۃ فجر کی تفسیر کا بیان

کہا مجاہد رحمہ اللہ نے وتر اللہ ہے۔

سُورَةُ الْفَجْرِ  
وَقَالُوا مُجَاهِدٌ لِّئَلَّا تُرَى اللَّهُ

اللہ نے فرمایا ﴿الم تترك كيف فعل ربك بعد ارم  
ذات العماد﴾ کہ ارم کے معنی ہیں قدیم یعنی پہلے عاد  
کے ساتھ اور عماد کے معنی ہیں خیموں والے یعنی کسی شہر  
میں ٹھہرتے نہ تھے جس جگہ پانی گھاس دیکھتے اس جگہ  
تنبول لگاتے۔

﴿إِرمَ ذَاتِ الْعِمَادِ﴾ يَعْنِي الْقَدِيمَةَ  
وَالْعِمَادُ أَهْلُ عَمُودٍ لَا يَقِيمُونَ.

فائدہ: اور قتادہ سے روایت ہے کہ ارم عاد کے ایک قبیلے کا نام ہے اور ارم بن سام بن نوح ہے اور عاد بن عوص بن  
ارم ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نام ہے ایک شہر کا اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ عماد کے قوت ہے ان کے بدنوں کی یعنی  
بہت زور والے اور بہت دراز قد تھے اور ابن مردویہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے اللہ کے اس قول کی تفسیر  
میں فرمایا کہ ان میں سے کوئی مرد پتھر بڑا اٹھالاتا اور اس کو جس قبیلے پر چاہتا ڈال دیتا اور ان کو ہلاک کر ڈالتا اور جدا  
ہوا ہے عاد واسطے مضاف ہونے اس کے کی طرف ارم کے عاد اخیر سے اور صحیح پہلا قول ہے کہ ارم قبیلے کا نام ہے اور  
البتہ روایت کیا ہے ابن ابی حاتم نے وہب بن منبہ کے طریق سے عبد اللہ بن ابی فلایہ سے قصہ دراز کہ وہ اپنے ایک  
اونٹ کی تلاش کو نکلا اور یہ کہ وہ عدن کے جنگلوں میں واقع ہوا اور یہ کہ اس نے ان جنگلوں میں ایک شہر دیکھا سو ذکر

کیں اس نے عجیب چیزیں جو اس میں دیکھیں اور یہ کہ جب معاویہ کو اس کی خبر پہنچی تو اس کو دمشق میں بلوایا اور کعب بن اللہ سے اس کا حال پوچھا سو خبر دی اس نے اس کو ساتھ قہے اس کے کی اور بنانے والے اس کے کی اور کیفیت اس کی کے نہایت دراز اور اس میں الفاظ منکر ہیں اور اس کا راوی عبداللہ بن قلابہ نہیں پہچانا جاتا اور اس کی سند میں عبداللہ بن امیہ ہے۔ (فتح)

یعنی سوط عذاب وہ چیز ہے کہ عذاب ہوا  
ان کو اس کے ساتھ۔

﴿اَكْلًا لَّمَّا﴾ السَّفِّ وَ ﴿جَمًّا﴾  
الْكَثِيرُ.

اکلا لما کے معنی ہیں سمٹ کر کھا جانا بغیر اس کے کہ سیر  
ہو اور جما کے معنی ہیں بہت، اللہ نے فرمایا ﴿وَتَاكُلُونَ  
الْثَرَاتِ اَكْلًا لَّمَّا وَتَحِبُّونَ الْمَالَ جَمًّا﴾.

کہا مجاہد نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿وَالشَّفْعُ  
وَالْوَتْرُ﴾ کہ جو چیز اللہ نے پیدا کی وہ شفع ہے یعنی اس  
کے مقابل کوئی چیز ہے آسمان شفع ہے یعنی اس کا کوئی  
جوڑا ہے یعنی زمین اور مردوتر ہے اللہ ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ كُلُّ شَيْءٍ خَلَقَهُ فَهُوَ شَفْعٌ  
السَّمَاءِ شَفْعٌ وَالْوَتْرُ اللَّهُ تَبَارَكَ  
وَتَعَالَى.

فائدہ: ترمذی نے روایت کی ہے کہ کسی نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ شفع اور وتر کی کیا مراد ہے فرمایا مراد اس  
سے نماز ہے کہ بعض جفت ہے اور بعض طاق اور نسائی میں روایت ہے کہ عشر سے مراد عید الاضحیٰ کی دس راتیں ہیں اور  
شفع سے مراد عید الاضحیٰ کا دن ہے اور وتر سے مراد عرفہ کا دن ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد فجر سے  
دن کی فجر ہے۔ (فتح)

اور کہا اس کے غیر نے سوط عذاب ایک کلمہ ہے کہ  
کہتے ہیں اس کو عرب واسطے ہر قسم عذاب کے کہ داخل ہو  
اس میں کوڑا۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿سَوْطٌ عَذَابٍ﴾ كَلِمَةٌ  
تَقُولُهَا الْعَرَبُ لِكُلِّ نَوْعٍ مِنَ الْعَذَابِ  
يَدْخُلُ فِيهِ السَّوْطُ.

فائدہ: یہ کلام فراء کا ہے اور اس کے اخیر میں اتنا زیادہ ہے جاری ہوا ہے کلام ساتھ اس کے اس واسطے کہ سوط اصل ہے  
جس کے ساتھ عذاب کیا کرتے تھے سو جاری ہوا واسطے ہر قسم عذاب کے اس واسطے کہ ان کے نزدیک وہی غایت تھی۔

﴿لِبِالْمِرْصَادِ﴾ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ. لِبِالْمِرْصَادِ کے معنی ہیں کہ اسی کی طرف سے پھرنا اللہ  
نے فرمایا ﴿إِنَّ رَبَّكَ لِبِالْمِرْصَادِ﴾.

فائدہ: اور تاویل اس کی ساتھ اس چیز کے کہ لائق ہے ساتھ جلال اللہ تعالیٰ کے واضح ہے سو تکلف کی کچھ حاجت

نہیں اور حسن سے روایت ہے کہ مراد مرصاد سے اعمال بنی آدم کے ہیں۔

﴿تَحَاضُّونَ﴾ تَحَافِظُونَ وَتَحْضُونَ  
اور تحاضون کے معنی اللہ کے اس قول میں ﴿ولا  
تحاضون علی طعام المسکین﴾ یہ ہیں کہ نہیں  
حفاظت کرتے تم آپس میں مسکین کے کھانے پر۔

فائدہ: یہ معنی عَمَش وغیرہ کی قرأت کی بنا پر ہے کہ وہ اس کو الف کے ساتھ پڑھتے ہیں اور جو اس کو بغیر الف کے  
پڑھتے ہیں یعنی تحضون تو اس کے معنی ہیں کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو کھلانے کا حکم نہیں کرتے اور اصل  
تحاضون کا تحاضون ہے سو ایک تا حذف کی گئی اور معنی یہ ہیں کہ تم ایک دوسرے کو کھلانے کی رغبت نہیں دلاتے۔  
اور مطمئنة کے معنی ہیں سچا جاننے والا ثواب کو یعنی  
آرام پکڑنے والا ہے ساتھ ایمان کے تصدیق کرنے  
والا ہے ثواب اور قیامت کو، اللہ نے فرمایا ﴿یا ایہا  
النفس المطمئنة﴾۔

اور کہا حسن رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر ﴿یا ایہا النفس  
المطمئنة ارجعی﴾ میں کہ جب اللہ اس کے قبض کا  
ارادہ کرتا ہے تو چین پکڑتا ہے اللہ کی طرف اور چین  
پکڑتا ہے اللہ اس کی طرف اور وہ اللہ سے راضی ہوتا ہے  
اور اللہ اس سے راضی ہوتا ہے سو حکم کرتا ہے ساتھ قبض  
کرنے اس کی روح کے اور داخل کرتا ہے اس کو بہشت  
میں اور ٹھہراتا ہے اس کو اپنے نیک بندوں سے۔

فائدہ: منسوب کرنا اطمینان کا اللہ کی طرف قبیل مجاز مشاکلت کے ہے اور مراد ساتھ اس کے لازم ہونا اسکا ہے  
پہنچانے خیر کے سے اور مانند اس کے۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿جَابُوا﴾ نَقَبُوا مِنْ جِيبِ  
الْقَمِيصِ قَطْعَ لَهُ جِيبٌ يَجُوبُ الْفَلَاةَ  
يَقْطَعُهَا۔

اور جابوا کے معنی ہیں کریدا انہوں نے پتھروں کو اور  
اصل جب کے معنی ہیں قطع کرنا ماخوذ ہے عرب کے اس  
قول سے جیب القميص جب کہ اس کے واسطے جیب  
کاٹی جائے اور يجوب الفلاة کے معنی ہیں کہ بیابان کو  
کاٹتا ہے۔

﴿لَمَّا﴾ لَمَمْتُهُ أَجْمَعَ أَتَيْتُ عَلَىٰ خَيْرِهِ۔ اور کہا جاتا ہے لَمَّا کی تفسیر میں لَمَمْتُ اجمع یعنی میں اس کے اخیر کو پہنچا یعنی سب کو۔

فائدہ: نہیں وارد کی بخاری رحمہ اللہ نے اس سورہ میں کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی مرفوع جو اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ہے ﴿وَجِئْ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ﴾ فرمایا کہ قیامت کے دن دوزخ لائی جائے گی اس کے واسطے ستر ہزار بھاگیں ہوں گی ہر باگ کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اس کو کھینچتے ہوں گے، روایت کیا ہے اس کو مسلم نے۔ (فتح)

### سُورَةُ لَا اِقْسِمُ

فائدہ: اور نیز اس کو سورہ بلند بھی کہا جاتا ہے اور اتفاق ہے سب علماء کا اس پر کہ مراد ساتھ بلد کے مکہ مکرمہ ہے۔  
وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَأَنْتَ حَلَّ بِهَذَا الْبَلَدِ﴾ اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ مراد بلد سے اللہ کے اس قول میں بِمَكَّةَ لَيْسَ عَلَيْكَ مَا عَلَى النَّاسِ فِيهِ ﴿وَأَنْتَ حَلَّ بِهَذَا الْبَلَدِ﴾ میں مکہ مکرمہ ہے نہیں تجھ پر مِنَ الْإِثْمِ۔ جو لوگوں پر ہے اس میں گناہ سے۔

فائدہ: اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حلال کیا ہے اللہ نے واسطے آپ کے یہ کہ کریں اس میں جو چاہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حلال ہے واسطے تیرے لڑنا بیچ اس کے اور اس بنا پر پس صیغہ واسطے وقت حاضر کے ہے اور مراد آنے والا ہے واسطے تحقق وقوع اس کے کی اس واسطے کہ سورہ کی ہے اور فتح مکہ آٹھ برس ہجرت سے پہچھے ہے۔  
﴿وَوَالِدِ﴾ اَدَمَ ﴿وَمَا وَلَدٌ﴾۔ یعنی مراد والد سے اللہ کے اس قول میں آدم علیہ السلام ہے۔  
﴿لَبَدًا﴾ كَثِيرًا۔ لبدا کے معنی ہیں بہت، اللہ کے اس قول میں ﴿مَا لَا لَبَدًا﴾۔

﴿النَّجْدَيْنِ﴾ الْخَيْرُ وَالشَّرُّ۔ اور مراد نجدین سے نیکی اور بدی ہے، اللہ کے اس قول میں ﴿وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ﴾ یعنی دکھایا ہم نے اس کو راہ نیکی اور بدی کا۔

﴿مَسْغَبَةٍ﴾ مَجَاعَةٍ۔ مسغبة کے معنی ہیں بھوک اللہ کے اس قول میں ﴿فِي﴾ يَوْمِ ذِي مَسْغَبَةٍ۔

متربة کے معنی ہیں مٹی میں گرا پڑا یعنی جس کا کوئی گھیر نہ ہو۔  
﴿مُتَرَبِّةٍ﴾ السَّاقِطُ فِي التُّرَابِ۔ کہا جاتا ہے کہ اللہ کے قول ﴿فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ﴾ کے معنی ہیں نہیں آیا گزر گاہ سخت میں دنیا میں لا ساتھ معنی لم يَقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ﴾ فَلَمْ يَقْتَحِمِ الْعَقَبَةَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ فَسَّرَ الْعَقَبَةَ فَقَالَ

﴿وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ فَكَّ رَقَبَةٍ أَوْ إِطْعَامُ فِیْ یَوْمٍ ذِی مَسْغَبَةٍ﴾  
 کے ہے پھر تفسیر کیا عقبہ کو سو کہا تجھ کو کیا خبر ہے کہ کیا ہے گھائی چھڑانا گردن کا ہے یا کھلانا بھوک کے دن میں۔

فائدہ: یعنی مراد گزرگاہ سخت میں آنا دنیا میں ہے۔

فائدہ: نہیں ذکر کی بخاری رحمہ اللہ نے اس سورت کی تفسیر میں کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث براہِ ذی التبیہ کی کہ ایک گنوار حضرت عائشہؓ کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! مجھ کو ایسا عمل سکھائیے جو مجھ کو بہشت میں داخل کرے فرمایا جان آزاد کریا گردن چھوڑا اس نے کہا کہ کیا دونوں ایک کام نہیں فرمایا نہیں جان کا آزاد کرنا یہ ہے کہ تو تنہا اس کو آزاد کرے اور چھوڑا گردن کا یہ ہے کہ تو اس کے چھوڑانے میں مدد کرے، روایت کیا ہے اس کو احمد نے اور ابن مردودہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے۔ (فتح)

### سورہ شمس کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ وَالشَّمْسِ وَضَحَّاهَا  
 وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿بِطُغَوَاهَا﴾ بِمَعَاصِيهَا.

کہا مجاہد رحمہ اللہ نے اللہ کے قول ﴿کَذِبْتَ ثُمَّود بِطُغَوَاهَا﴾ کہ طغواہا کے معنی ہیں اپنی نافرمانی کے سبب سے اور احتمال ہے کہ ہو با واسطے استعانت کے اور سبب کے یا معنی یہ ہیں کہ جھٹلایا قوم ثمود نے عذاب کو جو پیدا ہونے والا ہے ان کی سرکشی سے۔

اللہ نے فرمایا ﴿وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا﴾ یعنی اللہ تعالیٰ نہیں ڈرتا کسی کے بدلہ لینے سے کہ کوئی اس سے اپنا بدلہ لے سکے۔

﴿وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا﴾ عُقْبَى أَحَدٍ.

۱۱۴۵۔ حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت عائشہؓ سے سنا خطبہ پڑھتے تھے اور ذکر کیا حضرت صالحؑ کی اونٹنی کو اور جس نے اس کی کونچیں کاٹیں سو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جب اونٹنی کی کونچیں کاٹنے کو ثمود کا بڑا بد بخت اٹھا اس کے طرف ایک مرد اٹھا جو اپنی قوم میں بڑا سردار بڑا شریقوی صاحب قوم کا ابو زمعہ کے برابر اور ذکر کیا عورتوں، یعنی اپنے خطبے میں سو فرمایا کہ کوئی تم میں سے اپنی عورت کو مارتا ہے غلام کا سامارنا سو شاید کہ وہ اپنے دن کے آخر میں اس کے ساتھ لیٹے پھر نصیحت کی ان کو ہنسنے میں کوز

۱۵۶۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَمْعَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ وَذَكَرَ النَّاقَةَ وَالَّذِي عَقَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿إِذَا انْبَعَثَ أَشْقَاهَا﴾ انْبَعَثَ لَهَا رَجُلٌ عَزِيزٌ غَارِمٌ مَنِيْعٌ فِي رَهْطِهِ مِثْلُ أَبِي زَمْعَةَ وَذَكَرَ النِّسَاءَ فَقَالَ يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ فَلَعَلَّهُ يَصْأَجِعُهَا

سے اور فرمایا کہ کیوں ہنستا ہے کوئی اس چیز سے جو خود کرتا ہے؟

مِنْ آخِرِ يَوْمِهِ ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِي ضَحِكِهِمْ  
مِنَ الضَّرْطَةِ وَقَالَ لِمَ يَضْحَكُ أَحَدُكُمْ  
مِمَّا يَفْعَلُ وَقَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ  
عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلُ أَبِي زَمْعَةَ عَمَّ  
الرُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ.

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ ابو زمعہ کے برابر تو کہا قرطبی نے کہ احتمال ہے کہ مراد ابو زمعہ سے صحابی ہو اور وجہ تشبیہ کی ساتھ اس کے اگر اس طرح ہو یہ ہے کہ وہ صاحب عزت اور قوت کا اپنی قوم میں جیسے کہ یہ کافر تھا اور احتمال ہے کہ اس کے سوائے کوئی اور مراد ہو اور اس شخص سے جس کی کنیت ابو زمعہ ہے یعنی احتمال ہے کہ ابو زمعہ کوئی کافر ہو اور یہی دوسرا احتمال معتد ہے اور وہ غیر مذکور اسود ہے اور وہ داوا ہے عبد اللہ بن زمعہ کا جو راوی اس حدیث کا ہے اور تھا اسود ایک ٹھٹھا کرنے والوں میں سے اور کے میں کفر کی حالت میں مرا۔ (فتح)

### سورۃ لیل کی تفسیر کا بیان

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد حسنی سے اللہ کے اس قول میں ﴿وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى﴾ بدلہ ہے یعنی نہیں یقین کرتا کہ اللہ اس کو بدلہ دے گا اس چیز کا کہ اس کی راہ میں خرچ کی۔

سُورَةُ اللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى  
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى﴾  
بِالْخَلْفِ.

اور کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہ تردی کے معنی ہیں مر گیا یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿اِذَا تَرَدَّى﴾ اور تلطی کے معنی ہیں جوش مارتی یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿نَارًا تَلَطَّى﴾ اور عبید نے اس کو تلطی پڑھا ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَرَدَّى﴾ مَاتَ وَ  
﴿تَلَطَّى﴾ تَوَهَّجَ وَقَرَأَ عُيَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ  
تَلَطَّى.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ قسم ہے دن کی جب روشن ہو۔

بَابُ ﴿وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى﴾.

۳۵۶۲۔ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے چند ساتھیوں سے شام میں داخل ہوا سو ابو درداء رضی اللہ عنہ نے ہم کو سنا اور ہمارے پاس آئے سو کہا کہ کیا

۴۵۶۲۔ حَدَّثَنَا قَيْصَةُ بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا  
سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ  
عَلْقَمَةَ قَالَ دَخَلْتُ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ

تم میں کوئی قاری ہے؟ ہم نے کہا ہاں! کہا تم میں بڑا قاری کون ہے؟ سوانہوں نے میری طرف اشارہ کیا، کہا کہ پڑھ سو میں نے پڑھا ﴿واللیل اذا یغشی والنہار اذا تجلی والذکر والانثی﴾ یعنی مخالف مشہور قرأت کے کہ وہ ﴿وما خلق الذکر والانثی﴾ ہے تو کہا تو نے اس کو اپنے ساتھ کے منہ سے سنا ہے؟ میں نے کہا ہاں! ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے منہ مبارک سے سنا ہے اور یہ لوگ ہم پر انکار کرتے ہیں۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ قسم ہے ساتھ پیدا کرنے نر اور مادہ کے۔

۳۵۶۳۔ حضرت ابراہیم سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھی ابودرداء رضی اللہ عنہ پاس آئے یعنی ملک شام میں سو ابودرداء رضی اللہ عنہ نے ان کو تلاش کیا سوان کو پایا سو کہا کہ تم میں سے کون ایسا ہے جو قرآن کو عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت پر پڑھے؟ ہم نے کہا ہم سب اسی کی قرأت پر پڑھتے ہیں، کیا تم میں زیادہ تر یاد رکھنے والا کون ہے؟ تو سب نے علقمہ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ہم سب میں زیادہ یاد رکھنے والا ہے کہا کہ تو نے عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو کس طرح پڑھتے سنا ہے ﴿واللیل اذا یغشی﴾ کہا علقمہ رضی اللہ عنہ نے ﴿والذکر والانثی﴾ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس طرح پڑھتے تھے اور یہ لوگ یعنی اہل شام چاہتے ہیں کہ میں پڑھوں ﴿وما خلق الذکر والانثی﴾ قسم ہے اللہ کی میں ان کی پیروی نہیں کروں گا۔

قائد: اور اس میں بیان واضح ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت ﴿والذکر والانثی﴾ ہے اور ایک روایت میں اس سے ﴿والذی خلق الذکر والانثی﴾ آیا ہے اور یہ قرأت شاذ ہے اور یہ جو کہا قسم ہے اللہ کی میں اس کی

عَبْدُ اللَّهِ الشَّامَ فَسَمِعَ بِنَا أَبُو الدَّرْدَاءِ قَاتَانَا فَقَالَ أَفِيكُمْ مَنْ يَقْرَأُ فَقُلْنَا نَعَمْ قَالَ فَأَيُّكُمْ أَقْرَأُ فَأَشَارُوا إِلَيَّ فَقَالَ اقْرَأُ فَقَرَأْتُ ﴿وَاللَّيْلُ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارُ إِذَا تَجَلَّى﴾ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى قَالَ أَنْتَ سَمِعْتَهَا مِنْ فِی صَاحِبِكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَأَنَا سَمِعْتُهَا مِنْ فِی النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ لَا يَأْتُونَ عَلَيْنَا.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى﴾.

۴۵۶۲۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قَدِمَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ عَلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ فَطَلَبَهُمْ فَوَجَدَهُمْ فَقَالَ أَيُّكُمْ يَقْرَأُ عَلَى قِرَاءَةِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُلُّنَا قَالَ فَأَيُّكُمْ أَحْفَظُ فَأَشَارُوا إِلَى عَلْقَمَةَ قَالَ كَيْفَ سَمِعْتَهُ يَقْرَأُ ﴿وَاللَّيْلُ إِذَا يَغْشَى﴾ قَالَ عَلْقَمَةُ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى قَالَ أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ هَكَذَا وَهُوَ لَا يُرِيدُونِي عَلَى أَنْ أَقْرَأَ ﴿وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى﴾ وَاللَّهُ لَا أَتَابِعُهُمْ.



پیروی نہیں کروں گا تو یہ زیادہ تر ظاہر ہے پہلی روایت سے کہ اس میں ہے کہ یہ لوگ ہم پر انکار کرتے ہیں پھر یہ قرأت نہیں منقول ہے مگر اس شخص سے جو اس جگہ مذکور ہے یعنی ابو درداء رضی اللہ عنہ وغیرہ سے اور ان کے سوا سب لوگوں کی یہ قرأت ہے ﴿وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنثَى﴾ اور اسی پر قرار پا چکا ہے امر باوجود قوی ہونے سند اس کی کے ابو درداء رضی اللہ عنہ تک اور جو اس کے ساتھ مذکور ہے اور شاید یہ اس شخص سے مروی ہے جس کی قرأت منسوخ ہو چکی ہے اور نہیں پہنچا ہے منسوخ ہونا ابو درداء رضی اللہ عنہ کو اور جو اس کے ساتھ مذکور ہے اور عجیب یہ ہے کہ کوفے کے قاریوں نے اس قرأت کو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور علقمہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اور کوفے والوں کی قرأت انہیں دونوں کی طرف پہنچتی ہے پھر کوفے والوں میں سے کسی نے قرآن کو اس قرأت سے نہیں پڑھا اور اسی طرح شام والوں نے قرأت کو ابو درداء رضی اللہ عنہ سے لیا ہے اور کسی نے ان میں سے اس کو اس قرأت سے پڑھا ہے پس یہ قوی کرتا ہے اس کو کہ یہ قرأت منسوخ ہے، یعنی ﴿وَالذَّكَرَ وَالْأُنثَى﴾۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى﴾۔ باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں سو بہر حال جس نے دیا اور ڈر رکھا۔

۳۵۶۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بقیع الغرقہ (مقبرہ اہل مدینہ) میں ایک جنازے میں تھے سو فرمایا کہ تم میں سے ایسا کوئی نہیں مگر کہ اس کا ٹھکانہ جنت سے اور اس کا ٹھکانہ دوزخ سے لکھا گیا ہے یعنی بہشتی لوگ اور دوزخی اللہ کے نزدیک مقرر ہو چکے ہیں، تو اصحاب نے کہا کہ یا حضرت! ہم اپنے لکھے پر کیوں نہ اعتماد کریں یعنی تقدیر کے روبرو عمل کرنا بے فائدہ ہے جو قسمت میں ہے سو ہو گا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ عمل کیے جاؤ اس واسطے کہ ہر آدمی کو وہی آسان معلوم ہوگا جس کے واسطے وہ پیدا کیا گیا سو بہر حال جو نیک بختوں سے ہوگا تو وہ جلدی نیک کام کے واسطے مستعد ہو جائے گا اور جو بد بختوں سے ہوگا تو وہ جلدی سے بد کام پر تیار ہو جائے گا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی اس کلام کی سند قرآن سے پڑھی کہ اللہ فرماتا ہے جس نے خیرات کی اور ڈر رکھا اور بہتر بات یعنی اسلام کو سچا جانا تو

۴۵۶۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَقِيعِ الْغَرْقَدِ فِي جَنَازَةٍ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نَتَكَلَّمُ فَقَالَ اِعْمَلُوا فِكُلُّ مُيَسَّرٌ ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى فَسَنِيَرُهُ لِلْيُسْرَى وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى فَسَنِيَرُهُ لِلْعُسْرَى﴾

اس پر ہم آسان کر دیں گے نیکی کرنا اور جو بخیل ہوا اور بے پرواہ بنا اور اس نے نیک دین کو جھٹلایا تو اس پر ہم آسان کر دیں گے کفر کی سخت راہ۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب القدر میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب قَوْلِهِ «وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى»۔  
باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں اور سچا جانا بہتر بات کو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے پھر ذکر کی ساری حدیث۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا قُعُودًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ نَحْوَهُ.

باب قَوْلِهِ «فَسَيُسِّرُهُ لِلْيُسْرَى»۔

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں سو ہم اس پر آسان کر دیں گے نیکی کرنا۔

۴۵۶۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک جنازے میں تھے سوا یک لکڑی لے کر زمین کھودنے لگے سو فرمایا کہ کوئی تم میں سے ایسا نہیں مگر کہ اس کا ٹھکانہ بہشت یا دوزخ سے لکھا گیا ہے لوگوں نے عرض کیا یا حضرت! کیا ہم لکھے پر اعتماد نہ کریں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عمل کیے جائے اس واسطے کہ ہر آدمی کو وہی کام آسان معلوم ہوگا جس کے واسطے وہ پیدا ہوا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سو بہر حال جس نے خیرات کی اور ڈر رکھا اور سچا جانا بھلی بات کو، اخیر آیت تکلمہ شعبہ نے اور حدیث بیان کی مجھ سے ساتھ اس کے منصور نے سو میں انکار کرتا اس کو سلیمان کی حدیث سے۔

۴۵۶۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ فِي جَنَازَةٍ فَأَخَذَ عُودًا يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ أَوْ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نَتَكَلَّفُ قَالَ إِعْمَلُوا فِكُلُّ مَيْسَرٍ «فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى» الْآيَةُ قَالَ شُعْبَةُ وَحَدَّثَنِي بِهِ مَنْصُورٌ فَلَمْ أُنْكِرْهُ مِنْ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ.

باب ہے اللہ اس قول کی تفسیر میں کہ اور جو بخیل ہوا اور بے پرواہ بنا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى﴾.

۴۵۶۶۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے سو فرمایا کہ تم میں کوئی نہیں مگر کہ اس کا ٹھکانہ بہشت سے اور اس کا ٹھکانہ دوزخ سے لکھا گیا ہے ہم نے کہا یا حضرت! کیا پس ہم اپنے عملوں پر اعتماد نہ کریں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا نہ عمل کیے جاؤ اس واسطے کہ ہر شخص کو وہی آسان معلوم ہو گا جس کے واسطے وہ پیدا ہوا پھر حضرت ﷺ نے اس کلام کی سند قرآن سے پڑھی سو جس نے خیرات کی اور ڈر رکھا اور سچا جانا نیک بات کو تو اس پر ہم آسان کر دیں گے نیکی کرنا، آخر آیت تک۔

۴۵۶۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نَتَكَلَّفُ قَالَ لَا اْعْمَلُوا فِكُلُّ مُيسِّرٌ ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى فَسَنِيسِرُهُ لِلْيُسْرَى﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿فَسَنِيسِرُهُ لِلْيُسْرَى﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں اور اس نے جھوٹا جانا نیک بات کو۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَكَذَبَ بِالْحُسْنَى﴾.

۴۵۶۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم بقیع غرقہ میں ایک جنازے میں تھے سو ہمارے پاس حضرت ﷺ آئے سو بیٹھے اور ہم آپ کے ارد گرد بیٹھے اور آپ ﷺ کے پاس پشت خارتھی سو آپ نے سر نیچے ڈالا اور اپنے پشت خار سے زمین کھودنے لگے پھر فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا نہیں مگر کہ اس کا مکان بہشت اور دوزخ سے لکھا گیا ہے اور مگر کہ لکھا گیا ہے نیک بخت یا بد بخت تو ایک مرد نے کہا یا حضرت! کیا ہم اپنے لکھے پر اعتماد نہ کریں اور عمل چھوڑیں سو سو جو نیک بختوں میں سے ہو گا تو وہ نیک بختوں کی طرف پھرے گا اور جو بد بختوں میں سے ہو گا وہ بد بختوں کی طرف پھرے گا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا سو جو نیک بختوں میں سے ہو گا تو اس

۴۵۶۷۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّلْمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا فِي جَنَازَةٍ فِي بَقِيعِ الْغُرَقِدِ فَأَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ وَقَعَدْنَا حَوْلَهُ وَمَعَهُ مِخْصَرَةٌ فَتَكَّسَ فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِمِخْصَرَتِهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ وَمَا مِنْ نَفْسٍ مَنفُوسَةٍ إِلَّا كُتِبَ مَكَانُهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَإِلَّا قَدْ كُتِبَتْ شَقِيَّةٌ أَوْ سَعِيدَةٌ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نَتَكَلَّفُ عَلَى كِتَابِنَا.

کو نیک بختوں کے عمل آسان معلوم ہوں گے اور جو بد بختوں میں سے ہوگا تو اس کے واسطے بد بختوں کے عمل آسان معلوم ہوں گے پھر حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی سو جس نے خیرات کی اور ڈر رکھا اور سچا جانا بھلی بات کو۔

وَنَدَّعِ الْعَمَلُ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيَصِيرُ إِلَى عَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاءِ فَسَيَصِيرُ إِلَى عَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ قَالَ أَمَّا أَهْلُ السَّعَادَةِ فَيَسْرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ وَأَمَّا أَهْلُ الشَّقَاوَةِ فَيَسْرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاءِ ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَأَمَّا مَنْ أُعْطِيَ وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى﴾ الْآيَةُ.  
بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَسَيُسِيرُهُ لِلْعُسْرَى﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں تو ہم اس پر آسان کر دیں گے کفر کی سخت راہ۔

۴۵۶۸ - حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ فَأَخَذَ شَيْئًا فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِهِ الْأَرْضَ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نَتَّكِلُ عَلَى كِتَابِنَا وَنَدَّعِ الْعَمَلَ قَالَ إِعْمَلُوا فِكُلُّ مُيَسَّرٍ لِمَا خُلِقَ لَهُ أَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَيَسْرُ لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاءِ فَيَسْرُ لِعَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَأَمَّا مَنْ أُعْطِيَ وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى﴾ الْآيَةُ.

۴۵۶۸۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں تھے سو حضرت ﷺ نے کچھ چیز لی اور اس کے ساتھ زمین کو کھودنے لگے سو فرمایا کہ تم میں سے کوئی نہیں مگر کہ اس کا ٹھکانہ دوزخ سے اور اس کا ٹھکانہ بہشت سے لکھا گیا ہے لوگوں نے کہا یا حضرت! کیا ہم اپنے لکھے پر اعتماد نہ کریں اور عمل چھوڑ دیں؟ فرمایا عمل کیے جاؤ اس واسطے کہ ہر آدمی کو وہی آسان معلوم ہوگا جس کے واسطے وہ پیدا کیا گیا اور بہر حالی جو نیک بختوں میں سے ہوگا تو اس کو نیک بختوں کے عمل آسان معلوم ہوں گے اور جو بد بختوں میں سے ہوگا تو اس کو بد بختوں کے عمل آسان معلوم ہوں گے پھر یہ آیت پڑھی سو جس نے خیرات کی اور ڈر رکھا اور سچا جانا بھلی بات کو، آخر آیت تک۔

## سُورَةُ الضَّحٰی

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿إِذَا سَجَى﴾ اِسْتَوَى  
وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿سَجَى﴾ اُظْلَمَ وَسَكَنَ.

﴿عَائِلًا﴾ ذُو عِيَالٍ.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى﴾.

۴۵۶۹ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدُبَ بْنَ سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ اشْتَكَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَقْمُ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَجَاءَتْ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي لَأَرَجُو أَنْ يَكُونَ شَيْطَانُكَ قَدْ تَرَكَكَ لَمْ أَرَهُ قَرِيبَكَ مُنْذُ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَالضُّحَى وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى﴾.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى﴾ تَقْرَأُ بِالتَّشْدِيدِ وَالتَّخْفِيفِ بِمَعْنَى وَاحِدٍ مَا تَرَكَكَ رَبُّكَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا تَرَكَكَ وَمَا أَبْغَضَكَ.

۴۵۷۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا

## سُورَةُ ضَحٰی کی تفسیر کا بیان

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں اور قسم ہے رات کی کہ سچی کے معنی ہیں جب برابر ہو ساتھ دن کے اور اس کے غیر نے کہا کہ اس کے معنی ہیں جب اندھیرا کرے اور آرام پکڑے۔

عائلا کے معنی ہیں عیال دار اور کہا فراء نے کہ ضحی کے معنی ہیں سب دن اور عائلا کے معنی ہیں فقیر۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہیں چھوڑا تجھ کو تیرے رب نے اور نہ دشمن رکھا۔

۴۵۶۹ - حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئے سو دو تین رات نہ اٹھے تو ایک عورت آئی تو اس نے کہا کہ اے محمد! بیشک میں امید رکھتی ہوں کہ تیرے شیطان یعنی جبریل علیہ السلام نے تجھ کو چھوڑ دیا ہو میں اس کو نہیں دیکھتی کہ دو تین رات سے تیرے پاس آیا ہو سو اللہ نے یہ آیت اتاری قسم ہے دن کی اور رات کی جب چھا جائے نہیں چھوڑا تجھ کو تیرے رب نے اور نہ دشمن جانا۔

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں جو باب میں مذکور ہے اور پڑھا جاتا ہے ماودعک ساتھ تشدید دال اور تخفیف اس کی کے اور دونوں کے معنی ایک ہیں اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اس کے معنی ہیں نہیں چھوڑا تجھ کو اللہ نے اور نہ دشمن رکھا۔

۴۵۷۰ - حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت

نے کہا یا حضرت! میں نہیں دیکھتی تیرے ساتھی کو مگر کہ گردانا ہے تجھ کو دیر کرنے والا قرأت میں یعنی اس واسطے کہ دیر کرنا اس کا پڑھانے میں لازم پکڑتا ہے دیر دوسرے کی کو قرأت میں یعنی تیرے پاس قرآن نہیں لاتا سو یہ آیت اتری ﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى﴾۔

مَحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ  
الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدُبًا  
الْبَجَلِيَّ قَالَتْ إِمْرَأَةٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أُرَى  
صَاحِبَكَ إِلَّا أَبْطَاكَ فَتَزَلْتُ ﴿مَا وَدَّعَكَ  
رَبُّكَ وَمَا قَلَى﴾۔

فائدہ: ذکر کی ہے بخاری رحمہ اللہ بیچ سب نزول اس کے حدیث جندب رضی اللہ عنہ کی اور یہ کہ یہی ہے سبب حضرت ﷺ کی بیماری کا اور اس کے سوائے نزول کے سبب اور کئی وارد ہوئے ہیں لیکن کوئی روایت ان میں سے ثابت نہیں اور حق یہ ہے کہ فترت یعنی وحی کا چند روز نہ آنا جو مذکور ہے بیچ سبب نزول والضحیٰ کے غیر اس فترت کا ہے جو مذکور ہے بیچ ابتدا وحی کے اس واسطے کہ اس وقت بہت مدت تک بیچ میں وحی نہ آئی تھی اور اس وقت تو صرف دو یا تین رات نہ آئی تھی سو بعض راویوں نے دونوں کو ایک سمجھ لیا اور حقیقت حال وہ ہے جو میں نے بیان کی اور ابن اسحاق نے سیرہ میں والضحیٰ کے نزول کا اور سبب بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب مشرکوں نے حضرت ﷺ سے ذوالقرنین اور روح وغیرہ کا حال پوچھا تو حضرت ﷺ نے ان کو جواب کا وعدہ کیا اور انشاء اللہ نہ کہا تو جبریل علیہ السلام بارہ یا تیرہ دن نہ آئے سو حضرت ﷺ کا سینہ تنگ ہوا اور مشرکوں نے کلام کیا تو اترے جبریل علیہ السلام ساتھ سورہ والضحیٰ کے اور جواب اس ٹیڑھ کے کہ انہوں نے پوچھے اور ذکر سورہ والضحیٰ کا اس جگہ بعید ہے لیکن جائز ہے کہ دونوں قصوں کا زمانہ آپس میں قریب قریب ہو سو اس سبب سے بعض راویوں نے ایک قصے کو دوسرے کے ساتھ جوڑ دیا ہے اور نہ تھا بیچ ابتدا پیغمبری کے دونوں میں سے کوئی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ بہت مدت اس سے پیچھے تھا مناسب ہے کہ مراد عورت سے پہلی حدیث میں ابولہب کی عورت ہو جس کا خطاب حمالة الحطب ہے اور مراد عورت سے دوسری حدیث میں خدیجہ رضی اللہ عنہا ہو حضرت ﷺ کی بیوی اور ظاہر یہ ہے کہ دونوں نے یہ بات کہی ہوگی لیکن ابولہب کی بیوی چونکہ کافرہ تھی اس واسطے اس نے فرشتے کو شیطان سے تعبیر کیا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے مسلمان ہونے کی جہت سے اس کو صاحب سے تعبیر کیا لیکن ابولہب کی عورت نے یہ بات خوش ہونے کے سبب سے کہی اور خدیجہ رضی اللہ عنہا نے غم خواری کے سبب سے کہی اور جائز ہے یہ سب تصرف راویوں کا ہو یعنی کسی راوی نے اس کو شیطان سے تعبیر کیا ہو اور کسی نے صاحب سے اس واسطے کہ مخرج دونوں طریق کا ایک ہے۔ (فتح)

سورۃ النشراح کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ النَّاشِرِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَزَرَكَ﴾ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ وزرک سے مراد وہ بوجھ ہے جو جاہلیت کے وقت میں یعنی پیغمبر ہونے سے پہلے تھا۔

فائدہ: اور لفظ فی الجاہلیت کا متعلق ہے ساتھ وزر کے یعنی وہ وزر کہ کائن ہے جاہلیت میں اور نہیں متعلق ہے ساتھ وضع کے کہا کرمانی نے کہ مراد ترک افضل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ بھول چوک ہے۔

انقض کے معنی ہیں جس نے بھاری کی تیری پیٹھ یعنی

انقض ﴿انقض ظھرك﴾

کہا ابن عیینہ نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿ان مع العسر یسرا﴾ کہ مراد ہے کہ اس مشکل کے ساتھ اور آسانی ہے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ نہیں انتظار کرتے تم ساتھ ہمارے مگر ایک دو بھلائیوں میں سے اور نہیں غالب ہوتی کبھی ایک مشکل دو آسانیوں پر۔

﴿مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ أَمَى مَعَ ذَلِكَ الْعُسْرِ يُسْرًا آخَرَ كَقَوْلِهِ ﴿هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا إِلَّا إِحْدَى الْحُسَيْنَيْنِ﴾ وَلَنْ يَغْلِبَ عُسْرُ يُسْرَيْنِ۔

فائدہ: اور یہ مصیر ہے ابن عیینہ سے طرف قاعدہ نحو یوں کی کہ جب نکرہ دوہرایا جائے تو ہوتا ہے غیر پہلے کا اور موقع تشبیہ کا یہ ہے کہ جیسے ثابت ہوا ہے واسطے مسلمانوں کے متعدد ہونا نیکیوں کا اس طرح کہ ثابت ہوا ہے واسطے ان کے متعدد ہونا آسانیوں کا یا اس کا مذہب یہ ہے کہ مراد ساتھ ایک آسانی کے ظفر ہے اور ساتھ دوسری کے ثواب، پس ضروری ہے واسطے ایماندار کے ایک دونوں میں سے اور یہ جو کہا کہ نہیں غالب ہوتی کبھی ایک مشکل دو آسانیوں پر تو یہ حدیث مرفوع ہے روایت کیا ہے اس کو ابن مردویہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ اللہ نے میری طرف وحی بھیجی کہ بیشک ساتھ ہر مشکل کے آسانی ہے اور کبھی غالب نہیں ہوتی ایک مشکل دو آسانیوں پر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر مشکل کسی سوراخ میں ہوتی تو آسانی اس میں بھی داخل ہوتی یہاں تک کہ اس کو باہر نکالتی اور ہرگز نہیں غالب ہوگی ایک مشکل دو آسانیوں پر اور دونوں کی سند ضعیف ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ذکر کیا گیا ہے واسطے ہمارے کہ حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب کو اس آیت کے ساتھ بشارت دی اور فرمایا کہ کبھی غالب نہیں ہوگی ایک مشکل دو آسانیوں پر اگر اللہ نے چاہا۔ (فتح)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿فَانْصَبْ﴾ فِي حَاجَتِكَ إِلَى رَبِّكَ۔ اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے اللہ کے اس قول میں ﴿فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَب﴾ کہ جب تو دنیا کے کام و کاج سے فارغ ہو تو محنت کر اپنی حاجت میں اپنے رب کی طرف یعنی عبادت میں محنت کر۔

اور ذکر کیا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں کہ کیا نہیں کھولا ہم نے واسطے تیرے سینہ تیرا کہ کھولا

وَيَذْكُرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ﴾ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ

اللہ نے سینہ آپ واسطے اسلام کے۔

لِلْإِسْلَامِ

فائدہ: نہیں ذکر کی بخاری رحمہ اللہ نے اس سورت کی تفسیر میں کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں وہ حدیث جو روایت کی ہے طبری نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے ابوسعید کی حدیث سے ساتھ رفع کے کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آیا سو کہا کہ تیرا رب کہتا ہے کہ کیا تو جانتا ہے کہ میں نے تیرا ذکر کس طرح بلند کیا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا اللہ خوب جانتا ہے، کہا کہ جب میں ذکر کیا جاؤں تو میرے ساتھ تو بھی ذکر کیا جائے گا اور ذکر کیا ہے ترمذی نے اس کی تفسیر میں قصہ حضرت ﷺ کے سینے کھولنے کا رات معراج کی رات۔ (فتح)

سورہ تین کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ النَّاسِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ هُوَ النَّاسِ وَالزَّيْتُونُ الَّذِي يَأْكُلُ النَّاسُ

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ مراد ہے تین اور زیتون سے جو لوگ کھاتے ہیں اور تین کے معنی ہیں انجیر یعنی وہ میوہ جو لوگ کھاتے ہیں۔

فائدہ: اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تین سے مراد مسجد نوح علیہ السلام کی ہے جو جدی پہاڑ پر بنی ہوئی ہے اور ربیع بن انس سے روایت ہے کہ تین سے مراد وہ پہاڑ ہے جس پر تین ہے اور زیتون سے مراد وہ پہاڑ ہے جس پر زیتون ہے اور محمد بن کعب سے روایت ہے کہ تین مسجد اصحاب کہف کی ہے اور زیتون سے مراد مسجد بیت المقدس کی ہے۔ (فتح)

يُقَالُ ﴿فَمَا يُكَذِّبُكَ﴾ فَمَا الَّذِي يُكَذِّبُكَ بَأَنَّ النَّاسَ يَدَانُونَ بِأَعْمَالِهِمْ كَأَنَّهُ قَالَ وَمَنْ يَقْدِرُ عَلَى تَكْذِيبِكَ بِالْثَّوَابِ وَالْعِقَابِ.

کہا جاتا ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿فَمَا يُكَذِّبُكَ﴾ کہ کیا چیز ہے جو باعث ہے تجھ کو اس کے جھٹلانے پر کہ لوگ اپنے عملوں کا بدلہ پائیں گے گویا کہ کہا کہ کون ہے قادر اس پر کہ باعث ہو تجھ کو اس پر کہ تو ثواب اور عقاب کو جھوٹا جانے۔

فائدہ: کہا جاتا ہے کہ مخاطب ساتھ اس کے انسان مذکور ہے کہا گیا کہ یہ بطور التفات کے ہے اور یہ مروی ہے مجاہد رحمہ اللہ سے یعنی کسی چیز نے ٹھہرایا ہے تجھ کو کاذب اس واسطے کہ جب تو نے جزا کو جھٹلایا تو تو جھوٹا ہو گیا اس واسطے کہ ہر حق کو جھٹلانے والا جھوٹا ہے اور یہ جو اللہ نے فرمایا ﴿اسفل سافلين الا الذين آمنوا﴾ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو قرآن کو پڑھے وہ نکی عمر کی طرف نہیں پھیرا جاتا اور یہی مطلب ہے اللہ کے اس قول کا کہ پھر پھیرا ہم نے اس کو بچوں سے نیچے مگر جو ایمان لائے یعنی جنہوں نے قرآن کو پڑھا۔ (فتح)

۴۵۷۱ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا  
۴۵۷۱ - حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک سفر میں تھے تو آپ نے نماز عشاء کی ایک رکعت میں

شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ



سورہ تین پڑھی یعنی پہلی رکعت میں سورہ تین پڑھی اور دوسری رکعت میں سورہ قدر پڑھی۔

الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي سَفَرٍ فَقَرَأَ فِي الْعِشَاءِ فِي إِحْدَى الرَّكَعَتَيْنِ بِالتَّيْنِ وَالزُّيْتُونِ ﴿تَقْوِيمٌ﴾ الْخَلْقِ

### سورہ اقرأ کی تفسیر کا بیان

### سُورَةُ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ

فائدہ: صاحب کشف نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ سب قرآن سے پہلے پہلے یہ سورت اتری اور اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ پہلے پہل سورت فاتحہ اتری اور اکثر اماموں کا مذہب پہلا ہے اور جس کو منسوب کیا ہے صاحب کشف نے طرف اکثر کے وہ نہایت کم اور تھوڑے لوگوں کا قول ہے بہ نسبت پہلوں کے جو سورہ اقرأ کے اول اترنے کے قائل ہیں۔

یعنی حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہا کہ لکھ قرآن میں سورہ فاتحہ سے اول بسم اللہ الرحمن الرحیم درمیان ہر دو سورتوں کے لکیر یعنی علامت کہ دو سورتوں کے درمیان فرق اور جدائی کرے۔

وَقَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَتِيقٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ أَكْتُبُ فِي الْمُصْحَفِ فِي أَوَّلِ الْإِمَامِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَاجْعَلْ بَيْنَ السُّورَتَيْنِ خَطًا.

فائدہ: کہا داؤدی نے اور قول اس کا کہ لکیر ڈال اگر مراد فقط لکیر بسم اللہ کے بغیر ہے تو یہ ٹھیک نہیں واسطے اتفاق اصحاب کے اوپر لکھنے بسم اللہ کے درمیان ہر دو سورتوں کے سوائے سورہ برأت کے اور اگر مراد ساتھ امام کے اول ہر سورت کے ہے سو ڈالی جائے لکیر ساتھ بسم اللہ کے تو یہ خوب ہے سوا لائق تھا کہ سورہ برأت کو مستثنیٰ کیا جاتا کہا کرمانی نے معنی اس کے یہ ہیں کہ فقط سورت فاتحہ کے اول میں بسم اللہ لکھ اور ڈال درمیان ہر دو سورتوں کے لکیر واسطے فاصلہ کے اور یہ مذہب حمزہ کا ہے ساتھ قاریوں سے میں کہتا ہوں کہ منقول یہ حمزہ سے قرأت میں ہے یعنی پڑھنے میں سے نہ لکھنے میں اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ جب مشروع کیا گیا ہے اول اس سورت کا ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے کہ پڑھ اپنے رب کے نام سے تو ارادہ کیا اس نے یہ کہ بیان کرے کہ نہیں واجب ہے بسم اللہ سچ اول ہر سورت کے بلکہ جو قرآن کے اول ابتدا میں ایک بار بسم اللہ پڑھ لے تو کفایت کرتا ہے اس کو یہ سچ بجالانے اس امر کے ہاں استنباط کیا ہے سبکی نے اس امر سے ثابت ہونا بسم اللہ کا سچ ابتدا فاتحہ کے کہ یہ امر قرآن سے پہلے پہل اتر اسوا اول جگہ بجالانے حکم اس کے کی اول قرآن کا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿نَادِيَةً﴾ عَشِيرَتَهُ. اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ نادیہ سے مراد قریبی رشتہ دار ہیں

فائدہ: اور یہ تفسیر بالمعنی ہے اس واسطے کہ مدعو اہل نادى ہیں اور نادى مجلس ہے جو پکڑی جاتی ہے واسطے بات چیت کرنے کے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ سَدْعَ الزَّبَانِيَةِ﴾۔

الزَّبَانِيَةِ کے معنی ہیں فرشتے۔

وَقَالَ مَعْمَرٌ ﴿الرُّجْعِيُّ﴾ الْمَرْجِعُ اور کہا معمر نے کہ رجعی کے معنی ہیں مرجع یعنی اس

آیت میں ﴿إِنِ الْمَرْجِعُ﴾ ان الی ربك الرجعی۔

یعنی لنسفعا کے معنی ہیں البتہ ہم پکڑیں گے اور لنسفعا ساتھ نون خفیفہ کے ہے کہا جاتا ہے سفعت بیدہ یعنی میں نے اس کا ہاتھ پکڑا۔

﴿لَنَسْفَعْنَ﴾ قَالَ لَنَأْخُذَنَّ وَلَنَسْفَعَنَّ  
بِالنُّونِ وَهِيَ الْخَفِيفَةُ سَفَعْتُ بِيَدِهِ  
أَخَذْتُ۔

۴۵۷۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا  
اللِّيثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح  
وَحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ مَرْوَانَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ  
بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رَزْمَةَ أَخْبَرَنَا أَبُو  
صَالِحٍ سَلَمُوْنَهُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ عَنْ  
يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ  
أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ  
زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ  
كَانَ أَوَّلَ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّوْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ  
فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْهُ مِثْلَ فَلَقِ  
الصُّبْحِ ثُمَّ حَبَّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ فَكَانَ يَلْحَقُ  
بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّنُ فِيهِ قَالَ وَالتَّحَنُّنُ  
التَّعَبُّدُ اللَّيَالِي ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ  
إِلَى أَهْلِهِ وَيَتَزَوَّدَ لِذَلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى  
خَدِيجَةَ فَيَتَزَوَّدُ بِمِثْلِهَا حَتَّى فُجِنَتْ الْحَقُّ  
وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ

۴۵۷۲ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پہلے پہل جو  
حضرت ﷺ کو کوئی ہوئی سچی خوابیں سونے میں (یعنی سچ  
اول ان چیزوں کے جو ابتدا کی گئیں تھیں ایجاد وحی سے اور  
لیکن مطلق وہ چیز جو آپ ﷺ کی پیغمبری پر دلالت کرتی ہے  
تو اس کے واسطے کئی چیزیں پہلے گزر چکی تھیں جیسے پتھر کا سلام  
کرنا جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے اور سوائے اس کے (سو کوئی  
خواب نہ دیکھتے تھے مگر کہ صبح روشن کی طرح دیکھتے تھے پھر  
آپ کو غلوت پیاری لگی (یہ ظاہر ہے اس میں کہ تھیں سچی  
خوابیں پہلے اس سے کہ آپ کو گوشہ گیری پیاری لگے) سو تھے  
گوشہ گیری کرتے پہاڑ حرا کی غار میں اور کئی کئی راتیں عبادت  
کرتے اور تحنن کے معنی ہیں چند معدود راتیں عبادت کرتے  
(اور ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ ہر سال ماہ رمضان  
میں اعتکاف کرتے تھے اور نہیں وارو ہوئی ہے تصریح ساتھ  
اس کے کہ حضرت ﷺ کی عبادت اس میں کس قسم کی تھی  
بعض کہتے ہیں کہ مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے اور بعض نے کہا  
کہ آپ کی عبادت فکر سے تھی اور احتمال ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا  
نے محض گوشہ گیری کو عبادت کہا ہو اس واسطے کہ لوگوں سے

اِقْرَأْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَنَا بِقَارِي قَالَ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اِقْرَأْ قُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِي فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اِقْرَأْ قُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِي فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ﴾ الْآيَاتِ إِلَى قَوْلِهِ ﴿عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ فَرَجَعَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَجُّفَ بَوَادِرِهِ حَتَّى دَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ فَقَالَ زَمِلُونِي زَمِلُونِي فَرَمَلُوهُ حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ قَالَ لِحَدِيجَةَ أَيُّ خَدِيجَةَ مَا لِي لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي فَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ قَالَتْ خَدِيجَةُ كَلَّا أَبَشِرُ فَوَاللَّهِ لَا يُخْرِيكَ اللَّهُ أَبَدًا فَوَاللَّهِ إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَانْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ حَتَّى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلٍ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيجَةَ أَخِي أَبِيهَا وَكَانَ أَمْرًا تَنْصَرَفِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْقُرْبَى وَيَكْتُبُ مِنَ الْإِنْجِيلِ بِالْعَرَبِيَّةِ مَا

الگ ہونا خاص کر جو باطل پر ہوں جملہ عبادت سے ہے جیسا کہ واقع ہوا ہے واسطے ابراہیم علیہ السلام کے جس جگہ کہا کہ میں جانے والا ہوں اپنے رب کی طرف اور یہ التفات کرنا ہے طرف مسئلہ اصول کے اور وہ یہ ہے کہ کیا حضرت علیہ السلام وحی آنے سے پہلے کسی اگلے پیغمبر کی شریعت کے طور پر عبادت کرتے تھے جمہور نے کہا کہ نہیں اس واسطے کہ اگر تابع ہوتے تو بعید تھا کہ متبوع ہوتے اس واسطے کہ اگر ہونا تو منقول ہوتا جس کی طرف منسوب ہوتے اور بعض کہتے ہیں کہ ہاں اور اختیار کیا ہے اس کو ابن حاجب نے اور اختلاف کیا ہے اس کے تعین میں آٹھ قول پر بعض نے کہا کہ آدم علیہ السلام کی شریعت کے تابع تھے اور بعض کہتے ہیں کہ نوح علیہ السلام کے تابع تھے اور بعض نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام کے تابع تھے اور بعض نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے تابع تھے اور بعض نے کہا کہ سب پیغمبروں کے تابع تھے اور بعض کچھ اور کہتے ہیں اور قوی تیسرا قول ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے تابع تھے خاص کر جو منقول ہوا ہے لازم پکڑنے آپ کے سے واسطے حج اور طواف کے اور مانند اس کی کے جو باقی نزدیک ان کے شریعت ابراہیم علیہ السلام کی سے اور اللہ خوب جانتا ہے اور یہ پیغمبر ہونے سے پہلے ہے اور بہر حال پیغمبر ہونے سے پیچھے سوان کا بیان ہو چکا ہے) پہلے اس سے کہ اپنے گھر والوں کی طرف پھریں اور اس کے واسطے خرچ لیتے (یہ جملہ معطوف ہے جملہ نکان لیکن باغار حرا پر) پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف پھرتے (خاص کیا خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ ذکر کے اس کے بعد کہ تعبیر کیا ساتھ اہل کے تو یہ تفسیر ہے بعد ابہام کے اور یا اشارہ ہے طرف خاص ہونے خرچ کے ساتھ ہونے اس کے نزدیک اس کے سے سوائے غیر اس

شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكْتَبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ  
عَمِيَ فَقَالَتْ خَدِيجَةُ يَا ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنْ  
ابْنِ أَخِيكَ قَالَ وَرَقَةُ يَا ابْنَ أَخِي مَاذَا  
تَرَى فَأَخْبَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
خَبَرَ مَا رَأَى فَقَالَ وَرَقَةُ هَذَا النَّامُوسُ  
الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى مُوسَى لَيْتَنِي فِيهَا جَذَعًا  
لَيْتَنِي أَكُونُ حَيًّا ذَكَرَ حَرْفًا قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ مُخْرِجِي هُمُ  
قَالَ وَرَقَةُ نَعَمْ لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ بِمَا جِئْتُ بِهِ  
إِلَّا أَوْذَى وَإِنْ يُدْرِكُنِي يَوْمُكَ حَيًّا  
أَنْصُرَكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ  
أَنْ تُوَفِّي وَفَتَرَ الْوَحْيُ فَبَقِيَ حَتَّى حَزَنَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
مُحَمَّدُ بْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ  
عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ  
الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ  
يُحَدِّثُ عَنْ فِتْرَةِ الْوَحْيِ قَالَ فِي حَدِيثِهِ  
بَيْنَا أَنَا أُمَيْشِي سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ  
فَرَفَعْتُ بَصَرِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي  
بِحِرَاءٍ جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيِّ بَيْنَ السَّمَاءِ  
وَالْأَرْضِ فَفَرَّقْتُ مِنْهُ فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ  
رَمَلُونِي رَمَلُونِي فَدَثَرُوهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى  
﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبُّكَ فَكَثِيرٌ  
وَيَا بَلَّكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ قَالَ أَبُو

کے (یعنی بعد تمام ہونے خرچ کے پھر اتنی راتوں کے برابر کا  
خرچ لیتے یہاں تک کہ آپ کے پاس حق آیا یعنی وحی اور  
حالانکہ آپ حرا پہاڑ کی غار میں تھے سو آپ ﷺ کے پاس  
جبریل علیہ السلام فرشتہ آیا سو اس نے کہا کہ پڑھ تو حضرت ﷺ  
نے فرمایا کہ میں تو پڑھا نہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا پھر اس  
نے مجھ کو پکڑا اور سخت دبا یا یہاں تک کہ مجھ کو طاقت نہ رہی  
پھر اس نے مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھ میں نے کہا کہ میں تو  
پڑھا نہیں سو اس نے مجھ کو پکڑ کر دوسری بار دبا یا یہاں تک کہ  
مجھ کو طاقت نہ رہی پھر اس نے مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھ میں  
نے کہا میں تو پڑھا نہیں سو اس نے مجھ کو پکڑ کر تیسری بار دبا یا  
یہاں تک کہ مجھ کو طاقت نہ رہی پھر اس نے مجھ کو چھوڑ دیا اور  
کہا پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو لہو  
کے کو تھڑے سے پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے اللہ کے اس  
قول تک اور سکھایا آدمی کو جو نہ جانتا تھا یعنی مجھ کو یہ آیتیں  
پڑھائیں سو حضرت ﷺ ان کے ساتھ پھرے حضرت ﷺ  
کا دل کانپتا تھا یہاں تک کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے سو فرمایا  
کہ مجھ کو اوڑھاؤ اور مجھ کو اوڑھاؤ تو گھر والوں نے آپ کو  
پکڑا اوڑھایا یہاں تک کہ آپ سے گھبراہٹ دور ہوئی سو  
حضرت ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اے خدیجہ! مجھ کو  
اپنی جان کا خوف ہے اور اس کو سب حال کی خبر دی  
خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ نہیں ہو سکتا آپ خوش ہو جائیے، اللہ  
آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا، آپ برادر پرور ہیں راست  
گو ہیں، محتاج کو دیتے ہیں، عاجز کا کام کر دیتے ہیں اور  
مہمان نوازی کرتے ہیں حق مصیبتوں میں لوگوں کی مدد کرتے  
ہیں سو خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے ساتھ چلی یہاں تک کہ

سَلَمَہُ وَہِیَ الْاَوْثَانُ النَّبِیُّ کَانَ اَہْلُ  
الْجَاهِلِیَّةِ یَعْبُدُوْنَ قَالَ ثُمَّ تَتَابَعُ الْوَحْیُ

آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لائیں اور وہ حضرت  
خدیجہ رضی اللہ عنہا کا چچیر بھائی تھا یعنی حقیقی چچا کا بیٹا اور وہ ایک مرد  
تھا کہ جاہلیت کے وقت میں نصرانی ہو گیا تھا اور عربی کتاب  
لکھتا تھا اور جو اللہ چاہتا انجیل سے عربی میں لکھتا یعنی اس کو  
اس قدر قوت اور استعداد حاصل ہو گئی تھی کہ انجیل سے جو جگہ  
چاہتا عربی اور عبرانی میں لکھتا (کہا داؤدی نے کہ اس نے  
انجیل سے جو عبرانی زبان میں ہے یہ کتاب لکھی جو عربی میں  
ہے) اور وہ بہت بوڑھا اور اندھا ہو گیا تھا خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا  
اے چچا کے بیٹے! اپنے بھتیجے سے سن جو کہتا ہے کہا ورقہ نے  
اے بھتیجے! تو کیا دیکھتا ہے سو حضرت ﷺ نے اس کو خبر دی جو  
دیکھا تو کہا ورقہ نے کہ یہ فرشتہ ناموس ہے جو حضرت  
موسیٰ علیہ السلام پر اترتا تھا یعنی جبریل علیہ السلام کاش میں دعوت کے  
دنوں میں جوان ہوتا! میں زندہ ہوتا! ذکر کیا ورقہ نے ایک  
حرف یعنی جس وقت تیری قوم تجھ کو نکالے گی حضرت ﷺ  
نے فرمایا کیا میری قوم مجھ کو نکال دے گی ورقہ نے کہا ہاں  
نہیں لایا کوئی مرد جو تو لایا مگر کہ اس نے ایذا پائی اور اگر مجھ کو  
تیرے دن یعنی وقت اخراج کے نے زندہ پایا یعنی اگر میں  
اظہار دعوت کے وقت زندہ رہا تو میں تیری قوی مدد کروں گا  
پھر کچھ دیر نہ ہوئی کہ ورقہ فوت ہوا اور وحی بند ہوئی یہاں تک  
کہ حضرت ﷺ غمناک ہوئے اور کہا محمد بن شہاب نے یعنی  
ساتھ سند مذکور کے کہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے مجھ کو خبر دی کہ جابر بن  
عبداللہ رضی اللہ عنہ انصاری نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا اور  
حالانکہ آپ حدیث بیان کرتے تھے وحی کے بند ہونے سے  
حضرت ﷺ نے اپنی حدیث میں فرمایا کہ جس حالت میں کہ  
میں چلا جاتا تھا کہ اچانک میں نے آسمان سے ایک آواز سنی

تو میں نے اپنے سر کو اٹھایا تو اچانک وہی فرشتہ جو حرا پہاڑ کی غار میں آیا تھا آسمان وزمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے تو میں اس سے کانپا خوف کے مارے پھر میں پلٹ آیا یعنی گھر کی طرف تو میں نے کہا کہ مجھ کو کبمل اوڑھاؤ! کبمل اوڑھاؤ! پھر گھر والوں نے آپ کو کبمل اوڑھایا سو اللہ نے یہ آیتیں اتاریں، اے لحاف میں لپٹے! کھڑا ہو اور لوگوں کو عذاب الہی سے ڈرا اور اپنے رب کی بڑائی بول یعنی اللہ اکبر کہہ کے نماز پڑھ اور اپنے کپڑے پاک رکھ اور پلیدی کو چھوڑ، کہا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہ پلیدی سے مراد بت ہے جن کو جاہلیت کے وقت کافر پوجتے تھے پھر بدستور وحی اترنی شروع ہوئی۔

**فائدہ:** ان کے برابر اور راتوں کا خرچہ لیتے احتمال ہے کہ ضمیر راتوں کے واسطے ہو یا خلوت کے یا عبادت کے یا پہلی باریوں کے پھر احتمال ہے کہ ہو مراد یہ کہ خرچ لیتے اور چند دن خلوت کرتے پھر پھر خرچ لے جاتے اور چند دن خلوت کرتے پھر پھرتے اور خلوت کرتے چند دن یہاں تک کہ سارا مہینہ گزر جاتا اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اتنی راتوں کے برابر کا خرچ لیتے جب کہ سال گزر جاتا اور وہ مہینہ آتا جس میں حضرت کی خلوت کرنے کی عادت جاری تھی اور یہ ظاہر تر ہے نزدیک میرے اور لیا جاتا ہے اس سے تیار کرنا خرچ کا واسطے گوشہ گیر کے جب کہ ہو اس طور سے کہ دشوار ہو اس پر حاصل کرنا اس کا واسطے دور ہونے مکان گوشے اس کے شہر سے مثلاً اور یہ کہ نہیں ہے یہ مخالف توکل کے واسطے واقع ہونے اس کے حضرت ﷺ سے بعد حاصل ہونے پیغمبری کے ساتھ سچی خوابوں کے اگرچہ بیداری کے وحی سے اس سے دیر کے بعد آئی شروع اور جب معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ رمضان میں حرا پہاڑ کی غار میں اعتکاف کیا کرتے تھے تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ کہ ماہ رمضان میں پیغمبری حاصل ہوئی اور یہ جو کہا کہ پڑھ تو احتمال ہے کہ ہو یہ امر واسطے تنبیہ اور بیدار کرنے کے واسطے اس چیز کے کہ ڈالی جاتی ہے طرف آپ کی کی اور احتمال ہے کہ اپنے باپ پر بوطلب سے پس استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اور تکلیف مالا یطاق کے فی الحال اگرچہ قادر ہو اس پر اس کے بعد اور یہ جو کہا کہ میں پڑھانہیں تو ایک روایت میں ہے کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس ایک ریشمی ٹکڑا لائے جس میں لکھا ہوا تھا تو کہا کہ پڑھ میں میں نے کہا کہ میں پڑھانہیں، کہا سبیل نے کہ بعض مفسرین نے کہا کہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿الذکر﴾ کتاب لاریب فیہ ﴿اس﴾ میں اشارہ ہے جس کو جبریل علیہ السلام لائے تھے اور یہ جو کہا کہ مجھ کو دبایا تو حکمت اس دبانے میں منہ پھیرنا آپ کا ہے التفات کرنے سے ساتھ اور چیز کے

یا واسطے ظاہر کرنے شدت اور کوشش کے امر میں واسطے تنبیہ کرنے کے اوپر بھاری ہونے قول کے جو ڈالا جائے گا آپ کی طرف پھر جب ظاہر ہوا کہ حضرت ﷺ نے اس پر صبر کیا تو آپ کی طرف ڈالا گیا یعنی قرآن اور یہ اگرچہ بہ نسبت علم اللہ کے حاصل تھا لیکن شاید مراد ظاہر کرنا اس کا ہے واسطے ظاہر کے بہ نسبت حضرت ﷺ کے اور بعض کہتے ہیں تاکہ آزمائے کہ حضرت ﷺ اپنی طرف سے کچھ کہتے ہیں سو جب حضرت ﷺ کچھ نہ لائے تو دلالت کی اس نے کہ وہ اس پر قادر نہیں اور بعض نے کہا کہ ارادہ کیا اللہ نے کہ معلوم کروائے حضرت ﷺ کو کہ پڑھنا آپ کی قدرت سے نہیں اگرچہ کراہ کیے جائیں اوپر اس کے اور بعض نے کہا کہ اس میں حکمت یہ ہے کہ خیال اور وہم اور وسوسہ جسم کی صفات سے نہیں سو جب واقع ہوا یہ واسطے جسم حضرت ﷺ کے تو حضرت ﷺ کو معلوم ہوا کہ یہ اللہ کے حکم سے ہے اور بعض نے ذکر کیا کہ یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اس واسطے کہ کسی پیغمبر سے منقول نہیں کہ ایسا حال اس کے ساتھ ابتدا جی کے نزدیک گزرا ہو اور یہ جو کہا کہ پھر اس نے مجھ کو تیسری بار دہرایا تو اس سے پکڑا جاتا ہے کہ جو ارادہ کرے کسی امر کی تاکید کا اور ظاہر کرنے بیان کا تو وہ اس کو تین بار دوہرائے اور حضرت ﷺ اس طرح کیا کرتے تھے اور شاید حکمت بیچ دوہرانے اس کے کی اشارہ ہے طرف بند ہونے ایمان کے جس کے سبب سے وحی پیدا ہوتی ہے تین باتوں میں قول میں اور عمل میں اور نیت میں اور یہ کہ وحی شامل ہے تین باتوں پر توحید پر اور احکام پر اور قصوں پر اور بیچ مکرر دہانے کے اشارہ ہے طرف تین نعمتیوں کے جو حضرت ﷺ کے واسطے واقع ہوئیں اور وہ بند کرنا آپ کا ہے پہاڑ کے درے میں اور نکلنا آپ کا ہجرت میں اور جو واقع ہوا واسطے آپ کے دن جنگ احد کے اور بیچ تین بار چھوڑنے کے اشارہ ہے طرف حاصل ہونے آسانی کے واسطے آپ کے پیچھے تین بار مذکور کے دنیا میں اور برزخ میں اور آخرت میں اور یہ جو کہا کہ پڑھا اپنے رب کے نام اللہ کے اس قول تک کہ سکھایا آدمی کو جو نہ جانتا تھا تو یہی آیتیں ہیں جو پہلے پہل اتریں برخلاف باقی سورہ کے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ کچھ زمانہ اس کے بعد اتری اور اس میں اختلاف ہے کہ پہلے پہل قرآن کی کون سی آیت اتری، کما تقدم بیانہ فی تفسیر المذثر اور حکمت اس اولیت میں یہ ہے کہ یہ پانچ آیتیں شامل ہیں اوپر مقاصد قرآن کے تو ان میں براءت استہلال ہے اور یہ لائق ہیں اس کے کہ قرآن کا عنوان نام رکھے جائیں اس واسطے کہ عنوان کتاب کا وہ ہے جو جامع ہو اس کے مقاصد کو ساتھ عبارت مختصر کے اس کے اول میں اور بیان اس کا کہ وہ شامل ہیں اوپر مقاصد قرآن کے یہ ہے کہ قرآن کے علوم منحصر ہیں توحید میں اور احکام میں اور اخبار میں اور البتہ شامل ہیں آیتیں اوپر امر قرأت کے اور شروع کرنے کے بیچ اس کے ساتھ بسم اللہ کے اور اس میں اشارہ ہے طرف احکام کے اور ان میں وہ چیز ہے جو متعلق ہے ساتھ توحید رب کے اور ثابت کرنے ذات اس کی کے اور صفات اس کی کے صفت ذات سے اور صفت فعل سے اور ان میں اشارہ ہے طرف اصول دین کے اور ان میں وہ چیز ہے جو متعلق ہے ساتھ اخبار پیغمبروں کے اللہ کے اس قول

سے کہ سکھلایا آدمی کو جو نہ جانتا تھا اور یہ جو کہا کہ پڑھ اپنے رب کے نام سے تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے پہلی نے اس پر کہ حکم کیا جائے ساتھ پڑھنے بسم اللہ کے اول ہر سورت کے لیکن نہیں لازم آتا اس سے کہ ہو آیت ہر سورت سے اور یہ ٹھیک ہے اس واسطے کہ اگر ہر سورت کی آیت ہوتی تو لازم آتا کہ ہو آیت پہلے ہر آیت کے اور حالانکہ اس طرح نہیں اور ابو الحسن بن قصار سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ اس قصے میں رد ہے شافعی پر اس کے اس قول میں کہ بسم اللہ آیت ہے ہر سورت سے اس واسطے کہ یہ پہلی سورت ہے جو اتری اور نہیں اس کے اول میں بسم اللہ لیکن تعاقب کیا گیا ہے یہ قول ابن قصار کا ساتھ اس کے کہ اس میں حکم ہے ساتھ بسم اللہ پڑھنے کے اگرچہ متاخر ہے اتارنا اس کا کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ سورت کی آیتوں کا بترتیب اترنا شرط نہ تھا اور البتہ آیت اترتی تھی سورکھی جاتی تھی مکان میں پہلے اس آیت کے جو اس سے اول اتری پھر اور آیت اترتی تو اس سے پہلے رکھی جاتی یہاں تک کہ قرار پایا امر نے حضرت عائشہؓ کی اخیر عمر میں اس ترتیب پر اور محفوظ یہ ہے کہ پہلے پہلی سورت ﴿اقرا باسم ربك﴾ اتری پھر اس کے بعد سورہ فاتحہ اتری اور یہ جو کہا کہ مجھ کو کپڑا اوڑھاؤ تو کہا حضرت عائشہؓ نے یہ واسطے شدت ہول اس چیز کے لاحق ہوا آپ کو خوف اس امر کے سے اور جاری ہوئی ہے عادت ساتھ دور ہونے لرزہ کے کپڑا لپیٹنے سے اور ایک مرسل روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نکلے اور آسمان سے آواز سنی کہتا ہے اے محمد! تو پیغمبر ہے اور میں جبریل علیہ السلام ہوں سو میں کھڑا ہو کر اس کو دیکھنے لگا سو نہ میں آگے بڑھا اور میں پیچھے ہٹا اور میں آسمان کے کنارے میں دیکھنے لگا سو میں آسمان کی طرف میں نہ دیکھتا تھا مگر کہ اس کو دیکھا اور یہ جو خدیجہؓ نے فرمایا کہ آپ خوش ہو جائیے تو ایک روایت میں ہے کہ اے میرے چچا کے بیٹے خوش ہو جائیے اور ثابت رہیے سو قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جانے ہے کہ میں امیدوار ہوں کہ آپ اس امت کے پیغمبر ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ خدیجہؓ نے فرمایا کہ اے چچا کے بیٹے! کیا تجھ سے ہو سکتا ہے کہ تو مجھ کو اپنے ساتھی کی خبر دے جب کہ آئے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہاں! سو جب جبریل علیہ السلام آئے تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا اے خدیجہ! یہ جبریل علیہ السلام ہے، خدیجہؓ نے فرمایا کہ آپ اٹھ کر میری بانیں ران پر بیٹھ جائیں پھر خدیجہؓ نے فرمایا کہ آپ جبریل علیہ السلام کو دیکھتے ہیں؟ فرمایا ہاں! خدیجہؓ نے فرمایا کہ پھر کر میری دائیں ران پر بیٹھ جائیں پھر اسی طرح پوچھا حضرت عائشہؓ نے اسی طرح جواب دیا پھر خدیجہؓ نے فرمایا کہ پھر کر میری گود میں بیٹھیں پھر اسی طرح پوچھا حضرت عائشہؓ نے اسی طرح جواب دیا پھر خدیجہؓ نے اپنی اوڑھنی اپنے بدن سے اتار ڈالی اور بدن کو ننگا کیا اور حالانکہ حضرت عائشہؓ ان کی گود میں تھے اور کہا خدیجہؓ نے فرمایا کہ اب بھی آپ جبریل علیہ السلام کو دیکھتے ہیں؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا، نہیں! خدیجہؓ نے فرمایا کہ آپ ثابت رہیں سو قسم ہے اللہ کی کہ بیشک وہ فرشتہ ہے اور شیطان نہیں اور دلائل بیہمتی میں ہے کہ خدیجہؓ نے فرمایا کہ وہ حضرت عائشہؓ کو عداس کے پاس لے گئیں اور وہ نصرانی تھا تو اس سے جبریل علیہ السلام کا حال کہا تو اس نے کہا کہ وہ



امین اللہ کا ہے درمیان اس کے اور درمیان پیغمبروں کے پھر آپ کو ورقہ کے پاس لے گئیں اور یہ جو ورقہ نے کہا کہ یہ فرشتہ ناموس ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اترا تو ایک روایت میں ہے کہ ورقہ نے کہا کہ تجھ کو بشارت ہو سو میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ بے شک آپ وہی پیغمبر ہیں جن کی عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی اور بے شک آپ اوپر مثل ناموس موسیٰ علیہ السلام کے ہیں اور بے شک آپ پیغمبر مرسل ہیں اور یہ روایت صریح تر ہے ورقہ کے اسلام میں انجیل میں بھی احکام شرعیہ ہیں اگرچہ اکثر تواتر کے موافق ہیں لیکن بہت چیزیں اس سے منسوخ ہو گئی ہیں ساتھ دلیل اس آیت کے ﴿وَلَا حِلَّ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ﴾ اور یہ جو کہا کہ میں اپنی آنکھ کو آسمان کی طرف اٹھایا تو اس سے لیا جاتا ہے کہ آسمان کی طرف دیکھنا جائز ہے وقت وجود حادث کے اس کی طرف سے اور مستثنیٰ ہے اس سے اٹھانا آنکھ کا طرف آسمان کی نماز میں واسطے ثابت ہونے نہی کے اس سے اور یہ جو کہا کہ مجھ کو کمل اوڑھاؤ تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مجھ پر ٹھنڈا پانی چھڑکنا اور ترمیل اور تدثیر دونوں اصل ہیں مشترک ہیں اگرچہ ان کے درمیان صورت میں مغایرت ہے اور شاید حکمت بیچ ٹھنڈا پانی چھڑکنے کے بعد کمل اوڑھنے کے طلب حصول سکون کی ہے واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے باطن میں خوف سے یا عادت ہے کہ کاٹنے کے بعد بخار آتا ہے اور پہچانا گیا ہے طب نبوی سے علاج اس کا ساتھ پانی ٹھنڈے کے اور یہ جو کہا کہ یہ آیتیں اتری ﴿يَا أَيُّهَا الْمَدَّثِرُ﴾ الخ تو پہچانا جاتا ہے دونوں حدیث کے ایک ہونے سے بیچ نزول ﴿يَا أَيُّهَا الْمَدَّثِرُ﴾ کے پیچھے قول اس کے دثرونی و زمملونی کہ مراد ساتھ زمملونی کے دثرونی ہے اور اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ﴿يَا أَيُّهَا الْمَزْمَلُ﴾ اس وقت اتری اس واسطے کہ اترنا اس کا متاخر ہے ﴿يَا أَيُّهَا الْمَدَّثِرُ﴾ کے اترنے سے بالاتفاق اس واسطے کہ اول ﴿يَا أَيُّهَا الْمَدَّثِرُ﴾ کا امر ہے ساتھ ڈرانے کے اور یہ پیغمبری کی ابتدا میں تھا اور اول مزمل کا حکم ہے ساتھ قیام لیل کے اور ترتیل قرآن کے سو یہ چاہتا ہے کہ بہت قرآن اس سے پہلے اتر اہو اور پہلے گزر چکا ہے کہ پہلے پہل سورہ مدثر کی پہلی آیتیں اتریں ﴿وَالرَّجْزُ فَاهِجٌ﴾ تک اور اس میں محصل ہے اس چیز کا کہ متعلق ہے ساتھ پیغمبری کے سو پہلی آیت میں لگاؤ ہے ساتھ اس حالت کے کہ حضرت ﷺ اس پر تھے کپڑا اوڑھنے سے واسطے اعلام کے ساتھ بڑی ہونے قدران کے اور دوسرے میں امر ہے ساتھ ڈرانے کے کھڑے ہو کر اور حکمت بیچ اختصار کے انذار پر اگرچہ حضرت ﷺ بشارت کے واسطے بھی مبعوث ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں صرف ڈرانے کو ذکر کیا بشارت کو ذکر نہیں فرمایا تو یہ اس واسطے کہ یہ اول اسلام میں تھا سو متعلق انذار کا محقق ہے سو جب کہا مانا جس نے کہا مانا تو یہ آیت اتری ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا﴾ اور تیسری آیت میں بڑائی بیان کرنا ہے رب کی از روئے تعجید اور تعظیم کے اور پانچویں آیت میں دور رہنا ہے اس چیز سے کہ مخالف ہے توحید کو اور جو پھیرے طرف عذاب کی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ﴾ باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ پیدا کیا آدمی کو جنے

ہوئے خون سے۔

۳۵۷۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اول وہ چیز کہ شروع کیے گئے حضرت ﷺ وحی سے سچی خواتین تھیں پھر آپ کے پاس فرشتہ آیا سو اس نے کہا کہ پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو جسے ہوئے خون سے پڑھ اور تیرا رب بزرگ تر ہے۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں پڑھ اور تیرا رب کریم تر ہے۔

۳۵۷۴۔ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۴۵۷۲۔ حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّوْيَا الصَّالِحَةُ فَجَاءَهُ هُ الْمَلَكُ فَقَالَ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ﴾. بَابُ قَوْلِهِ ﴿اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ﴾.

۴۵۷۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّوْيَا الصَّادِقَةُ جَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ﴾. بَابُ قَوْلِهِ ﴿الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اللہ وہ ہے جس نے علم سکھایا قلم کی مدد سے۔

۳۵۷۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پھر حضرت ﷺ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف پھرے اور فرمایا کہ مجھ کو اوڑھاؤ! مجھ کو اوڑھاؤ! اور ذکر کی حدیث۔

۴۵۷۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَدِيجَةَ

فَقَالَ زَمَلُونِي زَمَلُونِي فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

بَابُ قَوْلِهِ «كَلَّا لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا  
بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةً كَآذِيَةِ خَاطِنَةٍ».

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ ہرگز نہیں کہ اگر باز نہ  
آئے گا تو ہم گھسیٹیں گے چوٹی پکڑ کر جیسے چوٹی جھوٹے  
گنہگار کی۔

۴۵۷۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابو جہل  
نے کہا کہ اگر میں محمد ﷺ کو کعبے میں نماز پڑھتے دیکھوں تو  
اپنے پاؤں سے اس کی گردن پکچل ڈالوں گا سو یہ خبر  
حضرت ﷺ کو پہنچی تو فرمایا کہ اگر وہ ایسا کرتا یعنی بے ادبی تو  
اس کو فرشتے پکڑ لیتے۔

۴۵۷۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ  
عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْحَجَرِيِّ عَنْ  
عِكْرَمَةَ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ أَبُو جَهْلٍ لَئِنْ  
رَأَيْتُ مُحَمَّدًا يُصَلِّي عِنْدَ الْكُعْبَةِ لَأَطَّانٌ  
عَلَى عُنُقِهِ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ فَعَلَهُ لَأَخَذْتُهُ الْمَلَائِكَةُ  
تَابِعَهُ عُمَرُو بْنُ خَالِدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ  
عَبْدِ الْكَرِيمِ.

فائدہ: یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مرسل ہے اس واسطے کہ اس نے ابو جہل کے اس قول کا زمانہ نہیں پایا اس لیے  
کہ وہ ہجرت سے تین برس پہلے پیدا ہوئے اور عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن مسجد میں تھا تو ابو جہل آیا  
سو اس نے کہا کہ اللہ کے واسطے مجھ پر نذر ہے کہ اگر میں محمد ﷺ کو مسجد میں دیکھوں گا تو اس کی گردن پکچل ڈالوں  
گا، الحدیث اور یہ جو کہا کہ فرشتے اس کو پکڑ لیتے تو ایک روایت میں ہے کہ بارہ فرشتے زبانہ میں سے اترے ان کے  
سر آسمان پر تھے اور پاؤں زمین پر اور ایک روایت میں ہے کہ اگر یہود موت کو چاہتے تو مر جاتے اور اگر نکلتے وہ  
لوگ جنہوں نے حضرت ﷺ کے ساتھ مباہلہ کا ارادہ کیا تھا تو البتہ پھرتے یعنی اپنے گھروں کی طرف نہ اپنے کھر  
والوں و پاتے نہ مال کو اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پس نہ گھبراہٹ میں ڈالا ان کو کسی چیز نے مگر کہ ابو جہل  
اپنی ایزیوں پر پیچھے ہٹتا ہے اور اپنے ہاتھ سے بچتا ہے تو کسی نے کہا کہ کیا ہے واسطے تیرے؟ تو اس نے کہا کہ میرے  
اور اس کے درمیان آگ کی بھری ہوئی خندق ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر ابو جہل میرے پاس آتا تو فرشتے  
اس کے جواز کو اچک لیتے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سخت ہوا امر بیچ حق ابو جہل کے اور نہیں واقع ہوا مثل اس  
کی بیچ حق عقبہ بن ابی معیط کے جب کہ اس نے اونٹ کی اوجھڑی حضرت ﷺ کی پیٹھ پر اڑائی اور حالانکہ  
حضرت ﷺ نماز پڑھتے تھے، کما تقدم شرحه في كتاب الطهارة اس واسطے کہ اگر وہ وہ دونوں شریک ہیں  
مطلق ایذا دینے میں وقت پڑھنے نماز کے لیکن زیادہ ہوا ہے ابو جہل ساتھ تہدید کے اور ساتھ دعوے اہل اطاعت

اپنی کے اور ساتھ روندنے گردن شریک کے اور اس میں مبالغہ ہے جو چاہتا ہے کہ اس کو جلدی سزا ملے اگر یہ کام کرے اور اس واسطے کہ اونٹ کی اوجھڑی کی ناپاکی تحقیق نہیں ہوئی اور البتہ سزا پائی عقبہ نے ساتھ بد دعا کرنے حضرت ﷺ کے اس پر اور جو شریک ہوا اس کو اس کے فعل میں سوارے گئے جنگ بدر کے دن۔ (فتح)

### سورہ قدر کی تفسیر کا بیان

کہا جاتا ہے کہ مطلع کے معنی ہیں چڑھنا جو ساتھ فتح لام کے ہے اور جو ساتھ زیر لام کے ہے اس کے معنی ہیں وہ جگہ جس سے سورج نکلتا ہے اور مراد اس جگہ پہلے معنی ہیں۔

یعنی اللہ کے قول انا انزلناہ میں ہا سے مراد قرآن ہے یعنی یہ ضمیر قرآن کی طرف راجع ہے اگرچہ اس کا پہلے ذکر نہیں ہوا اور انا انزلناہ لفظ جمع کا ہے اور اتارنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور عرب تاکید کرتے ہیں فعل واحد کو سو اس کو جمع کے لفظ سے بولتے ہیں تاکہ اس میں زیادہ تر ثبوت اور تاکید ہو یعنی واحد متکلم کی جگہ جمع متکلم کا لفظ بولا واسطے زیادہ تر ثبوت اور تاکید کے۔

فائدہ: نہیں ذکر کی امام بخاری رحمہ اللہ نے بیچ تفسیر سورہ قدر کے کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں یہ حدیث من قام لیلۃ القدر وقد تقدم فی اواخر الصیام۔

### سورہ بینہ کی تفسیر کا بیان

منفکین کے معنی ہیں دور ہونے والے اپنی راہ و رسم سے القیمۃ کے معنی ہیں قائم اور یہ جو کہا کہ دین القیمۃ تو مضاف کیا ہے دین کو مؤنث کی طرف۔

۴۵۷۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں تیرے آگے ﴿لَمْ یَكُنْ الذِّینُ کَفَرُوا﴾ کی سورت پڑھوں تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! کیا اللہ نے میرا نام لیا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! سو ابی بن

سُورَةُ اَنَا اَنْزَلْنَاهُ  
يُقَالُ الْمَطْلَعُ هُوَ الطُّلُوعُ وَالْمَطْلَعُ  
الْمَوْضِعُ الَّذِي يُطْلَعُ مِنْهُ.

﴿اَنْزَلْنَاهُ﴾ الْهَاءُ كِنَايَةٌ عَنِ الْقُرْآنِ ﴿اَنَا اَنْزَلْنَاهُ﴾ خَرَجَ مَخْرَجَ الْجَمِيعِ وَالْمَنْزِلُ هُوَ اللَّهُ وَالْعَرَبُ تَوَكَّدَ فِعْلُ الْوَاحِدِ فَجَعَلَهُ بِلَفْظِ الْجَمِيعِ لِيَكُونَ اَنْتَ وَآوَكَّدَ.

سُورَةُ لَمْ يَكُنْ  
﴿مُنْفَكِينَ﴾ زَائِلِينَ.  
﴿قِيمَةً﴾ الْقَائِمَةُ ﴿دِينُ الْقِيمَةِ﴾  
أَضَافَ الدِّينَ إِلَى الْمُؤَنَّثِ.

۴۵۷۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُبَيِّ بْنِ الْأَلَاءِ إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ ﴿لَمْ يَكُنْ الذِّينُ كَفَرُوا﴾ قَالَ

وَسَمَانِي قَالَ نَعَمْ فَبُكِي۔ کعب بن زیدؓ خوشی کے مارے رونے لگے۔

۴۵۷۸۔ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے حضرت ابی بن کعبؓ سے فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں تیرے آگے قرآن کو پڑھوں، ابی بن کعبؓ نے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے واسطے میرا نام لیا ہے حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اللہ نے تیرا نام لیا ہے تو ابی بن کعبؓ خوشی کے مارے رونے لگے، قتادہؓ نے کہا کہ مجھ کو خبر ہوئی کہ حضرت عائشہؓ نے ان کے آگے ﴿لہ یکن الذین کفروا﴾ کی سورت پڑھی۔

۴۵۷۹۔ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے ابی بن کعبؓ سے فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں تجھ کو قرآن پڑھاؤں ابی بن کعبؓ نے کہا کہ کیا اللہ نے آپ کے واسطے میرا نام لیا ہے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ہاں! ابی بن کعبؓ نے کہا اور اللہ کے نزدیک میرا ذکر ہوا؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہاں! تو اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔

فائدہ: ایک روایت میں مطلق قرآن کا ذکر ہے اور ایک روایت میں ﴿لہ یکن الذین﴾ کا ذکر ہے اور تطبیق دونوں روایتوں میں حمل کرنا مطلق کا ہے مقید پر واسطے پڑھنے حضرت عائشہؓ کے ﴿لہ یکن الذین﴾ کو سوائے غیر اس کے کی سو بعض نے کہا کہ حکمت بیچ خاص کرنے اس کے کی ساتھ ذکر کے یہ ہے کہ اس میں ہے ﴿بتلوا صحفا مطهرة﴾ اور بیچ خاص کرنے ابی بن کعبؓ کے تنبیہ ہے ساتھ اس کے کہ وہ اصحاب میں قرآن کے بڑے قاری ہیں اور جب پڑھیں اس پر حضرت عائشہؓ باوجود بڑے ہونے درجے آپ کے تو ہوگا غیر اس کا بطور تابع کے واسطے اس کے اور یہ جو کہا کہ میں تجھ کو قرآن پڑھاؤں یعنی میں تیرے آگے قرآن پڑھتا ہوں تاکہ تجھ کو سکھلاؤں کہ تو کس طرح پڑھا کرے۔ (فتح)

سُورَةُ إِذَا زُلْزِلَتْ  
يُقَالُ ﴿أُوْحٰى لَهَا﴾ أُوْحٰى إِلَيْهَا وَوَحٰى  
سورة زلزال کی تفسیر کا بیان  
ان چاروں لفظوں کے ایک معنی ہیں یعنی اللہ نے اس کی

لَهَا وَوَحَىٰ إِلَيْهَا وَاحِدٌ۔  
طرف وحی بھیجی مجرد اور مزید فیہ دونوں کے ایک معنی ہیں  
اور اس کے معنی یہ ہیں کہ حکم بھیجا زمین کو ٹھہرنے کا سودہ  
ٹھہر گئی۔

بَابُ قَوْلِهِ «فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ  
خَيْرًا يَرَهُ»۔  
باب ہے اس آیت کی تفسیر میں سو جس نے کی ذرہ بھر  
بھلائی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

۴۵۸۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑے تین آدمیوں کے واسطے  
ہیں ایک مرد کے واسطے تو ثواب ہیں اور دوسرے مرد کے  
واسطے پردہ ہیں اور تیسرے مرد پر وبال ہیں سو بہر حال وہ  
شخص کہ اس کے واسطے ثواب ہیں سودہ مرد ہے جس نے  
گھوڑوں کو اللہ کی راہ میں یعنی جہاد کے واسطے باندھ رکھا پھر  
اس کو لمبی رسی میں باندھا کسی چراگاہ یا باغ کے چمن میں سودہ  
اپنی رسی کے اندر چراگاہ یا چمن میں جہاں تک کہ پہنچی اور جتنی  
گھاس کہ چریں تو اس مرد کے واسطے اتنی نیکیاں ہوں گی اور  
اگر گھوڑے اپنے رسی توڑ کر پھر ایک یا دو بار زقند ماریں تو اس  
مرد کے واسطے اس کے پاؤں کی مٹی اور لید نیکیاں ہوں گی اور  
اگر وہ کسی دریا پر گزریں سو ان میں سے پانی پیئیں اگرچہ  
مالک نے ان کے پلانے کا قصد نہ کیا ہو تو بھی ان کے واسطے  
نیکیاں ہوں گی تو ایسے گھوڑے اس مرد کے واسطے ثواب کا  
باعث ہیں اور جو مرد کہ گھوڑوں کو باندھے اس نیت سے کہ  
ان کی سوداگری سے فائدہ اٹھائے اور بیگانی سواری کے  
مانگنے سے بچے پھر وہ اللہ کا حق جو گھوڑوں کی گردنوں اور  
پیشوں میں ہے نہ بھولے یعنی ان کی زکوٰۃ ادا کرے اور  
ضعیفوں کو ان کی سواری سے نہ روکے تو ایسے گھوڑے اس مرد  
کے واسطے پردہ ہیں یعنی باعزت رہا ذلت سے بچا اور جو مرد

۴۵۸۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ  
حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي  
صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ الْخَيْلُ لِثَلَاثَةِ رَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ  
وَعَلَى رَجُلٍ وَزْرٌ فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ  
رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأَطَالَ لَهَا فِي مَرْجٍ  
أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيلِهَا ذَلِكَ فِي  
الْمَرْجِ وَالرَّوْضَةِ كَانَ لَهُ حَسَنَاتٍ وَلَوْ  
أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيلَهَا فَاسْتَنْتَ شَرْقًا أَوْ  
شَرْقِينَ كَانَتْ أَثَارُهَا وَأَرْوَانُهَا حَسَنَاتٍ  
لَهُ وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ  
يُرِدْ أَنْ يَسْقَى بِهِ كَانَ ذَلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ  
فِيهِ لِذَلِكَ الرَّجُلِ أَجْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا  
تَغْيًا وَتَعَفُّفًا وَلَمْ يَسْخَ حَقَّ اللَّهِ فِي رِقَابِهَا  
وَلَا ظَهْرُهَا فَبِهِ لَهَا سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا  
فَخَرًّا وَرِثَاءً وَنَوَاءً فَبِهِ عَلَى ذَلِكَ وَزْرٌ  
فَسُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
عَنِ الْحُمْرِ قَالَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى فِيهَا إِلَّا  
هَذِهِ الْآيَةُ الْفَاذَةُ الْجَامِعَةُ «فَمَنْ يَعْمَلْ

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ.

کہ گھوڑوں کو باندھے اترانے اور نمود کے لیے اور اہل اسلام کی بدخواہی اور عداوت کے واسطے یعنی کفر کی کمک کو تو ایسے گھوڑے اس مرد پر وبال ہیں اور پوچھے گئے حضرت ﷺ گدھوں کی زکوٰۃ سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اتارا مجھ پر اللہ نے ان کے باب میں کچھ سوائے اس آیت کے جو اکیلی اور جامع ہے یعنی بیان میں دوسری آیت کی محتاج نہیں کہ جو کرے ذرہ برابر بھلائی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جو کرے ذرہ برابر برائی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح زکوٰۃ میں گزر چکی ہے۔  
بَابُ ﴿وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جو کرے ذرہ برابر برائی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

۴۵۸۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پوچھے گئے حضرت ﷺ گدھوں کے حکم سے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اتاری گئی مجھ پر ان کے باب میں کچھ چیز سوائے اس آیت کے جو جامع اور تنہا ہے کہ جو کرے ذرہ برابر نیکی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جو کرے ذرہ برابر برائی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

۴۵۸۱ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ لَمْ يَنْزَلْ عَلَيَّ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا هَذِهِ الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَازَةُ ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾.

سورۃ عادیات کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ الْعَادِيَّاتِ

فائدہ: اور مراد ساتھ عادیات کے گھوڑے ہیں اور بعض نے کہا کہ اونٹ ہیں۔

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ کنود کے معنی ہیں

وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْكُنُودُ الْكُفُورُ.

بہت کفر کرنے والا۔

کہا جاتا ہے فائرن بہ نقعا کے معنی ہیں کہ اٹھاتے ہیں

يُقَالُ ﴿فَاتَّزَنَ بِهِ نَقْعًا﴾ رَفَعًا بِهِ غُبَارًا.

اس وقت گرد۔

**فائدہ:** اور اس کے معنی یہ ہیں کہ جو گھوڑے کہ صبح کو لوٹ کرتے ہیں اٹھاتے ہیں ساتھ اس کے گرد کو اور ضمیر بہ میں واسطے صبح کے ہے یعنی اٹھاتے ہیں اس کو وقت صبح کے اور بعض کہتے ہیں واسطے مکان کے اگرچہ پہلے مکان کا ذکر نہیں لیکن گرد کا اڑانا اس پر دلالت کرتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ضمیر واسطے دشمن کے ہے جس پر عادیات دلالت کرتے ہیں۔ (فتح)

﴿لِحُبِّ الْخَيْرِ﴾ مِنْ أَجْلِ حُبِّ الْخَيْرِ.

اور لام اللہ تعالیٰ کے اس قول میں لحب الخیر واسطے تعلیل کے ہے یعنی اس واسطے کہ وہ بہ سبب محبت مال کے بخیل ہے۔

اور شدید کے معنی ہیں بخیل اور کہا جاتا ہے واسطے بخیل کے شدید۔

﴿لَشَدِيدٌ﴾ لَبِخِيلٌ وَيُقَالُ لِلْبَخِيلِ

شَدِيدٌ.

﴿حُصِّلٌ﴾ مَبِيزٌ.

اور حصل کے معنی ہیں جدا کیا جائے اللہ نے فرمایا ﴿وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ﴾ اور بعض کہتے ہیں کہ جو جمع کیا جائے اور بعض کہتے ہیں نکالا جائے۔

سورہ قارعہ کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ الْقَارِعَةِ

﴿كَالْفَرَّاشِ الْمُبْتُوثِ﴾ كَفَوَّغَاءِ  
الْجَوَادِ يَرْكَبُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا كَذَلِكَ  
النَّاسُ يَحُولُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ.

اور اللہ کے قول ﴿كَالْفَرَّاشِ الْمُبْتُوثِ﴾ کے معنی ہیں مانند چھوٹی مٹی کے کہ آپس میں اکٹھی ہوتی ہے اور ایک دوسرے پر چڑھتی ہے تہ بہ تہ یعنی ہجوم کرتی ہے اسی طرح آدمی آپس میں اکٹھے ہوں گے۔

**فائدہ:** اور مَبْتُوث کے معنی ہیں جدا جدا اور حمل کرنا فراش کا اوپر حقیقت کے اولیٰ ہے اور بیچ تشبیہ دینے لوگوں کے ساتھ پتنگوں کے دن قیامت کے بہت مناسبتیں ہیں مانند طیش اور بکھرنے اور کثرت اور ضعف اور ذلت کے اور آنے کے بغیر رجوع کے اور قصد کے طرف داعی کے اور جلدی کرنے کے اور جمع ہونے کے ایک دوسرے پر۔

﴿كَالْعِهْنِ﴾ كَالْوَانِ الْعِهْنِ وَقَرَأَ عِنْدَ

اللَّهِ كَالصُّوفِ

اور معنی عہن کے اللہ کے اس قول میں ﴿كَالْعِهْنِ﴾ المنفوش کہ ہو جائیں گے پہاڑ مانند رنگوں ان کے اور پڑھا ہے عبد اللہ نے کالصفوف یعنی بجائے کالصحن کے یعنی پہاڑ اس دن ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے یہاں تک کہ ہو جائیں گے مانند اون کے جو دھننے کے وقت



اڑتی ہے اور جب ہوگی یہ تاثیر قیامت کے بیچ حق  
بڑے پہاڑوں کے جو سخت ہیں تو کیا حال ہوگا آدمی  
ضعیف کا وقت سننے آواز قیامت کے۔ (ق)  
سورہ تکوین کی تفسیر کا بیان

### سُورَةُ التَّكْوِيْنِ

فائدہ: حضرت علیؓ کے اصحاب اس سورہ کا نام سورہ مقررہ رکھتے تھے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «التَّكْوِيْنُ» مِنْ  
الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ۔  
اور کہا ابن عباسؓ نے کہ مراد تکوین سے بہتات  
مال اور اولاد کی ہے۔

فائدہ: نہیں ذکر کی بخاری رحمہ اللہ نے اس سورت کی تفسیر میں کوئی حدیث مرفوعہ اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث  
ابی بن کعبؓ کے جو رقائق میں آئے گی۔

سورہ عصر کی تفسیر کا بیان  
یعنی مراد عصر سے زمانہ ہے کہ قسم کھائی ہے  
اللہ اس کے ساتھ۔

### سُورَةُ وَالْعَصْرِ

وَقَالَ يَحْيَى الْعَصْرُ الدَّهْرُ أَقْسَمَ بِهِ۔

فائدہ: عصر دن ہے یا رات اور حسن سے روایت ہے کہ مراد عصر سے وہ وقت ہے جو آفتاب ڈھلنے کے بعد ہے اور  
بعض کہتے ہیں کہ ایک ساعت ہے دن کی ساعتوں سے اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث ابن عمرؓ کی کہ جس  
کی عصر کی نماز فوت ہوئی، الحدیث۔

### سُورَةُ وَيلَ لِكُلِّ هُمَزَةٍ

فائدہ: اور اس کو سورہ ہمزہ بھی کہا جاتا ہے اور مراد ہمزہ سے بہت عیب کرنے والا ہے اور اسی طرح لہزہ سے مراد  
بہت غیبت کرنے والا اور کسی نے ابن عباسؓ سے پوچھا کہ ہمزہ کے کیا معنی ہیں تو انہوں نے کہا کہ چغلی کرنے  
والا بھائیوں میں جدائی ڈالنے والا۔

حُمَطَةٌ نام ہے دوزخ کا مانند سقر اور لظی کے، اللہ نے  
فرمایا «كَلَّا لَيُنْزِلَنَّ فِي الْحُمَطَةِ»۔

### سُورَةُ الْفِيلِ

اور کہا مجاہدؓ نے کہ مراد ابابیل سے پے در پے آنے  
والے اور ہجوم کرنے والے ہیں، اللہ نے فرمایا  
«وَارْسِلْ عَلَيْهِمْ طِيْرًا ابَابِيلَ»۔

«الْحُمَطَةُ» اسْمُ النَّارِ مِثْلُ «سَقَرٍ» وَ

«لَظِي»۔

### سُورَةُ الْفِيلِ

قَالَ مُجَاهِدٌ «أَبَابِيلٌ» مُتَابِعَةٌ  
مُجْتَمِعَةٌ۔

فائدہ: یہ لفظ جمع کا ہے اس کا واحد نہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جانور اونٹوں کی شکل کے تھے اور ان کے دانت درندوں کی طرح تھے ایسے جانور کسی نے نہ اس سے پہلے دیکھے ہیں اور نہ پیچھے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «مِنْ سَجِيلٍ» هِيَ  
اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سَجیل کے اس قول کے  
«بِحَجَارَةٍ مِنْ سَجِيلٍ» کہ مراد سجیل سے پتھر اور مٹی  
ہے یعنی کھنکر۔

فائدہ: اور طبری نے نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ وہ جانور ان کو پتھر مارتے تھے ان کے ساتھ آگ تھی جب وہ  
پتھر کسی کو پہنچتا تھا تو اس کو چپک نکل آتی تھی اور وہ پہلا دن ہے جس میں چپک دیکھی گئی۔

سُورَةُ لَا يَلَافٍ قُرَيْشٍ  
سورہ قریش کی تفسیر کا بیان

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ لام متعلق ہے ساتھ اس قصے کے جو اس سے پہلی سورت میں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ متعلق  
ہے ساتھ چیز مقدر کے یعنی تعجب کرو واسطے نعمت میری کے جو قریش پر ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ «لَا يَلَافٍ» أَلْفَوْا ذَلِكَ  
اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے لا یلاف کی تفسیر میں کہ الفت دی  
گئی کوچ کی پس نہیں دشوار اور پران کے کوچ کرنا جاڑے  
میں طرف یمن کے اور گرمی میں طرف شام کی اور امن  
دیا ان کو ان کے ہر دشمن سے حرم میں قتل وغیرہ سے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «لَا يَلَافٍ» لِيُعْمَتِي عَلَى  
اور کہا ابن عباس نے کہ لا یلاف کے معنی ہیں کہ واسطے  
نعمت میری کے قریش پر۔

فائدہ: اور کہا غلیل نے کہ داخل ہوئی فانیج قول اس کے «فليعبدوا» اس واسطے کہ اس کے سیاق میں شرط کے معنی  
ہیں یعنی اگر نہ عبادت کریں اس گھر کے رب کی واسطے شکرگزاری پہلی نعمت اس کی کے تو چاہیے کہ عبادت کریں اس  
کی واسطے نعمت مذکور کے۔

فائدہ: ان دونوں سورتوں میں کوئی حدیث مرفوعہ مذکور نہیں اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی کہ  
حضرت ﷺ نے پڑھا «يَحْسَبُ أَنْ مَالَهُ أَخْلَدَهُ» روایت کی ہے یہ حدیث ابن حبان نے اور بہر حال سورہ فیل سو  
داخل ہوتی ہے اس میں حدیث مسور کی سے جو صلح حدیبیہ میں ہے ہ اس میں ہے کہ روکا اونٹ کو ہاتھی کے روکنے والے  
نے اور ایک روایت میں ہے کہ بے شک اللہ نے مکے سے ہاتھی والوں کو روکا تھا اور اس سورت کی تفسیر میں کوئی  
حدیث مرفوعہ نہیں۔

سُورَةُ أَرَاءَيْتَ  
سورہ اراءیت کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ أَرَاءَيْتَ

فائدہ: اس کو سورہ ماعون بھی کہتے ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ «يَدْعُ» يَدْفَعُ عَنْ حَقِّهِ  
يُقَالُ هُوَ مِنْ دَعَعْتُ «يُدْعُونَ»  
يُدْفَعُونَ.

«سَاهُونَ» «لَاهُونَ».

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے يدع کے معنی ہیں ہٹاتا ہے مسکین کو  
اس کے حق سے کہا جاتا ہے وہ مشتق ہے دعوت ماضی سے  
اور يدعون کے معنی ہیں ہٹائے جاتے ہیں آگ کی طرف  
یعنی اللہ کے اس قول میں «يوم يدعون الى نار جهنم»  
سাহون کے معنی ہیں غافل ہیں اللہ کے اس قول میں  
«الذين هم عن صلاتهم ساهون» یعنی جو نماز کو  
بے وقت پڑھے۔

اور ماعون ہر نیک کام ہے اور کہا بعض نے کہ ماعون  
پانی ہے اور کہا عکرمہ نے کہ اعلیٰ درجہ اس کا زکوٰۃ فرض  
ہے اور کم تر درجہ اس کا عاریت دینا اسباب کا ہے۔

وَالْمَاعُونَ الْمَعْرُوفُ كُلُّهُ وَقَالَ  
بَعْضُ الْعَرَبِ الْمَاعُونُ الْمَاءُ وَقَالَ  
عُكْرَمَةُ أَعْلَاهَا الزَّكَاةُ الْمَفْرُوضَةُ  
وَأَدْنَاهَا عَارِيَةُ الْمَتَاعِ.

فائدہ: کہا فراء نے کہ کہا بعض نے کہ ماعون ہر نیک کام ہے یہاں تک کہ پیالہ اور ڈول اور بسولے اور شاید مراد  
ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہے اور ایک روایت میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ ماعون وہ اسباب ہیں جس کو لوگ آپس میں  
لیتے دیتے ہیں اور روایت کی ہے ابو داؤد اور نسائی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ تھے ہم گنتے ماعون کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے  
زمانے میں عاریت دینا ڈول اور ہانڈی کا اور نہیں ذکر کی امام بخاری رحمہ اللہ نے اس سورت کی تفسیر میں کوئی حدیث  
مرفوعہ اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی جو پہلے مذکور ہوئی۔ (فتح)

سورہ کوثر کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ  
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «شَانِكَ» عَدُوُّكَ  
کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے شَانِكَ کے معنی ہیں دشمن تیرا،  
اللہ نے فرمایا «ان شانك هو الابر» کہ بے شک  
تیرا دشمن وہی ہے پیچھا کٹا۔

فائدہ: اور کوثر فعل ہے کثرت سے نام رکھی گئی ہے ساتھ اس کے نہر واسطے بہت ہونے پانی اس کے کی اور برتنوں  
اس کے اور بڑے ہونے قدر اس کے کی اور خیر اس کی کے اور اختلاف کیا ہے لوگوں نے اس میں کہ دشمن مذکور کون  
تھا بعض نے کہا کہ عاص بن وائل تھا اور بعض نے کہا کہ ابوجہل تھا اور بعض نے کہا کہ عقبہ تھا۔

۴۵۸۲ - حَدَّثَنَا اَبُو حَمْدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانٌ حَدَّثَنَا  
۳۵۸۲ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب

حضرت ﷺ کو معراج ہوا تو فرمایا کہ میں ایک نہر پر پہنچا کہ اس کے دونوں کناروں پر نرم موتیوں کے خیمے تھے تو میں نے جبریل علیہ السلام سے کہا کہ یہ کیا ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ حوض کوثر ہے۔

قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا عُرِجَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاءِ قَالَ أَتَيْتُ عَلَى نَهْرٍ حَافَتَاهُ قَبَابُ اللُّؤْلُؤِ مُجَوَّفَا فَقُلْتُ مَا هَذَا يَا جِبْرِيلُ قَالَ هَذَا الْكَوْثَرُ.

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ حوض کوثر ہے جو اللہ نے تجھ کو دیا تو فرشتے نے اپنا ہاتھ جھکایا اور اس کی مٹی سے مشک اذفر نکالی۔

۴۵۸۳۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کی تفسیر پوچھی کہ ہم نے تجھ کو کوثر دیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ایک نہر ہے کہ تمہارے پیغمبر ﷺ دیئے گئے اس کے دونوں کناروں پر نرم موتی کے خیمے ہیں اس کے برتن ستاروں کی گنتی کے برابر ہیں۔

۴۵۸۲۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ الْكَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَ سَأَلْتُهَا عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ قَالَتْ نَهْرٌ أُعْطِيَتهُ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاطِئَاهُ عَلَيْهِ دُرٌّ مُجَوَّفٌ أُنَيْتُهُ كَعَدَدِ النُّجُومِ رَوَاهُ زَكَرِيَّا وَأَبُو الْأَخْوَصِ وَمُطَرِّفٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ.

۴۵۸۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کوثر کی تفسیر میں اس نے کہا کہ وہ خیر ہے جو اللہ نے آپ کو دی ابو بشر کہتا ہے کہ میں نے سعید سے کہا کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ وہ ایک نہر ہے بہشت میں کہا سعید نے وہ نہر کہ بہشت میں ہے خیر کثیر ہے جو اللہ نے آپ کو دی۔

۴۵۸۳۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ لِي الْكَوْثَرُ هُوَ الْخَيْرُ الَّذِي أُعْطَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ قَالَ أَبُو بَشِيرٍ قُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَإِنَّ النَّاسَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ نَهْرٌ لِي الْجَنَّةِ فَقَالَ سَعِيدُ النَّهْرُ الَّذِي لِي الْجَنَّةِ مِنَ الْخَيْرِ الَّذِي أُعْطَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ.

فائدہ: یہ تاویل سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی ہے تطبیق دی ہے اس نے ساتھ اس کے درمیان حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اور شاید مراد ابو بشر کی ناس سے ابو اسحاق اور قنادہ وغیرہ ہیں جن سے صریح مروی ہے کہ کوثر نہر ہے

اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے قول کا حاصل یہ ہے کہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ وہ خیر کثیر ہے نہیں مخالف ہے اس کے غیر کے قول کو کہ مراد ساتھ اس کے ایک نہر ہے بہشت میں اس واسطے کہ نہر ایک فرد ہے افراد خیر کثیر کے سے اور شاید سعید رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا ہے کہ تاویل ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اولیٰ ہے واسطے عام ہونے اس کے کی لیکن ثابت ہو چکی ہے تخصیص اس کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لفظ سے پس نہیں ہے کوئی جگہ پھرنے کی اس سے اور مفسرین نے کوثر کی تفسیر میں ان دو قولوں کے سوائے اور بھی بہت قول نقل کیے ہیں جو دس سے زیادہ ہیں کہا عکرمہ نے کہ کوثر سے مراد نبوت ہے اور کہا حسن نے کہ کوثر قرآن ہے اور بعض نے کہا کہ اسلام ہے اور بعض نے کہا کہ توحید ہے اور بعض نے کہا کہ بلند ہوتا ذکر کا ہے اور بعض نے کہا کہ شفاعت ہے اور بعض نے کہا کہ معجزات ہیں اور بعض نے کہا کہ پانچ نمازیں ہیں اور بعض نے کہا کہ قبول کرنا دعا کا ہے اور زیادہ بیان اس کا کتاب الرقاق میں آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ اور مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ کوثر کیا چیز ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں، فرمایا وہ ایک نہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا مجھ سے وعدہ کیا اس پر خیر کثیر ہے وارد ہوگی اس پر امت میری دن قیامت کے۔ (بخاری)

### سورہ کافرون کی تفسیر کا بیان

کہا جاتا ہے کہ واسطے تمہارے ہے دین تمہارا یعنی کفر اور واسطے میرے ہے دین میرا یعنی اسلام یعنی اللہ کے قول ﴿دینکم﴾ میں دین سے مراد کفر ہے اور ﴿ولی دین﴾ میں دین سے مراد دین اسلام ہے اور نہیں کہا اللہ تعالیٰ نے دینی یعنی ساتھ یاے متکلم کے اس واسطے کہ فواصل آیتوں کے ساتھ نون کے ہیں یعنی اس سورت کی سب آیتوں کے اخیر میں نون ہے سو حذف کی گئی یا واسطے موافقت فواصل کے جیسے کہ اللہ کے اس قول میں ہے ﴿فہو یہدین ویشفین﴾ یعنی جیسے ان آیتوں میں یا محذوف ہے اسی طرح یہاں بھی حذف کی گئی۔

یعنی اور کہا اس کے غیر نے کہ اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ میں نہیں پوجتا جس کو تم پوجتے ہو اب اور نہیں قبول کرتا میں حکم تمہارا اپنی باقی عمر میں یعنی یہ صیغہ

### سُورَةُ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ

يَقُلْ ﴿لَكُمْ دِينُكُمْ﴾ الْكَفَرُ ﴿وَلِيَ دِينِ﴾ الْإِسْلَامُ وَلَمْ يَقُلْ دِينِي لِأَنَّ الْآيَاتِ بِالنُّونِ فَحُذِفَتِ الْيَاءُ كَمَا قَالَ ﴿يَهْدِينَ﴾ وَ ﴿يُشْفِينَ﴾.

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ﴾ الْآنَ وَلَا أُجِيبُكُمْ فِيمَا بَقِيَ مِنْ عُمْرِي ﴿وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ﴾ وَهُمْ

الَّذِينَ قَالَ ﴿وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا﴾

مضارع کا حال اور استقبال دونوں کے واسطے ہے اور نہیں تم پوجنے والے جس کو میں پوجتا ہوں اور وہ یعنی مخاطب ساتھ لفظ انتہ کے وہ لوگ ہیں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا یعنی جن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور البتہ زیادہ کرے بہت لوگوں کو ان میں سے جو اتاری گئی تیری طرف تیرے رب کی طرف سے نافرمانی اور کفر۔

فائدہ: یعنی گویا حضرت ﷺ کو کہا کہ تم ہمارے بتوں کو پوجو اور ہم تمہارے اللہ کو پوجتے ہیں سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نہیں پوجتا جس کو تم پوجتے ہو جاہلیت میں اور اسلام میں اور نہیں میں پوجتا جس کو تم پوجتے ہو اب یعنی نہیں پوجتا میں اب جس کو تم پوجتے ہو اور نہیں مانتا میں کہا تمہارا اپنی باقی عمر میں یہ کہ پوجوں میں جس کو تم پوجتے ہو اور نہیں پوجتے تم جس کو میں پوجتا ہوں اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کفار قریش نے حضرت ﷺ سے کہا کہ ہمارے بتوں سے باز رہ سوان کو برا مت کہہ اور اگر تو اس طرح نہ کرے تو ایک سال تو ہمارے بتوں کی پوجا کر اور ایک سال ہم تیرے رب کی پوجا کریں گے تو یہ آیت اتری اور یہ حدیث ضعیف ہے اور نہیں وارد کی بخاری رحمہ اللہ نے اس سورت کی تفسیر میں کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت ﷺ نے طواف کی دو رکعتوں میں سورہ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھی۔ (فتح) اور یہ جو کہا کہ مخاطب ساتھ اس کے وہ لوگ ہیں جن کے حق میں اللہ نے یہ آیت اتاری تو اس میں دفع کرنا شبہ کا ہے کہ بعض کافر مسلمان ہو گئے تھے سو دفع کیا اس کو ساتھ اس کے کہ مراد ساتھ ان کے اڑ رہنے والے ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے مہر کی اس واسطے کہ وہ جس طرح زہد کے وقت ایمان نہ لائے اسی طرح استقبال میں بھی ایمان نہ لائے۔ (ق)

سُورَةُ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ

فائدہ: نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہ سورت قرآن کی سب سورتوں سے پیچھے اتری اور سورہ برأت کی تفسیر میں پہلے گزر چکا ہے کہ سب سے پہلے سورہ برأت اتری اور تطبیق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ مراد ساتھ آخریت سورہ نصر کے اترنا اس کا ہے کامل طور سے برخلاف برأت کے کہ وہ کچھ پہلے اتری اور کچھ پیچھے۔

۴۵۸۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں پڑھی حضرت ﷺ نے کوئی نماز بعد اترنے سورہ ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ﴾ کے اوپر آپ کے مگر کہ اس میں یہ دعا پڑھتے پاک ہے

۴۵۸۵۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الصُّخَيِّ عَنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ

تو اے اللہ! رب ہمارے! اور میں تعریف کرتا ہوں ساتھ حمد تیرے الہی! مجھ کو بخش دے۔

عَنْهَا قَالَتْ مَا صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ بَعْدَ أَنْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ إِلَّا يَقُولُ فِيهَا سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي.

۴۵۸۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اپنے رکوع اور سجدے میں اکثر یہ دعا پڑھتے تھے پاک ہے تو اے اللہ! اے ہمارے رب! اور میں تعریف کرتا ہوں ساتھ حمد تیری کے الہی! مجھ کو بخش دے بجالاتے اللہ کے اس حکم کو ﴿فسبح بحمد ربك واستغفره﴾ یعنی کرنے جو حکم کیے گئے ساتھ اس کے تسبیح اور تحمید اور استغفار سے اشرف اوقات اور احوال میں۔

۴۵۸۶۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الصُّحْطِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ.

فائدہ: ذکر کی ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیچ بیچگی کرنے حضرت ﷺ کے اوپر تسبیح اور تحمید اور استغفار کے اپنے رکوع اور سجود میں اور روایت کیا ہے اس کو ابن مردویہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور اتنا اس میں زیادہ ہے کہ میری امت میں ایک نشانی ہے اللہ نے مجھ کو حکم کیا ہے کہ جب میں اس کو دیکھوں تو یہ دعا بہت پڑھوں سبحان اللہ وبحمده واستغفر اللہ واتوب الیہ سو میں نے دیکھا کہ آئی مد اللہ کی اور فتح سے مراد فتح مکہ کی ہے اور میں نے دیکھا لوگوں کو کہ داخل ہوتے ہیں اللہ کے دین میں فوجیں فوجیں کہا ابن قیم رحمہ اللہ نے کہ شاید لیا ہے اس کو حضرت ﷺ نے اللہ کے اس قول سے واستغفرہ اس واسطے کہ حضرت ﷺ ہر کام کے چھپے استغفار پڑھا کرتے تھے سو جب نماز سے سلام پھیرتے تو تین بار کہتے استغفر اللہ۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ تو دیکھے لوگوں کو داخل ہوتے اللہ کے دین میں فوج فوج۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ ﴿وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا﴾.

۴۵۸۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اصحاب کو اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی پوچھے کہ جب آئے اللہ کی مدد اور فتح اصحاب نے کہا کہ مراد فتح ہونا شہروں اور محلوں کا ہے، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابن عباس! تو کیا کہتا ہے؟ کہا کہ مراد حضرت ﷺ کی موت ہے

۴۵۸۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَأَلَهُمْ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ

یا مثال ہے کہ حضرت عائشہؓ کے واسطے بیان کی گئی آپ کو اپنی موت کی خبر دی گئی۔

اللَّهُ وَالْفَتْحُ) قَالُوا فَتَحَ الْمَدَائِنَ وَالْقُصُورَ قَالَ مَا تَقُولُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ أَجَلٌ أَوْ مِثْلُ ضَرْبٍ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعِيتَ لَهُ نَفْسَهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح اگلے باب میں آتی ہے۔

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ سو پا کی بول پنے رب کی خوبیاں اور بخشش مانگ اس سے بے شک وہ ہے معاف کرنے والا یعنی پھرنے والا ہے بندوں پر ساتھ قبول کرنے تو بہ کے اور تو اب آدمیوں سے وہ شخص ہے جو گناہ سے توبہ کرے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَسَبَّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾ تَوَّابٌ عَلَى الْعِبَادِ وَالتَّوَّابُ مِنَ النَّاسِ التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ.

۴۵۸۸ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ يُدْخِلُنِي مَعَ أَشْيَاحٍ بَذِرٍ فَكَانَ بَعْضُهُمْ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ فَقَالَ لِمَ تَدْخِلُ هَذَا مَعَنَا وَلَنَا أَبْنَاءٌ مِثْلَهُ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّهُ مَنْ قَدْ عَلِمْتُمْ فَدَعَاهُ ذَاتَ يَوْمٍ فَأَدْخَلَهُ مَعَهُمْ فَمَا رَأَيْتُ أَنَّهُ دَعَانِي يَوْمَئِذٍ إِلَّا لِيُرِيَهُمْ قَالَ مَا تَقُولُونَ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ فَقَالَ بَعْضُهُمْ أَمَرْنَا أَنْ نَحْمَدَ اللَّهَ وَنَسْتَغْفِرَهُ إِذَا نَصَرْنَا وَفَتَحَ عَلَيْنَا وَسَكَتَ بَعْضُهُمْ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا فَقَالَ لِي أَكْذَابُكَ تَقُولُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَا قَالَ فَمَا تَقُولُ قُلْتُ هُوَ أَجَلُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمَهُ لَهُ قَالَ (إِذَا

۳۵۸۸ - حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ مجھ کو بدری بزرگوں کے ساتھ داخل کیا کرتے تھے یعنی ساتھ ان لوگوں کے جو جنگ بدر میں موجود تھے مہاجرین اور انصار سے اور عمر فاروقؓ کی یہ عادت تھی کہ ہر آدمی کو اپنے اپنے درجہ کے موافق جگہ دیتے تو گویا کہ بعض ان میں سے اپنے دل میں غصے ہوئے سو کہا کہ تو اس کو ہمارے ساتھ کیوں داخل کرتا ہے اور اس کی مانند ہمارے بھی لڑکے ہیں؟ تو عمرؓ نے کہا کہ بے شک وہ ان لوگوں میں سے ہے جن کو تم جانتے ہو سو ایک دن عمر فاروقؓ نے اس کو بلایا اور ان کے ساتھ داخل کیا سو نہیں جانا میں نے کہ انہوں نے مجھ کو بلایا مگر تا کہ دکھائیں ان کو مجھ سے مثل اس کے جو دیکھا انہوں نے میرے علم سے سو کہا کہ خبر دار ہو میں تم کو آج دکھاتا ہوں وہ چیز جس کے ساتھ تم اس کی فضیلت کو پہچانو عمر فاروقؓ نے کہا کہ تم کیا کہتے ہو اللہ کے اس قول میں کہ جب آئے مدد اللہ کی اور فتح؟ یعنی اس سے کیا مراد ہے؟ سو



جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ﴿١﴾ وَذَلِكَ عَلَامَةٌ لِّأَجْلِكَ ﴿٢﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ﴿٣﴾ فَقَالَ عُمَرُ مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَقُولُ.

بعض نے کہا کہ اللہ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم اللہ کی حمد کریں اور اس سے بخشش مانگیں جب کہ ہماری مدد اور فتح ہو اور بعض چپ رہے سو کچھ چیز نہ کہی تو پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے ابن عباس! کیا تو بھی اسی طرح کہتا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں کہا سو تو کیا کہتا ہے؟ میں نے کہا کہ مراد اس سے حضرت ﷺ کی موت ہے کہ اللہ نے آپ کو معلوم کروائی، اللہ نے فرمایا کہ جب آئے مدد اللہ کی اور فتح تو یہ نشانی ہے تیری موت کی سو پاکی بول اپنے رب کی خوبیاں اور اس سے بخشش مانگ بے شک وہ ہے توبہ قبول کرنے والا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں جانتا میں اس سے مگر جو تو کہتا ہے۔

**فائدہ:** اور ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ نہ کلام کرے یہاں تک کہ اور لوگو کلام کریں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے کچھ پوچھا انہوں نے کچھ جواب نہ دیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کو جواب دیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم عاجز ہوئے کہ اس لڑکے کے برابر ہو اور یہ جو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ اس جگہ سے ہے جو تم جانتے ہو تو ایک روایت میں ہے کہ وہ اس جگہ سے ہے کہ ہم جانتے ہیں اور اشارہ کیا ساتھ اس کے طرف قربت اس کی کہ حضرت ﷺ اور طرف معرفت اس کی کہ اور دانائی اس کی کہ اور طہرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب سورہ ﴿اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ﴾ اتری تو حضرت ﷺ کو موت کی خبر دی گئی تو حضرت ﷺ نے آخرت کے کام میں نہایت کوشش کرنی شروع کی اور اس حدیث میں فضیلت ظاہر ہے واسطے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اور تاثیر ہے واسطے قبول ہونے دعا حضرت ﷺ کی کہ اللہ اس کو تاویل کا علم سکھا دے اور دین میں بوجھ دے، کما تقدم فی کتاب العلم اور یہ کہ جائز ہے مرد کو بیان کرنا حال اپنے نفس کا ساتھ مثل اس کی کہ واسطے ظاہر کرنے نعمت اللہ کے اور پر اس کے اور معلوم کروانا اس شخص کو جو نہ پہچانتا ہو قدرت اس کے کوتاہی اس کو اس کی جگہ میں اور سوائے اس کے مقاصد صالحہ سے نہ واسطے فخر اور برائی کے اور یہ کہ جائز ہے تاویل قرآن کی ساتھ اس چیز کے کہ سمجھی جائے اشاروں سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قادر ہوتا ہے اس پر وہ شخص جو مضبوط ہے قدم اس کا علم میں اسی واسطے علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا سمجھ کہ اللہ کسی مرد کو قرآن میں دے۔ (فتح)

سُورَةُ تَبَّتْ يَدَا ابْنِ لَهَبٍ كِتَابِ التَّحْقِيقِ

سُورَةُ تَبَّتْ يَدَا ابْنِ لَهَبٍ وَتَبَّ

**فائدہ:** ابولہب عبدالمطلب کا بیٹا ہے اور اس کا نام عبدالعزیٰ ہے اور کنیت رکھا گیا ابولہب یا بہ سبب بیٹے اپنے کے یا

بہ سبب بہت سرخ ہونے دونوں رخساروں اس کے کی اور روایت کی ہے فاکہی نے عبد اللہ بن کثیر سے کہا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نام رکھا گیا ابولہب اس واسطے کہ اس کا منہ حسن سے چمکتا تھا اور موافق ہوا یہ اس کی عاقبت کو کہ وہ نہ داخل ہوگا آگ شعلہ مارنے والی میں اسی واسطے ذکر کیا گیا ہے قرآن میں ساتھ کنیت اپنی کے سوائے نام اپنے کے اور واسطے ہونے اس کے مشہور ساتھ کنیت اپنی کے اور اس واسطے کہ بیچ نام اس کے نسبت ہے طرف بت کی اور نہیں حجت ہے بیچ اس کے اس شخص کے جو قاتل ہے ساتھ جواز کنیت رکھنے مشرک کے مطلق بلکہ محل جواز کا وہ ہے جب کہ نہ تقاضا کرے یہ تعظیم اس کی کو یا اس کی حاجت پڑے کہا واقدی نے کہ وہ حضرت ﷺ کا نہایت دشمن تھا اور اس کا سبب یہ ہے کہ ابوطالب اور ابولہب دونوں آپس میں جھگڑے تو ابولہب ابوطالب کے سینے پر بیٹھا سو حضرت ﷺ آئے اور ابولہب کے دونوں مونڈھوں سے پکڑ کر زمین پر مارا تو ابولہب نے حضرت ﷺ سے کہا کہ ہم دونوں تیرے چچا ہیں سو تو نے یہ کام میرے ساتھ کیوں کیا، قسم ہے اللہ کی میرا دل تجھ کو کبھی نہ چاہے گا اور یہ واقعہ پیغمبر ہونے سے پہلے ہے اور جب ابوطالب مر گیا تو اس کے بھائیوں نے کہا کہ اگر تو اپنے بھیجتے کی مدد کرتا تو سب لوگوں میں لائق تھا ساتھ اس کے پھر وہ حضرت ﷺ کو ملا اور آپ سے اپنے دادوں کا حال پوچھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ بے دین تھے سو وہ غضبناک ہوا اور دشمنی میں بدستور رہا اور ابولہب جنگ بدر کے بعد فوت ہوا اور نہ حاضر ہوا جنگ بدر میں بلکہ اپنی طرف سے بدیل کو بھیجا پھر جب اس کو قریش کے ماجرا کی خبر پہنچی تو غم سے مر گیا۔

اور تب کے معنی ہیں ٹوٹے میں پڑا اور تباب کے معنی ہیں ٹوٹا یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ إِلَّا فِي تَبَابٍ﴾ یعنی ہلاکت میں اور تَتَبَّيْبُ کے معنی ہیں ہلاکت، اللہ کے اس قول میں ﴿وَمَا زَادَهُمْ غَيْرَ تَتَبَّيْبٍ﴾۔

۴۵۸۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ عذاب الہی سے ڈرا اے محمد! اپنے قریب برادری والوں کو اور خاص کر اپنی قوم کو ان میں سے (یہ تفسیر ہے قول سابق کی اور یہ قرأت شاذ ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوخ التلاوت ہے) تو حضرت ﷺ نکلے یہاں تک کہ صفا پہاڑ پر چڑھے اور چلانے لگے کہ ارے لوگو خبردار ہو جاؤ کہ دشمن آپ پہنچا تو لوگوں نے کہا کہ یہ کون ہے سو لوگ آپ کے پاس جمع ہوئے سو فرمایا بھلا بتلاؤ تو کہ اگر میں تم کو خبر دوں کہ

۴۵۸۹۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ وَرَهْطَكَ مِنْهُمْ الْمُخْلِصِينَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى صَعِدَ الصَّفَا فَهَتَفَ يَا صَبَاحَاهُ فَقَالُوا مَنْ هَذَا فَاجْتَمَعُوا إِلَيْهِ فَقَالَ

دشمن کا لشکر اس پہاڑ کے نیچے سے نکلتا ہے تو کیا تم مجھ کو سچا جاننے والے ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے تجھ سے کبھی جھوٹ نہیں سنا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو ڈراتا ہوں سخت عذاب سے تو ابولہب نے کہا کہ تجھ کو ہلاکت ہو کیا تو نے ہم کو اسی واسطے جمع کیا تھا پھر اٹھ کھڑا ہو سو یہ آیت اتری کہ ہلاک ہوں دونوں ہاتھ ابولہب کے اور البتہ ہلاک ہوا وہ اسی طرح پڑھا ہے اعمش نے اس دن یعنی اس نے تب سے پہلے وقد کا لفظ زیادہ کیا ہے اور قرآن میں یہ لفظ نہیں۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ کام نہ آیا اس کو مال اس کا اور نہ جو اس نے کمایا یعنی اس کی اولاد۔

۴۵۹۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ پھر ملی زمین کی طرف نکلے سو پہاڑ پر چڑھے اور پکارا ارے لوگو! خبردار ہو جاؤ کہ دشمن آپنچا تو کفار قریش آپ کے پاس جمع ہوئے سو فرمایا کہ بھلا بتاؤ تو کہ اگر میں تم کو خبر دوں صبح یا شام ہوتے ہی دشمن کا لشکر تم پر ٹوٹ پڑے گا تو کیا تم مجھ کو سچا جانو گے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! فرمایا سو بے شک میں تم کو ڈرانے والا ہوں سخت عذاب سے تو ابولہب نے کہا کہ تجھ کو ہلاکت ہو کیا تو نے ہم کو اسی واسطے جمع کیا تھا تو اللہ نے یہ سورت اتاری کہ ہلاک ہوں دونوں ہاتھ ابولہب کے، آخر تک۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ داخل ہوگا آگ شعلہ مارنے والی میں۔

۴۵۹۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابولہب

أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ مِنْ سَفْحِ هَذَا الْجَبَلِ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِي قَالُوا مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا قَالَ فَإِنِّي نَذِيرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيِ عَذَابٍ شَدِيدٍ قَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبَّ لَكَ مَا جَمَعْتَنَا إِلَّا لِهَذَا ثُمَّ قَامَ فَزَلَّتْ «تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ» وَقَدْ تَبَّ هَكَذَا قَرَأَهَا الْأَعْمَشُ يَوْمَئِذٍ.

بَابُ قَوْلِهِ «وَتَبَّ مَا أَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ».

۴۵۹۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عُمَرُو بْنِ مَرْثَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الْبَطْحَاءِ فَصَعِدَ إِلَى الْجَبَلِ فَنَادَى يَا صَبَاحَاهُ فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ قُرَيْشٌ فَقَالَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ حَدَّثْتُكُمْ أَنَّ الْعَدُوَّ مُصِيبُكُمْ أَوْ مُمَسِّيكُمْ أَكُنْتُمْ تُصَدِّقُونِي قَالُوا نَعَمْ قَالَ فَإِنِّي نَذِيرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيِ عَذَابٍ شَدِيدٍ فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ أَلِهَذَا جَمَعْتَنَا تَبَّ لَكَ مَا نَزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ «تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ» إِلَى آخِرِهَا.

بَابُ قَوْلِهِ «سَيَصْلَى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ».

۴۵۹۱۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي

حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مَرْثَدَةَ عَنْ  
سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا قَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبًّا لَكَ الْهَذَا جَمَعْتَنَا  
فَنَزَلَتْ ﴿تَبَّتْ يُدَا أَيْبَى لَهَبٍ﴾ إِلَى آخِرِهَا.  
نے حضرت ﷺ سے کہا کہ تجھ کو ہلاکت ہو کیا تو نے ہم کو اسی  
واسطے جمع کیا تھا تو اتری یہ آیت کہ ہلاک ہوں دونوں ہاتھ  
ابولہب کے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو یہاں مختصر کر دیا ہے اور میں نے پہلے بیان کیا ہے کہ بخاری کی اکثر  
عادت یہ ہے کہ جب حدیث کے واسطے کئی طریقے ہوں تو ان کو ایک باب میں جمع نہیں کرتا بلکہ ہر ایک طریق کے  
واسطے جدا باب باندھتا ہے جو اس کے مناسب ہو اور کبھی باب باندھتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ شامل ہو اس پر  
حدیث اگرچہ نہ بیان کرے اس کو اس باب میں واسطے کفایت کرنے کے ساتھ اشارہ کے اور یہ باب بھی اسی قبیل  
سے ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَأَمْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ﴾۔ باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور اس کی عورت سر پر  
لیے پھرتی ایندھن۔

فائدہ: ابولہب کی عورت کا نام عوراء تھا اور اس کی کنیت ام جمیل تھی اور وہ بیٹی ہے حرب کی اور بہن ہے ابوسفیان کی  
جو معاویہ کا باپ ہے اور پہلے گزر چکا ہے کہ اس کا نام اروی ہے اور عوراء اس کا لقب ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں  
کہہ گیا اس کو یہ واسطے خوبصورتی اس کی کے اور روایت کی ہے بزار نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب سورہ تب  
اتری تو ابولہب کی عورت آئی تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہا کہ اگر آپ الگ ہو جائیں تو بہتر ہے  
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے اور اس کے درمیان پردہ حائل ہو جائے گا سو وہ سامنے سے آئی اور کہا اے ابو بکر!  
تیرے ساتھی نے میری بھوک ہے، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی اس نے تیری بھوک نہیں کی وہ شعر نہیں کہتا اس نے  
کہا البتہ تو سچا کیا گیا ہے پھر جب اس نے پیٹھ پھیری تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہا کہ اس نے آپ کو  
نہیں دیکھا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمیشہ رہا فرشتہ مجھ کو سایہ کیے یہاں تک کہ اس نے پیٹھ پھیری اور حاکم نے  
روایت کی ہے کہ جب سورت ﴿تَبَّتْ يُدَا أَيْبَى لَهَبٍ﴾ اتری تو کسی نے ابولہب کی عورت سے کہا کہ محمد ﷺ نے  
تیری بھوک ہے تو وہ حضرت ﷺ کے پاس آئی اور کہا کہ کیا تو نے مجھ کو لکڑیوں کا گٹھا اٹھاتے دیکھا ہے یا میری  
گردن میں رسی دیکھی ہے؟۔ (فتح)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ حَمَّالَةُ الْحَطَبِ تَمْشِي  
بِالنَّمِيمَةِ۔  
اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ مراد حمالة الحطب سے یہ ہے  
کہ چغلی لے چلتی تھی۔

فائدہ: یعنی مشرکوں کے آگے حضرت ﷺ کی چغلی کرتی تھی، کہا فراء نے کہ اس کی عورت چغل خوری کرتی تھی اور

دشمنی کی آگ کو بھڑکاتی تھی اور ان کے درمیان فتنہ و فساد ڈالتی تھی تو اس واسطے اس کو حمالة الحطب کہا گیا۔

﴿فِي جِدِّهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ﴾ يُقَالُ مَنْ مَسَدٌ كَقَوْلِهِمْ مَسَدٌ لِّفِ الْمَقْلِ وَهِيَ السِّلْسِلَةُ الَّتِي فِي النَّارِ۔  
اس کی گردن میں رسی ہے مویج کی کہا جاتا ہے کہ مسد کہتے ہیں درخت مقل کے پوست کو اور مراد رسی سے زنجیر ہے جو دوزخ میں ہے یعنی جس کی درازی ستر ہاتھ ہے۔

فائدہ: یہ دو قول ہیں ایک یہ کہ مراد جبل سے زنجیر ہے جو دوزخ میں ہے اور دوسرا یہ کہ مراد جبل سے رسی ہے پوست درخت صمغ کی۔ (نسخ)

سُورَةُ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ

سورہ قل هو اللہ احد کی تفسیر کا بیان

فائدہ: اور اس کو سورہ اخلاص بھی کہا جاتا ہے اور آیا ہے سبب نزول ہونے اس کے کی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہ مشرکوں نے حضرت ﷺ سے کہا کہ ہمارے آگے اپنے رب کی نسبت بیان کر تو یہ آیت اتری روایت کیا ہے اس کو ترمذی اور طبری نے اور اس کے اخیر میں اتنا زیادہ ہے نہ کسی کو اس نے جتنا اور نہ کسی نے اس کو جتنا اس واسطے کہ نہیں کوئی چیز جو پیدا ہو مگر کہ مر جائے گی اور کوئی چیز نہیں مرنی مگر کہ کوئی اس وارث ہوتا ہے اور نہیں واسطے اس کے کوئی کفو یعنی مشابہ اور نہ برابر۔

يُقَالُ لَا يَتَوُّنُ (أَحَدٌ) أَيْ وَاحِدٌ۔

کہا جاتا ہے اللہ کے اس قول میں ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ کہ احد پر تنوین نہیں پڑھی جاتی یعنی احد پڑھا جاتا ہے ساتھ وقف کے اور احد اور واحد کے ایک معنی ہیں یعنی اللہ ایک ہے۔

فائدہ: ہمزہ احد کا بدل ہے واو سے اس واسطے کہ وہ مشتق ہے وحدۃ سے اور یہ برخلاف ہے اس احد کے کہ مراد ساتھ اس کے عموم ہے کہ اس کا ہمزہ اصلی ہے، کہا فراء نے کہ جو اس کو بغیر تنوین کے پڑھتا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ نون اعراب کا ہے جب اس کے بعد الف اور لام آئے تو حذف کیا جاتا ہے اور یہ لازم نہیں اور نصر بن عاصم اور یحییٰ بن ابی اسحاق نے بھی اس کو بغیر تنوین کے پڑھا ہے۔ (فتح) اور کبھی تنوین کو حذف نہیں کرتے یعنی اللہ احد کہتے ہیں اور وقف نہیں کرتے۔

۴۵۹۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ آدمی نے مجھ کو جھٹلایا اور کو یہ جائز نہ تھا اور مجھ کو گالی دی اور یہ اس کو لائق نہ تھا سو اس کا مجھ کو جھٹلانا تو اس کے اس قول میں ہے کہ کہتا ہے کہ اللہ مجھ

۴۵۹۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْوَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللَّهُ كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ

وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ  
ذَلِكَ فَأَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ لَنْ يُعِيدَنِي  
كَمَا بَدَأَنِي وَلَيْسَ أَوَّلُ الْخَلْقِ بِأَهْوَنَ عَلَيَّ  
مِنْ إِعَادَتِهِ وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ اتَّخَذَ  
اللَّهُ وَلَدًا وَأَنَا الْأَخْضَرُ الصَّمَدُ لَمْ أَلِدْ وَلَمْ  
أُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِي كُفْوًا أَحَدٌ.

کو کبھی دوسری بار پیدا نہ کرے گا جیسا اس نے مجھ کو پہلی بار پیدا  
کیا اور حالانکہ اول بار پیدا کرنا مجھ پر بہت آسان نہیں دوسری  
بار پیدا کرنے سے یعنی دونوں بار پیدا کرنا مجھ کو برابر ہے یہ نہیں  
کہ اول بار کا پیدا کرنا آسان ہو اور دوسری بار کا مشکل اور بہر  
حال گالی دینا اس کا مجھ کو تو اس کے اس قول میں ہے کہ کہتا ہے  
کہ اللہ نے بیٹا بنایا اور حالانکہ میں ایسا اکیلا پاک ہوں جو نہ کسی  
سے جتنا اور نہ کسی کو جتنا اور نہیں میرے جوڑ کا کوئی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ باب میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِهِ «اللَّهُ الصَّمَدُ».

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اللہ بے پرواہ ہے  
سب اس کے محتاج ہیں۔

اور عرب اپنے سرداروں کو صمد کہتے ہیں۔

فائدہ: صمد اس کو کہتے ہیں جس کی طرف سب کو حاجت پڑے اور سب سے اوپر ہو کوئی اس سے اوپر نہ ہو۔

وَقَالَ أَبُو وَائِلٍ هُوَ السَّيِّدُ الَّذِي انْتَهَى  
سُورَتُهُ.

اور کہا ابو وائل نے صمدہ سردار ہے جس کی سرداری  
نہایت کو پہنچے۔

۴۵۹۲ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ

وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ  
هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ كَذَّبَنِي ابْنُ  
آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ  
لَهُ ذَلِكَ أَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ أَنْ يَقُولَ إِنِّي لَنْ  
أُعِيدَهُ كَمَا بَدَأْتَهُ وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ أَنْ  
يَقُولَ اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا وَلَدًا وَأَنَا الصَّمَدُ الَّذِي  
لَمْ أَلِدْ وَلَمْ أُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِي كُفْوًا أَحَدٌ  
«لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفْوًا  
أَحَدٌ» كُفْوًا وَكَفِينًا وَكَفَاءً وَاحِدٌ.

۴۵۹۳ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ آدمی نے مجھ کو  
جھٹلایا اور اس کو یہ جائز نہ تھا اور مجھ کو گالی دی اور یہ اس کو  
لائق نہ تھا سو جھٹلانا اس کا مجھ کو تو اس کے اس قول میں ہے کہ  
آدمی کہتا ہے کہ میں اس کو کبھی دوسری بار پیدا نہ کروں گا جیسا  
کہ میں نے اس کو پہلی بار پیدا کیا اور بہر حال گالی دینا اس کا  
مجھ کو سو اس کے اس قول میں ہے کہ کہتا ہے کہ اللہ نے بیٹا بنایا  
اور حالانکہ میں تو ایسا اکیلا پاک ہوں کہ نہ میں نے کسی کو جتنا  
اور نہ میں کسی سے جتنا اور نہیں میرے جوڑ کا کوئی اور کفو اور  
کفیا اور کفایتوں کے ایک معنی ہیں۔

**فائدہ:** یہ جو کہا کہ آدمی نے مجھ کو جھٹلایا اور گالی دی تو مراد بعض آدمی ہیں اور وہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے قیامت سے انکار کیا عرب وغیرہ بت پرستوں سے اور دہریہ سے اور نیز جس نے عرب میں سے دعویٰ کیا کہ اللہ کی اولاد ہے اور یہود اور نصاریٰ سے اور چونکہ اللہ تعالیٰ پاک بذات خود واجب الوجود قدیم اور موجود تھا پہلے سب چیزوں کے اور ہر جہتی چیز محدث ہے تو متنبی ہوئی اس سے والدیت اور جب کہ نہیں مشابہ ہے اس کو کوئی مخلوق اس کی سے اور نہ تھا واسطے اس کے کوئی جنس اس کی سے تا کہ ہو واسطے اس کے بیوی جنس اس کی سے جو جنے تو نفی ہوئی اس سے ولدیت کی اور اسی قبیل سے ہے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿انّی یکون لہ ولد ولم یکن لہ صاحبة﴾ اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ نہ اس کا کوئی ہم مثل ہے اور نہ کوئی ہم شکل اور یا مراد نفی کفایت کی ہے نکاح میں واسطے نفی کرنے مصاحبت کے اور پہلی وجہ اوّلیٰ ہے اس واسطے کہ سیاق کلام کا واسطے نفی مکافات کے ہے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے۔ (فتح)

### سورۃ فلق کی تفسیر کا بیان

یعنی اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے بیچ تفسیر ﴿ومن شر غاسق اذا وقب﴾ کے کہ غاسق کے معنی ہیں رات اور اذا وقب کے معنی ہیں جب سورج ڈوب جائے۔

سُورَةُ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ  
وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿غَاسِقٍ﴾ اللَّيْلُ إِذَا  
وَقَبَ ﴿غُرُوبُ الشَّمْسِ

يُقَالُ ابْنٌ مِنْ فَرَقٍ وَفَلَقِ الصُّبْحِ.

کہا جاتا ہے کہ وہ ظاہر تر ہے فرق صبح سے اور فلق صبح سے یعنی فرق اور فلق دونوں کے ایک معنی ہیں یعنی پھٹنا صبح کا اور مراد فلق سے آیت ﴿قل اعوذ برب الفلق﴾ میں صبح ہے۔

اذا وقب کے معنی ہیں جب داخل ہو ہر چیز میں اور اندھیرا ڈالے۔

﴿وَقَبَ﴾ إِذَا دَخَلَ فِي كُلِّ شَيْءٍ  
وَأَظْلَمَ.

**فائدہ:** اور مرفوع حدیث میں آیا ہے کہ غاسق سے مراد چاند ہے یعنی آیت میں روایت کی ہے اس کو ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے چاند کی طرف نظر کی سو فرمایا اے عائشہ! پناہ مانگ اللہ کی اس کی بدی سے فرمایا کہ یہ ہے غاسق جب کہ چھا جائے اور اس کی سند حسن ہے۔

۳۵۹۴۔ حضرت زر سے روایت ہے کہ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو معوذتین سے پوچھا یعنی کیا یہ دونوں سورتیں ﴿قل اعوذ برب الفلق﴾ اور ﴿قل اعوذ برب الناس﴾ قرآن میں داخل ہیں؟ تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں

۴۵۹۴۔ حَدَّثَنَا قُسَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ وَعَبْدَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبِي بَنَ كَعْبٍ عَنِ الْمُعَوَّذَتَيْنِ فَقَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے حضرت ﷺ سے پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا مجھ سے کہا گیا سو میں نے کہا سوہم کہتے ہیں جیسے حضرت ﷺ نے کہا۔

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: یہ حدیث پورے سیاق سے ساتھ شرح اپنی کے آئندہ سورہ کی تفسیر میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

### سورہ ناس کی تفسیر کا بیان

یعنی ذکر کیا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وسواس کی تفسیر میں کہ جب لڑکا پیدا ہوتا ہے تو شیطان اس کو چومتا ہے پھر جب اللہ کا نام ذکر کیا جائے تو چلا جاتا ہے اور جب اللہ کا نام ذکر نہ کیا جائے تو اس کے دل پر ثابت رہتا ہے۔

سُورَةُ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ  
وَيَذْكُرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (الْوَسْوَاسُ)  
اِذَا وَلَدَ حَنَسَهُ الشَّيْطَانُ فَاِذَا ذَكَرَ اللّٰهُ  
عَزَّ وَجَلَّ ذَهَبَ وَاِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهُ  
ثَبَتَ عَلٰی قَلْبِهِ.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا کہ دکھائے اس کو جگہ شیطان کی آدمی سے کہ کہاں رہتا ہے سو اللہ نے اس کو اس کہ جگہ دکھائی سو اچانک دیکھا کہ سر اس کا مثل سر سانپ کے ہے رکھنے والا ہے اپنے سر کو دل کے منہ پر سو بندہ جب اپنے رب کو یاد کرتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب اللہ کے ذکر سے غافل ہوتا ہے تو اس کو آرزو دلاتا ہے اور اس سے بات چیت کرتا ہے اور کہا ابن تین نے کہ لغت میں خض کے معنی ہیں پلٹ آنا اور منقبض ہونا اس بنا پر پس خض الشیطان کی توجیہ یہ ہے کہ اس سے منقبض ہو جاتا ہے اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وسواس سے مراد شیطان ہے لڑکا پیدا ہوتا ہے اور شیطان اس کے دل پر ہے سو وہ اس کو پھیرتا ہے جس طرف چاہتا ہے سو جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب اللہ کے ذکر سے غافل ہو تو اس کے دل پر بیٹھ جاتا ہے اور وسواس ڈالتا ہے۔ (فتح) اور اس جگہ سے معلوم ہوئی حکمت مشروع ہونے اذان کے کی لڑکے کے کان میں اس واسطے کہ شیطان اس کو سن کر بھاگ جاتا ہے جیسا کہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔

۴۵۹۵۔ حضرت زر سے روایت ہے کہ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا میں نے کہا اے ابی المندر (یہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) تیرا بھائی ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایسا کہتا ہے تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ سے پوچھا تو حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ مجھ کو کہا گیا کہ کہو سو میں نے کہا، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا سوہم کہتے ہیں جیسے حضرت ﷺ نے کہا۔

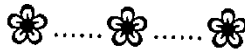
۴۵۹۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا  
سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ أَبِي لُبَابَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ  
حُبَيْشٍ ح وَحَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ زَيْدٍ قَالَ سَأَلْتُ  
أَبِيَّ بَنَ كَعْبٍ قُلْتُ يَا أَبَا الْمُنْذِرِ إِنَّ أَخَاكَ  
ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ كَذًا وَكَذَا فَقَالَ أَبُو  
سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَقَالَ لِي قِيلَ لِي فَقُلْتُ قَالَ فَتَحْنُ نَقُولُ كَمَا



قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

**فائدہ:** اسی طرح واقع ہوا ہے یہ لفظ مبہم یعنی یہ بیان نہیں ہوا کہ اس نے کیا کہا اور شاید بعض راویوں نے اس کو مبہم بیان کیا ہے واسطے برا جاننے اس کے اور میں گمان کرتا ہوں کہ یہ سفیان راوی نے کہا ہے اور ابن حبان وغیرہ نے اس کو اس لفظ سے روایت کیا ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ معوذتین یعنی ان دونوں سورتوں کو اپنے قرآن میں نہ دیکھتے تھے اور طبرانی اور ابن مردویہ نے عبد الرحمن بن یزید سے روایت کی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ حکایت کرتے تھے معوذتین کو اپنے قرآن سے اور کہتے تھے کہ وہ دونوں سورتیں قرآن میں سے نہیں ہیں اور البتہ روایت کیا ہے اس کو بزار نے اور اس کے اخیر میں ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ کہ پناہ مانگی جائے ساتھ ان کے کہا بزار نے کہ نہیں پیروی کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس پر کسی صحابی نے اور البتہ صحیح اور ثابت ہو چکا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آپ نے ان دونوں کو نماز میں پڑھا میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث مسلم میں ہے اور ابن حبان نے اس کے اخیر میں اتنا زیادہ کیا ہے کہ اگر تجھ سے ہو سکے کہ تو ان کو نماز میں پڑھا کرے تو کیا کر اور احمد نے ایک صحابی سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو معوذین یعنی سورہ ﴿قل اعوذ برب الفلق﴾ اور ﴿قل اعوذ برب الناس﴾ پڑھائیں اور اس سے فرمایا کہ جب تو نماز پڑھے تو ان کو پڑھا کر اور اس کی سند صحیح ہے اور سعید بن منصور نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے صبح کی نماز پڑھی اور اس میں معوذتین کو پڑھا اور البتہ تاویل کی ہے قاضی ابوبکر باقلانی نے اور پیروی کی ہے اس کی عیاض وغیرہ نے جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منکحی ہے سو کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو ان دونوں سورتوں کے قرآن میں سے ہونے سے انکار نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انکار کیا اس نے ثابت رکھے ان دونوں کے سے مصحف میں اور شاید ان کی رائے یہ تھی کہ نہ لکھی جائے مصحف میں کوئی چیز مگر جس کے لکھنے کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دی اور شاید اس کو اس کے لکھنے کی اجازت نہیں پہنچی سو یہ تاویل ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور نہیں ہے انکار قرآن ہونے ان کے سے اور یہ تاویل خوب ہے لیکن روایت صحیح صریح جو میں نے ذکر کی اس کو دفع کرتی ہے اس واسطے کہ اس میں صریح ہے کہ وہ دونوں سورتیں قرآن میں سے نہیں ہیں اور کہا نووی رحمہ اللہ نے مہذب میں کہ اجماع ہے مسلمانوں کا اس پر کہ معوذتین اور سورہ فاتحہ قرآن میں سے ہیں اور جو ان میں سے کسی چیز کا انکار کرے وہ کافر ہے اور جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ باطل ہے صحیح نہیں اور اس سے پہلے یہ بات ابن حزم رحمہ اللہ نے کہی ہے اور اسی طرح کہا ہے فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے اوائل تفسیر میں کہ غالب تر یہ گمان ہے کہ یہ نقل ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کذب اور باطل ہے سو اس میں نظر ہے اور طعن کرنا صحیح روایتوں میں بغیر سند کے مقبول نہیں بلکہ روایت صحیح ہے اور تاویل کا احتمال ہے اور جو اجماع کہ نووی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے اگر مراد اس کی شامل ہونا اس کا ہے واسطے ہر زمانے کے تو یہ مخدوش ہے اور اگر مراد اس کی قرار پانا اس کا ہے تو یہ مقبول ہے

اور البتہ کہا ابن صباع نے بیچ کلام کے زکوٰۃ کے منع کرنے والوں پر اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لڑائی کی ان سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ کے منع کرنے پر اور یہ نہ کہا کہ وہ اس کے سبب سے کافر ہوئے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہ کافر ٹھہرائے گئے اس واسطے کہ اجماع قرار نہ پا چکا تھا اور اب ہم کافر جانتے ہیں جو اس سے انکار کرے اور اسی طرح جو منقول ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یعنی نہیں ثابت ہو نزدیک اس کے قطع ساتھ اس کے پھر حاصل ہوا اتفاق اس کے بعد اور کہا فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے کہ اس جگہ ایک اشکال ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر ہم کہیں کہ ہونا ان دونوں سورتوں کا قرآن میں سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانے میں متواتر تھا تو لازم آئے گی تکفیر اس کی جو اس سے انکار کرے یعنی جو اس سے انکار کرے اس کو کافر کہنا ضروری ہو گا اور اگر ہم کہیں کہ ان کا قرآن سے ہونا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانے میں متواتر نہ تھا تو آئے گا کچھ قرآن متواتر نہیں اور یہ عقیدہ سخت ہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ وہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی متواتر ہوں لیکن فقط ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک درجہ تواتر کو نہ پہنچی ہوں پس حل ہوا یہ عقدہ ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے اور یہ جوابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے کہا گیا تو نہیں ہے ابی ذر رضی اللہ عنہ کے جواب میں تصریح ساتھ مراد کے مگر یہ کہ بیچ اجماع کے اوپر ہونے ان دونوں کے قرآن میں سے بے پرواہی ہے تکلیف اسانید کے ساتھ اخبار احاد کے واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ (فتح) اور کہا یعنی نے کہ اصحاب کو معوذتین کے قرآن ہونے میں اختلاف تھا میرا اختلاف دور ہوا اور اجماع ہوا اس پر کہ وہ دونوں قرآن میں سے ہیں اور اگر اب کوئی معوذین کے قرآن ہونے سے انکار کرے تو کافر ہو جاتا ہے اور کہا بزار نے کہ جب ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اور اصحاب سے سنا کہ وہ قرآن میں سے ہیں تو اپنے قول سے رجوع کی۔ (یعنی)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب فضائل القرآن باب کیف نزل الوحي وأول ما نزل.  
کتاب ہے فضائل قرآن کے بیان میں باب ہے بیان میں کیفیت اترنے وحی کے اور بیان میں

اس چیز کے کہ پہلے اتری۔

فائدہ: پہلے گزر چکی ہے صحیح بخاری کے ابتدا میں بحث بیچ کیفیت اترنے وحی کے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں کہ حادث نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ آپ کو وحی کس طرح آتی ہے؟ اور اسی طرح اول اترنا اس کا عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں کہ اول وہ چیز کہ شروع کی گئی ساتھ اس کے حضرت ﷺ وحی سے سچی خوابیں تھیں لیکن تعبیر ساتھ اول مازل کے خاص تر ہے تعبیر کرنے سے ساتھ اول مابدی کے اس واسطے کہ اترنا تقاضا کرتا ہے اس شخص کے وجود کو جو اس کو لے کر اترے اور اول اس کا آنا فرشتے کا ہے کھلم کھلا اس حال میں کہ پیغام پہنچانے والا تھا اللہ کی طرف سے ساتھ اس چیز کے کہ چاہی وحی سے اور بھیجنا وحی کا عام تر ہے اس سے کہ ہوساتھ اتارنے کے یا ساتھ الہام کے برابر ہے کہ واقع ہو یہ خواب میں یا بیداری میں اور بہر حال نکالانا اس بات کا باب کی حدیثوں سے سوڈ کر کریں گے ہم اس کو انشاء اللہ تعالیٰ نزدیک شرح ہر حدیث کے اس سے۔ (فتح) یہ ترجمہ واسطے بیان کیفیت نزول کے ہے اور جو ترجمہ کہ کتاب کے ابتدا میں ہے وہ واسطے بیان کیفیت ابتدا اور شروع ہونے وحی کے تھا اور وہ خاص تر ہے اس ترجمے سے جو اس جگہ مذکور ہے اور بہر حال اول مازل سو ساتھ رفع لام کے ہے پس وہ واسطے بیان اس چیز کے ہے کہ پہلے اتری پس نیز ہوگا یہ ترجمہ مغایر واسطے بیان کیفیت ابتدا وحی کے اور حاصل یہ ہے کہ وہ واسطے سوال کے ہے اور جواب اس کا وہ ہے جو حدیث میں ہے اور قیاس کر اس پر اس کی نظیروں کو (خیر جاری)۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُهَيَّمُنُ الْأَمِينُ الْقُرْآنُ  
اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت سورہ مائدہ کے جو قرآن کی فضیلت میں وارد ہے ﴿وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكَ

الكتاب بالحق مصدقا لما بين يديه من الكتاب

ومهيمننا عليه﴾ کہ مہيمن کے معنی ہیں امین قرآن

امین ہے ہر اگلی کتاب پر۔

فائدہ: اس اثر کا بیان سورہ مائدہ میں ہو چکا ہے اور وہ متعلق ہے ساتھ اصل ترجمہ کے اور وہ قرآن کے فضائل ہیں

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کلام کی توجیہ یہ ہے کہ قرآن بغل گیر ہے تصدیق تمام اس چیز کی کو کہ اس سے پہلے اتری اس واسطے کہ جو احکام کہ اس میں ہیں یا تو برقرار رکھنے والے ہیں اس چیز کو کہ اس سے پہلے گزری اور یا ناسخ ہیں اور یہ تقاضا کرتا ہے اثبات منسوخ کو اور یا جدید احکام ہیں اور یہ سب دلالت کرتا ہے اوپر تفصیل مجدد کے۔ (فتح)

۴۵۹۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي عَائِشَةُ وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَا لَبَّكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ عَشَرَ سِنِينَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ وَبِالْمَدِينَةِ عَشَرَ سِنِينَ.

۴۵۹۶ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا دونوں نے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دس سال کے میں ٹھہرے یعنی بعد پیغمبر ہونے کے آپ پر قرآن اترتا تھا اور دس سال مدینے میں ٹھہرے۔

فائدہ: ایک روایت میں صرف عشر کا لفظ آیا ہے ساتھ ابہام محدود کے اور اس کا ظاہر یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ساٹھ سال زندہ رہے جب جوڑا جائے ساتھ مشہور قول کے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چالیس سال کے سرے پر پیغمبر ہوئے لیکن ممکن ہے کہ راوی نے کسر کو چھوڑ دیا کما تقدم في الوفاة النبوية اس واسطے کہ ہر شخص جس سے یہ روایت آئی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ساٹھ سال یا تریسٹھ سال سے زیادہ زندہ رہے اسی سے یہ روایت بھی آئی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تریسٹھ سال زندہ رہے پس معتمد یہ قول ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تریسٹھ سال زندہ رہے اور جو اس کے مخالف ہے یا تو محمول ہے اوپر چھوڑ دینے کسر کے سالوں میں یعنی جتنے سال ساتھ سے زیادہ تھے ان کو راوی نے چھوڑ دیا اور یا محمول ہے اوپر جبر کرنے کسر کے مہینوں میں اور بہر حال حدیث باب کی سو ممکن ہے یہ کہ تطبیق دی جائے درمیان اس کے اور درمیان مشہور قول کے ساتھ اور وجہ کے اور وہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چالیس سال کے سرے پر پیغمبر ہوئے سو خواب کے وحی کے مدت چھ مہینے تھی یہاں تک کہ اتر آپ پر فرشتہ رمضان کے مہینے میں بغیر بند ہونے وحی کے درمیان اس کے پھر بند ہوئی وحی پھر بدستور جاری ہوئی اور پے در پے اترنے لگی سو تھی مدت پے در پے اترنے وحی کی اور بدستور جاری رہنے اس کے کی کے میں دس سال بغیر بند ہونے وحی کے درمیان اس کے یا یہ کہ چالیس سال کے سرے پر میکائیل علیہ السلام یا اسرافیل علیہ السلام آپ کے ساتھ تعین کیا گیا سو مدت تین سال کی وہ آپ کی طرف کوئی بات یا کچھ چیز ڈالتا رہا جیسا کہ ایک حدیث مرسل میں آیا ہے پھر جبریل علیہ السلام آپ کے ساتھ تعین ہوا سو وہ آپ پر کے میں دس سال قرآن اتارتا رہا اور لیا جاتا ہے اس حدیث سے اس چیز سے کہ متعلق ہے ساتھ ترجمہ کے کہ قرآن ایک بار نہیں اترتا بلکہ متفرق اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اتر امت دراز میں یعنی ایک آیت کبھی اور ایک آیت کبھی اور چند آیتیں کبھی اور چند آیتیں کبھی اور شاید یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کے کہ روایت کی ہے نسائی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ اتارا

گیا قرآن اکٹھا ایک بار طرف پہلے آسمان کے شب قدر کی رات میں پھر اس کے بعد بیس سال کی مدت میں تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا گیا اور یہ آیت پڑھی ﴿قرآنا فرقناه لتقرأه على الناس على مكث﴾ الایۃ یعنی بھیجا ہم نے قرآن کو ساتھ تفریق کے یعنی بانٹ کر تاکہ پڑھے تو اس کو لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر آخر آیت تک اور حاکم کی روایت میں ہے کہ دنیا کے آسمان میں بیت العزت میں رکھا گیا پھر جبریل علیہ السلام اس کو حضرت ﷺ پر اتارنے لگا اور اس کی سند صحیح ہے اور واقع ہوا ہے سچ منہاج حلیمی کے کہ جبریل علیہ السلام تھا اتارنا قرآن کو لوح محفوظ سے شب قدر کی رات میں طرف پہلے آسمان کے بقدر اس کے کہ اتارنا اس کو اس سال میں حضرت ﷺ پر آئندہ شب قدر کی رات تک یہاں تک کہ اتارنا سب قرآن کو بیس شب قدروں میں بیس سال سے لوح محفوظ سے طرف آسمان دنیا کے اور وارد کیا ہے اس کو ابن انباری نے ساتھ طریق ضعیف اور منقطع کے اور صحیح اور معتمدہ بات ہے جو پہلے گزری کہ قرآن اول ایک بار اکٹھا لوح محفوظ سے پہلے آسمان کی طرف اترا پھر اس کے بعد ٹکڑے ٹکڑے ہو کر حضرت ﷺ پر اترا اور حکایت کی ہے ماوردی نے کہ قرآن لوح محفوظ سے ایک بار اکٹھا اترا اور چوکیدار فرشتوں نے اس کو جبریل علیہ السلام پر بیس راتوں میں تقسیم کیا اور جبریل علیہ السلام نے اس کو حضرت ﷺ پر بیس سال میں تقسیم کیا اور یہ روایت بھی غریب ہے اور معتمدہ ہے کہ جبریل علیہ السلام تھے دور کرتے ساتھ حضرت ﷺ کے ماہ رمضان میں ساتھ اس چیز کے کہ اتارتے اس کو حضرت ﷺ پر سال کے دورانیہ میں اسی طرح جزم کیا ہے ساتھ اس کے شععی نے اور بدء الوحی میں پہلے گزر چکا ہے کہ اول اتارنا جبریل علیہ السلام کا ساتھ قرآن کے رمضان کے مہینے میں تھا اور اس کتاب میں آئندہ آئے گا کہ جبریل علیہ السلام تھے دور کرتے حضرت ﷺ سے ساتھ قرآن کے رمضان کے مہینے میں اور اس میں دو حکمتیں ہیں ایک خبر گیری اس کی دوسری باقی رکھنا اس چیز کا کہ نہیں منسوخ ہوئی اس سے اور اٹھانا اس چیز کا کہ منسوخ ہوئی سو تھا رمضان کا مہینہ ظرف واسطے اتارنے اس کے کی اکٹھا اور از روئے تفصیل کے اور عرض کے اور احکام کے اور احمد اور بیہقی نے واثلہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اتاری گئی تو رات رمضان کی چھٹی کو اور انجیل تیرہویں کو اور زبور اٹھارویں کو اور قرآن چوبیسویں کو اور یہ سب مطابق ہے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن﴾ اور واسطے قول اللہ کے ﴿انا انزلناه فی لیلة القدر﴾ سو احتمال ہے کہ اس سال شب قدر یہی رات ہو سو اتارا گیا اس میں قرآن اکٹھا طرف پہلے آسمان کے پھر اتارا گیا چوبیسویں دن اول ﴿اقرأ باسم ربك﴾ اور مستفاد ہوتا ہے باب کی حدیث سے کہ سب قرآن خاص کر کے اور مدینے میں اترا اور وہ اس طرح ہے لیکن بہت قرآن غیر حرمین میں اترا جس جگہ کہ تھے حضرت ﷺ سفر حج یا عمرہ یا جہاد میں لیکن اصطلاح یہ ہے کہ جو ہجرت سے پہلے اترا وہ مکی ہے اور جو ہجرت سے پیچھے اترا وہ مدنی ہے برابر ہے کہ اترا شہر میں بیچ حال اقامت کے یا غیر اس کے سفر کی حالت میں اور زیادہ بیان اس کا آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

۴۵۹۷۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ أَنَبْتُ أَنَّ جَبْرِيلَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ أُمُّ سَلَمَةَ فَجَعَلَ يَتَحَدَّثُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمِّ سَلَمَةَ مَنْ هَذَا أَوْ كَمَا قَالَ قَالَتْ هَذَا دِحْيَةُ فَلَمَّا قَامَ قَالَتْ وَاللَّهِ مَا حَسِبْتُهُ إِلَّا إِيَّاهُ حَتَّى سَمِعْتُ خُطْبَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُ خَبْرَ جَبْرِيلَ أَوْ كَمَا قَالَ قَالَ أَبِي قُلْتُ لِأَبِي عُثْمَانَ مِمَّنْ سَمِعْتَ هَذَا قَالَ مِنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ.

۴۵۹۷۔ حضرت ابو عثمان سے روایت ہے کہا کہ مجھ کو خبر ہوئی کہ جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ کے پاس ام سلمہ رضی اللہ عنہا تھیں سو بات کرنے لگا تو حضرت ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ یہ کون ہے؟ یا جیسے فرمایا، راوی کہتا ہے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ دحیہ کلبی صحابی ہیں (دحیہ کلبی مشہور صحابی ہیں بہت خوبصورت تھے جب جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کے پاس آتے تو اکثر اس کی صورت پر آتے) سو جب حضرت ﷺ کھڑے ہوئے یعنی مسجد کو جانے کے لیے تو نہیں گمان کیا میں نے جبریل علیہ السلام کو مگر دحیہ (یہ کلام ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا ہے) یہاں تک کہ سنا میں نے خطبہ حضرت ﷺ کا ساتھ خبر جبریل علیہ السلام کے یا جیسے کہا معتمر کہتا ہے کہ میرے باپ نے ابو عثمان سے کہا کہ تو نے یہ حدیث کس سے سنی اس نے کہا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے۔

**فائدہ:** یہ جو حضرت ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ یہ کون ہے؟ تو مراد یہ ہے کہ پوچھا حضرت ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اس شخص کے حال سے جس سے بات کرتے تھے کہ انہوں نے اس کو فرشتہ سمجھا یا نہیں اور یہ جو کہا کہ جب حضرت ﷺ مسجد کی طرف جانے کو کھڑے ہوئے تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ نہ انکار کیا حضرت ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر اس چیز سے جو انہوں نے گمان کیا کہ وہ دحیہ ہیں واسطے کفایت کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہو گی آپ سے خطبے میں جو ظاہر کرے گی واسطے ان کے مقصود کو اور یہ جو کہا جیسے کہا تو مراد یہ ہے کہ شک کیا ہے راوی نے لفظ میں باوجود باقی رہنے معنی کے اس کے ذہن میں اور بہت ہوتی ہے استعمال محدثین کی ساتھ اس کلمے کے ایسی جگہ میں اور احتمال ہے کہ یہ سوال حضرت ﷺ کا ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے جبریل علیہ السلام کے جانے کے بعد واقع ہوا ہو یا اس سے پہلے اس میں دونوں امر کا احتمال ہے اور یہ جو کہا کہ تو نے یہ حدیث کس سے سنی؟ تو اس میں استفسار ہے اس شخص کے حال سے جو مبہم چھوڑا گیا راویوں سے اگرچہ جو مبہم چھوڑا گیا ثقہ معتمد اور فائدہ اس کا احتمال ہے کہ سامع کے نزدیک اس طرح نہ ہو تو اس کے بیان کرنے میں اٹھانا ہے واسطے اس احتمال کے، کہا عیاض وغیرہ نے کہ اس حدیث میں سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے فرشتے کہ یہ کہ شکل پکڑے آدمی کی صورت پر اور یہ کہ اس کی اصلی اور ذاتی صورت اور ہے آدمی اس کو اس میں دیکھ نہیں سکتا واسطے ضعیف ہونے قوی بشریہ کے مگر جس کو اللہ چاہے کہ اس کو

اس کے دیکھنے کی قوت دے اسی واسطے اکثر اوقات جبریل علیہ السلام مرد کی صورت بن کے حضرت ﷺ کے پاس آتے تھے کما تقدم فی بدء الوحی کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کبھی میرے پاس فرشتہ مرد کی صورت بن کے آتا ہے اور نہیں دیکھا حضرت ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو اس کی پیدائشی صورت میں مگردو بار جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے بخاری اور مسلم میں اور اس جگہ سے ظاہر ہوئی وجہ داخل ہونے اس حدیث کے کی اس باب میں اور کہا بعض نے کہ اس حدیث میں فضیلت ہے واسطے ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور دحیہ رضی اللہ عنہ کے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اکثر اصحاب نے جبریل علیہ السلام کو مرد کی صورت میں دیکھا جب کہ وہ حضرت ﷺ کے پاس مرد کی صورت میں آیا اور آپ سے اسلام اور ایمان اور احسان کی حقیقت پوچھی اور اس واسطے کہ اتفاق شبہ کا نہیں مستلزم ہے اثبات فضیلت معنوی کو اور غایت اس کی یہ ہے کہ اس کو خوبصورتی میں زیادتی ہوگی اور بس اور البتہ حضرت ﷺ نے ابن قطن سے کہا جب کہ فرمایا کہ دجال سب لوگوں میں زیادہ تر مشابہ ہے ساتھ اس کے تو اس نے کہا کہ کیا اس کا مشابہ ہونا مجھ کو ضرر کرتا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ (فتح)

۴۵۹۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پیغمبروں میں سے کوئی پیغمبر نہیں مگر کہ اس کو معجزے دیئے گئے اس قدر کہ آدمی اس پر ایمان لائے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مجھ کو تو وہ چیز دی گئی جو وحی ہے یعنی قرآن جس کو میری طرف اللہ نے بھیجا سو میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن سب پیغمبروں سے زیادہ تر میرے تابعدار ہوں گے۔

۴۵۹۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا سَعِيدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيٍّ إِلَّا أُعْطِيَ مَا مِثْلُهُ أَمِنْ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللَّهُ إِلَيَّ فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ کوئی پیغمبر نہیں مگر اس کو معجزے دیئے گئے تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ پیغمبر کے واسطے معجزے کا ہونا ضروری ہے جو تقاضا کرے ایمان اس شخص کے کو جو اس کو مشاہدہ کرے اس حال میں کہ اس کو سچا کرے اور نہیں ضرر کرتا اس کو جو اصرار کرے عناد پر اور یہ جو کہا اس قدر کہ آدمی اس پر ایمان لائیں تو مراد مثل سے عین شے کا ہے اور جو اس کے مساوی ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر پیغمبر کو ایک یا زیادہ معجزہ دیا گیا کہ جو آدمی اس کو دیکھے تو اس کی شان سے ہے کہ ایمان لائے ساتھ اس کے، اس کے سبب سے اور علیہ ساتھ معنی لام کے ہے یا با موجدہ کے اور نکتہ بیچ تعبیر کرنے کے ساتھ اس کے بغل گیر ہونا اس کا ہے نبلے کے معنی کے یعنی ایمان لاتا ہے ساتھ اس کے اس حال میں کہ مغلوب ہوتا ہے اس طور سے کہ اس کو اپنی جان سے ہٹا نہیں سکتا لیکن کبھی انکار کرتا ہے سو معاند ہوتا ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا ﴿وَجحدوا بها واستيقنتها أنفسهم ظلماً﴾ اور کہا طیبی نے کہ موقع مثل کا موقع اس کا ہے اللہ

کے اس قول سے ﴿فاتوا بسورة من مثله﴾ یعنی اس کے صنعت پر بیان سے اور بلند طبقہ ہونے سے بلاغت میں اور یہ جو فرمایا کہ مجھ کو تو وہ چیز دی گئی جو وحی ہے جو اللہ نے میری طرف بھیجی یعنی بے شک معجزہ میرا جس کے ساتھ میں نے کفار کا مقابلہ کیا وہ وحی ہے جو مجھ پر اتاری گئی یعنی قرآن واسطے اس چیز کے کہ شامل ہے اس پر اعجاز واضح سے اور یہ مراد نہیں کہ حضرت ﷺ کو اس کے سوائے اور کوئی معجزہ نہیں ملا اور نہ یہ مراد ہے کہ نہیں دیئے گئے حضرت ﷺ معجزوں سے جو اگلے پیغمبروں کو ملے بلکہ مراد یہ ہے کہ یہ بڑا معجزہ ہے جو خاص حضرت ﷺ ہی کو ملا آپ کے سوائے اور کسی کو نہیں ملا اس واسطے کہ ہر پیغمبر کو ایک خاص معجزہ دیا گیا ہے جو بعینہ اس کے سوائے اور کسی کو نہ ملا کہ مقابلہ کیا اس نے ساتھ اس کے اپنی قوم سے اور ہر پیغمبر کو اس کی قوم کے حال کے مناسب معجزہ عنایت ہوتا تھا چنانچہ فرعون کے وقت میں جادو کا بہت چرچا تھا تو موسیٰ علیہ السلام کو بھی اسی قسم کا معجزہ ملا اس صورت پر جو جادوگر بناتے تھے عصا سانپ بن جاتا تھا لیکن وہ نکل گیا جو انہوں نے بنایا اور یہ معجزہ ہو بہو ان کے سوائے کسی پیغمبر کو نہیں ملا اور اسی طرح زندہ کرنا عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو اور اچھا کرنا اندھوں اور کوڑوں کو اس واسطے کہ اس زمانے میں طبیبوں اور حکیموں کا بہت زور تھا سو عیسیٰ علیہ السلام نے ان کو اسی قسم کا معجزہ دکھلایا جس پر وہ قادر نہ ہوئے اور اسی واسطے جب کہ عرب لوگ فصاحت اور بلاغت میں نہایت کو پہنچے ہوئے تھے تو حضرت ﷺ ان کے پاس قرآن لائے کہ مقابلہ کیا ان کو کہ اسکی مثل سورۃ بنا لائیں سو نہ قادر ہوئے اوپر اس کے اور بعض نے کہا کہ قرآن کے واسطے کوئی مثل نہیں نہ ظاہر میں نہ حقیقت میں برخلاف اور معجزوں کے کہ وہ نہیں خالی ہیں مثل سے اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ ہر پیغمبر دیا گیا معجزوں سے جو تھے مثل اس کی واسطے اس شخص کے جو اس سے آگے تھا صورت میں یا حقیقت میں اور نہیں دیا گیا کوئی مثل قرآن کے پہلے آپ سے سو اسی واسطے آپ نے اس کے پیچھے یہ فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے تابعدار سب سے زیادہ ہوں گے اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ جو مجھ کو ملا اس کی طرف تکمیل کو راہ نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ کلام معجز ہے نہیں قادر ہے کوئی کہ لائے وہ چیز کہ خیال کیا جائے اس سے تشبیہ کا ساتھ اس کے برخلاف غیر آپ کے اس واسطے کہ کبھی واقع ہوتا ہے ان کے معجزوں میں جو قادر ہوتا ہے جادوگر یہ کہ لائے جس سے اس شبہ کا خیال ہے سو جو ان کے درمیان فرق کرنا چاہے وہ نظر کا محتاج ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ گزر چکے ہیں معجزے پیغمبروں کے ساتھ گزر جانے ان کے زمانوں کے سو نہیں دیکھا ان کو مگر جو اس وقت موجود تھے اور معجزہ قرآن کا بدستور قائم اور دائم ہے قیامت تک اور خارق ہے واسطے عادت کے اپنی طرز میں اور بلاغت میں اور خبر دینے اس کے کی ساتھ چھپی چیزوں کے سو نہیں گزرے گا کوئی زمانہ زمانوں سے مگر کہ ظاہر ہوگی اس میں کچھ چیز اس قسم سے کہ خبر دی ساتھ اس کے کہ ہوگی جو دلالت کرے اوپر صحیح ہونے دعویٰ آپ کے کی اور یہ احتمال قوی تر ہے سب احتمالات سے اور تکمیل اس کی اس چیز میں ہے جو اس کے بعد ہے اور بعض نے کہا کہ معنی یہ



ہیں کہ اگلے پیغمبروں کے معجزے حسی تھے سر کی آنکھ سے دیکھے جاتے تھے مانند اونٹنی صالح علیہ السلام کے اور عصا موسیٰ علیہ السلام کے اور معجزہ قرآن کا دیکھا جاتا ہے ساتھ دل اور بوجھ کے سو جو اس سبب سے اس کے تابع ہوتا ہے وہ زیادہ ہوگا اس واسطے کہ جو سر کی آنکھ سے دیکھا جاتا ہے وہ موقوف ہو جاتا ہے ساتھ گزرنے مشاہد اس کے کی یعنی دیکھنے والے اس کے کی اور جو عقل کی آنکھ سے دیکھا جاتا ہے وہ باقی رہتا ہے ہمیشہ دیکھتا ہے اس کو ہر شخص جو پہلے کے بعد آتا ہے میں کہتا ہوں اور ممکن ہے جوڑنا ان سب اقوال کا ایک کلام میں اس واسطے کہ محصل اس کا نہیں منافی ہے بعض اس کا بعض کو اور یہ جو کہا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے تابعدار بہت ہوں گے تو مرتب کیا اس کلام کو اس چیز پر جو گزر چکی ہے پہلے معجزے قرآن کے سے جو ہمیشہ رہنے والا قیامت تک واسطے بہت ہونے فائدہ اس کے کی اور عام ہونے نفع اس کی کے واسطے شامل ہونے اس کے اوپر دعوت اور حجت کے اور خبر دینے کے ساتھ حالات آئندہ کے یعنی پیشین گوئیوں کے سو عام ہوا نفع اس کا حاضر کو اور غائب کو اور موجود کو اور جو آئندہ پیدا ہوگا سو خوب ہو امرتب کرنا امید مذکور کا اور پر اس کے اور یہ امید تحقیق ہو چکی ہے اس واسطے کہ آپ کے تابعدار سب پیغمبروں سے بہت ہیں و سیاتی بیانہ و اضحا فی کتاب الرفاق انشاء اللہ تعالیٰ اور تعلق اس حدیث کا ساتھ ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ قرآن سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اترا ساتھ وحی کے جس کو فرشتہ لایا نہ ساتھ خواب کے اور نہ ساتھ الہام کے اور البتہ جمع کیا ہے بعض نے قرآن کے اعجاز کو چار چیزوں میں ایک خوب ہونا تالیف اس کی کا ہے اور پیوند ہونا کلموں اس کے کا ساتھ اختصار اور بلاغت کے دوم صورت سیاق اور طرز اس کے کی ہے جو مخالف ہے کلام اہل بلاغت کی طرزوں کو عرب سے نثر میں اور نظم میں یہاں تک کہ حیران ہوئیں اس میں عقلیں ان کی اور نہ راہ پائی انہوں نے طرف اس کی کہ اس کی مانند کچھ چیز لاسکیں باوجود بہت ہونے باعثوں کے اوپر حاصل کرنے اس کے کی باوجود اس کے کہ قرآن نے ان کے کانوں کو ٹھوکا ساتھ اس کے کہ وہ اس سے عاجز ہوئے، سوم وہ چیز ہے جو شامل ہے اس پر قرآن خبر دینے سے پہلے امتوں کے حالات سے اور پرانی شریعتوں سے اس قسم سے کہ نہیں جانتے تھے بعض اس کے کو مگر کم لوگ اہل کتاب سے، چہارم خبر دینی ہے اس چیز سے کہ آئندہ آئے گی واقعات سے یعنی پیش گوئیوں سے کہ بعض ان میں سے حضرت ﷺ کے زمانے میں واقع ہوئیں اور بعض آپ کے بعد اور سوائے ان چار کے اور بہت آیتیں ہیں جو وارد ہوئیں ساتھ عاجز کرنے قوم کے بعض کاموں میں کہ وہ ان کو نہ کر سکیں گے سو عاجز ہوئے وہ اس سے باوجود بہت ہونے باعثوں کے اوپر جھٹلانے اس کے مانند تمنا کرنے یہود کے کی موت کو اور ایک ان میں سے خوف ہے جو حاصل ہوتا ہے واسطے سننے والے اس کے کی اور ایک یہ کہ اس کا پڑھنے والا اور تلاوت کرنے والا نہیں تھکتا ہے اس کے تکرار سے اور نہیں ناخوش ہوتا ہے سامع اس کا اور نہیں زیادہ ہوتی ساتھ بہت تکرار کے مگر تازگی اور لذت اور ایک یہ کہ وہ ایک نشانی ہے باقی اور دائم رہنے والی نہیں معدوم ہوگی جب تک کہ دنیا باقی ہے اور ایک یہ کہ وہ جامع

ہے علوم اور معارف کو کہ نہیں کم ہوتے عجائب اس کے اور نہیں ختم ہوتے فوائد اس کے۔ (فتح)

۴۵۹۹۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک اللہ نے اپنے رسول پر بہت وحی بھیجی آپ کی وفات سے پہلے یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ کی وفات سے پہلے وحی بہت کثرت سے اتاری یہاں تک کہ آپ کی روح قبض کی زیادہ اس سے کہ پہلے اترتی تھی یعنی جس زمانے میں حضرت ﷺ کی وفات واقع ہوئی اس میں وحی کا اتنا بہ نسبت اور زمانوں کے زیادہ تھا پھر اس کے بعد حضرت ﷺ فوت ہوئے۔

۴۵۹۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى تَابَعَ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْيَ قَبْلَ وَفَاتِهِ حَتَّى تَوَفَّاهُ أَكْثَرَ مَا كَانَ الْوَحْيُ ثُمَّ تَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ اللہ نے حضرت ﷺ پر بہت وحی اتاری آپ کی وفات سے پہلے تو اس کا راز یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد کہ ایلیوں کی آمد و رفت بہت ہوئی اور احکام دین کی بہت پوچھ ہوئی تو اس سبب سے وحی کا اتنا بہت ہوا اور واقع ہوا ہے واسطے میرے سبب حدیث بیان کرنے انس رضی اللہ عنہ کی کا ساتھ اس کے درآوردی کی روایت سے زہری سے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت ﷺ کی وفات سے پہلے وحی بند ہوئی تھی؟ تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں بلکہ اس میں بہ نسبت اور زمانوں کے زیادہ وحی اتری اور یہ جو کہا کہ پھر اس کے بعد حضرت ﷺ فوت ہوئے تو اس میں ظاہر کرنا ہے اس چیز کا کہ بغل گیر ہے اس کو غایت بیچ قول اس کے کی یہاں تک کہ اللہ نے حضرت ﷺ کی روح قبض کی اور یہ حال جو اخیر میں واقع ہوا برخلاف اس حال کے ہے کہ پہلے واقع ہوا اس واسطے کہ پیغمبری کی ابتدا میں کچھ دنوں وحی بند ہوئی پھر اس کا اتنا بہت ہوا اور بیچ درمیان نزول کے کے میں نہ اتری دراز سورتوں سے مگر کم پھر اتریں بعد ہجرت کے سورتیں دراز جو مشتمل ہیں اوپر غالب احکام کے مگر یہ کہ حضرت ﷺ کی زندگی سے اخیر زمانے میں بہت قرآن اترا بہ نسبت اور زمانوں کے ساتھ اس سبب کے پہلے گزر چکا ہے اور ساتھ اس وجہ کے ظاہر ہوگئی وجہ مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اس واسطے کہ وہ بغل گیر ہے اشارت کو طرف کیفیت اترنے کے۔ (فتح)

۴۶۰۰۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ بیمار ہوئے سو ایک یا دو رات نہ اٹھے تو ایک عورت یعنی ام جمیل ابولہب کی بیوی آپ ﷺ کے پاس آئی سو اس نے کہا کہ میں نہیں گمان کرتی مگر یہ کہ تیرے ساتھی نے تجھ کو چھوڑ دیا سو اللہ نے یہ سورت اتاری قسم ہے دن کی اور رات کی جب

۴۶۰۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا يَقُولُ اشْتَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَةً أَوْ لَيْلَتَيْنِ فَاتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَا مُحَمَّدُ مَا أُرَى شَيْطَانَكَ إِلَّا قَدْ تَرَكَكَ

فَإَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَالضُّحَىٰ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ﴾۔  
 کہ چھا جائے نہیں چھوڑا تجھ کو اللہ نے اور نہ بیزار ہوا۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح سورہ الضحیٰ میں گزر چکی ہے اور وجہ وارد کرنے اس کے کی اس باب میں اشارہ ہے کہ کبھی قرآن کے اترنے میں دیر سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کسی حکمت کے واسطے واقع ہوتی تھی جو اس کا تقاضا کرتی تھی نہ واسطے قصد ترک کرنے اس کے بالکل سوا اس کا اترنا مختلف طور سے تھا کبھی پے در پے اترتا تھا اور کبھی دیر کے ساتھ اور اس کے اترنے میں جدا جدا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر کئی حکمتیں ہیں ایک سہل کرنا حفظ اس کے کا ہے اس واسطے کہ اگر اترتا اکٹھا ایک بار ان پڑھ امت پر کہ ان میں اکثر پڑھے لکھے نہ تھے تو البتہ دشوار ہوتا ان پر یاد کرنا اس کا اور اشارہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف ساتھ قول اپنے کے جو کفار کے رد میں اتارا اور کہا انہوں نے کہ کیوں نہیں اتارا گیا اس پر قرآن اکٹھا ایک بار اسی طرح یعنی اتارا اس کو ہم نے ٹکڑے ٹکڑے اور تھوڑا تھوڑا کر کے تاکہ ثابت رکھیں ساتھ اس کے تیرے دل کو اور ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے کہ تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہم نے قرآن کو تاکہ پڑھے تو اس کو لوگوں پر ٹھہر کر اور ایک وہ ہے جو مستلزم ہے اس کو شرف سے واسطے اس کے اور کوشش سے ساتھ اس کے واسطے بہت آنے جانے ایلیچوں رب کے کی طرف آپ کے اس حال میں کہ سکھاتا تھا آپ کو احکام جو واقع ہوتے واسطے آپ کے اور جواب اس چیز کے کہ پوچھے جاتے تھے آپ سے احکام اور حوادث سے اور ایک یہ کہ اتارا گیا ہے قرآن سات حرفوں پر سو مناسب ہوا کہ اتارا جائے ٹکڑے ٹکڑے ہو کے اس واسطے کہ اگر اکٹھا ایک بار اترتا تو البتہ دشوار ہوتا بیان اس کا عادت میں اور ایک یہ کہ اللہ نے تقدیر میں لکھا تھا کہ منسوخ کرے اس کے احکام سے جو چاہے سوا سی واسطے جدا جدا اتارا گیا تاکہ جدا جدا ہو جائے ناخ منسوخ سے سو ہوا جدا جدا اتارنا اس کا اولیٰ اتارنے اس کے سے اکٹھا اور البتہ ضبط کیا ہے ناقلوں نے سورتوں کے نزول کی ترتیب کو کما سیاتی فی باب تالیف القرآن اور نہیں یاد رکھی انہوں نے ترتیب اترنے آیتوں کے کی اور پہلے گزر چکا ہے بیچ تفسیر اقرا باسم ربک کے کہ وہ پہلی سورت ہے جو اتری اور باوجود اس کے سوا اس کے پہلے پانچ آیتیں اتریں پھر باقی اس کے بعد اتری اور یہی حال ہے سورہ مدثر کا جو اس کے بعد اتری کہ پہلے اس کا اول اتر پھر باقی سورت اس کے بعد اتری اور واضح تر اس سے وہ چیز ہے جو روایت کی ہے اصحاب سنن ثلاثہ نے عمان سے کہ حضرت ﷺ پر چند آیتیں اترتی تھیں سو فرماتے کہ اس کو فلاں فلاں سورت میں رکھو جس میں ایسا ایسا ذکر ہے اور سوائے اس کے جس کا بیان آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ نَزْلِ الْقُرْآنِ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ  
 وَالْعَرَبِ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿قُرْآنًا عَرَبِيًّا﴾ ﴿بِلِسَانِ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ﴾۔  
 اتر قرآن بیچ زبان قریش اور عرب کے اللہ نے فرمایا کہ ہم نے ٹھہرایا قرآن کو عربی اور فرمایا کہ ہم نے اتارا قرآن کو عربی زبان میں جو ظاہر ہے۔

**فائدہ:** بہر حال اترا اس کا ساتھ زبان قریش کے سو مذکور ہے باب میں عثمان رضی اللہ عنہ کے قول سے اور البتہ روایت کی ہے ابو داؤد نے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ بے شک قریش کی زبان میں اترا سو پڑھا لوگوں کو قریش کی زبان میں نہ ہذیل کی زبان میں اور بہر حال عطف عرب کا اوپر اس کے سوعطف عام کا ہے خاص پر اس واسطے کہ قریش بھی عرب میں سے ہیں اور بہر حال جو ذکر کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے دونوں آیتوں سے سو وہ حجت ہے واسطے اس کے اور البتہ روایت کی ہے ابن ابی داؤد نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب تم زبان میں اختلاف کرو تو اس کو مضر کی زبان میں لکھو اور مضر وہ بن نزار بن معد بن عدنان ہے اور اس کی طرف تمام ہوتی ہے نسبت قریش اور قیس اور ہذیل وغیرہ کی کہا قاضی ابو بکر باقلانی نے کہ یہ جو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اترا قرآن قریش کی زبان میں تو مراد اس سے اکثر اس کا ہے یعنی اکثر قریش کی زبان میں اترا اور کچھ دوسرے عربوں کی زبان میں اور یہ کہ نہیں قائم ہوئی دلالت قاطع اس پر کہ تمام قرآن قریش کی زبان میں ہے اس واسطے کہ ظاہر اللہ کے اس قول سے ﴿اَنَا جَعَلَنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا﴾ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب عرب کی زبان میں اترا اور جو گمان کرے کہ مراد عرب سے فقط قوم مضر ہے سوائے ربیعہ کے یا دونوں ہیں سوائے یمن کے یا قریش ہیں سوائے غیر ان کے کی تو لازم ہے اس پر بیان کرنا اس واسطے کہ نام عرب کا شامل ہے سب کو شمول ایک اور اگر جائز ہو یہ دعویٰ تو جائز ہے واسطے دوسرے کہ یہ کہ کہے کہ وہ مثلاً بنی ہاشم کی زبان میں اترا اس واسطے کہ وہ نسب میں قریب تر ہیں طرف حضرت ﷺ کے سب قریش سے اور کہا ابو شامہ نے احتمال ہے کہ ہو قول عثمان رضی اللہ عنہ کا نزل بلسان قریش یعنی ابتدا نزول اس کے کا قریش کی زبان میں تھا پھر مباح ہوا کہ ان کے سوائے لوگوں کی زبان میں بھی پڑھا جائے کما مسیاتی تقریرہ انشاء اللہ تعالیٰ انتہی اور تکملہ اس کا یہ ہے کہ کہا جائے کہ اترا پہلے قریش کی زبان میں ایک حرف پر سات حرفوں میں سے پھر اترا ساتھ سات حرفوں کے کہ اجازت دی گئی ہے ان کی قرأت میں واسطے آسانی اور سہولت کے کما سیاتی بیانہ پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ایک حرف پر جمع کیا تو انہوں نے مصلحت یہ دیکھی کہ جس حرف میں پہلے قرآن اترا تھا وہی اولیٰ ہے سب حرفوں سے سو جمع کیا لوگوں کو اوپر اس کے واسطے ہونے اس کے زبان حضرت ﷺ کی اور واسطے اس چیز کے کہ ہے واسطے اس کے اولیت مذکورہ سے اور اسی پر محمول ہوگی کلام عمر رضی اللہ عنہ کی واسطے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے۔ (فتح)

۴۶۰۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ

عَنِ الزُّهْرِيِّ وَأَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ

فَأَمَرَ عُثْمَانُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَسَعِيدَ بْنَ

الْعَاصِ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَعَبْدَ

الرَّحْمَنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنْ

۴۶۰۱۔ اور خبر دی مجھ کو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ عثمان رضی اللہ عنہ

نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور سعید بن عاص رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن

زبیر رضی اللہ عنہ اور عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ سورتوں یا آیتوں کو

قرآنوں میں لکھیں اور نقل کریں اور ان سے کہا کہ جب تم اور

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قرآن کے کسی لفظ کی عربیت میں اختلاف

کرو تو اس کو قریش کی زبان میں لکھو اس واسطے کہ قرآن قریش کی زبان میں اترے تو انہوں نے اسی طرح کیا۔

يَنْسَخُوهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ لَهُمْ إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَرَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي عَرَبِيَّةٍ مِنْ عَرَبِيَّةِ الْقُرْآنِ فَأَكْتُبُوهَا بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّ الْقُرْآنَ أَنْزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوا.

فائدہ: یہ جو ہری نے کہا اور خبر دی مجھ کو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے یہ معطوف ہے اوپر شے محذوف کے جس کا بیان آئندہ باب میں آئے گا اور بخاری رحمہ اللہ نے حدیث سے صرف حاجت کی جگہ کو لیا ہے اور وہ قول عثمان رضی اللہ عنہ کا ہے کہ اس کو قریش کی زبان میں لکھو اور ضمیر ینسخوها میں واسطے سورتوں کے ہے یا آیتوں کے یا ان صحیفوں کے یعنی اجزا کے جو حضرت حصہ رضی اللہ عنہما کے گھر سے منگوائے گئے تھے جن میں قرآن لکھا تھا۔ (فتح)

۴۶۰۲۔ حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہتا تھا کہ کاش میں حضرت ﷺ کو دیکھوں جب کہ آپ پر وحی اترتی ہے یعنی مجھ کو کمال آرزو ہے کہ میں حضرت ﷺ کی صورت وحی اترنے کے وقت دیکھوں سو جب حضرت ﷺ مقام حمرانہ میں جو مکے کے پاس ہے اترے اور آپ پر کپڑے سے سایہ کیا گیا تھا اور آپ کے ساتھ چند اصحاب تھے کہ اچانک ایک شخص خوشبو سے تھڑا ہوا آپ کے پاس آیا تو اس نے پوچھا کہ یا حضرت! آپ اس شخص کے حق میں کیا فرماتے ہیں جس نے جبہ میں احرام باندھا بعد اس کے کہ خوشبو لگائی ہو؟ سو حضرت ﷺ نے ایک گھڑی دیکھا پھر آپ کے پاس وحی آئی سو عرفاروق رضی اللہ عنہ نے یعلیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کی یعنی آ اب دیکھ حضرت ﷺ کی صورت سو یعلیٰ رضی اللہ عنہ آیا اور اپنے سر کو کپڑے میں داخل کیا یعنی جس کپڑے سے حضرت ﷺ کو سایہ کیا گیا تھا سو اچانک دیکھا کہ حضرت ﷺ کا چہرہ سرخ ہو گیا ہے آواز کرتے ہیں اسی طرح ایک گھڑی رہے پھر وہ حالت آپ سے دور ہوئی جو پاتے تھے بوجہ وحی سے پھر فرمایا کہ وہ شخص کہاں ہے جس نے مجھ

۴۶۰۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ وَقَالَ مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ أَخْبَرَنِي صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ يَعْلَى كَانَ يَقُولُ لَيَتَنَبَّأُ أَرَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَلَمَّا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِعْرَانَةِ عَلَيْهِ ثَوْبٌ قَدْ أَظْلَمَ عَلَيْهِ وَمَعَهُ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مُتَضَمِّخٌ بِطِيبٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ أَحْرَمَ فِي جُبَّةٍ بَعْدَ مَا تَضَمَّمَ بِطِيبٍ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاعَةً فَجَاءَهُ الْوَحْيُ فَأَشَارَ عُمَرُ إِلَى يَعْلَى أَنْ تَعَالَ فَجَاءَهُ يَعْلَى فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ فَإِذَا هُوَ مُحَمَّرُ الْوَجْهِ يَغْطِي كَذَلِكَ سَاعَةً ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ أَيْنَ الَّذِي يَسْأَلُنِي عَنِ الْعُمْرَةِ إِنَّمَا فَالْتَمِسَ الرَّجُلُ

فَجِئْ بِهٖ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ  
فَقَالَ اَمَّا الطِّیْبُ الَّذِیْ بِكَ فَاعْغِیْهُ ثَلَاثَ  
مَرَّاتٍ وَّ اَمَّا الْجُبَّةُ فَاَنْزِعْهَا ثُمَّ اصْنَعْ فِیْ  
عُمَرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِیْ حَتِّكَ۔

سے ابھی عمرے کا حال پوچھا تھا؟ سولوگ اس کو تلاش کر کے  
حضرت ﷺ کے پاس لائے سو آپ نے فرمایا کہ جو خوشبو لگی  
ہے سو اس کو تین بار دھو ڈال اور جب کو تو اتار ڈال پھر کر تو اپنے  
عمرے میں جیسا کہ تو اپنے حج میں کرتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح حج میں گزر چکی ہے اور البتہ پوشیدہ رہی ہے وجہ داخل ہونے اس حدیث کے کی  
اس باب میں بہت اماموں پر یہاں تک کہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں کہا کہ ظاہر تر یہ ہے کہ اس حدیث کو پہلے باب  
میں ذکر کیا جاتا ہے اور شاید یہ کسی ناقل کی غلطی ہے اور کہا ابن بطلال نے کہ مناسبت اس حدیث کی واسطے ترجمے کے  
یہ ہے کہ کل وحی ملو ہو یا غیر ملو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عرب کی زبان میں اترا اور اس پر یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا  
کہ حضرت ﷺ سب آدمیوں کی طرف پیغمبر ہیں عرب ہوں یا عجم یعنی جو لوگ عرب کے سوائے ہیں اس واسطے کہ  
جس زبان میں حضرت ﷺ پر قرآن اترا وہ عربی ہے اور حضرت ﷺ اس کو عرب کے گروہوں کی طرف پہنچائیں  
گے اور وہ ترجمہ کریں گے اس کو واسطے غیر عرب کے ان کی زبان میں اور اسی واسطے ابن منیر نے کہا کہ اس حدیث کا  
پہلے باب میں داخل کرنا لائق تر تھا اور شاید مقصود اس کا تنبیہ کرنی ہے اس پر کہ وحی ساتھ قرآن اور سنت کے تھی اوپر  
صفت ایک کے اور زبان ایک کے۔ (فتح)

بَابُ جَمْعِ الْقُرْآنِ۔ باب ہے جمع کرنے قرآن کے۔

فائدہ: مراد ساتھ جمع کے اس جگہ جمع مخصوص ہے اور وہ جمع کرنا اس کے ٹکڑوں کا ہے اجزا اور کاغذوں میں یعنی بغیر  
ترتیب سورتوں کے پھر جمع کیے گئے اجزا ایک مصحف میں ساتھ ترتیب سورتوں کے اور تین بابوں کے بعد باب تالیف  
القرآن آئے گا اور مراد اس کے ساتھ اس جگہ جوڑنا آیتوں کا ہے ایک سورت میں یا ترتیب سورتوں کی مصحف میں  
اور حاصل یہ ہے کہ قرآن پہلے ٹکڑے ٹکڑے تھا چند آیتیں کہیں تھی اور چند آیتیں کہیں اور کچھ کسی کے پاس تھا اور کچھ  
کسی کے پاس اور کچھ شانے کی ہڈیوں پر لکھا تھا اور کچھ کھجور کی چھڑیوں پر اور کچھ پتھروں پر پھر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے  
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حکم سے سب قرآن کو تلاش کر کے کاغذوں میں لکھ کر ایک جگہ اکٹھا کیا لیکن اس میں آیتوں اور  
سورتوں کی ترتیب نہ تھی پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سب قرآن کو با ترتیب سورتوں کے جیسا کہ اب موجود ہے کئی  
مصحفوں میں نقل کروا کے ملکوں کی طرف بھیجا لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو مختلف زبانوں میں جمع کیا تھا حضرت  
عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو اور زبانوں سے چھانٹ کر صرف قریش کی زبان میں لکھوایا اور کہا قسطلانی نے کہ سب قرآن  
حضرت ﷺ کے زمانے میں لکھا ہوا تھا لیکن ایک جگہ میں جمع نہ تھا اور نہ سورتوں کی ترتیب تھی اور حضرت ﷺ نے  
اس کو ایک مصحف میں جمع نہ کیا اس واسطے کہ بعض قرآن پر نسخہ وارد ہوتا تھا سو اگر جمع کیا جاتا پھر بعض کی تلاوت اٹھائی

جاتی تو البتہ اختلاف کی نوبت پہنچتی سو نگاہ رکھا اس کو اللہ نے دلوں میں زمانہ نسخ کے تمام ہونے تک۔

۶۰۳ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ  
إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ  
عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ مَقْتَلِ أَهْلِ  
الْيَمَامَةِ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عِنْدَهُ قَالَ  
أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي  
فَقَالَ إِنَّ الْقَتْلَ قَدْ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ  
بِقِرَاءِ الْقُرْآنِ وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحَرَّ  
الْقَتْلُ بِالْقِرَاءِ بِالْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبَ كَثِيرٌ مِنَ  
الْقُرْآنِ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ  
قُلْتُ لِعُمَرَ كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
عُمَرُ هَذَا وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ  
يُرَاجِعُنِي حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِذَلِكَ  
وَرَأَيْتُ فِي ذَلِكَ الَّذِي رَأَى عُمَرُ قَالَ  
زَيْدٌ قَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ  
لَا تَنْهَمُكَ وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ  
لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْبَعُ  
الْقُرْآنَ فَاجْمَعُهُ فَوَاللَّهِ لَوْ كَلَّفُونِي نَقْلَ  
جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا  
أُمِرْتُ بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ  
تَفْعَلُونَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمْ  
يَزَلْ أَبُو بَكْرٍ يُرَاجِعُنِي حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ

۴۶۰۳ - حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو یمامہ والوں کی لڑائی کے بعد بلا بھیجا سو اچانک میں نے دیکھا کہ ان کے پاس عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بیشک عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے سو کہا کہ بے شک یمامہ کی لڑائی کے دن قرآن کے بہت حافظ مارے گئے اور میں ڈرتا ہوں کہ گرم ہو قتل ساتھ قاریوں کے لڑائی کی جگہوں میں یعنی جن میں کہ کافروں کے ساتھ لڑائی واقع ہو پس جاتا رہے اور ضائع ہو بہت قرآن اور میں مصلحت دیکھتا ہوں یہ کہ تو قرآن کے جمع کرنے کا حکم کرے یعنی کاغذوں میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو کس طرح کرتا ہے وہ کام جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہیں کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی یہ بہتر ہے سو ہمیشہ رہے عمر رضی اللہ عنہ مجھ سے گفتگو اور تکرار کرتے یہاں تک کہ اللہ نے اس کے واسطے میرا سینہ کھولا اور میں نے اس میں مصلحت دیکھی جو عمر نے دیکھی زید رضی اللہ عنہ کہتا ہے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک تو مرد جوان ہے عاقل ہے ہم تجھ کو کوئی تہمت نہیں کرتے اور تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے واسطے وحی کو لکھا کرتا تھا سو قرآن کو تلاش کر کے ایک جگہ جمع کر سو قسم ہے اللہ کی اگر مجھ کو کسی پہاڑ کے اٹھالے جانے کی تکلیف دی جاتی تو نہ ہوتا یہ مجھ پر زیادہ تر بھاری اس چیز سے کہ حکم کیا اس نے مجھ کو ساتھ اس کے جمع کرنے قرآن کے سے میں نے کہا تم کس طرح کرتے ہو وہ کام جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہیں کیا؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی وہ بہتر ہے سو ہمیشہ رہے ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھ سے تکرار کرتے یہاں تک کہ کھولا

اللہ نے سینہ میرا واسطے اس کے جس کے واسطے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھولا سو میں نے قرآن کو تلاش کیا اس حال میں کہ جمع کرتا تھا میں اس کو کھجور کی چھڑیوں سے اور پتلے پتھروں سے اور لوگوں یعنی حافظوں کے سینوں سے یہاں تک کہ پایا میں نے اخیر سورہ توبہ کا پاس ابو خزیمہ رضی اللہ عنہ انصاری کے کہ میں نے اس کو اس کے سوائے کسی کے پاس نہ پایا وہ اخیر سورہ توبہ کا یہ ہے ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ حتیٰ خاتِمۃ برآءۃ فَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ اَبِي بَكْرٍ حَتّٰی تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتُهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

ان کی بیٹی کے پاس رہا۔

فائدہ: یہ جو کہا قتل اہل یمامہ یعنی بعد قتل ہونے اہل یمامہ کے اور مراد ساتھ اہل یمامہ کے اس جگہ وہ لوگ ہیں جو شہید ہوئے اصحاب میں سے اس لڑائی میں جو میلہ کذاب کے ساتھ واقع ہوئی اور اس کا حال یوں ہے کہ میلہ نے پیغمبری کا دعویٰ کیا اور قوی ہوا یہ دعویٰ اس کا بعد فوت ہونے حضرت ﷺ کے ساتھ مرتد ہونے بہت عرب کے سوا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لشکر تیار کر کے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اس کی طرف بھیجا اور اس کے ساتھ نہایت سخت لڑائی ہوئی یہاں تک کہ اللہ نے اس کو رسوا کیا اور قتل کیا اور اس لڑائی میں اصحاب کی ایک بہت بڑی جماعت شہید ہوئی بعض کہتے ہیں کہ سات سو تھے اور بعض نے کہا کہ زیادہ اور یہ جو کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ بہت قرآن ضائع ہو تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے مگر یہ کہ اس کو جمع کریں پہلے اس سے کہ باقی قاری شہید ہوں اور یہ دلالت کرتا ہے کہ بہت لوگ جو یمامہ کی لڑائی میں شہید ہوئے وہ قرآن کے حافظ اور قاری تھے یعنی ان میں سے ہر ایک قرآن کا حافظ تھا لیکن ممکن ہے کہ مراد یہ ہو کہ تمام کو سارا قرآن یاد تھا نہ یہ کہ ہر شخص قرآن کا حافظ تھا اور اس کا زیادہ بیان آئندہ آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ جو کہا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تو یہ کلام ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہے واسطے عمر رضی اللہ عنہ کے حکایت کیا ہے اس کو دوسری بار واسطے زید رضی اللہ عنہ کے واسطے اس چیز کے کہ اس کو بھیجا اور یہ کلام اس شخص کا ہے جو اتباع کو اختیار کرے اور بدعت سے نفرت کرے اور جو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو کس طرح کرتا ہے اس کام کو جو حضرت ﷺ نے نہیں کیا تو ایک روایت میں ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس سے نفرت کی اور کہا کہ میں کس طرح کروں



جو حضرت ﷺ نے نہیں کیا؟ خطابی وغیرہ نے کہا کہ احتمال ہے کہ نہ جمع کیا ہو حضرت ﷺ نے قرآن کو مصحف میں واسطے اس چیز کے کہ تھے منتظر اس کے وارد ہونے ناخ کے سے واسطے بعض احکام اس کے یا تلاوت اس کی کے پھر جب ختم ہوا اترنا اس کا ساتھ فوت ہونے حضرت ﷺ کے تو الہام کیا اللہ تعالیٰ نے خلفائے راشدین کو ساتھ اس کے واسطے پورا کرنے وعدہ صادق کے ساتھ ضامن ہونے حفاظت اس کی کے اس امت محمدی ﷺ پر زیادہ کرے اس کو اللہ بزرگی سو ہوئی ابتدا اس کی اوپر ہاتھ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مشورے عمر رضی اللہ عنہ کے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو روایت کی ابو داؤد نے مصاحف میں ساتھ سند حسن کے عبد خیر سے کہ سنا میں نے علی رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ قرآن کے اجر میں سب سے زیادہ ہیں اللہ کی رحمت ہو ابو بکر رضی اللہ عنہ پر وہی ہیں جنہوں نے پہلے پہل قرآن کو جمع کیا اور لیکن جو مسلم نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کے سوا مجھ سے کچھ نہ لکھو سو یہ اس کے مخالف نہیں اس واسطے کہ کلام بیچ کتابت مخصوص کے ہے اور پر صفت مخصوص کے اور البتہ سب قرآن حضرت ﷺ کے زمانہ میں لکھا گیا تھا لیکن ایک جگہ میں جمع نہ تھا اور نہ سورتوں کی ترتیب تھی اور کہا بعض رافضیوں نے کہ وارد ہوتا ہے اعتراض اوپر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس چیز کے کہ کیا اس کو جمع کرنے قرآن کے سے مصحف میں سو کہا اس نے کہ کس طرح جائز ہے واسطے اس کے یہ کہ کرے وہ چیز جو حضرت ﷺ نے نہیں کی اور جواب یہ ہے کہ نہیں کیا اس کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مگر بطور اجتہاد کے جو جائز اور پیدا ہونے والا ہے خیر خواہی ان کی سے واسطے اللہ کے اور اس کے رسول کے اور اس کی کتاب کے اور واسطے مسلمانوں کے سرداروں کے اور عام مسلمانوں کے اور البتہ حضرت ﷺ نے قرآن کے لکھنے کی اجازت دی تھی اور منع کیا یہ کہ اس کے ساتھ کچھ اور لکھا جائے سونہ حکم کیا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مگر ساتھ لکھنے اس چیز کے کہ پہلے لکھی ہوئی تھی اور اسی واسطے توقف کیا زید رضی اللہ عنہ نے سورہ برآۃ کے اخیر کی آیت لکھنے سے یہاں تک کہ اس کو لکھا ہوا پایا باوجود اس کے کہ وہ اس کو اور اس کے ساتھیوں کو یاد تھی یعنی جو اس کے ساتھ مذکور ہوئے اور جب غور کرے منصف اس میں جو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا تو یقین جانے گا کہ وہ اس کے فضائل سے گنا جاتا ہے اور خبر دیتا ہے ساتھ بڑے ہونے مرتبے اس کے کی واسطے ثابت ہونے قول حضرت ﷺ کے کہ جو اچھی راہ نکالے تو اس کو ثواب ملے گا اور جو اس کے بعد اس کے ساتھ عمل کرے گا اس کا ثواب ہے اس کو ملے گا سو نہیں جمع کیا قرآن کو کسی نے بعد آپ کے مگر کہ آپ کو اس کے برابر ثواب ملے گا قیامت ک اور البتہ تھی واسطے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کوشش سے ساتھ پڑھنے قرآن کے وہ چیز کہ اختیار کیا انہوں نے ساتھ اس کے یہ کہ پھیر دیں ابن دغنے کو پناہ اس کی اور راضی ہوں ساتھ پناہ اللہ اور اس کے رسول کے اور یہ قصہ مفصل طور سے ان کے فضائل میں پہلے گزر چکا ہے اور البتہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں معلوم کروایا کہ وہ جمع کیا گیا ہے کاغذوں میں اللہ کے اس قول میں ﴿یتلوا صحفا مطهرة﴾ اور سب قرآن صحیفوں میں لکھا ہوا تھا پھر جدا جدا تھا کچھ کہیں تھا

اور کچھ کہیں تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کو ایک جگہ میں جمع کیا پھر ان کے بعد محفوظ رہا یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کے نقل کرنے کا حکم دیا سو اس کے چند قرآن نقل کروا کر شہروں کی طرف بھیجے، کما سبانی بیان ذلک اور یہ جو زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا تو نو جوان مرد ہے، الخ تو ذکر کیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس کے واسطے چار صفتیں جو تقاضا کرتیں ہیں خصوصیت کو ساتھ اس کے ہونا اس کا جوان پس ہوگا خوش دل واسطے اس چیز کے کہ طلب کی جاتی ہے اسی سے اور ہونا اس کا عاقل سو ہوگا زیادہ تر باعث واسطے اس کے اور نہ ہونا اس کا متہم سو مائل کرے گا نفس اس کی طرف اور ہونا اس کا کہ وحی کو لکھتا تھا سو ہوگا اکثر تجربہ کار واسطے اس کے اور یہ چار دن صفتیں کہ اس کے واسطے جمع ہوئیں کبھی پائے جاتے ہیں اس کے غیر میں لیکن متفرق اور واقع ہوا ہے بیچ روایت سفیان کے کہ کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہ جب تو نے اس کا قصد کیا ہے تو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلا بھیج کہ وہ نو جوان ہے وحی کو لکھتا تھا سو اس کو بلا بھیج تاکہ ہمارے ساتھ اس کو جمع کرے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا سو دونوں نے مجھ کو بلا بھیجا تو میں ان کے پاس آیا تو دونوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہم قرآن کو کسی چیز میں اکٹھا کریں سو تو ہمارے ساتھ مل کر اس کو جمع کر اور ایک روایت میں ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ بے شک اس نے یعنی عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو ایک کام کی طرف بلایا ہے اور تو وحی کو لکھتا تھا سو اگر تو اس کے ساتھ ہو تو میں بھی تمہاری پیروی کروں گا اور اگر تو میری موافقت کرے تو میں یہ کام نہیں کروں گا پھر اس نے عمر رضی اللہ عنہ کا قول بیان کیا تو میں اس سے بھڑکا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم دونوں یہ کام کرو تو اس میں کچھ حرج نہیں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے غور کیا تو معلوم کیا کہ ہم پر کچھ گناہ نہیں، کہا ابن بطلان نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نفرت کی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پہلی بار پھر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے دوسری بار اس واسطے کہ دونوں نے خیال کیا کہ حضرت ﷺ نے اس کو نہیں کیا تو انہوں نے برا جانا کہ اتاریں اپنی جان کو جگہ اس شخص کی جو زیادہ کرے احتیاط اپنی کو واسطے دین کے اوپر احتیاط رسول کے پھر جب تنبیہ کی ان کو عمر رضی اللہ عنہ نے اوپر فائدہ اس کے کی اور یہ کہ وہ ڈر ہے اس کا کہ متغیر ہو حال آئندہ زمانے میں اگر نہ جمع کرے قرآن کو سو پھر جائے طرف حالت خفا کے بعد مشہور ہونے کے تو دونوں نے اس کی طرف رجوع کیا کہا اس نے اور دلالت کی اس نے اس پر کہ فعل رسول کا جب خالی ہو قرینوں سے اور اسی طرح ترک کرنا آپ کا نہیں دلالت کرتا وجوب پر اور نہ تحریم پر اور نہیں ہے یہ زیادتی اوپر احتیاط رسول کے بلکہ وہ نکالا گیا ہے ان قاعدوں سے کہ حضرت ﷺ نے ان کی بنیاد رکھی، کہا باقلانی نے کہ شاید جو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیا ہو فرض کفایہ ہے ساتھ دلالت قول حضرت ﷺ کے کہ نہ لکھو مجھ سے کچھ سوائے قرآن کے ساتھ قول اللہ کے کہ ہم پر ہے جمع کرنا اس کا اور قول اس کے ﴿ان هذا لفي الصحف الاولى﴾ اور قول اس کے ﴿رسول من الله يتلوا صحفا مطهرة﴾ سو ہر کام کہ رجوع کیا جائے واسطے یاد رکھنے اس کے کی تو وہ فرض کفایہ ہے اور ہوگا یہ خیر خواہی سے واسطے اللہ کے اور اس کے رسول کے اور اس کی کتاب کے اور مسلمانوں

کے سرداروں کے اور عام مسلمانوں کے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ حضرت ﷺ نے جو اس کو ترک کیا تو اس میں منع پر دلالت نہیں اور رجوع کیا اس کی طرف ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس واسطے کہ اس میں وجہ صواب کی دیکھی اور یہ کہ نہیں ہے منقول میں اور نہ معقول میں جو اس کے مخالف ہو اور جو مترتب ہوتا ہے اوپر نہ جمع کرنے اس کے کی ضائع ہونے بعض قرآن کے سے پھر پیروی کی ان دونوں کی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور باقی اصحاب نے اوپر ٹھیک ہونے اس رائے کے اور یہ جو کہا کہ میں نے قرآن کو تلاش کیا سو ابوداؤد نے مصاحف میں روایت کی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے یعنی لوگوں میں سو کہا کہ جس نے قرآن کی کوئی چیز حضرت ﷺ سے سیکھی ہو تو چاہیے کہ ہمارے پاس لائے اور تھے لکھتے اس کو کاغذوں میں اور تختیوں پر اور کھجور کی چھڑیوں پر اور نہ قبول کرتے تھے کسی سے کچھ چیز یہاں تک کہ گواہی دیں دو گواہ اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ تھے زید رضی اللہ عنہ نہ کفایت کرتے ساتھ پانے اس کے کی کہ لکھا ہوا یہاں تک کہ گواہی دی ساتھ اس کے جس نے اس کو کانوں سے سن کر سیکھا ہے باوجود اس کے کہ زید رضی اللہ عنہ کو وہ یاد ہوتے اور کرتے تھے یہ واسطے مبالغہ کرنے کے احتیاط میں اور نیز ابوداؤد نے ہشام بن عروہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم دونوں مسجد کے دروازے پر بیٹھ جاؤ سو جو تمہارے پاس دو گواہ لائے اوپر کسی چیز کے قرآن سے تو اس کو لکھ لو اور اس کے راوی معتبر ہیں باوجود منقطع ہونے اس کے کی اور شاید مراد ساتھ دو گواہوں کے حفظ اور کتابت ہے یا مراد یہ ہے کہ دوسرے گواہی دیں کہ یہ مکتوب حضرت ﷺ کے رو برو لکھا گیا یا گواہی دیں اس پر کہ یہ ان وجہوں سے ہے جن کے ساتھ قرآن اتر اور ان کی غرض یہ تھی کہ نہ لکھا جائے مگر ہو بہو جو حضرت ﷺ کے رو برو لکھا گیا نہ محض یادداشت سے اور یہ جو کہا کہ حافظوں کے سینوں سے یعنی جس جگہ کہ میں نے اس کو لکھا ہوا نہ پایا واد ساتھ معنی مع کے ہے یعنی لکھتا تھا میں اس کو مکتوب سے جو موافق ہوتا اس چیز کو محفوظ ہوتی سینوں میں اور یہ جو کہا کہ میں نے اس کو اس کے سوائے کسی کے پاس نہ پایا یعنی لکھی ہوئی واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے کہ نہ کفایت کرتے تھے وہ ساتھ حفظ کے سوائے لکھے کے اور زید رضی اللہ عنہ نے جو اس وقت نہ پایا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نہ متواتر ہوئی ہو نزدیک اس شخص کے جس نے اس کو حضرت ﷺ سے نہ سیکھا تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھے زید رضی اللہ عنہ طلب کرتے زیادہ ثبوت کو اس شخص سے کہ سیکھا اس کو بغیر واسطہ کے اور شاید جب زید رضی اللہ عنہ نے اس کو ابو خزیمہ رضی اللہ عنہ کے پاس پایا تو اس کو لوگوں نے یاد کیا جیسے کہ یاد کیا اس کو زید رضی اللہ عنہ نے اور فائدہ تلاش کا مبالغہ ہے ظاہر کرنے میں اور وقوف کے نزدیک اس چیز کے کہ لکھی گئی رو برو حضرت ﷺ کے کہا خطابی نے یہ اس قسم سے ہے کہ پوشیدہ رہتے ہیں معنی اس کے اور وہم پیدا کرتا ہے کہ تھے وہ کفایت کرتے بیخ اثبات آیات کے ساتھ خبر ایک شخص کے اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ جمع ہوئے اس میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ابو خزیمہ رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور حکایت کی ہے ابن تین نے واؤدی سے کہا اس نے کہ نہیں

اکیلا ہوا ساتھ اس کے ابو خزیمہ رضی اللہ عنہ بلکہ شریک ہوا ہے اس کو اس پر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اس بنا پر پس ثابت ہوگی ساتھ دو مردوں کے اور شاید اس نے گمان کیا ہے کہ قول ان کا کہ نہیں ثابت ہوتا قرآن ساتھ خبر واحد کے یعنی ایک شخص کے اور نہیں جیسا کہ گمان کیا اس نے بلکہ مراد ساتھ خبر واحد کے خلاف خبر متواتر کا ہے سواگر پہنچیں راوی خبر کے بہت عدد کو اور متواتر کے شرطوں سے کوئی چیز نہ پائی جائے تو نہیں نکلتی ہونے اس کے سے خبر واحد اور حق یہ ہے کہ مراد ساتھ نفی کے نفی وجود اس کے کی ہے مکتوب یعنی وہ کسی کے پاس لکھی ہوئی نہ پائی نہ یہ کہ وہ کسی کو یاد نہ تھی یعنی تا کہ عدم تواتر ان دونوں آیت کا لازم نہ آئے اور البتہ واقع ہوا ہے نزدیک ابو داؤد کے یحییٰ بن عبد الرحمن کی روایت سے کہ خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ آیا تو اس نے کہا کہ میں نے تم کو دیکھا کہ تم نے دو آیتوں کو چھوڑ دیا سو تم نے ان کو نہیں لکھا، انہوں نے کہا کہ وہ کون سی ہیں؟ کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سیکھا ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ آخر سورہ تک سوتھے صحیفے یعنی جن کو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جمع کیا اور یہ جو کہا کہ پھر وہ صحیفے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس رہے تو مؤطا میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قرآن کو کاغذوں میں جمع کیا اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اس کا سوال کیا اس نے کہا نہ مانا یہاں تک کہ مدلی اس پر عمر رضی اللہ عنہ سے اور موسیٰ بن عقبہ کے مغازی میں ابن شہاب سے ہے کہ جب مسلمان یمامہ کی لڑائی میں شہید ہوئے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ گھبرائے اور ڈرے کہ ہلاک ہو ایک گروہ حافظوں کا سولائے لوگ جو ان کے پاس تھا قرآن سے یہاں تک کہ جمع کیا گیا بیچ خلافت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درقوں میں سو پہلے پہل ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن کو مصحف میں جمع کیا اور یہ سب نہایت صحیح ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھا قرآن چڑے میں اور کھجور کی چھڑیوں میں پہلے اس سے کہ جمع کیا جائے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پھر جمع کیا گیا بیچ صحیفوں کے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جیسے کہ دلالت کرتی ہیں اس پر اخبار صحیحہ جو ہم معنی ہیں اور یہ جو کہا کہ پھر وہ صحیفے حصہ بنی النجا کے پاس رہے یعنی عمر رضی اللہ عنہ کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں یہاں تک کہ شروع کیا عثمان رضی اللہ عنہ نے مصحف کے لکھنے میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ حصہ بنی النجا کے پاس رہے اس واسطے کہ وہ عرفاروق رضی اللہ عنہ کی وصیت تھی سو بدستور رہی وہ چیز جو عرفاروق رضی اللہ عنہ کے پاس تھی نزدیک حصہ بنی النجا کے یہاں تک کہ طلب کیا اس کو اس سے اس شخص نے جس کو اس کا طلب کرنا پہنچتا تھا۔ (فتح)

۴۶۰۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حدیفہ رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور شام والے اور عراق والے دونوں ساتھ ہو کر جہاد کرتے تھے بیچ فتح ارمینہ اور آذر بایجان کے یعنی اور حدیفہ رضی اللہ عنہ بھی جہاد میں ان کے ساتھ تھے سو گھبراہٹ میں ڈالا حدیفہ رضی اللہ عنہ کو مختلف ہونے ان کے

۴۶۰۴۔ حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ

حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ

أَنَّ حَدِيفَةَ بْنَ الْيَمَانِ قَدِمَ عَلَى عُثْمَانَ

وَكَانَ يُغَارِزُ أَهْلَ الشَّامِ فِي فَتْحِ أَرْمِينَةَ

وَأَذْرَبِجَانَ مَعَ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَأَفْرَعُ حَدِيفَةَ

اِخْتِلَافُهُمْ فِي الْقِرَاءَةِ فَقَالَ حَدِيقَةُ لِعُمَانَ  
يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَدْرَكَ هَذِهِ الْأُمَّةَ قَبْلَ أَنْ  
يَخْتَلِفُوا فِي الْكِتَابِ اِخْتِلَافَ الْيَهُودِ  
وَالنَّصَارَى فَأَرْسَلَ عُثْمَانُ إِلَى حَفْصَةَ أَنْ  
أَرْسِلِي إِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسُخَهَا فِي  
الْمَصَاحِفِ ثُمَّ رَدَّهَا إِلَيْكَ فَأَرْسَلَتْ بِهَا  
حَفْصَةَ إِلَى عُثْمَانَ فَأَمَرَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَعَبْدُ  
اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ وَعَبْدُ  
الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَتَسَخَّوْهَا  
فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ  
الْقَرَشِيِّينَ الثَّلَاثَةِ إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ  
بْنِ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَارْكَبُوهُ  
بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوا  
حَتَّى إِذَا نَسَخُوا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ  
رَدَّ عُثْمَانُ الصُّحُفَ إِلَى حَفْصَةَ وَأَرْسَلَ  
إِلَى كُلِّ أَهْلِ بَيْتِ الْمُصْحَفِ مِمَّا نَسَخُوا وَأَمَرَ  
بِمَا سِوَاهُ مِنَ الْقُرْآنِ فِي كُلِّ صَحِيفَةٍ أَوْ  
مُصْحَفٍ أَنْ يُحْرَقَ قَالَ ابْنُ شَهَابٍ  
وَأَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ سَمِعَ  
زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ فَقَدْتُ آيَةً مِنَ الْأَحْزَابِ  
حِينَ نَسَخْنَا الْمُصْحَفَ قَدْ كُنْتُ أَسْمَعُ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا  
فَالْتَمَسْنَاهَا فَوَجَدْنَاهَا مَعَ خَزِيمَةَ بْنِ ثَابِتٍ  
الْأَنْصَارِيِّ «مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رَجُلًا صَدَقُوا  
مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ» فَالْحَقْنَاهَا فِي

نے قرأت میں تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ پاس  
امت کو یعنی انتظام کر ان کا پہلے اس سے کہ مختلف ہوں قرآن  
میں مثل مختلف ہونے یہود اور نصاریٰ کے سو عثمان رضی اللہ عنہ نے کسی  
کو حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیجا کہ صحیفوں کو ہماری طرف بھیج دو  
کہ ہم ان کو مصحفوں میں نقل کریں پھر ہم ان کو تمہاری طرف  
بھیج دیں گے سو حفصہ رضی اللہ عنہا نے ان کو عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا  
تو انہوں نے زید رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور سعید رضی اللہ عنہ اور  
عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کو حکم دیا انہوں نے ان کو مصحفوں میں نقل کیا  
تو عثمان رضی اللہ عنہ نے تینوں قریشیوں کی جماعت سے کہا کہ جب تم  
اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قرآن کی کسی چیز میں اختلاف کرو تو  
اس کو قریش کی زبان میں لکھنا سو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ  
قرآن قریش کی زبان میں اترا تو انہوں نے اسی طرح کیا  
یہاں تک کہ جب انہوں نے صحیفوں کو مصحف میں نقل کیا تو  
عثمان رضی اللہ عنہ نے ہر صحیفے حفصہ رضی اللہ عنہا کو پھیر دیے اور ہر طرف  
ایک قرآن بھیجا اس سے کہ انہوں نے نقل کیا اور حکم کیا کہ جو  
اس کے سوائے ہے قرآن سے ہر صحیفے یا مصحف میں یہ کہ جلا  
دیا جائے۔ کہا ابن شہاب رحمہ اللہ نے کہ خبر دی مجھ کو خارجہ بن  
زید بن ثابت رحمہ اللہ نے کہ اس نے سنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے  
کہا کہ نہ پائی میں نے ایک آیت سورہ احزاب سے جب کہ  
نقل کیا ہم نے مصحف کو کہ البتہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا تھا  
کہ اس کو پڑھتے تھے سو ہم نے اس کو تلاش کیا تو ہم نے اس کو  
خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس پایا وہ آیت یہ ہے کہ ایمان  
والوں میں سے کتنے مرد ہیں کہ سچ کر دکھایا انہوں نے جس پر  
قول کیا تھا اللہ سے سو ہم نے اس کو قرآن میں اس کی سورت  
سے ملایا۔

سُورَتِهَا فِي الْمُصْحَفِ.

**فائدہ:** اور یہ جو کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے موسیٰ نے اور یہ سند ابن شہاب تک بعینہ وہی سند ہے جو پہلے گزری دوہرایا ہے اس کو واسطے اشارے کے طرف اس کی کہ وہ دونوں حدیثیں ہیں مختلف اگرچہ مختلف ہیں بیچ لکھنے قرآن کے اور جمع کرنے اس کے کی اور ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے تیسرا قصہ بھی مروی ہے جیسا کہ بیان کیا ہے اس کو ہم نے خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ سے بیچ قصہ آیت احزاب کے اور ذکر کیا ہے اس کو بخاری رضی اللہ عنہ نے اس جگہ بیچ اخیر اس قصہ کے اور روایت کیا ہے اس کو بخاری رضی اللہ عنہ نے ساتھ متفرق طور کے پس روایت کیا ہے پہلے قصہ کو بیچ تفسیر سورہ توبہ کے اور روایت کیا ہے دوسرے قصہ کو اس سے پہلے باب میں لیکن ساتھ اختصار کے اور روایت کیا ہے تیسرے قصہ کو بیچ سورہ احزاب کے کما تقدم اور یہ جو کہا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور شام اور عراق والے دونوں ساتھ ہو کر جہاد کرتے تھے بیچ فتح آرمینیا اور آذر بیجان کے تو مراد یہ ہے کہ آرمینیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فتح ہوا اور عراق والوں کے لشکر کا سردار سلمان بن ربیعہ تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شام اور عراق والوں کو حکم دیا تھا کہ اس جہاد میں اکٹھے ہو جائیں اور دونوں لشکر جمع ہو کر جہاد کریں اور شام والوں کے لشکر کا سردار حبیب بن مسلمہ تھا اور اس جنگ میں حذیفہ رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ غازیوں میں تھے اور وہ مدائن والوں پر عامل تھے اور وہ منجملہ اعمال عراق سے ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور تھے جہاد کرتے وہ ساتھ اہل عراق کے طرف آرمینیا کے ان کے جہاد میں ساتھ ان لوگوں کے کہ جمع ہوئے اہل شام اور اہل عراق سے اور آرمینیا ایک بڑا شہر ہے نواح اخلاط سے شامل ہے بہت شہروں پر اور وہ شمال کی طرف ہے اور کہا سمعانی نے کہ وہ روم کے شہروں کی جہت میں ہے اور بعض نے کہا کہ وہ ارمین کی بنا سے ہے جو نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہے اور آذر بیجان بھی ایک بڑا شہر ہے عراق کے پہاڑوں کی جہت میں اور وہ اب تمریز ہے اور قصبات اس کے اور وہ پچھم کی طرف سے آرمینیا کے ساتھ لگتا ہے اور متفق ہوا ہے جہاد ان کا ایک سال میں اور جمع ہوئے بیچ جہاد ہر ایک کے دونوں میں سے اہل شام اور اہل عراق اور تھا یہ قصہ پچیسویں سال میں ہجرت سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت سے دوسرے یا تیسرے سال میں اور تھی خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کی بعد شہید ہونے عمر رضی اللہ عنہ کے اور تھا شہید ہونا عمر رضی اللہ عنہ کا بیچ اخیر ذی الحجہ کے تیسویں سال میں ہجرت سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تیرہ برس پیچھے اور یہ جو کہا کہ گھبراہٹ میں ڈالا حذیفہ رضی اللہ عنہ کو مختلف ہونے ان کے نے قرأت میں تو ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے قرآن کو ذکر کیا سو اس میں جھگڑے یہاں تک کہ قریب تھا کہ ان کے درمیان فتنہ و فساد واقع ہو اور ایک روایت میں ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ ایک جہاد سے پھرے سو نہ داخل ہوئے اپنے گھر میں یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے سو کہا اے سردار مسلمانوں کے! پاس امت کو انہوں نے کہا یہ کیا چیز ہے؟ کہا کہ جہاد کیا میں نے آرمینیا کا سوا چانک میں نے دیکھا کہ شام والے

قرآن کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت پر پڑھتے ہیں سولات ہیں جو عراق والوں نے نہیں سنا اور اچانک میں نے دیکھا کہ عراق والے قرآن کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت پر پڑھتے ہیں سولات ہیں جو شام والوں نے نہیں سنا سو بعض بعض کو کانز کہتے ہیں اور نیز ابن ابی داؤد نے یزید بن معاویہ نخعی سے روایت کی ہے کہ البتہ میں ولید بن عقبہ کے زمانے میں مسجد میں ایک مجلس میں بیٹھا تھا جس میں کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ بھی تھے سو اس نے ایک مرد سے سنا کہنا تھا کہ قرآن کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت سے پڑھنا چاہیے اور دوسرے کو سنا کہنا تھا کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت سے پڑھنا چاہیے سو حذیفہ رضی اللہ عنہ غضبناک ہوئے سو اللہ کی حمد اور ثناء کی اور ان کی دونوں آنکھیں سرخ ہو گئیں پھر کہا کہ اسی طرح تم سے پہلوں نے اختلاف کیا تھا قسم ہے اللہ کی کہ میں امیر المؤمنین کی طرف سوار ہوں گا اور ایک روایت میں اس سے ہے کہ دو مردوں نے سورہ بقرہ کی آیت میں اختلاف کیا ایک نے پڑھا ﴿وَاتِمُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ﴾ اور دوسرے نے پڑھا ﴿وَاتِمُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلْبَيْتِ﴾ سو حذیفہ رضی اللہ عنہ غضبناک ہوئے اور ان کی آنکھیں سرخ ہو گئیں اور ایک روایت میں ہے کہ کہا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہ کو فے والے کہتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت بہتر ہے اور بصری والے کہتے ہیں کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت بہتر ہے قسم ہے اللہ کی کہ اگر میں امیر المؤمنین کے پاس گیا تو ان سے عرض کروں گا کہ اس کو ایک قرأت ٹھہرا دیں اور ایک روایت میں ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھ کو تجھ سے ایسی ایسی خبر پہنچی ہے اس نے کہا ہاں! میں نے برا جانا کہ کہا جائے کہ یہ قرأت فلا نے کی ہے اور یہ قرأت فلا نے کی سو اختلاف کریں جیسا اہل کتاب نے اختلاف کیا اور یہ قصہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کا ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے کہ وہ متقدم ہے اس قصے پر جو واقع ہوا واسطے اس کے قرأت میں اور یہ قصہ شاید حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جب اہل شام اور اہل عراق کے درمیان بھی اختلاف دیکھا تو ان کو سخت ہوا سو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سوار ہو کر آئے اور موافق پڑے اس بات کو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واسطے بھی اس طرح واقع ہوا ہے سو ابن داؤد نے مصاحف میں روایت کی ہے ابو قلابہ سے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت ہوئی تو کوئی معلم کسی قاری کی قرأت سے پڑھاتا اور کوئی معلوم کسی قاری کی قرأت سے پڑھاتا سو لڑکے اول سے سیکھنے لگے سو اختلاف کرنے لگے یہاں تک کہ اس کی نوبت معلموں تک پہنچی یہاں تک کہ بعض نے بعض کو کافر کہا سو یہ خبر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پہنچی سو خطبہ پڑھا اور کہا کہ تم میرے پاس ہو کر جھگڑتے ہو سو جو مجھ سے دور ہیں شہروں سے وہ زیادہ اختلاف کریں گے سو شاید اللہ جانتا ہے کہ جب حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کو شہروں کا اختلاف معلوم کروایا تو تحقیق ہوا نزدیک ان کے جو انہوں نے گمان کیا تھا اور مصعب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے سو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم قرأت میں شک کرتے ہو تم کہتے ہو کہ قرأت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی اور قرأت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی ہے اور کوئی کہتا ہے کہ تیری قرأت ٹھیک نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ کوئی مرد پڑھتا تھا یہاں تک کہ کوئی مرد اپنے ساتھی سے کہتا کہ کفر کیا میں نے ساتھ اس کے جو تو کہتا ہے سو یہ معاملہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

کی طرف اٹھایا گیا تو ان کو اپنے جی میں یہ بات بہت بھاری معلوم ہوئی اور لوگوں سے کلام کیا اور یہ جو کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے حصہ دیا تھا کو کہلا بھیجا کہ صحیفوں کو ہماری طرف بھیج دیں کہ ہم ان کو مصاحف میں نقل کروادیں اور فرق صحف اور مصحف کے درمیان یہ ہے کہ صحف خالی ورقوں کو کہا جاتا ہے جن میں قرآن جمع کیا گیا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور سورتیں جدا جدا بے ترتیب تھیں ہر سورت اپنی آیتوں سے علیحدہ مرتب تھی لیکن با ترتیب ایک دوسرے کے آگے پیچھے نہ تھیں پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے نقل کی گئیں اور با ترتیب ایک دوسری کے آگے پیچھے رکھی گئیں تو ہو گیا مصحف یعنی اس کو مصحف کہا گیا اور البتہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ انہوں نے یہ کام اصحاب کے مشورے سے کیا سو روایت کی ہے ابن ابی داؤد نے ساتھ سند صحیح کے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہ کہو عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں مگر بہتر سو قسم ہے اللہ کی نہیں کیا اس نے مصاحف میں جو کیا مگر ہمارے مشورے سے کہا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ تم کیا کہتے ہو اس امر میں کہ بعض کہتے ہیں کہ میری قرأت تیری قرأت سے بہتر ہے اور یہ قریب ہے کہ ہو کفر ہم نے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ کہا میں مصلحت دیکھتا ہوں کہ لوگوں کو ایک قرآن پر جمع کروں سو نہ رہے کچھ اختلاف ہم نے کہا خوب ہے جو تم نے مصلحت دیکھی اور یہ جو کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے زید رضی اللہ عنہ اور عبداللہ رضی اللہ عنہ اور سعید رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو حکم دیا سو ایک روایت میں ہے کہ جمع کیا عثمان رضی اللہ عنہ نے بارہ مرد کو قریش اور انصار سے ان میں سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگوں میں زیادہ تر لکھنے والا کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جو حضرت ﷺ کے کاتب ہیں، پھر پوچھا کہ لوگوں میں بہت عربی زبان کون جانتا ہے اور کون زیادہ تر فصیح ہے؟ لوگوں نے کہا کہ سعید بن عاص رضی اللہ عنہ، کہا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ سو چاہیے کہ سعید رضی اللہ عنہ لکھوائے اور زید رضی اللہ عنہ لکھتا جائے اور یہ سعید بن عاص رضی اللہ عنہ بڑے مقبول صحابی ہیں ان کا نسخہ حضرت ﷺ سے بہت مشابہ تھا اور واقع ہوا ہے تسمیہ باقی لوگوں کا جنہوں نے لکھایا لکھوایا نزدیک ابن ابی داؤد ہے متفرق طور سے ان میں سے ہیں مالک بن ابی عامر اور کثیر بن فلح اور ابی بن کعب اور انس بن مالک اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ پس یہ تو آدمی ہیں جن کے نام ہم نے پہچانے بارہ آدمیوں میں سے اور گویا کہ ابتدا اس کام کی زید رضی اللہ عنہ اور سعید رضی اللہ عنہ کے لیے تھی واسطے ان معنی کے جو مذکور ہوئے پھر اور لکھنے والوں کی بھی حاجت پڑی اس واسطے کہ کئی قرآنوں کی ضرورت ہوئی جو ملکوں کی طرف بھیجے جائیں سو زیادہ کیا انہوں نے ساتھ زید رضی اللہ عنہ کے ان کو جو مذکور ہوئے پھر مدلی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے لکھوانے میں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو جو قرآن کے لکھنے اور لکھوانے میں شریک نہ کیا گیا تو یہ بات ان کو بہت ناگوار گزری سو کہا کہ اے گروہ مسلمانوں کے میں قرآن کے لکھنے سے الگ کیا جاؤں اور تعین ہو اس کے لکھنے پر وہ شخص کہ قسم ہے اللہ کی کہ البتہ میں مسلمان ہوا اور بے شک وہ البتہ کافر مرد کی پیٹھ میں تھا یعنی ابھی پیدا نہیں ہوا تھا مرد اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ البتہ میں حضرت ﷺ کے منہ مبارک سے ستر سورتیں سیکھیں اور البتہ



زید بن ثابت رضی اللہ عنہ لڑکوں میں کھیلتے تھے اور عثمان رضی اللہ عنہ کا عذر اس میں یہ ہے کہ انہوں نے یہ کام مدینے میں کیا اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ اس وقت کوفے میں تھے اور نہ دیر کی انہوں نے اس چیز میں جس کا قصد کیا یہاں تک کہ ان کو بلوائیں اور وہ حاضر ہوں اور نیز عثمان رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا تھا صحیفوں کے نقل کروانے کا جو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جمع ہوئے تھے اور یہ کہ ان کو ایک مصحف بنا دیں اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی زید رضی اللہ عنہ ہی نے اس کو نقل کیا تھا کما تقدم اس واسطے کہ وہ وحی کے کاتب تھے سوان کے واسطے اس امر میں اولیت تھی جو ان کے سوائے اور کسی کو نہ تھی اور ترمذی نے اس حدیث کے اخیر میں روایت کی ہے کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس بات کو بہت اصحاب نے برا جانا اور یہ جو کہا کہ جب تم اور زید رضی اللہ عنہ قرآن کی کسی چیز میں اختلاف کرو تو ایک روایت میں ہے کہ جب تم قرآن کے کسی لفظ کی عربیت میں اختلاف کرو تو اس کو قریش کی زبان میں لکھو تو ترمذی کے ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کہا ابن شہاب رحمہ اللہ نے سواں دن انہوں نے تابوت کے لفظ میں اختلاف کیا بعض نے کہا کہ تابوت ہے اور بعض نے کہا کہ تابوہ ہے تو قریشیوں نے کہا کہ تابوت ہے اور زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تابوہ ہے سو یہ اختلاف عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اٹھایا گیا تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کو تابوت لکھو اور یہ جو کہا کہ جب انہوں نے صحیفوں کو قرآنوں میں نقل کیا تو وہ صحیفے حضرت حفصہ رضی اللہا عنہا کو پھیر دے تو ابن ابی داؤد نے اس میں اتنا زیادہ کیا ہے کہا ابن شہاب رحمہ اللہ نے کہ خبر دی مجھ کو سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مروان نے حفصہ رضی اللہا عنہا کو کہلا بھیجا یعنی جب معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مدینے کا حاکم تھا ان سے صحیفے مانگے جن سے قرآن نقل ہوا تھا تو حضرت حفصہ رضی اللہا عنہ نے ان کو صحیفے نہ دیئے کہا سالم رضی اللہ عنہ نے پھر جب حفصہ رضی اللہا عنہ فوت ہوئیں اور ہم ان کے دفن سے پھرے تو مروان نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہا عنہما کو قسم دے بھیجی کہ ان صحیفوں کو اس کی طرف بھیج دیں تو عبد اللہ بن عمر رضی اللہا عنہ نے ان کو مروان کے پاس بھیج دیا تو مروان نے ان کو لے کر جلایا اور کہا کہ میں نے یہ کام اس واسطے کیا ہے کہ میں ڈرا کہ زمانہ دراز ہو اور شک کرنے والا قرآن کے حق میں شک کرے اور یہ جو کہا کہ ہر طرف ایک قرآن بھیجا تو اختلاف ہے مصحفوں کی کتنی میں جن کو عثمان رضی اللہ عنہ نے اطراف میں بھیجا سو مشہور یہ ہے کہ وہ پانچ تھے اور حمزہ زیات سے روایت ہے کہ چار تھے اور ابن ابی داؤد نے کہا کہ میں نے ابو حاتم بھٹانی سے سنا کہتا تھا کہ سات قرآن لکھوائے گئے ایک کئے کی طرف بھیجا گیا اور ایک شام کی طرف اور ایک یمن کی طرف اور ایک بحرین کی طرف اور ایک بصری کی طرف اور ایک کوفے کی طرف اور ایک مدینے میں رکھا گیا اور یہ جو کہا کہ حکم کیا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ جو چیز کہ قرآن کے سوا ہے ہر صحیفے میں یا مصحف میں یہ کہ جلائی جائے تو ایک روایت میں ہے کہ حکم دیا کہ جلا ڈالیں ہر قرآن کو مخالف ہو اس قرآن کو جو بھیجا گیا کہا پس یہ زمانہ ہے کہ عراق میں قرآن آگ سے جلائے گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہ کو بیچ حق عثمان رضی اللہ عنہ کے قرآن کے جلانے میں مگر نیک اور مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت عثمان رضی اللہ عنہ نے

مصاحف کو جلایا اس وقت عام لوگ موجود تھے سو یہ بات ان کو خوش لگی یا کہا کہ کسی نے ان میں سے اس پر انکار نہ کیا اور جب فارغ ہوئے عثمان رضی اللہ عنہ مصحف سے تو شہروں والوں کی طرف لکھا کہ میں نے ایسا ایسا کیا اور منایا جو میرے پاس تھا سو مٹاؤ تم جو تمہارے پاس ہے اور مٹانا عام ہے اس سے کہ ہو ساتھ دھو ڈالنے یا جلادینے کے اور اکثر روایتیں صریح ہیں جلا ڈالنے میں سو یہی ہے جو واقع ہوا اور احتمال ہے وقوع ہر ایک کا دونوں میں سے باعتبار اس کے کہ مصلحت دیکھی اس شخص نے جس کے پاس قرآن کی کچھ چیز تھی اور البتہ جزم کیا ہے عیاض نے کہ انہوں نے اس کو اول پانی سے دھویا پھر اس کو جلایا واسطے مبالغہ کے اس کے دور کرنے میں کہا ابن بطلان نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے جلانا ان کتابوں کا جس میں اللہ کا نام ہو ساتھ آگ کے اور یہ کہ یہ اکرام ہے واسطے اس کے اور نگاہ رکھنا ہے اس کا قدموں کے ساتھ روندنے سے اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے طاؤس سے کہ وہ جلا ڈالتا تھا خطوط اور رسائل کو جن میں اللہ کا نام ہوتا جب کہ جمع ہو جاتے اور اسی طرح کیا ہے عروہ نے اور مکروہ جانا ہے اس کو ابراہیم نے اور کہا ابن عطیہ نے کہ یہ حکم ہے جو اس وقت میں واقع ہوا اور اب دھو ڈالنا بہتر ہے جب کہ اس کے دور کرنے کی حاجت پڑے اور یہ جو کہا کہ حکم کیا ساتھ اس چیز کے کہ سوائے اس کے ہے یعنی سوائے اس مصحف کے جس کو نقل کروایا اور ان مصحفوں کے جو اس سے نقل کیے گئے اور سوائے ان صحیفوں کے کہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے اور اس کو پھیر دیا اسی واسطے استدراک کیا مروان نے امر کو بعد حفصہ رضی اللہ عنہا کے اور ان کو بھی معدوم کیا واسطے اس خوف کے کہ کسی کو ان کے دیکھنے سے وہم پیدا ہو کہ جو اس میں ہے وہ مخالف ہے اس مصحف کو جس پر امر قرار پایا کا تقدم اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ جلا ڈالنے عثمان رضی اللہ عنہ کے صحیفوں کو ان لوگوں پر جو قائل ہیں ساتھ قدیم ہونے حروف اور آوازوں کے اس واسطے کہ نہیں لازم آتا ہونے کلام اللہ کے قدیم یہ کہ ہوں سطریں جو درقوں میں لکھی ہیں قدیم اگر یہ ہو بہو اللہ کا کلام ہوتا تو اس کے جلا ڈالنے کو اصحاب جائز نہ رکھتے، واللہ اعلم۔ (فتح)

اور یہ جو ابن شہاب رحمہ اللہ نے کہا کہ خبر دی مجھ کو خارجہ نے تو یہی ہے تیسرا قصہ اور وہ موصول ہے طرف ابن شہاب رحمہ اللہ کی ساتھ سند مذکور کے کما تقدم بیانہ واضحاً اور پہلے گزر چکا ہے بطور موصول ہونے کے جہاد میں اور سورہ احزاب کی تفسیر میں اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ نہ پائی اس نے آیت احزاب کی ان صحیفوں میں جن کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں نقل کیا تھا یہاں تک کہ اس کو خزیمہ رضی اللہ عنہ کے پاس پایا اور ایک روایت میں ہے واقع ہوا ہے کہ نہ پانا اس کا اس آیت کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں تھا اور صحیح وہ ہے جو صحیح میں ہے اور جس کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں نہ پایا تھا وہ دو آیتیں ہیں سورہ برآۃ کے آخر سے اور بہر حال جو آیت کہ سورہ احزاب میں ہے سو نہ پایا اس کو جب کہ لکھا مصحف کو بیچ خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور کہا ابن تین نے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جمع کرنے کے درمیان فرق یہ ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کو اس خوف سے

جمع کیا تھا کہ قرآن کی کوئی چیز جاتی نہ رہے اس کے حافظوں کے مرجانے کے سبب سے اس واسطے کہ وہ ایک جگہ جمع نہ تھا سو جمع کیا اس کو صحیفوں میں اس حال میں کہ اس کی ہر سورت کی آیتوں کو با ترتیب رکھا اس چیز پر جس پر ان کو حضرت ﷺ نے ٹھہرایا اور جمع کرنا عثمان رضی اللہ عنہ کا قرآن کو تھا جب کہ بہت ہوا اختلاف بیچ وجوہ قرآن کے جب کہ پڑھا اس کو لوگوں نے اپنی اپنی زبان میں بولیوں کے فراخ ہونے کی وجہ سے سو اس نے یہاں تک نوبت پہنچائی کہ بعض نے بعض کو خطا کار کہا اور چوک کی نسبت کی سو ڈرے اختلاف کرنے ان کے سے بیچ اس کے سونقل کروایا ان صحیفوں کو ایک مصحف میں با ترتیب سورتوں اس کی کے کما مبیاتی فی باب تالیف القرآن اور فقط اس کو قریش کی زبان میں لکھا اور اس کے سوائے اور بولیوں کو چھوڑ دیا اس دلیل سے کہ وہ ان کی زبان میں اترا اگرچہ وسعت دیئے گئے تھے بیچ پڑھنے اس کے اوروں کی زبان میں واسطے دور کرنے حرج اور مشقت کے بیچ ابتدائے اسلام کے سو انہوں نے دیکھا کہ اب ان کی حاجت باقی نہ رہی پس اقتصار کیا ایک زبان پر اور قریش کی زبان سب زبانوں سے بہتر تھی سو فقط قرآن کو اسی میں لکھا اور زیادہ بیان اس کا ایک باب کے بعد آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ، کہا ابن معین نے کہ نہیں روایت کیا کسی نے جمع قرآن کی حدیث کو بہت عمدہ سیاق سے ابراہیم بن سعد کے۔ (فتح)

بَابُ كَاتِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
باب ہے حضرت ﷺ کے کاتب کے بیان میں۔  
وَسَلَّمَ

فائدہ: کہا ابن کثیر نے کہ باب باندھا ہے بخاری رحمہ اللہ نے کتاب النبی ﷺ اور باب میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث کے سوائے کچھ ذکر نہیں کیا اور یہ عجیب ہے اور شاید اس کو اس کے سوائے کوئی حدیث اپنی شرط کے موافق نہیں ملی پھر اشارہ کیا کہ اس نے سیرۃ نبویہ میں پورے طور سے بیان کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہیں واقف ہوا میں بیچ کسی چیز کے نسخوں سے مگر ساتھ لفظ کاتب کے ساتھ افراد کے اور وہ مطابق ہے واسطے حدیث باب کے ہاں! زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے سوائے اور اصحاب نے بھی وحی کو لکھا لیکن جو قرآن کہ کے میں اترا سو وہ تو تمام اور ہی لوگوں نے لکھا ہے اس واسطے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تو ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے اور بہر حال جو قرآن کہ مدینے میں اترا سو اس کو اکثر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہی لکھتے تھے اور واسطے بہت لکھنے ان کے کی بولا اس کو الکا توب ساتھ لام عہد کے یعنی وہی کاتب جو معلوم ہے جیسا کہ باب کی دوسری حدیث میں ہے اور اسی واسطے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ تو وحی کو لکھتا تھا اور کبھی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حاضر نہ ہوئے تو ان کے سوائے کوئی اور وحی کو لکھتا اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے پہلے حضرت ﷺ کے واسطے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ وحی کو لکھا کرتے تھے اور مدینے میں بھی پہلے پہل وحی کو اسی نے لکھا اور کے میں پہلے پہل قریش میں سے عبد اللہ بن سعد نے لکھا پھر مرثد ہو گیا پھر فتح مکہ کے دن مسلمان ہوا اور ان لوگوں میں سے جنہوں نے فی الجملہ لکھا چاروں خلیفہ بین اور زید بن عوام اور خالد اور ابن دونوں سعید کے بیٹے اور حنظلہ بن

ربیع اسدی اور معقیب بن ابی فاطمہ اور عبد اللہ بن ارقم زہری اور شریحیل اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم اور لوگوں میں اور اصحاب ستن نے عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ پر ایک زمانہ آتا کہ اس میں چند محدود سورتیں اترتیں سو جب آپ پر کوئی چیز اترتی تو بعض لکھنے والوں کو بلاتے سو فرماتے کہ اس کو فلافی سورت میں رکھو جس میں ایسا ذکر ہے، الحدیث۔ (فتح)

۴۶۰۵۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بلا بھیجا سو کہا کہ تو حضرت ﷺ کے واسطے وحی کو لکھا کرتا تھا سو قرآن کو تلاش کر سو میں نے تلاش کیا یہاں تک کہ میں نے سورہ توبہ کے اخیر کی دو آیتوں کو ابو خزیمہ رضی اللہ عنہ کے پاس پایا کہ میں نے ان کو اس کے سوائے کسی کے پاس نہ پایا وہ دونوں آیتیں یہ ہیں ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ﴾ رسول من انفسکم﴾ آخر تک۔

۴۶۰۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ ابْنَ السَّبَّاقِ قَالَ إِنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ أُرْسِلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّكَ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّبِعَ الْقُرْآنَ فَتَبَعْتُ حَتَّى وَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ آيَتَيْنِ مَعَ أَبِي خَزِيمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهُمَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ﴾ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ ﴿إِلَى آخِرِهِ﴾

قائد: اور غرض اس حدیث سے کہنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے واسطے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے کہ تو وحی کو لکھا کرتا تھا اور باقی شرح اس حدیث کی پہلے باب میں گزر چکی ہے۔

۴۶۰۶۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ نہیں برابر ہیں بیٹھنے والے مسلمان اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ زید رضی اللہ عنہ کو میرے واسطے بلا لاؤ اور چاہیے کہ لائے تختی اور دوات اور موٹہ ہے کی ہڈی یا فرمایا کہ موٹہ ہے کی ہڈی اور دوات پھر فرمایا کہ لکھ نہیں برابر بیٹھنے والے مسلمان اور حضرت ﷺ کی پیٹھ کے پیچھے عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اندھے بیٹھے تھے اس نے عرض کی کہ یا حضرت! مجھ کو کیا حکم ہے، میں اندھا ہوں؟ تو اتری اسی لکھنے کی جگہ یعنی اسی وقت فی الحال پہلے اس سے کہ

۴۶۰۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدْعُ لِي زَيْدًا وَتَجِئْ بِاللُّوْحِ وَاللِّوَاةِ وَالْكَفِيفِ أَوْ الْكَفِيفِ وَاللِّوَاةِ ثُمَّ قَالَ أَكْتُبْ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ﴾ وَخَلَفَ ظَهْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمْرُو

قلم خشک ہونے پر برابر ہیں بیٹھے والے مسلمان سوائے ضرر والوں کے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے۔

بُنْ أَمْ مَكُونُومِ الْأَعْمَى قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
فَمَا تَأْمُرُنِي لِإِنِّي رَجُلٌ ضَرِيرُ الْبَصَرِ  
فَنَزَلَتْ مَكَانَهَا ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ  
الْمُؤْمِنِينَ﴾ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ  
اللَّهِ ﴿غَيْرِ أُولَى الضَّرَرِ﴾.

بابُ انْزِلَ الْقُرْآنُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرَفٍ.

باب ہے اس حدیث کی تفسیر میں کہ اتارا گیا قرآن سات حرفوں پر۔

فائدہ: یعنی سات وجہوں پر کہ ان میں سے ہر وجہ کے ساتھ پڑھنا جائز ہے اور یہ مراد نہیں کہ ہر کلمہ یا ہر جملہ اس کا ساتھ وجہوں پر پڑھا جاتا ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ نہایت وہ چیز کہ پہنچا ہے طرف اس کی عدد قرأتوں کا ایک کلمے میں طرف سات کی ہے یعنی جس کلمے کو کہ کئی قرأتوں سے پڑھنا جائز ہے ان کی حد سات قرأتوں تک ہے سات سے زیادہ قرأتوں کے ساتھ اس کو پڑھنا جائز نہیں اور اگر کوئی کہے کہ ہم بعض کلموں کو پاتے ہیں کہ سات سے زیادہ وجہوں سے پڑھے جاتے ہیں تو جواب یہ ہے کہ اکثر تو زیادتی ثابت نہیں ہوتی اور یا ہوتا ہے قسم اختلاف سے بچ کیفیت ادا کے جیسا کہ مد اور مالہ میں ہے اور مانند ان کے اور بعض نے کہا کہ سات سے حقیقت عدد کی مراد نہیں بلکہ مراد سہل اور آسان کرنا ہے اور لفظ سات کا بولا جاتا ہے اوپر ارادے کثرت کے احاد میں اور نہیں ہے مراد عدد معین اور اس کی طرف مائل کی ہے عیاض نے اور جو اس کے تابع ہے اور ذکر کیا ہے قرطبی نے ابن حبان سے کہ سات حرفوں کے معنی میں پینتیس قول تک اختلاف ہے اور میں ذکر کروں گا جو پہنچا ہے طرف میری اقوال علماء سے بچ اس کے ساتھ بیان کرنے مقبول قول کے ان میں سے اور مردود کے انشاء اللہ اس باب کے اخیر میں۔ (فتح) اور کہا یعنی نے کہ مراد سات بولیاں ہیں کہ ان میں سے جس بولی میں قرآن کو پڑھے جائز ہے۔

۴۶۰۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے مجھ کو ایک وجہ پر قرآن پڑھایا سو میں نے اس سے تکرار کیا کہ اس کو میری امت پر آسان کر کہ میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی سو ہمیشہ رہا میں اس سے زیادتی طلب کرتا کہ طلب کرے اللہ سے زیادتی حرفوں میں واسطے سہولت کے اور وہ مجھ کو زیادہ کرتا رہا یہاں تک کہ سات حرفوں تک پہنچا۔

۴۶۰۷۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ  
حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنْ ابْنِ  
شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ  
أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ قَالَ أَقْرَأْنِي جِبْرِيلُ عَلَى حَرْفٍ  
فَرَأَجَعْتُهُ فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيدُهُ وَيَزِيدُنِي

حَتَّىٰ انْتَهَىٰ إِلَى سَبْعَةِ أَحْرَافٍ.

**فائدہ:** اور مسلم میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں تھا ایک مرد نماز کے واسطے مسجد کے اندر آیا سو اس نے قرأت پڑھی کہ میں نے اس سے انکار کیا پھر ایک اور مرد اندر آیا تو اس نے اور طرح سے قرأت پڑھی پھر جب ہم نماز پڑھ چکے تو ہم سب حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوئے سو میں نے عرض کی کہ بے شک اس نے قرأت پڑھی کہ میں نے اس کو اس پر انکار کیا پھر ایک اور مرد داخل ہوا تو اس نے اور طرح سے نماز پڑھی حضرت ﷺ نے دونوں کو فرمایا کہ پڑھو دونوں نے پڑھا حضرت ﷺ نے دونوں کو خوب کہا پھر فرمایا کہ اے ابی! مجھ کو حکم ہوا ہے کہ میں قرآن کو ایک وجہ پر پڑھوں، آخر حدیث تک اور یہ جو کہا ہمیشہ رہا میں اس سے زیادہ سہولت چاہتا تو ایک روایت میں ہے کہ پھر جبریل علیہ السلام آپ کے پاس دوسری بار آیا اور کہا کہ پڑھ قرآن کو دو وجہ سے پھر تیسری بار آپ کے پاس آیا اور کہا کہ قرآن کو تین وجہ سے پڑھ پھر چوتھی بار آیا سو کہا قرآن کو سات وجہ پر پڑھ اور اپنی امت کو حکم کر کہ قرآن کو سات وجہ سے پڑھیں سو جس وجہ سے پڑھیں ٹھیک ہے، اور طبری کی روایت میں ہے کہ پڑھ سات حرفوں پر بہشت کے سات دروازوں سے اور ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ نہیں اس سے کچھ مگر کافی شافی یہ کہ تو کہے ﴿سمیعا علیما﴾ (عزیزا حکیم) یعنی ان چاروں میں سے کوئی پڑھے درست ہے جب تک کہ نہ ختم کرے آیت عذاب کی ساتھ رحمت کے اور آیت رحمت کی ساتھ عذاب کے اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے جبریل! میں ان پڑھ امت کا رسول ہوں ان میں بہت بوڑھے اور لڑکے اور وہ لوگ ہیں جنہوں نے کبھی کچھ نہیں پڑھا اور ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں احمد کے نزدیک یہ ہے کہ سب کلمے کافی شافی ہیں مانند قول تیرے کے ہلہم وتعالیٰ الحدیث اور یہ حدیث قوی کرتی ہیں اس کو کہ مراد ساتھ حرفوں کے بولیاں ہیں یا قرأتیں یعنی اتارا گیا ہے قرآن سات بولیوں یا قرأتوں پر اور احرف جمع ہے حرف کی پس بنا بر پہلی وجہ کے معنی یہ ہوں گے کہ سات وجہوں پر بولیوں سے اور دوسرے معنی کی بنا پر ہوگی مراد اطلاق حرف کے سے اوپر کلمے کے مجاز واسطے ہونے اس کے کی بعض اس کا۔ (فتح)

۴۶۰۸۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سورہ فرقان پڑھتے سنا حضرت ﷺ کی زندگی میں تو میں نے اس کی قرأت کی طرف کان لگایا سو اچانک میں نے دیکھا کہ وہ اس کو پڑھتا ہے کئی وجہوں پر جو حضرت ﷺ نے مجھ کو نہیں پڑھائیں سو میں قریب تھا کہ نماز میں اس کو جھپٹ لوں سو میں نے زور سے صبر کیا یہاں تک کہ اس نے نماز سے سلام پھیرا سو میں نے اس کی چادر اس کے

۴۶۰۸۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْمُسَوَّرَ بْنَ مَعْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَبْدِ الْقَارِيَّ حَدَّثَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمِ بْنِ حَزَامٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ

گلے میں ڈالی اور میں نے کہا کہ کس نے تجھ کو یہ سورت پڑھائی ہے جو میں نے تجھ کو پڑھتے سنا؟ اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو پڑھائی ہے میں نے کہا تو جھوٹا ہے سو بے شک حضرت ﷺ نے مجھ کو وہ سورت پڑھائی برخلاف اس کے کہ تو نے پڑھی سو میں اس کو کھینچتا حضرت ﷺ کی طرف چلا میں نے کہا کہ بے شک میں اسے سنا سورہ فرقان پڑھتا تھا کئی وجہوں پر جو آپ نے ہم کو نہیں پڑھائیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے اے ہشام! پڑھ سو اس نے اس کو حضرت ﷺ کے سامنے پڑھا جس طرح میں نے اس کو پڑھتے سنا تھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح اتری پھر فرمایا کہ اے عمر! تو پڑھ سو میں نے اس کو پڑھا جس طرح مجھ کو حضرت ﷺ نے پڑھائی تھی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح اتاری گئی بے شک یہ قرآن اتارا گیا عرب کی سات بولیوں میں سو اس میں سے پڑھو جو تم کو سہل معلوم ہو۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَائَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ يَقْرَأْنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكِدْتُ أَسَاوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ فَتَصَبَّرْتُ حَتَّى سَلَّمَ فَلَبِثْتُ بِرِدَائِهِ فَقُلْتُ مَنْ أَقْرَأَكَ هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ قَالَ أَقْرَأْنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ كَذَبْتَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَقْرَأْنِيهَا عَلَى غَيْرِ مَا قَرَأْتَ فَاِنْطَلَقْتُ بِهِ أَقُوْدُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ بِسُورَةِ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ تَقْرَأْنِيهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَهُ أَقْرَأَ يَا هِشَامُ فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَلِكَ أَنْزَلْتُ ثُمَّ قَالَ اقْرَأْ يَا عُمَرُ فَقَرَأْتُ الْقِرَاءَةَ الَّتِي أَقْرَأَنِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَلِكَ أَنْزَلْتُ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أَنْزَلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرَفٍ فَاقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں نے اس کی چادر اس کے گلے میں ڈالی تاکہ مجھ سے جھوٹ نہ جائے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ امر معروف میں بہت سخت گرفت کرتے تھے اور یہ کام انہوں نے اپنے اجتہاد سے کیا واسطے اس گمان کے کہ ہشام صواب کے برخلاف ہے اس واسطے حضرت ﷺ نے ان پر انکار نہ کیا بلکہ فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے اور یہ جو کہا کہ تو جھوٹا ہے تو اس میں اطلاق جھوٹ کا ہے اوپر ظن غالب کے اور یا مراد جھوٹ سے یہ ہے کہ تو نے خطا کی اور یہ جو عمر

فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو پڑھائی تھی تو کہا اس کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے واسطے استدلال کرنے کے اپنے مذہب پر جھٹلانے ہشام کے سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جائز ہوا واسطے ان کے واسطے مضبوط ہونے قدم ان کے کی اسلام میں اور سابق ہونے ان کے کی بیچ اس کے برخلاف ہشام کے کہ وہ تازہ مسلمان ہوا تھا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خوف ہوا کہ شاید اس کو قرأت کی طرح یاد نہ ہو برخلاف اپنے آپ کے کہ ان کو بچی طرح یاد تھا جو انہوں نے سنا اور ان کی قرأت کو اختلاف کا سبب یہ تھا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سورت کو حضرت ﷺ سے قدیم میں یاد کیا ہوا تھا پھر نہ سنا انہوں نے جو اس کے بعد اترا برخلاف اس چیز کے کہ یاد رکھی اور آنکھ سے دیکھی اور نیز ہشام رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہے جو فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے تو حضرت ﷺ نے اس کو اس طرح پڑھائی تھی کہ اخیر میں اتری سو پیدا ہوا اختلاف ان دونوں کا اس سبب سے اور جلدی کرنا عمر رضی اللہ عنہ کا واسطے انکار کے محمول ہے اس پر کہ انہوں نے یہ حدیث نہ سنی تھی کہ یہ قرآن اتار گیا سات بولیوں پر مگر اس واقعہ میں اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اتار گیا یہ قرآن سات بولیوں پر تو وارد کیا اس کو حضرت ﷺ نے واسطے اطمینان دلانے عمر رضی اللہ عنہ کے تاکہ نہ انکار کریں دو چیز مختلف کے ٹھیک کہنے سے اور طبری نے اسحاق بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے قرآن پڑھا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس پر غیرت آئی تو دونوں جھگڑتے حضرت ﷺ کے پاس آئے تو اس مرد نے کہا کہ یا حضرت! کیا آپ نے مجھ کو اس طرح نہ پڑھایا تھا؟ حضرت ﷺ فرمایا کیوں نہیں! تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سینے میں کچھ شک پیدا ہوا جس کو حضرت ﷺ نے ان کے سینے میں پہچانا حضرت ﷺ نے ان کے سینے میں ہاتھ مارا اور فرمایا کہ دور کر شیطان کو یہ حضرت ﷺ نے تین بار فرمایا پھر فرمایا اے عمر! سب ٹھیک ہے جب تک کہ نہ کرے تو رحمت کو عذاب اور عذاب کو رحمت اور واقع ہوئی ہے واسطے ایک جماعت اصحاب کے نظیر اس کی جو واقع ہوئی واسطے عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہشام رضی اللہ عنہ کے ایک یہ ہے کہ جو واقع ہوا واسطے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کما تقدم فی النحل اور ایک وہ ہے جو روایت کی ہے احمد نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہ ایک مرد نے قرآن کی ایک آیت پڑھی تو عمرو رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ وہ ایسی ایسی ہے دونوں نے اس کو حضرت ﷺ کے پاس ذکر کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک یہ قرآن سات بولیوں پر اتارا گیا ہے سو جس وجہ پر اس کو تم پڑھو ٹھیک ہے سو اس میں جھگڑا مت کرو اور واسطے طبری کے ہے ابو جہم کی حدیث سے کہ دو مرد حضرت ﷺ کے پاس جھگڑتے آئے قرآن کی ایک آیت میں ہر ایک گمان کرتا تھا کہ اس نے اس کو حضرت ﷺ سے سیکھا ہے پھر ذکر کی مثل حدیث عمرو رضی اللہ عنہ کے اور طبرانی نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مجھ کو ایک سورت پڑھائی جو زید رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے مجھ کو پڑھائی سو ان کی قرأت مختلف ہوئی سو ہم کس کی قرأت کو لیں؟ سو حضرت ﷺ چپ رہے اور علی رضی اللہ عنہ ان کے پہلو میں تھے سو فرمایا کہ چاہیے کہ



Free downloading facility of Videos, Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

ہے اس کی طرف قول ہر ایک کا عمر رضی اللہ عنہ اور ہشام رضی اللہ عنہ سے باب کی حدیث میں کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو پڑھائی لیکن ثابت ہو چکا ہے بہت اصحاب سے کہ انہوں نے اس کو ہم معنی لفظ سے پڑھا اگرچہ اس نے اس کو حضرت ﷺ سے نہیں سنا تھا اسی واسطے انکار کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر جب کہ اس نے عتی حین پڑھا بدلے حتی حین کے اور اس کی طرف لکھا کہ قرآن ہذیل کی بولی میں نہیں اتراسو پڑھا لوگوں کو قریش کی بولی میں اور نہ پڑھا ان کو ہذیل کی بولی میں اور تھا یہ حال پہلے اس سے کہ جمع کریں عثمان رضی اللہ عنہ لوگوں کو ایک قرأت پر اور کہا ابن عبد البر نے اس کے بعد کہ روایت کیا اس کو ابو داؤد کے طریق سے اس کی سند سے احتمال ہے کہ ہو یہ عمر رضی اللہ عنہ سے بطور اختیار کے یعنی ان کے نزدیک مختار یہی بات ہو نہ یہ کہ جس طرح ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پڑھا ہے اس طرح جائز نہیں اور جب مباح ہے قرأت سات وجہوں سے جو اتاری گئیں تو جائز ہے اختیار اس چیز میں کہ اتاری گئی یعنی ہر وجہ سے پڑھنا جائز ہوگا کہا ابو شامہ نے احتمال ہے کہ ہو مراد عمر رضی اللہ عنہ کی پھر عثمان رضی اللہ عنہ کی ساتھ قول اپنے کے کہ قرآن قریش کی زبان میں اترا یہ کہ یہ حکم اس کے ابتدا اترنے کے وقت میں تھا پھر اللہ نے اس کو لوگوں پر آسان کیا سوان کے واسطے جائز کیا کہ اس کو اپنی بولیوں میں پڑھیں اس شرط پر کہ یہ عرب کی زبان سے نہ نکلے واسطے ہونے اس کے عربی زبان میں جو ظاہر ہے اور جو عرب کے سوائے اور لوگوں میں سے اس کو پڑھنا چاہیے تو اس کے واسطے مختار یہ ہے کہ اس کو قریش کی زبان میں پڑھے اس واسطے کہ وہ اولیٰ ہے اور اسی پر محمول ہوگا جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو لکھا اس واسطے کہ بہ نسبت غیر عربی کے سب بولیاں برابر ہیں تعبیر میں سو ضروری ہے کہ ایک بولی ہو سو چاہیے کہ حضرت ﷺ کی زبان میں ہو اور بہر حال عربی جو پیدا کیا گیا ہے اپنی بولی پر اگر تکلیف دی جائے اس کو ساتھ پڑھنے اس کے کی قریش کی زبان میں تو البتہ دشوار ہو اس پر پڑھنا باوجود مباح کرنے اللہ کے واسطے اس کے یہ کہ پڑھے اس کو اپنی زبان میں اور اشارہ کرتا ہے اس کی طرف قول حضرت ﷺ کا اُبی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ آسان کر میری امت پر اور قول حضرت ﷺ کا کہ میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی اور شاید پہنچے آپ سات تک اور اس سے زیادہ فراخی طلب نہ کی واسطے معلوم کرنے آپ کے کی کہ بے شک شان یہ ہے کہ نہیں محتاج ہوتا کوئی لفظ قرآن کے لفظوں سے طرف زیادہ کے اس عدد سے اکثر اور نہیں مراد ہے کما تقدم کہ اس کا ہر لفظ سات وجہوں سے پڑھا جاتا ہے کہا ابن عبد البر نے کہ اس پر اجماع ہے بلکہ وہ ممکن نہیں ہے بلکہ نہیں پایا جاتا ہے قرآن میں کوئی لفظ کہ پڑھا جائے سات وجہوں پر مگر کم چیز مثل عبد الطاغوت کے اور کہا ابو عبید نے کہ نہیں ہے مراد یہ کہ ہر لفظ اس کا پڑھا جاتا ہے سات بولیوں پر بلکہ ساتوں بولیاں گنڈی ہوئی ہیں قرآن میں کوئی کہیں اور کوئی کہیں سو بعض لفظ قرآن کا قریش کی زبان میں ہے اور کوئی ہذیل کی زبان میں اور کوئی ہوازن کی زبان میں اور کوئی یمن وغیرہ کی زبان میں اور بعض بولیاں عمدہ ہیں بعض سے اور انکار کیا ہے ابن قتیبہ نے کہ ہو قرآن میں کوئی ایسا لفظ جو پڑھا جائے سات وجہوں سے

اور رد کیا ہے اس پر انباری نے ساتھ مثل الطاغوت اور لا تقل لهما اف اور جبریل کے اور دلالت کرتا ہے اس پر جو اس نے تقریر کی کہ قرآن اول قریش کی زبان میں اترا پھر آسان کیا گیا امت پر یہ کہ پڑھیں اس کو ساتھ غیر زبان قریش کے اور یہ بعد اس کے تھا کہ عرب کی بہت قومیں اسلام میں داخل ہوئیں سو ثابت ہو چکا ہے کہ تخفیف ہجرت کے بعد واقع ہوئی کما تقدم اور حاصل ان لوگوں کے مذہب کا یہ ہے کہ معنی حضرت ﷺ کی اس حدیث کے کہ اتارا گیا قرآن سات حرفوں پر یعنی اتارا گیا اس حال میں کہ فراخ کیا گیا ہے فارسی پر کہ پڑھے اس کو سات وجہوں پر یعنی پڑھے ساتھ جس حرف کے کہ چاہے ان میں سے بطور بدل کے اس کے ساتھی سے گویا کہ فرمایا کہ اتارا گیا ہے اس شرط پر یا اس وسعت پر اور یہ واسطے سہل کرنے قرأت اس کی کے ہے اس واسطے کہ اگر ان کو فقط ایک ہی حرف کے پڑھنے کا حکم ہوتا تو ان پر دشوار ہوتا اور ابن قتیبہ نے کہا کہ اللہ کے آسانی دینے سے یہ مراد ہے کہ حکم کیا اپنے پیغمبر کو کہ پڑھے ہر قوم قرآن کو اپنی زبان میں پس ہذلی پڑھے عتی حین بدلے حتیٰ حن کے اور پڑھے اسدی تعلمون ساتھ کسر اول کے اور پڑھے تمہی ساتھ ہمزہ کے اور قریشی بغیر ہمزہ کے اور اگر ارادہ کرتا ہر گروہ ان میں سے یہ کہ دور ہو اپنی زبان سے اور جو جاری ہوا ہے اوپر زبان اس کی کے لڑکپن میں اور جوانی میں اور بڑھاپے میں تو البتہ دشوار ہوتا اور ان کے سو آسان کیا ان پر اللہ نے ساتھ احسان اپنے کے اور اگر ہوتی یہ مراد کہ ہر لفظ اس کا پڑھا جاتا ہے سات وجہوں سے تو کہا جاتا مثلاً کہ اتارے گئے سات حرف اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ آئے لفظ میں ایک وجہ یا دو وجہیں یا تین یا اکثر تک کہا ابن عبد البر نے کہ انکار کیا ہے اکثر اہل علم نے کہ ہوں معنی حرفوں کے بولیاں واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے مختلف ہونے ہشام بنیٰ مہدیٰ اور عمر بنیٰ مہدیٰ کی سے اور حالانکہ دونوں کی بولی ایک ہے کہا انہوں نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد سات وجہیں ہیں معنوں سے جو متفق ہیں ساتھ مختلف لفظوں کے مثل اقبل اور تعال اور حلم کے پھر بیان کیا ان حدیثوں کو جو پہلے گزریں جو دلالت کرتی ہیں ان معنی پر۔ میں کہتا ہوں اور ممکن ہے تطبیق دونوں قولوں میں ساتھ اس طور کے کہ ہو مراد ساتھ احرف کے مغائر ہونا لفظوں کا باوجود متفق ہونے معنی کے باوجود بند ہونے ان کے کی سات بولیوں میں لیکن دونوں قول کے اختلاف کا ایک اور فائدہ ہے اور وہ یہ ہے جس پر تنبیہ کی ہے ابو عمر دانی نے کہ سب ساتوں حرف قرآن میں متفرق نہیں ہیں اور نہ اس میں موجود ہیں ایک ختم میں سو جب قاری قرآن کو ایک قرأت سے پڑھے تو اس نے ساتوں حرف میں سے بعض حرف پڑھے سب نہیں پڑھے اور یہ حاصل ہوتا ہے اوپر قول اس شخص کے جو کہتا ہے کہ مراد حرفوں سے بولیاں ہیں اور بہر حال جو لوگ دوسرے قول کے ساتھ قائل ہیں تو حاصل ہوتا ہے یہ ایک ختم میں بغیر شک کے بلکہ ممکن ہے اس قول پر یہ کہ حاصل ہوں ساتوں وجہ بعض قرآن میں کما تقدم اور البتہ حمل کیا ہے ابن قتیبہ وغیرہ نے عدد مذکور کو ان وجہوں پر کہ حاصل ہوتا ہے ساتھ ان کے تغایر سات چیزوں میں اول وہ چیز ہے کہ متغیر ہو حرکت اس کی اور نہ متغیر ہوں معنی

اس کے اور نہ صورت اس کی مثل ﴿ولا يضار كاتب ولا شهيد﴾ ساتھ زبر را کے اور پیش اس کے کی، دوسری وہ ہے جو متغیر ہو ساتھ متغیر ہونے فعل کے مثل بعد بین اسفارنا اور باعد بین اسفارنا ساتھ صیغے طلب کے اور فعل ماضی کے، تیسری وہ ہے جو متغیر ہو ساتھ نقطے بعض حروف کے جن پر نقطہ نہ ہو مثل ﴿لہ نمنشہا﴾ ساتھ را اور زا کے، چوتھی وہ ہے کہ متغیر ہو ساتھ بدلنے حرف کے ساتھ اس حرف کے جو قریب الحرج ہو مثل طلع منصود و طلع منصود، پانچویں وجہ یہ ہے جو متغیر ہو ساتھ آگے کرنے اور پیچھے کرنے کے مثلاً وجاءت سكرت الموت بالحق اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ غیرہ کی قرأت میں ہے وجاءت سكرت الحق بالموت، چھٹی وہ ہے جو متغیر ہو ساتھ زیادتی یا نقصان کے، کما تقدم فی التفسیر ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے واللیل اذا یغشی والنهار اذا تجلی والذکر والانثی یہ مثال نقصان کی ہے اور بہر حال زیادتی اس کی مثال وہ ہے جو سورہ تبت کی تفسیر میں گزر چکی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وانذر عشیرتک الاقربین وربطک منهم المخلصین، ساتویں وہ ہے کہ متغیر ہو بدل کرنے ایک کلمے کے سے ساتھ دوسرے کلمے کے جو اس کا ہم معنی ہو مثل العہن المنفوش کے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ کی قرأت میں ہے کالصفوف المنفوش اور یہ وجہ خوب ہے اور نہیں مراد ہے یہ کہ ہر لفظ پڑھا جاتا ہے سات وجہوں پر بلکہ ظاہر حدیثوں کا یہ ہے کہ کلمہ ایک پڑھا جاتا ہے دو وجہوں پر اور تین پر اور چار پر سات تک اور کہا ابو شامہ نے کہ اختلاف ہے سلف کو بیچ سات حروف کے کہ اترا ہے قرآن ساتھ ان کے کہ کیا وہ سب جمع ہیں اس قرآن میں جواب لوگوں کے ہاتھ میں موجود ہے یا نہیں ہیں اس میں مگر ایک حرف ان میں سے مائل کی ہے باقلانی نے طرف پہلے قول کی اور تصریح کی ہے طبری اور ایک جماعت نے ساتھ دوسری کے اور یہی ہے معتمد اور البتہ روایت کی ہے ابن ابی داؤد نے مصاحف میں ابو طاہر سے کہ پوچھا میں نے ابن عیینہ سے مختلف ہونے قرأت مدنیوں اور عراقیوں کی سے کہ یہی ہیں سات جو حدیث میں آئی ہیں؟ کہا نہیں بلکہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سات حرف مثل ہلم اور تعال اور اقبل کے ہیں کہ جس کو تو ان میں سے کہے جائز ہے اور حق یہ ہے کہ جو چیز کہ جمع کی گئی ہے قرآن میں اتفاق کیا گیا ہے اوپر اتارنے اس کے کی قطعی ہے جو لکھا گیا ہے ساتھ حکم حضرت ﷺ کے اور اس میں سات حروف میں سے بعض ہیں سب نہیں ہیں جیسا کہ واقع ہوا ہے بیچ مصحف کی کے سورہ برأت کے اخیر میں تجری من تحتہا الانهار اور اس کے سوائے اور مصحفوں میں من نہیں ہے اور اسی طرح ہے جو واقع ہوا ہے مختلف ہونے مصاحف شہروں کے سے چند واؤں سے جو ثابت ہیں بعض میں سوائے بعض کے اور چند ہاؤں اور چند لاموں سے اور ساتھ اس کے اور یہ محمول ہے اس پر کہ دونوں طور سے اترا اور حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ لکھنے اس کے کی دو شخصوں کو یا معلوم کروایا یہ ایک شخص کو اور حکم دیا اس کو ساتھ ثابت رکھنے دونوں کے دو وجہوں پر اور جو قرأتیں کہ سوائے اس کے ہیں جو رسم خط کے موافق نہیں تو وہ اس قسم سے ہیں کہ تھی قرأت ساتھ ان کے جائز رکھی گئی واسطے وسعت اور سہولت کے لوگوں پر سو

جب رجوع کیا حال نے طرف اس چیز کے کہ واقع ہوئی اختلاف سے بیچ زمانے عثمان رضی اللہ عنہ کے اور کافر کہا بعض نے بعض کو تو اختیار کیا اقتصار کو اس لفظ پر کہ اجازت دی گئی تھی اس کے لکھنے میں اور چھوڑا باقی کو اور ہو گیا جس پر اقتصار کیا اصحاب نے مانند اس شخص کے کہ اقتصار کرے اس چیز سے کہ اختیار دیا گیا ہے بیچ اس کے ایک خصلت پر اس واسطے کہ حکم کرنا ان کو ساتھ وجہوں مذکورہ کے نہ تھا بطور ایجاب کے بلکہ بطور رخصت کے۔ میں کہتا ہوں اور دلالت کرتا ہے اس پر قول حضرت ﷺ کا باب کی حدیث میں کہ پڑھو قرآن سے جو تم کو آسان معلوم ہو اور طبری نے اس تقریر کو بہت طول کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس کے مخالف کو وہی کہا ہے اور موافقت کی ہے اس کی اس پر ایک جماعت نے ان میں سے ہیں ابو العباس اور کہا صحیح تر جس پر حاذق لوگ ہیں یہ ہے کہ جو قرآن کہ اب پڑھا جاتا ہے یہ بعض حرف ہیں سات حرفوں میں سے جن کے پڑھنے کی اجازت ہوئی نہ سب اور ضابطہ اس کی وہ چیز ہے جو رسم خط کے موافق ہو اور جو اس کے مخالف ہو مثل ان تبغوا فضلا من ربکم فی موسم الحج اور مثل اذا جاء فتح اللہ والنصر تو یہ ان قرأتوں سے ہے جو چھوڑی گئیں اگر صحیح ہو سند ساتھ اس کے اور نہیں کافی ہے صحیح ہونا سند اس کے کا بیچ اثبات ہونے اس کے کی قرأت خاص کر بہت لفظ ان میں سے اس قسم سے ہیں کہ احتمال ہے کہ ہوں اس تاویل سے جو جوڑی گئی ہے ساتھ قرآن کے تو لوگوں کو یہ گمان ہوا کہ یہ بھی قرآن ہے اور کہا بغوی نے شرح السنہ میں کہ یہ مصحف جس پر امر قرار پا چکا ہے یہ اخیر دور ہے جو حضرت ﷺ کے ساتھ کیا گیا سو حکم کیا عثمان رضی اللہ عنہ نے ساتھ نقل کرنے اس کے کی مصاحف میں اور جمع کیا لوگوں کو اور پر اس کے اور جو سوائے اس کے ہے اس کو دور کیا واسطے کا نئے مادے خلاف کے سو ہو گیا جو خط مصحف کے مخالف ہے بیچ حکم منسوخ کے مانند باقی منسوخ آیتوں کے سو نہیں جائز ہے کسی کو کہ تجاوز کرے لفظ میں طرف اس چیز کے کہ خارج ہے خط سے کہا ابو شامہ نے کہ گمان کیا ہے ایک قوم نے کہ سات قرأتیں جو اب موجود ہیں یہی ہیں مراد حدیث میں اور یہ خلاف ہے اجماع سب اہل علم کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ بعض جاہلوں کا گمان ہے کہا ابو بکر بن عربی نے کہ نہیں ساتوں قرأتیں مقرر واسطے جواز کے کہ ان کے سوائے اور قرأتیں جائز نہ ہوں مانند قرأت ابو جعفر اور شیبہ اور اعمش وغیرہم کے اس واسطے کہ یہ سب امام ان کے برابر ہیں یا ان سے زیادہ ہیں اور اسی طرح کہا ہے اور اماموں نے ان میں سے ہیں کی بن ابوطالب اور ابو العلاء وغیرہ قرأت کے اماموں سے کہا ابن ابی ہاشم نے کہ سب بیچ اختلاف سات قرأتوں کے اور جو سوائے ان کے ہے یہ ہے کہ جن طرفوں میں قرآن بھیجے گئے وہاں بعض اصحاب تھے کہ اس طرف کے لوگوں نے ان سے قرآن سیکھا اور قرآن نقطوں اور شکلوں سے خالی تھا سو ثابت رہے ہر طرف کے لوگ اس پر جس کو اصحاب سے سن کر سیکھا تھا ساتھ شرط موافق ہونے خط کے اور چھوڑا جو خط کے مخالف تھا واسطے بجالانے حکم عثمان رضی اللہ عنہ کے جس پر اصحاب نے اس کی موافقت کی واسطے اس چیز کے کہ اس میں قرآن کے واسطے احتیاط دیکھی اور اسی واسطے واقع ہوا اختلاف درمیان

قاریوں شہروں کے باوجود ہونے ان کے کی تمسک کرنے والا ساتھ ایک حرف کے سات حرفوں میں سے جن کا بیان باب کی حدیث میں ہے اور کہا مکی بن ابی طالب نے کہ یہ قرأتیں جواب پڑھی جاتی ہیں اور صحیح ہوئی روایت ان کی اماموں سے وہ ایک جزو ہے سات حرفوں سے جن کے ساتھ قرآن اترا اور جو گمان کرے کہ قرأت ان قاریوں کی مانند نافع اور عاصم کے یہی ہے سات حرف جو حدیث میں مذکور ہیں تو اس نے بڑی غلطی کی اور لازم آتا ہے اس سے کہ جو ان ساتوں قرأتوں سے باہر ہے اس قسم سے ہے کہ ثابت ہو چکا ہے اور اماموں سے اور خط مصحف کے موافق ہے کہ قرآن نہ ہو اور یہ بڑی غلطی ہے اس واسطے کہ جنہوں نے قرأت کو تصنیف کیا ہے متقدمین اماموں سے مثل ابو عبید قاسم اور ابو حاتم بھٹانی اور ابو جعفر طبری اور اسماعیل بن اسحاق اور قاضی کے تو انہوں نے اور اماموں کو ان لوگوں سے کئی گنا زیادہ ذکر کیا ہے اور سب بیچ اقتضار کے سات پر باوجود یہ قرأت کے اماموں میں وہ امام ہیں جو قدر میں ان سے زیادہ ہیں یا مثل ان کے جو ان سے گنتی میں اکثر ہیں یہ ہے کہ راوی اماموں سے نہایت بہت ہوئے سو جب ہمتیں کم ہوئیں تو اختیار کیا انہوں نے اس قسم سے کہ خط کے موافق ہے اس چیز پر کہ آسان ہو یاد کرنا اس کا اور ضبط ہو قرأت ساتھ اس کے سونظر کی انہوں نے طرف اس شخص کے کہ مشہور ہے ساتھ ثقاہت اور امانت اور طول ہونے عمر کے بیچ لازم پکڑنے قرأت کے اور اتفاق ہونے کے اوپر سیکھنے کے اس سے تو انہوں نے ہر شہر سے ایک امام کو چھاننا اور باوجود اس کے نہ چھوڑا انہوں نے نقل کرنے اس چیز کے کہ قرأتوں سے جس پر اور امام ہیں سوائے ان لوگوں کے اور نہ چھوڑا قرأت کو ساتھ اس کے مانند قرأت یعقوب اور عاصم اور ابو جعفر اور شیبہ وغیرہ کے اور کہا سمعانی نے کہ تمسک کرنا ساتھ قرأتوں ساتوں کے سوائے غیر ان کے کی نہیں ہے اس میں کوئی اثر اور نہ سنت اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ جمع بعض متاخرین کی سے ہے اور اس کے غیر نے بھی سات قرأتوں میں بھی تصنیف کی ہے سو ذکر کیا اس نے بہت روایتوں کو ان سے سوائے اس کے کہ اس کی کتاب میں ہے سو کسی نے نہیں کہا کہ اس کے ساتھ قرأت جائز نہیں واسطے خالی ہونے اس مصحف کے اس سے اور اصل معتد علیہ بیچ اس کے نزدیک اماموں کے یہ ہے کہ ہر وہ چیز کہ صحیح ہو سند اس کی سماع میں اور مستقیم ہو جوہر اس کی عربیت میں اور موافق ہے لفظ اس کا خط مصحف کو جو امام ہیں تو وہ بھی ساتوں قرأتوں میں داخل ہیں پس اسی اصل پر مبنی ہے قبول کرنا قرأت کا خواہ سات اماموں سے ہو یا ہزار سے یعنی ان ساتوں کی کوئی شرط نہیں اور جب کوئی شرط ان تینوں شرطوں سے نہ پائی جائے تو وہ شاذ ہے اور اس تقریر سے رد ہو اگمان اس شخص کا جو گمان کرتا ہے کہ مشہور قرأتیں بند ہیں تیسیر اور شاطبی جیسے کتابوں میں اور سخت انکار کیا ہے اس علم کے اماموں نے اس شخص پر جو یہ گمان کرتا ہے مانند ابو شامہ اور ابو حیان کے اور اخیر جس نے اس کے ساتھ تصریح کی ہے سبکی ہے اور اس سورہ میں یعنی سورہ فرقان میں ایک سوتیں جگہ ہیں کہ اختلاف کیا ہے اس میں قاریوں نے اصحاب کے زمانے سے اور جو ان کے بعد ہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ

پڑھو جو تم کو اس سے آسان معلوم ہو اور پر جائز ہونے قرأت کے ساتھ ہر اس چیز کے کہ ثابت ہو قرآن سے ساتھ ان شرطوں کے جو پہلے گزر چکی ہیں اور یہ ایسی شرطیں ہیں کہ ضروری ہے اعتبار کرنا ان کا اور جب ان میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو وہ قرأت معتمد نہ ہوگی اور ابوشامہ نے الوجیز میں اس کی نہایت عمدہ تقریر کی ہے اور کہا کہ نہ یقین کیا جائے ساتھ کسی قرأت کے کہ وہ اللہ کی اتاری گئی ہے مگر جب کہ متفق ہوں سب طریقے اس امام سے کہ قائم ہوا ہے ساتھ امامت مصر کے ساتھ قرأت کے اور اجماع کیا ہے اس کے زمانے والوں نے اور جو ان کے بعد ہیں اور امامت اس کی کے علم میں کہا اور جب مختلف ہوں طریقے تو نہیں ہے یقین اور اگر شامل ہو ایک آیت مختلف قرأتوں پر باوجود پائے جانے شرط مذکور کے تو جائز ہے قرأت پڑھنی ساتھ اس کے بشرطیکہ معنی میں خلل نہ ہو اور نہ اعراب بدلے۔ (فتح)

باب تالیف القرآن۔ باب ہے بیچ بیان تالیف قرآن کے۔

فائدہ: یعنی ایک سورت کی آیتوں کو جمع کرنا یا سورتوں کو با ترتیب قرآن میں جمع کرنا۔

۳۶۰۹۔ حضرت یوسف بن مایک سے روایت ہے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا کہ اچانک ایک عراق آیا سو اس نے کہا کون کفن بہتر ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہائے تجھ کو اور کیا چیز ضرور کرتی ہے تجھ کو یعنی ہر قسم کا کفن جائز ہے پھر اس نے کہا کہ اے ماں مسلمانوں کی! مجھ کو اپنا مصحف دکھلا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیوں؟ اس نے کہا شاید کہ میں قرآن کو با ترتیب جمع کروں کہ وہ پڑھا جاتا ہے اس حال میں کہ نہیں جمع کیا ہوا ہے با ترتیب یعنی اس میں سورتوں کی ترتیب نہیں کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور نہیں ضرور کرتا تجھ کو جس سورت کو تو پہلے پڑھے جائز ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پہلے پہل قرآن سے مفصل میں سے ایک سورت اتری جس میں کہ بہشت اور دوزخ کا ذکر ہے یہاں تک کہ جب لوگوں نے اسلام کی طرف رجوع کیا یعنی اسلام میں بہت لوگ داخل ہوئے تو پھر حلال اور حرام اترتا اور اگر پہلے پہل اترتا کہ شراب نہ پیو تو کہتے کہ ہم شراب کو کبھی نہیں چھوڑیں گے اور اگر اترتا کہ حرام کاری نہ کرو تو کہتے کہ ہم حرام کاری کو کبھی نہیں چھوڑیں گے

۶۰۹۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ وَأَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ مَاهِكٍ قَالَ إِنِّي عِنْدَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِذْ جَاءَهَا عِرَافِي فَقَالَ أَيُّ الْكُفَنِ خَيْرٌ قَالَتْ وَيَحْكُ وَمَا يَصْرُكَ قَالَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَرِنِي مَصْحَفَكَ قَالَتْ لِمَ قَالَ لَعَلِّي أَوَّلُ الْقُرْآنِ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يَقْرَأُ غَيْرَ مُؤَلَّفٍ قَالَتْ وَمَا يَصْرُكَ أَيُّهُ قَرَأْتَ قَبْلَ إِنَّمَا نَزَلَ أَوَّلَ مَا نَزَلَ مِنْهُ سُورَةُ مِنَ الْمُفْصَلِ فِيهَا ذِكْرُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ حَتَّى إِذَا ثَابَ النَّاسُ إِلَى الْإِسْلَامِ نَزَلَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ وَلَوْ نَزَلَ أَوَّلَ شَيْءٍ لَا تَشْرَبُوا الْخَمْرَ لَقَالُوا لَا نَدْعُ الْخَمْرَ أَبَدًا وَلَوْ نَزَلَ لَا تَزْنُوا لَقَالُوا لَا نَدْعُ الزَّنا أَبَدًا لَقَدْ نَزَلَ بِمَكَّةَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنِّي لَجَارِيَةُ الْعَبُ  
 ﴿بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَذْهَى  
 وَأَمْرٌ﴾ وَمَا نَزَلَتْ سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَالنِّسَاءِ  
 إِلَّا وَأَنَا عِنْدَهُ قَالَ فَأَخْرَجَتْ لَهُ الْمُصْحَفَ  
 فَأَمَلَتْ عَلَيْهِ آيَ السُّورِ.

اور البتہ کے میں حضرت ﷺ پر یہ آیت اتری اور میں لڑکی  
 تھی کھیتی بلکہ قیامت ہے وعدہ کی جگہ ان کی اور قیامت بہت  
 سخت اور بہت کڑی ہے اور نہیں اتری سورہ بقرہ اور سورہ نساء  
 اور حالانکہ میں حضرت ﷺ کے پاس تھی، کہا راوی نے سو  
 عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے واسطے مصحف کو نکالا اور اس پر سورتوں  
 کی آیتوں کو لکھوایا۔

**فائدہ:** ایک عراقی یعنی ایک مرد عراق والوں میں سے اور یہ جو کہا کہ کون سا کفن بہتر ہے؟ تو شاید اس عراقی نے  
 حدیث سرہ رضی اللہ عنہ کی جو مرفوع ہے سنی ہوگی کہ اپنے کپڑوں میں سے سفید کپڑے پہنا کرو اور انہیں میں اپنے مردوں کو  
 کفنایا کرو کہ وہ بہت پاک اور ستھرے ہیں اور یہ حدیث ترمذی میں ہے اور شاید عراقی نے اس کو سنا تو اس نے چاہا  
 کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کا زیادہ ثبوت چاہے اور تھے اہل عراق مشہور ساتھ تعنت کے سوال میں اسی واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا  
 نے اس سے کہا کہ کیا چیز تجھ کو ضرر کرتی ہے یعنی جس کفن میں تو کفنائے کفایت کرتا ہے اور قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کا واسطے  
 اس شخص کے جس نے اس کو مجھ کے مارنے سے پوچھا تھا مشہور ہے جب کہ انہوں نے کہا کہ دیکھو عراق والوں کو  
 مجھ کے مارنے سے پوچھتے ہیں اور حالانکہ انہوں نے حضرت ﷺ کے نواسے کو مار ڈالا اور یہ جو اس نے کہا کہ شاید  
 میں قرآن کو با ترتیب جمع کروں تو ظاہر یہ ہے کہ یہ عراقی ان لوگوں میں سے تھا جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت کو لیتے  
 تھے اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کو کوفی کی طرف بھیجا تو نہ موافقت کی ان کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ساتھ  
 رجوع کرنے کے اپنی قرأت سے اور نہ اوپر گم کرنے مصحف ان کے کی جیسا کہ آئندہ باب میں آئے گا سوال کے  
 قرآن کی ترتیب عثمان رضی اللہ عنہ کے قرآن کی ترتیب کے مخالف تھی اور نہیں شک ہے کہ مصحف عثمانی رضی اللہ عنہ کی ترتیب اکثر  
 ہے مناسبت میں اس کے غیر سے پس اسی واسطے عراقی نے کہا کہ وہ با ترتیب جمع نہیں ہوا اور یہ سب تقریر اس بنا پر  
 ہے کہ سوال سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے سورتوں کی ترتیب سے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول عائشہ رضی اللہ عنہا  
 کا کہ نہیں ضرر کرتا تجھ کو جو سورہ کہ تو پہلے پڑھے اور احتمال ہے کہ مراد اس کی ہر سورت کی آیتوں کی تفصیل ہو واسطے  
 قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے حدیث کے آخر میں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس پر سورتوں کی آیتوں کو لکھوایا گویا اس کو کہتی  
 تھیں کہ فلانی سورت مثلاً ایسی ایسی ہے پہلی آیت اس طرح ہے اور دوسری اس طرح اور یہ رجوع کرتا ہے طرف  
 اختلاف عدد آیتوں کے اور اس میں اختلاف ہے درمیان مدنی اور شامی اور بصری کے اور نہایت کوشش کی ہے قرأت  
 کی اماموں نے ساتھ جمع کرنے اس کے کی اور بیان کرنے اختلاف کے بیچ اس کے اور پہلا احتمال ظاہر تر ہے۔ اور  
 احتمال ہے کہ واقع ہوا ہو سوال دونوں امر سے اور اللہ خوب جانتا ہے کہا ابن بطلال نے میں نہیں جانتا کہ کسی نے



سورتوں کی ترتیب کو قرآن میں واجب کہا ہونہ نماز کے اندر اور نہ اس سے باہر بلکہ جائز ہے کہ پڑھے سورہ کہف کو پہلے سورہ بقرہ کے اور حج کو پہلے کہف کے مثلاً اور بہر حال جو سلف سے آیا ہے کہ قرآن کو الٹا پڑھنا منع ہے تو مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ سورہ کو اخیر سے اول کی طرف پڑھے اور ایک جماعت کرتی تھی اس کو قصیدہ میں شعر میں واسطے مبالغہ کے اس کے یاد کرنے میں اور واسطے ذلیل کرنے زبان اپنی کے اس کے پڑھنے میں موع کیا اس کو سلف نے قرآن میں سو وہ حرام ہے اور کہا قاضی عیاض نے بیچ شرح حذیفہ رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت ﷺ نے اپنی رات کی نماز میں سورہ نساء پڑھی آل عمران سے پہلے اور وہ اسی طرح ہے بیچ مصحف ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے اور اس میں حجت ہے واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ ترتیب سورتوں کی اجتہادی ہے اور حضرت ﷺ کی توقیف سے نہیں اور یہ قول جمہور علماء کا ہے اور اختیار کیا ہے اس کو قاضی باقلانی نے کہا اس نے اور ترتیب سورتوں کی نہیں ہے واجب تلاوت میں اور نہ نماز میں اور نہ درس میں اور نہ تعلیم میں پس اسی واسطے مختلف ہوئے مصاحف پھر مصحف عثمان رضی اللہ عنہ کا لکھا گیا تو مرتب کیا انہوں نے اس کو اس ترتیب پر جس پر کہ اب موجود ہے پھر کہا کہ ہر سورت کی آیاتوں کی ترتیب اس بنا پر ہے کہ اس پر اب قرآن موجود ہے اللہ کی طرف سے توقیفی ہے یعنی اس میں اجتہاد کو دخل نہیں اور اس پر نقل کیا ہے اس کو امت نے اپنے پیغمبر ﷺ سے اور یہ جو کہا کہ پہلے پہل مفصل سے سورت اتری کہ اس میں بہشت اور دوزخ کا ذکر ہے تو ظاہر اس کا مخالفت ہے واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزری کہ پہلے پہل سورت اقرأ باسم ربک اتری اور نہیں ہے اس میں ذکر بہشت اور دوزخ کا سوشاید من مقدر ہے یعنی اس چیز میں سے کہ اول اتری یا مراد سورت مدثر ہے اس واسطے کہ بند ہونے وحی کے بعد پہلے پہل وحی اتری اور اس کے اخیر میں بہشت اور دوزخ کا ذکر ہے سوشاید کہ اترتا تھا آخر اس کا پہلے اترنے باقی سورت اقرأ کے اس واسطے کہ اول سورت اقرأ سے فقط پانچ آیتیں اتری تھیں اور یہ جو کہا کہ پھر حلال اور حرام اترتا تو اس میں اشارہ ہے طرف حکمت الہی کے بیچ ترتیب نزول کے اور یہ کہ اول جو چیز کہ قرآن سے پہلے اتری بلانا تھا طرف توحید کے اور بشارت دینا واسطے ایماندار اور فرمانبردار کے ساتھ بہشت کے اور ڈرانا کافر اور نافرمان کو ساتھ آگ کے پھر جب نفوس نے اس کے ساتھ چین پکڑا تو اتارے گئے اور احکام اور اسی واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر اول یہ اترتا کہ نہ پیو شراب کو تو کہتے ہم اس کو کبھی نہ چھوڑیں گے اور یہ واسطے اس چیز کے ہے کہ پیدا ہوئے ہیں اس پر نفس نفرت کرنے سے مالوف چیزوں سے اور مفصل کی مراد چوتھی حدیث میں آئے گی اور یہ جو کہا کہ البتہ مکے میں اتری الخ تو اس میں اشارہ ہے طرف تقویت کرنے اس چیز کے کہ ظاہر ہوئی واسطے ان کے حکمت مذکورہ سے اور پہلے گزر چکا ہے نزول سورہ قمر کا اور نہیں اس میں کوئی چیز احکام سے اوپر نزول سورہ بقرہ اور نساء کے باوجود بہت ہونے اس چیز کے کہ شامل ہیں اس پر دونوں سورتیں احکام سے اور اشارہ کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ قول اپنے کے اور میں حضرت ﷺ کے نزدیک تھی یعنی مدینے میں اس واسطے کہ داخل ہونا

عائشہ رضی اللہ عنہا کا اوپر حضرت ﷺ کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھا بعد ہجرت کے اتفاقاً اور پہلے گزر چکا ہے ان کے مناقب میں اور اس حدیث میں رد ہے نحاس پر جو اس نے گمان کیا ہے کہ سورہ نساء کی ہے ساتھ سند اس آیت کے کہ اللہ حکم کرتا ہے تم کو یہ کہ ادا کرو امانتوں کو طرف مالکوں ان کے کی کہ اتری یہ آیت کے میں اتفاقاً بیچ قصے چابی کعبے کے لیکن یہ حجت داعی ہے اس واسطے کہ نہیں لازم آتا اترنے ایک آیت یا بہت آیتوں کسی لمبی سورت کے سے کے میں جب کہ اکثر اس کا مدینے میں اترنا ہو یہ کہ ہو کی بلکہ رائج تر یہ ہے کہ جو ہجرت کے بعد اترنا وہ مدنی ہیں معدود ہے اور البتہ کوشش کی ہے بعض اماموں نے ساتھ بیان کرنے اس چیز کے کہ اتری آیتوں سے مدینے میں کی سورتوں میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو سورتیں کہ مدینے میں اتریں یہ ہیں، سورہ بقرہ پھر آل عمران پھر انفال پھر احزاب پھر مائدہ پھر ممتحنہ اور نساء پھر اذا نزلت پھر حدید پھر قتل پھر رد پھر رحن پھر انسان پھر طلاق پھر اذا جاء نصر اللہ پھر نور پھر منافقون پھر مجادلہ پھر حجرات پھر تحریم پھر جاثیہ پھر تغابن پھر صف پھر فتح پھر برآۃ اور ثابت ہو چکا ہے صحیح مسلم میں کہ سورہ کوثر مدنی ہے پھر چند آیتوں کو ذکر کیا پھر ان کے بعد کہا کہ پس یہ آیتیں ہیں جو مدینے میں اتریں ان سورتوں میں سے جو کے میں اتر چکی تھیں اور البتہ بیان کیا ہے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث نے جو عثمان رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضرت ﷺ پر بہت آیتیں اترتیں سو فرماتے کہ اس کو فلالی فلالی سورت میں رکھو جس میں ایسا ایسا ذکر ہے اور بہر حال عکس اس کا اور وہ اترنا کسی آیت کا ہے کسی سورہ سے کے میں جو متاخر ہوا ہے اترنا اس کا طرف مدینے کی سو یہ بہت کم ہے ہاں اترنا مدنی سورتوں سے جو پہلے گزر چکا ہے ذکر ان کا کے میں پھر اتری سورت انفال بعد ہجرت کے عمرے میں اور فتح اور حج میں اور بہت جگہوں میں جہادوں میں اور مانند تبوک وغیرہ کی بہت چیزیں کہ سب کا نام مدنی رکھا جاتا ہے اصطلاح میں۔ (فتح)

۶۱۰۔ حَدَّثَنَا اِذَاْمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ  
اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيْدَ  
بْنِ قَيْسٍ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ فِيْ بَنِي  
اِسْرَآئِيْلَ وَالْكُھَفِ وَمَرْيَمَ وَطٰهَ وَالْاَنْبِيَاۗءِ  
اِنَّھُمْ مِّنَ الْعٰتِقِ الْاَوَّلِ وَھُمْ مِّنْ تِلَادِیْ.

فائدہ: مراد ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ یہ سورتیں اول اس چیز سے ہیں کہ سیکھی گئیں قرآن سے اور یہ کہ ان کے لیے فضیلت ہے واسطے اس چیز کے کہ ان میں ہے قصوں سے اور پیغمبروں اور اگلی امتوں کی خبروں سے اور باقی شرح پہلے گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ ہے کہ یہ سورتیں کے میں اتریں اور یہ کہ یہ جس ترتیب سے عثمان رضی اللہ عنہ کے مصحف میں ہے اسی ترتیب سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف میں ہیں اور باوجود متقدم ہونے ان کے کی نزول میں پس

وہ مؤخر ہیں ترتیب مصاحف میں اور مراد ساتھ عتاق کے یہ ہے کہ وہ قدیمی اس چیز سے ہیں کہ پہلے اتری۔ (فتح)  
 ۶۱۱۱ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ  
 أَنَّنَا أَبُو إِسْحَاقَ سَمِعَ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ  
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ تَعَلَّمْتُ سَبِيحَ اسْمِ  
 رَبِّكَ الْأَعْلَى قَبْلَ أَنْ يُقَدَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح ہجرت میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ یہ سورت اترنے میں متقدم ہے اور  
 وہ باوجود اس کے قرآن کے اخیر میں ہے۔ (فتح)

۶۱۱۲ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ  
 الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَقَدْ  
 تَعَلَّمْتُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُهَا الْثَنِينَ الْثَنِينَ فِي كُلِّ  
 رَكْعَةٍ فَقَامَ عَبْدُ اللَّهِ وَدَخَلَ مَعَهُ عَلَقَمَةُ  
 وَخَرَجَ عَلَقَمَةُ فَسَأَلَنَاهُ فَقَالَ عَشْرُونَ  
 سُورَةً مِنْ أَوَّلِ الْمُفْصَلِ عَلَى تَأْلِيفِ ابْنِ  
 مَسْعُودٍ أَخْرَجَهُنَّ الْحَوَامِمُ حَمْدَ الدُّخَانِ  
 وَعَمَّ يَنْسَاءُ لَوْ.

فائدہ: یہ جو کہا میں نے جانا ہم مثل سورتوں کو تو اس کی شرح صفۃ الصلوۃ میں گزر چکی ہے اور اس میں نام ہیں ان  
 سب سورتوں کے جو مذکور ہیں اور اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف کی ترتیب عثمان رضی اللہ  
 عنہ کے مصحف کی ترتیب کے مخالف ہے اور اول اس کے سورہ فاتحہ ہے پھر بقرہ پھر نساء پھر آل عمران اور نہیں اوپر ترتیب  
 نزول کے اور کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ کا مصحف نزول کی ترتیب پر ہے اول اس کا اقرأ ہے پھر مدثر پھر ن والقلم پھر مزمل  
 پھر تبت پھر تکویر پھر سج اور اسی طرح آخر کی تک پھر مدنی، واللہ اعلم۔ اور بہر حال ترتیب قرآن کی اوپر اس چیز کے  
 کہ اب اس پر موجود ہے سو کہا قاضی ابوبکر باقلانی نے کہ احتمال ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے اسی ترتیب کا حکم دیا ہو اور  
 احتمال ہے کہ ہو اجتہاد اصحاب کے سے پھر ترجیح دی پہلی وجہ کو ساتھ اس چیز کے کہ آئندہ باب میں آئے گی کہ تھے  
 حضرت رضی اللہ عنہ دور کرتے ساتھ اس کے جبریل علیہ السلام سے ہر سال میں سوا ظہر یہ ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے دور کیا اس سے

ساتھ اس کے اسی طرح اس ترتیب پر کہ ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابن انباری نے اور اس میں نظر ہے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ تھے حضرت ﷺ دور کرتے جبریل علیہ السلام سے ساتھ اس کے اوپر ترتیب نزول کے ہاں ترتیب بعض سورتوں کی بعض پر یا اکثر سورتوں کی نہیں منع ہے کہ ہو توقیفی اگرچہ بعض ترتیب بعض اصحاب سے ہے اور البتہ روایت کی ہے احمد اور اصحاب سنن نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا چیز باعث ہوئی تم کو کہ تم نے قصد کیا طرف انفال کے اور وہ مثنیٰ میں سے اور طرف برآة کے اور وہ مبین میں سے ہے سو تم نے ان دونوں کو جوڑ دیا اور تم ان کے درمیان بسم اللہ الرحمن الرحیم کی سطر نہیں لکھی اور تم نے ان دونوں کو وسیع طوال میں رکھا یعنی سات لمبی سورتوں میں تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بہت وقت حضرت ﷺ پر ایسی سورت اترتی جس میں بہت آیتیں ہوتیں سو جب آپ ﷺ پر اس سے کوئی چیز اترتی تو بعض لکھنے والوں کو بلاتے اور فرماتے کہ ان آجیوں کو فلانی سورت میں رکھو جس میں ایسا ایسا ذکر ہے اور تھی انفال ان سورتوں میں سے جو پہلے پہل مدینے میں اتریں اور برآة آخر قرآن کے تھی اترنے میں اور اس کا قصہ اس کے ساتھ مشابہ تھا سو میں نے گمان کیا کہ وہ اس میں سے ہے پھر حضرت ﷺ نے انتقال فرمایا اور نہ بیان کیا ہمارے واسطے کہ وہ اس میں سے ہے پس یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ ترتیب آیتوں کی ہر سورت میں توقیفی ہے یعنی اللہ کے حکم سے ہے سو جب نہ بیان کیا حضرت ﷺ نے حال سورت برأت کا تو جوڑا اس کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے طرف انفال کی اپنے اجتہاد سے اور بعض نے نقل کیا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف میں برآة کے ابتدا میں بسم اللہ موجود ہے اور نہیں لیا جاتا ہے اس کو اور ابتدا سورہ کی نشانی بسم اللہ کا اترنا تھا پہلے پہل بسم اللہ اتری اور ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نہ معلوم ہوتا تھا حضرت ﷺ کو ختم ہونا سورت کا یہاں تک کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اترتی سو جب بسم اللہ الرحمن الرحیم اترتی تو معلوم کرتے کہ سورہ ختم ہو چکی ہے اور ابوداؤد نے اس سے روایت کی ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے اصحاب سے پوچھا کہ تم قرآن کا کس طرح وظیفہ پڑھتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ پڑھتے ہیں ہم تیس سورتیں اور پانچ سورتیں اور سات سورتیں اور نو سورتیں اور گیارہ سورتیں اور بارہ سورتیں اور وظیفہ مفصل کا ق سے اخیر قرآن تک۔ میں کہتا ہوں سو یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ ترتیب سورتوں کی کہ اب قرآن میں موجود ہے اسی طرح حضرت ﷺ کے زمانے میں تھی اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ فقط مفصل کا وظیفہ مرتب تھا برخلاف باقی قرآن کے اور مستفاد ہوتا ہے اُس کی اس حدیث سے کہ رائج قول مفصل میں یہ ہے کہ وہ سورہ ق سے اخیر قرآن تک ہے لیکن وہ مبنی ہے اس پر کہ فاتحہ پہلے تین سورتوں میں نہیں گنی جاتی اس واسطے کہ لازم آتا ہے اس شخص کے قول پر جو اس کو گنتا ہے کہ ہو اول مفصل کا حجرات سے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے اماموں کی ایک جماعت نے اور باقی شرح اس کی صفة الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

اور سلف نے قرآن مجید کی سورتوں کو اس طرح سے تقسیم کیا ہے کہ سورت بقرہ سے سورت یونس تک کو طوال کہتے ہیں

اور عربی میں طوال لمبی کو کہتے ہیں اور یہ سورتیں بھی بہت لمبی لمبی ہیں اور سورت یونس سے شعراء تک کو مبین کہتے ہیں اور مبین جمع مائے کی ہے اور مائے سو کو کہتے ہیں اور یہ سورتیں سو سو آیتوں سے زیادہ ہیں اس لیے ان کو مبین کہتے ہیں اور سورت شعراء سے سورت حجرات تک کو مثانی کہتے ہیں وہ سو آیتوں سے کم کم کی ہیں اور قصے ان میں مکرر ہیں اس واسطے ان کو مثانی کہتے ہیں اور سورت حجرات سے آخر قرآن تک کو مفصل کہتے ہیں اس واسطے کہ ان سورتوں کے درمیان بسم اللہ کا فاصلہ نزدیک نزدیک ہے پھر مفصل کو تین قسم کیا ہے ایک طوال مفصل دوسری اوساط تیسری قصار سورت حجرات سے سورت بروج تک کو طوال مفصل کہتے ہیں اور سورت بروج سے لم یکن الذین تک کو اوساط مفصل کہتے ہیں اور لم یکن سے آخر قرآن تک کو قصار مفصل کہتے ہیں سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ انفال مثانی میں سے ہے اس واسطے کہ سو آیتوں سے کم کی ہے اور سورت برآة مبین میں سے ہے اس واسطے کہ سو آیتوں سے زیادہ کی ہے سو ان کو آپس میں نزدیک کر کے طوال میں کیوں رکھا لائق تھا کہ انفال کو مثانی میں لکھتے اور برآة کو مبین میں اور خیر یہ بھی کیا پھر ان کے درمیان بسم اللہ کیوں نہ لکھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب یہ دیا جس کا حاصل یہ ہے کہ ان دونوں سورتوں کے درمیان ایک قسم سے اشتباہ ہے تو یہ دونوں سورتیں ایک سورت ہیں اس سبب سے رکھنا اس کا سات لمبی سورتوں میں اور نہ لکھنا بسم اللہ کا درمیان ان کے درست ہوا اور ایک وجہ سے دوسورتیں ہیں اس لیے ان کے درمیان فاصلہ چھوڑا۔ (ع، ح)

بَابُ كَيْفَ كَانَ جِبْرِيلُ يُعْرِضُ الْقُرْآنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے اس بیان میں کہ تھے پڑھتے جبریل علیہ السلام قرآن کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے یعنی طلب کرتے اس بات کو کہ پڑھیں حضرت ﷺ سامنے جبریل علیہ السلام کے جو جبریل علیہ السلام نے آپ کر پڑھایا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے کان میں کہا کہ جبریل علیہ السلام مجھ سے ہر سال قرآن کا ایک بار دور کیا کرتے تھے اور یہ اس نے مجھ سے اب کے سال دو بار قرآن کا دور کیا ہے اور نہیں جانتا میں اس کو مگر میری موت حاضر ہوئی۔

وَقَالَ مَسْرُوقٌ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ فَاطِمَةَ أَسْرَأَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُنِي بِالْقُرْآنِ كُلِّ سَنَةٍ وَإِنَّهُ عَارِضُنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا أُرَاهُ إِلَّا حَضَرَ أَجْلِي.

فائدہ: یہ کلمہ ہے ایک حدیث کا جو پوری علامات النبوۃ میں گزر چکی ہے اور اس کی شرح وفات نبوی میں گزری اور گزر چکا ہے فائدہ دور کرنے کا پہلے باب میں اور معارضہ مفاعلہ ہے دونوں طرف سے گویا کہ ہر ایک دونوں میں

سے ایک بار پڑھتا تھا اور دوسرا سنتا تھا۔ (فتح)

۶۱۳ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا  
إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ  
اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَأَجْوَدَ مَا  
يَكُونُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ لِأَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ  
يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ حَتَّى  
يَنْسَلَخَ يَعْرُضُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ فَإِذَا لَقِيَهِ جِبْرِيلُ كَانَ  
أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الزَّيْجِ الْمُرْسَلَةِ.

۴۶۱۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ  
حضرت ﷺ سب لوگوں سے زیادہ ترسخی تھے ساتھ بھلائی کے  
اور بہت سخاوت کرتے تھے رمضان کے مہینے میں بہ نسبت اور  
دنوں کے اس واسطے کہ جبریل علیہ السلام آپ سے رمضان کی ہر  
رات میں ملتے تھے یہاں تک کہ رمضان کا مہینہ تمام ہوتا  
حضرت ﷺ قرآن کو جبریل علیہ السلام کے سامنے پڑھتے پھر  
جب جبریل علیہ السلام سے ملتے تو ہوتے آپ زیادہ تر سخاوت  
کرنے والے ہوا چھوڑی گئی ہے۔

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ سب لوگوں سے زیادہ ترسخی تھے تو اس میں اقراس بلغ ہے تاکہ نہ خیال کیا جائے  
قول آپ کے سے کہ آپ رمضان کے مہینے میں بہت سخاوت کرتے تھے کہ بہت سخاوت کرنا آپ کا خاص ہے ساتھ  
رمضان کے سوا ثابت کیا واسطے آپ کے اجودیت مطلق کو پہلے پھر عطف کیا اس پر کہ اس کی زیادتی کو رمضان کے  
مہینے میں اور یہ جو کہا کہ اس واسطے کہ جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ سے ملاقات کرتے تھے تو اس میں بیان ہے اجودیت  
مذکورہ کے سبب کا اور یہ جو کہا یہاں تک کہ رمضان کا مہینہ ختم ہوتا تو اس کا ظاہر یہ ہے کہ وہ اسی طرح ہمیشہ ہر رمضان  
میں حضرت ﷺ سے ملتے تھے جس دن سے آپ پر قرآن اترنا شروع ہوا اور نہیں خاص ہے یہ ساتھ رمضانوں  
ہجرت کے اگرچہ رمضان کے مہینے کا روزہ ہجرت کے بعد فرض ہوا اس واسطے کہ اس مہینے کا روزہ فرض ہونے سے  
پہلے بھی اس کا نام رمضان ہی تھا اور یہ جو کہا کہ حضرت جبریل علیہ السلام کے سامنے قرآن کو پڑھتے تھے تو یہ عکس اس کا ہے  
کہ واقع ہوا ہے ترجمہ میں اس واسطے کہ اس میں ہے کہ جبریل علیہ السلام قرآن کو حضرت ﷺ کے سامنے پڑھتے تھے پس  
یہ معمول ہوگا اس پر کہ دونوں میں سے ہر ایک اس کو دوسرے پر پڑھتا تھا اور تاکید کرتا ہے اس کی جواب کے اخیر کی  
حدیث میں واقع ہوا ہے اور اس حدیث میں اطلاق قرآن کا ہے بعض قرآن پر اور اکثر پر اس واسطے کہ پیغمبر ہونے  
کے بعد اول رمضان میں نہ اترتا تھا قرآن سے مگر بعض اس کا پھر اسی طرح ہر رمضان اس کے بعد اخیر رمضان تک کہ  
اس وقت تک سب اتر چکا تھا مگر جو رمضان مذکور سے پیچھے اترتا اور یہ دسویں سال میں تھا یہاں تک کہ فوت ہوئے  
حضرت ﷺ حج مہینے رجب الاول کے گیارہویں سال میں اور اس چیز سے کہ اس مدت میں اتری یہ قول اللہ تعالیٰ کا

ہے ﴿الیوم اکملت لکم دینکم﴾ اس واسطے کہ یہ آیت عرفہ کے دن اتری اور حضرت ﷺ بالاتفاق عرفات میں تھے اور گویا کہ جوان دنوں میں اترا جب کہ تھا قلیل بہ نسبت اس قرآن کے کہ پہلے اترا تو معاف سمجھا گیا امر دور اس کے کا تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ قرآن بطور مجاز کے بعض پر بھی بولا جاتا ہے اور اسی واسطے نہیں حادث ہوتا جو قسم کھائے کہ قرآن کو پڑھے گا پھر بعض قرآن کو پڑھے سارا قرآن نہ پڑھے مگر یہ کہ سب کا قصد کیا ہو اور اختلاف ہے بیچ اخیر دور کے کہ کیا تمام حرفوں کے ساتھ تھا جن کے پڑھنے کی اجازت ہوئی یا ان میں سے ایک حرف کے ساتھ تھا اور دوسرے احتمال کی بنا پر سو کیا وہ حرف وہ ہے جس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سب لوگوں کو جمع کیا یا کوئی اور حرف ہے اور البتہ روایت کی ہے احمد اور ابن ابی داؤد اور طبری نے عبیدہ بن عمر سلمانی کے طریق سے اور جس پر عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا وہ اخیر دور ہے اور سرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہتے ہیں کہ یہ ہماری قرأت اخیر دور ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت اخیر دور ہے اور یہ محمول ہے اس پر کہ ممکن ہے کہ اخیر کے دونوں دور دونوں حرف سے واقع ہوئے ہوں تو دونوں کو اخیر کا دور کہنا صحیح ہوگا اور یہ جو کہا کہ زیادہ تر سخاوت کرنے والے تھے ہوا چھوڑی گئی سے تو اس میں جواز مبالغہ کا ہے تشبیہ میں اور جواز تشبیہ معنوی کا ہے ساتھ محسوس کے تاکہ قریب ہو طرف فہم سامع کے اور اس کا بیان یوں ہے کہ اول آپ کے واسطے اجودیت کے وصف کو ثابت کیا پھر ارادہ کیا کہ اس سے زیادہ آپ کی توصیف کریں سو آپ کی سخاوت کو ہوا چھوڑی گئی کے ساتھ تشبیہ دی بلکہ ٹھہرایا اس کو ابلغ اس سے اس واسطے کہ ہوا کبھی تھم بھی جاتی ہے اور اس میں اخترا اس ہے اس واسطے کہ بعض ہوا بانجھ بھی ہوتی ہے جو ضرر پہنچاتی ہے اور بعض ہوا مینہ کی خوشی سناتی ہے پس موصوف کیا اس کو ساتھ چھوڑی گئی کے تاکہ معین کرے دوسرے قسم کو اور اشارہ کیا طرف قول اللہ تعالیٰ کے کہ وہی اللہ ہے جو بھیجتا ہے ہواؤں کو خوشخبری دینے والیاں اور مانند اس کے پس ہوا چھوڑی گئی بدستور رہتی ہے مدت چھوڑنے اپنے کے اور اسی طرح تھا عمل آپ ﷺ کا رمضان کے مہینے میں دائم جاری نہیں بند ہوتا تھا اور اس میں استعمال افضل کا ہے اسناد حقیقی اور مجازی میں اس واسطے کہ سخاوت حضرت ﷺ سے ھیتا ہے اور ہوا سے مجازاً تو گویا کہ استعارہ کیا واسطے ہوا کہ جو دکو باعتبار لانے اس کے خبر کو اس واسطے کہ وہ اتاری گئی ہے بڑی سخاوت کرنے والے سے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے اس کے کہ پہلے گزرے تعظیم ہے رمضان کے مہینے کے واسطے خاص ہونے اس کے کی ساتھ شروع ہونے نزول قرآن کے بیچ اس کے پھر دور کرنے اس کے بیچ اس کے اور لازم آتا ہے اس سے بہت اترا ناجبریل علیہ السلام کا بیچ اس کے اور بیچ بہت اترنے اس کے کی وارد ہونے خیر اور برکتوں سے ہے وہ چیز جس کا کچھ حساب نہیں اور مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ فضیلت زمانہ کی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتی ہے ساتھ زیادہ ہونے عبادت کے بیچ اس کے اور اس میں ہے کہ تلاوت قرآن کی بیہنگی واجب کرتی ہے خیر کے زیادہ ہونے کو اور اس میں ہے کہ مستحب ہے بہت کرنا عبادت کا

اخیر عمر میں اور باہم ذکر کرنا فضیلت والوں کا خیر اور علم کو اگرچہ نہ پوشیدہ ہو یہ اوپر اس کے واسطے زیادتی یادداشت اور نصیحت پکڑنے کے اور یہ کہ رات رمضان کی افضل ہے دن اس کے سے اور یہ کہ مقصود تلاوت سے حضور اور فہم ہے اس واسطے کہ رات اس کا وقت ہے واسطے اس چیز کے کہ دن میں ہے شواغل اور عوارض دینی اور دنیاوی سے اور احتمال ہے کہ تقسیم کرتے ہوں حضرت ﷺ اس چیز کو کہ اترتی آپ ﷺ پر ہر سال میں رمضان کی راتوں پر کئی حصے سو ہر رات کو ایک حصہ پڑھتے رات کے ایک حصے میں اور سبب اس میں وہ چیز ہے کہ تھے مشغول ہوتے ساتھ اس کے ہر رات میں سوائے اس کے تجھ سے اور بدن کے آرام سے اور گھر والوں کی خبر گیری سے اور شاید کہ تھے دوہراتے آپ اس جز کو کئی بار موافق کتنی حرفوں کے جن کے پڑھنے کی اجازت دی گئی تھی اور تا کہ جمع کرے برکت قرآن کی سارے مہینے کو اور اگر یہ تصریح نہ ہوتی کہ تھے حضرت ﷺ دور کرتے اس سے ہر سال ایک بار اور دور کیا حضرت ﷺ نے اخیر سال میں دو بار تو البتہ جائز ہوتا یہ کہنا کہ تھے دور کرتے حضرت ﷺ تمام قرآن اترے ہوئے کو ہر رات میں پھر دوہراتے اس کو باقی راتوں میں اور البتہ روایت کی ہے ابو عبیدہ نے داؤد بن ابی ہند کے طریق سے کہ میں نے شععی سے کہا کہ یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مہینہ رمضان کا وہ ہے کہ اس میں قرآن اتارا گیا کیا باقی گیارہ مہینوں میں آپ پر قرآن نہ اترتا تھا اس نے کہا کیوں نہیں! لیکن تھے جبریل علیہ السلام دور کرتے ساتھ حضرت ﷺ کے رمضان کے مہینے میں ساتھ اس چیز کے کہ اللہ نے اتاری سو پکا کرتا اللہ جس کو چاہتا اور ثابت رکھتا جو چاہتا اور اس میں اشارہ ہے طرف حکمت کے قسطوں کے ٹھہرانے میں جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے واسطے تفصیل اس چیز کے کہ ذکر کیا اس کو محکم اور منسوخ سے اور نیز تائید کرتی ہے وہ روایت جو بدء الخلق میں گزر چکی ہے ساتھ اس لفظ کے فیدار سہ القرآن اس واسطے کہ اس کا ظاہر یہ ہے کہ ہر ایک اس کو دوسرے پر پڑھتا تھا اور یہ موافق ہے واسطے اس کے قول کے فیعارضہ سو یہ استدعا کرتا ہے زمانے زائد کو اس پر جب کہ تنہا پڑھے اور نہیں مخالف ہے اللہ کے اس قول کے ﴿سَنُقَرِّئُكَ فَلَا تَنْسَى﴾ جب کہ ہم کہیں لا نافیہ ہے جیسا کہ مشہور اور قول اکثر کا ہے اس واسطے کہ معنی یہ ہیں کہ جب اللہ آپ کو پڑھا دے گا تو آپ نہیں بھولیں گے جو آپ کو اللہ نے پڑھایا اور جبریل علیہ السلام کا دور کرنا بھی منجملہ پڑھانے کے ہے یا مراد یہ ہے کہ منفی ساتھ قول اللہ کے ﴿فَلَا تَنْسَى﴾ وہ بھولنا ہے جس کے بعد بھولی چیز یاد نہ آئے نہ وہ بھولنا کہ اس کے بعد اسی وقت بھولی چیز یاد آ جائے یہاں تک کہ اگر فرض کیا جائے کہ آپ کوئی چیز بھول گئے تو اللہ تعالیٰ اسی وقت آپ کو یاد دلا دیتا تھا اور باقی فوائد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے بدء الوحی میں گزر چکے ہیں۔ (فتح)

۴۶۱۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام ہر سال حضرت ﷺ کے سامنے ایک بار قرآن پڑھا کرتے

۴۶۱۴- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي



تھے سو جس سال آپ ﷺ کی روح قبض ہوئی اس سال جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ کے سامنے دو بار قرآن پڑھا اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ ہر سال دس دن اعتکاف کرتے تھے سو جس سال آپ کی روح قبض ہوئی اس سال آپ ﷺ نے بیس دن اعتکاف کیا۔

مَرْيُومَةُ قَالَتْ كَانَ يَعْزُضُ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً فَعَزَّضَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ فِي الْعَامِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ وَكَانَ يَعْتَكِفُ كُلَّ عَامٍ عَشْرًا فَأَعْتَكَفَ عَشْرَيْنِ فِي الْعَامِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ.

**فائدہ:** کان يعرض مجھول صیغہ ہے اور بعض نسخوں میں معلوم کے صیغہ کے ساتھ ہے اور اس کا فاعل جبریل علیہ السلام ہے تصریح کی ہے ساتھ اس کے اسرائیل نے اپنی روایت میں اور اس کا لفظ یہ ہے کہ تھے جبریل علیہ السلام پڑھتے قرآن کو سامنے حضرت ﷺ کے ہر رمضان میں اور طرف اسی روایت کے اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں اور پہلے گزر چکی ہے حکمت بیچ دو بار دور کرنے کے اخیر سال میں اور احتمال ہے کہ ہو راز بیچ اس کے کہ پہلے سال کے رمضان میں دور نہ واقع ہوا تھا اس واسطے کہ رمضان میں قرآن کا اترنا شروع ہوا پھر وحی بند ہوئی پھر بدستور جاری ہوئی تو واقع ہوا دور اخیر سال میں دو بار تا کہ سالوں اور دوروں کی گنتی برابر ہو اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے اخیر سال میں بیس دن اعتکاف کیا تو اس کا ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے رمضان کے بیس دن اعتکاف کیا اور یہ مناسب ہے واسطے فعل جبریل علیہ السلام کے کہ اس نے ہر سال میں قرآن کا دو بار دور کیا اور احتمال ہے کہ ہو سبب اس کا جو پہلے گزرا ہے اعتکاف میں کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ دس دن اعتکاف کیا کرتے تھے سو ایک سال حضرت ﷺ نے سفر کیا اور اعتکاف نہ کیا تو آئندہ سال میں بیس دن اعتکاف کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتا ہے یہ اس سفر میں کہ رمضان کے مہینے واقع ہوا ہو اور نویں سال رمضان کا مہینہ داخل ہوا اور حالانکہ حضرت ﷺ جنگ تبوک میں تھے اور یہ برخلاف اس قصے کے ہیں جو گزر چکا ہے کتاب الصیام میں کہ حضرت ﷺ نے پچھلی دس راتوں کے ابتدا میں اعتکاف شروع کیا پھر جب آپ نے دیکھا کہ آپ کی بیویوں نے خیمے گاڑے تو اعتکاف کو چھوڑ دیا پھر شوال کے مہینے میں دس دن اعتکاف کیا اور احتمال ہے کہ قصہ ایک ہو اور احتمال ہے کہ جو قصہ کہ باب کی حدیث میں ہے یہی ہو جس کو مسلم نے روایت کیا ہے اور اصل اس کا بخاری میں ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ تھے حضرت ﷺ اعتکاف کرتے بیچ کی دس راتوں میں پھر جب اکیسواں دن آتا تو اعتکاف سے پھرتے سو ایک مہینہ حضرت ﷺ نے اعتکاف کیا بیچ کی دس راتوں میں پھر جب اکیسواں دن ہوا تو اعتکاف کی جگہ سے باہر نہ آئے بلکہ اسی میں ٹھہرے رہے اور فرمایا کہ میں بیچ کے دس دن اعتکاف کیا کرتا تھا پھر میرے واسطے ظاہر ہوا کہ اخیر کے دس دنوں میں اعتکاف کروں سو آپ نے پچھلے دس دنوں میں اعتکاف کیا سو ہوگی مراد بیس دنوں سے دس بیچ کے اور دس اخیر کے۔ (فتح)

باب ہے بیان میں قاریوں کے حضرت ﷺ کے اصحاب سے۔

بَابُ الْقُرَّاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: یعنی جو مشہور ہوئے ساتھ یاد کرنے قرآن کے اور درپے ہونے کے واسطے تعلیم اس کی کے اور سلف کی عرف میں اس شخص کو بھی قاری بولا جاتا ہے جو قرآن میں بوجہ حاصل کرے۔

۴۶۱۵۔ حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو یاد کیا سو کہا کہ میں ہمیشہ اس سے محبت رکھتا ہوں میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ سیکھو قرآن کو چار شخصوں سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور سالم رضی اللہ عنہ سے اور معاذ رضی اللہ عنہ سے اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے۔

۴۶۱۵۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُمَرُو عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ ذَكَرَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرُو عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ فَقَالَ لَا أَرَأُلُ أَحَبُّهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَسَالِمٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَأَبِي بِنِ كَعْبٍ.

فائدہ: سالم رضی اللہ عنہ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے اور معاذ رضی اللہ عنہ وہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں اور پہلے دو مہاجرین میں سے ہیں اور پچھلے دو انصار میں سے اور مستفاد ہوتی ہے اس سے محبت رکھتی اس شخص سے کہ ہو ماہر قرآن میں اور یہ کہ پہلے ذکر کرنا ایک مرد کا اس کے غیر سے ایک کام میں کہ اس میں اس کا غیر اس کو شریک ہو دلالت کرتا ہے اوپر مقدم ہونے اس کے کی بیچ اس کے اور باقی شرح اس کی پہلے گزر چکی ہے۔ کہا کرمانی نے احتمال ہے کہ ارادہ کیا ہو حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے خبر دینے کا ساتھ اس چیز کے کہ ہو بعد آپ کے یعنی یہ چاروں باقی رہیں گے یہاں تک کہ اکیلے ہوں گے ساتھ اس کے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ نہیں اکیلے ہوئے وہ ساتھ اس کے بلکہ جن لوگوں نے مہارت پیدا کی بیچ تجوید و قرأت کے بعد زمانے حضرت ﷺ کے وہ کئی گنا زیادہ ہیں ان چاروں سے جو مذکور ہوئے اور البتہ شہید ہوا سالم رضی اللہ عنہ غلام آزاد ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بعد حضرت ﷺ کے یمامہ کی لڑائی میں جو مسیلمہ کذاب سے ہوئی اور فوت ہوئے معاذ رضی اللہ عنہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور فوت ہوئے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیچ خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور پیچھے رہے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ختم ہوئی ان کی طرف ریاست قرأت کی اور ان کے بعد بہت زمانہ جیتے رہے سو ظاہر یہ ہے کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ سیکھنے کے ان سے اس وقت میں کہ صادر ہوا یہ قول بیچ اس کے اور نہیں لازم آتا اس سے یہ کہ نہ ہو کوئی اس وقت میں جو شریک ہو ان کو بیچ ضبط کرنے قرآن کے بلکہ اصحاب کی ایک جماعت کو ان کے برابر بلکہ ان سے بھی زیادہ یاد تھا اور غزوہ بدر معونہ میں پہلے گزر چکا ہے کہ جو وہاں اصحاب مارے گئے ان کو قاری کہا جاتا تھا وہ ستر مرد تھے۔

۴۶۱۶۔ حضرت شقیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہم پر خطبہ پڑھا سو کہا قسم ہے اللہ کی کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے چند اور ستر سورتیں سیکھیں اور قسم ہے اللہ کی البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو معلوم ہے کہ میں ان میں اللہ کی کتاب کو زیادہ تر جانتا ہوں اور میں ان میں بہتر نہیں ہوں فضیلت میں، کہا شقیق رضی اللہ عنہ نے سو میں حلقے میں بیٹھا سنتا جو لوگ کہتے ہیں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول میں سو میں نے نہیں سنا کسی رد کرنے والے کو کہ اس کے سوائے اور کچھ کہتا ہوں۔

۴۶۱۶۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيقُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ خَطَبَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ فَقَالَ وَاللَّهِ لَقَدْ أَخَذْتُ مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضْعًا وَسَبْعِينَ سُورَةً وَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي مِنْ أَعْلَمِهِمْ بِكِتَابِ اللَّهِ وَمَا أَنَا بِخَيْرِهِمْ قَالَ شَقِيقٌ فَجَلَسْتُ فِي الْحَلْقِ أَسْمَعُ مَا يَقُولُونَ فَمَا سَمِعْتُ رَآدًا يَقُولُ غَيْرَ ذَلِكَ.

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے چند اور ستر سورتیں سیکھیں تو ایک روایت میں ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول کا سبب یہ مذکور ہے کہ جب حکم کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ساتھ بدل ڈالنے قرآنوں کے تو یہ بات ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو بری معلوم ہوئی سو کہا کہ میں چھوڑ دوں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ اور ایک روایت میں ہے کہا کہ میں اپنے قرآن کی خیانت کرنے والا ہوں سو جس سے ہو سکے کہ اپنے قرآن میں خیانت کرے تو چاہیے کہ کرے اور ابو میسرہ سے روایت ہے کہ میں صبح کو گیا تو اچانک میں نے اشعری اور حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی میں اپنے قرآن کو نہیں چھوڑوں گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو پڑھایا اور یہ جو کہا کہ میں ان میں کتاب اللہ کو زیادہ جانتا ہوں تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر میں جانتا کہ کوئی مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو میں اس کی طرف کوچ کرتا اور یہ حدیث نہیں نفی کرتی اثبات مساوات کو اس واسطے کہ اس نے نفی اعلیت کی کی ہے اور نہیں نفی کی مساوات کی اور یہ جو کہا کہ میں ان میں بہتر نہیں ہوں تو مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ زیادتی سچ ایک صفت کی فضیلت کی صفتوں میں سے نہیں تقاضا کرتی ہے فضیلت مطلق کو پس قرآن کو زیادہ جانتا نہیں مستلزم ہے مطلق زیادہ تر جاننے کو بلکہ احتمال ہے کہ اس کے سوائے اور کوئی اس سے زیادہ عالم ہو اور علموں میں اسی واسطے کہا کہ میں ان میں بہتر نہیں ہوں اور یہ جو کہا کہ میں نے نہیں سنا کسی رد کرنے والے کو کہ اس کے سوائے کچھ کہتا ہو یعنی نہیں سنا میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کسی مخالف سے کہ اس کے سوائے اور کچھ کہے یا مراد وہ شخص ہے کہ اس کے اس قول کو رد کرے اور واقع ہوا ہے سچ روایت مسلم کے کہ کہا شقیق رضی اللہ عنہ نے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے حلقے میں بیٹھا سو میں نے نہیں سنا کہ کسی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول کو رد کیا ہو یا عیب کیا ہو اور مراد

اصحاب محمد ﷺ سے فقط وہی اصحاب ہیں جو کوفے میں تھے اور نہیں معارض ہے اس کو وہ چیز جو روایت کی ہے ابن داؤد نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مثل حدیث باب کے اور اس میں ہے کہا زہری نے کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول کو بہت اصحاب نے برا جانا اس واسطے کہ یہ محمول ہے اس پر کہ جن لوگوں نے ان کے اس قول کو برا جانا تھا وہ اور اصحاب تھے سوائے ان کے جن کو شقیق رضی اللہ عنہ نے کوفے میں دیکھا اور مراد ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ساتھ خیانت کرنے قرآن کے چھپانا اس کا ہے اور پوشیدہ کرنا اس کا تا کہ نہ نکلے سو معدوم ہو اور تھی رائے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی برخلاف رائے عثمان رضی اللہ عنہ کے اور ان کے موافقوں کے اوپر بند کرنے قرآن کے ایک قرأت پر اور چھوڑ دینے اس چیز کے کہ سوائے اس کے ہے یا ان کو ایک قرأت پر اقتصار کرنے سے انکار نہ تھا واسطے اس چیز کے کہ عدم اقتصار میں ہے اختلاف سے بلکہ ان کا ارادہ یہ تھا کہ انہیں کی قرأت معتبر ہو اس کے سوائے اور قرأت معتبر نہ ہو اس واسطے کہ ان کے لیے زیادتی ہے بچ اس کے جو اس کے غیر کے واسطے نہیں جیسا کہ لیا جاتا ہے یہ ظاہر اس کی کلام سے سوجب ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بات فوت ہوئی اور ان کی رائے میں آیا کہ فقط زید رضی اللہ عنہ کی قرأت پر اقتصار کرنا ترجیح بلا مرجح ہے نزدیک ان کے تو بدستور رہے اپنی قرأت پر علاوہ اس کے ابن ابی داؤد نے باب باندھا ہے باب ہے بچ بیان راضی ہونے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ فعل عثمان رضی اللہ عنہ لیکن نہیں وارد کی اس نے وہ چیز کہ ترجمہ کے صریح مطابق ہو۔ (فتح)

۴۶۱۷۔ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم شہرحص میں تھے سوا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورہ یوسف پڑھی تو ایک مرد نے کہا کہ اس طرح نہیں اتری، ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ پر پڑھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے خوب پڑھی اور اس سے شراب کی بو پائی سو کہا کیا تو جمع کرتا ہے یہ کہ قرآن کو جھٹلا دے اور شراب کو پیئے پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو حد ماری۔

۴۶۱۷۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنَّا بِحِمَاصٍ فَقَرَأَ ابْنُ مَسْعُودٍ سُورَةَ يُوسُفَ فَقَالَ رَجُلٌ مِمَّا هُكِّدَا أَنْزَلْتُ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحْسَنْتَ وَوَجَدَ مِنْهُ رِيحَ الْخَمْرِ فَقَالَ اتَّجَمَعَ أَنْ تُكْذِبَ بِكِتَابِ اللَّهِ وَتَشْرَبَ الْخَمْرَ فَضَرَبَهُ الْحَدَّ.

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو حد ماری تو کہا نو دی رضی اللہ عنہ نے یہ محمول ہے اس پر کہ تھی واسطے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ولایت اقامت حد کی بطور نائب ہونے کے امام کی طرف سے یا بطور عموم کے یا بطور خصوص کے اور محمول ہے اس پر کہ اقرار کیا اس مرد نے ساتھ پینے اس کے عذر کے بغیر نہیں تو نہیں واجب ہے حد ساتھ مجرد بواس کی کے اور اس پر کہ جھٹلانا اس کا قرآن کو تھا ساتھ انکار بعض اس کے بوجہ بے علمی کے یعنی اس کو اس

کا علم نہ تھا اس واسطے کہ اگر اس کو ہیتاً جھٹلاتا تو کافر ہو جاتا کہ اتفاق ہے اس پر کہ جو انکار کرے ایک حرف کو جس پر اجماع ہو چکا ہے قرآن سے تو کافر ہو جاتا ہے اتنی۔ اور احتمال اول کھرا ہے اور نیز احتمال ہے کہ ہو قول اس کا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو حد ماری یعنی اس کو حاکم کے پاس لے گئے تو اس نے اس کو حد ماری سونسوب کیا حد کو طرف ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بطور مجاز کے واسطے ہونے ان کے کی سبب بیچ اس کے اور کہا قرطبی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قائم کی اس پر حد اس واسطے کہ حاکم نے اس کو اس کا اختیار دیا تھا یا انہوں نے دیکھا کہ وہ قائم ہوئے امام کی طرف سے ساتھ واجب کے اور یا اس واسطے کہ وہ اس زمانے میں کونے کے حاکم تھے کہ وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کونے کے حاکم رہے اور عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کی ابتدا میں بھی، اتنی۔ اور احتمال دوسرا باوجہ ہے اور اخیر احتمال میں غفلت ہے اس چیز سے کہ حدیث کے اول میں ہے کہ یہ واقعہ حص میں ہوا اور نہیں حاکم ہوئے ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اس میں جہاد کرنے کے وقت داخل ہوئے تھے اور یہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں تھا اور بہر حال جواب دوسرا نوی رحمہ اللہ کا بو سے سورہ کرتی ہے اس کو نقل ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ تھے وہ واجب جانتے وجوب حد کو ساتھ مجرد پائی جانے بو کے اور البتہ واقع ہوا ہے مثل اس کی واسطے عثمان رضی اللہ عنہ کے بیچ قصے ولید بن عقبہ کے اور واقع ہوا ہے نزدیک اسماعیلی کے پیچھے اس حدیث کے علی رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر اس بات سے انکار کیا کہ اس نے ایک مرد کو مجرد بو کے پانے سے حد ماری جب کہ نہ اقرار کیا اس نے اور نہ اس پر کوئی گواہ گزرا، کہا قرطبی نے اس حدیث میں حجت ہے اس پر جو منع کرتا ہے واجب ہونے حد کے کو ساتھ مجرد بو کے مانند خفیوں کے اور حالانکہ قائل ہوئے ہیں ساتھ اس کے امام مالک رحمہ اللہ اور یاران کے اور ایک جماعت اہل حجاز سے، میں نے کہا اور اس مسئلے میں اختلاف مشہور ہے اور واسطے مانع کے ہے یہ کہ کہے کہ جب احتمال ہے کہ اس نے اقرار کیا ہو تو ساقط ہوا استدلال کرنا ساتھ اس کے اور جب حکایت کیا موقوف نے مغنی میں اختلاف کو بیچ واجب ہونے حد کے ساتھ مجرد پانے بو کے تو اختیار کیا اس نے کہ نہ مارا جائے حد ساتھ مجرد بو کے بلکہ ضروری ہے کہ اس کے ساتھ کوئی قرینہ ہو جیسے پایا جائے مست یا تے کرتا ہو اس کو اور مانند اس کی ہے کہ پائی جائے ایک جماعت جو مشہور ہوں ساتھ گناہ کرنے کے اور پایا جائے ساتھ ان کے شراب اور ان میں کسی ایک سے شراب کی بو پائی جائے اور حکایت کی ہے ابن منذر نے بعض سلف سے کہ جو شخص کہ واجب ہوتی ہے اس پر حد ساتھ مجرد بو کے وہ شخص وہ ہے کہ ہو مشہور ساتھ پینے شراب کے اور کہا گیا ہے مثل اس تفصیل کے اس شخص کے حق میں جو شک کرے اور حالانکہ وہ نماز میں ہو کہ کیا اس سے ہوا نکلی یا نہیں سو اگر اس کے ساتھ بو بھی پائی جائے تو دلالت کرے گا یہ اوپر ٹوٹ جانے وضو کے سو وضو کرے اور اگر نماز میں ہو تو چاہیے کہ پھرے اور جو وارد ہوا ہے کہ شک سے وضو نہیں جاتا تو یہ محمول ہے اس پر جب کہ صرف ظن ہو کوئی قرینہ نہ ہو اور اس کی بحث حدود میں آئے گی انشاء

اللہ تعالیٰ اور نودی رحمہ اللہ کا تیسرا جواب بھی کھرا ہے لیکن احتمال ہے کہ نہ دیکھتے ہوں ابن مسعود رضی اللہ عنہ مواخذہ ساتھ اس کلام کے کہ صادر ہوتی ہے مست سے نشے کی حالت میں، کہا قرطبی نے احتمال ہے کہ اس مرد نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو جھٹلایا ہو اور قرآن کو نہ جھٹلایا ہو اور یہی ظاہر ہوتا ہے اس کے قول سے کہ اس طرح نہیں اتری کہ ظاہر اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ثابت کیا اس نے اترنے اس کے کو اور انکار کیا اس کیفیت سے کہ وارد کیا اس کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اور کہا اس مرد نے یہ یا بے علمی سے یا کم یاد رکھنے سے یا نہ ثابت ہونے سے کہ باعث ہوا اس کو اوپر اس کے نشہ اور باقی بحث اس کی کتاب الطلاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

۴۶۱۸۔ حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں کہ نہیں کوئی سورت کتاب اللہ میں سے مگر کہ میں جانتا ہوں کہ کہاں اتری اور نہیں اتاری گئی کوئی آیت کتاب اللہ میں سے مگر کہ میں جانتا ہوں کہ کس چیز کے حق میں اتری اور اگر میں جانتا کہ کوئی قرآن کو مجھ سے زیادہ تر جانتا ہے جس کے پاس اونٹ پہنچیں تو البتہ میں اس کی طرف سوار ہو جاتا۔

۳۶۱۸۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ مَا أَنْزَلْتُ سُورَةً مِنْ كِتَابِ اللَّهِ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ أَيْنَ أَنْزَلْتُ وَلَا أَنْزَلْتُ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللَّهِ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ فِيهِمْ أَنْزَلْتُ وَلَوْ أَعْلَمَ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنِّي بِكِتَابِ اللَّهِ تَبْلُغُهُ الْإِبِلُ لَرَكِبْتُ إِلَيْهِ.

فائدہ: یہ جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اس اللہ کی تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب کیا عثمان رضی اللہ عنہ نے ساتھ قرآنوں کے جو کیا تو کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اٹھ اور یہ جو کہا کہ البتہ میں اس کی طرف سوار ہو کر جاتا تو ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ اگر میں کسی کو جانتا جس کی طرف مجھ کو اونٹ پہنچا سکیں کہ وہ قریب تر ہے زمانے میں ساتھ دور اخیر کے مجھ سے تو میں تکلیف اٹھا کر اس کے پاس پہنچتا اور شاید کہ احتراز کیا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ساتھ قول اپنے کے کہ مجھ کو اونٹ اس کی طرف پہنچائیں اس شخص سے جو سوار یوں پر اس کے پاس نہ پہنچ سکے یا تو اس واسطے کہ سوار ہوتے تھے وہ دریا میں پس قید کی ساتھ خشکی کے یا اس واسطے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو یقین تھا کہ کوئی آدمی ان سے اس بات میں زیادہ نہیں پس احتراز کیا آسمان کے رہنے والوں سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے آدمی کے کہ یاد کرے اپنے آپ کو ساتھ اس چیز کے کہ اس میں فضیلت ہے بقدر حاجت کے اور جو اس کی مذمت میں وارد ہوا ہے تو محمول ہے اس شخص کے حق میں کہ واقع ہوا یہ اس سے بطور فخر اور خود پسندی کے۔ (فتح)

۴۶۱۹۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے انس

۴۶۱۹۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا

بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں کس نے سارے قرآن کو زبانی حفظ کیا تھا؟ کہا چار شخصوں نے سب انصار میں سے ہیں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اور ابو زید رضی اللہ عنہ نے، متابعت کی اس کی فضل نے حسین سے اس نے ثمامہ سے اس نے انس رضی اللہ عنہ سے۔

هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَنْ جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ أَبُو بِنُ كَعْبٍ وَمَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَبُو زَيْدٍ تَابَعَهُ الْفَضْلُ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ.

فائدہ: روایت کی ہے طبری نے سعید بن ابی عروبہ کے طریق سے اس نے روایت کی ہے قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کے اول میں کہ فخر کیا ایک دوسرے پر دونوں گروہ اوس اور خزرج نے سوا اوس نے کہا کہ ہم میں سے چار شخص ہیں ایک وہ شخص ہے جس کے واسطے عرش نے جنبش کیا یعنی سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور ایک وہ شخص ہے جس کی گواہی دو گواہوں کے برابر گئی اور وہ خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں اور ایک وہ شخص ہے جس کو فرشتوں نے نہلایا اور وہ حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ ہے اور ایک وہ شخص ہے جس کو شہد کی مکھیوں نے کافروں سے بچایا اور وہ عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ ہے تو خزرج نے کہا کہ ہم میں سے چار شخص ہیں جنہوں نے قرآن کو جمع کیا یعنی ہر ایک کو سارا قرآن زبانی یاد تھا ان کے سوائے اوروں کو یاد نہ تھا اور ابو زید انس کا چچا ہے اور اس کا نام قیس ہے اور جائز رکھا ہے میں نے مناقب میں کہ نہ ہو واسطے قول انس رضی اللہ عنہ کے اربعہ مفہوم میں لیکن روایت سعید کی جس کو میں نے اب ذکر کیا ہے صریح ہے حصر میں یعنی ان چاروں کے سوائے اور کسی کو سارا قرآن یاد نہ تھا اور باوجود اس کے احتمال ہے کہ مراد انس رضی اللہ عنہ کی یہ ہو کہ ان کے سوا اور لوگوں کو یاد نہ تھا یعنی قبیلہ اوس میں سے ساتھ قرینے مفاخرہ مذکورہ کے کہ ایک نے دوسرے پر فخر کیا اور نہیں مراد ہے انس رضی اللہ عنہ کی نفی کرنی اس کی مہاجرین سے یعنی انس رضی اللہ عنہ کی یہ مراد نہیں کہ مہاجرین میں بھی قرآن کا کوئی حافظ نہیں تھا اور قاضی ابو بکر باقلانی وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے کئی جواب دیئے ہیں اول یہ کہ نہیں ہے کوئی مفہوم واسطے اس کے سوا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کے سوائے اور کسی کو سارا قرآن حفظ نہ ہو، دوم یہ کہ مراد یہ ہے کہ نہیں جمع کیا اس کو کسی نے اوپر تمام وجہوں اور قرأتوں کے جن کے ساتھ قرآن اتر اگر انہیں چار شخصوں نے، سوم یہ کہ نہیں جمع کیا اس چیز کو کہ منسوخ ہوئی اس سے بعد تلاوت کے اور جو منسوخ نہیں ہوئے مگر انہیں چاروں نے اور یہ دوسرے جواب کے قریب ہے، چہارم یہ کہ مراد ساتھ جمع کرنے اس کے سیکنا اس کا ہے حضرت ﷺ کے منہ مبارک سے بغیر واسطہ کے برخلاف غیر ان کے کی اس واسطے کہ احتمال ہے کہ بعض قرآن واسطے سے سیکھا گیا ہو، پنجم یہ کہ درپے ہوئے وہ واسطے سکھانے اس کے کی اور تعلیم اس کی کے پس مشہور ہوئے ساتھ اس کے اور پوشیدہ رہا

حال غیر ان کے کا اس شخص سے کہ پہچانے حال ان کے کو پس حصر کیا اس نے اس کو سچ ان کے موافق علم اپنے کے اور حالانکہ درحقیقت اس طرح نہیں یا سب سچ چھپانے ان کے کی یہ ہے کہ ڈرے وہ آفت ریا اور خود پسندی کے سے اور نڈر ہوئے اس سے جنہوں نے اس کو ظاہر کیا۔ چھٹی یہ کہ مراد ساتھ جمع کے لکھنا ہے تو اس سے اس کی نفی نہیں آتی کہ ان کے سوائے اور لوگوں کو زبانی یاد ہو۔ ساتویں یہ کہ مراد یہ ہو کہ نہیں تصریح کی ہے کسی نے کامل کیا ہے اس نے حفظ اس کے کو سچ زمانے حضرت ﷺ مگر انہیں چار شخصوں نے برخلاف غیر ان کے کہ نہیں تصریح کی کسی نے ساتھ اس کے اس واسطے کہ نہیں حفظ کیا اس کو کسی نے مگر نزوک وفات حضرت ﷺ کے اور ان میں سے اکثر احتمالات میں تکلف ہے اور اشارہ کیا ہے میں نے اس سے پہلے طرف اور احتمال کے اور وہ یہ ہے کہ مراد ثابت کرنا اس کا ہے واسطے خزانج کے فقط سوائے اُس کے تو نہیں نفی آتی اس سے ان لوگوں کی جو ان دنوں قبیلوں کے سوائے ہیں مہاجرین سے اور جو ان کے بعد پیدا ہوئے اور جو ظاہر ہوتا ہے بہت حدیثوں سے یہ ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حضرت ﷺ کے زمانے میں سارا قرآن زبانی یاد تھا اور اسی طرح پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی سارا قرآن زبانی حفظ تھا موافق ترتیب نزول کے اور اسی طرح عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بھی سارا قرآن یاد تھا روایت کیا ہے اس کو نسائی نے اور اگلی حدیث میں گزر چکا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور سالم رضی اللہ عنہ کو بھی سارا قرآن زبانی حفظ تھا اور یہ سب مہاجرین میں سے ہیں اور ذکر کیا ہے ابو عبید نے قاریوں کو حضرت ﷺ کے اصحاب میں سے سوگنا اس نے مہاجرین میں سے چاروں خلیفوں کو اور طلحہ رضی اللہ عنہ کو اور سعید کو اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کو اور سالم رضی اللہ عنہ کو اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اور عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ کو اور عبادلہ کو اور عورتوں میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو لیکن ان میں بعض نے اس کو حضرت ﷺ کے بعد کامل کیا ہے پس نہ وارد ہوگا یہ اس حصر پر جو انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہے اور نیز گنا ہے ابن ابی داؤد نے مہاجرین میں سے تمیم بن اوس داری رضی اللہ عنہ کو اور عقبہ رضی اللہ عنہ کو اور انصار میں سے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو اور معاذ رضی اللہ عنہ کو جس کی کنیت ابو حلیمہ ہے اور مجمع بن حارثہ کو اور فضالہ بن عبید کو اور مسلمہ بن مخلد وغیرہ کو اور تصریح کی ہے کہ بعض نے اس کو حضرت ﷺ کے بعد حفظ کیا ہے اور اسی طرح ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی سارا قرآن یاد تھا اور اسی طرح عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور ام ورقہ رضی اللہ عنہا کو بھی سارا قرآن یاد تھا۔ (فتح)

۴۶۲۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فوت ہوئے اور حالانکہ چار شخصوں کے سوا کسی نے سارے قرآن کو زبانی یاد نہ کیا تھا یعنی سوائے ابو درداء رضی اللہ عنہ کے اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اور ابو

۴۶۲۰۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنِي ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ وَثُمَامَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَجْمَعْ الْقُرْآنُ



غَيْرَ اَرْبَعَةِ اَبُو الدَّرْدَاءِ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَابُو زَيْدٍ قَالَ وَنَحْنُ وَرِثَانًا  
 زید رضی اللہ عنہ کے، کہا انس رضی اللہ عنہ نے اور ہم اس کے وارث ہوئے  
 یعنی ابو زید رضی اللہ عنہ کے۔

**فائدہ:** یہ حدیث پہلی حدیث کو دو وجہ سے مخالف ہے ایک تصریح ہے ساتھ صیغہ حصر کے چار میں دوسرے یہ کہ اس میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بدلے ابو درداء رضی اللہ عنہ واقع ہوا ہے سو پہلی مخالفت کا جواب تو کئی وجہ سے گزر چکا ہے کہا مازری نے کہ نہیں آتا قول انس رضی اللہ عنہ کے سے کہ ان چاروں کے سوائے اور کسی کو سارا قرآن یاد نہ تھا کہ نفس الامر میں اسی طرح واقع ہوا اس واسطے کہ تقدیر یہ ہے کہ اس کو معلوم نہیں کہ ان کے سوا کسی نے اس کو یاد کیا ہو نہیں تو کس طرح ممکن ہے احاطہ کرنا ساتھ اس کے باوجود بہت ہونے اصحاب کے اور پھیل جانے ان کے شہروں میں اور یہ نہیں ہوتا مگر یہ کہ ان میں ہر ہر ایک کو الگ الگ ملا ہو اور اس نے اس کو اپنے حال سے خبر دی ہو کہ نہیں کامل ہوا واسطے اس کے یاد کرنا سارے قرآن کا حضرت ﷺ کے زمانے میں اور یہ عادت میں نہایت بعید ہے اور جب ہوا مرجع اس کا اس کے علم کی طرف تو نہ لازم آیا کہ واقع میں بھی اسی طرح ہو کہا اس نے اور تمسک کیا ہے ساتھ اس قول انس رضی اللہ عنہ کے لمحدوں کی ایک جماعت نے اور نہیں ہے سند واسطے ان کے بیچ اس کے اس واسطے کہ ہم نہیں مانتے کہ وہ ظاہر پر محمول ہے ہم نے مانا لیکن کہاں سے ثابت ہو سکتا ہے واسطے ان کے یہ کہ حقیقت میں بھی اسی طرح ہو ہم نے مانا کہ جم غفیر میں سے ہر ایک کو سارا قرآن یاد نہ تھا لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کل جم غفیر کو سارا قرآن یاد نہ ہو اور نہیں شرط تواتر کی یہ کہ ہر فرد کو سارا قرآن یاد ہو بلکہ جب کل کو کل قرآن یاد ہوا اگرچہ بطور منقسم ہونے کے ہو تو کافی ہے اور استدلال کیا ہے اس پر قرطبی نے ساتھ بعض اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے کہ جنگ یمامہ کے دن ستر قاری مارے گئے اور حضرت ﷺ کے وقت بر معونہ میں اسی قدر مارے گئے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا ہے انس رضی اللہ عنہ نے ان چاروں کو ساتھ ذکر کے واسطے سخت ہونے تعلق کے ساتھ ان کے یا اس واسطے کہ وہی اس کے ذہن میں تھے سوائے غیر ان کے کی اور لیکن دوسری وجہ مخالفت کی سو کہا اسماعیلی نے کہ یہ دونوں حدیثیں آپس میں مخالف ہیں اور نہیں جائز کہ ہوں صحیح میں باوجود مخالف ہونے ان کے کی اور جزم کیا ہے بیہقی نے کہ ذکر ابو درداء رضی اللہ عنہ کا اس حدیث میں وہم ہے اور ٹھیک ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہے لیکن نہیں برابر ہے یہ حدیث قتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو جو اس سے پہلے ہے اور ترجیح دیتی ہے قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو حدیث عمر رضی اللہ عنہ کی بیچ ذکر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے اور وہ خاتمہ ہے باب کی حدیثوں کا اور شاید بخاری رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ روایت کرنے کے طرف اس بات کے واسطے تصریح کرنے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ترجیح دینے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے قرأت میں اس کے غیر پر اور احتمال ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث دو بار دو وقتوں میں بیان کی ہو ایک بار ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو ذکر کیا ہو اور ایک بار اس کے بدلے ابو درداء رضی اللہ عنہ کو ذکر کیا ہو اور کہا کرمانی نے شاید سامع اس کا اعتقاد کرتا تھا کہ ان چاروں نے قرآن کو یاد نہیں کیا اور ابو درداء رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں

سے تھے جو قرآن کے حافظ تھے تو کہا انس رضی اللہ عنہ نے یہ واسطے رد کرنے کے اوپر اس کے اور لائے ساتھ صیغے حصر کے واسطے ادعا اور مبالغہ کے اور نہیں لازم آتی اس سے نفی غیر ان کے سے بطور حقیقت کے اور یہ جو کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ ہم اس کے وارث ہوئے یعنی جب کہ وہ مر گیا اس واسطے کہ اس کی اولاد نہ تھی۔ (فتح)

۴۶۲۱ - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا  
يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ  
عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ  
قَالَ عُمَرُ أَبِي أَقْرُونَا وَإِنَّا لَنَدْعُ مِنْ لَحْنِ  
أَبِي وَأَبِي يَقُولُ أَخَذْتُهُ مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا أَتْرُكُهُ لِمَشْيِءٍ  
قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا  
نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلَهَا﴾.

۴۶۲۱ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ ہم سب میں زیادہ تر حکم کرنے والے علی رضی اللہ عنہ ہیں اور زیادہ تر قاری قرآن کے ہم میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں اور البتہ ہم چھوڑتے ہیں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے قول سے اور ابی رضی اللہ عنہ کہتا ہے کہ میں نے قرآن حضرت ﷺ کے منہ مبارک سے سیکھا ہے سو میں اس کو کسی چیز کے واسطے نہیں چھوڑوں گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو منسوخ کرتے ہیں ہم آیتوں سے یا بھلاتے ہیں اس کو تو لاتے ہیں بہتر اس سے یا مانند اس کے۔

فائدہ: ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے جو چیز قرآن کی کہ حضرت ﷺ کے منہ مبارک سے سیکھی تھی اس کو چھوڑتے نہیں تھے اگرچہ کوئی غیر ان کو خبر دیتا کہ اس کی تلاوت منسوخ ہوئی اس واسطے کہ جب اس نے اس کو حضرت ﷺ کے منہ سے سنا تو حاصل ہوا اس کو یقین ساتھ اس کے سونہ دور ہوگا وہ اس سے ساتھ خبر دینے کسی غیر کے کہ منسوخ ہوئی تلاوت اس کی اور البتہ استدلال کیا اس پر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ساتھ آیت کے جو دلالت کرتی ہے اوپر نسخ کے اور یہ زیادہ تر ظاہر دلیل ہے اوپر اس کے اور باقی شرح اس کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ صحیح بخاری کے بیسویں پارے کا ترجمہ تمام ہوا و ما توفیقی الا باللہ.



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## فہرست

284	تفسیر سورہ ملائکہ ولس	✽
286	تفسیر آیت ﴿والشمس تجری﴾ الآیۃ	✽
288	تفسیر سورہ الصافات	✽
290	تفسیر آیت ﴿وان یونس لمن المرسلین﴾ الآیۃ	✽
290	تفسیر سورہ ص	✽
293	تفسیر آیت ﴿ہب لی ملکاً لا ینبغی﴾ الآیۃ	✽
294	تفسیر آیت ﴿وما انا من المتکلفین﴾ الآیۃ	✽
295	تفسیر سورہ زمر	✽
298	تفسیر آیت ﴿یا عبادى الذین﴾ الآیۃ	✽
299	تفسیر آیت ﴿وما قدروا اللہ حق قدرہ﴾ الآیۃ	✽
300	تفسیر آیت ﴿والارض جمیعاً قبضتہ﴾ الآیۃ	✽
301	تفسیر آیت ﴿ونفخ فی الصور فصعق﴾ الآیۃ	✽
303	تفسیر سورہ مؤمن	✽
306	تفسیر سورہ حم السجدۃ	✽
312	تفسیر آیت ﴿وما کنتم تسترون﴾ الآیۃ	✽
312	تفسیر آیت ﴿ذالکم ظنکم﴾ الآیۃ	✽
313	تفسیر آیت ﴿فان یصبروا﴾ الآیۃ	✽
314	تفسیر سورہ حم عسق	✽
315	تفسیر آیت ﴿الا المودۃ فی القربی﴾ الآیۃ	✽
316	تفسیر سورہ زخرف	✽
320	تفسیر آیت ﴿ونادوا یا مالک﴾ الآیۃ	✽

- 322 ..... تفسیر سورہ دخان
- 323 ..... تفسیر آیت ﴿فارتقب يوم تاتى السماء﴾ الآية
- 323 ..... تفسیر آیت ﴿یغشی الناس هذا﴾ الآية
- 325 ..... تفسیر آیت ﴿ربنا اکشف عنا﴾ الآية
- 326 ..... تفسیر آیت ﴿انی لهم الذکری﴾ الآية
- 327 ..... تفسیر آیت ﴿ثم تولوا﴾ الآية
- 328 ..... تفسیر آیت ﴿يوم نبطش البطشة الكبرى﴾ الآية
- 329 ..... تفسیر سورہ جاثیہ
- 329 ..... تفسیر آیت ﴿وما یهلكنا الا الدهر﴾ الآية
- 330 ..... تفسیر سورہ احقاف
- 331 ..... تفسیر آیت ﴿والذى قال لوالديه﴾ الآية
- 333 ..... تفسیر آیت ﴿فلما راوه عارضا﴾ الآية
- 334 ..... تفسیر سورہ محمد الذین کفرو الخ
- 335 ..... تفسیر آیت ﴿وتقطعوا ارحامکم﴾ الآية
- 337 ..... تفسیر سورہ فتح
- 338 ..... تفسیر آیت ﴿انا فتحنا لك فتحا﴾ الآية
- 341 ..... تفسیر آیت ﴿لیغفر لك الله﴾ الآية
- 342 ..... تفسیر آیت ﴿انا ارسلناک شاهدا﴾ الآية
- 343 ..... تفسیر آیت ﴿هو الذى انزل السکینه﴾ الآية
- 344 ..... تفسیر آیت ﴿اذ یبایعونک تحت﴾ الآية
- 348 ..... تفسیر سورہ حجرات
- 348 ..... تفسیر آیت ﴿ولا تنازوا﴾ الآية
- 348 ..... تفسیر آیت ﴿لا ترفعوا اصواتکم﴾ الآية
- 350 ..... تفسیر آیت ﴿ان الذین ینادونک﴾ الآية
- 351 ..... تفسیر آیت ﴿ولو انهم صبروا﴾ الآية
- 351 ..... تفسیر سورہ ق

- 354 ..... تفسیر آیت ﴿وتقول هل من مزيد﴾ الآية ..... ❀
- 357 ..... تفسیر آیت ﴿فسبح بحمد ربك﴾ الآية ..... ❀
- 358 ..... تفسیر سورۃ ذاریات ..... ❀
- 361 ..... تفسیر سورۃ طور ..... ❀
- 364 ..... تفسیر سورۃ نجم ..... ❀
- 371 ..... تفسیر آیت ﴿فكان قاب قوسين﴾ الآية ..... ❀
- 371 ..... تفسیر آیت ﴿فاوحى الى عبده﴾ الآية ..... ❀
- 372 ..... تفسیر آیت ﴿لقد راى من آيات﴾ الآية ..... ❀
- 373 ..... تفسیر آیت ﴿افرايتم اللات﴾ الآية ..... ❀
- 374 ..... تفسیر آیت ﴿ومناة الثالثة﴾ الآية ..... ❀
- 375 ..... تفسیر آیت ﴿فاسجدوا لله﴾ الآية ..... ❀
- 377 ..... تفسیر آیت ﴿اقربت الساعة﴾ الآية ..... ❀
- 379 ..... تفسیر آیت ﴿وانشق القمر﴾ الآية ..... ❀
- 380 ..... تفسیر آیت ﴿تجرى باعيننا﴾ الآية ..... ❀
- 381 ..... تفسیر آیت ﴿ولقد يسرنا القرآن﴾ الآية ..... ❀
- 382 ..... تفسیر آیت ﴿اعجاز نخل منقعر﴾ الآية ..... ❀
- 382 ..... تفسیر آیت ﴿وكانوا كهشيم المحتضر﴾ الآية ..... ❀
- 382 ..... تفسیر آیت ﴿ولقد صبحهم﴾ الآية ..... ❀
- 382 ..... تفسیر آیت ﴿ولقد اهلكنا اشيا عكم﴾ الآية ..... ❀
- 383 ..... تفسیر آیت ﴿سيهزم الجمع ويولون﴾ الآية ..... ❀
- 384 ..... تفسیر آیت ﴿بل الساعة موعدهم﴾ الآية ..... ❀
- 384 ..... تفسیر سورۃ رحمن ..... ❀
- 389 ..... تفسیر آیت ﴿ومن دونهما جنتان﴾ الآية ..... ❀
- 390 ..... تفسیر آیت ﴿حور مقصورات فى الخيام﴾ الآية ..... ❀
- 391 ..... تفسیر سورۃ واقعہ ..... ❀
- 395 ..... تفسیر آیت ﴿وظل ممدود﴾ الآية ..... ❀

395	تفسیر سورہ حدید	✽
396	تفسیر سورہ مجادلہ	✽
396	تفسیر سورہ حشر	✽
397	تفسیر آیت ﴿ما قطعتم من لينة﴾ الآیہ	✽
398	تفسیر آیت ﴿ما افاء الله﴾ الآیہ	✽
398	تفسیر آیت ﴿وما اتاكم الرسول فخذوه﴾ الآیہ	✽
401	تفسیر آیت ﴿والذين تبوأ الدار﴾ الآیہ	✽
401	تفسیر آیت ﴿ویوثرن علی انفسهم﴾ الآیہ	✽
403	تفسیر سورہ ممتحنہ	✽
403	تفسیر آیت ﴿لا تتخذوا عدوی﴾ الآیہ	✽
407	تفسیر آیت ﴿اذا جاءكم المؤمنات﴾ الآیہ	✽
413	تفسیر سورہ صف	✽
413	تفسیر آیت ﴿باتی من بعدی اسمہ احمد﴾ الآیہ	✽
413	تفسیر سورہ جمعہ	✽
413	تفسیر آیت ﴿وآخرین منهم﴾ الآیہ	✽
415	تفسیر آیت ﴿واذا راو تجارة﴾ الآیہ	✽
415	تفسیر سورہ منافقون	✽
417	تفسیر آیت ﴿اتخذوا ایمانہم جنۃ﴾ الآیہ	✽
418	تفسیر آیت ﴿ذلك بانہم آمنوا﴾ الآیہ	✽
418	تفسیر آیت ﴿واذا رأیتهم تعجبک﴾ الآیہ	✽
419	تفسیر آیت ﴿واذا قیل لهم تعالوا﴾ الآیہ	✽
421	تفسیر آیت ﴿سواء علیہم استغفرت﴾ الآیہ	✽
422	تفسیر آیت ﴿ہم الذین یقولون﴾ الآیہ	✽
424	تفسیر آیت ﴿یقولون لننرجعنا﴾ الآیہ	✽
425	تفسیر سورہ تغابن	✽
426	تفسیر سورہ طلاق	✽

- 426.....تفسیر آیت ﴿واولات الاحمال﴾ الآیۃ ❀
- 430.....تفسیر سورۃ تحریم ❀
- 430.....تفسیر آیت ﴿یا ایہا النبی لم تحرم﴾ الآیۃ ❀
- 432.....تفسیر آیت ﴿تبتغی مرضات ازواجک﴾ الآیۃ ❀
- 432.....تفسیر آیت ﴿وقد فرض اللہ لکم﴾ الآیۃ ❀
- 435.....تفسیر آیت ﴿واذ اسر النبی﴾ الآیۃ ❀
- 436.....تفسیر آیت ﴿ان تتوبا الی اللہ فقد﴾ الآیۃ ❀
- 436.....تفسیر آیت ﴿وان تظاهرا علیہ فان﴾ الآیۃ ❀
- 437.....تفسیر آیت ﴿عسی ربہ ان یتلقک﴾ الآیۃ ❀
- 437.....تفسیر سورۃ ملک ❀
- 438.....تفسیر سورۃ الن والقلم ❀
- 439.....تفسیر آیت ﴿عتل بعد ذلک زنیم﴾ الآیۃ ❀
- 440.....تفسیر آیت ﴿یوم یکشف عن ساق﴾ الآیۃ ❀
- 441.....تفسیر سورۃ حاقہ ❀
- 442.....تفسیر سورۃ معارج ❀
- 443.....تفسیر سورۃ نوح ❀
- 444.....تفسیر آیت ﴿ودا ولا سواعا ولا﴾ الآیۃ ❀
- 446.....تفسیر سورۃ جن ❀
- 452.....تفسیر سورۃ مزمل ❀
- 453.....تفسیر سورۃ مدثر ❀
- 454.....تفسیر آیت ﴿قم فانذر﴾ الآیۃ ❀
- 455.....تفسیر آیت ﴿وربک فکبر﴾ الآیۃ ❀
- 456.....تفسیر آیت ﴿وثیابک فطهر﴾ الآیۃ ❀
- 457.....تفسیر آیت ﴿والرجز فاهجر﴾ الآیۃ ❀
- 458.....تفسیر سورۃ قیامہ ❀
- 460.....تفسیر آیت ﴿ان علینا جمعه وقرآنہ﴾ الآیۃ ❀

- 461 ..... تفسیر آیت ﴿فاذا قرأناه فاتبع قرآنہ﴾ الآیۃ
- 463 ..... تفسیر سورہ دھر
- 465 ..... تفسیر سورہ مرسلات
- 467 ..... تفسیر آیت ﴿انہا ترمی بشرور کالقصر﴾ الآیۃ
- 468 ..... تفسیر آیت ﴿کانہ جمالۃ صفر﴾ الآیۃ
- 468 ..... تفسیر آیت ﴿ہذا یوم لا ینطقون﴾ الآیۃ
- 469 ..... تفسیر سورہ عم یتساءلون
- 469 ..... تفسیر آیت ﴿یوم ینفخ فی الصور﴾ الآیۃ
- 470 ..... تفسیر سورہ نازعات
- 471 ..... تفسیر سورہ عبس
- 474 ..... تفسیر سورہ تکویر
- 475 ..... تفسیر سورہ انفطار
- 476 ..... تفسیر سورہ مطففین
- 477 ..... تفسیر سورہ انشقاق
- 478 ..... تفسیر آیت ﴿لترکن طبقا عن طبق﴾ الآیۃ
- 479 ..... تفسیر سورہ بروج
- 479 ..... تفسیر سورہ طارق
- 480 ..... تفسیر سورہ اعلیٰ
- 481 ..... تفسیر سورہ غاشیہ
- 482 ..... تفسیر سورہ فجر
- 485 ..... تفسیر سورہ بلد
- 486 ..... تفسیر سورہ شمس
- 487 ..... تفسیر سورہ لیل
- 487 ..... تفسیر آیت ﴿والنہار اذا تجلی﴾ الآیۃ
- 488 ..... تفسیر آیت ﴿وما خلق الذکر والانثی﴾ الآیۃ
- 489 ..... تفسیر آیت ﴿واما من اعطی﴾ الآیۃ



490	تفسیر آیت ﴿و صدق بالحسنی﴾ الآیہ	✽
490	تفسیر آیت ﴿فسنيسره لليسرى﴾ الآیہ	✽
491	تفسیر آیت ﴿واما من بخل واستغنى﴾ الآیہ	✽
491	تفسیر آیت ﴿وكذب بالحسنی﴾ الآیہ	✽
492	تفسیر آیت ﴿فسنيسره للعسرى﴾ الآیہ	✽
493	تفسیر سورۃ الضحیٰ	✽
493	تفسیر آیت ﴿ما ودعك﴾ الآیہ	✽
494	تفسیر سورۃ الم نشرح	✽
496	تفسیر سورۃ التین والتین	✽
497	تفسیر سورۃ قلم	✽
505	تفسیر آیت ﴿خلق الانسان﴾ الآیہ	✽
506	تفسیر آیت ﴿اقرا وربك الاكرم﴾ الآیہ	✽
506	تفسیر آیت ﴿الذى علم بالقلم﴾ الآیہ	✽
507	تفسیر آیت ﴿كلا لئن لم ينته﴾ الآیہ	✽
508	تفسیر سورۃ قدر	✽
508	تفسیر سورۃ بینہ	✽
509	تفسیر سورۃ زلزال	✽
510	تفسیر آیت ﴿فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره﴾ الآیہ	✽
511	تفسیر آیت ﴿فمن يعمل مثقال ذرة شرا يره﴾ الآیہ	✽
511	تفسیر سورۃ عادیات	✽
512	تفسیر سورۃ قارعہ	✽
513	تفسیر سورۃ تکاثر	✽
513	تفسیر سورۃ عصر	✽
513	تفسیر سورۃ حمزہ	✽
513	تفسیر سورۃ فیل	✽
514	تفسیر سورۃ قریش	✽

اس پر روزہ رکھنا تا کہ دفع کرے اس کی شہوت کو اور کائے اس کی منی کے شر کو جیسا کہ کاٹتا ہے اس کو خفی ہونا اور اسی قول کی بنا پر واقع ہوا ہے خطاب ساتھ جوانوں کے جن میں عورتوں کی شہوت کا گمان ہے کہ اکثر اس سے جدا نہیں ہوتے اور دوسرا قول یہ ہے کہ مراد ساتھ باء کے اس جگہ نکاح کے خرچ ہیں یعنی جو نکاح کے خرچ کی طاقت رکھتا ہو تو چاہیے کہ نکاح کرے اور جو نہ طاقت رکھتا ہو تو چاہیے کہ روزہ رکھے واسطے دفع کرنے شہوت اپنی کے اور جو لوگ کہ اس دوسرے قول کے ساتھ قائل ہیں تو ان کو اس پر باعث یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ جو طاقت نہ رکھے تو لازم ہے اس پر روزہ رکھنا کہا انہوں نے جو جماع سے عاجز ہو وہ نہیں محتاج ہے طرف روزہ رکھنے کے واسطے دفع کرنے شہوت اپنی کے پس واجب ہے تاویل باء کے ساتھ خرچ نکاح کے اور نہیں مانع ہے کہ عام تر معنی مراد ہوں ساتھ اس طور کے کہ ارادہ کیا جائے ساتھ باء کے قدرت جماع کی اور خرچ نکاح کے اور جواب دوسرے قول کی تعلیل سے یہ ہے کہ جائز ہے کہ ارشاد کیا جائے اس شخص کو جو نہیں طاقت رکھتا جماع کی جوانوں سے واسطے بہت ہونے شرم کے یا نہ ہونے شہوت کے یا نامردی کے مثلاً طرف اس چیز کے کہ میسر ہو اس کو بدستور رہنا اس حالت کا اس واسطے کہ جوانی جگہ گمان جوش مارنے شہوت کے کی ہے جو بلائی ہے طرف جماع کے سوا اس کی ایک حالت میں توڑنے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ بدستور ٹوٹی رہے پس اسی واسطے ارشاد کیا طرف اس چیز کے کہ بدستور رہے ساتھ اس کے کسر مذکور سو جوان دو قسم کے ہوں گے ایک وہ ہیں کہ ان کو نکاح کی خواہش ہے اور ان کو قدرت ہے سو بلایا ان کو طرف نکاح کرنے کے واسطے دفع کرنے اس خوف کے بخلاف دوسرے لوگوں کے کہ ان کو ایک ایسے امر کی طرف بلایا کہ جس کے ساتھ ان کی حالت بدستور رہے اس واسطے کہ یہ ارفق ہے ساتھ ان کے واسطے اس علت کے کہ مذکور ہوئی اور وہ علت یہ ہے کہ وہ کچھ چیز نہیں پاتے تھے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جو نکاح کا سامان نہ پائے اور اس کو اس کی خواہش ہو تو مستحب ہے اس کو نکاح کرنا واسطے دفع کرنے محذور کے اور یہ جو کہا کہ نکاح نظر کا بڑا روکنے والا اور شرم گاہ کا بڑا بچانے والا ہے یعنی منع کرنے والا ہے واقع ہونے سے بچ حرام کاری کے اور کیا باریک بینی ہے جو مسلم میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے تھوڑا سا پیچھے واقع ہوا ہے کہ اس نے اس حدیث کے پیچھے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ذکر کیا ہے کہ جب کسی کو تم میں سے کوئی عورت خوش لگے سو اس کے دل میں واقع ہو تو چاہیے کہ اپنی عورت کی طرف قصد کرے اس واسطے کہ یہ دور کر دے گا جو اس کے دل میں واقع ہوا اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے طرف مراد کے باب کی حدیث سے اور یہ جو فرمایا کہ لازم ہے اس پر روزہ رکھنا تو روزے کے بدلے بھوک کا لفظ نہ بولا اور عدول کیا کم کرنے اس چیز کے سے جو شہوت کو اٹھائے اور استدعا کرے منی کے جوش کو کھانے اور پینے سے اس واسطے کہ نہیں آیا ہے یہ واسطے حاصل کرنے عبادت کے جو دراصل مطلوب ہو اور اس میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ مطلوب روزے سے اصل میں توڑنا شہوت کا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جو جماع کی طاقت

ہے سو افطار کرے تاکہ قوت حاصل کرے روزے پر اور سوئے تاکہ قوت حاصل کرے کھڑے ہونے پر اور نکاح کرے واسطے توڑنے شہوت کے اور بچانے نفس کے حرام سے اور زیادہ کرنے نسل کے اور یہ جو کہا کہ وہ مجھ سے نہیں اگر ہوم نہ پھیرنا اس سے ساتھ کسی قسم کے تاویل سے تو اس شخص کو معذور رکھا جائے بیچ اس کے سو معنی لیس منی کے یہ ہیں کہ وہ میرے طریقہ پر نہیں اور نہیں لازم آتا کہ دین سے نکل جائے اور اگر ہوم نہ پھیرنا بطور اعراض اور قطع کے یعنی سخت پرہیز گاری کے جو پہنچائے نوبت طرف رائج تر ہونے عمل اس کے کی تو معنی لیس منی کے یہ ہیں کہ نہیں میری ملت اور دین پر اس واسطے کہ یہ اعتقاد ایک قسم کا کفر ہے اور اس حدیث میں دلالت ہے اوپر فضیلت نکاح کے اور ترغیب کے بیچ اس کے اور اس میں ڈھونڈنا حال بزرگوں کا ہے واسطے پیروی کرنے کے ساتھ کاموں ان کے کی اور یہ کہ جو پکا قصد کرے کسی کام نیک پر جو محتاج ہو طرف ظاہر کرنے اس کے کی کہ جس جگہ ریا سے بے خوف ہو تو یہ منع نہیں اور اس میں مقدم کرنا حمد و ثناء کا ہے اللہ پر وقت بتلانے مسائل علم کے اور بیان ہے واسطے احکام مکلفوں کے اور دور کرنا شبہ کے مجتہدوں سے اور یہ کہ مباح چیزیں کبھی پلٹ جاتی ہیں ساتھ قصد کے طرف کراہت اور استحباب کے کہا طبری نے اس میں رد ہے اس شخص پر جو منع کرتا ہے حلال کے استعمال کو کھانے کی چیزوں اور پہننے کی چیزوں سے اور اختیار کرتا ہے موئے کپڑوں اور سخت کھانوں کو کہا عیاض نے کہ سلف نے اس میں اختلاف کیا ہے بعض طبری کے قول کی طرف مائل ہوئے ہیں اور بعض اس کے برعکس ہیں اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس آیت کے ﴿اذہبتم طیباتکم فی حیاتکم الدینا﴾ یعنی لے گئے تم اپنی ستھری چیزوں کو دنیا کی زندگی میں کہا اور حق یہ ہے کہ یہ آیت کافروں کے حق میں ہے اور حضرت ﷺ نے دونوں امر کو لیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہیں دلالت کرتا یہ واسطے کسی ایک کے دونوں فرقوں سے اگر ہو بیٹگی کرنی اوپر ایک صفت کے اور حق یہ ہے کہ ملازمت استعمال ستھری چیزوں کی نوبت پہنچتی ہے طرف خواہش عیش اور اترانے کے اور نہیں بے خوف ہوتا پڑنے سے شبہ کی چیزوں میں اس واسطے کہ جس کی یہ عادت ہو وہ کبھی اس کو نہیں پاتا اور اس سے پھر نہیں سکتا تو حرام چیز میں پڑتا ہے جیسا کہ منع تناول اس کا کبھی نوبت پہنچتی ہے طرف سخت پرہیز گاری کے جو منع ہے اور وارد ہوتا ہے اس پر صریح قول اللہ تعالیٰ کا ﴿قل من حرم زینۃ اللہ الہی اخرج لعبادہ والطیات من الرزق﴾ جیسے کہ عبادت میں سختی کرنی نوبت پہنچانا ہے طرف تھک جانے کے جو قاطع ہے واسطے اصل اس کے کی اور مثلاً ہمیشہ فقط فرضوں کا پڑھنا اور نفلوں کا چھوڑنا نوبت پہنچاتا ہے طرف بطالت اور نہ خوش دلی کے طرف عبادت کے اور بہتر وہ کام ہے جو متوسط ہو اور نیز اس میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ اللہ تعالیٰ کو جاننا اور پہچاننا اس چیز کا کہ واجب ہے حق اس کے سے بڑا درجہ ہے مجرد عبادت بدنی سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

۶۷۶ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَمْعٍ حَسَّانُ بْنُ - حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ  
أَمَّا بَعْدُ فَهَذِهِ تَرْجَمَةُ لِلْجُزْءِ الْوَاحِدِ وَعِشْرِينَ صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ وَقَفْنَا اللَّهُ لَا نُنْهَاهُ كَمَا وَقَفْنَا لَا نَبْدَأُ بِهِ.

باب ہے سورہ فاتحہ کی فضیلت میں۔

۴۶۲۲۔ حدیث بیان کی ہم سے علی بن عبد اللہ نے کہا اس نے حدیث بیان کی ہم سے یحییٰ بن سعید نے کہا اس نے کہ حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے ضعیف نے حفص بن عاصم سے اس نے روایت کی سعید بن معلیٰ سے اس نے کہا کہ میں نماز پڑھتا تھا سو حضرت ﷺ نے مجھ کو بلایا میں نے آپ کو جواب نہ دیا یعنی اور جب میں نماز سے فارغ ہوا تو میں نے کہا یا حضرت! میں نماز پڑھتا تھا یعنی اس واسطے میں نے آپ کو جواب نہیں دیا حضرت ﷺ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ حکم قبول کرو اللہ کا اور رسول کا جب کہ تم کو بلائے پھر فرمایا کیا میں تجھ کو ایک سورت نہ سکھلاؤ جو قرآن کی سب سورتوں سے بڑی ہے پہلے اس سے کہ تو مسجد سے نکلے پھر حضرت ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا پھر جب ہم نے مسجد سے نکلنے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کیا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ البتہ میں تجھ کو ایک سورت سکھلاؤں گا جو قرآن کی سب سورتوں سے بڑی ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سورہ الحمد ہے جس کا نام سب مثانی ہے اور قرآن عظیم ہے جو مجھ کو ملی۔

بَابُ فَضْلِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

۴۶۲۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي حُصَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ بْنِ الْمُعَلِّیِّ قَالَ كُنْتُ أَصَلِّيُ فَدَعَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أُجِبْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ أَصَلِّيُ قَالَ أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ ﴿اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ﴾ ثُمَّ قَالَ أَلَا أَعْلَمُكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَلَمَّا أَرَدْنَا أَنْ نَخْرُجَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ قُلْتَ لَا أَعْلَمُكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ هِيَ السَّعَةُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُوتِيَتْهُ.

فائدہ: اور مراد ساتھ بڑی ہونے کے بڑا ہونا قدر ثواب کا ہے جو حاصل ہوتا ہے اس کے پڑھنے پر اگرچہ اس کے

سوا اور سورتیں اسی سے زیادہ تردد راز ہیں اور یہ واسطے اس چیز کے ہے کہ شامل ہے اس کو فاتحہ معنون سے جو اس کے واسطے مناسب ہیں اور باقی شرح اس کی پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

۴۶۲۳۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں تھے سو ہم اترے سو ایک لونڈی آئی تو اس نے کہا کہ اس قوم کا سردا کاٹا گیا یعنی اس کو سانپ نے کاٹا اور ہمارے مرد موجود نہیں کہ اس کا علاج کریں سو کیا تم میں سے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا ہے تو ایک مرد اس کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا اور ہم اس کو منتر پڑھنے کی تہمت نہ دیتے تھے یعنی ہم جانتے تھے کہ اس کو منتر نہیں آتا سو اس نے اس کو جھاڑ پھونک کیا اور وہ اچھا ہو گیا تو اس نے اس کے واسطے تیس بکریوں کے دینے کا حکم دیا یعنی اس کو تیس بکریاں دی گئیں اور اس نے ہم کو دودھ پلایا پھر جب وہ پھرا تو ہم نے اس سے پوچھا کہ کیا تو منتر خوب جانتا تھا یا کہا کیا جھاڑ پھونک جانتا تھا اس نے کہا نہیں اور نہیں جھاڑ پھونک کی میں نے مگر سورہ فاتحہ سے ہم نے کہا کوئی نئی چیز نہ نکالو یعنی اس اجرت کی اباحت اور کراہت میں یہاں تک کہ ہم پہنچیں یا حضرت ﷺ سے پوچھیں پھر جب ہم مدینے میں آئے تو ہم نے اس کو حضرت ﷺ سے ذکر کیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو کیا معلوم تھا کہ وہ منتر کیا ہے بکریوں کو آپس میں بانٹ لو اور میرا حصہ بھی نکالو، کہا ابو معمر نے حدیث بیان کی ہم سے عبد الوارث نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ہشام نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے محمد نے اس نے اسے سماع ہشام کا محمد سے اور محمد کا معبد سے ثابت ہے جو پہلی سند میں مذکور نہ تھا۔

۴۶۲۳۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا وَهْبٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ مَعْبُدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا فِي مَسِيرٍ لَنَا فَنَزَلْنَا فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ فَقَالَتْ إِنَّ سَيِّدَ الْحَيِّ سَلِيمٌ وَإِنَّ نَفَرَنَا غَيَّبَ فَهَلْ مِنْكُمْ رَاقٍ لِقَامٍ مَعَهَا رَجُلٌ مَا كُنَّا نَأْتِيهِ بِرُقِيَّةٍ فَرَقَاهُ قَبْرًا فَأَمَرَ لَهُ بِثَلَاثِينَ شَاةً وَسَقَانَا لَنَا فَلَمَّا رَجَعَ قُلْنَا لَهُ أَكُنْتَ تُحْسِنُ رُقِيَّةً أَوْ كُنْتَ تَرُقِي قَالَ لَا مَا رُقِيتُ إِلَّا بِأَمْرِ الْكِتَابِ قُلْنَا لَا تُحَدِّثُوا شَيْئًا حَتَّى نَأْتِيَ أَوْ نَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ ذَكَرْنَاهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَمَا كَانَ يُدْرِيهِ أَنَّهَا رُقِيَّةٌ ائْتِمْوْا وَاضْرِبُوا لِي بِسَهْمٍ وَقَالَ أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ حَدَّثَنِي مَعْبُدُ بْنُ سِيرِينَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ بِهَذَا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح اجارہ میں گزر چکی ہے اور اس کی دلالت ظاہر ہے اوپر فضیلت فاتحہ کے کہا قرطبی نے کہ

www.KitaboSunnat.com

لِثَمَانٍ وَلَا يَقْسِمُ لِوَاحِدَةٍ.

**فائدہ:** سرف ایک جگہ کا نام ہے بارہ میل مکہ سے اور نیش اس چار پائی کو کہتے ہیں جس پر مردہ رکھا جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دفنایا ہم نے میمونہ رضی اللہ عنہا کو سرف میں اس قبے میں جہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے خلوت کی تھی اور ان کی قبر میں عبدالرحمن بن خالد اترا اور یہ جو کہا کہ آرام سے چلو یعنی میانہ روی سے چلو اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ایماندار کی عزت اور تعظیم مرنے کے بعد بھی باقی ہے جیسے کہ اس کی زندگی میں تھی اور اس میں ایک حدیث ہے کہ مسلمان کے مردے کی ہڈی کو توڑنا ایسا ہے جیسے اس کو زندگی میں توڑنا اور یہ جو کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس نویں تھیں یعنی وقت وفات پانے آپ رضی اللہ عنہا کے کی اور وہ یہ ہیں سودہ رضی اللہ عنہا، عائشہ رضی اللہ عنہا، حفصہ رضی اللہ عنہا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا، زینب رضی اللہ عنہا، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، جو یہ رضی اللہ عنہا، صفیہ رضی اللہ عنہا اور میمونہ رضی اللہ عنہا اور اس ترتیب کی بنا پر ہے جس ترتیب سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے نکاح کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئے حالانکہ وہ سب آپ کے نکاح میں تھیں اور اختلاف ہے ریحانہ رضی اللہ عنہا میں کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیوی تھیں یا لونڈی اور آپ سے پہلے فوت ہوئی یا پیچھے اور یہ جو کہا کہ ایک اس کے واسطے تقسیم نہ کرتے تھے تو مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جس کے واسطے باری تقسیم نہیں کرتے تھے وہ صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں، کہا طحاوی نے یہ وہم ہے اور ٹھیک سودہ رضی اللہ عنہا ہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دی تھی اور روایت کی ہے ابن سعید نے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صفیہ رضی اللہ عنہا کے واسطے باری تقسیم کیا کرتے تھے لیکن اس کی سند میں واقدی ہے اور وہ حجت نہیں اور تعقب کیا ہے مغلطی نے واسطے تقویت واقدی کے سوجس نے اس کو ثقہ کہا ہے اس کی کلام کو اس نے نقل کیا اور جس نے اس کو واہی اور معتم کہا ہے اس سے چپ رہا اور حالانکہ اس کو ضعیف کہنے والے اکثر ہیں گنتی میں اور سخت تر ہیں مضبوطی میں اور قوی تر ہیں معرفت میں پہلوں سے اور رائج نزدیک میرے وہ چیز ہے جو صحیح میں ثابت ہو چکی ہے یعنی سودہ رضی اللہ عنہا اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے حذف کیا ہے اس زیادتی کو جان بوجھ کر اور زندہ رہیں ام سلمہ رضی اللہ عنہا یہاں تک کہ شہید ہوئیں وہ اور حسین بن علی رضی اللہ عنہما عاشورے کے دن سنہ ۶۱ میں۔ (فتح)

۴۶۸۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کبھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

۴۶۸۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ

ایک رات میں اپنی سب عورتوں پر گھومتے تھے اور حالانکہ آپ کی نویں تھیں۔

زُرَيْعٌ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ فِي لَيْلَةٍ

وَاحِدَةٍ وَلَمْ تَسْعَ نِسْوَةٌ.

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور وہ ظاہر ہے اس چیز میں کہ ترجمہ باندھا ساتھ اس کے یعنی مطابقت اس کی ترجمہ باب سے ظاہر ہے اور اتفاق ہے سب علماء کا اس پر کہ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے خاصہ سے ہے کہ آپ کو چار

نہ رکھتا ہو تو مطلوب اس سے یہ ہے کہ وہ نکاح نہ کرے اس واسطے کہ ارشاد کیا ہے اس کو حضرت ﷺ نے طرف اس چیز کے جو اس کے مخالف ہے اور اس کے باعثوں کو کمزور کرتی ہے اور بعض نے کہا کہ وہ اس کے حق میں مطلق مکروہ ہے اور تقسیم کیا ہے علماء نے مرد کو نکاح میں کئی قسموں پر اول وہ شخص ہے کہ اس کو غلبہ شہوت ہو اور وہ اس کے خرچ پر قادر ہو اور اپنے نفس پر زنا کا خوف کرنے والا ہو تو مستحب ہے واسطے اس کے نکاح نزدیک سب علماء کے اور حنبلیوں کی ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ واجب ہے اور ساتھ اس کے قائل ہے ابو عوانہ شافعیوں میں سے اور یہی قول ہے داؤد کا اور اس کے تابداروں کا اور کہا ابن حزم نے کہ جو جماع پر قادر ہو اس پر فرض ہے اگر پائے جو نکاح کرے ساتھ اس کے یا لوٹڈی پکڑے یہ کہ ایک دونوں میں سے کرے اور اگر اس سے عاجز ہو تو چاہیے کہ بہت روزے رکھے اور یہ قول ایک جماعت کا ہے سلف میں سے اور کہا ابن بطلان نے کہ جو نکاح کرنے کو واجب نہیں کہتا اس نے حجت پکڑی ہے ساتھ اس قول حضرت ﷺ کے کہ جو جماع کی طاقت نہ رکھتا ہو تو لازم ہے اس پر روزہ رکھنا کہا اس نے سو جب روزہ جو اس کا بدل ہے واجب نہ ہو تو اسی طرح اس کا مبدل بھی واجب نہ ہوگا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ امر ساتھ روزے کے مرتب ہے اوپر نہ ہونے طاقت کے اور نہیں محال ہے یہ کہ کہے قائل کہ میں نے تجھ پر ایسا واجب کیا اور اگر تو اس کی طاقت نہیں رکھتا تو میں تجھ کو ایسے امر کی طرف بلاتا ہوں اور مشہور احمد سے یہ ہے کہ نہیں واجب ہے واسطے قادر غلبہ شہوت والے کے مگر جب کہ خوف کرے گناہ کا اور کہا ماوردی نے کہ مذہب مالک رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ نکاح کرنا مستحب ہے اور کبھی واجب ہوتا ہے نزدیک ہمارے اس شخص کے حق میں جو نہ باز آئے زنا سے مگر ساتھ اس کے اور کہا قرطبی نے کہ اس وقت اس کے واجب ہونے میں کچھ اختلاف نہیں اور کہا ابن دقیق نے کہ واجب ٹھہرایا ہے اس کو بعض علماء نے اس وقت جب کہ گناہ سے خوف کرے اور نکاح پر قادر ہو اور لوٹڈی نہ مل سکے اور حرام ہے اس کے حق میں جو خلل ڈالے بیچ جماع اپنی بیوی کے اور خرچ کرنے کے باوجود نہ قدرت ہونے کے اوپر اس کے اور نہ غلبہ شہوت ہونے اس کے کی طرف اس کے اور مکروہ اس شخص کے حق میں ہے جس جگہ بیوی کو ضرر نہ ہو اور اگر منقطع ہو ساتھ اس کے کوئی چیز بندگی کے کاموں سے عبادت ہو یا علم کے ساتھ مشغول ہونا ہو تو سخت ہوتی ہے کراہت اور مستحب اس وقت ہے جب کہ حاصل ہو ساتھ اس کے معنی مقصود توڑنے شہوت کے سے اور بچانے نفس کے سے اور نگاہ رکھنے شرم گاہ کے سے اور مانند اس کے اور مباح اس وقت ہے جب کہ نہ باقی رہے کوئی باعث اور مانع اور بعض بدستور استحب پر رہے ہیں اس شخص کے حق میں جس کی یہ صفت ہو واسطے ظاہر حدیثوں کے جو وارد ہوئی ہیں بیچ اس کے، کہا عیاض نے کہ وہ مستحب ہے اس شخص کے حق میں جس نے نسل کی امید کی ہو اگرچہ اس کو جماع میں شہوت نہ ہو واسطے قول حضرت ﷺ کے فانی مکائثر بکھ اور واسطے ظواہر ترغیب کے اور اس طرح اس شخص کے حق میں جس کو عورتوں کے نفع اٹھانے کی رغبت ہو اور بہر حال جس کی نسل نہ ہو اور نہ اس کو

کرنے اس کے سے ساتھ سچ بولنے کے سچ قول اپنے کے کہ اس نے تجھ سے کہا تو استدراک کیا نفی صدق کو اس سے ساتھ صیغہ مبالغہ کے اور معنی یہ ہیں کہ اس نے تجھ سے اس بات میں سچ بولا باوجود اس کے کہ اس کی عادت ہمیشہ جھوٹ بولنا ہے اور یہ جو کہا کہ یہ شیطان ہے تو واقع ہوا ہے وکالت میں سچ اس جگہ کے ذاک الشیطان ساتھ لام کے اور لام اس میں واسطے جنس کے ہے یا عہد دہنی ہے اس واسطے کہ وارد ہوا ہے کہ ہر آدمی کے واسطے شیطان ہے جو اس کے ساتھ مقرر کیا گیا ہے یا لام بدل ہے ضمیر سے گویا کہ کہا کہ یہ تیرا شیطان ہے یا مراد وہ شیطان جو دوسری حدیث میں مذکور ہے کہ تیرے پاس شیطان نہیں آئے گا اور کہا طیبی نے کہ قول اس کا کہ تیرے نزدیک شیطان نہیں آئے گا مطلق ہے شائع ہے اس کے جنس میں اور دوسرا ایک فرد ہے اس جنس کے افراد میں سے اور یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے اور وہ یہ ہے جو کہ نماز کے باب میں گزر چکا ہے کہ باز ہے حضرت ﷺ شیطان کے پکڑنے سے بسبب دعا سلیمان علیہ السلام کے کہ انہوں نے کہا کہ الہی! دے مجھ کو ایسی بادشاہی کہ میرے بعد پھر ایسی کسی کو نہ ملے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے تابع کیا واسطے اس کے ہوا کو پھر فرمایا اور جنوں کو اور باب کی حدیث میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے شیطان کو پکڑا جس کو دیکھا اور چاہا کہ اس کو حضرت ﷺ کے پاس پکڑ کر لے جائے اور جواب اس کا یہ ہے کہ احتمال ہے کہ مراد وہ شیطان ہے جس کے باندھنے کا حضرت ﷺ نے ارادہ کیا اور وہ سردار ہے سب شیطانوں کا کہ لازم آتا ہے اس کے قابو کرنے سے قابو کرنا سب شیطانوں کا تو تشابہ ہو گا یہ اس وقت اس چیز کو کہ حاصل ہوئی واسطے سلیمان علیہ السلام کے تابع ہونے شیطانوں کے سے اور باندھنے ان کے سے اور مراد ساتھ شیطان کے باب کی حدیث میں یا خاص شیطان اس کا ہے جو ہر وقت اس کے ساتھ مقرر ہے اور یا کوئی اور ہے اس واسطے کہ اس کے قابو کرنے سے اور شیطانوں کا قابو ہونا لازم نہیں آتا یا جس شیطان کے باندھنے کا حضرت ﷺ نے ارادہ کیا تھا ظاہر ہوا تھا وہ واسطے آپ کے اپنی اصلی صورت میں جس پر پیدا ہوا اور اسی طرح سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں تھے اپنی اصلی صورت پر اور بہر حال جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے ظاہر ہوا تھا تو وہ آدمیوں کی صورت میں ظاہر ہوا تھا تو اس کے پکڑنے میں سلیمان علیہ السلام کی بادشاہی کی مشابہت نہ تھی اور علم اللہ کے نزدیک ہے۔ (فتح)

باب ہے سورۃ کہف کی فضیلت کے بیان میں۔

بَابُ فَضْلِ سُورَةِ الْكَهْفِ.

۴۶۲۵۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد سورۃ کہف پڑھتا تھا اور اس کے پاس گھوڑا دو رسیوں سے بندھا ہوا تھا تو اس کو ایک بدلی نے ڈھانک لیا تو وہ آہستہ آہستہ قریب ہونے لگی اور اس کا گھوڑا بدکنے لگا تو اس نے صبح کو یہ حال حضرت ﷺ سے کہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ

۴۶۲۵۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُورَةَ الْكَهْفِ وَإِلَى جَانِبِهِ حِصَانٌ مَرْبُوطٌ بِشَظْطَيْنِ فَتَفَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَذْنُو وَتَذْنُو



وَجَعَلَ فَرْسَهُ يَنْفِرُ فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ تِلْكَ السَّكِينَةُ نَزَلَتْ بِالْقُرْآنِ.

سکینت تھی جو قرآن پڑھنے کے سبب سے اتری۔

**فائدہ:** اور بہت جگہ وارد ہوا ہے لفظ سکینہ کا قرآن اور حدیث میں سے روایت کی ہے طبری وغیرہ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ وہ ایک ہوا ہے کہ اس کے واسطے منہ ہے مانند منہ آدمی کے اور بعض نے کہا کہ اس کے واسطے دوسرے بھی ہیں اور مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کا سر بلی کے سر کی مانند ہے اور ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کی آنکھ کے واسطے روشنی ہے اور سدی سے روایت ہے کہ یہ ایک طشت ہے سونے کا بہشت میں کہ اس میں پیغمبروں کے دل دھوئے جاتے ہیں اور ابو مالک سے روایت ہے کہ وہ طشت وہی ہے کہ ڈالا اس میں موسیٰ علیہ السلام نے تختیوں اور توراۃ اور عصا کو اور وہب بن منہ سے روایت ہے کہ وہ اللہ کی روح ہے اور ضحاک سے روایت ہے کہ وہ رحمت ہے اور اسی سے روایت ہے کہ وہ اطمینان دل کا ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے طبری نے اور بعض نے کہا کہ وہ طمانیت ہے اور بعض نے کہا کہ وہ وقار ہے اور بعض نے کہا کہ وہ فرشتے ہیں ذکر کیا ہے اس کو صنعانی نے اور ظاہر ہے کہ وہ محمول ہے ساتھ اشتراک کے ان سب معنوں پر جو معنی جس جگہ کے مناسب ہوگا اس پر محمول کیا جائے گا اور مناسب ساتھ حدیث باب کے پہلے معنی ہیں اور بہر حال قول اللہ تعالیٰ کا ﴿فَانْزِلْ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ﴾ اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ سوا احتمال رکھتا ہے پہلے معنی کا اور احتمال رکھتا ہے قول وہب اور ضحاک کے کا اور بہر حال قول اللہ تعالیٰ کا فیہ سکینۃ من ربکم سوا احتمال ہے کہ سدی اور ابو مالک کے معنی اس میں مراد ہوں اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ مختار یہ ہے کہ وہ ایک چیز ہے مخلوقات میں سے اس میں طمانیت اور رحمت ہے اور اس کے ساتھ فرشتے ہیں اور یہ جو کہا کہ ایک مرد سورہ کہف پڑھتا تھا تو بعض نے کہا کہ وہ اسید بن خفیر صحابی ہے چنانچہ خود اس کی حدیث تین باب کے بعد آئے گی لیکن اس میں ہے کہ وہ سورہ بقرہ پڑھتا تھا اور اس میں ہے کہ سورہ کہف پڑھتا تھا اور اس کا ظاہر تعدد ہے یعنی دو واقعہ کا ذکر ہے اور اسی طرح ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے واسطے بھی واقع ہوا ہے اور روایت کی ہے ابو داؤد نے طریق مرسل سے کہ کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ کیا آپ نے نہیں دیکھا ثابت بن قیس کو کہ آج رات کو اس کا گھر چراغوں سے روشن رہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا شاید اس نے سورہ بقرہ پڑھی ہوگی پھر اس سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ میں نے سورہ بقرہ پڑھی تھی اور احتمال ہے کہ اس نے دونوں سورتیں پڑھیں ہوں یا کچھ سورہ بقرہ سے پڑھا ہو اور کچھ سورہ کہف سے۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ سُورَةِ الْفَتْحِ. باب ہے سورہ فتح کی فضیلت میں۔

۴۶۲۶ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي ۳۲۲۶ - حضرت اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار

لَنَا نِسَاءً فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا نَسْتَحْصِي  
فَنَهَانَا عَنْ ذَلِكَ.

فائدہ: اور البتہ باریک بینی کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے بیچ استنباط کرنے حکم کے گویا کہتا ہے کہ جب حضرت ﷺ نے ان کو خفی ہونے سے منع کیا باوجود اس کے کہ ان کو عورتوں کی حاجت تھی اور باوجود اس کے کہ ان کے پاس کچھ نہ تھا جیسا کہ تصریح کی ہے ساتھ اس کے نفس اس حدیث میں اور ہر ایک کو ان میں سے کچھ قرآن ضرور یاد تھا تو متعین ہوا نکاح کر دینا ساتھ اس چیز کے کہ ساتھ ان کے ہے قرآن سے سو حکم ترجمہ کا سہل نبی ﷺ کی حدیث سے نص کے ساتھ ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کے ساتھ ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی معسر سے وہ شخص ہے جس کے پاس مال نہ ہو ساتھ دلیل قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کہ ہمارے پاس کچھ چیز نہ تھی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِأَخِيهِ انْظُرْ أَيَّ  
رَوْحَتِي شِئْتَ حَتَّى أَنْزِلَ لَكَ عَنْهَا  
رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ.  
مرد اپنے بھائی مسلمان سے کہے کہ دیکھ تو میری کس  
بیوی کو چاہتا ہے تاکہ میں اس سے تیرے واسطے اتروں  
یعنی اس کو طلاق دے دوں، روایت کیا ہے اس کو  
عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے۔

فائدہ: یہ باب لفظ حدیث عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کا ہے جو بیچ میں گزری۔

۴۶۸۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ  
سُفْيَانَ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ قَالَ سَمِعْتُ  
أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ  
عَوْفٍ فَأَخْبَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ  
وَعِنْدَ الْأَنْصَارِيِّ امْرَأَتَانِ فَعَرَضَ عَلَيْهِ أَنْ  
يُنَاصِفَهُ أَهْلَهُ وَمَالَهُ فَقَالَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي  
أَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلُونِي عَلَى السُّوقِ فَأَتَى  
السُّوقَ فَوَبَّحَ شَيْئًا مِنْ أَقِطٍ وَشَيْئًا مِنْ  
سَمْنٍ فَرَأَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بَعْدَ أَيَّامٍ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ  
مُهَيِّمُ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ فَقَالَ تَزَوَّجْتُ

۳۶۸۴ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمن بن  
عوف رضی اللہ عنہ مدینے میں آئے یعنی مکہ سے ہجرت کر کے  
حضرت ﷺ نے اس کو اور سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ کو آپس  
میں بھائی بنایا اور انصاری کی دو عورتیں تھیں سو اس نے اس  
کے آگے عرض کیا کہ اس کو آدھا اہل اور مال بانٹ دے سو  
اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تیرے اہل اور مال میں برکت دے  
مجھ کو بازار کی راہ بتلا سو وہ بازار میں آیا سو اس نے کچھ پیاز اور  
کچھ گھی نفع پایا تو حضرت ﷺ نے اس کو چن دنوں کے بعد  
دیکھا اور اس پر زردی کا نشان تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا  
کہ کیا حال ہے اے عبدالرحمن! یعنی اس زردی کا کیا سبب  
ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح  
کیا، حضرت ﷺ نے فرمایا تو نے اس کو کیا مہر دیا؟ اس نے

سے زیادہ عورتوں سے نکاح میں لانا اور جمع کرنا درست تھا اور اختلاف ہے کہ کیا زیادتی کے واسطے کوئی انتہا بھی ہے یا نہیں اور اس میں دلالت ہے تقسیم حضرت ﷺ پر واجب نہ تھی۔ (فتح)

وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ  
حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ  
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۶۸۱۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا کیا تو نے نکاح کیا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں کہا کہ نکاح کر اس واسطے کہ بہتر اس امت کا اکثر ہے از روئے عورتوں کے۔

۴۶۸۱ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ  
الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ رَقَبَةَ عَنْ  
طَلْحَةَ الْيَامِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ  
لِي ابْنُ عَبَّاسٍ هَلْ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ لَا قَالَ  
فَتَزَوَّجْ فَإِنَّ خَيْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَكْثَرُهَا نِسَاءً.

فائدہ: قید کی ساتھ اس امت کے تاکہ نکل جائیں سلیمان علیہ السلام کہ ان کی بہت عورتیں تھیں کما تقدم اور اسی طرح ان کے باپ داؤد علیہ السلام کی بھی بہت عورتیں تھیں اور ظاہر یہ ہے کہ مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ساتھ خیر کے حضرت ﷺ ہیں اور مراد ساتھ امت کے خاص اصحاب ہیں اور اشارہ کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ساتھ اس کے طرف اس بات کے کہ نکاح نہ کرنا مروج بات ہے اس واسطے کہ اگر رائج ہوتا تو نہ اختیار کرتے حضرت ﷺ غیر اس کے کو اور حضرت ﷺ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ سے سب لوگوں سے زیادہ ڈرتے تھے اور سب سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ جانتے تھے مگر تاہم بہت ہی نکاح کرتے تھے واسطے مصلحت پہنچانے ان احکام کے کہ نہیں اطلاع پاتے ان پر مرد اور واسطے ظاہر کرنے بڑے معجزے کے خرق عادت میں اس واسطے کہ اکثر اوقات نہ پاتے تھے جو پیٹ بھریں ساتھ اس کے اور اگر پاتے تو اکثر کو خیرات کر ڈالتے اور بہت روزے رکھتے اور طے کے روزے رکھتے اور باوجود اس کے ایک رات میں اپنی سب عورتوں پر گھومتے اور نہیں حاصل ہوتی ہے طاقت اس کی مگر ساتھ قوت بدن کے اور قوت بدن کی تابع ہے واسطے اس چیز کے کہ قائم ہو ساتھ اس کے بدن استعمال کرنے قوت دینے والی چیزوں کے کھانے اور پینے کے چیز سے اور وہ حضرت ﷺ کے پاس نہایت کم تھیں بلکہ معدوم تھیں اور واقع ہوا ہے شفا میں کہ عرب مدح کرتے تھے ساتھ بہت نکاح کرنے کے واسطے دلالت کرنے اس کے کی اوپر کمال مردی کے اور نہ مشغول کرنا آپ کو بہت ہونا ان کا اپنے رب کی عبادت سے بلکہ آپ کی عبادت اس سے زیادہ ہوئی واسطے بچانے ان کے اور قائم ہونے آپ کے کی ساتھ حقوق ان کے کی اور کسب کرنے آپ کے کی واسطے ان کے اور ہدایت کرنے آپ کے کی ان کو اور شاید مراد ساتھ تحصین کے بند کرنا آنکھ ان کی کا ہے اوپر آپ کے سونہ جھانکیں طرف غیر آپ کے برخلاف نہ خاوند والی عورت کے اس واسطے کہ غیفہ بھی طبع

ثُلُثُ الْقُرْآنِ. ضحاک مشرقی سے مندر۔

**فائدہ:** مراد یہ ہے کہ روایت ابراہیم نخعی کی ابوسعید سے منقطع ہے اور روایت ضحاک کی اس سے متصل ہے اور ابو عبد اللہ مذکورہ امام بخاری رحمہ اللہ ہے جو اس کتاب صحیح بخاری کا مصنف ہے اور شاید فربری نے خود یہ کلام اس سے نہیں سنی سوا اٹھایا اس کو ابو جعفر سے اس نے بخاری رحمہ اللہ سے یعنی نقل کیا ہے اس نے اس کلام کو بخاری رحمہ اللہ سے ساتھ واسطہ ابو جعفر امام بخاری رحمہ اللہ کا کاتب تھا ان کے واسطے حدیثوں کو نقل کرتا جاتا تھا اور ہر وقت ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے حال کو خوب پہنچاتا تھا اور تھا ان لوگوں میں سے جنہوں نے بخاری رحمہ اللہ سے بہت علم سیکھا اور البتہ ذکر کیے ہیں فربری نے ابو جعفر سے حج اور مظالم اور اعتصام میں بہت فائدے جن کو اس نے بخاری رحمہ اللہ سے نقل کیا اور لیا جاتا ہے اس کلام سے کہ بخاری رحمہ اللہ منقطع حدیث کو مرسل کہتا تھا اور متصل کو مسند بولتا تھا اور مشہور استعمال یہ ہے کہ مرسل اس کو کہتے ہیں کہ منسوب کرے اس کو تابعی طرف حضرت ﷺ کے اور مسند وہ ہے کہ منسوب کرے اس کو صحابی طرف حضرت ﷺ کے بشرطیکہ ظاہر اسناد کا اتصال ہو اور یہ دوسری قسم نہیں مخالف ہے اس چیز کو کہ مطلق چھوڑا اس کو مصنف نے اور یہ جو کہا کہ سورہ قتل ہو اللہ احد تہائی قرآن کے برابر ہے تو حمل کیا ہے اس کو بعض علماء نے اس کے ظاہر پر سو کہا یہ وہ تہائی ہے باعتبار معنوں قرآن کے اس واسطے کہ قرآن میں تین چیزیں ہیں احکام اور اخبار اور توحید اور البتہ شامل ہے یہ سورت تیسری قسم پر سو وہ اس اعتبار سے قرآن کی تہائی ہے اور مدد ملی جاتی ہے واسطے اس کے ساتھ اس چیز کے کہ روایت کی ہے ابو عبیدہ نے ابو درداء رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہا کہ حضرت ﷺ نے قرآن کو تین حصے کیا سوا قبل ہو اللہ احد کی سورت کو ایک حصہ ٹھہرایا اور کہا قرطبی نے کہ شامل ہے یہ سورت اوپر دو ناموں کے اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے جو بغل گیر ہیں تمام اوصاف کمال کو کہ وہ دونوں اس کے سوا کسی سورت میں نہیں پائے گئے اور وہ احد اور صمد ہیں اس واسطے کہ وہ دونوں دلالت کرتے ہیں اور ایک ہونے ذات پاک کے جو موصوف ہے ساتھ تمام اوصاف کمال کے اور اس کا بیان یوں ہے کہ اخذ خبر دیتا ہے ساتھ وجود خاص اس کے کی کہ نہیں شریک ہے اس میں اس کو کوئی اور صمد خبر دیتا ہے ساتھ تمام اوصاف کمال کے اس واسطے کہ اس کی طرف ختم ہوتی ہے سرداری اس کی سو ہوگا مرجع طلب کا اس سے اور طرف اس کے اور نہیں پورا ہوتا یہ اوپر وجہ تحقیق کے مگر واسطے اس شخص کے جو گھیرے تمام اوصاف کمال کو اور یہ نہیں لائق ہے مگر واسطے اللہ تعالیٰ کے سو جب شامل ہوئی یہ سورت اوپر پہچاننے ذات پاک کے تو ہوگی بہ نسبت تمام معرفت کے ساتھ صفات ذات کے اور صفات فعل کی تہائی اور محمول کیا ہے اس کو بعض نے اوپر حاصل کرنے ثواب کے سو کہا کہ اس کے تہائی قرآن ہونے کے معنی یہ ہیں کہ حاصل ہوتا ہے ثواب واسطے پڑھنے والے اس کے مثل ثواب اس شخص کے جو تہائی قرآن پڑھے اور بعض کہتے ہیں کہ مثل اس کی بغیر دو گنا ہونے کے اور یہ دعویٰ ہے بغیر دلیل کے اور تائید کرتی ہے اطلاق کو جو روایت کی ہے مسلم نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مانند حدیث ابو

سعید بن مسعودؓ کے اور اس میں ہے کہ قل هو اللہ احد تہائی قرآن کے برابر ہے اور نیز مسلم نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جمع ہو جاؤ کہ میں تم پر تہائی قرآن پڑھوں گا پھر حضرت عائشہؓ باہر تشریف لائے اور سورت قل هو اللہ احد پڑھی پھر فرمایا کہ خبردار ہو بے شک وہ تہائی قرآن کے برابر ہے اور ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ جس نے سورت قل هو اللہ احد پڑھی اس نے تہائی قرآن پڑھا اور جب یہ اپنے ظاہر پر محمول ہوا تو کیا وہ قرآن کی تہائی معین کے برابر ہے یا ہر تہائی کہ فرض کی جائے اس میں نظر ہے اور لازم آتا ہے دوسری وجہ پر کہ جو اس کو پڑھے تین بار تو ہوگا وہ مثل اس شخص کے جو کامل ختم پڑھے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جو شخص عمل کرے اس چیز کے کہ بغل گیر ہے اس کو یہ سورت اخلاص سے اور توحید سے تو ہوگا وہ مثل اس شخص کے کہ پڑھے تہائی قرآن کو اور دعویٰ کیا ہے بعض نے کہ یہ خاص ہے ساتھ اس شخص کے کہ جس کے حق میں حضرت عائشہؓ نے یہ حدیث فرمائی اور کہا ابن عبد البر نے کہ جس نے اس حدیث کی تاویل نہیں کی خلاصی پائی اس نے اس شخص سے کہ جواب دیا اس نے ساتھ رائے کے اور اس حدیث میں ثابت کرنا فضیلت قل هو اللہ احد کا ہے اور البتہ بعض علماء نے کہا کہ وہ مشابہ ہے کلمہ توحید کو واسطے اس چیز کے کہ شامل ہے اس پر جملوں سے جو ثابت کرنے والے ہیں اور نفی کرنے والے ہیں ساتھ زیادتی تعلیل کے اور منی نفی کے اس میں یہ ہیں کہ وہ خالق رازق ہے معبود ہے اس واسطے کہ نہیں کوئی اوپر اس کے جو اس کو منع کرے مانند باپ کے اور نہ اس کو اس میں کوئی برابر ہے مانند کفو کے اور نہ وہ شخص ہے کہ مدد کرے اس کو اوپر اس کے مثل بیٹے کے اور اس میں ڈالنا عالم کا ہے مسائل کو اپنے ساتھیوں پر اور استعمال لفظ کا غیر اس چیز میں کہ جلدی کرتا ہے فہم طرف اس کے اس واسطے کہ متبادر تہائی قرآن کے اطلاق سے یہ ہے کہ مراد تہائی سے تہائی جہم اس کی ہے جو لکھا ہوا ہے مثلاً اور البتہ ظاہر ہوا کہ یہ مراد نہیں۔

**تَنْبِيْهٌ:** روایت کی ہے ترمذی وغیرہ نے ابن عباسؓ سے بطور رفع کے کہ اذ انزلت کی سورت آدھے قرآن کے برابر ہے اور سورہ کافرون چوتھائی قرآن کے برابر ہے اور انسؓ سے روایت ہے کہ سورہ نصر بھی چوتھائی قرآن کے برابر ہے اور اسی طرح آیہ الکرسی بھی چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ (فتح)

**بَابُ فَضْلِ الْمُعَوَّذَاتِ.** باب ہے بیان میں ان سورتوں کے جن کے ابتدا میں

اعوذ کا لفظ ہے یعنی پناہ مانگی گئی ساتھ ان کے۔

**فائدہ:** مراد معوذات سے سورہ اخلاص اور سورہ فلق اور سورہ ناس ہیں میں نے باب الوفاۃ النبوٰیہ میں جائز رکھا تھا کہ جمع بیچ اس کے اس بنا پر ہے کہ ادنیٰ درجہ جمع کا دو ہیں پھر ظاہر ہوا اس باب کی حدیث سے کہ وہ ظاہر پر ہے اور یہ کہ مراد ساتھ معوذات کے یہ ہے کہ وہ تینوں سورتوں کو پڑھتے تھے اور ذکر سورہ قل هو اللہ احد کا ساتھ ان دونوں کے بطور تغلیب کے ہے واسطے اس چیز کے کہ شامل ہے وہ اوپر اس کے صفت رب کی سے اگرچہ اس میں صریح اعوذ کا

نہیں پاتا جس کے ساتھ عورتوں سے نکاح کروں تو حضرت ﷺ مجھ سے چپ رہے اور مجھ کو کچھ جواب نہ دیا پھر میں نے اسی طرح کہا پھر بھی حضرت ﷺ چپ رہے اور کچھ جواب نہ دیا پھر میں نے اسی طرح کہا پھر بھی حضرت ﷺ مجھ سے چپ رہے پھر میں نے اسی طرح کہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! خش ہو چکا قلم جس سے تو ملنے والا ہے سو خفی بن اس بات پر یا چھوڑ دے خفی ہونے کو۔

أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي رَجُلٌ شَابٌّ وَأَنَا أَحَافٌ عَلَى نَفْسِي الْعَنَتُ وَلَا أَجِدُ مَا أَتَزَوَّجُ بِهِ النِّسَاءَ فَسَكَتَ عَنِّي ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذَلِكَ فَسَكَتَ عَنِّي ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَا قِيَّ فَاخْتَصِمِ عَلَى ذَلِكَ أَوْ ذَرِّ

فائدہ: یعنی جو تیری قسمت میں ہونا ہے سو قلم تقدیر اس کو لکھ چکا تیرا خیال بے فائدہ ہے تقدیر کے آگے کچھ تدبیر نہیں چلتی قلم خشک ہو چکا یعنی تمام ہو چکا مقدر ساتھ اس چیز کے کہ لکھی گئی لوح محفوظ میں سو باقی رہا قلم جس کے ساتھ لکھا گیا خشک اس میں سیاہی نہیں عیاض نے کہا کہ لکھنا اللہ کا اور اس کی لوح اور اس کا قلم اس کے غیب کے علم سے ہے جس کے ساتھ ہم ایمان لائے ہیں اور اس کے علم کو اللہ کے سپرد کرتے ہیں اور یہ جو کہا کہ اس پر خفی بن یا اس کو چھوڑ دے تو اس کے معنی یہ ہیں سو کر جو تو نے ذکر کیا یا اس کو چھوڑ دے اور پیروی کر اس کی جو میں نے تجھ کو حکم دیا اور نہیں ہے امر اس میں واسطے طلب فعل کے بلکہ وہ تہدید کے واسطے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿قَالَ الْحَقُّ مَنْ رَبُّكُمْ﴾ فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر اور معنی اس کے یہ ہیں کہ اگر تو کرے یا نہ کرے سو ضروری ہے جاری ہونا تقدیر کا اور نہیں ہے اس میں تعرض واسطے حکم خفی ہونے کے اور محصل جواب کا یہ ہے کہ سب کام اللہ کی تقدیر سے ہیں جو ازل میں لکھے گئے سو خفی ہونا اور نہ ہونا برابر ہے اس واسطے کہ جو مقدر ہو چکا ہے وہ ضرور واقع ہونے والا ہے اور قول اس کا علی ذلک وہ متعلق ہے ساتھ مقدر کے یعنی خفی ہو حال بلندی چاہنے کے علم پر کہ ہر چیز اللہ کی قضا اور قدر سے ہے اور نہیں ہے یہ اذن خفی ہونے میں بلکہ اس میں اشارہ ہے طرف منع کرنے کے اس سے گویا کہ فرمایا کہ جب تو نے جانا کہ ہر چیز اللہ کی تقدیر سے ہے تو نہیں ہے کوئی فائدہ خفی ہونے میں اور پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو اس سے منع کیا جب کہ اس نے آپ سے اجازت مانگی اور اس کا مرنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہجرت کرنے سے بہت مدت پہلے تھا اور روایت کی ہے طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے مجرہ ہونے کا گلہ کیا سو اس نے کہا کہ کیا ہم خفی نہ ہو جائیں؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہم میں سے جو خفی ہو یا خفی کرے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خفی ہونا برا ہے وقد تقدم ما فيه اور یہ کہ تقدیر جب جاری ہو چکی تو حیلے کچھ فائدہ نہیں دیتے اور یہ کہ جائز ہے شکایت کرنا شخص کا آگے بڑے کے جو واقع ہو

انصاریۃ قَالَ فَمَا سُقَّتْ إِلَيْهَا قَالَ وَزَنَ نَوَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ أَوْلَهُمْ وَلَوْ بِشَاةٍ۔  
 کہا کہ گھٹلی کے برابر سونا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری ہی سہی۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ دیکھ تو میری دونوں عورتوں میں سے کس کو پسند کرتا ہے؟ سو اس کا نام لے کر میں اس کو طلاق دوں سو جب اس کی عدت گزر جائے تو اس سے نکاح کر لینا اور اس حدیث میں وہ چیز ہے کہ تھے اصحاب اوپر اس کے اختیار غیر کے سے اوپر اپنے یہاں تک کہ اپنی جان اور اہل سے اور اس میں جائز ہونا نظر مرد کا ہے طرف عورت کے وقت ارادے نکاح کرنے کے اس سے اور جائز ہے وعدہ کرنا ساتھ طلاق عورت کے اور ساقط ہونا غیرت کا بیچ اس کے اور دور رکھنا مرد کو اپنے نفس کو اس چیز سے کہ خرچ کرے وہ واسطے اس کے اس قسم سے اور رائج ہونا کسب بنفسہ کا ساتھ تجارت کے یا کسی اور پیشے کے اور اس میں تجارت کرنا بزرگوں کا ہے خود اپنے ہاتھ سے باوجود میسر ہونے اس شخص کے کہ ان کو کفایت کرے وکیل وغیرہ سے اور ایک روایت میں ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے زمانے میں تجارت کے واسطے بصرہ کو گئے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّبْتُلِ وَالْخِصَاءِ۔  
 جو مکروہ ہے ترک کرنے نکاح کے سے اور  
 خفی ہونے سے۔

فائدہ: مراد ساتھ تجمل کے اس جگہ ترک کرنا نکاح کا ہے اوپر اس کے جو اس کے تابع ہے ملازمت سے طرف عبادت کے اور بہر حال مامور اللہ کے اس قول میں ﴿وَتَبْتُلُ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا﴾ سوالبتہ تفسیر کیا ہے اس کو مجاہد رحمہ اللہ نے سو کہا کہ اخلاص کرو واسطے اس کے اخلاص کرنا اور یہ تفسیر بالمعنی ہیں نہیں تو اصل میں معنی تجمل کے منقطع ہونا ہے اور یہ جو کہا کہ جو مکروہ ہے تجمل اور خفی ہونے سے تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ جو مکروہ ہے تجمل سے وہی ہے جو پہنچائے طرف سخت پرہیزگاری کے اور حرام کرنے اس چیز کے جو اللہ نے حلال کی اور تجمل اصل میں مکروہ نہیں اور معطوف کیا ہے خفی ہونے کو اوپر اس کے اس واسطے کہ بعض اس کا جائز ہے اس حیوان میں جس کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ (فتح)

۶۶۸۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا  
 إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ سَمِعَ  
 سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ  
 أَبِي وَقَاصٍ يَقُولُ رَدَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ  
 التَّبْتُلَ وَلَوْ أَدِنَ لَهُ لَا خِصَصْنَا۔  
 حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا  
 کہ حضرت ﷺ نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو تجمل کی  
 اجازت دی یعنی بلکہ اس کو منع کیا اور اگر حضرت ﷺ اس کو  
 اجازت دیتے تو ہم خفی ہو جاتے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ  
 حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

وَحَدَّثَنِي هَذَا الْحَدِيثُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ  
خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ  
أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ.

دیکھتا حضرت ﷺ نے فرمایا تو جانتا ہے کہ وہ بدلی کیا  
چیز تھی؟ انہوں نے کہا نہیں! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ  
وہ فرشتے تھے تیرے قرآن پڑھنے کی آواز سننے کو قریب  
ہوئے تھے اور اگر تو پڑھے جاتا تو فجر کو لوگ فرشتوں کو  
دیکھتے فرشتے ان سے نہ چھپتے۔

**فائدہ:** یہ جو کہا کہ وہ رات کو سورہ بقرہ پڑھتا تھا تو ایک روایت میں ہے کہ جس حالت میں ایک سورت کو پڑھتا تھا سو  
جب میں اس کے اخیر تک پہنچا تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اس نے جس سورت کو شروع کیا تھا اس کو ختم کیا اور ایک  
روایت میں ہے کہ وہ اس مکان میں تھا جس میں کھجوریں تھیں اور یہ جو کہا کہ پڑھ اے خضر کے بیٹے! یعنی تجھ کو لائق تھا  
کہ تو بدستور اس کو پڑھے جاتا اور نہیں ہے یہ امر واسطے اس کے ساتھ پڑھنے کے بیچ حالت بیان کرنے اس حال کے  
اور گویا کہ حاضر کیا حضرت ﷺ نے سورت حال کو سو ہو گیا وہ گویا کہ حاضر ہے نزدیک اس کے جب کہ اس نے دیکھا  
جو دیکھا سو گویا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بدستور کو پڑھے جاتا کہ ہمیشہ رہے واسطے تیرے برکت ساتھ اترنے  
فرشتوں کے اور سننے ان کے کی واسطے قرأت تیری کے اور اسید رضی اللہ عنہ نے اس کو سمجھا جو جواب دیا ساتھ عذر اپنے کے بیچ  
قطع کرنے قرأت کے اور وہ قول اس کا ہے کہ میں ڈرا کہ کہیں لڑکے کو کچل نہ ڈالے یعنی میں ڈرا کہ اگر میں بدستور رہا  
تو کہیں گھوڑا میرے لڑکے کو کچل نہ ڈالے اور دلالت کرتا ہے سیاق حدیث کا اوپر محافظت کرنے اسید کے اوپر خشوع  
اپنے کے اپنی نماز میں اس واسطے کہ جب اول گھوڑا بدکا تو اسی وقت اس کو ممکن تھا کہ اپنے سر کو اٹھاتا اور شاید اس کو نہی  
کی حدیث پہنچی ہوگی کہ نمازی نماز کی حالت میں اپنے سر کو آسمان کی طرف نہ اٹھائے سو نہ اٹھایا اس نے اپنے سر کو  
یہاں تک کہ سخت ہوئی ساتھ اس کے ہمہ اور احتمال ہے کہ اس نے نماز تمام کرنے کے بعد اپنے سر کو آسمان کی طرف  
اٹھایا ہو اسی واسطے دراز ہوا ساتھ اس کے یہی حال تین بار اور یہ جو کہا کہ فرشتے تیری آواز کو سننے کے واسطے قریب  
ہوئے تھے تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پڑھ اے اسید کے تجھ کو داؤد علیہ السلام کے لوگوں سے  
بانسری ملی اور اس زیادتی میں اشارہ ہے طرف باعث کے اوپر سننے فرشتوں کے قرأت اس کی کو اور ایک روایت میں  
ہے کہ اگر تو صبح تک پڑھے جاتا تو عجب چیزیں دیکھتا کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے  
دیکھنا احاد امت کا فرشتوں کو اور یہ صحیح ہے لیکن جو ظاہر ہوتا ہے قید کرنا ہے ساتھ نیک بخت یا خوش آواز وغیرہ کے اور  
اس حدیث میں فضیلت ہے قرأت کی اور یہ کہ وہ سبب ہے اترنے رحمت کے کا اور حاضر ہونے فرشتوں کے کا۔ میں  
کہتا ہوں کہ حکم مذکور عام ہے دلیل سے سو جو روایت میں ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پیدا ہوا ہے قرأت خاص سے  
صورت خاص سے ساتھ صفت خاص کے اور احتمال ہے خصوصیت سے جو مذکور نہیں ہوا تو اگر ہوتا اطلاق پر تو حاصل ہوتا



اواسطے ہر قاری کے اور البتہ اشارہ کیا بیچ آخر اس حدیث کے ساتھ قول اپنے کے کہ فرشتے ان سے نہ جھپٹے طرف اس بات کے کہ فرشتے واسطے استغراق ان کے کی قرآن کے سننے میں بدستور رہتے نہ پوشیدہ ہونے میں کہ ان کے شان سے پوشیدہ ہونا ہے اور اس میں فضیلت ہے واسطے اُسید بن حنظلہؓ کے اور فضیلت پڑھنے سورہ بقرہ کے رات کی نماز میں اور فضیلت عاجزی کرنے کی نماز میں اور یہ کہ مشغول ہونا کسی کام میں دنیا کے کاموں سے اگرچہ مباح ہو بھی فوت کرتا ہے بہت نیکی کو پس کیا حال ہے جب کہ مشغول ہوا ایسے کام میں جو مباح نہ ہو۔

بَابُ مَنْ قَالَ لَمْ يَتْرِكِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَتَيْنِ. باب ہے بیان میں اس شخص کے جو کہتا ہے کہ نہیں چھوڑا حضرت ﷺ نے کچھ مگر جو دو تختیوں کے درمیان ہے۔

فائدہ: یعنی جو مصحف میں ہے اور یہ مراد نہیں کہ چھوڑا حضرت ﷺ نے قرآن کو مجموع درمیان دو تختیوں کے اس واسطے کہ یہ مخالف ہے اس چیز کو جو پہلے گزر چکی ہے جمع کرنے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سے پھر عثمان رضی اللہ عنہ کے سے اور غرض اس باب سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ بہت قرآن جاتا رہا واسطے جاتے رہنے حاملوں اس کے اور وہ ایک چیز ہے جو رافضیوں نے از خود پیدا کی ہے واسطے صحیح کرنے دعوے اپنے کے کہ تمہیں کرنا اور امامت علی رضی اللہ عنہ کے اور مستحق ہونے ان کے خلافت کو وقت فوت ہونے حضرت ﷺ کے تھا ثابت بیچ قرآن کے اور یہ کہ اصحاب نے اس کو چھپا ڈالا اور یہ دعویٰ باطل ہے اس واسطے کہ نہیں چھپایا انہوں نے مثل اس حدیث کے کہ تو میرے نزدیک بجائے ہارون علیہ السلام کے ہے موسیٰ علیہ السلام سے اور سوائے اس کے ظاہر حدیثوں سے کہ استدلال کرتا ہے کبھی ساتھ ان کے جو دعویٰ کرتا ہے خلافت ان کی کا جیسے نہ چھپایا انہوں نے جو اس کے معارض ہے یا خاص کیا جائے گا عموم اس کا یا مقید کیا جائے گا مطلق اس کا اور البتہ باریک بینی کی ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے بیچ استدلال کرنے کے رافضیوں پر ساتھ اس چیز کے کہ روایت کیا ہے اس کو ان کے ایک امام نے جس کی امامت کا دعویٰ کرتے ہیں اور وہ محمد بن حنفیہ ہے اور وہ بیٹا ہے علی رضی اللہ عنہ کا سوا اگر ہوتی اس جگہ کوئی چیز جو متعلق ہے ساتھ باپ اس کے تو ہوتے وہ لائق تر سب لوگوں میں ساتھ اطلاع کے اوپر اس کے اور اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی اس واسطے کہ وہ علی رضی اللہ عنہ کے چچیرے بھائی ہیں اور سب لوگوں سے زیادہ ان کے ساتھ رہتے تھے اور ان کو ان کے حال پر زیادہ اطلاع تھی۔ (فتح)

۶۲۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سَفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَشَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَ لَهُ شَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ أَتَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۳۶۳۱ - حضرت عبدالعزیز سے روایت ہے کہ میں اور شداد بن معقل دونوں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گئے تو شداد نے ان سے کہا کہ کیا حضرت ﷺ نے کوئی چیز چھوڑی؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں چھوڑا حضرت ﷺ نے کچھ مگر جو دو تختیوں کے درمیان ہے یعنی حضرت ﷺ نے قرآن کے سوا

کچھ نہیں چھوڑا، عبدالعزیز نے کہا کہ پھر ہم محمد بن حنفیہ کے پاس گئے سو ہم نے ان سے پوچھا کہ حضرت ﷺ نے کچھ چھوڑا؟ انہوں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے کچھ نہیں چھوڑا مگر جو دو تختیوں کے درمیان ہے۔

مِنْ شَيْءٍ قَالَ مَا تَرَكَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفْتَيْنِ  
قَالَ وَدَخَلْنَا عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنْفِيَّةِ  
فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ مَا تَرَكَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفْتَيْنِ.

**فائدہ:** واقع ہوا ہے نزدیک اسماعیلی کے کہ نہیں چھوڑا حضرت ﷺ نے کچھ مگر جو اس قرآن میں ہے یعنی نہیں چھوڑا قرآن سے جو پڑھا جاتا ہے مگر جو داخل ہے اس مصحف میں جو لوگوں کے ہاتھ میں موجود ہے اور نہیں وارد ہوتا اس پر جو پہلے گزرا علی رضی اللہ عنہ سے کہ نہیں ہمارے پاس مگر اللہ کی کتاب اور جو اس کاغذ میں ہے اس واسطے کہ مراد علی رضی اللہ عنہ کی وہ احکام ہیں جن کو انہوں نے حضرت ﷺ سے لکھا اور نہیں نفی کی اس کی کہ ہوں ان کے پاس اور احکام جن کو انہوں نے نہیں لکھا تھا اور بہر حال جواب ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن حنفیہ کا سوان کی مراد تو صرف وہ قرآن ہے جو پڑھا جاتا ہے یا مراد اس قسم سے ہے جو امامت کے ساتھ متعلق ہے یعنی نہیں چھوڑی کچھ چیز جو امامت کے متعلق ہو مگر وہ چیز جو لوگوں کے ہاتھ میں ہے اور تائید کرتا ہے اس کو جو ثابت ہو چکا ہے ایک جماعت اصحاب سے ذکر بہت چیزوں کے سے جو قرآن میں اتریں پھر ان کی تلاوت منسوخ ہوئی اور ان کا حکم باقی رہا یا نہ باقی رہا مثل حدیث عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت جب حرام کاری کریں تو ان دونوں کو سنگسار کرو اور مثل حدیث انس رضی اللہ عنہ کے بیچ قصے قاریوں کے جو بر معونہ میں مارے گئے کہا سو اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں قرآن اتارا بلغوا عنا قومنا انا قد لقینا ربنا یعنی ہماری قوم کو ہماری طرف سے خبر پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے ملے اور مثل حدیث ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے کہ سورہ احزاب سورہ بقرہ کے برابر تھی اور حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ کی کہ نہیں پڑھتے براۃ کی چوتھائی کو اور یہ سب صحیح حدیثیں ہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ مکروہ جانتے تھے کہ کوئی مرو کہے کہ میں نے سارا قرآن پڑھا اور کہتے تھے کہ اس میں سے بعض قرآن منسوخ ہوا اور نہیں ان میں کوئی چیز جو باب کی حدیث کے معارض ہو اس واسطے کہ یہ سب قرآن اس قسم سے ہے کہ منسوخ ہوئی تلاوت اس کی حضرت ﷺ کی زندگی میں۔ (فتح)

**بَابُ فَضْلِ الْقُرْآنِ عَلَى سَائِرِ الْكَلَامِ.** باب ہے قرآن کو سب کلاموں پر فضیلت کے بیان میں  
**فائدہ:** یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے کہ روایت کیا ہے اس کے معنی کو ترمذی نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کہتا ہے کہ جس شخص کو قرآن کے شغل نے میرے ذکر سے اور میرے سوال سے باز رکھا تو میں دیتا ہوں اس کو افضل اس چیز سے جو دیتا ہوں مانگنے والوں کو اور قرآن کی فضیلت تمام کلاموں پر جیسے اللہ تعالیٰ کو فضیلت ہے اپنی تمام مخلوق پر اور اس کے راوی معتبر ہیں مگر عطیہ کہ اس میں ضعف ہے اور ابن عدی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ کی کلام کی فضیلت تمام کلاموں پر جیسے اللہ تعالیٰ کی فضیلت اپنی مخلوق پر اور اس کی سند میں بھی

ایک راوی ضعیف ہے۔ (فتح)

۴۶۲۲ - حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ أَبُو خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَامٌ حَدَّثَنَا قَنَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَأَلَّا تُرْجَى طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ وَالَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَأَلَّتُمُورَةٌ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيحٌ لَهَا وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرِّيحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحُظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَلَا رِيحٌ لَهَا.

۴۶۲۲ - حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس ایماندار کی مثل کہ قرآن پڑھا کرتا ہے ترنج یعنی میٹھے لیموں کی مثل ہے کہ اس کی بو بھی اچھی اور اس کا مزہ بھی اچھا اور اس ایماندار کی مثل جو قرآن کو نہیں پڑھا کرتا چھوہارے کی سی مثل ہے کہ اس کا مزہ اچھا ہے اور اس میں بو نہیں اور اس گنہگار کی مثل جو قرآن پڑھا کرتا ہے وہ نیاز بو کی سی مثل ہے کہ اس کی بو اچھی ہے اور اس کا مزہ کڑوا ہے اور اس فاجر کی مثل جو قرآن کو نہیں پڑھتا اندر رائن کے پھل کی سی مثل ہے کہ اس میں بو نہیں اور اس کا مزہ کڑوا ہے۔

فائدہ: بعض نے کہا کہ خاص کی گئی صفت ایمان کی ساتھ مزے کے اور صفت تلاوت کی ساتھ بو کے اس واسطے کہ ایمان لازم تر ہے واسطے ایماندار کے قرآن سے اس واسطے کہ ممکن ہے حاصل ہونا ایمان کا قرأت کے بغیر اور اسی طرح مزہ لازم ہے واسطے جوہر کے بو سے سوا البتہ کبھی بو جاتی رہتی ہے اور اس کا مزہ باقی رہتا ہے پھر کہا گیا کہ حکمت بیچ خاص کرنے ترنج کے ساتھ تمثیل کے سوائے اور کسی میوے کے جو جامع ہوتا ہے اچھے مزے اور اچھی بو کو مانند سیب اور ناشپاتی کے اس واسطے کہ دوا کی جاتی ہے ساتھ اس کے چھلکے کے اور وہ مفرح ہوتا ہے ساتھ خاصیت کے اور نکالا جاتا ہے تیل اس کے دانوں سے کہ اس میں بہت منافع ہیں اور اس کے واسطے اور بھی بہت فائدے ہیں جو مفردات میں مذکور ہیں اور یہ جو کہا کہ اس ایماندار کی مثل جو قرآن کو پڑھتا ہے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور اس کے ساتھ عمل کرتا ہے اور یہ زیادتی تفسیر کرتی ہے مراد کو اور یہ کہ تمثیل واقع ہوئی ہے ساتھ اس شخص کے جو قرآن کو پڑھے اور نہ مخالفت کرے اس چیز کی کہ شامل ہے اس پر قرآن امر اور نہی سے نہ مطلق تلاوت اور اگر کہا جائے کہ اگر اس طرح ہوتا تو تقسیم بہت ہو جاتی مثل اس کے کہ کہا جاتا کہ جو پڑھے اور اس پر عمل کرے اور عکس اس کا جو عمل کرے اور نہ پڑھے اور عکس اس کا اور یہ چاروں قسم ممکن ہیں غیر منافق میں اور بہر حال منافق سوا اس کے واسطے فقط دو ہی قسمیں ہیں اس واسطے کہ نہیں اعتبار واسطے عمل اس کے کی جب کہ ہونفاق اس کا نفاق کفر کا اور گویا کہ جواب اس کا یہ ہے کہ دو قسمیں تمثیل سے حذف کی گئیں ہیں ایک وہ جو پڑھتا ہے اور نہیں عمل کرتا ساتھ اس کے دوسرے وہ جو نہ

پڑھتا ہے اور نہ عمل کرتا ہے اور یہ دونوں قسم مشابہ ہیں ساتھ حال منافق کے پس ممکن ہے تشبیہ اول قسم کی ساتھ ریحانہ کے اور دوسری قسم کے ساتھ پھل اندرائن کے سوا کثفا کیا ساتھ ذکر منافق کے اور دوسری دونوں قسمیں مذکور ہیں اور اس حدیث میں فضیلت ہے حال قرآن کی اور بیان کرنا مثل کا ہے واسطے قریب کرنے کے طرف فہم کے اور یہ کہ مقصود قرآن کی تلاوت سے عمل کرنا ہے ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرے اوپر اس کے۔ (فتح)

۶۲۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أَجَلُكُمْ فِي أَجَلٍ مَنْ خَلَا مِنَ الْأَمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَمَغْرِبِ الشَّمْسِ وَمِثْلُكُمْ وَمِثْلُ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَلًا فَقَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيَرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُودُ فَقَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى الْعَصْرِ عَلَى قِيَرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارَى ثُمَّ أَنْتُمْ تَعْمَلُونَ مِنَ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ بِقِيَرَاطَيْنِ قِيَرَاطَيْنِ قَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ عُمَلًا وَأَقَلَّ عَطَاءً قَالَ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ قَالُوا لَا قَالَ فَذَلِكَ فَضْلِي أُوتِيَهُ مَنْ شِئْتُ.

۳۶۳۳ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کوئی مثل نہیں ہو سکتی کہ عمر اور مدت تمہاری اے مسلمانوں اگلی امتوں کی عمر اور مدت کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے کہ عصر کی نماز سے شام تک یعنی اگلی امتوں کی زندگی زیادہ تھی جیسے صبح سے عصر تک اور مسلمانوں کی عمر کم ہے جیسے عصر سے شام تک اور نہیں ہے مثل تمہاری اے مسلمانوں مثل یہود اور نصاریٰ کے مگر جیسے مثل اس مرد کی جس نے مزدور ٹھہرائے سو اس نے کہا کہ کون ہے جو میرا کام کرے صبح سے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر سو کام کیا یہود نے دوپہر تک پھر اس مرد نے کہا کہ کون ایسا ہے جو میرا کام کرے دوپہر سے عصر تک سو کام کیا نصاریٰ نے پھر تم اے مسلمانوں عمل کرتے ہو عصر سے شام تک دو دو قیراط پر تو یہود اور نصاریٰ قیامت میں کہیں گے کہ ہم کام میں تو زیادہ ہیں اور مزدوری میں کم یعنی یہ عجیب بات ہے کہ کام بہت اور اجرت کم، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جو مزدوری کہ ٹھہر گئی تھی اس سے کچھ کم کر دیا؟ کہیں گے نہیں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا سو یہ یعنی دگنی مزدوری دینا میرا فضل ہے جس کو چاہوں اس کو دوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے اور مطابقت حدیث اول کی واسطے ترجمہ قرآن پڑھنے والے کی فضیلت ثابت ہونے کی جہت سے ہے پس لازم آتا ہے اس سے کہ قرآن کو فضیلت ہے سب کلاموں پر جیسے کہ فضیلت دی گئی ترنخ کو تمام میوؤں پر اور مناسبت حدیث دوسری کی اس جہت سے ہے کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس امت کو اور امتوں پر فضیلت ہے اور ثابت ہونا فضیلت کا واسطے اس کے بسبب اس چیز کے ہے کہ ثابت

ہو چکی ہے فضیلت کتاب اس کی سے جس کے ساتھ ان کو عمل کرنے کا حکم ہوا۔ (فتح)

بَابُ الْوَصِيَّةِ بِكِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ۔  
 ۴۶۲۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا  
 مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ قَالَ سَأَلْتُ  
 عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى أَوْصَى النَّبِيُّ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا فَقُلْتُ كَيْفَ  
 كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ أُمِرُوا بِهَا وَلَمْ  
 يُوصَ قَالَ أَوْصَى بِكِتَابِ اللَّهِ۔  
 باب ہے بیچ بیان وصیت کرنے کے ساتھ قرآن کے۔  
 ۴۶۲۴۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عبد اللہ  
 بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت ﷺ نے وصیت کی  
 ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں تو میں نے کہا کہ پھر لوگوں پر وصیت  
 کس طرح لکھی گئی یا کس طرح حکم ہوا ان کو وصیت کا اور  
 حالانکہ حضرت ﷺ نے وصیت نہیں کی؟ اس نے کہا کہ  
 وصیت کی ساتھ کتاب اللہ کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الوصایا میں گزر چکی ہے اور یہ جو اس نے پہلے کہا کہ وصیت نہیں کی اور پھر اخیر  
 میں کہا کہ کتاب اللہ کے ساتھ وصیت کی تو ان دونوں اقوال میں ظاہر مخالفت ہے اور جواب یہ ہے کہ ان دونوں  
 کے درمیان مخالفت نہیں اس واسطے کہ نفی کی ہے اس نے اس چیز کی کہ متعلق ہے ساتھ خلاف کے اور مانند اس کے کہ  
 نہ مطلق وصیت اور کتاب اللہ کے ساتھ وصیت کرنے سے مراد اس کی نگہبانی کرنی ہے ظاہر میں اور باطن میں پس  
 تعظیم کی جائے اس کی اور حفاظت کی جائے اور نہ سفر کیا جائے ساتھ اس کے طرف زمین دشمن کے اور پیروی کی  
 جائے اس کی جو اس میں ہے سو عمل کیا جائے ساتھ حکموں اس کے کی اور پرہیز کی جائے اس کی منع کی چیزوں سے  
 اور ہمیشگی کی جائے اس کی تلاوت پر اور اس کے سیکھنے پر اور سکھانے پر۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ۔  
 فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے جس کو بخاری رحمہ اللہ نے احکام میں روایت کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جو قرآن کے ساتھ بے پرواہ نہ ہو۔  
 وَقَوْلُهُ تَعَالَى ﴿أَوْ لَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَى عَلَيْهِمْ﴾۔  
 یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا نہ کفایت کرتا ان کو یہ  
 کہ بے شک ہم نے تجھ پر کتاب اتاری جو ان پر پڑھی  
 جاتی ہے۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس آیت کے طرف ترجیح تفسیر ابن عیینہ کے کہ مراد متغنی سے یہ ہے  
 کہ بے پرواہ ہوئے کما سیاتی فی هذا الباب عنہ اور البتہ بیان کیا ہے اسحاق بن راہویہ نے یہ ابن عیینہ سے  
 کہ وہ استغناء خاص ہے اور اسی طرح کہا احمد نے وکیع سے کہ استغناء کیا جاتا ہے ساتھ اس کے پہلی امتوں کی خبروں  
 سے اور البتہ روایت کی ہے طبری نے یحییٰ بن جعدہ سے کہ بعض مسلمان کچھ کتابیں لائے اور البتہ لکھا تھا انہوں نے

بچ ان کے جو سنا تھا یہود سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کفایت کرتی ہے قوم کو گمراہی یہ کہ منہ پھیریں اس چیز سے کہ لایا ان کے پاس پیغمبران کا اور رغبت کریں اس چیز کی طرف کہ لایا ہے غیر اس کا طرف غیر ان کے تو یہ آیت اتری کیا نہیں کافی ہے ان کو یہ کہ کتاب اتاری ہم نے اوپر تیرے جو پڑھی جاتی ہے اوپر ان کے اور البتہ پوشیدہ رہی ہے وجہ مناسبت اس آیت کی بہت لوگوں پر مانند ابن کثیر وغیرہ کے سوا اس نے کہا اس آیت کے ذکر کرنے کی کوئی وجہ نہیں علاوہ اس کے ابن بطال نے باوجود محقق ہونے کے اشارہ کیا ہے طرف مناسبت کے کہا کہ مراد ساتھ آیت کے استغناء اور بے پرواہ ہونا ہے اگلی امتوں کی خبروں سے اور نہیں مراد ہے وہ استغناء جو ضد ہے فقر کی کہا اس نے اور بخاری رحمہ اللہ جو اس آیت کو ترجمہ کے پیچھے لایا ہے تو یہ دلالت کرتا ہے کہ اس کا مذہب بھی یہی ہے اور کہا ابن تین نے سمجھا جاتا ہے ترجمہ سے کہ مراد ساتھ تقنی کے استغناء ہے اس واسطے کہ پیچھے لایا ہے وہ آیت کو جو بغل گیر ہے انکار کو اس شخص پر جو نہ بے پرواہ ہو ساتھ قرآن کے غیر اس کے کی سے پس حمل کرنا اس کا اوپر کفایت کرنے کے ساتھ اس کے اور نہ محتاج ہونے کے طرف غیر اس کے اور حمل کرنا اس کا اوپر ضد فقر کے مجملہ اس کے ہے۔ (فتح)

۴۶۳۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے کسی پیغمبر کی قرأت رضا مندی سے نہیں سنی پیغمبر ﷺ کی قرأت کے برابر جب کہ پیغمبر ﷺ خوش آوازی سے قرآن پڑھے اور ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی یعنی عبدالحمید بن عبدالرحمن نے کہا کہ مراد تنغی سے یہ ہے کہ قرآن کو پکار کر پڑھے۔

۴۶۳۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عَقِيلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا يَأْذُنُ اللَّهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ وَقَالَ صَاحِبٌ لَهُ يُرِيدُ يَجْهَرُ بِهِ.

فائدہ: اور ظاہر اس کا اللہ کے حق میں مراد نہیں بلکہ مراد ساتھ اس کے اللہ کے حق میں اکرام قاری کا ہے اور بہت کرنا ثواب اس کے کا اس واسطے کہ یہی ہے شمرہ سننے کا اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز رضا مندی سے نہیں سنی، الخ۔ (فتح)

۴۶۳۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے کوئی چیز رضا مندی سے نہیں سنی پیغمبر ﷺ کی قرأت کے برابر جب کہ پکار کے قرآن پڑھے، کہا سفیان نے تفسیر اس کی یہ ہے کہ بے پرواہ ہو ساتھ اس کے۔

۴۶۳۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَذِنَ اللَّهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ قَالَ سُفْيَانُ

تَفْسِيرُهُ يَسْتَعْنِي بِهِ.

**فائدہ:** اور ممکن ہے یہ کہ تائید لی جائے واسطے اس کے اس کے ساتھ اس چیز کے جو عبد اللہ بن ابی نہیک سے روایت ہے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے اور میں بازار میں تھا سو فرمایا کہ تو سوداگر ہے کماتا ہے میں نے حضرت عائشہؓ سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں ہم میں سے جو نہ غنی ہو ساتھ قرآن کے اور البتہ راضی ہوا ہے ابو عبیدہؓ ساتھ تفسیر یعنی کے ساتھ غنی ہونے کے اور کہا کہ وہ جائز ہے عرب کی کلام میں اس بنا پر کہ اس کے معنی یہ ہوں گے کہ جو نہ غنی ہو ساتھ قرآن کے بہتات دنیا کی سے تو نہیں وہ ہم میں سے یعنی ہمارے طریقے پر اور کہا ابن جوزیؒ نے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ معنی قول اس کے کی یعنی چار قول پر ایک خوش آوازی ہے دوسرا استغناء ہے، تیسرا غمناک ہونا، چوتھا مشغول ہونا اور تائید کرتا ہے چوتھے قول کی بیت اُشی کا جو پہلے گزر چکا ہے یعنی خفیف المناخ طویل التغنی اس واسطے کہ مراد اس کی ساتھ قول س کے کی طویل التغنی طول اقامت ہے نہ استغناء اس واسطے کہ وہ لائق تر ہے ساتھ وصف طول کے یعنی تھا وہ ملازم واسطے وطن اپنے کے اپنے گھر والوں کے درمیان یعنی اپنے وطن سے باہر نہیں جاتا تھا اور اس بات کو اہل عرب موجب مدح کہتے تھے پس ہوں گے معنی حدیث کے رغبت دلانا اوپر لازم پکڑنے قرآن کے اور یہ کہ نہ تجاویز کیا جائے طرف غیر اس کے کی اور وہ باعتبار معنی کے رجوع کرتا ہے طرف اس چیز کے کہ اختیار کیا ہے اس کو بخاری نے خاص کرنے استغناء کے سے اور یہ کہ استغناء کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اور کتابوں سے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جس کو نہ نفع دے قرآن بیچ ایمان اس کے کی اور نہ سچا جانے اس چیز کو کہ اس میں ہے وعدے اور وعید سے اور نہیں مراد ہے جو اختیار کیا ہے ابو عبیدہؓ نے کہ حاصل ہوتا ہے ساتھ اس کے غنی سوائے فقر کے لیکن جو اختیار کیا ہے ابو عبیدہؓ نے وہ مدفوع نہیں جب کہ ارادہ کیا جائے ساتھ اس کے غنی معنوی اور وہ قناعت ہے نہ غنی محسوس جو ضد فقر کی ہے اس واسطے کہ نہیں حاصل ہوتی یہ ساتھ مجرد ملازمت قرأت کے مگر یہ کہ ہو یہ ساتھ خاصیت کے اور کہا شافعیؒ نے کہ مراد خوش آوازی سے قرآن پڑھنا ہے اور ساتھ اس کے تفسیر کیا ہے ابن ابی ملیکہ اور عبد اللہ بن مبارک اور نصر بن شمیل نے کہا شافعیؒ نے کہ اگر مراد غنی ہونا تو فرماتے لہد یستغن اور کہا ابو ہریرہؓ نے کہ مراد حسن ترنم ہے ساتھ قرآن کے کہا طبریؒ نے کہ ترنم نہیں ہوتا مگر ساتھ آواز کے جب کہ قاری خوش آواز نکالے اور اچھے لہجے سے پڑھے اور اگر اس کے معنی استغناء ہوتے تو البتہ نہ ہوتے واسطے ذکر صوت کے اور جہر کے کوئی معنی اور حاصل کلام کا یہ ہے کہ جو تفسیر کیا ہے اس کو ابن عیینہؒ نے وہ مدفوع نہیں اگرچہ ظاہر حدیثوں کا اس کو ترجیح دیتا ہے کہ مراد پڑھنا قرآن کا ہے خوش آوازی سے لیکن ابن عیینہؒ کا قول بھی بے سند نہیں اور حاصل یہ ہے کہ ممکن ہے تطبیق درمیان اکثر تاویلوں مذکورہ کے اور وہ یہ ہے کہ پڑھے اس کو خوش آوازی سے پکار کے اچھے لہجے سے طریقے غمناک ہونے کے بے پرواہی چاہنے والا اس کے سوائے

اور اخبار سے طلب کرنے والا ساتھ اس کے غنی نفس اور خوش آوازی قرآن پڑھنے کی بحث علیحدہ باب میں آئے گی اور نہیں شک ہے اس میں کہ نفس رغبت کرتے ہیں طرف سننے قرأت کے ساتھ خوش آوازی کے زیادہ رغبت کرنے ان کے سے واسطے اس شخص کے کہ نہ پڑھے اس کو خوش آوازی سے اس واسطے کہ خوش آوازی کو تاثیر ہے بچ نرم کرنے دل کے اور جاری کرنے آنسو کے اور تھا درمیان سلف کے اختلاف بچ جواز پڑھنے قرآن کے ساتھ الحان کے اور بہر حال پڑھنا قرآن کا خوش آوازی سے اور مقدم کرنا خوش آواز کا اوپر غیر اس کے کی سونہیں ہے کوئی جھگڑا بچ اس کے سو حکایت کی ہے عبد الوہاب مالکی نے مالک سے کہ حرام ہے پڑھنا قرآن کو ساتھ راگ کے اور حکایت کیا ہے اس کو طبری وغیرہ نے ایک جماعت اہل علم سے اور حکایت کی ہے ابن بطلال اور عیاض اور قرطبی نے مالکیوں میں سے اور ماوردی نے اور بندنجی اور غزالی نے شافعیوں میں سے اور صاحب ذخیرہ نے حنفیہ میں سے کراہت کو اور اسی کو اختیار کیا ہے ابو یعلیٰ اور ابن عقیل نے حنبلیوں میں سے اور حکایت کی ابن بطلال نے ایک جماعت اصحاب اربعین سے کہ جائز ہے اور ساتھ اسی کے نص کی ہے شافعی نے اور نقل کیا ہے اس کو طحاوی نے حنفیہ سے اور کہا فوازی شافعی نے کہ جائز ہے بلکہ مستحب ہے اور محل ان اختلافات کا وہ ہے جب کہ حرف اپنے مخرج سے نہ نکلے اور اگر کوئی حرف متغیر ہو تو کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اجماع ہے اس کے حرام ہونے پر اور اس کا لفظ یہ ہے کہ اجماع ہے علماء کا اس پر کہ مستحب ہے پڑھنا قرآن کا خوش آوازی سے جب کہ نہ نکلے حد قرأت سے پس اگر نکلے یہاں کہ زیادہ ہو کوئی حرف یا پوشیدہ کرے کسی حرف کو تو حرام ہے اور جو حاصل ہوتا ہے دلیلوں سے یہ ہے کہ پڑھنا قرآن کا خوش آوازی سے مطلوب ہے اور اگر اس کی آواز خوش نہ ہو تو چاہیے کہ اس کو خوش آوازی سے پڑھے جہاں تک ہو سکے اور منجملہ تحسین اس کی سے یہ ہے کہ خوش آوازی کے قواعد کی رعایت کرے اس واسطے کہ خوش آواز کے آواز اس سے زیادہ خوش ہوتی ہے اور اگر اس سے نکلے تو اثر کرتا ہے یہ اس کی خوش آوازی میں اور جو خوش آواز نہ ہو وہ اکثر اوقات ان کی رعایت سے پورا ہو جاتا ہے جب تک کہ نہ نکلے شرط ادا کی سے جو معتبر ہے نزدیک قرأت والوں کے اور اگر ان قواعد سے نکلے تو نہیں وفا کرتا خوش ہونا آواز کا ساتھ بڑی ادا کے اور شاید یہی سند ہے اس شخص کی جو مکروہ جانتا ہے قرأت کو ساتھ نغمہ کے اس واسطے کہ غالب یہ ہے کہ جو نغمہ کی رعایت کرتا ہے وہ ادا کی رعایت نہیں کرتا اور اگر کوئی دونوں کی رعایت کرے تو نہیں شک ہے کہ وہ رائج تر ہے غیر سے اس واسطے کہ وہ لاتا ہے اس چیز کو جو مطلوب ہے خوش آوازی سے اور پرہیز کرتا ہے ممنوع کو حرمت ادا سے۔ (فتح)

بَابُ اغْتِبَاطِ صَاحِبِ الْقُرْآنِ۔ باب ہے بیان میں کہ رشک کرنا قرآن والے کا۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے کتاب العلم میں باب رشک کرنے کا علم اور حکمت میں اور ذکر کی ہے میں نے اس جگہ تفسیر غبطہ کی اور فرق درمیان اس کے اور درمیان حسد کے اور یہ کہ حسد حدیث میں بطور مجاز کے بولا گیا ہے اور کہا اسماعیلی



نے کہ اس جگہ ترجمہ باب کا یہ ہے کہ اغبط صاحب القرآن اور یہ فعل صاحب قرآن کا ہے سو وہی ہے جو رشک کرتا ہے اور جب وہ خود اپنے کام سے رشک کرتا ہے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ خوش ہوتا ہے اور راحت پاتا ہے اپنے کام سے اور نہیں ہے یہ مطابق میں کہتا ہوں اور ممکن ہے جواب ساتھ اس طور کے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ جب حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ غیر صاحب قرآن کا رشک کرتا ہے صاحب قرآن سے بسبب اس چیز کے کہ دیا گیا وہ عمل کرنے سے ساتھ قرآن کے تو رشک کرنا صاحب قرآن کا ساتھ عمل نفس اپنے کے اولیٰ ہے جب کہ سنے اس بشارت کو جو سچے پیغمبر ﷺ کی حدیث میں وارد ہے۔ (فتح)

۴۶۲۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا حَسَدَ إِلَّا عَلَى النَّسِيبِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَقَامَ بِهِ آتَاءَ اللَّيْلِ وَرَجُلٌ أَعْطَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يَتَصَدَّقُ بِهِ آتَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ

۴۶۲۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ حسد کرنا لائق نہیں مگر دو آدمیوں پر ایک تو وہ مرد ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا ہے سو وہ اس کو رات کی ساعتوں میں پڑھا کرتا ہے اور دوسرا وہ مرد ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا سو وہ اس کو رات اور دن کی ساعتوں میں خیرات کیا کرتا ہے۔

فائدہ: نہیں حسد یعنی نہیں رخصت بچ حسد کرنے کے مگر دو خصلتوں میں یا نہیں خوب ہے حسد اگر خوب ہو یا بولا حسد کو واسطے مبالغہ کرنے کے بچ ترغیب کے بچ حاصل کرنے دونوں خصلتوں کے گویا کہ کہا گیا کہ اگر نہ حاصل ہوں یہ دونوں مگر ساتھ بد طریق کے تو البتہ ہوگی وہ چیز جو ان میں ہے فضیلت سے باعث اوپر حاصل کرنے دونوں کے ساتھ اس کے پس کیا حال ہے اور حالانکہ ممکن ہے حاصل کرنا ان دونوں کا ساتھ طریقے خوب کے اور وہ اس آیت کی جنس سے ہے ﴿فَاسْتَقْبُوا الْخَيْرَاتِ﴾ اس واسطے کہ حقیقت سبقت کی یہ ہے کہ آگے پڑھے اپنے غیر سے مطلوب میں اور پہلے گزر چکا ہے کتاب العلم میں کہ مراد ساتھ قیام کے عمل کرتا ہے ساتھ اس کے ساتھ تلاوت کے اور بندگی کے۔ (فتح)

۴۶۲۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ ذُكْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي

۴۶۲۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں حسد کرنا مگر دو آدمیوں میں ایک تو وہ مرد ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن سکھایا ہے سو وہ اس کو رات کی اور دن کی ساعتوں میں پڑھا کرتا ہے سو اس

کے ہمسائے نے اس کو سنا تو کہا کہ کاش مجھ کو قرآن آتا جیسے فلاں کو آتا ہے تو میں بھی عمل کرتا جیسے وہ عمل کرتا ہے اور دوسرا وہ مرد ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا تو وہ اس کو بے جا خرچ کرتا ہے تو دوسرے مرد نے کہا کہ کاش کہ مجھ کو مال ملتا جیسے فلاں کو ملا ہے تو میں عمل کرتا جیسے فلاں کرتا ہے۔

اَتَيْنِي رَجُلٌ عَلَّمَهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوهُ  
اِنَاءَ اللَّيْلِ وَاِنَاءَ النَّهَارِ فَسَمِعَهُ جَارٌ لَهُ فَقَالَ  
لَيْتَنِي اُوتِيتُ مِثْلَ مَا اُوتِيَ فَلَانٌ فَعَمِلْتُ  
مِثْلَ مَا يَعْمَلُ وَرَجُلٌ اَنَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ  
يُهْلِكُهُ فِي الْحَقِّ فَقَالَ رَجُلٌ لَيْتَنِي اُوتِيتُ  
مِثْلَ مَا اُوتِيَ فَلَانٌ فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہلاک کرتا ہے اس کو حق میں تو اس میں احترا اس بلوغ ہے گویا کہ جب وہم پیدا ہوا بے جا خرچ کرنے کا ہلاک کے عام ہونے کی جہت سے توقید کیا اس کو ساتھ حق کے۔ (فتح)  
باب خیرکم من تعلم القرآن وعلمه.  
باب ہے اس بیان میں کہ تم لوگوں میں سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

فائدہ: اسی طرح باب باندھا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حدیث کے اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ روایت راجح واؤ کے ساتھ ہے۔

۳۶۳۹۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم لوگوں میں بہتر وہ ہے جو خود قرآن کو سیکھے اور غیروں کو سکھائے، کہا سعد نے اور پڑھا ابو عبد الرحمن نے قرآن کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں یہاں تک کہ حاکم ہوا حجاج عراق پر کہا ابو عبد الرحمن نے اور یہی حدیث ہے جس نے مجھ کو اس جگہ بٹھایا یعنی جگہ تعلیم قرآن کی۔

۴۶۲۹۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا  
شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ سَمِعْتُ  
سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
السُّلَمِيِّ عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُكُمْ  
مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ قَالَ وَأَقْرَأُ أَبُو  
عَبْدِ الرَّحْمَنِ فِي إِمْرَةِ عُثْمَانَ حَتَّى كَانَ  
الْحَجَّاجُ قَالَ وَذَاكَ الَّذِي أَقْعَدَنِي  
مَقْعِدِي هَذَا.

فائدہ: روایت ابو عبد الرحمن کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے متعین ہے اور البتہ واقع ہوئی ہے بعض طریقوں میں تصریح ساتھ تحدیث عثمان رضی اللہ عنہ کے واسطے ابو عبد الرحمن کے لیکن اس کی سند میں کلام ہے لیکن ظاہر ہوا واسطے میرے کہ بخاری رحمہ اللہ نے اعتماد کیا ہے اس کے موصول ہونے پر اور بیچ ترجیح ملاقات ابو عبد الرحمن کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس زیادتی کی بنا پر کہ واقع ہوئی ہے بیچ روایت شعبہ کے سعد بن عبیدہ سے اور وہ یہ ہے کہ ابو عبد الرحمن عثمان رضی اللہ عنہ

کے زمانے سے حجاج کے زمانے تک لوگوں کو قرآن پڑھاتا رہا اور البتہ جو چیز کہ اس کو باعث ہوئی وہ یہی حدیث ہے جو مذکور ہے پس دلالت لی اس نے کہ سنا ہے اس کو اس زمانے میں اور جب اس نے اس کو اس زمانے میں سنا اور نہیں موصوف ہے ساتھ تدلیس کے تو اس نے تقاضا کیا کہ اس نے اس کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سنا ہے خاص کر باوجود اس چیز کے کہ مشہور ہوئی قاریوں میں کہ ابو عبد الرحمن نے قرآن کو عثمان رضی اللہ عنہ سے پڑھا اور سند لی ہے انہوں نے اس کی ان سے پس ہوگا یہ اولیٰ قول اس شخص کے سے جو کہتا ہے کہ اس نے عثمان رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا اور یہ جو کہا کہ من تعلم القرآن وعلمہ تو ایک روایت میں واؤ کی جگہ اوداقع ہوا ہے اور ظاہر باعتبار معنی کے روایت واؤ کی ہے اس واسطے کہ جو روایت کہ او کے ساتھ ہے وہ تقاضا کرتی ہے اثبات خیریت مذکورہ کو واسطے اس شخص کے جو دونوں امروں سے ایک کام کرے سوازم آتا ہے کہ جو قرآن کو سیکھے اگر اپنے غیر کو نہ سکھائے یہ کہ ہو بہتر اس شخص سے کہ عمل کرے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے مثلاً اگر چہ اس کو نہ سیکھے اور اگر کوئی کہے کہ واؤ کی روایت پر بھی لازم آتا ہے کہ جو اس کو سیکھے اور غیر کو سکھائے یہ کہ ہو افضل اس شخص سے کہ عمل کرے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے سوائے اس کے کہ اس کو سیکھے اور نہ غیر کو سکھائے تو جواب اس کا یہ ہے کہ احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ خیریت کے جہت حصول تعلیم سے بعد علم کے اور جو غیر کو سکھاتا ہے اس کے واسطے نفع متعدی حاصل ہوتا ہے برخلاف اس شخص کے جو فقط عمل کرتا ہے بلکہ اشرف علم غیر کا سکھانا ہے اور جو کوئی غیر کو قرآن سکھائے مستلزم ہے کہ اس نے خود اس کو سیکھا ہو اور سکھانا اس کا غیر اپنے کو عمل ہے اور حاصل کرنا ہے نفع متعدی کا اور اگر کوئی کہے کہ ہوتے معنی حاصل ہونا نفع متعدی کا تو البتہ شریک ہوتا ہر شخص کہ اپنے غیر کو کوئی علم سکھائے بیچ اس کے تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ قرآن سب علموں سے اشرف ہے تو جو اس کو پڑھے اور اپنے غیر کو پڑھائے وہ اشرف ہو گا اسی شخص سے جو قرآن کے سوائے اور علم سیکھے اگر چہ اس کو پڑھائے پس ثابت ہوگا مدعی اور نہیں شک ہے اس میں کہ جو قرآن کے سیکھنے اور سکھانے کے درمیان ہو وہ کامل کرنے والا ہے اپنے نفس کو اور اپنے غیر کو جامع ہے درمیان نفع قاصر اور نفع متعدی کے اسی واسطے ہوا افضل اور وہ ان لوگوں میں ہے جن کو مراد رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے ساتھ قول اپنے کے ﴿ومن احسن قولاً ممن دعا الى الله وعمل صالحاً وقال اننى من المسلمين﴾ اور اللہ کی طرف بلانا مختلف طور سے ہوتا ہے مجملہ ان کے قرآن کا سکھانا ہے اور وہ اشرف ہے سب سے اور عکس اس کا کافر ہے جو مانع ہے اپنے غیر کو اسلام سے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ومن اظلم ممن كذب بايات الله وصدق عنها﴾ اور اگر کوئی کہے کہ اس بنا پر پڑھانے والا افضل ہو فقیہ سے تو ہم کہتے ہیں کہ نہیں اس واسطے کہ جو لوگ کہ اس کے ساتھ مخاطب تھے وہ فقیہ تھے اس واسطے کہ وہ اہل زبان تھے سو جانتے تھے وہ قرآن کے معنوں کو ساتھ سلیقہ کے اکثر اس چیز سے کہ جانا اس کو ان لوگوں نے جو ان کے بعد آئے ساتھ کسب کرنے کے توفیق ان کا دستور تھا سو جو ان کے سے حال میں ہو وہ

ان کو اس میں شریک ہے نہ جو محض پڑھنے والا یا پڑھانے والا ہو نہ سمجھتا ہو کچھ معنوں اس چیز کے سے کہ اس کو پڑھتا ہے یا پڑھاتا ہے پھر اگر کوئی کہے کہ پس لازم آتا ہے یہ کہ ہو پڑھانے والا افضل اس شخص سے جو اعظم ہے از روئے غناء کے اسلام میں ساتھ مجاہدے کے اور رباط کے اور امر بالمعروف کے اور نہی عن المنکر کے مثلاً تو ہم کہتے ہیں کہ حرف سہ کا گھومتا ہے اور نفع متعدی کے سو جو شخص کہ ہو حصول اس کا نزدیک اس کے اکثر ہو گا وہ افضل سو شاید من مضر ہے خبر میں اور ضروری ہے باوجود اس کے رعایت اخلاص کی ہر قسم میں ان سے اور احتمال ہے کہ خیریت اگرچہ مطلق ہے لیکن وہ مقید ہے ساتھ خاص لوگوں کے خطاب کیے گئے ساتھ اس کے کہ تھا یہ لائق ساتھ حال ان کے کی یا مراد یہ ہے کہ بہتر سیکھنے والوں میں وہ ہے جو اپنے غیر کو سکھلائے نہ وہ جو خود سیکھ لے اور بس اور رعایت حیثیت کی ہے اس واسطے کہ قرآن سب کلاموں سے بہتر ہے سو سیکھنے والا اس کا بہتر ہے اس کے غیر کے سیکھنے والے سے بہ نسبت خیریت قرآن کے اور بہر حال وہ مخصوص ہے ساتھ اس شخص کے کہ قرآن سکھائے اور سیکھے ساتھ اس حیثیت کے کہ جانا ہو جو اس پر فرض عین ہے اور یہ جو کہا کہ پڑھایا ابو عبد الرحمن نے قرآن کو عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یہاں تک کہ حاکم ہوا حجاج عراق پر میں کہتا ہوں کہ درمیان اول خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور اخیر حکومت حجاج کے بہتر سال کا فاصلہ ہے مگر تین مہینے کم اور درمیان اخیر خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور اول حکومت حجاج کے عراق پر اڑتیس سال کا فاصلہ ہے اور مجھ کو معلوم نہیں ہوا کہ ابو عبد الرحمن نے کب پڑھانا شروع کیا اور کب چھوڑا ان کی اس کلام کے واسطے بیان طول مدت پڑھانے اس کے کی ہے قرآن کو یعنی اس نے کتنی مدت لوگوں کو قرآن پڑھایا اور اللہ خوب جانتا ہے اس کی مقدار کو اور جو میں نے ذکر کیا اس سے نہایت مدت اور ادنیٰ پہچانی جاتی ہے اور اشارہ ساتھ قول اس کے کی ذلک طرف حدیث مرفوع کے ہے یعنی وہ حدیث کہ بیان کیا ہے اس کو عثمان رضی اللہ عنہ نے بیچ افضلیت اس شخص کے جو قرآن کو سیکھے اور سکھلائے باعث ہوئی ابو عبد الرحمن کو اس پر کہ لوگوں کو قرآن پڑھانے کے واسطے بیٹھا واسطے حاصل کرنے اس فضیلت کے اور یہ مطلب ایک روایت میں صریح آچکا ہے یعنی سکھاتا رہا ابو عبد الرحمن قرآن کو عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یہاں تک کہ حجاج کا زمانہ پہنچا۔ (فتح)

۴۶۴۰۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ افضل تم لوگوں میں وہ ہے جو قرآن کو سیکھے یا اس کو سکھلائے۔

۴۶۴۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَفْضَلَكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ.

فائدہ: اور اس حدیث میں رغبت دلانا ہے اوپر تعلیم قرآن کے اور البتہ کسی نے ثوری سے پوچھا کہ جہاد کرنا افضل

ہے یا قرآن کا پڑھانا تو اس نے کہا قرآن کا پڑھانا اور حجت پکڑی اس نے ساتھ اس حدیث کے کہ روایت کیا ہے اس کو ابن ابی داؤد نے۔ (فتح)

۴۶۴۱۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو اس نے کہا کہ میں نے اپنی جان اللہ اور اس کے رسول کو بخشی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو تو عورتوں کی کچھ حاجت نہیں تو ایک مرد نے کہا کہ میرا نکاح اس سے کر دیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو کپڑا دے اس نے کہا کہ میں کپڑا نہیں پاتا تو فرمایا کہ اس کو کچھ دے اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو تو اس نے آپ سے عذر کیا حضرت ﷺ نے فرمایا کیا ہے تیرے پاس قرآن سے؟ اس نے کہا کہ مجھ کو فلاں فلاں سورت یاد ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جاہم نے تیرا نکاح اس عورت سے کر دیا قرآن کے یاد کر دینے پر۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ وجہ داخل کرنے اس کے کی اس باب میں یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس مرد کا نکاح اس سے کر دیا واسطے تعظیم قرآن کے اور اس کے غیر نے کہا کہ وجہ داخل کرنے اس کے کی یہ ہے کہ فضیلت قرآن کی ظاہر ہو اس کے صاحب پر دنیا میں ساتھ اس طور کے کہ قائم ہو واسطے اس کے مقام مال کے کہ پہنچتا ہے آدمی ساتھ اس کے طرف غرض کے اور بہر حال نفع اس کا آخرت میں سو ظاہر ہے اس میں کچھ پوشیدگی نہیں۔ (فتح)

بَابُ الْقِرَاءَةِ عَنْ ظَهْرِ الْقَلْبِ.

باب ہے بیان میں کہ قرآن کو زبانی پڑھنا بغیر دیکھنے کے۔

۴۶۴۲۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی تو اس نے کہا یا حضرت! میں آئی ہوں تاکہ اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشوں سو حضرت ﷺ نے اس کی طرف نظر کی سو نظر کو اس کی طرف اٹھایا اور جھکایا پھر اپنے سر کو نیچے ڈالا جب عورت نے دیکھا کہ حضرت ﷺ نے اس کے حق میں کچھ حکم نہیں دیا تو بیٹھ گئی

۴۶۴۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ جِئْتُ لِأَهَبُ لَكَ نَفْسِي فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تو ایک مرد آپ ﷺ کے اصحاب میں سے اٹھ کھڑا ہوا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو مجھ کو نکاح کر دیجیے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ ہے تو اس نے کہا نہیں قسم ہے اللہ کی یا حضرت! فرمایا اپنے گھر والوں کے پاس جا سو دیکھ کیا تو کچھ پاتا ہے سو وہ گیا پھر پھر تو اس نے کہا قسم ہے اللہ کی یا حضرت! میں نے کچھ نہیں پایا فرمایا تلاش کر اگر چہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو پھر وہ گیا پھر پھر تو اس نے کہا یا حضرت! قسم ہے مجھ کو اللہ کی مجھ کو لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں ملی لیکن میرے پاس یہ ایک تہہ بند ہے، کہا سہل رضی اللہ عنہ نے کہ اس کے پاس چادر نہ تھی سو آدھا تہہ بند اس کے واسطے ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو اپنے تہہ بند سے کیا کرے گا اگر تو اس کو پہنے گا تو اس عورت پر کچھ نہ رہے گا اور اگر عورت اس کو پہنے گی تو تجھ پر کچھ نہ رہے گا پھر وہ مرد بیٹھا یہاں تک کہ بہت دیر بیٹھا رہا پھر اٹھا تو حضرت ﷺ نے اس کو پینچ پھیرتے دیکھا سو حکم دیا اس کے بلانے کا وہ بلایا گیا پھر جب آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا ہے پاس تیرے قرآن سے؟ اس نے کہا میرے پاس فلائی فلائی سورت ہے اور ان کو گنا حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تو ان کو یاد پڑھتا ہے اس نے کہا ہاں! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تجھ کو اس عورت کا مالک کر دیا قرآن کے بدلے جو تم کو یاد ہے یعنی عورت کو وہ قرآن یاد کروادینا۔

فَصَعَّدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَاطَأَ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَأَتْ أُمْرَأَةً أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَرَوَّجِيهَا فَقَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِذْهَبْ إِلَى أَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا فَلْهَبْ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا قَالَ انْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيدٍ فَلْهَبْ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا خَاتَمًا مِّنْ حَدِيدٍ وَلَكِنْ هَذَا إِزَارِي قَالَ سَهْلٌ مَا لَهُ رَدَاءٌ فَلَهَا يَصْفُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصْنَعُ يَا زَارِكُ إِنْ لَبَسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبَسْتَهُ لَمْ يَكُنْ لَكَ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتَّى طَالَ مَجْلِسُهُ ثُمَّ قَامَ فَرَأَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوتِيًا فَأَمَرَ بِهِ فِدُعِيَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ مَعِيَ سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا عَدَّهَا قَالَ اتَّقِرُوهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ إِذْهَبْ فَقَدْ مَلَكَتْكِهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

فائدہ: یہ حدیث شریف ظاہر ہے اس چیز میں کہ باب باندھا ساتھ اس کے امام بخاری رحمہ اللہ نے واسطے قول حضرت ﷺ کے بیچ اس کے کہ کیا تو ان کو یاد پڑھتا ہے اس نے کہا ہاں پس دلالت کی اس نے اوپر فضیلت پڑھنے قرآن کے یاد حفظ سے اس واسطے کہ اس سے تعلیم کی طرف پہنچنا زیادہ ممکن ہے کہا ابن کثیر نے کہ اگر مراد امام

بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ حدیث کے دلالت کرنا ہے اس پر کہ تلاوت قرآن کی یاد سے افضل ہے تلاوت اس کی سے قرآن سے دیکھ کر کے تو اس میں نظر ہے اس واسطے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے سو احتمال ہے کہ وہ خوب نہ لکھ سکتا تھا اور حضرت ﷺ نے اس کو جانا ہو تو نہیں دلالت کرتا یہ کہ زبانی قرآن پڑھنا افضل ہے اس شخص کے حق میں کہ خوب جانتا ہو اور خوب نہ جانتا ہو اور نیز پس سیاق حدیث کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ واسطے طلب ثبوت اس بات کے ہے کہ وہ اول سورتوں کو زبانی یاد رکھتا ہے تاکہ قادر ہو اس کی تعلیم پر واسطے عورت اپنی کے اور نہیں مراد ہے کہ قرآن کو دیکھ کر پڑھنا افضل ہے میں کہتا ہوں اور نہیں وارد ہوتی بخاری رحمہ اللہ پر کوئی چیز اس قسم سے جو مذکور ہوئی اس واسطے کہ مراد ساتھ قول اس کے کی کہ باب القرآن ءة عن ظہر القلب شروع ہونا اس کا ہے یا مستحب ہونا اس کا اور حدیث مطابق ہے واسطے اس چیز کے کہ ترجمہ باندھا ہے ساتھ اس کے اور نہیں تعرض کیا اس نے واسطے ہونے اس کے افضل دیکھ کر کے پڑھنے سے اور البتہ تصریح کی ہے بہت علماء نے کہ قرآن کو دیکھ کر پڑھنا افضل ہے زبانی یاد پڑھنے سے اور ابو عبید نے بعض اصحاب سے روایت کی ہے کہ دیکھ کر قرآن پڑھنے والے کی فضیلت اس شخص پر جو اس کو یاد پڑھے جیسے فضیلت فرضوں کی ہے نفوں پر اور اس کی سند ضعیف ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قرآن کو ہمیشہ دیکھ کے پڑھا کرو اور اس کی سند صحیح ہے اور باعتبار معنی کے یہی افضل ہے اس واسطے کہ قرآن کو دیکھ کر پڑھنے میں غلطی نہیں ہوتی لیکن زبان پڑھنا بعید تر ہے ریاسے اور زیادہ قدرت دینے والا ہے اور پر خشوع کے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ مختلف ہے ساتھ مختلف ہونے احوال اور اشخاص کے اور روایت کی ہے ابن ابی داؤد نے ساتھ سند صحیح کے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے کہ پڑھو قرآن کو اور نہ مغرور کریں تم کو یہ قرآن جو لٹکے ہوئے ہیں اور بے شک اللہ نہیں عذاب کرتا کسی دل کو جس نے قرآن کو یاد رکھا اور گمان کیا ابن بطال نے کہ سچ قول حضرت ﷺ کے کہ کیا تو ان کو زبانی پڑھتا ہے رد ہے واسطے اس چیز کے کہ تاویل کیا ہے اس کو شافعی رحمہ اللہ نے سچ نکاح کر دینے مرد کے اس پر کہ مہر اس عورت کا اجرت تعلیم اس کی ہے اور نہیں دلالت ہے سچ اس کے واسطے اس چیز کے کہ ذکر کی بلکہ ظاہر سیاق کا یہ ہے کہ آپ نے اس سے ثبوت چاہا، کما تقدم۔ (فتح)

باب ہے بیان میں یاد کرنے قرآن کے اور

بَابِ اسْتِذْكَارِ الْقُرْآنِ وَتَعَاهُدِهِ.

ہمیشہ پڑھنے اس کے کی۔

فائدہ: استذکار القرآن کے معنی ہیں طلب کرنا نفس اپنے سے یاد کرنے قرآن کے کو اور تعاہد کے معنی ہیں خبر گیری کرنی اس کی یعنی تجدید عہد کی ساتھ اس کے ساتھ ہمیشہ پڑھتے رہنے اس کے کی۔

۴۶۴۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

۴۶۴۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَحْبَبَنَا

نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ صاحب قرآن کی مثل

مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْإِبِلِ الْمُعْقَلَةِ إِنْ غَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ.

ساتھ قرآن کے بند ہے اونٹ والے کی سی مثل ہے اگر اس کا مالک اس کی خبر گیری کرتا رہا تو اس کو اپنے قابو میں بند رکھا اور اگر اس کو رسی سے چھوڑا تو جاتا رہا۔

فائدہ: اور مراد ساتھ صاحب کے وہ ہے جس کو قرآن کی الفت ہو یعنی اس کو تلاوت کی الفت ہو اس کو ہمیشہ پڑھتا رہتا ہو اور یہ عام تر ہے اس سے کہ قرآن سے دیکھ کر پڑھتا ہو یا زبانی پڑھتا ہو اس واسطے کہ جو اس پر پیشگی کرتا ہے ذلیل ہوتی ہے واسطے اس کے زبان اس کی اور آسان ہوتا ہے اس پر پڑھنا اس کا اور جب اس کو چھوڑ دے تو بھاری ہوتی ہے اس پر تلاوت اس کی اور مشکل ہوتی ہے اور قول اس کا انما تقاضا کرتا ہے حصر کو رائج پر لیکن وہ حصر مخصوص ہے بہ نسبت یاد کرنے اور بھول جانے کے ساتھ تلاوت کرنے اور چھوڑ دینے کے اور یہ جو کہا مثل اونٹ والے کی ہے یعنی ساتھ اونٹ کے اور معقلہ یعنی بندھا ہوا عقلا سے اور وہ رسی ہے جو اونٹ کے گھٹنے میں باندھی جاتی ہے تشبیہ دی قرآن کے پڑھنے والے کو اور اس کی تلاوت ہمیشہ کرنے کو ساتھ باندھنے اونٹ کے کہ خوف کیا جاتا ہے اس سے بھاگنا سو جب تک کہ خبر گیری موجود ہے اس کی تمکبانی بھی موجود ہے جیسے کہ اونٹ بندھا ہو قابو میں رہتا ہے اور خاص کیا اونٹ کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ گھر کے لیے ہوئے جانداروں میں زیادہ تر بھڑکنے والا ہے اور وہ بھاگنے کے بعد قابو میں مشکل آتا ہے اور یہ جو کہا کہ اگر اس کو رسی سے چھوڑا تو جاتا رہا تو ایک روایت میں ہے کہ جب قرآن والا کھڑا ہوا اور اس کے رات اور دن میں پڑھا تو اس کو یاد کیا اور اگر نہ کھڑا ہوا تو اس کو بھول گیا۔ (فتح)

۴۶۴۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرُورَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَسٍّ مَا لِأَحَدِهِمْ أَنْ يَقُولَ نَسِيتُ آيَةَ كَيْتٍ وَكَيْتٍ بَلْ نُسِيَّ وَاسْتَذْكُرُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ أَشَدُّ تَفْصِيًّا مِنْ صُدُورِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بری بات ہے ہر ایک مسلمان کے حق میں کہ یوں کہے کہ میں فلاں فلاں آیت قرآن کی بھول گیا بلکہ یوں کہے کہ وہ شخص بھلا دیا گیا اور یاد کرتے رہا کرو قرآن کو اس واسطے کہ قرآن مردوں کے سینے سے جلد نکل جاتا ہے ان اونٹوں سے بھی زیادہ جو اپنے زانو بند رسی سے چھوٹ بھاگیں۔

فائدہ: نسی ایک روایت میں نسی ساتھ تشدید کے آیا ہے اور ایک روایت میں تخفیف کے ساتھ آیا ہے کہا قرطبی نے کہ معنی مشد کے یہ ہیں کہ وہ سزا دیا گیا ساتھ واقع ہونے بھول کے اوپر اس کے واسطے قصور کرنے اس کے کی سچ خبر گیری اس کی کے اور یاد کرنے اس کے کی اور معنی مخفف کے یہ ہیں کہ مرد نے اس کو چھوڑا ہے بطور عدم التفات



کے اور اختلاف ہے سچ متعلق ذم کے اس کے قول پس سے کئی وجہوں پر یعنی اس کو برا کیوں کہا اور کس سبب سے کہا؟ اول وجہ یہ ہے بعض نے کہا کہ وہ اس بنا پر ہے کہ آدمی نے اپنی بھول کو اپنی جان کی طرف منسوب کیا اور حالانکہ وہ اس کا کام نہیں اور جب اس نے اس کو اپنے نفس کی طرف منسوب کیا تو اس نے وہم دلایا کہ وہ منفرد ہوا ہے ساتھ فعل اس کے کی اللہ کو اس کے فعل میں کچھ دخل نہیں اور لائق یہ تھا کہ یوں کہتا کہ میں بھلایا گیا ساتھ صیغہ مجہول کے یعنی اللہ ہی نے مجھ کو بھلایا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَى﴾ اور ساتھ اسی وجہ کے جزم کیا ہے ابن بطلان نے سوا اس نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ جاری ہو بندوں کی زبان پر نسبت افعال کی طرف خالق ان کے کی یعنی ہر کام میں یہی کہنا لائق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیا اس واسطے کہ اقرار ہے واسطے اس کے ساتھ عبودیت کے یعنی بندہ ہونے کے اور مان لینا ہے اس کی قدرت کو اور یہ اولیٰ ہے اس سے کہ افعال کو ان کے کمانے والے کی طرف منسوب کیا جائے باوجود اس کے کہ ان کے کمانے والے کی طرف منسوب کرنا بھی جائز ہے ساتھ دلیل قرآن اور حدیث کے پس منسوب کرنا ان کو اللہ کی طرف ان معنوں سے ہے کہ وہ ان کا خالق ہے اور منسوب کرنا ان کو نفس کی طرف ان معنوں میں ہے کہ آدمی اس کا کمانے والا ہے، کہا قرطبی نے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ منسوب کیا حضرت ﷺ نے بھول کو اپنے نفس کی طرف کما سیاتی اور اسی طرح منسوب کیا اس کو یوشع نے اپنے نفس کی طرف جب کہ کہا انہوں نے کہ میں مچھلی کا قصبہ کہنا آپ سے بھول گیا اور اسی طرح منسوب کیا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے نفس کی طرف جب کہ کہا مجھ کو نہ پکڑ میری بھول پر اور البتہ بیان کیا ہے قول اصحاب کا ﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا﴾ جگہ مدح کی اور اللہ نے اپنے پیغمبر ﷺ سے فرمایا ﴿سَنُقَرِّبُكَ فَلَا تَنْسَى﴾ سو جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ ذم اس کے متعلق نہیں اور مائل کی ہے اس نے دوسری وجہ کی طرف اور وہ مانند پہلی وجہ کے ہے لیکن سبب ذم کا وہ چیز ہے کہ سچ اس کے ہے اشعار سے ساتھ نہ کوشش کرنے کے ساتھ قرآن کے اس واسطے کہ نہیں واقع ہوتا ہے نسیان مگر ساتھ نہ خبر گیری کرنے اس کے کی اور بہت غفلت کے پس اگر خبر گیری کرے اس کی ساتھ تلاوت اس کی کے اور قائم ہونے کے ساتھ اس کے نماز میں تو اس کو ہمیشہ یاد رہے سو جب آدمی کہے کہ میں غلانی آیت کو بھول گیا تو گویا کہ اس نے شہادت دی اپنے نفس پر ساتھ قصور کے سو ہوگا متعلق ذم کا ترک استد کار اور خبر گیری کا اس واسطے کہ وہی ہے جو بھول کو پیدا کرتا ہے اور تیسری وجہ یہ ہے کہ کہا اسماعیلی نے کہ احتمال ہے کہ برا جانا ہو اس کو کہ کہے آدمی بھول گیا ساتھ ان معنوں کے کہ میں نے چھوڑ دیا نہ ساتھ معنی بھول جانے کے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ﴾ اور اسی وجہ کو اختیار کیا ہے ایک جماعت اور ابو عبید نے اور چوتھی وجہ یہ ہے کہ نیز اسماعیلی نے کہا احتمال ہے کہ ہوں فاعل نسیت کے حضرت ﷺ گویا کہ فرمایا کہ نہ کہے کوئی میری طرف سے کہ میں کوئی آیت بھول گیا اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ ہی نے مجھ کو بھلایا ہے واسطے حکمت منسوخ کرنے اس کے اور اٹھا دینے

تلاوت اس کی کے اور مجھ کو اس میں کوئی دخل نہیں بلکہ اللہ ہی ہے جو مجھ کو بھلاتا ہے سو بھلاتا ہے اللہ اپنے پیغمبر ﷺ کو وہ چیز کہ ارادہ کرتا ہے منسوخ کرنے اس کے کا، پانچویں وجہ یہ ہے کہ کہا خطابی نے کہ احتمال ہے کہ ہو یہ منع خاص ساتھ زمانے حضرت ﷺ کے اور تھاقسم نسخ سے بھول جانا چیز کا جو اتاری گئی پھر منسوخ ہوئی بعد اترنے کے پس جاتی رہی رسم اس کی اور اٹھائی جائے تلاوت اس کی اور ساقط ہو حفظ اس کی یاد رکھنے والوں سے سو کوئی کہنے والا کہے کہ میں فلائی آیت کو بھول گیا سو منع کیے گئے اس سے تاکہ نہ وہم پیدا ہو اوپر محکم قرآن کے ضائع ہونے کا اور اشارہ کیا طرف اس کے کی جو ان کے واسطے واقع ہوتا ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اللہ کے حکم سے ہے واسطے اس کے کہ اس میں مصلحت دیکھی اور رائج تر سب وجہوں میں دوسری وجہ ہے اور تائید کرتا ہے اس کی عطف امر کا ساتھ یاد رکھنے قرآن کے اوپر اس کے کہا عیاض نے اولیٰ وہ چیز ہے کہ تاویل کی جائے اوپر اس کے ذمہ حال کی سے نہ ذمہ قول کی یعنی برا ہے حال اس شخص کا کہ اس کو یاد کرے پھر اس سے غافل ہو یہاں تک کہ اس کو بھول جائے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ کراہت اس میں واسطے تنزیہ کے ہے اور یہ جو کہا کہ یاد کرتے رہا کرو قرآن کو یعنی ہمیشہ اس کو پڑھتے رہو اور طلب کرو اپنے نفسوں سے اس کی مذاکرہ کو کہا طیبی نے کہ وہ عطف ہے باعتبار معنوں کے اوپر قول اس کے کی بنس مالا حدھم یعنی نہ تصور کرو اس کی خبر گیری میں اور یاد رکھنے میں اور ایک روایت میں ہے کہ یہ قرآن وحشی ہے یعنی وحشی کی مانند ہے اور اس حدیث میں زیادتی ہے اوپر حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس واسطے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں تشبیہ ایک امر کی ہے ساتھ دوسرے کے اور اس میں ہے کہ قرآن چھوٹ بھاگنے میں اونٹ سے زیادہ تر ہے اسی واسطے تصریح کی ساتھ باب کے تیسری حدیث میں جس جگہ کہا کہ البتہ وہ سخت تر ہے چھوٹ بھاگنے میں اونٹ سے اپنی رسی میں اس واسطے کہ اونٹ کی شان یہ ہے کہ چاہتا ہے کہ چھوٹ بھاگے جہاں تک کہ ہو سکے سو جب تک اس کو رسی میں نہ باندھے رکھے چھوٹ بھاگتا ہے پس اسی طرح حافظ قرآن کا اگر اس کی خبر گیری نہ کرے تو چھوٹ بھاگتا ہے اور کہا ابن بطلان نے کہ یہ حدیث موافق ہے دو آیتوں کے ﴿اَنَا سَنَلْقٰی عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا﴾ ﴿وَلَقَدْ یَسِّرْنَا الْقُرْآنَ﴾ سو جو متوجہ ہو اس کی طرف ساتھ محافظت اور خبر گیری کے تو آسان ہوتا ہے واسطے اس کے اور جو اس سے غافل ہو اس سے چھوٹ بھاگتا ہے۔ (فتح)

حدیث بیان کی ہم سے عثمان نے کہا کہ اس نے حدیث بیان کہ ہم سے جریر نے اس نے روایت کی منصور سے مثل اس کے یعنی مثل حدیث کے جو اس سے پہلے ہے اور یہ شعر ہے کہ سیاق جریر کا مساوی ہے واسطے سیاق شعبہ کے متابعت کی ہے اس کی بشر نے ابن مبارک سے اس نے شعبہ سے یعنی

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ  
مِثْلَهُ تَابَعَهُ بَشْرٌ عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ شُعْبَةَ  
وَتَابَعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ عَنِ شَقِيقٍ  
سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

عبداللہ بن مبارک نے متابعت کی محمد بن عرعہ کی سچ روایت اس حدیث کے شعبہ سے اور متابعت کی ہے اس کی ابن جریج نے عہدہ سے اس نے روایت کی شقیق سے اس نے کہا سنا میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس نے کہا سنا میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور شاید مراد ساتھ اس متابعت کے دفع کرنا ہے اس شخص کی علت کا جو معلول ٹھہراتا ہے خبر کو ساتھ روایت حماد بن زید کے اور ابوالاحوص کے واسطے اس کے منصور سے موقوف ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر۔ (فتح)

۴۶۴۵۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہمیشہ پڑھتے رہا کرو قرآن کو سو قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ قرآن زیادہ تر چھوٹ بھاگنے والا ہے ان اونٹوں سے جو اپنی رسی میں بندھے ہیں۔

۴۶۴۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَاهَدُوا الْقُرْآنَ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَهَوَ أَشَدُّ تَفْصِيًّا مِنَ الْإِبِلِ فِي عُقُلَيْهَا.

فائدہ: اونٹ جہاں اپنی رسی سے چھوٹا بھاگا اسی طرح حافظ قرآن نے جب دور چھوڑا بھولا۔

فائدہ: حاصل یہ ہے کہ تشبیہ واقع ہوئی درمیان تین چیزوں کے ساتھ تین چیزوں کے پس حافظ قرآن کا تشبیہ دیا گیا ہے ساتھ اونٹنی والے کے اور قرآن ساتھ اونٹنی کے اور یاد رکھنا ساتھ باندھنے کے کہا طبعی نے کہ نہیں درمیان قرآن کے اور اونٹنی کے کوئی مناسبت اس واسطے کہ قرآن قدیم ہے اور اونٹنی حادث لیکن واقع ہوئی ہے تشبیہ معنی میں اور ان حدیثوں میں رغبت دلانا ہے اوپر یاد کرنے قرآن کے ساتھ ہمیشہ پڑھتے رہنے اس کے کی اور تکرار تلاوت اس کی کے اور دور اس کے کی اور بیان کرنا مثلوں کا ہے واسطے واضح کرنے مقاصد کے اور اخیر حدیث میں قسم کھانی ہے نزدیک دینے خبر کے جس کے سچے ہونے کا یقین ہو واسطے مبالغہ کرنے کے اس کے ثابت کرنے میں سننے والوں کے سینے میں اور حکایت کی ہے ابن تین نے داؤدی سے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں حجت ہے واسطے اس شخص کے کہ دعویٰ کیا گیا اس پر ساتھ مال کے وہ منکر ہوا اور قسم کھائی اس نے پھر اس پر گواہ قائم ہوئے تو اس نے کہا کہ میں بھول گیا تھا تو اس کو اس میں معذور رکھا جائے۔ (فتح)

باب ہے سواری پر قرآن پڑھنا۔

بَابُ الْقِرَاءَةِ عَلَى الدَّائِيَةِ.

فائدہ: یعنی واسطے اس کے کہ اس پر سوار ہو اور شاید یہ اشارہ ہے طرف رد کرنے اس شخص کے جو اس کو مکروہ جانتا

ہے چنانچہ نقل کیا ہے اس کو ابن ابی داؤد نے بعض سلف سے اور پہلے گزر چکی ہے یہ بحث بیچ قرأت قرآن کے حمام وغیرہ میں کہا ابن بطلال نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد بخاری کی ساتھ اس ترجمہ کے یہ ہے کہ بیچ پڑھنے قرآن کے سواری پر سنت موجود ہے اور اصل اس سنت کا اللہ کا یہ قول ہے ﴿لَتَسْتَوا عَلٰی ظُہُورِہٖ ثُمَّ تَذْكُرُوا نِعْمۃَ رَبِّکُمۡ اِذَا اسْتَوِیْتُمْ﴾ -

۴۶۴۶ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو إِيسَى قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَغْفَلٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَهُوَ يَقْرَأُ عَلَى رَاحِلَتِهِ سُورَةَ الْفَتْحِ

۴۶۴۶ - حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا حضرت ﷺ کو فتح مکہ کے دن اور حالانکہ آپ اپنی سواری پر سورۃ فتح پڑھتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورۃ فتح میں گزر چکی ہے اور آئندہ بھی آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ تَعْلِيمِ الصِّبْيَانِ الْقُرْآنَ۔ چھوٹے لڑکوں کو قرآن سکھانے کا بیان۔

فائدہ: شاید اشارہ ہے طرف رد کے اس شخص پر جو اس کو مکروہ جانتا ہے اور مروی ہے کراہت اس کی سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ اور ابراہیم نخعی سے اور لفظ ابراہیم کا یہ ہے کہ تھے مکروہ جانتے قرآن سکھانا چھوٹے لڑکے کو یہاں تک کہ سمجھے بوجھے اور کلام سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا دلالت کرتا ہے کہ مکروہ ہونا اس کا اس جہت سے ہے کہ اس کو ملال حاصل ہوتا ہے اور روایت کی ہے ابن ابی داؤد نے ساتھ سند صحیح کے اشعث بن قیس سے کہ اس نے ایک لڑکے کو آگے کیا تو لوگوں نے اس پر عیب کیا تو اس نے کہا نہیں آگے کیا میں نے اس کو مگر یہ کہ آگے کیا ہے اس کو قرآن نے اور جو اس کو جائز رکھتا ہے اس کی حجت یہ ہے کہ وہ زیادہ تر باعث ہے طرف ثبوت اس کے کی اور مضبوط ہونے اس کے کی بیچ دل اس کے کی جیسے کہا جاتا ہے کہ لڑکپن میں پڑھنا مانند نقش کے ہے پتھر پر اور کلام سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا دلالت کرتا ہے کہ پہلے لڑکے کو آرام میں چھوڑا جائے پھر اس کو آہستہ آہستہ پکڑا جائے اور یہ ہے کہ یہ مختلف ہے ساتھ اشخاص کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

۴۶۴۷ - حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ إِنَّ الَّذِي تَدْعُوهُ الْمُفْصَلُ هُوَ الْمُحْكَمُ قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تُوَفِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا ابْنُ

۴۶۴۷ - حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس چیز کو تم مفصل کہتے ہو وہ محکم ہے اس نے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ فوت ہوئے حضرت ﷺ اور حالانکہ میں دس برس کا تھا اور البتہ میں محکم پڑھ چکا تھا۔

عَشْرَ سِنِينَ وَقَدْ قَرَأْتُ الْمُحْكَمَ.

**فائدہ:** اسی طرح ہے اس میں تفسیر مفصل کی ساتھ محکم کے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی کلام سے اور یہ دلالت کرتا ہے کہ دوسری روایت میں ضمیر لہ کا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی طرف پھرتی ہے اور فاعل قلت کا ابو بشر ہے برخلاف ظاہر متبادر کے کہ ضمیر واسطے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہے اور فاعل قلت کا سعید رضی اللہ عنہ ہے اور احتمال ہے کہ ہر ایک نے یہ اپنے شیخ سے پوچھا ہو اور مراد ساتھ محکم کے وہ قرآن ہے جس میں کچھ منسوخ نہیں اور بولا جاتا ہے محکم اور پر ضد تشابہ کے اور یہ اصطلاح اہل اصول کی ہے اور مراد ہے ساتھ مفصل کے وہ سورتیں ہیں جن میں بسم اللہ کے ساتھ فصل بہت ہے اور وہ سورۃ حجرات سے آخر قرآن تک ہیں صحیح قول پر اور شاید امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا ہے ترجمے میں طرف قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ تفسیر مجھ سے پوچھا کرو کہ میں نے قرآن کو یاد کر لیا تھا چھوٹی عمر میں اور یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے کے وقت دس برس کے تھے اور نماز کے باب میں گزر چکا ہے کہ وہ حجۃ الوداع میں قریب بلوغت کے پہنچے تھے اور یہ بھی آیا ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے کے وقت پندرہ برس کے تھے تو کہا عیاض نے احتمال ہے کہ یہ قول ان کا کہ میں دس برس کا تھا راجع ہو طرف یاد کرنے قرآن کے نہ طرف وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ہوگی تقدیر برکلام کی یہ کہ فوت ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حالانکہ میں محکم قرآن کو پڑھ چکا تھا اور میں دس برس کا تھا سو اس میں تقدیم و تاخیر ہے اور ایک روایت میں تیرہ برس کا ذکر آیا ہے اور ایک میں چودہ برس کا سو تطبیق یہ ہے کہ تیرہ برس کی عمر میں احتلام کے قریب پہنچے پھر بالغ ہوئے جب کہ ان کو کامل کیا اور داخل ہوئے چودھویں سال میں سو اطلاق پندرہ برس کا بنظر اعتبار دونوں کسر کے ہے اور اطلاق تیرہ برس کا ساتھ لغو کرنے کسر کے ہے اور اطلاق چودہ کا ساتھ لغو کرنے ایک کسر کے ہے اور اختلاف ہے بیچ اول مفصل کے باوجود اتفاق ہونے کے اس پر کہ وہ قرآن کا اخیر حصہ ہے دس قول پر۔ (فتح)

۴۶۴۸۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جمع کیا میں نے محکم قرآن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ابو بشر کہتا ہے میں نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا ہے محکم کہا کہ مفصل۔

۴۶۴۸۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هَشِيمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا جَمَعْتُ الْمُحْكَمَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ وَمَا الْمُحْكَمُ قَالَ الْمُفْصَلُ.

باب ہے بھول جانے قرآن کے اور کیا جائز ہے کہ کہے کہ میں فلاں آیت کو بھول گیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

بَابُ نِسْيَانِ الْقُرْآنِ وَهَلْ يَقُولُ نَسِيتُ آيَةً كَذَا وَكَذَا وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى

﴿سَنُقَرِّبُكَ فَلَا تَنْسَى إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ﴾ ہم تجھ کو پڑھائیں گے سو تو نہیں بھولے گا مگر جو اللہ چاہے۔

فائدہ: شاید مراد یہ ہے کہ نبی اس قول سے کہ میں فلائی آیت کو بھول گیا نہیں واسطے زجر کے ہے اس لفظ سے بلکہ واسطے زجر کے ہے اسباب زجر کے لین دین کرنے سے جو تقاضا کرتے ہیں اس لفظ کے بولنے کو اور احتمال ہے کہ منع اور اباحت کو دو حالتوں پر اتارا جائے سو جو شخص کہ پیدا ہونیاں اس کا مشغول ہونے سے ساتھ امر دینی کے مانند جہاد کے تو اس کے واسطے یہ کہنا منع نہیں اس واسطے کہ نہیں پیدا ہوا ہے بھولنا دینی کام کے چھوڑنے سے اور اس پر محمول ہوگا جو وارد ہوا ہے حضرت ﷺ سے منسوب کرنے بھول کے سے طرف نفس اپنے کے اور جو شخص کہ پیدا ہو نسیان اس کا مشغول ہونے اس کے سے ساتھ کام دنیاوی کے خاص کر جو حرام کام ہو تو اس کو یہ کہنا منع ہے واسطے لین دین کرنے اس کے ساتھ اسباب بھول کے اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم تجھ کو پڑھائیں گے سو تو نہیں بھولے گا تو یہ پھرنا ہے اس سے طرف اختیار کرنے اس چیز کے کہ جس پر اکثر علماء ہیں کہ لا اللہ تعالیٰ کے قول فلا تنسی میں واسطے نفی کے ہے اور یہ کہ اللہ نے آپ کو خبر دی کہ حضرت ﷺ نہیں بھولیں گے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو پڑھایا اور بعض نے کہا کہ لا واسطے نبی کے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے اشباع سین میں واسطے تناسب سر آیتوں کے اور اختلاف ہے استثناء میں یعنی بیچ قول اللہ تعالیٰ الا ماشاء اللہ سو فراء نے کہا کہ وہ تمبرک کے واسطے ہے اور یہاں کوئی چیز مستثنیٰ نہیں اور حسن اور قتادہ سے روایت ہے کہ مگر جو مقدر کیا اللہ نے کہ اس کی تلاوت اٹھائی جائے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مگر جو ارادہ کیا اللہ نے یہ کہ تجھ سے بھلا دے تاکہ اس کو بھول جائے اور بعض نے کہا کہ فلا تنسی کے معنی ہیں کہ نہ چھوڑے تو عمل کو ساتھ اس کے مگر جو چاہا اللہ نے کہ اس کو منسوخ کرے سو اس کے ساتھ عمل کے تو چھوڑے۔ (فتح)

۴۶۴۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کو مسجد میں پڑھتے سنا سو فرمایا کہ اللہ اس پر رحمت کرے البتہ اس نے مجھ کو فلائی فلائی آیت فلائی سورت سے یاد دلائی اور دوسری روایت میں یوں ہے کہ جس آیت کو میں نے فلائی فلائی سورت سے نسیان کے سبب سے ساقط کیا تھا یعنی مجھ کو بھول گئی تھی۔

۴۶۴۹۔ حَدَّثَنَا رَبِيعُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا زَائِدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَرَحِمُهُ اللَّهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً مِّنْ سُورَةٍ كَذَا.

روایت ہے محمد بن عبید بن میمون سے کہا حدیث بیان کی مجھ سے عیسیٰ نے ہشام سے اور کہا ساقط کیا تھا میں نے ان کو

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ بْنِ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا عَيْسَى عَنْ هِشَامٍ وَقَالَ أَسْقَطْتُهُنَّ مِنْ

فلاں سورۃ سے تابع ہوا علی بن مسہر اور عبدہ ہشام سے۔

سُورَةُ كَذَا تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَعَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ.

۴۶۵۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کورات میں قرآن پڑھتے سنا سو فرمایا کہ اللہ اس پر رحمت کرے کہ البتہ اس نے مجھ کو فلائی آیت یاد دلائی جو مجھ کو فلائی فلائی سورت سے بھول گئی تھی۔

۴۶۵۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ أَبِي رَجَاءٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي سُورَةِ اللَّيْلِ فَقَالَ يَرَحِمُهُ اللَّهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً كُنْتُ أَنْسِيْتُهَا مِنْ سُورَةِ كَذَا وَكَذَا.

فائدہ: یہ حدیث مفسر ہے واسطے قول آپ کے کی کہ میں نے اس کو ساقط کیا تھا سو گویا کہ فرمایا کہ ساقط کیا تھا میں نے اس کو بھول سے نہ کہ جان بوجھ کر، کہا اسماعیلی نے کہ بھول جانا حضرت ﷺ کا واسطے کسی چیز کے قرآن سے دو قسموں پر ہے ایک وہ قسم ہے جو تھوڑی دیر کے بعد آپ کو یاد آ جاتا ہے اور یہ قائم ہے ساتھ طبع بشری کے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول حضرت ﷺ کا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں بھی آدمی ہوں بھول جاتا ہوں جیسا تم بھول جاتے ہو دوسرا قسم یہ ہے کہ اٹھاتا ہے اس کو اللہ آپ کے دل سے اوپر ارادے منسوخ کرنے تلاوت اس کی کے اور اسی کی طرف اشارہ ہے ساتھ استثناء کے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿سَنَقِرْكَ فَا تَنْسِي﴾ الا ما شاء اللہ ﴿بہر حال پہلی قسم سو عارض ہے جلدی دور ہو جاتی ہے واسطے دلیل ظاہر اس آیت کے ﴿اَنَا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَأَنَا لَهُ لِحَافِظُونَ﴾ اور دوسری قسم سو داخل ہے اس آیت میں ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا﴾ اس شخص کی قرأت کی بنا پر جو اس کو ضمہ اول کے ساتھ پڑھتا ہے بغیر ہمزہ کے اور اس حدیث میں حجت ہے واسطے اس شخص کے جو جائز رکھتا ہے بھول کو حضرت ﷺ پر اس چیز میں کہ نہیں طریق اس کا پہنچانا مطلق اور اسی طرح اس چیز میں کہ طریق اس کا پہنچانا ہے لیکن ساتھ دو شرطوں کے ایک یہ کہ وہ اس کے بعد ہے کہ واقع ہو آپ سے تبلیغ اس کی دوسرے یہ کہ نہیں رہتے قائم اپنی بھول پر ہمیشہ بلکہ یا تو خود بخود آپ کو یاد آ جاتا ہے یا کوئی غیر آپ کو یاد دلا دیتا ہے اور کہا اس میں فوری بھی شرط ہے یا نہیں اس میں دو قول ہیں بہر حال اس کی تبلیغ سے پہلے سو اس میں آپ کو بھول جانا اس میں بالکل جائز نہیں اور بعض صوفیوں نے یہ گمان کیا ہے کہ حضرت ﷺ سے بھول جانا بالکل واقع نہیں ہوتا اور یہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ صواب نسیان کی واقع ہوتی ہے، کہا عیاض نے کہ اس کا کوئی قائل نہیں مگر ابوالمظفر اور یہ قول ضعیف ہے اور نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بلند کرنا آواز کا ساتھ پڑھنے قرآن کے رات کو اور مسجد

میں اور دعا واسطے اس شخص کے کہ جس کی جہت سے خیر حاصل ہو اگرچہ نہ قصد کیا ہو اس شخص نے جس کی طرف سے نیکی حاصل ہوئی اور اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ بھول جانے قرآن کے سبب بعض نے اس کو کبیرہ گناہ ٹھہرایا ہے اور ان کی جہت ایک یہ حدیث ہے جو ترمذی وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے کہ میری امت کے گناہ میرے سامنے لائے گئے سو نہیں دیکھا میں نے کوئی گناہ بہت بڑا اس سے کہ ایک مرد کو قرآن کی سورت ملی سودہ اس کو بھول گیا اور اس کی سند ضعیف ہے اور ابو العالیہ سے روایت ہے کہ ہم بہت بڑا گناہ دیکھتے تھے کہ آدمی قرآن کو دیکھے پھر اس کو بھول جائے اور اس کی سند جید ہے اور اسی طرح روایت ہے ابن سیرین سے اور ابو داؤد نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو قرآن کو پڑھے پھر اس کو بھول جائے تو طے گا اللہ تعالیٰ کو اس حالت میں کہ وہ اجزم ہوگا یعنی اس کا ہاتھ کٹا ہوگا یا اس کا ہاتھ خیر سے خالی ہوگا یا حقیقہ کوڑھی ہوگا اور ساتھ اس کے قائل ہے ابو الکرام اور روایانی شافعیوں میں سے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ تلاوت سے منہ پھیرنا سبب ہے واسطے بھول جانے قرآن کے اور بھول جانا اس کا دلالت کرتا ہے اوپر نہ کوشش کے ساتھ اس کے اور سستی کے ساتھ امر اس کے کی اور کہا قرطبی نے کہ جس نے سارے قرآن یا بعض کو یاد کیا تو بلند ہوا رتبہ اس کا بہ نسبت اس شخص کے جس نے اس کو یاد نہ کیا ہو سو جب اس نے اس مرتبے میں قصور کیا باوجود دینی ہونے کے یہاں تک کہ دور ہوا اس سے تو مناسب ہوا کہ اس کو اس پر عذاب کیا جائے اس واسطے کہ قرآن کی خبر گیری کو چھوڑ دینا پہنچتا ہے طرف رجوع کرنے کے طرف جہل کی اور رجوع کرنا طرف جہل کے بعد علم کے بہت سخت ہے اور کہا اسحاق نے مکروہ ہے کہ چالیس دن مرد پر گزریں کہ ان میں قرآن کو نہ پڑھے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے مرد کے یہ کہ کہے فلانی آیت کو فلانی سورت سے میں نے ساقط کر ڈالا یعنی بھول گیا جب کہ واقع ہو یہ اس سے۔ (فتح)

۴۶۵۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بری بات ہے واسطے ہر ایک مسلمان کے یہ کہ کہے میں فلانی فلانی آیت کو بھول گیا بلکہ یوں کہے کہ میں بھلایا گیا۔

۴۶۵۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَسَمَا لَا حَدِيَهُمْ يَقُولُ نَسِيتُ آيَةً كُنْتُ وَكُنْتُ بَلْ هُوَ نَسِيَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔  
بَابُ مَنْ لَمْ يَرِ بِأَسَا أَنْ يَقُولَ سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَسُورَةُ كَذَا وَكَذَا.

باب ہے اس شخص کے بیان میں جو نہیں دیکھتا ڈر اس کہنے کا کہ سورۃ بقرہ اور فلاں سورۃ۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے طرف رد کرنے کے اس شخص پر جو اس کو مکروہ جانتا ہے اور کہتا



ہے کہ نہ کہا جائے مگر یوں کہ وہ سورہ جس میں ایسا ایسا ذکر ہے اور پہلے گزر چکا ہے حج میں اعمش کے طریق سے کہ اس نے سنا حجاج بن یوسف کو کہ کہتا ہے منبر پر وہ سورہ جس میں ایسا ایسا ذکر ہے اور یہ کہ رد کیا اس نے اور اس کے ساتھ حدیث ابو مسعود رضی اللہ عنہ کے کہا قاضی عیاض نے کہ حدیث ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی حجت ہے بیچ جواز کہنے سورہ بقرہ کے اور مانند اس کی کے اور البتہ اس میں اختلاف ہے بعض نے اس کو جائز رکھا ہے اور بعض نے اس کو مکروہ جانا ہے اور کہا کہ کہا جائے وہ سورہ جس میں بقرہ کا ذکر ہے، میں کہتا ہوں اور حج میں گزر چکا ہے کہ ابراہیم نخعی نے انکار کیا حجاج کے اس قول پر کہ مت کہو سورہ بقرہ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ وہ سنت ہے اور وارد کی حدیث ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی اور قوی تر اس سے حجت میں وہ چیز ہے جس کو بخاری رحمہ اللہ نے وارد کیا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لفظ سے اور وارد ہوئی ہیں اس میں بہت حدیثیں صحیحہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لفظ سے کہا نووی رحمہ اللہ نے اذکار میں جائز ہے یہ کہ کہے سورہ بقرہ اور سورہ عنکبوت اور اسی طرح باقی سورتوں کو بھی اور اس میں کوئی کراہت نہیں اور بعض سلف نے کہا کہ یہ مکروہ ہے اور ٹھیک بات پہلی ہے کہ یہ کہنا جائز ہے اور یہی قول ہے جمہور کا اور جو حدیثیں کہ اس میں وارد ہوئی ہیں زیادہ ہیں اس سے کہ گنی جائیں اور اسی طرح اصحاب سے ہے اور جو ان کے بعد ہیں، میں کہتا ہوں اور ان بعض کے قول کے موافق بھی ایک حدیث مرفوعہ آچکی ہے اور وہ انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ کہا کہ سورہ بقرہ اور نہ سورہ آل عمران اور نہ سورہ نساء اور اسی طرح سارا قرآن روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اوسط میں اور اس کی سند میں عیسٰی راوی ہے اور وہ ضعیف ہے اور وارد کیا ہے اس کو ابن جوزی رحمہ اللہ نے موضوعات میں اور منقول ہے امام احمد رحمہ اللہ سے کہ وہ حدیث مکرر ہے میں کہتا ہوں اور باب تالیف القرآن میں گزر چکا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے تھے کہ اس آیت کو فلانی سورت میں رکھو جس میں ایسا ایسا ذکر ہے کہا ابن کثیر نے نہیں شک ہے اس میں کہ یہ احوط ہے لیکن قرار پا چکا ہے اجماع اوپر جواز کے مصاحف اور تفاسیر میں، میں کہتا ہوں اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ احتیاط مذکور کے ایک جماعت مفسرین نے اور ان میں سے ہیں ابو محمد اور متقدمین میں سے ہیں کلبی اور نقل کیا ہے اس کو قرطبی نے حکیم ترمذی سے کہ عزت قرآن کی سے ہے یہ کہ نہ کہا جائے سورہ بقرہ اور سورہ نحل اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا جائے کہ وہ سورت جس میں ایسا ایسا ذکر ہے اور تعاقب کیا ہے اس کا قرطبی نے ساتھ اس طور کے کہ حدیث ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی اس کے معارض ہے اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ نہیں ہے تعارض باوجود ممکن ہونے تطبیق کے سو حدیث ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی جواز پر دلالت کرے گی اور حدیث انس رضی اللہ عنہ کی اگر ثابت ہو تو محمول ہوگی خلاف اولیٰ پر۔

۴۶۵۲۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کہ جورات کو سورہ بقرہ کی اخیر کی دو  
آیتیں پڑھے گا تو وہ اس کو کفایت کرتی ہیں۔

۴۶۵۲۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي  
حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ  
عَلْقَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي

مَسْعُودُ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْآيَتَانِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ  
الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَ بِهِمَا فِي لَيْلَةٍ كَفَّتَاهُ.

فائدہ: اس کی شرح عنقریب گزر چکی ہے۔

۴۶۵۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ  
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ  
عَنْ حَدِيثِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَعَبْدِ  
الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ  
بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ  
حَكِيمٍ بِنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي  
حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَائَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرُؤُهَا عَلَى  
حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ يَقْرَأْنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي  
الصَّلَاةِ فَانْتَظَرْتُهُ حَتَّى سَلَّمَ فَلَبِيتُهُ فَقُلْتُ  
مَنْ أَقْرَأَكَ هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ  
يَقْرَأُ قَالَ أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ كَذَبْتَ فَوَاللَّهِ إِنْ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهَوُ  
أَقْرَأَنِي هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ  
فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقُوْدُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى  
حُرُوفٍ لَمْ تَقْرَأْنِيهَا وَإِنَّكَ أَقْرَأْتَنِي سُورَةَ  
الْفُرْقَانِ فَقَالَ يَا هِشَامُ اقْرَأْهَا فَقَرَأَهَا

۴۶۵۳۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے  
ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سورہ فرقان پڑھتے سنا حضرت ﷺ کی  
زندگی میں تو میں نے اس کی قرأت کی طرف کان لگایا سو  
اچانک دیکھا کہ وہ اس کو پڑھتا ہے بہت حرفوں پر جو  
حضرت ﷺ نے مجھ کو نہیں پڑھائے سو میں قریب تھا کہ نماز  
میں اس پر اچھل پڑوں سو میں نے اس کو مہلت دی یہاں تک  
کہ اس نے سلام پھیرا تو میں نے اس کو گلے میں چادر ڈال کر  
کھینچا میں نے کہا کہ تجھ کو یہ سورت کس نے پڑھائی جو میں  
نے تجھ کو پڑھتے سنا؟ اس نے کہا کہ مجھ کو حضرت ﷺ نے  
پڑھائی تو میں اس کو کھینچتا ہوا حضرت ﷺ کی طرف چلا تو  
میں نے کہا یا حضرت! میں نے اس کو سنا سورہ فرقان پڑھتا تھا  
کئی وجہوں پر جو حضرت ﷺ نے مجھ کو نہیں پڑھائیں اور بے  
شک آپ نے مجھ کو سورہ فرقان پڑھائی ہے تو حضرت ﷺ  
نے فرمایا اے ہشام! اس کو پڑھ سو اس نے اس کو پڑھا جس  
طور سے میں نے اس کو پڑھتے سنا تھا تو حضرت ﷺ نے  
فرمایا کہ اسی طرح اتاری گئی پھر فرمایا پڑھ اے عمر! سو میں نے  
اس کو پڑھا جس طور سے حضرت ﷺ نے مجھ کو پڑھائی تھی تو  
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح اتاری گئی پھر فرمایا  
حضرت ﷺ نے کہ بے شک یہ قرآن اتارا گیا سات وجہوں  
پر سو ان میں سے پڑھو جو تم کو سہل معلوم ہو۔

الْقِرَاءَةِ الَّتِي سَمِعْتُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَكَذَا أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ اقْرَأْ يَا عُمَرُ فَقَرَأْتُهَا الَّتِي أَقْرَأْتُهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَكَذَا أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرَفٍ فَاقْرَأُوا مَا تيسَّرَ مِنْهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

۴۶۵۴ - حَدَّثَنَا يَشْرُ بْنُ أَدَمَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَارِئًا يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللَّهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً أَسْقَطْتُهَا مِنْ سُورَةٍ كَذَا وَكَذَا.

فائدہ: یہ تینوں حدیثیں ترجمہ کے واسطے شہادت دیتیں ہیں اور مناسب ہیں واسطے اس کے۔

بَابُ التَّرْتِيلِ فِي الْقِرَاءَةِ. قرأت کو کھول کھول کر پڑھنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی ظاہر کرنا حرفوں اس کے کا اور آہستگی کرنی بیچ ادا کرنے ان کے کی تاکہ وہ زیادہ تر بلانے والا طرف سمجھے معنی ان کے کی۔

وَقَوْلُهُ تَعَالَى ﴿وَرَتَّلْ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پڑھ قرآن کو

کھول کھول کر صاف۔

فائدہ: گویا یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے سلف سے بیچ تفسیر اس کی کے سو مجاہد سے روایت ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ پڑھ بعض کو پیچھے بعض کے ٹھہر ٹھہر کر اور قنادہ سے روایت ہے کہ بیان کر اس کو بیان کرنا اور پورا اگر وجوب کے واسطے نہ ہو تو مستحب ہوگا۔

وَقَوْلُهُ ﴿وَقَرَأْنَا فَرَقَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَيَّ﴾ یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور قرآن کو جدا جدا بھیجا ہم

النَّاسِ عَلَىٰ مَكْنٍ)۔  
 نے تا کہ پڑھے تو اس کو لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر۔

فائدہ: اس کی توجیہ آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

وَمَا يُكَرُّهُ أَنْ يُهَذَّ كَهَذَا الشَّعْرِ۔  
 اور جو مکروہ ہے یہ کہ نہایت جلد پڑھے بغیر تامل کے جیسے

شعر پڑھا جاتا ہے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ مستحب ہونا ترتیل کا نہیں لازم پکڑتا ہے جلدی پڑھنے کی کراہت کو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکروہ نہایت جلدی پڑھنا ہے اس طور سے کہ بہت حرف پوشیدہ رہیں یا اپنے خرجوں سے نہ نکلیں اور البتہ ذکر کیا گیا ہے باب میں انکار ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اس شخص پر جو قرآن کو نہایت جلد جلد پڑھے جیسا کہ شعر پڑھا جاتا ہے اور دلیل جلدی پڑھنے کے جواز کی وہ حدیث ہے جو احادیث الانبیاء میں پہلے گزر چکی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہلکا اور آسان ہو گیا تھا قرآن داؤد علیہ السلام پر سو وہ اپنی ساریوں کے کسنے کا حکم کرتے تھے تو قرآن کو زین کسنے سے پہلے پڑھ چکتے تھے۔ (فتح)

یفرق کے معنی ہیں تفصیل کیا جاتا ہے۔

﴿فِيهَا يُفْرَقُ﴾ يُفَصِّلُ۔  
 قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿فَرَقْنَاهُ﴾ فَصَّلْنَاهُ۔  
 کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ فرقناہ کے معنی ہیں تفصیل کیا ہم نے اس کو۔

فائدہ: مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ایک مرد ہے جو سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران کو پڑھتا ہے اور ایک مرد ہے کہ فقط سورۃ بقرہ کو پڑھتا ہے دونوں کا قیام بھی برابر ہے اور رکوع بھی ایک اور سجدہ بھی ایک تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پڑھنا میرا سورۃ بقرہ کو فقط افضل ہے پھر یہ آیت پڑھی اور قرآن کو ہم نے تفریق کے ساتھ اتارا تا کہ پڑھے تو لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر اور ایک روایت میں ہے ابو حمزہ سے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں بہت جلد پڑھتا ہوں اور البتہ میں تین دن میں قرآن پڑھتا ہوں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ البتہ پڑھنا میرا سورۃ بقرہ کو ساتھ ترتیل اور تدبر کے بہتر ہے یہ کہ پڑھوں جیسے تو کہتا ہے اور ایک روایت میں ہے ابو حمزہ سے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں بہت جلد پڑھتا ہوں البتہ میں ایک رات میں قرآن کو پڑھتا ہوں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ البتہ پڑھنا میرا ایک سورۃ کو بہتر ہے اگر تو ضرور پڑھنے والا ہو تو ایسے طور سے پڑھ کہ تیرے کان اس کو سنیں اور تیرا دل اس کو یاد رکھے اور تحقیق یہ ہے کہ ایک جہت سے جلدی پڑھنے کو فضیلت ہے اور ایک جہت سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کو فضیلت ہے بشرطیکہ جلدی پڑھنے والا نہ چھوڑے کسی چیز کو حروف اور حرکات اور سکون سے جو واجب ہیں سو نہیں منع ہے کہ ایک دوسرے سے زیادہ ہو اگرچہ برابر ہیں اس واسطے کہ جو کھول کھول کر پڑھے اور غور کرے اس شخص کی مانند ہے جو ایک موتی قیمتی خیرات کرے اور جو جلد پڑھے تو وہ مثل اس شخص کے جو

چند موتی خیرات کرے لیکن ان کی قیمت اس ایک موتی کے برابر ہو اور کبھی ایک موتی کی قیمت دوسروں سے زیادہ ہوتی ہے اور کبھی عکس۔ (فتح)

۴۶۵۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا وَاصِلٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ عَدَوْنَا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ رَجُلٌ قَرَأْتُ الْمَفْصَلَ الْبَارِحَةَ فَقَالَ هَذَا كَهَيْذِ الشَّعْرِ إِنَّا قَدْ سَمِعْنَا الْقِرَاءَةَ وَإِنِّي لَأَحْفَظُ الْقِرَاءَةَ الَّتِي كَانَ يَقْرَأُ بِهِنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِي عَشْرَةَ سُورَةً مِنَ الْمَفْصَلِ وَسُورَتَيْنِ مِنْ آلِ حَمٍ۔

۴۶۵۵۔ حضرت ابو وائل سے روایت ہے کہ ہم ایک دن صبح کو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو ایک مرد نے کہا کہ میں نے آج رات سب مفصل کو پڑھا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو نے قرآن کو نہایت جلدی پڑھا بغیر تامل کے جیسے شعر پڑھا جاتا ہے البتہ ہم نے قرأت کو سنا اور البتہ میں یاد رکھتا ہوں ہم مثل سورتوں کو جن کو حضرت ﷺ پڑھا کرتے تھے وہ اٹھارہ سورتیں ہیں مفصل سے اور دو سورتیں آل حم سے۔

فائدہ: یہ روایت مختصر ہے اور روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ ہم ایک دن صبح کو فجر کی نماز پڑھنے کے بعد عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے سو ہم نے دروازے پر سلام کیا تو ہم کو اجازت ملی پھر ہم تھوڑی دیر دروازے پر ٹھہرے تو لوٹتی نگلی سو اس نے کہا کہ کیا اندر نہیں جاتے؟ سو ہم اندر گئے تو اچانک ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیٹھے سبحان اللہ پڑھتے تھے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کس چیز نے تم کو منع کیا اندر آنے سے اور حالانکہ تم کو اجازت ہو چکی تھی؟ ہم نے کہا ہم نے گمان کیا تھا کہ بعض گھر والے سوتے ہوں گے، کہا گمان کیا تم نے ام عبد کو غافل پھر ساری حدیث بیان کی، کہا خطابي نے کہ ہذا کے معنی ہیں نہایت جلدی پڑھنا بغیر تامل کے جیسے شعر پڑھا جاتا ہے اور یہ جو کہا کہ اٹھارہ سورتیں مفصل سے تو ایک روایت میں ہے کہ بیس سورتیں اول مفصل سے اور تطبیق یہ ہے کہ مراد اٹھارہ سورتیں سوائے سورہ دخان کے ہیں اور جو اس کے ساتھ ہے اور سب کو مفصل کہا بطور تغلیب کے ہے نہیں تو دخان مفصل میں سے نہیں رائج قول پر لیکن جائز ہے کہ ہوتا یف ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی برخلاف ترتیب عثمانی کے اس واسطے کہ اعمش کی روایت کے اخیر میں ہے کہ آخر ان کا حم دخان ہے اور عم بنا بر اس کے تغلیب نہیں اور یہ جو کہا کہ آل حم سے تو مراد وہ سورتیں ہیں جن کے اول میں حم ہے اور بعض نے کہا کہ خود حم مراد ہے اور غریب بات کہی ہے داؤدی نے سو کہا اس نے کہ قول اس کا من آل حم ابو وائل کی کلام سے ہے نہیں تو اول مفصل کا نزدیک ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اول جاہیہ سے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد ہوتا ہے یہ اگر ترتیب ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترتیب عثمانی کے موافق ہو اور حالانکہ امر اس کے برخلاف ہے اس واسطے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف کی ترتیب عثمان رضی اللہ عنہ کے مصحف کی ترتیب کے مخالف ہے سو شاید یہ بھی اسی سے ہو اور ہو اول مفصل کا نزدیک اس کے اول جاہیہ کا اور دخان مناخر اس کی

ترتیب میں جاٹھ سے نہیں ہے کوئی مانع اس سے۔ (فتح)

۴۶۵۶ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ ﴿لَا تُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَكَ لِتُبْعَلَ بِهِ﴾ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ جِبْرِيلُ بِالْوَحْيِ وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَهُ وَشَفَتَيْهِ فَيَسْتَشْدُ عَلَيْهِ وَكَانَ يُعَرِّفُ مِنْهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ الْآيَةَ الَّتِي فِيهَا لَا أَقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ ﴿لَا تُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَكَ لِتُبْعَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ﴾ فَإِنَّ عَلَيْنَا أَنْ نَجْمَعَهُ فِي صَدْرِكَ ﴿وَقُرْآنَهُ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾ فَإِذَا أَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ ﴿ثُمَّ إِنْ عَلَيْنَا مِثْلَهُ﴾ قَالَ إِنْ عَلَيْنَا أَنْ نُبَيِّنَهُ بِلِسَانِكَ قَالَ وَكَانَ إِذَا أَنَا جِبْرِيلُ أَطْرُقُ فَإِذَا ذَهَبَ قُرْآنُهُ كَمَا وَعَدَهُ اللَّهُ.

۴۶۵۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے صحیح تفسیر اس آیت کے کہ نہ ہلا ساتھ اس کے اپنی زبان کوتا کہ تو جلدی کرے ساتھ اس کے کہا کہ تھے حضرت ﷺ جب اترتے جبریل علیہ السلام ساتھ وحی کے یعنی لاتے قرآن کو اور ہلاتے ساتھ اس کے اپنی زبان کو اور دونوں ہونٹوں کو تو آپ پر مشکل ہوتا اور یہ آپ سے پہچانا جاتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری جو سورہ لا اقسام میں ہے کہ نہ ہلا ساتھ اس کے اپنی زبان کوتا کہ جلدی کرے تو اس کے ساتھ بے شک ہمارا ذمہ ہے جمع کرنا اس کا اور پڑھنا اس کا کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مراد یہ ہے کہ ہمارا ذمہ ہے یہ کہ ہم اس کو تیرے سینے میں جمع کریں اور پڑھنے اس کے کو یہ کہ پڑھیں ہم اس کو اور جب ہم اس کو پڑھیں تو پیروی کر اس کے پڑھنے کی یعنی جب ہم اس کو تجھ پر اتاریں تو کان لگا کر سنا کر پھر ہمارا ذمہ ہے بیان کرنا اس کا یعنی ضروری ہے ہم پر کہ ہم بیان کریں اس کو تیری زبان پر کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پھر اس کے بعد یہ دستور تھا کہ جب جبریل علیہ السلام آتا تو حضرت ﷺ سر نیچے ڈالتے پھر جب جبریل علیہ السلام چلا جاتا تو اس کو پڑھتے جیسے اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ کیا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورہ قیامہ کی تفسیر میں گزر چکی ہے اور مما تحرك کی توجیہ بدء الوحی میں گزر چکی ہے اور ایک روایت میں ممن يحرك آیا ہے اور متعین ہے کہ من واسطے تبعیض کے ہو اور من موصولہ، واللہ اعلم اور شاہد ترجمہ کا اس سے منع کرتا ہے جلد پڑھنے سے سو یہ تقاضا کرتا ہے کہ مستحب ہے ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا اور یہی مناسب ہے واسطے ترتیل کے اور اس باب میں حصہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ حضرت ﷺ کھول کھول کر پڑھتے تھے سورت کو یہاں تک کہ نہایت دراز تر ہو جاتے اور روایت ہے کہ علقمہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر قرآن پڑھا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کھول کھول کر پڑھا تو نے میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں اس واسطے کہ وہ زینت ہے قرآن کی۔ (فتح)

## بَابُ مَدِّ الْقِرَاءَةِ.

باب ہے بیچ بیان کھینچنے آواز کے ساتھ  
قرأت قرآن کے۔

**فائدہ:** قرآن پڑھنے کے وقت آواز کو کھینچنا دو طور پر ہے ایک اصلی ہے اور وہ دراز کر کے پڑھنا اس حرف کا ہے جس کے بعد الف یا واؤ یا یا ہو اور ایک غیر اصلی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایسے حرف کے بعد جس کی یہ صفت ہے ہمزہ لایا جائے اور وہ متصل ہے اور منفصل سو متصل وہ ہے جو نفس کلمے سے ہو اور منفصل وہ ہے جو دوسرے کلمے سے ہو سولایا جاتا ہے پہلے میں الف اور واؤ اور یا پورے طور سے ادا کیا ہو بغیر زیادتی کے اور دوسرا زیادہ کی جاتی بیچ تمکین الف اور واؤ اور یا کے زیادتی اور پر اس کے کہ نہیں ممکن ہے بولنا ساتھ اس کے مگر ساتھ مد کے اور مذہب اعدل یہ ہے کہ کھینچا جائے ہر حرف ان میں سے دو گنا اس سے کہ پہلے کھینچا جاتا تھا اور کبھی تھوڑا سا اس سے زیادہ کیا جاتا ہے اور جو اس سے زیادہ ہو وہ محمود نہیں اور مراد ترجمہ میں پہلی قسم ہے۔ (فتح)

۴۶۵۷۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا  
جَرِيرُ بْنُ حَارِثٍ الْأَزْدِيُّ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ  
سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ يَمُدُّ مَدًّا.

۴۶۵۷۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے  
انس رضی اللہ عنہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی قرأت کا حال پوچھا تو انہوں  
نے کہا کہ تھے کھینچتے یعنی قرأت کو۔

۴۶۵۸۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا  
هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ كَيْفَ  
كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَقَالَ كَانَتْ مَدًّا ثُمَّ قَرَأَ ﴿بِسْمِ اللَّهِ  
الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ يَمُدُّ بِسْمِ اللَّهِ وَيَمُدُّ  
بِالرَّحْمَنِ وَيَمُدُّ بِالرَّحِيمِ.

۴۶۵۸۔ کسی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا  
کی قرأت کس طرح تھی؟ انہوں نے کہا کہ تھے کھینچتے آواز  
اپنی کو ساتھ قرأت کے پھر پڑھتے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو کھینچتے  
بسم اللہ کو پھر کھینچتے رحمن کو پھر کھینچتے الرحیم کو۔

**فائدہ:** ظاہر ہوا پہلی روایت سے کہ قتادہ رحمہ اللہ راوی خود ہی سائل ہے اور یہ جو پہلی روایت میں کہا کہ تھے کھینچتے لام کے جو ہا سے پہلے ہے اسم اللہ سے اور ساتھ کھینچنے میم کے جو پہلے نون سے ہے رحمن میں اور ساتھ کھینچنے حا کے رحیم سے اور کانت مد کے معنی ہیں ذات مد یعنی صاحب کھینچنے کے اور ایک روایت میں ہے کہ اپنی آواز کو کھینچتے تھے اور روایت کی ہے ابن ابی داؤد نے قطیہ بن مالک کے طریق سے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ فجر کی نماز میں سورہ ق پڑھی سو گزرے اس لفظ پر نطق نطق سو کھینچا آواز اپنی کو ساتھ نطق کے اور یہ شاہد جید ہے واسطے حدیث انس رضی اللہ عنہ کے اور اصل اس کی مسلم میں ہے۔

**تنبیہ:** استدلال کیا ہے بعض نے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ حضرت ﷺ بسم اللہ الرحمن الرحیم نماز میں پڑھتے تھے اور مقصود اس کا ساتھ اس کے معارضہ کرنا ہے نیز انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کو جو مسلم میں ہے کہ حضرت ﷺ بسم اللہ کو نماز میں نہیں پڑھتے تھے اور اس استدلال میں نظر ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ یہ جو کہا کہ جب بسم اللہ کو پڑھتے تو اپنی آواز کو اس کے ساتھ کھینچتے تھے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کو نماز کی ہر رکعت میں سورۃ الحمد کی ابتدا میں پڑھتے تھے اور نیز سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد ہوتی ہے یہ حدیث بصورت مثال کے سونہ متعین ہوگی بسم اللہ اور علم اللہ کے پاس ہے۔

باب التَّوَجُّعِ  
باب ہے بیچ بیان ترجیع کے۔

**فائدہ:** اور وہ قریب ہونا اقسام حرکتوں کا ہے اور اس کی اصل تردید ہے یعنی پھیرنا آواز کا حلق میں جیسا کہ توحید میں اس حدیث میں اس کی تفسیر آئے گی ساتھ قول اس کے کی کہ اُس ساتھ ہمرہ مفتوح کے کہ اس کے بعد الف ساکن ہے پھر دوسرا ہمزہ ہے پھر انہوں نے کہا کہ اس میں دو امروں کا احتمال ہے ایک یہ کہ پیدا ہوا یہ ملنے اونٹنی کے سے دوسرا یہ کہ اشباع کیا حضرت ﷺ نے م کو اپنی جگہ میں تو اس سے یہ پیدا ہوا اور یہ دوسرا احتمال مشابہ تر ہے ساتھ سیاق کے کہ اس کے بعض طریقوں میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس کا خوف نہ ہوتا کہ لوگ جمع ہو جائیں گے تو میں تمہارے لیے اس آواز سے پڑھتا اور البتہ اس جگہ کے سوائے اور جگہ میں بھی ترجیع ثابت ہو چکی ہے سورۃ ایت کی ہے ترمذی وغیرہ نے ام ہانی رضی اللہ عنہا سے کہ میں نے حضرت ﷺ کی آواز کو سنا قرآن کو ترجیع کے ساتھ پڑھتے تھے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ ترجیع میں کچھ قدر زیادتی ہے ترتیل پر یعنی کھول کھول کر پڑھنے پر اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جرہ نے کہ معنی ترجیع کے خوش آوازی سے قرآن کو پڑھنا نہ ترجیع راگ کی اس واسطے کہ پڑھنا قرآن کا ساتھ ترجیع راگ کے مخالف ہے خشوع کو جو مقصود ہے تلاوت قرآن کی سے اور اس حدیث میں ثابت ہونا ملازمت حضرت ﷺ کی کا ہے واسطے عبادت کے یعنی ہر وقت حضرت ﷺ عبادت میں رہتے تھے اس واسطے کہ باوجود اس کے کہ حضرت ﷺ اونٹنی پر سوار تھے اور وہ چلتے تھے آپ نے عبادت کو نہیں چھوڑا اور اس کو پکار کر پڑھنے میں ارشاد ہے طرف اس کے کہ عبادت کو ظاہر کرنا کبھی ہوتا ہے افضل پوشیدہ کرنے سے اور وہ وقت تعلیم کا ہے اور جگانے غافل کے اور مانند اس کے۔ (فتح)

۴۶۵۹۔ حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو پڑھتے دیکھا اور حالانکہ آپ اپنی اونٹنی یا اونٹ پر تھے اور وہ چلتی تھی اور وہ سورۃ فتح یا سورۃ فتح اسے پڑھتے تھے قرأت نرم پڑھتے تھے ساتھ ترجیع کے۔

۴۶۵۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا سَعْدَةُ حَدَّثَنَا أَبُو إِيَاسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَغْفَلٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقرأُ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ أَوْ جَمَلِهِ وَهِيَ



تَسِيرُ بِهِ وَهُوَ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفَتْحِ أَوْ مِنْ  
سُورَةِ الْفَتْحِ قِرَآنَةً لَيْسَ يَقْرَأُ وَهُوَ يُرْجِعُ  
بَابُ حُسْنِ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَةِ لِلْقُرْآنِ.

خوش آوازی سے قرآن مجید کو پڑھنے کا بیان۔

فائدہ: باب من لم يتغن بالقرآن میں مذکور ہو چکا ہے کہ اجماع ہے اوپر استحباب سننے قرآن کے خوش آواز سے  
یعنی خوش آواز سے قرآن سننا مستحب ہے اور روایت کی ہے ابن ابی داؤد نے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ خوش آواز جو ان کو  
خوش آوازی کے سبب سے امام بناتے تھے۔ (فتح)

۴۶۶۰۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا  
نے ان سے فرمایا اے ابو موسیٰ! البتہ تجھ کو بانسری دی گئی  
داؤد علیہ السلام کی بانسریوں سے۔

۴۶۶۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلْفٍ أَبُو بَكْرٍ  
حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى الْجَمَانِيُّ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ  
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ  
عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ يَا أَبَا مُوسَى  
لَقَدْ أُوتِيتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ.

فائدہ: یہ حدیث مختصر ہے اور روایت کیا ہے اس کو مسلم نے ساتھ اس لفظ کے کہ اگر تو مجھ کو دیکھتا اور حالانکہ میں  
تیرے قرآن پڑھنے کو آج رات سنتا تھا اور روایت کی ہے ابو یعلیٰ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں رات کے وقت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ پر گزرے اور وہ اپنے گھر میں قرآن پڑھتے  
تھے سو دونوں اس کی قرأت کے سننے کو کھڑے ہوئے پھر وہاں سے گزرے پھر صبح کے وقت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا  
سے ملے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں تجھ پر گزرا تھا سو ذکر کی ساری حدیث اور داری نے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے  
روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے اور وہ نہایت خوش آواز تھے کہ البتہ اس کو بانسری دی گئی  
داؤد علیہ السلام کی بانسریوں سے سو شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے یعنی اس طریق کی  
طرف اور مراد ساتھ بانسری کے خوب اور خوش ہونا آواز کا ہے اور اصل مزمار آلہ کو کہتے ہیں بولا گیا ہے نام اس کا  
آواز پر واسطے مشابہت کے اور اس حدیث میں دلالت ظاہر ہے اس پر کہ قرأت غیر اس چیز کے ہے جو پڑھی گئی اور  
باقی بحث اس کی توحید میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

جو چاہے کہ اپنے غیر سے قرآن کو سننے اس کا بیان۔  
۴۶۶۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے فرمایا کہ میرے آگے قرآن پڑھ

بَابُ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْمَعَ الْقُرْآنَ مِنْ غَيْرِهِ.  
۴۶۶۱۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ بْنُ غِيَاثٍ  
حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِي

میں نے کہا یا حضرت! میں آپ کے آگے قرآن پڑھوں اور حالانکہ قرآن آپ پر اترا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ قرآن کو اپنے غیر سے سنوں۔

إِبْرَاهِيمُ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِفْرَأْ عَلَى الْقُرْآنِ قُلْتُ أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أَنْزَلَ قَالَ إِبْنِي أَحَبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي.

**فائدہ:** وارد کیا ہے اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے بطور اختصار کے پھر وارد کیا ہے اس کو دوسرے باب میں ساتھ درازی کے باب ہے قول مقری کا واسطے قاری کے کہ تجھ کو کفایت کرتا ہے اور مراد ساتھ قرآن کے بعض قرآن کا ہے کہ اکثر روایتوں میں لفظ قرآن کا نہیں بلکہ مطلق ہے پاس صادق آتا ہے بعض قرآن پر کہا ابن بطلال نے احتمال ہے کہ قرآن کو اپنے غیر سے اس واسطے سنا چاہتے ہوں کہ ہو دور قرآن کا سنت اور احتمال ہے کہ اس واسطے ہو کہ اس کو سمجھیں اور سوچیں اس واسطے سننے والا قوی تر ہے اور پر سوچنے کے اور نفس اس کا خالی ہے اور خوش دل ہے واسطے اس کے قاری سے واسطے مشغول ہونے اس کے کی ساتھ قرأت کے اور احکام اس کے کی اور یہ برخلاف اس چیز کے ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر پڑھا جیسا کہ مناقب وغیرہ میں گزر چکا ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے ارادہ کیا تھا کہ سکھائیں اس کو کیفیت اور قرأت کے اور مخارج حروف کے اور مانند اس کے اور باقی شرح اس کی آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

کہنا پڑھوانے والے کا پڑھنے والے کو کہ تجھ کو اسی قدر کافی ہے اس کا بیان۔

بَابُ قَوْلِ الْمُقْرِئِ لِلْقَارِئِ حَسْبُكَ.

۴۶۶۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے آگے قرآن کو پڑھ، میں نے کہا یا حضرت! میں آپ کے آگے پڑھوں اور حالانکہ قرآن آپ پر اترا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں! سو میں نے سورہ نساء پڑھی یہاں تک کہ میں اس آیت پر پہنچا کہ کیا حال ہوگا اس وقت جب کہ ہم ہر امت کے گواہ یعنی پیغمبر کو لائیں گے اور تجھ کو اس امت پر گواہ لائیں گے فرمایا بس اب تجھ کو اسی قدر کفایت کرتا ہے تو میں نے آپ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو اچانک آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

۴۶۶۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِفْرَأْ عَلَى الْقُرْآنِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أَنْزَلَ قَالَ نَعَمْ فَقَرَأْتُ سُورَةَ النِّسَاءِ حَتَّى أَتَيْتُ إِلَى هَذِهِ الْآيَةِ ﴿لَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ قَالَ حَسْبُكَ الْآنَ فَالْتَفَتُ إِلَيْهِ

فَإِذَا عَيْنَاهُ تَذَرَّفَانِ.

بَابُ فِي كَمْ يَقْرَأُ الْقُرْآنُ وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى ﴿فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ﴾  
 کتنے دنوں میں قرآن پڑھا جائے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پڑھ جو تم کو آسان معلوم ہو قرآن سے۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے طرف رد کرنے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ کم سے کم جو چیز کہ ہر دن رات میں کفایت کرتی ہے قرآن کا چالیسواں حصہ ہے یعنی ہر دن رات میں اس سے کم نہ پڑھے اور یہ منقول ہے اسحاق بن راہویہ سے اور حنابلہ سے اس واسطے کہ عموم قول اللہ تعالیٰ کا کہ پڑھ جو تم کو آسان معلوم ہو قرآن سے اس سے کم کو بھی شامل ہے سو جو قرآن کے کچھ حصے کی تعیین کا دعویٰ کرے تو لازم ہے اس پر بیان کرنا اور روایت کی ہے ابو داؤد نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے کہ چالیس دن میں قرآن پڑھا جائے پھر کہا کہ مہینے میں اور نہیں ہے اس میں دلالت مطلوب پر۔ (فتح)

۴۶۶۲ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ لِي ابْنُ شُبْرُمَةَ نَظَرْتُ كَمْ يَكْفِي الرَّجُلَ مِنَ الْقُرْآنِ فَلَمْ أَجِدْ سُورَةً أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثِ آيَاتٍ فَقُلْتُ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقْرَأَ أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثِ آيَاتٍ قَالَ عَلِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ أَخْبَرَهُ عُلُقَمَةُ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ وَلَقِيْنَتُهُ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَذَكَرَ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَنْ قَرَأَ بِالْأَيْتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَّتَاهُ.

۴۶۶۳ - حدیث بیان کی ہم سے علی نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے کہ ابن شبرمہ نے مجھ سے کہا کہ میں نے سوچا کہ آدمی کو کتنا قرآن کفایت کرتا ہے یعنی نماز میں سو میں نے تین آیتوں سے کم ترک کوئی سورت نہ پائی تو میں نے کہا کہ نہیں لائق کسی شخص کو کہ تین آیتوں سے کم تر پڑھے، کہا سفیان نے خبر دی ہم کو منصور نے ابراہیم سے اس نے روایت کی عبد الرحمن سے خبر دی اس کو علقمہ نے ابو مسعود سے کہا عبد الرحمن نے اور میں ابو مسعود سے ملا اور وہ خانے کعبہ کا طواف کرتا تھا سو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو رات کو سورہ بقرہ کے اخیر کی دو آیتیں پڑھے تو وہ اس کو کفایت کرتی ہیں۔

فائدہ: اور پہلے گزر چکا ہے کہ کفایت کرنے سے کیا مراد ہے اور جو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے سفیان بن عیینہ نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ ایک وجہ کی بنا پر ہے جو دونوں آیتوں کے کفایت کرنے کی تاویل میں کہی گئی ہے یعنی بیچ قیام رات کی نماز کے اور البتہ پوشیدہ رہی ہے وجہ مناسبت حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ساتھ ترجمہ کے ابن کثیر پر اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ وہ اس جہت سے ہے کہ جس آیت کے ساتھ ترجمہ باندھا گیا ہے وہ مناسب ہے اس چیز کو کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے ابن عیینہ نے ابو مسعود کی حدیث سے اور جامع درمیان دونوں کے یہ ہے کہ ہر

ایک آیت اور حدیث سے دلالت کرتی ہے اور پر کافی ہونے کے برخلاف اس کے جوابن شہرہ نے کہا۔ (فتح)

۴۶۶۴ - حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ أُنْكَحِنِي أَبِي امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ فَكَانَ يَتَعَاهَدُ كَنَّتُهُ فَيَسْأَلُهَا عَنْ بَعْلِهَا فَتَقُولُ نَعَمْ الرَّجُلُ مِنْ رَجُلٍ لَمْ يَطَأْ لَنَا فِرَاشًا وَلَمْ يَفْتَشْ لَنَا كَنَفًا مُنْذُ أُتِيَاهُ فَلَمَّا طَالَ ذَلِكَ عَلَيْهِ ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْفَنِي بِهِ فَلَقِيْنَهُ بَعْدَ فَقَالَ كَيْفَ تَصُومُ قَالَ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ وَكَيْفَ تَحْتِمُ قَالَ كُلَّ لَيْلَةٍ قَالَ صُمْ فِي كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةً وَاقْرَأِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ قَالَ قُلْتُ أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْجُمُعَةِ قُلْتُ أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ أَفْطِرُ يَوْمَيْنِ وَصُمْ يَوْمًا قَالَ قُلْتُ أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ صُمْ أَفْضَلَ الصَّوْمِ صَوْمَ دَاوُدَ صِيَامَ يَوْمٍ وَإِفْطَارَ يَوْمٍ وَاقْرَأْ فِي كُلِّ سَبْعٍ لَيَالٍ مَرَّةً فَلْيَتَنَبَّيْ قَبِلْتُ رُخْصَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَلِكَ أَنِّي كَبِرْتُ وَضَعُفْتُ فَكَانَ يَقْرَأُ عَلَى بَعْضِ أَهْلِهِ السُّبْحَ مِنَ الْقُرْآنِ بِالنَّهَارِ وَالَّذِي يَقْرُؤُهُ يَغْرِضُهُ مِنَ النَّهَارِ لِيَكُونَ أَخَفَّ عَلَيْهِ بِاللَّيْلِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَقَوَّى أَفْطَرَ أَيَّامًا وَأَحْصَى وَصَامَ مِثْلَهُنَّ كَرَاهِيَةً أَنْ يَتْرَكَ شَيْئًا فَارَقَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

۴۶۶۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرے باپ نے میرا نکاح ایک عورت عمدہ نسب والی سے کروایا یعنی قریش میں سے سو وہ بہو یعنی اپنے بیٹے کی بیوی کی خبر گیری کرتا تھا سو اس سے اس کے خاوند کا حال پوچھتا سو وہ کہتی کہ خوب مرد ہے وہ مرد کہ نہ اس نے ہمارے بستر پر پاؤں رکھا اور نہ اس نے ہمارا پردہ ڈھونڈا جس دن سے ہم اس کے پاس آئے سو جب یہ حال عمر رضی اللہ عنہ پر دراز ہوا تو اس کو حضرت ﷺ سے ذکر کیا یعنی اپنے بیٹے کی شکایت کی تو حضرت ﷺ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مجھ کو مل پھر میں اس کے بعد آپ سے اتفاقاً ملا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو کس طرح روزہ رکھتا ہے؟ کہا ہر دن حضرت ﷺ نے فرمایا قرآن کو کس طرح ختم کرتا ہے؟ کہا ہر رات میں، فرمایا ہر مہینے میں تین روزے رکھا کر اور ہر مہینے میں ایک بار قرآن پڑھا کر میں نے کہا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا ہر جمعے میں تین روزے رکھا کر میں نے کہا میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا ایک دن روزہ رکھا کر اور دو دن نہ رکھا کر میں نے کہا میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا روزہ رکھا کر افضل روزہ داؤد علیہ السلام کا ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن نہ رکھنا اور پڑھ قرآن کو ہر ہفتے میں ایک بار سو کاش کہ میں نے حضرت ﷺ کی رخصت کو قبول کیا ہوتا اور یہ تمنا اس سبب سے ہے کہ میں بوڑھا اور ضعیف ہوا ہوں سو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دن کو اپنے بعض گھر والوں پر ساتواں حصہ قرآن کا پڑھتے اور جو پڑھتے اس کا دور دن سے کرتے تاکہ ہلکا ہوا و پران کے پڑھنا اس کا رات کو اور جب

وَسَلَّمَ عَلَيْهِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ  
بَعْضُهُمْ فِي ثَلَاثٍ وَفِي خَمْسٍ وَأَكْثَرُهُمْ  
عَلَى سَبْعٍ.

چاہتے کہ قوت حاصل کریں تو چند دن روزہ نہ رکھتے اور گنتے  
اور ان کے برابر اور دن روزہ رکھتے واسطے برا جاننے اس  
بات کو کہ چھوڑیں کچھ چیز جس پر حضرت ﷺ کو چھوڑا، کہا ابو  
عبداللہ یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے اور کہا بعض نے تین دن میں  
اور پانچ دن میں اور اکثر راوی سات دن پر ہیں۔

فائدہ: ہمارے بستر پر کبھی پاؤں نہیں رکھا یعنی ہمارے ساتھ کبھی نہیں لیٹا تا کہ ہمارے بستر کو روندے اور نہ اس نے  
ہمارا پردہ ڈھونڈا یعنی اس نے مجھ سے کبھی جماع نہیں کیا اور یہ جو کہا کہ جب اس پر یہ حال دراز ہوا گویا کہ اس نے  
دیر کی اس کی شکایت میں واسطے اس امید کے کہ باز آجائے اور تدارک کرے پھر جب وہ بدستور رہا اپنے حال پر تو  
ڈرے یہ کہ لاحق ہو اس کو گناہ بسبب ضائع کرنے حق بیوی اپنی کے سو حضرت ﷺ سے اس کی شکایت کی اور واقع  
ہوا ہے اس روایت میں بعد قول اس کے کہ ایک دن روزہ رکھا کر اور ایک دن نہ رکھا کر کہا کہ میں اس سے زیادہ  
طاقت رکھتا ہوں اور شاید اس میں تقدیم و تاخیر واقع ہوئی ہے یعنی راوی نے اس کلام کو مؤخر کر دیا ہے ورنہ درحقیقت  
یہ کلام مقدم ہے اور پڑھ قرآن کو ہر ہفتے میں ایک بار یعنی ہر ہفتہ میں قرآن کا ایک بار ختم کیا کر اور یہ جو کہا کہ عبداللہ  
بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے بعض گھر والوں پر قرآن کا ساتواں حصہ پڑھتے تھے یعنی جس پر ان میں سے میسر ہوتا اور سوائے اس  
کے کچھ نہیں کہ یہ کام دن کو کرتے تھے تا کہ یاد کریں وہ چیز جس کو رات کی نماز میں پڑھیں اس خوف سے کہ کوئی چیز  
ان سے پوشیدہ رہے بسبب بھول جانے کے اور یہ جو کہا کہ جب چاہتے کہ قوت حاصل کریں تو چند دن روزہ نہ  
رکھتے، الخ تو اس سے لیا جاتا ہے کہ افضل واسطے اس شخص کے کہ روزہ رکھنا چاہے داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے کہ ایک دن  
روزہ رکھے اور ایک دن نہ رکھے ہمیشہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اس فعل سے لیا جاتا ہے کہ جو اس سے افطار کرے  
پھر اتنے روزے اور دنوں میں رکھے تو کفایت کرتا ہے اس کو روزہ رکھنا ایک دن کا اور نہ رکھنا ایک دن کا اور یہ جو کہا  
کہ کہا بعض نے کہ تین دن میں یا سات دن میں تو شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف روایت  
شعبہ کے مغیرہ سے ساتھ اس اسناد کے سو فرمایا کہ پڑھ قرآن کو ہر مہینے میں کہا میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں سو  
ہمیشہ رہے وہ یہی کہتے یہاں تک کہ کہا تین دن میں اس واسطے کہ پانچ پکڑے جاتے ہیں اس سے بطور تضمن کے پھر  
پایا میں نے مسند دارمی میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ میں نے کہا یا حضرت! میں کتنے دن میں قرآن ختم کیا کروں؟  
فرمایا کہ مہینے میں اس کو ختم کیا کر میں نے کہا میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا پچیس دن میں ختم کیا کر میں  
نے کہا کہ میں اسے زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا کہ اس کو بیس دن میں ختم کیا کر میں نے کہا میں اس سے بھی زیادہ  
طاقت رکھتا ہوں فرمایا کہ قرآن کو پندرہ دن میں ختم کیا کر میں نے کہا میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا

پانچ دن میں اس کو ختم کر میں نے کہا میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا نہ اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو تین دن میں ختم کیا کر اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں سمجھتا جو قرآن کو تین دن سے کم تر میں پڑھے اور شاہد اس کا نزدیک سعید بن منصور کے ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ قرآن کو تین دن سے کم تر میں ختم نہ کر اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا قرآن کو تین دن سے کم تر میں ختم نہ کرتے تھے اور اسی کو اختیار کیا ہے احمد اور اسحاق بن راہویہ وغیرہم نے اور ثابت ہو چکا ہے بہت سلف سے کہ انہوں نے قرآن کو تین دن سے کم تر میں پڑھا، کہا نووی رحمہ اللہ نے مختار یہ بات ہے کہ یہ مختلف ہے اشخاص کے ساتھ جو شخص کہ ہو اہل فہم اور تدقیق فکر سے تو مستحب ہے واسطے اس کے یہ کہ اسی قدر پڑھے کہ نہ خلل انداز ہو مقصود میں تدبر سے اور استخراج معانی کے سے اور اسی طرح جو شخص کہ ہو واسطے اس کے شغل ساتھ علم کے یا ساتھ غیر اس کے مہمات دین سے اور عام مسلمانوں کی بھلائوں سے تو مستحب ہے اس کو کہ قرآن کو اسی قدر پڑھا کرے جو نہ خلل انداز ہو ساتھ اس چیز کے کہ وہ اس میں ہے اور جو اس طرح نہ ہو یعنی فارغ البال ہو تو اولیٰ واسطے اس کے بہت پڑھنا قرآن کا ہے جہاں تک کہ ہو سکے سوائے نکلنے کے طرف مانندگی کے اور یہ جو کہ اکثر راوی سات پر ہیں تو یہ اشارہ ہے طرف روایت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے جو اس کے بعد موصول آتی ہے کہ اس کے اخیر میں ہے کہ اس سے زیادہ نہ کرے یعنی نہ بدلے حال مذکور کو طرف حالت دوسرے کے اور یہاں لفظ زیادت کا بولا ہے اور مراد کی ہے اور زیادتی اس جگہ بطور تدلی کے ہے یعنی نہ پڑھے قرآن سات دن سے کم تر میں اور ترمذی وغیرہ کی روایت میں ساری حدیث کے بعد یہ لفظ ہے کہ سات سے کم نہ کر اور یہ اگر محفوظ ہو تو احتمال ہے کہ قصہ متعدد ہو نہیں مانع ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دوبار فرمایا ہو بطور تاکید کے اور شاید نبی زیادتی سے نہیں ہے واسطے تحریم کے جیسا کہ امر ان سب میں نہیں واسطے وجوب کے اور پہچانا گیا ہے یہ حال کہ قرینوں سے جن کی طرف سیاق راہ دکھاتا ہے اور وہ نظر کرنا ہے طرف عاجز ہونے ان کے کی غیر اس کے سے حال میں یا انجام میں اور غریب بات کہی ہے بعض ظاہر یہ نے سو کہا کہ قرآن کو تین دن سے کم تر میں پڑھنا حرام ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اکثر علماء اس پر ہیں کہ اس کا کوئی اندازہ معین نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ باعتبار خوش دلی اور قوت کے ہے اس بنا پر پس مختلف ہے یہ ساتھ اختلاف احوال اور اشخاص کے۔ (فتح)

۴۶۶۵۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے فرمایا کہ قرآن کو کتنے دن میں پڑھتا ہے۔

۴۶۶۵۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كَمْ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ.

۴۶۶۶۔ اور دوسری روایت میں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کو ایک مہینے میں پڑھا کر میں نے کہا میں قوت پاتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو سات دن میں پڑھا کر اور اس سے کم نہ کر۔

۴۶۶۶۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَوْلَى بَنِي زُهْرَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ وَأَحْسِنِي قَالَ سَمِعْتُ أَنَا مِنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأِ الْقُرْآنَ فِي شَهْرٍ قُلْتُ إِنِّي أَجِدُ قُوَّةَ حَتَّى قَالَ فَأَقْرَأْهُ فِي سَبْعٍ وَلَا تَزِدْ عَلَى ذَلِكَ.

فائدہ: مراد ساتھ قرآن کے باب کی حدیث میں تمام قرآن ہے اور نہیں وارد ہوتا ہے اوپر اس کے کہ واقع ہوا ہے یہ قصہ حضرت ﷺ کی وفات سے بہت مدت پہلے اور تھایہ واقع پہلے اس سے کہ اترے بعض قرآن جو پیچھے اتر اس واسطے کہ ہم کہتے ہیں کہ ہم نے مانا لیکن عبرت ساتھ اس چیز کے ہے جس پر اطلاق دلالت کرتا ہے اور یہی ہے جس کو صحابی نے سمجھا سو کہتا تھا کہ کاش کہ میں نے حضرت ﷺ کی رخصت کو قبول کیا ہوتا اور نہیں شک ہے کہ یہ حضرت ﷺ کے بعد ہے گویا کہ جوڑا اس نے اس چیز کو کہ پیچھے اتری ساتھ اس چیز کے کہ اول اتری پس مراد ساتھ قرآن کے تمام وہ چیز ہے جو اس وقت اتر چکی تھی اور وہ اکثر قرآن ہے اور واقع ہوا اشارہ طرف اس چیز کے کہ اس کے بعد اتری تقسیم کی جائے گی ساتھ حصے اس کے۔ (فتح)

بَابُ الْبُكَاءِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ۔ قرآن پڑھنے کے وقت رونے کا بیان۔

فائدہ: کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ قرآن پڑھنے کے وقت رونا عارفوں کی صفت ہے اور صالحین کی نشانی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور گرتے ہیں ٹھوڑیوں پر روتے اور حدیثیں اس میں بہت ہیں، کہا غزالی نے کہ مستحب ہے رونا وقت پڑھنے قرآن کے اور نزدیک اس کے یعنی جب خود پڑھتا ہو یا کوئی اس کے نزدیک پڑھتا ہو اور طریق حاصل کرنے اس کے کا یہ ہے کہ حاضر کرے دل اپنے میں غم اور خوف کو ساتھ تامل کرنے اس چیز کے کہ اس میں ہے تہدید اور وعید شدید سے اور عہد و پیمان سے پھر نظر کرے تصور اپنے کو بیچ اس کے اور اگر اس کو غم حاضر نہ ہو تو چاہیے کہ روئے اس کے نہ ہونے پر اور یہ کہ وہ بڑی مصیبت ہے۔ (فتح)

۴۶۶۷۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے آگے قرآن پڑھ، میں نے کہا یا حضرت! میں آپ کے آگے قرآن پڑھوں اور

۴۶۶۷۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ يَحْيَى بَعْضُ

الْحَدِيثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ الْأَعْمَشُ وَبَعْضُ الْحَدِيثِ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ وَعَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأُ عَلَىَّ قَالَ قُلْتُ أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أَنْزَلَ قَالَ إِنِّي أَشْتَهِي أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي قَالَ فَقَرَأْتُ النِّسَاءَ حَتَّى إِذَا بَلَغْتُ ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ قَالَ لِيَ كَفَّ أَوْ أَمْسِكَ فَرَأَيْتُ عَلَيْهِ تَذَرِّفَانِ.

حالانکہ قرآن آپ پر اترا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ قرآن کو اپنے غیر آدمی سے سنوں، ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سو میں نے سورہ نساء پڑھی یہاں تک کہ جب میں اس آیت پر پہنچا کہ کیا حال ہوگا اس وقت جب کہ ہم امت کے گواہ کو لائیں گے اور تجھ کو اس امت پر گواہ لائیں گے حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا بس سو میں نے دیکھا کہ آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔

فائدہ: اور پہچانی گئی اس جگہ سے مراد ساتھ قول اس کے کہ بعض حدیث عمرو بن مرہ سے ہے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ سنا ہے اعمش نے حدیث مذکور کو ابراہیم نخعی سے اور سنا ہے بعض حدیث کو عمرو بن مرہ سے اس نے ابراہیم سے اور ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے کہ جو قدر کہ اس حدیث سے اعمش بن مرہ سے سنا ہے وہ اس کے قول (سو میں نے سورہ نساء پڑھی) سے اخیر حدیث تک ہے اور بہر حال جو اس سے پہلے ہے حضرت ﷺ کے اس قول تک کہ میں اس کو اپنے غیر سے سنوں تو یہ اعمش نے ابراہیم سے سنا ہے جیسا کہ اس باب کے دوسرے طریق میں ہے اور روایت کی ہے ابن مبارک نے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے کہ نہیں آتا کوئی دن مگر کہ حضرت ﷺ کی امت آپ کے سامنے لائی جاتی ہے صبح کو اور شام کو سو پہچانتے ہیں ان کو حضرت ﷺ ان کی نشانیوں سے اور عملوں سے سو اسی واسطے گواہی دیں گے اوپر ان کے اور یہ حدیث مرسل ہے اور اس حدیث میں ہے وہ چیز کہ اٹھاتی ہے اس اشکال کو کہ بغل گیر ہے اس کو حدیث فضالہ کی، واللہ اعلم۔ کہا ابن بطلال نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ روئے حضرت ﷺ وقت پڑھنے اس آیت کے اس واسطے کہ صورت بنائی گئی واسطے نفس آپ کے کی اہوال دن قیامت کے کی اور شدت حال کے جو داعی ہے آپ کو طرف گواہی دینے کے واسطے امت اپنی کے ساتھ تصدیق کے اور سوال کرنے آپ کے کی شفاعت کو



واسطے لوگوں کے اور یہ امر ایسا ہے کہ حق ہے واسطے اس کے بہت رونا اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ حضرت ﷺ روئے واسطے رحم کرنے کے اپنی امت پر اس واسطے کہ آپ نے جانا کہ ضرور ہے کہ گواہی دیں حضرت ﷺ اوپر ان کے ساتھ عمل ان کے کی اور عمل ان کے کبھی سیدھے اور درست نہیں ہوں گے تو نوبت پہنچائے گا یہ طرف عذاب کرنے ان کے کی، واللہ اعلم۔ (فتح)

۴۶۶۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا مجھ سے نبی ﷺ نے مجھ پر قرآن پڑھ عرض کی کہ میں آپ پر پڑھوں اور حالانکہ آپ پر اتارا گیا؟ فرمایا حضرت ﷺ نے کہ مجھ کو بہت پسند ہے یہ کہ میں قرآن کو اپنے غیر سے سنوں۔

جو دکھلانے اور نمود کے واسطے قرآن پڑھے یا طلب کرے روزی کو ساتھ اس کے یعنی وہ اس کو اپنی روزی کا وسیلہ ٹھہرائے یا اس کے ساتھ گناہ کرے۔

۴۶۶۹۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ عنقریب ایک قوم پیدا ہو گی آخر زمانے میں کم عمر ناقص عقل تمسک کریں گے ساتھ بہترین چیز کے کہ تمسک کرتے ہیں ساتھ اس کے لوگ یعنی پڑھیں گے قرآن کو نکل جائیں گے اسلام سے جیسے تیر نکل جاتا ہے شکاری جانور سے ایمان نہ اترے گا ان کے حلقوں کے نیچے یعنی گلے کے نیچے یعنی ان کے دل میں ایمان کا کچھ اثر نہ ہوگا سو جہاں کہیں تم ان سے ملو تو ان کو قتل کرو سو ابتہ ان کے قتل کرنے میں قتل کرنے والے کو ثواب ہے قیامت کے دن تک۔

فائدہ: اور مراد یہ ہے کہ ایمان ان کے دلوں میں مضبوط نہ ہوگا اس واسطے کہ جو چیز گلے میں ٹھہر جائے اور حلق سے نیچے

۴۶۶۸۔ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدَةَ السَّلْمَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ عَلَيَّ فُلْتُ اقْرَأْ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أَنْزَلَ قَالَ إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي.

بَابُ إِيَّاهُمْ مَنْ رَأَى بَقْرَاءَ الْقُرْآنِ أَوْ تَأَكَّلَ بِهِ أَوْ فَخَرَ بِهِ.

۴۶۶۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَأْتِي فِي أَحْرَ الزَّمَانِ قَوْمٌ حَدَّثَاءُ الْإِنْسَانِ سُفْهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ إِيْمَانَهُمْ حَنَاجِرَهُمْ فَأَيِّمًا لَقَيْتُمُوهُمْ فَأَقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

نہ اترے وہ دل تک نہیں پہنچتی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ان کے دلوں میں ایمان کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ (فتح)

۴۶۷۰۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا فرماتے تھے کہ تم میں ایک قوم پیدا ہوگی کہ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے ساتھ حقیر جانو گے اور اپنے روزے کو ان کے روزے کے ساتھ ناچیز سمجھو گے اور اپنے عمل کو ان کے عملوں کے ساتھ کچھ نہ جانو گے وہ لوگ قرآن کو پڑھیں گے ان کے گلے کی ہنسلوں سے نیچے نہ اترے گا یعنی دل میں قرآن کا کچھ اثر نہ ہوگا وہ لوگ نکل جائیں گے اسلام سے جیسے جانور سے تیر پار ہو جاتا ہے اس کے پھالے کو دیکھے گا تو خون کا کچھ اثر نہ پائے گا پھر تیر کی لکڑی کو دیکھے گا تو کچھ اثر نہ پائے گا پھر تیر کے پر کو دیکھے گا تو کچھ اثر نہ پائے گا اور شک کیا جاتا ہے سونار میں کہ کیا اس میں بھی کوئی چیز ہے یا نہیں یا راوی کو شک ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ لفظ فرمایا ہے یا نہیں۔

۴۶۷۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّمِيمِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَخْرُجُ فِيكُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ وَعَمَلَكُمْ مَعَ عَمَلِهِمْ وَيَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرِّمَّةِ يَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلَا يَرَى شَيْئًا وَيَنْظُرُ فِي الْقِدْحِ فَلَا يَرَى شَيْئًا وَيَنْظُرُ فِي الرِّيشِ فَلَا يَرَى شَيْئًا وَيَتَمَارَى فِي الْفُوقِ.

فائدہ: مراد اس حدیث میں خارجی لوگ ہیں جنہوں نے علی رضی اللہ عنہ پر خروج کیا اور امام بحق سے بغاوت کی اور اس کی شرح مرتدوں کے باب میں آئے گی اور مناسبت ان دونوں حدیثوں کی ترجمہ سے یہ ہے کہ جب قرآن کا پڑھنا غیر اللہ کے واسطے ہو تو وہ ریا کے واسطے ہے یا واسطے طلب رزق کے ساتھ اس کے اور مانند اس کے سوتیلوں حدیثیں دلالت کرتی ہیں واسطے رکنوں ترجمہ کے اس واسطے کہ بعض ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے اس کو ریا اور نمود کے واسطے پڑھا اور اس کی طرف اشارہ ہے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اور بعض نے اس کو طلب رزق کے واسطے پڑھا اور یہ بھی اسی کی حدیث سے نکالا گیا ہے اور بعض نے اس کے ساتھ گناہ کیا اور وہ علی رضی اللہ عنہ اور ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے نکالا گیا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ سیکھو قرآن کو اور مانگو اللہ تعالیٰ سے ساتھ اس کے پہلے اس سے کہ سیکھے اس کو ایک قوم جو مانگیں ساتھ اس کے دنیا اس واسطے کہ قرآن کو تین آدمی سیکھتے ہیں ایک مرد اس کو فخر کے واسطے پڑھتا ہے اور ایک مرد ساتھ اس کے مال طلب کرتا ہے اور ایک مرد اس کو اللہ کے واسطے پڑھتا ہے۔ (فتح)

۴۶۷۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ۴۶۷۱۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

نے فرمایا کہ جو ایماندار کہ قرآن کو پڑھتا ہے اور اس کے ساتھ عمل کرتا ہے وہ مثل ترنج کے ہے کہ اس کا مزہ بھی اچھا اور اس کی بو بھی اچھی اور جو ایماندار کہ قرآن کو نہیں پڑھتا اور اس کے ساتھ عمل کرتا ہے وہ مثل چھوہارے کے ہے کہ اس کا مزہ اچھا ہے اور اس کی بو نہیں اور اس منافق کی مثل جو قرآن کو پڑھتا ہے نیاز بو کی سے مثل ہے کہ اس کی بو اچھی ہے اور اس کا مزہ کڑوا اور اس منافق کی مثل جو قرآن نہیں پڑھتا اندرائن کے پھل کی سی مثل ہے کہ اس کا مزہ بھی کڑوا خبیث ہے اور اس کی بو بھی کڑوی ہے۔

شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَعْمَلُ بِهِ كَالْأُتْرُجَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ وَالْمُؤْمِنُ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَعْمَلُ بِهِ كَالْتَّمْرِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيحَ لَهَا وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ أَوْ خَبِيثٌ وَرِيحُهَا مُرٌّ.

فائدہ: مناسبت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

پڑھو قرآن کو جب تک تمہارے دل جمع ہوں۔

بَابُ اقْرَأْ وَالْقُرْآنَ مَا انْتَلَفْتُ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ.

۴۶۷۲۔ حضرت جناب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پڑھو قرآن کو جب تک تمہارے دل جمع ہوں اور جب کہ تم اس کے معنوں کو سمجھنے میں اختلاف کرو تو اس سے اٹھ کھڑے ہو۔

۴۶۷۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اقْرَأْ وَالْقُرْآنَ مَا انْتَلَفْتُ قُلُوبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فقوموا عنه.

فائدہ: یعنی تاکہ نہ کھینچے تم کو اختلاف طرف فتنے و فساد کے کہا عیاض نے احتمال ہے کہ ہو نہی خاص ساتھ زمانے حضرت ﷺ کے تاکہ نہ ہو یہ سب واسطے اترنے اس چیز کے کہ ان کو بری لگے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے مت پوچھو بہت چیزوں سے کہ اگر تمہارے واسطے ظاہر کی جائیں تو تم کو بری لگیں اور احتمال ہے کہ معنی یہ ہوں کہ پڑھو اور لازم پکڑو اتفاق کو اس چیز پر کہ دلالت کرے اوپر اس کے قرآن اور کھینچنے طرف اس کے اور جب واقع ہو اختلاف یا عارض ہو کوئی شبہ جو تقاضا کرے جھگڑے کو جو بلانے والا ہے طرف جدائی کے تو چھوڑ دو قرأت کو اور تمسک کرو ساتھ حکم کے جو موجب ہے واسطے الفت کے اور اعراض کرے تشابہ سے جو نوبت پہنچانے والا ہے طرف جدائی کے اور احتمال ہے کہ ہو نہی قرأت سے جب کہ واقع ہو اختلاف بیچ کیفیت ادا کے ساتھ اس طور کے کہ جدا جدا

ہوں وقت اختلاف کے اور بدستور ہے ہر ایک اپنی اپنی قرأت پر اور مثل اس کے وہ چیز ہے جو پہلے گزر چکی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جب کہ واقع ہوا درمیان اس کے اور درمیان اور اصحاب کے اختلاف سچ ادا کے سو حضرت رضی اللہ عنہ کے پاس جھگڑے کو لے گئے تو حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم سب خوب پڑھتے ہو اور ساتھ اس نکتہ کے ظاہر ہوگی حکمت سچ ذکر کرنے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پیچھے حدیث جناب رضی اللہ عنہ کے۔ (فتح)

۴۶۷۳۔ حضرت جناب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پڑھو قرآن کو جب تک تمہارے دل جمع ہوں اور الفت پکڑیں اور جب تم اختلاف کرو تو اس سے اٹھ کھڑے ہو متابعت کی ہے سلام کی حارث اور سعید نے ابو عمران سے یعنی اس حدیث کے مرفوع کرنے میں اور نہیں مرفوع کیا اس کو حماد اور ابان نے اور کہا غندر نے شعبہ سے اس نے روایت کی ابو عمران سے اس نے کہا سنا میں نے جناب سے قول اس کا اور کہا ابن عون نے ابو عمران سے اس نے روایت کی عبد اللہ بن صامت سے عمر سے قول اس کا اور جناب اصح اور اکثر ہے یعنی صحیح ہے سند میں اور اکثر ہے باعتبار طریقوں کے یعنی اس واسطے کہ جم غفیر نے اس کو جناب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۴۶۷۴۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ایک مرد کو ایک آیت پڑھتے سنا کہ حضرت رضی اللہ عنہ سے اس کا خلاف سنا تھا سو میں نے اس کا ہاتھ پکڑا تو میں اس کو حضرت رضی اللہ عنہ کی طرف لے چلا تو حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم دونوں خوب پڑھتے ہو سو تم دونوں پڑھو، شعبہ راوی کہتا ہے کہ میرا اکبر علم یہی ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم سے پہلوں نے اختلاف کیا تھا سو اختلاف نے ان کو ہلاک کر ڈالا۔

۴۶۷۳۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سَلَامُ بْنُ أَبِي مُطَيْعٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدَبٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا انْتَلَفْتُمْ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ تَابَعَهُ الْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ وَلَمْ يَرْفَعَهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَأَبَانُ وَقَالَ غَدَرُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا قَوْلَهُ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ عُمَرَ قَوْلَهُ وَجُنْدَبٌ أَصَحُّ وَأَكْثَرُ.

۴۶۷۴۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنِ النَّزَالِ بْنِ مَسْرَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ آيَةً سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافَهَا فَأَخَذَتْ يَدَهُ فَاَنْطَلَقَتْ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ فَأَقْرَأَا أَكْبَرُ عَلِمِي قَالَ فَإِنْ مَن كَانَ قَبْلَكُمْ اخْتَلَفُوا فَأُهْلِكُوا.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ تم سے پہلوں کو اختلاف ہی نے ہلاک کیا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ جس سورہ

میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اختلاف کیا تھا وہ آل حم سے تھی اور خطیب کے مہمات میں ہے کہ وہ احتاف ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اختلاف ان کا اس کے عدد میں تھا کہ کیا وہ پینتیس آیتیں ہیں یا چھتیس ہیں اور اس حدیث میں اور جو اس سے پہلے ہے رغبت دلانا ہے جماعت پر اور الفت پر اور ڈرانا ہے فرقت اور جدائی سے اور اختلاف سے اور نہیں ہے جھگڑنے سے قرآن میں ناحق اور اس کے شر سے یہ ہے کہ ظاہر ہو دلالت آیت کی اوپر کسی چیز کے جو رائے کے مخالف ہو سو تو سل کیا جائے ساتھ نظر کے اور باریک بینی اس کے کی طرف تاویل اس کی کے اور حمل کرنا اس کا اس رائے پر اور واقع ہوتی ہے کجی بچ اس کے۔ (فتح)



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## کتاب ہے نکاح کے بیان میں

## کِتَابُ النِّكَاحِ

**فائدہ:** نکاح کے معنی لغت میں ہیں جوڑنا اور ایک دوسرے میں داخل ہونا اور کہا فراء نے کہ بہت ہوئی ہے استعمال اس کی بیچ و بی کے اور نام رکھا گیا ہے ساتھ اس کے عقد واسطے ہونے اس کے سبب اس کا اور شرع میں حقیقت ہے عقد میں مجاز ہے و بی میں صحیح قول پر اور حجت اس میں بہت وارد ہونا اس کا ہے قرآن اور حدیث میں واسطے عقد کے یہاں تک کہ کہا گیا ہے کہ نہیں وارد ہوا ہے قرآن میں مگر واسطے عقد کے اور ایک قول شافعیوں کا یہ ہے کہ وہ حقیقت ہے و بی میں مجاز ہے عقد میں اور یہی قول ہے حنفیوں کا اور بعض نے کہا کہ وہ محمول ہے ساتھ اشتراک کے اوپر ایک کے دونوں میں سے اور یہی ہے جو رائج ہے بیچ نظر میری کے اگرچہ بہت ہوا ہے استعمال اس کا عقد میں اور البتہ جمع کیا ہے نکاح کے ناموں کو ابن قنطاز نے سو زیادہ ہوئے ہزار سے۔ (فتح)

**بَابُ التَّرْغِیْبِ فِی النِّكَاحِ لِقَوْلِهِ تَعَالٰی ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾** باب ہے بیچ بیان رغبت دلانے کے نکاح میں واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے کہ نکاح کرو جو تم کو خوش لگیں عورتوں سے۔

**فائدہ:** وجہ استدلال کی یہ ہے کہ وہ صیغہ امر کا ہے تقاضا کرتا ہے طلب کو اور ادنیٰ درجہ اس کا استحباب ہے پس ثابت ہوا رغبت دلانا کہا قرطبی نے کہ نہیں ہے دلالت بیچ اس کے اس واسطے کہ آیت بیان کی گئی ہے واسطے بیان کرنے اس چیز کے کہ جائز ہے جمع کرنا درمیان اس کے عورتوں کی گنتی سے اور احتمال ہے کہ نکالا ہو اس کو بخاری رحمہ اللہ نے امر کرنے سے ساتھ نکاح طیب کے باوجود وارد ہونے نبی کے ترک کرنے طیب کے سے اور منسوب کرنے فاعل اس کے طرف اعتداء کے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَا تَحْرُمُوا طِیْبَاتِ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا﴾ اور البتہ اختلاف کیا گیا ہے نکاح میں سو کہا شافعیوں نے کہ نہیں ہے عبادت اسی واسطے اگر اس کی نذر مانی تو منعقد نہیں ہوتا اور حنفیوں نے کہا کہ وہ عبادت ہے اور تحقیق یہ ہے کہ جس صورت میں کہ نکاح مستحب ہے کمائیاتی بیانہ مستلزم ہے کہ یہ کہ ہو اس وقت عبادت سو جس نے اس کی نفی کی ہے اس نے اس کی حد ذات کی طرف نظر کی ہے اور جس نے اس کو ثابت کیا ہے اس نے اس کی صورت مخصوص کی طرف نظر کی ہے۔ (فتح)

۴۶۷۵ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین آدمی

حضرت ﷺ کی بیویوں کے گھروں کی طرف آئے  
 حضرت ﷺ کی عبادت کا حال پوچھتے تھے سو جب وہ خبر  
 دیے گئے تو گویا انہوں نے اس کو کم جانا سوانہوں نے کہا کہ  
 ہم کہاں اور حضرت ﷺ کہاں آپ کے تو اگلے پچھلے گناہ  
 سب بخشے گئے یعنی ہم کو اپنا خاتمہ معلوم نہیں تو ہم کو زیادہ  
 عبادت کرنا چاہیے ان میں سے ایک نے کہا کہ میں تو ہمیشہ  
 رات بھر نماز پڑھا کروں گا اور دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ  
 روزہ رکھا کروں گا کبھی نہ چھوڑا کروں گا اور تیسرے نے کہا  
 کہ میں عورتوں سے الگ ہوتا ہوں سو میں کبھی نکاح نہیں  
 کروں گا سو حضرت ﷺ ان کے پاس آئے سو فرمایا کہ تم ہی  
 ہو جنہوں نے ایسا کیا کہا ہے خبردار! قسم ہے اللہ کی البتہ میں تم  
 سے زیادہ تر اللہ سے ڈرتا ہوں اور تم سے زیادہ تر اللہ کا پرہیز  
 گار ہوں لیکن میں تو روزہ رکھتا بھی ہوں اور نہیں بھی رکھتا اور  
 نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے صحبت  
 بھی کرتا ہوں سو جو میری سنت اور راہ سے پھر اوہ میرا نہیں۔

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ  
 أَبِي حُمَيْدٍ الطَّوِيلُ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ  
 مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ جَاءَ ثَلَاثَةُ  
 رَهْطٍ إِلَى بَيْتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَانَهُمْ  
 يَقَالُوهَا فَقَالُوا وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ  
 ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَحَدُهُمْ أَمَّا أَنَا فَإِنِّي  
 أَصْلَى اللَّيْلِ أَبَدًا وَقَالَ آخَرُ أَنَا أَصُومُ  
 الدَّهْرَ وَلَا أَفْطِرُ وَقَالَ آخَرُ أَنَا أَعْتَزِلُ  
 النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ أَنتُمْ  
 الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا أَمَّا وَاللَّهِ إِنِّي  
 لَا أَحْشَاكُمْ لِلَّهِ وَأَتَّقَاكُمْ لَهُ لَكِنِّي أَصُومُ  
 وَأَفْطِرُ وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ  
 فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ وہ تینوں صاحب یہ ہیں علی رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اور  
 ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں میں ہیں جنہوں نے چاہا کہ خواہشوں کو حرام کریں سو سورہ مائدہ کی  
 آیت اتری اور ایک روایت میں ہے کہ وہ دس اصحاب تھے اور وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ  
 اور ابو ذر رضی اللہ عنہ اور سالم رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ اور سلمان رضی اللہ عنہ وغیرہ ہیں سو اگر یہ محفوظ ہو تو احتمال ہے کہ تین آدمی وہ ہوں  
 جنہوں نے خاص یہ پوچھا سو کبھی خاص ان تین کی طرف منسوب ہوا اور کبھی سب کی طرف واسطے شریک ہونے سب  
 کے بیچ طلب اس کی کے اور تائید کرتی ہے اس کی کہ وہ تین سے زیادہ تھے جو مسلم نے روایت کی ہے کہ چھ آدمیوں  
 نے حضرت ﷺ کی زندگی میں اس بات کا ارادہ کیا تھا سوان کو اس سے منع ہوا اور یہ جو کہا کہ آپ کے اگلے پچھلے  
 گناہ سب بخشے گئے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جس کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس کے گناہ بخشے گئے یا نہیں تو اس کو چاہیے کہ

عبادت میں مبالغہ کرے اور بہت عبادت کرے امید ہے کہ حاصل ہو برخلاف اس شخص کے کہ حاصل ہو چکا ہے واسطے اس کے یہ لیکن حضرت ﷺ نے بیان کر دیا کہ یہ لازم نہیں سواشارہ کیا اس کی طرف اس کے ساتھ کہ آپ بہ نسبت ان کے گناہوں سے زیادہ ڈرتے تھے اور یہ نسبت مقام عبودیت کی ہے ربوبیت کی جانب میں اور اشارہ کیا ہے بچ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے طرف اور معنی کے کہ کیا میں بندہ شکر گزار نہ ہوں اور یہ جو کہا کہ میں رات بھر ہمیشہ نماز پڑھا کروں گا تو اس میں ابد اقد اصلی کی نہیں بلکہ رات کی قید ہے اور یہ جو کہا کہ میں کبھی نکاح نہیں کروں گا تو مصلیٰ اور عورتوں سے الگ ہونے والا ساتھ بیٹھنے کے تاکید کیا گیا ہے اور نہیں تاکید کیا گیا ہے روزہ ساتھ اس کے اس واسطے کہ ضروری ہے کھولنا روزے کا رات کو اور اسی طرح عید کے دنوں میں بھی اور واقع ہوا ہے مسلم کی روایت میں کہ بعض نے کہا کہ میں عورتوں سے نکاح نہیں کروں گا اور بعض نے کہا کہ میں گوشت نہیں کھاؤں گا اور بعض نے کہا کہ میں بستر پر نہیں لیٹوں گا اور ظاہر اس کا تاکید کرنا ہے کہ اس کے قائل تین سے زیادہ تھے اس واسطے کہ گوشت کونہ کھانا خاص تر ہے ہمیشہ روزہ رکھنے سے اور رات بھر نماز پڑھنا خاص تر ہے ترک سونے سے بستر پر اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس اختیار کرنے کسی قسم کے مجاز سے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو حضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد اور تعریف کی پھر فرمایا کیا حال ہے ان لوگوں کا جنہوں نے ایسا ایسا کہا اور تطبیق یہ ہے کہ پہلے ان کو عموماً ظاہر میں منع کیا بغیر تعیین کے پھر ان کو خاص کر منع کیا پوشیدہ طور سے اور یہ جو کہا کہ البتہ میں بہ نسبت تمہاری اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرتا ہوں اور زیادہ اللہ تعالیٰ کا پرہیزگار ہوں تو اس میں اشارہ ہے رد کرنے کی طرف اس چیز کے جس پر انہوں نے اپنے کام کو بنا کیا کہ جس کے گناہ بخشے گئے ہوں اس کو زیادہ عبادت کی حاجت نہیں برخلاف اس کے غیر کے سو آپ نے ان کو معلوم کروایا باوجود اس کے کہ حضرت ﷺ عبادت میں نہایت مبالغہ کرتے ہیں زیادہ تر ڈرنے والے ہیں اللہ سے اور زیادہ تر پرہیزگار ہیں بہ نسبت ان لوگوں کے جو سختی کرتے ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ اسی طرح ہوا اس واسطے کہ سختی کرنے والا نہیں بے خوف ہے جھٹکنے سے برخلاف میانہ رو کے کہ وہ زیادہ تر قادر ہے اس کے ہمیشہ کرنے پر اور بہتر وہ عمل ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے اور یہ جو کہا لیکن میں تو یہ استدارک ہے چیز مذوف سے دلالت کرتا ہے اس پر سیاق یعنی میں اور تم بہ نسبت عبودیت کے برابر ہیں لیکن میں ایسا عمل کرتا ہوں اور یہ جو کہا کہ میرے طریقے سے پھر تو مراد سنت سے طریقہ ہے نہ وہ جو فرض کے مقابل ہے اور رغبت ایک چیز سے منہ پھیرنا ہے اس سے طرف اس کے غیر کے اور مراد یہ ہے کہ جس نے میرا طریقہ چھوڑا اور غیر کا طریقہ لیا تو وہ مجھ سے نہیں اور اشارہ کیا ساتھ اس کے طرف طریقے رہبانیت کے اس واسطے کہ وہی ہیں جنہوں نے تشدید کو نکالا جیسا کہ اللہ نے ان کو اس کے ساتھ موصوف کیا اور اللہ نے ان پر عیب کیا ساتھ اس کے کہ جس چیز کو اپنے اوپر لازم کیا تھا اس کو پورا نہ کیا اور طریقہ حضرت ﷺ کا حنیف اور آسان



ہے سو افطار کرے تاکہ قوت حاصل کرے روزے پر اور سوئے تاکہ قوت حاصل کرے کھڑے ہونے پر اور نکاح کرے واسطے توڑنے شہوت کے اور بچانے نفس کے حرام سے اور زیادہ کرنے نسل کے اور یہ جو کہا کہ وہ مجھ سے نہیں اگر ہومنہ پھیرنا اس سے ساتھ کسی قسم کے تاویل سے تو اس شخص کو معذور رکھا جائے بیچ اس کے سو معنی لیس منی کے یہ ہیں کہ وہ میرے طریقہ پر نہیں اور نہیں لازم آتا کہ دین سے نکل جائے اور اگر ہومنہ پھیرنا بطور اعراض اور تمنع کے یعنی سخت پرہیز گاری کے جو پہنچائے نوبت طرف رائج تر ہونے عمل اس کے کی تو معنی لیس منی کے یہ ہیں کہ نہیں میری ملت اور دین پر اس واسطے کہ یہ اعتقاد ایک قسم کا کفر ہے اور اس حدیث میں دلالت ہے اوپر فضیلت نکاح کے اور ترغیب کے بیچ اس کے اور اس میں ڈھونڈنا حال بزرگوں کا ہے واسطے پیروی کرنے کے ساتھ کاموں ان کے کی اور یہ کہ جو پکا قصد کرے کسی کام نیک پر جو محتاج ہو طرف ظاہر کرنے اس کے کی کہ جس جگہ ریا سے بے خوف ہو تو یہ منع نہیں اور اس میں مقدم کرنا حمد و ثناء کا ہے اللہ پر وقت بتلانے مسائل علم کے اور بیان ہے واسطے احکام مکلفوں کے اور دور کرنا شیعے کے مجتہدوں سے اور یہ کہ مباح چیزیں کبھی پلٹ جاتی ہیں ساتھ قصد کے طرف کراہت اور استحباب کے کہا طبری نے اس میں رد ہے اس شخص پر جو منع کرتا ہے حلال کے استعمال کو کھانے کی چیزوں اور پہننے کی چیزوں سے اور اختیار کرتا ہے موٹے کپڑوں اور سخت کھانوں کو کہا عیاض نے کہ سلف نے اس میں اختلاف کیا ہے بعض طبری کے قول کی طرف مائل ہوئے ہیں اور بعض اس کے برعکس ہیں اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس آیت کے ﴿اذہبتم طیباتکم فی حیاتکم الدینا﴾ یعنی لے گئے تم اپنی ستمری چیزوں کو دنیا کی زندگی میں کہا اور حق یہ ہے کہ یہ آیت کافروں کے حق میں ہے اور حضرت ﷺ نے دونوں امر کو لیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہیں دلالت کرتا یہ واسطے کسی ایک کے دونوں فرقوں سے اگر ہو بیٹگی کرنی اوپر ایک صفت کے اور حق یہ ہے کہ ملازمت استعمال ستمری چیزوں کی نوبت پہنچاتی ہے طرف خواہش عیش اور اترانے کے اور نہیں بے خوف ہوتا پڑنے سے شیعے کی چیزوں میں اس واسطے کہ جس کی یہ عادت ہو وہ کبھی اس کو نہیں پاتا اور اس سے پھر نہیں سکتا تو حرام چیز میں پڑتا ہے جیسا کہ منع تناول اس کا کبھی نوبت پہنچاتی ہے طرف سخت پرہیز گاری کے جو منع ہے اور وارد ہوتا ہے اس پر صریح قول اللہ تعالیٰ کا ﴿قل من حرم زینۃ اللہ الیٰ اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق﴾ جیسے کہ عبادت میں سختی کرنی نوبت پہنچانا ہے طرف تھک جانے کے جو قاطع ہے واسطے اصل اس کے کی اور مثلاً ہمیشہ فقط فرضوں کا پڑھنا اور نفلوں کا چھوڑنا نوبت پہنچاتا ہے طرف بطالت اور نہ خوش دلی کے طرف عبادت کے اور بہتر وہ کام ہے جو متوسط ہو اور نیز اس میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ اللہ تعالیٰ کو جاننا اور پہچانا اس چیز کا کہ واجب ہے حق اس کے سے بڑا درجہ ہے مجرد عبادت بدنی سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

۴۶۷۶ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ سَمِعَ حَسَّانَ بْنَ ۴۶۷۶ - حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے

عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کی تفسیر پوچھی کہ اگر تم ڈرو کہ انصاف نہ کرو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرو جو تم کو خوش لگیں عورتوں سے دو دو اور تین تین اور چار چار اور اگر تم ڈرو کہ نہ انصاف کر سکو گے تو نکاح کرو ایک عورت سے یا جو تمہارے ہاتھ کا مال ہے یہ نزدیک تر ہے اس کے کہ نہ ظلم کرو، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے بھتیجے! یتیم لڑکی اپنے ولی کی گود میں ہوتی سو رغبت کرتا وہ اس کے مال میں اور جمال میں اور چاہتا کہ نکاح کرے اس سے ساتھ کم تر مہر کے اس کے مہر کے دستور سے سو منع کیے گئے یہ کہ نکاح کریں ان سے مگر یہ کہ انصاف کریں واسطے ان کے سوان کو مہر پورا دیں اور حکم کیے گئے ساتھ نکاح کرنے کے ان عورتوں سے جو سوائے ان کے ہیں۔

باب ہے حضرت ﷺ کے اس قول کے بیان میں کہ جو تم میں سے نکاح اور خانہ داری کی طاقت رکھتا ہو تو چاہیے کہ نکاح کرے اس واسطے کہ نکاح نظر کا بڑا روکنے والا اور شرم گاہ کا بڑا بچانے والا ہے۔

فائدہ: بعض نسخوں میں منکم کا لفظ نہیں اور شاید یہ اشارہ ہے طرف اس کے کہ مخاطب اس حکم کے ساتھ خاص نہیں اور اس پر اتفاق ہے اور اختلاف تو صرف اس میں ہے کہ عام بطور نص کے ہوتا ہے یا استنباط سے۔  
وَهَلْ يَتَزَوَّجُ مَنْ لَا أَرْبَ لَهُ فِي النِّكَاحِ.

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے درمیان واقع ہوئی سو عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو ایک عورت سے نکاح کرنے کو کہا سو جواب دیا اس نے اس کو ساتھ اس حدیث کے سوا احتمال ہے کہ ان کو اس کی حاجت نہ ہو تو انہوں نے اس کی موافقت نہ کی اور احتمال ہے کہ موافقت کی اگرچہ یہ منقول نہیں اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ اختلاف ہے درمیان علماء کے اس شخص کے حق میں جس کو نکاح کی طرف شوق نہ ہو کہ کیا وہ اس کی طرف بلایا جائے یا نہیں اس کا بیان آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

إِبْرَاهِيمَ عَنْ يُونسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي النِّكَاحِ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَنًى وَثَلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا تَعُولُوا﴾ قَالَتْ يَا ابْنَ أُمِّئِةِ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجَرٍ وَلَيْهَا فَيْرَعَبٌ فِي مَالِهَا وَجَمَالِهَا يُرِيدُ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِأَدْنَىٰ مِنْ سُنَّةٍ صَدَقَاقِهَا فَهِيَ أَوْ أَنْ يَنْكِحُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهُنَّ فَيَكْمِلُوا الصَّدَاقَ وَأَمَرُوا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَاءِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے۔  
بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ لِأَنَّهُ أَعْضٌ لِلْبَصْرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ.

۴۶۷۷۔ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا سو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منیٰ میں ان سے ملے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابو عبد الرحمن! (یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) مجھ کو تجھ سے کچھ کام ہے سو دونوں الگ ہوئے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابو عبد الرحمن! کیا تم کو حاجت ہے اس میں کہ میں تجھ کو ایک کنواری عورت نکاح کر دوں جو تجھ کو تیری جوانی کا زمانہ یاد دلا دے یا تجھ کو تیرا گزرا زمانہ یاد دلا دے سو جب عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا یہ کہ اس کو حاجت نہیں تو میری طرف اشارہ کیا سو کہا اے علقمہ! آگے آ! سو میں اس کے پاس پہنچا اور حالانکہ وہ کہتے تھے یعنی عثمان رضی اللہ عنہ سے کہ اگر تو نے یہ کہا تو البتہ حضرت رضی اللہ عنہ نے ہم سے فرمایا کہ اے جوانوں کے گردہ! جو تم سے نکاح اور خانہ داری کی طاقت رکھتا ہو تو چاہیے کہ نکاح کرے اور جو خانہ داری کی طاقت نہ رکھے تو لازم ہے اس پر روزہ رکھنا اس واسطے کہ اس کے حق میں روزہ رکھنا فرضی کرنا ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ تجھ کو تیری جوانی کا زمانہ یاد دلا دے تو ایک روایت میں ہے کہ یاد دلا دے تجھ کو جو تجھ سے فوت ہوا اور اس سے لیا جاتا ہے کہ معاشرت جوان عورت کی قوت اور نشاط کو زیادہ کرتی ہے برخلاف عکس اس کے کہ وہ بالعکس ہے اور کہا نووی رضی اللہ عنہ نے صحیح تر اور مختار یہ بات ہے کہ شاب اس کو کہتے ہیں جو بالغ ہو اور تیس برس سے آگے نہ بڑھے اور جب تیس برس سے آگے بڑھے تو اس کو کہل کہتے ہیں یہاں تک کہ آگے بڑھے چالیس برس سے پھر اس کو شیخ کہتے ہیں اور خاص کیا ہے جوانوں کو ساتھ خطاب کے اس واسطے کہ جو قوت کہ نکاح کی طرف بلاتی ہے غالب انہیں میں پائی جاتی ہے برخلاف بوڑھوں کے اگرچہ معنی معتبر ہیں یعنی جب بوڑھوں میں سبب پایا جائے تو ان کا بھی یہی حکم ہے اور یہ جو کہ منکم الباء ؓ تو کہا نووی رضی اللہ عنہ نے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ مراد کے باء ؓ سے اس جگہ دو قول پر یعنی باء ؓ سے کیا مراد ہے؟ صحیح تر یہ قول ہے کہ مراد اس کے معنی لغوی ہیں اور وہ جماع ہیں پس تقدیر اس کی یہ ہے کہ جو طاقت رکھے تم میں جماع کی واسطے قادر ہونے کے اس کے خرچ پر اور وہ نکاح کے خرچ میں تو چاہیے کہ نکاح کرے اور جو نہ طاقت رکھے جماع کی واسطے عاجز ہونے اس کے اس کے خرچ سے تو لازم ہے

۴۶۷۷۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبرَاهِيمُ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ فَلَقِيَهُ عُثْمَانُ بِمَنَى فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنِّي لِي إِلَيْكَ حَاجَةٌ فَخَلَوَا فَقَالَ عُثْمَانُ هَلْ لَكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ فِي أَنْ نُزَوِّجَكَ بِكُورٍ نَذَرُكَ مَا كُنْتَ تَعْهَدُ فَلَمَّا رَأَى عَبْدُ اللَّهِ أَنْ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى هَذَا أَشَارَ إِلَيَّ فَقَالَ يَا عَلْقَمَةُ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ أَمَا لَيْنَ قُلْتُ ذَلِكَ لَقَدْ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَ ؓ فَلْيَتَزَوَّجْ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وَجَاءٌ.

اس پر روزہ رکھنا تا کہ دفع کرے اس کی شہوت کو اور کانے اس کی منی کے شر کو جیسا کہ کاٹا ہے اس کو خفی ہونا اور اسی قول کی بنا پر واقع ہوا ہے خطاب ساتھ جوانوں کے جن میں عورتوں کی شہوت کا گمان ہے کہ اکثر اس سے جدا نہیں ہوتے اور دوسرا قول یہ ہے کہ مراد ساتھ باءۃ کے اس جگہ نکاح کے خرچ ہیں یعنی جو نکاح کے خرچ کی طاقت رکھتا ہو تو چاہیے کہ نکاح کرے اور جو نہ طاقت رکھتا ہو تو چاہیے کہ روزہ رکھے واسطے دفع کرنے شہوت اپنی کے اور جو لوگ کہ اس دوسرے قول کے ساتھ قائل ہیں تو ان کو اس پر باعث یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ جو طاقت نہ رکھے تو لازم ہے اس پر روزہ رکھنا کہا انہوں نے جو جماع سے عاجز ہو وہ نہیں محتاج ہے طرف روزہ رکھنے کے واسطے دفع کرنے شہوت اپنی کے پس واجب ہے تاویل باءۃ کی ساتھ خرچ نکاح کے اور نہیں مانع ہے کہ عام تر معنی مراد ہوں ساتھ اس طور کے کہ ارادہ کیا جائے ساتھ باءۃ کے قدرت جماع کی اور خرچ نکاح کے اور جواب دوسرے قول کی تعلیل سے یہ ہے کہ جائز ہے کہ ارشاد کیا جائے اس شخص کو جو نہیں طاقت رکھتا جماع کی جوانوں سے واسطے بہت ہونے شرم کے یا نہ ہونے شہوت کے یا نامردی کے مثلاً طرف اس چیز کے کہ میسر ہو اس کو بدستور رہنا اس حالت کا اس واسطے کہ جوانی جگہ گمان جوش مارنے شہوت کے کی ہے جو بولتی ہے طرف جماع کے سو اس کی ایک حالت میں توڑنے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ بدستور ٹوٹی رہے پس اسی واسطے ارشاد کیا طرف اس چیز کے کہ بدستور رہے ساتھ اس کے کسر مذکور سو جوان دو قسم کے ہوں گے ایک وہ ہیں کہ ان کو نکاح کی خواہش ہے اور ان کو قدرت ہے سو بلایا ان کو طرف نکاح کرنے کے واسطے دفع کرنے اس خوف کے بخلاف دوسرے لوگوں کے کہ ان کو ایک ایسے امر کی طرف بلایا کہ جس کے ساتھ ان کی حالت بدستور رہے اس واسطے کہ یہ ارفق ہے ساتھ ان کے واسطے اس علت کے کہ مذکور ہوئی اور وہ علت یہ ہے کہ وہ کچھ چیز نہیں پاتے تھے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جو نکاح کا سامان نہ پائے اور اس کو اس کی خواہش ہو تو مستحب ہے اس کو نکاح کرنا واسطے دفع کرنے محذور کے اور یہ جو کہا کہ نکاح نظر کا بڑا روکنے والا اور شرم گاہ کا بڑا بچانے والا ہے یعنی منع کرنے والا ہے واقع ہونے سے بچ حرام کاری کے اور کیا باریک بینی ہے جو مسلم میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے تھوڑا سا پیچھے واقع ہوا ہے کہ اس نے اس حدیث کے پیچھے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ذکر کیا ہے کہ جب کسی کو تم میں سے کوئی عورت خوش لگے سو اس کے دل میں واقع ہو تو چاہیے کہ اپنی عورت کی طرف قصد کرے اس واسطے کہ یہ دور کر دے گا جو اس کے دل میں واقع ہوا اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے طرف مراد کے باب کی حدیث سے اور یہ جو فرمایا کہ لازم ہے اس پر روزہ رکھنا تو روزے کے بدلے بھوک کا لفظ نہ بولا اور عدول کیا حکم کرنے اس چیز کے سے جو شہوت کو اٹھائے اور استدعا کرے منی کے جوش کو کھانے اور پینے سے اس واسطے کہ نہیں آیا ہے یہ واسطے حاصل کرنے عبادت کے جو دراصل مطلوب ہو اور اس میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ مطلوب روزے سے اصل میں توڑنا شہوت کا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جو جماع کی طاقت

نہ رکھتا ہو تو مطلوب اس سے یہ ہے کہ وہ نکاح نہ کرے اس واسطے کہ ارشاد کیا ہے اس کو حضرت ﷺ نے طرف اس چیز کے جو اس کے مخالف ہے اور اس کے باعثوں کو کمزور کرتی ہے اور بعض نے کہا کہ وہ اس کے حق میں مطلق مکروہ ہے اور تقسیم کیا ہے علماء نے مرد کو نکاح میں کئی قسموں پر اول وہ شخص ہے کہ اس کو غلبہ شہوت ہو اور وہ اس کے خرچ پر قادر ہو اور اپنے نفس پر زنا کا خوف کرنے والا ہو تو مستحب ہے واسطے اس کے نکاح نزدیک سب علماء کے اور حنبلیوں کی ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ واجب ہے اور ساتھ اس کے قائل ہے ابو عوانہ شافعیوں میں سے اور یہی قول ہے داؤد کا اور اس کے تابداروں کا اور کہا ابن حزم نے کہ جو جماع پر قادر ہو اس پر فرض ہے اگر پائے جو نکاح کرے ساتھ اس کے یا لونڈی پکڑے یہ کہ ایک دونوں میں سے کرے اور اگر اس سے عاجز ہو تو چاہیے کہ بہت روزے رکھے اور یہ قول ایک جماعت کا ہے سلف میں سے اور کہا ابن بطلان نے کہ جو نکاح کرنے کو واجب نہیں کہتا اس نے حجت پکڑی ہے ساتھ اس قول حضرت ﷺ کے کہ جو جماع کی طاقت نہ رکھتا ہو تو لازم ہے اس پر روزہ رکھنا کہا اس نے سو جب روزہ جو اس کا بدل ہے واجب نہ ہوا تو اسی طرح اس کا مبدل بھی واجب نہ ہوگا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ امر ساتھ روزے کے مرتب ہے اوپر نہ ہونے طاقت کے اور نہیں محال ہے یہ کہ کہے قائل کہ میں نے تجھ پر ایسا واجب کیا اور اگر تو اس کی طاقت نہیں رکھتا تو میں تجھ کو ایسے امر کی طرف بلاتا ہوں اور مشہور احمد سے یہ ہے کہ نہیں واجب ہے واسطے قادر غلبہ شہوت والے کے مگر جب کہ خوف کرے گناہ کا اور کہا ماوردی نے کہ مذہب مالک رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ نکاح کرنا مستحب ہے اور کبھی واجب ہوتا ہے نزدیک ہمارے اس شخص کے حق میں جو نہ باز آئے زنا سے مگر ساتھ اس کے اور کہا قرطبی نے کہ اس وقت اس کے واجب ہونے میں کچھ اختلاف نہیں اور کہا ابن دقیق نے کہ واجب ٹھہرایا ہے اس کو بعض علماء نے اس وقت جب کہ گناہ سے خوف کرے اور نکاح پر قادر ہو اور لونڈی نہ مل سکے اور حرام ہے اس کے حق میں جو غفل ڈالے بیچ جماع اپنی بیوی کے اور خرچ کرنے کے باوجود نہ قدرت ہونے کے اوپر اس کے اور نہ غلبہ شہوت ہونے اس کے کی طرف اس کے اور مکروہ اس شخص کے حق میں ہے جس جگہ بیوی کو ضرر نہ ہو اور اگر منقطع ہو ساتھ اس کے کوئی چیز بندگی کے کاموں سے عبادت ہو یا علم کے ساتھ مشغول ہونا ہو تو سخت ہوتی ہے کراہت اور مستحب اس وقت ہے جب کہ حاصل ہو ساتھ اس کے معنی مقصود توڑنے شہوت کے سے اور بچانے نفس کے سے اور نگاہ رکھنے شرم گاہ کے سے اور مانند اس کے اور مباح اس وقت ہے جب کہ نہ باقی رہے کوئی باعث اور مانع اور بعض بدستور استحب پر رہے ہیں اس شخص کے حق میں جس کی یہ صفت ہو واسطے ظاہر حدیثوں کے جو وارد ہوئی ہیں بیچ اس کے، کہا عیاض نے کہ وہ مستحب ہے اس شخص کے حق میں جس نے نسل کی امید کی ہو اگرچہ اس کو جماع میں شہوت نہ ہو واسطے قول حضرت ﷺ کے فانی مکائثر بکھ اور واسطے ظواہر ترغیب کے اور اس طرح اس شخص کے حق میں جس کو عورتوں کے نفع اٹھانے کی رغبت ہو اور بہر حال جس کی نسل نہ ہو اور نہ اس کو

عورتوں کی خواہش سواور نہ عورتوں سے متعہ کی تو یہ اس کے حق میں مباح ہے جب کہ عورت اس کو جان لے اور اس کے ساتھ راضی ہو جائے اور کبھی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ مستحب ہے واسطے عام ہونے قول حضرت ﷺ کے کہ نہیں ہے درویشی اسلام میں یعنی عورتوں سے الگ رہنا اور کہا غزالی نے احیاء میں کہ جس شخص کے واسطے نکاح کے فائدے جمع ہوں اور آفات دور ہوں تو مستحب ہے اس کے حق میں نکاح کرنا اور جو ایسا نہ ہو تو اس کے حق میں ترک افضل ہے اور جس کے حق میں امر معارض ہو تو چاہیے کہ کوشش کرے اور رائج پر عمل کرے۔ میں کہتا ہوں کہ اس باب میں حدیثیں بہت وارد ہو چکی ہیں ان میں سے ایک حدیث یہ ہے تزوجوا الولود الولود فانی مکاثر بکم یوم القیامۃ اور ایک یہ حدیث ہے تناکحوا تکاثر و فانی اباہی بکم الاممہ اور ایک یہ ہے تزوجوا فانی مکاثر بکم الاممہ ولا تکونوا کربہانیۃ النصاری اور ایک حدیث یہ ہے من کان موسرا فلم ینکح فلیس منا اور ایک حدیث میں ہے جس کو نیک عورت ملے تو آدھا دین بچانے میں اس کی اعانت کی پس چاہیے کہ باقی آدھے میں ڈرے اور یہ حدیثیں اگرچہ اکثر ان میں ضعیف ہیں لیکن مجموع ان کا دلالت کرتا ہے اوپر اس چیز کے کہ حاصل ہوتا ہے ساتھ اس کے مقصود ترغیب سے نکاح کرنے میں لیکن یہ اس شخص کے حق میں ہے جس سے نسل حاصل ہو اور نیز اس حدیث میں ارشاد ہے اس شخص کو جو نکاح سے عاجز ہو طرف روزے کی اس واسطے کہ شہوت نکاح کی تابع ہے واسطے شہوت کھانے کے قوی ہوتی ہے اس کے قوی ہونے سے اور ضعیف ہوتی ہے اس کے ضعیف ہونے سے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے خطابی نے اوپر جائز ہونے علاج کے واسطے قطع کرنے شہوت نکاح کے ساتھ دواؤں کے اور لائق ہے کہ حمل کیا جائے اس دوا پر جو شہوت کو کم کرے اور ساکن کرے نہ ہودہ اس کو بالکل قطع کر ڈالے اس واسطے کہ وہ کبھی اس کے بعد قادر ہوتا ہے سونام ہوتا ہے واسطے فوت ہونے اس کے کی اس کے حق میں اور البتہ تصریح کی ہے شافعیوں نے ساتھ اس کے کہ نہ توڑے اس کو ساتھ کافور کے اور حجت اس میں یہ ہے کہ اتفاق کیا ہے انہوں نے اوپر منع ہونے کاٹنے سے ذکر کے اور خصی ہونے کے پس ملحق ہوگا ساتھ اس کے جو اس کے معنی میں ہے دوا کرنے سے ساتھ قطع کرنے شہوت کے بالکل اور نیز استدلال کیا ہے ساتھ اس کے خطابی نے اس پر کہ مقصود نکاح سے وطی ہے اس واسطے کہ مشروع ہوا ہے خیار نامردی میں اور اس میں رغبت دلانا ہے اوپر روکنے نظر کے اور بچانے شرم گاہ کے ساتھ ہر چیز کے کہ ممکن ہو اور نہ تکلیف دینے کے ساتھ اس شخص کے جو طاقت نہیں رکھتا اور اس سے لیا جاتا ہے کہ حظوظ نفسوں اور شہوتوں کے نہیں مقدم ہوتے احکام شرع پر بلکہ دائر ہیں ساتھ ان کے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض مالکیہ نے اوپر حرام ہونے مشت زنی کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے نکاح سے عاجز ہونے کے وقت روزے کی طرف ارشاد کیا ہے جو شہوت کو کاٹے سواگر مشت زنی مباح ہوتی تو ہوتا امر طرف سہل تر کے اور تعاقب کیا گیا ہے دعوے اس کے آسان تر ہونے کا اس واسطے کہ ترک سہل تر ہے فعل سے اور البتہ مباح جانا اور

جاڑ رکھا ہے مشت زنی کو ایک گروہ نے علماء سے اور وہ نزدیک حنابلہ اور بعض حنفیہ کے ہے واسطے تسکین شہوت کے اور یہ جو عثمان بنی النبیؓ نے کہا کہ میں تجھ کو جوان عورت سے نکاح کروادوں تو اس میں مستحب ہونا نکاح جوان عورت کا ہے خاص کر جب کہ کنواری ہو اور مفصل شرح اس کی آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَمْ يَسْتَطِعِ الْبَاءَةَ فَلْيَصُمْ۔  
 ۴۶۷۸۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ بْنُ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي عَمَارَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَابًا لَا نَجِدُ شَيْئًا فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنْ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغْضَى لِلْبَصَرِ وَأَخْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وَجَاءٌ۔  
 ۴۶۷۹۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ جَنَازَةَ مَيْمُونَةَ بِسَرَفٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَذِهِ زَوْجَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَهَا فَلَا تَرُغْزُوها وَلَا تَزَلْزِلُوها وَارْقُقُوا فَإِنَّهُ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعٌ كَانَ يَقْسِمُ

جو جماع کی طاقت نہ رکھتا ہو تو چاہیے کہ روزے رکھے  
 حضرت عبدالرحمن بن یزید سے روایت ہے کہ میں علقمہ اور اسود کے ساتھ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما پر داخل ہوا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ تھے حالت جوانی میں کچھ چیز نہ پاتے تھے یعنی جس سے نکاح کریں تو حضرت ﷺ نے ہم سے فرمایا اے جوانوں کے گروہ! جو طاقت رکھتا ہو تم میں سے جماع کی اور خانہ داری کی تو چاہیے کہ نکاح کرے اس واسطے کہ نکاح بڑا نظر کا روکنے والا ہے اور شرم گاہ کا بڑا بچانے والا ہے اور جو جماع کی طاقت نہ رکھتا ہو تو لازم جانے اپنے اوپر روزہ رکھنا اس واسطے کہ روزہ رکھنا اس کے حق میں فسخی کرنا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے باب میں گزر چکی ہے۔

بَابُ كَثْرَةِ النِّسَاءِ۔

فائدہ: یعنی اس شخص کے واسطے جوان کے درمیان عدل کر سکے۔ (فتح)

۴۶۷۹۔ حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ مقام سرف میں میمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازے میں حاضر ہوئے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ حضرت ﷺ کی بیوی ہے سو جب تم اس کے جنازے کو اٹھاؤ تو اس کو نہ جنبش دو نہ ہلاؤ اور آرام سے چلو سو تحقیق شان یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس نو بیویاں تھیں آٹھ بیویوں کے واسطے باری تقسیم کرتے تھے اور ایک کے واسطے نہ کرتے تھے۔

لَقَمَانٍ وَلَا يَقْسِمُ لَوَاحِدَةً.

**فائدہ:** سرف ایک جگہ کا نام ہے بارہ میل مکہ سے اور نغش اس چار پائی کو کہتے ہیں جس پر مردہ رکھا جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دفنایا ہم نے میمونہ رضی اللہ عنہا کو سرف میں اس قبے میں جہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے خلوت کی تھی اور ان کی قبر میں عبدالرحمن بن خالد اتر اور یہ جو کہا کہ آرام سے چلو یعنی میانہ روی سے چلو اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ایماندار کی عزت اور تعظیم مرنے کے بعد بھی باقی ہے جیسے کہ اس کی زندگی میں تھی اور اس میں ایک حدیث ہے کہ مسلمان کے مروے کی ہڈی کو توڑنا ایسا ہے جیسے اس کو زندگی میں توڑنا اور یہ جو کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس نو بیویاں تھیں یعنی وقت وفات پانے آپ رضی اللہ عنہا کے کی اور وہ یہ ہیں سودہ رضی اللہ عنہا، عائشہ رضی اللہ عنہا، حفصہ رضی اللہ عنہا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا، زینب رضی اللہ عنہا، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، جویریہ رضی اللہ عنہا، صفیہ رضی اللہ عنہا اور میمونہ رضی اللہ عنہا اور اس ترتیب کی بنا پر ہے جس ترتیب سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے نکاح کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئے حالانکہ وہ سب آپ کے نکاح میں تھیں اور اختلاف ہے ریحانہ رضی اللہ عنہا میں کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیوی تھیں یا لونڈی اور آپ سے پہلے فوت ہوئی یا پیچھے اور یہ جو کہا کہ ایک اس کے واسطے تقسیم نہ کرتے تھے تو مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جس کے واسطے باری تقسیم نہیں کرتے تھے وہ صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں، کہا طحاوی نے یہ وہم ہے اور ٹھیک سودہ رضی اللہ عنہا ہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دی تھی اور روایت کی ہے ابن سعید نے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صفیہ رضی اللہ عنہا کے واسطے باری تقسیم کیا کرتے تھے لیکن اس کی سند میں واقدی ہے اور وہ حجت نہیں اور تعقب کیا ہے مغلطی نے واسطے تقویت واقدی کے سو جس نے اس کو ثقہ کہا ہے اس کی کلام کو اس نے نقل کیا اور جس نے اس کو واہی اور متہم کہا ہے اس سے چپ رہا اور حالانکہ اس کو ضعیف کہنے والے اکثر ہیں گنتی میں اور سخت تر ہیں مضبوطی میں اور قوی تر ہیں معرفت میں پہلوں سے اور رائج نزدیک میرے وہ چیز ہے جو صحیح میں ثابت ہو چکی ہے یعنی سودہ رضی اللہ عنہا اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے حذف کیا ہے اس زیادتی کو جان بوجھ کر اور زندہ رہیں ام سلمہ رضی اللہ عنہا یہاں تک کہ شہید ہوئیں وہ اور حسین بن علی رضی اللہ عنہما عاشورے کے دن سنہ ۶۱ میں۔ (فتح)

۴۶۸۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَاءِهِ فِي لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ وَلَهُ تِسْعُ نِسْوَةٍ.

۴۶۸۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کبھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک رات میں اپنی سب عورتوں پر گھومتے تھے اور حالانکہ آپ کی نو بیویاں تھیں۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور وہ ظاہر ہے اس چیز میں کہ ترجمہ باندھا ساتھ اس کے یعنی مطابقت اس کی ترجمہ باب سے ظاہر ہے اور اتفاق ہے سب علماء کا اس پر کہ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے خاصہ سے ہے کہ آپ کو چار



سے زیادہ عورتوں سے نکاح میں لانا اور جمع کرنا درست تھا اور اختلاف ہے کہ کیا زیادتی کے واسطے کوئی انتہا بھی ہے یا نہیں اور اس میں دلالت ہے تقسیم حضرت ﷺ پر واجب نہ تھی۔ (فتح)

وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرْعٍ  
حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ  
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

مراد ساتھ اس کے بیان کرنا تصریح قتادہ کا ہے ساتھ تحدیث  
انس رضی اللہ عنہ کے واسطے اس کے۔ (فتح)

۴۶۸۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ  
الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ رَقِيبَةَ عَنْ  
طَلْحَةَ الْيَامِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ  
لِي ابْنُ عَبَّاسٍ هَلْ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ لَا قَالَ  
فَتَزَوَّجْ فَإِنَّ خَيْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَكْثَرُهَا نِسَاءً.

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن  
عباس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کیا تو نے نکاح کیا ہے؟ میں نے کہا  
کہ نہیں کہا کہ نکاح کر اس واسطے کہ بہتر اس امت کا اکثر ہے  
از روئے عورتوں کے۔

فائدہ: قید کی ساتھ اس امت کے تاکہ نکل جائیں سلیمان علیہ السلام کہ ان کی بہت عورتیں تھیں کما تقدم اور اسی طرح ان  
کے باپ داؤد علیہ السلام کی بھی بہت عورتیں تھیں اور ظاہر یہ ہے کہ مراد ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ساتھ خیر کے حضرت ﷺ ہیں اور  
مراد ساتھ امت کے خاص اصحاب ہیں اور اشارہ کیا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس کے طرف اس بات کے کہ نکاح نہ  
کرنا مرجوح بات ہے اس واسطے کہ اگر رائج ہوتا تو نہ اختیار کرتے حضرت ﷺ غیر اس کے کو اور حضرت ﷺ باوجود  
اس کے کہ اللہ تعالیٰ سے سب لوگوں سے زیادہ ڈرتے تھے اور سب سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ جانتے تھے مگر تاہم بہت ہی  
نکاح کرتے تھے واسطے مصلحت پہنچانے ان احکام کے کہ نہیں اطلاع پاتے ان پر مرد اور واسطے ظاہر کرنے بڑے  
معجزے کے خرق عادت میں اس واسطے کہ اکثر اوقات نہ پاتے تھے جو پیٹ بھریں ساتھ اس کے اور اگر پاتے تو اکثر کو  
خیرات کر ڈالتے اور بہت روزے رکھتے اور طے کے روزے رکھتے اور باوجود اس کے ایک رات میں اپنی سب عورتوں  
پر گھومتے اور نہیں حاصل ہوتی ہے طاقت اس کی مگر ساتھ قوت بدن کے اور قوت بدن کی تابع ہے واسطے اس چیز کے کہ  
قائم ہو ساتھ اس کے بدن استعمال کرنے قوت دینے والی چیزوں کے کھانے اور پینے کے چیز سے اور وہ حضرت ﷺ  
کے پاس نہایت کم تھیں بلکہ معدوم تھیں اور واقع ہوا ہے شفا میں کہ عرب مدح کرتے تھے ساتھ بہت نکاح کرنے کے  
واسطے دلالت کرنے اس کے کی اوپر کمال مردی کے اور نہ مشغول کرنا آپ کو بہت ہونا ان کا اپنے رب کی عبادت سے  
بلکہ آپ کی عبادت اس سے زیادہ ہوئی واسطے بچانے ان کے اور قائم ہونے آپ کے کی ساتھ حقوق ان کے کی اور  
کسب کرنے آپ کے کی واسطے ان کے اور ہدایت کرنے آپ کے کی ان کو اور شاید مراد ساتھ تحصین کے بند کرنا آنکھ  
ان کی کا ہے اوپر آپ کے سونہ جھانکیں طرف غیر آپ کے برخلاف نہ خاوند والی عورت کے اس واسطے کہ عقیقہ بھی طبع

بشری کے سبب سے نکاح کرنے کی طرف جھانکتی ہے اور یہ وصف لائق ہے ساتھ ان کے اور جو حاصل ہوتا ہے کلام اہل علم کی سے بیچ حکمت نکاح کرنے حضرت ﷺ کے بہت عورتوں سے دس وجہ ہیں ایک وجہ یہ کہ تاکہ بہت ہو جو آپ کے حال باطن کا مشاہدہ کرے سودور ہو آپ سے وہ چیز جس کا مشرکین گمان کرتے ہیں کہ وہ جادوگر ہے یا غیر اس کا، دوم یہ کہ تاکہ مشرف ہوں بسبب اس کے قبیلے عرب کے ساتھ سرال ہونے آپ کے کی بیچ ان کے، سوم واسطے زیادتی کے بیچ الفت پیدا ہونے ان کے کی واسطے اس کے، چہارم واسطے زیادتی کے تکلیف میں اس واسطے کہ تکلیف دی گئی ساتھ اس کے کہ نہ مشغول کرے آپ کو جو آپ کو ان میں زیادہ محبوب ہے مبالغہ کرنے سے حکم پہنچانے میں، پنجم واسطے بہت کرنے قریبوں کے اپنی عورتوں کی طرف سے سوزیادہ ہوں مددگار آپ کے۔ چھٹی نقل کرنا احکام شرع کا جن پر مرد اطلاع نہیں پاتے اس واسطے کہ اکثر جو بیوی کے ساتھ واقع ہوتا ہے وہ اس قسم سے ہوتا ہے کہ دیا پوشیدہ رہتا ہے۔ ساتویں اطلاع پانی ہے اوپر محاسن اخلاق باطنہ کے سوا البتہ نکاح کیا حضرت ﷺ نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے اور حالانکہ اس کا باپ اس وقت آپ کا دشمن تھا اور نکاح کیا صفیہ رضی اللہ عنہا سے بعد قتل ہونے اس کے باپ اور خاندان کے سو اگر حضرت ﷺ خوش خلقی میں سب خلقت سے افضل اور کامل تر نہ ہوتے تو البتہ وہ آپ سے نفرت کرتیں بلکہ واقع یہ ہے کہ حضرت ﷺ ان کے نزدیک اپنے سب گھر والوں سے بہت پیارے تھے۔ آٹھویں خرق عادت کا ہے واسطے آپ کے بیچ بہت جماع کرنے کے باوجود نہایت کم کھانے پینے کے اور بہت روزے رکھنے کے اور وصال کے اور البتہ حکم کیا کہ جو نکاح کے خرچ کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ روزے رکھے اور اشارہ کیا کہ بہت روزے رکھنا شہوت کو توڑ ڈالتا ہے سو یہ آپ کے حق میں خرق عادت ہوا۔ نواں اور دسواں وہ ہے جو پہلے گزر چکی ہے نقل اس کی صاحب شفا سے اپنی بیویوں کے بچانے سے اور قائم ہونے سے ساتھ حقوق ان کے کی۔ (فتح)

جو ہجرت کرے یا نیک عمل کرے واسطے نکاح کسی عورت کے تو واسطے اس کے ہے جو اس نے نیت کی۔

بَابُ مَنْ هَاجَرَ أَوْ عَمِلَ خَيْرًا لِّتَزْوِجَ  
امْرَأَةً فَلَهُ مَا نَوَىٰ.

۴۶۸۲۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عمل کا اعتبار نیت سے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہر آدمی کے واسطے وہی ہے جو اس نے نیت کی سو جس کی ہجرت اللہ اور رسول کی طرف ہو تو اس کی ہجرت اللہ اور رسول کے واسطے ہو چکی یعنی اس کا ثواب پائے گا اور جس کی ہجرت دنیا کے واسطے ہو کہ اس کو پائے یا کسی عورت کے واسطے کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی

۴۶۸۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عُلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْعَمَلُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لِأَمْرِي مَا نَوَى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ

إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ امْرَأَةً يَبْكُهَا فَهِيَ هِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ.

ہجرت اس کے واسطے ہوئی جس کے واسطے اس نے ہجرت کی یعنی دنیا یا عورت۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح اول کتاب میں گزر چکی ہے اور جو بخاری رحمہ اللہ نے ہجرت کا باب باندھا سو وہ تو اس میں صریح موجود ہے اور نیک عمل کرنے والا اس سے مستحب ہے اس واسطے کہ ہجرت نیک عملوں میں سے ہے سو جس طرح کہ عام کیا اس کو خیر میں مطلوب کے شق میں اور تمام کیا اس کو اس لفظ سے سو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہوئی جس کی طرف اس نے ہجرت کی تو اسی طرح طلب کی شق بھی شامل ہے سب نیک عملوں کو ہجرت ہو یا حج مثلاً یا نماز ہو یا خیرات ہو اور قصہ مہاجر ام قیس کا روایت کیا ہے اس کو طبری نے ساتھ مسند کرنے کے اور داخل ہوتا ہے بیچ قول اس کے کی اور عمل خیر جو واقع ہوا ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہ وہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح کرنے سے باز رہیں یہاں تک کہ وہ مسلمان ہوا اور وہ اس حدیث میں ہے کہ روایت کیا ہے اس کو نسائی نے ساتھ سند صحیح کے انس رضی اللہ عنہ سے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام دیا تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے ابو طلحہ! تجھ سامر نہیں پھیرا جاتا لیکن تو کافر مرد ہے اور میں مسلمان عورت ہوں اور مجھ کو حلال نہیں کہ میں تجھ سے نکاح کروں سو اگر تو مسلمان ہو جائے تو یہی ہے مہر میرا سو ابو طلحہ مسلمان ہو گئے اور اس کا مسلمان ہونا مہر قرار پایا اور وجہ داخل اس کے یہ ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں رغبت کی لیکن اس کے کفر نے اس کو اس کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کیا سو اپنی غرض کی طرف پہنچ گئی ساتھ خرچ کرنے نفس اپنے کے سوظفریاب ہوئی ساتھ دونوں نیکوں کے۔ (فتح)

**بَابُ تَزْوِيجِ الْمُعْسِرِ الَّذِي مَعَهُ الْقُرْآنُ وَالْإِسْلَامُ فِيهِ سَهْلٌ بَنُ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.**

نکاح کرنا تنگ دست کا جس کے ساتھ قرآن اور اسلام ہو اس حکم میں حدیث سہل رضی اللہ عنہ کی ہے جو اس نے حضرت ﷺ سے روایت کی۔

**فائدہ:** مراد حدیث سہل رضی اللہ عنہ کی ہے اس عورت کے قصے میں جس نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی تھی اور ترجمہ ماخوذ ہے حضرت ﷺ کے اس قول سے کہ تلاش کر اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو سو اس نے تلاش کی سو کچھ چیز نہ پائی اور باوجود اس کے اس کو نکاح کر دیا۔ (فتح)

۴۶۸۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسٌ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَغْرُو مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ

۳۶۸۳ - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ جہاد کرتے تھے ہمارے واسطے عورتیں نہ تھیں سو ہم نے کہا یا حضرت! کیا ہم خصی نہ ہو جائیں تو حضرت ﷺ نے ہم کو اس سے منع کیا۔

لَنَا نِسَاءٌ فَلَقْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا نَسْتَحْصِي  
فَهَنَانًا عَنْ ذَلِكَ.

فائدہ: اور البتہ باریک بینی کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے بیچ استنباط کرنے حکم کے گویا کہتا ہے کہ جب حضرت ﷺ نے ان کو خسی ہونے سے منع کیا باوجود اس کے کہ ان کو عورتوں کی حاجت تھی اور باوجود اس کے کہ ان کے پاس کچھ نہ تھا جیسا کہ تصریح کی ہے ساتھ اس کے نفس اس حدیث میں اور ہر ایک کو ان میں سے کچھ قرآن ضرور یاد تھا تو متعین ہوا نکاح کر دینا ساتھ اس چیز کے کہ ساتھ ان کے ہے قرآن سے سو حکم ترجمہ کا سہل فی السہل کی حدیث سے نص کے ساتھ ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کے ساتھ ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی معسر سے وہ شخص ہے جس کے پاس مال نہ ہو ساتھ دلیل قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کہ ہمارے پاس کچھ چیز نہ تھی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِأَخِيهِ انْظُرْ أَيَّ  
زَوْجَتِي شِئْتَ حَتَّى أَنْزِلَ لَكَ عَنْهَا  
رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ.

مرد اپنے بھائی مسلمان سے کہے کہ دیکھ تو میری کس  
بیوی کو چاہتا ہے تاکہ میں اس سے تیرے واسطے اتروں  
یعنی اس کو طلاق دے دوں، روایت کیا ہے اس کو  
عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے۔

فائدہ: یہ باب لفظ حدیث عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کا ہے جو بیچ میں گزری۔

۴۶۸۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ  
سُفْيَانَ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ قَالَ سَمِعْتُ  
أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ  
عَوْفٍ فَأَخْبَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ  
وَعِنْدَ الْأَنْصَارِيِّ امْرَأَتَانِ فَعَرَضَ عَلَيْهِ أَنْ  
يُنَاصِفَهُ أَهْلَهُ وَمَالَهُ فَقَالَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي  
أَهْلِكَ وَمَالِكَ ذُلُّنِي عَلَى السُّوقِ فَأَتَى  
السُّوقَ فَرَبِحَ شَيْئًا مِنْ أَقِطٍ وَشَيْئًا مِنْ  
سَمْنٍ فَرَأَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بَعْدَ أَيَّامٍ وَعَلَيْهِ وَضْرٌ مِنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ  
مَهْمٌ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ فَقَالَ تَزَوَّجْتُ

۴۶۸۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمن بن  
عوف رضی اللہ عنہ مدینے میں آئے یعنی مکہ سے ہجرت کر کے  
حضرت ﷺ نے اس کو اور سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ کو آپس  
میں بھائی بنایا اور انصاری کی دو عورتیں تھیں سو اس نے اس  
کے آگے عرض کیا کہ اس کو آدھا اہل اور مال بانٹ دے سو  
اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تیرے اہل اور مال میں برکت دے  
مجھ کو بازار کی راہ چلا سو وہ بازار میں آیا سو اس نے کچھ پیڑ اور  
کچھ گھی نفع پایا تو حضرت ﷺ نے اس کو چن دنوں کے بعد  
دیکھا اور اس پر زردی کا نشان تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا  
کہ کیا حال ہے اے عبدالرحمن! یعنی اس زردی کا کیا سبب  
ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح  
کیا، حضرت ﷺ نے فرمایا تو نے اس کو کیا مہر دیا؟ اس نے

اَنْصَارِيَّةٌ قَالَ فَمَا سَفَتَ إِلَيْهَا قَالَ وَزَنَ نَوَافٍ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ أَوْلِمَ وَلَوْ بِشَاةٍ۔  
 کہا کہ گھٹلی کے برابر سونا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری ہی سہی۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ دیکھ تو میری دونوں عورتوں میں سے کس کو پسند کرتا ہے؟ سو اس کا نام لے کر میں اس کو طلاق دوں سو جب اس کی عدت گزر جائے تو اس سے نکاح کر لینا اور اس حدیث میں وہ چیز ہے کہ تھے اصحاب اوپر اس کے اختیار غیر کے سے اوپر اپنے یہاں تک کہ اپنی جان اور اہل سے اور اس میں جائز ہونا نظر مرد کا ہے طرف عورت کے وقت ارادے نکاح کرنے کے اس سے اور جائز ہے وعدہ کرنا ساتھ طلاق عورت کے اور ساقط ہونا غیرت کا بیچ اس کے اور دور رکھنا مرد کو اپنے نفس کو اس چیز سے کہ خرچ کرے وہ واسطے اس کے اس قسم سے اور رائج ہونا کسب بنفسہ کا ساتھ تجارت کے یا کسی اور پیشے کے اور اس میں تجارت کرنا بزرگوں کا ہے خود اپنے ہاتھ سے باوجود میسر ہونے اس شخص کے کہ ان کو کفایت کرے وکیل وغیرہ سے اور ایک روایت میں ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے زمانے میں تجارت کے واسطے بصرہ کو گئے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّبَتُّلِ وَالْخِصَاءِ۔  
 جو مکروہ ہے ترک کرنے نکاح کے سے اور خنسی ہونے سے۔

فائدہ: مراد ساتھ تجمل کے اس جگہ ترک کرنا نکاح کا ہے اوپر اس کے جو اس کے تابع ہے ملازمت سے طرف عبادت کے اور بہر حال مامور اللہ کے اس قول میں ﴿وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا﴾ سوالبتہ تفسیر کیا ہے اس کو مجاہد رحمہ اللہ نے سو کہا کہ اخلاص کرو واسطے اس کے اخلاص کرنا اور یہ تفسیر بالمعنی ہیں نہیں تو اصل میں معنی تجمل کے منقطع ہونا ہے اور یہ جو کہا کہ جو مکروہ ہے بتجل اور خنسی ہونے سے تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ جو مکروہ ہے تجمل سے وہی ہے جو پہچنائے طرف سخت پرہیزگاری کے اور حرام کرنے اس چیز کے جو اللہ نے حلال کی اور بتجل اصل میں مکروہ نہیں اور معطوف کلمہ ہے خنسی ہونے کو اوپر اس کے اس واسطے کہ بعض اس کا جائز ہے اس حیوان میں جس کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ (فتح)

۴۶۸۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا  
 إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ سَمِعَ  
 سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ  
 أَبِي وَقَاصٍ يَقُولُ رَدَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ  
 التَّبَتُّلَ وَلَوْ أَدِنَ لَهُ لَا خِصْيَيْنَا۔  
 ۴۶۸۵۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا  
 کہ حضرت ﷺ نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو تجمل کی  
 اجازت دی یعنی بلکہ اس کو منع کیا اور اگر حضرت ﷺ اس کو  
 اجازت دیتے تو ہم خنسی ہو جاتے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضرت عائشہؓ نے تجمل کی اجازت نہ دی اور اگر حضرت عائشہؓ اس کے واسطے تجمل کو جائز رکھتے تو ہم خصی ہو جاتے۔

الزَّهْرِي قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ لَقَدْ رَدَّ ذَلِكَ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ مَطْعُونٍ وَلَوْ أَجَاَزَ لَهُ التَّجَمُّلُ لَأَخْتَصَمْنَا.

**فائدہ:** اور روایت کی ہے طبرانی نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے اس نے کہا یا حضرت! میں مرد ہوں کہ مشکل ہے مجھ پر مجرد رہنا سو حکم ہو تو میں خصی ہو جاؤں؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا نہیں لیکن روزے رکھ سوا احتمال ہے کہ جو عثمان رضی اللہ عنہ نے طلب کیا تھا وہ ہتھیتا خصی ہونا ہو اور تعبیر کیا راوی نے اس سے ساتھ تجمل کے اس واسطے کہ وہ اس سے پیدا ہوتا ہے اور اسی واسطے کہا کہ اگر اس کو اجازت دیتے تو ہم خصی ہو جاتے اور احتمال ہے کہ اس کا عکس ہو اور وہ یہ ہے کہ مراد ساتھ قول اس کے کی کہ ہم خصی ہو جاتے البتہ ہم کرتے فعل اس شخص کا سا جو خصی ہوتا ہے اور وہ الگ ہوتا ہے عورتوں سے کہا طبری نے کہ جو تجمل کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا تھا وہ حرام کرنا عورتوں اور ستھری چیزوں کا ہے اور جو چیز کہ لذت پکڑی جاتی ہے ساتھ اس کے اسی واسطے اتر اس کے حق میں یہ قول اللہ تعالیٰ کا کہ اے ایمان والو! نہ حرام کرو پاک چیزیں جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کیں اور پہلے گزر چکا ہے نام ان لوگوں کا جنہوں نے یہ ارادہ کیا تھا اور کہا طبری نے کہ ہتھیتا خصی ہونا مراد نہیں بلکہ مراد مبالغہ ہے یعنی ہم مبالغہ کرتے تجمل میں یہاں تک کہ نوبت پہنچاتا امر ساتھ ہمارے طرف خصی ہونے کے اور بعض نے کہا کہ ظاہر یہ ہے یعنی ہتھیتا خصی ہونا مراد ہے اور تھا یہ حکم پہلے منع کرنے سے خصی ہونے سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوئی تعبیر ساتھ خصی ہونے بلیغ تر تعبیر کرنے سے ساتھ تجمل کے اس واسطے کہ وجود آلت کا تقاضا کرتا ہے ہمیشہ موجود رہنے شہوت کے کو اور وجود شہوت کا مخالف ہے اس چیز کو کہ مراد ہے تجمل سے پس متعین ہو گا خصی ہونا طریق طرف حاصل کرنے مطلوب کے غایت یہ کہ اس میں سہر دست بڑا درد ہے دنیا میں معاف ہے بچ پہلو اس چیز کے کہ دور ہوتی ہے ساتھ اس کے آخرت میں سو وہ مانند قطع کرنے انگلی کے ہے جب کہ واقع ہو ہاتھ میں گوشت خورہ واسطے بچانے باقی ہاتھ کے اور نہیں ہے ہلاک ساتھ خصی ہونے کے تحقق بلکہ نادر ہے اور شہادت دیتا ہے واسطے اس کے بہت موجود ہونا چوپایوں میں باوجود زندہ رہنے ان کے کی بنا بر اس کے سو شاید راوی نے تعبیر کیا ہے ساتھ خصی ہونے کے آلت کے کاٹنے سے اس واسطے کہ وہی ہے جو حاصل کرتا ہے مقصود کو اور حکمت بیچ منع کرنے ان کے خصی ہونے سے ارادہ ہے بہت پیدا ہونے نسل کے کا تا کہ ہمیشہ رہے جہاد کافروں کا اور نہیں تو اگر اجازت دیتے تو قریب تھا پے در پے وارد ہونا ان کا اوپر اس کے پس و طع ہوتی نسل اور کم ہو جاتے مسلمان بسبب قطع ہونے اس کے اور بہت ہو جاتے کفار سو وہ خلاف مقصود کا ہے

حضرت عائشہؓ کی پیغمبری سے۔ (فتح)

۶۸۶ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ لَنَا شَيْءٌ فَقُلْنَا أَلَا نَسْتَخْصِي فَنَهَانَا عَنْ ذَلِكَ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا أَنْ نَنكِحَ الْمَرْأَةَ بِالثُّوبِ ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾.

۶۸۶ - حضرت عبداللہ ﷺ سے روایت ہے کہ ہم حضرت عائشہؓ کے ساتھ جہاد کرتے تھے اور ہمارے پاس کچھ چیز نہ تھی یعنی دنیا کے مال سے سو ہم نے کہا کہ کیا ہم خفی نہ ہو جائیں؟ تو حضرت عائشہؓ نے ہم کو اس سے منع فرمایا پھر ہم کو اجازت دی کہ نکاح کریں عورت سے کپڑے پر پھر عبداللہ ﷺ نے ہم پر یہ آیت پڑھی، اے ایمان والو! نہ حرام کرو پاک چیزیں جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے حلال کیں اور نہ حد سے بڑھو اس واسطے کہ اللہ نہیں چاہتا حد سے بڑھنے والوں کو۔

**فائدہ:** کیا ہم خفی نہ ہو جائیں یعنی کیا ہم نہ بلائیں اس کو جو ہم کو خفی کرے یا ہم خود اپنے آپ کو علاج سے خفی کریں اور یہ جو کہا کہ حضرت عائشہؓ نے ہم کو منع کیا تو یہ نہی بالاقاق حرام کرنے کے واسطے ہے آدمیوں میں کما تقدم اور نیز اس میں مفاسد سے عذاب کرنا نفس کا اور تشویہ ساتھ داخل کرنے ضرر کے جو نوبت پہنچتا ہے طرف ہلاک کے اور اس میں باطل کرنا رجولیت کے معنی کا ہے اور تغیر کرنا اللہ تعالیٰ کی پیدائش کو اور کفر نعمت کا اس واسطے کہ آدمی کو مرد پیدا کرنا ایک نعمت ہے بڑی نعمتوں سے اور جب یہ دور ہو تو البتہ مشابہ ہوا ساتھ عورتوں کے اور اختیار کیا نقص کو کمال پر کہا قرطبی نے کہ خفی ہونا آدمیوں کے سوائے اور حیوانوں میں منع ہے مگر واسطے مصلحت کے کہ اس کے ساتھ حاصل ہونا مانند ستھرا کرنے گوشت کے یا قطع کرنے ضرر کے اس سے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ حرام ہے خفی کرنا غیر ماکول میں مطلق اور بہر حال ماکول میں یعنی جس چیز کا گوشت کھایا جاتا ہے تو جائز ہے جھوٹی عمر میں نہ بڑی عمر میں لیکن اگر کسی ضرور کے دور کرنے کے واسطے ہو تو بڑی عمر میں بھی جائز ہے اور یہ جو کہا کہ نکاح کریں ہم عورتیں سے کپڑے پر یعنی ایک مدت معین تک متعہ کے نکاح میں اور ظاہر شہادت لینا ابن مسعود کا ساتھ اس آیت کے اس جگہ مشعر ہے کہ وہ نکاح متعہ کو جائز رکھتے تھے، کہا قرطبی نے شاید ان کو اس وقت ناخ نہ پہنچا تھا پھر ان کو ناخ پہنچا تو انہوں نے اس سے رجوع کیا اور تائید کرتا ہے اس کی جو ذکر کیا ہے اس کو اسماعیلی نے کہ ایک روایت میں واقع ہوا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ کام کیا پھر اس کو چھوڑ دیا اور ایک روایت میں ہے کہ پھر اس کا حرام ہونا آیا۔ (فتح)

وَقَالَ أَصْبَغُ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا یا حضرت! میں جوان ہوں اور میں اپنے نفس پر زنا سے ڈرتا ہوں اور میں

نہیں پاتا جس کے ساتھ عورتوں سے نکاح کروں تو حضرت ﷺ مجھ سے چپ رہے اور مجھ کو کچھ جواب نہ دیا پھر میں نے اسی طرح کہا پھر بھی حضرت ﷺ چپ رہے اور کچھ جواب نہ دیا پھر میں نے اسی طرح کہا پھر بھی حضرت ﷺ مجھ سے چپ رہے پھر میں نے اسی طرح کہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! خش ہو چکا قلم جس سے تو ملنے والا ہے سو خفی بن اس بات پر یا چھوڑ دے خفی ہونے کو۔

أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي رَجُلٌ شَابٌّ وَأَنَا أَخَافُ عَلَى نَفْسِي الْعَنَتَ وَلَا أَجِدُ مَا أَتَزَوَّجُ بِهِ الْبِسَاءَ فَسَكَتَ عَنِّي ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذَلِكَ فَسَكَتَ عَنِّي ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَا قِيَامَ فَاخْتَصِمِ عَلَى ذَلِكَ أَوْ ذَرِّ.

فائدہ: یعنی جو تیری قسمت میں ہوتا ہے سو قلم تقدیر اس کو لکھ چکا تیرا خیال بے فائدہ ہے تقدیر کے آگے کچھ تدبیر نہیں چلتی قلم خشک ہو چکا یعنی تمام ہو چکا مقدور ساتھ اس چیز کے کہ لکھی گئی لوح محفوظ میں سو باقی رہا قلم جس کے ساتھ لکھا گیا خشک اس میں سیاہی نہیں عیاض نے کہا کہ لکھنا اللہ کا اور اس کی لوح اور اس کا قلم اس کے غیب کے علم سے ہے جس کے ساتھ ہم ایمان لائے ہیں اور اس کے علم کو اللہ کے سپرد کرتے ہیں اور یہ جو کہا کہ اس پر خفی بن یا اس کو چھوڑ دے تو اس کے معنی یہ ہیں سو کر جو تو نے ذکر کیا یا اس کو چھوڑ دے اور پیروی کر اس کی جو میں نے تجھ کو حکم دیا اور نہیں ہے امر اس میں واسطے طلب فعل کے بلکہ وہ تہدید کے واسطے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿قَالَ الْحَقُّ مَنْ رِيكُهُ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفِرْ﴾ اور معنی اس کے یہ ہیں کہ اگر تو کرے یا نہ کرے سو ضروری ہے جاری ہونا تقدیر کا اور نہیں ہے اس میں تعرض واسطے حکم خفی ہونے کے اور محصل جواب کا یہ ہے کہ سب کام اللہ کی تقدیر سے ہیں جو ازل میں لکھے گئے سو خفی ہونا اور نہ ہونا برابر ہے اس واسطے کہ جو مقدر ہو چکا ہے وہ ضرور واقع ہونے والا ہے اور قول اس کا علی ذلک وہ متعلق ہے ساتھ مقدر کے یعنی خفی ہو حال بلندی چاہنے کے علم پر کہ ہر چیز اللہ کی قضا اور قدر سے ہے اور نہیں ہے یہ اذن خفی ہونے میں بلکہ اس میں اشارہ ہے طرف منع کرنے کے اس سے گویا کہ فرمایا کہ جب تو نے جانا کہ ہر چیز اللہ کی تقدیر سے ہے تو نہیں ہے کوئی فائدہ خفی ہونے میں اور پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو اس سے منع کیا جب کہ اس نے آپ سے اجازت مانگی اور اس کا مرنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہجرت کرنے سے بہت مدت پہلے تھا اور روایت کی ہے طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے مجرد ہونے کا گلہ کیا سو اس نے کہا کہ کیا ہم خفی نہ ہو جائیں؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہم میں سے جو خفی ہو یا خفی کرے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خفی ہونا برا ہے وقد تقدم ما فيه اور یہ کہ تقدیر جب جاری ہو چکی تو حیلے کچھ فائدہ نہیں دیتے اور یہ کہ جائز ہے شکایت کرنا شخص کا آگے بڑے کے جو واقع ہو



واسطے اس کے اگر چہ قبیح ہو اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جو مہر نہ پائے وہ نکاح کے واسطے کسی کو نہ کہے اور یہ کہ جائز ہے شکایت کرنی تین بار اور جواب دینا واسطے اس شخص کے جو نہ قناعت کرے ساتھ چپ رہنے کے اور یہ کہ جائز ہے چپ رہنا جواب سے واسطے اس شخص کے جو گمان کیا جائے کہ سمجھتا ہے مراد کو مجرد سکوت سے اور یہ مستحب ہے کہ حاجت والا اپنی حاجت سے پہلے اپنا عذر بیان کرے سوال میں اور کہا شیخ ابی محمد بن ابی جبرہ نے کہ اس سے لیا جاتا ہے کہ جب تک مکلف اسباب شرع سے کسی چیز کو کر سکے تو نہ توکل کرے مگر بعد عمل اس کے تا کہ حکمت کے مخالفت نہ ہو اور جب اس پر قادر نہ ہو تو ٹھہرائے اپنے نفس کو اور پر راضی ہونے کے ساتھ اس چیز کے کہ مقدر کی ہے اس پر اس کے اللہ نے اور نہ تکلف کرے اسباب سے جس کی اس کو طاقت نہیں اور اس میں ہے کہ جب اسباب تقدیر کے موافق نہ پریں تو کچھ فائدہ نہیں دیتے اور اگر کہا جائے کہ کیوں نہ حکم کیے گئے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ساتھ روزہ رکھنے کے واسطے توڑنے شہوت اپنی کے جیسا کہ حکم کیا گیا غیر اس کا تو جواب یہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اکثر حال یہ تھا کہ وہ روزہ رکھتے تھے اس واسطے کہ وہ اصحاب صفہ میں سے تھے، میں کہتا ہوں اور احتمال ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سنی ہو کہ اے جوانوں کے گروہ! جو تم میں سے جماع کی طاقت رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ نکاح کرے، الحدیث لیکن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تو یہ جہاد کے وقت میں پوچھا تھا جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے واسطے واقع ہوا اور تھے جہاد کی حالت میں اختیار کرتے روزہ نہ رکھنے کو روزہ رکھنے پر یعنی جہاد میں روزہ نہیں رکھتے تھے سو پہنچایا ان کو ان کے اجتہاد نے طرف اکھاڑنے مادے شہوت کی کے کو ساتھ خصی ہونے کے جیسا کہ ظاہر ہوا واسطے عثمان رضی اللہ عنہ کے سو منع کیا اس کو حضرت ﷺ نے اس سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہ ارشاد کیا اس کو طرف متعد کی جس میں اس کے غیر کو رخصت دی اس واسطے کہ اس نے ذکر کیا کہ وہ کچھ چیز نہیں پاتا اور جو بالکل کچھ چیز نہ پائے نہ کپڑا اور نہ غیر اس کا تو کس طرح متعد کرے اور جس کے ساتھ متعد کیا جاتا ہے اس کے واسطے کچھ چیز کا ہونا ضروری ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مجھ کو اجازت ہو تو میں خصی ہو جاؤں اور ساتھ اس کے مطابق ہوگا جواب سوال سے۔ (فتح)

بَابُ نِكَاحِ الْأَبْكَارِ۔ باب ہے بیچ بیان نکاح کرنے کنواریوں کے۔

فائدہ: کنواری وہ ہے جس سے کسی مرد نے جماع نہ کیا ہو اور اپنی پہلی حالت میں بدستور ہو۔

وَقَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِعَائِشَةَ لَمْ يَنْكِحِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكْرًا غَيْرَكَ۔ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ حضرت ﷺ نے تیرے سوا کسی کنواری سے نکاح نہیں کیا۔

فائدہ: یہ حدیث پوری سورہ نور کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔

۴۶۸۷۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا

قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ لَوْ نَزَلَتْ وَادِيًا وَفِيهِ شَجَرَةٌ قَدْ أَكَلَ مِنْهَا وَوَجَدَتْ شَجَرًا لَمْ يُؤْكَلْ مِنْهَا فِي أَيِّهَا كُنْتُ تَرْتَعُ بِعَبْرِكَ قَالَ فِي الَّذِي لَمْ يَرْتَعْ مِنْهَا تَعْبَى أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَتَزَوَّجْ بِكَرًا غَيْرَهَا.

حضرت! بہلا بتلاؤ تو کہ اگر آپ کسی نالے میں اتریں اور اس میں ایک درخت ہو کہ اس سے کھایا گیا ہو یعنی کوئی اس کو چر گیا ہو اور آپ ایک درخت پائیں کہ اس سے کسی نے نہ چرا ہو تو آپ اپنے اونٹ کو کس میں چرائیں گے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس درخت میں جس میں کوئی نہیں چرا، مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کے سوا کسی کنواری سے نکاح نہیں کیا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے سو میں وہ ہوں اور اس حدیث میں مشروع ہونا ضرب المثل کا ہے اور تشبیہ دینا ہے ایک چیز کو جو موصوف ہے ایک صفت ہے ساتھ ایسی چیز کے کہ وہ مثل اس کے ہے اور اس میں وہ صفت نہیں اور اس میں بلاغت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی اور خوبی نرمی ان کے کی کاموں میں اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس میں جس میں کوئی نہیں چرا یعنی مقدم کروں گا اس کو اختیار میں غیر پر سونہ ہوگا ورنہ یہ اعتراض کہ واقع حضرت ﷺ سے یہ ہے کہ آپ نے بیوہ عورتوں سے نکاح کیا اور احتمال ہے کہ مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس سے محبت ہو۔ (فتح)

۴۶۸۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو مجھ کو خواب میں دکھلائی گئی دو بار کہ اچانک تجھ کو ایک مرد یعنی فرشتہ ریشمی کڑے میں اٹھاتا ہے سو وہ کہتا ہے کہ یہ تیری عورت ہے سو میں اس کو کھولتا ہوں تو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ صورت تیری ہے سو میں کہتا ہوں کہ اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو اللہ یوں ہی کرے گا یعنی تو میرے نکاح میں آئے گی۔

۴۶۸۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرَيْتَكَ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ إِذَا رَجُلٌ يَحْمِلُكَ فِي سَرَقَةٍ حَرِيرٍ فَيَقُولُ هَذِهِ أَمْرَأَتُكَ فَاسْكُفْهَا فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَأَقُولُ إِنْ يَكُنْ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يُمْضِهِ.

فائدہ: ترمذی کی روایت میں ہے کہ وہ فرشتہ جبریل علیہ السلام تھا جو عائشہ رضی اللہ عنہا کی صورت کو لایا تھا اور اس کی شرح چھ باب کے بعد آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بیوہ عورتوں سے نکاح کرنے کا بیان۔

یعنی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنی لڑکیوں اور بہنوں کو نکاح کرنے کو مجھ سے

بَابُ تَزْوِيجِ الْيَتَامَى  
وَقَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَعْرِضَنَّ عَلَيَّ

نہ کہا کرو۔

بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ۔

فائدہ: یہ حدیث پوری آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور استنباط کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے قول حضرت ﷺ کے سے اپنی بیٹیوں کو اس واسطے کہ خطاب کیا حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے اپنی بیویوں کو تو یہ تقاضا کرتا ہے کہ ان کے واسطے بیٹیاں ہوں اور خاوند سے سوائے حضرت ﷺ کے اور یہ مستلزم ہے اس کے کہ وہ بیوہ ہوں جیسا کہ وہ اکثر اور غالب ہے۔ (فتح)

۴۶۸۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک جنگ سے پلٹے تو میں نے جلدی کی اپنے اونٹ پر جو ست قدم تھا تو ایک سوار مجھ کو پیچھے سے ملا تو اس نے میرے اونٹ کو اپنے نیزے سے چھیڑا سو میرا اونٹ چلا کہ جیسے کہ تو نہایت تیز قدم اونٹ دیکھے تو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت ﷺ ہیں سو فرمایا کہ تیرے جلدی چلنے کا کیا سبب ہے؟ میں نے کہا کہ میری شادی کا زمانہ قریب ہے یعنی میں نے تازہ شادی کی ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے کنواری سے نکاح کیا ہے یا بیوہ سے؟ میں نے کہا کہ بیوہ سے فرمایا کہ تو نے کنواری سے نکاح کیوں نہ کیا کہ وہ تجھ سے کھیلتی اور تو اس سے کھیلتا اور وہ تجھ کو ہنساتی اور تو اس کو ہنساتا پھر جب ہم مدینے میں داخل ہونے لگے تو فرمایا کہ ٹھہر جاؤ تا کہ عشاء کو داخل ہونا تا کہ کنگھی کرے عورت پریشان بال والی اور زیر ناف کے بال صاف کر لے غائب خاوند والی۔

۴۶۸۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَفَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةٍ فَتَعَجَّلْتُ عَلَى بَعِيرِي لِي قُطُوفٍ فَلِحَقْبِي رَاكِبٌ مِنْ خَلْفِي فَتَحَسَّ بَعِيرِي بِعِزَّةٍ كَانَتْ مَعَهُ فَأَنْطَلَقَ بِعَيْرِي كَأَجُودٍ مَا أَنْتَ رَأَيْتَ مِنَ الْإِبِلِ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا يُعْجَلُكَ قُلْتُ كُنْتُ حَدِيثَ عَهْدٍ بِعُورٍ قَالَ أَبْكُورًا أَمْ نَيْبًا قُلْتُ نَيْبًا قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةٌ تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قَالَ فَلَمَّا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ قَالَ أَمْهَلُوا حَتَّى تَدْخُلُوا لَيْلًا أَمْ عِشَاءَ لَكُنَّ تَمْتَشِطُ الشَّعْطَةَ وَتَسْتَحِدُّ الْمَغِيبَةَ۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ کیا ہے واسطے تیرے اور کنواریوں کے اور لب اس کے کی اس میں اشارہ ہے طرف چوسنے زبان اس کی کے اور دونوں ہونٹ اس کے کی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میرا باپ فوت ہوا اور اس نے سات بیٹیاں چھوڑیں سو میں نے چاہا کہ ایسی عورت سے نکاح کروں جو ان کو جمع رکھے اور ان کو کنگھی کرے اور ان کی کارساز ہو اور میں نے مکر وہ جانا کہ ایسی عورت سے نکاح کروں جو ان کی طرح بے وقوف ہو اور اس حدیث میں ترغیب ہے بچ نکاح کرنے کے کنواری عورت سے اور اس سے صریح تر یہ حدیث ہے کہ لازم جانو اپنے اوپر کنواریوں کو اس واسطے کہ ان کی کلام میٹھی ہوتی ہے اور ان کی رحم پاک ہوتی ہے اور تھوڑی چیز سے راضی ہو جاتی ہیں

اور نہیں معارض ہے اس کو حدیث سابق کہ بہت جتنے والی عورتوں سے نکاح کرو اس واسطے کہ کنواری ہونے سے اس کا بہت اولاد والی ہونا معلوم نہیں ہوتا اور جواب یہ ہے کہ کنواری جگہ ظن کی ہے واسطے بہت ہونے اولاد کے تو مراد ساتھ ولود کے یہ ہے کہ بہت اولاد والی ہو ساتھ تجربہ کے یا گمان کے اور بہر حال جو تجربہ سے بانجھ ظاہر ہو تو دونوں حدیثیں متفق ہیں اور پر مروج ہونے اس کے کی اور اس میں فضیلت ہے واسطے جابر رضی اللہ عنہ کے واسطے شفقت اس کی کے اپنی بہنوں پر اور واسطے مقدم کرنے مصلحت ان کی کے اور حفظ نفس اپنے کے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جب دو مصلحتیں جمع ہوں تو اہم کو مقدم کیا جائے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے جابر رضی اللہ عنہ کے فعل کو اچھا جانا اور اس کے واسطے دعا کی اور اس سے لیا جاتا ہے دعا کرنا واسطے اس شخص کے کہ نیک کام کرے اگرچہ کام داعی سے متعلق نہ ہو اور اس میں سوال امام کا ہے اپنے یاروں کو ان کے کاموں سے اور تلاش کرنا ان کے احوال کو اور ان کو انکی بھائیوں کی طرف راہ دکھانا اور تنبیہ کرنی ان کو اور وجہ مصلحت کے اگرچہ نکاح کے باب میں ہو اور اس چیز میں کہ اس کے ذکر سے شرم آتی ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے عورت کے خدمت کرنا اپنے خاوند کی اور اس شخص کی کہ اس کو اس سے کچھ تعلق ہو مانند بھائی اور بیٹے اس کے کی اور یہ کہ اگر مرد اپنی عورت سے اس کام کا قصد کرے تو کچھ حرج نہیں کہ جابر رضی اللہ عنہ نے قصد کیا کہ وہ اس کی بہنوں کی خدمت کرے اگرچہ یہ عورت پر واجب نہیں لیکن پکڑا جاتا ہے اس سے کہ عادت جاری ہے ساتھ اس کے اسی واسطے حضرت ﷺ نے انکار نہ کیا اور دوسری روایت میں خرقاء کا لفظ آیا ہے اور خرقاء اس عورت کو کہا جاتا ہے جو اپنے ہاتھ سے کچھ کام نہ کرے نہ اپنی بھلائی کو جانے نہ اپنے غیر کی بھلائی کو اور تسخیر کے معنی ہیں استعمال کرے لوہے کو یعنی استرے کو اور مراد دور کرنا بال زیر ناف کا ہے اور تعبیر کیا ساتھ استعمال کرنے استرے کے اس واسطے کہ غالب ہوا ہے استعمال اس کا بیچ دور کرنے بالوں کے اور نہیں ہے اس میں دلیل کہ استرے کے سوا اور چیز سے بالوں کا دور کرنا منع ہے اور یہ جو کہا تا کہ داخل ہو رات کو تو یہ مخالف ہے اس حدیث کو جو طلاق میں آئے گی کہ کوئی رات کو اپنے گھر والوں کے پاس نہ آئے اور تطبیق یہ ہے کہ جو باب میں ہے یہ اس شخص کے واسطے ہے جس کے آنے کی خبر معلوم ہو اور اس کے آنے کی خبر پہنچ جائے اور جو حدیث آئندہ آتی ہے وہ اس شخص کے حق میں ہے جو اچانک آ پہنچے اور اس کے گھر والوں کو کچھ خبر معلوم نہ ہو۔ (فتح)

۴۶۹۰۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نکاح کیا تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے کیسی عورت سے نکاح کیا؟ پس میں نے عرض کیا (یا رسول اللہ) میں نے بیوہ عورت سے نکاح کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کنواریوں (کے نکاح کرنے) سے اور ان کے ساتھ

۴۶۹۰۔ حَدَّثَنَا اَبُو اَدَمٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَارِبٌ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ تَزَوَّجْتُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَزَوَّجْتُ فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا فَقَالَ مَا لَكَ

کھینے سے تجھے کیا (مانع درپیش) ہوا۔ شعبہ راوی کہتا ہے میں نے عمرو بن دینار سے اس بات کا ذکر کیا تو عمر نے کہا میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا کہتے تھے مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے نو جوان لڑکی سے کیوں نکاح نہ کیا؟ وہ تجھ سے کھیلتی اور تو اس سے کھیلتا۔

چھوٹی لڑکیوں کو بڑوں سے نکاح میں دینا جو عمر میں بڑا ہو یعنی اس شخص کے نکاح میں دینا۔

۴۶۹۱۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی درخواست کی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا کہ میں تو آپ کا بھائی ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا تو میرا بھائی ہے اللہ کے دین میں اور اس کی کتاب میں اور تیری بیٹی مجھ کو حلال ہے۔

وَلِلْعَذَارَىٰ وَلِعَابِهَا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَمْرٍو  
بْنِ دِينَارٍ فَقَالَ عَمْرٍو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ  
عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَا جَارِيَةٌ تَلَاعِبُهَا  
وَتَلَاعِبُكَ.

بَابُ تَزْوِيجِ الصَّغَارِ مِنَ الْكِبَارِ.

۴۶۹۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا  
اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ عَنْ عِرَاكِ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ  
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ عَائِشَةَ  
إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ أَبُؤْ بَكْرٍ إِنَّمَا أَنَا  
أَخُوكَ فَقَالَ أَنْتَ أَخِي فِي دِينِ اللَّهِ  
وَكِتَابِهِ وَهِيَ لِي حَلَالٌ.

فائدہ: کہا اسماعیلی نے کہ یہ حدیث ترجمہ کے موافق نہیں اور جواب یہ ہے کہ ممکن ہے یہ کہ پکڑا جائے قول ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سے کہ میں تو تمہارا بھائی ہوں اس واسطے کہ اکثر اوقات یہی حال ہے کہ بھائی کی بیٹی اپنے چچا سے چھوٹی ہوتی ہے اور نیز پس کافی ہے جو ذکر کیا اس نے بیچ موافق ہونے حدیث کے واسطے ترجمہ کے اگرچہ خارج معلوم ہو یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کا کم عمر ہونا حضرت ﷺ سے اس کے سوائے اور حدیث سے معلوم ہے کہا ابن بطلان نے کہ جائز ہے نکاح کر دینا چھوٹی لڑکی کا بڑی عمر والے مرد سے بالاجماع اگرچہ ہندولے میں ہو لیکن نہ قابو دیا جائے اوپر اس کے یہاں تک کہ لڑکی جماع کے لائق ہو سو اشارہ کیا اس نے اس طرف کہ نہیں ہے کوئی فائدہ واسطے ترجمہ کے اس واسطے کہ اس امر پر اجماع ہو چکا ہے کہا اس نے اور لیا جاتا حدیث سے کہ باپ نکاح کر دے چھوٹی لڑکی کنواری کو بغیر اذن لینے کے اس سے میں کہتا ہوں شاید لیا ہے اس نے اس کو نہ مذکور ہونے سے اور نہیں ہے یہ ظاہر دلالت میں بلکہ احتمال ہے کہ ہو یہ حکم پہلے وارد ہونے حکم کے ساتھ اجازت مانگنے کے کنواری سے اور یہی ظاہر ہے اس واسطے کہ واقع ہوایہ قصہ کے میں پہلے ہجرت سے اور یہ جو کہا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہ میں تو تمہارا بھائی ہوں تو یہ حصر مخصوص ہے بہ نسبت حرام ہونے نکاح بھائی کی بیٹی کے اور یہ جو کہا کہ میں تمہارا بھائی ہوں اللہ کی کتاب میں تو یہ اشارہ ہے طرف اس آیت کے ﴿انما المؤمنون اخوة﴾ اور جو اس کے مانند ہے اور جو فرمایا کہ وہ مجھ کو حلال ہے

تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ باوجود یہ کہ میرے بھائی کی بیٹی ہے حلال ہے واسطے میرے نکاح کرنا ساتھ اس کے اس واسطے کہ جو برادری کے نکاح سے مانع ہے وہ برادری نسب اور رضاعت کی ہے نہ برادری دین کی اور کہا مغلطائی نے کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے پیغام کے واسطے خولہ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور یہ حدیث اس کے مخالف ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ پہلے اس کو بھیجا پھر اس کے بعد خود بھی حضرت ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے سامنے ہو کر کہا۔ (فتح)

بَابُ إِلَى مَنْ يَنْكِحُ وَأَيُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ  
وَمَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يَتَخَيَّرَ لِنُطْفِهِ مِنْ غَيْرِ  
إِنْجَابٍ.

باب ہے بیان میں اس کے کہ کس سے نکاح کرے اور کون قوم کی عورتوں سے نکاح کرنا بہتر ہے اور کیا مستحب ہے کہ اختیار کرے واسطے نطفے اپنے کے بغیر اس کے واجب کرنے کے۔

فائدہ: باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ ارادہ نکاح کا کرے متنبی ہوتا ہے امر اس کا کہ کس عورت سے نکاح کرے (تنبیہ) شامل ہے یہ بات تین احکام پر اور لینا اول اور دوسرے حکم کا باب کی حدیث سے ظاہر ہے اور یہ کہ جو شخص کہ ارادہ نکاح کرنے کا رکھتا ہو اس کو لائق ہے کہ قریش میں نکاح کرے اس واسطے کہ ان کی عورتیں بہتر ہیں سب عورتوں سے اور یہ حکم دوسرا ہے اس پر تیسرا سولیا جاتا ہے اس سے بطور لزوم کے اس واسطے کہ جب ثابت ہوا کہ وہ بہتر ہیں اپنے غیر سے تو مستحب ہوا اختیار کرنا ان کا واسطے اولاد کے اور البتہ وارد ہو چکی ہے تیسرے حکم میں حدیث صریح روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم نے کہ اختیار کرو اپنے نطفے کے واسطے اور نکاح کرو ہم کفو سے۔ (فتح)

۴۶۹۲ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ  
حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي  
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ  
صَالِحُ نِسَاءٍ قُرَيْشٍ أَخْنَاهُ عَلِيٌّ وَلَيْدٌ فِي  
صَغَرِهِ وَأَرْعَاهُ عَلَى رَوْحٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ.

۳۶۹۲ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو عورتیں کہ اونٹ کی سواری کرتی ہیں ان میں قریشیوں کی نیک عورتیں بہتر ہیں یعنی سب عرب کی عورتوں سے قوم قریش کی عورتیں بہتر ہیں نہایت مہربان چھوٹے لڑکوں پر اور بڑی نگہبانی کرنے والی اپنے خاوند کے مال کی۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مریم عمران کی بیٹی اونٹ پر کبھی سوار نہیں ہوئیں سو شاید اس نے ارادہ کیا نکالنے اس کے کہ اس تفصیل سے اس واسطے کہ وہ کبھی اونٹ پر سوار نہیں ہوئیں سو نہ ہوگی اس میں تفضیل واسطے عورتوں قریش کے اوپر اس کے اور نہیں شک ہے کہ مریم کے واسطے فضیلت ہے اور وہ افضل ہے قریش کی سب

عورتوں سے اگر ثابت ہو کہ وہ پیغمبر ہے یا ان کی اکثر عورتوں سے اگر پیغمبر نہ ہو اور مناقب میں پہلے گزر چکا ہے کہ سب عورتوں میں بہتر مریم ہے اور سب عورتوں میں بہتر خدیجہ رضی اللہ عنہا ہے اور یہ کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر ایک دونوں میں سے بہتر ہے دنیا کی عورتوں سے اپنے زمانے میں اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ ظاہر یہ ہے کہ حدیث بیان کی ہے سچ جگہ ترغیب کے قریشی عورتوں کے نکاح میں سوائیں ہے اس میں تعرض واسطے مریم کے اور نہ واسطے غیر اس کے کی ان عورتوں میں سے جن کا زمانہ گزر چکا ہے اور اس حدیث میں ہے کہ قریش کی نیک عورتیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ قریش کی عورتیں تو یہ مطلق محمول ہے مقید پر سو قریش کی بہتر عورتیں وہ ہیں جو نیک ہیں نہ عام عورتیں اور مراد ساتھ اصلاح کے اس جگہ صلاح دین کی ہے اور حسن معاشرت کی ساتھ خاوند کے اور اپنے خاوند کے مال کی نگہبانی کرنے والے یعنی ساتھ امانت کے اور صیانت کے اور بے جا خرچ کرنے کے اور اس حدیث میں رغبت دلانا ہے اوپر نکاح اشراف عورتوں کے خاص کر قریش کی عورتوں سے اور اس کا مقتضی یہ ہے کہ عورت کا نسب جس قدر اعلیٰ ہو اتنا ہی زیادہ مستحب ہے اور پکڑا جاتا ہے اس سے اعتبار کفو کا نسب میں اور یہ کہ جو قریش کے سوائے عورتیں ہیں وہ ان کے کفو نہیں ہیں اور فضیلت ہے مہربانی اور شفقت کے اور خوب پالنے کے اور قائم ہونے کے اولاد پر اور خاوند کے مال کی نگہبانی کرنے اور اس میں نیک تدبیر کرنی ہے اور لیا جاتا ہے اس سے خرچ کرنا خاوند کا بیوی پر اور اس حدیث کا سبب آئندہ آئے گا۔ (فتح)

بَابُ اخْتِذَاكِ السَّرَارِي وَمَنْ اَعْتَقَ  
جَارِيَتَهُ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا.

رکھنا لونڈیوں کا اور جو لونڈی کو آزاد کرے پھر اس سے نکاح کرے۔

فائدہ: سراری جمع ہے سریہ کی اور سریہ ماخوذ ہے سر سے اور سر جماع کو کہتے ہیں اور نام رکھا گیا ہے لونڈی کا سریہ اس واسطے کہ اکثر اوقات چھپایا جاتا ہے امر اس کا بیوی سے اور مراد ساتھ اتحاد کے اہتمام ہے یعنی رکھنا اور البتہ وارد ہو چکا ہے امر ساتھ اس کے صریح ابو درداء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ لازم پکڑ واپسے اوپر لونڈیوں کو اس واسطے کہ ان کے رحموں میں برکت ہے اور عطف کیا ہے آزاد کرنے کو اوپر اہتمام کے اس واسطے کہ کبھی واقع ہوتا ہے بعد لونڈی رکھنے کے اور کبھی پہلے اس کے اور باب کی پہلی حدیث موافق ہے ساتھ اس شق دوسری کے۔

۴۶۹۳۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس مرد کے پاس لونڈی ہو سو اس کو شرع کے حکم بتلائے اور اس کی اچھی تعلیم کرے اور اس کو ادب سکھلائے سو بہت اچھی طرح ادب سکھلائے پھر اس کو آزاد کرے اس کے بعد اس سے نکاح کرے تو اس کو دو ہزار ثواب ہے اور جو مرد اہل کتاب

۴۶۹۳۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ  
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ  
صَالِحٍ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ قَالَ  
حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا رَجُلٍ

میں سے یعنی یہودی اور نصرانی اپنے پیغمبر کے ساتھ ایمان لائے اور میرے ساتھ ایمان لائے تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے اور جو غلام کہ اپنے مالکوں کا حق اور اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرے تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے۔ کہا شععی راوی نے اپنے شاگرد صالح سے کہ لے اس کو بغیر عوض کسی چیز کے یعنی میں نے تجھ کو یہ حدیث مفت سکھلا دی اور البتہ مرد اس سے کم کے واسطے مدینے کی طرف کوچ کرتا تھا اور کہا ابو بکر نے ابو حصین اس نے روایت کی ابو بردہ سے اس نے اپنے باپ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کو آزاد کرے پھر اس کو مہر دے۔

كَانَتْ عِنْدَهُ وَلِيدَةٌ فَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا وَأَذَبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا ثُمَّ أَعْطَاهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ وَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِي فَلَهُ أَجْرَانِ وَأَيُّمَا مَمْلُوكٍ أَذَى حَقٍّ مَوْلَاهُ وَحَقَّ رَبُّهُ فَلَهُ أَجْرَانِ قَالَ الشَّعْبِيُّ خُذْهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ قَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ فِيمَا دُونَهَا إِلَى الْمَدِينَةِ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهَا ثُمَّ أَصْدَقَهَا.

فائدہ: اس حدیث میں تین قسم کے لوگ مذکور ہیں جن کو دوہرا ثواب ہے اور ان کے سوا اور بھی بہت لوگ ایسے ہیں جن کو دوہرا ثواب ہے چنانچہ پہلے گزر چکا ہے کہ جو قرآن پڑھے اور وہ اس پر دشوار ہو تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے اور جب کوئی حاکم اجتہاد کرے سو ٹھیک بات کو پا جائے تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے اور جو تیمم کر کے نماز پڑھے پھر پانی پائے پھر نماز کو دوہرائے تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے اور جو اسلام میں نیک راہ نکالے تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے اور تلاش کرنے سے اور بھی کئی آدمی پائے جاتے ہیں اور یہ سب دلالت کرتا ہے کہ نہیں ہے کوئی مفہوم واسطے عدد کے جو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے یعنی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو فقط تین ہی آدمیوں کا ذکر ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان تین کے سوا کسی اور کو دوہرا ثواب نہ ہو اور اس میں دلیل ہے اوپر زیادہ فضیلت اس شخص کے جو اپنی لونڈی کو آزاد کرے پھر اس سے نکاح کرے برابر ہے کہ اس کو ابتدا کے واسطے آزاد کرے یا کسی اور سبب سے اور بعض نے اس کو مکروہ جانا ہے سو شاید ان کو یہ حدیث نہیں پہنچی یعنی بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر لونڈی کو آزاد کرے تو پھر اس سے نکاح نہ کرے یہی روایت ہے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ اور ابراہیم نخعی سے اور عطاء اور حسن سے روایت ہے کہ اس کا کچھ ڈر نہیں اور یہ جو دوسری روایت میں کہا کہ اس کو آزاد کرے پھر اس کو مہر دے تو شاید اشارہ کیا ہے بخاری رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس روایت کے کہ مراد تروج سے دوسری روایت میں یہ ہے کہ واقع ہو ساتھ مہر جدید کے سوائے آزاد کرنے کے نہ جیسا کہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں واقع ہوا ہے سو اس طریق نے مہر کو ثابت کیا اس واسطے کہ نہیں واقع ہوئی تصریح ساتھ اس کے پہلے طریق میں بلکہ ظاہر اس کا یہ ہے کہ آزاد کرنا نفس مہر ہے اور یہ لفظ ایک روایت میں صریح آچکا ہے چنانچہ ابو داؤد طیالسی نے روایت کی ہے کہ جب مرد اپنی لونڈی کو آزاد کرے پھر اس کو



نکاح میں لائے اور مہر جدید دے تو اس کو دو ہر ا ثواب ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ لونڈی کا آزاد کرنا نفس مہر نہیں ہوتا اور نہیں ہے دلالت بیچ اس کے بلکہ وہ شرط ہے واسطے اس چیز کے کہ مترتب ہوتا ہے اس پر ثواب دو ہر ا جو مذکور ہے اور نہیں ہے قید جواز میں۔ (فتح)

۴۶۹۴۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلَيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ حَمَادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ إِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ بَيْنَمَا إِبْرَاهِيمُ مَرًّا بِجَبَّارٍ وَمَعَهُ سَارَةُ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ فَأَعْطَاهَا هَاجِرَ قَالَتْ كَفَّ اللَّهُ يَدَ الْكَافِرِ وَأَخَذَ مِنِّي اجْرَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَمَلَكَ أُمُّكُمْ يَا بَنِي مَاءِ السَّمَاءِ.

۴۶۹۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام پیغمبر کبھی ایسی بات نہیں بولے جو حقیقت میں سچی ہو اور ظاہر میں جھوٹی سوائے تین بار کے جس حالت میں کہ ابراہیم علیہ السلام ایک ظالم پر گزر رہے اور ان کے ساتھ ان کی بیوی سارہ تھیں پھر ذکر کی ساری حدیث تو اس بادشاہ نے ان کو خدمت کے لیے ہاجرہ دی تو سارہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کافر کا ہاتھ روکا اور اس نے مجھ کو آجر خدمت کے لیے دی، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا سو یہ تمہاری ماں ہے اے آسمان کے پانی کی اولاد! یعنی اے عرب۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے، کہا ابن منیر نے کہ مطابقت حدیث ہاجرہ کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ وہ مملوکہ تھیں اور البتہ صحیح ہو چکا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اس کو جنوایا بعد اس کے کہ اس کے مالک ہوئے سو وہ لونڈی تھیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر اس کی مراد یہ ہے کہ یہ واقع ہوا ہے صحیح میں صریح تو یہ صحیح نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جو صحیح میں ہے کہ سارہ اس کی مالک ہوئیں اور اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نطفے سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو جنا اور یہ کہنا کہ نہیں جائز ہے اپنی عورت کی لونڈی سے اولاد طلب کرنی مگر ساتھ مالک ہونے کے تو یہ حکم اس حدیث کے سوا اور حدیث سے لیا گیا ہے چنانچہ فاکہی نے روایت کی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے سارہ سے چاہا کہ ہاجرہ کو بہہ کر دیں تو سارہ نے ہاجرہ ابراہیم علیہ السلام کو بہہ کر دی اور شرط کی سارہ نے کہ اس سے صحبت نہ کریں پھر ان کو اس پر رشک آیا سو ہوا یہ بہ سبب بیچ جلا وطنی اس کی کے ساتھ بیٹے اس کے اسماعیل علیہ السلام کی طرف مکے کے۔ (فتح) اور آسمان کے پانی کی اولاد عرب کو اس واسطے کہا کہ اکثر وہ لوگ جنگلوں اور بیابانوں میں رہتے تھے اور اکثر گزران ان کی آسمان کے پانی پر تھی اور بعض نے کہا کہ یہ نام اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کا ہے واسطے پاک

ہونے نسب ان کی کے اور شرافت ذاتی ان کی کے۔

۴۶۹۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِينَةِ ثَلَاثًا يُبْنَى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُجَيْمٍ فَلَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِينَ إِلَى وَلِيمَتِهِ فَمَا كَانَ فِيهَا مِنْ خُبْزٍ وَلَا لَحْمٍ أَمَرَ بِالْأَنْطَاعِ فَأَلْقَى فِيهَا مِنَ التَّمْرِ وَالْأَقِطِ وَالسَّمْنِ فَكَانَتْ وَلِيمَتَهُ فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ إِنْ هَذِهِ أُمَمَاتُ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ فَقَالُوا إِنْ حَجَجْنَا فِيهِ مِنْ أُمَمَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَإِنْ لَمْ يَحْجُبْنَا فِيهِ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَى لَهَا خَلْفَهُ وَمَدَّ الْحِجَابَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ.

۳۶۹۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مدینے اور خیبر کے درمیان تین دن ٹھہرے صفیہ رضی اللہ عنہا زینت کر کے آپ کے پاس لائی گئیں سو میں نے مسلمانوں کو آپ کے ولیمہ کی طرف بلایا سو نہ اس میں روٹی تھی اور نہ گوشت تھا حکم کیا چڑے کے دسترخوان بچھانے کا اور ڈالا گیا اس میں کچھ کھجوروں میں سے اور پیڑ سے اور گھی سے سو یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ تھا تو مسلمانوں نے کہا کہ یہ مسلمانوں کی ایک ماں یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیوی ہے آزاد عورتوں سے یا لونڈی ہے اور اگر آپ نے اس کو پردہ نہ کیا تو وہ لونڈی ہے جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کوچ کیا تو اس کے واسطے اپنے پیچھے اونٹ پر بیٹھنے کی جگہ تیار کی اور اس کے اور لوگوں کے درمیان پردہ ڈالا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ لوگوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے نکاح کیا یا اس کو لونڈی بنایا اور شاید ترجمہ کا اس سے تردد کرنا اصحاب کا ہے کہ صفیہ رضی اللہ عنہا بیوی ہے یا لونڈی سو مطابق ہوگی یہ حدیث ترجمہ کے ایک رکن کو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر صحیح ہونے نکاح کے بغیر گواہوں کے اس واسطے کہ اگر صفیہ رضی اللہ عنہا کے نکاح میں گواہ ہوتے تو نہ پوشیدہ رہتا یہ اصحاب پر تا کہ تردد کرتے اور اس میں اس پر دلالت نہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ جو نکاح کے وقت حاضر تھے وہ اور لوگ ہوں اور جنہوں نے تردد کیا تھا وہ اور لوگ ہوں اور اگر تسلیم بھی کیا جائے کہ سب نے تردد کیا تو یہ مذکور ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے خصائص سے کہ نکاح کریں بغیر ولی اور گواہوں کے جیسا کہ زینب رضی اللہ عنہا کے قصے میں واقع ہوا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ جَعَلَ عَتَقَ الْأَمَةِ صَدَاقَهَا۔ باب ہے اس شخص کے بیان میں جو لونڈی کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرائے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس میں کسی حکم کے ساتھ جزم نہیں کیا اور لیا ہے اس کے ظاہر کو اگلے لوگوں سے سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے اور ابراہیم نخعی نے اور طاؤس نے اور زہری نے اور شہروں کے فقہاء سے ثوری نے اور ابو یوسف

نے اور احمد نے اور اسحاق نے ان سب کا یہ قول ہے کہ جب کوئی اپنی لونڈی کو آزاد کرے اس شرط پر کہ اس کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرائے تو صحیح ہو جاتا ہے نکاح اور آزاد کرنا اور مہر بنا کر ظاہر حدیث کے اور باقی لوگوں نے ظاہر حدیث سے کئی طرح جواب دیا ہے قریب تر طرف لفظ حدیث کے یہ جواب دیا ہے کہ آزاد کیا اس کو حضرت ﷺ نے اس شرط پر کہ اس سے نکاح کریں تو واجب ہوئی واسطے حضرت ﷺ کے اور پرفصہ رضی اللہ عنہا کے قیمت اس کی اور وہ معلوم تھی سو نکاح کیا اس سے اوپر اس کے اور تائید کرتا ہے اس کی قول اس کا عبدالعزیز کی روایت میں کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ حضرت ﷺ نے فصفیہ رضی اللہ عنہا کو قیدیوں میں پکڑا سو اس کو آزاد کیا اور اس سے نکاح کیا اور اس کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرایا تو کہا عبدالعزیز نے ثابت ہے کہ اے ابو محمد تو نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا کہ حضرت ﷺ نے اس کو مہر کیا دیا؟ اس نے کہا کہ اس کا نفس اس کو مہر دیا تو اس نے تبسم کیا سو یہ ظاہر ہے کہ جو مہر ٹھہرایا گیا تھا وہ نفس کا آزاد کرنا ہے سو پہلی تاویل کا کچھ ڈر نہیں اس واسطے کہ اس کے اور قواعد کے درمیان کوئی مخالفت نہیں یہاں تک کہ اگر اس کی قیمت مجہول ہو اس واسطے کہ بیچ صحیح ہونے عقد کے ساتھ شرط مذکور کے ایک وجہ ہے نزدیک شافعیہ کے اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ نفس آزاد کرنا مہر ٹھہرایا گیا لیکن وہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے ماوردی نے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کو آزاد کیا پھر اس سے نکاح کیا یعنی ساتھ مہر جدید کے اور جب انس رضی اللہ عنہ کو معلوم نہ ہوا کہ حضرت ﷺ نے اس کو مہر دیا تو کہا کہ اس کا نفس اس کے مہر میں دیا یعنی میرے علم میں حضرت ﷺ نے اس کو کچھ چیز مہر میں نہیں دی اور نہیں نفی کی اس نے اصل صداق کی اور اسی واسطے ابو الطیب طبری شافعی اور ابن مریط مالکی نے کہا کہ یہ قول انس رضی اللہ عنہ کا مرفوع نہیں بلکہ یہ انہوں نے گمان کے ساتھ اپنی طرف سے کہا ہے اور اکثر اوقات تائید لی جاتی ہے واسطے اس کے اس حدیث سے جو بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فصفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور اس کو نکاح کیا اور اس کو مہر میں لونڈی دی جس کا نام رزینہ تھا اور یہ حدیث ضعیف ہے اس کے ساتھ حجت قائم نہیں ہوتی اور اس سے معارض ہے جو خود فصفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو آزاد کیا اور میری آزادی کو میرا مہر ٹھہرایا روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اور یہ موافق ہے واسطے حدیث انس رضی اللہ عنہ کے اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ یہ انس رضی اللہ عنہ نے اپنے گمان سے کہا اور نیز یہ حدیث مخالف ہے اس چیز کو جس پر سب اہل سیر ہیں کہ فصفیہ رضی اللہ عنہا خیبر کے دن بندیوں میں تھیں اس واسطے کہ اس حدیث میں ہے وہ قریطہ کے بندیوں میں سے تھیں اور احتمال ہے کہ اس کو آزاد کیا ہو اس شرط پر کہ اس سے مہر کے بغیر نکاح کریں سو لازم ہوا فصفیہ کو وفا کرنا ساتھ اس کے اور یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے آپ کے سوا اور کسی کو جائز نہیں اور بعض نے کہا کہ احتمال ہے کہ آزاد کیا ہو اس کو بغیر عوض کے اور نکاح کیا ہو اس سے بغیر مہر کے فی الحال اور نہ انجام میں کہا ابن صلاح نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آزاد کرنا اترتا ہے جگہ مہر کے اگرچہ مہر نہیں اور یہ وجہ صحیح تر

ہے سب وجہوں سے اور قریب تر ہے طرف لفظ حدیث کے اور شافعیوں میں سے ابن حبان بھی احمد کے ساتھ ہے اور کہا ابن دقیق العید نے کہ ظاہر حدیث کا ساتھ احمد کے ہے اور جو اس کے موافق ہے اور قیاس ساتھ دوسروں کے ہے سو تردد ہے حال درمیان اس گمان کے کہ ظاہر حدیث سے پیدا ہوا اور اس گمان کے کہ قیاس سے پیدا ہوا باوجود اس کے کہ واقعہ خصوصیت کا احتمال رکھتا ہے اور یہ احتمال خصوصیت کا اگرچہ اصل کے خلاف ہے لیکن قوی ہوتا ہے یہ حضرت ﷺ کے خصائص سے نکاح میں خاص کر خصوصیت آپ کی ساتھ نکاح کرنے اس عورت کے جس نے حضرت ﷺ کو جان بخشی اللہ کے اس قول سے کہ اگر کوئی عورت اپنی جان پیغمبر ﷺ کو بخشے، الایہ اور اسی طرح نقل کیا ہے اس کو مرنی نے شافعی سے کہ یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے آپ کے سوا اور کسی کو جائز نہیں کہا اس نے اور جبکہ خصوصیت یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو آزاد کیا مطلق اور نکاح کیا اس سے مہر کے بغیر اور بغیر ولی کے اور بغیر گواہوں کے اور یہ حضرت ﷺ کے سوا اور کسی کو جائز نہیں اور روایت کیا ہے جائز ہونا اس کا عبدالرزاق نے علی سے اور ایک جماعت تابعین سے اور ابراہیم غنی کے طریق سے کہ تھے مکروہ جانتے یہ کہ آزاد کرے لونڈی کو پھر نکاح کرے اس سے اور کہتے تھے کہ اس میں کوئی ذر نہیں کہ اس کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرا دے اور کہا قرطبی نے کہ منع کیا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے واسطے محال ہونے اس کے کی اور تقریر محال ہونے کی دو وجہ سے ہے ایک یہ کہ اگر نکاح کرے اس سے اس کے نفس پر تو یہ یا تو واقع ہوگا اس کے آزاد کرنے سے پہلے اور یہ محال ہے واسطے معارض ہونے دو حکموں کے آزادی اور غلامی کے اس واسطے کہ آزادی کا حکم مستقل ہونا ہے اور غلامی اس کی ضد ہے اور یا یہ واقع ہوگا عقد بعد آزادی کرنے کے اور یہ بھی محال ہے واسطے دور ہونے حکم مہر کے اس سے ساتھ آزاد ہونے کے سو جائز ہے کہ نہ راضی ہو اور اس وقت نہ نکاح کی جائے مگر اس کی رضامندی سے وجہ دوسری یہ ہے کہ جب ہم آزادی کو مہر ٹھہرائیں تو یا قرار پائے گا حق حالت غلامی کی اور وہ محال ہے واسطے معارض ہونے ان کے کی یا بیچ حالت آزاد ہونے کے تو لازم آئے گا آگے بڑھنا اس کا نکاح سے پس لازم آئے گا وجود آزاد ہونے کا حالت فرض کرنے اس کے عدم کے اور وہ محال ہے اس واسطے کہ ضروری ہے کہ متقدم ہو تقرر مہر کا خاوند پر یا نسا یا حکماً تاکہ مالک ہو وہ بیوی اس کے طلب کرنے کی اور اگر علت بیان کریں ساتھ نکاح تفویض کے تو پرہیز کی ہے ہم نے اس سے ساتھ قول اپنے کے حکماً اس واسطے کہ اگرچہ متعین ہوئی واسطے عورت کے بیچ حالت عقد کے کوئی چیز لیکن وہ مالک ہے مطالبہ کی سو ثابت ہوا کہ ثابت ہے واسطے اس کے حالت عقد کے کوئی چیز کہ مطالبہ کرے ساتھ اس کے خاوند سے اور ایسا مہر میں میسر نہیں ہو سکتا پس محال ہے کہ ہو مہر اور تعاقب کیا گیا ہے جو دعویٰ کیا ہے اس نے محال ہونے کا ساتھ جائز ہونے تعلیق مہر کے شرط پر کہ جب پائی جائے تو مستحق ہوتی ہے اس کو عورت جیسے کہ میں نے تہ سے نکاح کیا اس چیز پر کہ مستحق ہوگی واسطے میرے نزدیک فلانے کے اور وہ ایسی ہے سو جب میسر ہو مال جس پر

عقد واقع ہوا ہے تو مستحق ہوتی ہے اس کو عورت اور تائید کرتی ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کو جو طحاوی نے جویریہ کے قصے میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے آزادی کو اس کا مہر ٹھہرایا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے سردار کو نکاح کرنا اپنی لونڈی سے ساتھ اپنے جب کہ آزاد کر دے اس کو اور نہیں حاجت ہے اس کو طرف دلی کے اور نہ حاکم کے، کہا ابن جوزی رضی اللہ عنہ نے کہ اگر کہا جائے کہ آزاد کرنے کا ثواب بڑا ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کس طرح اس کو فوت کیا اور حالانکہ اور چیز کا مہر ٹھہرانا ممکن تھا اور جواب یہ ہے کہ صفیہ رضی اللہ عنہا بادشاہ کی بیٹی تھی اور ویسی عورت نہیں قناعت کرتی ہے مگر ساتھ بہت مہر کے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس قدر مال نہ تھا جس سے اس کو راضی کریں اور نہ مناسب جانا آپ نے کہ اس کو کم مہر دیں سو اس کی جان کو اس کا مہر ٹھہرایا اور یہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک اشرف تھا بہت مال سے۔ (فتح)

۴۶۹۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ وَشُعَيْبِ بْنِ الْعَجَّابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَجَعَلَ عَقْظَهَا صَدَاقَهَا.  
بابُ تَرْوِيجِ الْمُعْسِرِ.

۴۶۹۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور آزاد کرنے کو اس کا مہر مقرر کیا۔

باب ہے بیان میں نکاح کرنے تنگ دست کے۔

فائدہ: نکاح کی ابتدا میں یہ ترجمہ گزر چکا ہے نکاح کرنا تنگ دست کا جس کے ساتھ قرآن اور اسلام ہو اور یہ باب اس سے خاص تر ہے۔

لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾.

واسطے دلیل اس آیت کے کہ اگر محتاج ہوں گے تو اللہ ان کو مال دار کر دے گا۔

فائدہ: یہ تعلیل ہے واسطے حکم ترجمہ کے اور محصل اس کا یہ ہے کہ محتاج ہونا بالفعل نہیں مانع ہے نکاح کرنے کو واسطے حاصل ہونے مال کے انجام میں، واللہ اعلم۔

۴۶۹۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ جَنَّتْ أَهْبُ لَكَ نَفْسِي قَالَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۶۹۷۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! میں آئی ہوں تاکہ اپنی جان آپ کو بخشوں سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی طرف نظر کی اور اس کے اوپر اور نیچے کے دھڑ کو دیکھا یعنی اس کو سر سے پاؤں تک دیکھا پھر اپنے سر کو نیچے ڈالا سو جب اس عورت نے دیکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس

وَسَلَّمَ فَصَعَّدَ النَّظَرَ فِيهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَاطَأَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ  
فَلَمَّا رَأَتْ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا  
جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ يَا  
رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ  
فَرَوَّجْنَاهَا فَقَالَ وَهَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ  
لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ إِذْهَبْ إِلَى  
أَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا فَذَهَبَ ثُمَّ  
رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا فَقَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْظُرْ  
وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ  
فَقَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا خَاتَمًا مِّنْ  
حَدِيدٍ وَلَكِنَّ هَذَا إِزَارِي قَالَ سَهْلٌ مَا لَهُ  
رَدَاءٌ فَلَهَا يَصْفُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ  
لَبَسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبَسْتَهُ  
لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ  
حَتَّى إِذَا طَالَ مَجْلِسُهُ قَامَ فَرَأَاهُ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوتِبًا فَأَمَرَ بِهِ  
فَدَعَا فَلَمَّا جَاءَ قَالَ مَاذَا مَعَكَ مِنَ  
الْقُرْآنِ قَالَ مَعِيَ سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا  
عَدَدَهُمَا فَقَالَ تَقْرُؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ قَالَ  
نَعَمْ قَالَ إِذْهَبْ فَقَدْ مَلَكَتُكَهَا بِمَا مَعَكَ  
مِنَ الْقُرْآنِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

کے حق میں کچھ حکم نہیں کیا تو بیٹھ گئی تو ایک مرد حضرت ﷺ  
کے اصحاب میں سے کھڑا ہوا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! اگر  
آپ کو اس کی حاجت نہیں تو مجھ کو نکاح کر دیجیے حضرت ﷺ  
نے فرمایا اور کیا تیرے پاس کچھ چیز ہے؟ یعنی واسطے مہر کے  
اس نے کہا نہیں قسم ہے اللہ کی یا حضرت! تو حضرت ﷺ نے  
فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے پاس جا سو دیکھ کیا تو کچھ چیز پاتا  
ہے سو وہ گیا اور پھر پھر اس کو کہا کہ قسم ہے اللہ کی یا حضرت! میں  
نے کچھ چیز نہیں پائی، حضرت ﷺ نے فرمایا تلاش کر اگرچہ  
لوہے کی ایک انگوٹھی ہو سو وہ گیا پھر پھر اس نے کہا قسم ہے  
اللہ کی یا حضرت! اور میں نے لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں پائی  
لیکن میرا یہ تہہ بند ہے میں اس کو آدھا تہہ بند دیتا ہوں، کہا  
سہل رضی اللہ عنہ نے کہ اس کے پاس چادر نہ تھی سو حضرت ﷺ نے  
فرمایا کہ تو کیا کرے گا اپنے تہہ بند کو اگر وہ اس کو پہنے گی تو  
تیرے پاس اس سے کچھ نہ رہے گا اور اگر تو اس کو پہنے گا تو  
اس پر کچھ نہ رہے گا پھر وہ مرد بیٹھ گیا یہاں تک کہ جب بہت  
دیر بیٹھا رہا تو اٹھ کھڑا ہوا سو جب حضرت ﷺ نے اس کو پیٹھ  
پھیرتے دیکھا تو حکم دیا اس کے بلانے کا سو بلایا گیا جب آیا  
تو حضرت ﷺ نے فرمایا کیا ہے تیرے پاس قرآن سے؟  
اس نے کہا کہ مجھ کو فلائی فلائی سورت یاد ہے، اس نے ان کو  
گنا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو ان کو یاد پڑھتا ہے؟ اس  
نے کہا ہاں! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جا میں نے تجھ کو اس  
عورت کا مالک کر دیا قرآن یاد کروانے کے بدلے پر۔

بَابُ الْأَكْفَاءِ فِي الدِّينِ۔ باب ہے بیچ معتبر ہونے کفو کے دین میں۔

فائدہ: اکفاء جمع کفو کی ہے اس کے معنی ہیں مثل اور نظیر اور اعتبار کفو کا دین میں متفق علیہ ہے سو مسلمان عورت کو کافر کے واسطے بالکل حلال نہیں۔ (بیچ)

وَقَوْلُهُ «وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا»۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور وہی ہے جس نے پیدا کیا پانی سے آدمی پھر ٹھہرایا واسطے اس کے نسب اور سسرال کو اور ہے رب تیرا قادر۔

فائدہ: کہا فراء نے نسب اس کو کہتے ہیں جس سے نکاح حلال نہ ہو اور صہرہ ہے جس کے ساتھ نکاح کرنا حلال ہو۔ سو گویا کہ جب بخاری رحمہ اللہ نے دیکھا کہ حصر واقع ہوا ہے ساتھ دو قسموں کے تو صحیح ہو اتمسک کرنا ساتھ عموم کے واسطے موجود ہونے صلاحیت کے مگر جس کے معتبر ہونے پر دلیل دلالت کرے اور وہ مستثنیٰ ہونا کافر کا ہے اور بعض نے کہا کہ اعتبار کفو کا خاص ہے ساتھ دین کے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے مالک نے اور منقول ہے یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے اور تابعین میں سے محمد بن سیرین اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے اور کہا جمہور نے کہ نسب میں بھی کفو معتبر ہے ان کے نزدیک کفونسی کا اعتبار کرنا ضروری ہے اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہ قریش آپس میں ایک دوسرے کی نسب ہیں اور اسی طرح عرب بھی ایک دوسرے کے کفو ہیں اور نہیں کوئی عرب میں سے کفو واسطے قریش کے جیسا کہ کوئی غیر عرب میں سے عرب کے کفو نہیں اور وہ ایک وجہ ہے واسطے شافعیہ کے اور صحیح یہ ہے کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب مقدم ہیں غیروں پر اور جو ان کے سوائے ہیں اور وہ ایک دوسرے کے کفو ہیں اور کہا ثوری نے کہ جب نکاح کرے غلام آزاد عربی عورت کو توڑا جائے نکاح اور یہی قول ہے احمد کا اور میانہ روی اختیار کی ہے شافعی نے سو کہا کہ نہیں نکاح کرنا غیر کفو میں حرام کہ میں اس کے ساتھ نکاح کو پھیر دوں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ تقصیر ہے ساتھ عورت کے اور ولیوں کے سو جب سب راضی ہوں تو صحیح ہوتا ہے نکاح اور ان کا حق ہے جس کو انہوں نے چھوڑا اور اگر سب راضی ہوں اور ایک نہ ہو تو جائز ہے واسطے اس کے منکح کرنا اور ذکر کیا گیا ہے کہ معنی بیچ شرط ہونے ولایت کے نکاح میں یہ ہیں کہ تا کہ نہ ضائع کرے عورت نفس اپنے کو غیر کفو میں اتھی۔ اور کفونسی کے معتبر ہونے میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی اور لیکن جو بزار نے روایت کی ہے کہ عرب آپس میں ایک دوسرے کے کفو ہیں اور غلام آزاد ایک دوسرے کے کفو ہیں سو اس کی سند ضعیف ہے اور حجت پکری ہے بیہقی نے ساتھ حدیث واثلہ رضی اللہ عنہ کے جو مرفوع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن لیا ہے بنی کنانہ کو اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے اور یہ حدیث صحیح ہے لیکن یہ حدیث اس کے واسطے حجت نہیں ہو سکتی لیکن بعض نے اس کے ساتھ اس حدیث کو جوڑا ہے کہ قریش کو آگے کر داور پیچھے نہ کر داور نقل کیا ہے ابن منذر نے بوہلی سے کہ کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ اعتبار کفو دینی کا ہے۔

۴۶۹۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ  
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ  
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ أَبَا حَذِيفَةَ  
بْنَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ وَكَانَ  
مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ تَبَنَّى سَالِمًا وَأَنْكَحَهُ بِنْتَ أَخِيهِ هِنْدَ  
بِنْتَ الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَهُوَ مَوْلَى  
لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ كَمَا تَبَنَّى النَّبِيُّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنًا وَكَانَ مِنْ تَبَنَّى  
رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ النَّاسُ إِلَيْهِ  
وَوَرِثَ مِنْ مِيرَاثِهِ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ  
﴿أَدْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ  
﴿وَمَوَالِكُمْ﴾ فَرُدُّوْا إِلَى آبَائِهِمْ فَمَنْ لَمْ  
يَعْلَمْ لَهُ أَبٌ كَانَ مَوْلَى وَأَخًا فِي الدِّينِ  
فَجَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرِو  
الْقُرَشِيِّ ثُمَّ الْعَامِرِيُّ وَهِيَ امْرَأَةُ أَبِي  
حَذِيفَةَ بْنِ عُتْبَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا نَرَى  
سَالِمًا وَلَدًا وَقَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ مَا قَدْ  
عَلِمْتَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

۴۶۹۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے (اور وہ ان لوگوں میں سے ہے جو جنگ بدر میں حضرت ﷺ کے ساتھ موجود تھے) سالم کو بیٹا لے پا لک بنایا اور اس کا نکاح اپنی بھتیجی ہند بنت ولید سے کروایا اور وہ غلام آزاد تھا ایک انصاری عورت کا جیسا کہ حضرت ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ کو بیٹا بنایا اور جاہلیت کے زمانے کا دستور تھا کہ جو کوئی کسی مرد کو لے پا لک بنانا لوگ اس کو اس کا بیٹا کہتے اور وہ اس کے بعد اس کی میراث کا وارث ہوتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری پکارو لے پا لکوں کو اپنے باپ یعنی ان کو ان کے باپوں کی طرف نسبت کرو اللہ کے اس قول تک اور تمہارے غلام آزاد سورد کے گئے اپنے باپوں کی طرف یعنی اپنے باپوں کی طرف منسوب کیے گئے اور جس کا باپ معلوم نہ تھا تو اس کو مولیٰ یعنی غلام آزاد اور دین کا بھائی پکارا جاتا سو سہلہ رضی اللہ عنہا سہیل رضی اللہ عنہ کی بیٹی ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت ﷺ کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! ہم سالم رضی اللہ عنہ کو بیٹا اعتقاد کرتے تھے اور البتہ اللہ تعالیٰ نے اس کے حق میں اتارا جو آپ کو معلوم ہے پس ذکر کی ساری حدیث۔

فائدہ: اور یہ جو کہا غلام آزاد اور دینی بھائی تو اس میں اشارہ ہے طرف قول ان کے کی کہ کہتے تھے مولیٰ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کا اس واسطے کہ اس کا باپ معلوم نہ تھا اور یہ جو کہا کہ جو آپ کو معلوم ہے یعنی جو آیت کہ پہلے بیان کی اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے پکارو لے پا لکوں کو اپنے باپ کا اور قول اللہ تعالیٰ کا کہ لے پا لکوں کو تمہارے بیٹے نہیں ٹھہرایا اور باقی حدیث ابو داؤد نے اس طرح سے بیان کی ہے سو آپ کیا فرماتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اپنا دودھ پلادے تو اس نے اس کو پانچ گھونٹ دودھ پلایا تو وہ بجائے اس کے رضاعی بیٹے کے ہوا سو عائشہ رضی اللہ عنہا



کا دستور تھا کہ اپنے بھتیجیوں اور بھانجیوں کو حکم کرتیں یہ کہ دودھ پلائیں جس کو عائشہ رضی اللہ عنہا چاہیں یہ کہ اس کو دیکھیں اور اس پر داخل ہوں اگرچہ بڑا ہو پانچ گھنٹ پھر وہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوتا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باقی بیویوں نے انکار کیا کہ کوئی آدمی اس رضاعت سے ان پر داخل ہو یہاں تک کہ لڑکپن میں دودھ پیئے یعنی دو برس کے اندر اور انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ یہ رخصت خاص سالم رضی اللہ عنہ کے واسطے تھی اور ایک روایت میں یہ لفظ ہے کہ اس نے کہا یا حضرت! بے شک سالم رضی اللہ عنہ بالغ ہو چکا ہے اور البتہ وہ ہم پر داخل ہوتا ہے اور میں ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرے میں اس سے کچھ چیز دیکھتی ہوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کو اپنا دودھ پلا دے اس پر حرام ہو جا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! وہ داڑھی والا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ مجھ کو معلوم ہے اس کو دودھ پلا دے اس سے ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی غیرت جاتی رہے گی اس نے کہا قسم ہے اللہ کی سو میں نے ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرے میں کچھ چیز نہیں پہچانی اور یہ جو کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی باقی بیویوں نے اس سے انکار کیا تو حصہ رضی اللہ عنہا اس عموم سے مخصوص ہیں اور یہ مسئلہ بڑے مرد کو دودھ پلانے کا آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

۴۶۹۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ضباعہ زبیر رضی اللہ عنہ کی بیٹی پر داخل ہوئے تو اس سے فرمایا کہ شاید تو نے حج کا ارادہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا قسم ہے اللہ کی میں اپنے آپ کو بیمار پاتی ہوں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حج کر اور شرط کر لے اور یوں کہہ کہ الہی! جہاں تو مجھ کو روک دے گا یعنی جہاں بیماری غالب ہو جائے گی تو میں وہیں احرام اتار ڈالوں گی اور وہ مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی۔

۴۶۹۹۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ضَبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ لَهَا لَعَلَّكَ أَرَدْتِ الْحَجَّ قَالَتْ وَاللَّهِ لَا أَجِدُنِي إِلَّا وَجَعَةً فَقَالَ لَهَا حُجِّي وَاشْتَرِطِي وَقُولِي اللَّهُمَّ مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي وَكَانَتْ تَحْتَ الْمُقَدَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے اور اس حدیث میں جو اقسام کا ہے درج کلام میں بغیر قصد کے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نہیں واجب ہے عورت پر یہ کہ اجازت مانگے اپنے خاوند سے حج کے فرض میں اس طرح کہا گیا ہے اور یہ جو حکم ہے کہ نہیں جائز ہے واسطے مرد کے یہ کہ منع کرے اپنی بیوی کو حج سے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا استمندان بھی ساقط ہو جائے اور مرد سے اجازت مانگنے کی حاجت نہ ہو اور یہ جو حدیث کے اخیر میں کہا کہ وہ مقداد رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی تو ظاہر سیاق حدیث کا یہ ہے کہ یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی کلام سے ہے اور یہی مقصود ہے اس حدیث سے اس باب میں اس واسطے کہ مقداد بن عمر کنڈی ہے منسوب ہے طرف اسود کے اس واسطے کہ اس نے اس کو لے پا لک بیٹا بنایا تھا سو وہ قریش کے حلیفوں میں تھا اور نکاح کیا اس نے ضباعہ رضی اللہ عنہا سے اور وہ ہاشم کی

اولاد سے تھی سواگر کفوئسی کا اعتبار ہوتا تو مقدار بنتی نہ کو اس سے نکاح کرنا جائز نہ ہوتا یعنی تو پس ثابت ہوا کہ کفوئسی کا اعتبار نہیں اس واسطے کہ ضامہ بنتی تھا نسب میں اس سے اوپر ہے اور جو کفوئسی کو معتبر جانتا ہے اس کے واسطے جائز ہے یہ کہ کہے وہ خود بھی راضی ہوگئی تھی اور اس کے ولی لوگ بھی راضی ہو گئے تھے پس ساقط ہوا حق ان کا کفارت سے اور یہ جواب صحیح ہے اگر ثابت ہو اصل اعتبار کفو کا نسب میں لیکن وہ ثابت نہیں۔ (فتح)

۴۷۰۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نکاح کیا جاتا ہے چار سبب سے اس کے مال کے سبب سے اور اس کے حسب نسب کے سبب سے اور اس کی خوبصورتی کے سبب سے اور اس کی دینداری کے سبب سے سو تو دیندار عورت کو طلب کر تیرے ہاتھوں میں خاک آگر تو نے دیندار کو چھوڑا۔

۴۷۰۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَنْكَحُ الْمَرْأَةَ لِأَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبْتُ يَدَاكَ.

فائدہ: حسب کے معنی ہیں شرافت اور بزرگی اور اس حدیث سے لیا جاتا ہے کہ شریف نسب والا مستحب ہے واسطے اس کے یہ کہ نکاح کرے شریف نسب والی عورت کو مگر یہ کہ معارض ہو نسب والی جو دیندار نہ ہو اور غیر نسب جو دیندار ہو سو مقدم کی جائے دیندار اور اسی طرح ہے ہر صفت میں اور کہا بعض شافعیوں نے کہ مستحب ہے قریبی رشتہ کی عورت سے نکاح نہ کرے سواگر اس کی سند ہے تو اس کو کوئی اصل نہیں اور اگر تجربہ سے ہے کہ دو قریبوں کے درمیان جو لڑکا پیدا ہو وہ احمق ہوتا ہے تو یہ باوجہ ہے اور احمد اور نسائی نے روایت کی ہے کہ دینداروں کی نسب مال ہے سو احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ مال نسب ہے اس شخص کی جس کی کوئی نسب نہیں اور استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس نے جو اعتبار کرتا ہے کفو کو ساتھ مال کے اور یہ جو کہا اور اس کی خوبصورتی کے سبب سے تو اس سے لیا جاتا ہے کہ مستحب ہے نکاح کرنا خوب صورت عورت سے مگر یہ کہ معارض ہو خوبصورت بے دین اور دیندار جو خوبصورت نہ ہو ہاں اگر دونوں دین میں مساوی ہوں تو خوبصورت اولیٰ ہے اور ملحق ہے ساتھ خوبصورت کے وہ عورت جس کی صفات خوب ہوں اور اس قسم سے ہے جس کا مہر تھوڑا ہو اور یہ جو فرمایا کہ تو دیندار کو طلب کر تو اس کے معنی یہ ہیں لائق ساتھ دیندار کے یہ ہے کہ اس کو ہر چیز میں دین مد نظر ہو خاص کر اس چیز میں جس کی صحبت دراز ہو سو حکم کیا اس کو ساتھ حاصل کرنے دیندار عورت کے جو نہایت مقصود ہے اور ابن ماجہ میں ہے کہ نہ نکاح کرو عورتوں سے ان کی خوبصورتی کے سبب سے پس قریب ہے کہ ان کی خوبصورتی ان کو ہلاک کر دے اور نہ نکاح کرو ان سے ان کے مال کے سبب سے اس واسطے کہ قریب ہے کہ ان کا مال ان کو سرکشی اور گمراہی میں ڈالے لیکن نکاح کرو دیندار عورتوں سے اور البتہ کالی لونڈی دیندار افضل ہے اور یہ جو کہا کہ تیرا ہاتھ خاک میں ملے تو مراد فقر اور محتاجی سے ہے اور وہ خبر ہے ساتھ معنی دعا کے لیکن اس کی حقیقت مراد نہیں اور

ساتھ اس کے جزم کیا ہے صاحب عمدہ نے اور اس کے غیر نے اتنا زیادہ کیا ہے کہ صادر ہونا اس کا حضرت ﷺ سے مسلمان کے حق میں قبول نہیں ہوتا اور کہا قرطبی نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ دستور ہے کہ عورت کے نکاح کی رغبت انہیں چار خصلتوں کے سبب سے ہوتی ہے سو یہ خبر ہے واقع سے یہ معنی نہیں کہ اس کے ساتھ امر واقع ہوا ہے بلکہ ظاہر اس کا مباح ہونا نکاح کا ہے واسطے ہر ایک کے ان خصلتوں میں سے لیکن قصد کرنا دین کا اولیٰ ہے کہا اس نے کہ نہ گمان کیا جائے اس حدیث سے کہ ان چار خصلتوں سے کفو پکڑی جاتی ہے یعنی کفو منحصر ہے بیچ ان کے اس واسطے کہ اس کا کوئی قائل نہیں میرے علم میں اگرچہ اختلاف کیا ہے علماء نے کہ کفارت ہے کہا مہلب نے کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ جائز ہے خاوند کو فائدہ اٹھانا ساتھ مال بیوی کے سوا اگر عورت کا دل خوش ہو تو مرد کو وہ مال حلال ہوتا ہے نہیں تو جائز ہے اس کو اس قدر کہ خرچ کرے واسطے مہر کے اور تعاقب کیا گیا ہے کہ نہیں ہے یہ تفصیل حدیث میں اور نہیں منحصر ہے قصد نکاح عورت کا اس کے مال کے سبب سے بیچ فائدہ اٹھانے خاوند کے بلکہ کبھی قصد کرتا ہے مالدار عورت کے نکاح کا واسطے اس چیز کے کہ امید رکھتا ہے کہ حاصل ہو واسطے اس کے اس سے اولاد سو عود کرے طرف اس کے یہ مال بطور وراثت کے اگر واقعہ ہو یا اس واسطے کہ بے پرواہ ہو عورت ساتھ اپنے مال کے بہت مطالبہ کرنے اس چیز کے سے جو محتاج ہوتی ہے طرف اس کے عورت اور مانند اس کے۔ (فتح)

۴۷۰۱۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ پر گزرا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کے حق میں کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے کہا لائق ہے کہ اگر نکاح کا پیغام کرے تو نکاح کیا جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول ہو اور اگر بات کہے تو اس کی بات سنی جائے پھر حضرت ﷺ چپ رہے پھر ایک مرد ان کے محتاجوں میں سے گزرا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کے حق میں کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ لائق ہے اس کے کہ اگر نکاح کا پیغام کرے تو نہ نکاح کیا جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ ہو اور اگر بات کہے تو اس کی بات کوئی نہ سنے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ فقیر بہتر ہے پر ہونے زمین کے سے ساتھ مثل اس مال دار کے یعنی اگر زمین ایسے مال داروں سے بھر جائے تو یہ فقیر ان سب سے بہتر ہے۔

۴۷۰۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَارِثٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا تَقُولُونَ فِي هَذَا قَالُوا حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ يَنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ يُشَفَعَ وَإِنْ قَالَ أَنْ يُسْتَمَعَ قَالَ ثُمَّ سَكَتَ فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ فَقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ مَا تَقُولُونَ فِي هَذَا قَالُوا حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ لَا يَنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ لَا يُشَفَعَ وَإِنْ قَالَ أَنْ لَا يُسْتَمَعَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا خَيْرٌ مِنْ مِلْءِ الْأَرْضِ مِثْلَ هَذَا.

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ اگر پہلا مرد کا فر تھا تو اس کی وجہ ظاہر ہے اور اگر مسلمان تھا تو یہ حضرت ﷺ کو وحی سے معلوم ہوا ہوگا میں کہتا ہوں کہ پہچانی جاتی ہے مراد دوسرے طریق سے جو کتاب الرقاق میں ہے کہ ایک مرد نے رئیسوں میں سے کہا کہ قسم ہے اللہ کی یہ لائق ہے الخ، سو حاصل جواب کا یہ ہے کہ اس نے مطلق فضیلت دی محتاج مذکور کو اوپر مال دار مذکور کے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر فقیر کو ہر مالدار پر فضیلت ہو اور اس مسئلے کی بحث رقاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بابُ الْاَكْفَاءِ فِي الْمَالِ وَتَرْوِيجِ الْمُقْبِلِ الْمُثْرَةِ.

مال میں کفو کا بیان اور نکاح کرنا مفلس مرد کا مال دار عورت سے۔

فائدہ: بہر حال اعتبار کفو کا مال میں سو یہ مختلف فیہ ہے نزدیک ان لوگوں کے جو شرط کرتے ہیں کفو کو اور مشہور تر نزدیک شافعیوں کے یہ ہے کہ وہ معتبر نہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ کفو معتبر ہے دین میں اور مال میں اور نسب میں اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے ابو الطیب اور ایک جماعت نے اور اعتبار کیا ہے اس کو ماوردی نے شہروں کے لوگوں میں اور خاص کیا ہے اس نے خلاف کو جنگلوں اور دیہات کے لوگوں میں جو باہم فخر کرنے والے ہیں ساتھ نسب کے سوائے مال کے۔

www.KitaboSunnat.com

۴۷۰۲۔ حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کے معنی پوچھے کہ اگر تم خوف کرو کہ نہ عدل کر سکو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے بھتیجے! مراد یتیم لڑکی ہے جو اپنے ولی کی پرورش میں ہو سو وہ رغبت کرتا ہے اس کے جمال میں اور مال میں اور چاہتا ہے کہ اس کو کم مہر دے سو منع کیے گئے ان کے نکاح سے مگر یہ کہ ان کو پورا مہر دیں اور حکم کیے گئے ساتھ نکاح کرنے ان عورتوں سے جو ان کے سوائے ہیں یعنی تو لوگوں نے اس سے مطلق منع سمجھ کر یتیم لڑکیوں سے نکاح کرنا چھوڑ دیا، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو لوگوں نے اس کے بعد حضرت ﷺ سے اجازت مانگی یعنی اس بنا پر کہ اس سے مطلق منع سمجھ لیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ اجازت مانگتے ہیں تجھ سے عورتوں کے مقدمے میں اللہ تعالیٰ کے اس قول تک کہ تم

۴۷۰۲۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا «وَأِنْ خِفْتُمْ إِلَّا تَقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى» قَالَتْ يَا ابْنَ أُنْتَى هَذِهِ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجَرٍ وَلَيْهَا فَيْرَغَبُ فِي جَمَالِهَا وَمَالِهَا وَيُرِيدُ أَنْ يَنْتَقِصَ صَدَاقَهَا فَهَيُّوا عَنْ نِكَاحِهَا إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَأَمَرُوا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ قَالَتْ وَاسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ «وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ» إِلَى «وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ» فَأَنْزَلَ اللَّهُ

رغبت کرتے ہو کہ ان سے نکاح کرو تو اللہ نے ان کے واسطے یہ حکم اتارا کہ یتیم لڑکی جب خوبصورت اور مالدار ہو تو اس کے نکاح اور نسب میں رغبت کرتے ہیں کہ اس کو پورا مہر مثل دیں اور جب اس کی رغبت نہیں ہوتی تو بسبب کم اس کے مال اور جمال کے تو اس کو چھوڑ دیتے ہیں اور ان کے سوائے اور عورتوں سے نکاح کرتے ہیں کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو جس طرح کہ رغبت نہ ہونے کے وقت اس سے نکاح نہیں کرتے اسی طرح ان کو اس میں رغبت کرنے کے وقت بھی اس سے نکاح کرنا جائز نہیں مگر یہ کہ اس کے واسطے انصاف کریں اور اس کو پورا مہر دیں۔

لَهُمْ أَنْ الْيَتِيمَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ جَمَالٍ وَمَالٍ رَغِبُوا فِي نِكَاحِهَا وَنَسَبِهَا وَسُنَّتِهَا فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَإِذَا كَانَتْ مَرُغُوبَةً عَنْهَا فِي قِلَّةِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ تَرَكَوْهَا وَأَخَذُوا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَاءِ قَالَتْ لَكُمْ مَا يَتْرُكُونَهَا حِينَ يَرُغِبُونَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَنْكِحُوهَا إِذَا رَغِبُوا فِيهَا إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهَا وَيُعْطَوْهَا حَقَّهَا الْأَوْفَى فِي الصَّدَاقِ.

**فائدہ:** اور لیا جاتا ہے یہ مسئلہ اس حدیث سے عام ہونے تقسیم کے سے بچ اس کے واسطے شامل ہونے اس کے کی اوپر مالدار اور مفلس مرد کے اور مالدار اور مفلس عورت کے سو یہ دلالت کرتا ہے اس کے جائز ہونے پر اور نہیں وارد ہوتا اس شخص پر جو اس کو شرط کرتا ہے واسطے احتمال پوشیدہ ہونے رضا مندی عورت کے اور ولیوں کے اور اس حدیث کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے واسطے ولی کے یہ کہ نکاح کرے اپنی پرورش کردہ یتیم لڑکی سے اور اس کی بحث عنقریب آئے گی اور اس سے ثابت ہوا کہ واسطے ولی کے حق ہے نکاح کر دینے میں اس واسطے کہ اللہ نے اولیاء کو اس کے ساتھ خطاب کیا، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ مَا يَنْتَقِي مِنْ شَوْمِ الْمَرْأَةِ وَقَوْلُهُ تَعَالَى «إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ»  
جو پرہیز کی جانی ہے عورت کی بے برکتی اور نحوست سے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری بیویاں اور اولاد میں تمہارے دشمن ہیں۔

**فائدہ:** شاید یہ اشارہ ہے طرف خاص ہونے بے برکتی کے ساتھ بعض عورتوں کے سوائے بعض کے اس واسطے کہ آیت بعض پر دلالت کرتی ہے کہ حرف من کا واسطے تبعض کے ہے۔

۴۷۰۳ - حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نحوست اور بے برکتی عورت میں ہے اور گھر میں اور گھوڑے میں۔

۴۷۰۲ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْرَةَ وَسَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشُّومُ فِي الْمَرْأَةِ وَالذَّارِ وَالْفَرَسِ.

۴۷۰۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَسْفَلَانِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرُوا الشُّومَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ الشُّومُ فِي شَيْءٍ فَفِي الذَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ.

۴۷۰۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالْمُسْكَنِ.

۴۷۰۴ - حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اصحاب نے حضرت ﷺ کے پاس نامبارکی کا ذکر کیا یعنی کسی چیز میں نحوست ہے اور کس میں نہیں؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر نامبارکی کسی چیز میں ہے تو گھر میں ہے اور عورت میں اور گھوڑے میں۔

۴۷۰۵ - حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر نامبارکی کسی چیز میں ہو تو گھوڑے میں ہے اور عورت میں اور گھر میں۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح کتاب الجہاد میں گزر چکی ہے اور البتہ وارد ہوئی ہے بعض حدیثوں میں وہ چیز جو شاید کہ اس کی تفسیر ہو اور وہ یہ حدیث ہے جس کو روایت کیا ہے احمد نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے سعد کی حدیث سے مرفوعاً کہ آدمی کی نیک بختی تین چیزیں ہیں عورت نیک اور گھر نیک اور گھوڑا نیک اور آدمی کی بد بختی تین چیزیں ہیں عورت بد اور گھر بد اور گھوڑا بد اور طہرائی نے روایت کی ہے کہ بد بختی آدمی کی دنیا میں بد ہونا گھر کا ہے اور عورت کا اور چوپائے اور گھر کی بدی اس کی صحن کا تنگ ہونا اور اس کے ہمسائیوں کا خبیث ہونا اور بدی چوپائے کی یہ ہے کہ شریر ہو اور کسی کو اپنے اوپر سوار نہ ہونے دے اور عورت کی بدی یہ ہے کہ بانجھ اور بد خو ہو۔ (فتح)

۴۷۰۶ - حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَثْمَانَ النَّهْدِيَّ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى

۴۷۰۶ - حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں چھوڑا میں نے اپنے بعد کوئی فتنہ جو زیادہ ضرر پہنچانے والا ہو مردوں پر عورتوں سے۔

الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ.

**فائدہ:** یعنی مردوں کے حق میں عورتوں کے برابر کوئی فتنہ نہیں اس واسطے کہ ان کا گھورنا اور حرام کاری اور ان کی اطاعت دین میں خلل ڈالتی ہے۔

**فائدہ:** کہا شیخ تقی الدین سبکی نے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے جو اس حدیث کو ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سہل بن عبد اللہ کی حدیث کے بعد ذکر کیا تو اس میں اشارہ ہے طرف خاص کرنے نامبارکی کے ساتھ اس شخص کے کہ حاصل ہو اس سے دشمنی اور فتنہ نہ جیسا سمجھا ہے بعض نے نامبارکی سے ساتھ نچنے اس کے کی یا یہ کہ واسطے اس کے بیچ اس کے تاثیر ہے اور یہ ایسی چیز ہے کہ کوئی علماء میں سے اس کا قائل نہیں اور جو کہتا ہے کہ وہ اس کا سبب ہے تو وہ جاہل ہے اور جو مینہ کو ستاروں کی تاثیر سے جانے حضرت ﷺ نے اس کو کافر کہا سو کیا حال ہے اس شخص کو جو بدی کو کہ واقع ہو عورت کی طرف منسوب کرے اس قسم سے کہ نہیں ہے اس کو اس میں کوئی دخل اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قضاء اور قدر اتفاقاً آپس میں موافق پڑتے ہیں سو نفرت کرتا ہے نفس اس سے سو جس کے واسطے یہ واقع ہو تو نہیں کوئی ضرر اس کے چھوڑ دینے میں اس کے اعتقاد کے بغیر کہ یہ فعل اس کا ہے اور اس حدیث میں ہے کہ فتنہ عورتوں کا سخت تر ہے ان کے غیر کے فتنے سے اور شہادت دیتا ہے واسطے ان کے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿زین للناس حب الشهوات من النساء﴾ سو ٹھہرایا ان کو اللہ تعالیٰ نے عین شہوتوں کا اور شروع کیا ساتھ ان کے پہلے سب قسموں سے واسطے اشارہ کے طرف اس کے کہ وہی ہیں اصل بیچ اس کے اور مشاہدے میں واقع ہوا ہے کہ جو عورت مرد کے پاس موجود ہو اس کی اولاد سے مرد کو زیادہ محبت ہوتی ہے بہ نسبت اس اولاد کے کہ اس کے سوائے اور عورت سے ہے اور اس کی مثال میں سے قصہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا بہہ کے باب میں ہے اور بعض حکماء نے کہا کہ عورتیں کامل فتنہ ہیں اور زیادہ تر بد چیز ان میں سے ہے کہ ان سے بے پرواہی نہیں ہو سکتی اور باوجود اس کے کہ وہ کم عقل اور ناقص دین ہوتی ہیں باعث ہوتی ہیں مرد کو اس چیز کے کرنے پر کہ اس میں توڑنا عقل اور دین کا ہے مانند مشغول ہونے اس کے کی دین کے کاموں سے اور باعث ہونے اس کے کی اوپر ہلاک ہونے کے دنیا کے طلب میں اور یہ سخت تر فساد ہے اور مسلم نے ابو سعید سے روایت کی ہے کہ بچو عورتوں سے کہ پہلا فتنہ جو قوم بنی اسرائیل میں واقع ہوا عورتوں ہی میں ہوا۔ (فتح)

بَابُ الْحُرَّةِ تَحْتَ الْعَبْدِ. عورت کا غلام کے نکاح میں ہونا۔

**فائدہ:** یعنی جائز ہے نکاح کرنا غلام کا آزاد عورت سے اور وارد کیا ہے اس میں امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک ٹکڑا بریرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے جب کہ اس کو حضرت ﷺ نے اختیار دیا بعد آزاد ہونے کے اور یہ پھرنا ہے بخاری رحمہ اللہ سے طرف اس کی کہ جب بریرہ رضی اللہ عنہا لونڈی آزاد ہوئی تو اس وقت اس کا خاوند غلام تھا اور اس کی بحث آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

۴۷۰۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں شرع کے تین حکم تھے یعنی اس کی تقریب سے شرع کے تین حکم معلوم ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو آزاد کیا تو وہ اختیار دی گئی یعنی خواہ اپنے خاوند کے نکاح میں رہے یا نہ رہے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آزاد کرنے کا حق اسی کا ہے جس نے آزاد کیا اور حضرت ﷺ اندر تشریف لائے اور ہانڈی آگ پر تھی سو روٹی اور گھر کا سالن آپ کے آگے لایا گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں ہانڈی نہیں دیکھتا؟ سو کسی نے کہا کہ وہ گوشت ہے جو بریرہ رضی اللہ عنہا پر صدقہ کیا گیا اور آپ صدقہ نہیں کھاتے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ اس پر خیرات ہے اور ہمارے واسطے اس کی طرف سے

ہدیہ ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطلاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

باب لَا يَتَزَوَّجُ أَكْثَرُ مِنْ أَرْبَعٍ لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ﴾۔  
نہ نکاح کرے چار سے زیادہ عورتوں کو واسطے دلیل اس آیت کے کہ نکاح کرو جو تم کو خوش لگیں عورتیں دو دو اور تین تین اور چار چار۔

فائدہ: بہر حال حکم ترجمہ سوامجام سے ثابت ہے یعنی اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ چار سے زیادہ عورتوں کو نکاح کرنا جائز نہیں مگر قول اس شخص کا کہ نہیں اعتبار کیا جاتا ساتھ خلاف اس کے کی رافضی سے اور مانند اس کے سے اور لیکن نکالنا اس کا آیت سے سوا اس واسطے کہ ظاہر اس سے اختیار دینا ہے درمیان عدد مذکور کے ساتھ دلیل قول اللہ تعالیٰ کے خود اسی آیت سے کہ اگر تم ڈرو کہ انصاف نہ کرو گے تو ایک ہی بس ہے اور اسی واسطے کہ جو کہے کہ آئی قوم مثنی مثنی وثلث وربع تو اس کی مراد یہ ہے کہ آئے دو دو اور تین تین اور چار چار سو مراد ان کے آنے کی حقیقت کا بیان کرنا ہے اور یہ کہ وہ اکٹھے نہیں آئے اور نہ اکیلے اکیلے اس بنا پر پس معنی آیت کے یہ ہیں کہ نکاح کرو دو دو اور تین تین اور چار چار سو مراد جمع ہیں نہ مجموع اور اگر اعداد مذکورہ کا مجموع ہونا مراد رکھا جائے تو البتہ ہوتا قول اس کا مثلاً تسعا نہایت مناسب اور بلیغ تر اور نیز پس لفظ مثنی کا معدول ہے اثنین اثنین سے یعنی جیسا کہ علم نحو میں مذکور ہے سودالست کرتا ہے وارد کرنا اس کا کہ مراد اختیار دینا ہے درمیان اعداد مذکور کے اور حجت پکڑنی ان کی ساتھ اس کے کہ واؤ



واسطے جمع کے ہے فائدہ نہیں دیتی باوجود قرینہ کے جو دلالت کرتا ہے اوپر نہ جمع ہونے کے اور نیز حجت پکڑنی اس کی ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ نے نو عورتوں کو اکٹھا کیا معارض ہے ساتھ حکم حضرت ﷺ کے اس واسطے سنن میں ثابت ہو چکا ہے کہ جب غیلان مسلمان ہوا تو اس کے نکاح میں دس عورتیں تھیں تو حضرت ﷺ نے اس کو حکم فرمایا کہ چار عورتوں کو رکھ لے اور جو چار سے زیادہ ہوں ان کو چھوڑ دے سو اس نے دلالت کی اس پر کہ یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے حضرت ﷺ کے سوا اور کسی کو چار سے زیادہ عورتوں کو نکاح میں اکٹھا کرنا جائز نہیں۔

وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ يَعْنِي مَثْنَى أَوْ ثَلَاثَ أَوْ رُبَاعَ.  
یعنی کہا علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے کہ واؤ اللہ کے اس قول میں ساتھ معنی او کے ہے سو وہ واسطے نوع نوع کرنے کے ہے۔

فائدہ: اور یہ بڑی خوب دلیل ہے رافضیوں کے رد میں اس واسطے کہ یہ تفسیر امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی ہے اور وہ ان کے اماموں میں سے ہیں کہ رجوع کرتے ہیں طرف قول ان کے کی اور اعتقاد رکھتے ہیں ان کے معصوم ہونے کا۔ (فتح)  
وَقَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ «أُولَىٰ أَجْنَحَةٍ مَّثْنَىٰ وَثَلَاثَ وَرُبَاعَ» يَعْنِي مَثْنَى أَوْ ثَلَاثَ أَوْ رُبَاعَ.  
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بنایا اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو دو دو پر والے اور تین تین پر والے اور چار چار پر والے یعنی دو دو پر والے یا تین تین پر والے یا چار چار پر والے۔

فائدہ: اور یہ ظاہر ہے کہ مراد ساتھ اس کے نوع نوع کرنا عددوں کا ہے نہ یہ کہ ہر ایک فرشتے کے واسطے مجموع عدد مذکور کا ہے۔

۴۷۰۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُهُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ «وَإِنْ خِفْنُمُ إِلَّا تَقَسَّطُوا فِي الْيَتَامَىٰ» قَالَتِ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ عِنْدَ الرَّجُلِ وَهُوَ وَلِيُّهَا فَيَنْزَوِجُهَا عَلَى مَالِهَا وَيُسِيءُ صَحْبَتَهَا وَلَا يَعْدِلُ فِي مَالِهَا فَلْيَنْزَوِجْ مَا طَابَ لَهُ مِنَ النِّسَاءِ سِوَاهَا مَثْنَى وَثَلَاثَ وَرُبَاعَ.  
۴۷۰۸ - حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس نے روایت کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر تم ڈرو کہ نہ انصاف کرو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مراد یتیم لڑکی ہے کہ ایک مرد کے پاس ہوتی ہے اور وہ اس کا ولی ہے سو نکاح کرتا ہے اس کے مال کے واسطے اور برا کرتا ہے اس کی صحبت کو یعنی اس کے ساتھ سختی کرتا ہے اور نہیں انصاف کرتا اس کے مال میں یعنی سو اس کو حکم ہوا کہ نکاح کرے جو خوش لگے اس کو اس کے سوائے اور عورتوں سے دو دو اور تین تین اور چار چار۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے باب میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّائِي أَرْضَعْنَكُمْ﴾ وَيَحْرُمُ مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور تمہاری مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا اور حرام ہو جاتا ہے نکاح دودھ پینے سے جو نکاح کہ حرام ہے رشتہ داری سے۔

فائدہ: یہ باب اور تین باب جو اس کے بعد ہیں یہ رضاعت کے احکام کے ساتھ متعلق ہیں اور یہ جو کہا کہ حرام ہوتا ہے رضاعت سے، الخ تو اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس قول کے طرف اس کے جو آیت میں ہے وہ بیان ہے بعض شخص کا جو دودھ پینے سے حرام ہو جاتا ہے اور البتہ بیان کیا ہے اس کو سنت نے۔ (فتح)

۴۷۰۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عُمَرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَأَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْهَ فَلَانَا لَعَمْرُ حَفْصَةَ مِنَ الرِّضَاعَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ لَوْ كَانَ فُلَانٌ حَيًّا لَعَمْرُهَا مِنَ الرِّضَاعَةِ دَخَلَ عَلَيَّ فَقَالَ نَعَمْ الرِّضَاعَةُ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ.

۴۷۰۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ان کے پاس تھے اور یہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرد کی آواز سنی جو حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر آنے کی اجازت مانگتا ہے میں نے کہا یا حضرت! یہ مرد آپ کے گھر آنے کی اجازت مانگتا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اس کو گمان کرتا ہوں فلانا مرد اور کہی حضرت ﷺ نے یہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے چچا سے جو دودھ کے رشتہ سے تھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر فلانا زندہ ہوتا اپنے رضاعی چچا سے تو مجھ پر داخل ہوتا؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! دودھ پینا حرام کرتا ہے جو رشتہ حرام کرتا ہے۔

فائدہ: یعنی اور مباح کرتا ہے دودھ پینا جو مباح کرتا ہے رشتہ اور وہ ساتھ اجماع کے ہے اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ حرام کرنے نکاح کے اور جو اس کے تابع ہے اوپر پھیلنے حرمت کے درمیان رضیع یعنی لڑکے دودھ پینے والے کے اور درمیان اولاد اس عورت کے جو دودھ پلاتی رہے اور اتارنے ان کے جگہ قرہبی رشتہ داروں کی بیچ جائز ہونے نظر کے اور خلوت کے اور سفر کرنے کے لیکن نہیں مترتب میں ان پر باقی احکام ماں ہونے کے باہم وارث ہونے سے اور وجوب انفاق سے اور محقق سے ساتھ مالک ہونے کے اور گواہی دینے سے اور دیت سے اور ساقط کرنے قصاص کے سے اور ایک روایت میں ہے کہ حرام ہوتا ہے نکاح دودھ پینے سے جو نکاح کہ حرام ہو جاتا ہے نسب سے ماموں سے یا چچا سے یا بھائی سے کہا قرطبی نے کہ حدیث میں دلالت ہے کہ دودھ پینا پھیلا دیتا ہے حرمت کو درمیان

رضیع یعنی دودھ پینے والے لڑکے کے اور درمیان دودھ پلانے والی کے اور اس کے خاوند کے یعنی وہ شخص کہ واقع ہوا ہے دودھ پلانا ساتھ دودھ لڑکے کے اس کے کی یا سردار کے سو حرام ہو جاتی ہے وہ عورت اس لڑکے کے پر اس واسطے کہ وہ اس کی ماں ہو جاتی ہے اور مرضعہ کی ماں بھی اس پر حرام ہو جاتی ہے اس واسطے کہ وہ اس لڑکے کی مانی ہے اور اسی طرح جو اوپر ہے یعنی پڑ مانی وغیرہ اور اسی طرح دودھ پلانے والی عورت کی بہن بھی اس لڑکے کے پر حرام ہو جاتی ہے اس واسطے کہ وہ اس کی خالی ہوئی اور اس کی بیٹی بھی اس پر حرام ہو جاتی ہے اس واسطے کہ وہ اس کی بہن ہوئی اور اس کی نواسی بھی اس پر حرام ہو جاتی ہے اور جو اس سے نیچے کے درجے کی ہے اس واسطے کہ وہ اس کی بھانجی ہوئی اور دودھ والے مرد کی بیٹی بھی اس پر حرام ہو جاتی ہے اس واسطے کہ وہ بھی اس کی بہن ہے اور اس کی نواسی بھی اور جو اس سے نیچے ہے اس واسطے کہ وہ اس کی بھانجی ہے اور وہ دودھ کی ماں بھی اس پر حرام ہو جاتی ہے اور جو اس سے اوپر ہے اس واسطے کہ وہ اس کی دادی ہوئی اور اس کی بہن بھی اس پر حرام ہو جاتی ہے اس واسطے کہ وہ اس کی پھوپھی ٹھہری اور نہیں بڑھتی حرمت طرف کسی کے رضیع کے قراتیوں سے جو اس کی رضاعی بہن ہے یعنی جو اوپر گزری وہ اس کے بھائی کی بہن نہیں اور نہ اس کے باپ کی بیٹی اس واسطے کہ ان کے درمیان دودھ کا حکم جاری نہیں ہو سکتا اور حکمت اس میں یہ ہے کہ سب نکاح کے حرام ہونے کا وہ چیز ہے جو جدا ہوتی ہے عورت کے بدن سے اور اس کے خاوند سے اور وہ دودھ ہے سو جب دودھ پینے والے لڑکے نے اس کے ساتھ غذا پائی تو ہو گیا وہ ایک جزء ان دونوں کی جڑوں سے سو حکم حرمت کا ان کے درمیان پھیل گیا برخلاف رضیع کے قراتیوں کے اس واسطے کہ ان کے اور دودھ پلانے والی عورت اور اس کے خاوند کے درمیان نہ کوئی نسب ہے اور نہ کوئی سبب، واللہ اعلم۔

۴۷۱۰ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تَتَزَوَّجُ ابْنَةَ حَمْزَةَ قَالَ إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرِّضَاعَةِ وَقَالَ يَشْرُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ مِثْلَهُ.

۴۷۱۰ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا کیا آپ حمزہ کی بیٹی سے نکاح نہیں کرتے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ وہ تو مجھ کو حلال نہیں اس واسطے کہ وہ میرے دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے کہا بشر نے حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے اس نے کہا سنا میں نے قنادہ رضی اللہ عنہ سے اس نے کہا سنا میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے یعنی سماع شعبہ کا قنادہ رضی اللہ عنہ سے اور سماع قنادہ رضی اللہ عنہ کا جابر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔

قنادہ: جس نے یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا یہ علی رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے کہا کہ یا حضرت! کیا ہے واسطے آپ کے کہ آپ قریش کو اختیار کرتے ہیں اور ہم کو چھوڑتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ کیا آپ اپنے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے

نکاح نہیں کرتے کہ وہ قریش کی سب جوان لڑکیوں سے خوبصورت ہے اور علی رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم نہ تھا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے دودھ شریک بھائی ہیں یا جائز رکھا انہوں نے خصوصیت کو یا حکم کی تقریر سے پہلے تھا، کہا قرطبی نے اور بعید ہے یہ کہ کہا جائے کہ علی رضی اللہ عنہ کو اس کا حرام ہونا معلوم نہ تھا اور یہ جو کہا کہ میرے دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نکاح حرام ہو جاتا ہے دودھ پینے سے جو نکاح کہ حرام ہو جاتا ہے رشتہ داری سے اور اسی طرح ہے نزدیک مسلم کے قتادہ رضی اللہ عنہ سے اور یہی ہے مطابق واسطے لفظ ترجمہ کے کہا علماء نے کہ یہ جو فرمایا کہ حرام ہو جاتا ہے نکاح دودھ پینے سے جو نکاح کہ حرام ہو جاتا ہے رشتہ سے تو اس حدیث کے عموم سے چار عورتیں مخصوص ہیں کہ وہ نسب کے سبب سے مطلق حرام ہیں اور دودھ پینے میں کبھی حرام نہیں ہوتیں اول بھائی کی ماں ہے کہ وہ نسب میں حرام ہے اس واسطے کہ یا تو وہ ماں ہے یا باپ کی بیوی ہے اور رضاعت میں کبھی اجنبی ہوتی ہے سو دودھ پلاتی ہے بھائی کو سو نہیں حرام ہوتا ہے نکاح اس کا اس کے بھائی پر دوسرے نواسے کی ماں حرام ہے نسب میں اس واسطے کہ یا تو بیٹی ہے یا بیٹے کی بیوی اور رضاعت میں کبھی اجنبی ہوتی ہے سو نواسے کو دودھ پلاتی ہے سو نہیں حرام ہوتی اس کے دادا پر تیسری لڑکی کی جدہ نسب میں حرام ہے اس واسطے کہ یا تو ماں ہے یا بیوی کی ماں اور رضاعت میں کبھی اجنبی ہوتی ہے اور لڑکے کو دودھ پلاتی ہے سو اس کے باپ کو جائز ہے کہ اس سے نکاح کرے چوتھی بہن لڑکے کی حرام ہے نسب میں اس واسطے کہ ہو یا تو بیٹی ہے یا رپیہ یعنی بیوی کی لڑکی دوسرے خاوند سے اور رضاعت میں کبھی کوئی اجنبی عورت دودھ پلاتی ہے لڑکے کو سو نہیں حرام ہوتی داماد پر اس کی بیٹی اور بعض نے کہا کہ چچا کی ماں اور پھوپھی کی ماں اور ماموں کی ماں اور خالہ کی ماں کا بھی یہی حکم ہے اس واسطے کہ وہ نسب میں حرام ہیں اور رضاعت میں حرام نہیں اور نہیں ہے یہ عموم پر اور ثویبہ نے یعنی جس کا ذکر آئندہ حدیث میں آئے گا حضرت ﷺ کو دودھ پلایا تھا اس کے بعد اس نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا پھر اس نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا اور حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا نام امامہ تھا۔ (فتح)

۴۷۱۱۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بیوی سے روایت ہے کہ اس نے کہا یا حضرت! میری بہن ابوسفیان کی بیٹی سے نکاح کیجئے یعنی جس کا نام درہ ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو اس بات کو چاہتی ہے؟ میں نے کہا ہاں! نہیں میں تنہا ساتھ آپ کے اور نہ خالی سوکن سے یعنی جب میں سوکن سے خالی نہیں ہوں تو پھر رشک کرنا بے فائدہ ہے اور محبوب تر نزدیک میرے جو مجھ کو خیر میں شریک ہو میری بہن ہے یعنی اس کا میری سوکن ہونا مجھ کو بہت پیارا ہے اور

۴۷۱۱۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكِ أُخْتِي بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ فَقَالَ أَوْتَحِيْنِ ذَلِكَ فَقُلْتُ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيةٍ وَأَحَبُّ مَنْ شَارَكْنِي فِي خَيْرٍ أُخْتِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ إِنَّ ذَلِكَ لَا يَحِلُّ لِي قُلْتُ فَإِنَّا  
نُحَدِّثُ أَنَّكَ تَرِيدُ أَنْ تُنْكِحَ بِنْتَ أَبِي  
سَلَمَةَ قَالَ بِنْتُ أُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ  
لَوْ أَنَّهَا لَمْ تَكُنْ رَبِّيبَتِي فِي حَجْرِي مَا  
حَلَّتْ لِي إِنَّهَا لِابْنَةُ أَخِي مِنَ الرِّضَاعَةِ  
أَرْضَعْتَنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثَوْبَةُ فَلَا تَعْرِضَنَّ  
عَلَيَّ بَنَاتِكَ وَلَا أَخَوَاتِكَ قَالَ عُرْوَةُ  
وِثْوِيَّةُ مَوْلَاةٌ لِأَبِي لَهَبٍ كَانَ أَبُو لَهَبٍ  
أَعْتَقَهَا فَأَرْضَعَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَلَمَّا مَاتَ أَبُو لَهَبٍ أَرِيَهُ بَعْضُ أَهْلِهِ  
بَشْرَ حَبِيبَةَ قَالَ لَهُ مَاذَا لَقِيتَ قَالَ أَبُو لَهَبٍ  
لَمْ أَلْقَ بَعْدَكُمْ غَيْرَ أَبِي سَفِيَّتٍ فِي هَذِهِ  
بَعَثَانِي ثَوْبَةُ.

سو کنوں سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک یہ مجھ کو  
حلال نہیں میں نے کہا ہم گفتگو سنتے ہیں کہ آپ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ  
کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ  
کیا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہے؟ میں نے کہا ہاں! سو فرمایا کہ  
اگر میری بیوی کی لڑکی میری گود میں پالی نہ ہوتی تو بھی میرے  
واسطے حلال نہ ہوتی بے شک وہ تو میرے دودھ بھائی کی بیٹی  
ہے مجھ کو اور اس کے باپ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کو ثویبہ ابولہب کی  
لوٹھی نے دودھ پلایا تھا، سوائے میری بیویوں! اپنی لڑکیوں  
اور بہنوں کے نکاح کرنے کو مجھ سے نہ کہا کرو، کہا عروہ رضی اللہ عنہ  
نے اور ثویبہ ابولہب کی لوٹھی آزاد کی ہوئی تھی ابولہب نے  
اس کو آزاد کر دیا ہوا تھا سو اس نے حضرت ﷺ کو دودھ پلایا  
پھر جب ابولہب مر گیا تو اس کے بعد گھر والوں نے اس کو  
خواب میں بدتر حال میں دیکھا سو اس سے کہا کہ مرنے کے  
بعد تجھ کو کیا چیز پیش آئی تو ابولہب نے کہا کہ میں نے تمہارے  
بعد کچھ آرام نہیں پایا سوائے اس کے کہ مجھ کو پانی ملا اس میں  
(اور اشارہ کیا طرف گڑھے کی کہ انگوٹھے اور شہادت کی انگلی  
کے درمیان ہے) بسبب آزاد کرنے میرے ثویبہ کو۔

**فائدہ:** مراد خیر سے حضرت ﷺ کی ذات شریف ہے اور یہ جو کہا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی تو یہ استفہام ثبوت مانگنے  
کے واسطے ہے یا استفہام انکاری ہے کہ اور معنی یہ ہیں کہ اگر ہو وہ بیٹی ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پیٹ سے تو وہ  
دو وجہ سے مجھ پر حرام ہے کما سیاتی اور اگر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے سوا اور عورت سے ہو تو وہ ایک وجہ سے حرام ہے اور شاید  
ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو اس کے حرام ہونے کی خبر نہ ہوئی تھی یا تو اس واسطے کہ تھا یہ واقعہ پہلے اترنے آیت تحریم کے اور یا  
بعد اس کے اور گمان کیا اس نے اس کو حضرت ﷺ کے خصائص سے اسی طرح کہا ہے کرمانی نے اور دوسرا احتمال  
معمود ہے اور پہلے احتمال کو سیاق حدیث کا رد کرتا ہے اور شاید ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے استدلال کیا اور جواز جمع کرنے دو  
بہنوں کے ساتھ جمع کرنے کے درمیان عورت کے اور بیٹی اس کی کے بطریق اولیٰ اس واسطے کہ رہیہ ہمیشہ کے واسطے  
حرام ہے اور بہن فقط جمع کرنے کی صورت میں حرام ہے سو حضرت ﷺ نے اس کو جواب دیا کہ یہ مجھ کو حلال نہیں

اور جو چیز کہ اس کو پہنچی وہ حق نہیں اور یہ کہ وہ آپ پر دو وجہ سے حرام ہے اور یہ جو فرمایا کہ اگر میری بیوی کی لڑکی میری گود میں پالی نہ ہوتی تو بھی میرے واسطے حلال نہ ہوتی تو ظاہر یہ ہے کہ یہ تنبیہ ہے اس پر کہ اگر ہوتا ساتھ اس کے ایک مانع تو البتہ کفایت کرتا حرام ہونے میں سو کیا حال ہے اور مجھ کو کیونکر حلال ہوئی حالانکہ اس کے ساتھ دو مانع ہیں یعنی اول تو میری ربیبہ ہے یعنی میری بیوی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہے دوسرے دودھ کے رشتے کی میری بھتیجی ہے اور نہیں ہے یہ معلوم ساتھ دو علتوں کے اور اس حدیث میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ حرام ہونا ساتھ ربیبہ کے سخت تر ہے حرام ہونے سے ساتھ رضاعت کے اور یہ جو کہا کہ میری گود میں تو اس میں آیت کے لفظ کی رعایت کی ہے نہیں تو جہور کے نزدیک اس کا کوئی مفہوم نہیں یعنی اگر ربیبہ گود میں نہ ہو تو بھی حرام ہے اور یہ جو کہا کہ ثویبہ نے تو سیر النبی میں ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے پاس آیا کرتی تھی اور حضرت ﷺ اس کی تکریم کیا کرتے تھے اور وہ مدینے سے اس کو تحفہ بھیجا کرتے تھے اور یہ جو کہا کہ اس کے بعض گھر والوں نے اس کو خواب میں دیکھا تو ذکر کیا ہے سہیلی نے کہ کہا عباس نے کہ جب ابولہب مر گیا تو میں نے اس کو ایک سال کے بعد خواب میں دیکھا بدتر حال میں تو ابولہب نے کہا کہ میں نے تمہارے بعد کوئی آرام نہیں پایا سوائے اس کے کہ سوموار کے دن مجھ سے عذاب ہلکا کیا جاتا ہے اور یہ اس سبب سے ہے کہ حضرت ﷺ سوموار کے دن پیدا ہوئے اور ثویبہ نے ابولہب کو حضرت ﷺ کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی تھی سو اس نے اس کو آزاد کر دیا تھا اور اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ کبھی نفع دیتا ہے عمل نیک کافر کو آخرت میں لیکن یہ مخالف ہے واسطے ظاہر قرآن کے اللہ نے فرمایا اور متوجہ ہوئے ہم طرف اس چیز کے کہ عمل کیا انہوں نے سو ہم نے کر دیا اس کو اڑتی خاک اور جواب دیا گیا ہے اول ساتھ اس طور کے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور بر تقدیر موصول ہونے کے کہا جائے گا کہ یہ خواب کا واقعہ ہے سو نہیں ہے اس میں حجت اور ثانی بر تقدیر قبول کے احتمال ہے کہ جو چیز کہ حضرت ﷺ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے وہ اس سے مخصوص ہو ساتھ دلیل قصے ابوطالب کے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ ابوطالب سے عذاب ہلکا کیا گیا کہا بیہقی نے جو وارد ہوا ہے کہ کافروں کے نیک عمل باطل ہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کے واسطے آگ سے خلاصی نہ ہوگی اور نہ ان کو بہشت میں داخل ہونا نصیب ہوگا اور جائز ہے کہ ہلکا کیا جائے ان سے عذاب جس کے وہ مستحق ہیں اس چیز کی بنا پر کہ اختیار کی انہوں نے گناہوں سے سوائے کفر کے بسبب اس چیز کے کہ کیا انہوں نے نیکیوں سے اور کہا عیاض نے کہ اجماع ہو چکا ہے اس پر کہ نہ فائدہ دیں گے کافروں کو عمل ان کے اور نہ ثواب پائیں گے اوپر اس کے ساتھ نعمتوں کے اور نہ ساتھ ہلکا کرنے عذاب کے اگرچہ بعض کو بعض سے سخت تر عذاب ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں اور نہیں رد کرتا یہ اس احتمال کو بیہقی نے ذکر کیا ہے اس واسطے کہ کل جو چیز کہ وارد ہوئی ہے اس قسم سے اس چیز میں ہے کہ تعلق رکھتی ہے ساتھ گناہ کفر کے اور بہر حال جو گناہ کہ کفر کے سوائے ہے نہیں ہے کوئی مانع اس کے ہلکا ہونے کو کہا قرطبی نے کہ یہ تخفیف خاص ہے ساتھ اس کے اور

ساتھ اس شخص کے کہ وارد ہوئی ہے اس میں نص، کہا ابن نمیر نے کہ اس جگہ دو حکم ہیں ایک تو محال ہے اور وہ معتبر ہونا کافر کی بندگی کا ہے باوجود کفر اس کے کی اس واسطے کہ شرط بندگی کی یہ ہے کہ قصہ صحیح سے واقع ہو اور یہ امر کافر میں پایا نہیں جاتا دوسرا ثواب دینا ہے کافر کو بعض عملوں پر بطور فضل کے اللہ کی طرف سے اور اس کو عقل محال نہیں جانتی اور جب یہ بات قرار پائی تو ابو لہب کا ثوبہ کو آزاد کرنا قربت معتبرہ نہ ہوگی اور جائز ہے کہ فضل کرے اللہ اوپر اس کے جو چاہے جیسا کہ فضل کیا ابو طالب پر اور پیروی اس میں توقیف ہے نفی میں اور اثبات میں، میں کہتا ہوں اور تتمہ اس کا یہ ہے کہ واقع ہو فضل مذکور واسطے اکرام اس شخص کے کہ واقع ہوئی ہے کافر سے نیکی واسطے اس کے اور مانند اس کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَالَ لَا رَضَاعَ بَعْدَ حَوْلَيْنِ  
لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾.  
باب ہے بیان میں اس شخص کے جو کہتا ہے کہ نہیں ہے رضاعت بعد دو برس کے واسطے دلیل اس آیت کے کہ دو برس پورے واسطے اس شخص کے کہ ارادہ کرے یہ کہ پورا کرے رضاعت کو۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے طرف قول حنفیوں کے کہ نہایت مدت دودھ پلانے کی تیس مہینے ہیں اور ان کی دلیل اللہ کا یہ قول ہے ﴿وَحَمْلُهُ وَفَصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا﴾ یعنی مدت مذکور واسطے ہر ایک کے ہے حمل اور دودھ چھڑانے سے یعنی حمل کی مدت بھی تیس مہینے ہیں اور دودھ چھڑانے کی مدت بھی تیس مہینے ہیں اور یہ تاویل ضعیف ہے اور مشہور نزدیک جمہور کے یہ ہے کہ وہ اندازہ ادنیٰ مدت حمل اور اکثر مدت رضاع کا ہے اور اس کی طرف رجوع کیا ہے ابو یوسف اور محمد بن حسین نے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نہایت مدت حمل کی اڑھائی برس ہیں اور مالکیوں کی ایک روایت بھی حنفیوں کے قول کے موافق ہے لیکن وہ کہتے ہیں کہ دو برس کے بعد ایک مدت چھوڑی جائے جس میں لڑکا طعام کھانے کا عادی ہو اور وہ مدت بھی دو برس کے ساتھ ملحق ہے یہ بعض نے کہا کہ وہ آدھا سال ہے اور بعض نے کہا کہ وہ دو مہینے اور بعض نے کہا کہ ایک مہینہ اور بعض نے کہا کہ دو برس سے زیادہ نہ کی جائے اور یہی ایک روایت ہے مالک سے اور یہی قول جمہور کا ہے اور ان کی دلیل یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہے رضاعت مگر جو دو برس میں ہو یعنی اگر دو برس کے بعد دودھ پینے تو حکم رضاعت کا ثابت نہیں ہوتا اور دو برس کے اندر ثابت ہوتا ہے روایت کیا ہے اس کو دارقطنی نے اور کہا کہ نہیں مسند کیا اس کو ابن عیینہ سے مگر یشم نے اور وہ ثقہ حافظ ہے اور روایت کیا ہے اس کو ابن عدی نے اور کہا کہ یشم کے سوائے اور راویوں نے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما پر موقوف بیان کیا ہے اور یہی ہے محفوظ اور ان کے نزدیک جب واقع ہو دودھ پینا دو برس کے بعد اگرچہ ایک لمحہ ہو تو نہیں مترتب ہوتا اس پر کوئی حکم اور شافعیوں کے نزدیک ہے کہ

اگر مہینے کے درمیان بچہ جنے تو جتنے دن اس مہینے سے کم ہوں اتنے دن اور مہینے سے پورے کیے جائیں اور کہا زفر نے کہ بدستور تین برس تک حکم رضاعت کا ثابت ہوتا ہے جب کہ دودھ کے ساتھ کفایت کرے اور طعام کے ساتھ کفایت نہ کرے اور اوزاعی سے اسی طرح مروی ہے لیکن شرط ہے کہ چھوڑے نہیں سو جب بیچ میں چھوڑ دے اگرچہ دو برس سے پہلے ہو تو اس کے بعد اگر پھر دودھ پیئے تو نہیں ہوتی ہے رضاعت اور نہیں ثابت ہتا ہے حکم رضاعت کا۔

وَمَا يُحَرِّمُ مِنْ قَلِيلِ الرِّضَاعِ وَكَثِيرِهِ۔ اور جو حرام ہے تھوڑی رضاعت سے اور بہت سے۔

**فائدہ:** اور یہ پھرنا ہے بخاری رحمہ اللہ سے طرف تمسک کے ساتھ عموم کے جو وارد ہے حدیثوں میں مثل حدیث باب وغیرہ کے اور یہی ہے قول مالک اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ثوری اور اوزاعی اور لیث کا اور یہی مشہور ہے نزدیک احمد کے اور دوسرے لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ حرام وہ ہے جو ایک گھونٹ سے زیادہ ہو پھر اختلاف ہے سوانشہ رحمہ اللہ سے دس گھونٹ پینے کی روایت آئی ہے اور انہیں سے سات بار پینے کی بھی روایت آئی ہے اور انہیں سے پانچ بار پینے کی روایت بھی آئی ہے کہ پانچ بار سے کم پینا حرام نہیں کرتا اور یہی مذہب ہے شافعی کا اور یہی ہے ایک روایت احمد سے اور ساتھ اسی کے قائل ہوا ہے ابن حزم اور اسحاق اور ابو عبیدہ اور ابو ثور اور ابن منذر اور داؤد اور اس کے تابعداروں کا یہ مذہب ہے کہ تین بار پینا حرام کرتا ہے اس سے کم نہیں واسطے دلیل قول حضرت ﷺ کے کہ نہیں حرام کرتا ہے ایک بار چوسنا اور دو بار چوسنا اس واسطے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ تین بار چوسنا حرام کرتا ہے اور ثابت حدیثوں سے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے پانچ بار چوسنے میں اور بہر حال یہ حدیث کہ نہیں حرام کرتا ایک گھونٹ اور دو گھونٹ سو شاید یہ مثال نہ واسطے اس چیز کے کہ پانچ سے کم ہے نہیں تو حرام ہوتا ہے ساتھ تین بار چوسنے کے اور جو اس سے زیادہ ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لیا جاتا ہے حدیث سے ساتھ مفہوم کے اور البتہ معارض ہے اس کو مفہوم حدیث دوسری کا جو مسلم میں ہے اور وہ پانچ ہیں سو مفہوم لا تحرم المصۃ ولا المصتان کا یہ ہے کہ تین بار چوسنا حرام کرتا ہے اور مفہوم خمس رضعات کا یہ ہے کہ چار بار سے کم چوسنا حرام نہیں کرتا سو یہ دونوں مفہوم آپس میں معارض ہیں سو جوع کیا جائے گا طرف ترجیح کے اور حدیث پانچ بار کے چوسنے کی صحیح طریقوں سے آئی ہے اور حدیث المصتان کی بھی صحیح طریقوں سے آئی ہے لیکن کہا بعض نے کہ یہ مضطرب ہے لیکن نہیں قدح کیا اس اضطراب نے نزدیک مسلم کے کہا قرطبی نے کہ یہ بڑی نص ہے باب میں مگر ممکن ہے حمل کرنا اس کا اس پر جب کہ نہ تحقیق ہو پہنچنا اس کا رضع کے پیٹ میں اور تو یہ کیا ہے اس نے جمہور کے مذہب کو ساتھ اس طور کے کہ حدیثیں عدد میں مختلف ہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا جس نے اس کو روایت کیا ہے البتہ اس پر اختلاف کیا گیا ہے اس چیز میں کہ معتبر ہے اس سے سو واجب ہوا جوع کرنا طرف اول اس چیز کے کہ بولا جاتا ہے اس پر اسماء قوی کرتا ہے اس کو باعتبار نظر کے یہ کہ وہ ایک معنی ہیں عارض تائید کرنے میں تحریم کی سونہ شرط ہوگا اس میں عدد مانند سسرال کے یا کہا جائے ایک تکی چیز ہے پیٹ میں داخل



ہوتی ہے سو حرام کرتی ہے سو نہ شرط کیا جائے گا اس میں عدد مانند منی کے، واللہ اعلم۔ اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پہلے دس بار پینا معلوم تھا پھر پانچ پینے سے منسوخ ہوا تو یہ حجت پکڑنے کے واسطے قائم نہیں ہو سکتا بنا بر صیح قول اہل اصول کے اس واسطے کہ نہیں ثابت ہوتا ہے قرآن مگر ساتھ تواتر کے اور راوی نے یہ روایت کی ہے کہ یہ قرآن ہے نہ خبر سو نہ ثابت ہوگا ہونا اس کا قرآن اور نہ خبر۔ (فتح)

۴۷۱۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے اور ان کے پاس کوئی مرد تھا تو حضرت ﷺ کا چہرہ متغیر ہوا گویا آپ ﷺ نے اس کو برا جانا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ میرا بھائی ہے دودھ کے رشتے سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سوچا کرو اور تامل کیا کرو کہ کون ہیں تمہارے بھائی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دودھ پینا حرام نہیں کرتا مگر بھوک سے۔

۴۷۱۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَشْعَثِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا رَجُلٌ لَكَانَتْ تَغَيَّرَ وَجْهُهُ كَأَنَّهُ كَمَرَةٌ ذَلِكَ فَقَالَتْ إِنَّهُ أَخِي فَقَالَ انْظُرُونْ مَنْ إِخْوَانُكُمْ فَلَمَّا الرِّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ.

فائدہ: اور معنی اس کے یہ ہیں کہ تامل کرو جو واقع ہو اس سے کہ کیا وہ رضاعت صحیح ہے ساتھ شرط اپنی کے واقع ہونے اس کے رضاعت کے زمانے میں اور اندازے دودھ پینے کے سے اس واسطے کہ جو حکم کہ پیدا ہوتا ہے دودھ پینے سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتا ہے جب کہ واقع ہو رضاعت ساتھ شرط کے کہا مہلب نے معنی اس کے یہ ہیں کہ سوچو کیا سبب ہے اس برادری کا اس واسطے کہ حرام ہونا رضاعت کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ چھوٹی عمر میں ہوتا ہے یہاں تک کہ بند کرے دودھ پینا بھوک کو اور یہ جو کہا کہ رضاعت بھوک سے ہے تو یہ علت ہے جو باعث ہے اوپر سوچنے اور غور کرنے کے اس واسطے کہ رضاعت ثابت کرنی ہے نسب کو اور کرتی ہے رضیع کو حرام اور قول اس کا من المجاعة یعنی وہ رضاعت کہ ثابت ہوتی ہے ساتھ اس کے حرمت اور حلال ہوتی ہے ساتھ اس کے خلوت وہ اسی وقت ہے جب کہ ہو رضیع چھوٹا بچہ کہ بند کرے دودھ اس کی بھوک کو اس واسطے کہ اس کا معدہ ضعیف ہے اس کو دودھ کفایت کرتا ہے اور اس کے ساتھ اس کا گوشت اگتا ہے سو ہوتا ہے مانند جزء کے دودھ پلانے والے سے سو یہ شریک ہوتا ہے حرمت میں ساتھ اولاد اس کی کے سو گویا کہ نہیں ہے رضاع معتبر مگر جو بے پرواہ کرے بھوک سے اور اس کے شواہد سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نہیں ہے رضاع مگر جو مضبوط کرے ہڈی کو اور اگائے گوشت کو اور ممکن ہے یہ کہ استدلال کیا جائے ساتھ اس کے اس پر کہ ایک بار دودھ چوسنا حرام نہیں کرتا اس واسطے کہ وہ بھوک سے بے پرواہ نہیں کرتا اور جب کہ وہ ایک اندازے کے طرف محتاج ہوا تو اولی لائق عمل کرنے کے وہ چیز ہے جس کا اندازہ شریعت نے ٹھہرایا ہے اور وہ پانچ بار دودھ پینا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ عورت کے دودھ

کے ساتھ غذا کھانی حرام کرتی ہے برابر ہے کہ ہوساتھ پینے کے یا کھایا جائے جس طور سے کہ ہو یہاں تک کہ ساتھ نسوار وغیرہ کے بھی جب کہ واقع ہو یہ ساتھ شرط مذکور کے عدد سے اس واسطے کہ یہ منانا ہے بھوک کو اور وہ موجود ہے ہر طور میں پس موافق ہوگا جز اور معنی کو اور یہی قول ہے جمہور کا لیکن استثناء کیا ہے حنفیوں نے حقنہ کو کہ اس سے حرمت رضاعت کی ثابت نہیں ہوتی اور خلاف کیا ہے اس میں اہل ظاہر اور لیث نے سو انہوں نے کہا کہ رضاعت حرام کرنے والی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتی ہے جب کہ رضیع عورت کے پستان کو اپنے منہ سے پکڑے اور اس سے دودھ چوسے اور وارد کیا گیا ہے ابن حزم پر یہ کہ لازم آتا ہے ان کے قول پر اشکال اور وہ یہ ہے کہ سالم نے سہلہ رضیعہ کے پستان کو اپنے منہ میں لیا اور حالانکہ وہ اس سے اجنبی تھے سوالہ عیاض نے جواب دیا ہے اشکال سے ساتھ اس طور کے کہ احتمال ہے کہ سہلہ رضیعہ نے اپنے پستان سے دوبا ہو پھر سالم رضیعہ نے اس کو پیا ہو بغیر اس کے کہ اس کے پستان کو چھوا ہو کہا نووی رضیعہ نے کہ یہ احتمال خوب لیکن نہیں فائدہ دیتا ابن حزم کو اس واسطے کہ نہیں کفایت کرتا وہ رضاع میں مگر ساتھ منہ میں لینے پستان کے لیکن جواب دیا ہے نووی رضیعہ نے ساتھ اس طور کے کہ اس میں حاجت کے واسطے معاف ہو گیا تھا اور بہر حال ابن حزم رضیعہ سو استدلال کیا ہے اس نے ساتھ قصے سالم رضیعہ کے اس پر کہ جائز ہے واسطے اجنبی مرد کے کہ بیگانی عورت کے پستان کو ہاتھ لگائے اور اس کے پستان کو منہ میں لے جب کہ ارادہ کرے کہ اس کا دودھ پیئے مطلق اور استدلال کیا اس نے ساتھ اس کے کہ اس پر کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ رضاعت کا اعتبار تو چھوٹی عمر میں ہے اس واسطے کہ وہ حال ہے کہ ممکن ہے اس میں بند کرنا بھوک کا ساتھ دودھ کے برخلاف حال بڑی عمر کے اور اس کا ضابطہ دو برس ہیں کما تقدم فی الترجمة وعلیہ دل حدث ابن عباس المذکور، کہا قرطبی نے کہ یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ رضاعت بھوک سے ہے کہ اس میں ثابت کرنا ہے ایک قاعدہ کلیہ کا جو صریح ہے بیچ اعتبار ہونے رضاع کے اس زمانے میں کہ بے پرواہ ہوتا ہے ساتھ اس کے رضیع طعام کھانے سے ساتھ دودھ کے اور قوی ہوتا ہے یہ ساتھ اس قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَمَنْ ارَادَ يَتِمَّ الرِّضَاعَةَ﴾ اس واسطے کہ یہ قول اللہ تعالیٰ کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ یہ مدت نہایت مدت رضاع کی ہے جس کی عادت میں حاجت پڑتی ہے اور شرع میں معتبر ہے اور جو اس پر زیادہ ہو تو اس کی عادت حاجت نہیں ہوتی تو شرع میں اس کا اعتبار نہ ہوگا اس واسطے کہ نہیں ہے حکم واسطے نادر کے اور بیچ اعتبار کرنے رضاع بڑی عمر والے مرد کے توڑنا ہے عورت کی حرمت کا ساتھ دودھ پینے اجنبی مرد کے اس سے واسطے جھانکنے اس کے کی اوپر چھپی چیز عورت کے اگرچہ اس کے پستان کو منہ میں پکڑنے کے ساتھ ہو اور یہ اخیر بنا بر غالب کے ہے اور اس شخص کے مذہب پر جو شرط کرتا ہے پستان کے منہ میں لینے کو اور پانچ باب سے پہلے گزر چکا ہے کہ عائشہ رضیعہ نہیں فرق کرتی تھیں بیچ حکم رضاع کے درمیان چھوٹی عمر اور بڑی عمر کے اور مشکل ہے یہ باوجود اس کے کہ یہ حدیث اس کی روایت سے ہے یعنی باب کی حدیث اور حجت پکڑی

ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ قسے سالم کے جواب ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کا مولیٰ تھا سو شاید عائشہ رضی اللہ عنہا نے سمجھا ہے قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سے کہ رضاعت معتبر بھوک سے ہے اعتبار کرنا مقدار اس چیز کا کہ بند کرے بھوک مرضعہ کے دودھ سے واسطے اس کے جو اس سے پیئے اور یہ عام تر ہے اس سے کہ دودھ پینے والا چھوٹا ہو یا بڑا سو نہ ہو گی حدیث نص بیچ منع ہونے اعتبار رضاع کبیر کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث بر تقدیر ثابت ہونے اس کے کی نہیں ہے نص بیچ اس کے اور نہ حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی یعنی نہیں ہے رضاع مگر جو انتزیوں کو کھولے اور ہو بعد فطام کے واسطے جائز ہونے اس بات کے کہ مراد یہ ہو کہ رضاع بعد دودھ چھوڑنے کے منع ہے پھر اگر واقع ہو تو مرتب ہو گا اس پر حکم تحریم کا سو نہیں ہے حدیث مذکور میں جو دفع کرے اس احتمال کو اس واسطے عمل کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ اس کے اور نقل کیا ہے قرطبی نے داؤد ظاہر ہے کہ رضاع بڑی عمر والے مرد کا فائدہ دیتا ہے اس کا کہ اس سے پردہ نہ کیا جائے اور اس نقل میں نظر ہے اس واسطے کہ ابن حزم رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے داؤد سے کہ وہ اس مسئلے میں جمہور کے ساتھ ہے اور وہ زیادہ پہچاننے والا ہے ساتھ مذہب اپنے کے غیر سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں جس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے مذہب کی مدد کی ہے وہ ابن حزم رحمہ اللہ ہے اور روایت کیا ہے اس نے اس کو علی رضی اللہ عنہ سے اور اس کی سند میں حارث اعور ہے اسی واسطے ضعیف کہا ہے اس کو ابن عبد البر نے اور کہا عبد الرزاق نے ابن جریج سے کہ ایک مرد نے عطاء سے کہا کہ ایک عورت نے مجھ کو دودھ پلایا تھا بعد اس کے کہ میں بڑا ہوا سو کیا میں اس سے نکاح کروں؟ اس نے کہا نہ، ابن جریج نے کہا کہ میں نے اس سے کہا کہ یہ تیری رائے ہے؟ اس نے کہا ہاں! عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے ساتھ حکم کرتی تھیں اپنی بھتیجیوں کو اور یہ قول لیث بن سعد کا ہے اور ذکر کیا ہے طبری نے تہذیب الآثار میں اس مسئلے کو اور بیان کیا ہے ساتھ سند صحیح کے حصہ رضی اللہ عنہا سے مثل قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور وہ اس مسئلے میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہیں برخلاف باقی سب بیویوں کے کہ وہ سب انکار کرتی تھیں کہ اس رضاعت کے سبب سے کوئی ان پر داخل ہو اور یہی قول ہے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور قاسم بن محمد اور عروہ کا اور لوگوں میں کہ بڑی عمر میں دودھ پینے سے حرمت رضاعت کی ثابت نہیں ہوتی اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ رضاع محرم وہی ہے جو چھوٹی عمر میں ہو اور سالم کے قسے سے انہوں نے کئی طور سے جواب دیا ہے ایک یہ ہے کہ یہ منسوخ ہے اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے محبت طبری نے لیکن یہ دعویٰ ضعیف ہے اس واسطے کہ نہیں لازم آتا متاخر ہونے اسلام راوی کے سے اور چھوٹی ہونے عمر اس کی سے یہ کہ نہ ہو جو روایت کی ہے اس نے مقدم اور نیز سالم کے قسے کے سیاق میں وہ چیز ہے جو مشعر ہے ساتھ اس کے کہ حولین کے اعتبار کرنے کا حکم مقدم ہے واسطے قول ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی عورت کے جب کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا کہ اس کو دودھ پلائے کہ وہ داڑھی والا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مجھ کو معلوم ہے اس کو دودھ پلائے اور یہ مشعر ہے کہ وہ عورت پہچانتی تھی کہ رضاع حرام میں چھوٹی عمر کا ہونا معتبر ہے اور ایک یہ دعویٰ ہے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ سالم کے اور عورت اس کی کے اور اصل اس

میں قول ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیویوں کا ہے کہ ہم نہیں دیکھتے مگر یہ رخصت ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خاص سالم بن عبد اللہؓ کو دی اور بعض نے کہا کہ یہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے سو اس میں خصوصیت کا احتمال ہے سو واجب ہے توقف کرنا بیچ استدلال کرنے کے ساتھ اس کے اور نیز اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر عورت اعتراف کرے کہ فلا نے شخص نے اس کے ساتھ دودھ پیا ہے تو اس مرد کو اس پر داخل ہونا جائز ہے اور یہ کہ وہ بھائی ہو جاتا ہے اور قبول کرنا عورت کے قول کا اس شخص کے حق میں کہ اقرار کرے ساتھ اس کے اور یہ کہ اگر کوئی مرد کسی مرد کے گھر میں داخل ہو تو گھر والے کو چاہیے کہ اپنی عورت سے پوچھے کہ یہ مرد گھر میں کس سبب سے داخل ہوا (کہ ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ کون ہے؟) اور احتیاط کرنی بیچ اس کے اور اس میں نظر کرنی اور سالم بن عبد اللہؓ کے قصبے میں جائز ہونا ارشاد کا ہے طرف خیلوں کے اور اس سے لیا جاتا ہے جواز لین دین اس چیز کا کہ حاصل ہو ساتھ اس کے حلت آئندہ زمانے میں اگرچہ حال میں حلال نہ ہو۔ (فتح)

بَابُ لَبَنِ الْفَحْلِ۔ نرکا دودھ یعنی مرد کا۔

فائدہ: اور نسبت دودھ کی طرف اس کے مجازی ہے یعنی اس کو مرد کا دودھ کہنا بطور مجاز کے ہے اس واسطے کہ وہ اس کے سبب سے اتر اور نہ درحقیقت اس کی عورت کا دودھ ہے۔

۴۷۱۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقَعْسِ جَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا وَهُوَ عَمَّهَا مِنَ الرِّضَاعَةِ بَعْدَ أَنْ نَزَلَ الْحِجَابُ فَأَبَيْتُ أَنْ أَذِنَ لَهُ فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي صَنَعْتُ فَأَمَرَنِي أَنْ أَذِنَ لَهُ۔

۴۷۱۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک افلاح ابو القعیس کا بھائی آیا عائشہ رضی اللہ عنہا سے اندر آنے کی اجازت مانگتا تھا بعد اترنے آیت پردے کے اور وہ ان کا دودھ کے سبب سے چچا تھا سو میں نے اس کو اجازت دینے سے انکار کیا سو جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تشریف لائے تو میں نے آپ کو خبر دی اس کی جو میں نے کیا سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ کو حکم دیا کہ میں اس کو اجازت دوں۔

فائدہ: ابو القعیس کی عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دودھ پلایا تو ابو القعیس ان کا رضاعی باپ ہوا اور افلاح ابو القعیس کا سگا بھائی تھا تو وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا چچا ہوا ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا کہ میں اجازت نہیں دوں گی یہاں تک کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھوں اس واسطے کہ اس کے بھائی نے مجھ کو دودھ نہیں پلایا بلکہ ابو القعیس کی عورت نے مجھ کو دودھ پلایا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے کہ وہ تیرا چچا ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس سے پردہ نہ کر اس واسطے کہ حرام ہو جاتا ہے نکاح دودھ پینے سے جو نکاح حرام ہو جاتا ہے رشتے سے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ دودھ مرد کا حرام کرتا ہے سو پھیل جاتی ہے حرمت

واسطے اس شخص کے جس کا دودھ چھوٹا بچہ پیئے سو جس عورت نے اس کو دودھ پلایا ہو اس کے خاوند کی لڑکی اس لڑکے پر حرام ہو جاتی ہے جو اس کے سوائے اور عورت سے ہو مثلاً اور اس میں قدیم سے اختلاف ہے حکایت کیا گیا ہے یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے اور زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اور تابعین میں سے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ اور ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے اور قاسم سے اور سلیمان بن یسار سے اور عطاء بن یسار اور شعبی سے اور ابراہیم نخعی سے اور ابو قلابہ سے اور ایاس سے روایت کیا ہے ان اقوال کو ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق وغیرہ نے اور زینب بنت ام سلمہ سے روایت ہے کہ اس نے سوال کیا اور حالانکہ اصحاب بہت تھے اور امہات المؤمنین بھی موجود تھیں سو اصحاب نے کہا کہ دودھ پینا مرد کی طرف سے کسی چیز کو حرام نہیں کرتا اور اس کے ساتھ قائل ہے فقہاء سے ربیعہ اور ابراہیم بن علیہ اور ابن بنت شافعی اور داؤد ظاہری اور اس کے تابعداروں سے اور حجت ان کی بیچ اس کے یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَامْهَاتُكُمُ الْاِتْنٰی اَرْضَعْنٰكُمْ﴾ اور نہیں ذکر کیا ہے پھوپھی اور بیٹی کو اور ان کا جواب دیا گیا ہے ان کو یہ کہ خاص کرنا چیز کا ساتھ ذکر کے نہیں دلالت کرتا اور پرفی کرنے حکم کے اس چیز سے کہ اس کے سوائے ہے خاص کر یہ کہ صحیح حدیثیں آچکی ہیں اور حجت پکڑی ہے بعض نے ساتھ قیاس کے بایں طور کے دودھ نہیں جدا ہوتا ہے مرد سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ جدا ہوتا ہے عورت سے سو کس طرح پھیلے گی حرمت طرف مرد کے اور جواب یہ ہے کہ یہ قیاس ہے بیچ مقابلے نص کے سونہ التفات کیا جائے گا اس کی طرف اور نیز پس سبب دودھ کا وہ منی مرد اور عورت دونوں کی ہے سو واجب ہے کہ دودھ پینا بھی دونوں سے ہو مانند دادا کے جب کہ تھا وہ سبب ولد کا تو اس نے پوتے کو حرام ہونے کو واجب کیا واسطے تعلق اس کے کی ساتھ بیٹے اپنے کے اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ساتھ قول اپنے کے اس مسئلے میں کہ لقاح ایک ہے اور نیز پس وطی جاری کرتی ہے دودھ کو مرد کے واسطے بھی اس میں حصہ ہے اور مذہب جمہور اصحاب اور تابعین اور فقہاء امصار کا مانند اوزاعی کے اہل شام میں اور ثوری اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور اس کے دونوں ساتھیوں کے اہل کوفہ میں اور ابن جریج کے اہل مکہ میں اور مالک کے مدینہ والوں میں اور شافعی اور احمد اور اسحاق اور ابو ثور اور ان کے تابعداروں کا یہ ہے کہ دودھ مرد کا حرام کرتا ہے اور ان کی حجت یہ حدیث صحیح ہے اور الزام دیا ہے شافعی نے مالکیوں کو ساتھ رد کرنے ان کے اصل کے اور ان کا اصل یہ ہے کہ مدینے والوں کا عمل مقدم ہے اگرچہ صحیح حدیث کے مخالف ہو جب کہ ہوا حد سے واسطے اس چیز کے کہ روایت کیا ہے اس کو عبد العزیز بن محمد سے اس نے روایت کی ہے ربیعہ سے کہ دودھ مرد کا حرام نہیں کرتا کہا عبد العزیز نے کہ یہ ہے رائے ہمارے فقہاء کی یعنی اہل مدینہ کی سوائے زہری کے کہا شافعی نے کہ نہیں جانتا میں کوئی چیز علم خاصہ سے لائق تر ہو یہ کہ ہوا عام ظاہر اس سے یعنی اہل مدینہ کا عمل یہ ہے کہ حرام نہیں دودھ مرد کا اور حالانکہ چھوڑا ہے انہوں نے اس کو واسطے حدیث وارد کے سو بنا بر اس کے لازم ہے اوپر ان کے کہ یا تو اس حدیث کو رد کریں اور حالانکہ انہوں نے اس کو رد نہیں کیا یا رد کریں اس چیز کو

کہ حدیث کے مخالف ہو اور ہر حال میں مطلوب حاصل ہے کہا قاضی عبدالوہاب نے کہ مرد کے دودھ کی صورت یہ ہے کہ ایک مرد ہے کہ اس کی دو عورتیں ہیں ایک عورت ایک لڑکے کو دودھ پلاتی ہے اور دوسری عورت ایک لڑکی کو دودھ پلاتی ہے سو جمہور کہتے ہیں کہ حرام ہے اس لڑکے پر نکاح کرنا اس لڑکی سے اور جو ان کے مخالف ہیں وہ کہتے ہیں کہ جائز ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ تھوڑا دودھ بیٹا بھی حرام کرتا ہے جیسا کہ بہت بیٹا حرام کرتا ہے واسطے نہ تفصیل طلب کرنے کے بیچ اس کے اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ عدم ذکر نہیں دلالت کرتا اور عدم محض کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کسی حکم میں شک کرے توقف کرے وہ عمل سے یہاں تک کہ علماء سے اس کا حکم پوچھے اور یہ کہ جس شخص پر کوئی چیز مشتبہ ہو وہ مدعی سے اس کے بیان کا مطالبہ کرے تاکہ ایک دونوں میں سے اس کی طرف رجوع کرے اور یہ کہ عالم جب پوچھا جائے تو سچا کرے اس کو جو اس میں ٹھیک کہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کو بیگانے مردوں سے پردہ کرنا واجب ہے اور محرم کا اپنے محرم سے اندر آنے کے لیے اجازت مانگنا مشروع ہے اور یہ کہ عورت کسی مرد کو گھر میں آنے کی اجازت نہ دے مگر اپنے خاوند کی اجازت سے اور یہ کہ جائز ہے نام رکھنا ساتھ فلح کے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ مسئلہ پوچھنے والا جب جلدی کرے ساتھ تعلیل کے فتویٰ سننے سے پہلے تو اس پر انکار کیا جائے واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ تیرا دنیا ہاتھ خاک میں ملے اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر حق یہ تھا کہ فقط حکم سے سوال کرتیں اور علت بیان نہ کرتیں کہ ابو قیس نے مجھ کو دودھ نہیں پلایا بلکہ اس کی عورت نے مجھ کو دودھ پلایا اور الزام دیا ہے ساتھ اس کے بعض نے خفیوں کو جو قائل ہیں کہ جب صحابی حضرت ﷺ سے کوئی حدیث روایت کرے اور صحیح ہو جائے وہ حدیث اس سے پھر صحیح ہو اس سے عمل برخلاف اس حدیث کے تو عمل کیا جائے ساتھ رائے اس کی کے نہ ساتھ اس حدیث کے جو اس نے روایت کی اس واسطے کہ صحیح ہو چکا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نہیں ہے اعتبار ساتھ دودھ مرد کے ذکر کیا ہے اس کو مالک نے مؤطامیں اور مذہب جمہور علماء کا اور خفیوں کا برخلاف اس کے ہے اور عمل کیا ہے انہوں نے ساتھ روایت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ابو قیس کے بھائی کے قصے میں اور حرام کیا ہے انہوں نے نکاح کو ساتھ دودھ مرد کے ان کے قاعدے کے موافق ان پر لازم تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے عمل کی پیروی کرتے اور اس کی روایت سے منہ پھیرتے اور اگر اس حدیث کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کسی اور نے روایت کیا ہوتا تو ان کے واسطے عذر ہوتا لیکن اس کے سوائے کسی نے اس کو روایت نہیں کیا اور یہ الزام پکا ہے۔ (فتح)

بَابُ شَهَادَةِ الْمَرْضِعَةِ۔ باب ہے بیان میں شہادت دودھ پلانے والی کے۔

فائدہ: یعنی فقط اسی کی گواہی کافی ہے دودھ پلانے کے باب میں اس سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے اور جو اس میں اختلاف ہے اس کا بیان شہادات میں گزر چکا ہے اور عجب بات کہی ہے ابن بطلان نے اس جگہ سو کہا کہ اجماع ہے اس پر کہ رضاعت میں اکیلی عورت کی گواہی جائز نہیں اور یہ بات اس کی عجیب ہے اس واسطے کہ یہی قول

ایک جماعت کا ہے سلف سے یہاں تک کہ مالکیہ کے نزدیک ایک روایت یہ ہے کہ اکیلی عورت کی گواہی قبول کی جائے لیکن بشرط مشہور ہونے اس کے کی ہمسایوں میں۔ (فتح)

۴۷۱۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ عُقْبَةَ لِكُنْيَ لِحَدِيثِ عُبَيْدٍ أَحْفَظُ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَجَاءَتْنا امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ أَرْضَعُكُمَا فَاتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ فُلَانَةَ بِنْتَ فُلَانٍ فَجَاءَتْنا امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ لِي إِنِّي قَدْ أَرْضَعُكُمَا وَهِيَ كَاذِبَةٌ فَأَعْرَضَ عَنِّي فَاتَيْتُهُ مِنْ قَبْلِ وَجْهِهِ قُلْتُ إِنَّهَا كَاذِبَةٌ قَالَ كَيْفَ بِهَا وَقَدْ رَعِمْتُ أَنَّهَا قَدْ أَرْضَعُكُمَا دَعَهَا عَنْكَ وَأَشَارَ إِسْمَاعِيلُ بِإِصْبَعِهِ السَّبَابَةِ وَالْوُسْطَى يَحْكِي أَيُّوبَ.

۴۷۱۴۔ حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ایک سیاہ عورت ہمارے پاس آئی سو اس نے کہا کہ میں نے تم دونوں میاں بیوی کو دودھ پلایا ہے سو میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا سو میں نے کہا کہ میں نے فلانی عورت فلانی کی بیٹی سے نکاح کیا تھا پھر ایک سیاہ عورت ہمارے پاس آئی سو اس نے مجھ سے کہا کہ میں نے تم دونوں میاں بیوی کو دودھ پلایا ہے اور حالا کہ وہ جھوٹی ہے حضرت ﷺ نے مجھ سے منہ پھیرا سو میں آپ کے منہ کی طرف سے آپ کے سامنے آیا میں نے کہا کہ وہ جھوٹی ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو اس عورت کے ساتھ کس طرح رہے گا اور حالا کہ وہ کہتی ہے کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے اس عورت کو اپنے نکاح سے چھوڑ دے اشارہ کیا اسماعیل نے اپنی دونوں انگلیوں شہادت اور بیچ کی انگلی سے حکایت کرتا تھا ایوب سے۔

فائدہ: یعنی حکایت کرتا تھا ایوب کہ اشارے کی اور قائل اس کا علی ہے اور حکایت کرنے والا اسماعیل ہے اور مراد حکایت حضرت ﷺ کے فعل کی ہے جب کہ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور زبان سے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے تو ہر راوی نے اپنے ماتحت کے واسطے اس کو حکایت کیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ رضاعت میں کوئی عدد شرط نہیں کہ اتنی بار اتنے گھونٹ ہو اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ نہ ذکر کرنے سے نہ شرط ہونا لازم نہیں آتا اس واسطے کہ احتمال ہے کہ یہ حکم شرط عدد کے مقرر کرنے سے پہلے ہو یا بعد مشہور ہونے اس کے کی سو نہ حاجت تھی ذکر کرنے اس کے کی ہر واقعہ میں اور لیا جاتا ہے اس حدیث سے نزدیک اس شخص کے جو قائل ہے کہ حکم ساتھ جدا کرنے اس کے نہ تھا واسطے حرام ہونے اس کے اوپر اس کے ساتھ قول دودھ پلانے والی عورت کے بلکہ واسطے احتیاط کے یہ کہ احتیاط کرے جو نکاح کرنے کا ارادہ رکھتا ہو یا نکاح کرے پھر مطلع ہو کسی امر پر تو اس میں

علماء کو اختلاف ہے مانند اس شخص کے کہ اس کے ساتھ زنا کرے یا شہوت کے ساتھ اس کے بدن سے بدن لاگے یا زنا کرے ساتھ اس کے اصل اس کی یا فرع اس کی یا پیدا ہوئی ہو زنا کرنے اس کے سے ساتھ ماں اس کی کے یا شک کرے بچ حرام ہونے اس کے اوپر اپنے سسرال کی جہت سے یا قرابت سے اور مانند اس کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بابُ مَا يَحِلُّ مِنَ النِّسَاءِ وَمَا يَحْرُمُ وَقَوْلُهُ تَعَالَى «حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ» إِلَى الْخَيْرِ الْآيَتِينَ إِلَى قَوْلِهِ «إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا».

باب ہے بچ بیان ان عورتوں کے جو حلال ہیں اور جو حرام ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں دونوں آیتوں کے اخیر تک یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول تک بے شک اللہ ہے جاننے والا حکمت والا۔

فائدہ: اور یہ شامل ہے دونوں آیتوں کو اس واسطے کہ پہلی آیت غفور رحیم تک ہے۔

وَقَالَ أَنَسُ «وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ» ذَوَاتُ الْأَزْوَاجِ الْحَرَائِرُ حَرَامٌ «إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ» لَا يَرَى بَأْسًا أَنْ يَنْزِعَ الرَّجُلُ جَارِيَتَهُ مِنْ عَبْدِهِ.

اور کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ مراد اللہ تعالیٰ کے قول «والمحصنات» سے خاوند والیاں آزاد عورتیں ہیں اور «إلا ما ملكت أيمانكم» کی تفسیر میں نہ دیکھتے تھے ڈر یہ کہ کھینچے مرد اپنی لونڈی کو اپنے غلام سے یعنی مراد «ما ملكت أيمانكم» سے اپنی لونڈی ہے جو اپنے غلام کے نکاح میں ہو کہ اس کو اس سے صحبت کرنی جائز ہے۔

فائدہ: اور کہتے تھے کہ اس کا بچ ڈالنا اس کی طلاق ہے اور اکثر اس پر ہیں کہ مراد محصنات سے خاوند والیاں ہیں یعنی ان سے نکاح کرنا حرام ہے اور یہ کہ مراد ساتھ استثناء کے اللہ تعالیٰ کے قول میں «إلا ما ملكت أيمانكم» وہ عورتیں ہیں جو بندیوں میں پکڑی آئیں جب کہ خاوند والیاں ہوں یعنی ان کے اگلے خاوند موجود ہوں کہ وہ بھی حلال ہیں واسطے اس کے جو ان کو قید کر کے لائے۔

وَقَالَ «وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُوا»

یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ نکاح کرو مشرک عورتوں سے یہاں تک کہ ایمان لائیں۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف تنبیہ کے اس عورت پر کہ حرام ہے نکاح اس سے زیادہ ان عورتوں پر جو دونوں آیتوں میں مذکور ہیں یعنی علاوہ ان عورتوں کے جو ان دونوں آیتوں میں مذکور ہیں مشرکہ عورتوں سے بھی نکاح



کرنا حرام ہے اور کتابیہ یعنی یہود اور نصاریٰ کی عورتیں مشرکہ سے متشبی ہیں اور اسی طرح جو چار سے زیادہ ہو وہ بھی حرام ہے سوا اس نے دلالت کی اس پر کہ جو عدد کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آئندہ قول میں مذکور ہے اس کے واسطے کوئی مفہوم نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد اس کی حصر کرنا ان عورتوں کا ہے جو دونوں آیتوں میں ہیں۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا زَادَ عَلَيَّ اَرْبَعٌ فَهُوَ حَرَامٌ كَأَمِّهِ وَابْنَتِهِ وَآخِيَتِهِ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جو چار سے زیادہ ہو تو وہ حرام ہے مانند ماں اس کی کے اور بیٹی اس کی کے اور بہن اس کی کے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ سات عورتیں نسب سے حرام ہیں اور سات سسرال سے حرام ہیں پھر پڑھی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت کہ حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں اخیر آیت تک۔

وَقَالَ لَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي حَبِيبٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ سَبْعٌ وَمِنَ الصُّهْرِ سَبْعٌ لَمْ يَرَأَ حُرْمَتَ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتِكُمْ ۖ الْآيَةُ.

فائدہ: اور اسماعیلی کی روایت میں ہے کہ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دونوں آیتیں پڑھیں اور اسی روایت کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں کہ کہا علیما حکیمان تک اس واسطے کہ وہ اخیر ہے دونوں آیتوں کا۔

فائدہ: اور طبرانی میں اس حدیث کے اخیر میں اس طرح واقع ہوا ہے کہ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی کہ حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں یہاں تک کہ جب بنات الاخت پر پہنچے تو کہا یہ کہ عورتیں نسب کے سبب سے حرام ہیں پھر پڑھا اور تمہاری مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا یہاں تک کہ پہنچے اللہ تعالیٰ کے اس قول پر اور یہ کہ جمع کر دو بہنوں کو اور پڑھا اور نہ نکاح کرو جن سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا ہے پھر کہا کہ یہ عورتیں سسرالی کے علاقے سے حرام ہیں اور جب دونوں روایتوں کو جمع کیا جائے تو مکمل پندرہ عورتیں ہوں گی اور جو رضاع کے سبب سے حرام ہیں اس کو صہر کہنا بطور مجاز کے ہے اور اس طرح غیر کی عورت کو صہر کہنا بطور مجاز کے ہے اور یہ سب عورتیں ہمیشہ کو حرام ہیں مگر دو بہنوں کو جمع کرنا اور اسی طرح غیر کی عورت بھی ملحق ہے ساتھ ان عورتوں کے جو مذکور ہوئیں وہ عورت جس سے دادانے و ملی کی اگرچہ اوپر کے درجے کا ہو اور نانی اگرچہ اوپر کے درجے کی ہو اور اسی طرح دادی اور پوتی اگرچہ نیچے کے درجے کی ہو اور اسی طرح نواسی اور بھانجی کی بیٹی اگرچہ نیچے کے درجے کی ہو اور اسی طرح ریبیب کی بیٹی اور پوتے کی بیوی اور نواسے کی بیوی اور اسی طرح بھتیجی کی بیٹی اور بھتیجے کی بیٹی اور بھانجے کی بیٹی اور باپ کی پھوپھی اگرچہ اوپر کے درجے کی ہو اور اسی طرح ماں کی پھوپھی اور ماں کی خالہ اگرچہ اوپر کے درجے کی ہو اور اسی طرح باپ کی خالہ اور بیوی کی دادی اگرچہ اوپر کے درجے کی ہو اور بیہ کی بیٹی اگرچہ نیچے کے درجے کی ہو اور جمع کرنا درمیان عورت کے اور اس کی پھوپھی کے اور

اس کی خالہ کے وسیاقی فی باب مفرد و یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب.

وَجَمَعَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ بَيْنَ ابْنَتِهِ عَلِيٍّ  
اور جمع کیا عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب نے علی کی بیٹی  
اور اس کی عورت کو یعنی دونوں کو اپنے نکاح میں اکٹھا کیا۔  
وَأَمْرًا عَلِيٍّ.

فائدہ: شاید اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے طرف رد کرنے کے اس شخص پر جو خیال کرتا ہے کہ علت بیچ  
منع جمع کرنے کے درمیان دونوں بہنوں کے وہ چیز ہے جو واقع ہوتی ہے درمیان دونوں کے قطعیت سے یعنی ناتے  
کے توڑنے سے پس عام ہوگا یہ حکم ہر دو عورتوں کو جو رشتے میں قریب ہوں اگرچہ سسرال کے علاقہ سے ہو سو اسی قسم  
سے ہے جمع کرنا درمیان عورت کے اور اس کے خاوند کی بیٹی کے اور ان کی بیٹی کا نام زینب تھا اور ان کی عورت کا نام  
لیلیٰ تھا۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ لَا بَأْسَ بِهِ.  
اور کہا ابن سیرین نے کہ نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ اس کے  
فائدہ: مکرّمہ سے روایات ہے کہ عبد اللہ بن صفوان نے نکاح کیا ایک ثقفی مرد کی عورت سے اور اس کی بیٹی سے جو  
اس کے سوائے اور عورت سے تھی سو یہ مسئلہ ابن سیرین سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ اس کا کچھ ڈر نہیں اور کہا کہ  
مجھ کو خبر ہوئی کہ ایک مرد مصر میں تھا اس نے بھی اسی طرح کیا تھا۔

وَكَرِهَهُ الْحَسَنُ مَرَّةً ثُمَّ قَالَ لَا بَأْسَ  
اور حسن بصری رحمہ اللہ نے ایک بار اس کو مکروہ جانا پھر کہا  
کہ اس کا کچھ ڈر نہیں۔

فائدہ: اور سلیمان بن یسار اور مجاہد اور شعبی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ اس میں کچھ ڈر نہیں۔  
وَجَمَعَ الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بَيْنَ  
اور جمع کیا حسن بن علی نے دو چچیری بہنوں کو ایک  
رات میں یعنی وہ دونوں عورتیں آپس میں چچیری بہنیں  
تھیں ایک بیٹی محمد بن علی کی اور ایک بیٹی عمر بن علی کی۔  
وَكَرِهَهُ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ لِلْقَطِيعَةِ.  
اور مکروہ جانا ہے اس کو جابر بن زید نے واسطے قطعیت  
کے کہ۔

فائدہ: اس میں رشتہ توڑنا لازم آتا ہے اس واسطے کہ عادت ہے کہ سوکنوں کے درمیان حسد ہوتا ہے جو واجب کرتا  
ہے رشتہ توڑنے کو اور آئندہ آئے گی تصریح ساتھ اس علت کے بیچ حدیث نہیں کے جمع کرنے سے درمیان عورت کے  
اور پھوپھی اس کی کے بلکہ آئی ہے یہ علت منصوص سب قراہتوں میں سو روایت کی ابو داؤد نے کہ منع فرمایا  
حضرت عائشہؓ نے یہ کہ نکاح کی جائے عورت اپنے رشتہ دار عورت پر واسطے خوف قطعیت کے اور اسی طرح روایت کی  
ہے خلال نے ابو بکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم سے کہ مکروہ جانتے تھے وہ جمع کرنے کو درمیان قراہتوں کے واسطے خوف

کینے کے اور اسی کے ساتھ منقول ہے عمل ابن ابی لیلیٰ اور زفر سے لیکن منعقد ہو چکا ہے اجماع اس کے خلاف پر یعنی جائز ہے جمع کرنا نکاح میں دو عورتوں کو جو آپس میں رشہ دار ہوں نقل کیا ہے اس کو ابن عبدالبر وغیرہ نے۔ (فتح)  
وَلَيْسَ فِيهِ تَحْرِيمٌ لِّقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَاحِلٌ﴾ اور نہیں ہے اس صورت میں حرام ہونا واسطے دلیل اللہ تعالیٰ کے اس قول کے کہ حلال ہیں تم کو جو سوائے ان لکم ما ورآء ذلکم۔  
عورتوں کے ہیں۔

فائدہ: یہ تفقہ ہے بخاری رحمہ اللہ کا کہا ابن منذر نے کہ میں نہیں جانتا کہ کسی نے اس نکاح کو باطل کہا ہو اور جو اس میں قیاس کے داخل ہونے کا قائل ہے اس پر لازم آتا ہے کہ اس کو حرام کرے۔ (فتح)  
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِذَا زَنِيَ بِأَخْتِ امْرَأَتِهِ اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جب اپنی عورت کی بہن سے زنا کرے تو اس کی عورت اس پر حرام نہیں ہوتی۔ لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ۔

فائدہ: یہ پھرنا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے طرف اس کی کہ یہ جو آیا ہے کہ دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے تو مراد اس نہی سے جمع کرنا ان کا اس وقت ہے جب کہ ہو جمع کرنا ان کا ساتھ عقد نکاح کے اور یہی قول ہے جمہور کا اور مخالفت کی ہے اس میں ایک گروہ نے کہا سیاتی۔ (فتح)

وَيُرْوَى عَنْ يَحْيَى الْكِنْدِيِّ عَنْ شُعْبَةَ اور مروی ہے یحییٰ کندی سے اس نے روایت کی ہے شعبی اور ابو جعفر سے اس شخص کے حق میں جوڑ کے سے کھیلتا ہے کہ اگر آلت کو اس کی دبر میں داخل کرے یعنی اس سے لواطت کرے تو وہ اس کی ماں سے نکاح نہ کرے اور یہ یحییٰ غیر معروف ہے کسی نے اس کی اس پر متابعت نہیں کی۔

فائدہ: یعنی اس کی عدالت معروف نہیں نہ یہ کہ مجہول ہے اور یہ قول جس کو یحییٰ نے روایت کیا ہے البتہ منسوب کیا گیا ہے طرف سفیان ثوری اور اوزاعی کے اور ساتھ اسی کے قائل ہے احمد اور اسی طرح اگر لواطت کرے اپنے سر سے یا سالے سے یا کسی شخص سے پھر اس شخص کی لڑکی ہو تو ہر ایک ان میں سے حرام ہوتی ہے لواطت کرنے والے پر واسطے ہونے اس کے کی بیٹی یا بہن اس شخص کی جس سے اس نے لواطت کی اور مخالفت کی ہے اس کی جمہور نے سو خاص کیا ہے انہوں نے اس کو ساتھ اس عورت کے جس سے نکاح کیا جائے اور یہی ثابت ہوتا ہے ظاہر قرآن سے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَأَمْهَاتُ نِسَاءِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأَخْتَيْنِ﴾ اور مرد عورتوں میں سے نہیں ہے اور نہ بہن اور جو شخص کہ نکاح کرے کسی عورت سے سو لواطت کرے ساتھ اس کے تو کیا اس مرد پر اس عورت کی بیٹی

حرام ہوتی ہے یا نہیں سوشافعیوں کے اس میں دو قول ہیں، واللہ اعلم۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذَا زَنَى  
بِهَا لَمْ تَحْرَمْ عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ۔  
اور کہا عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب اپنی عورت  
کی ماں سے حرام کاری کرے تو اس کی عورت اس پر  
حرام نہیں ہوتی۔

فائدہ: اور اس باب میں ایک حدیث مرفوع ہے روایت کیا ہے اس کو دارقطنی اور طبرانی نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث  
سے کہ پوچھے گئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ایک عورت زنا کرے پھر اس کی بیٹی سے نکاح کرے یا بیٹی سے زنا  
کرے پھر اس کی ماں سے نکاح کرے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نہیں حرام کرتا حلال کو سوائے اس کے کچھ  
نہیں کہ حرام کرتی ہے وہ چیز جو حلال نکاح سے ہو اور اس کی سند میں ایک راوی متروک ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے  
روایت ہے کہ نہیں حرام کرتا حلال کو اور اس کی سند پہلی حدیث سے صحیح ہے۔ (فتح)

وَيُذَكِّرُ عَنْ أَبِي نَصْرِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ  
حَرَمَهُ وَأَبُو نَصْرِ هَذَا لَمْ يَعْرِفْ  
اور ذکر کیا جاتا ہے ابو نصر سے اس نے روایت کی ابن  
عباس رضی اللہ عنہما سے کہ انہوں نے اس کو حرام کہا اور اس ابو  
نصر کا سماع ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثابت نہیں۔  
بِسْمَاعِهِ مِنْ ابْنِ عَبَّاسٍ۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس کو ثوری نے اپنی جامع میں کہ ایک مرد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اگر کوئی مرد اپنی  
ساس سے زنا کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کی عورت اس پر حرام ہو جاتی ہے اور ابن ابی  
شیبہ نے ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت کی ہے کہ جو کسی عورت کی شرم گاہ کی طرف دیکھے تو اس مرد کو نہ اس کی ماں  
حلال ہوتی ہے اور نہ اس کی بیٹی کہا بیعتی نے کہ اس کی سند مجہول ہے۔

وَبُرْوَيْ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَجَابِرِ  
بْنِ زَيْدٍ وَالْحَسَنِ وَبَعْضِ أَهْلِ الْعِرَاقِ  
اور روایت کی گئی عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے اور جابر بن  
زید اور حسن اور بعض اہل عراق سے کہ اس کی عورت اس  
پر حرام ہو جاتی ہے۔  
تَحْرَمُ عَلَيْهِ۔

فائدہ: عبدالرزاق نے حسن بصری سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی مرد اپنی ساس سے زنا کرے تو دونوں اس پر حرام ہو  
جاتی ہیں اور قتادہ نے کہا کہ حرام نہیں ہوتی لیکن اس سے صحبت نہ کرے جب تک کہ نہ گزرے عدت اس عورت کی  
جس سے زنا کیا اور کہا یحییٰ بن یحمر نے شعبی سے کہ قسم ہے اللہ کی کہ حرام نے کبھی حلال کو حرام نہیں کیا تو کہا شعبی نے  
کیوں نہیں! اگر تو شراب کو پانی میں ڈالے تو اس پانی کا پینا حرام ہو جاتا ہے اور شاید مراد ساتھ بعض اہل عراق کے  
ثوری ہے کہ وہ بھی اسی قول کے ساتھ قائل ہے اور کہا شعبی نے کہ اگر کوئی کسی عورت کی ماں سے زنا کرے تو دونوں  
اس پر حرام ہو جاتی ہیں اور یہی ہے قول ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے ساتھیوں کا کہا انہوں نے کہ جب کوئی مرد کسی عورت

سے زنا کرے تو اس عورت کی ماں اور بیٹی اس پر حرام ہو جاتی ہے اور ساتھ اس کے قائل ہے اوزاعی اور احمد اور عطاء اور یہی ہے ایک روایت مالک سے اور جمہور نے اس سے انکار کیا ہے انہوں نے کہا کہ یہ عورت اس پر حرام نہیں ہوتی اور جمہور کی حجت یہ ہے کہ نکاح شرع میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بولا جاتا ہے عقد پر نہ محض وطی پر اور نیز زنا میں نہ مہر ہے اور نہ عدت اور نہ میراث ہے کہا ابن عبدالبر نے کہ اجماع کیا ہے اہل فتویٰ نے شہروں سے اس پر کہ نہیں حرام ہے زانی پر نکاح کرنا اس عورت سے جس سے زنا کیا ہو سو اس کی ماں اور بیٹی کا نکاح بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لَا تَحْرُمُ حَتَّى يَلْزِقَ  
بِالْأَرْضِ يَعْنِي يُجَامَعُ  
اور کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نہیں حرام ہوتی اوپر اس کے  
یہاں تک کہ زمین سے ملائی جائے یعنی جماع کیا جائے  
ساتھ اس کے۔

**فائدہ:** اور شاید یہ اشارہ ہے طرف خلاف حنفیوں کے اس واسطے کہ انہوں نے کہا کہ حرام ہوتی ہے اس پر عورت اس کی ساتھ مجرد چھونے ماں اس کی کے اور نظر کرنے کے طرف شرم گاہ اس کی کے سو حاصل یہ کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کلام کا ظاہر یہ ہے کہ وہ حرام نہیں ہوتی مگر یہ کہ واقع ہو جماع سو اس مسئلے میں تین قول ہوں گے جو جمہور کا مذہب یہ ہے کہ نہیں حرام ہوتی مگر ساتھ جماع کے جو عقد شرعی سے ہو اور حنفیہ کا قول یہ ہے کہ جو مباشرت کہ شہوت سے ہو وہ بھی جماع کے ساتھ ملحق ہے واسطے ہونے اس کے نفع اٹھانا اور محل اس کا یہ ہے کہ جب کہ ہو مباشرت ساتھ سبب مباح کے اور بہر حال حرام سبب سو وہ اثر نہیں کرتا مانند زنا کے اور تیسرا مذہب یہ ہے کہ جب واقع ہو جماع حلال یا زنا تو اثر کرتا ہے بخلاف مقدمات اس کے۔ (فتح)

وَجَوَزَهُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةُ  
وَالزُّهْرِيُّ  
اور جائز رکھا ہے اس کو ابن مسیب رضی اللہ عنہ اور عروہ رضی اللہ عنہ اور  
زہری رضی اللہ عنہ نے۔

**فائدہ:** یعنی جائز رکھا ہے انہوں نے واسطے مرد کے یہ کہ رہے ساتھ اپنی عورت کے اگر چہ زنا کیا ہو اس کی ماں سے یا بہن سے برابر ہے کہ جماع کیا ہو یا جماع کے مقدمات کو کیا ہو اسی واسطے جائز رکھا ہے انہوں نے یہ کہ نکاح کرے اس عورت کی ماں یا بیٹی سے جس کے ساتھ زنا کیا ہو اور عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے اس سے پوچھا کہ اگر کوئی مرد کسی سے زنا کرے تو اس کی ماں اس کو حلال ہے یا نہیں؟ عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں حرام کرتا حلال کو۔ (فتح)

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ قَالَ عَلِيٌّ لَا تَحْرُمُ  
وَهَذَا مُرْسَلٌ  
زہری رضی اللہ عنہ کہتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کی عورت  
اس پر حرام نہیں ہوتی یعنی اپنی ساس کے ساتھ زنا کرنے  
سے اور یہ منقطع ہے۔

بَابُ «وَرَبَّائِكُمْ» اللَّاتِي فِي  
باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں کہ تمہاری بیویوں کی

حُجُورُكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ  
 بھن۔ یہ ترجمہ معقود ہے واسطے تفسیر ربیبہ کے اور یہ کہ دخول سے کیا مراد ہے بہر حال ربیبہ سومرد کی عورت کی بیٹی  
 سے تم نے دخول کیا۔

فائدہ: یہ ترجمہ معقود ہے واسطے تفسیر ربیبہ کے اور یہ کہ دخول سے کیا مراد ہے بہر حال ربیبہ سومرد کی عورت کی بیٹی  
 ہے اور خاوند سے کہا گیا اس کو یہ اس واسطے کہ یہ مربوط ہے اور بہر حال دخول سواس میں دو قول ہیں ایک یہ کہ مراد  
 ساتھ اس کے جماع ہے اور یہ صحیح تر قول شافعی کا ہے اور دوسرا قول اور وہ قول تین اماموں کا ہے کہ مراد ساتھ اس  
 کے خلوت ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الدُّخُولُ وَالْمَسِيسُ  
 اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد دخول اور مسیس  
 لِمَاسٍ سَے جماع ہے اور اسی طرح مباشرت اور رفث  
 اور افضاء۔

وَمَنْ قَالَ بَنَاتٌ وَلَدَهَا مِنْ بَنَاتِهِ فِي  
 اور بیان ہے اس شخص کا جو کہتا ہے کہ عورت کی پوتیاں وہ  
 اس کی بیٹیاں ہیں حرام ہونے میں یعنی اپنی عورت کی  
 پوتی سے بھی نکاح کرنا حرام ہے جیسے کہ اس کی بیٹی سے  
 جس کو ربیبہ کہا جاتا ہے واسطے دلیل قول حضرت ﷺ  
 کے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے اے بیویوں! اپنی بیٹیوں اور  
 بہنوں کا نکاح مجھ سے کرنے کو نہ کہا کرو۔

فائدہ: اور یہ وجہ دلالت کی حضرت ﷺ کے اس قول کے عموم سے ہے کہ اپنی بیٹیوں کو اس واسطے کہ بیٹے کی بیٹی بھی  
 بیٹی ہے۔

وَكَذَلِكَ حَلَائِلُ وَلَدِ الْأَبْنَاءِ هُنَّ  
 اور اسی طرح تمہارے پوتوں کی عورتیں وہ بیٹیوں کی  
 عورتیں ہیں یعنی وہ بھی ان کی طرح حرام ہیں اور اس پر  
 سب کا اتفاق ہے اور اسی طرح بیٹیوں کی بیٹیاں اور  
 بیٹیوں کی بیٹیاں۔

وَهَلْ تُسَمَّى الرَّبِيبَةَ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ فِي  
 اور کیا نام رکھا جاتا ہے ربیبہ اگرچہ اس کی گود میں نہ ہو۔  
 حَجْرِهِ۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اس بات کے کہ تنقید ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے فی جو کریم کیا وہ غالب کے  
 واسطے ہے یا اس میں مفہوم مخالف معتبر ہے اور جمہور کا مذہب پہلا ہے اور اس مسئلے میں قدیم سے اختلاف ہے اور صحیح

ہو چکا ہے علی رضی اللہ عنہ سے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے فتویٰ دیا کہ اگر لڑکی گود میں نہ ہو تو اس سے نکاح کرنا درست ہے روایت کیا ہے اس کو ابن منذر وغیرہ نے اور یہ مسئلہ اگرچہ جمہور اس کے مخالف ہیں سو البتہ حجت پکڑی ہے ابو عبید نے واسطے جمہور کے ساتھ قول حضرت رضی اللہ عنہ کے کہ اپنی بیٹیوں کا نکاح کرنے کو میرے ساتھ نہ کہا کرو اس واسطے کہ یہ قول حضرت رضی اللہ عنہ کا عام ہے حجر کے ساتھ مقید نہیں اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ مطلق محمول ہے مقید پر اور اگر نہ ہوتا اجماع حادث اس مسئلے میں اور کم یاب ہونا مخالف کا تو البتہ اس کو لینا اولیٰ ہوتا اس واسطے کہ حرام ہونا مشروط ہے ساتھ دوامروں کے یہ کہ ہو پرورش میں اور یہ کہ جو نکاح کا ارادہ رکھتا ہے اس نے اس کی ماں کے ساتھ دخول کیا ہو سو نہ حرام ہوگی ساتھ پائی جانے ایک شرط کے اور حدیث کے اکثر طریقوں میں بھی حجر کی قید آچکی ہے جیسے کہ قرآن میں ہے سو قوی ہوا اعتبار کرنا اس کا۔ (فتح)

وَدَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبِيبَةً لَهُ إِلَى مَنْ يَكْفُلُهَا.  
اور دی حضرت رضی اللہ عنہ نے اپنی ربیبہ اس شخص کو جو اس کو پالے۔

فائدہ: زینب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی حضرت رضی اللہ عنہ نے نوفل کو دی اور فرمایا کہ اس کو پرورش کر سو وہ اس کو لے گیا پھر آیا تو حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا لڑکی کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ اپنی ماں رضاعی کے پاس ہے۔  
وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنًا ابْنَتَهُ ابْنًا.

فائدہ: یہ لکڑا ہے ایک حدیث کا جو مناقب میں گزر چکی ہے اور اس میں ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے طرف قوی کرنے اس چیز کے جس کو ترجمہ میں ذکر کیا ہے کہ بیوی کی پوتی اس کی بیٹی کے حکم میں ہے۔ (فتح)

۴۷۱۵۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! کیا آپ کو ابو سفیان کی بیٹی کی رشتہ ہے؟ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں کیا کروں؟ میں نے کہا نکاح کیجئے، حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تو چاہتی ہے؟ میں نے کہا ہاں! میں آپ کے پاس اکیلی نہیں ہوں اور میں سوکنوں سے خالی نہیں ہوں اور محبوب تر جو مجھ کو آپ کی ذات میں شریک ہو میری بہن ہے حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ مجھ کو حلال نہیں میں نے کہا مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ آپ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے

۴۷۱۵۔ حَدَّثَنَا الْحَمِيدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ لَكَ فِي بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ فَأَفْعَلُ مَاذَا قُلْتُ تَنْكِحُ قَالَ أَتَحِبِّينَ قُلْتُ لَسْتُ لَكَ بِمُحَلِّلَةٍ وَأَحَبُّ مَنْ شَرِّكَيْ فَبِكَ أُحِبِّي قَالَ إِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِي قُلْتُ بَلَّغْنِي أَنَّكَ تَخْطُبُ قَالَ ابْنَةُ أُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي

جس درہ نام ہے نکاح کرنا چاہتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی سے؟ میں نے کہا ہاں! فرمایا کہ اگر وہ میری گود میں پالی نہ ہوتی تو بھی مجھ کو حلال نہ ہوتی کہ مجھ کو اور اس کے باپ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا سو اپنی بیٹیوں اور بہنوں کا نکاح کرنے کو مجھ سے نہ کہا کرو۔

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں یہ کہ جمع کرو دو بہنوں کو مگر جو پہلے گزر چکا۔

۴۷۱۶۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! میری بہن ابو سفیان کی بیٹی سے نکاح کیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تو چاہتی ہے؟ میں نے کہا ہاں! میں آپ کے پاس تنہا نہیں ہوں اور محبوب تر جو مجھ کو خیر میں شریک ہو میری بہن ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک وہ مجھ کو حلال نہیں میں نے کہا یا حضرت! البتہ ہم چرچا سنتے ہیں کہ آپ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے جس کا نام درہ ہے نکاح کرنا چاہتے ہیں فرمایا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی سے؟ میں نے کہا ہاں! فرمایا قسم ہے اللہ کی اگر وہ میری گود میں پالی نہ ہوتی تو بھی مجھ کو حلال نہ ہوتی اس واسطے کہ وہ میرے دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے مجھ کو اور ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا، سو اسے میری بیویو! اپنی بیٹیوں اور بہنوں کا نکاح کرنے کو میرے ساتھ نہ کہا کرو۔

مَا حَلَّتْ لِي أَرْضَعْنِي وَأَبَاهَا ثَوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضَنَّ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنَا هِشَامُ دُرَّةَ بِنْتُ أَبِي سَلَمَةَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔  
بَابُ ﴿وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ﴾.

۴۷۱۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ بِنَ الرَّبِيعِ أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكِ أَخْتِي بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ وَتَحِيَّتِي قُلْتُ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُحَلِّلَةٍ وَأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِي فِي خَيْرٍ أَخْتِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ ذَلِكَ لَا يَجْعَلُ لِي قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَوَاللَّهِ إِنَّا لَنَتَحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ بِنْتُ أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَوَاللَّهِ لَوْ لَمْ تَكُنْ فِي حَجَرِي مَا حَلَّتْ لِي إِنَّهَا لِابْنَةُ أَخِي مِنَ الرِّضَاعَةِ أَرْضَعْنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثَوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضَنَّ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ.

فائدہ: دو بہنوں کا نکاح میں ساتھ ہی جمع کرنا بالاجماع حرام ہے برابر ہے کہ دونوں بہنیں عینی ہوں یعنی دونوں کا ماں باپ ایک ہو یا صرف باپ کی طرف سے ہوں یا صرف ماں کی طرف سے ہوں اور برابر ہے کہ نسب کے سبب



ہوں یا دودھ کے سبب سے اور اگر دو سگی بہنیں لونڈیاں ہوں تو بعض سلف نے اس کو جائز رکھا ہے اور جمہور اور شہروں کے فقہاء اس پر ہیں کہ منع ہے اور اس کی نظیر جمع کرنا ہے درمیان عورت اور پھوپھی اس کی کے اور خالہ اس کی کے اور حکایت کیا ہے اس کو ثوری نے شیعہ سے۔ (فتح)

بَابُ لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا۔  
نہ نکاح کیا جائے عورت کا اس کی پھوپھی پر یعنی اور نہ اس کی خالہ پر۔

۴۷۱۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت عائشہؓ نے یہ کہ نکاح کیا جائے عورت کا اس کی پھوپھی پر یا اس کی خالہ پر اور کہا داؤد اور ابن عوف نے شعی سے اس نے روایت کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔

۴۷۱۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا أَوْ خَالَتِهَا وَقَالَ دَاوُدُ وَابْنُ عُوفٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ۔

فائدہ: بہر حال روایت داؤد کی سو موصول کیا ہے اس کو ترمذی اور دارمی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ منع فرمایا حضرت عائشہؓ نے یہ کہ نکاح کیا جائے عورت کا اس کی پھوپھی پر یا اس کی خالہ پر یا پھوپھی اور اپنی بھتیجی پر یا خالہ کا اپنی بھانجی پر نہ چھوٹی کا بڑی پر اور نہ بڑی کا چھوٹی پر اور یہ حدیث بہت طریقوں سے آئی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے مکروہ جانا یہ کہ جمع کیا جائے درمیان پھوپھی اور خالہ کے اور درمیان دو پھوپھیوں اور دو خالوں کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر تم نے ایسا کیا تو تم نے اپنا نانا توڑ ڈالا کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ حرام ہونا جمع کا درمیان عورت کے اور پھوپھی اس کی کے یا خالہ اس کی کے یہی قول ہے جس کو میں بلا مفتیوں سے یعنی سب عالموں کا یہی قول ہے ان کو اس میں اختلاف نہیں اور کہا ترمذی رحمہ اللہ نے بعد روایت کرنے اس حدیث کے کہ عمل اس پر ہے نزدیک اہل علم کے ہم ان کے درمیان اختلاف نہیں جانتے کہ نہیں حلال ہے واسطے مرد کے یہ کہ نکاح میں عورت اور اس کی پھوپھی یا خالہ کو ایک ساتھ جمع کرے اور نہ یہ کہ نکاح کیا جائے عورت کا اس کی پھوپھی پر یا خالہ پر کہا ابن منذر نے کہ میں اس کے منع ہونے میں اب کچھ اختلاف نہیں جانتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خارجیوں کے ایک فرقے نے اس کو جائز رکھا ہے اور جب ثابت ہو حکم ساتھ سنت کے اور اتفاق کریں اہل علم اوپر قائل ہونے کے ساتھ اس کے تو نہیں ضرر کرتا اس کو خلاف مخالف کا اور اسی طرح نقل کیا ہے اجماع کو ابن عبدالبر اور ابن حزم اور قرطبی وغیرہ نے لیکن استثناء کیا ہے اس نے ایک گروہ کو خارجیوں سے اور شیعہ سے اور نقل کیا ہے ابن دقیق العید نے اس کو جمہور سے اور نہیں معین کیا اس نے مخالف کو۔ (فتح)

۴۷۱۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نکاح میں ایک عورت کو اور اس کی پھوپھی کو ایک ساتھ جمع نہ کیا جائے اور نہ بھانجی اور اس کی خالہ کو جمع کیا جائے۔

۴۷۱۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے یہ کہ نکاح کیا جائے عورت کا اس کی پھوپھی پر اور عورت کا اس کی خالہ پر سوہم دیکھتے ہیں کہ اس کے باپ کی خالہ کا بھی یہی حکم ہے اس واسطے کہ عروہ نے حدیث بیان کی مجھ سے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ حرام جانو رضاعت سے جو حرام ہے نسب سے۔

۴۷۱۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَلَا بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا.

۴۷۱۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْصَةُ بْنُ ذُوَيْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَالْمَرْأَةُ وَخَالَتِهَا فَنُرَى خَالَهَ أَبَيْهَا يَبْلُغُكَ الْمَنْزِلَةَ لِأَنَّ عُرْوَةَ حَدَّثَنِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَرِّمُوا مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس کی پھوپھی پر تو ظاہر اس کا خاص کرنا منع کا ہے ساتھ اس کے جب کہ ایک کو دوسرے پر نکاح کرے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ دونوں سے اکٹھا نکاح کرنا بھی منع ہے سو اگر دونوں کو نکاح میں اکٹھا کرے تو دونوں کا نکاح باطل ہو جاتا ہے یا با ترتیب نکاح کرے تو دوسرا باطل ہو جاتا ہے اور تری کے معنی ہیں کہ ہم اعتقاد کرتے ہیں اور یہ جو کہا کہ اس کے باپ کی خالہ کا بھی یہی حکم ہے یعنی حرام ہے تو یہ حکم اس حدیث سے لینا مشکوک فیہ ہے اور شاید اس نے ارادہ کیا ہے کہ الحاق کرے جو حرام ہے سسرال کے علاقے سے ساتھ اس کے جو حرام ہے نسب سے جیسا کہ حرام ہوتا ہے دودھ پینے سے جو حرام ہوتا ہے نسب سے اور جب باپ کی خالہ رضاعی سے نکاح کرنا حلال نہیں تو اسی طرح باپ کی خالہ نکاح میں اس کو اور اس کی بھانجی کی بیٹی کو ایک ساتھ جمع نہ کیا جائے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ حجت پکڑی ہے جمہور نے ساتھ ان حدیثوں کے اور خاص کیا ہے انہوں نے ساتھ ان کے عموم قرآن کو یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے عموم کو ﴿وَاحِلْ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ﴾ یعنی اور خلال ہوئیں تم کو جو سوائے ان کے ہیں اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ جائز ہے خاص کرنا عموم قرآن کا ساتھ خبر واحد کے اور جدا ہوا ہے صاحب ہدایہ حنفیہ میں سے اس بات کے ساتھ اس طور کے کہ یہ حدیث مشہور حدیثوں سے ہے جن کے ساتھ کتاب اللہ پر زیادتی جائز ہے۔ (فتح)

## بَابُ الشَّغَارِ.

باب ہے بیچ بیان کرنے شغار کے۔

۴۷۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَوْسُفَ أَخْبَرَنَا  
مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الشَّغَارِ وَالشِّغَارِ أَنْ يُزَوَّجَ  
الرَّجُلُ ابْنَتَهُ عَلَى أَنْ يُزَوِّجَهُ الْآخَرُ ابْنَتَهُ  
لَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ.

۴۷۲۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے نکاح شغار سے منع فرمایا اور شغار یہ ہے کہ مرد اپنی بیٹی دوسرے کو نکاح کر دے اس شرط پر کہ وہ دوسرا اپنی بیٹی کو اس کو نکاح کر دے ان کے درمیان کوئی مہر نہ ہو۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ شغار یہ ہے کہ ایک مرد دوسرے مرد سے کہے کہ تو اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کر دے اور میں اپنی بیٹی کا نکاح تجھ سے کر دیتا ہوں اور تو اپنی بہن مجھ کو نکاح کر دے اور میں اپنی بہن تجھ کو نکاح کر دیتا ہوں، روایت کیا ہے مسلم نے اور ایک روایت میں ہے کہ شغار یہ ہے کہ نکاح کیا جائے اس عورت کا بدلے اس عورت کے بغیر مہر کے کہ اس کا فرج اس کا مہر ہو اور اس کا فرج اس کا مہر ہو کہا قرطبی نے کہ تفسیر شغار کی صحیح ہے موافق ہے واسطے قول اہل لغت کے سوا اگر مرفوع ہو تو یہی ہے مقصود اور اگر صحابی کا قول ہو تو بھی قبول ہے اس واسطے کہ وہ زیادہ تر جاننے والا ہے ساتھ کلام کے اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے کہ کیا اعتبار کیا جائے شغار ممنوع میں ظاہر حدیث کا بیچ تفسیر اس کی کے اس واسطے کہ اس میں دو وصفیں ہیں ایک یہ کہ ہر ایک ولی دونوں میں سے اپنی بیٹی یا بہن دوسرے کو نکاح کر دے بشرطیکہ دوسرا اس کو اپنی بیٹی یا بہن نکاح کر دے دوسری خالی ہونا ہر ایک کی فرج کا ہے مہر سے سو بعض نے تو دونوں کو اکٹھا اعتبار کیا ہے یہاں تک کہ نہیں ہے منع مثلاً جب کہ ہر ایک دونوں میں سے دوسرے کو نکاح کر دے بغیر شرط کے اگرچہ مہر کو ذکر نہ کرے یا ہر ایک دوسرے کو شرط نکاح کر دے اور مہر کو ذکر کرے اور اکثر شافعیوں کا یہ مذہب ہے کہ علت نہی کی شریک ہونا ہے بضع میں اس واسطے کہ فرج ہر ایک کا دونوں میں سے ہوتا ہے مورد عقد کا اور ٹھہرانا بضع کا مہر مخالف ہے واسطے دراز کرنے عقد نکاح کے اور مہر کا ذکر نہ کرنا نہیں تقاضا کرتا بطلان کو اس واسطے کہ نکاح بغیر مہر مقرر کرنے کے بھی صحیح ہوتا ہے اور اختلاف ہے جب کہ نہ ذکر کریں دونوں بضع یعنی شرم گاہ کو صریح سو صحیح نزدیک ان کے صحیح ہونا نکاح کا ہے لیکن نص شافعی کی اس کے برخلاف پائی گئی ہے کہ اس نے کہا کہ یہی ہے وہ شغار جس سے حضرت ﷺ نے منع فرمایا اور یہ منسوخ ہے اور مختلف ہے نص شافعی کے جب کہ مقرر کرے ساتھ اس کے مہر کو سونص کی ہے اس نے الاما میں بطلان پر اور نص کی ہے اس نے مختصر میں صحت پر اور کہا قتال نے کہ علت بطلان میں تعلیق ہے اور توقیف سو گویا کہ کہتا ہے کہ نہیں منع ہوگا نکاح میری بیٹی کا واسطے تیرے یہاں تک کہ منعقد ہو نکاح بیٹی تیری کا واسطے میرے اور خطابی نے کہا کہ ابن ابی ہریرہ تشبیہ دیتا تھا ساتھ اس مرد کے جو کسی عورت سے نکاح کرے اور کسی عضو کو اس

کے اعضاء سے مستثنیٰ کرے اور تقریر اس کی یہ ہے کہ نکاح کر دے اپنی بیٹی کو اور مستثنیٰ کرے اس کی شرم گاہ کو جب کہ ٹھہرائے اس کو مہر واسطے دوسرے کے کہا غزالی نے واسطے میں کہ اس کی پوری صورت یہ ہے کہ میں نے تجھ کو اپنی بیٹی نکاح کر دی اس شرط پر کہ تو مجھ کو اپنی بیٹی نکاح کر دے اس شرط پر کہ دونوں میں سے ہر ایک کا بضع دوسری کا مہر ہو اور جب میری بیٹی کا نکاح منعقد ہو گا تو اس وقت تیری بیٹی کا نکاح بھی منعقد ہو جائے گا اور کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ لائق ہے کہ اتنا اور زیادہ کیا جائے یہ کہ نہ ہو ساتھ بضع کے کوئی چیز اور تا کہ بالاتفاق حرام ہو مذہب میں اور نقل کیا ہے خرقی نے کہ احمد نے نص کی ہے کہ علت نکاح شغار کے باطل ہونے کی نہ ذکر کرنا مہر کا ہے کہا ابن عبد البر نے کہ اجماع ہے علماء کا اس پر کہ نکاح شغار کا جائز نہیں لیکن اختلاف ہے اس کی صحت میں کہ صحیح ہوتا ہے یا نہیں جمہور علماء کے نزدیک باطل ہے اور امام مالک رحمہ اللہ سے ایک روایت ہے کہ فسخ کیا جائے پہلے دخول کے نہ بعد اس کے اور حکایت کیا ہے ابن منذر نے اوزاعی سے اور حنفیوں کا مذہب یہ ہے کہ نکاح شغار صحیح ہے اور واجب ہے مہر مثل کا اور یہ قول زہری اور کچول اور ثوری اور لیث کا ہے اور ایک روایت ہے احمد اور اسحاق اور ابو ثور سے اور یہ قول ہے اور مذہب شافعی رحمہ اللہ کے واسطے مختلف ہونے جہت کے اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ عورتیں حرام ہیں مگر جو حلال کیں اللہ تعالیٰ نے یا لونڈی سو جب وارد ہو نہی نکاح سے تو پکی ہو جاتی ہے تحریم، کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اجماع ہے کہ بہنوں اور بھتیجیوں وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔ (فتح)

کیا جائز ہے واسطے کسی عورت کے کہ اپنی جان کسی کو بخشے۔

بَابُ هَلْ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِأَحَدٍ.

فائدہ: یعنی پس حلال ہو واسطے اس کے نکاح اس عورت کا اور یہ شامل ہے دو صورتوں کو ایک مجرد بہہ کرنا اپنی جان کو بغیر ذکر مہر کے اور دوسرا عقد ساتھ لفظ بہہ کے سو پہلی صورت میں جمہور کا مذہب یہ ہے کہ نکاح باطل ہے اور کہا حنفیوں نے کہ جائز ہے اور یہی قول ہے اوزاعی کا لیکن انہوں نے کہا کہ واجب ہوتا ہے مہر مثل کا اور کہا اوزاعی نے کہ اگر نکاح کرے لفظ بہہ سے اور شرط کرے کہ مہر نہیں تو نکاح صحیح نہیں ہوتا اور حجت جمہور کی یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿خالصة لك من دون المؤمنين﴾ سو انہوں نے اس کو حضرت ﷺ کے خصائص سے گنا ہے اور یہ کہ جائز ہے حضرت ﷺ کو نکاح کرنا بغیر مہر کے حال میں اور انہ انجام میں اور جو اس کو جائز رکھتے ہیں وہ اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جان بخشنے والی خاص ہوتی ہے ساتھ آپ کے نہ مطلق بہہ اور لیکن دوسری صورت سو شافعیوں اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ نہیں صحیح ہوتا ہے نکاح مگر ساتھ لفظ نکاح کے تزویج کے اس واسطے کہ وہ دونوں لفظ صریح ہیں جن کے ساتھ وارد ہوا ہے قرآن اور حدیث اور اکثر کا مذہب یہ ہے کہ صحیح ہوتا ہے نکاح کنایات سے اور محبت پکڑی ہے واسطے ان کے طحاوی نے ساتھ قیاس کے طلاق پر کہ وہ جائز ہے صریح لفظوں سے اور کنایات سے ساتھ قصد کے۔ (فتح)

۴۷۲۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا ابْنُ فَضِيلٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَتْ خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيمٍ مِنَ اللَّائِنِي وَهَبْنَ أَنْفُسَهُنَّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَمَا تَسْتَحْيِي الْمَرْأَةَ أَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِلرَّجُلِ فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿ تَرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُمْ ﴾ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَرَى رَبَّكَ إِلَّا يَسَارِعُ فِي هَوَاكَ رَوَاهُ أَبُو سَعِيدٍ الْمُؤَدَّبُ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ وَعَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ يَزِيدُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ.

۴۷۲۱۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا خولہ بنت حکیم ان عورتوں میں سے تھی جنہوں نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیا عورت نہیں شرماتی یہ کہ اپنی جان مرد کو بخشے؟ سو جب یہ آیت اتری کہ پیچھے ہٹا تو جس کو چاہے عورتوں میں سے، میں نے کہا یا حضرت! نہیں دیکھتی میں آپ کے رب کو مگر کہ آپ کی رضا مندی میں جلدی کرتا ہے۔

اور روایت کیا ہے اس کو ابوسعید مؤدب اور محمد بن بشر اور عبدہ نے ہشام سے اس نے روایت کی ہے اپنے باپ سے اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بعض بعض پر زیادہ کرتے تھے۔

فائدہ: یہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا نے غیرت کے سبب سے کہا نہیں تو منسوب کرنا ہوی کا طرف حضرت ﷺ کے ظاہر پر محمول نہیں اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وما ينطق عن الهوى﴾ اور اگر عائشہ رضی اللہ عنہا کا لفظ بولتیں تو لائق تر ہوتا لیکن غیرت کے سبب سے ایسے لفظ کا بولنا معاف ہے۔ (فتح)

بَابُ نِكَاحِ الْمُحْرَمِ. باب ہے بیچ نکاح کرنے محرم کے۔

فائدہ: شاید بخاری رضی اللہ عنہ حجت پکڑتا ہے طرف جواز کے یعنی احرام کی حالت میں نکاح کرنا جائز ہے اس واسطے کہ اس نے باب میں کوئی حدیث ذکر نہیں کی سوائے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اور نہیں روایت کیا اس نے منع کی حدیث کو شاید وہ اس کی شرط کے موافق صحیح نہیں ہوئی۔ (فتح)

۴۷۲۲۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ أَخْبَرَنَا عَمْرُو حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ أَبَانَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرَمٌ.

۴۷۲۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے نکاح کیا میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنے امر کو عباس رضی اللہ عنہ کی طرف گردانا تو عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کا نکاح اس سے کر دیا اور ایک روایت میں ہے کہ خلوت کی حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے اس حال میں کہ وہ حلال تھیں اور فوت ہوئیں سرف میں کہا اثرم نے میں نے احمد سے کہا کہ ابو ثور کہتا ہے کہ کس طرح دفع کیا

جائے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو باوجود صحیح ہونے اس کے کی تو کہا اس نے اللہ ہے مددگار، ابن مسیب رضی اللہ عنہ کہتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وہم کیا اور حالانکہ میمونہ رضی اللہ عنہا خود کہتی ہیں کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا اور آپ حلال تھے یعنی احرام میں نہ تھے اور البتہ معارض ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو حدیث عثمان رضی اللہ عنہ کی کہ نہ نکاح کرے محرم اپنا اور نہ نکاح کرے کسی دوسرے کا، روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور تطبیق یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث محمول ہے اس پر یہ کہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اور کہا ابن عبدالبر نے کہ حدیثیں اس حکم میں مختلف آئی ہیں لیکن حلال ہونے کی حالت میں نکاح کرنے کی روایت بہت طریقوں سے آئی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث صحیح الاسناد ہے لیکن احتمال ہے وہم کا ایک کی طرف قریب تر ہے وہم سے طرف جماعت کے سوادنیٰ درجہ دونوں حدیثوں کا یہ ہے کہ معارض ہوں سو طلب کی جائے حجت ان کے غیر سے یعنی کوئی اور حدیث طلب کی جائے جو ان دونوں کا فیصلہ کرے اور حدیث عثمان رضی اللہ عنہ کی محرم کے نکاح کے منع ہونے میں صحیح ہے پس اسی پر ہے اعتماد اور ترجیح دی جاتی ہے عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ساتھ اس طور کے کہ وہ ایک قاعدہ ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے اس میں کئی قسم کے احتمالات ہیں ایک یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی رائے یہ ہے کہ جو ہدی کے گلے میں جوتیوں کا ہار ڈالے وہ محرم ہو جاتا ہے اور حضرت ﷺ نے جس عمرے میں میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اس میں ہدی کے گلے میں ہار ڈالا تھا تو اس کے اس قول سے کہ نکاح کیا حضرت ﷺ میمونہ رضی اللہ عنہا سے حالت احرام میں یہ مراد ہے عقد کیا اس سے اس کے بعد کہ ہدی کے گلے میں ہار ڈالا اگرچہ ابھی احرام نہ باندھا تھا اور اس کا سبب یوں ہے کہ حضرت ﷺ نے ابورافع کو نکاح کا پیغام دے کر میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا تو اس نے اپنی طرف سے عباس رضی اللہ عنہ کو مختار کیا عباس رضی اللہ عنہ نے اس کا نکاح حضرت ﷺ سے کر دیا اور روایت کی ہے ابن خزیمہ اور ابن حبان اور ترمذی نے ابورافع سے کہ حضرت ﷺ نے نکاح کیا میمونہ رضی اللہ عنہا سے اور حالانکہ آپ حلال تھے اور بنا کی اس سے اس حال میں کہ حلال تھے اور میں دونوں کے درمیان قاصد تھا اور ایک یہ کہ مراد حضرت ﷺ کے محرم ہونے سے یہ ہے یعنی داخل ہونے والے تھے حرم یا مبینہ حرام میں اور اس تاویل کی طرف مائل کی ہے ابن حبان نے اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے معارض ہے حدیث یزید بن اسلم کی کہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ حضرت ﷺ نے ان سے نکاح کیا اور حالانکہ حلال تھے اور وہ میری خالہ تھیں اور کہا طبری نے ٹھیک بات ہمارے نزدیک یہ ہے کہ نکاح محرم کا فاسد ہے واسطے صحیح ہونے حدیث عثمان رضی اللہ عنہ کے اور بہر حال قصہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا سو اس میں حدیثیں متعارض ہیں پھر بیان کیا اس نے ایوب کے طریق سے کہ مجھ کو خبر ہوئی کہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے نکاح میں اختلاف اس وجہ سے واقع ہوا ہے کہ حضرت ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا تھا تا کہ حضرت ﷺ کا نکاح میمونہ رضی اللہ عنہا سے کر دیں سو عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کا نکاح اس سے کر دیا سو بعض نے کہا کہ عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کو احرام سے پہلے نکاح کر دیا

اور بعض نے کہا کہ احرام کی حالت میں اور البتہ ثابت ہو چکا ہے کہ عمر اور علی رضی اللہ عنہما وغیرہ اصحاب نے جدا کیا ایک مرد کو اس کی عورت سے جس نے احرام کی حالت میں نکاح کیا تھا اور نہیں ہوتا یہ مگر ثبوت سے۔

**فائدہ:** ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے مطابق عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے روایت کیا ہے اس کو نسائی اور دارقطنی نے اور اس میں رد ہے ابن عبد البر پر کہ اس نے کہا کہ اصحاب میں سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سوائے کسی نے اس حدیث کو روایت نہیں کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے احرام کی حالت میں میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور مجاہد اور شعبی سے بھی اسی طرح روایت آئی ہے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اور انس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت آئی ہے روایت کیا ہے اس کو طحاوی نے اور شاید انس رضی اللہ عنہ کو عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث نہیں پہنچی کہ احرام کی حالت میں نکاح کرنا حلال نہیں۔ (فتح)

بَابُ نَهْيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ عَنْ نِكَاحِ الْمُتَعَةِ آخِرًا.  
باب ہے اس بیان میں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نکاح متعہ سے اخیر میں منع فرمایا۔

**فائدہ:** نکاح متعہ یہ ہے کہ کہے مرد اس عورت کو کہ موانع سے خالی ہو کہ فائدہ اٹھاؤں گا میں ساتھ تیرے مدت دس روز تک مثلاً یا کہے کہ چند روز یا نہ ذکر کے دنوں کا بدلے اتنے مال کے خواہ مدت دراز ہو یا کم پھر جب وہ مدت گزر جائے تو واقع ہو جدائی درمیان مرد اور عورت کے اور یہ جو ترجمہ میں کہا اخیراً تو اس سے سمجھا جاتا ہے کہ وہ پہلے مباح تھا اور یہ کہ اس سے نہی اخیر زمانے میں واقع ہوئی اور باب کی حدیثوں میں اس کی تصریح نہیں کہ نہی اخیر زمانے میں واقع ہوئی لیکن باب کے اخیر میں کہا کہ علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نکاح متعہ منسوخ ہو چکا ہے اور البتہ وارد ہو چکی ہیں چند حدیثیں صحیحہ جو صریح ہیں اس میں کہ پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی اجازت دی پھر اس کے بعد اس سے منع فرمایا اور جو نہایت قریب تر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے ہے وہ یہ حدیث ہے جو ابو داؤد نے زہری کے طریق سے روایت کی ہے کہ ہم عمر بن عبد العزیز کے پاس تھے سو ہم نے آپس میں نکاح متعہ کا ذکر کیا تو ایک مرد نے جس کو ربیع بن سبرہ کہا جاتا تھا کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں اپنے باپ پر کہ اس نے حدیث بیان کی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حجتہ الوداع میں نکاح متعہ سے منع کیا۔ (فتح)

۴۷۲۲ - حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا  
ابْنُ عُيَيْنَةَ أَنَّهُ سَمِعَ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ أَخْبَرَنِي  
الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عَلِيٍّ وَأَخُوهُ عَبْدُ  
اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِمَا أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَا بَيْنَ عَبَّاسٍ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى  
۴۷۲۳ - حضرت محمد بن علی سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے  
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جنگ خیبر کے دن  
نکاح متعہ اور گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت سے منع  
کیا۔

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُتَعَةِ وَعَنْ  
لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ زَمَنَ خَبِيرٍ.

**فائدہ:** ایک روایت میں ہے کہ کسی نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نکاح متعہ میں کچھ ڈر نہیں دیکھتے کما سیاتنی فی الحیل اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ ابن عباس رضی اللہ عنہما پر گزرے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما فتویٰ دیتے تھے نکاح متعہ میں کہ اس کا کچھ ڈر نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ٹھہراے ابن عباس! اور علی رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں ایک اشکال ہے اس واسطے کہ اس میں ہے کہ نکاح متعہ سے خیبر کے دن ممانعت واقع ہوئی اور حالانکہ اس بات کو کوئی اہل سیر نہیں پہنچاتا سو ظاہر یہ ہے کہ زہری کے لفظ میں تقدیم و تاخیر واقع ہوئی ہے اور مسند حمیدی میں اس حدیث کے روایت کرنے کے بعد یہ ہے کہ ابن عیینہ نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے جنگ خیبر کے دن گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت سے منع کیا اور نکاح متعہ سے اس دن منع نہیں کیا یعنی بلکہ دن جنگ خیبر کے سوائے اور دن میں منع کیا کہا ابن عبدالبر نے کہ اسی پر ہیں اکثر لوگ، کہا بیہقی نے لائق ہے کہ ہو جیسا ابن عیینہ نے کہا واسطے صحیح ہونے حدیث کے بیچ اس کے کہ حضرت عائشہؓ نے جنگ خیبر کے بعد نکاح متعہ کی رخصت دی پھر اس سے منع کیا سو نہ تمام ہوگی حجت پکڑنی علی رضی اللہ عنہ کی مگر جب کہ واقع ہو نہی اخیر تا کہ قائم ہو ساتھ اس کے حجت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر اور ابو عوانہ نے اپنی صحیح میں کہا کہ میں نے اہل علم سے سنا کہ علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کے معنی یہ ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے جنگ خیبر کے دن گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت سے منع کیا اور نکاح متعہ سے چپ رہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نکاح متعہ فتح مکہ کے دن منع کیا اور ان لوگوں کو باعث اس پر یہ چیز ہوئی ہے کہ خیبر کی جنگ کے بعد بھی نکاح متعہ کی اجازت ثابت ہو چکی ہے جیسا کہ اشارہ کیا ہے اس کی طرف بیہقی نے لیکن ممکن ہے کہ کہا جائے کہ شاید علی رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے دن نکاح متعہ کی اجازت نہیں پہنچی واسطے واقع ہونے نہی کے اس سے عنقریب اور کہا ماوردی نے کہ نکاح متعہ کئی بار مباح ہوا اسی واسطے اخیر بار میں کہا قیامت تک واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس کے کہ تحریم ماضی تھی خبر دینے والی کہ اس کے بعد مباح ہو گا برخلاف اس بار کے کہ وہ تحریم موبد یعنی قیامت تک حرام ہے اس کے بعد کبھی مباح نہیں ہو گا اور یہی معتد ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ ٹھیک بات یہ ہے کہ نکاح متعہ دو بار مباح ہوا اور دو بار حرام ہوا سو جنگ خیبر سے پہلے مباح تھا پھر اس میں حرام ہوا پھر مباح ہوا دن فتح مکہ کے اور وہ سال جنگ او طاس کا ہے پھر حرام ہوا قیامت تک اور نہیں ہے کوئی مانع کہ کئی بار مباح ہوا ہو اور امام شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ نکاح متعہ دو بار منسوخ ہوا اور پہلے گزر چکی ہے اول نکاح میں حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی سبب اجازت کے نکاح متعہ میں اور یہ کہ جب وہ جنگ کرتے تھے تو ان پر مجرد رہنا مشکل ہوتا سو حضرت عائشہؓ نے ان کو نکاح متعہ کی اجازت دی سو شاید نہی دوہرائی جاتی تھی ہر جگہ میں اجازت کے بعد سو جب اخیر بار میں واقع ہوا



کہ نکاح متعہ قیامت تک حرام ہوا تو اس کے بعد اجازت واقع نہ ہوئی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما دونوں امر کی رخصت دیتے تھے نکاح متعہ کی بھی اور گدھوں کے گوشت کی بھی کما سیاتی سو یہی حکم ہے اس میں کہ علی رضی اللہ عنہ نے دونوں امروں کو جمع کیا اور دونوں حکم میں ان پر رد کیا اور یہ کہ یہ خیبر کے دن واقع ہوا سو یا تو یہ حدیث ظاہر پر محمول ہوگی اور یہ کہ دونوں ایک وقت میں منع ہوئے اور یا جوازن کہ فتح مکہ کے دن واقع ہوا وہ علی رضی اللہ عنہ کو نہیں پہنچا واسطے چھوٹے ہونے مدت اجازت کے اور وہ تین دن ہیں کما تقدم اور مسلم میں سرہ بن معبد سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو! البتہ میں نے تم کو اجازت دی تھی عورتوں سے متعہ کرنے کی اور بے شک اللہ تعالیٰ نے اس متعہ کو حرام کیا ہے قیامت تک سو جس کے پاس کوئی متعہ والی عورت ہو تو چاہیے کہ اس کو چھوڑ دے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فتح مکہ کے دن ہم کو حکم دیا ساتھ نکاح متعہ کے جب کہ ہم مکے میں داخل ہوئے پھر نہ نکلے کے سے یہاں تک کہ ہم کو اس سے منع کیا اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا وہ حرام ہے تمہارے اس دن سے قیامت تک اور سب مباح ہونے متعہ کا حاجت جماع کی ہے باوجود نہ میسر ہونے کسی چیز کے اور سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ رخصت دی حضرت ﷺ نے نکاح متعہ میں اس واسطے کہ لوگوں پر مجرور ہونا مشکل ہوا پھر اس سے منع کیا پھر جب خیبر فتح ہوا اور مال اور بندیوں کی فراخی ہوئی تو مناسب ہوا منع کرنا متعہ سے واسطے دور ہونے سبب مباح ہونے کے اور تھا یہ تمامی شکر سے اللہ کی نعمت پر کہ اللہ نے لوگوں کو تنگی کے بعد وسعت دی یا اباحت صرف ان جنگوں میں واقع ہوتی تھی جن میں مسافت دور ہوتی اور مشقت ہوتی اور خیبر مدینے سے قریب ہے سو واقع ہوئی نہی متعہ سے بچ اس کے واسطے اشارہ کے طرف اس کے بغیر متقدم ہونے اجازت کے بچ اس کے پھر جب پھرے طرف سفر دور دراز مدت والے کے اور وہ جنگ فتح مکہ کا تھا اور ان پر مجرور ہنا دشوار ہوا تو حضرت ﷺ نے ان کو فقط تین دن متعہ کی اجازت دی واسطے دفع کرنے حاجت کے پھر تین دن کے گزرنے کے بعد ان کو اس سے منع کیا اور اسی طرح جواب دیا جاتا ہے ہر سفر سے کہ ثابت ہوئی ہے اس میں نہی اجازت کے بعد اور رائج تر یہ بات

ہے کہ نکاح متعہ فتح مکہ کے دن حرام ہوا۔ (فتح)

۴۷۲۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ سِئَلَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ فَرَخَّصَ فَقَالَ لَهُ مَوْلَى لَهُ إِنَّمَا ذَلِكَ فِي الْحَالِ الشَّدِيدِ وَفِي النِّسَاءِ قِلَّةٌ أَوْ نَحْوَهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَعَمْ.

۴۷۲۴ - حضرت ابو جمرہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ کسی نے ان سے نکاح متعہ کا حکم پوچھا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی رخصت دی سو ان کے غلام آزاد نے ان سے کہا کہ یہ حکم سخت حال میں تھا اور عورتیں کم تھیں یا مانند اس کے کہا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہاں۔

**فائدہ:** ایک روایت میں ہے کہ یہ رخصت جہاد میں تھی اور عورتیں کم تھیں اور یہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہاں تو ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھا متعہ رخصت بیچ ابتدا اسلام کے واسطے اس شخص کے جو اس کی طرف بے بس ہو مانند مردار کے اور خون کے اور سور کے خوشت کے اور تائید کرتی ہے اس کی جو خطابی اور فاکہی نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ البتہ چلے تیرے فتوے کے ساتھ سوار اور اس میں شاعروں نے شعر کہے یعنی نکاح متعہ میں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں نے اس کے ساتھ فتویٰ نہیں دیا اور نہیں ہے وہ مگر مانند مردار کے نہیں حلال ہے مگر بے بس کو اور ایک روایت میں ہے کہ خبردار ہو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ مانند مردار اور لہو اور سور کے گوشت کے ہے اور یہ آثار قوی کرتے ہیں بعض بعض کو اور حاصل ان کا یہ ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اجازت دی گئی ہے نکاح متعہ میں بسبب مجرد ہونے کے حالت سفر میں اور یہ موافق ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حدیث کو جو ابتدا نکاح میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۴۷۲۵ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرُو عَنْ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ كُنَّا فِي جَيْشٍ فَأَتَانَا رَسُولُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُمْ أَنْ تَسْتَمِعُوا فَاسْتَمِعُوا وَقَالَ ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ حَدَّثَنِي إِيَّاسُ بْنُ سَنَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ تَوَافَقَا فَعِشْرَةٌ مَا بَيْنَهُمَا ثَلَاثُ لَيَالٍ فَإِنْ أَحَبَّا أَنْ يَتَزَايِدَا أَوْ يَتَارَكَا تَتَارَكَا فَمَا أَدْرَى أَشْيَاءُ كَانَ لَنَا خَاصَّةٌ أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةٌ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَيَسَّهَ عَلِيٌّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَسْخُوحٌ.

۴۷۲۵ - حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک لشکر میں تھے سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنی ہمارے پاس آیا سو اس نے کہا کہ بے شک تم کو اجازت ہوئی کہ تم فائدہ اٹھاؤ سو تم فائدہ اٹھاؤ یعنی عورتوں سے متعہ کرو اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جو مرد اور عورت موافقت کریں نکاح میں یعنی مطلق بغیر ذکر مدت کے تو عشرت ان دونوں کے درمیان تین دن ہیں پھر اگر تین دن گزرنے کے بعد چاہیں کہ زیادہ کریں مدت میں زیادہ کریں اور اگر چاہیں کہ جدا جدا ہوں تو جدا جدا ہوں سو میں نہیں جانتا کہ کیا یہ چیز ہمارے واسطے خاص تھی یا سب لوگوں کے واسطے عام تھی۔ کہا امام بخاری رضی اللہ عنہ نے کہ بیان کیا ہے اس کو علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نکاح متعہ منسوخ ہے۔

**فائدہ:** یہ جو کہا کہ ہم ایک لشکر میں تھے تو اس سے تعین معلوم نہیں لیکن روایت کی ہے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جنگ او طاس کے سال تین دن متعہ کی اجازت دی پھر اس سے منع کیا اور ایک روایت میں جابر رضی اللہ عنہ

سے آیا ہے کہ متعہ کیا ہم نے حضرت ﷺ کے زمانے میں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور ایک روایت میں اس کے اخیر میں اتنا زیادہ ہے کہ یہاں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کیا عمرو بن حریث کے حال میں اور اس کا قصہ یوں ہے کہ کہا جابر رضی اللہ عنہ نے کہ عمرو بن حریث کو۔ نے میں آیا اور ایک لونڈی آزاد سے متعہ کیا سو وہ اس سے حاملہ ہوئی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا اس نے اقرار کیا کہا سو اسی وقت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کیا اور یہ نہی عمر رضی اللہ عنہ کی موافق ہے حضرت ﷺ کی نہی کو۔ میں کہتا ہوں اور جابر رضی اللہ عنہ اور سلمہ رضی اللہ عنہ وغیرہ جو لوگ کہ حضرت ﷺ کے بعد نکاح متعہ کے جواز پر بدستور رہے تو شاید ان کو نہی نہیں پہنچی یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو منع کیا اور نیز مستفاد ہوتا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے اجتہاد کے ساتھ منع نہیں کیا بلکہ منع کیا ان کو ساتھ سند کے حضرت ﷺ سے اور البتہ واقع ہوئی ہے تصریح ساتھ اس کے اس حدیث میں کہ روایت کیا ہے اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو خطبہ پڑھا اور کہا کہ حضرت ﷺ نے ہم کو نکاح متعہ کی تین دن اجازت دی پھر اس کو حرام کر ڈالا اور ایک روایت میں ہے کہ حمد و ثناء کے بعد کہا کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ نکاح متعہ کرتے ہیں بعد منع کرنے حضرت ﷺ کے اس سے روایت کیا ہے اس کو بیہقی وغیرہ نے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ڈھا دیا ہے متعہ کو نکاح اور طلاق اور عدت اور میراث نے روایت کیا ہے اس کو ابن حبان نے۔ (فتح) اور یہ جو کہا کہ مرد اور عورت موافقت کریں نکاح پر تو ان کی گزران تین دن ہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ مدت کا مطلق ہونا محمول ہے مقید پر ساتھ تین دنوں کے سمیت ان کی راتوں کے اور یہ جو کہا کہ میں نہیں جانتا کہ کیا یہ چیز ہمارے واسطے خاص تھی یا عام لوگوں کے واسطے تھی تو واقع ہوئی ہے تصریح ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ساتھ خاص ہونے کے روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے اس سے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حلال ہو واسطے ہمارے یعنی واسطے اصحاب حضرت ﷺ کے متعہ کرنا عورتوں سے تین دن پھر حضرت ﷺ نے اس سے منع فرمایا اور یہ جو کہا کہ علی رضی اللہ عنہ نے اس کو حضرت ﷺ سے بیان کیا ہے کہ وہ منسوخ ہے تو مراد اس کی ساتھ اس کے تصریح علی رضی اللہ عنہ کی ہے حضرت ﷺ سے ساتھ نہی کے اس سے بعد اجازت دینے کے سچ اس کے اور اس کا بیان بسط کے ساتھ پہلی حدیث میں گزر چکا ہے اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ منسوخ کیا رمضان نے ہر روزے کو اور منسوخ متعہ کو طلاق اور عدت اور میراث نے اور البتہ اختلاف کیا ہے سلف نے سچ نکاح متعہ کے کہا ابن منذر نے کہ پہلوں سے اس کی رخصت آئی ہے اور میں نہیں جانتا کہ کوئی اس کو اب جائز رکھتا ہو مگر بعض رافضی اور نہیں ہیں کوئی معنی واسطے اس قول کے جو قرآن اور حدیث کے مخالف ہو اور کہا عیاض نے کہ پھر واقع ہوا ہے اجماع سب علماء کا اوپر حرام ہونے اس کے مگر رافضیوں نے اس کو جائز رکھا ہے اور بہر حال ابن عباس رضی اللہ عنہما سومروی ہے اس سے مباح ہونا اس کا اور کبھی مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے رجوع کیا کہا ابن بطلان نے کہ روایت رجوع کی اس سے ضعیف

سندوں کے ساتھ آئی ہے اور اجازت متعہ کی اس سے صحیح تر ہے اور یہی ہے مذہب شیعہ کا اور اجماع ہے علماء کا اس پر کہ جب واقع ہو جواب تو باطل کیا جائے برابر ہے کہ دخول سے پہلے ہو یا پیچھے مگر قول زفر کا کہ ٹھہرایا اس نے اس کو مانند شرط فاسد کے اور رد کرتا ہے اس کو قول حضرت ﷺ کا کہ جس شخص کے پاس کوئی متعہ والی عورت ہو تو چاہیے کہ اس کو چھوڑ دے اور یہ حدیث مسلم میں ہے، کہا خطابی نے کہ حرام ہونا نکاح متعہ کا مانند اجماع کے ہے مگر بعض شیعہ سے اور نہیں صحیح ہے ان کے قاعدے پر اس واسطے کہ ان کا قاعدہ یہ ہے کہ مختلف مسئلوں میں علی بن ابی طالب اور ان کے اہل بیت کی طرف رجوع کیا جائے سوا البتہ صحیح ہو چکا ہے علی بن ابی طالب سے کہ متعہ منسوخ ہوا اور نقل کیا ہے بیہقی نے جعفر بن محمد سے کہ وہ متعہ سے پوچھے گئے تو کہا کہ وہ ہو بھڑنا ہے کہا ابن دقیق العید نے کہ جو بعض حنفیوں نے امام مالک رحمہ اللہ سے اس کا جواز نقل کیا ہے تو وہ خطا ہے اس واسطے کہ مبالغہ کیا ہے مالکیوں نے بیچ منع کرنے نکاح موقت کے یہاں تک کہ باطل کہا ہے انہوں نے توقیت حل کو اس کے سبب سے سو کہا انہوں نے کہ اگر معلق کرے ایسے وقت پر کہ اس کا آنا ضرور ہے تو واقع ہوتی ہے طلاق اب اس واسطے کہ یہ توقیت ہے واسطے حل کے یعنی موقت کرنا پس ہوگا بیچ منع متعہ نکاح کے کہا عیاض نے اور اجماع ہے اس پر کہ شرط بطلان کی تصریح کرتی ہے ساتھ شرط کے سوا اگر نیت کرے وقت عقد کے یہ کہ چھوڑے بعد مدت کے تو صحیح ہو جاتا ہے نکاح مگر اوزاعی نے اس کو باطل کہا ہے اور اختلاف ہے کہ اگر کوئی نکاح متعہ کرے تو اس کو حد ماری جائے یا تعزیر اس میں دو قول ہیں ماخذ ان کا یہ ہے کہ اتفاق بعد خلاف کے کیا اٹھا دیتا ہے خلاف پہلے کو اور کہا قرطبی نے کہ سب روایتوں کا اتفاق ہے اس پر کہ زمانہ اباحت متعہ کا دراز نہیں ہوا اور یہ کہ وہ حرام ہوا پھر اجماع کیا ہے سلف اور خلف نے اس کے حرام ہونے پر مگر جس کی طرف التفات نہیں کیا جاتا رافضیوں سے اور جزم کیا ہے ایک جماعت نے کہ اکیلے ہوئے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما ساتھ مباح جاننے اس کے کی سو وہ مسئلہ مشہورہ سے ہے اور وہ کیا ب ہونا مخالف کا ہے فقط ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی نے اس کو مباح کہا ہے ان کے سوائے کسی نے اس کو مباح نہیں کہا لیکن کہا ابن عبد البر نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھی کے والوں اور یمن والوں سے اس کو مباح کہتے ہیں پھر اتفاق کیا ہے شہروں کے فقہاء نے اس پر کہ وہ حرام ہے اور کہا ابن حزم رحمہ اللہ نے کہ ثابت ہو چکی ہے اباحت اس کی بعد حضرت ﷺ کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہ سے لیکن اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اس کی سند صحیح نہیں اور باوجود اس کے کہ اعتراف کیا ہے ابن حزم رحمہ اللہ نے ساتھ حرام ہونے اس کے کی واسطے ثابت ہونے اس کے کی حضرت ﷺ سے کہ وہ حرام ہے قیامت تک۔ (فتح)

بَابُ غَرْضِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا عَلَى الرَّجُلِ  
جائز ہے واسطے عورت کے پیش کرنا اپنی جان کا  
الصَّالِحِ نیک مرد پر۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے حاشیہ میں کہ بخاری کے لطائف سے ہے جب اس نے معلوم کیا خصوصیت کو بیچ قصے اس

عورت کے جس نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی تھی تو استنباط کی حدیث سے وہ چیز جس میں خصوصیت نہیں اور وہ جواز عرض کرنا عورت کا ہے اپنی جان کو نیک مرد پر واسطے رغبت کے اس کی پرہیزگاری اور نیکو کاری میں سو یہ عورت کو جائز ہے اور جب رغبت کرے مرد بیچ اس کے تو نکاح کرے اس سے ساتھ شرط اس کی کے۔ (فتح)

۴۷۲۶۔ حضرت ثابت بنانی سے روایت ہے کہ میں انس رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور ان کے پاس ان کی ایک بیٹی تھی کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی عرض کرتی تھی کہ میں نے اپنی جان آپ کو بخشی کہا یا حضرت! کیا آپ کو میری حاجت ہے؟ تو انس رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے کہا کہ کیا کم شرم تھی اے فعل بد! اے فعل بد! انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ تجھ سے بہتر تھی کہ اس نے حضرت ﷺ کے نکاح کی رغبت کی سو اپنی جان حضرت ﷺ پر عرض کی۔

۴۷۲۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا مَرْحُومُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ سَمِعْتُ ثَابِتًا الْبَنَانِيَّ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ أَنَسٍ وَعِنْدَهُ ابْنَةُ لَهُ قَالَ أَنَسُ جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْرِضُ عَلَيْهِ نَفْسَهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَاكَ بِي حَاجَةٌ فَقَالَتْ بِنْتُ أَنَسٍ مَا أَقَلَّ حَيَاتُهَا وَآسَوَاتُهَا وَآسَوَاتُهَا قَالَ هِيَ خَيْرٌ مِنْكَ رَغِبْتُ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ نَفْسَهَا.

فائدہ: میں اس عورت کی تعین پر واقف نہیں ہوا اور شاید یہ ان عورتوں میں ہے جنہوں نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی تھی اور ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ کہ یہ عورت اور ہے جس عورت کا سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ذکر ہے اور وہ اور ہے۔ (فتح)

۴۷۲۷۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی سو ایک مرد نے کہا یا حضرت! مجھ کو نکاح کر دیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرے پاس کچھ ہے اس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں فرمایا جا اور تلاش کر اگر چہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو سو وہ مڑ گیا پھر پھر اسو اس نے کہا قسم ہے اللہ کی میں نے کچھ چیز نہیں پائی اور نہ لوہے کی ایک انگوٹھی لیکن میرا یہ تہہ بند ہے میں اس کو آدھا دیتا ہوں سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کے پاس چادر نہ تھی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو کیا کرے گا تہہ بند سے اگر تو اس کو پہنے گا تو

۴۷۲۷۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو عَسَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ امْرَأَةً عَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَوِّجِيهَا فَقَالَ مَا عِنْدَكَ قَالَ مَا عِنْدِي شَيْءٌ قَالَ اذْهَبْ فَالْتِمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ وَلَكِنْ هَذَا إِزَارِي وَلَهَا نِصْفُهُ

اس عورت پر کچھ نہ رہے گا اور اگر وہ اس کو پہنے گی تو تجھ پر اس سے کچھ نہ رہے گا سو وہ مرد بیٹھ گیا یہاں تک کہ جب اس کو بیٹھے بہت دیر ہوئی تو اٹھ کھڑا ہوا سو حضرت ﷺ نے اس کو دیکھ کر بلایا یا آپ کے پاس بلایا گیا سو فرمایا کہ کیا ہے تیرے پاس قرآن سے؟ اس نے کہا کہ مجھ کو فلاں فلاں سورت یاد ہے اس نے چند سورتوں کو گنا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے تجھ کو اس کا مالک کر دیا قرآن (یاد کروانے) کے بدلے جو تیرے پاس ہے۔

قَالَ سَهْلٌ وَمَا لَهُ رِذَاءٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَبَسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبَسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتَّى إِذَا طَالَ مَجْلِسُهُ قَامَ فَقَرَأَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَاهُ أَوْ دُعِيَ لَهُ فَقَالَ لَهُ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ فَقَالَ مَعِيَ سُورَةٌ كَذًا وَسُورَةٌ كَذًا لِسُورٍ يُعَذِّدُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمْلِكْنَا كَتَبَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

فائدہ: ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے عورت کہ کہ مرد کو کہے کہ تو مجھ سے نکاح کر لے یا میں نے اپنی جان نکاح کر دی اور اس کو معلوم کروانا کہ مجھ کو تجھ سے رغبت ہے اور یہ کہ نہیں ہے کوئی نقص اس پر بیچ اس کے اور یہ کہ جس مرد پر عورت اپنی جان کو پیش کرے اس کو اختیار ہے نکاح کرنے اور نہ کرنے میں لیکن مرد کو لائق نہیں کہ اس کو صریحاً کہے کہ میں تجھ سے نکاح نہیں کرتا یا مجھ کو تیری حاجت نہیں بلکہ کافی ہے چپ رہنا اور اس میں چپ رہنا عالم کا ہے اور جو کسی حاجت سے سوال کیا جائے جب کہ نہ ارادہ کرے اسعاف کا اور یہ نرم تر ہے سائل کے پھیرنے میں۔ (فتح)

بَابُ غَرَضِ الْإِنْسَانِ ابْنَتَهُ أَوْ أُخْتَهُ عَلَى أَهْلِ الْخَيْرِ.

۴۷۲۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ خَدَافَةَ السَّهْمِيَّ وَكَانَ مِنْ

۴۷۲۸ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حفصہ بنتی شہاب عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی یعنی میری بہن خنیس سے بیوہ ہوئی یعنی ان کا خاوند مر گیا اور وہ حضرت ﷺ کے اصحاب میں سے تھا سو مدینے میں فوت ہو اسو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو میں نے اس سے کہا کہ تو حفصہ بنتی شہاب سے نکاح کر لے سو اس نے کہا کہ میں اپنے کام یعنی اس بات میں سوچوں گا سو میں چند دن ٹھہرا پھر مجھ سے ملا

سو اس نے کہا مجھ کو مناسب معلوم ہوا کہ میں آج نکاح نہ کروں، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملا سو میں نے کہا کہ اگر تو چاہے تو میں تجھ کو اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کر دوں سو ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی چپ رہے اور مجھ کو کچھ جواب نہ دیا سو مجھ کو ان پر عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ غصہ تھا (کہ اس نے مجھ کو صاف جواب دیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو مطلق کچھ جواب نہ دیا) پھر میں چند دن ٹھہرا پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے نکاح کا پیغام بھیجا تو میں نے اس کا نکاح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کر دیا پھر مجھ کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ملے سو کہا کہ جب تو نے حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کرنے کو میرے ساتھ کہا تھا اور میں نے تجھ کو کچھ جواب نہ دیا تو شاید تو مجھ پر غصے ہوا ہوگا؟ میں نے کہا ہاں! ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ شان یہ ہے کہ نہ منع کیا مجھ کو کسی چیز نے تیرے جواب دینے سے اس چیز میں کہ تو نے مجھ پر عرض کی مگر اس نے کہ البتہ میں نے جانا تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کا ذکر کیا سو مجھ کو لائق نہ تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے راز کو ظاہر کروں اور اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کو چھوڑ دیتے تو میں اس کو قبول کرتا۔

أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَتَوَفَّيَ بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ  
أَتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ  
حَفْصَةَ فَقَالَ سَانظُرُ فِي أَمْرِي فَلَبِثْتُ لَيْلًا  
ثُمَّ لَقِيَنِي فَقَالَ قَدْ بَدَأَ لِي أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ  
يَوْمِي هَذَا قَالَ عُمَرُ فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ  
الْصَدِيقَ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ زَوَّجْتُكَ حَفْصَةَ  
بِنْتَ عُمَرَ فَصَمَتَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ  
شَيْئًا وَكُنْتُ أَوْجَدُ عَلَيْهِ مِنِّي عَلَى عُثْمَانَ  
فَلَبِثْتُ لَيْلًا ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنكَحْتُهَا إِيَّاهُ فَلَقِيتُ أَبَا  
بَكْرٍ فَقَالَ لَعَلَّكَ وَحَدَّثْتَ عَلِيَّ حِينَ  
عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ شَيْئًا  
قَالَ عُمَرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَإِنَّهُ لَمْ  
يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ فِيمَا عَرَضْتَ عَلَيَّ  
إِلَّا أَنِّي كُنْتُ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ذَكَرَهَا فَلَمْ أَكُنْ  
لَأَفْشِي سِرَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ وَلَوْ تَرَكَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلُهَا.

فائدہ: اس حدیث میں عرض کرنا بیٹی کا ہے نیک مرد پر اور یہ جو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ کہ مجھ کو مناسب معلوم ہوا کہ میں آج نکاح نہ کروں تو شاید عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی وہ خبر پہنچی ہوگی جو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پہنچی ذکر کرنے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سے واسطے حفصہ رضی اللہ عنہا کے سو کیا اس نے جس طرح صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کیا راز کے ظاہر نہ کرنے سے اور جواب دیا عمر رضی اللہ عنہ کو ساتھ خوب طرح کے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر زیادہ غضبناک ہونا دو وجہ سے تھا ایک یہ کہ ان کو آپس میں نہایت دوستی تھی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دونوں کو آپس میں بھائی بنایا ہوا تھا دوم یہ کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے پہلی

بار جواب دیا اور دوسری بار عذر کیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مطلق کچھ جواب نہ دیا اور اس کے معنی یہ ہیں کہ میں سخت غضبناک تھا ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے غضب سے عثمان رضی اللہ عنہ پر اور یہ جو کہا کہ اگر حضرت اس کو چھوڑ دیتے تو میں اس کو نکاح کرتا تو ایک روایت میں ہے کہ اگر یہ عذر نہ ہوتا تو میں اس کو قبول کرتا تو اس سے مستفاد ہوتا ہے عذر اس کا بیچ اس کے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نہ کہا جیسے عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو ظاہر ہوا کہ میں آج نکاح نہ کروں اور اس حدیث میں فضیلت ہے راز کے چھپانے کی اور جب خود راز والا اس کو ظاہر کر دے تو سامع سے اس کا جرح اٹھ جاتا ہے اور اس میں عتاب کرنا مرد کا ہے واسطے بھائی اپنے کے اور عذر کرنا اس کا ہے طرف اس کی اور یہ آدمی کی پیدا آشی بات ہے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جو اس راز کو چھپایا تو احتمال ہے کہ وہ ڈرے ہوں اس سے کہ حضرت ﷺ کو ظاہر ہو کہ اس سے نکاح نہ کریں تو اس سے عمر رضی اللہ عنہ کا دل ٹوٹ جائے اور شاید حضرت ﷺ نے ان کو اس کی خبر دی ہوگی کہ میں حصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنا چاہتا ہوں یا بطور مشورے کے یا اس واسطے کہ حضرت ﷺ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کوئی چیز نہ چھپاتے تھے جس کا ارادہ کرتے یہاں تک کہ وہ چیز بھی جس پر عادت میں نقص ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے نکاح میں تھی اور اس بات کو بھی ابو بکر رضی اللہ عنہ سے نہ چھپایا اس واسطے کہ حضرت ﷺ کو یقین تھا کہ وہ آپ کو اپنی جان پر مقدم کرتے ہیں اور اسی واسطے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے اس پر اطلاع ہوئی اور اس سے لیا جاتا ہے کہ نہیں لائق ہے چھوٹے کو یہ کہ نکاح کا پیغام کرے اس عورت کو جس سے کوئی بزرگ نکاح کرنا چاہتا ہو اگرچہ اس کی طرف سے نکاح کا پیغام نہ واقع ہوا ہو چہ جائیکہ اس طرف جھکے اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے نکاح اس عورت سے جس کو حضرت ﷺ نے نکاح کا پیغام کیا ہو یا اس سے نکاح کا ارادہ کیا ہو واسطے قول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کہ اگر حضرت ﷺ اس کو چھوڑ دیتے تو میں اس کو قبول کرتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے آدمی کے کہ یہ کہ عرض کرے اپنی بیٹی وغیرہ کو جس کا وہ ولی ہو اس شخص پر کہ اعتقاد رکھتا ہو اس کی خیر اور بزرگی کا واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے نفع سے جو پھرنے والا ہے طرف اس عورت کے جس کو عرض کیا گیا اور یہ کہ اس میں شرم کرنی لائق نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے عرض کرنا اس کا اس مرد پر اگرچہ اس کے نکاح میں آگے کوئی عورت ہو اس واسطے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نکاح میں اس وقت عورت تھی اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی قسم کھائے کہ فلاں کا راز ظاہر نہیں کرے گا پھر راز والا خود اپنا راز ظاہر کر دے پھر وہ قسم کھانے والا اس کو ظاہر کرے تو وہ حائل نہیں ہوتا اور اس پر کفارہ قسم کا نہیں آتا اس واسطے کہ راز والے نے خود اپنا راز ظاہر کیا ہے قسم کھانے والے نے ظاہر نہیں کیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بیوہ کے نکاح کا پیغام اس کے باپ کو کیا جائے جیسا کہ کنواری کے نکاح کا پیغام اس کے باپ کو کیا جاتا ہے اور خود اس عورت کو نکاح کا پیغام نہ کیا جائے اور نہیں ہے حدیث میں وہ چیز جو دلالت کرے اس پر کہ خود عورت کو نکاح کا پیغام نہ کیا جائے کہا ابن بطال نے کہ جائز ہے واسطے باپ کے کہ نکاح کر دے اپنی بیٹی کو جو بیوہ



ہو بغیر اس کے مشورے کے جب کہ جانتا ہو کہ وہ اس بات کو برا نہیں جانتی اور پیغام کرنے والا اس کے کفو سے ہو اور نہیں ہے حدیث میں تصریح ساتھ نفی مذکور کے مگر یہ کہ لیا جاتا ہے یہ اس کے غیر سے اور البتہ باب باندھا ہے واسطے اس کے نسائی نے کہ نکاح کر دینا مرد کا اپنی بیٹی کو جو بڑی ہو یعنی بالغہ ہو سوا اگر مرد ساتھ رضا مندی کے ہے تو نہیں مخالف ہے قواعد کے اور اگر مراد اس کے ساتھ خبر کرنے کے ہے تو منع کیا جائے، واللہ اعلم۔ (فتح)

۴۷۲۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عَوَّادِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا قَدْ تَحَدَّثْنَا أَنَّكَ نَاصِحٌ ذُرَّةُ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَى أُمَّ سَلَمَةَ لَوْ لَمْ أَنْكِحْ أُمَّ سَلَمَةَ مَا حَلَّتْ لِي إِنْ أَبَاهَا أُخِي مِنْ الرِّضَاعَةِ.

۴۷۲۹۔ حضرت زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ سے کہا کہ البتہ ہم نے آپس میں چرچا کیا کہ بے شک آپ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے جس کا نام درہ ہے نکاح کرنا چاہتے ہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر اگر میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح نہ کیا ہوتا تو بھی وہ مجھ کو حلال نہ تھی کہ بے شک اس کا باپ میرا دودھ شریک بھائی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور نہیں ذکر کیا مقصود ترجمہ کو یعنی جو جملہ اس کا ترجمہ کے موافق ہے اس کو ذکر نہیں کیا واسطے بے پرواہ ہونے کے ساتھ اشارے کے طرف اس کے اور وہ قول ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا ہے کہ میری بہن سے نکاح کر لیجیے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ جَلَّ وَعَزَّ ﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ عِلْمَ اللَّهِ﴾ الْآيَةِ إِلَى قَوْلِهِ ﴿غَفُورٌ حَلِيمٌ﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ گناہ نہیں تم پر کہ پردہ میں کہو پیغام نکاح کا عورتوں کو یا چھپا رکھو اپنے دل میں اللہ کو معلوم ہے غفور حلیم تک۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ شامل ہے یہ آیت چار احکام کو دو مباح ہیں تعریض یعنی کنایت کرنا اور چھپانا اپنے جی میں اور دو منع ہیں نکاح عدت میں اور وعدہ کرنا بیچ اس کے۔

﴿أَوْ أَكْنَنْتُمْ﴾ اَضْمَرْتُمْ وَكُلُّ شَيْءٍ صُنْتُهُ وَأَضْمَرْتَهُ فَهُوَ مَكْنُونٌ.

اوا کنتم کے معنی ہیں چھپا رکھو تم اپنے دل میں اور ہر چیز کہ نگاہ رکھے تو اس کو سووہ مکنون ہے۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ یہ دونوں صورتیں عورت کی عدت کے دنوں میں مباح ہیں کچھ حرج نہیں۔

وَقَالَ لِي طَلْقُ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ مَنْصُورٍ

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول

کی تفسیر میں فیما عروضتم کہا کہ کہے میں نکاح کا ارادہ رکھتا ہوں اور میں دوست رکھتا ہوں کہ مجھ کو کوئی نیک عورت میسر ہو۔

عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿فِيمَا عَرَضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ﴾ يَقُولُ إِنِّي أُرِيدُ التَّزْوِيجَ وَلَوِ دِدْتُ أَنَّهُ تَيْسَّرَ لِي امْرَأَةٌ صَالِحَةٌ.

فائدہ: یہ تفسیر ہے واسطے تعریض کے جو مذکور ہے آیت میں کہا زنجیری نے کہ تعریض یہ ہے کہ ذکر کرے متکلم کسی چیز کو کہ دلالت کرے ساتھ اس کے دوسری چیز پر جس کو ذکر نہیں کیا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ تعریف مجاز کو نہیں نکالتی اور جواب دیا ہے سعد الدین نے کہ اس نے تعریف کا قصد نہیں کیا پھر تحقیق کیا ہے اس نے تعریض کو ساتھ اس کے کہ وہ ذکر کرنا ہے ایک چیز مقصود کا ساتھ لفظ حقیقی یا مجازی یا کنائے کے کہ دلالت کرے ساتھ اس کے دوسری چیز پر جو کلام میں مذکور نہیں مثل اس کے کہ ذکر کرے کہ میں سلام کو آیا ہوں اور مقصد اس کا تقاضا کرنا ہو اور اقتصار کیا ہے بخاری نے اس باب میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث موقوف پر اور باب میں حدیث مرفوع بھی آئی ہے اور وہ فرمانا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے کہ جب تو عدت سے حلال ہو تو مجھ کو خبر کرنا اور اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ مراد ساتھ اس حکم کے وہ عورت ہے جس کا خاوند مرد گیا ہو اور جو عورت کہ طلاق بائن کی عدت میں ہو تو اس میں اختلاف ہے اور اسی طرح جس کا نکاح موقوف ہو اور بہر حال رجعی طلاق والی عورت تو کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ نہیں جائز ہے واسطے کسی کے اس کو عدت میں نکاح کی تعریض کرے اور حاصل یہ ہے کہ صریح نکاح کا پیغام ب عدت والی عورتوں کو حرام ہے اور تعریض مباح ہے واسطے پہلی کے حرام ہے پچھلی میں مختلف ہے بائن میں۔ (فتح)

وَقَالَ الْقَاسِمُ يَقُولُ إِنَّكَ عَلَيَّ كَرِيمَةٌ وَإِنِّي فِيكَ لَرَاغِبٌ وَإِنَّ اللَّهَ لَسَانِقٌ إِلَيْكَ خَيْرًا أَوْ نَحْوَ هَذَا.

اور کہا قاسم نے کہ کہے کہ بے شک تو مجھ پر بزرگ ہے اور البتہ میں تجھ میں رغبت کرنے والا ہوں اور اللہ ہانکنے والا ہے تیری طرف خیر کو یا مانند اس کے۔

فائدہ: یہ دوسری تفسیر ہے واسطے تعریض کے اور یہ سب مثالیں ہیں اسی واسطے اس کے اخیر میں کہا یا مانند اس کے اور ایک روایت میں ہے کہ یہ اس کے خاوند کی موت میں کہے اور یہ جو مثالوں میں کہا کہ البتہ میں تجھ میں رغبت کرنے والا ہوں تو یہ دلالت کرتا ہے کہ اگر عدت میں صریح رغبت کا لفظ بولے تو منع نہیں اور نہیں ہوتا ہے صریح اس کے نکاح کے پیغام میں یہاں تک کہ تصریح کرے ساتھ متعلق رغبت کے جیسے کہے میں تیرے نکاح میں رغبت کرنے والا ہوں اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ جو قاسم نے ذکر کیا ہے یہ تعریض کی صورت ہے اور تصریح کی صورتوں میں سے یہ ہے کہ کہے کہ اپنی جان کو مجھ سے آگے نہ بڑھا کہ میں تجھ سے نکاح کرنے والا ہوں اور اگر یہ نہ کہے کہ میں تجھ سے نکاح کرنے والا ہوں تو یہ تعریض کی صورت ہے۔

وَقَالَ عَطَاءٌ يُعْرَضُ وَلَا يَبُوحُ يَقُولُ إِنَّ لِي حَاجَةً وَأَبْشِرِي وَأَنْتِ بِحَمْدِ اللَّهِ نَافِقَةٌ وَتَقُولُ هِيَ قَدْ أَسْمَعَ مَا تَقُولُ وَلَا تَعِدُ شَيْئًا وَلَا يُوَاعِدُ وَلَيْهَا بِغَيْرِ عِلْمِهَا وَإِنْ وَاعَدْتَ رَجُلًا فِي عِدَّتِهَا ثُمَّ نَكَحَهَا بَعْدَ لَمْ يَفَرِّقْ بَيْنَهُمَا.

یعنی اور کہا عطاء نے کہ تعریض کرے اور صریح نہ کہے یعنی یوں کہے کہ مجھ کو حاجت ہے اور تو ساتھ حمد اللہ کے ہر شخص کو محبوب ہے اور تجھ کو ہر شخص چاہتا ہے اور وہ عورت کہے کہ البتہ میں سنتی ہوں جو تو کہتا ہے اور نہ وعدہ کرے کچھ اور نہ وعدہ کرے اس کا ولی بغیر اس کے علم کے اور اگر عورت اپنی عدت میں کسی شخص سے نکاح کا وعدہ کرے پھر وہ مرد اس کے بعد یعنی عدت گزرنے کے بعد اس سے نکاح کرے تو ان کے درمیان تفریق نہ کی جائے۔

**فائدہ:** یعنی نکاح کے صحیح ہونے میں کچھ نقصان نہیں آتا اگرچہ گناہ واقع ہوتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ بہتر ہے واسطے تیرے یہ کہ تو اس سے جدا ہو جائے اور اگر عدت میں نکاح کا پیغام صریح کرے لیکن عقد عدت گزرنے کے بعد کرے تو اس میں اختلاف ہے سوامام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ اس سے جدا ہو جائے اس کے ساتھ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ نکاح صحیح ہو جاتا ہے اگرچہ مرتکب ہوا ہے نبی کو ساتھ تصریح مذکور کے واسطے مختلف ہونے جہت کے اور کہا مہلب نے کہ علت منع کی تصریح سے عدت میں یہ ہے کہ یہ ذریعہ ہے طرف جماع کے عدت میں اور وہ رد کی گئی ہے اس میں مردے کے پانے پر یا مطلق اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ یہ علت صرف عقد کے منع ہونے کی قابلیت رکھتی ہے مجرد تصریح کی نہیں رکھتی مگر یہ کہ کہا جائے کہ تصریح ذریعہ ہے عقد کا اور عقد ذریعہ ہے جماع کا اور اگر عقد عدت میں واقع ہو اور دخول کرے تو اتفاق ہے سب علماء کا اس پر کہ ان کے درمیان تفریق کی جائے اور کہا مالک رحمہ اللہ اور لیث اور اوزاعی نے کہ نہیں حلال ہے اس کو نکاح کرنا اس عورت سے اس کے بعد اور باقی لوگوں نے کہا کہ اس کو حلال ہے کہ جب عدت گزر جائے تو اس سے نکاح کرے جب چاہے۔

وَقَالَ الْحَسَنُ «لَا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا»  
یعنی اور حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا کہ مراد سرّاً سے اللہ تعالیٰ کے قول «وَلَا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا» میں زنا ہے۔

**فائدہ:** اور قول اس کا سرّاً کہا قنادہ نے اس کی تفسیر میں کہ عدت میں عورت سے عہد و پیمان نہ لے لے یہ کہ عورت اس کے سوائے کسی اور کو نکاح نہ کرے اور یہ احسن ہے اس شخص کے قول سے جو اس کو زنا کے ساتھ تفسیر کرتا ہے اس واسطے کہ کلام کا ماقبل اور مابعد اس پر دلالت نہیں کرتا اور جائز ہے لغت میں یہ کہ نام رکھا جائے جماع کا سرّاً اور اس واسطے جائز ہے اطلاق اس کا عقد پر اور نہیں شک ہے کہ وعدہ کرنا زیادہ ہے تعریض باذن فیہ سے اور استدلال کیا گیا

ہے ساتھ آیت کے اس پر کہ تعریض قذف میں نہیں واجب کرتی حد کو اس واسطے کہ عدت والی عورت کو نکاح کا پیغام کرنا حرام ہے اور اس میں تصریح اور تعریض کے ساتھ فرق کیا گیا ہے سو تصریح منع ہے اور تعریض جائز ہے باوجود اس کے کہ مقصود مفہوم ہے دونوں سے پس اسی واسطے فرق کیا جاتا ہے سچ واجب کرنے حد قذف کے درمیان تصریح اور تعریض کے۔ (فتح)

وَيَذْكُرُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ﴾ تَنْقِضِي الْعِدَّةَ.  
اور ذکر کیا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مراد اللہ تعالیٰ کے قول حتی یبلغ الكتاب اجله سے یہ ہے کہ عدت گزر جائے یعنی نہ قصد کرو نکاح کا یہاں تک کہ عدت گزر جائے۔

بَابُ النَّظَرِ إِلَى الْمَرْأَةِ قَبْلَ التَّزْوِيجِ. باب ہے نکاح سے پہلے عورت کو دیکھنا۔

فائدہ: استنباط کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس کا جامعو ہونا باب کی دونوں حدیثوں سے اس واسطے کہ جن حدیثوں سے اس بات کی تصریح ہے وہ بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہیں اگرچہ صحیح ہیں اور اس باب میں بہت حدیثیں آچکی ہیں ان میں زیادہ تر صحیح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ ایک مرد نے کہا کہ میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کا ارادہ کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تو نے اس کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جا اس کو دیکھ لے اس واسطے کہ انصاریوں کی آنکھ میں کچھ چیز ہے روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور مراد چیز سے آنکھ کا چھوٹا ہونا ہے اور مراد مرد سے احتمال ہے کہ مغیرہ رضی اللہ عنہا ہو اس واسطے کہ ترمذی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ اس نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام کیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو دیکھ لے اس واسطے کہ یہ لائق تر ہے کہ الفت ڈالے درمیان تمہارے اور ابو داؤد نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے کسی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجے سو اگر اس سے ہو سکے کہ نظر کرے اس چیز کی طرف یعنی اس کے اعضاء کے جو اس کو اس کے نکاح کی باعث ہو تو چاہیے کہ کرے اور اس کی سند حسن ہے اور واسطے اس کے شاہد ہے محمد بن سلمہ کی حدیث سے صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے۔ (فتح)

۴۷۲۰ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُكَ فِي الْمَنَامِ يَجِيءُ بِكَ الْمَلَكُ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ فَقَالَ لِي ۳۷۳۰ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا مجھ سے کہ میں نے تجھ کو خواب میں دیکھا کہ فرشتہ تجھ کو میرے پاس لاتا ہے ریشمی نکلے میں سو وہ یوں کہتا ہے کہ یہ تیری بیوی ہے سو میں نے تیرے چہرے سے کپڑا کھولا تو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ صورت تیری ہے سو میں کہتا

ہوں کہ اگر یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو واقع کرے گا یعنی تو میرے نکاح میں آئے گی یعنی اگر اس خواب کی کوئی تعبیر نہیں ہوئی تو بے شک نکاح ہوگا اس واسطے کہ پیغمبر ﷺ کی خواب میں کچھ شک اور تردد نہیں۔

**فائدہ:** ایک روایت میں اکشفا ساتھ لفظ مضارع کے ہے اور تعبیر لفظ مضارع کی واسطے حاضر کرنے صورت حال کے ہے کہا ابن نمیر نے کہ احتمال ہے کہ دیکھی ہو حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے اعضاء سے وہ چیز جس کا مخاطب کو دیکھنا جائز ہے اور ضمیر اکشفا میں واسطے سرقہ کے ہے اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے محمول کیا ہے اس کو اس پر کہ پیغمبروں کا خواب وحی ہے اور یہ کہ وہ جس طرح جاگتے معصوم ہیں اسی طرح خواب میں بھی معصوم ہیں اور نیز اس نے کہا کہ اس حدیث سے ترجمہ پر استدلال کرنا ٹھیک نہیں بلکہ اس میں نظر ہے اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت لڑکپن کی عمر میں تھیں سو البتہ ان میں کوئی مستور چیز نہ تھی لیکن لگاؤ طلب کیا جاتا ہے ساتھ اس کے فی الجملہ کہ نکاح سے پہلے عورت کے دیکھنے میں ایک مصلحت ہے جو راجع ہے طرف عقد کے اور یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ اس کو واقع کرے گا تو کہا عیاض نے احتمال ہے کہ یہ واقعہ پیغمبر ہونے سے پہلے ہو سوا اس میں کچھ اشکال نہیں اور اگر پیغمبر ہونے کے بعد ہو تو اس میں تین احتمال ہیں ایک تردد ہے اس میں کہ کیا وہ دنیا اور آخرت دونوں میں آپ کی بیوی ہے یا فقط دنیا میں؟ دوسرا یہ شک ہے اس کا ظاہر مراد نہیں، تیسرا وجہ تردد کی یہ ہے کہ آیا وہ خواب وحی ہے اپنے ظاہر اور حقیقت پر ہے یا خواب وحی ہے کہ اس کے واسطے کوئی تعبیر ہے اور دونوں کام پیغمبروں کے حق میں جائز ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اخیر احتمال معتد ہے اور اس کے سوائے کوئی احتمال ٹھیک نہیں اور پہلے احتمال کو رد کرتا ہے سیاق حدیث کا اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا موجود تھیں کہ ظاہر حضرت ﷺ کے اس قول کا کہ اچانک وہ صورت تیری تھی مشعر ہے کہ حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کے پہلے دیکھا ہو اور پہچانا تھا اور واقع یہ ہے کہ وہ پیغمبر ہونے کے بعد پیدا ہوئیں اور تین احتمال کے پہلے احتمال کو رد کرتی ہے حدیث ابن حبان کی کہ وہ تیری بیوی ہے دنیا اور آخرت میں اور دوسرا احتمال بعید ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

۴۷۳۱۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو اس نے عرض کیا کہ یا حضرت! میں آئی ہوں تاکہ اپنی جان آپ کو بخشوں سو حضرت ﷺ نے اس کی طرف نظر کی یعنی اس کو سر سے پاؤں تک دیکھا پھر اپنے سر کو نیچے ڈالا سو جب اس عورت نے

۴۷۳۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ جِئْتُ لِأَهَبَ لَكَ نَفْسِي فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

دیکھا کہ حضرت ﷺ نے اس کے حق میں کچھ حکم نہیں کیا تو بیٹھ گئی پھر ایک مرد حضرت ﷺ کے اصحاب میں سے اٹھا سو اس نے کہا یا حضرت! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو مجھ کو نکاح کر دیجیے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا قسم ہے اللہ کی یا حضرت! میں نے کچھ چیز نہیں پائی فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے پاس جا سو تلاش کر کیا تو کچھ پاتا ہے سو وہ گیا پھر پھر سو کہا کہ قسم ہے اللہ کی یا حضرت! میں نے کچھ چیز نہیں پائی، حضرت ﷺ نے فرمایا جا اور تلاش کر اگر چہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو سو وہ گیا پھر پھر سو کہا قسم ہے اللہ کی یا حضرت! اور میں نے لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں پائی لیکن میرا تہہ بند ہے سو آدھا اس کو دیتا ہوں سہل بن عبداللہ نے کہا کہ اس کے پاس چادر نہ تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو کیا کرے گا اپنے اس تہہ بند کو اگر تو اس کو پہنے گا تو اس پر اس سے کچھ نہ رہے گا اور اگر وہ اس کو پہنے گی تو تجھ پر کچھ نہ رہے گا سو وہ مرد بیٹھ گیا یہاں تک کہ اس کو بیٹھے بہت دیر ہوئی پھر اٹھا سو حضرت ﷺ نے اس کو پیٹھ پھرتے دیکھا تو حضرت ﷺ نے اس کے بلانے کا حکم کیا سو وہ بلایا گیا پھر جب آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تجھ کو قرآن یاد ہے؟ اس نے کہا کہ مجھ کو فلائی فلائی سورت یاد ہے اس نے ان کو گنا فرمایا کہ کیا تو ان کو یاد پڑھ سکتا ہے؟ اس نے کہ ہاں، حضرت ﷺ نے فرمایا جا کہ ہم نے تجھ کو اس عورت کا مالک کر دیا قرآن یاد کروانے کے بدلے پر جو تجھ کو یاد ہے۔

فائدہ: اور شاہد ترجمہ کہ اس حدیث سے یہ قول اس کا ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو پاؤں تک دیکھا اور اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور کہا جمہور نے کہ جائز ہے واسطے مرد کے یہ کہ دیکھے اس عورت کو جس کو نکاح کا پیغام بھیجا ہو کہا انہوں نے اور اس کی دونوں ہتھیلیوں اور منہ کے سوا اور کسی چیز کو نہ دیکھے اور کہا اوزاعی نے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَعَّدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَاطَأَ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَأَتْ الْمَرْأَةَ أَنَّهُ لَمْ يَقْضَ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَيْ رَسُولَ اللَّهِ إِنْ لَّمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَرُوجِئِهَا فَقَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ اذْهَبْ إِلَى أَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا قَالَ انْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا خَاتَمًا مِّنْ حَدِيدٍ وَلَكِنْ هَذَا إِذَا رَأَى قَالَ سَهْلٌ مَا لَهُ رِدَاءٌ فَلَهَا يَصْفُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصْنَعُ يَا زَارِكُ إِنْ لَيْسَتْ لَهُ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَيْسَتْ لَهُ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتَّى طَالَ مَجْلِسُهُ ثُمَّ قَامَ قَرَأَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فُدْعِيَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ مَعِيَ سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا عَدَدُهَا قَالَ اتَّقُرَّوْهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ مَلَكَتْكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

کہ اس کا جو عضو چاہے دیکھے سوائے شرم گاہ کے اور کہا ابن حزم نے کہ جائز ہے کہ اس کے آگے پیچھے کو دیکھے اور احمد کی اس میں تین روایتیں ہیں پہلی مانند جمہور کے ہے دوسری یہ کہ جو عضو اکثر اوقات کھلا رہتا ہے اس کو دیکھے تیسری یہ ہے کہ اس کو نگنی دیکھے اور نیز جمہور نے کہا کہ جائز ہے کہ اس کو دیکھے جب چاہے اس کی اجازت کے بغیر اور مالک سے ایک روایت ہے کہ اس کی اجازت شرط ہے اور نقل کیا ہے طحاوی نے ایک قوم سے کہ نکاح سے پہلے مخطوبہ عورت کو دیکھنا کسی حال میں درست نہیں اس واسطے کہ وہ اس وقت ابھی بیگانی ہے اور روکیا ہے اس نے اوپر ان کے ساتھ حدیثوں مذکورہ کے۔ (فتح) اور یہی مذہب ہے ابو حنفیہ اور ان کے دونوں ساتھیوں کا اور یہی قول ہے شافعی کا۔

بَابُ مَنْ قَالَ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ  
باب ہے بیچ بیان اس شخص کے جو کہتا ہے کہ نہیں ہے نکاح مگر ساتھ ولی کے۔

فائدہ: استنباط کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس حکم کو آیتوں اور حدیثوں سے جن کو اس باب میں بیان کیا ہے اس واسطے کہ جس حدیث میں ترجمہ کا لفظ وارد ہوا ہے وہ اس کی شرط پر نہیں اور مشہور اس میں حدیث ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی ہے مرفوع ساتھ لفظ اس کے کی روایت کیا ہے اس کو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم اور ابن حبان نے لیکن کہا ترمذی نے اس کے بعد کہ ذکر کیا اختلاف کو کہ مجملہ ان لوگوں کے جنہوں نے اس کو موصول کیا ہے اسرائیل ہے ابو اسحاق سے اس نے روایت کی ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے اس نے اپنے باپ سے اور مجملہ ان لوگوں کے جنہوں نے اس کو مرسل روایت کیا ہے شعبہ اور سفیان ہے ابو اسحاق سے اس نے روایت کی ہے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے نہیں ہے اس میں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور جس نے اس کو موصول کیا ہے وہ صحیح تر ہے اس واسطے کہ سنا ہے انہوں نے اس کو مختلف اوقات میں اور شعبہ اور سفیان اگرچہ زیادہ تر حافظ ہیں سب راویوں سے جنہوں نے اس کو ابو اسحاق سے روایت کیا ہے لیکن دونوں نے اس کو ایک وقت میں سنا ہے پھر بیان کیا ابو داؤد طیالسی کے طریق سے اس نے روایت کی شعبہ سے کہا سنا میں سفیان ثوری سے کہ ابو اسحاق سے پوچھتا تھا کہ کیا تو نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نکاح نہیں ہے مگر ساتھ ولی کے؟ اس نے کہا ہاں اور اسرائیل ثابت ہے ابو اسحاق میں پھر بیان کیا مہدی کے طریق سے اور اس نے کہا کہ نہیں فوت ہوا مجھ سے جو فوت ہوا مجھ سے ثوری کی حدیث سے ابو اسحاق سے مگر اس واسطے کہ اعتماد کیا میں نے اسرائیل پر اس واسطے کہ وہ اس کو پورے طور سے بیان کرتا تھا اور روایت کی ہے ابن عدی نے عبد الرحمن بن مہدی سے کہ اسرائیل ابو اسحاق میں اثبت ہے شعبہ اور سفیان سے اور مسند کیا ہے حاکم نے علی بن مدینی اور بخاری اور ذہبی وغیرہم کی حدیث سے کہ انہوں نے اسرائیل کی حدیث کو صحیح کہا ہے اور جو تا مل کرے جو میں نے ذکر کیا تو پہچان لے کہ جنہوں نے اس کے موصول ہونے کو صحیح کہا ہے تو ان کی سند فقط یہی نہیں ہے کہ وہ زیادتی ثقہ کی ہے بلکہ واسطے قرینوں کے جو تقاضا کرتی ہیں واسطے ترجیح روایت اسرائیل کے کہ موصول کیا ہے اس کو

اس کے غیر پر اور اس حدیث کے باقی طریقوں کی طرف آئندہ اشارہ آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ علاوہ یہ ہے کہ استدلال کرنا ساتھ لا نکاح کے اوپر منع ہونے نکاح کے بغیر ولی کے منظور فیہ ہے اس واسطے کہ وہ محتاج ہے طرف تقدیر کے سو جو نفی صحت کی مقدر کرتا ہے تو قائم ہوتا ہے واسطے اس کے یہ استدلال اور جو نفی کمال کی مقدر کرتا ہے اس پر اعتراض ہوتا ہے سو وہ محتاج ہے طرف تائید احتمال اول کے ساتھ ان دلیلوں کے جو باب میں مذکور ہیں اور جو اس کے مابعد ہیں۔ (فتح)

لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ﴾  
فَدْخَلَ فِيهِ الثِّبْتُ وَكَذَلِكَ الْبُكْرُ.

یعنی نہیں صحیح ہے نکاح بغیر ولی کے واسطے دلیل اس آیت کے کہ جب طلاق دوئم عورتوں کو سو پہنچ جائیں اپنی عدت کو تو نہ روکو ان کو یہ کہ نکاح کر لیں اپنے خاوندوں سے سو داخل ہوئی اس میں عورت شوہر دیدہ اور اسی طرح کنواری۔

فائدہ: اور یہ ظاہر ہے واسطے عام ہونے لفظ نساء کے اور وجہ حجت پکڑنے کی آیت سے واسطے ترجمہ کے آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ نکاح کر دو مشرکوں کو یہاں تک کہ ایمان لائیں۔

وَقَالَ ﴿وَلَا تُنِكَحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُوا﴾.

فائدہ: وجہ حجت پکڑنے کی اس آیت سے اور جو اس کے بعد ہے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خطاب کیا ساتھ نکاح کر دینے کے مردوں کو اور نہیں خطاب کیا ساتھ اس کے عورتوں کو سو گویا کہا کہ نہ نکاح کر دو اے ولیو! مشرکوں کو وہ عورتیں جن کے تم ولی ہو۔

یعنی اور نکاح کر دو اپنی بیوہ عورتوں کو۔

وَقَالَ ﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ﴾.

۴۷۳۲۔ قَالَ يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ ح وَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النِّكَاحَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ عَلَى أَرْبَعَةِ أَنْحَاءٍ فَنِكَاحٌ مِنْهَا نِكَاحُ النَّاسِ الْيَوْمَ يَخْطُبُ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ وَلَيْتَهُ أَوْ

۴۷۳۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ کی بیوی سے روایت ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں نکاح چار قسم پر تھا اس میں سے ایک قسم یہ نکاح ہے جو آجکل لوگ کرتے ہیں ایک مرد دوسرے مرد کو اس کی ولیہ یا بیٹی کے نکاح کا پیغام بھیجتا سو اس کے مہر کو معین کرتا (اور اس کی تعداد کا نام لیتا) پھر اس سے نکاح کرتا دوسری قسم یہ ہے کہ دستور تھا کہ کوئی مرد اپنی عورت سے کہتا جب وہ اپنے حیض سے پاک ہوتی کہ فلا نے مرد کو بلائے اور اس سے جماع طلب کر یعنی اس کو کہہ کہ تجھ



سے جماع کرے اور اس کا خاوند اس سے الگ ہو جاتا اور اس سے کبھی صحبت نہ کرتا یہاں تک کہ ظاہر ہوتا حمل اس کا اس مرد سے جس سے جماع کرانا چاہتی پھر جب اس کا حمل ظاہر ہوتا تو اس کا خاوند اس سے صحبت کرتا جب چاہتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کرتا وہ مرد یہ کام واسطے رغبت کے اولاد کی شرافت اور نجابت میں یعنی واسطے حاصل کرنے کے مرد کی منی سے اس واسطے کہ تھے طلب کرتے اس کو اپنے سرداروں اور رئیسوں سے دلاوری اور سخاوت وغیرہ سے تا کہ اولاد نجیب اور شریف ہو تو اس نکاح کا نام نکاح استبضاع تھا تیسری قسم یہ ہے کہ دس سے کم مرد جمع ہوتے پھر ایک عورت پر داخل ہوتے اور سب اس سے صحبت کرتے سو جب وہ حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی اور اس پر چند روز گزرتے بچہ جننے کے بعد تو ان مردوں کو بلا بھیجتی سو کوئی مرد ان میں سے باز نہ رہ سکتا یہاں تک کہ اس کے پاس جمع ہوتے وہ ان سے کہتی کہ البتہ تم نے اپنے کام کو پہچانا جو تم نے کیا اور البتہ میں نے بچہ جنا سوائے فلا نے وہ تیرا بیٹا ہے نام لیتی جس کا چاہتی سو اس عورت کا بیٹا اس مرد کے ساتھ لاحق ہوتا یعنی وہ اسی کا بیٹا سمجھا جاتا وہ مرد اس سے انکار نہ کر سکتا، چوتھی قسم یہ ہے کہ بہت لوگ جمع ہو کر ایک عورت پر داخل ہوتے نہ باز رہتی اس شخص سے جو اس کے پاس آتا اور وہ حرام کار عورتیں تھیں کہ اپنے دروازوں پر جھنڈے کھڑے کرتی تھیں یعنی تاکہ ان کو ہر کوئی پہچانے سو جو ان کا ارادہ کرتا ان پر داخل ہوتا پھر جب کوئی ان میں سے حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی تو وہ سب اس کے پاس جمع کیے جاتے اور اپنے واسطے قیافہ شناس کو بلاتے سو لاحق کرتے اس کے بچے کو جس کے ساتھ اس کی

ابْنَتَهُ فَيَصِدُّقُهَا ثُمَّ يَنْكِحُهَا وَنِكَاحُ آخَرُ كَانَ الرَّجُلُ يَقُولُ لِامْرَأَتِهِ إِذَا طَهَرْتُ مِنْ طَمَئِهَا أُرْسِلِي إِلَى فُلَانٍ فَاسْتَبْضِعِي مِنْهُ وَيَعْتَزُّلُهَا زَوْجَهَا وَلَا يَمَسُّهَا أَبَدًا حَتَّى يَتَبَيَّنَ حَمْلُهَا مِنْ ذَلِكَ الرَّجُلِ الَّذِي تَسْتَبْضِعُ مِنْهُ فَإِذَا تَبَيَّنَ حَمْلُهَا أَصَابَهَا زَوْجُهَا إِذَا أَحَبَّ وَإِنَّمَا يَفْعَلُ ذَلِكَ رَغْبَةً فِي نَجَابَةِ الْوَلَدِ فَكَانَ هَذَا النِّكَاحُ نِكَاحُ الْإِسْتِبْضَاعِ وَنِكَاحُ آخَرُ يَجْمَعُ الرَّهْطُ مَا دُونَ الْعَشْرَةِ فَيَدْخُلُونَ عَلَى الْمَرْأَةِ كُلُّهُمْ يُصِيبُهَا فَإِذَا حَمَلَتْ وَوَضَعَتْ وَمَرَّ عَلَيْهَا لَيَالٍ بَعْدَ أَنْ تَضَعَ حَمْلَهَا أُرْسِلَتْ إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَسْتَطِعْ رَجُلٌ مِنْهُمْ أَنْ يَمْتَنِعَ حَتَّى يَجْتَمِعُوا عِنْدَهَا تَقُولُ لَهُمْ قَدْ عَرَفْتُمْ الَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِكُمْ وَقَدْ وَلَدْتُ فَهَوَ ابْنُكَ يَا فُلَانُ تَسْمِي مَنْ أَحَبَّتْ بِاسْمِهِ فَيَلْحَقُ بِهِ وَلَدَهَا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَمْتَنِعَ بِهِ الرَّجُلُ وَنِكَاحُ الرَّابِعِ يَجْتَمِعُ النَّاسُ الْكَثِيرُ فَيَدْخُلُونَ عَلَى الْمَرْأَةِ لَا تَمْتَنِعُ مِمَّنْ جَاءَهَا وَهَنَّ الْبَغَايَا كُنَّ يَنْصِبْنَ عَلَى أَبْوَابِهِنَّ رَايَاتٍ تَكُونُ عَلَمًا فَمَنْ أَرَادَهُنَّ دَخَلَ عَلَيْهِنَّ فَإِذَا حَمَلَتْ إِحْدَاهُنَّ وَوَضَعَتْ حَمْلَهَا جُمِعُوا لَهَا وَدَعُوا لَهُمُ الْقَافَةَ ثُمَّ أَلْحَقُوا وَلَدَهَا بِالَّذِي يَرَوْنَ فَالْتَأَطَ بِهِ وَدُعِيَ ابْنُهُ لَا

يَمْتَنِعُ مِنْ ذَلِكَ فَلَمَّا بُعِثَ مُحَمَّدٌ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ هَذَا نِكَاحُ  
 الْجَاهِلِيَّةِ كُلِّهِ إِلَّا نِكَاحَ النَّاسِ الْيَوْمَ.

مشابہت دکھائی جاتی سو وہ اس کے ساتھ لاحق ہوتا اور اس کا  
 بیٹا بلایا جاتا اس سے ہٹ نہ سکتا پھر جب حضرت ﷺ سچے  
 پیغمبر ہوئے تو جاہلیت کے سب نکاحوں کو ڈھا دیا گیا مگر جو  
 نکاح کہ لوگ آج کرتے ہیں۔

**فائدہ:** یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ذکر کیا کہ جاہلیت کے زمانے میں نکاح چار قسم تھا تو کہا داؤدی نے کہ چند قسمیں نکاح  
 کی باقی رہیں ان کو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ذکر نہیں کیا ایک نکاح خدن ہے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿ولا متخذات  
 اخدان﴾ کہتے تھے کہ جو چھپے یاری لگائے اس کا کچھ ڈرنیں اور جو ظاہر ہو وہ ملامت ہے دوسرا نکاح متعہ کا وفد  
 تقدم بینه تیسرا نکاح بدل ہے اور روایت کی دارقطنی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نکاح بدل جاہلیت کے زمانے میں تھا  
 ایک مرد دوسرے مرد کو کہتا کہ تو میرے واسطے اپنی عورت کو چھوڑ دے اور میں تیرے واسطے اپنی عورت کو چھوڑ دیتا  
 ہوں اور کچھ زیادہ دیتا ہوں اور اس کی سند ضعیف ہے۔ میں کہتا ہوں اور پہلا قسم وارد نہیں ہوتا اس واسطے کہ مراد  
 عائشہ رضی اللہ عنہا کی اُن عورتوں کا بیان کرنا ہے جن کے خاوند تھے یا جس کو خاوند نے اس کی اجازت دی تھی اور احتمال ہے  
 کہ دوسرا قسم بھی وارد نہ ہو اس واسطے کہ ممنوع اس سے ہونا اس کا ہے مقدمہ ساتھ وقت معین کے نہ یہ کہ ولی کا نہ ہونا  
 اس میں شرط ہے اور نہ وارد ہونا تیسرے کا سب سے زیادہ تر ظاہر ہے اور یہ جو کہا کہ جب حیض سے پاک ہوتی تو  
 راز اس میں یہ ہے کہ تا کہ اس کو جلدی سے اس کا نطفہ ٹھہر جائے اور یہ جو کہا کہ یہ تیرا بیٹا ہے یعنی جب لڑکا زینہ ہو  
 اور جب لڑکی ہوتی تو کہتی یہ تیری بیٹی ہے لیکن احتمال ہے کہ نہ کرتی ہو یہ کام مگر جب کہ لڑکا ہوتا ہو اس واسطے کہ معلوم  
 ہے کہ وہ بیٹی کو برا جانتے تھے اور بعض بیٹیوں کو مار ڈالتے تھے اور قافہ اس شخص کو کہتے ہیں جو پچپانے مشابہت بچے کی  
 ساتھ والد کے پوشیدہ نشانیوں سے اور یہ جو کہا سب نکاحوں کو ڈھا ڈالا تو داخل ہے اس میں جس کو ذکر کیا اور جس کو نہ  
 ذکر کیا اور یہ جو کہا مگر یہ نکاح جو لوگ آج کل کرتے ہیں یعنی جس کو میں نے اول ذکر کیا اور وہ یہ ہے کہ ایک مرد  
 دوسرے کو نکاح کا پیغام بھیجے اور حجت پکڑی بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے اوپر شرط ہونے ولی کے اور تعاقب کیا گیا  
 ہے ساتھ اس کے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا جو اس حدیث کی راوی ہیں وہ بغیر ولی کے نکاح کو جائز رکھتی ہیں جیسے کہ مالک نے  
 روایت کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بھتیجی یعنی عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی بیٹی کو نکاح کر دیا اور وہ موجود نہ تھا اور جواب یہ دیا  
 گیا ہے کہ حدیث میں اس کی تصریح وارد نہیں ہوئی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود اپنی زبان سے عقد نکاح کروایا تھا  
 البتہ احتمال ہے کہ ان کی وہ بھتیجی شوہر دیدہ ہو اور کفو کی طرف بلایا ہو اور اس کا باپ موجود نہ تھا سو منتقل ہوئی ولایت  
 طرف ولی ابعد کے یا طرف بادشاہ کے اور البتہ صحیح ہو چکا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نکاح کر دیا ایک مرد کو اپنے بھائی کی  
 اولاد سے سوان کے درمیان پردہ ڈالا پھر کلام کیا یہاں تک کہ جب عقد کے سوائے کچھ باقی نہ رہا تو انہوں نے ایک

مرد کو حکم کیا اس نے نکاح پڑھا پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ عورتوں کو نکاح باندھنے کا اختیار نہیں روایت کیا ہے اس کو عبدالرزاق نے۔ (فتح)

۴۷۳۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں اور جو پڑھا جاتا ہے تم پر کتاب میں یتیم لڑکیوں کے حق میں کہ نہیں دیتے تم ان کو جو ان کے واسطے لکھا گیا ہے اور تم چاہتے ہو کہ تم ان کے نکاح کرو، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ یہ آیت یتیم لڑکی کے حق میں ہے جو کسی مرد یعنی ولی کی گود میں ہو شاید وہ اس کو اس کے مال میں شریک ہوتی ہو اور وہ قریب تر ہے طرف اس کے یعنی اور ولیوں سے بچ نکاح کرنے اس کے ساتھ اپنے سونہ پھیرتا ہے کہ اس کے ساتھ نکاح کرے سو روکتا ہے اس کو اس کے مال کے سبب سے اور اس کو غیر کے نکاح میں نہیں دیتا واسطے برا جانتے ہوئے اس بات کو کہ کوئی اس کو اس کے مال میں شریک ہو۔

۴۷۳۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ ؓ وَمَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ اللَّائِي لَا تُؤْتَوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ ۖ قَالَتْ هَذَا فِي الْيَتِيمَةِ الَّتِي تَكُونُ عِنْدَ الرَّجُلِ لَعَلَّهَا أَنْ تَكُونَ شَرِيكَتَهُ فِي مَالِهِ وَهُوَ أَوْلَى بِهَا فَيَرْغَبُ عَنْهَا أَنْ يَنْكِحَهَا فَيَعْضَلُهَا لِمَالِهَا وَلَا يَنْكِحَهَا غَيْرَهُ كَرَاهِيَةً أَنْ يَشْرَكَهُ أَحَدٌ فِي مَالِهَا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

۴۷۳۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنَ ابْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ تُوَفِّيَ بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ عُمَرُ لَقِيتُ عُمَثَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ إِنَّ بِنْتَ اَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ فَقَالَ سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِي فَلَبِثْتُ لَبَائِي ثُمَّ لَقِيتُ فَقَالَ بَدَأَ لِي أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هَذَا قَالَ عُمَرُ فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ

۴۷۳۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حفصہ رضی اللہ عنہا عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی حنیس سے بیوہ ہوئیں اور وہ ان اصحاب میں سے تھا جو جنگ بدر میں موجود تھے مدینہ میں فوت ہوا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو اس پر عرض کیا سو میں نے کہا کہ اگر تو چاہے تو میں تجھ کو حفصہ رضی اللہ عنہا نکاح کر دوں؟ اس نے کہا کہ میں اپنے کام میں سوچوں گا، سو میں چند دن ٹھہرا پھر مجھ کو ملا سو اس نے کہا مجھ کو ظاہر ہوا کہ میں آج نکاح نہ کروں پھر میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ملا سو میں نے کہا کہ اگر تو چاہے تو میں تجھ کو حفصہ رضی اللہ عنہا نکاح کر دوں۔

إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ.

فائدہ: دلالت کی اس حدیث نے اعتبار کرنا ولی کافی الجملہ اور اس کی شرح عنقریب گزر چکی ہے۔ (فتح)

۴۷۳۵۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ روکو ان کو یہ کہ نکاح کریں اپنے خاوندوں سے کہا حسن بصری رحمہ اللہ نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے کہ یہ آیت اس کے حق میں اتری کہا کہ میں نے اپنی بہن ایک مرد کو نکاح کر دی اور اس نے اس کو طلاق دی یہاں تک کہ جب اس کی عدت گزر چکی تو آیا اس کے نکاح کا پیغام کرتا یعنی اس کے ولی سے کہ وہ میں تھا تو میں نے کہا میں نے تجھ کو اپنی بہن نکاح کر دی اور میں نے اس کو تیرا بچھونا ٹھہرایا اور میں نے تجھ کو اکرام کیا سو تو نے اس کو طلاق دی پھر تو اس کے نکاح کے پیغام کو آیا قسم ہے اللہ کی وہ تیری طرف کبھی نہیں پھرے گی یعنی میں تجھ کو کبھی نکاح نہیں کروں گا اور وہ کھرا آدمی تھا یا نیک آدمی تھا اور وہ عورت یہی چاہتی تھی کہ اس کی طرف پلٹ جائے یعنی مرد کو اس کی حاجت تھی اور عورت کو اس کی حاجت تھی سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ ان کو نہ روکو سو میں نے کہا کہ میں اب کرتا ہوں یا حضرت! سو اسی سے اس کا نکاح کر دیا۔

۴۷۳۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي إِبرَاهِيمُ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ ﴿فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ﴾ قَالَ حَدَّثَنِي مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّهَا نَزَلَتْ فِيهِ قَالَ زَوَّجْتُ أَخْتًا لِي مِنْ رَجُلٍ فَطَلَّقَهَا حَتَّى إِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا جَاءَ يَخْطُبُهَا فَقُلْتُ لَهُ زَوَّجْتُكَ وَفَرَّشْتُكَ وَأَكْرَمْتُكَ فَطَلَّقَتْهَا ثُمَّ جِئْتُ تَخْطُبُهَا لَا وَاللَّهِ لَا تَعُودُ إِلَيْكَ أَبَدًا وَكَانَ رَجُلًا لَا بَأْسَ بِهِ وَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تَرِيدُ أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ هَذِهِ الْآيَةَ ﴿فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ﴾ فَقُلْتُ الْأَنْ أَفْعَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَرَزَّجَهَا إِيَّاهُ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ حدیث بیان کی مجھ کو معقل رضی اللہ عنہ نے تو یہ صریح ہے اس حدیث کے مرفوع اور موصول ہونے میں اور یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری تو یہ صریح ہے کہ یہ آیت اس قصے میں اتری اور نہیں منع کرتا اس کو یہ کہ ظاہر خطاب کا سیاق سے خاوندوں کے واسطے ہو جس جگہ واقع ہوا ہے اس میں کہ جب تم عورتوں کو طلاق دو لیکن قول اللہ تعالیٰ کا باقی آیت میں ان تکلمن ازواجھن ظاہر ہے اس میں کہ عضل ولیوں کے ساتھ متعلق ہے اور پہلے گزر چکی ہے تفسیر عضل کی جو متعلق ہے ساتھ ولیوں کے اس آیت کی تفسیر میں ﴿لَا تَحْضِلْ لَكُمْ أَنْ تَرْتُوا النِّسَاءَ كَرِهًا﴾ الآیہ اور یہ جو کہا کہ پھر اس نے اس کو نکاح کر دیا یعنی پلٹ دیا اس کو طرف اس کی ساتھ عقد جدید کے اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے اپنی قسم کا کفارہ دیا اور یہ قول اکثر مفسرین کا ہے اور بعض نے کہا کہ یہ آیت جابر رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری کہ

اس سے بھی اسی طرح واقع ہوا تھا کہا ابن بطلان نے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے ولی میں سو کہا جمہور نے اور انہیں میں سے ہیں مالک اور لیث اور ثوری اور شافعی وغیرہ کہ ولی نکاح میں عصبہ ہیں یعنی باپ بیٹا بھائی چچا وغیرہم اور انہیں واسطے ماموں کے اور نہ واسطے نانے کے اور نہ واسطے بھائیوں کے جو ماں کی طرف سے ہوں اور نہ واسطے ان کے جو ان کے مانند ہوں ولایت اور خفیوں کا یہ قول ہے کہ یہ بھی ولیوں میں سے ہیں اور حجت پکڑی ہے ابہری نے ساتھ اس طور کے کہ جو ولایت یعنی آزادی کے حق کے وارث ہوتے ہیں وہ عصبہ ہیں سوائے ذوی الاہلام کے پس اسی طرح عقد نکاح اور اختلاف ہے اس میں کہ جب باپ مر جائے اور ایک مرد کو اپنی اولاد پر وصیت کر جائے تو کیا ہوتا ہے افضل ولی قریب عقد نکاح میں یا مثل اس کی یا نہیں ولایت اس کی سو ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ اور ربیعہ نے کہا کہ وصی اولیٰ ہے اور اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ شرط ہونے ولی کے نکاح میں سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ نکاح میں ولی کا ہونا شرط ہے اور کہا انہوں نے کہ عورت اپنے آپ کا بالکل نکاح نہ کرے یعنی عورت کو جائز نہیں کہ خود اپنا نکاح کسی مرد سے کر دے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ احادیث مذکورہ کے اور ان میں قویٰ تر یہ سبب ہے جو مذکور ہے بیچ نازل ہونے آیت مذکورہ کے اور یہ صریح تر دلیل ہے اوپر معتبر ہونے ولی کے نہیں تو اس کے روکنے کے کوئی معنی نہ ہوں گے اور اس واسطے کہ اگر عورت کو خود اپنا نکاح کرنا جائز ہوتا تو اپنے بھائی کی محتاج نہ ہوتی اور جس کو خود اپنا اختیار ہو تو اس کے حق میں یہ نہیں کہا جاتا کہ اس کے غیر نے اس کو منع کیا اور ذکر کیا ہے ابن منذر نے کہ اصحاب میں سے کوئی اس کا مخالف نہیں پہچانا جاتا اور مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر شریف نہ ہو تو اپنے آپ کا نکاح کر دے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہ مذہب ہے کہ نکاح میں ولی کا ہونا بالکل شرط نہیں اور جائز ہے واسطے عورت کے کہ خود آپ اپنا نکاح کر لے بغیر ولی کے اگرچہ ولی کی اجازت نہ ہو جب کہ کفو میں نکاح کرے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ قیاس کرنے کے بیچ پر کہ عورت اس کو مستقل کر سکتی ہے اور جو حدیثیں کہ ولی کے شرط ہونے میں وارد ہوئی ہیں انہوں نے ان کو چھوٹی لڑکی کے حق میں محمول کیا ہے اور خاص کیا ہے اس نے ساتھ قیاس کے ان حدیثوں کے عموم کو اور یہ عمل جائز ہے اصول میں اور وہ جائز ہونا تخصیص عموم کا ہے ساتھ قیاس کے لیکن معقل رحمہ اللہ کی حدیث نے جو مذکور ہوئی اس قیاس کو اٹھا دیا ہے اور دلالت کرتی ہے اوپر شرط ہونے ولی کے نکاح میں سوائے غیر اس کے کی تا کہ دفع کرے اپنی ولایت والی عورت سے عار کو ساتھ اختیار کرنے کفو کے اور جدا ہوئے ہیں بعض ان کے اس ایراد سے ساتھ اس کے کہ انہوں نے ولی کے شرط ہونے کو مان لیا ہے لیکن یہ اس کو مانع نہیں کہ وہ خود اپنا نکاح کر لے اور موقوف ہے یہ ولی کی اجازت پر جیسا کہ انہوں نے بیچ میں کہا اور یہ مذہب اوزاعی کا ہے اور معقل رحمہ اللہ کی حدیث سے ثابت ہوا کہ جب ولی رو کے تو نہ نکاح کرے اس کا بادشاہ مگر اس کے بعد کہ حکم کرے اس کو ساتھ رجوع کے روکنے سے سوا اگر وہ اس بات کو قبول کرے تو فہم نہیں تو حاکم اس کو کسی سے نکاح کر دے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا كَانَ الْوَلِيُّ هُوَ النَّحَاطِبُ۔ جب خود ولی نکاح کا پیغام کرنے والا ہو۔

فائدہ: یعنی نکاح میں جو ولی ہو تو کیا خود اپنا آپ نکاح کر لے یا اور ولی کی حاجت ہے جو اس کا نکاح اس سے کر دے کہا ابن منیر نے ذکر کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ وہ چیز جو دلالت کرتی ہے جواز اور منع دونوں پر تاکہ سپرد کرے اس میں امر کو طرف مجتہد کے اسی طرح کہا ہے اس نے اور شاید لیا ہے اس نے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے حکم کے ساتھ جزم نہیں کیا لیکن بخاری رحمہ اللہ کی کاری گری سے ظاہر ہوتا ہے کہ جواز کا قائل ہے کہ اس کو خود اپنی ولی سے اپنا نکاح کر لینا جائز ہے اور کسی ولی کی حاجت نہیں اس واسطے کہ وہ آثار جن میں حکم ولی کا ہے اپنے غیر کو کہ وہ اس کو نکاح کر دے نہیں ہے اس میں تصریح اس کی کہ اس کو خود اپنا نکاح کرنا منع ہے اور البتہ وارد کیا ہے اس نے ترجمہ اثر عطاء کا جو دلالت کرتا ہے اوپر جواز کے اگرچہ اولیٰ اس کے نزدیک یہ ہے کہ متولی ہو کسی طرف کا عقد کے دونوں طرف سے اور اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ اس کے سو کہا اوزاعی اور ربیعہ اور ثوری اور مالک رحمہ اللہ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور اس کے اکثر اصحاب اور لیث نے کہ جائز ہے ولی کو کہ اپنی ولیہ سے خود اپنا نکاح کر لے اور موافقت کی ہے ابو ثور نے اور مالک سے ہے کہ اگر شوہر دیدہ عورت اپنے ولی سے کہے کہ نکاح کر دے تو میرا جس سے مناسب دیکھے اور وہ خود آپ اس سے نکاح کر لے یا کسی سے تو اور اس عورت پر لازم ہو جاتا ہے اگرچہ نہ پہچانتی ہو بہو خاوند کو اور کہا شافعی نے کہ نکاح کر دے اس کو بادشاہ یا کوئی اور ولی مثل اس کے یا کم تر اس سے اور موافقت کی اس کی زفر نے اور ان کی حجت یہ ہے کہ ولایت شرط ہے عقد میں سو نہ ہو گا نکاح اپنا نکاح کرنے والا جس طرح نہیں بیچتا اپنے نفس سے۔ (فتح)

اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام بھیجا جس سے کہ وہ بہ نسبت اور لوگوں کے قریب تھا سو اس نے ایک مرد کو حکم دیا سو اس نے اس کا نکاح باندھا۔

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: اور راویت کیا ہے اس کو سعید بن منصور نے شععی کے طریق سے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اپنی چچیری بہن سے نکاح کا ارادہ کیا سو اس نے عبداللہ بن ابی عقیل کو بلا بھیجا اور کہا کہ اس کا نکاح مجھ سے کر دے اس نے کہا میں یہ نہیں کرنے والا تو شہر کا سردار ہے اور اس کا چچیرا بھائی ہے پھر مغیرہ رضی اللہ عنہ نے عثمان بن ابی العاص کو بلا بھیجا تو اس نے اس کا نکاح اس کے ساتھ کر دیا اور یہ عثمان اس کو پردادا میں ملتا ہے تو مغیرہ رضی اللہ عنہ بہ نسبت اس کی اس عورت سے قریب تر تھا سو ظاہر ہوئی مراد ساتھ قول اس کے اولی الناس بھا۔ (فتح)

یعنی اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ام حکیم قارظ کی بیٹی سے کہا کہ کیا تو مجھ کو اپنے نکاح کا اختیار دیتی ہے؟ اس نے کہا ہاں! تو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ لَامَ حَكِيمِ بِنْتِ قَارِظٍ أَتَجْعَلِينَ أَمْرَكُمْ إِلَيَّ قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ قَدْ زَوَّجْتُكَ۔

نے تجھ سے نکاح کیا۔

**فائدہ:** روایت ہے کہ ام حکیم نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھ کو لوگوں نے نکاح کا پیغام بھیجا ہے سو تو میرا نکاح جس سے چاہے کر دے تو اس نے کہا کیا تو مجھ کو اپنے نکاح کا اختیار دیتی ہے؟ اس نے کہا ہاں! اس نے کہا کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا سو اس کا نکاح جائز رہا۔ (فتح)

وَقَالَ عَطَاءٌ لِّیُشْهِدَ اُنِّیْ قَدْ نَكَحْتُكَ اَوْ  
اور کہا عطاء نے چاہیے کہ گواہ کرے کہ میں نے تجھ سے  
نکاح کیا یا کسی مرد کو عورت کی برادری سے حکم کرے کہ  
وہ اس کا نکاح اس سے کر دے۔

**فائدہ:** عبدالرزاق نے ابن جریج سے روایت کی ہے کہ میں نے عطاء سے کہا کہ ایک عورت کو اس کے چچیرے بھائی نے نکاح کا پیغام بھیجا اس کے سوائے اس عورت کا کوئی مرد نہیں عطاء نے کہا کہ چاہیے کہ گواہی کرے کہ فلا نے یعنی اس کے چچیرے بھائی نے اس کو نکاح کا پیغام بھیجا ہے اور وہ مرد کہے کہ میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس سے نکاح کیا یا عورت کے رشتہ داروں سے کسی مرد کو حکم کرے جو اس کو نکاح کر دے۔ (فتح)

وَقَالَ سَهْلٌ قَالَتْ امْرَاةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
اور کہا سہل رضی اللہ عنہ نے کہ ایک عورت نے حضرت ﷺ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْبُ لَكَ نَفْسِي فَقَالَ  
سے کہا میں آپ کو اپنی جان بخشتی ہوں تو ایک مرد نے  
رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا  
کہا یا حضرت! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو مجھ کو  
حَاجَةٌ فَرَّوْجُيْهَا.  
نکاح کر دیجیے۔

**فائدہ:** یہ ایک ٹکڑا ہے واہیہ کی حدیث کا جو پہلے گزری۔

۴۷۲۶ - حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا أَبُو  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بیچ تفسیر اس  
مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ  
آیت کے کہ اجازت مانگتے ہیں تجھ سے عورتوں کے بارے  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فِي قَوْلِهِ «وَيَسْتَفْتُونَكَ  
میں تو کہہ کہ اللہ اجازت دیتا ہے تم کو آخر آیت تک، کہا  
فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ» إِلَى  
عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مراد اس سے یتیم لڑکی ہے جو ایک مرد کی  
اٰخِرِ الْاٰیَةِ قَالَتْ هِيَ الْيَتِيْمَةُ تَكُونُ فِي  
گود میں ہو اس کے مال میں اس کی شریک ہو سونہیں چاہتا کہ  
حَجَرِ الرَّجُلِ قَدْ شَرِكْتُهُ فِي مَالِهِ فَيَرْغَبُ  
اس سے نکاح کرے اور برا جانتا ہے کہ اس کو غیر کے نکاح  
عَنْهَا أَنْ يَتَزَوَّجَهَا وَيَكْرَهُ أَنْ يُزَوِّجَهَا غَيْرَهُ  
میں دے سو وہ اس کے مال میں دخل کرے سو اس کو روک  
فَيَذْخُلُ عَلَيْهِ فِي مَالِهِ فَيَحْبِسُهَا فَتَهَاكُمُ  
رکھتا ہے سو اللہ تعالیٰ نے اس سے ان کو منع کیا۔  
اللَّهُ عَنْ ذَلِكَ.

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ قول اس کا سو نہیں چاہتا کہ اس سے نکاح عام تر ہے اس سے کہ خود آپ اپنا نکاح کرے یا کسی غیر کو حکم کرے وہ اس کو نکاح کر دے اور حجت پکڑی ہے محمد بن حسن نے ساتھ اس کے جواز پر اس واسطے کہ جب عتاب کیا اللہ نے ولیوں کو اس عورت کے نکاح کرنے پر جو مالدار اور خوبصورت ہو بغیر پورا دینے اس کے مہر کے اور عتاب کیا ان کو اوپر ترک کرنے نکاح اس عورت کے جو کم مال دار اور کم خوبصورت ہو تو اس نے دلالت کی اس پر کہ جائز ہے ولی کو نکاح کرنا اس سے بغیر واسطہ اور مرد کے اس واسطے کہ نہیں عتاب کیا جاتا کوئی اوپر ترک کرنے اس چیز کے جو اس پر حرام ہے اور دلالت کی اس نے کہ وہ اس سے نکاح کرے اگرچہ چھوٹی ہو اس واسطے کہ خاوند نے حکم کیا ہے کہ اس کو پورا مہر دے اور اگر بالغ ہوتی تو البتہ نہ منع کرنا اس کو یہ کہ نکاح کرے اس سے ساتھ اس چیز کے جس پر دونوں راضی ہوں سو معلوم ہوا کہ مراد وہ عورت ہے جس کو اپنی جان کا اختیار نہیں اور البتہ جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ مراد بیوقوف عورت ہو سو نہیں ہے واسطے رضامندی اس کی کے مہر کے بغیر مانند کنواری کے۔ (فتح)

۴۷۲۷ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُقْدَامِ حَدَّثَنَا فَضِيلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوسًا فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ تَعْرِضُ نَفْسَهَا عَلَيْهِ فَخَفَضَ فِيهَا النَّظَرَ وَرَفَعَهُ فَلَمْ يَرِذْهَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ زَوْجِنَهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَعِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ مَا عِنْدِي مِنْ شَيْءٍ قَالَ وَلَا خَاتَمٌ مِنْ حَدِيدٍ قَالَ وَلَا خَاتَمٌ مِنْ حَدِيدٍ وَلَكِنْ أَشَقُّ بُرْدَتِي هَذِهِ فَأَعْطِيَهَا النِّصْفَ وَاخْذِ النِّصْفَ قَالَ لَا هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ إِذْهَبْ فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

ہے۔

**فائدہ:** وجہ دلالت کی اس سے بھی اطلاق ہے لیکن جو اس کو منع کرتا ہے وہ یہ جواب دیتا ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے خصائص سے گنا جاتا ہے کہ خود آپ اپنا نکاح آپ کر لیں اور نکاح کریں بغیر ولی کے اور بغیر گواہوں کے اور بغیر



اجازت مانگنے کے اور ساتھ لفظ بہہ کے کمائیاتی تقریرہ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ إِنْكَاحِ الرَّجُلِ وَلَدَهُ الصَّغَارَ لِقَوْلِ  
اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَاللَّائِي لَمْ يَحْضَنْ﴾  
فَجَعَلَ عِدَّتَهَا ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ قَبْلَ الْبُلُوغِ.  
نکاح کر دینا مرد کا اپنی چھوٹی اولاد کو واسطے دلیل اس  
آیت کے اور جن کو حیض نہیں آیا (تو عدت تین مہینے  
ہیں) سو ٹھہرائی اللہ تعالیٰ نے عدت اس کی تین مہینے بالغ  
ہونے سے پہلے۔

فائدہ: یعنی سوا اس نے دلالت کی کہ بالغ ہونے سے پہلے لڑکی کا نکاح کر دینا جائز ہے اور یہ استنباط خوب ہے لیکن  
نہیں ہے آیت میں تخصیص اس کی ساتھ والد کے اور نہ ساتھ کنواری کے اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ اصل شرم گاہوں  
میں حرام ہونا ہے مگر جس کے حلال ہونے پر دلیل دلالت کرے اور وارد ہو چکی ہے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی کہ ابو بکر  
صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کا نکاح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کر دیا اور وہ بالغ نہیں تھیں سو باقی رہا اپنے اصل پر جو اس کے سوائے  
ہے اور واسطے اسی راز کے وارد کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو کہا مہلب نے اجماع ہے اس پر کہ  
جائز ہے واسطے باپ کے یہ کہ نکاح کر دے اپنی چھوٹی بیٹی کنواری کو اگرچہ ویسی سے جماع نہ کیا جاتا ہو مگر یہ کہ طہادی  
نے ابن شبرمہ سے نقل کیا ہے کہ جس سے جماع نہ کیا جاتا ہو اس کو نکاح کر دینا منع ہے اور حکایت کی ہے ابن حزم  
نے ابن شبرمہ سے مطلق کہ نہیں جائز ہے واسطے باپ کے یہ کہ اپنی چھوٹی بیٹی کو نکاح کر دے یہاں تک کہ بالغ ہو اور  
اجازت دے اور گمان کیا ہے اس نے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے چھ برس کی عمر میں نکاح کیا تو یہ  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خاصہ ہے اور مقابل اس کے ہے قول حسن اور نخی کا کہ جائز ہے واسطے باپ کے یہ کہ اپنی بیٹی کو جبراً  
نکاح کر دے برابر ہے کہ چھوٹی ہو یا بڑی کنواری ہو یا شوہر دیدہ۔ (فتح)

۴۷۲۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا  
سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ  
وَأَدْخَلَتْ عَلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ وَمَكَّثَتْ  
عِنْدَهُ تِسْعًا.  
۴۷۳۸ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا  
نے ان سے نکاح کیا اور حالانکہ وہ چھ برس کی لڑکی تھیں اور  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں لائی گئیں اس حال میں کہ نو برس کی  
تھیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس نو برس رہیں یعنی پھر  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انتقال فرمایا۔

بَابُ تَزْوِيجِ الْآبِ ابْنَتَهُ مِنَ الْإِمَامِ.  
باب ہے اس بیان میں کہ باپ اپنی بیٹی کا نکاح امام  
سے کر دے۔

فائدہ: اس ترجمہ میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ ولی خاص مقدم ہے ولی عام پر اور اس میں مالکیوں کا اختلاف ہے۔

کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا پیغام کیا سو میں نے اس کا نکاح حضرت ﷺ سے کر دیا۔

وَقَالَ عُمَرُ خَطَبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ حَفْصَةَ فَأَنْكَحْتُهُ.

۴۷۳۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ان سے نکاح کیا اور حالانکہ وہ چھ برس کی لڑکی تھیں اور حضرت ﷺ کے گھر میں لائی گئیں اس حال میں کہ نورس کی لڑکی تھیں، کہا ہشام نے مجھ کو خبر پہنچی کہ وہ حضرت ﷺ کے پاس نو برس رہیں۔

۴۷۳۹۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ وَبَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ قَالَ هِشَامُ وَأَنْبِئْتُ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَهُ تِسْعَ سِنِينَ.

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ باب کی حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ باپ اولیٰ ہے بیچ نکاح کر دینے اپنی بیٹی کے امام سے اور یہ کہ بادشاہ اس کا ولی ہے جس کا کوئی ولی نہ ہو اور یہ کہ ولی کا ہونا نکاح کی شرط میں سے ہے میں کہتا ہوں اور نہیں ہے دونوں حدیثوں میں دلالت اوپر شرط ہونے کسی چیز کے اس سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس میں واقع ہونا ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جو اس کے سوا ہے وہ منع ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ اور ولیہوں سے لیا جاتا ہے اور کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ منع ہے نکاح کر دینا کنواری کو یہاں تک کہ اس سے اجازت لی جائے تو یہ خاص ہے ساتھ بالغ کے یہاں تک کہ متصور ہو اس سے اجازت اور لیکن چھوٹی لڑکی سو اس کے واسطے تو کوئی اجازت ہی نہیں ہے، کما سیاتی تقریرہ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بادشاہ ولی ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ ہم نے تیرا نکاح اس سے کر دیا قرآن پڑھانے کے بدلے پر جو تجھ یاد ہے۔

بَابُ السُّلْطَانِ وَلِيُّ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوَّجْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

۴۷۴۰۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو اس نے کہا کہ میں نے اپنی جان آپ کو بخشی سو وہ بہت دیر تک کھڑی رہی تو ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو مجھ کو نکاح کر دیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تیرے پاس کچھ ہے جو اس کو مہر دے؟ اس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں سوائے

۴۷۴۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَتْ امْرَأَةً إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّي وَهَبْتُ مِنْ نَفْسِي فَقَامَتْ طَوِيلًا فَقَالَ رَجُلٌ زَوِّجْنَاهَا إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ قَالَ هَلْ عِنْدَكَ

مِنْ شَيْءٍ تُصَدِّقُهَا قَالَ مَا عِنْدِي إِلَّا  
إِذَا رَأَيْتُ فَقَالَ إِنَّ أُعْطِيَتْهَا إِيَّاهُ جَلَسْتُ لَا  
إِذَا رَأَيْتُ لَكَ فَالتَّمِيسُ شَيْئًا فَقَالَ مَا أَجِدُ شَيْئًا  
فَقَالَ التَّمِيسُ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَلَمْ  
يَجِدْ فَقَالَ أَمَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ قَالَ  
نَعَمْ سُورَةٌ كَذًا وَسُورَةٌ كَذًا لِسُورٍ  
سَمَّاهَا فَقَالَ قَدْ رَوَّجْنَا كَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ  
الْقُرْآنِ.

میرے اس تہہ بند کے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو تہہ بند  
اس کو دے گا تو تیرے پاس کچھ نہ رہے گا سو تو کچھ چیز تلاش  
کر، اس نے کہا کہ میں کچھ نہیں پاتا فرمایا تلاش کر اگرچہ  
لوہے کی ایک انگٹھی ہو سو اس نے لوہے کی انگٹھی بھی نہ پائی تو  
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرے پاس کچھ قرآن ہے؟ اس  
نے کہا ہاں! فلائی فلائی سورت واسطے چند سورتوں کے کہ ان  
کا نام لیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے تیرا نکاح اس سے  
کر دیا قرآن یاد کروانے کے بدلے پر جو تجھ کو یاد ہے۔

فائدہ: اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں صریح آچکا ہے کہ بادشاہ ولی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مرفوع میں ہے کہ جو  
عورت نکاح کرے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر تو اس کا نکاح باطل ہے، الحدیث اور اس میں ہے کہ بادشاہ ولی ہے اس  
کا جس کا کوئی ولی نہیں روایت کیا ہے ابو داؤد اور ترمذی وغیرہ نے اور کہا کہ حسن ہے اور صحیح کہا ہے اس کو ابو عوانہ اور ابن  
حبان اور ابن خزیمہ وغیرہ نے لیکن چونکہ یہ حدیث بخاری کی شرط پر نہیں تو اس کو وابہہ کے قصے سے استنباط کیا۔ (فتح)  
بَابُ لَا يُنْكَحُ الْآبُ وَغَيْرُهُ الْبِكْرَ  
نہ نکاح کر دے باپ وغیرہ کنواری کو اور شوہر دیدہ کو مگر  
اس کی رضا مندی سے۔  
وَالثَّيْبُ إِلَّا بِرِضَاهَا.

فائدہ: اس ترجمہ میں چار صورتیں ہیں ایک نکاح کر دینا باپ کا اپنی کنواری بیٹی کو دوسری نکاح کر دینا باپ کا شوہر  
دیدہ کو تیسری نکاح کر دینا غیر باپ کا شوہر دیدہ کو چوتھی نکاح کر دینا غیر باپ کا کنواری کو اور جب چھوٹی اور بڑی کو  
اعتبار کیا جائے تو صورتیں زیادہ ہو جائیں گی پس شوہر دیدہ بالغ کو نہ باپ نکاح کر دے اور نہ غیر اس کا مگر اس کی  
رضا مندی سے اتفاقاً مگر جس نے اجماع کا خلاف کیا کما تقدم اور کنواری چھوٹی کو اس کا باپ نکاح کر دے اتفاقاً مگر  
جو اجماع کے مخالف ہے اور جو شوہر دیدہ کہ بالغ نہ ہو اس میں اختلاف ہے مالک رحمہ اللہ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ  
اس کا باپ اس کو نکاح کر دے جیسے کنواری کو نکاح کر دیتا ہے اور شافعی رحمہ اللہ اور ابو یوسف رحمہ اللہ اور محمد رحمہ اللہ نے کہا کہ  
اس کو نکاح نہ کر دے جب کہ دور ہوئی ہو بکارت ساتھ طہی کے نہ ساتھ غیر اس کے اور علت ان کے نزدیک یہ ہے  
کہ دور ہونا بکارت کا دور کرتا ہے شرم کو جو کنواری میں ہے اور اگر کنواری بالغ ہو تو اس کا باپ نکاح کر دے اور اسی  
طرح اس کے اور ولی بھی اور اختلاف ہے اس کے امر طلب کرنے میں اور حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ نہیں  
جائز ہے باپ کو جبر کرنا اور اس کے جب وہ انکار کرے اور حکایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اکثر اہل علم سے اور کہا  
شافعی رحمہ اللہ نے کہ دادا کا بھی یہی حکم ہے اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور اوزاعی نے کہ اگر شوہر دیدہ ہو اور چھوٹی ہو تو اس کو

ہر ولی نکاح کر دے اور جب بالغ ہو تو ثابت ہوتا ہے واسطے اس کے اختیار یعنی خواہ نکاح رکھے خواہ فسخ کر دے اور کہا احمد رحمہ اللہ نے کہ جب نو برس سے آگے بڑھے تو جائز ہے واسطے ولیوں کے جو باپ کے سوائے ہوں نکاح اس کا اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ جو باپ کا وصی ہو وہ بھی ساتھ اس کے ملحق ہے سوائے باقی ولیوں کے اس واسطے کہ اس نے اس کو اپنا قائم مقام کیا ہے پھر ترجمہ معقود ہے واسطے شرط ہونے رضا مندی عورت کے برابر ہے کہ کنواری ہو یا شوہر دیدہ اور خواہ چھوٹی ہو یا بڑی اور اسی کو تقاضا کرتا ہے ظاہر حدیث کا لیکن چھوٹی مستثنیٰ ہے باعتبار معنی کے اس واسطے کہ اس کے واسطے کوئی عبارت نہیں۔

۴۷۴۱ - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُنْكَحُ الْآيَمُ حَتَّى تَسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبُكَرُ حَتَّى تَسْتَأْذَنَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ إِذْنُهَا قَالَ أَنْ تَسْكُتَ.

۳۷۴۱ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نکاح نہ کیا جائے بیوہ عورت کا مگر یہاں تک کہ اس سے امر طلب کیا جائے اور نہ نکاح کیا جائے کنواری عورت کا یہاں تک کہ اس کی اجازت لی جائے، اصحاب نے کہا کہ یا حضرت! کنواری کی اجازت کس طرح ہو؟ یعنی وہ شرم سے نہیں بتلائی فرمایا کہ اس کا چپ رہنا ہی اجازت ہے۔

فائدہ: استعمار کے معنی ہیں طلب کرنا امر کا سو معنی یہ ہیں کہ نکاح نہ کیا جائے یہاں تک کہ اس سے امر طلب کیا جائے اور لیا جاتا ہے اس کے قول استعمار سے کہ نہ عقد کرے مگر اس کے بعد کہ وہ اس کا حکم دے اور نہیں ہے اس میں دلالت اوپر نہ شرط ہونے ولی کے اس کے حق میں بلکہ اس میں اشعار ہے ساتھ شرط ہونے اس کے کی اور یہ جو کہا کہ نہ نکاح کیا جائے کنواری کا یہاں تک کہ اس کی اجازت لی جائے تو اسی طرح واقع ہوا ہے تفرقہ درمیان شوہر دیدہ اور کنواری کے شوہر دیدہ کے واسطے امر طلب کرنے کا لفظ بولا گیا اور کنواری کے واسطے اجازت لینے کا لفظ بولا گیا سو لیا جاتا ہے اس سے فرق درمیان دونوں کے اس جہت سے کہ استعمار دلالت کرتا ہے اوپر تاکید مشورے کے اور ٹھہرانے اختیار کے طرف امر طلب کی گئی عورت کے اسی واسطے ولی محتاج ہے طرف صریح اجازت اس کی کے عقد میں اور جب صریح منع کرے تو نکاح کرنا بالاتفاق منع ہے اور کنواری اس کے برخلاف ہے اور اجازت دائر ہے درمیان قول اور سکوت کے یعنی دونوں کو شامل ہے برخلاف امر کے کہ وہ صریح ہے قول میں کہ صریح زبان سے کہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ٹھہرایا چپ رہنا اجازت بیچ حق کنواری کے اس واسطے کہ وہ شرماتی ہے صریح اجازت دینے سے۔ (فتح)

۴۷۴۲ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ طَارِقٍ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ

۳۷۴۲ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے کہا یا حضرت! کنواری شرماتی ہے صریح اجازت دینے سے

أَبِي عَمْرٍو مَوْلَى عَائِشَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحِي قَالَ رَضَاهَا صَمْتُهَا.

حضرت عائشہؓ نے فرمایا اس کا چپ رہنا ہی اس کی اجازت ہے۔

**فائدہ:** اور مراد ساتھ جاریہ کے مسلم کی روایت میں کنواری ہے سوائے شوہر دیدہ کے کہا ابن منذر نے کہ مستحب ہے کنواری کو معلوم کروانا یہ کہ اس کا چپ رہنا اجازت ہے لیکن اگر وہ عورت نکاح کے بعد کہے کہ میں نے نہیں جانا کہ میرا چپ رہنا اجازت ہے تو نہیں باطل ہوتا اس کے ساتھ نکاح نزدیک جمہور کے اور بعض مالکیوں نے کہا کہ باطل ہے اور کہا ابن شعبان نے مالکیوں میں سے کہ یہ اس کو تین بار کہا جائے کہ اگر تو راضی ہے تو چپ رہ اور اگر تو ناراض ہے تو بول اور بعض نے کہا کہ اس کے پاس بہت دیر تک ٹھہرا جائے تاکہ نہ شرمسار ہو سو نہ منع کرے اس کو یہ جلد جواب دینے سے اور اختلاف ہے جب کہ نہ کلام کرے بلکہ ظاہر ہو اس سے قرینہ غصے کا یا رضا کا ساتھ ہنسنے کے مثلاً یا رونے کے سو مالکیوں کے نزدیک اگر بھڑکے یا روئے یا اٹھ کھڑی ہو یا ظاہر ہو اس سے جو دلالت کرے کراہت پر تو نہ نکاح کیا جائے اور شافعیوں کے نزدیک ان میں سے کسی چیز کو منع میں اثر نہیں مگر یہ کہ متصل ہو ساتھ رونے کے چلانا اور مانند اس کے اور فرق کیا ہے بعض نے درمیان رونے آنسو کے سوا اگر آنسو گرم ہوں تو یہ منع کی دلیل ہے اور اگر ٹھنڈے ہوں تو یہ رضا مندی کی دلیل ہے اور اس حدیث میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ کنواری عورت جس کی اجازت لینے کا حکم ہوا ہے مراد اس سے بالغ ہے اس واسطے کہ جو نہ جانتی ہو کہ اجازت کیا چیز ہے اس سے اجازت لینے کے کیا معنی اور اسی طرح جس کا چپ رہنا اور ناراض ہونا برابر ہو اور نقل کیا ہے ابن عبدالبر نے مالک رحمہ اللہ سے کہ چپ رہنا کنواری یتیم کا پہلے اجازت اور تفویض اس کی کے اس کی رضا مندی نہیں برخلاف اس کے کہ ہو بعد تفویض اس کی کے طرف ولی اپنے کے اور خاص کیا ہے بعض شافعیوں نے اکتفا کو ساتھ چپ رہنے بکر بالغہ کے بہ نسبت باپ اور دادے کے سوائے غیر ان کے کی اس واسطے کہ وہ بہ نسبت اور لوگوں کے ان دونوں سے زیادہ شرماتی ہے اور صحیح قول جس پر جمہور ہیں استعمال کرنا حدیث کا ہے سب کنواریوں میں بہ نسبت سب ولیوں کے اور اختلاف باپ میں کہ نکاح کر دے کنواری بالغ کو بغیر اجازت اس کی کے سو کہا اوزاعی اور ثوری اور حنفیہ نے اور ابو ثور نے اور جو ان کے موافق ہیں کہ شرط ہے اجازت لینا اس کا سوا اگر اجازت لینے کے بغیر اس کا نکاح کر دے تو نکاح صحیح نہیں ہوتا اور اور لوگوں نے کہا کہ جائز ہے واسطے باپ کے کہ اس کو نکاح کر دے بغیر اجازت کے اگرچہ بالغ ہو اور یہ قول ابن ابی لیلیٰ اور مالک اور شافعی اور احمد اور اسحاق کا ہے اور ان کی حجت باب کی حدیث کا مفہوم ہے اس واسطے کہ ٹھہرایا ہے حضرت عائشہؓ شوہر دیدہ کو لائق تر ساتھ نفس اپنے کے اپنے ولی سے سو اس نے دلالت کی کہ کنواری کا ولی زیادہ حق دار ہے ساتھ اس کے اس سے اور یہ جو کہا کہ امر طلب کیا جائے اس سے تو داخل ہوتا ہے اس میں باپ

اور غیر اس کا پس نہیں تعارض درمیان روایتوں کے اور باقی رہے گی نظر اس میں کہ امر طلب کرنا کیا وہ شرط ہے بچہ صحیح ہونے عقد کے یا مستحب ہے بطور دل خوش کرنے کے دونوں امروں کا احتمال ہے اور زیادہ بحث آئندہ آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ چھوٹی لڑکی شوہر دیدہ ہو تو نہیں جائز جبر کرنا اور اس کے واسطے عام ہونے قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ وہ زیادہ حق دار ہے اپنی جان کی بہ نسبت اپنے ولی کے اور اس پر کہ جس عورت کی بکارت وطی سے دور ہوئی ہو اگرچہ زنا سے کسی کو جبر کرنا اس پر نہیں پہنچتا نہ اس کے باپ کو اور نہ اس کے غیر کو واسطے عام ہونے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول کے کہ بیوہ زیادہ تر حق دار ہے اپنی جان کی بہ نسبت اپنے ولی کے اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہ وہ مانند بکر کے ہے اور اس کے دونوں ساتھی اس کے مخالف ہیں اور حجت پکڑی گئی ہے واسطے اس کے کہ علت کفایت کرنے کی ساتھ چپ رہنے کنواری کے شرم ہے اور وہ باقی ہے بچہ اس کے اس واسطے کہ مسئلہ مفروض ہے اس عورت کے حق میں جس کی بکارت وطی سے دور ہوئی ہو نہ اس کے حق میں جس کا پیشہ اور عادت زنا ہو اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ حدیث نے نص کی ہے اس پر کہ حیا متعلق ہوتا ہے ساتھ کنواری کے اور مقابلہ کیا ہے اس کا ساتھ شوہر دیدہ کے سودا لالت کی اس نے کہ حکم اس کا مختلف ہے اور یہ بیوہ ہے شرع میں بھی اور باعتبار لغت کے بھی اس واسطے کہ اگر وصیت کرے ساتھ آرزو ہونے ہر شوہر دیدہ کے جو اس کے ملک میں ہے تو داخل ہوتی ہے یہ اجماعاً اور بہر حال باقی رہنا اس کے حیا کا مانند بکر کے سومنوع ہے اس واسطے کہ وہ شرماتی ہے ذکر وقوع گناہ کے سے اس سے اور بہر حال ثابت ہونا حیا کا اصل نکاح سے سو نہیں اس میں مانند کنواری کے جس نے اس کو کبھی تجربہ نہیں کیا، واللہ اعلم اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ جائز ہے واسطے بیوہ کے کہ نکاح کرے بغیر ولی کے لیکن خود اپنی زبان کے ساتھ نکاح نہ کرے بلکہ اپنے نکاح کا کسی مرد کو اختیار دے وہ اس کو نکاح کر دے حکایت کیا ہے اس کو ابن حزم رحمہ اللہ نے داد سے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ جو عورت کہ نکاح کرے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر تو اس کا نکاح باطل ہے اور یہ حدیث صحیح ہے، مگر تقدم اور وہ بیان کرتی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول کے معنی احق بنفسها من ولیها یہ ہیں کہ نہیں جاری ہوتا عورت پر حکم مرد کا اس کی اجازت کے بغیر اور نہ جبر کرے اور جب عورت نکاح کا ارادہ کرے تو نہیں جائز اس کو نکاح مگر اپنے ولی کی اجازت سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جب کنواری کھل کھلا منع کرے تو نہیں جائز ہے نکاح اور طرف اس کی اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں اور اگر صریحاً راضی ہو جائے تو بطریق اولیٰ جاری ہوتا ہے اور بعض اہل ظاہر نے کہا کہ جائز نہیں ہوتا واسطے ٹھہر جانے کے اس قول پر اور اس کا چپ رہنا ہی اجازت ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا زَوَّجَ ابْنَتَهُ وَهِيَ كَارِهَةٌ      جب باپ اپنی بیٹی کا نکاح کر دے اور وہ اس نکاح سے

ناخوش ہو تو اس کا نکاح مردود ہے۔

فَنِكَاحُهُ مَرْدُودٌ۔

فائدہ: اس طرح مطلق بولا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے سوشال ہوگا کنواری اور بیوہ کو لیکن باب کی حدیث تصریح کرنے والی ہے ساتھ بیوہ عورت کے سوشاید اس نے اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کے کہ اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے جیسا کہ میں عنقریب اس کو بیان کروں گا اور جب عورت بیوہ ہو اور اس کی رضامندی کے بغیر اس کا نکاح کیا جائے تو اس نکاح کے مردود ہونے پر اجماع ہے مگر جو منقول ہے حسن سے کہ اس نے کہا کہ جائز ہے باپ کو جبر کرنا شوہر دیدہ عورت پر اگرچہ وہ ناخوش ہو کا تقدم اور جو مخفی سے منقول ہے کہ اگر اس کے عیال میں ہو تو جائز ہے نہیں تو مردود ہے اور جب واقع ہو عقد اس کی رضامندی کے بغیر سو کہا خفیوں نے کہ اگر عورت جائز رکھے تو جائز ہے اور مالکیوں سے ہے کہ جب عنقریب ہو تو جائز ہے نہیں تو نہیں اور باقی لوگوں نے اس کو مطلق مردود کہا ہے۔ (فتح)

۴۷۴۳ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَمُجْتَمِعِ ابْنَيْ يَزِيدَ بْنِ جَارِيَةَ عَنْ خُثَيْمَاءَ بِنْتِ خِذَامِ الْأَنْصَارِيَّةِ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذَلِكَ فَأَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَدَّ نِكَاحَهُ۔

۴۷۴۳ - حضرت خضاء خدام کی بیٹی سے روایت ہے کہ اس کے باپ نے اس کا نکاح کر دیا اور وہ شوہر دیدہ تھی سو اس نے اس کو ناخوش جانا سو وہ حضرت ﷺ کے پاس آئی تو حضرت ﷺ نے اس کا نکاح رد کر دیا۔

فائدہ: عبدالرزاق نے روایت کی ہے کہ خدام نے اپنی بیٹی کا نکاح ایک مرد سے کر دیا وہ حضرت ﷺ کے پاس آئی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان پر جبر نہ کرو سو اس نے اس کے بعد ابولبابہ سے نکاح کیا اور وہ شوہر دیدہ تھی اور روایت کی ہے طبرانی نے ساتھ سند حسن کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مانند اس قصے کے اور اس میں ہے کہ اس کو اس کے خاوند سے کھینچا اور وہ بیوہ تھی سو اس نے اس کے بعد ابولبابہ سے نکاح کیا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کا پہلا خاوند جنگ احد میں شہید ہوا پھر اس کے باپ نے اس کا نکاح ایک مرد سے کر دیا تو حضرت ﷺ نے اس کا نکاح جائز نہ رکھا اور یہ سب حدیثیں ایک دوسری کو قوی کرتی ہیں اور سب دلالت کرتی ہیں اس پر کہ وہ عورت بیوہ تھی اور نسائی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور وہ کنواری تھی تو حضرت ﷺ نے ان کے درمیان تفریق کر دی اور اسی طرح روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لیکن اس حدیث میں ضعف ہے اور کہا بیہقی نے کہ اگر ثابت ہو حدیث بکر میں تو حمل کی جائے گی اس پر کہ اس کا نکاح غیر کفو میں ہوا تھا، واللہ اعلم۔ میں کہتا ہوں اور یہی جواب ہے معتمد اس واسطے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے سو اس میں تعین ثابت نہیں ہوگی۔ (فتح)

یہی جواب ہے معتمد اس واسطے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے سو اس میں تعین ثابت نہیں ہوگی۔ (فتح)

عبدالرحمن اور مجمع سے روایت ہے کہ ایک مرد نے جس کو خدام کہا جاتا تھا اپنی بیٹی کو نکاح کر دیا مانند اس کے۔

باب ہے یتیم لڑکی کے نکاح کر دینے کے بیان میں واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ اگر تم ڈرو کہ نہ انصاف کرو گے یتیم عورتوں کے حق میں تو نکاح کرو جو تم کو خوش لگیں عورتوں سے۔

جب ولی سے کہا کہ مجھ کو فلاںی عورت نکاح کر دے اور وہ ایک گھڑی دیر کرے یا کہے کیا ہے تیرے پاس وہ کہے میرے پاس ایسی ایسی چیز ہے پھر دونوں دیر کریں پھر ولی کہے کہ میں نے تیرا نکاح اس سے کر دیا تو وہ جائز ہے اس حکم میں سہل فی اللہ کی حدیث ہے جو اس نے حضرت ﷺ سے روایت کی ہے۔

فائدہ: یعنی حدیث واہبہ کی جو کئی بار گزر چکی ہے کہ ایک عورت نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی اور مراد اس کی اس سے یہ ہے کہ ایجاب اور قبول کے درمیان فرق کرنا جب ایک مجلس میں ہوں تو ضرر نہیں کرتا لیکن اس حدیث سے اس پر استدلال کرنا ٹھیک نہیں اس واسطے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے سو احتمال ہے کہ اس نے ایجاب کے پیچھے قول کیا ہو۔ (فتح)

۴۷۴۴۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا یعنی اس آیت کی تفسیر سے کہ اگر انصاف نہ کرو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں ماملکت ایماکم تک عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے میری بہن کے بیٹے! مراد اس آیت سے یتیم لڑکی ہے جو اپنے ولی کی گود میں ہو سو اس کے مال اور اس کی خوبصورتی میں رغبت کرتا ہے اور ارادہ کرتا ہے کہ اس کو مہر مثل سے کم دے سو منع کیا گئے ان کے نکاح سے مگر یہ

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ أَخْبَرَنَا يَحْيَى أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدٍ وَمُجَمِّعُ بْنُ يَزِيدٍ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَجُلًا يُدْعَى خَدَامًا أَنْكَحَ ابْنَةً لَهُ نَحْوَهُ. بَابُ تَزْوِيجِ الْيَتِيمَةِ لِقَوْلِهِ ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَقْسُطُوا فِي الْيَتَامَى فَانْكِحُوا﴾.

وَإِذَا قَالَ لِلْوَلِيِّ زَوْجِي فَلَانَةَ فَمَكَتْ سَاعَةً أَوْ قَالَ مَا مَعَكَ فَقَالَ مَعِيَ كَذَا وَكَذَا أَوْ لَبِثَا ثَمَّ قَالَ زَوَّجْتُهَا فَهَوَّ جَاؤُزُ فِيهِ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۷۴۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَهَا يَا أُمَّتَاهُ ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَقْسُطُوا فِي الْيَتَامَى﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ يَا ابْنَ أَخِي هَذِهِ الْيَتِيمَةُ



کہ انصاف کریں واسطے ان کے مہر پورا دیئے میں اور حکم کیے گئے ساتھ نکاح ان عورتوں کے جو ان کے سوائے ہیں پس لڑک اس سے بالکل ہٹ گئے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر اس کے بعد لوگوں نے حضرت ﷺ سے اجازت مانگی سوا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ اجازت مانگتے ہیں تجھ سے عورتوں کے حق میں ترغیب تک سوا اللہ تعالیٰ نے ان کے واسطے اس آیت میں یہ حکم اتارا کہ جب یتیم لڑکی مالدار اور خوبصورت ہوتی ہے تو اس کے نکاح اور نسب اور مہر میں رغبت کرتے ہیں یعنی کم تر مہر مثل سے اور جب اس کی رغبت نہ ہو بسبب کم ہونے مال کے تو اس سے نکاح نہیں کرتے اور اس کے سوائے اور عورتوں کو نکاح کرتے ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو جس طرح کہ رغبت نہ ہونے کے وقت اس سے نکاح نہیں کرتے تو اسی طرح نہیں جائز ہے واسطے ان کے یہ کہ نکاح کریں اس سے جب کہ اس میں رغبت کریں مگر یہ کہ واسطے اس کے انصاف کریں اور اس کو اس کا مہر پورا دیں۔

تَكُونُ فِي حَجَرٍ وَلَيْهَا فَيَرْغَبُ فِي جَمَالِهَا وَمَالِهَا وَيُرِيدُ أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ صَدَاقِهَا فَهُوَ عَنْ نِكَاحِهَا إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهَا فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَأَمُرُوا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَاءِ قَالَتْ عَائِشَةُ اسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ﴾ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمْ فِي هَذِهِ الْآيَةِ أَنَّ النِّسِيمَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ مَالٍ وَجَمَالٍ رَغِبُوا فِي نِكَاحِهَا وَنَسَبِهَا وَالصَّدَاقِ وَإِذَا كَانَتْ مَرْغُوبًا عَنْهَا فِي قَلَّةِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ تَرْكُوهَا وَأَخَذُوا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَاءِ قَالَتْ فَكَمَا يَتْرُكُونَهَا حِينَ يَرْغَبُونَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَنْكِحُوهَا إِذَا رَغِبُوا فِيهَا إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهَا وَيُعْطَوْهَا حَقَّهَا الْأَوْفَى مِنَ الصَّدَاقِ.

فائدہ: ذکر کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیچ تفسیر آیت مذکورہ کے اور اس کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے اور اس میں دلالت ہے اس پر کہ باپ کے سوا ولی کو بھی جائز ہے کہ نکاح کرے دے اس عورت کو جو بالغ نہ ہو برابر ہے کہ کنواری ہو یا شوہر دیدہ اس واسطے کہ حقیقت میں یتیم لڑکی وہ ہے جو بالغ نہ ہو اور نہ اس کا باپ ہو اور البتہ اجازت دی گئی ہے اس کے نکاح کر دینے میں بشرطیکہ اس کے مہر میں کمی نہ کرے سو جو اس کو منع کرتا ہے وہ دلیل کا محتاج ہے اور البتہ حجت پکڑی ہے بعض شافعیوں نے ساتھ اس حدیث کے کہ نکاح نہ کی جائے یتیم لڑکی یہاں تک کہ اس سے امر طلب کیا جائے اور اگر کہا جائے کہ نہیں امر طلب کیا جاتا چھوٹی سے تو ہم کہتے ہیں کہ اس میں اشارہ ہے طرف تاخیر کر دینے اس کے کی یہاں تک کہ بالغ ہو اور امر طلب کرنے کے لائق ہو سوا اگر کہا جائے کہ بالغ ہونے کے بعد یتیم نہیں ہوتی تو ہم کہتے ہیں تقدیر یہ ہے کہ نکاح نہ کیا جائے یتیم لڑکی کا یہاں تک کہ بالغ ہو پھر اس کا امر

طلب کیا جائے واسطے تطبیق کے درمیان دلیلوں کے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا قَالَ الْخَاطِبُ لِلْوَلِيِّ زَوْجَنِي  
فُلَانَةً فَقَالَ قَدْ زَوَّجْتُكَ بَكْذَا وَكَذَا  
جَازَ النِّكَاحُ وَإِنْ لَمْ يَقُلْ لِلزَّوْجِ  
أَرْضَيْتَ أَوْ قَبِلْتَ.

جب نکاح کا پیغام کرنے والا عورت کے ولی سے کہے  
کہ مجھ کو فلانی عورت نکاح کر دے اور وہ کہے میں نے  
تجھ کو ایسی ایسی چیز کے بدلے نکاح کر دیا تو نکاح جائز  
ہے اگرچہ ولی خاوند سے نہ کہے کہ کیا تو راضی ہوا یا تو  
نے قبول کیا۔

فائدہ: یہ ترجمہ معقود ہے واسطے اس مسئلے کے کہ کیا نکاح کی درخواست قبول کے قائم مقام ہوتی ہے سو ہو جیسے مقدم ہو  
قبول ایجاب پر جیسے کہے کہ میں نے فلانی عورت سے اتنے پر نکاح کیا اور ولی کہے کہ میں نے تیرا نکاح اس سے کر دیا  
اس کے بدلے پر یا ضروری ہے دوہرانا قبول کا سو استنباط کیا بخاری رحمہ اللہ نے داہبہ کے قصے سے کہ جب حضرت ﷺ  
نے فرمایا کہ ہم نے تیرا نکاح کر دیا اس عورت سے قرآن یاد کروانے کے بدلے پر جو تیرے ساتھ ہے حضرت ﷺ  
کے اس قول کے بعد یہ منقول نہیں ہوا کہ اس مرد نے کہا کہ میں نے قبول کیا اور اعتراض کیا ہے اس پر مہلب نے کہ  
نکاح سے پہلے اس مرد نے اس کی درخواست کی اور آپس میں تکرار ہوا اور جس کا یہ حال ہو اس کو قبول کے ساتھ تصریح  
کرنے کی حاجت نہیں اور غایت اس کی یہ ہے کہ تسلیم کیا ہے اس نے استدلال کو لیکن خاص کرتا ہے وہ اس کو ساتھ  
ایک مخاطب کے سوائے دوسرے کے اور میں نے پہلے بیان کی ہے وجہ خدشہ کی اصل استدلال میں۔ (فتح)

۴۷۴۵ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ  
بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَمْرَأَةً أَتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا  
فَقَالَ مَا لِي الْيَوْمَ فِي النِّسَاءِ مِنْ حَاجَةٍ  
فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ زَوَّجْنِيهَا قَالَ مَا  
عِنْدَكَ قَالَ مَا عِنْدِي شَيْءٌ قَالَ أُعْطِهَا وَلَوْ  
خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ قَالَ مَا عِنْدِي شَيْءٌ قَالَ  
فَمَا عِنْدَكَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ  
فَقَدْ مَلَكَتُكُمَا بِمَا مَعَكُمْ مِنَ الْقُرْآنِ.

۴۷۴۵ - حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت  
حضرت ﷺ کے پاس آئی تو اس نے حضرت ﷺ سے عرض  
کیا کہ میں نے اپنی جان آپ کو بخشی تو حضرت ﷺ نے  
فرمایا کہ مجھ کو عورتوں کی آج کچھ حاجت نہیں تو ایک مرد نے  
کہا یا حضرت! مجھ کو نکاح کر دیجیے، حضرت ﷺ نے فرمایا  
تیرے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں،  
حضرت ﷺ نے فرمایا اسے کچھ دے اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو  
اس نے کہا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں، حضرت ﷺ نے  
فرمایا کیا ہے تیرے پاس قرآن سے؟ اس نے کہا فلانی فلانی  
سورت حضرت ﷺ نے فرمایا سو میں نے تجھ کو اس کا مالک کر  
دیا قرآن یاد کروانے کے بدلے پر جو تجھ کو یاد ہے۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ مجھ کو آج عورتوں کی کچھ حاجت نہیں تو اس میں اشکال ہے اس جہت سے کہ اس حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو سر سے پاؤں تک دیکھا تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ حضرت ﷺ نکاح کا ارادہ رکھتے تھے اگر آپ کو پسند آتی سو معنی حدیث کے یہ ہوں گے کہ جو عورت اس صفت سے ہو اس کی مجھ کو حاجت نہیں اور احتمال ہے کہ مطلق نظر کرنا حضرت ﷺ کا خاصہ ہوا اگرچہ نکاح کا ارادہ نہ رکھتے ہو اور ہوگا فائدہ اس کا یہ احتمال کہ آپ کو خوش لگی سو اس سے نکاح کریں باوجود بے پرواہ ہونے آپ کے اس وقت زیادتی سے عورتوں پر جو آپ کے پاس تھیں۔ (فتح)

نہ منگنی کرے کوئی اپنے بھائی مسلمان کی منگنی پر یہاں تک کہ نکاح کرے یا چھوڑ دے۔

بَابُ لَا يَخْطُبُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ حَتَّى يَنْكِحَ أَوْ يَدَّعِ.

۴۷۴۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے یہ کہ تم میں سے کوئی اپنا مال دوسرے کے بیچتے ہوئے پر بیچے اور پیغام نکاح کا نہ کرے کوئی اپنے بھائی مسلمان کی منگنی پر یہاں تک کہ چھوڑ دے جس نے پہلے نکاح کا پیغام کیا یا اس کو مخاطب اجازت دے۔

۴۷۴۶۔ حَدَّثَنَا مَكِّي بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُولُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيعَ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا يَخْطُبَ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ حَتَّى يَتْرَكَ الْخَاطِبُ قَبْلَهُ أَوْ يَأْذَنَ لَهُ الْخَاطِبُ.

فائدہ: باب میں یدع کا لفظ ہے اور حدیث میں یترک کا لفظ ہے اور ایک روایت میں یدع کا لفظ بھی آچکا ہے اور اس کی سند صحیح ہے تو مراد بھائی سے بھائی مسلمان ہے جیسا کہ بیوع میں گزر چکا ہے اور یہ لفظ اس کے معارض نہیں اس واسطے کہ مخاطب ساتھ اس کے مسلمان لوگ ہیں۔

۴۷۴۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بچو بدگمانی سے اس واسطے کہ بدگمانی بڑی جھوٹی بات ہے یعنی بے تحقیق صرف اپنے گمان پر کسی مسلمان سے بدظن ہونا نہایت بے اصل بات ہے اور نہ لوگوں کی بات کی طرف کان لگاؤ اور نہ عیب جوئی کرد اور نہ آپس میں بغض اور عداوت رکھو اور بھائی بن جاؤ (اے اللہ کے بندو) اور نہ منگنی کرے کوئی اپنے بھائی مسلمان کی منگنی پر یہاں

۴۷۴۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَأْتُرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَكُونُوا إِخْوَانًا وَلَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ حَتَّى

يَنْكِحُ أَوْ يَتْرُكُ۔ تک کہ نکاح کرے یا چھوڑ دے۔

فائدہ: کہا جمہور نے کہ یہ نبی واسطے تحریم کے ہے اور کہا خطابی نے کہ یہ نبی واسطے تادیب کے ہے تحریم کے واسطے نہیں اور باطل کرتی ہے عقد کو نزدیک اکثر فقہاء کے اور نہیں ہے ملازمہ درمیان ہونے اس کے کی واسطے تحریم کے اور درمیان بطلان کے نزدیک جمہور کے بلکہ وہ ان کے نزدیک تحریم کے واسطے ہے اور نہیں باطل ہوتی ہے عقد بلکہ حکایت کی ہے نووی رحمہ اللہ نے کہ اس میں نبی بالاجماع تحریم کے واسطے ہے لیکن اس کی شرطوں میں اختلاف ہے سو کہا شافعیہ او حنابلہ نے کہ محل تحریم کا وہ ہے جب کہ تصریح کرے مخطوبہ یا ولی اس کا جس کو اس نے اجازت دی ہے جس جگہ ہو اجازت اس کی معتبر ساتھ اجابت کے سوا اگر رو کے ساتھ تصریح واقع ہو تو حرام نہیں سوا اگر نہ جانے دوسرا ساتھ حال کے تو جائز ہے ہجوم کرنا اور پر مگنی کے اس واسطے کہ اصل اباحت ہے اور حنبلیوں کی اس میں دو روایتیں ہیں اور اگر واقع ہو اجابت ساتھ تعریض کے مانند قول عورت کے کی کہ نہیں منہ پھیرنا تجھ سے تو اس میں شافعیہ کے نزدیک دو قول ہیں صحیح تر یہ ہے کہ یہ بھی حرام نہیں اور یہی قول ہے مالکیہ اور حنفیہ کا اور اگر نہ رد کرے اور نہ قبول کرے تو جائز ہے اور حجت اس میں قول فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ہے کہ مجھ کو معاویہ اور ابوجہم نے نکاح کا پیغام بھیجا اور حضرت ﷺ نے ان دونوں پر اس بات کا انکار نہ کیا بلکہ اسامہ رضی اللہ عنہ کے واسطے اس کو نکاح کا پیغام کیا اور اشارہ کیا ہے نووی رحمہ اللہ وغیرہ نے کہ اس میں حجت نہیں اس لیے کہ احتمال ہے کہ دونوں نے اکٹھا نکاح کا پیغام بھیجا ہو یا دوسرے کو پہلے کا خطبہ معلوم نہ ہوا ہو اور حضرت ﷺ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کا اشارہ کیا اور نکاح کا پیغام نہیں کیا اور بر تقدیر اس کے کہ نکاح کا پیغام کیا ہو تو شاید جب حضرت ﷺ نے ابوجہم اور معاویہ رضی اللہ عنہما کا عیب بیان کیا تو معلوم ہوا کہ اس نے ان دونوں سے منہ پھیرا سو اس کو اسامہ رضی اللہ عنہ کے واسطے نکاح کا پیغام کیا اور حکایت کی ہے ترمذی نے شافعی سے کہ معنی باب کی حدیث کے یہ ہیں کہ جب مرد عورت کو نکاح کا پیغام کرے اور وہ اس کے ساتھ راضی ہو جائے تو نہیں جائز ہے کسی کو کہ اس کی مگنی پر مگنی کرے اور جب اس کی رضا مندی معلوم نہ ہو تو نہیں کوئی ذکر کہ اس کو نکاح کا پیغام کرے اور حجت اس میں قصہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کا ہے اس واسطے کہ اس نے حضرت ﷺ کو خبر نہ دی کہ وہ دونوں میں سے کس پر راضی ہے اور اگر وہ اس کی خبر دیتی کہ میں دونوں میں سے فلا نے کے ساتھ راضی ہوں تو نہ اشارہ کرتے اس پر ساتھ کسی شخص کے سوائے اس کے جس کو اس نے اختیار کیا اور اگر نہ پائی جائے اس سے اجابت اور نہ رد تو کہا بعض شافعیوں نے کہ جائز ہے اور بعض نے دونوں قول کو جائز رکھا ہے اور نص کی ہے شافعی رحمہ اللہ نے کنواری میں کہ اس کا چپ رہنا رضا مندی ہے ساتھ مخاطب کے اور بعض مالکیوں سے ہے کہ نہیں منع ہے مگنی کرنی مگر اس شخص کی مگنی پر جن کے درمیان مہر پر رضا مندی واقع ہو اور جب پائی جائیں شرطیں تحریم کی اور واقع ہو عقد دوسرا تو کہا جمہور نے کہ نکاح صحیح ہے باوجود ارکاب تحریم کے اور کہا داؤد نے کہ فسخ کیا جائے نکاح پہلے دخول کے اور بعد اس کے اور نزدیک مالکیہ کے

خلاف ہے مانند دونوں قول کے اور کہا بعض نے نسخ کیا جائے پہلے دخول کے نہ بعد اس کے اور حجت جمہوری کی یہ ہے کہ منع نکاح کا پیغام ہے اور پیغام نکاح کا نہیں شرط ہے عقد کے صحیح ہونے میں سونہ نسخ ہوگا نکاح ساتھ نہ صحیح واقع ہونے پیغام نکاح کے اور حکایت کی ہر طبری نے بعض علماء سے کہ یہ نہیں منسوخ ہے ساتھ قصے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے پھر دیکھا اس پر ساتھ اس کے کہ وہ مشورے کو آئی تھی سو مشورہ دیا گیا اس کو اس چیز کے ساتھ کہ وہ اولیٰ ہے اور نہ تھی وہاں متنگی متنگی پر پھر ایسے مسئلوں میں نسخ کا دعویٰ کرنا غلط ہے اس واسطے کہ اشارہ کیا ہے طرف علت نہی کے عقد کی حدیث میں ساتھ اخوة کے اور وہ صف لازمہ ہے اور علت مطلوب ہے واسطے دوام کے سونہیں صحیح ہے کہ لاحق ہو اس کو دعویٰ نسخ کا، واللہ اعلم۔ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جب پہلا مخاطب یعنی نکاح کا پیغام کرنے والا دوسرے مخاطب کو اجازت دے تو دور ہو جاتی ہے تحریم لیکن کیا یہ اجازت فقط اس کے ساتھ خاص ہے جس کو اجازت دی گئی یا اس کے سوائے اور شخص کو بھی جائز ہے اس واسطے کہ مجرد اجازت جو صادر ہے پہلے مخاطب سے دلالت کرتی ہے اس پر کہ اس نے اس عورت کے نکاح سے منہ پھیرا اور جب اس نے منہ پھیرا تو اس کے غیر کے واسطے جائز ہوگا کہ اس کو نکاح کا پیغام کرے ظاہر دوسری بات ہے یعنی نکاح کا پیغام فقط اس شخص کے ساتھ خاص نہیں جس کو اس نے اجازت دی بلکہ اس کے سوائے اور شخص کو بھی نکاح کا پیغام کرنا جائز ہے سو جس کو اس نے اجازت دی اس کے واسطے تو نص سے جائز ہوگا اور اس کے سوائے اور شخص کو الحاق کے ساتھ ہوگا اور تائید کرتا ہے اس کو قول آپ کا باب کی دوسری حدیث میں او یتروک یعنی یا چھوڑ دے اور تصریح کی ہے روایانی نے شافعیہ میں سے ساتھ اس کے کہ محل تحریم کا وہ ہے جو خطبہ اول سے جائز اور اگر وہ منع ہو جیسے کہ عدت میں اس کو نکاح کا پیغام کرے تو نہیں ضرر کرتا دوسرے کو یہ کہ عدت گزرنے کے بعد اس کو خطبہ کرے اور یہ ظاہر ہے اس واسطے کہ اول کا حق عدت کی وجہ سے ثابت نہیں ہوا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول اس کے کہ اپنے بھائی کے خطبے پر کہ محل تحریم کا وہ ہے جب کہ نکاح کا پیغام کرنے والا مسلمان ہو سو اگر نکاح کا پیغام کرے ذمی مرد ذمی عورت کو پھر ارادہ کرے مسلمان کہ اس کو نکاح کا پیغام کرے تو اس کو یہ مطلق جائز ہے اور یہ قول اوزاعی کا ہے اور موافقت کی ہے اس کی شافعیہ میں سے ابن منذر اور خطابی وغیرہ نے اور تائید کرتی ہے اس کو حدیث مسلم کی کہ ایماندار بھائی ہے دوسرے ایماندار کا سونہیں حلال ہے واسطے ایماندار کے یہ کہ بیچے اپنے بھائی کی بیع پر اور نہ متنگی کرے اس کی متنگی پر کہا خطابی نے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان اور کافر کی برادری توڑ ڈالی ہے سو خاص ہوگی نہیں ساتھ مسلمان کے کہا ابن منذر نے کہ اصل اس میں اباحت ہے یہاں تک کہ وارد ہو منع اور البتہ وارد ہوئی ہے منع مقید ساتھ مسلم کے سو باقی راہ جو اس کے سوائے ہے اصل اباحت پر اور مذہب جمہور کا یہ ہے کہ ذمی کافر اس میں ملحق ہے ساتھ مسلم کے اور یہ کہ تعبیر ساتھ بھائی کے نکلی ہے بنا بر غالب کے سونہیں ہے کوئی مفہوم واسطے اس کے اور وہ مانند اس آیت کے ہے ﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ﴾ وربانکم اللاتی

فی حجبہ کہ اور مانند اس کے اور بنا کیا ہے اس کو بعض نے اس پر کہ یہ چیز ممنوع کیا عقد کے حقوق سے ہے یا متعاقبین کے حقوق سے بنا بر پہلی وجہ کے رائج وہ ہے جو خطابی نے کہا اور بنا بر دوسری وجہ کے رائج وہ ہے جو اس کے غیر نے کہا اور قریب ہے اس بنا سے اختلاف ان کا بیج ثابت ہونے شفعہ کے واسطے کافر کے سو جس نے اس کو ملک کے حقوق سے ٹھہرایا ہے اس نے اس کے واسطے ثابت کیا ہے اور جس نے اس کو حقوق مالک سے ٹھہرایا ہے اس نے منع کی ہے اور قریب اس بحث سے ہے جو منقول ہے ابن قاسم مالک کے ساتھ سے کہ پہلا مخاطب جب فاسق ہو تو جائز ہے واسطے پرہیزگار کے یہ کہ منگنی کرے اس کی منگنی پر اور ترجیح دی ہے اس کو ابن عربی نے ان میں سے اور وہ باوجہ ہے جب کہ ہو مخطوبہ پاک دامن سو ہو گا فاسق غیر کفو واسطے اس کے سو اس کا نکاح پیغام کا عدم ہو گا اور نہیں اعتبار کیا ہے اس کو جمہور نے جب کہ صادر ہو عورت سے علامت قبول کی اور بعض نے کہا کہ اس قول کے خلاف پر اجماع ہے اور ملحق ہے ساتھ اس کے جو حکایت کی بعض نے جائز ہونے سے جب کہ نہ ہو پہلا مخاطب لائق عادت میں واسطے منگنی اس عورت کے جیسا کہ ساقی بادشاہ کی بیٹی کو نکاح کا پیغام کرے اور یہ راجع ہے طرف ہم کفو ہونے کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر حرام ہونے منگنی عورت کے دوسری عورت کی منگنی پر واسطے لاحق کرنے حکم عورتوں کے ساتھ حکم مردوں کے اور اس کی صورت یہ ہے کہ ایک عورت ایک مرد کے نکاح میں رغبت کرتی ہے اور اس کو اپنے نکاح کی طرف بلاتی ہے کہ وہ مرد اس سے نکاح کرے پھر ایک اور عورت آتی ہے اور وہ اس مرد کو اپنی طرف بلاتی ہے اور اپنے نکاح کی رغبت دلاتی ہے اور اس کو پہلے سے الگ کرواتی ہے اور البتہ تصریح کی ہے علماء نے ساتھ مستحب ہونے خطبہ اہل فضل کے مردوں سے اور نہیں ہے پوشیدہ کہ محل اس کا وہ ہے جب کہ مخطوب مرد نے قصد کیا ہو کہ ایک عورت کے سواء اور نکاح نہ کرے گا لیکن اگر دونوں کو جمع کرے تو حرام نہیں اور یہ جو کہا کہ حتی ینکح یعنی یہاں تک کہ نکاح کرے مخاطب پہلا سو حاصل ہو ناامیدی محض یا چھوڑ دے یعنی مخاطب اول نکاح کرنے کو سو جائز ہو گا اس وقت واسطے دوسرے کے خطبہ سو دونوں غایتیں مختلف ہیں پہلی ناامیدی کی طرف راجع ہے اور دوسری رجا کی طرف راجع ہے۔

ترک خطبہ کی تفسیر۔

بَابُ تَفْسِيرِ تَرْكِ الْخُطْبَةِ.

فائدہ: یعنی خطبہ کے قبول کرنے سے عذر کرنے کے طریق کا بیان جیسا کہ حدیث میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے شارح تراجم نے کہا کہ بخاری کی یہی مراد ہے۔

ہوتا ہے شارح تراجم نے کہا کہ بخاری کی یہی مراد ہے۔

۴۲۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہوئیں کہا عمر رضی اللہ عنہ نے سو میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ملا میں نے کہا اگر تو چاہے تو میں تجھ کو حفصہ رضی اللہ عنہا نکاح کر دوں

٤٧٤٨ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ  
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ  
اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ

پھر میں چند روز ٹھہرا پھر حضرت ﷺ نے اس کے نکاح کا پیغام بھیجا پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے سو کہا کہ نہیں منع کیا مجھ کو کسی چیز نے یہ کہ میں تجھ کو جواب دوں اس چیز کا جو تو نے عرض کی مگر یہ کہ البتہ میں نے جانا تھا کہ حضرت ﷺ نے اس کا ذکر کیا ہے سو نہ تھا میں کہ حضرت ﷺ کا راز ظاہر کر دوں اور اگر حضرت ﷺ اس کو چھوڑ دیتے تو میں اس کو قبول کرتا متابعت کی ہے شعیب کی یونس اور موسیٰ سے اور ابن ابی عتیق نے زہری سے۔

عَنْهُمَا يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ قَالَ عُمَرُ لَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ إِنَّ بِنْتَكَ أَنْكَحْتَكَ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ فَلَبِثْتُ لَيَالِي ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَقِينِي أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيمَا عَرَضْتَ إِلَّا أَنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ذَكَرَهَا فَلَمْ أَكُنْ لِأَفْشِي سِرَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبِلْتُهَا تَابِعَهُ يُونُسُ وَمُوسَى بْنُ عُقْبَةَ وَابْنُ أَبِي عَجِيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

فائدہ: یہ نکل رہا ہے عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کا اور اس کے اخیر میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اگر حضرت ﷺ اس کو چھوڑ دیتے تو میں اس کو قبول کرتا اور اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے کہا ابن بطلان نے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے باب میں ترک خطبہ کی تفسیر صریح گزر چکی ہے حضرت ﷺ کے یہ قول حتیٰ ینکح او یتوک میں اور عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو حصہ بنی النکاح کے قسے میں ہے اس ترک خطبہ کی تفسیر ظاہر نہیں ہوتی اس واسطے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو معلوم نہ تھا کہ حضرت ﷺ نے حصہ بنی النکاح کے نکاح کا پیغام کیا ہے لیکن قصد کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے معنی دقیق کو جو دلالت کرتا ہے اوپر تیز ہونے ذہن اس کے کی اور مضبوط ہونے کے استنباط میں اور اس کا بیان یوں ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا کہ جب حضرت ﷺ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نکاح کا پیغام کریں گے تو وہ آپ کو رد نہیں کریں گے بلکہ اس میں رغبت کریں گے اور شکر کریں گے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر انعام کیا ہے سو ابو بکر رضی اللہ عنہ کا علم ساتھ اس حال کے قائم ہوا مقام جھکنے اور تراضی کے سو گویا کہ کہتا ہے کہ جو جانتا ہو کہ نہ پھیرا جائے جب کہ نکاح کا پیغام کرے تو کسی کو لائق نہیں کہ اس کی متغنی پر متغنی کرے اور کہا ابن منیر نے جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ بخاری رحمہ اللہ نے ارادہ کیا ہے کہ تحقیق کرے منع ہونا متغنی کا متغنی پر مطلق اس واسطے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ باز رہے اور نہ قطع ہوا تھا امر ورمیان خاطر اور ولی کے سو کیا حال ہے جب کہ پکا ہو اور دونوں آپس میں جھکیں سو شاید استدلال ہے ساتھ اولیٰ کے میں کہتا ہوں جو ابن بطلان نے ظاہر کیا اور وہ ادا اور اولیٰ ہے۔ (فتح)

بابُ النِّكَاحِ  
باب ہے بیان میں خطبہ پڑھنے کے وقت عقد نکاح کے

۴۷۴۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دو مرد پورب سے آئے تو دونوں نے خطبہ پڑھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک بعض بیان تو جادو ہوتا ہے یعنی جیسے جادو سے آدمی لوٹ پوٹ ہو جاتا ہے ایسے ہی بعض آدمی کی تقریر ہوتی ہے۔

۴۷۴۹۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ جَاءَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا.

**فائدہ:** یہ حدیث پوری ساتھ شرح اپنی کے طب میں آئے گی کہا ابن تین نے داخل کیا بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو کتاب النکاح میں اور حالانکہ وہ اس کی جگہ نہیں ہے کہا اور بیان دو قسم ہے اول وہ ہے جو بیان کرے ساتھ اس کے مراد کو دوسرا خوش آوازی سے پڑھنا ہے تاکہ سننے والوں کے دل مائل کریں اور دوسرا قسم ہے جو جادو کے مشابہ ہے اور مذموم اس سے وہ ہے جس کے ساتھ باطل کا قصد کیا جائے اور تشبیہ دی اس کو ساتھ جادو کے اس واسطے کہ سحر پھیرنا چیز کا ہے اپنی حقیقت سے۔ میں کہتا ہوں اور اسی جگہ سے لی جاتی ہے مناسبت اور پہچانا جاتا ہے کہ اس نے اس کو اپنی جگہ میں ذکر کیا ہے گویا کہ اشارہ کیا ہے اس نے کہ خطبہ اگرچہ مشروع ہے نکاح میں لیکن لائق ہے کہ متوسط ہو اور نہ ہو اس میں وہ چیز جو تقاضا کرے حق کے پھیرنے کو طرف باطل کے ساتھ خوش تقریر کے اور البتہ وارد ہو چکی ہیں خطبہ نکاح کی تفسیر میں بہت حدیثیں ان میں سے مشہور تر یہ ہے جو اصحاب سنن نے روایت کی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً الحمد لله نعمده ونستعينه ونستغفره، الحدیث کہا ترمذی نے کہ اہل علم نے کہا کہ نکاح جائز ہے بغیر خطبہ کے اور یہ قول ثوری وغیرہ اہل علم کا ہے اور کہا بعض اہل ظاہر نے کہ وہ شرط ہے نکاح میں اور یہ قول شاذ ہے۔ (فتح)

بجانا دف کا نکاح اور ولیمہ کے وقت میں۔

### بَابُ صَرْبِ الدَّفِّ فِي النِّكَاحِ وَالْوَلِيمَةِ.

**فائدہ:** اور ولیمہ معطوف ہے نکاح پر یعنی بجانا دف کا ولیمہ میں اور وہ عام ہے بعد خاص کے اور احتمال ہے کہ مراد خاص ولیمہ نکاح کا ہو اور یہ کہ بجانا دف کا مشروع ہے نکاح میں وقت عقد کے اور وقت دخول کے مثلاً اور وقت ولیمہ کے اسی طرح اور اول اشبہ ہے اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کے جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہو چکی ہے، کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ۔

۴۷۵۰۔ حضرت ربیع معوذ کی بیٹی سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ تشریف لائے اور میرے گھر میں آئے جب کہ میں اپنے خاوند کے گھر میں لائی گئی اور مجھ سے خلوت ہوئی سو میرے بچھونے پر بیٹھے جیسے تو میرے بچھونے پر بیٹھا ہے اور

۴۷۵۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا عَالِدُ بْنُ ذِكْوَانَ قَالَ قَالَتِ الرَّبِيعَةُ بِنْتُ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِينِ



بَنِي عَلَى فَجَلَسَ عَلَى لِرَاشِي كَمَجَلِسِكَ  
مِنِّي فَجَعَلْتُ جُورِيَّاتٍ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالْذِّقِ  
وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِي يَوْمَ بَذَرٍ إِذْ قَالَتْ  
إِحْذَاهُنَّ وَلِقِنَا نِسِي يَعْْلَمُ مَا فِي غَدٍ فَقَالَ  
دَعِيَ هَذِهِ وَقَوْلِي بِاللَّيْ كُنْتَ تَقُولِينَ.

ہماری چھوٹی چھوٹی لڑکیاں دف بجا کر ہمارے باپوں کی جو  
جنگ بدر کے دن مارے گئے خوبیاں اور بہادرے کے قصے  
بیان کرنے لگیں کہ اچانک ان میں سے ایک نے کہا کہ ہمارے  
بچ میں ایک پیغمبر ہیں کہ جانتے ہیں جوکل ہوگا حضرت ﷺ  
نے فرمایا اس کو چھوڑ دے اور جو پہلے کہتی تھی وہی کہہ۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جسے تو بیٹھا ہے تو یہ اس نے اس شخص سے کہا جس نے اس حدیث کی روایت کی اور بنا کے معنی  
ہیں دخول ساتھ بیوی کے اور یہ جو کہا کہ جیسے تو میرے بچھونے پر بیٹھا ہے تو یہ محمول ہے اس پر کہ یہ خطاب پردے کے  
پچھے سے تھا یعنی دونوں کے درمیان پردہ تھا یا یہ حکم پردے کی آیت اترنے سے پہلے تھا یا جائز ہے دیکھنا واسطے  
حاجت کے یا وقت امن کے فتنے سے اور اخیر قول معتمد ہے یعنی فتنے سے امن تھا اور جو ظاہر ہوا ہے واسطے ہمارے  
قوی دلیلوں سے یہ ہے کہ بیگانی عورت کے ساتھ خلوت کرنی اور اس کو دیکھنا حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اور یہی ہے  
جواب صحیح قصے ام حرام کے سے کہ حضرت ﷺ اس کے گھر میں تشریف لے گئے اور اس کے پاس سو گئے اور اس نے  
آپ کو کنگھی کی اور حالانکہ وہ نہ آپ کی منکوحہ تھی اور نہ محرم اور نہ بے کے معنی ہیں ذکر کرنا مردے کے اوصاف کا ساتھ  
ثناء کے اوپر اس کے اور گنتا اس کی خوبیوں کا ساتھ سخاوت اور بہادری کے اور مانند اس کے اور یہ جو فرمایا کہ اس کو  
چھوڑ دے یعنی چھوڑ دے اس چیز کو جو متعلق ہے ساتھ مدح میری کے جس میں حد سے زیادہ تعریف ہے جو منع ہے اور  
ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہیں جانتا کوئی جوکل ہوگا سوائے اللہ تعالیٰ کے سو یہ اشارہ ہے طرف علت منع کے  
اور یہ جو فرمایا کہ جو پہلے کہتی تھی تو اس میں اشارہ ہے طرف جواز سننے مدح کے اور مرثیہ کے اس قسم سے کہ نہ ہو اس  
میں مبالغہ جو نوبت پہنچتا ہے طرف غلو کی اور کہا مہلت نے اس حدیث میں اعلان نکاح کا ہے ساتھ دف کے اور  
راگ مباح کے اور اس میں آنا امام کا ہے طرف شادی کے اگرچہ اس میں کھیل ہو جب تک حد مباح سے نہ نکلے اور  
یہ کہ مرد کے سامنے تعریف کرنی جائز ہے جب تک کہ نہ نکلے طرف اس چیز کے جو اس میں نہیں اور غریب بات کہی  
ہے ابن تین نے سو کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا اس کو حضرت ﷺ نے کہ مدح آپ کی حق ہے اور  
مطلوب نکاح میں کھیل ہے سو جب داخل کیا گیا امر حق کھیل میں تو اس کو منع فرمایا اسی طرح کہا ہے اس نے اور تمام  
خبر کا جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے رد کرتا ہے اوپر اس کے اور سیاق قصے کا مشعر ہے ساتھ اس کے کہ اگر وہ  
مرثیوں پر بدستور رہیں تو ان کو منع نہ کرتے اور اکثر اچھے مرثیوں میں قصہ ہوتا ہے نہ کھیل اور سوائے اس کے کچھ نہیں  
کہ انکار کیا حضرت ﷺ نے اوپر اس کے واسطے اس کے جو ذکر کیا گیا ہے بے حد تعریف کرنے سے جب کہ اس  
نے حضرت ﷺ کے واسطے غیب کا علم مطلق ثابت کیا اور وہ ایک صفت ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ﴾ اور فرمایا ﴿وَلَوْ كُنْتَ اعْلَمُ الْغَيْبَ لَا سَتَكُنَّ مِنَ الْخَيْرِ﴾ اور جس جس چیز کی حضرت ﷺ غیب سے خبر دیتے تھے اور اللہ تعالیٰ آپ کو معلوم کروا دیتا تھا نہ یہ کہ وہ اس کے معلوم کرنے میں مستقل تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يَظْهَرُ عَلٰی غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنْ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ﴾ اور راگ کی بحث آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

باب ہے بیچ بیان اس آیت کے اور دو عورتوں کو ان کے مہر خوش سے اور بیچ بیان بہت باندھنے مہر کے اور کم سے کم کتنا مہر جائز ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور دیا ہو تم نے ایک عورت کو ڈھیر مال تو نہ پھیر لو اس میں سے کچھ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا مقرر کر چکے ہو واسطے ان کے مہر، اور کہا سہل فی اللہ نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَاتُوا النِّسَاءَ صَدَقَاتِهِنَّ نِحْلَةً﴾ وَكَثْرَةُ الْمَهْرِ وَأَدْنَى مَا يَجُوزُ مِنَ الصَّدَاقِ وَقَوْلُهُ تَعَالَى ﴿وَأَتَيْتُمْ أَحَدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا﴾ وَقَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿أَوْ تَفَرَّضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً﴾ وَقَالَ سَهْلٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ.

فائدہ: یہ ترجمہ معقود ہے واسطے اس کے کہ کم سے کم مہر کا کوئی اندازہ معین نہیں اور خلاف کیا ہے اس میں مالکیوں اور حنفیوں نے اور وجہ استدلال کی اس چیز سے کہ ذکر کی مطلق ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا ﴿صدقاتہن نحلہ﴾ اور قول اس کے کا ﴿فریضہ﴾ اور قول حضرت ﷺ کے کہ سہل فی اللہ کی حدیث میں کہ اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو اور بہر حال قول اس کا کثرت المہر سو وہ ساتھ زبر کے عطف ہے اوپر اس آیت کے کہ پڑھا اس کو اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وأتیتم احداهن قنطارا﴾ اس میں اشارہ ہے طرف بہت ہونے مہر کے اور البتہ استدلال کیا ساتھ اس کے اس عورت نے جس نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جھگڑا کیا اور اس کا بیان یوں ہے کہ روایت کی ہے عبدالرزاق نے عبدالرحمن سلمیٰ کے طریق سے کہ کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ عورتوں کا مہر زیادہ مت باندھو تو ایک عورت نے کہا کہ اے عمر! یہ کہنا تجھ کو نہیں پہنچتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم نے ایک عورت کو ڈھیر سونا دیا ہو تو اس سے پھیر نہ لو اور اسی طرح ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں یعنی اس میں من ذہب کا لفظ زیادہ ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک عورت نے عمر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا کیا تو وہ اس پر غالب ہو گئی اور حاصل اس کا یہ ہے کہ کم تر درجہ مہر وہ چیز ہے کہ مال ٹھہرائی جائے یعنی جس کو مال سمجھا جائے اور بعض کہتے ہیں کہ کم تر وہ ہے جس میں ہاتھ کا ثنا واجب ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ چالیس درہم یا پچاس درہم اور جس میں ہاتھ کا ثنا واجب ہوتا ہے اس میں بھی اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ تین درہم اور بعض کہتے ہیں پانچ اور بعض کہتے ہیں دس درہم۔ (فتح)

۴۷۵۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے نکاح کیا کھجور کی گٹھلی کے برابر تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس پر شادی کی خوشی کا نشان دیکھا سو اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا گٹھلی کے برابر سونے پر اور قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس نے روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے کہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے نکاح کیا گٹھلی کے برابر سونے پر یعنی من ذهب کا لفظ زیادہ کیا ہے۔

فائدہ: مراد بخاری رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت سے یہ ہے کہ عبدالعزیز نے انس رضی اللہ عنہ سے نواۃ کا لفظ مطلق ذکر کیا ہے اور قتادہ رضی اللہ عنہ نے اتنا زیادہ کیا ہے کہ گٹھلی کے برابر سونے پر۔

نکاح کرنا قرآن پر اور بغیر مہر کے۔

۴۷۵۱۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَافٍ فَرَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاشَةِ الْعُرْسِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَافٍ وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَافٍ مِنْ ذَهَبٍ.

بَابُ التَّزْوِيجِ عَلَى الْقُرْآنِ وَبِغَيْرِ صَدَاقٍ.

۴۷۵۲۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک میں لوگوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھا تھا کہ اچانک ایک عورت آکھڑی ہوئی تو اس نے کہا یا حضرت! میں نے اپنی جان آپ کو بخش سودیکھیے اس میں آپ کی کیا رائے ہے؟ سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کچھ جواب نہ دیا پھر کھڑی ہوئی سو اس نے کہا یا حضرت! بے شک اس نے اپنی جان آپ کو بخش سودیکھیے آپ کی اس میں کیا رائے ہے؟ پھر بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کچھ جواب نہ دیا سو وہ عورت تیسری بار کھڑی ہوئی سو اس نے کہا کہ میں نے اپنی جان آپ کو بخش سودیکھیے آپ کی اس میں کیا رائے ہے؟ پس ایک مرد اٹھا اور کہا یا حضرت! مجھ کو نکاح کر دیجیے! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا تیرے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا نہیں فرمایا تلاش کر اگر چہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو سو وہ گیا اور تلاش کیا پھر آیا اور کہا کہ میں نے

۴۷۵۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ يَقُولُ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ يَقُولُ إِنِّي لَفِي الْقَوْمِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَامَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَفِئْهَا رَأْيِكَ فَلَمْ يُجِبْهَا شَيْئًا ثُمَّ قَامَتْ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَفِئْهَا رَأْيِكَ فَلَمْ يُجِبْهَا شَيْئًا ثُمَّ قَامَتِ الثَّالِثَةُ فَقَالَتْ إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَفِئْهَا رَأْيِكَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْكِحْنِيهَا قَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا قَالَ إِذْ هَبْ فَاطْلُبْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ

حَدِيدٍ فَذَهَبَ فَلْتَلَبَّ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ مَا  
وَجَدْتُ شَيْئًا وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَقَالَ  
هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ قَالَ مَعِيَ سُورَةُ  
كَذَا وَسُورَةُ كَذَا قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ  
اَنْكَحْتُكُمَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

کچھ چیز نہیں پائی اور لوہے کی انگٹھی بھی نہیں حضرت ﷺ نے  
فرمایا تجھ کو کچھ قرآن یاد ہے؟ اس نے کہا کہ مجھ کو فلاں فلاں  
سورت یاد ہے فرمایا جا میں نے تیرا نکاح اس سے کر دیا  
قرآن یاد کروانے کے بدلے پر جو تجھ کو یاد ہے۔

فائدہ: نسائی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو اس نے کہا یا  
حضرت! میں نے اپنی جان آپ کو بخشی حضرت ﷺ نے فرمایا بیٹھ جا وہ بیٹھ گئی اور ایک گھڑی بیٹھی رہی پھر وہ اٹھی  
فرمایا بیٹھ جا اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت کرے ہم کو تیری حاجت نہیں اور اس سے لیا جاتا ہے کہ اس عورت نے آپ کا  
بہت ادب کیا باوجود اس کے کہ اس کو نہایت رغبت تھی اس واسطے کہ نہ مباغہ کیا اس نے طلب میں اور اس نے  
حضرت ﷺ کے چپ رہنے سے سمجھ لیا کہ آپ کو رغبت نہیں لیکن جب وہ رد سے ناامید نہ ہوئی تو بیٹھ گئی واسطے انتظار  
کشادگی کے اور حضرت ﷺ کا چپ رہنا یا تو اس وجہ سے تھا کہ آپ اس کو سامنے جواب دینے سے شرمائے اور  
حضرت ﷺ نہایت شرم کرنے والے تھے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ کو کنواریوں سے زیادہ شرم تھی اور  
یا واسطے انتظار وحی کے اور یا واسطے فکر کرنے کے جواب میں جو مقام کے مناسب ہو اور ایک روایت میں اعتل کا لفظ  
آیا ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے عذر کیا کہ میں نے لوہے کی انگٹھی بھی نہیں پائی اور یہ جو کہا کہ هل معك  
من القرآن شيء تو ایک روایت میں ہے کہ کیا ہے تیرے پاس قرآن سے تو یہ بعد اس قول کے ہے هل معك من  
القرآن شيء یعنی کیا تجھ کو کچھ قرآن یاد ہے پھر اس کا اندازہ پوچھا کہ کتنا ہے چنانچہ فرمایا ما ذا معك من القرآن  
یعنی تجھ کو کتنا قرآن یاد ہے اور معمر کی روایت میں دونوں لفظ واقع ہوئے ہیں سو فرمایا کہ تو کچھ قرآن پڑھتا ہے؟ اس  
نے کہا ہاں! فرمایا کیا ہے؟ اس نے کہا فلانی فلانی سورت اور پچانی گئی ساتھ اس کے مراد ساتھ معیت کے اور یہ کہ  
اس کے معنی یہ ہیں کہ کیا تجھ کو حفظ یاد ہے اور یہ جو کہا فلانی فلانی سورت تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے  
ایک مرد کا نکاح ایک عورت سے کر دیا قرآن کی دوسورتوں پر کہ اس کو سکھلا دے، اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں  
ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تجھ کو قرآن یاد ہے؟ اس نے کہا ہاں! سورہ بقرہ اور جو اس کے ساتھ ہے اور ایک  
روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کا نکاح کر دیا سورہ بقرہ پر اور اس کے پاس اور کچھ چیز نہ تھی اور  
ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کا نکاح ایک عورت سے کر دیا ایک سورت پر مفصل سے  
اور اس کو اس کا مہر ٹھہرایا اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ اس کو بیس آیتیں سکھلا دے اور وہ تیری عورت ہوئی اور  
جابر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو کچھ قرآن پڑھتا ہے؟ اس نے کہا

ہاں مجھ کو سورہ ﴿اَنَا اعطیناک الکوثر﴾ یاد ہے فرمایا یہی اس کو مہر میں پڑھا دے اور تطبیق ان الفاظ میں یہ ہے کہ یا قصہ متعدد ہے یا بعض راویوں کو یاد رہا اور بعض کو نہیں رہا اور اس حدیث میں اور بہت فائدے ہیں سوائے اس کے جو باب باندھا ہے ساتھ اس کے بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الوکالہ اور فضائل قرآن میں اور چند باب نکاح میں اور بیان کی ہے میں نے ہر ایک میں توجیہ ترجمہ کے واسطے حدیث کے اور وجہ استنباط کی اس سے اور توحید اور لباس میں بھی اس پر ترجمہ باندھا ہے کماسیاتی تقریر اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کم سے کم مہر کی کوئی حد نہیں کہا ابن منذر نے کہ اس میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ کم تر درجہ مہر کا دس درہم ہیں اور اسی طرح اس پر جو چوتھائی دینار کی کہتا ہے اس واسطے کہ لوہے کی انگوٹھی اس کے مساوی نہیں اور کہا مازری نے کہ استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس شخص پر جو جائز رکھتا ہے نکاح کو ساتھ کم تر کے چوتھائی دینار سے اس واسطے کہ وہ نکلا ہے طرف تعلیل کی لیکن قیاس کیا ہے اس کو مالک نے ہاتھ کاٹنے پر چوری میں اور کہا عیاض نے اکیلا ہوا ہے ساتھ اس کے مالک حجاز والوں سے سند اس کی یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿ان تبغوا باموالکم﴾ اور ﴿ومن لم يستطع منکم طولا﴾ اس واسطے کہ یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ مراد ساتھ اس کے وہ چیز ہے کہ واسطے اس کے قدر ہے مال سے اور ادنیٰ درجہ اس کا وہ چیز ہے کہ مباح ہوتا ہے ساتھ اس کے قطع کرنا عضو ادب والے کا کہا عیاض نے اور جائز رکھا ہے اس کو تمام علماء نے ساتھ اس چیز کے کہ راضی ہوں اس پر دونوں میاں بیوی یا عقد ہو ساتھ اس چیز کے کہ اس میں منفعت ہے مانند کوڑے اور جوتی کے اگرچہ اس کی قیمت ایک درہم سے بھی کم تر ہو اور یہی قول ہے یحییٰ بن سعید اور ابو الزناد اور ربیعہ اور ابن ابی ذئب وغیرہم اہل مدینہ کا (سوائے مال کے اور اس کے تابعداروں کے) اور ابن جریج اور مسلم بن خالد وغیرہ کا اہل مکہ سے اوزاعی کا اہل شام میں اور لیث کا اہل مصر میں اور ثوری اور ابن ابی لیلیٰ عراقیوں کا (سوائے ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور اس کے تابعداروں کے) اور شافعی رحمہ اللہ اور داؤد اور فقہاء اہل حدیث کا اور ابن وہب کا مالکیوں سے اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہ کم تر درجہ اس کا دس درہم ہیں اور کہا ابن شبرمہ نے کہ کم تر درجہ اس کا پانچ درہم ہے اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ کم تر درجہ اس کا تین درہم ہیں یا چوتھائی دینار کی بنا پر اپنے اختلاف کے بیچ اندازے اس چیز کے کہ واجب ہوتا ہے ساتھ اس کے کاٹنا ہاتھ کا کہا قرطبی نے کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے جس نے قیاس کیا ہے اس کو ساتھ نصاب سرقہ کے ساتھ اس طور کے کہ وہ عضو آدمی کا ادب والا ہے تو اس سے کم تر کے ساتھ مباح نہ ہوگا واسطے قیاس کرنے کے چور کے ہاتھ پر اور تعاقب کیا ہے اس کا جمہور نے ساتھ اس طور کے کہ یہ قیاس ہے نص کے مقابلے میں سو نہ صحیح ہوگا اور ساتھ اس طور کے کہ ہاتھ کاٹنا جاتا ہے اور جدا ہوتا ہے اور نہیں ہے اس طرح شرم گاہ اور ساتھ اس طور کے کہ واجب ہوتا ہے چور پر پھیر دینا چرائی ہوئی چیز کا باوجود کاٹ ڈالنے ہاتھ کے اور نہیں ہے اس طرح مہر اور مالکیوں کی ایک جماعت نے بھی اس کو ضعیف کہا ہے سو کہا ابو الحسن نخعی نے کہ قیاس قدرم ہر کا ساتھ نصاب چوری

کے ظاہر نہیں اس واسطے کہ ہاتھ سوائے اس کے کچھ نہیں کہنا گیا ہے بیچ چوتھائی دینار کے واسطے غیرت نافرمانی کے اور نکاح مباح کیا گیا ہے ساتھ وجہ جائز کے ہاں قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا﴾ دلالت کرتا ہے کہ مہر آزاد عورت کا ضروری ہے کہ ہودہ چیز کہ بولا جاتا ہے اس پر نام مال کا جس کی کوئی قدر ہوتا کہ حاصل ہو فرق درمیان اس کے اور درمیان مہر لونڈی کے اور بہر حال قول اللہ تعالیٰ کا ﴿ان تَبْغُوا باموالکم﴾ تو یہ دلالت کرتا ہے اوپر شرط ہونے اس چیز کے کہ نام رکھا جاتا ہے مال فی الجملہ تھوڑا ہو یا بہت اور بعض مالکیوں نے اس کی حد مقرر کی ہے ساتھ اس چیز کے کہ واجب ہے اس میں زکوٰۃ اور یہ قوی ہے قیاس کرنے اس کے سے اوپر نصاب چوری کے اور قوی تر اس سے رد کرنا اس کا ہے طرف رواج کے اور کہا ابن عربی نے کہ لوہے کی انگوٹھی کا وزن چوتھائی دینار کے برابر نہیں ہوتا اور یہ اس قسم سے ہے کہ اس کا کوئی جواب نہیں اور نہ کوئی اس میں عذر ہے لیکن ہمارے ساتھیوں سے تحقیق والوں نے نظر کی ہے طرف قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا﴾ یعنی جو تم میں سے مالدار کی طاقت نہ رکھتا ہو سوا اللہ تعالیٰ نے منع کیا اس کو جو مالدار کی طاقت رکھتا ہو کہ لونڈی سے نکاح نہ کرے سوا اگر مالدار ایک وہم ہوتا تو کسی پر مشکل نہ ہوتا پھر تعاقب کیا ہے اس نے اس کا ساتھ اس کے کہ تین درہموں کا بھی یہی حال ہے یعنی سو نہیں ہے حجت بیچ اس کے واسطے حد مقرر کرنے کے اور خاص کر یہ کہ اختلاف ہے کہ طول سے کیا مراد ہے؟ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہبہ نکاح میں خاص ہے ساتھ حضرت ﷺ کے واسطے کہنے اس مرد کے کہ مجھ کو نکاح کر دیجیے اور اس نے یہ نہ کہا کہ مجھ کو بخش دیجیے اور واسطے قول اس عورت کے حضرت ﷺ سے کہ میں نے اپنی جان آپ کو بخشی اور حضرت ﷺ اس پر چپ رہے تو دلالت کی اس پر کہ ہبہ کا جائز ہونا ساتھ حضرت ﷺ کے ساتھ خاص ہے باوجود قول اللہ تعالیٰ کے ﴿خالصة لك من دون المؤمنين﴾ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہبہ کے لفظ سے حضرت ﷺ کے نکاح کا منعقد ہونا جائز ہے اور حضرت ﷺ کے سوا اور کسی کا نکاح امت میں سے جائز نہیں یہ ایک وجہ ہے نزدیک شافعیوں کے اور ایک وجہ یہ کہ ضروری ہے لفظ نکاح اور تزویج کا سیاقی الجمع فیہ اور یہ کہ امام نکاح کر دے جس کا کوئی خاص ولی نہ ہو ساتھ اس شخص کے جس کو اس کا کفو دیکھے لیکن ضروری ہے کہ عورت کی رضا مندی ہو اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس عورت سے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ اس مرد کے ساتھ تیرا نکاح کر دوں اگر تو راضی ہو؟ اس نے کہا کہا جو آپ نے میرے واسطے پسند کیا میں اس سے راضی ہوں اور یہ کہ جائز ہے سوچنا اور غور کرنا عورت کی خوبیوں میں واسطے ارادے نکاح اس کے کی اگرچہ نہ واقع ہوئی ہو اول رغبت بیچ نکاح کرنے اس کے کی اور نہ واقع ہوا ہو پیغام نکاح اس کے کا اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو سر سے پاؤں تک دیکھا اور وہ صیغہ مبالغہ پر دلالت کرتا ہے اور اس سے پہلے نہ حضرت ﷺ نے اس کو پیغام نکاح کا کیا تھا اور نہ اس میں رغبت واقع ہوئی تھی پھر فرمایا کہ مجھ کو عورتوں کی حاجت نہیں اور اگر نہ قصد ہوتا یہ کہ جب اس سے کوئی

چیز دیکھیں جو آپ کو خوش لگے تو اس کو قبول کریں تو اس کے تامل میں مبالغہ کرنے کے کوئی معنی نہ ہوتے اور ممکن ہے خلاص ہونا اس سے ساتھ دعویٰ خصوصیت کے واسطے آپ کے واسطے محل عصمت کے اور جو ہمارے نزدیک ثابت ہوا ہے یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے واسطے بیگانی مسلمان عورتوں کو دیکھنا حرام نہ تھا برخلاف آپ کے غیر کے اور یہ کہ نہیں پورا ہوتا ہے بہہ مگر ساتھ قبول کے اس واسطے کہ جب اس عورت نے کہا کہ میں نے اپنی جان آپ کو بخشی اور حضرت ﷺ نے قبلت نہ فرمایا یعنی نہ فرمایا کہ میں نے قبول کیا تو نہ پورا ہوا مقصود اس کا اور اگر اس کو قبول فرماتے تو وہ حضرت ﷺ کی بیوی ہو جاتی اسی واسطے نہ انکار کیا حضرت ﷺ نے اس شخص پر جس نے کہا کہ مجھ کو نکاح کر دیجیے اور یہ کہ جائز ہے نکاح کا پیغام کرنا اس شخص کی منگنی پر جس نے نکاح کا پیغام بھیجا ہو جب کہ نہ واقع ہو درمیان دونوں کے مائل خاص کر جب کہ رد کی نشانیاں ظاہر ہوئی ہوں اور تعاقب کیا ہے اس کا عیاض وغیرہ نے ساتھ اس طور کے کہ نہیں پہلے گزرا ہے اس پر کوئی خطبہ یعنی پیغام نکاح کا واسطے کسی کے اور مائل بلکہ اس نے ارادہ کیا کہ حضرت ﷺ سے نکاح کریں تو حضرت ﷺ نے اس کو قبول کیا اور جب حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو حاجت نہیں تو اس مرد نے پہچانا کہ آپ نے اس کو قبول نہیں کیا، میں کہتا ہوں احتمال ہے یہ کہ اشارہ ہو طرف اس کے کہ جو حکم ذکر کیا ہے اس نے اس کو استنباط کیا ہو اس قصے سے اس واسطے کہ اگر صحابی سمجھتا کہ حضرت ﷺ کو اس کی رغبت ہے تو اس کو طلب نہ کرتا سو اسی طرح جو سمجھے کہ اس کو رغبت ہے کسی عورت کے نکاح میں تو نہیں لائق ہے واسطے غیر اس کے کی کہ اس کو نکاح کا پیغام کرے یہاں تک کہ ظاہر ہو کہ اس کو اس میں رغبت نہیں یا ساتھ تصریح کے یا ساتھ اس چیز کے کہ اس کے حکم میں ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نکاح میں مہر کا ہونا ضروری ہے واسطے دلیل حضرت ﷺ کے اس قول کے کہ کیا تیرے پاس کچھ ہے جو اس کو مہر دے اور البتہ اجماع ہے اس پر کہ نہیں جائز ہے واسطے کسی کے یہ کہ جماع کرے کسی فرج میں کہ بخشا گیا ہو واسطے اس کے سوائے مملوک کے بغیر مہر کے اور اولیٰ یہ ہے کہ ذکر کرے مہر کو بیع عقد کے اس واسطے کہ وہ زیادہ تر کاٹنے والا ہے واسطے جھگڑے کے اور بہت نفع دینے والا ہے واسطے عورت کے اور اگر عقد کرے بغیر ذکر مہر کے تو عقد صحیح ہو جاتا ہے اور واجب ہوتا ہے مہر مثل ساتھ دخول کے صحیح قول پر اور عورت کا اس میں زیادہ نفع اس واسطے ہے کہ ثابت ہوتا ہے واسطے اس کے آدھا مہر مقرر اگر اس کو دخول سے پہلے طلاق ملے اور یہ کہ مستحب ہے اس کو جلدی سپرد کرنا مہر کا اور یہ کہ جائز ہے قسم کھانی بغیر طلب کرنے قسم کے واسطے تاکید کے لیکن مکروہ ہے بغیر ضرورت کے اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ ہے اور اس نے کہا کہ نہیں تو اس میں دلیل ہے اوپر خاص کرنے عموم کے ساتھ قرینے کے اس واسطے کہ لفظ شے کا شامل ہے بہت اور تھوڑی چیز کو اور تھوڑی چیز تو اس کے پاس پائی جاتی تھی جیسے گھٹلی کھجور کی اور مانند اس کے لیکن اس نے سمجھا کہ مراد وہ چیز ہے جس کے واسطے فی الجملہ قیمت ہے اسی واسطے اس نے نفی کی کہ اس کے پاس ہو اور نقل کیا ہے عیاض

نے اجماع اس پر کہ جو چیز کہ مال نہ سمجھی جاتی ہو اور نہ اس کی کوئی قیمت ہو تو وہ مہر نہیں ہو سکتی ہے اور نہیں حلال ہوتا ہے ساتھ اس کے نکاح سوا اگر ثابت ہو نقل اس کی تو خلاف کیا اس اجماع کا ابن حزم رحمہ اللہ نے سوا اس نے کہا کہ جائز ہے نکاح ساتھ ہر چیز کے جس کو شے کہا جائے اگرچہ جو کا ایک دانہ ہو اور تا سید کرتا ہے سب علماء کی قول حضرت ﷺ کا کہ تلاش کر اگرچہ لوہے کی ایک انگٹھی ہو اس واسطے کہ وارد کیا ہے اس کو جگہ تقطیل کے بہ نسبت اس چیز کے کہ اس سے اوپر ہے اور نہیں شک ہے اس میں کہ لوہے کی انگٹھی کے واسطے قیمت ہے اور وہ اعلیٰ ہے غنصل سے اور جو کے دانہ سے اور سیاق حدیث کا دلالت کرتا ہے کہ نہیں ہے کوئی چیز کم تر اس سے کہ حلال ہو ساتھ اس کے فرج اور البتہ وارد ہوئی ہیں چند حدیثیں کم تر مہر میں کہ ان میں سے کوئی چیز ثابت نہیں ہوتی ایک روایت میں ہے کہ جس نے ایک درہم پر نکاح کیا اس نے حلال کیا اور ایک روایت میں ہے کہ جو عورت کو ستویا بھجوریں دے البتہ اس نے حلال کیا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے جائز رکھا نکاح ایک عورت کا دو جوتیوں پر اور ایک روایت میں ہے کہ اگرچہ پیلو کی مسواک ہو اور قوی تر اس باب میں یہ حدیث ہے جو مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے زمانے میں ایک مٹھی بھجور اور آٹے سے نکاح متعہ کیا کرتے تھے یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کیا کہا بیہی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مدت معین تک نکاح کرنے کو منع کیا تھا نہ مقدار مہر سے اور یہ اسی طرح ہے جس طرح اس نے کہا اور اس حدیث میں دلیل ہے واسطے جمہور کے اس پر کہ جائز ہے نکاح کرنا لوہے کی انگٹھی پر اور جو اس کی قیمت کی نظیر ہے کہا ابن عربی نے مالکیوں میں سے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ نہیں شک ہے کہ لوہے کی انگٹھی چوتھائی دینار کے برابر نہیں اس کا جواب کسی کے پاس اور نہ کوئی اس میں عذر ہے اور بعض مالکیوں نے اس کا جواب کئی طور سے دیا ہے باوجود اس کے کہ یہ اعتراض ابن عربی کا بڑا پکا ہے ان میں سے ایک یہ جواب ہے کہ قول اس کا اگرچہ لوہے کی انگٹھی ہو نکلا ہے جگہ مبالغے کی بیچ طلب کرنے آسانی کے اوپر اس کے یعنی مراد اس پر آسانی کرنی ہے اور ہو بہو لوہے کی انگٹھی مراد نہیں اور نہ اندازہ قیمت اس کی کا حقیقہ اس واسطے کہ جب اس نے کہا کہ میں کچھ چیز نہیں پاتا تو حضرت ﷺ نے پہچانا کہ اس نے سمجھا ہے کہ مراد ساتھ شے کے وہ چیز ہے جس کی کوئی قیمت ہو سو کہا گیا واسطے اس کے کہ اگرچہ کم تر ہو جس کی کچھ قیمت نہ ہو مانند لوہے کی انگٹھی کے اور مثل اس کی ہے یہ حدیث کہ خیرات کرو اگرچہ گھر جلا ہوا ہو باوجود اس کے کہ نہیں نفع اٹھایا جاتا ساتھ اس کے اور نہ خیرات کی جاتی ہے ساتھ اس کے اور ایک جواب یہ ہے کہ احتمال ہے کہ طلب کی حضرت ﷺ نے اس سے وہ چیز جو جلدی دی جاتی ہے نقد پہلے دخول کے نہ یہ کہ تمام مہر یہی تھا اور یہ جواب ابن قتار کا ہے اور لازم آتا ہے اس سے رد اوپر ان کے جس جگہ کہ مستحب رکھا ہے انہوں نے اول دینا چوتھائی دینار کا یا اس کی قیمت کا پہلے دخول کے نہ کم تر اور ایک جواب یہ ہے کہ یہ مقدار خاص ہے ساتھ مرد مذکور کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ



خصوصیت محتاج ہے طرف دلیل خاص کے اور ایک یہ جواب ہے کہ احتمال ہے کہ اس وقت لوہے کی انگوٹھی کی قیمت تین درہم یا چوتھائی دینار کی ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جائز ہو ہونا لوہے کی انگوٹھی کا اور پہننا اس کا و سیاتی بحثہ فی کتاب اللباس اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ واجب ہے دینا مہر کا پہلے دخول کے اس واسطے کہ اگر اس کی تاخیر جائز ہوتی تو البتہ اس سے سوال کرتے کہ کیا قادر ہے اوپر حاصل کرنے اس چیز کے کہ اس کو مہر دے بعد اس کے کہ اس پر داخل ہو اور برقرار رہے یہ اس کے ذمے میں اور ممکن ہے خلاص ہونا اس سے ساتھ اس طور کے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اولیٰ کے ساتھ اشارہ کیا اور باعث اس تاویل پر ثابت ہونا جواز نکاح مفوضہ کا اور ثابت ہونا جواز نکاح کا اوپر مہر معین کے جو ذمہ میں ہو، واللہ اعلم۔ اور اس حدیث میں ہے کہ مہر دینا اس چیز کا کہ مال سمجھی جاتی ہے نکالتا ہے اس کو اس کے مالک کے ہاتھ سے یہاں تک کہ جو کسی لونڈی کو مثلاً مہر دے تو حرام ہوتی ہے اس پر وہی اس کی اور اسی طرح خدمت لینی اس سے بغیر اجازت اس شخص کے کہ جو کو اس نے مہر دیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز ٹھہرانے منفعت کے مہر اگرچہ ہو تعلیم قرآن کی کہا مازری نے کہ یہ مہنی ہے اس پر کہ باواسطے عوض کے ہے جیسے کہ تو کہے کہ میں نے تیرے ہاتھ اپنا کپڑا بچا ساتھ ایک دینار کے اور یہی ظاہر ہے نہیں تو اگر ہوتی با ساتھ معنی لام کے بنا بر معنی نکریم اس کی کے واسطے ہونے اس کے کی حامل قرآن کا تو ہو جاتی عورت ساتھ معنی موہوبہ کے اور موہوبہ عورت خاص ہے ساتھ حضرت ﷺ کے اور کہا طحاوی وغیرہ نے کہ یہ حکم اس مرد کے ساتھ خاص ہے اس واسطے کہ جائز تھا حضرت ﷺ کو نکاح کرنا ساتھ واہبہ کے جس نے حضرت ﷺ کو اپنی جان بخشی اسی طرح حضرت ﷺ کو یہ بھی جائز تھا کہ جس کے ساتھ چاہیں اس کا نکاح کر دیں بغیر مہر کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ قریب تر ہیں ساتھ مسلمانوں کے ان کی جانوں سے یعنی حضرت ﷺ کو مسلمانوں کی جانوں پر زیادہ شفقت ہے بہ نسبت شفقت ان کی کے اپنی جانوں پر اس واسطے کہ جب حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تجھ کو اس کا مالک کر دیا تو نہ اس عورت سے مشورہ لیا اور نہ اس سے اجازت مانگی اور یہ قول طحاوی کا ضعیف ہے اس واسطے کہ اول اس عورت نے اپنی جان کا اختیار حضرت ﷺ کو دے دیا تھا جیسا کہ باب کی حدیث میں گزر چکا ہے کہ اس نے کہا کہ آپ دیکھیں آپ کی میرے حق میں کیا رائے ہے؟ اور سوائے اس کے اور الفاظ سے جن کو ہم نے ذکر کیا اسی واسطے نہ حاجت ہوئی پھر پوچھنے کی اس سے بچ مقرر کرنے مہر کے اور ہو گئی جیسے کوئی عورت اپنے ولی سے کہے کہ نکاح کر دے تو میرا ساتھ اس چیز کے کہ چاہے مہر سے کم ہو یا زیادہ اور حجت پکڑی گئی ہے واسطے اس قول کے ساتھ اس کے جو نعمان ازدی سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے نکاح کیا ایک عورت کا قرآن کی ایک سورت پر اور فرمایا کہ تیرے بعد یہ کسی کا مہر نہ ہوگا اور باوجود مرسل ہونے اس کے کی اس میں ایک راوی ہے جو غیر معروف ہے اور کہا عیاض نے کہ یہ جو فرمایا کہ بما معك من القرآن یعنی بدلے اس چیز کے کہ تجھ کو

یاد ہے قرآن سے تو اس میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ مراد یہ ہے کہ سکھلا دے اس جو اس کو یاد ہو قرآن سے یعنی قرآن غیر معین تھوڑا ہو یا بہت اور یہ احتمال ظاہر تر ہے اور یا مراد قرآن معین ہے اور ہو یہ مہر اس کا اور روایت کی ہے ترمذی وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ نے اپنے ایک صحابی کو پوچھا کہ اے فلاں! کیا تو نے نکاح کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں! اور نہیں میرے پاس کچھ جس کے ساتھ میں نکاح کروں فرمایا کیا نہیں تیرے پاس قل هو اللہ احد الحدیث اور یہ حدیث تائید کرتی ہے اس کی کہ با واسطے عوض کے ہے اور استدلال کیا ہے طحاوی نے واسطے قول دوسرے کے یعنی مراد مقدار معین ہے طریق نظر سے ساتھ اس طور کے کہ جب واقع ہو نکاح مجہول چیز پر تو ہوگا جیسے معین نہ کیا پس حاجت ہوگی رجوع کرنے کی طرف معلوم کے اور اصل مجمع علیہ یہ ہے کہ اگر مرد کو ی مرد کو مزدور بٹھرائے اس پر کہ اس کو قرآن کی ایک سورت سکھلا دے بدلے ایک درہم کے تو صحیح نہ ہوگا اس واسطے کہ اجارہ نہیں صحیح ہے مگر عمل معین پر مانند دھونے کپڑے کے یا وقت معین پر اور تعلیم کے وقت کی مقدار معلوم نہیں کبھی تھوڑے زمانے میں سیکھ لیتا ہے اور کبھی دراز زمانہ کی حاجت پڑتی ہے اسی واسطے اگر گھریبچے اس پر کہ اس کو قرآن کی سورت سکھلا دے تو نہیں صحیح ہوتی ہے بیع اور جب تعلیم کے آدمی ساتھ اعیان کا مالک نہیں ہوتا تو اس کے ساتھ منافع کا بھی مالک نہیں ہوگا اور جواب اس چیز سے کہ ذکر کی یہ ہے کہ مشروط تعلیم معین ہے جیسا کہ اس کے بعض طریقوں میں آچکا ہے اور بہر حال حجت پکڑنی ساتھ اس کے کہ تعلیم کی مدت مجہول ہے تو احتمال ہے کہ کہا جائے کہ یہ معاف ہے زوجین کے باب میں اس واسطے کہ اصل بدستور رہنا ان کی عشرت کا ہے اور اس واسطے کہ بیس آیتوں کی تعلیم کے مقدار میں عورتوں کی فہم غالباً مختلف نہیں ہوتی خاص کر باوجود ہونے اس عورت کے عربی اہل زبان سے جو اس کو نکاح کرتا ہے اور بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ نکاح کر دیا حضرت ﷺ نے اس شخص کا اس عورت سے بسبب اس چیز کے کہ اس کو یاد تھی قرآن سے اور چپ رہے مہر سے سو ہوگا مہر ثابت اس کے ذمہ میں جب میسر ہو ادا کرے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ تجھ کو روزی دے تو اس کا معاوضہ دے سو اگر یہ حدیث ثابت ہو تو وہ وگی اس میں تقویت واسطے اس قول کے لیکن وہ ثابت نہیں سو اگر کہا جائے کہ کس طرح صحیح ہے ٹھہرانا تعلیم قرآن کا مہر اور حالانکہ کبھی وہ نہیں سیکھتی جواب یہ ہے کہ جس طرح لکھنا سکھانا مہر ہو سکتا ہے اسی طرح یہ بھی ہو سکتا ہے اور حالانکہ کبھی وہ لکھنا نہیں سیکھتی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے اختلاف نزدیک اس شخص کے جائز رکھتا ہے ٹھہرانا منفعت کا مہر یعنی جو منفعت کو مہر ٹھہراتا ہے کیا شرط ہے کہ جانے ذکاوت سیکھنے والے کی یا نہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے ہونا اجارے کا مہر اور اگر وہ عورت مہر باندھی گئی مستاجرہ ہو سو قائم ہوگی منفعت اجارے سے مقام مہر کے اور یہی قول ہے شافعی رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ اور حسن رحمہ اللہ کا اور مالکیوں کے نزدیک اس میں اختلاف ہے اور منع کیا ہے اس کو خفیوں نے آزاد مرد میں اور جائز رکھا ہے غلام میں مگر تعلیم قرآن کے اجارے میں سوانہوں نے اس کو

مطلق منع کیا ہے بنا برائے اصل کے کہ قرآن کی تعلیم پر اجرت لینی جائز نہیں اور البتہ نقل کیا ہے عیاض نے سب علماء سے سوائے حنفیوں کے کہ قرآن کی تعلیم کے واسطے اجرت لینا جائز ہے اور روایت کی ہے یحییٰ نے مالک سے کہ یہ اجرت ہے اس کی تعلیم پر اور ساتھ اس کے جائز ہے لینا اجرت کا قرآن کی تعلیم پر اور ساتھ دونوں وجہوں کے کہا ہے شافعی رحمہ اللہ نے اور جب قرآن کا عوض لینا جائز ہے تو جائز ہے کہ قرآن خود عوض ہو اور جائز رکھا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ نے ایک جہت سے تو لازم ہے کہ اس کو دوسری جہت سے بھی جائز رکھے اور کہا قرطبی نے کہ قول حضرت ﷺ کا علمہا یعنی سکھلا اس کو نص ہے بیچ امر کرنے کے ساتھ تعلیم کے اور سیاق شہادت دیتا ہے کہ بہ سبب نکاح کے ہے سو نہیں ہے التفات اس شخص کے قول کی طرف جو کہتا ہے کہ یہ واسطے اکرام اس مرد کے تھا اس واسطے کہ حدیث تصریح کرنے والی ہے ساتھ برخلاف اس کے کی اور یہ جو بعض کہتے ہیں کہ با ساتھ معنی لام کے ہے تو یہ صحیح نہیں نہ باعتبار لغت کے اور نہ باعتبار سیاق کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو کسی کو کہے کہ میرا نکاح فلائی عورت سے کر دے اور وہ کہے کہ میں نے تیرا نکاح اس سے اتنے مہر کے بدلے کر دیا تو یہ کفایت کرتا ہے اور اس کی حاجت نہیں کہ خاوند کہے کہ میں نے قبول کیا کہا ہے اس کو ابو بکر رازی نے حنفیہ میں سے اور بعض نے اس کو مشکل جانا ہے اس جہت سے کہ ایجاب و قبول کے درمیان بہت فاصلہ ہو گیا تھا وہ شخص اٹھ کر اس مجلس سے چلا گیا تھا واسطے تلاش کرنے اس چیز کے جو اس کو مہر دے اور جواب دیا ہے مہلب نے ساتھ اس کے کہ سیاق قصے کا اس سے بے پرواہ کرتا ہے اور اسی طرح ہر رغبت کرنے والا نکاح میں جب جواب مانگے اور جواب دیا جائے ساتھ کسی شے معین کے اور وہ چپ رہے تو کفایت کرتا ہے جب کہ نہ ظاہر ہو اس سے قرینہ قبول کا نہیں تو شرط پہچانا اس کی رضا مندی کا ساتھ قدر مذکور کے یعنی ساتھ اس کے کہ خاوند کہے کہ میں نے قبول کیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جائز ہے نکاح کرنا تزویج اور نکاح کے لفظ کے بغیر اور خلاف کیا ہے اس کا شافعی رحمہ اللہ نے اور مالکیوں میں سے ابن دینار وغیرہ نے اور مشہور مالکیوں سے جواز اس کا ہے ساتھ ہر لفظ کے جو اس کے معنی پر دلالت کرے جب کہ مقرون ہو ساتھ ذکر مہر کے یا قصد کرے نکاح کا مانند تملیک کے اور بیہ کے اور صدقہ کے اور بیع کے اور نہیں صحیح ہے نزدیک ان کے ساتھ لفظ اجارے کے اور نہ عاریت کے اور نہ وصیت کے اور اختلاف ہے نزدیک ان کے اباحت اور احلال میں اور جائز رکھا ہے اس کو حنفیوں نے ساتھ ہر لفظ کے کہ تقاضا کرے تائید کا ساتھ قصد کے اور جگہ دلیل کی اس حدیث سے قول حضرت ﷺ کا ہے کہ میں نے تجھ کو اس کا مالک کر دیا لیکن ایک روایت میں اس کے بدلے یہ لفظ آیا ہے زوجتکھا، کہا ابن دقیق العید نے کہ یہ لفظ ایک ہے قصے ایک میں اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ اس کے باوجود ایک ہونے مخرج حدیث کے پس ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ کی زبان مبارک سے ایک لفظ واقع ہوا ہے سو ٹھیک باقی ایسی جگہ میں یہ کہ ترجیح کی طرف نظر کی جائے اور منقول ہے دارقطنی سے کہ ٹھیک روایت ان راویوں کی

ہے جنہوں نے لفظ زوجت کھا کا روایت کیا ہے اس واسطے کہ وہ اکثر ہیں اور زیادہ یاد رکھنے والے ہیں ان لوگوں سے جنہوں نے اس کو ساتھ لفظ تزویج کے روایت کیا ہے خاص کر ان میں حفاظ ہیں مثل مالک رحمہ اللہ کے اور کہا بغوی نے شرح سنہ میں کہ نہیں حجت ہے اس حدیث میں واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ جائز ہے منعقد ہونا نکاح کا ساتھ لفظ تملیک کے اس واسطے کہ عقد ایک تھا سونہ تھا لفظ مگر ایک اور اختلاف کیا ہے راویوں نے اس لفظ میں جو واقع ہوا اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ وہ ساتھ لفظ تزویج کے تھا موافق قول مخاطب کے اور اس نے کہ زوجہا اس واسطے کہ یہی غالب ہے عقد کے امر میں اس واسطے کہ اس میں میاں بیوی کے لفظ کا اختلاف کم ہوتا ہے اور جس نے تزویج کے لفظ کے سوا اور لفظ سے اس کو روایت کیا ہے نہیں قصد کی اس نے روایت لفظ کی جس کے ساتھ عقد ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ارادہ کیا ہے اس نے خبر دینے کا جاری ہونے عقد کے سے اوپر تعلیم قرآن کے اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ منعقد ہوتا ہے نکاح ساتھ لفظ کے کہ دلالت کرتا ہے اوپر اس کے اور یہی قول ہے حنفیہ اور مالکیہ کا اور ایک روایت احمد کی اور اکثر نصوص احمد کے دلالت کرتے ہیں اوپر موافقت جمہور کے اور استدلال کیا ہے ابن عقیل نے ان میں سے واسطے صحیح ہونے پہلی روایت کے ساتھ اس حدیث کے کہ حضرت ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور اس کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرایا اس واسطے کہ امام احمد رحمہ اللہ نے نص کی ہے اس پر کہ جو کہے کہ میں نے اپنی لونڈی کو آزاد کیا اور اس کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرایا تو اس کا نکاح اس سے منعقد ہو جاتا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو رغبت کرے بیچ نکاح اس عورت کے جو قدر میں اس سے زیادہ ہو تو نہیں کچھ ملامت اوپر اس کے اس واسطے کہ وہ در پے اس کے ہیں کہ اس کی بات مانی جائے گی مگر یہ کہ ہو اس قسم سے کہ یقین ہو عادت میں ساتھ رد کرنے اس کے کی جیسے کوئی بازاری بادشاہ کی بیٹی کے نکاح کا پیغام کرے اور یہ کہ جو عورت کہ رغبت کرے بیچ نکاح اس شخص کے جو اس سے قدر میں اونچا ہو اس پر بالکل کوئی عار نہیں خاص کر جب کہ ہو وہاں کوئی غرض صحیح یا قصد نیک یا واسطے فضیلت دینی کے مغلوب میں یا واسطے خواہش کے کہ اس میں ہے کہ خوف ہے کہ اگر اس سے چپ رہے تو گناہ میں واقع ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر صحیح ہونے قول اس شخص کے جو ٹھہراتا ہے لونڈی کی آزادی کو عوض اس کی شرم گاہ کے کذا ذکرہ الخطابی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چپ رہنا اس عورت کا جس پر عقد کیا گیا اور وہ چپ ہو لازم ہے جب کہ نہ منع کرے کلام اس کی سے خوف یا حیا یا غیر ان کا اور یہ کہ جائز ہے نکاح عورت کا بغیر اس کے کہ سوال کیا جائے اس سے کہ کیا وہ کسی مرد کی عصمت میں ہے یا اس کی عدت میں۔ میں کہتا ہوں کہ اس حکم کا اس حدیث سے نکالنا ٹھیک نہیں ہے کہ حضرت ﷺ کو اس کی حقیقت حال پر اطلاع ہو گئی ہو یا کسی نے حاضرین مجلس میں سے آپ کو اس کی خبر دی ہو اور باوجود اس احتمال کے نہیں قائم ہوتی حجت اور نص کی ہے شافعی رحمہ اللہ نے اس پر کہ نہیں جائز واسطے حاکم کے کہ نکاح کر دے کسی عورت کا یہاں تک کہ گواہی دیں دو گواہ عادل کہ اس کا کوئی ولی خاص

نہیں اور نہ کسی مرد کی عصمت میں ہے اور نہ عدت میں اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نہیں شرط ہے صحیح ہونے عقد کے پہلے ہونا خطبے کا اس واسطے کہ نہیں واقع ہوا ہے اس حدیث کے کسی طریق میں حمد اور نہ تشہد اور نہ کوئی چیز سوائے ان کے ارکان خطبے سے اور ظاہر یہ اس میں مخالف ہیں سو انہوں نے اس خطبے کو واجب ٹھہرایا ہے اور شافعیوں میں سے ابو عوانہ بھی ان کے موافق ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہم کفو ہونا آزادی اور دین اور نسب میں ہے مال میں نہیں اس واسطے کہ مرد کے پاس کچھ چیز نہ تھی اور حالانکہ وہ عورت اس کے ساتھ راضی ہوئی اسی طرح کہا ہے ابن بطلان نے اور میں نہیں جانتا کہ اس کو کہاں سے معلوم ہوا کہ عورت مالدار تھی اور یہ کہ جو کسی حاجت کا طالب ہو اس کو یہ لائق نہیں کہ اس کا پیچھا کرے بلکہ طلب کرے اس کو زری اور رفق سے اور داخل ہوتا ہے اس میں طالب دنیا اور دین کا جو فتویٰ پوچھنے والا ہو اور سائل ہو اور علم کی بحث کرنے والا ہو اور یہ کہ جائز ہے واسطے فقیر کے نکاح کرنا اس عورت سے جو اس کے حال کو جانے اور اس کے ساتھ راضی ہو جائے جب کہ ہو پانے والا مہر کا اور اس کے سوائے اور حقوق سے عاجز ہو اس واسطے کہ تکرار واقع ہوا تھا بیچ پانے مہر کے اور نہ پانے اس کے کی نہ قدر زائد میں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ حضرت ﷺ کو اس مرد کے حال پر اطلاع ہوئی ہو کہ وہ اپنی قوت اور اپنی عورت کی قوت کمانے پر قادر ہے خاص کر باوجود اس کے کہ اس زمانے کے لوگ تنگدست تھے اور تھوڑی چیز پر قناعت کرتے تھے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ صحیح ہے نکاح بغیر گواہوں کے اور رد کیا گیا ہے یہ ساتھ اس کے کہ یہ نکاح صحابہ کی ایک جماعت کے موجود ہونے کے وقت ہوا کما تقدم ظاہر افی اول الحدیث اور کہا ابن حبیب نے کہ یہ حدیث منسوخ ہے ساتھ اس حدیث کے لا نکاح الا بولی وشاہدی عدل اور تعاقب کیا گیا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ صحیح ہے نکاح بغیر ولی کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ اس کا کوئی ولی خاص نہ ہو اور جس کا کوئی ولی نہ ہو اس کا ولی امام ہے اور اس حدیث میں نظر کرنی امام کی ہے اپنی رعیت کی بھالیوں میں اور ان کو راہ بتلانا طرف اس چیز کے جو ان کو سنوارے اور نیز اس حدیث میں تکرار کرنا ہے مہر میں اور متغنی کرنا مرد کی واسطے نفس اپنے کے اور یہ کہ نہیں واجب ہے بچانا مسلمان کا حرام سے ساتھ نکاح کے جیسے کہ اس کو کھلانا اور پلانا واجب ہے اور واقع ہوئی ہے تمہیں اس پر کہ حضرت ﷺ نے نکاح کر دیا ایک مرد کا ایک عورت سے لوہے کے انگوٹھی پر اور یہی ہے نکتہ بیچ ذکر کرنے اس کے لوہے کی انگوٹھی کو سوائے غیر اس کے کی عروض سے روایت کی بغوی نے معجم صحابہ میں کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت فلاں عورت مجھ کو نکاح کر دیجیے! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو مہر کیا دے گا؟ اس نے کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں فرمایا لوہے کے انگوٹھی کس کی ہے؟ اس نے کہا میری فرمایا: یہ اس کو دے دے سو اس کو نکاح کر دیا اور اس حدیث کی سند اگرچہ ضعیف ہے لیکن داخل ہوتی ہے ایسی امہات میں۔ (فتح الباری)

بَابُ الْمَهْرِ بِالْعُرُوضِ وَخَاتَمِهِ مِنْ حَدِيثٍ.

مہر باندھنا ساتھ اسباب کے اور لوہے کی انگوٹھی کے۔

فائدہ: عروض جمع عرض کی ہے اور عرض وہ چیز ہے کہ نقد کے مقابل ہو یعنی اقسام متاع اور اسباب سوائے چاندی سونے کے یہ جو کہا لوہے کی انگوٹھی تو یہ ذکر خاص کا ہے بعد عام کے اس واسطے کہ لوہے کی انگوٹھی بھی منجملہ عروض کے ہے اور ترجمہ ماخوذ ہے باپ کی حدیث سے واسطے انگوٹھی کے ساتھ تمحصیں کے اور عروض کے ساتھ الحاق کے۔ (فتح)

۴۷۵۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ تَزَوَّجْ وَلَوْ بِخَاتَمٍ مِنْ حَدِيدٍ.

۴۷۵۳ - حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا ایک مرد کو نکاح کر اگر چہ لوہے کی انگوٹھی سے ہو۔

فائدہ: اور پہلے گزر چکا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ حضرت ﷺ نے ہم کو رخصت دی کہ نکاح کریں ہم عورت سے کپڑے پر اور پہلے باب میں چند حدیثیں گزر چکی ہیں۔

بَابُ الشُّرُوطِ فِي النِّكَاحِ.

باب ہے بیچ بیان شرطوں کے نکاح میں یعنی جو شرطیں کہ حلال اور معتبر ہیں۔

وَقَالَ عُمَرُ مَقَاطِعُ الْحَقُوقِ عِنْدَ الشُّرُوطِ.

یعنی کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ حقوق کے قطع ہونے کی جگہ یا ان کا قطع ہونا شرطوں کے موجود ہونے کے وقت ہے۔

فائدہ: سعید بن منصور رحمہ اللہ نے عبد الرحمن بن غنم سے روایت کی ہے کہ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا سو ایک مرد ان کے پاس آیا تو اس نے کہا اے امیر المؤمنین! میں نے اس عورت سے نکاح کیا اور شرط کیا تھا میں نے واسطے اس کے گھر اس کا یعنی وہ اپنے گھر میں رہے گی دوسری جگہ نہیں جائے گی اور میرا پکا ارادہ ہے کہ میں فلاںی فلاںی زمین کی طرف انتقال کروں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واسطے اس کے ہے شرط اس کی یعنی تجھ کو اس شرط کا پورا کرنا لازم ہے کہ اس کو کسی اور جگہ نہ لے جائے تو اس مرد نے کہا کہ مرد ہلاک ہوئے اس واسطے کہ جو عورت ان سے چاہے گی اپنے خاوند کو طلاق دے دے گی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مسلمان اپنی شرطوں پر ہیں نزدیک جگہ قطع ہونے اپنے حقوق کے۔

وَقَالَ الْمُسَوِّرُ بْنُ مَخْرَمَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ صَهْرًا لَهُ فَأَنشَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ فَأَحْسَنَ قَالَ

اور کہا مسور نے کہ سنا میں نے حضرت ﷺ سے کہ اپنے ایک داماد کو ذکر کیا سو اس داماد کی تعریف کی سو خوب تعریف کی فرمایا اس نے مجھے بات کہی سو سچ کہا اور مجھ

حَدَّثَنِي فَصَّدَقْنِي وَوَعَدَنِي فَوَفَى لِي۔ سے وعدہ کیا سو پورا کیا۔

فائدہ: مراد صہر سے ابو العاص رضی اللہ عنہ ہے اور اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور غرض اس سے اس جگہ تعریف کرنا حضرت رضی اللہ عنہ کا ہے اور اس کے اس سبب سے کہ اس نے جو شرط حضرت رضی اللہ عنہ سے کی تھی اس کو پورا کیا تھا۔

۴۷۵۴ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَحَقُّ مَا أُوفِيْتُمْ مِنَ الشُّرُوطِ أَنْ تُؤْفُوا بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ۔

۴۷۵۴ - حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سب شرطوں میں سے جن کا تم کو پورا کرنا چاہیے اس شرط کا زیادہ تر پورا کرنا لازم ہے جس سبب سے تم نے عوروں کی شرم گاہیں حلال کیں۔

فائدہ: یعنی سب شرطوں سے زیادہ تر پورا کرنے کے لائق نکاح کی شرطیں ہیں اس واسطے کہ امر اس کا احوط ہے اور دروازہ اس کا تنگ ہے کہا خطابی نے کہ نکاح میں شرطیں مختلف ہیں سو بعض تو ان میں سے ایسی ہیں جن کا پورا کرنا بالاتفاق واجب ہے اور وہ شرط وہ ہے جو حکم کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ساتھ اس کے کہ رکھنا موافق دستور کے یا چھوڑ دینا ساتھ اچھی طرح کے اور اسی پر حمل کیا ہے بعض نے اس حدیث کو اور بعض ایسی شرطیں ہیں کہ ان کا پورا کرنا بالاتفاق جائز نہیں جیسے عورت شرط کرے کہ مرد پہلی عورت کو طلاق دے اور بعض ان میں سے وہ ہیں جن میں اختلاف ہے جیسے کہ شرط کرنا کہ اس پر کوئی اور عورت نکاح نہ کرے یا لونڈی نہ رکھے یا نہ نقل کرے اس کی اس کی جگہ سے دوسری جگہ کی طرف اور شافعیوں کے نزدیک نکاح کی شرطیں دو قسم ہیں ان میں سے بعض ایسی ہیں جو مہر کی طرف پھرتی ہیں سو ان کو پورا کرنا واجب ہے اور بعض وہ ہیں جو اس سے خارج ہیں سو ان میں حکم مختلف ہوتا ہے سو ان میں سے بعض وہ شرط ہے جو خاوند کے حق کے ساتھ متعلق ہے وسیاتی بیانہ اور بعض وہ ہے جو شرط کرتا ہے عاقد اپنے نفس کے واسطے خارج مہر سے اور بعض اس کا نام حلوان یعنی شیرینی رکھتے ہیں سو بعض نے کہا کہ وہ مطلق عورت کے واسطے ہے اور یہ قول عطاء اور ایک جماعت تابعین کا ہے اور یہی قول ہے ثوری کا اور بعض نے کہا کہ وہ اس کے واسطے ہے جس نے شرط کی (یعنی نکاح باندھنے والے کے واسطے) یہ قول مسروق اور علی بن حسین کا ہے اور بعض نے کہا کہ خاص ہے یہ ساتھ عورت کے باپ کے اس کے سوائے اور کسی ولی کے واسطے نہیں اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ اگر نفس عقد میں واقع ہو تو واجب ہے واسطے عورت کے مہر مثل اور اگر عقد سے خارج واقع ہو تو نہیں واجب ہے اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ اگر عقد کی حالت میں واقع ہو تو منجملہ مہر کے ہے یا اس سے خارج ہے تو وہ اس شخص کے لیے ہے جس کو بہہ ہوئی اور آیا ہے یہ مرفوع حدیث میں کہ روایت کیا ہے اس کو نسائی نے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو عورت کہ نکاح کی

جائے اور مہر کے یا حباء کے یا وعدہ کے پہلے عقد نکاح کے تو وہ واسطے عورت کے ہے اور جو بعد نکاح کے ہو تو وہ واسطے اس شخص کے ہے جو دیا گیا اور زیادہ تر لائق اکرام کے سر ہے یا سالہ، کہا ترندی نے بعد روایت کرنے اس کے کہ عمل اسی پر ہے نزدیک بعض اہل علم کے اصحاب میں سے ان میں سے ہیں عمر رضی اللہ عنہ کہا جب نکاح کرے مرد عورت سے اور شرط کرے کہ اس کو باہر نہ لے جائے تو یہ شرط لازم ہو جاتی ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہیں شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ اور نقل میں شافعی رحمہ اللہ سے غریب ہے بلکہ ان کے نزدیک یہ حدیث محمول ہے ان شرطوں پر جو عقد کے مخالف نہ ہوں بلکہ اس کے مقاصد سے ہوں مانند شرط ہونے عشرت کے موافق دستور کے اور خرچ کرنے کے اور لباس کے اور گھر کے اور یہ کہ نہ قصور کرے اس کے حق میں سے کچھ باری وغیرہ سے اور جیسے مرد اس پر شرط کرے کہ نہ نکلے اپنے گھر سے مگر اس کی اجازت سے اور نہ منع کرے اس کو اپنی جان سے اور نہ دست اندازی کرے اس کے مال میں مگر اس کی رضا مندی سے اور بہر حال جو شرط کہ مقتضی نکاح کے مخالف ہو جیسے کہ اس کے واسطے باری نہ ٹھہرائے یا اس پر لونڈی نہ رکھے اور اس پر خرچ نہ کرے اور مانند اس کے تو نہیں واجب ہے پورا کرنا اس کا بلکہ اگر نفس عقد میں واقع ہو تو لغو ہو جاتی ہے اور صحیح ہو جاتا ہے نکاح ساتھ مہر مثل کے اور کہا احمد رحمہ اللہ اور ایک جماعت نے کہ واجب ہے پورا کرنا شرط کا مطلق اور مشکل جانا ہے ابن دقیق العید نے حمل کرنے اس حدیث کے کو ان شرطوں پر جو نکاح کے مقتضی سے ہوں اور کہا کہ نہیں اثر کرتی ہیں شرطیں ان امروں کے واجب کرنے میں سو نہ سخت ہوگی حاجت طرف تطبیق حکم کے ساتھ شرط ہونے ان کے کی اور سیاق حدیث کا اس کے خلاف کو تقاضا کرتا ہے اس واسطے کہ لفظ احق الشروط کا تقاضا کرتا ہے کہ بعض شرطیں وفا کا تقاضا کرتی ہیں اور بعض سخت ہیں بعض سے تقاضا میں اور جو شرطیں کہ عقد کے مقتضاء سے ہیں ان سب کا پورا کرنا برابر واجب ہے نہ یہ کہ ایک کا پورا کرنا زیادہ واجب ہے دوسرے سے اور کہا ترندی رحمہ اللہ نے کہ کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ آگے بڑھ گئی ہے شرط اللہ کی عورت کی شرط سے اور یہی قول ہے ثوری اور بعض اہل کوفہ کا اور مراد حدیث میں جائز شرطیں ہیں نہ وہ جو منع ہیں اور کہا لیث اور ثوری اور جہور نے ساتھ قول علی رضی اللہ عنہ کے یہاں تک کہ اگر اس کا مہر مثل سو روپیہ ہو اور وہ پچاس کے ساتھ راضی ہو جائے اس شرط پر کہ اس کو گھر سے نہ نکالے تو جائز ہے اس کو نکالنا اس کا اور نہیں آتا واسطے عورت کے مگر مہر مقرر اور کہا حنفیوں نے کہ عورت کے واسطے جائز ہے کہ رجوع کرے اوپر اس کے ساتھ اس چیز کے کہ کم کیا ہے اس نے واسطے مرد کے مہر سے اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ نکاح صحیح ہوتا ہے اور شرط لغو ہو جاتی ہے اور لازم ہے اس پر مہر مثل اور البتہ اجماع ہے اس پر کہ اگر شرط کرے عورت اوپر اس کے کہ اس سے جماع نہ کرے تو اس کا پورا کرنا واجب نہیں اور اسی طرح یہ بھی اور حدیث محمول ہے ندب پر اور قوی کرتا ہے اس حمل کو جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں آئے گا کہ جو شرط کے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہ ہو وہ باطل ہے اور جماع کرنا اور بسانا وغیرہ حقوق زوج سے جب شرط کی جائے



مرد پر کہ کوئی چیز ان میں سے عورت سے ساقط کرے تو ہوگی یہ شرط جو کتاب اللہ میں نہیں سوا بطل ہوگی اور پہلے گزر چکا ہے بیوع میں اشارہ اس حدیث کی طرف کہ مسلمان لوگ اپنی شرطوں پر ہیں مگر جو شرط کہ حلال کو حرام کرے اور حرام کو حلال کرے اور فرمایا کہ مسلمان اپنی شرطوں پر ہیں جو حق کے موافق ہو۔ (فتح)

بَابُ الشَّرْوَطِ الَّتِي لَا تَحِلُّ فِي النِّكَاحِ. بیان ہے ان شرطوں کا جو نکاح میں حلال نہیں۔

فائدہ: اس ترجمہ میں اشارہ ہے طرف خاص کرنے حدیث ماضی کے جو عام ہے بیع عموم ترغیب پورا کرنے شرط کے ساتھ اس چیز کے کہ مباح ہو نہ ساتھ اس چیز کے کہ منع ہے اس واسطے کہ فاسد شرطوں کا پورا کرنا واجب نہیں سو نہیں مناسب ہے رغبت دلانی اوپر اس کے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ لَا تَشْتَرِطُ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا. اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نہ شرط کرے عورت اپنی بہن کی طلاق کا۔

۴۷۵۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نہیں حلال واسطے کسی عورت کے مانگے اپنی بہن کی طلاق کو تا کہ انڈیل لے جو اس کے پیالے میں ہے یعنی جو اس کو خاوند سے ملتا ہے سو آپ لے سو اس کو تو وہی ملے گا جو اس کی قسمت میں ہے۔

۴۷۵۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ زَكَرِيَّا هُوَ ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تَسْأَلُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَهَا فَإِنَّمَا لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا.

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور چاہیے کہ نکاح کرے خاوند مذکور سے بغیر اس شرط کے کہ اگلی کو طلاق دے اور یہ جو کہا کہ نہیں حلال ہے تو یہ ظاہر ہے اس کے حرام ہونے میں اور یہ محمول ہے اس پر کہ جب کہ نہ ہو وہاں کوئی سبب جو اس کو جائز رکھے مانند رشک کے عورت میں کہ نہیں لائق ہے ساتھ اس کے کہ مرد کے نکاح میں بدستور رہے اور ہو یہ بطور محض نصیحت کے یا واسطے کسی ضرر کے کہ حاصل ہو اس کو خاوند سے یا خاوند کو اس سے یا ہو سوال اس کا ساتھ اس کے ساتھ عوض کے اور مرد کو اس کی رغبت ہو سو ہو مانند خلع کے ساتھ اجنبی کے اور سوائے اس کے مقاصد مختلفہ سے کہا ابن حبیب نے کہ حمل کیا ہے علماء نے اس نہی کو مذنب پر سوا اگر کرے تو نکاح نہیں ٹوٹا اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن بطلان نے ساتھ اس کے کہ نفی حل کی صریح ہے تحریم میں لیکن لازم آتا ہے اس سے فتح ہونا نکاح کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس میں تغلیظ اور سختی ہے عورت پر یہ کہ اپنی بہن کی طلاق کو مانگے اور چاہیے کہ راضی ہو ساتھ اس چیز کے جو اللہ تعالیٰ نے اس کی قسمت میں لکھی اور یہ جو کہا اپنی بہن تو کہا نو دی رحمہ اللہ نے کہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ منع کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجنبی عورت کو کسی مرد سے کہے کہ اپنی اگلی عورت کو طلاق دے اور اس سے

نکاح کر لے اور جو خرچ کہ مطلقہ کو ملتا تھا سو اس کو ملے سو تعبیر کیا ساتھ قول اپنے کے کہ انڈیل لے جو اس کے پیالے میں ہے اور مراد بہن سے غیر ہے برابر ہے کہ اس کی بہن نسبت سے ہو یا رضاعت کے علاقہ سے یا دین سے اور ملحق ہے ساتھ اس کے کافرہ عورت حکم میں اگرچہ دین میں بہن نہ ہو یا اس واسطے کہ وہ غالب ہے یا اس واسطے کہ بہن اس کی ہے آدمی کی جنس سے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اُخت سے مراد سوکن ہے اور یہ ممکن ہے اس روایت میں جس میں لاتسأل کا لفظ آیا ہے اور جس میں شرط کا لفظ آیا ہے تو اور ظاہر ہے کہ مراد اجنبی عورت ہے جو ابھی نکاح میں نہیں آئی ہو اور تائید کرتا ہے اس کی یہ لفظ کہ چاہیے کہ نکاح کرے مرد مذکور سے بغیر اس شرط کے بنا پر اس کے سو مراد بہن سے بہن دینی ہے اور کہا بعض شافعیوں نے کہ یہ حدیث مخصوص ہے ساتھ مسلمان عورت کے اور ابن قاسم نے کہا کہ اگر پہلی عورت فاسقہ ہو تو وہ مستثنیٰ ہے اور جمہور کے نزدیک کوئی فرق نہیں اور یہ جو کہا کہ چاہیے کہ نکاح کرے تو احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ چاہیے کہ نکاح کرے وہ عورت اس مرد کو بغیر اس کے کہ درخواست کرے واسطے نکالنے اپنی سوکن کے اس کے نکاح سے بلکہ سپرد کرے کام کو اس چیز کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے اس کی قسمت میں لکھی ہے واسطے اشارہ کے طرف اس کے کہ اگرچہ وہ اس کا سوال کرے اور شرط کر لے لیکن نہیں واقع ہوگا مگر جو اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا ہے پس لائق ہے کہ نہ خواش کرے وہ عورت واسطے اس گناہ کے کہ نہیں واقع ہوتی ہے کوئی چیز اس سے ساتھ مجرد ارادے اس کے کی اور یہ تائید کرتا ہے اس کی کہ نسبی اور رضاعی بہن اس میں داخل نہیں ہوتی اس واسطے کہ اگر اُخت سے مراد بہن ہوتی تو اس سے نکاح کرنا جائز نہ ہوتا اور حالانکہ اس کو حکم کیا کہ اس کو نکاح کرے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اس مرد کو چھوڑ دے اور کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے یا مراد وہ معنی ہیں جو دونوں امر کو شامل ہوں اور معنی یہ ہیں کہ چاہیے کہ نکاح کرے جو میسر ہو سو اگر اگلی عورت اجنبی ہو تو چاہیے کہ اس مرد سے نکاح کرے اور اگر اس کی بہن ہو تو اس کو چھوڑ کر اور مرد کو نکاح کرے۔ (فتح)

بَابُ الصُّفْرَةِ لِلْمُتَزَوِّجِ وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

زردی لگانا واسطے نکاح کرنے والے کے روایت کیا ہے  
اس بات کو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے۔

فائدہ: اسی طرح قید کیا ہے اس کو ساتھ نکاح کرنے والے کے اور اس میں اشارہ ہے طرف تطبیق کے درمیان حدیث باب کے اور حدیث نبی کی کہ مردوں کو زردی لگانی منع ہے۔ (فتح)

۴۷۵۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا  
مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آیا اور اس پر زردی کا نشان تھا حضرت ﷺ نے اس سے پوچھا اس نے حضرت ﷺ کو

خبر دی کہ میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا ہے فرمایا تو نے اس کو کتنا مہر دیا؟ اس نے عرض کیا کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا حضرت ﷺ نے فرمایا ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری سے۔

۴۷۵۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کیا سو مسلمان کو روٹی اور گوشت پیٹ بھر کر کھلایا پھر نکلے جیسے کہ آپ کا نیا نکاح کرنے کے وقت عادت تھی سو اپنی بیویوں کے حجروں میں آئے دعا کرتے اور وہ دعا کرتیں پھر پلٹے سو دو مردوں کو دیکھا میں نہیں جانتا کہ میں نے آپ کو خبر دی یا کسی نے خبر دی ان کے نکلنے کے ساتھ۔

فائدہ: اور مناسبت حدیث کی واسطے ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ زینب رضی اللہ عنہا کو نکاح کرنے کے قصے میں زردی کا ذکر واقع نہیں ہو گیا کہ وہ کہتا ہے کہ نکاح کرنے والے کے واسطے زردی جائز ہے نہ یہ کہ شرط ہے واسطے ہر نکاح کرنے والے کے۔ (فتح)

کس طرح دعا کی جائے واسطے نکاح کرنے والے کے ۴۷۵۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ پر زردی کا اثر دیکھا فرمایا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے کھجور کی گٹھلی کے برابر سونے پر، فرمایا اللہ تجھ پر برکت کرے ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری ہو۔

مَا لَكَ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ فَسَأَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ كَمْ سَقَتَ إِلَيْهَا قَالَ زَنَةَ نَوَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلَمَ وَلَوْ بِشَاةٍ.

۴۷۵۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ فَأَرْسَعَ الْمُسْلِمِينَ خَيْرًا فَخَرَجَ كَمَا يَصْنَعُ إِذَا تَزَوَّجَ فَآتَى حُجَرَ امْهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ يَدْعُو وَيَدْعُونَ لَهُ ثُمَّ انْصَرَفَ فَرَأَى رَجُلَيْنِ فَرَجَعَ لَا أَدْرَى أَخْبَرْتَهُ أَوْ أَخْبَرَ بِخَوْرُجِهِمَا.

بَابُ كَيْفَ يُدْعَى لِلْمُتَزَوِّجِ. ۴۷۵۸۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَثَرُ صُفْرَةٍ قَالَ مَا هَذَا قَالَ إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ بَارَكَ

اللَّهُ لَكَ أَوْلَمُ وَلَوْ بِشَاةٍ.

**فائدہ:** ابن بطال نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ اس باب کے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے رد کرنا عام لوگوں کے قول کو جو شادی کے وقت کہتے تھے بالرفاء والبنین اور رفاء کے معنی ہیں پیوند یا یہ دعا ہے واسطے خاوند کے ساتھ میل اور الفت کے یعنی اللہ تعالیٰ تم دونوں کو آپس میں جوڑے اور یہ ایک کلمہ تھا کہ کفر کی حالت میں لوگ اس کو کہا کرتے تھے پھر جب اسلام آیا تو منع ہوا چنانچہ ایک مرد تمیمی سے روایت ہے کہ ہم جاہلیت کے وقت میں کہتے تھے بالرفاء والبنین پھر جب اسلام آیا تو حضرت ﷺ نے ہم کو سکھایا فرمایا یوں کہا کرو بَارَكَ اللَّهُ لَكُمْ وَبَارَكَ فِيكُمْ وَبَارَكَ عَلَيْكُمْ اور اختلاف ہے بیچ علت نہی کے کہ اس کے منع ہونے کا کیا سبب ہے سو کہا بعض نے اس واسطے کہ نہ اس میں حمد ہے نہ ثناء اور نہ ذکر اللہ کا اور بعض نے کہا اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے طرف بعض بیٹیوں کے واسطے خاص کرنے بیٹیوں کے ساتھ ذکر کے کہا ابن مزیر نے ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس لفظ کو مکروہ جانا اس واسطے کہ اس میں جاہلیت کے قول کی موافقت ہے اس واسطے کہ وہ اس کو بطور فال لینے کے کہتے تھے نہ بطور دعا کے سو ظاہر ہوتا ہے کہ اگر بطور دعا کے کہا جائے تو اس میں کچھ کراہت نہیں جیسے اللھم الف بینھما وارزقھما بنین صالحین مثلاً یا مانند اس کے اور دلالت کرتا ہے فعل بخاری رضی اللہ عنہ کا اس پر کہ دعا واسطے نکاح کرنے والے کے ساتھ برکت کے مشروع ہے اور نہیں ہے کوئی شک کہ یہ لفظ برکت کا جامع ہے داخل ہوتا ہے اس میں ہر مقصود اولاد وغیرہ سے اور دلالت کرتی ہے اس پر حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی جو پہلے گزری کہ حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا بَارَكَ اللَّهُ لَكَ اور حدیثیں اس باب میں معروف ہیں۔ (فتح)

**بَابُ الدُّعَاءِ لِلنِّسَاءِ اللَّائِي يَهْدِينَ الْعُرُوسَ وَلِلْعُرُوسِ.**  
باب ہے بیچ بیان دعا کرنے کے واسطے ان عورتوں کے جو راہ دکھلاتی ہیں دلہن کی طرف خاوند کے اور دعا واسطے دولہا اور دلہن کے۔

**فائدہ:** یہدین ساتھ فتح اول کے ہدایت سے ہے اور ساتھ ضمہ اس کے ہدیہ سے اور چونکہ دلہن تیار کی جاتی ہے اپنے گھر والوں کے نزدیک سے طرف خاوند کی تو محتاج ہوئی طرف اس شخص کے جو اس کو خاوند کی طرف راہ دکھلائے یا اطلاق کیا گیا ہے اس پر کہ وہ ہدیہ ہے اور بہر حال قول اس کا واسطے عروس کے سو یہ اسم ہے واسطے دولہا اور دلہن کے وقت اول جمع ہونے ان کے کی شامل ہے مراد اور عورت کو اور وہ داخل ہے بیچ قول عورتوں کے علی الخیر والبرکۃ اس واسطے کہ یہ شامل ہے مرد کو اور اس کو بیوی کو اور شاید یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کے جو وارد ہوئی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے بعض طریقوں میں اور اس میں ہے کہ اس کی ماں نے جب اس کو حضرت ﷺ کی گود میں بٹھلایا تو کہا یہ آپ کی بیوی ہے اللہ آپ کو ان میں برکت کرے۔ (فتح)

۴۷۵۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا سو میری ماں میرے پاس آئی تو اس نے مجھ کو حضرت ﷺ کے گھر میں داخل کیا سو اچانک میں نے دیکھا کہ انصار کی چند عورتیں گھر میں تھیں سو انہوں نے دعا کی خیر اور برکت ہو اور بہتر نصیب پر۔

۴۷۵۹۔ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُنِي أُمِّي فَأَذْخَلَتْنِي الدَّارَ فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ فَقُلْنَ عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ وَعَلَى خَيْرٍ طَائِرٍ.

فائدہ: یہ حدیث مختصر ہے اور پورے طور سے پہلے گزر چکی ہے اور ظاہر اس حدیث کا مخالف ہے واسطے ترجمے کے اس واسطے کہ اس میں دعا ہے عورتوں کی جس کے لیے دلہن ہدیہ کی گئی یعنی خاوند نہ دعا واسطے ان کے کہا کرمانی نے کہ ماں ہے راہ دکھانے والی واسطے دلہن کے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو تیار کی گئی ہے سو انہوں نے دعا کی واسطے ماں کے اور واسطے اس کے جو اس کے ساتھ تھی اور واسطے دلہن کے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کے جب کہ انہوں نے کہ تم خیر پر آئے ہو اور یہ جواب خوب ہے حاصل ہوتی ہے ساتھ اس کے مناسبت واسطے ترجمہ کے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ عورتوں کے وہ عورت ہے جو راہ دکھلائے دلہن کو برابر ہے کہ تھوڑی ہوں یا بہت اور یہ کہ جو وہاں موجود ہو وہ دعا کرے واسطے اس کے جو دلہن کو حاضر کرے اور نہیں ہے مراد اس کی دعا کرنی واسطے ان عورتوں کے جو گھر میں حاضر ہوں دلہن کے آنے سے پہلے اور احتمال ہے کہ ہو لام ساتھ معنی با کے اوپر حذف کے یعنی دعا جو خاص کی گئی ہے ساتھ عورتوں کے اور احتمال ہے کہ وہ الف لام بدل ہو مضاف الیہ سے اور تقدیر یہ ہے کہ دعا داعی عورتوں کے واسطے مہدی عورتوں کے اور احتمال ہے کہ ہو لام ساتھ من کے یعنی دعا جو صادر ہے عورتوں سے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نبی جدرہ کی چند لڑکیوں میں گزرے جو کہتی تھیں فحیو نانا نحییکم نبی ﷺ نے فرمایا یوں کہو حیانا اللہ و حیاکم پس اس میں دعا ہے واسطے ان عورتوں کے جو دلہن کو راہ دکھلاتی ہیں یا اس کو بطور تحفہ کے آپ کے خاوند کے پاس بھیجتی ہیں۔ (فتح) اور خیر طائر سے مراد فال نیک ہے اور طائر آدمی کا عمل ہے جو اس کے گلے کا ہار ہے اور ابن سیرین نے کہا کہ طائر آدمی کا وہ ہے جو اس کو علم میں حاصل ہے۔

بَابُ مَنْ أَحَبَّ الْبِنَاءَ قَبْلَ الْغَزْوِ.

باپ ہے بیچ بیان اس شخص کے جو دوست رکھتا ہے اپنی عورت کی صحبت کو جس سے اس نے صحبت نہیں کی جہاد سے پہلے یعنی جب کہ حاضر ہو جہاد میں تاکہ اس کا دل جمع ہو۔

۴۷۶۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جہاد کیا پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر نے سوا اس نے اپنے لوگوں سے کہا کہ میرے ساتھ وہ مرد نہ چلے جس نے نکاح کیا اور وہ چاہتا ہو کہ اپنی عورت سے صحبت کرے اور ابھی تک اس نے صحبت نہیں کی۔

۴۷۶۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غَزَا نَبِيُّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ لَقَالَ لِقَوْمِهِ لَا يَتَّبِعْنِي رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَأَةٍ وَهُوَ يَرِيدُ أَنْ يَتَّبِعَنِي بِهَا وَلَمْ يَبْنِ بِهَا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح فرض الخمس میں گزر چکی ہے اور اختلاف ہے اس پیغمبر کے نام میں کہ داؤد علیہ السلام تھے یا یوشع علیہ السلام؟ کہا ابن مزیر نے کہ مستفاد ہوتا ہے اس سے رد عام لوگوں پر اس امر میں کہ حج کو نکاح میں مقدم کرتے ہیں اس گمان سے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تعفف پکا ہوتا ہے بعد حج کے بلکہ اولیٰ یہ ہے کہ تعفف اختیار کرے پھر حج کرے۔ (فتح)

باب ہے اس شخص کے بیان میں جو عورت سے صحبت کرے اور حالانکہ وہ نو برس کی لڑکی ہو۔

بَابُ مَنْ بَنَى بِامْرَأَةٍ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ سِنِينَ.

۴۷۶۱۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور حالانکہ وہ چھ برس کی تھیں اور ان سے صحبت کی اور حالانکہ وہ نو برس کی تھیں اور حضرت ﷺ کے پاس نو برس رہیں۔

۴۷۶۱۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةَ وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ وَبَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ وَمَكَّنَتْ عِنْدَهُ تِسْعًا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔  
بَابُ الْبِنَاءِ فِي السَّفَرِ.

۴۷۶۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خیبر اور مدینے کے درمیان تین دن ٹھہرے صفیہ رضی اللہ عنہا زینت کر کے آپ کے پاس لائی گئیں یعنی حضرت ﷺ نے ان سے خلوت کی سو میں نے مسلمانوں کو آپ کے ولیمہ کی طرف بلایا سو نہ اس میں روٹی تھی اور نہ گوشت چڑے کے دسترخوان

۴۷۶۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِينَةِ ثَلَاثًا يُنْبَى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ بِنْتُ حُصَيْنٍ فَلَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِينَ إِلَيَّ وَلَيْمَتِهِ

بچانے کا حکم کیا سوا اس میں کچھ کھجوریں اور پنیر اور گھی ڈالا گیا سو یہ آپ ﷺ کا ولیمہ ہوا تو مسلمانوں نے کہا صفیہ رضی اللہ عنہا مسلمانوں کی ایک ماں ہے یعنی حضرت ﷺ کی ایک بیوی ہے آزاد عورتوں میں سے یا لونڈی؟ سو انہوں نے کہا کہ اگر حضرت ﷺ نے اس کو پردہ کیا تو وہ حضرت ﷺ کی بیویوں میں سے ہے اور اگر اس کو پردہ نہ کیا تو وہ لونڈیوں میں سے ہے سو جب حضرت ﷺ نے کوچ کیا تو اس کے واسطے اپنے پیچھے اونٹ پر بیٹھنے کی جگہ تیار کی اور اس کے اور لوگوں کے درمیان پردہ ڈالا۔

فَمَا كَانَ فِيهَا مِنْ خَبْرٍ وَلَا لَحْمٍ أَمَرَ بِالْأَنْطَاعِ فَأُلْقِيَ فِيهَا مِنَ التَّمْرِ وَالْأَقِطِ وَالسَّمْنِ فَكَانَتْ وَلِيمَتَهُ فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ فَقَالُوا إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ مِنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَإِنْ لَمْ يَحْجُبَهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ فَلَمَّا ارْتَحَل وَطَى لَهَا خَلْفَهُ وَمَدَّ الْحِجَابَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ.

فائدہ: اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ سنت اقامت کی پاس شوہر دیدہ عورت کے نہیں خاص ہے ساتھ وطن کے اور نہیں مقید ہے ساتھ اس شخص کے کس کی کوئی اور عورت بھی ہو اور اس سے لیا جاتا ہے جواز تاخیر اشغال عامہ کا واسطے شغل خاص کے جب کہ اس کے ساتھ کوئی غرض فوت نہ ہوتی ہو اور اہتمام ساتھ کھانے شادی کے اور قائم کرنا سنت نکاح کا ساتھ خبر دینے اس کے کی اور سوائے اس کے اس قسم سے جو پہلے گزرا۔ (فتح)

لانا دلہن کا خاوند کے گھر میں یا داخل ہونا دولہا کا دلہن پر دن کو بغیر سواری اور آگ جلانے کے۔

بَابُ الْبِنَاءِ بِالنَّهَارِ بِغَيْرِ مَرْكَبٍ وَلَا نِيرَانٍ.

۴۷۶۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا سو میری ماں میرے پاس آئی سو وہ مجھ کو گھر میں لائی سو اچانک نہ پایا اور ڈرایا مجھ کو مگر حضرت ﷺ نے یعنی اچانک میرے پاس اندر آئے چاشت کے وقت۔

۴۷۶۳ - حَدَّثَنِي فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتِي أُمِّي فَأَذْخَلْتَنِي الدَّارَ فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُحًى.

فائدہ: یہ جو کہا دن کو تو اشارہ کیا ساتھ اس کے کہ بیوی پر داخل ہونا نہیں خاص ہے ساتھ رات کے اور یہ جو کہا بغیر مرکب ولا نیران تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کے جو روایت کی ہے سعید بن منصور نے کہ عبد اللہ بن قرظ پر اور وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف سے حمص پر عامل تھا دولہا اور دلہن گزرے اور لوگ ان کے آگے آگے جلاتے تھے یعنی مشعلیں سوان کو ڈرتے مارے سے مارا یہاں تک کہ لوگ دولہا دلہن سے جدا ہوئے پھر خطبہ پڑھا سو کہا کہ تم دولہا

دلہن کے آگے آگ جلاتے ہو اور کافروں کی مشابہت کرتے ہو اور اللہ ان کی روشنی کو بجھانے والا ہے۔ (فتح) اور مطابقت ترجمہ کی یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے بغیر سواری اور آگ کے۔ (فتح)

**بَابُ الْأَنْمَاطِ وَنَحْوِهَا لِلنِّسَاءِ.**

**فائدہ:** انماط جمع نمط کی ہے اور نمط ایک قسم کا کپڑا اور فرش ہوتا ہے بہت باریک اور نفیس کبھی اس کو کچاوے پر ڈالتے ہیں اور کبھی اس کا پردہ بناتے ہیں۔

**فائدہ:** انماط کا بیان علامات النبوة میں گزر چکا ہے اور مراد نحوہ سے کلال اور پردے اور فرش ہیں اور جو ان کے معنی میں ہے۔

۶۲۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا تم نے انماط کو پکڑا ہے؟ میں نے کہا یا حضرت! ہم کو انماط کہاں میسر ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ بے شک وہ میسر ہوں گے۔

۴۷۶۴ - حَدَّثَنَا قُسَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سَفْيَانُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلِ اتَّخَذْتُمْ أَنْمَاطًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنِّي لَنَا أَنْمَاطٌ قَالَ إِنَّهَا سَتَكُونُ.

**فائدہ:** پہلے گزر چکی ہے وجہ استدلال کی اس حدیث سے جواز پر اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف جو روایت کی ہے مسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک جنگ میں تھے سو میں نے نمط لیا اور اس کو دروازے پر لٹکایا یعنی زینت کے واسطے سو جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تشریف لائے اور پردے کو دیکھا تو میں نے آپ کے چہرہ مبارک میں ناخوشی پہچانی سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کھینچ کر پھاڑ ڈالا اور فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس کا حکم نہیں کیا کہ ہم پتھر اور مٹی کو کپڑا پیسے سو میں نے اس کو کاٹ کر دو تکیے بنائے پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ پر عیب نہ کیا سو اس سے لیا جاتا ہے کہ نہیں مکروہ ہے پکڑنا انماط واسطے ذات اس کی کے بلکہ واسطے اس چیز کے کہ کی جاتی ہے ساتھ اس کے اور استدلال کیا ہے جابر رضی اللہ عنہ کی عورت نے ساتھ اس کے اوپر جواز کے۔ (فتح)

**بَابُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي يَهْدِيَنَّ الْمَرْأَةَ إِلَى زَوْجِهَا وَدُعَائِهِنَّ بِالْبَرَكَةِ.**

باب ہے بیچ بیان میں ان عورتوں کے جو عورت کو تیار کر کے خاوند کے پاس پہنچاتی ہیں۔

۴۷۶۵ - حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا إِسْرَءِيلُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا رَفَّتِ

۶۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک عورت کو ایک انصاری مرد یعنی اس کے خاوند کے پاس سنوار کے بھیجا یعنی بعد نکاح کر دینے کے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے

۴۷۶۵ - حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا إِسْرَءِيلُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا رَفَّتِ



امْرَأَةً إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهَوٌ فَإِنَّ الْأَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهُوُ.

فرمایا کہ اے عائشہ! تمہارے پاس کھیل نہ تھا اس واسطے کہ انصاریوں کو کھیل خوش معلوم ہوتا ہے یعنی دف بجانا اور شعر گانا جس میں خلاف شرع مضمون نہ ہو۔

فائدہ: ابوالشیخ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ایک یتیم لڑکی کی ایک انصاری سے شادی کر دی اور میں بھی ان میں تھی جنہوں نے اس کو تیار کر کے خاوند کے پاس پہنچایا سو جب ہم پھرے تو حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہ! تم نے کیا کہا تھا؟ میں نے کہا ہم نے سلام کیا اور برکت کی دعا کی پھر ہم پھرے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کیوں نہ بھیجا تم نے ساتھ اس کے لونڈی کو جو دف بجاتی اور گاتی؟ میں نے کہا کیا گاتی فرمایا یہ گاتی:

اتيناكم اتيناكم فحيانا وحياكم ولولا الحنطة السمراء لم تسمن غدارا كهم

اور نسائی نے عامر بن سعد سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو رخصت دی ساتھ کھیل کے وقت شادی کے اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم نے اور طبرانی نے سائب بن یزید سے روایت کی ہے اس نے روایت کی حضرت ﷺ سے سو کسی نے عرض کیا کہ یا حضرت! آپ اس میں اجازت دیتے ہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں! یہ نکاح ہے زنا نہیں پکا کرو نکاح کو اور حام کی روایت میں ہے کہ مشہور کرو نکاح کرو اور اس پر دف بجاؤ اور ترمذی وغیرہ میں ہے کہ حلال اور حرام کے درمیان فرق دف بجانا ہے اور یہ جو فرمایا کہ دف بجاؤ تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہیں خاص ہے یہ ساتھ عورتوں کے لیکن یہ ضعیف ہے اور قوی حدیثوں سے صرف عورتوں کے واسطے اجازت ہے سو نہ ملحق ہوں گے ساتھ ان کے مرد واسطے عام ہونے نہی کے ان کے ساتھ مشابہت کرنے سے۔ (فتح)

بَابُ الْهَدْيَةِ لِلْعُرُوسِ

دلہن کو ہدیہ اور تحفہ بھیجنے کا بیان یعنی جس دن وہ اپنے

خاوند کے گھر میں لائی جائے۔

ابو عثمان سے روایت ہے کہ انس رضی اللہ عنہ ہم پر گزرے بنی رفاعہ کی مسجد میں یعنی بصرے میں سو میں نے ان سے سنا کہتے تھے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر کے پاس گزرتے تو اس پر داخل ہوتے اور اس کو سلام کرتے پھر انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ دولہا تھا یعنی اور زینب رضی اللہ عنہا دلہن تھی جب حضرت ﷺ کا نکاح زینب رضی اللہ عنہا سے ہوا تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر ہم

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ عَنْ أَبِي عُسْمَانَ وَاسْمُهُ الْجَعْدُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ مَرَّبْنَا فِي مَسْجِدِ بَنِي رِفَاعَةَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرَّ بِجَنَابَاتِ أُمِّ سَلِيمٍ دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَلَّمَ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرُوسًا بَزَيْنَبَ فَقَالَتْ لِي أُمُّ سَلِيمٍ لَوْ أَهْدَيْنَا لِرَسُولِ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدِيَّةً فَقُلْتُ لَهَا  
أَفْعَلِيْ فَعَمَدَتْ إِلَى تَمْرٍ وَسَمْنٍ وَأَقِطٍ  
فَاتَّخَذَتْ حَيْسَةً فِي بُرْمَةٍ فَأَرْسَلَتْ بِهَا  
مَعِيَ إِلَيْهِ فَانْطَلَقْتُ بِهَا إِلَيْهِ فَقَالَ لِيْ  
صَعَهَا ثُمَّ أَمَرَنِيْ فَقَالَ ادْعِ لِيْ رَجُلًا  
سَمَاهُمْ وَادْعِ لِيْ مَنْ لَقِيتُ قَالَ  
فَفَعَلْتُ الَّذِي أَمَرَنِيْ فَرَجَعْتُ فَإِذَا  
الْبَيْتُ غَاصُّ بِأَهْلِهِ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى تِلْكَ  
الْحَيْسَةِ وَتَكَلَّمَ بِهَا مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ  
جَعَلَ يَدْعُوْ عَشْرَةَ عَشْرَةَ يَأْكُلُونَ مِنْهُ  
وَيَقُولُ لَهُمْ اذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ وَلْيَاكُلْ  
كُلُّ رَجُلٍ مِّمَّا يَلِيْهِ قَالَ حَتَّى تَصَدَّعُوا  
كُلُّهُمْ عَنْهَا فَخَرَجَ مِنْهُمْ مَنْ خَرَجَ  
وَبَقِيَ نَفَرٌ يَتَحَدَّثُونَ قَالَ وَجَعَلْتُ أُغْتَمُّ  
ثُمَّ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
نَحْوَ الْحُجُرَاتِ وَخَرَجْتُ فِي إِثَرِهِ  
فَقُلْتُ إِنَّهُمْ قَدْ ذَهَبُوا فَرَجَعْتُ فَدَخَلْتُ  
الْبَيْتَ وَارْخَيْ السِّتْرَ وَإِنِّي لَفِي  
الْحُجْرَةِ وَهُوَ يَقُولُ «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا  
لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ  
لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرٍ نَاطِرِينَ إِنَاهُ وَلَكِنْ  
إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ  
فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْسِنِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ  
ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذَى النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِيْ

حضرت ﷺ کے پاس کچھ تحفہ بھیجیں تو خوب ہو تو میں  
نے اس سے کہا کہ کر جو کہتی ہے تو اس نے کھجور اور گھی  
اور پنیر کی طرف قصد کیا سو ان کا ہانڈی میں حلوہ بنایا اور  
مجھ کو دے کر آپ ﷺ کی طرف بھیجا سو میں اس کو لے  
کر حضرت ﷺ کی طرف چلا یعنی سو جب میں  
حضرت ﷺ کے پاس پہنچا تو حضرت ﷺ نے فرمایا  
کہ اس کو رکھ دے پھر مجھ کو حکم دیا سو فرمایا کہ مردوں کو  
میرے پاس بلا آپ نے ان کا نام لیا اور فرمایا میرے  
پاس بلا لا جس سے تو ملے، کہا انس رضی اللہ عنہ نے میں نے کیا  
جو آپ ﷺ نے مجھ کو حکم دیا پھر میں پھر اسو اچانک میں  
نے دیکھا کہ گھر لوگوں سے بھرا ہوا ہے سو میں نے  
حضرت ﷺ کو دیکھا کہ اپنے دونوں ہاتھ اس حلوے  
پر رکھے پھر کلام کیا جو اللہ نے چاہا یعنی اس کے واسطے  
برکت کی دعا کی پھر دس دس مرد کو بلانے لگے اس سے  
کھاتے تھے اور ان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرو  
اور چاہیے کہ ہر مرد اپنے قریب طرف سے کھائے یعنی  
برتن کے بیچ سے نہ کھائے اور نہ دوسرے کی طرف سے  
یہاں تک کہ سب جدا جدا ہوئے سو نکلا ان میں سے جو  
نکلا اور باقی رہے چند مرد بات کرتے، انس رضی اللہ عنہ نے کہا  
سو میں غمناک ہونے لگا پھر حضرت ﷺ اپنی بیویوں  
کے حجروں کی طرف نکلے اور میں بھی آپ کے پیچھے نکلا  
سو میں نے کہا کہ وہ چلے گئے سو حضرت ﷺ پھرے اور  
گھر میں داخل ہوئے اور پردہ ڈالا اور البتہ میں حجرے  
میں تھا اور حضرت ﷺ فرماتے تھے یعنی آیت پڑھتے  
تھے کہ اے ایمان والو! مت جاؤ پیغمبر ﷺ کے گھروں

مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ  
قَالَ أَبُو عُمَانَ قَالَ أَنَسُ إِنَّهُ خَدَمَ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ  
سِنِينَ.

میں مگر یہ کہ تم کو اجازت ہو کھانے کے واسطے نہ انتظار کرتے اس کے پکنے کا لیکن جب تم بلائے جاؤ تب جاؤ پھر جب تم کھا چکو تو چلے جائے اور نہ آپس میں جی لگاتے باتوں میں بے شک تمہاری یہ بات ایذا دیتی تھی پیغمبر ﷺ کو سو وہ تم سے شر مانتا تھا اور اللہ تعالیٰ نہیں شر مانتا حق بات سے، کہا ابو عثمان نے کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ کی دس برس خدمت کی۔

**فائدہ:** پہلے گزر چکا ہے علامات النبوة میں بیان معجزے آپ کے کا بیچ بہت ہونے کھانے کے اور مشکل جانا ہے عیاض نے اس چیز کو جو واقع ہوئی ہے اس حدیث میں کہ نہنب ﷺ کا ولیمہ حلوے کے ساتھ تھا جو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ کی طرف تحفہ بھیجا سو حضرت ﷺ نے اس پر دعا کی اور دس دس کو بلا کر کھلایا یہاں تک کہ سب جدا جدا ہوئے اور مشہور یہ روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے نہنب ﷺ کا ولیمہ روٹی اور گوشت سے کیا اور نہیں واقع ہوا ہے اس قصے میں بہت ہونا طعام کا بلکہ اس میں صرف اتنا ہے کہ مسلمانوں کو روٹی اور گوشت پیٹ بھر کر کھلایا اور تعاقب کیا ہے اس کا قرطبی نے ساتھ اس کے کہ تطبیق دونوں روایتوں میں ممکن ہے ساتھ اس طور کے کہ جنہوں نے روٹی گوشت پیٹ بھر کر کھلایا تھا وہ اور تھے اور جنہوں نے حلوہ کھلایا تھا وہ اور لوگ تھے جو اس کے بعد بلائے تھے اور اولیٰ یہ ہے کہ کہا جائے حلوے کا آنا اور روٹی گوشت کا موجود ہونا ایک وقت میں واقع ہوا تھا سو سب لوگوں نے سب کھانے سے کھلایا روٹی گوشت سے بھی اور حلوے سے بھی اور بڑا تعجب ہے کہ عیاض روٹی گوشت کے قصے میں طعام کے بہت ہونے سے کس طرح انکار کرتا ہے باوجود اس کے کہ انس رضی اللہ عنہ کہتا ہے کہ حضرت ﷺ نے اس پر بکری کے ساتھ ولیمہ کیا اور کہتا ہے کہ مسلمانوں کو روٹی گوشت پیٹ بھر کر کھلایا اور بکری کی کیا قدر ہوتی ہے تاکہ سب مسلمان پیٹ بھر کر کھائیں اور سب سیر ہو جائیں اور حالانکہ وہ اس وقت ہزار کے برابر تھے اگر نہ ہوتی برکت حاصل ہوئی مجملہ آپ کے معجزوں کے بیچ بہت ہونے طعام کے اور یہ جو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں غمناک ہونے لگا تو اس کا سبب وہ چیز ہے جو سمجھی حضرت ﷺ نے شرم کی کہ ان کو اٹھنے کے ساتھ حکم کریں اور غافل ہونے ان کے سے ساتھ بات کرنے کے عمل کرنے سے ساتھ اس چیز کے کہ لائق ہے اس وقت تخفیف سے۔ (فتح)

دولہا ولہن کے واسطے کپڑے وغیرہ مانگ کے لینے کا

بَابُ اسْتِعَارَةِ الْيَتَابِ لِلْعُرُوسِ

وغيرها.

بیان۔

۴۷۶۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے

۴۷۶۶۔ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ

اسماء سے ہار مانگ کر لیا وہ گم ہوا تو حضرت ﷺ نے چند اصحاب کو اس کی تلاش کے واسطے بھیجا سوان کو نماز کا وقت ہوا تو انہوں نے بے وضو نماز پڑھی پھر جب حضرت ﷺ کے پاس آئے تو حضرت ﷺ سے اس کی شکایت کی سوتیم کی آیت اتری تو اسید بن حنظلہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو نیک بدلہ دے قسم ہے اللہ کی کہ تجھ پر کبھی کوئی مصیبت نہیں اتری مگر کہ اللہ تعالیٰ نے واسطے تیرے اس سے خلاصی ٹھہرائی اور مسلمانوں کے واسطے اس میں برکت کی۔

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي طَلَبِهَا فَأَدْرَكْتَهُمُ الصَّلَاةُ فَصَلُّوا بِغَيْرِ وُضوءٍ فَلَمَّا اتَّوَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَكُّوا ذَلِكَ إِلَيْهِ فَنَزَلَتْ آيَةُ التَّيْمُمِ فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا فَوَاللَّهِ مَا نَزَلَ بِكَ أَمْرٌ قَطُّ إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ لَكَ مِنْهُ مَخْرَجًا وَجَعَلَ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ بَرَكَةً.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب التیمم میں گزر چکی ہے اور وجہ استدلال کی ساتھ اس کے معنی کی جہت سے ہے جو جامع ہے درمیان ہار کے اور غیر اس کے اقسام لباس سے کہ زینت کی جاتی ہے ساتھ اس کے واسطے زوج کے عام تر اس سے کہ شادی کے وقت ہو یا بعد اس کے اور کتاب الہبہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک حدیث گزر چکی ہے جو اس سے خاص تر ہے اور وہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں میرے پاس ایک روئی کی چادر تھی سو نہ تھی کوئی عورت مدینے میں جو زینت کی جاتی کہ اس کو مجھ سے منگوا بھیجتی اور ترجمہ باندھا ہے اس پر بخاری رحمہ اللہ نے الاستعارة للعرس عند البناء اور لائق ہے کہ اس ترجمہ کو اور اس کی اس حدیث کو اس جگہ دل میں حاضر رکھا جائے۔ (فتح)

باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ.

۴۷۶۷۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ يَقُولُ حِينَ يَأْتِي أَهْلَهُ بِاسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا ثُمَّ قَدَرَ بَيْنَهُمَا فِي ذَلِكَ أَوْ قُضِيَ وَلَدٌ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا.

۴۷۶۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبردار کہ اگر مسلمانوں میں سے کوئی جب اپنی بیوی سے صحبت کرے اور یہ دعا پڑھے بسم اللہ اللھم سے مارزہا تک یعنی شروع اللہ کے نام سے الہی! بچائے رکھ مجھ کو شیطان سے اور دور رکھ شیطان کو ہماری اولاد سے سواگر بیوی، خاوند کے درمیان اس صحبت سے کوئی لڑکا قسمت میں ہو گا تو اس کو شیطان کبھی ضرر نہیں پہنچا سکے گا۔

**فائدہ:** ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ جب کوئی اپنی عورت سے صحبت کا ارادہ کرے اور یہ مفسر ہے واسطے اور روایتوں کے اور دلالت کرتا ہے کہ قول پہلے شروع کے ہے اور اختلاف ہے بیچ ضرر کے جس کی نفی کی گئی کہ اس سے کیا مراد ہے بعد اتفاق کے اس پر کہ یہ ضرور عموم پر محمول نہیں کہ ہر قسم کے ضرر کو شامل ہوا اگرچہ ہے وہ ظاہر بیچ حمل کرنے کے اوپر عموم احوال کے صیغہ نفی کے سے ساتھ تائید کے اور اس کا سبب وہ ہے جو بدء الخلق میں پہلے گزر چکا ہے کہ شیطان ہر آدمی کو پیدا ہونے کے وقت پیٹ میں چومتا ہے مگر جو اس سے مستثنیٰ ہے اس واسطے کہ یہ چونکا بھی ایک قسم کا ضرر ہے باوجود اس کے کہ وہ سبب ہے اس کے چلانے کا پھر اختلاف ہے سو بعض نے کہا کہ نہیں قابو پاتا ہے اوپر اس کے بسبب برکت بسم اللہ پڑھنے کے بلکہ ہوتا ہے منجملہ ان بندوں کے جس کے حق میں کہا گیا ان عبادی لیس لك علیہم سلطان اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ اس کو بیہوش نہیں کرتا اور بعض نے کہا کہ نہیں ضرر کرتا اس کو بدن میں اور کہا ابن دقیق العید نے کہ احتمال ہے کہ اس کو دین میں بھی ضرر نہ کرے لیکن بعید کرتا ہے اس کو انقا عصمت کا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ خاص ہونا اس شخص کا کہ خاص کیا گیا ہے ساتھ عصمت کے بطریق و وجوب کے ہے نہ بطور جواز کے سو نہیں ہے کوئی مانع کہ پایا جائے وہ شخص کہ نہ صادر ہو اس سے گناہ جان بوجھ کے اگرچہ اس کے واسطے واجب نہیں اور کہا داؤد نے کہ معنی لہ یضروہ کے یہ ہیں کہ نہیں فتنے میں ڈالتا اس کو اس کے دین سے طرف کفر کی اور یہ مراد نہیں کہ وہ گناہ سے معصوم ہے اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ نہیں ضرر کرتا اس کو یعنی نہیں شریک ہوتا اس کے باپ کو اس کی ماں کے جماع میں اور مجاہد سے روایت ہے کہ جو جماع کرے اور بسم اللہ نہ پڑھے تو شیطان اس کی تحلیل پر لیت جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہو کر جماع کرتا ہے اور شاید یہ قریب تر ہے سب جواہوں سے اور تائید کرتا ہے پہلے جواب کی کہ بہت لوگ جو اس فضیلت عظیم کو پہچانتے ہیں جماع کے وقت اس سے غافل ہوتے ہیں اور تھوڑے جو اس کو کرتے ہیں تو اس کے ساتھ حمل واقع نہیں ہوتا سو جب یہ نادر ہے تو نہیں ہے بعید اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں مستحب ہونا بسم اللہ اور دعا کا ہے اور محافظت کرنا اوپر اس کے یہاں تک کہ جماع کی حالت میں بھی اور اس میں بچہ مارنا ہے ساتھ ذکر اللہ کے اور دعا اس کی کے شیطان سے اور برکت ساتھ نام اس کے اور پناہ مانگنے ساتھ اس کے سب بدیوں سے اور اس میں اشعار ہے کہ وہی ہے آسان کرنے والا اس عمل کو اور مدد دینے والا اوپر اس کے اور اس میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ شیطان ملازم ہے واسطے آدمی کے نہیں ہوتا اس سے مگر جب اللہ کا ذکر کرے اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ بے وضو اللہ کا ذکر کرنا منع ہے۔ (فتح)

بَابُ الْوَلِيْمَةِ حَقٌّ۔ ولیمہ یعنی شادی بیاہ کا کھانا کرنا حق ہے۔

**فائدہ:** یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے جو طبرانی نے روایت کی ہے بطور رفع کے کہ ولیمہ حق ہے اور دوسرے دن کا کھانا موافق دستور کے ہے اور تیسرے دن کا کھانا فخر ہے اور مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدتر کھانوں میں

ولیمہ کا کھانا ہے کہ مالدار کو بلایا جائے اور مسکین کو چھوڑ دیا جائے اور وہ حق ہے اور طبرانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ولیمہ حق اور سنت ہے سو جو اس کی طرف بلایا جائے اور وہ دعوت قبول نہ کرے تو اس نے نافرمانی کی، اور احمد نے بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ جب علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا پیغام بھیجا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شادی کا کھانا کرنا ضروری ہے کہا ابن بطلان نے کہ ولیمہ حق ہے یعنی باطل نہیں ہے بلکہ اس کی طرف بلایا جائے اور یہ سنت فضیلت کی ہے اور حق سے مراد وجوب نہیں پھر کہا اس نے کہ میں نہیں جانتا کہ کسی نے اس کو واجب کہا ہو اور کہا بعض شافعیوں نے کہ وہ واجب ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو اس کا حکم دیا اور اس واسطے کہ اس کا قبول کرنا واجب ہے تو واجب ہوگا اور جواب یہ ہے کہ وہ کھانا واسطے خوشی کے ہے جو نبی پیدا ہوئی سو مشابہ ہوگا باقی طعاموں کو اور وہ محمول ہے اوپر استحباب کے ساتھ دلیل اس چیز کے جو ہم نے ذکر کی اور اس واسطے کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ بکری کے اور بکری بالاقاق واجب نہیں اور اہل ظاہر کا یہی مذہب ہے کہ ولیمہ واجب ہے۔ (فتح)

اور کہا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے کہا کہ ولیمہ کراگرچہ ایک بکری سہی۔

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ قَالَ لِي  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلَمَ وَلَوْ  
بِشَاةٍ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ باب میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور مراد اس سے وارد کرنا امر کے صیغے کا ہے ساتھ ولیمہ کے اور یہ کہ اگر اس کے ترک کرنے کی رخصت ہوتی تو البتہ نہ واقع ہوتا ساتھ پورا کرنے اس کے بعد گزر جانے دخول کے اور البتہ اختلاف کیا ہے سلف نے بچ وقت اس کے کہ کیا وہ وقت عقد کے ہے یا بعد اس کے یا وقت دخول کے یا بعد اس کے یا فراخ ہے وقت اس کا ابتداء عقد سے انتہاء دخول تک اس میں کئی قول ہیں صحیح تر مالکیوں کے مستحب ہونا اس کا ہے بعد دخول کے اور مالکیوں کی ایک جماعت سے یہ روایت ہے کہ وقت عقد کے ہے اور کہا ابن حبیب نے کہ وہ عقد کے وقت ہے اور بعد دخول کے اور کہا ابن سبکی نے کہ ہمارے ساتھیوں کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا وقت فراخ ہے عقد کے وقت سے پہلے اور پیچھے کہا اس نے اور منقول حضرت ﷺ کے فعل سے یہ ہے کہ وہ دخول کے بعد ہے شاید اس نے اشارہ کیا ہے طرف قصے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے اور حدیث انس رضی اللہ عنہ کی اس باب میں صریح ہے اس میں کہ وہ دخول کے بعد ہے واسطے قول اس کے بچ اس کے صبح کی حضرت ﷺ نے حالت عروسی میں ساتھ زینب رضی اللہ عنہا کے سو لوگوں کو بلایا اور کہا بعض مالکیوں نے کہ مستحب ہے کہ ہو وقت بنا کے اور واقع ہو دخول بعد اس کے اور اسی پر ہے عمل لوگوں کا آج کے دن، پس حاصل یہ ہے کہ وہ وقت دخول کے ہے اور بعد اس کے۔ (فتح)

۴۶۶۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ ابْنُ عَشْرِ سِنِينَ مَقْدَمَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَكَانَ أَهْمَاتِي يُوَاطِبُنِي عَلَى خِدْمَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَدَمْتُهُ عَشْرَ سِنِينَ وَتَوَفَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا ابْنُ عَشْرَيْنِ سَنَةٍ فَكُنْتُ أَعْلَمُ النَّاسِ بِشَأْنِ الْحِجَابِ حِينَ أَنْزَلَ وَكَانَ أَوَّلَ مَا أَنْزَلَ فِي مُبْتَنَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِئَتِ بِنْتُ جَحْشٍ أَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا عَرُوسًا فَدَعَا الْقَوْمَ فَأَصَابُوا مِنَ الطَّعَامِ ثُمَّ خَرَجُوا وَبَقِيَ رَهْطٌ مِنْهُمْ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَطَالُوا الْمُكْثَ لِقَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ وَخَرَجَتْ مَعَهُ لَكِي يَخْرُجُوا فَمَشَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَشِيَتْ حَتَّى جَاءَ عَبْةَ حُجْرَةَ عَائِشَةَ ثُمَّ ظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوا فَرَجَعَ وَرَجَعَتْ مَعَهُ حَتَّى إِذَا دَخَلَ عَلَى زَيْنَبَ فَإِذَا هُمْ جُلُوسٌ لَمْ يَقُومُوا فَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَعَتْ مَعَهُ حَتَّى إِذَا بَلَغَ عَبْةَ حُجْرَةَ عَائِشَةَ وَظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوا فَرَجَعَ وَرَجَعَتْ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ قَدْ

۴۶۶۸ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ دس برس کا تھا وقت آنے حضرت ﷺ کے مدینے میں سو میری مائیں اور خالہ وغیرہ ہمیشہ مجھ کو حضرت ﷺ کی خدمت میں رکھتی تھیں یا مجھ کو خدمت پر رغبت دیتی تھیں سو میں نے دس برس حضرت ﷺ کی خدمت کی اور حضرت ﷺ کا انتقال ہوا اور حالانکہ میں بیس برس کی عمر کا تھا اور میں پردے کا حال سب لوگوں سے زیادہ تر جانتا تھا جب کہ اتارا گیا اور تھا پہلے پہل اترا اس کا بیچ وقت بنا کرنے حضرت ﷺ کے ساتھ نہ نبی ﷺ کے صبح کی حضرت ﷺ نے اس کے اس حال میں کہ دولہا تھے سو لوگوں کو بلایا سو انہوں نے کھانا کھایا پھر باہر نکلے اور ان میں سے ایک جماعت حضرت ﷺ کے پاس باقی رہی سو وہ بہت دیر تک بیٹھے رہے سو حضرت ﷺ اٹھ کر باہر نکلے اور میں بھی آپ کے ساتھ نکلا تاکہ وہ نکلیں سو حضرت ﷺ چلے اور میں بھی آپ کے ساتھ چلا یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے دروازے پر آئے پھر آپ نے گمان کیا کہ وہ نکل گئے سو حضرت ﷺ پلٹے اور میں بھی آپ کے ساتھ پلٹا یہاں تک کہ جب نہ نبی ﷺ پر داخل ہوئے تو اچانک دیکھا کہ وہ بیٹھے ہیں اٹھے نہیں سو حضرت ﷺ پھرے اور میں بھی آپ کے ساتھ پھرا یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے دروازے پر پہنچے اور گمان کیا کہ وہ باہر نکلے سو پھرے اور میں بھی آپ کے ساتھ پھرا سو اچانک دیکھا کہ وہ نکل گئے سو حضرت ﷺ نے اپنے اور میرے درمیان پردہ ڈالا اور پردے کا حکم اتار گیا۔

خَرَجُوا فَضْرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِي وَبَيْنَهُ بِالسِّتْرِ وَأَنْزَلَ الْحِجَابُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورہ احزاب میں گزر چکی ہے۔

بَابُ الْوَلِيمَةِ وَلَوْ بِشَاةٍ.

ولیمہ کرنا اگرچہ ایک بکری ہو یعنی واسطے اس شخص کے جو مالدار ہو۔

۴۷۶۹ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ وَتَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ كَمَا أَصْدَقْتَهَا قَالَ وَزَنَ نَوَاقٍ مِنْ ذَهَبٍ وَعَنْ حُمَيْدٍ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِينَةَ نَزَلَ الْمُهَاجِرُونَ عَلَى الْأَنْصَارِ فَنَزَلَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ عَلَى سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ فَقَالَ أَقَاسِمُكَ مَالِي وَأَنْزِلُ لَكَ عَنْ إِحْدَى امْرَأَتِي قَالَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ فَخَرَجَ إِلَى السُّوقِ فَبَاعَ وَاشْتَرَى فَأَصَابَ شَيْئًا مِنْ أَقِطٍ وَسَمْنٍ فَتَزَوَّجَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلِمَ وَلَوْ بِشَاةٍ.

۴۷۶۹ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور اس نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا تھا کہ تو نے اس کو کتنا مہر دیا؟ اس نے کہا کہ گٹھلی کے برابر سونا، اور حمید سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہتا تھا کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے اصحاب ہجرت کر کے مدینے میں آئے تو مہاجرین انصاریوں کے پاس اترے سو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے پاس اترے تو اس نے کہا کہ میں تجھ کو اپنا آدھا مال بانٹ دیتا ہوں اور میں اپنی ایک عورت کو تیرے لیے طلاق دیتا ہوں اس نے کہا کہ اللہ تیرے اہل اور مال میں برکت کرے سو وہ بازار کی طرف نکلا سو اس نے خرید و فروخت کی سو حاصل کی کچھ چیز پیر اور گھی سے پھر نکاح کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری ہو۔

فائدہ: طبرانی میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے قریش یعنی مہاجرین اور انصاریوں کے درمیان براداری کرائی سو سعد رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو آپس میں بھائی بنایا سو سعد رضی اللہ عنہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو اپنے گھر لے گیا اور کھانا منگوایا اور دونوں نے مل کر کھایا پھر کہا کہ انصاریوں کو معلوم ہے کہ میں ان میں زیادہ مالدار ہوں سو میں تجھ کو اپنا آدھا مال بانٹ دیتا ہوں اور میری دو عورتیں ہیں سو دیکھ تو کس کو پسند کرتا ہے کہ میں اس کو طلاق دوں پھر جب اس کی عدت گزر جائے تو تو اس سے نکاح کر لینا سو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تیرے واسطے تیرے اہل اور مال میں برکت کرے مجھ کو بازار کی راہ بتلا اور ایک روایت میں ہے کہ کیا کوئی بازار ہے جس میں سوداگری ہوتی ہو؟ اس نے کہا ہاں بازار



قیقاع کا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ پھر ہم ٹھہرے جتنا اللہ نے چاہا پھر وہ آیا اور اس پر زردی کا داغ تھا اور وضو کے معنی ہیں اثر اور صفر سے مراد زردی خلوق کی ہے اور خلوق ایک قسم کی خوشبو ہے جو زعفران وغیرہ سے بنتی ہے اور ایک روایت میں ودغ زعفران کا لفظ آیا ہے یعنی وہیہ زعفران کا اور ایک روایت میں یہ لفظ آیا ہے کہ مہیم اور اس کے معنی ہیں کیا حال ہے تیرا کیا ہے یہ؟ اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی ہیں خبر دے اور یہ جو کہا کہ نواۃ کے برابر سونا تو اس میں اختلاف ہے کہ نواۃ سے کیا مراد ہے سو بعض نے کہا کھجور کی ایک گٹھلی مراد ہے اور یہ کہ اس کی قیمت اس وقت پانچ درہم تھی اور بعض نے کہا کہ اس وقت اس کا اندازہ چوتھائی دینار کے برابر تھا اور رد کیا گیا ہے یہ ساتھ اس کے کہ کھجور کی گٹھلی مختلف ہوتی ہے کوئی بڑی ہوتی ہے اور کوئی چھوٹی سو یہ معیار نہیں ہو سکتی اور بعض نے کہا کہ نواۃ ذہب اس چیز سے مراد ہے جس کی قیمت چاندی کے پانچ درہم ہوں اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے خطابی نے اور نقل کیا ہے اس کو عیاض نے اکثر علماء سے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ بیہقی کی روایت میں ہے کہ کہا قادمہ رحمہ اللہ نے نواۃ ذہب کی قیمت پانچ درہم ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد سونے کے پانچ درہم ہیں اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے ابن فارس نے اور بعض نے کہا کہ اس کی قیمت پونے چار درہم ہیں اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے احمد نے اور بعض نے کہا کہ ساڑھے تین درہم بعض نے کہا کہ سواتین درہم اور بعض مالکیوں سے روایت ہے کہ نواۃ مدینے والوں کے نزدیک چوتھائی دینار کی ہے اور اس کی تائید کرتا ہے جو طبرانی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس کا وزن چوتھائی دینار کی ہے اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ مراد چوتھائی نش کی ہے اور نش آدھا اوقیہ ہے اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے تو نواۃ کا وزن پانچ درہم ہوگا اور اس کے ساتھ جزم کیا ہے ابو عوانہ اور دوسرے لوگوں نے اور یہ جو فرمایا کہ ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری ہو تو یہ استناعیہ نہیں ہے بلکہ واسطے تقلیل کے ہے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ تیرے اہل اور مال میں برکت کرے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ البتہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ اگر میں پتھر اٹھاتا تو امید رکھتا تھا کہ اس کے نیچے سے سونا یا چاندی پاؤں تو گویا کہ اشارہ کیا اس نے اس کی طرف جو دعا حضرت ﷺ نے اس کے حق میں کی تھی کہ اس کے مال میں برکت ہو سو قبول ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ البتہ میں نے اس کو دیکھا کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی ہر ایک بیوی کو لاکھ لاکھ آیا یعنی درہم یا دینار، میں کہتا ہوں کہ وہ چار عورتیں چھوڑ مرا تھا سو ہوگا سارا ترکہ بتیس لاکھ اور یہ ترکہ بہ نسبت ترکہ زبیر رضی اللہ عنہ کے جس کی شرح فرض خمس میں گزر چکی ہے نہایت تھوڑا ہے سو احتمال ہے کہ مراد عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے ترکہ کے میں اشرفیاں ہوں اور مراد زبیر رضی اللہ عنہ کے ترکہ میں درہم ہوں اس واسطے کہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے مال کا بہت ہونا نہایت مشہور ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر مؤکد ہونے امر ولیمہ کے وقد تقدم المحقق فیہ اور اس پر کہ وہ دخول کے بعد ہوا اور نہیں دلالت ہے بیچ اس کے اس واسطے کہ اس میں تو صرف اتنا ہے کہ اگر فوت ہو تو دخول کے بعد اس کو قضا کیا جائے اور اس پر کہ بکری ادنیٰ درجہ

اس چیز کا ہے جو کفایت کرتی ہے مالدار سے اور اگر اس کا ثبوت نہ ہوتا کہ حضرت ﷺ نے اپنی بعض بیویوں پر بکری سے کم کے ساتھ ولیمہ کیا ہے تو البتہ ممکن تھا استدلال کیا جاتا ساتھ اس کے اس پر کہ بکری ادنیٰ درجہ ہے اس چیز کا کہ کفایت کرتی ہے ولیمہ میں اور باوجود اس کے پس ضروری ہے قید کرنا اس کا ساتھ اس شخص کے جو اس پر قادر ہو اور مستفاد ہوتا ہے سیاق سے جو قادر ہو وہ ولیمہ میں بہت کھانا پکائے اور بہت لوگوں کو کھلائے، کہا عیاض نے اجماع ہے اس پر کہ ولیمہ کے اکثر اور کم ترکی کوئی حد نہیں جو میسر ہو کفایت کرتا ہے خواہ بہت ہو یا تھوڑا اور مستحب یہ ہے کہ وہ موافق حال خاوند کے ہے اور البتہ میسر ہوئی ہے واسطے مالدار کے بکری اور اس سے زیادہ اور نیز اس حدیث میں فضیلت ہے واسطے سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے کہ اس نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو اپنی جان پر مقدم کیا اور واسطے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے کہ اس نے اپنے آپ کو دور کھینچا اس چیز سے کہ اس سے پرہیز کرنا حیا اور مروت کو مستلزم ہے اگرچہ اس کی طرف محتاج ہو اور اس حدیث میں ہے کہ مستحب ہے آپس میں بھائی بننا اور خوبی مقدم کرنے مالدار کی واسطے محتاج کے یہاں تک کہ اپنی ایک بیوی سے بھی اور مستحب ہے پھیر دینا ایسی چیز کا اس پر جو مقدم کرے ساتھ اس کے واسطے اس چیز کے کہ غالب ہے عادت میں ایسے تکلف سے اور اگر تحقیق ہو کہ وہ تکلف نہیں کرتا تو جائز ہے اور یہ کہ جو چھوڑ دے اس کو ساتھ قصد صحیح کے اس کو اللہ اس کا بہتر بدلہ دیتا ہے اور یہ کہ مستحب ہے کسب کرنا اور یہ کہ نہیں ہے نقص اس شخص پر جو لے دے اس قسم سے ساتھ مروت مثلاًس کی کے اور مکروہ ہے قبول کرنا اس چیز کا کہ اس سے ذلت کی توقع ہو بہہ وغیرہ سے اور یہ کہ گزران مرو کی ساتھ تجارت یا پیشہ کے اولیٰ ہے واسطے پاک ہونے اخلاق کے گزران سے ساتھ بہہ وغیرہ کے اور اس حدیث میں مستحب ہونا دعا کا ہے واسطے نکاح کرنے والے کے اور یہ پوچھنا امام کا اپنے یاروں اور تابعداروں کو ان کے احوال سے خاص کر جب ان سے کوئی بات غیر معروف دیکھے اور یہ کہ جائز ہے باہر نکلتا دولہا کا اس حال میں کہ اس پر شادی کا نشان ہو خلوق وغیرہ سے یعنی زردی وغیرہ سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جائز ہے لگانا زعفران یعنی کیسر کا واسطے دولہا دلہن کے اور خاص کیا گیا ہے ساتھ اس کے عموم نبی کا کہ مردوں کو زعفران لگانا منع ہے کماسیاتی فی کتاب اللباس اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ یہ زردی اس کے کپڑوں میں ہو نہ اس کے بدن میں اور یہ جواب مالکیوں کا بنا بران کے طریق کے ہے کہ کپڑے میں زردی کا لگانا جائز ہے اور بدن میں زردی لگانا جائز نہیں اور البتہ نقل کیا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ نے مدینے کے علماء سے اور وارد ہوئی ہے اس میں حدیث مرفوعہ کہ اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں کرتا جس کے بدن پر زردی وغیرہ سے کچھ چیز ہو روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اس واسطے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو بدن کے سوائے ہے اس کو وعید شامل نہیں اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ اور ان کے تابعداروں نے اس کو کپڑے میں بھی منع کیا ہے اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ حدیثوں کے جو اس میں وارد ہیں اور وہ صحیح ہیں اور ان میں وہ چیز ہے جو صریح ہے

مدعا میں کما سیاتی بیانہ اور اس بنا پر عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے قصے سے کئی طرح پر جواب دیا گیا ہے ایک یہ کہ یہ واقعہ نبی سے پہلے تھا اور یہ محتاج ہے طرف تاریخ کے دوم یہ کہ جو زردی کا نشان عبدالرحمن رضی اللہ عنہ پر تھا وہ اس کی بیوی کی جہت سے لگ گیا تھا نہ یہ کہ اس نے خود قصد از زردی لگائی تھی یعنی یہ استفہام انکاری ہے یعنی تو نے زردی کیوں لگائی تو اس نے جواب دیا کہ میں نے یہ زردی قصد انہیں لگائی بلکہ مجھ کو عورت کے بدن سے لگ گئی اور ترجیح دی ہے اس کو نو دی رضی اللہ عنہ نے اور منسوب کیا ہے اس کو طرف اہل تحقیق کے اور ٹھہرایا ہے اس کو بیضادی نے اصل کہ رد کیا ہے اس نے طرف اس کی ایک احتمال کو اور دوسرا احتمال ہے کہ معنی مبہم کے یہ ہیں کہ کیا سبب ہے اس زردی کے لگنے کا میں جو تجھ پر دیکھتا ہوں؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں نے نکاح کیا ہے، سوم یہ کہ البتہ حاجت ہوئی تھی اس کو خوشبو لگانے کی واسطے داخل ہونے کے اپنی بیوی پر سو اس وقت اس نے مردوں کی خوشبو سے کچھ چیز نہ پائی تو اس نے عورت کی خوشبو لگائی اور اتفاقاً اس میں زردی پائی تو اس نے تھوڑی زردی کو اس سے مباح جانا وقت نہ ہونے غیر اس کے کی واسطے تطبیق کے دونوں دلیلوں میں اور وارد ہوا ہے امر ساتھ خوشبو لگانے کے دن جمعہ کے اگرچہ عورت کی خوشبو سے ہو سو اس کا اثر اس پر باقی رہا، چہارم یہ کہ وہ خوشبو نہایت کم تھی اور نہ باقی رہا تھا مگر اس کا اثر اسی واسطے اس پر انکار نہ کیا، پنجم یہ کہ وہ وہ ہے جو خوشبو ہو مانند زعفران وغیرہ اقسام خوشبو کے اور جس میں خوشبو نہ ہو وہ مکروہ نہیں، چھٹی یہ کہ تھی لگانی زعفران کی خوشبو واسطے مردوں کے تحریم کے واسطے نہیں دلالت ساتھ برقرار رکھنے اس کے واسطے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے اس حدیث میں، ساتویں یہ کہ دولہا اس سے مستثنیٰ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ حضرت ﷺ نے جو اس سے پوچھا تو اس میں دلالت ہے کہ یہ شادی نکاح کے ساتھ خاص نہیں کہ دولہا کو اس سے مستثنیٰ کیا جائے اور ایک روایت میں بشارۃ العروس کا لفظ آیا ہے تو اس کے معنی ہیں اثر اس کا اور خوبی اس کی یا فرح اور خوشی اس کی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نکاح میں مہر کا ہونا ضروری ہے واسطے پوچھنے حضرت ﷺ کے اس کے اندازے سے نہ اس کے ہونے اور نہ ہونے سے اور اس میں نظر ہے احتمال ہے کہ مراد خبر پوچھنی ہے بہت ہونے اور تھوڑے ہونے سے تا کہ خبر دیں اس کو اس کے بعد ساتھ اس چیز کے کہ اس کے حال کے موافق ہے سو جب اس نے اندازہ کے موافق کہا تو اس پر انکار نہ کیا بلکہ اس کو برقرار رکھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز وعدہ کرنے کے واسطے اس شخص کے جو ارادہ کرتا ہے کہ عورت سے نکاح کرے جب کہ اس کا خاوند اس کو طلاق دے اور عدت پوری کرے واسطے قول سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے کہ دیکھ تو میری کسی عورت کو پسند کرتا ہے کہ میں اس کو طلاق دوں پھر جب اس کی عدت گزر جائے تو تو اس سے نکاح کر لے اور واقع ہوئی ہے تقریر اس کی لیکن اطلاع اوپر احوال ان کے کی اس وقت تقاضا کرتی ہے کہ اس کی دونوں عورتوں نے اس بات کو جان لیا تھا اس واسطے کہ یہ واقعہ آیت پردے کے اترنے سے پہلے تھا اور اکٹھے تھے اور اگر سعد رضی اللہ عنہ کو ان کی رضامندی کا اعتماد نہ ہوتا تو اس کے ساتھ یقین نہ کرتا اور

کہا ابن نمیر نے کہ دو مردوں کا آپس میں وعدہ کرنا اس کو مستلزم نہیں کہ عورت اور اجنبی مرد کے درمیان وعدہ واقع ہو اس واسطے کہ جب عدت میں اس کو نکاح کا صریح پیغام کرنا منع ہے تو اس میں بطریق اولیٰ منع ہوگا اس واسطے کہ جب اس کو طلاق ملے تو وہ قطعاً عدت میں داخل ہوئی لیکن اگر عورت کو اس کی اطلاع ہو تو اس کو عدت گزارنے کے بعد اختیار ہے اور نہ ہی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوئی ہے درمیان اجنبی مرد اور عورت کے یا ولی اس کے کی نہ ساتھ اور اجنبی کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے دیکھنا مرد کا عورت کو نکاح کرنے سے پہلے۔

۴۷۷۰۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا أَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَيْءٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا أَوْلَمَ عَلَى زَيْنَبٍ أَوْلَمَ بِشَاةٍ۔ ۴۷۷۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں ولیمہ کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کسی عورت کا اپنی عورتوں میں جو زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کیا ایک بکری سے ولیمہ کیا۔

فائدہ: اور یہ باعتبار اتفاق کے ہے نہ بطور حد مقرر کرنے کے اور لیا جاتا ہے صاحب تنبیہ کی عبارت سے جو شافعیوں میں سے ہے کہ بکری حد ہے واسطے اکثر ولیمہ کے یعنی اس کا اعلیٰ درجہ ہے لیکن نقل کیا ہے عیاض نے اجماع اس پر کہ اکثر ولیمہ کی کوئی حد مقرر نہیں اور کہا ابن ابی عسرون نے کہ ادنیٰ درجہ اس کا واسطے مالدار کے ایک بکری ہے اور یہ قول عبدالرحمن بن اللہ کی حدیث کے موافق ہے۔

۴۷۷۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَتَزَوَّجَهَا وَجَعَلَ عَقُهَا صَدَاقَهَا وَأَوْلَمَ عَلَيْهَا بِخَنَيسٍ۔ ۴۷۷۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور اس سے نکاح کیا اور اس کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرایا اور حیس سے اس کا ولیمہ کیا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ چڑے کے دسترخوان پر کچھ کھجوریں اور پنیر اور گھی ڈالا گیا اور ان دونوں کے درمیان مخالفت نہیں اس واسطے کہ یہ حیس کے اجزاء میں سے ہیں لغت والوں نے کہا کہ حیس بنایا جاتا ہے اس طور سے کہ کھجوروں کی گٹھلی نکالی جاتی ہے اور اس کو پنیر یا آٹے یا ستو سے ملایا جاتا ہے اور اگر اس میں گھی ڈالا تو حیس کے نام سے نہیں نکلتا یعنی تو بھی اس کو حیس ہی کہا جاتا ہے۔ (فتح)

۴۷۷۲۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ بَيَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ بَنَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَمْرَأَةٍ فَأَرْسَلَنِي فَدَعَوْتُ رَجُلًا إِلَى الطَّعَامِ۔ ۴۷۷۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک عورت یعنی زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ خلوت کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ کو بھیجا میں نے لوگوں کو کھانے کے واسطے بلایا۔

بیان اس شخص کا جو ولیمہ کرتا ہے اپنی بعض عورتوں پر زیادہ بعض سے۔

بَابُ مَنْ أَوْلَمَ عَلَى بَعْضِ نِسَائِهِ أَكْثَرَ مِنْ بَعْضٍ.

۴۷۷۳۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ذکر کیا گیا نکاح کرنا حضرت ﷺ کا نینب بنی النہما سے نزدیک انس رضی اللہ عنہ کے تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں دیکھا میں نے حضرت ﷺ کو اپنی کسی عورت کا ولیمہ کیا ہو جو ولیمہ کیا نینب بنی النہما کا ولیمہ کیا اس کا ایک بکری سے۔

۴۷۷۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ ذَكَرَ تَزْوِيجَ زَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشٍ عِنْدَ أَنَسٍ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلَمَ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا أَوْلَمَ عَلَيْهَا أَوْلَمَ بِشَاةٍ.

فائدہ: یہ حدیث ظاہر ہے اس چیز میں کہ باب باندھا ہے اس نے ساتھ اس کے واسطے اس چیز کے کہ تقاضا کرتا ہے اس کو سیاق اس کا اور اشارہ کیا ہے ابن بطال نے کہ نہیں واقع ہوا ہے یہ ساتھ قصد فضیلت دینے بعض عورتوں کے بعض پر بلکہ یہ اتفاقاً واقع ہوا ہے اور یہ کہ اگر ان میں سے ہر ایک کے واسطے بکری پائی جاتی تو البتہ اس کے ساتھ ولیمہ کرتے اس واسطے کہ حضرت ﷺ سب لوگوں سے زیادہ ترسخی تھے لیکن نہ مبالغہ کرتے تھے اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ امر دنیا کے رونق میں اور کہا اس کے غیر نے کہ احتمال ہے کہ یہ بیان جواز کے واسطے کیا ہو میں کہتا ہوں کہ نفی کرنی انس رضی اللہ عنہ کی محمول ہے اس چیز پر کہ جس کا اس کو علم پہنچایا واسطے اس چیز کے واقع ہوئی برکت سے نچ ولیمہ اس کے کی جب کہ مسلمانوں کو روٹی گوشت پیٹ بھر کر کھلایا ایک بکری سے نہیں تو جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے جب عمرہ قضا میں میمونہ رضی اللہ عنہا حارث کی بیٹی سے نکاح کیا تو اس کا ولیمہ کیا اور مکے والوں کو بلایا اور وہ حاضر نہ ہوئے کہ اس کا ولیمہ ایک بکری سے زیادہ کیا ہو کیونکہ اس وقت آپ کا ہاتھ کشادہ تھا اس واسطے کہ خیر کے فتح ہونے کے بعد تھا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بہت کشاکش کی تھی جب سے وہ فتح ہوا، کہا ابن نمیر نے لے جاتی ہے تفصیل بعض عورتوں کی سے بعض پر ولیمہ میں جواز تخصیص بعض ان کی کے سوائے بعض کے ساتھ تحفوں اور ہدیوں کے اور اس کی بحث ہبہ میں گزر چکی ہے۔

بیان اس شخص کا جو بکری سے کم تر کے ساتھ ولیمہ کرے

بَابُ مَنْ أَوْلَمَ بِأَقَلِّ مِنْ شَاةٍ.

۴۷۷۵۔ اس ترجمے کا حکم اگرچہ مستفاد ہے پہلے ترجمے سے لیکن جو اس میں واقع ہوا ہے وہ تصریح کے ساتھ ہے۔

۴۷۷۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ صَفِيَّةَ عَنْ أُمِّهِ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ أَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَعْضِ نِسَائِهِ بِمَدَنٍ مِنْ شَعِيرٍ.

۴۷۷۷۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا شیبہ کی بیٹی سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی بعض عورتوں کا ولیمہ دو مد جو سے کیا۔

**فائدہ:** احتمال ہے کہ مراد بعض عورتوں سے یہاں امام سئمہ رضی اللہ عنہا ہو اس واسطے کہ واقعہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ کو پیغام کیا اور مجھ سے نکاح کیا سو مجھ کو نہ سب رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل کیا سو اچانک اس میں ایک تھیلا تھا اس میں کچھ جو تھے سو میں نے اس کو بھگولیا پھر اس کو ہانڈی میں ڈالا پھر میں نے کچھ چربی لے کر سالن بنایا سو تھا یہ کھانا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اور احتمال ہے کہ مراد عورتوں سے عام تر ہوں بیویوں سے یعنی جو منسوب ہے طرف آپ کی عورتوں میں سے فی الجملہ سوا البتہ طبرانی نے اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث سے روایت کیا ہے کہا کہ البتہ ولیمہ کیا علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کا سو اس زمانے میں کوئی ولیمہ ان کے ولیمہ سے افضل نہیں اپنی زرہ ایک یہودی کے پاس گروہ رکھی کے بدلے آدھے صاع جو کے پس موافق نہ ہو گا اس قصے کو جو باب میں ہے اور ہوگی نسبت ولیمہ کی طرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مجازی یا تو اس واسطے کہ جو کی قیمت یہودی کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود اپنے پاس سے دیا یا کسی اور سب کے واسطے۔ (فتح)

**بَابُ حَقِّ إِجَابَةِ الْوَلِيمَةِ وَالذَّعْوَةِ.** باب ہے بیچ بیان وجوب قبول کرنے ولیمہ اور دعوت کے۔

**فائدہ:** عطف کیا ہے دعوت کو اور پر ولیمہ کے سو اشارہ کیا ساتھ اس کے کہ ولیمہ خاص ہے ساتھ کھانے بیاہ اور نکاح کے یعنی ولیمہ صرف اسی کھانے کو کہتے ہیں جو شادی نکاح کے وقت کھایا جاتا ہے پس یہ عطف عام کا ہے خاص پر اور لیکن خاص کر اس کھانے کا نام ولیمہ ہونا سو یہ قول اہل لغت کا ہے نقل کیا ہے اس کو ان سے ابن عبدالبر نے اور یہی منقول ہے خلیل وغیرہم سے کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ واقع ہوتا ہے ولیمہ ہر دعوت پر جو پکڑی جاتی ہے واسطے خوشی حادث یعنی نو پیدا ہونے والی کے نکاح ہو یا ختنہ یا غیر ان کا لیکن مشہور تر استعمال اس کا وقت اطلاق کے نکاح میں ہے اور اس کے واسطے اور چیز میں مفید کیا جاتا ہے پس کہا جاتا ہے ولیمہ ختان کا اور ذکر کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے واسطے پیروی عیاض کے کہ ولیمہ آٹھ قسم کا ہے ایک اعذار ہے اور وہ واسطے ختنہ کے ہے اور عقیقہ ہے واسطے لڑکا پیدا ہونے کے اور خرس واسطے سلامتی عورت کے ہے دروزہ سے اور عقیقہ ساتویں دن ہے اور نقیعہ واسطے آنے مسافر کے ہے اور وکیرہ واسطے سکونت اختیار کرنے کے ہے نئے گھر میں اور وضمیمہ واسطے مصیبت کے ہے اور یہ وہ دعوت ہے جو بلا سبب ہو اور یہ جو کہا بخاری رحمہ اللہ نے کہا حق اجابہ تو یہ اشارہ ہے طرف اس کی کے دعوت ولیمہ کا قبول کرنا واجب ہے اور البتہ نقل کیا ہے ابن عبدالبر اور نووی رحمہ اللہ نے اتفاق اس پر کہ دعوت ولیمہ کا قبول کرنا واجب ہے اور اس میں نظر ہے ہاں مشہور علماء کے اقوال سے وجوب ہے اور تصریح کی ہے جمہور شافعیوں اور حنبلیوں نے کہ وہ فرض عین ہے اور بعض شافعہ وغیرہ سے ہے کہ وہ مستحب ہے اور صاحب ہدایہ کا کلام تقاضا کرتا ہے کہ وہ واجب ہے باوجود تصریح کرنے اس کے کی کہ وہ سنت ہے تو شاید اس کی مراد یہ ہے کہ اس کا واجب ہونا سنت سے ثابت ہوا ہے اور نہیں ہے فرض

جیسا کہ ان کے قاعدے سے معلوم ہے اور بعض شافعیوں اور حنبلیوں سے ہے کہ وہ فرض کفایہ ہے اور حکایت کی ہے ابن دقیق العید نے شرح المام میں کہ محل اس کا وہ ہے جب کہ دعوت عام ہو یعنی اس وقت فرض کفایہ ہے اور جب خاص کیا جائے ہر ایک ساتھ دعوت کے تو قبول کرنا متعین ہوتا ہے اور شرط واجب ہونے اس کے کی یہ ہے کہ ہو دعوت کرنے والا مسلمان مکلف آزاد رشید اور یہ کہ نہ خاص کرے مالداروں کو سوائے فقیروں کے اور یہ کہ نہ ظاہر کرے قصد دوستی کا کسی خاص سے واسطے رغبت کرنے کے بچ اس کے یا ڈرنے کے اس سے اور یہ کہ خاص ہو ساتھ دن پہلے کے مشہور قول پر اور یہ کہ پہلے اور کسی نے اس کی دعوت نہ کی ہو سو جو پہلے دعوت کرے متعین ہوتا ہے قبول کرنا اس کا سوائے دوسرے کے اور اگر دونوں آئیں تو نانتے دار کو مقدم کیا جائے قریب تر ہمسائے پر اور اگر برابر ہوں تو قرعہ ڈالا جائے اور یہ کہ نہ ہو وہاں وہ شے کہ ایذا ہوتی ہو اس کے حاضر ہونے سے منکر وغیرہ سے اور یہ کہ اس کو کوئی عذر نہ ہو اور ضبط کیا ہے ماوردی نے ساتھ اس چیز کے کہ رخصت دی جاتی ہے ساتھ اس کے بچ چھوڑ دینے نماز جماعت کے اور یہ سب شادی کے ویسے میں ہے اور دعوت کی بحث آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

اور جو ولیمہ کرے سات دن اور مانند اس کے۔  
وَمَنْ أَوْلَمَ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَنَحْوَهُ.

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی جو روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے حصہ بنت سیرین سے کہ جب میرے باپ نے نکاح کیا تو اصحاب کو سات دن بلایا سو جب انصار کا دن ہوا تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ایک روایت میں آٹھ دن کا ذکر آیا ہے اور طرف اسی کے اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ قول اپنے کے ونحوہ اور بخاری رحمہ اللہ نے اس کو اگرچہ ذکر نہیں کیا لیکن مائل کی ہے طرف ترجیح اس کی کے واسطے مطلق ہونے امر کے ساتھ قبول کرنے دعوت کے بغیر قید کرنے کے جیسے کہ تصریح کی اس نے ساتھ اس کے تاریخ میں۔ (فتح)

یعنی اور نہیں وقت مقرر کیا حضرت ﷺ نے ولیمہ کا ایک دن اور نہ دو دن یعنی نہیں ٹھہرایا حضرت ﷺ نے واسطے ویسے کے کوئی وقت معین کہ خاص ہو ساتھ اس کے ایجاب یا استحباب اور لیا ہے اس نے اس کو اطلاق سے۔

فائدہ: کہا بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی دعوت ولیمہ کی طرف بلایا جائے تو چاہیے کہ قبول کرے اور نہیں خاص کیا حضرت ﷺ نے تین دن کو اور نہ اس کے غیر کو اور ابن سیرین سے روایت ہے کہ اس کے باپ نے اپنا ولیمہ سات دن کیا اور اس میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو بلایا اس نے دعوت قبول کی اور یہ حدیث صحیح تر ہے زہیر سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ولیمہ کرنا پہلے دن حق ہے اور دوسرے دن معروف ہے اور تیسرے دن ریا اور سنانا ہے اور اسی طرح روایت کی ہے ترمذی اور

طبرانی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ سے اور ان حدیثوں کا اگرچہ کوئی طریقہ کلام سے خالی نہیں لیکن مجموع ان کا دلالت کرتا ہے کہ اس حدیث کی اصل ہے اور البتہ عمل کیا ہے ساتھ اس کے شافعیوں اور حنبلیوں نے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اگر تین دن ولیمہ کرے تو تیسرے دن دعوت قبول کرنا مکروہ ہے اور دوسرے دن قطعاً واجب نہیں اور نہیں ہے مستحب ہونا اس کا مانند مستحب ہونے اس کے کی پہلے دن میں اور صاحب تحبیر نے کہا کہ دوسرے دن بھی واجب ہے اور ساتھ اس کے یقین کیا ہے جر جانی نے واسطے وصف کرنے اس کے کی ساتھ معروف کے اور سنت کے اور کہا حنبلیوں نے کہ پہلے دن واجب ہے اور دوسرے دن قبول کرنا سنت ہے واسطے تمسک کرنے کے ساتھ ظاہر حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کہ اس نے دوسرے دن کی اجابت کو سنت کہا ہے اور بہر حال قبول کرنا اس کا تیسرے دن میں سوبعض نے تو اس کو بنا بر ظاہر حدیث کے مطلق مکروہ کہا ہے اور کہا بعض نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکروہ تو اس وقت ہے جب کہ بلائے تیسرے دن میں اور نہیں لوگوں کو جن کو پہلے دن بلایا تھا اور یہ بعید نہیں اس واسطے کہ اس کا مطلق ریا اور سمعہ ہونا مشعر ہے کہ یہ کام اس نے فخر کے واسطے کیا ہے اور جب لوگ بہت ہوں اور ہر دن میں اور لوگوں کو بلائے جن کو آگے نہیں بلایا تو اس میں غالباً فخر نہیں ہوتا اور جس طرف بخاری رحمہ اللہ نے مائل کی ہے یہی مذہب ہے مالکیوں کا، کہا عیاض نے کہ ہمارے ساتھی کہتے ہیں کہ مالداروں اور کشائش والوں کو مستحب ہے کہ سات دن ولیمہ کریں ساتھ دن لگا تار لوگوں کو کھانا کھلائیں اور کہا بعض نے کہ محل اس کا وہ ہے کہ جب بلائے ہر دن ان لوگوں کو جن کو آگے نہیں بلایا اور مشابہ ہے اس کے جو پہلے گزرا اور جب حمل کریں ہم امر کو تیسرے دن کی کراہت میں اس پر کہ جب کہ ہو وہاں ریا اور سنانا اور فخر کرنا تو اس طرح چوتھے دن اور اس کے پیچھے بھی مکروہ ہوگا سو جو سلف سے دو دن سے زیادہ ولیمہ کرنا واقع ہوا ہے تو یہ محمول ہے اس وقت پر جب کہ اس سے امن ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تیسرے دن کی دعوت کو مکروہ کہا واسطے ہونے اس کے کی غالب، واللہ اعلم۔ (فتح)

۴۷۷۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب کوئی شادی کے کھانے کے واسطے بلایا جائے تو چاہیے کہ جائے یعنی اس کی جگہ میں۔

۴۷۷۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيمَةِ فَلْيَأْتِهَا.

فائدہ: اس کی بحث آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

۴۷۷۶۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا چھڑاؤ قیدی کو اور دعوت قبول کرو دعوت کرنے

۴۷۷۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي مَنصُورٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ



سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي مَنصُورٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ  
عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ قَالَ فَكُورُ الْعَانِي وَأَجِيبُوا الدَّاعِيَ  
وَعُودُوا الْمَرِيضَ .

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ مراد دعوت کرنے والے سے ولیمہ کی دعوت کرنے والا ہے جیسا کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی جو پہلے گزری یعنی بیچ خاص کرنے امر اتیان کے ساتھ بلانے کے طرف ولیمہ کے اور کہا کرمانی نے کہ قول اس کا داعی عام ہے اور کہا جمہور نے کہ واجب ہے قبول کرنا ولیمہ میں اور مستحب ہے اس کے غیر میں پس لازم آئے گا استعمال کرنا لفظ کا ایجاب اور ندب میں اور یہ منع ہے اور جواب یہ ہے کہ شافعی رحمہ اللہ نے اس کو جائز رکھا ہے اور اس کے غیر نے اس کو عموم مجاز پر حمل کیا ہے اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ اگرچہ یہ لفظ عام ہے لیکن مراد ساتھ اس کے خاص ہے یعنی وجوب اور ولیمہ کے سوا اور دعوت کا مستحب ہونا تو یہ اور دلیل سے ثابت ہے۔ (فتح)

٤٧٧٧- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا  
أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ الْأَشْعَثِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ  
سُوَيْدٍ قَالَ قَالَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ أَمَرَنَا بِعِبَادَةِ  
الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعِ الْجِنَازَةِ وَتَشْمِيتِ  
الْعَاطِسِ وَإِبْرَارِ الْقَسَمِ وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ  
وإِفْشَاءِ السَّلَامِ وَإِجَابَةِ الدَّاعِي وَنَهَانَا  
عَنْ خَوَاتِيمِ الذَّهَبِ وَعَنْ آيَةِ الْفِضَةِ  
وَعَنِ الْمَيَاثِرِ وَالْقَسِيَّةِ وَالْإِسْتَبْرَقِ  
وَالذِّبْيَاجِ تَابَعَهُ أَبُو عَوَانَةَ وَالشَّيْبَانِيُّ عَنْ  
أَشْعَثَ فِي إِفْشَاءِ السَّلَامِ .

۴۷۷۷۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہم کو سات چیزوں کا حکم کیا اور سات چیزوں سے منع کیا ہم کو حکم دیا بیمار کی تیمارداری کرنے کا اور جنازے کے ساتھ جانے کا اور چھینکنے والے کو جواب دینے کا اور قسم کے سچا کرنے کا اور مظلوم کی مدد کرنے کا اور سلام کے عام کرنے کا اور دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنے کا اور ہم کو منع کیا سونے کی انگلی پہننے سے اور چاندی کے برتن اور زین پوش اور قسی کے کپڑے اور دیباچ اور اطلس کے استعمال کرنے سے متابعت کی ہے اس کی ابوعوانہ اور شیبانی نے اشعث سے بیچ افشاء السلام کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الادب میں آئے گی ، انشاء اللہ تعالیٰ اور البتہ روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے اور جگہ سوائے روایت ان تینوں کے اس میں افشاء السلام کے بدلے رد السلام کا لفظ آیا ہے پس یہی نکتہ ہے بیچ اقتصار کے۔

۴۷۷۸۔ حضرت سہل بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ ابو اسیدؓ نے حضرت ﷺ کو اپنی شادی میں بلایا اور اس کی عورت یعنی وہن اس دن ان کی خادمہ تھی اور وہی وہن تھی اور کہا سہل بن عبد اللہؓ نے تم جانتے ہو کہ اس نے حضرت ﷺ کو کیا بلایا تھا؟ اس نے آپ ﷺ کے واسطے رات کو کھجوریں بھگو رکھیں تھیں سو جب حضرت ﷺ کھانا کھا چکے تو اس نے وہ شربت آپ ﷺ کو پلایا۔

۴۷۷۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ دَعَا أَبُو اسِيدٍ السَّاعِدِيُّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَرْسِهِ وَكَانَتْ امْرَأَتُهُ يَوْمَئِذٍ خَادِمَهُمْ وَهِيَ الْعُرْوُسُ قَالَ سَهْلٌ تَذَرُونَنِي مَا سَقَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْفَعَتْ لَهُ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا أَكَلَ سَقَتْهُ إِيَّاهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

جس نے دعوت چھوڑی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

بَابُ مَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ.

۴۷۷۹۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ بدتر کھانا ولیمہ کا کھانا ہے جس میں مالداروں کو بلایا جائے اور محتاجوں کو نہ بلایا جائے اور جس نے دعوت چھوڑی یعنی قبول نہ کیا اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔

۴۷۷۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ يُدْعَى لَهَا الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اور لام الدعوة میں واسطے عہد کے ہے ولیمہ مذکورہ سے اور پہلے گزر چکا ہے کہ جب دعوت مطلق ہو تو مراد اس سے ولیمہ ہوتا ہے برخلاف اور دعوتوں کے کہ وہ مقید ہوتی ہیں اور یہ جو کہا کہ وہ بدتر کھانا ہے تو مراد یہ ہے کہ وہ بدتر اس وقت ہے جب کہ ہوساتھ اس صفت کے اسی واسطے ابن مسعودؓ نے کہا کہ ہم کو حکم ہے کہ جب مالداروں کو خاص کیا جائے اور محتاجوں کو چھوڑ دیا جائے تو ہم دعوت قبول نہ کریں اور کہا ابن بطلان نے کہ اگر مالداروں کو محتاجوں سے الگ کر کے کھانا کھلائے تو اس کا کچھ ڈر نہیں اور کہا طیبی نے کہ الف لام الولیمہ میں عہد خارجی ہے اس واسطے کہ جاہلیت کی رسم تھی کہ مالداروں کو بلاتے تھے اور محتاجوں کو نہیں بلاتے تھے اور من ترك الدعوة الخ حال ہے یعنی

بلایا جاتا ہے مالداروں کو اور حالانکہ اجابت واجب ہے سو ہوگا بلا نا سبب واسطے کھانے مدعو کے شر الطعام کو اور یہ جو کہا کہ اس نے اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی نافرمانی کی تو یہ دلیل ہے واسطے وجوب اجابت کے اس واسطے کہ عصیان نہیں بولا جاتا مگر اوپر ترک واجب کے اور جملہ یدعی بھی حال ہے طعام الولیمۃ سے اور بیان ہے واسطے ہونے اس کے بدر طعام اور اگر داعی دعوت عام کرے تو پھر وہ کھانا بدر نہیں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَجَابَ إِلَى كُرَاعٍ  
جو بکری کے ہاتھ کی دعوت کو قبول کرتا ہے۔

۴۷۸۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ دُعِيتُ إِلَى كُرَاعٍ لَأَجَبْتُ وَلَوْ أُهْدِيَ إِلَيَّ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ۔  
۴۷۸۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں دعوت میں بکری کے دست پاچہ کی طرف بلایا جاؤں تو البتہ قبول کروں، اور اگر بکری کے ہاتھ یا پاؤں کا مجھ کو تحفہ دیا جائے تو البتہ میں قبول کروں۔

فائدہ: اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ مراد کُرَاع سے اس جگہ دست پاچہ بکری کا ہے اور اس حدیث میں دلیل ہے اوپر حسن خلق حضرت ﷺ کے اور تواضع آپ کی کے اور جبر کرنے آپ کے کی واسطے دل لوگوں کے اور اوپر قبول کرنے ہدیہ کے اور قبول کرنے دعوت اس شخص کی کے جو آدمی کو اپنے گھر کی طرف بلائے اگرچہ مدعو کو معلوم ہو کہ وہ تھوڑی چیز ہے، کہا مہلب نے کہ نہیں باعث ہوتا اوپر دعوت کے مگر سچا ہونا محبت کا اور خوش ہونا داعی کا ساتھ کھانے مدعو کے اس کے طعام سے اور محبت پیدا کرنی طرف اس کے ساتھ باہم کھانے کے اور پکا کرنا حق دوستی کا ساتھ اس کے ولیمہ کے سبب سے اسی واسطے ترغیب دی حضرت ﷺ نے قبول کرنے کی اور اس میں ترغیب ہے باہم ملنے پر اور محبت اور الفت کرنے پر اور دعوت کے قبول کرنے پر کم ہو یا بہت اور اسی طرح ہدیہ کا قبول کرنا بھی۔ (فتح)

بَابُ إِجَابَةِ الدَّاعِي فِي الْعُرْسِ وَغَيْرِهِ۔  
دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنا شادی وغیرہ میں

۴۷۸۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عَقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجِيبُوا هَذِهِ الدَّعْوَةَ إِذَا دُعِيتُمْ لَهَا قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَأْتِي الدَّعْوَةَ فِي

۴۷۸۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قبول کرو اس دعوت کو جب تم اس کی طرف بلائے جاؤ، کہا نافع رضی اللہ عنہ نے اور تھے عبداللہ رضی اللہ عنہ آتے دعوت میں شادی میں اور غیر شادی میں اور حالانکہ وہ روزے دار ہوتے۔

الْعُرْسِ وَغَيْرِ الْعُرْسِ وَهُوَ صَائِمٌ.

**فائدہ:** لام الدعوة میں احتمال ہے کہ ہو واسطے عہد کے اور مراد ولیمہ عرس کا ہے اور تائید کرتی ہے اس کو دوسری روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کہ جب کوئی ولیمہ کی طرف بلایا جائے تو چاہیے کہ وہاں جائے اور مقرر ہو چکا ہے کہ جب ایک حدیث کے الفاظ مختلف ہوں اور بعض کا بعض پر حمل کرنا ممکن ہو تو یہ متعین ہوتا ہے اور احتمال ہے کہ ہو لام واسطے عموم کے اور یہی ہے جس کو حدیث کے راوی نے سمجھا ہے سو وہ ہر دعوت میں جاتے تھے ولیمہ کی ہو یا کوئی اور دعوت ہوتی اور یہ جو نافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہر دعوت میں جاتے تھے شادی کی دعوت ہو یا اس کے سوا کوئی اور دعوت ہو تو ابوداؤد کی ایک روایت میں یہ لفظ ہے کہ جب کوئی تم میں سے اپنے بھائی کو بلائے اور دعوت کرے تو چاہیے کہ اس کو قبول کرے بیاہ شادی کی دعوت ہو یا اس کے سوائے کوئی اور دعوت ہو اور یہ حدیث تائید کرتی ہے اس کی جو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سمجھا اور یہ کہ دعوت قبول کرنے کا حکم نہیں خاص ہے ساتھ کھانے شادی کے اور البتہ لیا ہے ساتھ ظاہر حدیث کے بعض شافعیوں نے سو کہا انہوں نے کہ واجب ہے قبول کرنا دعوت کا مطلق شادی کی دعوت ہو یا کوئی اور ساتھ شرط اس کی کے اور نقل کیا ہے اس کو ابن عبد البر نے عبید اللہ بن حسن عمری سے اور گمان کیا ہے ابن حزم رضی اللہ عنہ نے کہ وہ قول جمہور اصحاب اور تابعین کا ہے لیکن وارد ہوتا ہے اس پر جو ہم نے عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے نقل کیا اور وہ مشہور اصحاب میں سے ہے کہ اس نے کہا فتنے کی دعوت میں کہ اس کے واسطے بلائے نہ جاتے تھے لیکن ممکن ہے خلاص ہونا اس سے ساتھ اس طور کے کہ یہ نہیں منع کرتا وجوب کے ساتھ قائل ہونے کو اگر بلائے جائیں اور حنفیہ اور مالکیہ اور جمہور شافعیہ کا یہ مذہب ہے کہ ولیمہ کے سواء اور دعوت کا قبول کرنا واجب نہیں اور مبالغہ کیا ہے سرخسی نے ان میں سے سو کہا اس نے کہ اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ ولیمہ کے سوا کسی دعوت کا قبول کرنا واجب نہیں اور کہا شافعی رضی اللہ عنہ نے کہ اگر اس کو قبول نہ کرے تو میرے نزدیک وہ گنہگار نہیں جیسا کہ ولیمہ میں گنہگار ہے اور یہ جو کہا کہ وہ روزے دار ہوتے تو ایک روایت میں ہے کہ اگر روزے دار ہو تو چاہیے کہ نماز پڑھے اور ایک روایت میں ہے کہ چاہیے کہ دعا کرے اور حمل کیا ہے اس کو بعض نے اس کے ظاہر پر سو کہا کہ اگر روزے دار ہو تو چاہیے کہ مشغول ہو ساتھ نماز کے تاکہ حاصل ہو واسطے اس کے فضیلت اس کی اور واسطے گھر والوں کے اور حاضرین کے برکت اس کی اور اس میں نظر ہے واسطے عام ہونے قول حضرت ﷺ کے کہ نہیں نماز ہوتی ہے وقت موجود ہونے کھانے کے لیکن ممکن ہے تخصیص اس کی ساتھ غیر روزے والے اور اب بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ ولیمہ میں حاضر ہوئے اور وہ روزے دار تھے تو ثناء کہی اور دعا کی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب وہ دعوت میں بلائے جاتے تو دعوت قبول کرتے پھر اگر روزے دار نہ ہوتے تو کھانا کھاتے اور اگر روزے دار ہوتے تو ان کے واسطے دعا کرتے اور برکت مانگتے پھر پھرتے اور حضور میں اور بہت فائدے ہیں مانند تبرک کے ساتھ مدعو کے اور رونق حاصل کرنے

کے ساتھ اس کے اور فائدہ اٹھانے کے ساتھ اشارے اس کے اور نگہبانی اس چیز کی سے کہ نہ حاصل ہوتی تھی نگہبانی اس کی اگر وہ حاضر نہ ہوتا اور دعوت نہ قبول کرنے میں یہ سب فائدے فوت ہو جاتے ہیں اور نہیں پوشیدہ ہے جو واقع ہوتا ہے واسطے داعی کے تشویش سے اور یہ جو کہا کہ پس چاہیے کہ دعا کرے واسطے ان کے تو اس سے پہچانا جاتا ہے حاصل ہونا مقصود کا دعوت قبول کرنے سے اور یہ کہ نہیں واجب ہے کھانا اور پر مدعو کے اور اگر اس کا روزہ نفلی ہو تو کیا مستحب ہے کہ اس کو کھول ڈالے؟ کہا اکثر شافعیہ اور بعض حنبلیوں نے کہ اگر دعوت والے پر اس کا روزہ دشوار گزرے تو افضل ہے کہ روزہ کھول ڈالے نہیں تو روزہ افضل ہے اور کہا رویانی وغیرہ نے کہ مستحب ہے مطلق اور یہ بنا برائے اس شخص کی ہے جو جائز رکھتا ہے نفلی روزے کے کھول ڈالنے کو اور بہر حال جو اس کو واجب کہتا ہے تو اس کے نزدیک روزہ توڑنا جائز نہیں جیسا کہ فرض روزے میں ہے خاص کر جب کہ افطار کا وقت قریب ہو اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے فعل سے لیا جاتا ہے کہ روزہ نہیں عذر ہے بیچ نہ قبول کرنے دعوت کے خاص کر باوجود وارد ہونے امر کے واسطے روزے دار کے ساتھ حاضر ہونے کے دعوت میں ہاں اگر عذر کرے ساتھ اس کے مدعو دعوت والا اس کے عذر کو قبول کرے واسطے ہونے اس کے کہ دشوار ہو اس پر کہ نہ کھائے جب حاضر ہو یا کسی اور سبب سے تو ہوگا یہ عذر بیچ پیچھے رہنے کے اور واقع ہوا ہے مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے کہ جب کوئی کھانے کی طرف بلایا جائے تو چاہیے کہ قبول کرے پھر اگر چاہے تو کھائے اور چاہے تو نہ کھائے سو اس سے لیا جاتا ہے کہ جو روزے دار نہ ہو اس پر کھانا واجب نہیں اور یہ صحیح تر قول ہے نزدیک شافعیہ کے اور ساتھ اس کے تصریح کی ہے حنبلیوں نے اور اختیار کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے وجوب کو اور ساتھ اسی کے قائل ہیں اہل ظاہر اور حجت ان کی قول حضرت ﷺ کا ہے مسلم کی ایک روایت میں کہ اگر روزے دار نہ ہو تو چاہیے کہ کھائے اور جابر رضی اللہ عنہ کی روایت روزے دار پر محمول ہے اور تائید کرتی ہے اس کو روایت ابن ماجہ کی کہ جو کھانے کی طرف بلایا جائے اور وہ روزے دار ہو تو چاہیے کہ قبول کرے پھر اگر چاہے تو کھائے اور چاہیے تو نہ کھائے اور متعین ہے حمل اس کا نفل روزے دار پر اور ہوگی اس میں حجت واسطے اس شخص کے کہ جو مستحب جانتا ہے واسطے اس کے یہ کہ اپنے روزے کو توڑ ڈالے اور تائید کرتی ہے اس کو جو طیلسی اور طبرانی نے اوسط میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے دعوت کی تو ایک مرد نے کہا کہ میں روزے دار ہوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے بھائی نے تمہارے واسطے تکلف کیا روزہ کھول ڈال اور اس کے بدلے ایک دن روزہ رکھ اگر تو چاہے تو اس کی سند میں ضعف ہے لیکن اس کی متابعت کی گئی ہے۔ (فتح)

بَابُ ذَهَابِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ إِلَى الْعُرْسِ. عورتوں اور لڑکوں کا شادی کی طرف جانا۔

فائدہ: شاید بخاری رحمہ اللہ نے باب باندھا ہے کہ نہ خیال کرے کوئی اس کے مکروہ ہونے کا سو مراد اس کی یہ ہے کہ یہ جائز ہے بغیر کراہت کے۔ (فتح)

۴۷۸۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے عورتوں اور لڑکوں کو دیکھا سامنے لوٹے آتے شادی سے سوکھڑے ہوئے ان کی طرف قوت سے یعنی جلدی واسطے خوش ہونے کے ساتھ ان کے سو فرمایا الہی! گواہ رہنا تم میرے نزدیک سب لوگوں سے محبوب تر ہو۔

۴۷۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَبْصَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءً وَصِيبَانًا مُقْبِلَيْنِ مِنْ عُرْسٍ فَقَامَ مُمْتَنًّا فَقَالَ اللَّهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ.

فائدہ: اور تقدیم اللہم کی واقع ہوتی ہے واسطے تبرک کے یا واسطے گواہ کرنے اللہ کے۔

باب ہَلْ يَوْجَعُ إِذَا رَأَى مُنْكَرًا فِي الدَّعْوَةِ۔ جب کوئی دعوت میں برا کام دیکھے تو کیا پلٹ آئے؟۔ فائدہ: اسی طرح وارد کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے باب کو ساتھ صورت استفہام کے اور پکا حکم نہیں کیا واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے احتمال سے، کما سیاتی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

وَرَأَى أَبُو مَسْعُودٍ صُورَةَ فِي الْبَيْتِ فَرَجَعَ۔ یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کسی کے گھر میں تصویر دیکھی سو پلٹ آئے اور اس کے گھر میں داخل نہ ہوئے۔

فائدہ: روایت کی ہے یہی نے کہ ایک مرد نے کھانا پکایا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو بلایا تو انہوں نے کہا کہ کیا گھر میں کوئی تصویر ہے؟ اس نے کہا ہاں! سو کہا کہ میں گھر میں داخل نہیں ہوتا یہاں تک کہ توڑی جائے۔

اور دعوت کی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی تو اس نے گھر میں ایک دیوار پر پردہ دیکھا (سو اس پر انکار کیا) تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا عورتیں اس کام میں ہم پر غالب ہوئیں یعنی یہ کام عورتوں نے ہم سے زور کے ساتھ کیا ہے ہمارا کہا نہیں مانتیں تو ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں اس کام میں کسی پر ڈرتا تھا تو تم پر نہیں ڈرتا تھا یعنی میں نہیں مانتا کہ عورتیں اس کام میں تم پر غالب ہو سکیں اور تم مجھ کو مجبور ہو جاؤ بلکہ تم ان کو منع کر سکتے ہو قسم ہے اللہ کی میں تمہارا کھانا نہیں کھاؤں گا پھر ابو ایوب رضی اللہ عنہ پلٹ آئے اور کھانا نہ کھایا۔

وَدَعَا ابْنُ عُمَرَ أَبَا أَيُّوبَ فَرَأَى فِي الْبَيْتِ سِتْرًا عَلَى الْجِدَارِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ غَلَبْنَا عَلَيْهِ النِّسَاءُ فَقَالَ مَنْ كُنْتُ أَخْشَى عَلَيْهِ فَلَمْ أَكُنْ أَخْشَى عَلَيْكَ وَاللَّهِ لَا أَطْعَمُ لَكُمْ طَعَامًا فَرَجَعَ.

فائدہ: اور البتہ واقع ہوا ہے مانند اس کے واسطے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بعد اس کے سوانہوں نے اس پر انکار کیا اور دور کیا

برے کام کو اور نہ پھرے جیسا کہ ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کیا، احمد کی کتاب الزہد میں روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک مرد کے گھر میں داخل ہوئے جس نے ان کو دعوت شادی کے واسطے بلایا تھا سو اچانک دیکھا کہ اس کا گھر نقش دار کپڑوں سے مزین ہے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اے فلانے! کب سے خانہ کعبہ تیرے گھر میں بدل آیا؟ پھر جو اصحاب ان کے ساتھ تھے ان کو حکم دیا کہ چاہیے کہ پھاڑ ڈالے ہر مرد اپنے قریب طرف سے۔

۴۷۸۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے ایک تکیہ خریدا جس میں تصویریں تھیں سو جب حضرت ﷺ نے اس کو دیکھا تو دروازے پر کھڑے رہے اور اندر داخل نہ ہوئے تو میں نے آپ کے چہرے میں ناخوشی پہچانی میں نے کہا یا حضرت! میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں میں نے کیا گناہ کیا ہے، آپ گھر میں داخل نہیں ہوتے؟ حضرت ﷺ نے کہا کیا حال ہے اس تکیہ کا، کہاں سے آیا؟ میں نے کہا میں نے اس کو آپ کی خاطر خریدا ہے تا کہ اس پر بیٹھیں اور اس پر تکیہ کریں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ان تصویروں کے بنانے والوں پر عذاب ہوگا قیامت کے دن اور ان سے کہا جائے گا کہ زندہ کرو جن کو تم نے بنایا اور فرمایا کہ جس گھر میں تصویریں ہوں اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

۴۷۸۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرٌ فَلَمَّا رَأَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتُوبُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ مَاذَا أَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هَذِهِ النُّمْرُقَةِ قَالَتْ فَقُلْتُ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ لَتَقَعْدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّورِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ الصُّورُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح لباس میں آئے گی اور جگہ ترجمہ کی اس سے قول اس کا ہے کہ حضرت ﷺ دروازے پر کھڑے رہے اور اندر نہ آئے کہا ابن بطلال نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں جائز ہے داخل ہونا اس دعوت میں جس میں برا کام ہو جس سے اللہ اور رسول ﷺ نے منع کیا ہے اس واسطے کہ اس میں دلالت ہے اوپر رضامندی اس کی کے ساتھ اس کے اور نقل کیا ہے اس نے قدماء کے مذاہب کو بیچ اس کے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر وہاں کوئی حرام کام ہو اور اس کے دور کرنے پر قادر ہو اور اس کو دور کر دے تو اس کا کچھ ڈر نہیں اور اگر اس کے دور کرنے

پر قادر نہ ہو تو چاہیے کہ پلٹ جائے اور اگر وہ کام اس قسم سے ہے کہ مکروہ تنزیہی ہے تو نہیں حرام اور پرہیز گاری یہی ہے کہ نہ بیٹھے اور تائید کرتا ہے اس کی جو ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قصے میں واقع ہوا ہے کہ اصحاب نے اختلاف کیا بیچ داخل ہونے کے اس گھر میں جس کی دیواریں کپڑے سے ڈھانکی گئیں تھیں یعنی اور اصحاب اس گھر میں داخل ہوئے اور ابو ایوب رضی اللہ عنہ داخل نہ ہوئے اور اگر حرام ہوتا تو نہ بیٹھتے وہ اصحاب جو بیٹھے اور نہ اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما کرتے سو ہوگا فعل ابو ایوب رضی اللہ عنہ کا محمول کراہت تنزیہی پر واسطے تطبیق کے درمیان دونوں فعل کے اور احتمال ہے کہ ابو ایوب رضی اللہ عنہ اس کو حرام جانتے ہوں اور جن اصحاب نے اس پر انکار نہ کیا وہ اس کو مباح جانتے ہوں اور البتہ تفصیل کیا ہے اس کو علماء نے انہوں نے کہا کہ اگر ہو کھیل اس قسم سے کہ اس میں اختلاف ہے تو جائز ہے حاضر ہونا اور اولیٰ ترک ہے اور اگر ہو حرام جیسے شراب کا پینا تو نظر کی جائے سو اگر ہو مدعو ان لوگوں میں سے کہ اگر حاضر ہوگا تو وہ اس کے سبب سے دور ہو جائے گا تو چاہیے کہ حاضر ہو اور اگر اس طرح نہ ہو تو اس میں شافعیوں کے دو قول ہیں ایک یہ کہ حاضر ہو اور بحسب قدرت انکار کرے اگرچہ اولیٰ یہ ہے کہ حاضر نہ ہو اور یہی ہے ظاہر نص شافعی کی اور کہا صاحب ہدایہ نے خفیوں میں سے کہ نہیں ڈر ہے کہ بیٹھے اور کھائے جب کہ اس کے ساتھ پیروی نہ کی جاتی ہو اور اگر وہ مقتدا ہو اور نہ قادر ہو ان کے منع کرنے پر تو چاہیے کہ نکلے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے دین کے عیب سے اور گناہ کا دروازہ کھولنے سے اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے محکم ہے کہ وہ بیٹھے اور یہ محمول ہے اس پر کہ واقع ہوا یہ واسطے ان کے پہلے اس سے کہ مقتدا بنیں اور یہ سب بعد حاضر ہونے کے ہے اور اگر اس کو پہلے سے معلوم ہو تو نہیں لازم ہے اس پر قبول کرنا دعوت کا اور دوسرا قول شافعیوں کا یہ ہے کہ حاضر ہونا حرام ہے اس واسطے کہ وہ ماندر راضی ہونے کے ہے ساتھ برے کام کے اور اگر اس کو پہلے سے معلوم نہ ہو یہاں تک کہ حاضر ہو تو چاہیے کہ ان کو منع کرے اور اگر نہ باز رہیں تو چاہیے کہ نکلے مگر کہ اپنی جان پر ڈرتا ہو اور یہی قول ہے حنبلیوں کا اور اسی طرح اعتبار کیا ہے مالکیوں نے بیچ واجب ہونے اجابت کے اور اگر نہ ہو وہاں کوئی برا کام اور اگر پرہیز گار ہو تو اس کو ایسی جگہ میں حاضر ہونا بالکل لائق نہیں، حکایت کیا ہے اس کو ابن بطلان نے مالک سے اور تائید کرتی ہے منع حضور کو حدیث عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی کہ منع فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فاسقوں کی دعوت قبول کرنے سے روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اوسط میں اور تائید کرتی ہے اس کو باوجود امر حرام کے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی مرفوع کہ جو اللہ اور پچھلے دن کے ساتھ ایمان رکھتا ہو تو چاہیے کہ نہ بیٹھے اس دسترخوان پر جس پر شراب گھومتی ہو روایت کیا ہے اس کو نسائی نے اور اس کی سند جید ہے اور بہر حال گھروں اور دیواروں کے ڈھانکنے کا حکم سو اس کے جائز ہو۔ نے میں قدیم سے اختلاف ہے جمہور شافعیہ کے نزدیک مکروہ ہے اور تصریح کی ہے شیخ ابوفصر نے ان میں سے ساتھ تحریم کے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم نہیں کیا کہ ہم پتھر اور مٹی کو کپڑا لپیٹیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس



کپڑے کو کھینچ کر پھاڑ ڈالا اور روایت کیا ہے اس کو مسلم نے کہا بیہقی نے یہ لفظ دلالت کرتا ہے اس پر کہ دیوار کو کپڑے سے ڈھانکنا مکروہ ہے اگرچہ حدیث کے بعض الفاظ میں ہے کہ منع بسبب صورت کے تھا اور اس کے غیر نے کہا کہ نہیں ہے سیاق میں وہ چیز جو دلالت کرے تحریم پر اس میں تو صرف اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس کا حکم نہیں کیا یعنی امر کی نفی کی ہے اور نفی امر کی نہیں دلالت کرتی ہے اور پر ثابت ہونے نہی کے لیکن ممکن ہے کہ استدلال کیا جائے ساتھ فعل حضرت ﷺ کے کہ آپ نے اس کو پھاڑ ڈالا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں دیواروں کے ڈھانکنے کی صریح نہی آچکی ہے اور نہ ڈھانکو دیواروں کو کپڑے سے روایت کیا ہے اس کو ابو داؤد نے اور اس کی سند میں ضعف ہے اور واسطے اس کے شاہد مرسل ہے سلمان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے موقوف کہ انہوں نے انکار کیا ڈھانکنے گھر سے اور کہا کہ کیا خانہ کعبہ تمہارے گھر میں آ گیا ہے میں اس میں داخل نہیں ہوں گا یہاں تک کہ پھاڑا جائے اور محمد بن کعب سے روایت ہے کہ کیا حال ہو گا تمہارا جب تم اپنے گھروں کو ڈھانکو گے۔ (فتح)

بَابُ قِيَامِ الْمَرْأَةِ عَلَى الرَّجَالِ فِي  
الْعُرْسِ وَخِدْمَتِهِمْ بِالنَّفْسِ.  
قائم ہونا عورت مردوں پر شادی میں اور خود آپ اپنی  
جان سے ان کی خدمت کرنی۔

۴۷۸۴ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ  
حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ  
عَنْ سَهْلِ قَالَ لَمَّا عَرَّسَ أَبُو أُسَيْدٍ  
السَّاعِدِيُّ دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ فَمَا صَنَعَ لَهُمْ طَعَامًا  
وَلَا قَرْبَةً إِلَيْهِمْ إِلَّا أَمْرَاتُهُ أُمُّ أُسَيْدٍ بَلَّتْ  
تَمْرَاتٍ فِي تَوْرِ مِنْ حِجَارَةٍ مِنَ اللَّيْلِ  
فَلَمَّا فَرَّغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مِنَ الطَّعَامِ أَمَاتَهُ لَهُ فَسَقَتْهُ تُنَحُّفُهُ بِذَلِكَ.

۴۷۸۴ - حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابو  
اسید رضی اللہ عنہ نے شادی کی دعوت کی تو حضرت ﷺ کو اور آپ  
کے اصحاب کو بلایا سو نہ ان کے واسطے کھانا تیار کیا اور نہ ان  
کے آگے رکھا مگر اس کی عورت نے جس نام ام اسید رضی اللہ عنہا تھا  
اس نے رات کے وقت کھجوروں کو پتھر کے ایک برتن میں  
بھگولیا سو جب حضرت ﷺ کھانے سے فارغ ہوئے تو اس  
نے اس کو آپ کے واسطے ملا اور آپ کو پلایا بطور تحفہ دینے  
کے ساتھ اس کے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے عورت کے خدمت کرنی اپنے خاندان کی اور جس کو وہ دعوت کے  
واسطے بلائے اور نہیں پوشیدہ ہے کہ محل اس کا وقت امن کے ہے فتنے سے ساتھ رعایت کرنے اس چیز کے کہ واجب  
ہے اس پر پردے سے اور جائز ہے مرد کو خدمت یعنی اپنی عورت سے ایسے کام میں اور پینا اس چیز کا کہ نہیں نشہ لاتی  
ولیمہ میں اور یہ کہ جائز ہے خاص کرنا قوم کے سردار کا ویسے میں ساتھ ایک چیز کے سوائے ان لوگوں کے جو اس کے  
ساتھ ہوں۔ (فتح)

باب ہے بیچ بیان نفع اور شراب کے جو  
مسکر نہ ہو ویسے میں۔

بَابُ النَّفْعِ وَالشَّرَابِ الَّذِي لَا يُسْكِرُ  
فِي الْعُرْسِ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ نہ مسکر ہو تو استنباط کیا ہے اس کو قریب ہونے وقت بھگونے کے سے واسطے قول اس کے کی کہ اس نے اس کو رات سے بھگایا اس واسطے کہ وہ ایسی مدت میں رات سے دن تک شراب نہیں ہوتا اور جب شراب نہ ہو تو مسکر بھی نہیں ہوگا۔ (فتح)

فائدہ: اور نفع یہ ہے کہ انگور یا کھجور پانی میں ڈال دے بغیر پکانے کے تاکہ اس کی شیرینی پانی میں آ جائے یعنی شربت بن جائے وہ نہایت لذیذ اور نافع بدن ہوتا ہے۔

۴۷۸۵۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو اسید رضی اللہ عنہ نے اپنے ویسے کے واسطے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بلایا سو اس دن ان کی خادم اس کی عورت تھی اور وہی دلہن تھی اس عورت نے کہا یا سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بھلا تم جانتے ہو کہ اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کس چیز کا نفوع پلایا تھا؟ اس نے آپ کے واسطے رات کو ایک برتن میں کھجوریں بھگور رکھی تھیں۔

۴۷۸۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا  
يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِي عَنْ أَبِي  
حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ أَنَّ أَبَا  
أُسَيْدَ السَّاعِدِيِّ دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ لِعُرْسِهِ فَكَانَتْ امْرَأَتُهُ خَادِمَهُمْ يَوْمَئِذٍ  
وَهِيَ الْعُرْسُ فَقَالَتْ أَوْ قَالَ أَتَدْرُونَ مَا  
انْفَعَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
انْفَعَتْ لَهُ تَمْرَاتٍ مَرَّةً اللَّيْلِ فِي تَوْرٍ.

بیان نیک و نرمی کا ساتھ عورتوں کے۔

بَابُ الْمُدَارَاةِ مَعَ النِّسَاءِ.

فائدہ: اصل مداراة کے معنی ہیں الفت اور دلوں کو اپنی طرف جھکانا۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عورت مانند پسلی کے ہے۔

وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا  
الْمَرْأَةُ كَمَا الضِّلَعِ.

۴۷۸۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ عورت مانند پسلی کی ہے یعنی ٹیڑھی ہے اگر تو اس کو سیدھا کرے تو توڑ ڈالے اور اگر تو چاہے کہ اس کے ساتھ فائدہ اٹھائے تو تو فائدہ اٹھا اس حال میں کہ ہو اس میں کچی۔

۴۷۸۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ  
قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ  
الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ  
إِنْ أَقْمَتَهَا كَسَرْتَهَا وَإِنْ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا  
اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيهَا شَوْجٌ.

**فائدہ:** ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ عورت پہلی سے پیدا ہوئی ہے ہرگز نہیں سیدھی ہوگی وہ واسطے تیرے ایک راہ پر یعنی ہمیشہ ایک حالت پر نہیں رہتی کبھی کسی حالت میں ہو جاتی ہے اور کبھی کسی حالت میں، کبھی شکر کرتی ہے اور کبھی ناشکری یعنی عورتوں کو نرمی سے پیش آؤ ان پر سختی نہ کرو اور یہ توقع نہ رکھو کہ بالکل درست ہو جائیں۔

**بَابُ الْوَصَاةِ بِالنِّسَاءِ۔** عورتوں کے مقدمے میں وصیت کرنے کا بیان۔

۴۷۸۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جو ایمان رکھتا ہو ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور قیامت کے دن کے تو اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے اور وصیت قبول کرو عورتوں کے مقدمے میں بھلائی کی اس واسطے کہ وہ پہلی سے پیدا ہوئی اور پہلی میں زیادہ تر کجی اور میڑھا پن اوپر کی طرف میں ہے سو اگر تو اس کو سیدھا کرنا چاہے تو توڑ ڈالے گا اور اگر تو اس کو چھوڑ دے گا تو ہمیشہ کجی میں رہے گی سو نصیحت مانو عورتوں کے مقدمے میں بھلائی کی۔

۴۷۸۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مَيْسَرَةَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِي جَارَهُ وَاسْتَوْصَا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ صَلْبٍ وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الصِّلَعِ أَعْلَاهُ فَإِنْ ذَهَبَتْ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ وَإِنْ تَرَكَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا۔

**فائدہ:** ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت حواءؓ حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پہلی سے پیدا ہوئی تھیں اور وہ سوتے تھے روایت کیا ہے اس کو ابن اسحاق نے مبتدا میں تو معنی یہ ہوں گے کہ پیدا ہوئیں ہیں عورتیں اس اصل سے کہ میڑھی چیز سے پیدا ہوئی یعنی حوا سے کہ وہ آدم علیہ السلام کی پہلی سے پیدا ہوئیں اور نہیں مخالف ہے یہ حدیث پہلی حدیث کے کہ عورت منند پہلی کے ہے بلکہ مستفاد ہوتا ہے اس سے نکتہ تشبیہ کا اور یہ کہ وہی پہلی کسی طرح میڑھی ہے اس واسطے کہ وہ اصل اس کی ہے اور یہ جو کہا کہ پہلی کی اوپر کی طرف زیادہ میڑھی ہے تو ذکر کیا ہے اس کو واسطے تاکید منع توڑنے کے اس واسطے کہ سیدھا ہونا امر اس کا ظاہر تر ہے اوپر کی طرف میں یا یہ اشارہ ہے طرف اس کے کہ یہ پہلی کی زیادہ میڑھی جزء سے پیدا ہوئیں واسطے مبالغہ کے بیچ ثابت کرنے اس صفت کے واسطے ان کے اور ضمیر کسر تہ اور کسر تھا میں پہلی کی طرف پھرتی ہے اور احتمال ہے کہ مراد کسر سے طلاق ہو اور استوصوا کے معنی یہ ہیں کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں ان کے ساتھ بھلائی کرنے کی سو قبول کرو میری نصیحت کو ان کے حق میں اور عمل کرو ساتھ اس کے اور یہ جو کہا کہ بھلائی کرنے کی تو اس میں اشارہ ہے طرف سیدھا کرنے کے ساتھ نرمی کے کہ نہ ایسا مبالغہ کرے کہ ٹوٹ جائے اور نہ اس سے بالکل غافل ہو جائے کہ بدستور اپنی کجی پر مبنی رہے اور اسی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے کہ اس کے بعد یہ باب باندھا قوا انفسکم واهلیکم نارا تو اس سے لیا جاتا ہے کہ نہ چھوڑے اس کو اپنی کجی پر

جب کہ بڑھ جائے اس چیز سے کہ پیدا ہوئی ہے اور اس کے نقص سے طرف لینے دینے نافرمانی کے ساتھ مباشرت اس کی کے یا ترک کرنے واجب کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ چھوڑے ان کو اپنی کجی پر مباح کاموں میں اور اس حدیث میں بلانا ہے طرف مداراة اور نرمی کرنے کے واسطے استمالت نفوس اور الفت دلوں کے اور اس میں سیاست عورتوں کی ہے ساتھ لینے غفو کے ان سے یعنی ان سے درگزر کرے اور ان کی کجی پر صبر کرے اور یہ کہ جوان کے سیدھا کرنے کا قصد کرے فوت ہوتا ہے اس سے فائدہ اٹھانا ساتھ ان کے باوجود اس کے کہ نہیں ہے کوئی چارہ واسطے مرد کے عورت سے کہ اس کی طرف آرام پکڑے اور مدد لے ساتھ اس کے اپنی معاش پر سوغویا کہ فرمایا کہ فائدہ اٹھانا ساتھ ان کے نہیں تمام ہوتا مگر ساتھ صبر کرنے کے اوپر بدمزاجی ان کی کے۔ (فتح) حاصل یہ ہے کہ عورت کی اصل پہلی ہے وہ پہلی سے پیدا ہوئی اور پہلی کا بالکل سیدھا ہونا ممکن نہیں تو عورت کا بھی بالکل سیدھا ہونا اور اس کی سب عادتوں کا بدل جانا محال ہے اس واسطے حضرت ﷺ نے اپنی امت کو ان کے حق میں وصیت کی کہ مرد عاقل کو لازم ہے کہ عورت سے اپنا مطلب نکالے اور س کی بدمزاجی پر صبر کرے اور ٹال جایا کرے حکمت کی چال چلے نہ اس سے بالکل غافل ہو جائے کہ بدستور کجی ہی بنی رہے نہ ہر بات میں مواخذہ کرے کہ زندگی تلخ ہو اس واسطے کہ اگر اس کو ہر بات میں سیدھا کرنا چاہے تو یہ ممکن نہیں پس آخر کو طلاق کی نوبت پہنچے گی خلاصہ یہ ہے کہ مقدمات خانہ داری میں ان کی رعایت کرے اور ان سے اچھی طرح معاملہ رکھے لیکن کفر شرک اور ترک فرائض اور کبیرے گناہوں میں ان کی رعایت ہرگز نہ کرے۔

۴۷۸۸ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا نَتَقَى الْكَلَامَ وَالْإِنْبِسَاطَ إِلَى نِسَائِنَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَيْئَةً أَنْ يَنْزَلَ فِينَا شَيْءٌ فَلَمَّا تَوَفَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكَلَّمْنَا وَانْبَسَطْنَا.

۴۷۸۸ - حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے زمانہ میں ہم عورتوں سے کلام اور ان کے ساتھ زیادہ میل جول رکھنے سے پرہیز کرتے تھے اس ڈر سے کہ ہمارے حق میں کچھ چیز اترے سو جب حضرت ﷺ کا انتقال ہوا تو ہم نے کلام کیا یعنی جو چاہا اور میل جول میں فراخی کی جس طرح سے چاہی۔

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: یہ جو کہا کہ جب حضرت ﷺ کا انتقال ہوا تو اس میں اشارہ ہے کہ وہ جس چیز کو چھوڑتے تھے مباح کام تھا لیکن داخل تھا برأت اصلی میں سوڑتے تھے کہ اس میں منع یا تحریم اترے اور حضرت ﷺ کے فوت ہونے کے بعد اس سے بے خوف ہوئے سو اس کو کیا واسطے تمسک کرنے کے ساتھ برأت اصلی کے۔

بَابُ قَوْلِهِ «قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ» اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر

والوں کو آگ سے۔

ناراً۔

۴۷۸۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تم لوگوں میں سے ہر ایک شخص حاکم ہے اور ہر ایک رعیت اور زیر دست سے پوچھا جائے گا سو بادشاہ سب ملک پر حاکم ہے تو اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا کہ انصاف کیا یا ظلم اور مرد حاکم ہے اپنے گھر والوں پر تو وہ بھی پوچھا جائے اور بیوی اپنے خاوند کے گھر کی حاکم ہے تو وہ بھی پوچھی جائے گی اور غلام اور نوکر حاکم ہے اپنے آقا کے مال میں تو وہ بھی پوچھا جائے گا، خبردار ہوتم میں ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک پوچھا جائے گا۔

۴۷۸۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْنُولٌ فَالْإِمَامُ رَاعٍ وَهُوَ مَسْنُولٌ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْنُولٌ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَهِيَ مَسْنُولَةٌ وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْنُولٌ إِلَّا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْنُولٌ۔

فائدہ: اور مطابقت اس حدیث کی واسطے ترجمہ کے ظاہر ہے اس واسطے کہ مرد کے گھر والے اور اس کا نفس منجملہ اس کی رعیت کے ہیں اور وہ ان سے پوچھا جائے گا اس واسطے کہ وہ حکم کیا گیا ہے کہ حرص کرے ان کے بچانے پر آگ سے اور بجالانے حکموں اللہ تعالیٰ کے اور پرہیز کرنے کے اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے اور اس کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بابُ حُسْنِ الْمَعَاشِرَةِ مَعَ الْأَهْلِ۔ گھر والوں کے ساتھ نیک صحبت رکھنا اور اچھا برتاؤ کرنا  
فائدہ: کہا ابن نمیر نے کہ تبعیہ کی بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس باب کے اس پر کہ وارد کرنا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اس حکایت کو یعنی ام زرع کی حدیث کو نہیں خالی ہے فائدے شرعیہ سے اور وہ احسان ہے بیچ معاشرت اہل کے، میں کہتا ہوں کہ نہیں ہے اس چیز میں کہ بیان کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے تصریح ساتھ اس کے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وارد کیا ہے حکایت کو۔

۴۷۹۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ گیارہ عورتیں بیٹھیں سو انہوں نے اس کا قول و قرار کیا (یعنی لازم کیا انہوں نے اپنے نفس پر عہد کو اور قول اقرار کیا سچ بولنے پر اپنے دل سے) کہ اپنے خاوندوں کی خبریں کچھ بھی نہ چھپائیں یعنی انہوں نے اس پر بیعت کی پہلی عورت نے کہا کہ میرا خاوند جیسے دبلے اونٹ کا گوشت پہاڑ کی چوٹی پر جس کی چڑھائی

۴۷۹۰۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَلَسَ إِحْدَى عَشْرَةَ امْرَأَةً فَتَعَاهَدْنَ وَتَعَاقَدْنَ أَنْ لَا يَكْتُمَنَّ مِنْ أَخْبَارِ

سخت ہونہ راہ آسان ہے اور نہ زمین برابر ہے کہ چڑھ جائے اور نہ موٹا گوشت ہے کہ لایا جائے۔

دوسری عورت نے کہا کہ میں اپنے خاوند کی خبر ظاہر نہ کروں گی میں ڈرتی ہوں خبر کے چھوٹ رہنے سے یعنی بڑا قصہ ہے مجھ سے بیان نہ ہو سکے گا اگر بیان کروں تو اس کے ظاہر باطن کے سب عیب بیان کروں۔

تیسری عورت نے کہا کہ میرا خاوند لمبا ہے اگر بولوں تو طلاق پاؤں اور اگر چپ رہوں تو ادھر ڈالے جاؤں نہ روٹی دے نہ کپڑا۔

چوتھی عورت نے کہا کہ میرا خاوند جیسے تہامہ کے ملک کی رات نہ گرمی نہ سردی نہ خوف نہ اداسی۔

پانچویں عورت نے کہا کہ اگر میرا خاوند گھر میں آئے تو چھتے کی طرح سو رہے اور اگر باہر نکلے تو شیر بن جائے اور نہ پوچھے عہد شکنی سے یعنی حلیم اور کریم ہے عہد شکنی کا مواخذہ نہیں کرتا۔

چھٹی عورت نے کہا کہ میرا خاوند اگر کھائے تو سب سمیٹ جائے اور اگر پیئے تو بالکل پی جائے اور اگر لیٹے تو اپنا بدن لیٹے اور نہ میرے خلاف کے اندر ہاتھ ڈالے کہ میرے دکھ درد کو جانے یعنی بیل کی طرح اس کو سوائے کھانے اور پینے اور سونے کے کچھ خبر نہیں ہوتی یعنی بہت بے حد کھاتا پیتا ہے اور اس میں شفقت نہیں اگر مجھ کو بیمار دیکھے تو میری خبر نہیں پوچھتا یا مجھ سے جماع نہیں کرتا اپنے گھر والوں سے اچھی صحبت نہیں رکھتا۔

ساتویں عورت نے کہا کہ میرا خاوند نامرد ہے یا شریر نہایت احمق ہے کہ کلام نہیں کر جانتا سب جہان بھر کے عیب اس میں

أَزْوَاجَهُنَّ شَيْئًا قَالَتْ الْأُولَى زَوْجِي لَحْمٌ جَمَلِي غَيْثٌ عَلَى رَأْسِ جَبَلٍ لَا سَهْلٍ فَيَرْتَقِي وَلَا سَمِينٍ فَيَنْقَلُ قَالَتْ الثَّانِيَةُ زَوْجِي لَا أَبْتُ خَيْرَهُ إِنِّي أَخَافُ أَنْ لَا أَذَرَهُ إِنْ أَذْكَرُهُ أَذْكَرُ عُجْرَهُ وَبُجْرَهُ قَالَتْ الثَّلَاثَةُ زَوْجِي الْعَشَقُ إِنْ أَنْطَقُ أَطْلُقُ وَإِنْ أَسْكُتُ أَغْلِقُ قَالَتْ الرَّابِعَةُ زَوْجِي كَلِيلُ تِهَامَةَ لَا حَرَّ وَلَا قُرٌّ وَلَا مَخَافَةَ وَلَا سَامَةَ قَالَتْ الْخَامِسَةُ زَوْجِي إِنْ دَخَلَ فَهَيْدٌ وَإِنْ خَرَجَ أَسَدٌ وَلَا يَسْأَلُ عَمَّا عَهِدَ قَالَتْ السَّادِسَةُ زَوْجِي إِنْ أَكَلَ لَفَّ وَإِنْ شَرِبَ اشْتَفَّ وَإِنْ اضْطَجَعَ انْتَفَّ وَلَا يُؤْلَجُ الْكَفَّ لِيَعْلَمَ الْبَثَّ قَالَتْ السَّابِعَةُ زَوْجِي غَيَايَاءُ أَوْ غَيَايَاءُ طَبَايَاءُ كُلُّ دَاءٍ لَهُ دَاءٌ شَجَلِكِ أَوْ فَلَكَ أَوْ جَمَعَ كَلًّا لَكَ قَالَتْ الثَّامِنَةُ زَوْجِي الْمَسُّ مَسُّ أَرْنبٍ وَالرَّيْبُ رَيْبُ زَرْنبٍ قَالَتْ التَّاسِعَةُ زَوْجِي رَفِيعُ الْعِمَادِ طَوِيلُ النِّجَادِ عَظِيمُ الرَّمَادِ قَرِيبُ الْبَيْتِ مِنَ النَّادِ قَالَتْ الْعَاشِرَةُ زَوْجِي مَالِكٌ وَمَا مَالِكٌ مَالِكٌ خَيْرٌ مِنْ ذَلِكَ لَهُ إِبِلٌ كَثِيرَاتُ الْمَبَارِكِ قَلِيلَاتُ الْمَسَارِحِ وَإِذَا سَمِعَنَ صَوْتَ الْمِزْهَرِ أَتَيْنَ أَنْهَنَّ هَوَالِكُ قَالَتْ الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ زَوْجِي أَبُو زَرْعٍ وَمَا أَبُو زَرْعٍ أَنَّاسٌ مِنْ حُلِيِّ أَدْنَى وَمَلَأٌ مِنْ شَحْمِ

موجود ہیں یا اس کا ہر عیب نہایت کو پہنچا ہے ایسا ظالم ہے کہ تیرا سر پھوڑے یا ہاتھ توڑے یا سر اور ہاتھ دونوں مروڑے۔ اٹھویں عورت نے کہا کہ میرا خاوند چھوٹے میں نرم جیسے خرگوش اور اس کی خوشبو جیسے زرب کی خوشبو زرب ایک خوشبو دار گھاس کا نام ہے یعنی میرا خاوند ظاہر کا بھی اچھا ہے اور باطن کا بھی اچھا یعنی نیک خو ہے اور نرم طبیعت ہے ساتھ اس طور کے کہ اس کا پسینہ خوشبودار ہے واسطے بہت ہونے سہرائی اس کی کے اور استعمال کرنے اس کے خوشبو کو یا وہ خوش کلام ہے اور شیریں زبان ہے۔

نویں عورت نے کہا کہ میرا خاوند اونچے محل لبے پر تلے والا یعنی قد آور بڑی راگھ والا یعنی نخی ہے اس کا باورچی خانہ ہمیشہ گرم رہتا ہے تو راگھ بہت نکلتی ہے اس کا گھر نزدیک ہے مجلس اور مسافر خانے سے یعنی سردار اور سخی ہے اس کا لنگر ہمیشہ جاری ہے اور دستور ہے کہ اشراف لوگ اپنے گھروں کو اونچا کرتے ہیں اور اونچی جگہوں میں بناتے ہیں تاکہ راہی لوگ اور ایلچی ان کا قصد کریں پس ان کے گھروں کا اونچا ہونا بسبب زیادہ ہونے شرافت کے ہے یا بسبب دراز ہونے قد ان کے کی یا مراد یہ ہے کہ وہ بلند قد والا ہے اور اس کی کلام کا حاصل یہ ہے کہ وصف کیا اس نے اس کو ساتھ سرداری کے اور کرم کے اور حسن خلق کے اور خوش گزران اور برتاؤ کے۔

دسویں عورت نے کہا کہ میرے خاوند کا نام مالک ہے اور کیا خوب مالک یعنی کیا کریم اور عظیم ہے مالک افضل ہے میری اس تعریف سے اس کے اونٹوں کے بہت شتر خانے ہیں اور کم تر چراگا ہیں یعنی چونکہ اکثر اوقات مہمانوں کی ضیافت کے واسطے ان کے ذبح کرنے کی حاجت پڑتی ہے تو اس واسطے

عُصْدَى وَبَحَحْنِي فَبَجَحْتُ إِلَى نَفْسِي وَجَدَنِي فِي أَهْلِ غُيْمَةٍ بِشِقِّ فَجَعَلَنِي فِي أَهْلِ صَهْلٍ وَأَطِيطٍ وَدَائِسٍ وَمُنَى فَعِنْدَهُ أَقُولُ فَلَا أَقْبَحُ وَأَرْقُدُ فَاتَّصَبَحُ وَأَشْرَبُ فَاتَّقْنَحُ أَمْ أَبِي ذَرُعُ فَمَا أَمْ أَبِي ذَرُعُ عَكُومَهَا رَدَّاحٌ وَبَيْتُهَا فَسَاحُ ابْنُ أَبِي ذَرُعُ فَمَا ابْنُ أَبِي ذَرُعُ مَضْجَعُهُ كَمَسَلٍ شَطْبَةٍ وَيُسْبَعُهُ ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ بِنْتُ أَبِي ذَرُعُ فَمَا بِنْتُ أَبِي ذَرُعُ طَوْعُ أَبِيهَا وَطَوْعُ أُمِّهَا وَمَلَأَ كِسَافِيهَا وَعَظِطُ جَارَتِهَا جَارِيَةُ أَبِي ذَرُعُ فَمَا جَارِيَةُ أَبِي ذَرُعُ لَا تَبْتُ حَدِيثَنَا تَبْشِيْنَا وَلَا تَنْقُتُ مِيرَتَنَا تَنْقِيْنَا وَلَا تَمْلَأُ بَيْتَنَا تَعْشِيْنَا قَالَتْ خَرَجَ أَبُو ذَرُعٍ وَالْأَوَطَابُ تَمَخَّضُ فَلَقِيْ امْرَأَةً مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا كَالْفَهْدَيْنِ يَلْعَبَانِ مِنْ تَحْتِ حَصْرِهَا بِرِمَانَتَيْنِ فَطَلَّقْنِي وَنَكَحَهَا فَكَحَحْتُ بَعْدَهُ رَجُلًا سَرِيًّا رَكِبَ شَرِيًّا وَأَخَذَ خَطِيًّا وَأَرَّاحَ عَلَيَّ نَعْمًا ثَرِيًّا وَأَعْطَانِي مِنْ كُلِّ رَانِحَةٍ زَوْجًا وَقَالَ كَلِيْ أَمْ ذَرُعُ وَمِيرِيْ أَهْلِكَ قَالَتْ فَلَوْ جَمَعْتُ كُلَّ شَيْءٍ أَعْطَانِيهِ مَا بَلَغَ أَصْغَرَ ابْنِي أَبِي ذَرُعُ قَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ لَكَ كَأَبِي ذَرُعٍ لِأَمْ ذَرُعٍ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَعِيدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامٍ وَلَا تَعْشِشُ بَيْتًا تَعْشِيْنَا

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ فَاتَّقَمَحُ  
بِالْمِيمِ وَهَذَا أَصَحُّ.

نہیں جاتے طرف چراگا ہوں کی مگر تھوڑے ان میں سے اور  
باقی اس کے صحن میں چھوڑے جاتے ہیں کہ اگر اچانک کوئی  
مہمان آجائے تو ان کو ذبح کر کے ان کی ضیافت کرے یا مراد  
یہ ہے کہ مہمان اکثر آتے ہیں سو جس دن کوئی مہمان آئے اس  
دن وہ چرنے کو نہیں جاتے یہاں تک کہ مہمان کی حاجت اس  
سے پوری ہو اور جس دن کوئی مہمان نہ آئے یا وہ خود موجود نہ  
ہو تو اس دن سب چرنے کو چلے جاتے ہیں سو مہمان کے آنے  
کے دن اکثر ہیں ان کے نہ آنے کے دنوں سے اسی واسطے وہ  
کم چرنے کو جاتے ہیں یا مراد یہ ہے کہ اصل میں اونٹ بہت  
تھے اسی واسطے ان کے مبارک یعنی بیٹھنے کی جگہ بھی بہت تھی پھر  
جب چرنے کو جاتے تو تھوڑے ہو جاتے بسبب ان اونٹوں  
کے کہ ان میں جاتے یا مراد یہ ہے کہ جب اکٹھے ہو کے بیٹھتے  
ہیں تو بہت ہوتے ہیں اور جب تنہا تنہا چرتے ہیں تو بہ نسبت  
ان کے کم ہوتے ہیں جب کہ اونٹ باجے کی آواز سنتے ہیں تو  
اپنے ذبح ہونا کا یقین کر لیتے ہیں یعنی ضیافت میں راگ اور  
باجے کا معمول تھا اس سبب سے باجے کی آواز سن کے اونٹوں  
کو ذبح ہونے کا یقین ہو جاتا تھا۔

گیارہویں عورت نے کہا کہ میرے خاوند کا نام ابو زرع ہے  
سوداہ کیا خوب ابو زرع ہے اس نے زیور سے میرے دونوں  
کان جھلائے اور چربی سے میرے دونوں بازو بھرے یعنی  
میرے بدن کو چربی سے موٹا کیا اور مجھ کو خوش کیا سو میری  
جان بہت چین میں رہی مجھ کو اس نے بھیڑ بکری والوں میں  
پایا جو پہاڑ کے کنارے رہتے تھے سو اس نے مجھ کو گھوڑے اور  
اونٹ اور کھیت اور خرمن کا مالک کر دیا یعنی میں نہایت ذلیل  
اور محتاج تھی اس نے مجھ کو باعزت اور مالدار کر دیا سو میں اس



کے پاس بات کرتی ہوں تو مجھ کو برا نہیں کہتا اور میری بات کو نہیں پھیرتا اور سوتی ہوں تو فجر کر دیتی ہوں یعنی کچھ کام کاج نہیں کرنا پڑتا لونڈی غلام کام کرتے ہیں اور بیتی تو تو سیراب ہو جاتی ہوں یعنی نہیں قطع ہوتا مجھ پر مشروب میرا یہاں تک کہ میری خواہش پوری ہو ان ابو زرع کی سو کیا خوب ماں ہے ابو زرع کی اس کی بڑی بڑی گھڑیاں اور کشادہ گھر بیٹا ابو زرع کا سو کیا خوب ہے بیٹا ابو زرع کا اس کو خواب گاہ جیسے تلوار کا میان یعنی نرم و نازک بدن ہے اس کو آسودہ کر دیتا ہے حلوان کا ہاتھ یعنی کم خور ہے، بیٹی ابو زرع کی سو کیا خوب ہے بیٹی ابو زرع کی اپنے ماں باپ کی تابعدار اپنے لباس کی بھرنے والی یعنی خوب موٹی اور اپنی سوکن کی رشک یعنی اپنے خاوند کی پیاری ہے اس واسطے کہ اس کی سوکن اس سے جلتی ہے لونڈی اور ابو زرع کی سو کیا خوب ہے لونڈی ابو زرع کی ہماری بات مشہور نہیں کرتی ظاہر کر کے اور ہمارا کھانا نہیں لے جاتی اٹھا کر اور ہمارا گھر گندہ نہیں رکھتی کوڑے سے ابو زرع باہر نکلا جب کہ اپنے دودھ کے برتنوں میں دودھ مہتا جاتا تھا یعنی رڑکا جاتا تھا واسطے گھی نکالنے کے یعنی صبح کے وقت یا ارزانی کے دنوں میں سودہ ایک عورت سے ملا جس کے ساتھ اس کے دو لڑکے تھے جیسے دو چھتے اس کی گود میں دو اناروں سے کھیلتے تھے سو ابو زرع نے مجھ کو طلاق دی اور اس عورت سے نکاح کیا پھر میں نے اس کے بعد ایک سردار مرد سے نکاح کیا عمہ گھوڑے کا سوار اور نیزہ باز اس نے مجھ کو چوپائے جانور بہت دیئے اور اس نے مجھ کو ہر ایک موسیقی سے جوڑا جوڑا یعنی بہت مال دیا اور اس نے مجھ کو کہا اے ام زرع! کھا اور اپنے لوگوں کو کھلا یعنی اپنے ناتے داروں سے سلوک کر اور جو

چاہے کھا اور جس کو چاہے کھلا، ام زرع نے کہا سو اگر میں جمع کروں جو کچھ مجھ کو دوسرے خاوند نے دیا تو ابو زرع کے چھوٹے برتن کے برابر بھی نہ پہنچے یعنی دوسرے خاوند کا احسان پہلے خاوند کے احسان سے نہایت کم تر ہے، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تیرے حق میں ایسا ہوں جیسے ابو زرع تھا ام زرع کے حق میں۔

**فائدہ:** تشبیہ دی ہے اس نے دو چیزوں کو ساتھ دو چیزوں کے تشبیہ دی اس نے اپنے خاوند کو ساتھ گوشت دبلے کے اور تشبیہ دی اس کی بد خوئی کو ساتھ پہاڑ کے جس کی چڑھائی سخت ہو پھر اس اجمال کی تفسیر کی سو گویا کہ اس نے کہا کہ نہ پہاڑ آسان ہے تا کہ آسان ہو چڑھنا اور اس کے واسطے لینے گوشت کے اگر چہ دہلا ہو اس واسطے کہ جس چیز کی رغبت نہ ہو کبھی لی جاتی ہے جب کہ ہاتھ آئے بغیر مشقت کے پھر اس نے کہا کہ نہ گوشت موٹا ہے تا کہ اٹھائی جائے مشقت بچ چڑھنے پہاڑ کے واسطے حاصل کرنے اس کے کہا علماء نے کہ وصف کیا ہے اس کو عورت نے ساتھ کم ہونے خیر کے اور دور ہونے اس کے کی باوجود کم ہونے کے سو تشبیہ دی اس نے اس کو ساتھ اس گوشت کے کہ خالی ہو گئی ہوں ہڈیاں اس کی گودے سے اور ناپاک ہو گیا ہے مزہ اس کا اور بو اس کی باوجود ہونے اس کے کی بلند جگہ میں کہ وہاں پہنچا مشکل ہے سو نہیں رغبت کرتا اس کے طلب کرنے میں تا کہ اس کو وہاں سے لے آئے باوجود بہت ہونے باعث لوگوں کے اوپر لینے چیز ردی کے مفت، کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ تفسیر کیا ہے اس کو جمہور نے کہ اس میں بھلائی نہیں کئی وجہ سے ایک ہونا اس کا مانند اونٹ کے گوشت کے نہ مانند بھیڑ کے گوشت کے اور ایک یہ کہ وہ باوجود اس کے مہزول اور ردی ہے اور ایک یہ کہ مشکل ہاتھ آتا ہے نہیں پہنچا جاتا ہے طرف اس کی مگر ساتھ سخت مشقت کے اور کہا خطابی نے مراد یہ ہے کہ وہ بد خو ہے اور یہ کہ تکبر کرتا ہے اور اپنے آپ کو اونچا جانتا ہے۔ (فتح)

**فائدہ:** یعنی میں ڈرتی ہوں یہ کہ نہ چھوڑوں اس کی خبر سے کچھ چیز پس ضمیر اوزہ واسطے خبر کے ہے یعنی واسطے دراز ہونے اور بہت ہونے اس کے کہ اگر میں اس کو شروع کروں تو نہیں قادر میں اس کے پورا کرنے پر سو کفایت کی اس نے ساتھ اشارے کے طرف عیبوں اس کے کی واسطے اس خوف کے کہ دراز ہو قصہ ساتھ وارد کرنے تمام عیبوں کے اور بعض نے کہا کہ ضمیر اس کے خاوند کی طرف پھرتی ہے اور اسی طرح ضمیر عجرہ و بجرہ کی یعنی گویا کہ وہ ڈری کہ جب اس کے عیبوں کو بیان کرے اور یہ خبر اس کے خاوند کو پہنچ جائے تو وہ اس کو چھوڑے تو گویا کہ اس نے کہا کہ میں ڈرتی ہوں کہ اس کے چھوڑنے پر قادر نہ ہوں واسطے علاقے میرے کے ساتھ اس کے اور اولاد میری کے اس سے سو کفایت کی اس نے ساتھ اشارہ کرنے کے طرف اس کی کہ اس کے واسطے بہت عیب ہیں واسطے پورا کرنے اس چیز

کے کہ اس کا التزام کیا تھا سچ بولنے سے اور چپ رہی اس کی تفسیر سے واسطے ان معنی کے کہ عذر کیا اس نے ساتھ ان کے اور یہ جو کہا عجز و بجزہ خطابی نے کہا کہ مراد اس کے عیب ظاہرہ اور باطنہ ہیں اور شاید وہ ظاہر میں مستور الحال تھا باطن میں ردی تھا اور کہا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ اس کے خاوند میں بہت عیب ہیں اس کو اچھے کاموں سے نفرت ہے۔ (فتح)

**فائدہ:** کہا ابو عبیدہ اور ایک جماعت نے کہ عشق کے معنی ہیں لمبا اور کہا ثعلبی نے لمبا بے ڈول اور کہا خلیل ح نے کہ لمبی گردن والا اور بعض نے کہا مراد اس کی یہ کہ بد خو ہے اور کہا اصمعی نے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ نہیں نزدیک اس کے اکثر طول اس کے سے بغیر نفع کے اور بعض نے کہا کہ مذمت کی اس نے اس کی ساتھ لمبا ہونے کے اس واسطے کہ اکثر اوقات لمبا آدمی بے وقوف ہوتا ہے اور کہا ابن انباری نے کہ احتمال ہے کہ مراد اس عورت کی یہ ہو کہ اس کی خواہش ہے اور اس کی ڈول ڈیل بری ہے کہا ابو سعید ضریر نے کہ صحیح یہ ہے کہ عشق لمبا نجیب ہے کہ اپنے نفس کا مالک ہو عورتیں اس میں حکم نہ کر سکیں بلکہ حکم کرے وہ ان میں جو چاہے سو اس کی عورت اس سے ڈرتی ہے کہ اس کے سامنے بولے سو وہ چپ رہتی ہے اور یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ میں اس سے ڈرتی ہوں، کہا زحشری نے کہ یہ شکایت بلیغ ہے اور یہ جو کہا کہ اگر بولوں تو طلاق پاؤں اور اگر چپ رہوں تو معلق چھوڑی جاؤں یعنی اگر میں اس کے عیبوں کو ظاہر کروں اور اس کو ان کی خبر پہنچے تو طلاق دے اور اگر چپ رہوں تو میں اس کے نزدیک معلق ہوں نہ خاوند والی کہ اس سے فائدہ اٹھاؤں اور نہ مطلقہ کہ غیر کے واسطے خالی ہوں تو میں بلندی اور پستی کے درمیان لٹکی ہوئی ہوں اور میری نزدیک دوسری شق میں نظر ہے اس واسطے کہ اگر اس کی مراد یہ ہوتی تو البتہ بولتی تا کہ وہ اس کو طلاق دیتا اور راحت پاتی اور ظاہر یہ ہے کہ اس نے ارادہ کیا کہ میں اس کے نزدیک بد حال میں ہوں سو اشارہ کیا طرف بد خوئی اس کے کی اور یہ کہ وہ اس کی کلام کا متحمل نہیں ہوتا اور وہ جانتی ہے کہ اگر کوئی چیز اس کے پاس ذکر کرے تو وہ اس کو طلاق دے دے گا اور وہ نہیں اختیار کرتی اس کی طلاق کو واسطے محبت عورت کے بیچ اس کے پھر تعبیر کی ساتھ جملے دوسرے کے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس کے کہ اگر وہ چپ رہے صبر کرتی اس حال میں تو ہوگی وہ نزدیک اس کے مانند معلق عورت کے نہ خاوند والی ہے اور نہ بیوہ۔ (فتح)

**فائدہ:** تہامہ ملک عرب میں اس زمین کا نام ہے جس میں مکہ ہے وہاں کی رات مشہور ہے وصف کیا اس نے اپنے خاوند کو ساتھ خوب عشرت کے اور اعتدال حال کے اور سلامتی باطن کے یعنی نہیں ایذا نزدیک اس کے اور نہ مکروہ اور میں اس سے نہ ڈروں سو میں اس کے فساد سے نہیں ڈرتی اور نہیں ملال نزدیک اس کے کہ میری صحبت سے اس کو اداسی ہو سو میں خوش گزران ہوں نزدیک اس کے جیسے اہل تہامہ اپنی رات معتدل سے خوش ہوتے ہیں۔

**فائدہ:** وصف کیا اس نے اپنے خاوند کو ساتھ غفلت کے وقت داخل ہونے کے گھر میں اور کہا ابن حبیب نے کہ تشبیہ

دی اس نے اس کو بیچ نرم ہونے اس کے کی ساتھ چیتے کے اس واسطے کہ وہ وصف کیا جاتا ہے ساتھ شرم کے اور کم ہونے شرم کے اور بہت سونے کے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جب گھر میں داخل ہوتا ہے تو کودتا ہے مجھ پر جیسے چیتا کودتا ہے اور جب نکلتا ہے تو شیر کی طرح چلتا ہے بنا بر اس کے پس کہا جاسکتا ہے کہ مراد اس کی مدح اور مذمت دونوں ہوں پس اول اشارہ ہے اس کی طرف کہ وہ اس سے بہت جماع کرتا یعنی یہ عورت اس کو نہایت محبوب ہے جب اس کو دیکھتا ہے تو صبر نہیں کر سکتا اور مذمت اس جہت سے ہو سکتی ہے کہ وہ کڑے مزاج کا ہے اس کے پاس ملاعبت نہیں یعنی جماع سے پہلے مجھ سے بوس و کنار نہیں کرتا وحشی جانوروں کی طرح مجھ سے جماع کرتا ہے یا بد خو ہے مجھ کو مارتا پیٹتا ہے اور جب نکلتا ہے تو سخت ہوتا ہے امر اس کا جرأت اور اقدام اور ہیبت میں اور اسی طرح لایسعل عما عہد بھی مدح اور ذم دونوں کا احتمال رکھتا ہے مدح ان معنی سے ہے کہ وہ بہت کریم ہے اور نہایت چشم پوش ہے اگر اس کا کچھ مال جاتا رہے تو اس کی پڑتال نہیں کرتا اگر گھر میں کوئی عیب دیکھے تو اس کی طرف التفات نہیں کرتا بلکہ درگزر کرتا ہے اور مذمت ان معنوں سے ہے کہ وہ عورت کے حال کی پرواہ نہیں کرتا یہاں تک کہ اگر پہچانے کہ عورت بیمار ہے تو بھی اس کا حال نہیں پوچھتا اور نہ اس کو اپنے اہل و مال کی کچھ خبر ہے لیکن اکثر شارحوں نے اس کو مدح پر حمل کیا ہے۔ (فتح)

**فائدہ:** ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس نے تو ام زرع کو طلاق دے دی تھی اور میں تجھ کو طلاق نہیں دیتا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا بلکہ آپ میرے حق میں ابو زرع سے بھی بہتر ہو اور یہ ایک گاؤں تھا ملک یمن میں جس جگہ کی عورتیں تھیں اور اس حدیث کا سبب نسائی میں یوں واقع ہوا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے اپنے باپ کے مال کا فخر کیا اور وہ دس ہزار اوقیہ تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ! چپ رہ کہ میں تیرے حق میں ایسا ہوں جیسا کہ ابو زرع ام زرع کے حق میں تھا اور اس حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں سوائے اس کے جو پہلے گزرے نیک صحبت رکھنی اپنے اہل سے ساتھ لگاؤ کے اور باہم بات چیت کرنے کے ساتھ مباح امروں کے جب تک کہ ممنوع چیز کی طرف نوبت نہ پہنچے اور یہ کہ جائز ہے خوش طبعی کرنی کبھی کبھی اور کھولنا نفس کا ساتھ اس کے اور کھیلنا مرد کا اپنی بیوی سے اور اس کو معلوم کروانا کہ میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں جب تک کہ نہ مرتب ہو اس پر کوئی مفسدہ جیسے کہ عورت اس سے منہ پھیرے اور یہ کہ منع ہے فخر کرنا ساتھ مال کے اور بیان جواز فضل کا ساتھ کام دین کے اور خبر دینا مرد کا اپنے گھر والوں کو ساتھ صورت حال اس کے کی ساتھ ان کے اور یاد دلانا ان کو ساتھ اس کے خاص کر وقت موجود ہونے اس چیز کے کہ پیدا ہوئی ہیں عورتیں اوپر اس کے کفران احسان سے اور اس میں ذکر کرنا عورت کا ہے اپنے خاوند کے احسان کو اور یہ کہ جائز ہے اکرام کرنا مرد کا اپنی بعض عورتوں کو سامنے اس کی سونکوں کے ساتھ اس چیز کے کہ خاص کرے اس کو ساتھ اس کے قول سے یا فعل سے محل اس کا وقت سلامت ہونے کے ہے جھکنے سے جو پہنچتا ہے طرف

ظلم کے اور پہلے گزر چکا ہے ہمہ کے بابوں میں جواز تخصیص بعض عورتوں کا ساتھ تحفے اور لطف کے جب کہ پورا کیا جائے واسطے دوسرے کے حق اس کا اور یہ کہ جائز ہے بات چیت کرنا ساتھ اپنی بیوی اپنی کے اس کی غیر نوبت میں اور یہ کہ جائز ہے حدیث بیان کرنا پہلی امتوں سے اور بیان کرنا مثالوں کا ساتھ ان کے واسطے عبرت کے اور یہ کہ جائز ہے دل لگانا ساتھ ذکر اخبار کے اور کم یاب چیزوں کے واسطے خوش کرنے دلوں کے اور اس حدیث میں رغبت دلانا ہے عورتوں کو ساتھ وفا کرنے کے اپنے خاوندوں کے واسطے اور بند کرنا آنکھ کا اوپر ان کے اور شکر کرنا واسطے ان کی خوبی کے اور وصف کرنا عورت کا اپنے خاوند کو ساتھ اس چیز کے کہ پہچانی ہے اس کو خوب اور نا خوب سے اور جائز ہونا مبالغہ کا اوصاف میں اور محل اس کا یہ ہے کہ جب کہ نہ ہو عادت اس واسطے کہ وہ نوبت پہنچاتی ہے طرف خرابی مروت کے اور اس میں تفسیر ہے اس چیز کی کہ جس کو مجمل کرتا ہے مخبر خبر سے اور یہ کہ جائز ہے ذکر کرنا مرد کا ساتھ اس چیز کے کہ ہو اس میں عیب سے جب کہ ہو مقصود نفرت دلانا اس فعل سے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابو عبد اللہ رحمہ اللہ نے ساتھ اس طور کے استدلال کرنا ساتھ اس کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تمام ہوتا ہے جب کہ حضرت ﷺ نے سنا ہو اپنے خاوند کی غیبت کرتی اور اس کو اس پر برقرار رکھا ہو اور بہر حال حکایت اس شخص کی جو حاضر نہ ہو تو یہ غیبت نہیں اور شاید یہی مراد ہے خطاب کی اور کہا مازری نے کہ بعض نے کہا کہ ان میں سے بعض عورتوں نے اپنے خاوندوں کی وہ چیز ذکر کی جس کو وہ برا جانیں اور نہ ہوئی یہ غیبت اس واسطے کہ نہ پہچانی جاتی تھی وہ اپنے خاص شخصوں اور ناموں سے کہا مازری نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس عذر کی حاجت اس وقت ہے اگر اس شخص نے جس کے نزدیک حدیث بیان ہوئی سنا ہو ان کی کلام کو بیچ غیبت کرنے اپنے خاوندوں کے اور ان کو اس پر برقرار رکھا ہو اور بہر حال حالانکہ واقع اس کے برخلاف ہے اور وہ یہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکایت کی مجہول عورتوں کی جو عائب ہیں تو یہ غیبت نہیں اور اگر کوئی عورت اپنے خاوند کی وہ چیز بیان کرے کہ جس کو وہ برا جانے تو البتہ ہوگی یہ غیب حرام اس پر جو اس کو کہے اور سنے مگر یہ کہ ہونچ جگہ شکایت کے اس سے نزدیک حاکم کے اور یہ معین شخص کے حق میں ہے اور بہر حال مجہول آدمی جو نہ پہچانا جاتا ہو تو نہیں حرج اس کی غیبت سننے میں اس واسطے کہ وہ نہیں ایذا پاتا مگر جب کہ پہچانا ہو کہ جس کے سامنے اس کی شکایت ہوئی وہ اس کو پہچانتا ہے پھر یہ سب مرد مجہول ہیں نہ ان کے نام پہچانے جاتے ہیں اور نہ ان کے اشخاص چہ جائیکہ ان کے نام معلوم ہوں اور نہیں ثابت ہو واسطے ان عورتوں کے اسلام تاکہ جاری ہو ان پر حکم غیبت سوا بطل ہوا استدلال کرنا ساتھ اس کے واسطے اس چیز کے کہ مذکور ہوئی اور اس میں تقویت ہے اس شخص کے قول کی جو مکروہ جانتا ہے نکاح کرنا اس عورت سے جس کا خاوند ہو یعنی شوہر دیدہ ہو واسطے اس چیز کے کہ ظاہر ہوئی اعتراف ام زرع کے سے کہ دوسری خاوند نے اس کو بقدر اپنی طاقت کے اکرام کیا اور باوجود اس کے حقیر اور ناچیز جانا اس نے اس کو بہ نسبت پہلے خاوند کے اور اس حدیث میں ہے کہ محبت برائی کو چھپا دیتی ہے اس واسطے کہ باوجود

اس کے کہ ابو زرع نے ام زرع سے ساتھ برائی کی تھی کہ اس کو طلاق دے دی تھی نہ منع کیا اس کو اس نے مبالغہ کرنے سے اس کے وصف میں یہاں تک کہ پہنچی حد افراط اور غلو کو اور اس کے بعض طریقوں میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ ابو زرع اس کے طلاق دینے پر پشیمان ہو اور یہ کہ جائز ہے وصف کرنی عورتوں اور ان کی خوبیوں کی واسطے مرد کے لیکن محل اس کا وہ ہے جب کہ مجہول ہوں لیکن منع تو صرف وصف کرنی عورت معین کی ہے سامنے مرد کے یا ذکر کرے اس کے وصف سے وہ چیز کہ نہیں جائز ہے واسطے مردوں کے دیکھنا اس کی طرف ساتھ قصد کے اور یہ کہ تشبیہ مستلزم ہے اس کو کہ مشبہ مشبہ بہ کے ساتھ مساوی ہو ہر وجہ سے واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے کہ میں تیرے حق میں ایسا ہوں جیسے ابو زرع تھا ام زرع کے حق میں اور مراد وہ چیز ہے کہ بیان کیا اس کو بیشم کی روایت میں الفت میں نہ ہر چیز میں کہ موصوف تھا ساتھ اس کے ابو زرع مالداری زائدہ اور بیٹے اور خادم سے اور جو نہیں مذکور ہے دین کے سب کاموں سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کنایت سے طلاق نہیں پڑتی مگر ساتھ نیت کے اس واسطے کہ تشبیہ وی حضرت ﷺ نے اپنے آپ کو ساتھ ابو زرع کے اور حالانکہ اس نے طلاق دی ہوئی تھی تو اس سے طلاق کا واقع ہونا لازم نہ آیا اس واسطیکہ حضرت ﷺ نے اس کا قصد نہ کیا تھا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے پیروی کرنی ساتھ اہل فضل کے ہر امت سے اس واسطے کہ ام زرع نے ابو زرع کی معاشرت کی خوبی بیان کی اور حضرت ﷺ نے اس کو برقرار رکھا اور اس کو اچھا جانا اور اس میں قبول کرنا خبر واحد کا ہے اس واسطے کہ خبر دی ام زرع نے ساتھ حال ابو زرع کے اور حضرت ﷺ اس کو بجالائے یعنی اس کو اس پر برقرار رکھا اور اس پر انکار نہ کیا اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کہ کہنا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان، ویسائی تقریرہ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور یہ کہ جائز ہے مدح کرنا مرد کا سامنے اس کے جب کہ جانے کہ یہ اس کو فاسد نہیں کرتا اور یہ کہ جائز ہے کہنا واسطے نکاح کرنے والے کے بالرفاء والبنین کما تقدم اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا یہ حال ہے کہ جب آپس میں بات چیت کرتی ہیں تو اکثر اوقات ان کی بات مردوں ہی کے حق میں ہوتی ہے اور یہ برخلاف حال مردوں کے ہے کہ اکثر ان کی باتیں نہیں ہوتیں مگر اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ کاموں معاش کے اور یہ کہ جائز ہے کلام کرنا ساتھ الفاظ غریبہ کے اور استعمال کرنا جمع کا کلام میں جب کہ نہ ہو اس میں تکلف اور کہا عیاض نے کہ بیچ کلام ان عورتوں کے فصاحت الفاظ سے اور بلاغت عبارت سے اور بدیع سے وہ چیز ہے کہ اس پر کوئی زیادتی نہیں خاص کرام زرع کی کلام میں اس واسطے کہ وہ باوجود کثرت فضلوں کے اور قلت فضول کی اس کے کلمے مختصر ہیں۔ (فتح)

۴۷۹۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حبشی اپنی برچیوں سے کھیلتے تھے سو حضرت ﷺ نے مجھ کو پردہ کیا اور میں ان کی طرف دیکھتی تھی سو ہمیشہ رہی میں دیکھتی یہاں تک

۴۷۹۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ الْحَبَشِيُّ

کہ میں خود پھری سواندازہ کرو قد رکم عمر لڑکی کا کہ کھیل کو سنے  
یعنی بہت دیر سنتی رہی۔

يَلْعَوْنَ بِحَرَابِهِمْ فَاسْتَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَنْظُرُ فَمَا زِلْتُ  
أَنْظُرُ حَتَّى كُنْتُ أَنَا أَنْصَرِفُ فَأَقْدُرُوا قَدْرَ  
الْجَارِيَةِ الْحَدِيثَةِ السِّنِّ تَسْمَعُ اللَّهُو.

فائدہ: اس حدیث کی شرح عیدین میں گزر چکی ہے اور میں نے وہاں بیان کیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت پندرہ برس  
کی تھیں۔

نصیحت کرنا مرد کا اپنی بیٹی کو اس کے خاوند کے واسطے  
یعنی بسبب اس کے خاوند کے۔

بَابُ مَوْعِظَةِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ لِحَالِ  
رَوْجِهَا.

۴۷۹۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھ کو ہمیشہ  
اس کی حرص اور آرزو تھی کہ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھوں  
اور ایک روایت میں ہے کہ میں ایک سال ٹھہرا ارادہ کرتا تھا  
کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھوں سو میں اس کی ہیبت کے  
مارے اس سے نہ پوچھ سکا نام دو عورتوں کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی  
بیویوں میں سے جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم  
دونوں توبہ کرو اللہ تعالیٰ کی طرف تو خوش ہو سو البتہ میڑے  
ہوئے ہیں تمہارے دل یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حج  
کیا اور میں نے بھی ان کے ساتھ حج کیا اور وہ راہ سے  
پھرے یعنی جس میں لوگ چلتے ہیں طرف اس راہ کے جس  
میں غالباً کوئی نہیں چلتا یعنی پاخانے کے واسطے اور میں بھی ان  
کے ساتھ چھاگل لے کے پھرا پھر پاخانے سے فراغت کر کے  
آئے سو میں نے اس سے ان کے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا  
انہوں نے وضو کیا تو میں نے کہا اے مسلمانوں کے سردار!  
کون ہیں وہ دونوں عورتیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیویوں سے جن  
کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم دونوں اللہ تعالیٰ کی  
طرف توبہ کرو تو خوش ہو سو البتہ میڑے ہو گئے ہیں تمہارے دل

۴۷۹۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ  
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ  
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمْ أَزَلْ  
حَرِيصًا عَلَى أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ  
عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَيْنِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿إِنْ  
تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا﴾ حَتَّى  
حَجَّ وَحَجَّجْتُ مَعَهُ وَعَدَلْتُ وَعَدَلْتُ مَعَهُ  
بِإِدَاوَةٍ فَتَبَرَّرْتُ لَمْ يَجَأْ فَسَكَبْتُ عَلَى يَدَيْهِ  
مِنْهَا فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَنْ  
الْمَرْأَتَانِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ اللَّتَانِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿إِنْ تَتُوبَا  
إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا﴾ قَالَ  
وَأَعَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ هُمَا عَائِشَةُ  
وَحَفْصَةُ لَمْ اسْتَقْبَلْ عُمَرُ الْحَدِيثَ يَسْأَلُهُ  
قَالَ كُنْتُ أَنَا وَجَارَتِي مِنَ الْأَنْصَارِ فِي

بَنَى أُمِّيَّةً بَنِي زَيْدٍ وَهُمْ مِنْ عَوَالِي الْمَدِينَةِ  
وَكُنَّا نَتَّأَوَّبُ النَّزُولَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزِلَ يَوْمًا فَإِذَا  
نَزَلَتْ جَنَّتُهُ بِمَا حَدَّثَ مِنْ خَيْرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ  
مِنَ الْوَحْيِ أَوْ غَيْرِهِ وَإِذَا نَزَلَ لَعَلَّ مِثْلَ  
ذَلِكَ وَكُنَّا مَعَشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ  
فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى الْأَنْصَارِ إِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ  
نِسَاؤُهُمْ فَطَفِقَ نِسَاؤُنَا يَأْخُذْنَ مِنْ آدَبِ  
نِسَاءِ الْأَنْصَارِ فَصَحِبْتُ عَلَى امْرَأَتِي  
فَرَاَجَعْتَنِي فَأَنْكَرْتُ أَنْ تُرَاجِعَنِي قَالَتْ  
وَلِمَ تَنْكِحُنِي أَنْ أَرَا جَعَلَ لَوَالِدِي أَنْ أَرْوَاجَ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَ رَاجَعْتَهُ وَإِنْ  
إِحْدَاهُنَّ لَتَهْجُرُهُ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ  
فَأَفْزَعَنِي ذَلِكَ وَقُلْتُ لَهَا قَدْ خَابَ مَنْ  
فَعَلَ ذَلِكَ مِنْهُنَّ ثُمَّ جَمَعْتُ عَلَى ثِيَابِي  
فَنَزَلْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا أَيْ  
حَفْصَةُ أَتَعَاذِبُ إِحْدَاكُنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ قَالَتْ نَعَمْ  
فَقُلْتُ قَدْ خِبتِ وَخَسِرَتِ أَفْتَامَتَيْنِ أَنْ  
يَقْضِبَ اللَّهُ لِعَصْبِ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ لَتَهْلِكُنِي لَا تَسْتَكْثِرِي النَّبِيَّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تُرَاجِعِي فِي شَيْءٍ  
وَلَا تَهْجُرِيهِ وَسَلِّبْنِي مَا بَدَا لَكَ وَلَا  
يَغُرُّكَ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكَ أَوْضًا مِنْكَ  
وَأَحَبَّ إِلَيَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا تجھ کو عجب ہے اے عباس کے بیٹے!  
وہ دونوں عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں اور ایک روایت میں  
اتنا زیادہ ہے کہ ایک برس سے میرا ارادہ تھا کہ میں تجھ سے یہ  
پوچھوں سو تمہاری ہیبت کے مارے تم سے نہ پوچھ سکا، کہا پھر  
ایسا مت کر جو تجھ کو گمان ہو کہ میرے پاس علم ہے تو مجھ سے  
پوچھا لینا اگر مجھ کو خبر ہوگی تو میں تجھ کو خبر دوں گا پھر سامنے  
ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حدیث کے اس کو بیان کرتے یعنی اس  
قصے کو جو سبب ہے اس آیت کے اترنے کا کہا عمر فاروق رضی اللہ  
نے کہ میں اور میرا ایک انصاری ہمسایہ دونوں قبیلہ بنی امیہ  
میں رہتے تھے اور وہ مدینے کی بلندی کی طرف بستیوں میں  
رہتے تھے عموالی وہ گاؤں ہیں جو مدینے کے قریب ہیں مشرق  
کی طرف کہ وہ بلندی میں واقع ہیں اور ہم باری باری سے  
حضرت ﷺ کے پاس آتے جاتے تھے ایک دن وہ آتا تھا  
اور ایک دن میں آتا تھا سو جب میں آتا تو اس کے پاس اس  
دن کی خبر لاتا جو نیا پیدا ہوتا وحی وغیرہ سے یعنی ان حادثوں  
سے جو حضرت ﷺ کے پاس پیدا ہوتے اور جب وہ اترتا تو  
اسی طرح کرتا اور ہم گروہ قریش کے عورتوں پر غالب تھے یعنی  
حکم کرتے تھے اور وہ ہم پر نہ کرتی برخلاف انصار کے کہ وہ  
برعکس تھے اور ایک روایت میں ہے کہ ہم عورتوں سے کچھ  
اختیار نہ گنتے تھے اور نہ ان کو اپنے کاموں میں داخل کرتے  
تھے سو جب ہم مدینے میں انصار کے پاس آئے تو اچانک  
دیکھا کہ وہ ایک قوم ہیں کہ ان کی عورتیں ان پر غالب ہیں سو  
ہماری عورتیں بھی انصار کی عورتوں کی خو بو سیکھنے لگیں سو میں اپنی  
عورت پر چلایا اور میں نے اس کو غصے سے جھڑکا سو اس نے  
مجھ سے تکرار کیا سو میں نے انکار کیا کہ مجھ سے تکرار کرے اور



يُرِيدُ غَائِشَةً قَالَ عُمَرُ وَكُنَّا قَدْ تَحَدَّثْنَا أَنَّ  
 عَسَانَ تَعْمَلُ الْحَيْلَ لِنَفْرُوْنَا فَنَزَلَ صَاحِبِي  
 الْأَنْصَارِيُّ يَوْمَ نَوَيْتِهِ فَرَجَعَ إِلَيْنَا عِشَاءً  
 فَضْرَبَ بَابِي ضَرْبًا شَدِيدًا وَقَالَ أَلَمْ هُوَ  
 فَفَرَعْتُ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ قَدْ حَدَّثَ  
 الْيَوْمَ أَمْرٌ عَظِيمٌ قُلْتُ مَا هُوَ أَجَاءَ عَسَانُ  
 قَالَ لَا بَلْ أَعْظَمُ مِنْ ذَلِكَ وَأَهْوَلُ طَلَّقَ  
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ وَقَالَ  
 عُيَيْدُ بْنُ حُنَيْنٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ  
 فَقَالَ إِعْتَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 أَرْوَاجَهُ فَقُلْتُ خَابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرَتْ  
 قَدْ كُنْتُ أَظُنُّ هَذَا يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ  
 فَجَمَعْتُ عَلَى ثِيَابِي فَصَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ  
 مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ  
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَشْرُبَةً لَهُ  
 فَأَعْتَزَلَ فِيهَا وَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَإِذَا  
 هِيَ تَبْكِي فَقُلْتُ مَا يُبْكِيكِ أَلَمْ أَكُنْ  
 حَذَرْتُكَ هَذَا أَطْلَقَكُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَا أَدْرِي مَا هُوَ ذَا  
 مُعْتَزَلَ فِي الْمَشْرُبَةِ فَخَرَجْتُ فَجِئْتُ إِلَى  
 الْمَنْبَرِ فَإِذَا حَوْلَهُ رَهْطٌ يَبْكِي بَعْضُهُمْ  
 فَجَلَسْتُ مَعَهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجْدُ  
 فَجِئْتُ الْمَشْرُبَةَ الَّتِي فِيهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِغُلَامٍ لَهُ أَسْوَدُ اسْتَاذُنْ  
 لِعُمَرَ فَدَخَلَ الْغُلَامُ فَكَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ

بھڑے اس نے کہا اور تو کیوں برا مانتا ہے یہ کہ میں تجھ سے  
 تکرار کروں (اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا کیا ہے  
 تکلف تیرا اس کام میں کہ میں اس کا ارادہ کرتا ہوں اور ایک  
 روایت میں ہے کہ جب اسلام آیا تو ہم نے جانا کہ ان کے  
 واسطے ہم پر حق ہے سوائے اس کے کہ ہم ان کو اپنے کسی کام  
 میں داخل کریں اور میری اور میری عورت کے درمیان کچھ گفتگو  
 تھی سو میں نے اس کو سخت کہا اور میں نے اس کو چھڑی ماری)  
 سو قسم ہے اللہ کی بے شک حضرت ﷺ کی بیویاں آپ سے  
 تکرار کرتی ہیں اور البتہ ایک ان میں سے سارا دن حضرت ﷺ  
 سے کلام نہیں کرتی اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا تو  
 کب ہمارے کام میں دخل دیتی تھی تو اس نے کہا اے خطاب  
 کے بیٹے! کوئی تجھ سے کلام نہیں کر سکتا اور حالانکہ تیری بیٹی  
 حضرت ﷺ سے کلام کرتی ہے یہاں تک کہ سارا دن  
 غضبناک رہتے ہیں تو میں اس سے گھبرایا اور میں نے اس سے  
 کہا کہ ناامید اور خراب ہوئی جس نے یہ ان میں سے کیا پھر  
 میں نے اپنے سب کپڑے پہنے اور چلا سو میں اتر ا اور اپنی بیٹی  
 حفصہؓ کو لے کر داخل ہوا میں نے اس سے کہا اے حفصہ! کیا تم  
 میں سے کوئی حضرت ﷺ کو غصہ دلاتی ہے تمام دن رات  
 تک؟ اس نے کہا، ہاں! میں نے کہا البتہ ناامید ہوئی اور  
 خسارے میں پڑی کیا تم نڈر ہو اس سے کہ غضبناک ہو اللہ  
 تعالیٰ اپنے رسول کے غضب کے سبب سے سو تو ہلاک ہو  
 حضرت ﷺ سے بہت نہ مانگا کر اور نہ کسی چیز میں آپ سے  
 تکرار اور مقابلہ کیا کر اور نہ آپ سے ترک کلام کیا کر یعنی  
 اگرچہ حضرت ﷺ تجھ سے کلام نہ کریں اور مانگ مجھ سے جو  
 تجھ کو ظاہر ہو اور نہ فریب دے تجھ کو یہ کہ تیری سوکن تجھ سے

زیادہ خوبصورت اور حضرت ﷺ کو بہت پیاری ہے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا نہ دھوکا کھانا ساتھ ہونے عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ کرتی ہے جس سے میں نے تجھ کو منع کیا اور حضرت ﷺ اس کو اس سبب سے مواخذہ نہیں کرتے اس واسطے کہ وہ گھمنڈ کرتی ہے اپنی خوبصورتی سے اور حضرت ﷺ کی محبت سے کہ آپ کو اس کے ساتھ ہے سو نہ مغرور ہو تو ساتھ اس کے واسطے اس احتمال کے کہ حضرت ﷺ کے نزدیک تیرا یہ مرتبہ ہو سو تجھ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح گھمنڈ کرنا جائز نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ پھر میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوا سو میں نے اس سے کہا جو حصہ رضی اللہ عنہا کو کہا تو اس نے کہا عجب ہے اے خطاب کے بیٹے! داخل ہوا تو ہر چیز میں یعنی لوگوں کے کاموں میں یہاں تک کہ تو چاہتا ہے کہ حضرت ﷺ اور آپ کی بیویوں کے درمیان داخل ہو کیا حضرت ﷺ اپنی بیویوں کو نصیحت نہیں کر سکتے تاکہ تو ان کو وعظ کرتا ہے سو قسم ہے اللہ کی اس نے مجھ کو روکا اس سے جو میں ارادہ کرتا تھا توڑا اس نے مجھ کو بعض اس چیز سے کہ میں پاتا تھا یعنی اس نے مجھ کو اپنی زبان سے ایسا پکڑا کہ مجھ کو اپنے مقصد اور کلام سے ہٹایا کہا عمر رضی اللہ عنہ نے ہم چرچا کرتے تھے کہ غسان کا بادشاہ گھوڑوں کو نعلیں باندھتا ہے تاکہ ہم سے لڑے یعنی ہم کو اس کا خوف تھا سو میرا ساتھی انصاری اپنی باری کے دن اترا یعنی حضر کے ﷺ کے پاس گیا سو عشاء کو ہماری طرف پھرا اور اس نے میرے دروازے کو سخت دستک دی اور کہا کہ کیا وہ یعنی عمر رضی اللہ عنہ یہاں ہے تو میں گھبرا کر اس کی طرف نکلا یعنی واسطے سخت دستک دینے اس کے دروازے کو برخلاف عادت کے تو اس نے کہا کہ آج ایک بڑا امر پیدا ہوا میں نے کہا وہ کیا ہے کیا غسانی آیا؟ اس

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ كَلَّمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمْتُ فَأَنْصَرَفْتُ حَتَّى جَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِينَ عِنْدَ الْمَنَبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَجِئْتُ فَقُلْتُ لِلْغُلَامِ اسْتَأْذِنْ لِعَمَرَ فَدْخَلَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمْتُ فَرَجَعْتُ فَجَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِينَ عِنْدَ الْمَنَبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَجِئْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ اسْتَأْذِنْ لِعَمَرَ فَدْخَلَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيَّ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمْتُ فَلَمَّا وَلَيْتُ مُنْصَرِفًا قَالَ إِذَا الْغُلَامُ يَدْعُونِي فَقَالَ قَدْ أَذِنَ لَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى رِمَالٍ حَصِيرٍ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ قَدْ أَثَرِ الرِّمَالِ بِجَنْبِهِ مُتَكِنًا عَلَى وِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ حَشَوْهَا لَيْفٌ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَطَلَّقْتَ نِسَاءَكَ فَرَفَعَ إِلَيَّ بَصَرَهُ فَقَالَ لَا فَقُلْتُ اللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ أَسْأَلُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ رَأَيْتَنِي وَكُنَّا مَعَشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ إِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ رَأَيْتَنِي وَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا لَا

نے کہا نہیں بلکہ اس سے بھی بہت بڑا اور بہت ہولناک یعنی یہ نسبت عمرؓ کے کہ ان کی بیٹی حضرت عائشہؓ کے نکاح میں تھی حضرت عائشہؓ نے اپنی عورتوں کو طلاق دے دی تو میں نے کہا نا امید ہوئی حصہ بیٹیوں اور خسارے میں پڑی البتہ مجھ کو گمان تھا کہ عنقریب یہ ہوگا تو میں نے اپنے سب کپڑے اپنے اوپر پہنے سو میں نے فجر کی نماز حضرت عائشہؓ کے ساتھ پڑھی پھر حضرت عائشہؓ اپنے ایک بالا خانے میں داخل ہوئے اور اس میں گوشہ گیر ہوئے اور میں حصہ بیٹیوں پر داخل ہوا تو اچانک میں نے دیکھا کہ وہ روتی ہے میں نے کہا کہ تو کس سبب سے روتی ہے، کیا میں نے تجھ کو اس سے نہ ڈرایا تھا، کیا حضرت عائشہؓ نے تم کو طلاق دی ہے؟ اس نے کہا میں نہیں جانتی یعنی تو میں نے کہا کہ حضرت عائشہؓ کہاں ہیں؟ اس نے کہا خبردار وہ بالا خانے میں گوشہ گیر ہیں سو میں نکلا اور منبر کے پاس آیا تو اچانک دیکھا کہ اس کے گرد ایک جماعت ہے ان میں سے بعض روتے ہیں سو میں تھوڑا سا ان کے ساتھ بیٹھا پھر مجھ پر غالب ہوا جو پاتا تھا یعنی مشغول ہونے کے دل کے سے ساتھ اس چیز کے کہ اس کو پہنچی کہ حضرت عائشہؓ اپنی بیویوں سے الگ ہوئے اور یہ نہ ہوگا مگر حضرت عائشہؓ کے غصے سے اور واسطے احتمال صحیح ہونے اس چیز کے کہ مشہور ہوئی کہ حضرت عائشہؓ نے اپنی بیویوں کو طلاق دی اور منجملہ ان کے حصہ بیٹیوں تھی عمرؓ کی بیٹی تو ان کے درمیان علاقہ ٹوٹ جائے گا (اور اس میں جو مصیبت ہے سو پوشیدہ نہیں) سو میں اس بالا خانے میں آیا جس میں حضرت عائشہؓ تھے اور یک روایت میں ہے کہ اچانک حضرت عائشہؓ ایک بالا خانے میں تھے جس پر سیڑھی سے چڑھا جاتا تھا اور آپ کا ایک غلام کالا

يَعْرِفُكَ اَنْ كَانَتْ جَارَتِكَ اَوْضًا مِنْكَ  
وَاَحَبَّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يُرِيدُ عَائِشَةَ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ تَبَسُّمَهُ اُخْرَى فَبَجَلَسْتُ حِينَ رَأَيْتُهُ  
تَبَسَّمَ فَرَفَعْتُ بَصَرِي فِي بَيْتِهِ فَوَاللَّهِ مَا  
رَأَيْتُ فِي بَيْتِهِ شَيْئًا يَرُدُّ الْبَصَرَ غَيْرَ أَهْبَةِ  
ثَلَاثَةِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اَدْعُ اللَّهَ  
فَلْيُوسِعْ عَلَيَّ أُمَّتِكَ فَإِنَّ فَارِسَ وَالرُّومَ قَدْ  
وَسِعَ عَلَيْهِمْ وَأَعْطُوا الدُّنْيَا وَهُمْ لَا  
يَعْبُدُونَ اللَّهَ فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ وَكَانَ مُتَكِنًا فَقَالَ أَوَلَيْ هَذَا أَنْتِ  
يَا ابْنَةَ الْخَطَّابِ إِنَّ أَوْلَيْكَ قَوْمٌ عَجَلُوا  
طَيِّبَاتِهِمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ  
اللَّهِ اسْتَغْفِرُ لِي فَأَعْتَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَسَاتَهُ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ  
الْحَدِيثِ حِينَ أَهْلَسَتْهُ حَفْصَةُ إِلَى عَائِشَةَ  
تِسْعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً وَكَانَ قَالَ مَا أَنَا  
بِدَاخِلٍ عَلَيْهَا شَهْرًا مِنْ شِدَّةِ مَوْجَدَّتِهِ  
عَلَيْهَا حِينَ عَاتَبَهُ اللَّهُ فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعُ  
وَعِشْرُونَ لَيْلَةً دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَبَدَأَ بِهَا  
فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ كُنْتَ  
قَدْ أَقْسَمْتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا  
وَأِنَّمَا أَصْبَحْتَ مِنْ تِسْعِ وَعِشْرِينَ لَيْلَةً  
أَعَدَّهَا عَدًّا فَقَالَ الشَّهْرُ تِسْعُ وَعِشْرُونَ  
لَيْلَةً فَكَانَ ذَلِكَ الشَّهْرُ تِسْعًا وَعِشْرِينَ

لَيْلَةً قَالَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى آيَةَ  
التَّخْيِيرِ فَبَدَأَ بِيْ أَوَّلِ امْرَأَةٍ مِّنْ نِّسَائِهِ  
فَاخْتَرْتُهُ ثُمَّ خَيَّرَ نِسَاءَهُ كُلَّهُنَّ فَقُلْنَ مِثْلَ  
مَا قَالَتْ عَائِشَةُ.

میٹھی کے سر پر بیٹھا تھا اس کا نام رباح تھا تو میں نے آپ  
کے کالے غلام سے کہا کہ اجازت مانگ عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے،  
سو وہ غلام داخل ہوا سو اس نے حضرت ﷺ سے کلام کیا پھر  
پھر اس نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ سے کلام کیا اور  
تیرا ذکر حضرت ﷺ سے کیا سو آپ چپ رہے سو میں پھر  
یہاں تک کہ بیٹھا میں ساتھ اس جماعت کے جو منبر کے پاس  
بیٹھے تھے پھر غالب ہوا مجھ پر جو پاتا تھا پھر میں آیا سو میں نے  
غلام سے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے اجازت مانگ، سو وہ اندر گیا  
پھر پھر اس نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ کے پاس تیرا  
ذکر کیا تھا حضرت ﷺ چپ رہے سو میں پھر اور بیٹھا ساتھ  
ان لوگوں کے جو منبر کے پاس تھے پھر مجھ پر غالب ہوا جو پاتا  
ہوں تو میں غلام کے پاس آیا یہی اس سے کہا میرے واسطے  
اجازت مانگ سو وہ اندر گیا پھر پھر اس نے کہا کہ میں نے  
حضرت ﷺ کے پاس تیرا ذکر کیا تھا لیکن آپ چپ رہے سو  
جب میں پھر پیٹھ دے کر تو اچانک دیکھا کہ غلام مجھ کو بلاتا  
ہے سو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے تجھ کو اجازت دی  
سو میں حضرت ﷺ کے پاس اندر گیا سو اچانک میں نے  
دیکھا کہ حضرت ﷺ چٹائی پر لیٹے ہیں آپ کے اور اس کے  
درمیان کوئی بستر نہیں چٹائی نے آپ کے پہلو میں اثر کیا ہے  
یعنی آپ کے پہلو میں چٹائی کے نقش پڑ گئے ہیں تکیہ کیے ہیں  
چمڑے کے ایک تکیہ پر کہ بجائے روئی کے اس کے اندر کھجور  
کی چھیل بھری ہے سو میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا پھر میں  
نے کہا اور حالانکہ میں کھڑا تھا کہ یا حضرت! کیا آپ نے  
اپنی عورتوں کو طلاق دی ہے؟ سو حضرت ﷺ نے اپنی آنکھ  
میری طرف اٹھائی اور فرمایا نہیں، میں نے اللہ اکبر کہا یعنی

اس خبر کے بے اصل ہونے سے تعجب کیا یا بطور شکریہ کے اللہ اکبر کہا یعنی اس کا شکریہ ادا کیا کہ حضرت ﷺ نے طلاق نہیں دی پھر میں نے کہا اور حالانکہ میں کھڑا تھا لگاؤ چاہتا تھا یا حضرت! اگر آپ مجھ کو دیکھتے اور ہم گروہ قریش کے تھے عورتوں پر غالب تھے سو جب ہم مدینے میں آئے تو اچانک ہم نے دیکھا کہ وہ ایک قوم ہیں کہ ان کی عورتیں ان پر غالب ہیں تو حضرت ﷺ نے تبسم فرمایا پھر میں نے عرض کیا کہ یا حضرت! اگر آپ مجھ کو دیکھیں اور میں حصہ بنی النبیہ پر داخل ہوا تو میں نے اس سے کہا کہ نہ دھوکا دے تجھ کو یہ کہ تیری سوکن تجھ سے زیادہ خوبصورت ہے اور حضرت ﷺ کے نزدیک بہت پیاری ہے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا تو حضرت ﷺ نے دوسری بار تبسم فرمایا سو میں بیٹھا جب کہ یعنی دیکھا کہ آپ نے تبسم فرمایا پھر میں نے اپنے کو آپ گھر میں آنکھ کو اٹھایا سو قسم ہے اللہ کی نہیں دیکھی میں نے اس میں کچھ چیز جو آنکھ کو رد کرے سوائے تین کچی کھالوں کے سو میں نے کہا یا حضرت! دعا کیجیے اللہ آپ کی امت پر روزی کشادہ کرے سو بے شک فارس اور روم والوں پر روزی کشادہ کی گئی ہے اور ان کو دنیا ملی اور حالانکہ وہ اللہ کو نہیں پوجتے یعنی ہم اللہ کو پوجتے ہیں تو ہم کو بطریق اولیٰ دنیا ملنی چاہیے سو حضرت ﷺ سیدھے ہو کر بیٹھے اور پہلے تکیہ کیے بیٹھے تھے سو فرمایا کہ کیا تجھ کو اس میں شک ہے اسے خطاب کے بیٹے کہ آخرت کی کشائش بہتر ہے دنیا کی کشائش سے بے شک ان کافروں کے واسطے ستھری اور عیش کی چیزیں جلد دی گئیں دنیا کی زندگی میں کیا تو راضی نہیں کہ ان کے لیے دنیا ہو اور ہمارے لیے آخرت سو میں نے کہا یا حضرت! میرے لیے بخشش مانگیے یعنی میری جرأت سے کہ

میں نے آپ کے سامنے کہی یا میرے اس اعتقاد سے کہ دنیا کی چیزیں مرغوب فیہا ہیں سو حضرت ﷺ اپنی بیویوں سے الگ ہوئے بسبب اس بات کے جب کہ ظاہر کیا اس کو حصہ ﷺ نے طرف عائشہ رضی اللہ عنہا کی انتیس رات اور حضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں ان پر ایک مہینہ داخل نہیں ہوں گا بسبب سخت غضبناک ہونے آپ کے کی اور ان کے جب اللہ نے آپ کو عتاب کیا سو جب انتیس راتیں گزر چکیں تو عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے اور اس سے شروع کیا سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے کہا کہ یا حضرت! آپ نے قسم کھائی تھی کہ آپ ایک مہینہ ہم پر داخل نہیں ہوں گے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں نے صبح کی انتیس راتوں سے میں ان کو گنتی رہی ہوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے اور وہ مہینہ انتیس دن کا تھا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر اللہ نے تخمیر کی آیت اتاری سو حضرت ﷺ نے اپنی عورتوں میں سے پہلے پہل مجھ سے شروع کیا میں نے آپ کو اختیار کیا پھر آپ نے سب عورتوں کو اختیار دیا سو انہوں نے کہا جیسے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔

**فائدہ:** ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ پانچھانے کے واسطے پہلو کے درختوں میں داخل ہوئے اور اپنی حاجت پوری کی تو اس سے لیا جاتا ہے کہ مسافر جب قضاء حاجت کے واسطے خالی میدان نہ پائے تو پردہ کرے ساتھ اس چیز کے کہ ممکن ہو اس کو پردہ کرنا ساتھ اس کے جنگ کے درختوں سے اور یہ جو کہا کہ تجھ کو تعجب ہے اے ابن عباس! تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تعجب کیا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے باوجود مشہور ہونے اس کے کی ساتھ علم تفسیر کے کس طرح پوشیدہ رہا اس پر یہ قدر باوجود مشہور ہونے اس کے کی اور عظمت اس کی عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں اور مقدم کرنے اس کے علم میں اس کے غیر پر اور باوجود اس کے کہ تھا ابن عباس رضی اللہ عنہ مشہور ساتھ اس کے حرص سے اوپر طلب علم کے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے اپنی عورتوں کو طلاق دی تو شاید جزم کرنا ساتھ اس کے واقع ہوا ہے مشہور کرنے بعض منافقوں کے سے سولوگوں نے اس کو ایک دوسرے سے نقل کیا ہے اور اس کی اصل وہ چیز ہے جو واقع ہوئی حضرت ﷺ کے الگ ہونے سے اپنی عورتوں سے اور حضرت ﷺ کی یہ عادت نہ تھی سو انہوں نے گمان کیا کہ حضرت ﷺ نے ان کو طلاق

دی اسی واسطے نہ عتاب کیا عمر رضی اللہ عنہ نے انصاری کو اس چیز پر کہ جزم کیا اس نے ساتھ واقع ہونے اس کے پس مراد ساتھ اذاعت کے اللہ کے قول ﴿اذا عوا بہ﴾ یہ قول ان کا ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دی بغیر تحقیق کے یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حقیقت حال پر اطلاع پائی اور یہ جو کہنا امید ہوئی حصہ رضی اللہ عنہا اور خسارے میں پڑی تو اس کو اس واسطے خاص کیا کہ وہ اس کی بیٹی تھی اور تھوڑے دن ہوئے تھے کہ اس کو اس سے ڈرایا تھا اور یہ جو کہا کہ مجھ کو گمان تھا کہ عنقریب یہ ہوگا تو یہ واسطے اس چیز کے ہے کہ پہلے گزر چکی تھی واسطے ان کے کہ ان کا بکرار کبھی پہنچتا ہے طرف غضب کی جو نوبت پہنچانے والا ہے طرف جدائی کے اور جو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں حصہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوا تو ایک روایت میں ہے کہ میں پہلے عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوا تو میں نے اس کو کہا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی! تیری شان اس حد کو پہنچی کہ تو حضرت ﷺ کو ایذا دیتی ہے؟ تو اس نے کہا اے خطاب کے بیٹے! تجھ کو مجھ سے کیا ہے تو اپنی بیٹی کو سمجھا اور عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہونے سے پردہ کا اٹھانا لازم نہیں آتا اس واسطے کہ آدمی دروازے سے داخل ہوتا ہے اور پردے کے پیچھے سے بات کرتا ہے اور یہ جو کہا کہ میں نے تجھ کو نہیں ڈرایا تھا تو ایک روایت میں ہے کہ کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ البتہ مجھ کو معلوم ہے کہ حضرت ﷺ تجھ سے محبت نہیں رکھتے اور اگر میں نہ ہوتا تو حضرت ﷺ تجھ کو طلاق دیتے تو حصہ رضی اللہ عنہا سخت روئیں واسطے اس چیز کے کہ جمع ہوئی نزدیک اس کے غم نہیے حضرت ﷺ کی جدائی پر اور واسطے اس چیز کے کہ اس کو توقع تھی کہ اس کا باپ اس پر سخت غضبناک ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ کہا اگر حضرت ﷺ نے تجھ کو طلاق دی تو میں تجھ سے کبھی نہیں بولوں گا اور یہ جو کہا مال حیر تو مراد یہ ہے کہ آپ کی چار پائی بنی ہوئی تھی ساتھ اس چیز کے کہ بنی جاتی ہے ساتھ اس کے چٹائی اور یہ جو کہا کہ اگر آپ مجھ کو دیکھیں تو یہ استفہام ہے بطور اجازت مانگنے کے یعنی میں بات کرنے کی اجازت مانگتا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کبھی کھالوں کو دیکھ کر روئے حضرت ﷺ نے فرمایا تیرے رونے کا کیا سبب ہے؟ میں نے کہا قیصر اور کسریٰ نہروں اور میووں میں عیش کرتے ہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں آپ کا یہ حال ہے اور یہ جو کہا کہ حصہ رضی اللہ عنہا نے اس کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے آگے ظاہر کیا تو نہیں ہے مذکور اس حدیث میں جو چیز حصہ رضی اللہ عنہا نے ظاہر کی تھی عتاب سے اللہ کا یہ قول ہے ﴿یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لك﴾ الآیات اور اختلاف ہے اس چیز میں کہ حرام کیا تھا اس کو حضرت ﷺ نے اپنی جان پر یعنی وہ کیا چیز تھی جس کے حرام کرنے پر آپ کو عتاب ہوا جیسا کہ اختلاف بچ سبب قسم کھانے آپ کے کی اس پر کہ اپنی عورتوں پر ایک مہینہ داخل نہیں ہوں گے چند اقوال پر سو جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے یہ ہے کہ وہ شہد تھا کما مضی فی سورۃ التحوید اور ابن مردویہ نے روایت کی ہے کہ کسی نے حصہ رضی اللہ عنہا کو شہد کا چھتہ تجھ بھیجا حضرت ﷺ اس کے پاس ٹھہرتے تھے اور شہد پیتے تھے اور باقی سب بیویوں نے باہم مشورہ کیا کہ جب حضرت ﷺ تمہارے پاس آئیں تو کہنا کہ ہم آپ سے مغفیر کی بو پاتی ہیں جب

حضرت عائشہؓ ان کے پاس آئے تو سب بیویوں نے اسی طرح کہا حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ وہ شہد ہے قسم ہے اللہ کی میں اس کو کبھی نہیں بھاؤں گا اور ابن سعد نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ عائشہؓ بیٹھیا کی باری کے دن حفصہؓ بیٹھیا اپنے گھر سے نکلیں تو حضرت عائشہؓ اپنی لونڈی کو جس کا نام ماریہ قطیبہ تھالے کر حفصہؓ بیٹھیا کے گھر داخل ہوئے اس کے بعد حفصہؓ بیٹھیا آئیں وہ چپکے سے دیکھتی رہیں یہاں تک کہ لونڈی اندر سے نکلی حفصہؓ بیٹھیا نے کہا کہ خبردار البتہ میں نے دیکھا جو آپ نے کیا حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ یہ حال کسی سے مت کہنا اور وہ مجھ پر حرام ہوئی تو حفصہؓ بیٹھیا نے یہ خبر عائشہؓ بیٹھیا کو دی تو عائشہؓ بیٹھیا نے کہا کہ میرے دن میں آپ قطیبہ سے صحبت کرتے ہیں اور آپ کی باقی عورتوں کے دن سلامت رہتے ہیں تو یہ آیت اتری اور آیا ہے بیچ سبب غصے ہونے حضرت عائشہؓ کے اوپر ان کے اور قسم کھانے کے کہ ان پر ایک مہینہ داخل نہیں ہوں گے قصہ اور روایت کی ہے ابن سعد نے عائشہؓ بیٹھیا سے کہ حضرت عائشہؓ کو کسی نے تھکے بھیجا حضرت عائشہؓ نے اس کو بیویوں میں تقسیم کیا اور زینب بنت جحشؓ کو اس کا حصہ بھیجا اس نے تھوڑا دیکھ کے پھیر دیا حضرت عائشہؓ نے دوسری بار دگنا کر کے بھیجا پھر بھی اس نے پھیر دیا حضرت عائشہؓ نے تین گنا کر کے بھیجا پھر بھی اس نے پھیر دیا تو حضرت عائشہؓ نے قسم کھائی کہ ایک مہینہ ان پر داخل نہیں ہوں گے اور مسلم میں ہے کہ آپ کی بیویوں نے آپ سے زیادہ خرچ مانگا تو حضرت عائشہؓ ایک مہینہ ان سے الگ ہوئے اور تخمیر کی آیت اتری اور احتمال ہے کہ یہ سب چیزیں حضرت عائشہؓ کے الگ ہونے کا سبب ہوں اور یہی لائق ہے ساتھ مکارم اخلاق حضرت عائشہؓ کے اور یہ کہ نہیں واقع ہوتا یہ حضرت عائشہؓ سے یہاں تک کہ مکرر ہو ان سے موجب اس کا اور رائج سب اقوال میں سے قصہ ماریہ کا ہے واسطے خاص ہونے عائشہؓ بیٹھیا اور حفصہؓ بیٹھیا کے ساتھ اس کے برخلاف شہد کے اس واسطے کہ اس میں سب بیویاں جمع تھیں اور احتمال ہے کہ سب اسباب جمع ہوئے ہوں سو اشارہ کیا گیا طرف اہم کی اور تائید کرتا ہے اس کی شامل ہونا قسم کا واسطے سب کے اور اگر فقط ماریہ کے قصے میں ہوتا تو عائشہؓ بیٹھیا اور حفصہؓ بیٹھیا کے ساتھ خاص ہوتا اور اس کی باقی شرح طلاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور اس حدیث میں سوال کرنا عالم سے ہے اس کے گھر والوں کے بعض کاموں سے اگرچہ اس پر اس میں کچھ نقص ہو جب کہ ہو اس میں کوئی سنت جو نقل کی جائے یا مسئلہ جو یاد رکھا جائے اور اس میں عزت کرنی عالم کی ہے اور ڈرنا اس سے پوچھنے اس چیز کے سے جس کے ذکر سے اس کے تغیر کا ڈر ہو اور انتظار کرنا عالم کی خلوت اور تنہائی کا تا کہ پوچھے اس سے وہ چیز کہ اگر اس کو لوگوں کے سامنے پوچھے تو شاید سائل پر اس کا انکار کرے اور لی جاتی ہے رعایت مروت کی اور اس میں ہے کہ عورتوں پر سخت پابندی کرنی مذموم ہے اس واسطے کہ حضرت عائشہؓ نے لیا انصاریوں کی خصلت کو ان کی عورتوں کے حق میں اور اپنی قوم کی خصلت چھوڑ دی اور اس میں ادب دینا مرد کا ہے اپنی بیٹی کو اور اپنی قرابت والی عورت کو ساتھ قول کے بسبب سنوارنے اس کے کی واسطے خاوند اس کے کی اور اس میں بیان کرنا قصے کا ہے اپنے



طور پر اگرچہ مسائل نے اس سے نہ پوچھا ہو جب کہ ہو اس میں کوئی مصلحت زیادتی شرح اور بیان سے خاص کر جب کہ عالم جانے کہ طالب اس کو اختیار کرتا ہے اور اس میں ڈرنا طالب کا ہے عالم سے اور تواضع کرنی عالم کی واسطے اس کے اور صبر کرنا اس کا اور مسئلے کے کی اگرچہ اس سے کسی چیز میں اس پر نقص اور عار ہو اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے مارنا دروازے کو اور کوٹنا اس کا جب کہ اندر والا بغیر اس کے نہ سنے اور داخل ہونا باپوں کا بیٹیوں پر اگرچہ ہو بغیر اجازت خاوند کے اور کریدنا ان کے احوال سے خاص کر جو متعلق ہو ساتھ نکاح والیوں کے اور اس میں حسن تلافی ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے اور شدت حرص اس کے کی اوپر اطلاع پانے کے فنون تفسیر پر اور اس میں طلب کرنا علو سند کا ہے اس واسطے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک دراز مدت ٹھہرے رہے انتظار کرتے عمر رضی اللہ عنہ کی خلوت کوتاہی سے یہ حدیث سیکھیں اور ان کے واسطے ممکن تھا کہ سیکھتے اس کو عمر رضی اللہ عنہ سے ساتھ واسطے اس شخص کے جو اس سے سوال میں نہیں ڈرتا جیسا وہ عمر رضی اللہ عنہ سے ڈرتے تھے اور اس میں حرص اصحاب رضی اللہ عنہم کی ہے اوپر طلب علم کے اور ضبط کرنے اور یاد رکھنے احوال رسول اللہ ﷺ کے اور اس میں ہے کہ ٹھہرائے طالب علم واسطے نفس اپنے کے ایک وقت کہ فارغ ہو اس میں واسطے امر معاش کے اور حال اپنے گھر والوں کے اور اس میں بحث کرنا ہے علم کی راہوں میں اور خلوتوں میں اور بیٹھے اور چلتے اور اس میں اختیار کرنا ڈھیلے لینے کا ہے سفروں میں اور باقی رکھنا پانی کا واسطے وضو کے اور اس میں ذکر کرنا عالم کا ہے اس چیز کو کہ واقع ہو اس کے نفس سے اور اس کے اہل سے ساتھ اس چیز کے کہ مرتب ہو اس پر فائدہ دینی اگرچہ ہو اس کی حکایت میں وہ چیز کہ مکروہ ہے اور جواز امر صالح کا واسطے بیان کرنے حدیث کے اپنے طور پر یعنی بنامہ اور بیان ذکر وقت اٹھانے کے اور اس میں صبر کرنا ہے عورتوں پر اور چشم پوشی کرنی ان کے خطاب سے اور درگزر کرنی اس چیز سے کہ ان سے واقع ہو زلل سے مرد کے حق میں سوائے اس چیز کے کہ اللہ کے حق میں ہو اور یہ کہ جائز ہے واسطے حاکم کے وقت خلوت کے ٹھہرانا دربان کا کہ منع کرے جو بغیر اجازت کے اس پر داخل ہو اور جنازے کے بیان میں گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک عورت کو وعظ کیا اس نے حضرت ﷺ کو نہ پہچانا پھر وہ سن کے حضرت ﷺ کے پاس آئی اور آپ کے واسطے کوئی دربان نہ پایا تو یہ محمول ہے ان وقتوں پر جن میں حضرت ﷺ لوگوں کے واسطے بیٹھے تھے اور اس میں ہے کہ جائز ہے واسطے امام کے یہ کہ پردہ کرے اپنے رفیقوں اور خاص لوگوں سے وقت کسی کام کے کہ راہ پائے طرف اس کی گھر والوں کی طرف سے یہاں تک کہ اس کا غصہ جاتا رہے اور نکلے طرف لوگوں کی اور حالانکہ وہ کشادہ پیشانی ہو سو بے شک اگر بڑا شخص پردہ کرے تو نہیں اچھا ہے داخل ہونا طرف اس کے بغیر اجازت کے اگرچہ ہو جو ارادہ کرتا ہے اس پر داخل ہونے کا جلیل القدر عظیم مرتبہ نزدیک اس کے اور اس میں نرمی کرنی ہے ساتھ سر کے اور شرمنا ان سے جب کہ واقع ہو واسطے مرد کے اس کے گھر والوں سے بعض وہ چیز جو تقاضا کرتی ہے ان کے عتاب کو اور اس میں ہے کہ چپ رہنا کبھی ابلغ ہوتا ہے کلام سے اور افضل ہے بعض

وقتوں میں اس واسطے کہ اگر حضرت ﷺ غلام کو حکم کرتے کہ عمر بنی اللہ کو رد کر دے تو عمر بنی اللہ کو بار بار اجازت مانگنا جائز نہ ہوتا سو جب حضرت ﷺ چپ رہے تو عمر بنی اللہ نے سمجھا کہ حضرت ﷺ نے مطلق اس کے رد کرنے کو اختیار نہیں کیا اور اس میں ہے کہ جب دربان اجازت کا منع ہونا جانے محبوب کے چپ رہنے سے تو نہ اجازت دے اور اس میں مشروع ہونا استدھان کا ہے یعنی مشروع ہے اجازت لینا آدمی پر اگرچہ اکیلا ہو واسطے اس احتمال کے کہ ایسی حالت پر ہو کہ برا جانتا ہو اطلاع پانے کو اوپر اس کے اور یہ کہ جائز ہے مکرر اجازت مانگنا جس کو اجازت نہ ہو جب اس کو اجازت کے حاصل ہونے کی امید ہو اور یہ کہ تین بار اجازت مانگنے سے آگے نہ بڑھے اور یہ کہ جس لذت اور شہوت کو آدمی دنیا میں پورا کر لے وہ اس کو جلدی دی گئی ہے آخرت کی نعمتوں سے اور یہ کہ اگر وہ اس کو چھوڑتا تو وہ اس کے واسطے آخرت میں جمع رہتی اور استنباط کیا ہے اس سے بعض نے اختیار کرنا فقر کا مالدار پر اور خاص کیا ہے اس کو طبری نے ساتھ اس شخص کے جو خرچ کرے اس کو بیچ دھو اس کی کے اور خرچ کرے اس کو اس کی راہوں میں کہ حکم کیا ہے اللہ نے ساتھ رکھنے اس کے کی بیچ اس کے کہا عیاض نے کہ حجت پکڑتا ہے ساتھ اس کے جو فضیلت دیتا ہے فقیر کو غنی پر واسطے مفہوم اس قول کے کہ جو دنیا میں نعمت دیا جائے اس قدر اس سے آخرت میں فوت ہو جاتی ہے اور کہا اور لوگوں نے کہ مراد آیت سے یہ ہے کہ حصہ کافروں کا وہ ہے جو پایا انہوں نے دنیا کی نعمتوں سے اس واسطے کہ آخرت میں ان کا حصہ نہیں اور اس مسئلے میں سلف اور خلف کو اختلاف ہے اور اس کا دامن دراز ہے اور اس کی کچھ بحث رفاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور یہ کہ جب مرد اپنے ساتھی کو غناک دیکھے تو مستحب ہے کہ بیان کرے اس سے جو اس کے غم کو دور کر دے اور اس کے جی کو خوش کر دے واسطے قول عمر بنی اللہ کے کہ البتہ میں ایسی چیز کہتا ہوں جو حضرت ﷺ کو ہنسا دے اور مستحب ہے یہ کہ ہو بعد اس کے کہ بزرگ سے اس کی اجازت ملے جیسے کہ عمر بنی اللہ نے کیا اور یہ کہ جائز ہے مدد لینی وضو میں ساتھ پانی ڈالنے کے وضو کرنے والے پر اور خدمت کرنی چھوٹے کی بڑے کو اگرچہ چھوٹا نسب میں بڑے سے اشرف ہو اور اس میں تجمل اور زینت کرنا ہے ساتھ کپڑے اور عمامے کے وقت ملنے اکابر کے اور یہ کہ قسم کھانے والے کو اس کی قسم یاد دلانے جب کہ واقع ہو اس سے وہ چیز کہ ظاہر اس کا بھولنا ہے خاص اس شخص سے کہ اس کو اس کے ساتھ تعلق ہو اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خوف کیا کہ حضرت ﷺ مخلوف علیہ کی مقدار ہو گئے ہوں اور وہ مہینہ ہے اور مہینہ تیس دن کا ہوتا ہے یا انتیس دن کا اور اس میں تقویت ہے واسطے قول اس شخص کے کہ حضرت ﷺ کی قسم اتفاق مہینے کی ابتدا میں واقع ہوئی تھی اسی واسطے انتیس دن پر اقتصار کیا نہیں تو اگر مہینے کے بیچ میں قسم کھانے کا اتفاق ہوتا تو جمہور اس پر ہیں کہ نہیں حاصل ہوتی ہے برأت مگر ساتھ تیس دن کے اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ انتیس دن ہی کافی ہیں واسطے لینے کے ساتھ کم تر اس چیز کے کہ صادق آتا ہے اس پر نام اور شافعی رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ کے نزدیک یہ قصہ محمول

ہے اس پر کہ مہینے کے ابتدا میں داخل ہوئے اور یہ کہ جائز ہے رہنا سیرھیاں والے بالا خانوں میں اور بنانا خزانے کا واسطے اسباب اور اشیاء گھر کے اور اس میں باری باری سے آنا ہے عالم کی مجلس میں جبکہ نہ میسر ہو بیشکی اور پر حضور اس کے کی واسطے کسی شغل شرعی کے دینی امر ہو یا دنیاوی اور اس میں قبول کرنا خبر واحد کا ہے اگرچہ لینے والا فاضل ہو اور جس سے لی گئی وہ مفضول ہو اور روایت بڑے کی چھوٹے سے اور یہ کہ جو خبریں کہ مشہور ہوتی ہیں اگرچہ اس کے ناقل بہت ہوں اگر نہ ہو مرجع اس کا طرف امر حسی کے مشاہدے سے یا سماع سے نہیں مستلزم ہے صدق کو اس واسطے کہ جزم کرنا انصاری کا ایک روایت میں ساتھ واقع ہونے طلاق کے اور اسی طرح یقین کرنا ان لوگوں کا جن کو عمر رضی اللہ عنہ نے منبر کے پاس دیکھا محمول ہے اس پر کہ مشہور ہوا ہو درمیان ان کے یہ ایک شخص ہے جس نے اس کو توہم پر بنا کیا اس پر کہ حضرت عائشہؓ اپنی عورتوں سے الگ ہوئے سو اس نے گمان کیا کہ حضرت عائشہؓ نے ان کو طلاق دی اس واسطے کہ حضرت عائشہؓ کی عادت اس کے ساتھ جاری نہ تھی سو اس نے شائع کیا کہ حضرت عائشہؓ نے ان کو طلاق دی سو یہ مشہور ہوا اور لوگوں نے اس کے ساتھ چرچا کیا اور اس میں اکثاف کرنا ہے ساتھ معرفت حکم کے ساتھ لینے اس کے کی ساتھی سے باوجود امکان لینے اس کے کی اس شخص سے جس سے ساتھی نے سیکھا ہے اور اس میں وہ چیز ہے کہ تھے اصحاب رضی اللہ عنہم اور اس کے محبت اطلاع سے اوپر حالت حضرت عائشہؓ کے بڑی ہو یا کم اور اہتمام کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ اہتمام کرتے واسطے اس کے حضرت عائشہؓ واسطے مطلق کہنے انصاری کے کہ حضرت عائشہؓ اپنی عورتوں سے الگ ہوئے مشعر ہوا نزدیک اس کے ساتھ اس کے کہ حضرت عائشہؓ نے اپنی عورتوں کو طلاق دی جو تقاضا کرتا ہے واقع ہونے غم حضرت عائشہؓ کے کو ساتھ اس کے بہت بڑا آنے بادشاہ غسانی کے سے ساتھ لشکر اپنے کے مدینے میں واسطے لڑنے کے اس شخص سے جو مدینے میں ہے اور تھا یہ نظر اس کے کہ انصاری کو تحقیق تھا کہ ان کا دشمن اگرچہ ان پر آپڑے مغلوب ہو گا اور شکست کھائے گا اور اس کے خلاف کا احتمال ضعیف ہے برخلاف اس چیز کے کہ واقع ہوئی ساتھ اس چیز کے کہ وہم کیا اس کو طلاق دینے سے جو تحقیق ہے ساتھ اس کے حاصل ہونا غم کا اور ان کو حضرت عائشہؓ کی خاطر کی رعایت نہایت منظور تھی یہ کہ آپ کو تشویش ہو اگرچہ کم ہو اور بے قرار ہوتے تھے واسطے اس چیز کے کہ حضرت عائشہؓ کو بے قرار کرے اور غمناک ہوتے تھے واسطے اس چیز کے جو آپ کو غمناک کرے اور اس میں ہے کہ غصہ اور غم باعث ہوتے ہیں مرد بادقار کو اوپر ترک کرنے نرمی کے جو اس کی عادت ہو واسطے قول عمر رضی اللہ عنہ کے کہ پھر غالب ہوئی مجھ پر وہ چیز جو میں پاتا ہوں تین بار اور اس میں شدت جزع اور فزع کی ہے واسطے اہم کاموں کے اور جائز ہے واسطے آدمی کے نظر کرنی اپنے ساتھی کے گھر کی طرفوں میں جب کہ جانے کہ وہ اس کو برا نہیں جانتا اور اس میں کراہت سخت نعت کی ہے اور حقیر جاننے اس چیز کے کی کہ انعام کی اللہ نے اوپر اس کے اگرچہ کم ہو اور بخشش مانگنی اس کے واقع ہونے سے اور طلب کرنا استغفار کا اہل فضل سے اور اختیار کرنا قناعت کا اور نہ دیکھنا طرف اس

چیز کی کہ خاص کیا گیا ہے ساتھ اس کے غیر اس کا دنیا فانی کی چیزوں سے اور اس میں متاب ہے اوپر ظاہر کرنے راز ظاہر کرنے والے کے ساتھ لاحق ہو۔ (فتح)

بَابُ صَوْمِ الْمَرْأَةِ يَأْذِنُ زَوْجُهَا تَطَوُّعًا.

عورت کو اپنے خاوند کی اجازت سے نفلی روزہ رکھنا جائز ہے۔

فائدہ: نہیں ذکر کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس اصل کو کتاب الصیام میں۔

۴۷۹۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِقَاتٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مَتِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَصُومُ الْمَرْأَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ.

۴۷۹۳ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ عورت نفلی روزہ نہ رکھے اور حالانکہ اس کا خاوند موجود ہو مگر اس کی اجازت سے۔

فائدہ: یہ لفظ خبر کا ہے یعنی لا تصوم اور مراد ساتھ اس کے نبی ہے اور ایک روایت میں صریح لفظ نبی کا آچکا ہے، لاتصم۔

بَابُ إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ مَهْجَرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا.

جب عورت اپنے خاوند کا بستر چھوڑ کر سوائے یعنی بغیر کسی سبب کے تو اس کو یہ جائز نہیں۔

۴۷۹۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَلَبَّتْ أَنْ تَجِيءَ لَعْنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تَصْبَحَ.

۴۷۹۴ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مرد اپنی عورت کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ آنے سے انکار کرے اور نہ آئے تو اس عورت کو فرشتے صبح تک لعنت کرتے ہیں۔

فائدہ: کہا ابن ابی جرہ نے کہا ظاہر یہ ہے کہ مراد فراش سے جماع ہے اور کنایت ان چیزوں سے کہ شرم کی جاتی ہے ان سے بہت ہیں قرآن اور حدیث میں اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لعنت خاص ہے ساتھ اس کے جب کہ یہ اس سے رات کے وقت واقع ہو واسطے قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ صبح تک اور شاید راز مؤکد ہونا اس حال کا ہے رات میں اور قوی ہونا باعث کا اوپر اس کے رات میں اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کو دن میں خاوند سے انکار کرنا درست ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا ہے رات کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ وہ جگہ ظن کی ہے واسطے اس کے اور مسلم میں ہے کہ یہ حدیث اس لفظ سے آئی ہے کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ

کوئی مرد نہیں جو اپنی عورت کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ اس سے انکار کرے مگر کہ جو آسمان میں ہے اس پر غضبناک ہوتا ہے یعنی اللہ اور اس کے فرشتے یہاں تک کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو اور ابن خزمیہ اور ابن حبان نے جابرؓ سے مرفوع روایت کی ہے کہ تین آدمیوں کی نماز قبول نہیں ہوتی اور نہ ان کی کوئی نیکی آسمان پر چڑھتی ہے ایک غلام بھاگا ہوا یہاں تک کہ پھر آئے اور دوسرا مست نشے سے یہاں تک کہ ہوش میں آئے تیسری عورت جس کا خاوند اس پر ناراض ہو یہاں تک کہ راضی ہو سو یہ حدیثیں مطلق ہیں رات اور دن دونوں کو شامل ہیں اور یہ جو کہا کہ وہ آنے سے انکار کرے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ خاوند رات بھر غصے میں رہا اور ساتھ اس زیادتی کے باوجود ہوگا واقع ہونا لعنت کا اس واسطے کہ اس وقت اس کی نافرمانی کا ثبوت تحقیق ہوگا برخلاف اس کے جب کہ وہ اس سے غصے نہ ہو اس واسطے کہ یہ یا تو اس واسطے ہوتا ہے کہ اس نے اس کو معذور جانا اور یا اس واسطے کہ اس نے اپنا حق چھوڑا اور یہ جو کہا کہ اس کو فرشتے صبح تک لعنت کرتے ہیں تو ایک روایت میں ہے یہاں تک کہ رجوع کرے اور اس کا فائدہ زیادہ ہے اور پہلا لفظ محمول ہے غالب پر کہا مہلب نے کہ یہ حدیث واجب کرتی ہے کہ منع حقوق کا بدنوں میں ہو یا مالوں میں اس قسم سے ہے جو واجب کرتا ہے اللہ کے غضب کو مگر یہ کہ اللہ اس کو اپنی معافی سے ڈھانکے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے لعنت کرنا مسلمان گنہگار پر جب کہ ہو بطور ڈرانے کے اوپر اس کے تاکہ نہ واقع کرے فعل کو اور جب اس کو واقع کرے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دعا کی جائے واسطے اس کے ساتھ توبہ اور ہدایت کے میں کہتا ہوں کہ یہ قید نہیں مستفاد ہے اس حدیث سے بلکہ اور دلیلوں سے اور یہ جو استدلال کیا ہے مہلب نے ساتھ اس حدیث کے اوپر جواز لعن عاصی معین کے تو اس میں نظر ہے اور حق یہ ہے کہ جو لعنت کو منع کرتا ہے اس کی مراد اس کے لغوی معنی ہیں یعنی دور کرنا رحمت سے اور یہ لائق نہیں ہے کہ دعا کی جائے ساتھ اس کے اوپر مسلمان کے بلکہ طلب کی جائے واسطے اس کے توبہ اور ہدایت اور رجوع کرنا گناہ سے اور جس نے اس کو جائز رکھا ہے اس کی مراد اس کے عرفی معنی ہیں اور وہ مطلق گالی دینا ہے اور نہیں پوشیدہ ہے کہ محل اس کا وہ ہے جب کہ ہو ساتھ اس حیثیت کے کہ باز رہے گنہگار ساتھ اس کے اور باب کی حدیث میں تو صرف اتنا ہے کہ فرشتے یہ کرتے ہیں اور اس سے اس کا مطلق جائز ہونا لازم نہیں آتا اور اس حدیث میں ہے کہ فرشتے بددعا کرتے ہیں گنہگار دن پر جب تک کہ وہ گناہوں میں نہ ہوں اور یہ دلالت کرتا ہے کہ وہ بندگی کرنے والوں کے واسطے دعا مانگتے ہیں جب تک کہ بندگی میں ہوں اسی طرح کہا ہے مہلب نے اور اس میں بھی نظر ہے اور کہا ابن ابی جرہ نے کہ کیا جو فرشتے لعنت کرتے ہیں وہ محافظ ہیں یا کوئی اور ہیں اس میں دونوں احتمال ہیں۔ میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ بعض اس پر مؤکل ہوں اور راہ دکھاتا ہے طرف تعیم کی قول حضرت ﷺ کا الذی فی السماء اگر ہوں مراد ساتھ اس کے رہنے والے اس کے اور اس سے معلوم ہوا کہ فرشتوں کی دعا قبول ہے نیک ہو یا بد اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس سے ڈرایا اور اس میں

اشارہ ہے طرف موافقت خاوند کی اور اس کی مرضی طلب کرنا اور یہ کہ صبر کرنا مرد کا اور پر ترک جماع کے ضعیف تر ہے صبر عورت کے سے اور اس میں ہے کہ مرد پر سب تشویشوں سے زیادہ تر نکاح کی تشویش ہے اور اسی واسطے خاص کیا ہے شارع نے عورتوں کو اور پر موافق ہونے مردوں کے بیچ اس کے یا سبب بیچ اس کے رغبت دلانا ہے تامل اور پاور راہ دکھلاتی ہیں طرف اس کی وہ حدیثیں جو اس میں وارد ہیں کما تقدم فی النکاح اور اس اشارہ ہے طرف ملازمت کے اللہ کی بندگی پر اور صبر کرنا اس کی عبادت پر بدلہ اس کی رعایت کرنے کا واسطے بندے اپنے کے اس سبب سے کہ اللہ نے نہیں چھوڑی حق اس کے سے کوئی چیز مگر کہ ٹھہرایا واسطے اس کے جو اس کے ساتھ قائم ہو یہاں تک کہ ٹھہرایا فرشتوں کو کہ لعنت کریں اس شخص کو جس پر اس کا بندہ غضبناک ہو جو منع کرے ایک شہوت کو اس کی شہوتوں میں سے پس لازم ہے بندے پر یہ کہ اپنے رب کے حقوق کو پورا دے جو اس نے اس سے طلب کیے نہیں تو کیا بدتر بدسلوکی ہے فقیر محتاج سے طرف مالدار بہت احسان کرنے والے کی ملخصا من کلام ابی جمرہ۔ (فتح)

۴۷۹۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب رات کاٹے عورت اپنے خاوند کا بستر چھوڑ کر تو اس کو فرشتے لعنت کرتے ہیں یہاں تک کہ رجوع کرے طرف خاوند کی۔

۴۷۹۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَّارَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ مَهْجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تَرْجِعَ. بَابُ لَا تَأْذَنُ الْمَرْأَةُ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا لِأَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِهِ.

عورت اپنے خاوند کے گھر میں کسی کو آنے کی اجازت نہ دے اس کے حکم کے بغیر۔

فائدہ: مراد خاوند کے گھر سے وہ مکان ہے جس میں وہ رہتا ہو برابر ہے کہ اس کے ملک میں ہو یا نہ ہو۔

۴۷۹۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حلال نہیں کسی عورت کو نفل روزہ رکھنا خاوند کے ہوتے ہوئے اس کے حکم کے بغیر اور اس کے گھر میں کسی کو آنے کی اجازت نہ دے مگر اس کے حکم سے اور جو خاوند کی کمائی سے بغیر اس کے حکم کے اللہ کی راہ میں دے گی تو خاوند کو اس کا آدھا ثواب ملے گا۔

۴۷۹۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُومَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَلَا تَأْذَنَ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَمَا أَنْفَقَتْ مِنْ نَفَقَةٍ عَنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَإِنَّهُ يُؤْذَى إِلَيْهِ شَطْرُهُ وَرَوَاهُ أَبُو الزِّنَادِ أَيْضًا عَنْ مُوسَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي

هَرِيْرَةٌ فِي الصَّوْمِ.

**فائدہ:** یہ جو کہا کہ اس کا خاوند ملحق ہے ساتھ اس کے سردار بہ نسبت لونڈی کے جس کی صحبت اس کو حلال ہے اور یہ جو کہا کہ بغیر اس کے حکم کے روزہ نہ رکھے یعنی رمضان کے روزوں کے سوائے اور روزوں میں اور اسی طرح بیچ غیر رمضان کے واجب ہے کہ جب تک ہو وقت اور البتہ خاص کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے اس ترجمہ میں جو اس باب سے پہلے گزر چکا ہے ساتھ نفل روزے کے اور شاید لیا ہے اس کو حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے جس کو عبدالرزاق نے روایت کیا ہے اس واسطے کہ اس میں ہے کہ نہ روزہ رکھے عورت غیر رمضان کا اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ خاوند کے حق سے بیوی پر یہ ہے کہ نفل روزہ نہ رکھے مگر اس کی اجازت سے اور اگر روزہ رکھے تو اس کا روزہ قبول نہیں ہوتا اور دلالت کرتی ہے روایت باب کی اوپر حرام ہونے روزے مذکور کے اوپر اس کے اور یہ قول جمہور کا ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے شرح مہذب میں کہ ہمارے بعض ساتھی کہتے ہیں کہ مکروہ ہے اور صحیح پہلا قول ہے سوا اگر بغیر اس کے حکم کے روزہ رکھے تو صحیح ہو جاتا ہے روزہ اور گنہگار ہوتی ہے وہ عورت واسطے مختلف ہونے جہت کے اور اس کا قبول ہونا نہ ہونا اللہ کی طرف ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے اور تقاضا مذہب کا نہ ہونا ثواب کا ہے اور تاکید کرتا ہے حرام ہونے کو ثابت ہونا حدیث کا ساتھ لفظ نہی کے اور وارد ہونا اس کا ساتھ لفظ خبر کے اس کو منع نہیں کرتا بلکہ وہ بلیغ تر ہے اس واسطے کہ وہ دلالت کرتا ہے اوپر مؤکد ہونے امر کے ساتھ اس کے سو ہوگا تاکہ اس کا ساتھ حمل کرنے اس کے کی اوپر تحریم کے کہا نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں کہ سبب اس تحریم کا یہ ہے کہ واسطے خاوند کے حق فائدہ اٹھانے کا ہے ساتھ اس کے ہر وقت میں اور حق اس کا واجب ہے فوراً سونہ فوت ہوگا اس سے ساتھ نفل کے اور نہ ساتھ واجب کے کہ اس کا ادا کرنا مہلت کے ساتھ ہے اور جب اس کے ساتھ فائدہ اٹھانا چاہے تو جائز ہے اور فاسد کرے روزہ اس کا اس واسطے کہ عادت مسلمانوں کی یہ ہے کہ ڈرتا ہے پھاڑنے روزے کے ساتھ فاسد کرنے کے اور نہیں شک ہے اس میں کہ یہ خلاف اولیٰ ہے اگر نہ ثابت ہو دلیل کراہت کی ہاں اگر مسافر ہو تو حدیث کا مفہوم بیچ مقید کرنے اس کے کی ساتھ شاید کے تقاضا کرتا ہے کہ عورت کو نفل روزہ رکھنا جائز ہے جب کہ اس کا خاوند مسافر ہو پھر اگر اس نے روزہ رکھا اور روزے کے بیچ ہی اس کا خاوند آ گیا تو اس کو اس کے روزے کا توڑ ڈالنا جائز ہے بغیر کراہت کے اور غائب ہونے کے معنی نہیں ہے یہ کہ بیمار ہو ساتھ اس طور کے کہ جماع نہ کر سکتا ہو اور کہا مہلب نے کہ یہ حدیث محمول ہے نہی تنزیہی پر سو کہا کہ وہ از قسم حسن معاشرت ہے اور جائز ہے واسطے عورت کے کہ کرے فرضوں کے سوا بغیر اس کے حکم کے جو نہ ضرر کرے اس کو اور نہ منع کرے اس کو اس کی واجب چیزوں سے اور نہیں واسطے اس کے یہ کہ باطل کرے اللہ کی بندگی سے کچھ چیز جب کہ داخل ہو بیچ اس کے بغیر اس کے حکم کے اور یہ قول مہلب کا خلاف ہے ظاہر حدیث کا اور اس حدیث میں ہے کہ حق خاوند کا زیادہ مؤکد ہے عورت پر نقل سے اس واسطے

کہ اس کا حق واجب ہے اور واجب مقدم ہے اوپر قائم ہونے کے ساتھ نفل کے اور یہ جو کہا کہ کسی کو اس کے گھر میں آنے کی اجازت نہ دے تو مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اور اس کا خاوند موجود ہو بغیر اس کے حکم کے اور اس قید کا کوئی مفہوم نہیں بلکہ باعتبار غالب کے ہے نہیں تو خاوند کا غائب ہونا نہیں تقاضا کرتا اس کو کہ جائز ہے واسطے عورت کے کہ کسی کو اس کے گھر میں آنے کی اجازت دے بلکہ اس وقت اس کا منع ہونا زیادہ مؤکد ہے واسطے ثابت ہونے حدیثوں کے جو وارد ہیں بیچ نبی کے اوپر ان عورتوں کے جن کا خاوند ان سے غائب ہے اور احتمال ہے کہ اس کے واسطے مفہوم ہو اور وہ یہ ہے کہ جب وہ موجود ہو تو اس کی اجازت میسر ہوتی ہے اور اگر موجود نہ ہو تو دشوار ہوتی ہے سو اگر اس پر داخل ہونے کی ضرورت پڑے تو اس کے حکم کی حاجت نہیں واسطے دشوار ہونے اس کے کی اور یہ سب متعلق ہے ساتھ داخل ہونے کے عورت پر اور بہر حال مطلق داخل ہونا گھر میں ساتھ اس طور کے کہ اجازت دے کسی شخص کو بیچ داخل ہونے کسی جگہ کے گھر کے حقوق سے جس میں وہ رہتی ہے یا اس گھر میں جو اس کے رہنے سے علیحدہ ہو تو ظاہر ہے کہ یہ بھی پہلے کے ساتھ ملحق ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے یہ محمول ہے اس چیز پر جس کے ساتھ خاوند کی رضا مندی معلوم نہ ہو اور بہر حال اگر خاوند کی رضا مندی معلوم ہو تو اس میں کچھ حرج نہیں مانند اس شخص کی کہ جاری ہو عادت اس کے ساتھ داخل کرنے مہمانوں کی اس جگہ میں کہ ان کے واسطے تیار کی ہوئی ہو برابر ہے کہ حاضر ہو یا غائب سوان کے داخل کرنے کے واسطے خاص اجازت کی حاجت نہیں بلکہ اجازت سابق کافی ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ اس کی اجازت لینا ضروری ہے اجمالاً ہو یا تفصیلاً اور یہ جو کہا بغیر اس کے حکم کے یعنی بغیر اس کے حکم صریح کے اور کیا رضا مندی کی علامت بھی صریح اجازت کے قائم مقام ہوتی ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے اور مراد شطر سے نصف ہے یعنی آدھا اور مراد آدھا ثواب ہے جیسا کہ دوسری روایت میں صریح آچکا ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے یعنی بغیر اس کے حکم صریح کے اس قدر معین میں اور نہیں نفی کرتا یہ وجود اجازت سابق کو جو شامل ہو اس قدر کو اور جو اس کے سوائے ہے یا صریح یا ساتھ عرف کے اور معین کرتا ہے اس تاویل کو یہ کہ ثواب کو دونوں کے درمیان آدھا آدھا ٹھہرایا اور یہ معلوم ہے کہ جب خرچ کرے عورت بغیر اس کے صریح حکم کے اور بغیر اجازت عرف کے تو اس کو اجر نہیں ہوتا بلکہ اس کو گناہ ہوتا ہے پس متعین ہوگی یہ تاویل اور جاننا چاہیے کہ یہ سب فرض کیا گیا ہے اس چیز کے حق میں جس کی مقدار تھوڑی ہو اور باعتبار عرف کے خاوند کی رضا مندی اس کے ساتھ معلوم ہو اور اگر اس پر زیادہ کرے تو جائز نہیں اور تائید کرتا ہے اس کی قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں جو بیوع میں گزر چکی ہے کہ جب خرچ کرے عورت اپنے گھر کے کھانے سے اس حال میں کہ نہ فاسد کرنے والی ہو سو اشارہ کیا اس کی طرف کہ اس قدر کے ساتھ خاوند کی رضا مندی عرف سے معلوم ہے اور نیز تنبیہ کی ساتھ طعام کے اوپر اس کے اس واسطے کہ سہولت کی جاتی ہے ساتھ اس کے عادت میں برخلاف نقدی کے یعنی چاندی، سونے کے بہت لوگوں کے حق میں



بہت احوال میں اور میں نے اس کا بیان زکوٰۃ میں بط سے کیا ہے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ آدھا آدھا کرنے کے باب کی حدیث میں حمل کرنا ہو اس مال پر کہ دے مرد عورت کو خرچ میں سو جب شوچ کرے اس کو عورت بغیر اس کے علم کے تو اس کا ثواب دونوں کے درمیان آدھا آدھا ہوگا اس واسطے کہ وہ اصل میں مرد کی کمائی سے ہے اور اس واسطے کہ مرد کو ثواب ملتا ہے اس پر جو خرچ کرتا ہے اس کو اپنے گھر والوں پر اور ایک روایت میں ترچیز کا ذکر آیا ہے سو مراد یہ ہے کہ جو چیز ذخیرہ نہ کھا سکے اس کو خرچ کرے اور جو طعام ذخیرہ کہا سکتا ہو اس کو خرچ نہ کرے اور یہ جو کہا کہ روایت کیا ہے اس کو نیز ابو زناد نے موسیٰ سے اس نے اپنے باپ سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ روایت شعیب کی ابو زناد سے اعرج سے شامل ہے تین حکموں پر اور یہ کہ واسطے ابو زناد کے بیچ ایک تین احکام کے اور وہ روزہ عورت کا ہے اور سند ہے اور اس حدیث میں حجت ہے مالکیوں پر کہ وہ کہتے ہیں کہ جائز ہے واسطے باپ کے اور اس کی مانند کے داخل ہونا عورت کے گھر میں بغیر اجازت اس کے خاوند کے اور جواب دیا ہے انہوں نے حدیث سے ساتھ اس کے کہ یہ معارض ہے صلہ رحمی کو اور یہ کہ دونوں حدیثوں کے درمیان من وجہ عموم خصوص ہے پس حاجت ہے طرف مرجع کی اور ممکن ہے کہ کہا جائے بیچ جواب مالکیوں کے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ صلہ رحمی مستحب ہے ساتھ اس چیز کے کہ اصل اس کا مالک ہو اور دست اندازی خاوند کی گھر میں نہیں مالک ہے اس کی عورت مگر خاوند کی اجازت سے سو جس طرح کہ نہیں جائز ہے واسطے عورت کے یہ کہ سلوک کرے اپنے گھر والوں سے اپنے خاوند کے مال سے بغیر اس کے حکم کے تو اسی طرح ان کو گھر میں آنے کے واسطے اجازت دینا بھی جائز نہیں ہوگا۔ (فتح)

۴۷۹۷ - حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں بہشت کے دروازے پر کھڑا ہوا سو اس کے داخل ہونے والوں میں اکثر محتاج لوگ تھے اور دولت مند عیش والے بہشت کے داخل ہونے سے روکے گئے ہیں مگر دوزخ والوں کو دوزخ کی طرف جانے کا حکم ہوا اور میں دوزخ کے دروازے پر کھڑا ہوا سو اچانک میں نے دیکھا کہ اس کے داخل ہونے والے اکثر عورتیں تھیں۔

۴۷۹۷ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ أَخْبَرَنَا الثَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُمَانَ عَنْ أُسَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُمْتُ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةً مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِينُ وَأَصْحَابُ الْجِدِّ مَحْبُوسُونَ غَيْرَ أَنَّ أَصْحَابَ النَّارِ قَدْ أُمِرَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ وَقُمْتُ عَلَى بَابِ النَّارِ لِإِذَا عَامَّةً مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ.

فائدہ: اور مناسبت اس کی پہلے باب سے اس جہت سے ہے کہ اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ عورتیں اکثر اوقات اس نہی مذکورہ کی مرتکب ہوتی ہیں اسی واسطے اکثر دوزخی بھی ہوئیں۔

يَا بُكَرَّانَ الْعَشِيرُ وَهُوَ الزَّوْجُ وَهُوَ  
الْخَلِيطُ مِنَ الْمَعَاشِرَةِ فِيهِ عَنْ أَبِي  
سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

میں یعنی ﴿ولبئس العشیر﴾ میں مخالف ہے۔

٤٧٩٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مَعَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا نَحْوًا مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمَا ذَلِكَ

پکڑتا تو البتہ تم اس میں سے ہمیشہ کھائے جاتے جب تک کہ دنیا باقی رہتی اور میں نے دوزخ کو دیکھا سو میں نے ایسی بد شکل چیز کبھی نہیں دیکھی جیسے آج دیکھی اور میں نے اس کے رہنے والی اکثر عورتیں دیکھیں لوگوں نے کہا یا حضرت! کس سبب سے عورتیں دوزخ میں زیادہ ہوں گی؟ فرمایا کہ ان کے کفر کے سبب سے کہا گیا کہ اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ فرمایا کہ خاندانوں کی نعمت کا کفر کرتی ہیں اور ان کا احسان نہیں مانیں اگر تو ان میں سے کسی کے ساتھ ہمیشہ نیکی کرتا رہے پھر وہ تجھ سے کچھ چیز دیکھے یعنی بدی تو کہتی ہے کہ میں نے تجھ سے کبھی بھلائی نہیں دیکھی۔

فَاذْكُرُوا اللَّهَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ هَذَا ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكْمَعُكَ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ أَوْ أَرَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنُقُودًا وَلَوْ أَخَذْتُهَا لَأَكَلْتُ مِنْهَا مَا بَقِيََتِ الدُّنْيَا وَرَأَيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ مَظْطَرًا قَطُّ وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ قَالُوا لِمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ بِكُفْرِهِنَّ قِيلَ يَكْفُرْنَ بِاللَّهِ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کسوف میں گزر چکی ہے اور قول لو احسنت الخ اس میں اشارہ ہے وجود سبب تہذیب کی اس واسطے کہ یہ سبب اس کے مانند اصرار کرنے والے کی ہے اوپر کفر نعمت کے اور گناہ پر اصرار کرنا عذاب کرنے کے سبب سے ہے۔

۴۷۹۹۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے بہشت میں جہانکا تو میں نے اس کے اکثر لوگ محتاج دیکھے اور میں نے دوزخ میں جہانکا تو اس کے اکثر لوگ عورتیں دیکھیں، متابعت کی اس کی ایوب اور اسلم نے۔

۴۷۹۹۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِظْلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَاطْلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ تَابَعَهُ أَيُّوبُ وَسَلَّمَ بْنُ زَرِيرٍ.

باب ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول میں کہ تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے کہا ہے اس کو ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔

بَابُ لِرَوْحِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ قَالَ أَبُو جُحَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۸۰۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے عبداللہ! کیا مجھ کو خبر نہیں ہوئی کہ تو

۴۸۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي

دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات بھر نماز پڑھا کرتا ہے؟ میں نے کہا کیوں نہیں! یا حضرت! حضرت ﷺ نے فرمایا سو ایسا نہ کیا کر سو کبھی روزہ رکھ اور کبھی نہ رکھ اور رات کو نماز پڑھ اور سو یا بھی کر اس واسطے کہ تیرے بدن کا تجھ پر حق ہے اور تیری جان کا تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے۔

يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو بْنُ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللَّهِ أَلَمْ أُخْبِرْ أَنَّكَ تَصُومُ النَّهَارَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ قُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ صُمْ وَأَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَإِنَّ لِحَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِرِزْوَاجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے کہا ابن بطلال نے کہ جب پہلے باب میں خاوند کا حق بیوی پر ذکر کیا تو اس میں اس کے برعکس ذکر کیا اور یہ کہ نہیں لائق ہے کہ سختی کرے اپنی جان پر عبادت میں تاکہ ضعیف ہو جائے قائم ہونے سے ساتھ حق اس کے کی جماع سے اور کمائی سے اور اختلاف ہے علماء کو اس شخص کے حق میں جو اپنی بیوی کے جماع سے باز رہے اگر بغیر ضرورت کے ہو تو اس کو اس پر لازم کیا جائے یا ان کے درمیان تفریق کی جائے اور اسی طرح احمد رحمہ اللہ سے روایت ہے اور مشہور نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ یہ اس پر واجب نہیں اور بعض نے کہا کہ یہ ہر چار راتوں میں ایک بار واجب ہے اور بعض نے کہا کہ ہر چار راتوں میں ایک بار واجب ہے اور بعض نے کہا کہ ہر طہر میں ایک بار۔ (فتح)

عورت حاکم ہے اپنے خاوند کے گھر میں۔

بَابُ الْمَرْأَةِ رَاعِيَةً فِي بَيْتِ زَوْجِهَا.

۴۸۰۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک آدمی حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا بادشاہ حاکم ہے سب ملک پر اور مرد حاکم ہے اپنے گھروالوں پر اور عورت حاکم ہے اپنے خاوند کے گھر پر اور اس کی اولاد پر سو تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا۔

۴۸۰۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْنُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْأَمِيرُ رَاعٍ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْنُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح احکام میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا كَبِيرًا﴾

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ مرد حاکم ہیں عورتوں پر بہ سبب اس کے کہ بڑائی دی ہے اللہ نے ایک کو ایک پر اللہ کے اس قول تک بے شک اللہ ہے سب سے اوپر بڑا۔

فائدہ: ساری آیت کا ترجمہ یہ ہے اور بہ سبب اس کے کہ خرچ کیا ہے انہوں نے اپنے مال سے پھر جو نیک بخت عورتیں ہیں سو حکم بردار ہیں خبر داری کرتی ہیں پیٹھ پیچھے اللہ کی خبر داری سے اور جن کی بد خوئی کا تم کو ڈر ہو تو ان کو سمجھاؤ اور جدا کرو ان کو سونے میں پھر اگر تمہارا حکم مانیں تو مت تلاش کرو ان پر راہ الزام کا بے شک اللہ ہے سب سے اوپر بڑا۔

فائدہ: اور ساتھ سیاق کے آیت کے ظاہر ہوتی ہے مطابقت ترجمہ کی اس واسطے کہ مراد اس جگہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے کہ اور جدا کرو ان کو سونے میں پس یہی ہے جو مطابق ہے حضرت ﷺ کے قول کو کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں سے ایک مہینہ قسم کھائی اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے کہ حضرت ﷺ نے ان سے ہجرت کی اور ان سے جدا ہوئے۔ (فتح) ۴۸۰۲ - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَلِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِسَائِهِ شَهْرًا وَقَعْدَ فِي مَشْرُبَةٍ لَهُ فَزَلَّ لِيَسْعَ وَعِشْرِينَ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ الْيَتَ عَلَى شَهْرٍ قَالَ إِنَّ الشَّهْرَ تِسْعَ وَعِشْرُونَ.

۳۸۰۲ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی عورتوں سے ایک مہینہ قسم کھائی یعنی ان سے جدا ہوئے اور اپنے ایک بالا خانے میں بیٹھے پھر انتیس دن کے بعد بالا خانے سے اترے تو کسی نے کہا کہ یا حضرت! آپ نے ایک مہینے کی قسم کھائی تھی فرمایا مہینہ کبھی انتیس دن کا بھی ہوتا ہے یعنی اور یہ مہینہ انتیس دن کا ہے۔

فائدہ: اور قائل اس کے عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں، کما تقدم اور پوشیدہ رہی ہے اسماعیلی پر وجہ مناسبت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ کے سوا اس نے کہا نہیں ظاہر ہوا داخل ہونا اس حدیث کا اسی باب میں اور نہ تفسیر آیت کی جس کو ذکر کیا ہے۔

بابُ هَجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ فِي غَيْرِ بَيِّنَاتٍ

جد اہونا حضرت ﷺ کا اپنی بیویوں سے ان کے گھروں کے سوائے اور جگہ میں۔

فائدہ: گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف قول اللہ تعالیٰ کے کہ ﴿وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ﴾ نہ کہ اس کا کوئی مفہوم نہیں ہے اور یہ کہ جائز ہے جدا ہونا زیادہ اس سے جیسا کہ واقع ہوا واسطے حضرت ﷺ کے کہ آپ اپنی عورتوں سے بالا خانے میں جدا ہوئے اور علماء کو اس میں اختلاف ہے، کما سیاتی۔

وَيَذْكُرُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَبْدَةَ رَضِعَهُ غَيْرَ أَنْ لَا تُهْجَرَ إِلَّا فِي الْيَتِّ وَالْأَوَّلِ أَصَحُّ. اور ذکر کیا جاتا ہے معاویہ رضی اللہ عنہ سے بطور رفع کے لیکن نہ جدا ہو اس سے مگر گھر میں اور اول زیادہ تر صحیح ہے۔

فائدہ: یہ نکتہ ہے ایک حدیث کا کہ روایت کیا ہے اس کو احمد اور ابو داؤد وغیرہ نے اور اس میں ہے کہ کیا حق ہے عورت کا مرد پر فرمایا اس کو کھلائے جب وہ کھائے اور اس کو پہنائے جب کہ پہنے اور نہ مارے اس کو منہ پر اور نہ اس کو برا کہے اور نہ جدا ہو اس سے مگر گھر میں اور اول یعنی انس رضی اللہ عنہ کی حدیث زیادہ تر صحیح ہے اور یہ اس طرح ہے لیکن تطبیق ممکن ہے اور بخاری رحمہ اللہ کی کاری گری تقاضا کرتی ہے کہ یہ طریق صلاحیت رکھتا ہے واسطے حجت پکڑنے کے اگرچہ صحت میں اس سے کم ہے، کہا ابن نمیر نے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ عورت سے جدا ہونا جائز ہے کہ ہو گھر میں اور غیر گھر میں اور یہ کہ جو حصر کہ مذکور ہے معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نہیں عمل کیا گیا ہے ساتھ اس کے بلکہ گھروں کے سوائے اور جگہ میں بھی جدا ہونا جائز ہے جیسے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور حق یہ ہے کہ یہ مختلف ہے ساتھ اختلاف احوال کے سو بہت وقت گھر میں جدا رہنا سخت تر ہوتا ہے جدا ہونے سے بچ غیر گھر کے اور بالعکس بلکہ غالب یہ ہے کہ گھر کے سوا اور جگہ میں جدا ہونا زیادہ تر درد پہنچانے والا ہے واسطے نفوس کے اور خاص کر عورتوں کے واسطے ضعیف ہونے ان کے دل کے اور اختلاف کیا ہے تفسیر والوں نے کہ آیت میں ہجران سے کیا مراد ہے سو جمہور اس پر ہیں کہ وہ ترک کرنا دخول کا ہے اوپر ان کے اور ٹھہرنے کا نزدیک ان کے یعنی نہ ان پر داخل ہو اور نہ ان پر ٹھہرو بنا بر ظاہر آیت کے اور وہ ماخوذ ہے ہجران سے ساتھ معنی دور ہونے کے اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ نہ لیئے اور بعض نے کہا کہ لیئے اور اس سے اپنی پیٹھ پھیرے اور بعض نے کہا کہ اس کے ساتھ جماع نہ کرے اور بعض نے کہا کہ اس سے جماع کرے لیکن اس کے ساتھ کلام نہ کرے اور بعض نے کہا کہ ان سے سخت بات کہے اور بعض سے کہا کہ ان کو گھروں میں باندھو اور مارو یہ قول طبری کا ہے۔ (فتح)

۴۸۰۳۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے قسم کھائی کہ اپنی بعض عورتوں پر ایک مہینہ داخل نہ ہوں سو جب اسی دن گزر چکے تو صبح کو یا دوپہر سے پیچھے ان کے پاس گئے تو کسی نے کہا یا حضرت! آپ نے قسم کھائی تھی کہ ایک مہینہ ان پر داخل نہیں ہوں گے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مہینہ کبھی اسی دن گزرا تھا کہ اب بھی ہوتا ہے۔

۴۸۰۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَيْفِيٍّ أَنَّ عِكْرِمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَفَ لَا يَدْخُلُ عَلَى بَعْضِ أَهْلِهِ شَهْرًا فَلَمَّا مَضَى تِسْعَةٌ وَعِشْرُونَ يَوْمًا غَدَا

عَلَيْهِنَّ أَوْ رَاحَ فَقِيلَ لَهُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ حَلَفْتَ  
أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا قَالَ إِنَّ الشَّهْرَ  
يَكُونُ تِسْعَةً وَعِشْرِينَ يَوْمًا.

۴۸۰۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا  
مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا أَبُو يَعْفُورٍ قَالَ  
تَذَكَّرْنَا عِنْدَ أَبِي الصُّخِّي فَقَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ  
عَبَّاسٍ قَالَ أَصْبَحْنَا يَوْمًا وَنِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْكِحْنَ عِنْدَ كُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ  
أَهْلُهَا فَخَرَجْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا هُوَ مَلَأٌ  
مِنَ النَّاسِ فَجَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَصَعِدَ  
إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي  
غُرْفَةٍ لَهُ فَسَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ ثُمَّ سَلَّمَ  
فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ  
فَنَادَاهُ فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَقَالَ أَطَلَقْتَ نِسَاءَكَ فَقَالَ لَا وَلَكِنْ  
الْيَتُ مِنْهُنَّ شَهْرًا فَمَكَثَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ  
ثُمَّ دَخَلَ عَلَى نِسَائِهِ.

۳۸۰۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن  
ہم نے صبح کی اور حضرت ﷺ کی بیویاں روتی تھیں ان میں  
سے ہر عورت کے پاس اس کے گھر والے تھے سو میں مسجد کی  
طرف نکلا سو اچانک میں نے دیکھا کہ مسجد آدمیوں سے بھری  
ہے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت ﷺ کی طرف چڑھے  
اور وہ اپنے بالا خانے میں تھے سو کسی نے ان کو جواب نہ دیا  
پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سلام کیا سو کسی نے ان کو جواب نہ دیا  
پھر سلام کیا پھر بھی کسی نے ان کو سلام کا جواب نہ دیا پھر  
حضرت ﷺ نے ان کو پکارا سو وہ حضرت ﷺ پر اندر داخل  
ہوئے سو عرض کیا کہ کیا آپ نے اپنی عورتوں کو طلاق دی؟  
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں! لیکن میں نے ان سے ایک  
مہینہ قسم کھائی ہے کہ ان پر ایک مہینہ داخل نہیں ہوں گا سو  
حضرت ﷺ اتنیس دن ٹھہرے پھر اپنی عورتوں پر داخل  
ہوئے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں مسجد کی طرف نکلا تو مسجد آدمیوں سے بھری تھی تو اس سے معلوم ہوا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس  
قصے میں موجود تھے اور اس کی دراز حدیث جو پہلے گزر چکی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہیں پہچانا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے  
اس قصے کو مگر عمر رضی اللہ عنہ سے لیکن احتمال ہے کہ اس کو مجمل طور سے پہچانا ہو پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو مفصل بیان کیا  
جب کہ انہوں نے دو عورتوں کا حال پوچھا جنہوں نے حضرت ﷺ پر چڑھائی کی تھی۔

باب ہے بیان اس چیز کے کہ مکروہ ہے مارنے عورتوں  
کے سے اور بیان میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کے کہ ان کو  
مارو یعنی ایسی مار جو سخت نہ ہو یعنی مراد مارنے سے آیت  
میں وہ مار ہے جو سخت نہ ہو۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ ضَرْبِ النِّسَاءِ وَقَوْلِ  
اللَّهِ ﴿وَأَضْرِبُوهُنَّ﴾ أَيْ ضَرْبًا غَيْرَ  
مُبْرِحٍ.

**فائدہ:** اس میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ ان کو مارنا مطلق مباح نہیں بلکہ بعض مار کر وہ تیزی ہی ہے اور بعض کمزورہ تحریمی کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ جو کہا یعنی ایسی مار جو سخت نہ ہو تو یہ تفسیر نکالی گئی ہے حضرت ﷺ کے اس قول سے ضرب العبد کما سیاتی اور البتہ آیا ہے یہ صریح عمرو بن احوص کی حدیث میں کہ وہ حجۃ الوداع میں حضرت ﷺ کے ساتھ حاضر تھا سو ذکر کی اس نے حدیث دراز اس میں ہے کہ اگر ایسا کریں تو جدائی کرو ان سے خواب گاہوں میں اور مارو ان کو ایسی مار جو سخت نہ ہو، الحدیث روایت کیا ہے اس کو اصحاب سنن نے اور مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ کی دراز حدیث میں ہے کہ اگر وہ ایسا کریں تو ان کو ایسی مار مارو جو ان کو ہلاک نہ کر ڈالے میں کہتا ہوں پہلے گزر چکا ہے کہ منہ کو مارنا منع ہے۔ (فتح)

۴۸۰۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَمْعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجْلِدُ أَحَدُكُمْ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يَجَامِعُهَا فِي آخِرِ الْيَوْمِ۔ ۲۸۰۵ - حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنی عورت کو نہ مارے جیسے غلام کو مارتا ہے پھر اس سے صحبت کرے دن کے آخر میں۔

**فائدہ:** مسلم کی روایت میں ہے جیسے لونڈی کو مارتا ہے اور ایک روایت میں ہے جیسے اونٹ کو مارتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ شاید دن کے آخر میں اس سے صحبت کرے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے ادب سکھانا غلام کو ساتھ مار سخت کے اور اشارہ ہے طرف اس کے کہ عورتوں کو اس سے کم مارنا جائز ہے اور طرف اسی کے اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ قول اپنے کے غیر مبرح اور سیاق میں بعید جاننا وقوع دونوں امروں کا ہے یعنی ان دونوں امروں کا عاقل سے واقع ہونا بعید ہے کہ اپنی عورت کے مارنے میں مبالغہ کرے پھر اس سے صحبت کرے اسی دن یا اسی رات کے آخر میں اور صحبت اور باہم لیٹنا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خوب ہوتی ہے ساتھ میل نفس کے اور رغبت کے بیچ عشرت کے اور جس کو مار پڑے وہ اکثر نفرت کرتا ہے مارنے والے سے سو واقع ہوا اشارۃً طرف برائی اس کی کے اور یہ کہ اگر مارنے کی ضرورت ہو تو چاہیے کہ تھوڑی مار مارے ساتھ اس طور کے کہ نہ حاصل ہو اس سے نفرت پوری سو نہ زیادتی کرے مار میں اور نہ زیادتی کرے تادیب میں کہا مہلب نے بیان کیا حضرت ﷺ نے ساتھ قول اپنے کے جیسے غلام کو مارتا ہے کہ غلام کی مار زیادہ ہے آزادی کی مار سے واسطے جدا جدا ہونے حالت دونوں کے اور اس واسطے کہ مارنا عورت کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مباح ہوا ہے اس سبب سے کہ اس نے اپنے خاوند کی نافرمانی کی اس چیز میں جو واجب تھی اس کے حق میں اوپر اس کے اور وارد ہوئی ہے نبی مارنے عورتوں کے سے مطلق سوا احمد اور ابو داؤد اور نسائی میں عبداللہ بن ابی ذباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ مارو اللہ کی



لوڈیوں کو یعنی عورتوں کو سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے عرض کیا کہ عورتوں نے اپنے خاوندوں پر سرکشی کی حضرت ﷺ نے ان کے مارنے کی اجازت دی مردوں نے ان کو مارا سو بہت عورتیں حضرت ﷺ کے گرد گھومیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ پیغمبر کے گرد ستر عورتیں گھومیں سب اپنے خاوندوں کا گلہ کرتی ہیں یہ لوگ تم میں بہتر نہیں ہیں کہا شافعی رحمہ اللہ نے احتمال ہے کہ نبی بنا بر اختیار کے ہو اور اجازت واسطے اباحت کے ہو اور احتمال ہے کہ پہلے مارنا منع ہو پھر مارنے کی آیت اتری تو مارنے کی اجازت دی اور یہ جو فرمایا کہ جو تم میں بہت بہتر ہے وہ نہیں مارتا تو اس میں دلالت ہے اس پر کہ ان کا مارتا فی الجملہ مباح ہے اور محل اس کا یہ ہے کہ مارے اس کو واسطے تادیب کے جب اس سے مکروہ چیز دیکھے اس چیز میں جو عورت پر واجب ہے کہ اگر جھڑکے وغیرہ کے ساتھ کفایت کرے تو افضل ہے اور جب تک کہ ممکن ہو پہنچا طرف غرض کے ساتھ وہم دلانے کے تو نہ عدول کیا جائے اس سے طرف فعل کے واسطے اس چیز کے کہ بیچ واقع ہونے اس کے کی ہے نفرت سے جو ضد ہے واسطے حسن معاشرت کے جو مطلوب ہے نکاح اور زوجیت میں مگر اس وقت جب کہ ہو بیچ ایسے کام کے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے ساتھ متعلق ہے اور روایت کی ہے نسائی نے باب میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی حضرت ﷺ نے نہ کبھی کسی اپنی عورت کو مارا اور نہ غلام کو اور نہ اپنے ہاتھ سے کسی کو مارا مگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جب اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں کی حرمت نہ رہے سو اللہ تعالیٰ کے واسطے بدلہ لیتے۔ (فتح)

عورت اپنے خاوند کا کہنا نہ مانے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں۔

بَابُ لَا تُطِيعُ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا فِي مَعْصِيَةٍ.

فائدہ: چونکہ پہلا باب مشعر ہے ساتھ بلائے عورت کے طرف فرمانبرداری اپنے خاوند کی کے ہر چیز میں کہ اس کو مکروہ جانے تو خاص کیا اس کو ساتھ اس چیز کے جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہو سو اگر مرد اپنی عورت کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف بلائے تو واجب ہے اس پر کہ باز رہے سو اگر اس پر مارے تو مرد کو گناہ ہوگا۔ (فتح)

۴۸۰۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک ایک انصاری عورت نے اپنی بیٹی نکاح کر دی یعنی ایک مرد کو تو اس کے سر کے بال گر پڑے تو وہ عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی اور یہ حال حضرت ﷺ سے ذکر کیا سو کہا کہ اس کے خاوند نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں اس کے بالوں میں اور بال جوڑوں یعنی اس کا کیا حکم ہے، درست ہے یا نہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ جائز نہیں تحقیق شان یہ ہے کہ

۴۸۰۶۔ حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ هُوَ ابْنُ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ زَوَّجَتْ ابْنَتَهَا فَمَقَعَطَ شَعْرَ رَأْسِهَا فَعَجَّأَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَتْ إِنَّ زَوْجَهَا أَمَرَنِي أَنْ أُصِلَ فِي شَعْرِهَا فَقَالَ لَا إِنَّهُ قَدْ لَعِنَ

لعنت کی گئیں وہ عورتیں جو دوسری عورت کے بال میں بال کو جوڑیں یا جو اپنے بال میں بال جوڑائیں۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح لباب میں آئے گی اور مطابقت حدیث کی ساتھ ترجمہ کے اس طور سے ہے کہ ساس کا بال جوڑنا بھی بجائے جوڑنے عورت کے ہے تو گویا کہ یہ بھی اپنے خاوند کا حکم ماننا ہے اس واسطے کہ وہ اس کے خاوند کے حکم سے اس پر آمادہ ہوئی تھی سو ایسے کام میں خاوند کی فرمانبرداری جائز نہیں۔

**بَابُ قَوْلِهِ: «وَإِنْ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُورًا أَوْ إِعْرَاضًا»** باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ اگر کوئی عورت ڈرے اپنے خاوند کی سرکشی سے یا جی بھر جانے سے۔

**فائدہ:** یہ باب اور اس کی حدیث سورہ نساء کی تفسیر میں گزر چکی ہے اور اس کا سیاق اس جگہ بہت پورا ہے اور میں نے ذکر کیا ہے اس جگہ سبب اترنے اس کے کا اور کس کے حق میں اتری اور جب دونوں راضی ہو جائیں اس پر کہ عورت کے واسطے باری نہیں تو کیا عورت کے واسطے جائز ہے کہ اس میں رجوع کرے؟ سو کہا شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ اور ثوری رحمہ اللہ اور علی رحمہ اللہ اور ابراہیم رحمہ اللہ اور مجاہد رحمہ اللہ وغیرہ نے کہ اگر رجوع کرے یعنی اپنی باری مانگے تو لازم ہے مرد پر کہ اس کے واسطے باری تقسیم کرے اور اگر چاہے تو اس سے جدا ہو اور حسن سے روایت ہے کہ نہیں ہے واسطے عورت کے کہ قول اقرار توڑے اور یہ قیاس قول مالک کا ہے۔ (فتح)

۴۸۰۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر کوئی عورت اپنے خاوند کی سرکشی یا روگردانی سے ڈرے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ مراد وہ عورت ہے جو مرد کے پاس ہو کہ وہ اس سے بہت صحبت نہیں رکھتا اور ارادہ کرتا ہے کہ اس کو طلاق دے اور اس کے سوائے اور عورت سے نکاح کرے وہ کہتی ہے کہ مجھ کو اپنے پاس رہنے دے اور طلاق نہ دے اور میرے سوائے اور عورت سے نکاح کر لے میں نے تجھ کو اپنا خرچ اور اپنی باری معاف کر دی سو یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے سو نہیں گناہ ان پر کہ دونوں آپس میں صلح کریں اور صلح بہتر ہے۔

۴۸۰۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا «وَإِنْ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُورًا أَوْ إِعْرَاضًا» قَالَتْ هِيَ الْمَرْأَةُ تَكُونُ عِنْدَ الرَّجُلِ لَا يَسْتَكْثِرُ مِنْهَا فَيُرِيدُ طَلَاقَهَا وَيَتَزَوَّجُ غَيْرَهَا تَقُولُ لَهُ أُمْسِكْنِي وَلَا تَطْلِقْنِي ثُمَّ تَزَوَّجُ غَيْرِي فَأَنْتَ فِي حِلٍّ مِنَ النَّفَقَةِ عَلَيَّ وَالْقِسْمَةِ لِي قَدْ لَكَ قَوْلُهُ تَعَالَى «فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ».

باب ہے عزل کے بیان میں۔

بَابُ الْعَزْلِ.

**فائدہ:** عزل یہ ہے کہ عورت سے صحبت کرے جب منی نکلنے کا وقت ہو تو عورت کی شرم گاہ سے ذکر کو باہر نکال کے

منیٰ ڈالے۔

۴۸۰۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے زمانے میں عزل کیا کرتے تھے۔

۴۸۰۸ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: ایک روایت ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ عزل کے حکم سے پوچھے گئے تو تب انہوں نے یہ کہا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم عزل کرتے تھے اور حالانکہ قرآن اترتا تھا اور دوسری روایت میں ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے زمانے میں عزل کرتے تھے اور قرآن اترتا تھا۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرُو أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ وَالْقُرْآنُ يَنْزِلُ وَعَنْ عَمْرُو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقُرْآنُ يَنْزِلُ.

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کہا سفیان نے جب کہ اس حدیث کو روایت کیا کہ اگر حرام ہوتا تو اس میں قرآن اترتا اور یہ سفیان کا استنباط ہے اور بعض نے اس کو جابر رضی اللہ عنہ کا قول ٹھہرایا ہے اور کہا ابن دقیق العید نے کہ استدلال جابر رضی اللہ عنہ کا ساتھ تقریر کے اللہ تعالیٰ سے غریب ہے اور ممکن ہے کہ استدلال کیا جائے ساتھ تقریر رسول کے لیکن یہ شرط ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو جانا ہوتا تھی، اور کافی ہے بچ جانے حضرت ﷺ کے اس کو قول صحابی کا کہ اس نے اس کو حضرت ﷺ کے زمانے میں کیا یعنی صحابہ کا یہ کہنا کافی ہے واسطے ثابت کرنے اس بات کے کہ حضرت ﷺ نے اس کو جانا اور یہ مسئلہ مشہور ہے اصول میں اور حدیث کے علم میں کہ صحابی جب اس کو حضرت ﷺ کے زمانے کی طرف منسوب کرے تو اس کے واسطے حکم رفع کا ہے نزدیک اکثر کے اس واسطے کہ ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ کو اس پر اطلاع ہوئی اور آپ ﷺ نے اس کو برقرار رکھا واسطے بہت ہونے باعث ان کے اوپر پوچھنے احکام کے حضرت ﷺ سے اور اگر اس کو منسوب نہ کرے تو اس کے واسطے حکم رفع کا ہے اور نزدیک ایک قوم کے اس واسطے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے تصریح کی ہے ساتھ واقع ہونے اس کے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں اور البتہ وارد ہوئی ہیں چند حدیثیں جن میں تصریح ہے اس کی کہ حضرت ﷺ کو اس پر اطلاع ہوئی اور جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ جس نے اس کو استنباط کیا خواہ جابر رضی اللہ عنہ ہو یا سفیان رضی اللہ عنہ ارادہ کیا ہے اس نے ساتھ اترنے قرآن کے جو پڑھا جائے عام تر اس سے کہ ہو جس کی تلاوت عبادت ہے غیر اس کا اس قسم سے کہ حضرت ﷺ کو وحی ہوتی تھی سو گویا

کہ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے اس کو تشریع کے زمانے میں کیا اور اگر حرام ہوتا تو ہم اس پر برقرار نہ رکھے جاتے اور نیز روایت کی ہے مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے زمانے میں عزل کیا کرتے تھے سو یہ خبر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پہنچی تو آپ نے ہم کو منع نہ کیا اور مسلم کی ایک روایت میں جابر رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ ایک مرد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میری ایک لونڈی ہے میں اس سے صحبت کرتا ہوں اور میں برا جانتا ہوں کہ اس کو حمل ہو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا عزل کر اس سے اگر تو چاہے سو جو اس کی تقدیر میں لکھا ہے اس کو ہوگا پھر کچھ دن کے بعد وہ مرد آیا سو اس نے کہا کہ لونڈی کو حمل ہوا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے تجھ کو خبر دی تھی سو ان طریقوں میں وہ چیا ہے جو بے پردہ کرتی ہے استنباط سے اس واسطے کہ ایک میں تو تصریح ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس پر اطلاع ہوئی اور دوسری میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی اجازت دی اگرچہ سیاق مشعر ہے کہ خلاف اولیٰ ہے۔ (تح)

۴۸۰۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ  
أَسْمَاءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَّةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ  
عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ عَنْ أَبِي  
سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ أَصَبْنَا سَبِيًّا فَكُنَّا نَعْزِلُ  
فَسَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَقَالَ أَوَإِنَّكُمْ تَفْعَلُونَ قَالَتْهَا ثَلَاثًا مَا مِنْ  
نَسَمَةٍ كَانَتْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا هِيَ كَانَتْهُ.

۴۸۰۹ - حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے غزوہ بنی مصطلق میں قیدی پائے یعنی کافروں کی عورتیں بندی پکڑی آئیں سو ہم عزل کیا کرتے تھے سو ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کا حکم پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تم کرتے ہو یہ آپ نے تین بار فرمایا کوئی روح ہونے والی قیامت تک نہیں مگر کہ وہ اس جہان میں پیدا ہوگی۔

فائدہ: اور سب عزل کا دو چیزیں ہیں ایک مکروہ جاننا اس بات کا کہ لونڈی سے اولاد پیدا ہو اور وہ یا عار ہے اس سے اور یا تا کہ نہ دشوار ہو بیچ لونڈی کے جب کہ ہو ام ولد دوسرے یہ کہ حاملہ ہو وہ عورت جو صحبت کی جاتی ہو اور حالانکہ وہ دودھ پلاتی ہے سو یہ لڑکے شیر خوار کو ضرر کرے اور ایک روایت میں ہے لا علیکم ان لا تفعلوا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں گناہ تم پر عزل کرنے میں یا نہیں واجب تم پر چھوڑنا اس کا اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں کوئی حرج تم پر اس کے نہ کرنے میں سو اس میں نفی حرج کی ہے عدم فعل سے پس مفہوم ہوا ثبوت حرج کا عزل کے کرنے میں اور اگر ہو مراد نفی حرج کی فعل سے تو فرماتے لا علیکم ان تفعلوا خلاصہ یہ ہے کہ یہ تمہارا خیال عام ہے جو روح ہونے والی ہے وہ ضرور پیدا ہوگی اور تمہاری تدبیر کچھ نہ چلے گی سو عزل کرنے میں کچھ فائدہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس روح کا پیدا ہونا مقرر کیا ہے اس کو عزل روک نہیں سکتا سو کبھی سبقت کرتی ہے منی اور عازل کو مطلق کچھ خبر نہیں ہوتی پس حاصل ہوتا ہے علق اور لاحق ہوتا ہے اس کو ولد اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں لکھا ہے اس کو کوئی پھیرنے والا نہیں اور اولاد کے حصول سے بھاگنا بہت اسباب کے واسطے ہوتا ہے ایک خوف علق اس

بیوی کا جو لونڈی ہوتا کہ نہ ہو اولاد غلام یا داخل ہونا ضرر کا اور بچے شیر خوار کے جب کہ موطورہ دودھ پلانے والی ہو یا واسطے بھاگنے کے بہت ہونے عیال کے سے جب کہ ہو مرد جنگ گزران اور کوئی چیز ان میں سے اللہ کی تقدیر کو نہیں روک سکتی اور احمد رحمہ اللہ وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے عزل کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس پانی سے اولاد پیدا ہوگی اگر تو اس کو پتھر پر ڈالے تو البتہ اللہ اس سے اولاد نکالے اور نہیں سب صورتوں میں جن کے سبب سے عزل واقع ہوتا ہے وہ چیز کہ عزل اس میں رائج ہو سوائے پہلی صورت کے جو مسلم کی حدیث میں ہے اور وہ یہ خوف ہے کہ دودھ پلانے والی کو حمل ہو جائے اور حمل شیر خوار بچے کو ضرر کرے اس واسطے کہ وہ اس قسم سے ہے کہ تجربہ کیا گیا ہے سو اس نے غالباً ضرر کیا لیکن واقع ہوا ہے باقی حدیث میں نزدیک مسلم کہ اس سبب سے عزل کرنا فائدہ نہیں دیتا واسطے اس احتمال کے کہ واقع ہو حمل بغیر اختیار کے اور مسلم میں ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ میں اپنی عورت سے عزل کرتا ہوں واسطے شفقت کرنے کے اس کے بچے پر تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس طرح ہے تو نہ عزل کر نہیں ضرر کرتا یہ فارس اور روم والوں کو اور نیز عزل میں داخل کرنا ضرر کا ہے عورت پر اس واسطے کہ اس میں اس کی لذت کا فوت کرتا ہے اور البتہ اختلاف کیا ہے سلف نے صحیح حکم عزل کے کہا ابن عبدالبر نے کہ علماء کو اس میں اختلاف نہیں یعنی علماء کا اتفاق ہے اس پر کہ نہ عزل کرے آزاد بیوی سے مگر اس کی اجازت سے اس واسطے کہ جماع اس کا حق ہے اور واسطے اس کے مطالبہ ہے ساتھ اس کے اور نہیں ہے جماع معروف مگر وہ چیز کہ نہ لاحق ہو اس کو عزل اور موافق ہوا ہے اس کو اجماع کے نقل کرنے میں ابن ہبیرہ اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ معروف شافعیوں کے نزدیک یہ ہے کہ عورت کے واسطے جماع میں بالکل حق نہیں پھر خاص اس مسئلے میں نزدیک شافعیوں کے خلاف مشہور ہے صحیح جائز ہونے عزل کے آزاد عورت سے بغیر اس کی اجازت کے، کہا غزالی وغیرہ نے کہ جائز ہے اور یہی صحیح ہے نزدیک متاخرین کے اور حجت پکڑی ہے جمہور نے واسطے اس کے ساتھ حدیث عمر رضی اللہ عنہ کے کہ منع کیا حضرت ﷺ نے عزل آزاد عورت سے مگر اس کی اجازت سے اور اس کی سند ضعیف ہے اور وجہ دوسری واسطے شافعیہ کے جزم ہے ساتھ منع کے جب کہ باز رہے اور جب راضی ہو تو صحیح تر قول جواز ہے اور یہ سب اختلاف آزاد عورت میں ہے اور لیکن لونڈی سو اگر بیوی ہو تو وہ مرتب ہے آزاد عورت پر اگر اس میں جائز ہے تو لونڈی میں بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور اگر باز رہے تو دو وجہ ہیں صحیح تر جواز ہے واسطے پرہیز کرنے کے غلام بنانے اولاد کے سے اور اگر سریہ ہو تو ان کے نزدیک بالاتفاق جائز ہے مگر ابن حزم رحمہ اللہ نے کہا کہ مطلق منع ہے اور اگر لونڈی سے اولاد طلب کی گئی ہو تو اس میں رائج جواز ہے مطلق اور اتفاق ہے تینوں مذہبوں کا اس پر کہ نہ عزل کیا جائے آزاد عورت سے مگر اس کی اجازت سے اور اگر لونڈی ہو تو اس کی اجازت کے بغیر بھی عزل کرنا جائز ہے اور اختلاف ہے اس لونڈی میں جو نکاح کی گئی ہو سو امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک اس کے سردار سے

اجازت لینے کی حاجت ہے اور یہ قول ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے اور راجح نزدیک احمد کے اور ابو یوسف اور محمد نے کہا کہ اجازت اس عورت کے واسطے ہے یعنی اس کے اختیار میں ہے اور یہ ایک روایت میں احمد سے اور ایک روایت اس سے یہ ہے کہ دونوں کی اجازت لے اور ایک روایت میں ہے کہ عزل موؤد خفی ہے لیکن مراد اس سے نہی تنزیہی ہے اور اختلاف بیچ علت نہی کے عزل سے کہ منع کیوں ہے سوا بعض کے کہا کہ واسطے فوت کرنے حق عورت کے اور بعض نے کہا کہ واسطے معاندہ اور مقابلہ تقدیر کے اور اسی کو تقاضا کرتی ہیں اکثر حدیثیں جو اس باب میں وارد ہوئی ہیں اور قول اول مبنی ہے اور پر صحیح ہونے حدیث کے جو فرق کرنے والی ہے درمیان آزاد عورت اور لونڈی کے اور کہا امام الحرمین نے کہ اگر اتفاقاً بغیر قصد کے عورت کے فرج سے باہر انزال کرے تو اس کے ساتھ نہی متعلق نہیں ہوتی اور عزل کے حکم سے نکالا جاتا ہے حکم اس عورت کا جو نطفے کے گرانے کے واسطے علاج کرے پہلے پھونکنے روح کے سو جو اس جگہ منع کرتا ہے وہ اس جگہ بطریق اولیٰ منع کرتا ہے اور جو عزل کو جائز کہتا ہے تو ممکن ہے کہ لاحق ہو ساتھ اس کے یہ اور ممکن ہے کہ فرق کیا جائے ساتھ اس طور کے کہ عمل کرنا مستحب تر ہے اس واسطے کہ نہیں واقع ہوا ہے عزل میں استعمال کرنا اسباب کا اور معالجہ نطفے کے گرانے کا واقع ہوتا ہے بعد استعمال کرنے اسباب کے اور ملحق ہے ساتھ اس مسئلے کے استعمال کرنا عورت کا اس چیز کو جو بالکل حمل کو قطع کر ڈالے کہ کبھی حمل نہ ٹھہرے اور فتویٰ دیا ہے بعض متاخرین شافعیوں نے ساتھ منع کے اور وہ مشکل ہے اور پر قول ان کی کی ساتھ مباح ہونے عزل کے مطلق اور ایک روایت میں ہے کہ ہم نے عمدہ عورتیں عرب کی پائیں اور دراز ہوا ہم پر مجرد رہنا اور ہم نے چاہا کہ متعہ کریں اور ہم نے فداء چاہا تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے اس شخص کے جو جائز رکھتا ہے عرب لوگوں کی لونڈی غلام بنانے کو، وقد تقدم بیانہ فی الحق اور واسطے اس شخص کے جو جائز رکھتا ہے مشرک عورت کی صحبت ساتھ ملک یمین کے اگرچہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ میں سے نہ ہو اس واسطے کہ قوم بنی مصطلق بت پرست تھی لیکن احتمال ہے کہ قید عورتیں صحبت سے پہلے مسلمان ہو گئی ہوں اور مراد فداء سے ارادہ قیمت کا ہے۔ (فتح)

عورتوں کے درمیان قرعہ ڈالنا جب کہ سفر کا ارادہ کرے۔  
۴۸۱۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی عورتوں کے درمیان قرعہ ڈالتے سو حاصل ہوا قرعہ واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کے یعنی قرعہ ان کے نام پر نکلا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب رات ہوتی تو عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ چلتے اس کے ساتھ بات چیت کرتے تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے

بَابُ الْقُرْعَةِ بَيْنَ النِّسَاءِ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا.  
۴۸۱۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ  
الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي  
مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ  
أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَطَارَتِ الْقُرْعَةُ لِعَائِشَةَ  
وَحَفْصَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

کہا کہ کیا تو نہیں سوار ہوتی آج رات میرے اونٹ پر اور سوار ہوں میں تیرے اونٹ پر تو میرے اونٹ کو دیکھے اور میں تیرے اونٹ کو دیکھوں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیوں نہیں! سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی طرف بڑھے اور اس پر حصہ رضی اللہ عنہا تھیں سو ان کو سلام کیا پھر چلے یہاں تک کہ اترے اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو گم کیا یعنی اتفاقاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جدا پڑیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ گفتگو میسر نہ ہوئی پھر جب اترے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے دونوں پاؤں اذخر کے گھاس میں ڈالے اور کہتی تھی الہی! غالب کر مجھ پر کسی بچھو یا سانپ کو جو مجھ کو کاٹے اور میں اس کو کہہ نہ سکوں۔

وَحَفْصَةُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ بِاللَّيْلِ سَارَ مَعَ عَائِشَةَ يَتَحَدَّثُ فَقَالَتْ حَفْصَةُ أَلَا تَرَ كَيْبَنَ اللَّيْلَةَ بَعِيرِي وَأَرْكَبُ بَعِيرَكَ تَنْطُرِينَ وَانْظُرْ فَقَالَتْ بَلَى لَمَّا كَبَتْ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَمَلِ عَائِشَةَ وَعَلَيْهِ حَفْصَةُ فَسَلَّمَ عَلَيْهَا ثُمَّ سَارَ حَتَّى نَزَلُوا وَافْتَقَدَتْهُ عَائِشَةُ فَلَمَّا نَزَلُوا جَعَلَتْ رِجْلَيْهَا بَيْنَ الْإِذْخِرِ وَتَقُولُ يَا رَبِّ سَلِّطْ عَلَيَّ عُقْرَبَاءَ أَوْ حَيَّةً تَلْدَغُنِي وَلَا أُسْتَطِيعُ أَنْ أَقُولَ لَهُ شَيْئًا.

**فائدہ:** ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بچھو مجھ کو کاٹے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دیکھتے ہوں اور میں آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کو کچھ نہ کہہ سکوں پس اس پر محمول ہوگا اس کا قول کہ میں آپ کو کچھ کہہ نہ سکتی یعنی میں اپنا واقعہ ان کے پاس حکایت نہ کر سکوں اس واسطے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مجھ کو اس میں معذور نہ جانتے اور میرا عذر قبول نہ کرتے۔

**فائدہ:** یہ جو کہا کہ جب سفر کا ارادہ کرتے تو مفہوم اس کا خاص ہونا قرعہ کا ساتھ حالت سفر کے اور نہیں اپنے عموم پر بلکہ تاکہ مقرر کرے قرعہ اس عورت کو جس کو سفر میں ساتھ لے جائے اور نیز جاری ہوتا ہے قرعہ جب کہ ارادے کرے تقسیم کا درمیان اپنے بیویوں کے سوا یا نہ کرے کہ جس کے ساتھ چاہے شروع کرے بلکہ ان کے درمیان قرعہ ڈالے جس کے نام پر قرعہ نکلے اس سے شروع کرے مگر یہ کہ کسی چیز کے ساتھ راضی ہوں تو بغیر قرعہ کے ہی جائز ہے اور ایک روایت میں ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب قرعہ میرے سوائے کسی اور کے نام پر نکلتا تو آپ کے چہرے میں ناخوشی پہچانی جاتی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جائز ہونے قرعہ کے بیچ قسمت کے درمیان شریکوں کے اور سوائے اس کے اور مشہور مالکیوں اور حنفیوں سے یہ ہے کہ قرعہ کا اعتبار نہیں، کہا عیاض نے یہی مشہور ہے مالک رحمہ اللہ اور اس کے ساتھیوں سے اس واسطے کہ وہ از قسم جوا ہے اور حنفیوں سے اس کی اجازت بھی محکی ہے اور البتہ کہا ہے انہوں نے باب کے مسئلے میں اور حجت پکڑی ہے جو منع کرتا ہے مالکیوں میں سے کہ بعض عورتیں زیادہ فائدہ پہنچانے والی ہیں سفر میں بعض سے سوا اگر قرعہ اس عورت کے نام پر نکلے جس میں نفع نہیں تو مرد کے حال کو ضرر کرے اور اسی طرح بالعکس بعض عورتیں خانہ داری میں زیادہ ہوشیار ہوتی ہیں بعض سے اور طارت کے معنی ہیں حاصل ہوا اور

جناز میں گزر چکا ہے قول ام العلاء کا طار لنا عثمان بن مظعون یعنی حاصل ہوا ہمارے حصے میں مہاجرین میں سے عثمان رضی اللہ عنہ اور یہ جو کہا کہ جب رات ہوتی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ملتے اس کے ساتھ گفتگو کرتے تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے مہلب نے اس پر کہ نوبت ٹھہرانا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر واجب نہ تھا اور نہیں ہے دلالت بیچ اس کے اس واسطے کہ وطن میں نوبت ٹھہرانے کی جگہ رات ہے اور سفر میں اترنے کا وقت ہے اور بہر حال چلنے کا وقت سودہ اس قسم سے نہیں نہ رات کو نہ دن کو اور ابو داؤد نے اور بیہقی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ کم دن مگر کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سب پر گھومتے سو بوسہ لیتے اور بدن سے بدن لگاتے سوائے جماع کے پھر جب نوبت والی کے پاس آتے تو اس کے پاس رات کاٹتے اور یہ جو کہا کہ کیا تو میرے اونٹ پر سوار نہیں ہوتی الخ، تو گویا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حصہ رضی اللہ عنہا کا کہنا قبول کیا واسطے اس چیز کے کہ شوق دلایا اس کو حصہ رضی اللہ عنہا طرف اس کے دیکھنے اس چیز کے سے کہ وہ نہ دیکھتی تھیں اور یہ مشعر ہے کہ وہ دونوں چلتے وقت پاس پاس نہ چلتی تھیں بلکہ ہر ایک دونوں میں سے ایک طرف ہوتی جیسے کہ عادت ہے کہ سفر میں قطاریں باندھ کر چلتے ہیں نہیں تو اگر دونوں اکٹھی ہوتیں تو نہ خاص ہوتی ایک دونوں میں سے ساتھ دیکھنے اس چیز کے کہ اس کو دوسری نہ دیکھتی تھی اور احتمال ہے کہ دیکھنے سے مراد اونٹ کی چال ہو یعنی میں دیکھوں کہ تیرا اونٹ کیسا چلتا ہے اور میرا کیسا چلتا ہے اور یہ جو کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حصہ رضی اللہ عنہا کو سلام کیا تو حدیث میں یہ مذکور نہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کلام کی اور احتمال ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس واقعہ کا الہام ہوا ہونا اتفاقاً واقع ہوا ہو اور احتمال ہے کہ کلام کیا ہو اور منقول نہ ہوا ہو اور یہ جو کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دونوں پاؤں کو گھاس میں ڈالا تو شاید اس نے جب پہچانا کہ یہ قصور میرا ہے کہ میں نے حصہ رضی اللہ عنہا کا کہنا قبول کیا تو اس قصور پر اپنی جان کو ملامت کی اور اذخر ایک گھاس ہے اس میں اکثر سانپ بچھو وغیرہ کاٹنے والے کیڑے ہوتے ہیں، کہا داؤدی نے کہ احتمال ہے کہ ہو باہم چلنا عائشہ رضی اللہ عنہا کا رات میں اس واسطے غالب ہوئی اس پر حیرت اور اپنی جان پر موت کے ساتھ بد دعا کی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ لازم آتا ہے اس سے کہ واجب ہو نوبت مقرر کرنی باہم چلنے میں اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ اگر اس طرح ہوتا تو عائشہ رضی اللہ عنہا کو باہم چلنے کے ساتھ خاص نہ کرتے سوائے حصہ رضی اللہ عنہا کے تا کہ حصہ رضی اللہ عنہا اس حیلے کی محتاج ہوئیں اور نہیں با وجہ ہے قسم چلنے کی حالت میں مگر جب کہ ہو خلوت نہ حاصل ہوتی مگر بیچ اس کے ساتھ اس طور کے کہ اس کے ساتھ کجاوے میں سوار ہو اور اترنے کے وقت خیمے میں سب جمع ہوتے ہیں سو اس وقت نوبت کی جگہ سیر ہو گا نہ باہم چلنا اور یہ سب مبنی ہے اس پر کہ نوبت مقرر کرنا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر واجب تھا اور یہی ہے جس پر اکثر حدیثیں دلالت کرتی ہیں اور تائید کرتا ہے قول قرعہ ڈالنے کی یہ کہ اتفاق ہے سب کا اس پر کہ سفر کی مدت حساب میں نہیں آتی اور جو عورت گھر میں مقیم ہو اس کو ہجر نہیں دی جاتی بلکہ جب سفر سے پھرے تو آئندہ کے واسطے از سر نو باری شروع کرے اور اگر کسی کو بغیر



قرعہ کے اپنے ساتھ لے جائے اور بعض کو نوبت میں مقدم کرے تو اس سے لازم آتا ہے کہ جب پھرے تو پچھلی تو اس کا حق پورا دے اور البتہ نقل کیا ہے ابن منذر نے اجماع کو اس پر کہ واجب نہیں پس ظاہر ہوا کہ قرعہ کے واسطے فائدہ ہے اور وہ یہ کہ نہ اختیار کرے بعض عورتوں کو ساتھ خواہش کے مترتب ہوتا ہے اس پر ترک کرنا عدل کا درمیان ان کے اور کہا شافعی نے قدیم قول میں کہ اگر مسافر پچھلی کے واسطے نوبت تقسیم کرتا تو قرعہ کے کوئی معنی نہ تھے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ دن خالص اس کے واسطے ہوں جس کا نام قرعہ میں نکلا اور پوشیدہ ہے کہ محل اطلاق کا بیچ ترک کرنے قضاء کے سفر میں ہے تب تک ہے جب تک نام سفر کا موجود ہو سو اگر سفر کرے کسی شہر کی طرف اور اس میں بہت زمانہ ٹھہرے پھر سفر کرے تو پلٹتا تو لازم ہے اس پر قضاء کرنا مدت اقامت کا اور رجوع کی مدت میں شافیہ کو اختلاف ہے اور معنی بیچ ساق ہونے قضاء کے یہ ہیں کہ جتنی اس عورت نے خاوند کی صحبت پائی ہے اتنی سفر کی مصیبت اور مشقت بھگتی ہے اور جو عورت گھر میں مقیم ہے وہ دونوں امروں میں اس کے برعکس ہے۔ (فتح)

بَابُ الْمَرْأَةِ تَهَبُ يَوْمَهَا مِنْ زَوْجِهَا  
لِضَرَّتِهَا وَكَيْفَ يَقْسِمُ ذَلِكَ.  
عورت اپنی نوبت کا دن اپنے خاوند سے اپنی سوکن کو  
بخشنے اور کس طرح نوبت مقرر کرے یعنی کس طرح باری  
مقرر کرے؟

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: من متعلق ہے ساتھ یومہا کے نہ ساتھ جب کے یعنی اپنا دن اس کے ساتھ خاص ہے کہا علماء نے کہ جب عورت اپنی باری کا دن اپنی سوکن کو بخش دے تو خاوند اس کے واسطے اس کی باری کا دن بانٹنے سو اگر اس کی باری کے ساتھ متصل ہو تو باری کے ساتھ بانٹنے نہیں تو نہ مقدم کرے اس کو اس کے رتبے سے نوبت بانٹنے میں مگر باقی عورتوں کی رضا مندی سے اور انہوں نے کہا کہ جب وہ اپنی نوبت کا دن اپنی سوکن کو بخش دے پھر اگر خاوند قبول کر لے تو نہیں ہے واسطے موہوبہ کے کہ باز رہے اور اگر نہ قبول کرے تو اس کو اس پر جبر نہ کیا جائے اور جب اپنی نوبت کا دن اپنے خاوند کو بخشے اور سوکن کا نام نہ لے تو کیا خاوند کو جائز ہے کہ ایک کو خاص کرے اگر اس کے پاس دو یا زیادہ عورتیں ہو یا اس کو باقی عورتوں کے درمیان بانٹے اور جائز ہے واسطے بخشنے والی کے سب احوال میں رجوع کرنا اس سے جب چاہے لیکن آئندہ زمانے میں نہ ماضی میں۔ (فتح)

۴۸۱۱ - حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا  
زُهَيْرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ  
سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا لِعَائِشَةَ  
وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ  
لِعَائِشَةَ يَوْمَهَا وَيَوْمَ سَوْدَةَ.

۴۸۱۱ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سودہ رضی اللہ عنہا نے  
اپنی نوبت کا دن عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دیا یعنی واسطے چاہنے رضا  
مندی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے  
دو دن بانٹتے تھے ایک دن اس کا اور ایک دن سودہ رضی اللہ عنہا کا۔

**فائدہ:** سودہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بیوی ہیں جب حضرت ﷺ مکہ میں تھے یعنی ہجرت سے پہلے اس سے نکاح کیا تھا بعد فوت ہونے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اور دخول کیا حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے اور ہجرت کی سودہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ آپ کے اور ایک روایت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ نے میرے بعد اس سے نکاح کیا تھا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ عقد کیا اس پر بعد اس کے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عقد کیا اور بہر حال داخل ہونا اوپر اس کے سو عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہونے سے بالاتفاق پہلے تھا اور اس کا سبب یہ ہے جو ابوداؤد کی روایت میں آیا ہے کہ جب سودہ رضی اللہ عنہا بوڑھی ہوئی اور ڈریں کہ حضرت ﷺ اس کو طلاق دیں تو کہا کہ یا حضرت! میں اپنا دن عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخشی ہوں حضرت ﷺ نے قبول کیا سو اس کے اور اس کی مانند عورتوں کے حق میں یہ آیت اتری ﴿وَأَن امْرَأَةٌ خَافَتْ مِن بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْدًا فَلَمْ يَجِدُوا مَعَهُمَا خَبَرَ فَتَوُفَّيْهُمَا بِمَا كَانُوا يَكُونُونَ﴾ (نکاح) ۱۱۰۔

**بَابُ الْعَدْلِ بَيْنَ النِّسَاءِ** ﴿وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿وَاسْعَا حَكِيمًا﴾۔

تک۔

**فائدہ:** اشارہ کیا ہے ساتھ ذکر کرنے آیت کے طرف اس کے کہ آیت میں نفی عدل کی ہے جو ہر وجہ سے ہو اور ساتھ حدیث کے طرف اس کے کہ مراد ساتھ عدل کے ان کے درمیان برابری کرنا ہے ساتھ اس چیز کے کہ لائق ہے ساتھ ہر ایک کے ان میں سے سوجب پورا دے ہر ایک کو ان میں سے کپڑا ان کا اور خرچ ان کا اور ٹھکانا پکڑنے کو طرف اس کے تو نہیں ضرر کرتا جو اس پر زیادہ ہو ان کی محبت سے یا احسان سے ساتھ تحفہ کے اور ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ اپنی عورتوں کے درمیان نوبت بانٹتے سو عدل کرتے اور فرماتے الہی! یہ میری تقسیم ہے جس کا میں مالک ہوں سو نہ ملامت کر مجھ کو اس میں جس کا میں مالک نہیں ترمذی نے کہا کہ مراد محبت ہے اور ساتھ اسی کے تفسیر کیا ہے اس کو اہل علم نے۔ (فتح)

**بَابُ إِذَا تَزَوَّجَ الْبَكْرُ عَلَى الثَّيِّبِ۔**

جب نکاح کرے کنواری سے شوہر دیدہ پر تو

کس طرح کرے؟

۳۸۱۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر میں چاہوں تو کہوں حضرت ﷺ نے فرمایا لیکن کہا سنت ہے کہ جب کنواری سے نکاح کرے تو اس کے پاس سات دن رہے اور جب شوہر دیدہ سے نکاح کرے تو اس کے پاس تین دن رہے۔

۴۸۱۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أَقُولَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنْ قَالَ أَلَسُنَةُ إِذَا

تَزَوَّجَ الْبِكْرَ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَإِذَا تَزَوَّجَ  
الْثَيِّبَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا.

بَابُ إِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى الْبِكْرِ.

جب نکاح کرے شوہر دیدہ سے کنواری پر تو  
کس طرح کرے؟

۴۸۱۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نکاح  
کرے مرد کنواری عورت سے شوہر دیدہ پر تو اس کے پاس  
سات دن رہے پھر اس کے بعد نوبت تقسیم کرے اور جب  
نکاح کرے شوہر دیدہ سے کنواری پر تو اس کے پاس تین دن  
رہے پھر نوبت بانٹنے کہا ابو قلابہ نے اگر میں چاہوں تو کہوں  
کہ انس رضی اللہ عنہ نے اس کو مرفوع کیا ہے یعنی اگر میں اس کے  
مرفوع ہونے کے ساتھ تصریح کرتا تو اس میں سچا ہوتا اور ہوتی  
روایت بالعمی اور یہ اس کے نزدیک جائز ہے لیکن اس نے  
دیکھا کہ محافظت لفظ پر اولیٰ ہے یا اس نے گمان کیا کہ اس  
نے اس کو انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع سنا ہے لیکن بوجہ تقویٰ کے اس  
سے پرہیز کیا۔

۴۸۱۴۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ رَاشِدٍ حَدَّثَنَا  
أَبُو أُسَامَةَ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَخَالِدٌ  
عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مِنَ السَّنَةِ إِذَا  
تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ أَقَامَ  
عِنْدَهَا سَبْعًا وَقَسَمَ وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ  
عَلَى الْبِكْرِ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ قَسَمَ قَالَ  
أَبُو قَلَابَةَ وَلَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ إِنَّ أُنْسًا رَفَعَهُ  
إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کہا خالد نے کہ اگر میں چاہوں تو کہوں انس رضی اللہ عنہ نے اس کو  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف مرفوع کیا ہے۔

وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ  
أَيُّوبَ وَخَالِدٍ قَالَ خَالِدٌ وَلَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ  
رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: شاید مراد بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ بیان کرے کہ روایت سفیان ثوری سے مختلف ہے سچ منسوب ہونے اس  
قول کے کہ کیا وہ ابو قلابہ کا قول ہے یا خالد کا اور ظاہر یہ ہے کہ یہ زیادتی خالد کی روایت میں ابو قلابہ سے ہے سوائے  
روایت ایوب کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ عدل خاص ہے ساتھ اس شخص کے کہ واسطے اس  
کے بیوی ہو پہلے جدید عورت سے کہا ابن عبد البر نے کہ جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ یہ حق ہے واسطے عورت کے بسبب  
زفاف کے برابر ہے کہ آگے اس کے پاس بیوی ہو یا نہ ہو حکایت کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے کہ مستحب ہے جب کہ اس  
کے پاس اس کے سوائے کوئی بیوی نہ ہو نہیں تو واجب ہے اور اختیار کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے کہ کوئی فرق نہیں اور اطلاق  
شافعی رحمہ اللہ کا اس کو قوی کرتا ہے اور راجح قول جمہور کا ہے اور تائید کرتا ہے اس کی قول اس کا باب کی حدیث میں ثم

قسم اس واسطے کہ نوبت بائٹا نہیں ہوتا مگر واسطے اس کے جس کی آگے اور بیوی ہو اور اس میں حجت ہے کوئیوں پر کہ وہ کہتے ہیں کہ کنواری اور شوہر دیدہ برابر ہیں تین دن میں یعنی سب کے پاس تین تین دن رہے تین دن سے زیادہ نہ رہے اور حجت ہے اوزاعی پر کہ وہ کہتا ہے کہ کنواری کے واسطے تین دن ہیں اور شوہر دیدہ کے واسطے دو دن ہیں اور خاص کیا ہے باب کی حدیث کے عموم سے جب کہ ارادہ کرے شوہر دیدہ کہ اس کے پاس پورے سات دن رہے اس واسطے کہ اگر خاوند اس کا کہنا قبول کرے تو ساقط ہوتا ہے حق عورت کا تین دن سے یعنی تین دن اس کے واسطے خاص تھے وہ بھی اس کے باطل ہوئے واسطے اس حدیث کے کہ روایت کیا ہے مسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت ﷺ نے جب اس سے نکاح کیا تو اس کے پاس تین دن رہے اور فرمایا کہ البتہ تیرے خاوند پر کچھ تیری خواری اور بے قدری نہیں سو اگر تو چاہے تو سات دن تیرے پاس رہوں اور اگر تیرے پاس سات دن رہوں گا تو اور بیویوں کے پاس بھی سات دن رہوں گا اور ایک روایت میں ہے کہ اگر تو چاہے تو تین دن تیرے پاس رہوں پھر گھوموں ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ تین دن رہیں اور یہی قول ہے اکثر کا مگر اگر عورت سات دن اختیار کرے تو سب کو قضاء کرے اور اگر بغیر اس کے اختیار کرے تو چار دن جو زیادہ ہیں ان کو قضاء کرے۔

**تَنْبِيْهُ:** مکر وہ ہے یہ کہ تاخیر کرے سات دن میں یا تین دن میں جماعت کی نماز سے اور تمام نیکی کے عملوں سے جن کو کرتا تھا کہا ہے یہ شافعی رحمہ اللہ نے اور کہا رافعی نے یہ دن میں ہے رات میں نہیں اس واسطے کہ نفل کے واسطے واجب نہیں چھوڑا جاتا اور ہمارے اصحاب نے کہا کہ اگر تو جماعت کی طرف نکلے تو سب کی باریوں میں نکلے نہیں تو بالکل نہ نکلے اور کہتے ہیں کہ یہ عذر ہے واسطے چھوڑنے جماعت کے اور واجب ہے موالاة سات میں یا تین یعنی پے در پے رہے بیچ میں کوئی دن نہ چھوڑے اور اگر فرق کرے تو نہیں حساب کیا جائے گا راجح قول پر یعنی جو دن کہ اس کے پاس رہا وہ محسوب نہیں ہوگا پھر از سر نو سارے دن پورے کرے اور نہیں فرق ہے درمیان آزاد عورت اور لونڈی کے اور بعض نے کہا کہ لونڈی کے واسطے آدھا آزاد کا ہے۔ (فتح)

جو اپنی سب عورتوں پر گھومے ایک غسل میں۔

۳۸۱۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

ایک رات میں اپنی سب بیویوں پر گھومتے تھے یعنی ان سے صحبت کرتے تھے اور آپ ﷺ کی اس دن نو بیویاں تھیں۔

بَابُ مَنْ طَافَ عَلَى نِسَائِهِ فِي غُسْلٍ وَاحِدٍ.  
۴۸۱۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ  
حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ  
قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَبِيَّ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوفُ  
عَلَى نِسَائِهِ فِي اللَّيْلَةِ الْوَاحِدَةِ وَلَهُ يَوْمَئِذٍ  
تِسْعُ نِسْوَةٍ.

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح کتاب الغسل میں گزر چکی ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے جو کہتا ہے کہ نوبت بانٹنا حضرت ﷺ پر واجب نہ تھا اور نقل کیا ہے ابن عربی نے کہ عصر کے بعد ایک گھڑی تھی اس میں تقسیم حضرت ﷺ پر واجب نہ تھی اور رد کرتا ہے اس پر قول حضرت ﷺ کا کہ آپ اپنی عورتوں پر ایک رات میں گھومتے تھے اور ذکر کیا ہے عیاض نے شفا میں کہ حضرت ﷺ جو ایک رات میں اپنی سب بیویوں پر گھومتے تھے تو حکمت اس میں یہ ہے کہ وہ ان کے احسان کرنے کے واسطے تھا اور شاید ارادہ کیا ہے اس نے نہ جھانکنے ان کے کا واسطے نکاح کرنے کے اس واسطے کہ احسان کے معنی ہیں اسلام اور آزاد ہونا اور عفت اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ تھا یہ واسطے ارادے عدل کے درمیان ان کے اگرچہ یہ واجب نہیں، کما تقدم شى من ذلك اور جو تعلیل اس نے ذکر کیا ہے اس میں نظر ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ کے بعد ان کو دوسرا نکاح کرنا حرام ہے اور ان میں سے بعض بیوی حضرت ﷺ کے بعد پچاس برس تک زندہ رہی۔ (فتح)

داخل ہونا مرد کا اپنی عورتوں پر دن میں۔

۴۸۱۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب عصر کی نماز سے پھرتے تو اپنی عورتوں پر داخل ہوتے سوان میں سے ہر ایک کے قریب ہوتے یعنی بغیر جماع کے سو حصہ بیٹھتا تھا پر داخل ہوئے سو رکے رہے زیادہ معمولی رکنے سے۔

جب اجازت مانگے مرد اپنی عورتوں سے اس کی کہ بیمار داری کیا جائے یعنی خدمت کیا جائے اپنی بیماری میں ان میں سے بعض کے گھر میں اور وہ اس کو اجازت دیں تو ان کی نوبت ساقط ہو جاتی ہے۔

۴۸۱۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اپنی مرض الموت میں پوچھتے تھے کہ میں کل کہاں ہوں گا میں کل کہاں ہوں گا مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی نوبت کا دن تھا یعنی اس کی باری کب ہے سو آپ کی بیویوں نے آپ کو اجازت دی کہ رہیں جس جگہ چاہیں سو حضرت ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر

بَابُ دُخُولِ الرَّجُلِ عَلَى نِسَائِهِ فِي الْيَوْمِ.  
۴۸۱۵۔ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلَى نِسَائِهِ فَيَدْنُو مِنْ إِحْدَاهُنَّ فَدَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ فَأَحْتَبَسَ أَكْثَرَ مِمَّا كَانَ يَحْتَبِسُ.  
بَابُ إِذَا اسْتَأْذَنَ الرَّجُلُ نِسَاءَهُ فِي أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِ بَعْضِهِنَّ فَأَذِنَ لَهُ.

۴۸۱۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْأَلُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ أَبْنَا

میں رہے یہاں تک کہ اس کے نزدیک فوت ہوئے، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو فوط ہوئے اس دن جس میں مجھ پر گھومتے تھے یعنی میری باری کے دن میں میرے گھر میں سوا اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح قبض کی اور بے شک آپ کا سر میرے سینے اور ہنسی کے درمیان تھا اور آپ کی تھوک مبارک میری تھوک سے ملی۔

عَدَا اَيْنَ اَنَا عَدَا يُرِيدُ يَوْمَ عَائِشَةَ فَاَذِنَ لَهَا اَزْوَاجُهُ يَكُونُ حَيْثُ شَاءَ فَكَانَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ حَتَّى مَاتَ عِنْدَهَا قَالَتْ عَائِشَةُ لَمَاتَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي كَانَ يَدُورُ عَلَيَّ فِيهِ فِي بَيْتِي فَقَبَضَهُ اللَّهُ وَإِنَّ رَأْسَهُ لَيَبِينُ نَحْرِي وَسَحْرِي وَخَالَطَ رِيقَهُ رَيْقِي.

فائدہ: اور غرض اس سے یہ ہے کہ ان کی نوبت ان کی اجازت سے ساقط ہو جاتی ہے سو گویا کہ انہوں نے اپنا دن بخش دیا اس عورت کو جس کے گھر میں حضرت ﷺ تھے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کو اور بعض طریقوں میں اس کی تصریح آچکی ہے۔

اگر مرد اپنی بعض بیوی کے ساتھ بعض

بَابُ حُبِّ الرَّجُلِ بَعْضَ نِسَائِهِ الْفَضْلُ مِنْ بَعْضٍ.

سے زیادہ محبت رکھے تو اس کا کیا حکم ہے؟

۳۸۱۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے روایت کی عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہ وہ حصہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے سو کہا اے بیٹی نہ فریب دے تجھ کو یہ عورت جس کو اپنی خوبصورتی خوش لگی ہے حضرت ﷺ کا اس سے محبت رکھنا یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا سو میں نے اس کو حضرت ﷺ پر بیان کیا حضرت ﷺ نے تبسم فرمایا اور مسکرائے۔

۴۸۱۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ فَقَالَ يَا بَنِيَّةُ لَا يَغْرُلُكَ هَذِهِ النَّبِيُّ أَعْجَبَهَا حُسْنُهَا حُبُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا يُرِيدُ عَائِشَةَ فَقَصَصْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَسَّمَ.

فائدہ: اور یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

اپنے آپ کو آراستہ کرنے والا ساتھ اس چیز کے جو نہیں ملی یعنی خلاف نمائی کرنے والا اور منع ہے فخر کرنے سوکن کے سے۔

بَابُ الْمُتَشَبِّعِ بِمَا لَمْ يَتَلَّ وَمَا يُنْهَى مِنَ الْفِتْخَارِ الضَّرَّةِ.

۳۸۱۸۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے کہا یا حضرت! میری ایک سوکن ہے سو کیا مجھ پر اس بات میں کچھ گناہ ہے کہ میں کہوں کہ میرے خاوند نے مجھ کو دی ہے جو

۴۸۱۸۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ لَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

چیز درحقیقت نہیں دی یعنی اپنے خاوند کی طرف سے اس چیز کا دینا ظاہر کروں جو حقیقت میں اس نے نہیں دی یعنی تاکہ سوکن جلے؟ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نہ ملی چیز سے اپنے آپ کو آسودہ دکھلانے والا جیسے مکر کا جوڑا پہننے والا یعنی یہ صاف مکاری اور خلاف نمائی ہے یہ ہرگز درست نہیں کہ ظاہر میں کچھ اور باطن میں کچھ اور۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ حَدَّثَنِي فَاطِمَةُ عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لِي ضُرَّةً فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ إِنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِي غَيْرَ الَّذِي يُعْطِينِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسَ ثَوْبِي زُورٍ.

فائدہ: اس ترجمہ میں اشارہ ہے طرف اس چیز کے جو ابو عبید نے اس حدیث کی تفسیر میں بیان کی ہے کہ متشبع سے مراد زینت کرنے والا ساتھ اس چیز کے جو اس کے پاس نہیں اپنے آپ کو آسودہ دکھلانے والا اور زینت کرنے والا ساتھ باطل کے مثل عورت کے ہے کہ مرد کے پاس ہو اور اس کے واسطے سوکنیں ہوں سودہ ظاہر کرے کہ مجھ کو خاوند سے یہ چیز ملی اور درحقیقت نہ ملی ہو مراد اس کی سوکن کا جلانا ہو اور بہر حال قول اس کا کلابیس ثوبی زور تو وہ ایک مرد ہے کہ پہنتا ہے کپڑے جو مشابہ ہوتے ہیں زاہدوں کے کپڑوں کے لوگوں کو وہم دلاتا ہے کہ وہ ان میں سے ہے اور مراد ساتھ اس کے نفس مرد کا ہے اور بعض نے کہا کہ مراد جھوٹے گواہ ہیں کہ عمدہ کپڑے پہن کر گواہی دیتے ہیں تو کپڑوں کی خوبی سے اس کی گواہی قبول ہوتی ہے اور پہلے معنی لائق تر ہیں کہا ابن تین نے کہ وہ یہ ہے کہ پہلے کپڑے امانت یا عاریت کے گمان کریں لوگ کہ یہ خود اس کے اپنے کپڑے ہیں اور وہ ہمیشہ نہیں رہتے اور رسوا ہوتا ہے اپنے جھوٹ سے اور مراد ساتھ اس کے نفرت دلانا عورت کا ہے اس چیز سے کہ ذکر کی واسطے خوف فساد کے درمیان اپنے خاوند کے اور سوکن کے، اور ان کے درمیان عداوت کو پیدا کرے سو ہو جائے مانند جادو کے جو جدائی کرتا ہے درمیان مرد کے اور اس کی بیوی کے اور کہا زحشری نے کہ متشبع کے معنی ہیں کہ اپنے آپ کو دکھلاتا ہے کہ اس کا پیٹ بھرا ہے اور حالانکہ اس کا پیٹ بھرا نہیں اور استعارہ کیا گیا واسطے متزین ہونے کے ساتھ فضیلت کے جو اس کو نہیں ملی اور تشبیہ دی ساتھ اس کے جو مکر کے کپڑے پہنے یعنی مکار کے اور وہ شخص وہ ہے جو اپنے آپ کو نیکیوں کی شکل بنائے اور اپنے آپ کو نیکیوں کی صورت میں دکھلاے واسطے ریا کے اور منسوب کیا دونوں کپڑوں کو طرف اس کی اس واسطے کہ وہ مانند لمبوں کے ہیں اور ارادہ کیا ہے ساتھ تشبیہ کے زینت کرنے والا ساتھ اس چیز کے جو اس میں نہیں مانند اس شخص کے ہے جو مکر کے دو کپڑے پہنے ایک کی چادر بنا دے ایک کا تہ بند پس اشارہ ساتھ تہہ بند اور چادر کے طرف اس کے ہے کہ وہ سر سے پاؤں تک مکر کے ساتھ متصف ہے اور احتمال ہے کہ ہو تشبیہ اشارہ طرف اس کے کہ حاصل ہوئی ہیں واسطے متشبع کے دو حالتیں مذموم ایک نہ ہونا اس چیز کا جس کے ساتھ اپنے آپ کو آسودہ دکھلاتا ہے دوسرا باطل کا ظاہر کرنا اور بعض

نے کہا کہ وہ شخص وہ ہے جو اپنے آپ کو دکھلاتا ہے کہ وہ سیر ہے اور حالانکہ وہ اس طرح نہیں ہے۔ (فتح)  
**بَابُ الْغَيْرَةِ.** باب ہے غیرت کے بیان میں۔

**فائدہ:** کہا عیاض وغیرہ نے کہ وہ مشتق ہے دل کے بدلنے سے اور غضب کے جوش مارنے سے بسبب مشارکت کے اس چیز میں کہ اس کے ساتھ خاص ہونا ہے اور سخت تر غیرت میاں بیوی کی درمیان ہوتی ہے یہ تو آدمی کے حق میں ہے اور بہر حال اللہ تعالیٰ کے حق میں سو یہ خوب تر یہ ہے کہ تفسیر کیا جائے اس کو ساتھ اس چیز کے کہ تفسیر کی گئی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو آئندہ آتی ہے اور وہ قول اس کا کہ غیرت اللہ تعالیٰ کی یہ ہے کہ کرے ایماندار وہ چیز جو حرام کی ہے اللہ تعالیٰ نے اوپر اس کے اور کہا عیاض نے احتمال ہے کہ وہ غیرت اللہ تعالیٰ کے حق میں اشارہ طرف تفسیر حال فاعل اس کے کی اور بعض نے کہا کہ غیرت دراصل حمیت اور عار ہے اور یہ تفسیر ہے ساتھ لازم تغیر کے پس رجوع کرے گا طرف غضب کے اور البتہ منسوب کیا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں غضب اور رضا طرف نفس اپنے کے اور کہا ابن عربی نے کہ تغیر محال ہے اللہ تعالیٰ پر ساتھ دلالت قطعی کے پس لازم ہے تاویل اس کی ساتھ لازم کے مانند وعید کے اور واقع کرنے عقوبت کے ساتھ فاعل کے اور سب آدمیوں میں زیادہ غیرت حضرت ﷺ کو تھے اسی واسطے غیرت کرتے تھے واسطے اللہ تعالیٰ کے اور اس کے دین اور اپنی جان کے واسطے کسی سے بدلہ نہ لیتے تھے۔ (فتح)

وَقَالَ وَزَادَ عَنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ سَعْدُ بْنُ  
 عُبَادَةَ لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِي  
 لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصَفِّحٍ فَقَالَ  
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّعَجِبُونَ  
 مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللَّهُ أَغْيَرُ  
 مِنِْي.

کہا ورنہ نے مغیرہ سے کہ کہا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہ  
 اگر میں کسی مرد کو اپنی عورت کے ساتھ دیکھوں تو اس کو  
 تلوار سے مار ڈالوں نہ مارنے والا اس کو اس کی چوڑائی  
 سے واسطے ڈرانے اور جھڑکنے کے بلکہ مارنے والا اس کو  
 اس کی دھار اور تیزی سے واسطے قتل کرنے کے یا نہ گزر  
 کرنے والا اس سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم  
 تعجب نہیں کرتے سعد رضی اللہ عنہ کی غیرت سے البتہ میں اس  
 سے زیادہ تر غیرت کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ  
 سے زیادہ تر غیرت کرنے والا ہے۔

**فائدہ:** مسلم میں روایت ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو پاؤں تو اس کو مہلت دوں  
 یہاں تک کہ چار گواہ لاؤں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں! اور حاکم نے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت اتری  
 ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ﴾ الآية تو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا اس طرح اتری سوا اگر میں کسی مرد کو اپنی  
 عورت کے ساتھ پاؤں تو اس کو نہ بلاؤں یہاں تک کہ چار گواہ لاؤں سو قسم ہے اللہ کی جب تک میں چار گواہ لاؤں



تب تک وہ اپنی حاجت پوری کر لے گا حضرت ﷺ نے فرمایا اے گروہ انصار کے کیا تم نہیں سنتے جو تمہارا سردار کہتا ہے اصحاب نے کہا یا حضرت! اس کو ملامت نہ کیجیے اس واسطے کہ یہ مرد بڑا غیرت کرنے والا ہے اس نے کبھی کوئی عورت نکاح نہیں کی مگر کنواری اور نہ کسی کو طلاق دی کہ کوئی مرد ہم میں سے اس کے نکاح کی جرأت کرے اس کے سخت غیرت کے سبب سے سعد رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! قسم ہے اللہ کی البتہ میں جانتا ہوں کہ وہ حق ہے اور وہ اللہ کے نزدیک ہے لیکن میں تعجب کرتا ہوں کہ گواہوں کے لانے تک وہ اپنی حاجت پوری کر لے۔ (فتح)

۴۸۱۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ تر کوئی شخص غیرت کرنے والا نہیں اور اسی سبب سے اس نے بے حیائی کے سب کام منع کیے اور اللہ سے زیادہ تر کوئی نہیں جس کو اپنی تعریف بہت پسند آتی ہو۔

۴۸۲۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے محمد ﷺ کی امت! اللہ تعالیٰ سے زیادہ تر غیرت کرنے والا کوئی شخص نہیں یہ کہ اپنے غلام یا لونڈی کو زنا کرتے دیکھے اے محمد ﷺ کی امت! اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو البتہ رویا کرتے بہت اور ہنستے تھوڑا۔

۴۸۱۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ وَمَا أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَذْحُ مِنَ اللَّهِ.

۴۸۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ مَا أَحَدٌ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ أَنْ يَرَى عَبْدَهُ أَوْ أُمَّتَهُ تَزْنِي بِأُمَّةٍ مُحَمَّدٍ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمَ لَصَحَحْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَّيْتُمْ كَثِيرًا.

فائدہ: اس کی شرح کوف میں گزر چکی ہے۔

۴۸۲۱۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے زیادہ تر غیرت کرنے والی نہیں۔

۴۸۲۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ عُرْوَةَ بِنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّهِ أَسْمَاءَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا شَيْءَ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ.

۴۸۲۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ غیرت کرتا ہے

۴۸۲۲۔ وَعَنْ يَحْيَى أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى

اور اللہ تعالیٰ کی غیرت یہ ہے کہ کرے ایماندار جو چیز اللہ تعالیٰ نے اس پر حرام کی ہے۔

۳۸۲۳۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے نکاح کیا اور اس کے واسطے زمین نہ مال تھا نہ غلام نہ کچھ اور چیز سوائے اونٹ پانی سینچنے والے جکے اور سوائے اس کے گھوڑے کے سو میں اس کے گھوڑے کو گھاس کھلاتی تھی اور پانی لاتی تھی اور اس کے ڈول کو سیتی تھی اور آٹا گوندہتی تھی اور میں اچھی طرح روٹی نہ پکا سکتی تھی اور میری ایک ہمسائی عورت روٹی پکاتی تھی اور انصاری عورتیں بچ کی عورتیں تھیں (منسوب کیا ان کو طرف بچ کے واسطے مبالغہ کے بیچ تلبس ان کے کی ساتھ اس کے حسن معاشرت میں اور وفا کرنے کے ساتھ عہد کے) اور میں کجور کی گھلیوں کو اپنے سر پر اٹھاتی تھی زبیر رضی اللہ عنہ کی زمین سے جو حضرت ﷺ نے اس کو جاگیر دی تھی اور وہ میرے گھر سے ایک میل پر تھی سو میں ایک دن آئی اور گھلیاں میرے سر پر تھیں حضرت ﷺ سے اور آپ کے ساتھ چند انصاری تھے حضرت ﷺ نے مجھ کو بلایا پھر اپنی اونٹنی سے کہا کہ بیٹھ جا بیٹھ جا اخ اخ ایک کلمہ ہے کہ اونٹ کے بٹھلانے کے واسطے بولتے ہیں تاکہ مجھ کو اپنے پیچھے سوار کریں سو میں شرمائی کہ میں مردوں کے ساتھ چلوں اور میں نے زبیر رضی اللہ عنہ اور اس کی غیرت کو یاد کیا اور وہ لوگوں میں زیادہ غیرت کرنے والا تھا سو حضرت ﷺ نے پہچانا کہ میں شرمائی سو گزرے سو میں زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی میں نے کہا

اللہ علیہ وسلم ح و حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ اللَّهَ يَغَارُ وَغَيْرَةُ اللَّهِ أَنْ يَأْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللَّهُ.

۴۸۲۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ أُسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ تَزَوَّجَنِي الزُّبَيْرُ وَمَا لَهُ فِي الْأَرْضِ مِنْ مَالٍ وَلَا مَمْلُوكٍ وَلَا شَيْءٍ غَيْرِ نَاصِحٍ وَغَيْرِ فَرَسِهِ فَكُنْتُ أَغْلِفُ فَرَسَهُ وَأُسْقِي الْمَاءَ وَأُخْرِزُ غَرَبَهُ وَأُعْجِنُ وَلَمْ أَكُنْ أَحْسِنُ أُعْجِرُ وَكَانَ يَخْجِرُ جَارَاتِ لِي مِنَ الْأَنْصَارِ وَكَانَ نِسْوَةَ صَدِيقٍ وَكُنْتُ أَتَقَلُّ النَّوَى مِنْ أَرْضِ الزُّبَيْرِ النَّبِيُّ أَقْطَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَأْسِي وَهِيَ مِنِّي عَلَى ثَلَاثِي فَرَسِي فَجِئْتُ يَوْمًا وَالنَّوَى عَلَى رَأْسِي فَلَقِيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَدَعَانِي ثُمَّ قَالَ إِيْخُ إِيْخُ لِيَحْمِلَنِي خَلْفَهُ فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أُسِيرَ مَعَ الرِّجَالِ وَذَكَرْتُ الزُّبَيْرَ وَغَيْرَتَهُ وَكَانَ أَغْوَرَ النَّاسِ فَعَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي قَدْ اسْتَحْيَيْتُ فَمَضَى فَجِئْتُ الزُّبَيْرَ فَقُلْتُ لِقَيْنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

حضرت ﷺ مجھ سے ملے تھے اور میرے سر پر کھجور کی گٹھلیاں تھیں اور آپ کے ساتھ چند انصاری تھے سو آپ نے اونٹنی بٹھلائی تاکہ میں سوار ہوں سو میں آپ سے شرمائی اور میں نے تیری غیرت پہچانی تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ اٹھانا تیرا گٹھلیوں کو مجھ پر سخت تر تھا تیرے سوار ہونے سے ساتھ حضرت ﷺ کے اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا یہاں تک کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد میرے پاس خادم بھیجا جو کفایت کرے مجھ کو گھوڑے کی نگہبانی سے سو گویا کہ اس نے مجھ کو آزاد کر دیا۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى رَأْسِي النَّوَى وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَأَنَاخَ لِأَرْكَبَ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ وَعَرَفْتُ غَيْرَتَكَ فَقَالَ وَاللَّهِ لَعَمَلِكَ النَّوَى كَانَ أَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ رُكُوبِكَ مَعَهُ قَالَتْ حَتَّى أُرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَ ذَلِكَ بِخَادِمٍ تَكْفِينِي سِيَّاسَةَ الْفَرَسِ فَكَانَ مَا أَعْتَقْنِي.

**فائدہ:** عطف مملوک کا مال پر بنا بر اس کے کہ مراد ساتھ مال کے اونٹ یا زمینیں ہیں جن میں کھیتی کی جاتی ہے اور مراد ساتھ مملوک کے لوٹڑی غلام ہیں اور قول اس کا لاشیء عطف عام کا ہے خاص پر شامل ہے ہر چیز کو جو ملک میں آ سکتی ہو یا مال بن سکتی ہو لیکن ظاہر یہ ہے کہ نہیں ارادہ کیا اس نے داخل کرنے اس چیز کے کا کہ نہیں کوئی چارہ اس سے گھر اور کپڑے اور کھانے سے اور اس مال تجارت کے سے اور دلالت کرتا ہے سیاق اس کا کہ جس زمین کا آگے ذکر آتا ہے وہ زبیر رضی اللہ عنہ کی ملکیت نہ تھی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ جاگیر تھی سو وہ اس کے منافع کا مالک تھا نہ اس کے رقبہ کا اسی واسطے نہ استثناء کیا اس نے اس کو جیسے کہ مستثنیٰ کیا گھوڑے اور اونٹ کو اور یہ جو کہا کہ میری ایک ہمسائی انصاری روٹی پکاتی تھی تو یہ محمول ہے اس پر کہ اس کی کلام میں حذف ہے اس کی تقدیر یہ ہے کہ نکاح کیا مجھ سے زبیر رضی اللہ عنہ نے مکے میں اور حالانکہ وہ ساتھ صفت مذکور کے تھا اور بدستور اس پر رہا یہاں تک کہ ہم مدینے میں آئے اور میں اس طرح کرتی تھی آخر حدیث تک اس واسطے کہ انصاری کی عورتیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہمسائی ہوئیں ان کے بعد آنے ان کے مدینے میں قطعاً اور جو زمین حضرت ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو جاگیر دی تھی یہ یہود بنی نضیر کے مالوں میں سے تھی جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ پر عطاء کی تھی بغیر دوڑانے گھوڑوں کے اور یہ جو کہا کہ تاکہ مجھ کو اپنے پیچھے سوار کریں تو شاید سمجھا اس کو اسماء رضی اللہ عنہا نے قرینے حال کے سے نہیں تو احتمال ہے کہ حضرت ﷺ کی مراد یہ ہو کہ اسماء رضی اللہ عنہا تھا اس پر سوار ہوں اسی واسطے شرمائیں نہیں تو دوسرے احتمال پر رفاقت متعین نہیں اور یہ جو کہا کہ زبیر رضی اللہ عنہ لوگوں میں زیادہ تر غیرت کرنے والا تھا تو یہ بہ نسبت اس کے علم کے ہے یعنی ارادہ کیا اس نے کہ اس کو اپنے جس کے لوگوں پر فضیلت دے یا من محذوف ہے یعنی زیادہ غیرت کرنے والوں میں سے تھا اور یہ جو کہا کہ تیرا حضرت ﷺ کے ساتھ سوار ہونا الخ تو وجہ ایک دوسرے پر سخت ہونے کی ہے کہ تیرے حضرت ﷺ کے ساتھ سوار

ہونے میں بڑا امر غیرت کا پیدا نہیں ہوتا یعنی کچھ ایسی بڑی بات نہیں اس واسطے کہ وہ حضرت ﷺ کی سالی تھی سو اس حالت میں آپ کو اس سے نکاح کرنا جائز نہیں اگرچہ خاوند سے خالی ہو سو نہ باقی رہا مگر یہ احتمال کہ واقع ہو واسطے اس کے بعض مردوں سے مزاحمت بغیر قصد کے اور یہ کہ ظاہر ہو واسطے اس کے وقت بیٹھنے کے وہ چیز جس کے ظاہر ہونے کا وہ ارادہ نہیں کرتی اور مانند اس کے اور یہ سب ہلکا ہے اس چیز سے کہ تحقیق ہوئی اس کی ذلت سے ساتھ اٹھانے گھلیوں کے اپنے سر پر دروڑ جگہ سے اس واسطے کہ یہ وہم دلاتی ہے نفس کی خست کو اور وفات ہمت کو اور قلت غیرت کو لیکن تھا سبب باعث او پر صبر کرنے کے اس پر مشغول ہونا اس کے خاوند اور باپ کا ساتھ جہاد وغیرہ کے اس قسم سے کہ حکم کرتے تھے ان کو حضرت ﷺ ساتھ اس کے اور نہیں فارغ ہوتے تھے واسطے کار سازی گھروں کے کہ اس کو خود کریں اور واسطے تنگی کے کہ ان کے پاس لونڈی غلام نہ تھے جو ان کو اس سے کفایت کریں سو بند ہوا امر ان کی عورتوں میں سو وہ کفایت کرتی تھیں ان کو گھر کے کاموں سے واسطے بہت ہونے اس چیز کے کہ تھے بیچ اس کے مدد اسلام کی سے باوجود اس کے کہ یہ عادت میں عار نہیں سمجھی جاتی تھی اور استدلال کیا گیا ساتھ اس قصے کے اس پر کہ لازم ہے عورت پر قائم ہونا ساتھ تمام اس چیز کے کہ محتاج ہوتا ہے طرف اس کی خاوند خدمت سے اور یہی مذہب ہے ابو ثور کا اور حمل کیا ہے اس کو باقی لوگوں نے اس پر کہ اس نے یہ کام بطور نفل کے کیا اور یہ لازم نہ تھا اشارہ کیا ہے طرف اس کے مہلب نے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ یہ واقع اور جو اس کے مانند ہے ضرورت کے وقت میں تھا پس نہ عام ہوگا حکم اس کے غیر میں جس کا حال اس کے مثل نہ ہو اور پہلے گزر چکا ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے چکی کی شکایت کی اور اپنے باپ سے خادم مانگا سو حضرت ﷺ نے ان کو وہ چیز بتلائی جو اس سے بہتر ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور رائج یہ ہے کہ یہ محمول ہے شہروں کی عادتوں پر اس واسطے کہ وہ مختلف ہیں اس باب میں اور اس سے لیا جاتا ہے کہ حجاب حضرت ﷺ کی بیویوں کے ساتھ خاص تھا اور ظاہر یہ ہے کہ یہ قصہ تھا پہلے اترنے حجاب کے سے اور مشروع ہونے اس کے سے اور کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جب سورہ نور اتری ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ﴾ تو عورتوں نے اپنی چادروں کو کناروں سے پکڑ کر پھاڑا ان کے ساتھ اپنے گریبان کو ڈھانکا اور ہمیشہ رہی عادت عورتوں کی پہلے زمانے میں اور پچھلے زمانے میں کہ اپنے منہ کو بیگانے مردوں سے ڈھانکتی تھیں اور اس میں غیرت کرنی مرد کی ہے اپنے گھر والوں پر وقت خراب اور میلے ہونے ان کے حال کے اس چیز میں کہ دشوار ہے خدمت سے اور اس میں عار ہے اس کے نفس کی ایسے کام سے خاص کر جب کہ شریف نسب ہو اور اس میں فضیلت ہے واسطے اسماء رضی اللہ عنہا کے اور زبیر رضی اللہ عنہ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور انصاری عورتوں کے۔ (فتح)

۴۸۲۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ عُكَيْلٍ عَنْ  
۲۸۲۲ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ  
حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
اپنی بعض بیویوں کے پاس تھے تو مسلمانوں کی ایک ماں یعنی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ فَأَرْسَلَتْ  
إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِصُحْفَةٍ فِيهَا  
طَعَامٌ فَضَرَبَتْ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فِي بَيْتِهَا يَدَ الْخَادِمِ فَسَقَطَتِ  
الصُّحْفَةُ فَأَنْفَلَقَتْ فَجَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَقَّ الصُّحْفَةَ ثُمَّ جَعَلَ يَجْمَعُ  
فِيهَا الطَّعَامَ الَّذِي كَانَ فِي الصُّحْفَةِ  
وَيَقُولُ غَارَتْ أُمُّكُمْ ثُمَّ حَبَسَ الْخَادِمَ  
حَتَّى أَتَى بِصُحْفَةٍ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ هُوَ فِي  
بَيْتِهَا فَدَفَعَ الصُّحْفَةَ الصَّحِيفَةَ إِلَى النَّبِيِّ  
كُسِرَتْ صُحُفَتُهَا وَأَمْسَكَ الْمَكْسُورَةَ فِي  
بَيْتِ النَّبِيِّ كَسَرَتْ.

زینب رضی اللہ عنہا نے ایک رکابی بھیجی جس میں کھانا تھا سو مارا اس  
بیوی نے جس کے گھر میں حضرت ﷺ تھے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا  
نے خادم کے ہاتھ کو سو رکابی گر پڑی اور ٹکڑے ٹکڑے ہوئی سو  
حضرت ﷺ نے رکابی کے ٹکڑوں کو اکٹھا کیا پھر اس میں کھانا  
جمع کرنے لگے جو رکابی میں تھا اور فرماتے تھے کہ تمہاری ماں  
کو غیرت آئی پھر خادم کو روک یہاں تک کہ لائے رکابی ثابت  
اس عورت کے پاس سے جس کے گھر میں تھے سو ثابت رکابی  
اس کو دی جس کی رکابی توڑی گئی تھی اور ٹوٹی رکابی کو توڑنے  
والی کے گھر میں رکھا۔

فائدہ: غارت امکہ یہ خطاب ساتھ حاضرین کے ہے اور مراد ساتھ ماں کے وہ بیوی ہے جس نے رکابی توڑی تھی  
اور وہ ایک مسلمانوں کی ماں میں سے ہے اور اسی پر حمل کیا ہے اس کو تمام لوگوں نے جنہوں نے اس حدیث کی شرح  
کی ہے اور انہوں نے کہا کہ اس میں اشارہ ہے طرف عدم مواخذہ غیرت دار عورت کے ساتھ اس چیز کے کہ صادر ہو  
اس سے اس واسطے کہ اس حالت میں اس کی عقل پردے میں ہوتی ہے ساتھ شدت غضب کے کہ اٹھایا ہے اس کو  
غیرت اور ایک حدیث مرفوع میں آیا ہے کہ غیرت دار عورت نالے کی اوچان نوان کو نہیں دیکھتی اور ایک روایت میں  
ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر غیرت لکھی ہے سو جو صبر کرے اس کو شہید کا ثواب ہوگا اور کہا داؤدی نے کہ مراد ساتھ  
قول اس کے کی انکہ سارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی ہے تو گویا کہ معنی یہ ہیں کہ تعجب کرو اس سے جو واقع ہوا  
ہے اس سے غیرت سے سو اس سے پہلے تمہاری ماں کو غیرت آئی یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چھوٹے بیٹے  
اسماعیل علیہ السلام کو اس کی ماں کے ساتھ اس نالے کی طرف نکالا جس میں کھنسی نہیں ہوتی اور یہ اگرچہ اچھی توجیہ ہے  
لیکن رکابی توڑنے والی اور نیز مخاطبین ہاجر کی اولاد سے ہیں نہ سارہ کی اولاد سے۔ (فتح)

۴۸۲۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ  
الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ  
مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنِّدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

۳۸۲۵ - حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں بہشت میں داخل ہوا سو میں  
نے ایک محل دیکھا تو میں نے کہا کہ یہ کس کا محل ہے؟ فرشتوں

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ أَوْ أَتَيْتُ الْجَنَّةَ فَأَبْصَرْتُ قَصْرًا فَقُلْتُ لِمَنْ هَذَا قَالُوا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَهُ فَلَمْ يَمْنَعْنِي إِلَّا عِلْمِي بِغَيْرَتِكَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَابِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَوْ عَلَيْكَ أَغَارُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب عمر رضی اللہ عنہ میں گزر چکی ہے۔

۴۸۲۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوسٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَوَضَّأَتْ إِلَى جَانِبِ قَصْرِ فَقُلْتُ لِمَنْ هَذَا قَالُوا هَذَا لِعُمَرَ فَلَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ فَوَلَّيْتُ مَذْبُورًا فَبَكَى عُمَرُ وَهُوَ فِي الْمَجْلِسِ ثُمَّ قَالَ أَوْ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغَارُ.

نے کہا کہ یہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا محل ہے سو میں نے ارادہ کیا کہ اس میں داخل ہوں یعنی اس کے اندر جا کر دیکھوں سونہ منع کیا مجھ کو مگر جاننے میرے نے تیری غیرت کو یعنی مجھ کو تیری غیرت یاد آئی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اے اللہ کے پیغمبر! کیا میں آپ پر غیرت کرتا۔

۴۸۲۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو بہشت میں دیکھا سو اچانک دیکھا کہ ایک عورت محل کے پاس وضو کرتی ہے میں نے کہا یہ کس کا محل ہے؟ کہا یہ محل عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے سو مجھ کو تیری غیرت یاد آئی سو میں پھر آیا پشت دے کر سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ رونے لگے اور وہ مجلس میں تھے پھر کہا یا حضرت! کیا میں آپ پر غیرت کرتا۔

فائدہ: پہلی حدیث میں دو احتمال تھے کہ حضرت ﷺ بہشت میں خواب میں داخل ہوتے ہوں یا بیدار میں سو اس حدیث نے بیان کیا کہ یہ واقعہ خواب میں تھا اور خطاب بنی وغیرہ نے گمان کیا ہے کہ لفظ تَوَضَّأَتْ تعقیف ہے یعنی بدلا ہوا ہے اصل میں کچھ اور تھا پھر بدل کر کچھ اور ہو گیا اس واسطے کہ حوریں پاک ہیں ان پر وضو نہیں اور اسی طرح جو بہشت میں داخل ہو اس میں طہارت نہیں اور میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں خطاب بنی کی ساتھ اس کے بہت بحث کی ہے جس کے دوہرانے کی حاجت نہیں اور استدلال کیا ہے داؤد نے ساتھ اس کے کہ حوریں بہشت میں وضو کرتی ہیں اور نماز پڑھتی ہیں میں کہتا ہوں یہ جو آیا ہے کہ بہشت تکلیف کی جگہ نہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نہ صادر ہو کسی سے کچھ عبادت ساتھ اختیار اپنے کے جو چاہے انواع عبادت سے کہا ابن بطلان نے کہ اس حدیث سے لیا جاتا ہے کہ جانے اپنے

ساتھی سے خلق کو تو نہیں لائق ہے کہ تعرض کرے واسطے اس چیز کے کہ اس کو نفرت دلائے اور اس میں ہے کہ جو نسبت کرے طرف اس شخص کی جو موصوف ہو ساتھ صفت صلاح کے جو اس کے مخالف ہو تو اس پر انکار کیا جائے اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بہشت اب موجود ہے اور حوریں بی اور باقی شرح اس کی بدء الخلق میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ غَيْرَةِ النِّسَاءِ وَوَجْدِهِنَّ.

باب ہے بیان میں غیرت عورتوں کے اور ان کے غصے کے۔

فائدہ: یہ باب خاص تر پہلے باب سے ہے اور بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں کوئی پکا حکم نہیں کیا اس واسطے کہ یہ مختلف ہے ساتھ مختلف ہونے احوال اور اشخاص کے اور اصل غیرت عورتوں کی کسی نہیں لیکن جب زیادتی کرے اس میں ساتھ قدر زائد کے اوپر اس کے تو ملامت کی جائے اور ضابطہ اس کا یہ ہے کہ جو جابر بن عتیک کی حدیث میں آچکا ہے کہ بعض غیرت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے اور بعض غیرت وہ ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ دشمنی رکھتا ہے سو جو غیرت اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے وہ غیرت شک میں ہے اور جس غیرت کو دوست نہیں رکھتا وہ غیرت غیر شک میں ہے اور یہ تفصیل محض مردوں کے حق میں ہے واسطے ضرورت منع ہونے دو خاوندوں کے واسطے عورت کے ساتھ طریق حلال ہونے کے اور بہر حال عورت سو جب غیرت کرے اپنے خاوند سے بچ اختیار کرنے حرام چیز کے یا سات زنا کے مثلاً یا ساتھ کم کرنے حق اس کے اور ظلم کرنے اس کے کی اوپر اس کے واسطے سو کن اس کی کے اور اختیار کرنے اس کے کی اوپر اس کے سو جب یہ تحقیق ہو یا ظاہر ہو قریب تو یہ غیرت مشروع ہے اور اگر واقع ہو یہ مجرد ہم سے بغیر دلیل سے تو یہ غیرت غیر شک میں ہے اور بہر حال جب کہ ہو خاوند انصاف کرنے والا عادل اور دونوں سو کنوں میں سے ہر ایک کا حق ادا کرے تو غیرت ان دونوں سے اگر ہو واسطے طبیعت بشری کے جس سے کوئی عورت سلامت نہیں تو اس میں اس کو معذور رکھا جائے جب تک نہ بڑھے طرف اس چیز کے کہ حرام ہے اس پر قول سے یا فعل سے اور بہر حال محمول ہے جو سلسلہ صالح کی عورتوں سے اس میں آیا ہے۔ (فتح)

۴۸۲۷ - حَدَّثَنَا عُيَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا

۳۸۲۷ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ البتہ میں جانتا ہوں کہ جب تو مجھ سے راضی ہوتی ہے اور جب تو مجھ سے ناراض ہوتی ہے، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میں نے کہا کہ بھلا آپ اس کو کس طرح پہچانتے ہیں؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تو مجھ سے راضی ہوتی ہے تو بات چیت میں یوں قسم کھاتی ہے کہ میں قسم کھاتی ہوں محمد ﷺ کے رب کی اور جب تو ناخوش ہوتی ہے

أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا أَعْلَمُ إِذَا كُنْتُ غَنِي رَاضِيَةً وَإِذَا كُنْتُ عَلَى غَضَبِي قَالَتْ فَقُلْتُ مَنْ أَيْنَ تَعْرِفُ ذَلِكَ فَقَالَ أَمَّا إِذَا كُنْتُ غَنِي رَاضِيَةً فَإِنَّكَ تَقُولِينَ لَا

وَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَإِذَا كُنْتَ عَلَىٰ غُصْبٍ قُلْتَ  
لَا وَرَبِّ إِبْرَاهِيمَ قَالَتْ قُلْتُ أَجَلٌ وَاللَّهِ يَا  
رَسُولَ اللَّهِ مَا أَهْجُرُ إِلَّا اسْمَكَ.

تو بات چیت میں یوں کہتی ہے کہ میں قسم کھاتی ہوں  
ابراہیم علیہ السلام کے رب کی میں نے کہا کہ ہاں سچ ہے میں  
ناخوشی میں آپ کا نام لینا زبان سے چھوڑ دیتی ہوں یعنی دل  
سے نہیں چھوڑتی۔

فائدہ: لیا جاتا ہے اس سے استقراء مرد کا عورت کے حال کو اس کے فعل اور قول سے اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ  
مائل کرنے کے طرف اس مرد کے اور نہ مائل ہونے کے اور حکم کرنا ساتھ اس چیز کے کہ تقاضا کریں اس کے قرینے  
سچ اس کے اس واسطے کہ جزم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ راضی ہونے عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور ناراض ہونے اس کے کی  
ساتھ مجرد ذکر کرنے عائشہ رضی اللہ عنہا کے آپ کے نام شریف کو سونا کیا دو حالتوں کو یعنی ذکر اور سکوت کے تغیر دو حالتوں  
کے کو راضی ہونے اور ناخوش ہونے کو اور احتمال ہے کہ جوڑی گئی ہو طرف اس کے کوئی اور چیز جو اس سے صریح تر ہو  
لیکن نہ منقول ہوئی ہو اور قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہ میں آپ کا نام لینا زبان سے چھوڑ دیتی ہوں کہا طبعی نے کہ یہ نہایت  
لطیف ہے اس واسطے کہ جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ جب وہ غصے کی حالت میں ہوتی ہے جو عاقل کے اختیار کو دور  
کرتا ہے تو اس وقت بھی محبت مستقرہ سے متغیر نہیں ہوتی اور کہا ابن منیر نے کہ مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ ہے کہ وہ لفظی  
نام چھوڑ دیتی تھیں اور نہ چھوڑتا تھا دل ان کا اس تعلق کو جو اس کو حضرت ﷺ کی ذات مبارک کے ساتھ تھا دوستی اور  
محبت سے اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابراہیم علیہ السلام کا نام لیا کسی اور پیغمبر کا نام نہ لیا تو اس میں دلالت ہے اوپر زیادہ  
ہونے باوجہ اس کی کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ ابراہیم علیہ السلام سے قریب تر ہیں بہ نسبت اور لوگوں کے جیسا کہ نص  
کی ہے اس پر قرآن نے سو جب نہ تھا واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا کے کوئی چارہ آپ کے اسم شریف چھوڑنے کا تو بدلہ اس کو  
ساتھ اس شخص کے جس کے ساتھ آپ کو کچھ تعلق ہے تاکہ فی الجملہ تعلق کے دائرے سے خارج نہ ہو۔ (فتح) اور کہا  
مہلب نے کہ استدلال کیا جاتا ہے ساتھ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس پر کہ اسم مسمی کا غیر ہے یعنی اسم اور چیز ہے اور مسمی  
اور چیز ہے اس واسطے کہ اگر اسم مسمی کا عین ہوتا تو عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کے چھوڑنے سے ذات کا چھوڑنا لازم آتا اور  
حالانکہ اس طرح نہیں اور اس مسئلے کی بحث توحید میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

۴۸۲۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ کو  
حضرت ﷺ کی کسی بیوی پر غیرت نہیں آئی جیسے مجھ کو  
خدیجہ رضی اللہ عنہا پر غیرت آئی اس واسطے کہ حضرت ﷺ اس کو  
بہت یاد کرتے تھے اور اس کی ثناء کرتے تھے اور البتہ  
حضرت ﷺ کو وحی ہوئی کہ بشارت دیں اس کو ایک گھر کی

۴۸۲۸۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ ابْنُ أَبِي رَجَاءٍ  
حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي  
عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا غَرَّتْ عَلَىٰ امْرَأَةٍ  
لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا  
غَرَّتْ عَلَىٰ خَدِيجَةَ لِكَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُولِ



بہشت میں جو موتیوں اور یاقوت سے بنا ہو۔

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا وَتَنَاقَبَ عَلَيْهَا وَقَدْ أُوحِيَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ لَهَا فِي الْجَنَّةِ مِنْ لَقِيبٍ.

**فائدہ:** عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس غیرت کا سبب یہ ہے کہ حضرت ﷺ اس کو بہت یاد کرتے تھے اور باوجود اس کے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا موجود نہ تھیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا بے خوف تھیں اس سے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ان کو حضرت ﷺ کی ذات میں شریک ہوں اس واسطے کہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پہلے ہی فوت ہو چکی تھیں لیکن حضرت ﷺ کا اس کو بہت یاد آنا تقاضا کرتا ہے ترجیح ان کی کو نزدیک حضرت ﷺ کے سو یہی ہے وہ چیز جو غضب کی باعث ہوئی ہے جس نے غیرت کو جوش دلایا، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مناقب میں پہلے گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس چیز سے بہتر بدلا دیا مراد رکھتی تھیں عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے نفس کو سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس سے بہتر بدلانا نہیں دیا اور باوجود اس کے منقول نہیں کہ حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا پر مواخذہ کیا ہو واسطے قائم ہونے عذر اس کے کی ساتھ غیرت کے جس پر عورتیں پیدا ہوئیں۔ (فتح)

بَابُ ذَبِّ الرَّجُلِ عَنِ ابْنَتِهِ فِي الْغَيْرَةِ وَالْإِنصَافِ.

دفع کرنا اور دور کرنا مرد کا غیرت کو اپنی بیٹی سے اور طلب کرنا انصاف کا اس کے واسطے۔

۴۸۲۹۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا منبر پر فرماتے تھے کہ بے شک ہشام بن مغیرہ کی اولاد مجھ سے اس کی اجازت مانگتے ہیں کہ اپنی بیٹی کو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نکاح کر دیں سو میں ان کو اجازت نہیں دیتا پھر بھی میں ان کو اجازت نہیں دیتا پھر بھی میں ان کو اجازت نہیں دیتا یعنی بھی میں ان کو اجازت نہیں دیتا مگر یہ کہ ابو طالب کا بیٹا یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ چاہے کہ میری بیٹی کو طلاق دے اور ان کی بیٹی سے نکاح کر لے پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میری بیٹی میرے بدن کا ایک ٹکڑا ہے مجھ کو وہی چیز رنج دیتی ہے جو اس کو تکلیف دیتی ہے اور مجھ کو تکلیف دیتی ہے جو اس کو تکلیف دیتی ہے۔

۴۸۲۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ أَبِي مَلِيكَةَ عَنِ الْمُسَوَّرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ إِنَّ بَنِي هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ اسْتَأْذَنُوا فِي أَنْ يُنِكَحُوا ابْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَلَا أَذْنَ لَهُمْ لَا أَذْنَ لَهُمْ لَا أَذْنَ إِلَّا أَنْ يُرِيدَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ أَنْ يُطَلِّقَ ابْنَتِي وَيُنِكَحَ ابْنَتَهُمْ فَإِنَّمَا هِيَ بَضْعَةٌ مِنِّي يُرِيدُنِي مَا أَرَابَهَا وَيُؤْذِنُنِي مَا أَذَاهَا هَكَذَا قَالَ.

فائدہ: اسی طرح واقع ہوا ہے اس روایت میں کہ سب خطبے کا ہشام کی اولاد کا اجازت مانگتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام کیا فاطمہ رضی اللہا عنہا پر سو یہ خبر فاطمہ رضی اللہا عنہا کو پہنچی وہ حضرت ﷺ کے پاس آئیں اور کہا کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ آپ اپنی بیٹیوں کے واسطے غصہ نہیں کرتے اور یہ علی رضی اللہ عنہ ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنے والے ہیں اسی طرح بولا فاطمہ رضی اللہا عنہا نے علی رضی اللہ عنہ کے حق میں صیغہ اسم فاعل کا بطور مجاز کے اس واسطے کہ علی رضی اللہ عنہ نے اس کے نکاح کا پکا ارادہ کیا تھا سوا تا را اس کو جگہ اس شخص کی جو فعل کرے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام کیا تو اس کے گھر والوں نے کہا کہ ہم تجھ کو فاطمہ رضی اللہا عنہا پر نکاح نہیں کر دیں گے میں کہتا ہوں شاید یہی سبب تھا ان کے اجازت مانگنے کا حضرت ﷺ سے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے خود ہی اجازت مانگی اور شاید علی رضی اللہ عنہ نے خطبے کے بعد حضرت ﷺ سے اجازت مانگی تھی اور خطبے کے وقت علی رضی اللہ عنہ حاضر نہ تھے سو جب حضرت ﷺ نے ان کو اجازت نہ دی تو نہ تعرض کیا علی رضی اللہ عنہ نے بعد اس کے واسطے طلب اس کی کے اسی واسطے آیا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام چھوڑ دیا اور یہ جو حضرت ﷺ نے تین بار کہا کہ میں ان کو اجازت نہیں دیتا تو یہ واسطے تاکید کے ہے اور اس میں اشارہ طرف اس کے کہ میں ان کو کبھی اجازت نہیں دوں گا اور شاید مراد اٹھانا احتمال کا ہے واسطے اسی احتمال کے کہ محمول کی جائے نفی اوپر مدت معین کے سو فرمایا کہ پھر بھی میں ان کو اجازت نہ دوں گا یعنی اگرچہ گزر جائے مدت فرض کی گئی تقدیر میں اس کے بھی اجازت نہ دوں گا پھر اسی طرح ہمیشہ تک اور یہ جو کہا کہ مگر یہ کہ ابوطالب کا بیٹا چاہے کہ میری بیٹی کو طلاق دے اٹخ تو یہ محمول ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کے بعض دشمنوں نے کہا تھا کہ علی رضی اللہ عنہ کا پکا ارادہ نکاح کرنے کا ہے نہیں تو علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ گمان نہیں کیا جاتا کہ وہ بدستور رہے متکفی پر بعد اس کے کہ حضرت ﷺ سے مشورہ لیں اور حضرت ﷺ ان کو منع کریں اور زہری کی روایت میں ہے فرمایا کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ حلال چیز کو حرام کروں اور حرام کو حلال کروں لیکن قسم ہے اللہ کی اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کی بیٹی اور اللہ تعالیٰ کے دشمن کی بیٹی ایک مرد کے نکاح میں کبھی جمع نہ ہوں گی یا ایک مکان میں کبھی جمع نہ ہوں گی کہا ابن تین نے کہ صحیح تر وہ چیز ہے جس پر یہ قصہ محمول کیا جائے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ پر حرام کیا کہ حضرت ﷺ کی بیٹی اور ابو جہل کی بیٹی کو اپنے نکاح میں جمع کرے اس واسطے کہ اس کی علت یہ بیان کی کہ یہ بات حضرت ﷺ کو ایذا دیتی ہے اور حضرت ﷺ کو ایذا دینا بالاتفاق حرام ہے اور معنی لا احرم حلالا کے یہ ہیں کہ یہ اس کے واسطے حلال ہے اگر اس کے نکاح میں فاطمہ رضی اللہا عنہ ہو اور بہر حال دونوں کو جمع کرنا جو مستلزم ہے حضرت ﷺ کے ایذا کو واسطے ایذا فاطمہ رضی اللہا عنہ کے تو نہیں اور یہ جو فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہا عنہ میرے بدن کا ایک ٹکڑا ہے تو اس کا سبب یہ ہے کہ پہلے فاطمہ رضی اللہا عنہ کی ماں مر گئی تھی پھر ان کی بہنیں ایک کے بعد دوسری سو نہ باقی رہا ان کا کوئی جس کے ساتھ وہ دل لگا دیں اور تسلی پکڑیں اور اپنا راز اس کے آگے ظاہر کریں وقت حاصل ہونے غیرت کے اور نہیں بعید ہے کہ یہ

حضرت عائشہؓ کا خاصہ ہو کہ آپ کی بیٹیوں پر نکاح نہ کیا جائے اور احتمال ہے کہ یہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ خاص ہو اور لیا جاتا ہے اس حدیث سے کہ اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا اس کے ساتھ راضی ہوتیں تو علی رضی اللہ عنہ کو اس کے نکاح کرنے سے منع نہ کیا جاتا اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حرام ہے ایذا دینا اس شخص کو جس کے ایذا دینے سے حضرت عائشہؓ کو ایذا پہنچے اس واسطے کہ حضرت عائشہؓ کو ایذا دینا بالاتفاق حرام ہے تھوڑی ہو یا بہت اور حضرت عائشہؓ نے جزم کیا کہ آپ کو تکلیف دیتی ہے وہ چیز جو فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تکلیف دیتی ہے سو جس شخص سے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حق میں ایسی چیز واقع ہو جس کے ساتھ ان کو تکلیف ہو تو وہ حضرت عائشہؓ کو تکلیف دیتی ہے ساتھ شہادت اس حدیث صحیح کے اور نہیں ہے کوئی چیز بڑی بیچ ایذا دینے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اس کے بیٹے کو قتل کرنے سے یعنی امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل سے یعنی اس سے بڑی کوئی چیز نہیں جو فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایذا دے اور اسی واسطے استقرار سے پہچانا گیا ہے کہ جس شخص نے ان کے قتل کرنے میں دست اندازی کی اس کو سزا جلدی دی گئی دنیا کی زندگی میں اور وہ دنیا کے اندر جیسے جی بلا میں مبتلا ہوا اور البتہ عذاب آخرت کا سخت تر ہے اور اس حدیث میں حجت ہے واسطے اس شخص کے جو قاتل ہے ساتھ بند کرنے ذریعہ کے اس واسطے کہ ایک سے زیادہ نکاح کرنا درست ہے جب تک کہ نہ بڑھے چار سے اور باوجود اس کے پس منع کیا اس سے حال میں واسطے اس کے کہ مرتب ہوتا ہے اس پر ضرر انجام میں اور اس حدیث میں باقی رہنا عار باپوں کا ہے ان کی پشتوں میں واسطے قول حضرت عائشہؓ کے کہ اللہ کے دشمن کی بیٹی سو اس میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ واسطے وصف کے تاثر ہے منع میں باوجود اس کے کہ وہ مسلمان تھی یکے اسلام والی اور البتہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو منع کرتا ہے کفو اس شخص کی کو جس کے باپ کو غلامی پہنچی پھر آزاد ہو ساتھ اس شخص کے جس کے باپ کو غلام ہونا نہیں پہنچا اور جس کو غلامی پہنچی ساتھ اس کے جس کو وہ نہیں پہنچی بلکہ فقط اس کے باپ کو پہنچی اور اس میں ہے کہ جب غیرت دار عورت پر خوف ہو کہ اس کے دین میں فتنہ ڈالا جائے تو اس کے ولی کو لائق ہے کہ اس کے دور کرنے میں کوشش کرے اور ممکن ہے کہ اس میں یہ شرط زیادہ کی جائے کہ نہ ہو اس کے پاس جس کے ساتھ وہ تسلی پکڑے اور اس سے بوجھ ہلکا ہو اور اس سے لیا جاتا ہے جواب اس شخص کا جو مشکل جانتا ہے خاص ہونے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کو ساتھ اس کے باوجود اس کے کہ غیرت حضرت عائشہؓ پر قریب تر ہے طرف خوف فتنے کے دین میں اور باوجود اس کے پس حضرت عائشہؓ بہت نکاح کرتے تھے اور ان سے غیرت پائی جاتی تھی جیسا کہ ان حدیثوں میں ہے اور باوجود اس کے کہ حضرت عائشہؓ نے ان کے حق کی رعایت کی جیسے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حق میں اس کی رعایت کی اور محصل جواب کا یہ ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اس وقت کوئی بہن بھائی وغیرہ نہ تھا جس کے ساتھ وہ دل لگائیں اور ان کی وحشت دور ہواں سے یا بہن سے برخلاف امہات المؤمنین کے کہ ان سب کے بہن بھائی تھے کہ وہ دل لگانے اور تسلی پکڑنے کے واسطے ان کی طرف رجوع کرتی تھیں اور اس پر زیادتی یہ کہ حضرت عائشہؓ ان کے خاوند تھے جو سب خلقت سے زیادہ

مہربان تھے اور آپ کے لطف اور تطہیب قلوب سے غیرت جلدی دور ہو جاتی ہے اور اس حدیث میں حجت ہے واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ آزاد عورت اور لونڈی کو نکاح میں جمع کرنا منع ہے اور پکڑا جاتا ہے حدیث سے اکرام اس شخص کا جو منسوب ہو طرف خیر کے یا شرافت کے یا دیانت کے۔ (فتح)

مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں زیادہ ہو جائیں گی یعنی اخیر زمانے میں اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دیکھا جائے گا ایک مرد اس کے ساتھ چالیس عورتیں ہوں گی اس کے ساتھ پناہ ڈھونڈیں گی بسبب کم ہونے مردوں کے اور بہت ہونے عورتوں کے یعنی اس واسطے کہ وہ عورتیں اس کے نکاح میں ہوں گی اور اس کی لونڈیاں ہوں گی اور یا اس کی رشتہ دار ہوں گی یا سب سے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ پچاس عورتیں ہوں گی کہیں گی اسے بندے اللہ کے! مجھ کو ڈھانک مجھ کو جگہ دے۔

۴۸۳۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ میں تم کو ایک حدیث بیان کرتا ہوں کہ میرے سوائے کوئی تم کو وہ حدیث بیان نہیں کرے گا میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھایا جائے گا یعنی علماء مر جائیں گے اور جہالت اور بے علمی ظاہر ہوگی اور حرام کاری بہت ہوگی اور شراب پی جائے گی اور مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں بہت ہو جائیں گی یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا ایک خبر لینے والا مرد رہ جائے گا۔

۴۸۳۰۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَمَرَ الْحَوْضِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَا حَدِيثَكُمْ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُحَدِّثُكُمْ بِهِ أَحَدٌ غَيْرِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَكْثُرَ الْجَهْلُ وَيَكْثُرَ الزَّنا وَيَكْثُرَ شَرْبُ الْخَمْرِ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتَّى يَكُونَ لِعَمْسَيْنِ امْرَأَةٌ الْقِيمَةُ الْوَاحِدَةُ.

فائدہ: اس یہ حدیث نہیں مخالف ہے پہلی حدیث کو اس واسطے کہ پچاس میں چالیس بھی داخل ہیں اور شاید عدد معین مراد نہیں بلکہ مراد مبالغہ ہے عورتوں کے بہت ہو جانے میں یہ نسبت مردوں کے اور قیم سے مراد وہ شخص ہے جو ان

کے کام کے ساتھ قائم ہو اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ وہ طلب نکاح کے واسطے اس کے ساتھ ہوں گی کہ ان سے نکاح کر لے حلال ہو یا حرام اور اس حدیث میں خبر دینا ہے ساتھ اس چیز کے کہ آئندہ واقع ہوگی سو واقع ہوا جیسے حضرت ﷺ نے خبر دی اور صحیح اس سے وہ چیز ہے جو وارد ہوئی ہے مطلق بغیر تعین وقت کے اور جس میں تعین وقت کی ہے وہ صحیح نہیں۔

بَابُ لَا يَخْلُونَ رَجُلٌ بِأَمْرَةٍ إِلَّا ذُو مَحْرَمٍ وَالْذُّخُولُ عَلَى الْمَغِيبَةِ.

نہ اکیلا ہو مرد ساتھ بیگانی عورت کے مگر محرم اور داخل ہونا اس عورت پر جس کا خاوند غائب ہو۔

فائدہ: پہلا حکم باب میں صریح موجود ہے اور دوسرا حکم باب کی حدیثوں سے بطور استنباط کے لیا جاتا ہے اور ترمذی نے مرفوع روایت کی ہے کہ مت اندر جاؤ پاس ان عورتوں کے جن کا خاوند موجود نہ ہو اس واسطے کہ شیطان آدمی کے بدن میں خون کی جگہ چلتا ہے اور ایک روایت میں ہے مگر ایک یا دو مرد اس کے ساتھ ہوں۔

۴۸۲۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ

۳۸۳۱ - حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بچہ عورتوں کے پاس جانے سے تو

ایک انصاری مرد نے پوچھا کہ یا حضرت! بھلا خاوند کے رشتہ

داروں کا حال تو فرمائیے کہ یہ لوگ عورت کے پاس جائیں یا

نہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مرد کے رشتہ داروں کا

عورت کے پاس جانا موت ہے۔

عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ

عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْذُّخُولَ عَلَى

النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَا رَسُولَ

اللَّهِ أَفَرَأَيْتَ الْحَمُوَ قَالَ الْحَمُوُ الْمَوْتُ.

فائدہ: ایام کے ساتھ نصب کے ہے تحذیر پر اور وہ تنبیہ ہے واسطے مخاطب کے محذور پر تا کہ اس سے پرہیز کرے اور

ایک روایت میں ہے کہ عورتوں کے پاس اندر مت جایا کرو اور بغل گیر ہے منع ہونا دخول کا منع ہونے خلوت کو ساتھ

اس کے بطریق اولیٰ اور یہ جو کہا کہ حمو موت ہے تو کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ حمو خاوند کے رشتہ دار ہیں سوائے اس کے

باپ اور بیٹوں کے اس واسطے کہ وہ عورت کے محرم ہیں جائز ہے واسطے ان کے خلوت کرنی ساتھ اس کے اور نہیں

وصف کیے جاتے ساتھ موت کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد خاوند کا بھائی ہے یعنی دیور، جیٹھی اور بھتیجا اور چچا

اور چچا کا بیٹا اور بھانجا اور جو ان کے مانند ہیں ان لوگوں میں سے کہ حلال ہے واسطے اس کے نکاح کرنا اس کا اگر

اس کے نکاح میں نہ ہو اور جاری ہوئی ہے عادت عورتوں کی ساتھ سستی کے بیچ اس کے سو خلوت کرنا بھائی کا ساتھ

بھائی کی بیوی کے سو تشبیہ دی اس کو ساتھ موت کے اور وہ اولیٰ ہے ساتھ منع کے اجنبی سے اور یہ جو کہا کہ حمو موت ہے

تو بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ خلوت کرنا ساتھ دیور، جیٹھ کے کبھی نوبت پہنچتا ہے طرف ہلاکت دین کے اگر واقع ہو گناہ یا طرف موت کے حقیقہ اگر واقع ہو گناہ اور واجب ہو سنگسار کرنا یا طرف ہلاک ہونے عورت کے ساتھ جدا

ہونے کے اپنے خاوند سے جب کہ باعث ہو اس کو غیرت اور طلاق دینے اس کے کی اشارہ کیا ہے طرف ان سب معنوں کے قرطبی نے اور کہا طبری نے کہ معنی یہ ہیں کہ مرد کا اپنے بھائی کی عورت کے ساتھ خلوت کرنا اتارا جاتا ہے بجائے موت کے اور عرب مکروہ چیز کو موت کے ساتھ موصوف کرتے ہیں اور کہا صاحب مجمع الغرائب نے کہ احتمال ہے کہ ہو مراد یہ کہ عورت جب تنہا ہو تو وہ محل آفت کا ہے اور نہیں امن ہے اس پر کسی سے پس چاہیے کہ ہو دیور اس کا موت یعنی نہیں جائز ہے کسی کو کہ اس کے ساتھ خلوت کرے مگر موت جیسا کہ کہا گیا ہے کہ بہتر سسرال قبر ہے اور یہ لائق ہے ساتھ کمال غیرت کے اور کہا ابو عبیدہ نے کہ معنی حوال موت کے یہ ہیں کہ چاہیے کہ مر جائے اور یہ نہ کرے اور تعاقب کیا ہے اس کا نووی رحمہ اللہ نے سو کہا کہ یہ کلام فاسد ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ خاوند کے رشتہ داروں کے ساتھ خلوت کرنی اکثر ہے خلوت کرنے سے ساتھ غیران کے کی اور بہ نسبت غیر کی بدی کے امید اس سے زیادہ ہے اور فتنہ ساتھ اس کے زیادہ ممکن ہے واسطے قادر ہونے اس کے کی اوپر پہنچنے کے پاس عورت کے بغیر انکار کے اس پر بخلاف اجنبی مرد کے کہ اس سے یہ بات متصور نہیں اور کہا عیاض نے معنی یہ ہیں کہ خاوند کے رشتہ داروں کے ساتھ خلوت کرنا پہنچانے والا ہے طرف فتنے کے اور ہلاکت دین کے پس ٹھہرایا اس کو مانند ہلاک موت کے اور وارد کیا کلام کو جگہ تشدید کے اور کہا قرطبی نے کہ معنی یہ ہیں کہ خاوند کے رشتہ داروں کا عورت پر داخل ہونا مشابہ ہے موت کے قباحت اور مفسدے میں یعنی پس وہ حرام ہے اس کا حرام ہونا معلوم ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مبالغہ کیا بیچ زجر کے اس سے اور تشبیہ دی اس کو ساتھ موت کے واسطے آسان جاننے لوگوں کے ساتھ اس کے خاوند اور بیوی کے جہت سے واسطے الفت ان کی کے ساتھ اس کے یہاں تک کہ گویا وہ عورت سے اجنبی نہیں پس نکلا ہے یہ قول جگہ نکلنے قول عرب کے کہ شیر موت ہے اور حرب موت ہے یعنی اس کا ملنا موت کی طرف نوبت پہنچاتا ہے اور اسی طرح عورت پر داخل ہونا کبھی پہنچاتا ہے طرف موت دین کے یا موت اس کی کے ساتھ طلاق اس کی کے وقت غیرت خاوند کے یا طرف سنگسار کرنے کے اگر واقع ہو فاحشہ۔

**تَنْبِيْهُ:** عورت کا محرم وہ مرد ہے جس کے ساتھ عورت کا نکاح کبھی درست نہ ہو جیسے باپ بھائی چچا بھتیجا بھانجا بیٹا نواسہ پوتا مگر ماں اس عورت کی جس کی وطی شبہ سے ہوئی ہو اور لعان کرنے والی کہ وہ دونوں ہمیشہ کے واسطے حرام ہیں اور نہیں محرم ہونا اس جگہ اور اسی طرح حضرت ﷺ کی بیویاں بھی ہمیشہ کے واسطے حرام ہیں اور ہمیشہ کی قید لگانے سے عورت کی بہن اور پھوپھی اور خالہ نکل گئی اور اسی طرح اس کی بیٹی بھی نکل گئی جب کہ نکاح کرے ماں کو اور اس کے ساتھ دخول نہ کیا ہو۔ (فتح)

۴۸۳۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہرگز خلوت نہ کرے کوئی مرد ساتھ

۴۸۳۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو عَنْ أَبِي مَعْبُدٍ عَنِ ابْنِ

کسی عورت کے مگر ساتھ محرم کے سوا ایک مرد کھڑا ہوا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! میری عورت حج کو نکلی ہے اور میرا نام فلاں فلاں جنگ میں لکھا گیا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پلٹ جا اور اپنی عورت کے ساتھ حج کر۔

عَبَّاسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَخْلُونَ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ امْرَأَتِي خَرَجَتْ حَاجَةً وَانْتَبَيْتُ فِي غَزْوَةٍ كَذَا وَكَذَا قَالَ اِرْجِعْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَا يَجُوزُ أَنْ يَخْلُوَ الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ عِنْدَ النَّاسِ.

جو جائز ہے یہ کہ خلوت کرے مرد ساتھ بیگانی عورت کے پاس لوگوں کے۔

فائدہ: یعنی نہ خلوت کرے ساتھ اس کے اس طور سے کہ دونوں کے بدن لوگوں سے چھپ جائیں بلکہ اس طور سے کہ لوگ ان کی کلام کو نہ سنیں جب کہ ہو ساتھ اس چیز کے جو چھپائی جاتی ہے مانند اس چیز کہ کہ شرماتی ہے عورت ذکر کرنے اس کے سے درمیان لوگوں کے اور لیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے قول اپنے کو نزدیک لوگوں کے اس کے قول سے جو بعض طریقوں میں ہے کہ تنہا ہوئے حضرت ﷺ ساتھ اس کے بعض راہوں یا کوچوں میں جو نہیں خالی ہوتے اکثر اوقات لوگوں کے چلنے سے۔

۴۸۳۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو حضرت ﷺ اس کے ساتھی اکیلے ہوئے سو فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی کہ البتہ تم میرے نزدیک سب لوگوں سے پیاری ہو۔

۴۸۳۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُسَّارٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَتْ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَلَا بِهَا فَقَالَ وَاللَّهِ إِنْ كُنَّ لَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ.

فائدہ: شرح کی روایت میں انکھ ہے کہا مہلب نے کہ نہیں ارادہ کیا انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ تنہا ہوئے ساتھ اس کے اس طور سے کہ اپنے ساتھ والوں کی آنکھ سے غائب ہوئے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اکیلے ہوئے ساتھ اس کے اس طور سے کہ اس کے گلے کو حاضرین نہ سن سکیں اور نہ جوان کے درمیان بات چیت ہوتی اس واسطے کہ انس رضی اللہ عنہ نے اخیر کلام کو سنا اور اس کو نقل کیا اور جوان کے درمیان بات ہوئی اس کو نقل نہ کیا اس واسطے کہ اس کو نہ سنا اور مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت تھی اس کی عقل میں کچھ چیز تھی سو اس نے کہا یا حضرت! مجھ کو آپ سے کچھ کام ہے سو حضرت ﷺ نے فرمایا اے ماں فلانے کی دیکھ جو کچھ تو چاہے کہ میں تنہا ہو کے تیری حاجت

اداکروں اور اس حدیث سے وسیع ہونا آپ کی برداشت اور تواضع کا ہے اور آپ کے صبر کا اور پھر ادا کرنے حاجت چھوٹی اور بڑی کے اور یہ کہ بات چیت کرنا ساتھ عورت بیگانی کے چھپ کر نہیں قدح کرتا ہے اس کے دین میں وقت امن ہونے کے فتنے کے سے لیکن یہ اس طرح ہے جس طرح عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تم میں کوئی ہے کہ اپنی حاجت کا مالک ہو؟ جیسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی حاجت کے مالک تھے۔ (فتح)

بَابُ مَا يَنْهَى مِنْ دُخُولِ الْمُتَشَبِّهِينَ  
بِالنِّسَاءِ عَلَى الْمَرْأَةِ.  
جو مرد کہ اپنے آپ کو بہ تکلف عورتوں کے مشابہ کرے  
اس کو عورت کے پاس اندر آنا منع ہے یعنی بغیر اس کے  
خاوند کے اور جس جگہ مثلاً وہ عورت مسافر ہو۔

۴۸۳۴۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے پاس تھے اور ان کے گھر میں یعنی جس  
گھر میں وہ رہتی تھیں ایک زنانہ مرد تھا سو مخنث نے عبدالہ بن  
ابی اسیمہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی سے کہا کہ اگر کل اللہ تعالیٰ نے  
تمہارے واسطے طائف کو فتح کیا کہ میں تم کو بتلاؤں گا غیلان  
کی بیٹی اس واسطے کہ بے شک وہ آتی ہے ساتھ چار کے اور  
جاتی ہے ساتھ آٹھ کے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہرگز اندر  
نہ آیا کرے تمہارے پاس یہ یعنی زنانہ مرد۔

۴۸۳۴۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا  
عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبِ  
بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَفِي الْبَيْتِ  
مُخْنَثٌ فَقَالَ الْمُخْنَثُ لِأَخِي أُمِّ سَلَمَةَ عَبْدُ  
اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ إِنْ فَتَحَ اللَّهُ لَكُمْ الطَّائِفَ  
غَدًا أَذْلكَ عَلَى بِنْتِ غَيْلَانَ فَإِنَّهَا تَقْبَلُ بِأَرْبَعٍ  
وَتَذْهَبُ بِثَمَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلَنَّ هَذَا عَلَيْكُمْ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ ایک زنانہ مرد تھا وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیویوں کے پاس اندر آتا تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ گمان نہ تھا کہ وہ عورتوں کی کوئی چیز جانتا ہے جو مرد جانتے ہیں اور نہ یہ گمان تھا کہ اس کو عورتوں کی حاجت ہے سو  
جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات سنی تو فرمایا مجھ کو یہ گمان نہ تھا کہ یہ خبیث جانتا ہے جو میں سنتا ہوں پھر آپ عائشہ رضی اللہ عنہا نے  
بیویوں سے فرمایا کہ یہ تمہارے پاس اندر نہ آیا کرے سو وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آنے سے بند کیا گیا اور ابو داؤد  
میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک زنانہ مرد لایا گیا اس نے اپنے دونوں ہاتھ اور پاؤں  
مہندی سے رنگے تھے تو کسی نے کہا یا حضرت! یہ شخص عورتوں کے مشابہ ہوتا ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو تنبیہ کی  
طرف نکال دیا تو کسی نے کہا کیا ہم اس کو مارنے ڈالیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مجھ کو منع ہوا نمازیوں کے مارنے  
سے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے ہے کہ سخت غضب ہوا اللہ تعالیٰ کا ان لوگوں پر جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی  
پیدائش سے منہ پھیرا اور بہ تکلف اپنے آپ کو عورتوں کے مشابہ کیا اور مخنث اس کو کہتے ہیں کہ مشابہ ہو ساتھ عورتوں



کے عادات اور کلام میں اور حرکات و سکنات میں جس کو یہاں زنانہ کہتے ہیں اور عورتوں کے مشابہ ہونا کبھی پیدا نشی ہوتا ہے سو اگر پیدا نشی ہو تو اس پر کچھ ملامت نہیں اور اس پر لازم ہے کہ اس کے دور کرنے میں تکلف کرے اور کبھی مشابہ ہونا تکلف اور قصد سے ہوتا ہے سو یہ برا ہے اور بولا جاتا ہے اس پر نام منث کا برابر ہے کہ بے حیائی کرے یا نہ کرے اور اس منث کا نام اسیت تھا اور یہ کہا کہ وہ آتی ہے ساتھ چار کے اور جاتی ہے ساتھ آٹھ کے تو کہا خطابی نے کہ مراد یہ ہے کہ اس کے پیٹ میں چار شکن ہیں جب سامنے سے آتی ہے تو معلوم ہوتے ہیں اور جب پیٹھ پھیرتی ہے تو ان شکنوں کے سرے دونوں پہلو کی طرف سے معلوم ہوتے ہیں چار ایک طرف سے اور چار ایک طرف سے اور حاصل یہ ہے کہ وہ بڑی موٹی اور فربہ ہے اور فربہ عورت کی طرف عرب کے مردوں کو بہت رغبت ہوتی ہے، کہا مہلب نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ روکا حضرت ﷺ نے اس کو داخل ہونے سے عورتوں پر واسطے اس کے کہ سنا اس کو کہ صفت کرتا ہے عورت کی ساتھ اس صفت کے جو جوش دلاتی ہے مردوں کے دل کو سو اس کو اندر آنے سے منع کیا کہ حضرت ﷺ کی بیویوں کو لوگوں کے آگے بیان نہ کرے پس ساقط ہوں معنی حجاب کے اور اس حدیث میں وہ چیز ہے جو شعر ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو ذات کے واسطے بھی منع کیا واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ مجھ کو گمان نہ تھا کہ یہ پہچانتا ہے جو اس جگہ ہے اور واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ لوگ گمان کرتے تھے کہ اس کو عورتوں کی حاجت نہیں جب اس نے وصف مذکور کو ذکر کیا تو اس نے دلالت کی کہ وہ حاجت یعنی شہوت والوں میں سے ہے سو اس کو اس واسطے نکال دیا اور مستفاد ہوتا ہے اس سے پردہ کرنا عورتوں کا اس شخص سے جو عورتوں کی خویوں کو جانے اور یہ حدیث اصل ہے بیچ دور کرنے اس شخص کے جس سے کسی کام میں شک پڑے، کہا مہلب نے اور اس میں حجت ہے واسطے اس شخص کے جو جائز رکھتا ہے ذات موصوف کی بیچ کو واسطے قائم ہونے صفت کے مقام دیکھنے کے جب کہ وصف اس کی سب حالات کو حادی ہو اور نکالنا اس کا اس حدیث سے ظاہر ہے اور نیز اس حدیث میں تعزیر ہے واسطے اس شخص کے جو بے تکلف عورتوں کے مشابہ ہو ساتھ نکال دینے کے گھروں سے اور نفی کی جب کہ متعین ہو یہ بطریق واسطے منع کرنے اس کے کی اور ظاہر امر سے اس کا واجب ہونا ثابت ہوتا ہے اور مشابہ ہونا عورتوں کا ساتھ مردوں کے اور مشابہ ہونا مردوں کا ساتھ عورتوں کے قصد اور اختیار سے اتفاقا حرام ہے، وسمانی فی اللباس۔ (مخ) اور خصی مرد اور محبوب کا بھی یہی حکم ہے خصی وہ مرد ہے جس کے خصیوں کو کوٹ کر خصی کیا گیا ہو اور محبوب وہ ہے جس کا ذکر کاٹا گیا ہو۔

بَابُ نَظَرِ الْمَرْأَةِ إِلَى الْحَبَشِ وَنَحْوِهِمْ  
دیکھنا عورت کا طرف حبشیوں کے اور جوان کی مانند ہیں  
مِنْ غَيْرِ رِيَاءٍ  
بغیر رشک کے یعنی جائز ہے۔

فائدہ: ظاہر ترجمہ کا یہ ہے کہ بخلاف عورت کے کہ عورت کو بیگانے مرد کی طرف دیکھنا جائز ہے برخلاف

عکس اس کے اور یہ مسئلہ مشہور ہے اختلاف کیا گیا ہے اس کی ترجیح میں اور حدیث باب کی موافق ہے اس شخص کے جو اس کو جائز رکھتا ہے اور جو اس کو منع کرتا ہے اس کی حجت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے جو مشہور ہے کہ کیا تم دونوں اندھے ہو اور قوی کرتا ہے جواز کو ہمیشہ بدستور رہنا عمل اس پر کہ جائز ہو نکلنا عورتوں کو طرف مسجدوں اور بازاروں اور سفروں کے نقاب ڈال کر تاکہ مردان کو نہ دیکھیں اور مردوں کو نقاب ڈالنے کا کبھی حکم نہیں ہوا تا کہ ان کو عورتیں نہ دیکھیں تو اس نے دلالت کی کہ وہ دونوں گروہ کے حکم جدا جدا ہیں اور ساتھ اس کے حجت پکڑی ہے امام غزالی رحمہ اللہ نے اوپر جواز کے سو کہا کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ مرد کا منہ عورت کے حق میں چھپانے کی چیز ہے جیسے کہ عورت کا منہ مرد کے حق میں چھپانے کی چیز ہے بلکہ وہ مانند منہ بے ریش کے ہے مرد کے حق میں پس حرام ہے نظر وقت خوف فتنے کے اور نہیں تو نہیں اور ہمیشہ قدیم زمانے سے دستور چلا آتا ہے کہ مرد کھلے منہ ہوتے ہیں اور عورتوں کے منہ پر نقاب ہوتے ہیں سو اگر دونوں گروہ برابر ہوتے تو مردوں کو نقاب کا حکم ہوتا یا عورتوں کو نکلنے سے منع کیا جاتا۔

۳۸۳۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ مجھ کو اپنی چادر سے چھپاتے تھے اور میں حبشیوں کو دیکھتی تھی مسجد میں برچیوں سے کھینٹے یہاں تک کہ میں خود ہی طول اور دل گیر ہوتی یعنی حضرت ﷺ مجھ کو نہ فرماتے کہ بس کر بلکہ میں خود ہی جب تھک جاتی تو بس کرتی سو اندازہ کرو کم سن لڑکی کے مقدار کو جو کھیل پر حرص کرنے والی ہو کہ کتنی دیر تک دیکھتی رہتی ہے یعنی میں بہت دیر تک دیکھتی رہتی تھی۔

عورتوں کو اپنی حاجتوں کے لیے باہر نکلنا جائز ہے۔

۳۸۳۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سو وہ رضی اللہ عنہا زمعہ کی بیٹی رات کو قضاء حاجت کے واسطے باہر نکلیں سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا اور پہچانا سو کہا قسم ہے اللہ کی اے سو وہ! بے شک تو ہم پر چھپی نہیں رہتی سو وہ حضرت ﷺ کی طرف پلٹ آئیں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات حضرت ﷺ سے ذکر کی اور حالانکہ حضرت ﷺ میرے حجرے میں تھے رات کا کھانا کھاتے تھے اور البتہ آپ کے ہاتھ میں ہڈی تھی

۴۸۲۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ عَنْ عِيسَى بْنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِي بِرِدَائِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ حَتَّى أَكُونَ أَنَا النَّبِيُّ أَسَامُ فَأَقْدَرُوا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيثَةِ السِّنِّ الْحَرِيصَةِ عَلَى اللَّهِ.

بَابُ خُرُوجِ النِّسَاءِ لِحَوَائِجِهِنَّ.

۴۸۲۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْتُ سَوْدَةَ بِنْتُ زَمْعَةَ لَيْلًا فَرَأَاهَا عُمَرُ فَعَرَفَهَا فَقَالَ إِنَّكَ وَاللَّهِ يَا سَوْدَةُ مَا تَخْفَيْنِ عَلَيْنَا فَرَجَعْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ وَهُوَ فِي حُجْرَتِي يَتَعَشَّى وَإِنِّي فِي

يَدِهِ لَعَرَفًا فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ فَرَفَعَ عَنْهُ وَهُوَ يَقُولُ قَدْ أُذِنَ. اللَّهُ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَوَائِجِكُنَّ.

سو آپ پر وحی اتاری گئی پھر آپ سے وہ حالت موقوف ہوئی اور حالانکہ آپ فرماتے تھے کہ البتہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اجازت دی کہ اپنی حاجتوں کے واسطے باہر نکلا کرو۔

**فائدہ:** البتہ پہلے گزر چکی ہے شرح اس کی اور وجہ تطبیق کی درمیان اس کے اور درمیان دوسری حدیث اس کی کے بیچ اترنے حجاب کے سورۃ احزاب کی تفسیر میں اور ذکر کیا ہے میں نے وہاں تعاقب عیاض پر کہ اس نے گمان کیا ہے کہ حضرت ﷺ کی بیویوں پر اپنے جسم کا ظاہر کرنا حرام تھا اگرچہ منہ پر نقاب ڈالے ہوں اور چادریں لپیٹی ہوں اور حاصل بیچ رد کرنے قول اس کے بہت ہونا حدیثوں کا ہے جو وارد ہیں اس میں کہ وہ حج کرتی تھیں اور طواف کرتی تھیں اور مسجدوں کی طرف نماز کے واسطے نکلتی تھیں حضرت ﷺ کی زندگی میں بھی اور آپ کے بعد بھی۔ (فتح)

**بَابُ اسْتِئْذَانِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِي الْخُرُوجِ إِلَى الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهِ.**

اجازت مانگنا عورت کا اپنے خاوند سے مسجد وغیرہ کی طرف نکلنے کے واسطے۔

**فائدہ:** کہا ابن تین نے کہ باب باندھا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ نکلنے کے طرف مسجد وغیرہ کے یعنی ترجمہ عام ہے مسجد وغیرہ کو اور باب کی حدیث میں صرف مسجد کا ذکر ہے اور جواب دیا ہے کہ اس نے مسجد کے غیر کو مسجد پر قیاس کیا ہے اور جامع ان کے درمیان ظاہر ہے اور سب میں یہ شرط ہے کہ فتنے سے امن ہو۔ (فتح)

۴۸۲۷ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَأْذَنْتِ امْرَأَةٌ أَحَدَكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعُهَا.

۴۸۳۷ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کی عورت نماز کے واسطے مسجد میں جانے کی اجازت مانگے تو اس کو اجازت دے اور منع نہ کرے۔

**فائدہ:** ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس حدیث کی شرح کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے۔

**بَابُ مَا يَحِلُّ مِنَ الدُّخُولِ وَالنَّظَرِ إِلَى النِّسَاءِ فِي الرِّضَاعِ.**

۴۸۲۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ جَاءَ عَمِّي مِنَ الرِّضَاعَةِ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيَّ فَأَبَيْتُ أَنْ أُذِنَ لَهُ حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ جائز ہے داخل ہونے اور نظر کرنے سے طرف عورتوں کے رضاعت کے سبب سے

۴۸۳۸ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا کہ میرا چچا رضاعی آیا اور اس نے مجھ سے اندر آنے کی اجازت مانگی سو میں نے انکار کیا کہ اس کو اجازت دوں یہاں تک کہ حضرت ﷺ سے پوچھوں سو حضرت ﷺ آئے سو میں نے آپ سے اس کا حکم پوچھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک

وہ تیرا چچا ہے سو اس کو اجازت دے میں نے کہا یا حضرت! مجھ کو تو صرف عورت نے دودھ پلایا ہے مجھ کو مرد نے دودھ نہیں پلایا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک وہ تیرا چچا ہے سو اس کو تیرے پاس اندر آنا جائز ہے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور یہ حال بعد اس کے تھا کہ ہم پر پردہ اتارا گیا یعنی یہ واقعہ پردہ اترنے کے بعد تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حرام ہوتا ہے دودھ پینے سے جو حرام ہوتا ہے جتنے سے۔

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَتْهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّهُ عَمَلِكُ فَأَذْنِي لَهُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا أَرْضَعْتَنِي الْمَرْأَةُ وَلَمْ يَرْضِعْنِي الرَّجُلُ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ عَمَلِكُ فَلْيَلِجْ عَلَيْكَ قَالَتْ عَائِشَةُ وَذَلِكَ بَعْدَ أَنْ ضَرَبَ عَلَيْنَا الْحِجَابُ قَالَتْ عَائِشَةُ يَحْرُمُ مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب النکاح کے اول میں گزر چکی ہے اور یہ حدیث اصل ہے اس میں کہ رضاعت کے واسطے نسب کا حکم ہے کہ جائز ہے عورتوں کے پاس اندر جانا اور سوائے اس کے احکام سے۔ (فتح) باب لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَسْتَعْمِلُ لِرُؤُوسِهَا.

فائدہ: استعمال کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے لفظ حدیث کا ترجمہ میں بغیر زیادتی کے اور ذکر کیا ہے حدیث کو دو طریقوں سے۔ ۴۸۳۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُصَوِّرٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَسْتَعْمِلُ لِرُؤُوسِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا.

۴۸۳۹ - حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ بدن لگائے ایک عورت دوسری عورت سے پھر بیان کرے اس کی شکل اور صورت کو اپنے خاوند سے اس طرح کہ جیسے اس کو دیکھا ہے۔

۴۸۴۰ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَسْتَعْمِلُ لِرُؤُوسِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا.

۴۸۴۰ - ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ایک کپڑے میں کہا قالبی نے کہ یہ حدیث اصل ہے واسطے مالک کے سچ

بند کرنے ذریعوں کے اس واسطے کہ حکمت ہیچ اس نہی کے خوف ہے اس بات کا کہ خوش لگے خاوند کو وصف مذکور سو نوبت پہنچائے یہ طرف طلاق دینے اس عورت کے جو صفت کرتی ہے یا مفتون ہونے کے ساتھ اس عورت کے جس کی صفت کی گئی اور واقع ہوا ہے ہیچ روایت نسائی کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ نہ بدن لگائے ایک عورت دوسری عورت کے بدن سے اور نہ بدن لگائے مرد دوسرے مرد کے بدن سے اور مسلم اور اصحاب سنن نے یہ حدیث اس لفظ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد دوسرے مرد کے ستر کو نہ دیکھے اور ایک عورت دوسری عورت کے ستر کو نہ دیکھے اور نہ اکٹھا ہو ایک مرد ساتھ دوسرے مرد کے ایک کپڑے میں اور نہ جمع ہو ایک عورت ساتھ دوسری عورت کے ایک کپڑے میں کہا نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک مرد کو دوسرے مرد کے ستر کی طرف دیکھنا حرام ہے اور اسی طرح عورت کو بھی دوسری عورت کے ستر کی طرف دیکھنا حرام ہے اور یہ اس قسم سے ہے کہ اس میں کچھ اختلاف نہیں اور اسی طرح دیکھنا مرد کو طرف ستر عورت کے اور عورت کے طرف ستر مرد کے حرام ہے بالا جماع اور تنبیہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ساتھ دیکھنے مرد کے طرف ستر مرد کے اور دیکھنے عورت کے طرف ستر عورت کے اوپر اس کے ساتھ طریق اولیٰ کے یعنی یہ بطریق اولیٰ حرام ہے اور مستثنیٰ ہیں اس سے میاں بیوی کہ ایک کو اپنے ساتھی کا بستر دیکھنا جائز ہے مگر شرم گاہ میں اختلاف ہے اور صحیح تر قول ہے کہ جائز ہے لیکن بغیر سب کے مکروہ ہے اور بہر حال جو محرم ہیں پس صحیح یہ ہے کہ ایک کو دوسرے کی ناف سے اوپر اور گھٹنے سے نیچے دیکھنا جائز ہے اور یہ سب حرام جو ہم نے ذکر کیا اس جگہ ہے جس جگہ حاجت نہ ہو اور جائز اس جگہ ہے جس جگہ شہوت نہ ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حرام ہے مرد کو بدن لگانا دوسرے مرد کے بدن سے بغیر پردے کے مگر وقت ضرورت کے اور مستثنیٰ ہے اس سے معافہ اور حرام ہے چھوٹا غیر کے ستر کو جس جگہ سے ہو اس کے بدن میں سے بالاتفاق کہا نووی رحمہ اللہ نے اور اس قسم سے ہے کہ عام لوگ اس میں مبتلا ہیں اور بہت لوگ اس سے سستی کرتے ہیں جمع ہونا ہے حمام میں سو واجب ہے اس شخص پر جو اس میں ہو یہ کہ بجائے اپنی نظر اور ہاتھ وغیرہ کو غیر کے ستر سے اور یہ کہ بجائے اپنے ستر کو غیر کی نظر سے اور واجب ہے انکار اس کے فاعل پر واسطے اس شخص کے جو اس پر قادر ہو اور نہیں ساقط ہوتا انکار ساتھ گمان عدم قبول کے مگر یہ کہ اپنی جان پر فتنے سے ڈرے اور بہت مسئلے اس باب کے طہارت میں گزر چکے ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لَا طُوفَنَ اللَّيْلَةَ عَلَى  
نِسَائِي۔  
مرد کا یہ کہنا کہ میں آج رات اپنی سب عورتوں پر گھوموں  
کا یعنی سب سے صحبت کروں گا۔

فائدہ: کتاب الطہارۃ میں پہلے گزر چکا ہے من دار علی نساہ فی غسل واحد اور وہ قریب ہے اس ترجمہ کے معنی سے اور حکم شریعت محمدی میں یہ ہے کہ نہیں جائز ہے یہ بیویوں میں مگر یہ کہ شروع کرے نوبت بانٹنے کو بایں طور کے سب سے ایک بار اکٹھا نکاح کرے یا سفر سے آئے اور اسی طرح جائز ہے جب کہ اس کو اجازت دیں اور اس

کے ساتھ راضی ہو جائیں۔

۴۸۴۱ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ سَلِيمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لَا طَوْفَنَ اللَّيْلَةَ بِمَا نَآءَ امْرَأَةٍ تَلِدُ كُلَّ امْرَأَةٍ غُلَامًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ قُلْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَلَمْ يَقُلْ وَنَسِيَ فَأَطَافَ بِهِنَّ وَلَمْ تَلِدْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةً تَصِفُ إِنْسَانًا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَمْ يَحْنُثْ وَكَانَ أَرْجَى لِحَاجَتِهِ.

۴۸۴۱ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سلیمان بن داؤد علیہ السلام نے کہا کہ میں آج کی رات سو عورت پر گھوموں گا یعنی ان سے صحبت کروں گا ان میں سے ہر ایک عورت لڑکا جنے گی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا تو فرشتے نے اس سے کہا کہ انشاء اللہ کہہ یعنی اگر اللہ چاہے گا سو اس نے انشاء اللہ نہ کہا اور کہنا بھول گیا پھر ان سو عورتوں پر گھوما سو ان میں سے کوئی نہ جنی مگر ایک عورت آدھا آدمی جنی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ کہتا تو اس کی بات پوری ہوتی اور اپنے مطلب کا زیادہ تر امیدوار ہوتا۔

فائدہ: جب لوگوں نے جہاد میں سستی کی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے کثرت اولاد کی آرزو کی جہاد میں غیروں کی حاجت نہ رہے مگر انشاء اللہ کہنا بھول گئے پس مراد پوری نہ ہوئی معلوم ہوا کہ جس کسی کام کا ارادہ کرے تو انشاء اللہ ضرور کہہ لے اس واسطے کہ اللہ کی مدد کے بغیر آدمی سے کوئی کام نہیں ہو سکتا پیغمبر ہو یا ولی یا حکیم ہو یا بادشاہ اور یہ جو کہا لہ یحٰث تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی مراد پوری ہوتی اس واسطے کہ حاث نہیں ہوتا مگر قسم سے اور احتمال ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے اس پر قسم کھائی ہو۔ میں کہتا ہوں اتاری گئی تاکید جو مستفاد ہے قول اس کے سے لا طوفن بجائے قسم کے، کہا ابن رفعہ نے کہ مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ متصل ہونا استثناء کا ساتھ قسم کے تاثیر کرتا ہے بچ اس کے اگرچہ نہ قصد کرے اس کو پہلے فارغ ہونے کے قسم سے۔ (فتح)

بَابُ لَا يَطْرُقُ أَهْلُهُ لَيْلًا إِذَا طَالَ الْغَيْبَةُ  
مَخَالَفَةٌ أَنْ يُخَوِّنَهُمْ أَوْ يَلْتَمِسَ  
عَثَرَاتِهِمْ.

جب کوئی سفر میں گھر سے بہت مدت غائب رہا ہو تو اپنے گھر والوں کے پاس رات کو نہ آئے بسبب اس خوف کے کہ ان کو خیانت کی طرف نسبت کرے یا ان کی لغزشوں اور عیبوں کو تلاش کرے۔

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے جو باب کی حدیث کے بعض طریقوں میں آچکا ہے چنانچہ صحیح مسلم میں واقع ہوا ہے کہ حضرت ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔

۴۸۴۲ - حَدَّثَنَا إِدْمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَمِعَهُ رَوَيْتَ عَنْهُ

حضرت ﷺ مکروہ جانتے تھے کہ مرد اپنے گھر والوں کے پاس رات کو آئے۔

مَحَارِبُ بْنُ دِنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ أَنْ يَأْتِيَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ طُرُقًا.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ رات کو گھر میں نہ آتے بلکہ دوپہر سے پہلے آتے یا پیچھے کہاغت والوں نے کہ طروق کے معنی ہیں رات کو آنا سفر وغیرہ سے بے خبر۔

۴۸۴۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِقَاتٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَطَالَ أَحَدُكُمْ الْغَيْبَةَ فَلَا يَطْرُقُ أَهْلَهُ لَيْلًا.

۳۸۳۳ - حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی گھر سے بہت مدت غائب رہا ہو تو رات کو گھر والوں کے پاس نہ آئے۔

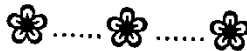
فائدہ: قید کرنا ساتھ دراز ہونے غیبت کے اشارہ کرتا ہے طرف اس کے کہ علت نبی کی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پائی جاتی ہے اس وقت پس حکم دائر ہے ساتھ علت اپنی کے وجودا و عدمًا سو جب تھا وہ شخص جو اپنی حاجت کے واسطے مثلاً دن کو باہر نکلے اور رات کو پھر آئے نہ حاصل ہوتا تھا واسطے اس کے جو خوف کیا جاتا ہے اس شخص سے جو بہت مدت اپنے گھر سے غائب رہے تو ہوگا دراز ہونا غیبت کا جگہ گمان امن کی ہجوم سے پس واقع ہوگا واسطے اس شخص کے جو ہجوم کرے بعد دراز ہونے غیبت کے اکثر اوقات جو برا لگے اس کو یا تو پائے گا اپنی عورت کو بغیر سترائی اور زینت کے جو مطلوب ہے عورت سے تو ہوگا یہ سب نفرت کا درمیان دونوں کے اور البتہ اشارہ کیا طرف اس کے ساتھ قول اپنے کے آئندہ باب کی حدیث میں کہ تاکہ زیر ناف کے بال لے جس کا خاوند غائب ہے اور کنگھی کرے پر انگندہ بالوں والی اور اس سے لی جاتی ہے کراہت مباشرت عورت کی اس حال میں جس میں ستری نہ ہوتا کہ نہ مطلع ہو اس سے اس چیز پر جو ہو سبب نفرت کا عورت سے اور یا اس کو مکروہ حالت پر پائے اور شرع رغبت دلانے والی ہے اوپر پردہ پوشی کے اور البتہ اشارہ کیا طرف اس کے ساتھ قول اپنے کے کہ ان کو خیانت کی طرف منسوب کرے یا ان کے عیبوں کو ڈھونڈے بنا بر اس کے پس جو شخص کہ اپنے گھر والوں کو اپنے آنے کی اطلاع دے اور یہ کہ وہ فلاں فلاں وقت میں پہنچے گا تو اس کو نبی شامل نہیں یعنی اس کو رات کے وقت گھر آنا درست ہے کہ وہ پہلے اطلاع کر چکا ہے اور تصریح کی ہے ساتھ اس کے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں پھر روایت کی اس نے کہ حضرت ﷺ ایک جنگ سے پلٹ کر آئے تو ایک شخص کو اطلاع کے واسطے آگے بھیج دیا کہ وہ آتے ہیں کہا ابن ابی جرہ نے کہ اس حدیث سے

معلوم ہوا کہ مسافر کو رات کے وقت بے خبر اپنے گھر والوں کے پاس آنا منع ہے جب کہ پہلے ان کو اپنے آنے کی خبر نہ کی ہو اور سبب اس کا وہ ہے جس کی طرف حدیث میں اشارہ واقع ہوا ہے اور بعض نے اس حکم کا خلاف کیا یعنی بے خبر رات کو اپنے گھر میں آئے سو اپنی عورت کے ساتھ اجنبی مرد کو پایا سو اس کو مخالفت کی سزا ملی چنانچہ ابن خزیمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ دو مرد رات کو اپنے گھر میں آئے سو دونوں نے اپنی عورت کے ساتھ مرد کو پایا اور اس حدیث میں رغبت دلانا ہے باہم دوستی اور محبت رکھنے پر خاص کر میاں بیوی کے درمیان اس واسطے کہ اکثر اوقات ایک کو دوسرے کا کوئی عیب پوشیدہ نہیں ہوتا اور باوجود اس کے آنے سے منع کیا تا کہ نہ مطلع ہو اس چیز پر جس کے سبب سے اس کو عورت سے نفرت ہو تو اس کی رعایت غیر زوجین میں بطریق اولیٰ ہوگی اور اس سے لیا جاتا ہے کہ زیر ناف کے بال لینا اور مانند اس کے اس قسم سے کہ زینت کرتی ہے ساتھ اس کے عورت نہیں داخل ہے نہی میں اللہ تعالیٰ کی پیدائش کے بدلنے سے اور اس میں رغبت دلانا ہے اوپر ترک تعرض کے واسطے اس چیز کے کہ واجب کرے بدگمانی کو ساتھ مسلمان کے۔ (فتح)

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہ ترجمہ اکیسویں پارے صحیح بخاری کا تمام ہوا۔

وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین، آمین۔





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## فہرست مضامین

www.KitaboSunnat.com

- 596 ..... سورہ فاتحہ کی فضیلت میں ❀
- 598 ..... سورہ بقرہ کی فضیلت میں ❀
- 600 ..... سورہ کہف کی فضیلت میں ❀
- 601 ..... سورہ فتح کی فضیلت میں ❀
- 602 ..... سورہ قل ہوا اللہ احد کی فضیلت کے بیان میں ❀
- 605 ..... باب ہے بیان میں ان سورتوں کے جن کی ابتدا میں اعوذ کا لفظ ہے ❀
- باب ہے بیان میں اس شخص کے جو کہتا ہے کہ نہیں چھوڑا حضرت ﷺ نے کچھ مگر جو دو تختیوں کے ❀
- 609 ..... درمیان ہے ❀
- 610 ..... قرآن کو سب کلاموں پر فضیلت ہے ❀
- 613 ..... باب ہے بیچ بیان وصیت کرنے کے ساتھ قرآن کے ❀
- 613 ..... جو قرآن کے ساتھ بے پرواہ نہ ہو وہ ہم میں سے نہیں ❀
- 616 ..... رشک کرنا قرآن والے کا ❀
- 618 ..... تم لوگوں میں سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے ❀
- 621 ..... قرآن کو زبانی پڑھنا بغیر دیکھنے کے ❀
- 623 ..... باب ہے بیان میں یاد کرنے قرآن کے ❀
- 627 ..... سواری پر قرآن پڑھنا ❀
- 628 ..... چھوٹے لڑکوں کو قرآن سکھانے کا بیان ❀
- 629 ..... باب ہے بیان میں بھول جانے قرآن کے ❀
- 632 ..... باب ہے اس شخص کے بیان میں جو نہیں دیکھتا ڈر کہ کہے سورہ بقرہ وغیرہ ❀
- 635 ..... قرأت کو کھول کر پڑھنا ❀

- 639 ..... باب ہے بیان میں کھینچنے آواز کے ساتھ قرأت قرآن کے ❀
- 640 ..... باب ہے بیچ بیان ترجیع کے ❀
- 641 ..... خوش آوازی سے قرآن کو پڑھنا ❀
- 641 ..... جو چاہے کہ اپنے غیر سے قرآن کو سنے ❀
- 642 ..... کہنا پڑھانے والے کا پڑھنے والے کو کہ تجھے اسی قدر کافی ہے ❀
- 643 ..... کتنے دنوں میں قرآن پڑھا جائے؟ ❀
- 647 ..... قرآن پڑھنے کے وقت رونا ❀
- 649 ..... جو دکھلاوے اور نمود کے واسطے قرآن پڑھے ❀
- 651 ..... پڑھو قرآن کو جب تک تمہارے دل جمع ہوں ❀

### کتاب النکاح

- 654 ..... کتاب ہے نکاح کے بیان میں ❀
- 654 ..... رغبت دلافی نکاح میں ❀
- باب ہے حضرت ﷺ کے اس قول کے بیان میں جو تم میں نکاح اور خانہ داری کی طاقت رکھتا ہو ❀
- 658 ..... تو نکاح کرے ❀
- 663 ..... جو جماع کی طاقت نہ رکھتا ہو روزے رکھے ❀
- 663 ..... بہت عورتوں سے نکاح کرنا یعنی چار تک ❀
- جو ہجرت کرے یا نیک عمل کرے کسی عورت سے نکاح کرنے کے واسطے تو اسے اپنی نیت کا ❀
- 666 ..... ثواب ملے گا ❀
- 667 ..... نکاح کرنا تک دست کا ❀
- کوئی مرد اپنے بھائی مسلمان سے کہے کہ دیکھ تو میری کس بیوی کو چاہتا ہے تاکہ میں اس کو طلاق ❀
- 668 ..... دوں ❀
- 669 ..... جو مکروہ ہے ترک کرنے نکاح کے سے اور خفی ہونے سے ❀
- 673 ..... باب ہے بیچ نکاح کرنے کنواریوں کے ❀
- 674 ..... بیوہ عورتوں سے نکاح کرنے کا بیان ❀
- 677 ..... چھوٹی لڑکیوں کو بڑوں کے نکاح میں دینا ❀

- باب ہے بیان میں اس کے کہ کس سے نکاح کرے اور کون قوم کی عورتوں سے نکاح کرنا بہتر ہے۔ 678
- رکھنا لونڈیوں کا اور جولوٹنی کو آزاد کرے پھر اس سے نکاح کرے۔ 679
- باب ہے اس شخص کے بیان میں جولوٹنی کی آزادی کو مہر ٹھہرائے۔ 682
- باب ہے بیان میں نکاح کرنے تنگدست کے۔ 685
- باب ہے بیچ معتبر ہونے کفو کے دین میں۔ 687
- مال میں کفو کا بیان اور نکاح کرنا مفلس مرد کا مالدار عورتوں کو۔ 692
- جو پرہیز کی جاتی ہے عورت کی بے برکتی اور نحوست سے۔ 693
- آزاد عورت کا غلام کے نکاح میں ہونا۔ 695
- نہ نکاح کرے چار سے زیادہ عورتوں کو۔ 696
- باب ہے بیان میں اس آیت کے اور تمہاری مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا۔ 698
- باب ہے بیان میں اس شخص کے جو کہتا ہے کہ نہیں رضاعت بعد دو برس کے۔ 703
- لڑکا دودھ یعنی مرد کا۔ 708
- باب ہے بیان میں شہادت دودھ پلانے والی کے۔ 710
- باب ہے بیان میں ان عورتوں کے جو حلال ہیں اور جو حرام ہیں۔ 712
- باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں کہ تمہاری بیویوں کی لڑکیاں جو تمہاری پرورش میں ہیں۔ 718
- باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں یہ کہ جمع کرو دو بہنوں کو مگر جو پہلے گزر چکا۔ 720
- نہ نکاح کیا جائے عورت کا اس کی پھوپھی اور نہ اس کی خالہ پر۔ 721
- باب ہے بیچ بیان کرنے شغار کے۔ 723
- کیا جائز ہے واسطے کسی عورت کے کہ اپنی جان کسی کو بخشے۔ 724
- باب ہے بیچ بیان نکاح کرنے محرم کے۔ 725
- باب ہے اس بیان میں کہ حضرت ﷺ نے نکاح حصہ سے اخیر عمر میں منع کیا۔ 727
- جائز ہے واسطے عورت کے پیش کرنا اپنی جان کا نیک مرد پر۔ 732
- باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں کہ گناہ نہیں تم پر یہ کہ پردہ میں کہو پیغام نکاح عورتوں کو۔ 737
- نکاح سے پہلے عورت کو دیکھنا۔ 742
- باب ہے بیان میں اس شخص کے جو کہتا ہے کہ نہیں ہے نکاح مگر ساتھ ولی کے۔ 743

- 750 ..... جب خود ولی نکاح کرنے والا ہو تو خود آپ اپنا نکاح کر لے یا اور ولی کی حاجت ہے
- 753 ..... نکاح کر دینا مرد کا اپنی چھوٹی اولاد کو
- 753 ..... باب ہے اس بیان میں کہ باپ اپنی بیٹی کا نکاح امام سے کر دے
- 754 ..... بادشاہ ولی ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ ہم نے تیرا نکاح اس سے کر دیا
- 755 ..... نہ نکاح کرے باپ وغیرہ کنواری عورت کو اور شوہر دیدہ کو
- 758 ..... جب باپ اپنی بیٹی کا نکاح کر دے اور وہ اس نکاح سے ناخوش ہو تو اس کا نکاح مردود ہے
- 760 ..... باب ہے یتیم لڑکی کے نکاح کر دینے کے بیان میں
- 762 ..... جب نکاح کا پیغام کرنے والا عورت کے ولی سے کہے کہ مجھ کو فلاں عورت سے نکاح کر دے
- 766 ..... ترک خطبہ کی تفسیر
- 767 ..... باب ہے بیان میں خطبہ پڑھنے وقت نکاح کے
- 768 ..... بجا نا دف کا نکاح اور ولیمہ کے وقت میں
- 770 ..... باب ہے بیچ بیان اس آیت کے اور دو عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے
- 771 ..... نکاح کرنا قرآن پر بغیر مہر کے
- 782 ..... مہر باندھنا ساتھ اسباب کے اور لوہے کی انگوٹھی کے
- 782 ..... باب ہے بیان میں شرطوں نکاح کے
- 785 ..... باب ہے بیان میں ان شرطوں کے جو نکاح میں ٹال نہیں
- 786 ..... زردی لگانا واسطے نکاح کرنے والے کے
- 787 ..... کس طرح دعا کی جائے واسطے نکاح کرنے والے کے
- 788 ..... باب ہے بیچ بیان دعا کرنے کے واسطے عورتوں کے جو راہ دکھاتی ہیں دلہن کو
- 789 ..... بیان اس شخص کا جو دوست رکھتا ہے اپنی عورت کی صحبت کو جہاد سے
- 790 ..... باب ہے اس شخص کے بیان میں جو عورت سے صحبت کرے اور حالانکہ وہ نو برس کی لڑکی ہو
- 790 ..... سفر میں عورت کے ساتھ بنا کرنی
- 791 ..... لانا دلہن کا خاوند کے گھر میں دن کو بغیر سواری اور آگ جلانے کے
- 792 ..... پکڑنا نماط اور جو اس کے مانند ہو واسطے عورتوں کے
- 792 ..... باب ہے بیچ بیان ان عورتوں کے جو عورتوں کو تیار کر کے خاوند کے پاس پہنچاتی ہیں

- 793 ..... دلہن کو تحفہ اور ہدیہ بھیجنے کا بیان ..... ❀
- 795 ..... دولہا کو دلہن کے کپڑے مانگ کر لینا ..... ❀
- 796 ..... جب مرد اپنی بیوی سے صحبت کرے تو کیا کہے ..... ❀
- 797 ..... ولیمہ یعنی شادی بیاہ کا کھانا حق ہے ..... ❀
- 800 ..... ولیمہ کرنا اگرچہ ایک بکری ہو ..... ❀
- 805 ..... بیان اس شخص کا جو ولیمہ کرتا ہے اپنی بعض عورتوں پر زیادہ بعض سے ..... ❀
- 805 ..... بیان اس شخص کا جو بکری سے کم تر کے ساتھ ولیمہ کرے ..... ❀
- 806 ..... باب ہے بیچ و جو ب قبول کرنے ولیمہ اور دعوت کے ..... ❀
- جس نے دعوت چھوڑی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی جو بکری کے ساتھ کی دعوت ..... ❀
- 806 ..... کو قبول کرتا ہے ..... ❀
- 811 ..... دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنا شادی وغیرہ میں ..... ❀
- 813 ..... عورتوں اور لڑکوں کا شادی کی طرف جانا ..... ❀
- 814 ..... جب کوئی دعوت میں برا کام دیکھے تو کیا پلٹ آئے؟ ..... ❀
- 817 ..... قائم ہونا عورت کا مردوں پر شادی میں اور خود اپنی جان سے ان کی خدمت کرنی ..... ❀
- 818 ..... باب ہے بیچ بیان نقوع اور شراب کے جو مسکر نہ ہو ..... ❀
- 818 ..... بیان نیکی اور نرمی کرنے کا ساتھ عورتوں کے ..... ❀
- 819 ..... عورتوں کے مقدمے میں وصیت کرنے کا بیا ..... ❀
- 820 ..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے ..... ❀
- 821 ..... گھر والوں کے ساتھ نیک صحبت رکھنا ..... ❀
- 831 ..... نصیحت کرنا اپنی بیٹی کو اس کے خاوند کے واسطے ..... ❀
- 844 ..... عورت کو اپنے خاوند کے اجازت سے نفلی روزہ رکھنا جائز ہے ..... ❀
- 844 ..... جب عورت اپنے خاوند کا بستر چھوڑ کر سوئے بغیر سب کے تو اس کو جائز نہیں ..... ❀
- 846 ..... عورت اپنے خاوند کے گھر میں آنے کی اجازت کسی کو نہ دے ..... ❀
- 850 ..... خاوند کی نعمت کا شکر نہ کرنے کے بیان میں ..... ❀
- ..... بیان اس حدیث کا کہ تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے ..... ❀

- 852 ..... عورت اپنے خاوند کے گھر میں حاکم ہے۔ ❀
- 853 ..... بیان آیت ﴿الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ﴾ کا۔ ❀
- 853 ..... حضرت ﷺ کا اپنی بیویوں سے جدا ہونا علیحدہ مکان میں۔ ❀
- 855 ..... عورت کا مارنا جو مکروہ ہے اس کا بیان۔ ❀
- 857 ..... عورت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اپنے خاوند کا کہنا نہ مانے۔ ❀
- 858 ..... بیان اس آیت کا ﴿وَإِنْ امْرَأَةٌ خَافَتْ﴾ الخ۔ ❀
- 858 ..... باب عزل کے بیان میں۔ ❀
- 862 ..... عورتوں کے درمیان قرعہ ڈالنا جب سفر کا ارادہ کرے۔ ❀
- 865 ..... عورت اپنے خاوند سے اپنی باری کا دن سوکن کو بخش دے۔ ❀
- 866 ..... عورتوں کے درمیان عدل کرنا۔ ❀
- 866 ..... جب کنواری کو شوہر دیدہ پر نکاح کرے تو کسی طرح کرے؟ ❀
- 867 ..... جب شیب کو بکر پر نکاح کرے تو کیا کرے؟ ❀
- 868 ..... جو اپنی سب عورتوں پر گھوڑے ایک غسل میں داخل ہونا مرد کا اپنی عورتوں میں دن میں۔ ❀
- 869 ..... اجازت مانگنا خاوند کا اپنی بیوی سے کہ ان میں کسی ایک کے گھر میں اس کی تیمارداری کی جائے۔ ❀
- 870 ..... مرد کا اپنی بعض عورتوں کو بعض سے زیادہ محبت رکھنا۔ ❀
- 870 ..... اپنے آپ کو آراستہ کرنے والا ساتھ اس چیز کے جو نہیں ملی۔ ❀
- 872 ..... غیرت کے بیان میں۔ ❀
- 879 ..... عورتوں کا غیرت اور غصہ کرنا۔ ❀
- 881 ..... مرد کا اپنی بیٹی سے ضرر مٹانا غیرت کے باب میں اور انصاف کرنا۔ ❀
- 884 ..... مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں بہت ہو جائیں گی۔ ❀
- 885 ..... کوئی مرد اپنی غیر محرم عورت کے پاس اکیلا نہ ہو۔ ❀
- 887 ..... لوگوں کے پاس جو خلوت جائز ہے۔ ❀
- 888 ..... زنانہ مرد کو عورتوں کے پاس اندر جانا منع ہے۔ ❀
- 889 ..... دیکھنا عورتوں کا طرف جھبیسوں وغیرہ کے۔ ❀
- 890 ..... باب ہے عورتوں کو اپنی حاجت کے لیے باہر نکلتا۔ ❀

- 891 ..... باب ہے بیچ بیان داخل ہونے اور نظر کرنے عورتوں کے رضاعت کے سبب سے ❀
- 892 ..... باب ہے بیان میں بدن سے بدن لگانے عورتوں کے پھر اپنے خاوند سے بیان کرنا. ❀
- 893 ..... مرد کو کہنا کہ میں آج رات سب عورتوں پر گھوموں گا ..... ❀
- 894 ..... باب مسافر اپنے گھر میں رات کو نہ آئے ..... ❀

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

